تاریخ راجگان ہند

موسوم بہ

وقائع راجستان

RARE BOOK
JAMIA NAGAR

ہندو اقوام و طل خصوصاً قوم راجپوت اور اُنکی مختلف شاخوں کا مفصل و مستند بیان از ابتدا تا انتہا موجود ہے
جس میں اُن غیر قوموں کی سچی تصویریں نظر آتی ہیں جو بیرونجات سے آئیں۔ اصلی باشندگان ہند کو مغلوب کرکے
بر قابض ہوئیں۔ اور ہندوستان میں رہکر ہندو کہلانے لگیں۔ ان اقوام کے بعد مسلمانوں کا آنا۔ اُنکے اقبال و زوال کے
نکے بعد انگریزی حکومت کا قائم ہونا وغیرہ وغیرہ تا زمانہ حال بیان کیا گیا ہے۔ رزم بزم۔ جدال و قتال، روایات و رسوم حالات
تاریخی و جغرافیائی وغیرہ کا یہ کتاب بیش بہا مرقع ہے۔ اور بڑی خوبی یہ ہے کہ فاضل و محقق مؤلف نے کرنل ٹاڈ و دیگر مورخین کی تمام غلط بیانیوں کی تردید
و اصلاح نہایت شرح و بسط اور دلائل و ثبوت کے ساتھ فرمائی ہے۔ اس بے نظیر کتاب کا ماخذ ریاست عالیہ رامپور کا بیش بہا کتب خانہ ہے۔

من تالیف لطیف فاضل اجل محقق بے بدل مورخ بے مثیل صاحب کتب کثیرہ اعنے

مولوی حکیم محمد نجم الغنی خاں صاحب رامپوری،

باہتمام خواجہ اسد پرنٹر و پبلشر

ہمدرد پریس لکھنؤ میں طبع ہوکر زینت عالم تاریخ ہوئی

جون سنہ ۱۹۲۶ء

سوانح عمری مؤلف

مولوی نجم الغنی خان کی ولادت شہر رامپور ملک روہیلکھنڈ مین دسوین ربیع الاول ۱۲۷۶ ہجری مطابق ۸ ماہ اکتوبر ۱۸۵۹ء کو ظہور مین آئی محمد نجم الغنی نام سے سنہ ولادت [illegible] حاصل ہوتا ہے۔ انکا خاندان اس شہر کے اہل علم [illegible] سے ہے
انکے والد مولوی عبد الغنی خان نے علم معقول و منقول کی پوری تحصیل کی ۱۸۶۳ء مین وہ ریاست اودیپور ملک میواڑ مین گئے اور وہان تیس سال سے زیادہ عرصے تک مختلف معزز عہدون پر ممتاز رہے آخر مین ریاست اودیپور نے پنشن مقرر کرکے انہین وطن کو رخصت کیا۔ ۲ اپریل ۱۸۹۹ء کو انتقال کر گئے۔

مولوی نجم الغنی خان کی والدہ روزی خان شہر [illegible] سردار کی پوتی تھین حکیم محمد [illegible] مشہور مصنف کتب طبیہ انکے بھائی تھے۔ مولوی نجم الغنی خان اوائل عمر مین اپنے بزرگوار کے پاس اودیپور چلے گئے وہان فارسی و عربی کی کتب ابتدائی کا مطالعہ کیا ۱۲۹۳ ہجری کو رامپور واپس آئے اور یہان رہکر [illegible] سے تحصیل علوم کی فلسفہ قدیمہ مولوی عبد الحق صاحب خیرآبادی سے سیکھا اور علم ادب عربی مولوی محمد طیب صاحب [illegible] سے حاصل کیا۔ مولوی نجم الغنی خان نے فن طب یونانی کی کتابین اپنے ماموں حکیم محمد اعظم خان اور دوسرے اطبا سے پڑھکر مطب کیا محمد نجم الغنی ان چند اہل ہمت اصحاب سے ہین جنھون نے اپنی ذاتی کوشش سے مدارج کمال پر عروج کیا اور متعدد کارآمد تصانیف کی وجہ سے کس مپرسی کی حالت سے نکلکر مشاہیر مین شامل ہوئے نومبر ۱۹۰۱ء مین وہ اودیپور ملک میواڑ کے ہائی اسکول کے ہیڈ مولوی مقرر ہوئے اور ۱۹۲۳ء سے اس خدمت سے سبکدوش ہوئے ۱۸۹۲ء کو انکے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام شمس الغنی ہے۔ شمس الغنی خان نے ۱۹۱۱ء مین میٹریکولیشن کا امتحان پاس کیا اور ۱۹۱۳ء مین اندور کے ہلکر کالج سے ایف۔ اے کے امتحان مین شریک ہوکر کامیاب ہوئے ۱۹۱۵ء مین ریاست رامپور کے ہائی اسکول سے ماسٹری کی حالت مین یونیورسٹی الہ آباد کے امتحان بی۔ اے مین پرائیوٹ امیدوار کی حیثیت سے شرکت کی اور سکنڈ ڈویزن مین کامیاب ہوئے پھر سنبھل کے ہائی اسکول کے سکنڈ ماسٹر مقرر ہوئے پھر اودیپور کی ریاست نے اپنے کالج کا پرشین پروفیسر کرکے بلا لیا پھر بارہ بنکی اور لکھیمپور کے [illegible] مین سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس رہے اور یہین سے الہ آباد کے ٹریننگ کالج مین شریک ہوکر ایل ٹی کے امتحان مین اول ڈویزن مین اول نمبر پر کامیاب ہوئے اسکے بعد اودھ کے ہائی اسکول کے اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے یہان سے علیگڈھ کی اسلامیہ یونیورسٹی نے اپنے یہان کے ٹریننگ کالج کے پروفیسر کے عہدے پر بلا لیا یہان سے گورنمنٹ نارمل اسکول اجمیر کی ہیڈ ماسٹری کے عہدے پر بلائے گئے اور انکی کوشش سے وہ ٹریننگ کے قریب ترقی کر گیا۔

مولوی نجم الغنی خان نے اپنے وطن کے سرکاری کتب خانے کی مدد سے وہ [illegible] کتابین لکھین جو اہل علم مین قبولیت کا شرف حاصل کرنے مین کامیاب ہوئین اور ایک ایک مضمون پر بار بار کئی کئی کتابین لکھکر چھپوائین [illegible]

(۱) خواص الادویہ فن مفردات طب مین دوبارہ اضافہ ہوکر خزانۃ الادویہ نام پرچھپی تیسری بار خزائن الادویہ کے نام سے آخری مکمل کتاب ہے (۲) راجپوتون کے حالات مین تاریخ ایکبار کارنامہ راجپوتان کے نام سے چھپی دوسری بار تاریخ راجپوتانہ کے نام سے تیسری بار وقائع راجستان کے نام سے یہ آخری سب سے مکمل کتاب ہے (۳) مذاہب الاسلام کبھی تاریخ مذاہب الاسلام کے نام سے بھی چھپی (۴) تاریخ اودھ (۵) تاریخ روہیلہ موسوم بہ اخبار الصنادید (۶) تعلیم الایمان شرح فقہ اکبر (۷) تہذیب العقائد شرح عقائد نسفی (۸) مزیل الغواشی شرح اصول شاشی (۹) شرح سراجی فن فرائض مین (۱۰) نہج الادب صرف ونحو قواعد فارسی وتحقیقات السنہ مین یہ فارسی زبان مین ہے (۱۱) قرابادین نجم الغنی (۱۲) سلک الجواہر فی احوال البواہر یہ اسماعیلیہ بوہرون کی تاریخ ہے ایک بار عقود الجواہر فی احوال البواہر کے نام سے چھپی ہے (۱۳) تذکرۃ السلوک فلسفۂ تصوف مین (۱۴) منتہی القواعد عرف قواعد جامدی صرف ونحو فارسی مین (۱۵) شرح چہل کاف (۱۶) بحر الفصاحت یہ کتاب علم معانی وبیان وبدیع وعروض وقافیہ کے بیان مین ہے اور پنجاب یونیورسٹی کے اُردو فاضل کے کورس مین داخل ہے (۱۷) مفتاح البلاغت یہ انتخاب ہے بحر الفصاحت کا (۱۸) معیار الافکار یہ فن منطق مین فارسی زبان مین ہی (۱۹) رسالہ نجم الغنی یہ انتخاب ہے نہج الادب کا (۲۰) مفتاح المطالب یہ آیات قرآنی سے فال نکالنے کا رسالہ ہے (۲۱) تسہیل اللغات یہ ضخیم کتاب غیر مطبوع ہے

نوٹ:- اصول فقہ اور علم معانی وملل ونحل کو اُردو کا اول جامہ پہنانے والے یہی ہین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی اوضح لنا سبیل الرشاد واھدی لنا طریق السداد والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

اہل علم پر واضح ہو کہ جن لوگون نے تاریخی واقعات راجستان کے لکھے ہین وہ تنقید اور تحقیق کو کام مین نہین لائے ہین اسلئے مین نے ارادہ کیا کہ جانسوزی کے ساتھ اس بحث پر کچھ لکھون۔ کوئی خاص کتاب میری تمام اغراض کو کافی نہ تھی اسلئے متعدد فارسی ہندی کی کتابون کو مطالعہ کر کے یہ ذخیرہ فراہم کیا۔ انگریزی کتابون سے مسلمان بادشاہون کے واقعات مین استمداد کرنی غلطی ہے کیونکہ ان کتابون کا ماخذ بھی فارسی کی کتابین ہین ان کتابون سے اپنی علمی استعداد کے مطابق اور قومی تعصب کے انضمام کے ساتھ پروپیگنڈا پھیلانے کو جو واقعات یورپین مورخون نے نقل کئے ہین ان پر ایک منصف مورخ کا اپنی تاریخ کو مبنی کرنا بہت ہی شرمناک بات ہے۔

فن تاریخ مین بہت سے فائدے مضمر ہین

(۱) جو صاحبان ذکا اس فن مین مہارت رکھتے ہین انکو رغبت معرفت علمی کی زیادہ ہوتی ہے۔

(۲) اس علم سے خرمی و دلچسپی حاصل ہوتی ہے شامت و ملالت کا زنگ آئینہ خاطر سے زائل ہو جاتا ہے۔

(۳) باوجود کثرت فوائد کے یہ علم سہل الحصول بھی ہے اسکے حاصل کرنے مین محنت و مشقت زیادہ نہین کرنی پڑتی۔

(۴) اس فن کے واقف کو ہمعصرون مین شرف و عزت حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ روایات ثقات کی مطابقت اختیار کرتا ہے اور جو کچھ اسکے مخالف ہو اسکو مردود سمجھتا ہے۔

(۵) تجربہ حاصل ہوتا ہے اور تجربہ آدمی کے لیے نہایت ضروری ہے

(۶) جو شخص علم تاریخ کے واقعات و سانحات مین غور کرتا ہے گویا کہ عقلائے عالم سے مشورہ کرتا ہے

(۷) علم تاریخ سبب زیادتی عقل و وسیلہ ازدیاد فضل اور ذریعہ اصابت رائے و تدبیر ہے۔

(۸) اہل اقتدار کے دل حوادث مشکلہ مین اس فن کے مطالعے سے مطمئن و برقرار رہتے ہین کیونکہ کیسی ہی صعوبت پیش آئے زمانہ سلف کے واقعات عظلے پر خیال کر کے امید کامیابی منقطع نہین ہوتی۔

(۹) جو شخص علم تاریخ سے بخوبی ماہر ہوتا ہے وہ حصول مرتبۂ صبر و رضا سے بہرہ مند ہو جاتا ہے۔
(۱۰) اس فن میں عجائب انقلابات و غرائب تغیرات ظاہر ہو کر قدرت قاہرۂ حضرت مالک الملک پر اعتقاد زیادہ حاصل ہو جاتا ہے کہ نعمت و نکبت اور عسرت و سہولت کو چندان بقا نہیں پس کثرت اموال سے مغرور اور حوادث ادبار سے ملول ہونا فضول ہے۔

نتیجۂ تاریخ

تاریخ کا بڑا نتیجہ یہ نصیحت ہے کہ والیان ملک کو حکمرانی کرنے میں غرور نکرنا چاہئے پل کے پل میں بادشاہ فقیر اور حاکم محکوم ہو جاتا ہے۔ سلطنت ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے جن شاہنشاہوں کے ایک ادنےٰ اشارۂ ابرو پر ہزاروں گردنیں جھک جاتی تھیں اُنکی اولاد آج بھیک مانگتی پھرتی ہے۔

بنیاد تاریخ

تاریخ عالم میں لکھا ہے کہ تاریخ کی بنیاد ان باتوں پر منحصر ہے (۱) روایات سماعی (۲) قصائد و اشعار عمومی (۳) اخبار یا آثار سنویہ (۴) تاریخ ہمعصری یا ذاتی وغیرہ (۵) دفاتر سلطانی یعنی کاغذات ملکی وغیرہ (۶) مینار و سکہ و عمارات وغیرہ۔
روایات سماعی اُن باتوں کو کہتے ہیں کہ ایک کی زبان سے دوسرا پشت بہ پشت سنتا چلا آئے ایام سلف کا حال جو بہت قدیم ہے اکثر اسی قسم کے اخبار پر مبنی ہے قصائد اور اشعار عمومی خواہ روایات مروجہ پر منحصر ہیں خواہ کسی ماجرائے حال یا اشخاص مشہورہ کی مہمات پر جو بطور یادگار لکھے گئے۔ آثار سنویہ مختصر دفتر سالانہ بابت حال و واقعات کے ہیں جو سرکار یا کوئی خاص شخص لکھتا ہو چنانچہ ان دنوں میں جو اخبار جاری ہیں وہ اسی قسم کے کاغذ ہیں۔ تاریخ ہمعصری یا ذاتی اسکو کہتے ہیں جس کے احوال کو اُس شخص نے لکھا ہو جسکے زمانے میں اُنکا ظہور ہوا ہو یا اُسنے اپنی آنکھوں سے اُنکو دیکھا ہو یا وہ بذات خود اُن میں شریک ہو تاریخ قدیم اکثر اسی قسم سے ہے دفاتر سلطانی اصلی نوشتے مثلاً قانون تحریری اسناد۔ منادی۔ فرمان۔ اور صلح نامے اکثر پتھر یا دھات پر کندہ کئے جاتے ہیں اور اس قسم کے نوشتے زمان حال میں بہت ہیں۔ اور عام کتب خانوں میں بھی قدیم زمانے کے نوشتے ملتے ہیں اور ان دنوں اس قسم کے نوشتوں کی نقلیں دفتروں میں جو خاص اسی کام کے لیے بنے ہیں احتیاط سے رکھی جاتی ہیں۔ پرانے زمانے کے ایسے نوشتے جو ناپائدار چیزوں پر لکھے جاتے تھے اکثر جلتے رہے اور جو رہ گئے وہ اکثر پتھر یا تانبے کے پتر پر کندہ ہیں ہندوستان میں اس قسم کے نوشتے بہت ہیں اور وہ سنسکرت زبان میں بخط ناگری لکھے ہوئے ہیں اور اس قسم کے نوشتے ہزار برس سے زیادہ کے نہیں ملتے۔ اکثر تحریرات ہیں جن کے حروف پڑھے نہیں جاتے اسی قسم کی تحریر مینارۂ دہلی پر ہے جسکو فیروز شاہ کی لاٹ کہتے ہیں سکہ۔ تمغہ۔ قبر۔ مندر۔ مسجد اور عمارات عام سے بھی تاریخ لکھنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ ہندوستان میں بہت سے پرانے سکے دستیاب ہوئے ہیں مگر بسبب نہونے تاریخ اور نام کے ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس راجہ کا وہ سکہ ہے ہندوستان میں کوئی ایسی عمارت نہیں جسکی قدامت میں کچھ شک نہو۔ اور سب سے پرانے بدھ کے مندر ہیں انکے نشان ملتے ہیں جو گیا۔ بھیلسہ اور پنجاب میں موجود ہیں اور جنوبی ہندوستان میں بھی بہت مندر ویران ملتے ہیں سب سے عجیب یادگار غاروالے

والے مندر ہین اور انمین سے مشہور وہ مندر ہین جو ایلورا متعلقہ صوبہ اورنگ آباد اور ایلیفنٹا اور سالسیٹ معروف بہ جھالنا دو جزیرون مین جو بمبئی کے پاس ہین واقع ہین۔ ان مندرون کی بنا کی تاریخ اور اصل دریافت نہین ہوئی اور جو تحریر ان مین پائی جاتی ہے وہ پنڈتون سے بھی پڑھی نہین جاتی علم نظم زمان بھی علم تاریخ کا ایک ضروری جزہے یعنی اُسکے وسیلے سے دریافت ہوجاتا ہے کہ کونسی واردات کس زمانے مین واقع ہوئی جسطرح قدیم زمانے کے آدمی علم تاریخ کی طرف توجہ کم رکھتے تھے اسیطرح علم نظم زمان پر اُن کا کچھ دھیان نہ تھا اول علم تاریخ کی ترقی ہوئی بعد اسکے نظم زمان کی یعنی مؤرخون نے تواریخین تو مفصل لکھین مگر سنہ وسال کے لکھنے مین کوتہ قلمی کی۔ بہ لحاظ علم نظم زمان کے تاریخ زمان قدیم اور زمان جدید پر منقسم ہوئی تاریخ قدیم وہ ہو جسمین شروع پیدائش دنیا سے تباہ ہونے رومی مغربی سلطنت تک جو پانچوین صدی سنہ عیسوی مین واقع ہوئی کیفیت مرقوم ہے اور تاریخ جدید یورپ کی بڑی بڑی سلطنتون کی بنیاد پر مبنی ہو اور پانچوین صدی سے پندھروین صدی تک کا نام زمانۂ درمیانی رکھا گیا ہو۔ ہندوستان کی پُرانی تاریخ محمود غزنوی کے حملے کے وقت گیارھوین صدی عیسوی مین ختم ہوئی۔

جغرافیہ

جغرافیہ جسکے معنے زمین کے بیان کئے ہین اُسکو تین شاخون مین تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) حسابی یا ریاضی جغرافیہ جسمین زمین کی شکل۔ حرکات اور جسامت کا بیان ہوتا ہے وہ حساب اور نجوم کے علم سے تعلق رکھتا ہے۔

۲ طبعی جغرافیہ۔ اس مین سطح زمین کی قدرتی تقسیم اور اُسکے مادے اور اُس کی ساخت کا۔ اُسکی مختلف پیداوارون حیوانات ونباتات۔ اس کرۂ ارضی کی آب وہوا اور دوسری تفصیلات کا جو اسکی جسمانی یا قدرتی حالت سے متعلق ہوتی ہین ذکر ہوتا ہے۔

۳۔ سیاسی جغرافیہ۔ اس مین ملکون اور سلطنتون کی زمین کی تقسیم کا مع ان کی وسعت۔ آبادی۔ فدائع آمدنی۔ طرزہائے حکومت۔ زمین۔ مذاہب۔ رسم ورواج۔ اوضاع واطوار۔ علم اور دوسری تمام ایسی باتون کا جو انسان سے بحیثیت ایک سیاسی یا تمدنی ہستی کے متعلق ہوتی ہین بیان ہوتا ہے۔ لہذا جغرافیہ کی اسی شاخ کا تعلق تاریخ اور سیاسی اقتصادیات سے ہے۔

ضروری گذارش

مین اپنی اس تاریخ مین حتے الوسع واقعات تحقیق کرکے راست اور بے کم وکاست درج کرکے نہایت ادب کے ساتھ اُردو خوان پبلک کے روبرو پیش کرتا ہون۔

اس کتاب مین اگر سنہ وسال مین بے ترتیبی پائی جائے تو اسکا سبب یہ سمجھنا چاہئے کہ جن کتابون سے مطالب اخذ کئے ہین انمین باہم ایک ہی واقعہ مین سنہ وسال کا اختلاف کیا ہو۔ کسی مین کچھ لکھدیا ہے کسی مین کچھ اور وہ سب کتابین اپنی اپنی جگہ مستند مانی گئی ہین۔

محمد نجم الغنی ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ ابن مولوی محمد عبدالغنی خان خلف مولوی محمد عبدالعلی خان خلف مولوی محمد عبدالرحمن خان خلف مولانا حاجی محمد سعید خان شاگرد رشید مولانا حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی -

ہندوستان کے اصلی باشندے

جب غیر ملک والے ہندوستان کو فتح کرتے گئے تب اصلی باشندے پہاڑون اور جنگلون اور گھاٹون مین بھاگ کر چلے گئے اور وہان باوجود تبدیل زمانہ اور گردش روزگار کے جو ہندوستانیون مین ہمیشہ آتی رہتی تھین اُن جنگلیون کی گفتگو ویسی ہی بے محاورہ رہگئی اور اُن کی راہ و رسم اور دین بھی نہ بدلنے پائے اور جب سے پھر کبھی وہ ہندوستان سے نہ ملے - یہ ہندوستانی اصلی آدمی باہر کے آنے والون جیسے بہادر اور پھرتیلے اور خوش رنگ تو نہتے مگر سب کے سب جنگلی اور وحشی بھی نہ تھے انھین سے اکثر شہرون اور گاؤن مین رہتے تھے کھیتی باڑی کرتے تھے اُنکے سردار بھی تھے جو لڑائی مین سپہ سالار بنتے اور امن کے دنون مین اُنپر حکومت کرتے یہ بہت سی زبانین بولتے تھے اُن مین سے سب سے بڑی موجودہ تامل زبان کی ایک بہت پرانی بولی تھی جو جنوبی ہند مین بولی جاتی تھی چونکہ وہ ہزارون سال سے گرم ملک مین رہتے چلے آئے تھے رنگ کے سانولے ہوگئے یہ قدیم زمانے مین سانپون درختون اور اپنے مرے ہوئے آبا و اجداد کی روحون کی پوجا کرتے تھے اپنے ان دیوتاؤن سے بہت ڈرتے تھے اور ان سے یہی دعا مانگتے تھے کہ وہ اُنھین تکلیف نہ دین اور اپنے مُردون کو سادے پتھر کے تلے دفناتے تھے -

ہند کے نہایت قدیم باشندون کے چند فرقے تھے اُن کے زمانے کے نوشتے موجود نہین بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حروف اور کسی طرح کی علامتون کے استعمال سے ناواقف تھے -

قدیم و جدید تاریخ لکھنے والون نے آرین اور غیر آرین کی سکونت سے پہلے ایک ابتدائی قوم کی جو نہایت غیر تربیت یافتہ تھی بود و باش تبلائی ہے اُنکی تحقیق کا دار و مدار اُن کے آثار قدیمہ کے پائے جانے پر رکھا گیا ہے جو بڑے بڑے پہاڑون اور کھوؤن مین پائے گئے ہین خصوصاً دریاے نربدا کے قریب گھاٹی مین اُن قومونکے پتھر سے بنائی ہوئی اشیا کے ذخیرے ملے ہین جو یشب کی چھریان اور چقماق کے پتھر کے ناتراشیدہ ہتھیار ہین یہ لوگ بالکل دھات سے ناواقف تھے پھر انکے بعد ایک ایسی قوم ہوئی جو اگرچہ دھات سے ناواقف تھی مگر شکار کھیلنے اور لڑنے کے واسطے تبر اور دیگر اوزار چقماق کے پتھر کے مثل اُن کے جو شمالی یورپ مین پاے جاتے ہین ابتدائی قومون کی بہ نسبت بڑی صفائی اور حکمت سے بناتی تھی انکے بعد ہندوستان مین غیر آرین لوگون کی آبادی قائم ہوئی اُنکے حالات کہین کہین ہندوستان کے تاریخی صفحات پر پائے بھی جاتے ہین مگر محض جزوی طور پر جس کی کوئی تشریح یا تفصیل نہین کی جا سکتی -

اُتنا بتلایا جاتا ہے کہ یہ قوم ہندوستان مین ہمالیہ کی شرقی اور شمالی جانب سے آکر آباد ہوئی جو دستکاریان انکی ہم تک پہنچی ہین وہ صرف ناتراشیدہ پتھر کے حلقے ڈبیان اور پلٹنے ہین جن کے نیچے وہ اپنے مُردون کو قدیم اہل یورپ کے دستور کے موافق دفنایا کرتے تھے اور اُن چیزون سے جو ان قبرون سے نکلی ہین دریافت

ہوتاہے کہ کسی دوردراز زمانے مین جو صحیح طور سے معین نہین ہوسکتا یہ لوگ سخت مٹی کی ہلکی اور خوش قطع ہنڈیا اور برتن بنانا جانتے تھے اور لوہے کے ہتھیارون سے لڑتے اور تانبے اور سونے کے زیور پہنتے تھے اور اس سے بھی قدیم اشیا کے ذریعہ سے جو دستیاب ہوئی ہین ثبوت بہم پہونچتا ہے کہ یہ لوگ جو قبرین بنایا کرتے تھے ابتدائی نسلون کے سلسلے کی ایک کڑی ہین ان کی بقیہ اور یادگار قومین ہندوستان کے قریب قریب تمام حصونمین مختلف ناموںکے ساتھ پائی جاتی ہین اور جن کو گونڈ۔ کھانڈلا۔ منڈا۔ کول۔ بھیل اور سنتال وغیرہ کہتے ہین۔

پس جاننا چاہیے کہ جن کو ہم اصلی باشندے کہتے ہین اور جو آرین کے نوواردون سے پامال ہوئے اُن کا زمانہ اُن زمانون کے بعد ہوا ہے جو دھات اور پتھر کے زمانے کے نام سے تعبیر کیے گئے ہین۔

ظفرمند آرین اگلے زمانے کے فرقون کو دسیو یعنی دشمن یا داس یعنی غلام کہتے تھے آرین شمال کے سرد ملکون سے ہند مین آے اور اُنکو اپنے صاف رنگ پر بڑا فخر تھا سنسکرت زبان مین رنگ کو ورن کہتے ہین اور اس لفظ کے معنی رفتہ رفتہ نسل یا ذات کے ہوگئے۔ کم سے کم تین یا چار ہزار سال کا عرصہ ہوا کہ آرین شاعرون نے وید تصنیف کیے اور اُن مین روشن دیوتاؤن کی تعریف کی ہے کہ اُنھون نے داس کو قتل کیا اور آرین رنگ کی حفاظت کی اور سیاہ فامون کو آرین کا مطیع کیا جون جون زمانہ گذرا اور اُن غیر تربیت یافتہ فرقون نے جنگل مین پناہ لی تو اُن کی زشت روئی کے بیان مین زیادہ ترقی ہوئی یہانتک کہ آرین شاعرون اور پوجاریون نے راکشس اور دیو کے الفاظ انھین کی نسبت استعمال کئے ہین اور دسیو یعنی دشمن جو اُنکی نسل کا نام تھا رفتہ رفتہ بھوت یا پریت کے معنے مین مستعمل ہونے لگا وید کے زمانے سے کم از کم ایک ہزار سال کے بعد سکندر اعظم کے ساتھیون نے بھی جب وہ ہند کی مہم پر آے تھے ایشیا کے ایک غیر آرین فرقے کی بدہیئتی کا بیان کیا ہے۔

لیکن کل اصلی فرقے وحشی نہ تھے کیونکہ دسیو یعنی غیر آرین کے صاحب دول ہونے کا ذکر آیا ہے اور وید کے بھجنون مین ان کی ساٹھ گڑھیون اور نوے قلعون کا بیان ہوا ہے۔ بعد گذرنے ایک زمانے کے آرین نے غیر آرین فرقون سے رابطۂ اتحاد پیدا کیا اور بعض قوی مملکتون پر غیر آرین لوگ سلطنت بھی کرتے تھے اور مذہبی رسوم اور حیات آئندہ کی تمنا سے بھی یہ لوگ معرّا نہ تھے۔

غیر آرین کی تین نسلین ہین اول تبتّی برہما کے فرقے جو گوشۂ شمال و مشرق سے داخل ہوئے اور ہنوز ہمالیہ کے پہلوون پر مقیم ہین چنانچہ گورکھے ہمالیہ کی غیر آرین قوم سے ہین۔

دوم کول اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی شمال و مشرق کے درون سے بنگالے مین آئے یہ خاص اُس سلسلۂ کوہ پر جو جنوبی ہند کے میدان مرتفع کے شمال و مشرق کو واقع ہین رہتے ہین کول بھیلون سے بہت مشابہ ہین چھوٹا ناگ پور کے کولون مین تورانی عنصر زیادہ ہے برخلاف اسکے گجرات کے کولون مین راجپوتون کا میل ہوگیا ہے ان لوگو نکو برہمنون نے شودرون کے طبقے مین شامل کیا ہی ہر قسم کا موٹا کام کرتے ہین اور قلی کے نام سے مشہور ہین یہ قلی تمام انگلستان کی نوآبادیون اور امریکہ مین پھیلے ہوئے ہین یہ ایک خاص زبان بولتے ہین جسکا نام کولاری

رکھا گیا ہے سنتال اور مالیہ جو بہار اور بنگالے کے درمیانی پہاڑون مین رہتے ہین کولون کے خاندان مین داخل
ہین سنتالیون کی زبان کل کولاہی ہے ۔
سوم ڈراوڑ جو پنجاب مین شمال و مشرق کے درون سے داخل ہوئے اور اب سطح مرتفع کے جنوبی حصے مین
جو ہند کے سرے یعنی راس کماری تک ہے بستے ہین ڈاکٹر لیبان فرانسیسی کا خیال ہے کہ قوم ڈراوڑ یا تامل
فاتحین و مفتوحین کے میل سے بنی ہے دوسری عبارت مین قوم ڈراوڑ ملک ہند کے قدیم باشندون اور اُن اقوام
زرد رنگ کے میل سے بنی ہے جو برہم پتر کی طرف سے ہندوستان مین آئین پھر ان مین تورانیون کا جو شمال و غرب
سے آئے میل ہو گیا ڈراوڑون کی دو تقسیمین کی گئی ہین اولاً وہ جن مین اصلی باشندون کا جز غالب ہے ان کو پروٹو
ڈراوڑ کہتے ہین ثانیاً وہ جو پروٹو ڈراوڑ اور تورانی اقوام کے میل سے بنی ہین یہ خالص ڈراوڑ ہین گوندمون کی
نسبت کہہ سکتے ہین کہ یہ حبشی قسم کے قدیم پروٹو ڈراوڑ ہین نہایت بدصورت پست قد اور نہایت سیاہ فام ہین ۔

ہندوستان مین باہر سے آنے والے فاتح جو ہندو بن گئے

ہندوستان کے شمال مین ہمالیہ سے پار جو ملک ہے اُسے **وسط ایشیا** کہتے ہین وہان شدت کی سردی ہوتی ہے
قدیم تاریخون مین اس وسط ایشیا کے وسیع صحرا اور بڑے بڑے وادی تمام دنیا کی موجودہ قومون کے مورث اور
آبا و اجداد کے اصلی وطن اور حقیقی مسکن بتلائے جاتے ہین دنیا کے تمام حصے مختلف اور متفرق قومون سے جہان
جہان آباد ہین عام اس سے کہ وہ ایشیا ہو یا یورپ وہان ہین کی قومین جا کر آباد ہوئی ہین ۔
ان قومون کے حالات پر پردہ ہے مگر جو کچھ تاریخی محققین نے لکھا ہے وہ یہی ہے کہ چار پانچ ہزار برس قبل یعنی
مسیح کی ولادت سے دو تین ہزار برس پیشتر مغربی حصے یعنی پنجاب مین چند ایسی قومین آباد تھین جن کا رنگ گورا اور
قد دراز تھا یہ لوگ اپنے آپکو آریا کہتی تھین اور فرنگی انکو آرین کہتے ہین سنسکرت مین لفظ آریا کے معنے معزز اور
عالی خاندان کے ہین اور اسی لفظ سے ہندوستان کا نام آریاورت یعنی شریف النسل کا مسکن آیا ہے
زردشت کی ژندو اَستا مین بھی وسط ایشیا اور ایران کو ایریا لکھا ہے یہی لفظ ارمنی اور یونانی اور جرمنی زبانون
مین بھی پایا جاتا ہے آریہ قومین سابق مین عموماً مویشیون کو پالا کرتی تھین اور اُنکے بڑے بڑے گروہ انکے
ساتھ رہا کرتے تھے وہ خانہ بدوش تھے اور خاص کر مویشیون کی ضرورت سے کھلے میدان وسیع سبزہ زار اور
بڑی بڑی چراگاہون مین سالہا سال پڑے رہتے تھے جب ان میدانون مین چارہ ختم ہو جاتا تھا تو وہ
اپنے ڈیرے ڈانڈے اُٹھا لیتے تھے یہ لوگ ہر قسم کے جانور گائے بھینس اور بکری وغیرہ پالتے تھے اور اُن کو اپنی
جانون سے زیادہ عزیز رکھتے تھے وہ لوہے کے اوزار اور اُن کے استعمال سے خوب واقف تھے کپڑے پہنتے
تھے ہندوستان کے قدیمی باشندون کی طرح ننگے نہین رہتے تھے پکا کھانا کھاتے تھے یہ قومین وسط ایشیا سے
پھیل کر تمام دنیا مین آباد ہوئین انھین لوگون مین سے بعض لوگون نے ہندوستان کا رخ کیا اور شمالی
کوہستانی راستون سے ممالک ہند مین داخل ہوئے ۔ انکے آنے کے دو راستے بتلائے جاتے ہین ایک درہ خیبر

پشاور کی راہ سے دوسرا آسام کی گھاٹی مشرقی ہمالیہ کی راہ سے جس سے تبت کے لوگونکی ہندوستان مین آمد و رفت ہی
اس مین شک نہین کہ اُنھون نے ہندوستان کو سب سے پہلے فتح کیا۔ اُن کے ہندوستان مین آنے کی
تاریخ اب تلاش کرنا لاحاصل ہے یہ اعلےٰ درجے کی قوم شمال و مغرب کے جانب سے آنیوالی جنوب کے رہنے والے
آدمیون سے خوش شکل بہت توانا اور مضبوط تھی۔ سورج۔ چاند۔ آسمان۔ ہوا۔ اور بادلون کو دیوتا سمجھ کر پوجتی
تھی۔ اور بہت ہی قدیم زبان سنسکرت کی ایک بولی بولتی تھی انکی نسل اب تمام ہند مین بالتخصیص برہمن
اور راجپوت کے نام سے پھیلی ہوئی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسی وسط ایشیا کے مرکز سے چند شاخین مشرق
اور چند مغرب کو روانہ ہوئین اور مغرب کی جانب روانہ ہونے والون مین سے ایک شاخ نے فارس کی سلطنت کی بنا
ڈالی اور دوسری نے اتھنس اور اسپارٹا کے شہر تعمیر کیے اور قوم یونانی کہلائی۔ تیسری نے ملک اٹالیہ مین سات
پہاڑیون پر وہ شہر بنایا جو انجام کار شاہان روم کے لقب سے مشہور ہوا۔ اسی نسل کے ایک گروہ سے تواریخی زمانے
کے قبل ولایت اسپین آباد ہوئی اور جب انگلستان کی طرف نظر کی جاتی ہے تو وہان پر بھی ایک آرین نسل کی آبادی جو درخت
کی ڈالیون کی بنی ہوئی ڈونگیون مین مچھلی پکڑتی یا کارن وال مین ٹین کی کانین کھودتی ملتی ہے رفتہ رفتہ
اسی طرف سے اور لوگون نے آنا شروع کیا ان مین ایک تُک یا شک نسل ہے جو توران کی طرف سے
چھٹی صدی قبل از مسیح مین ہندوستان پر حملہ آور ہوئی اور اس سے دیگر اقوام بطور شاخ نکلین اور ایک نسل
ستھین یا ستھیا یا سکا ہے اسنے سنہ عیسوی کے شروع مین ہندوستان پر حملہ آور ہو کر ہند کے معاملات پر
بڑا اثر ڈالا۔ اور اقوام جاٹ بھی جو ستھین سے نکلنے کے دعوے مین شریک ہین ایران سے دریاے اٹک کے پاس
آئین اور پانچوین یا چھٹی صدی مسیحی مین ہندوستان مین قائم ہوئین۔ بعد مین آنیوالون کا مذہب شاید سب سے
پہلون کے طریقے سے برخلاف تھا اور ان دونون مذہبون کی آمیزش سے رفتہ رفتہ ہندوستان کا شاستر بنا
غرضکہ شمال کی طرف سے بہت سی قومین یکے بعد دیگرے آتی گئین جو آریا۔ یونانی۔ ایرانی۔ ترک۔ ستھین
تک شک۔ جاٹ اور ہُن کہلاتی تھین۔ ان کے علاوہ بہت سی قومین تھین جنکے نام تک بھی اب معدوم ہوگئے ہین
آریا نسل اور خاصکر اُن نسلون سے جو آریا نہین ہین ایک مخلوط النسل قوم پیدا ہوگئی۔ تمدن ہند مین بیان
کیا ہے کہ اقوام ہند چار اقوام سے مرکب ہین حبشی۔ زرد قوم۔ تورانی اور آریا۔ ان چار اصلی اجزا کے مختلف
تناسب مین ملنے کی وجہ سے اور نیز اُن اثرون کی وجہ سے جو اختلاف مرز و بوم سے پیدا ہوتے ہین ایک
بہت بڑا گروہ ذیلی اقوام کا پیدا ہوگیا۔

آریا

انکی نسبت ہمکو صرف اتنا معلوم ہے کہ انکا اصلی وطن وسط ایشیا یا ترکستان تھا یہ لوگ رنگ کے گورے
دراز قد اور خوبصورت تھے انکی پیشانی اونچی تھی یہ اُن زرد رنگ کے چپٹے چہرے والون سے بالکل جدا تھے
جو مشرق کی جانب منگولیا مین رہتے تھے جو آریا ہند مین آکر بسے ہم اُنکو ہندی آریا کہہ سکتے ہین

آریا جو پہلے ہمالیہ کے اطراف مین اور بندیاچل تک بسے تھے چھوٹے چھوٹے قبیلون مین شبانی زندگی بسر کرتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے ملک پر بتدریج چڑھائی کی - یہ سچ ہے کہ وہ لکھنا بھی نہین جانتے تھے اور ہمارے لئے اپنی کوئی ایسی تحریرین نہین چھوڑ گئے جن سے اُنکے مفصل اور مکمل حالات معلوم کئے جائین تاہم وہ دیوتاؤنکی تعریف مین منتر پڑھا کرتے تھے اور اپنی اولاد کو صحت اور صفائی کے ساتھ اُن منترون کا پڑھنا سکھاتے تھے - منتر ایسے ازبر ہو جاتے تھے کہ اُن کا بھولنا مشکل تھا یہی سبب ہے کہ صدیون تک منتر سینہ بسینہ چلے آئے آخر کار لکھنے کا فن بھی ایجاد ہوگیا منتر تحریرین آگئے اب ہندوون کے ہان یہ سب منتر لکھے ہوئے موجود ہین -

ہند مین آنیوالے آریا کے اپنے وطن مین رہنے اور وہان سے جنوب و مشرق کی طرف سفر کرنے کا حال رگ وید کے بھجنون سے بخوبی منکشف ہوتا ہے اسکے بھجن کابل مین درخیبر کے شمال تک پہونچنے اور پچھلے دریاے گنگا تک وارد ہونے کی خبر دیتے ہین اور مشرق کی جانب درمیانی راہ فتح مندی سے طے کرنے کی کیفیت وید کے نوشتون مین ایسی مفصل پائی جاتی ہے کہ قدم قدم کا حال معلوم ہو سکتا ہے - خطہ پنجاب جو پانچ دریاؤن سے سیراب پایا تو اپنا آبائی طریقہ خانہ بدوش چرواہونکا چھوڑ کر پیشہ زراعت مستقل طور پر اختیار کر لیا رگ وید کے بھجنون سے آریا کے حالات دریافت ہوتے ہین کہ دریاے انڈس کے کنارے متعدد فرقون مین تقسیم ہوکر کبھی آپس مین برسر جنگ ہوتے اور گاہے باہم متفق ہوکر سیاہ فام اصلی باشندون کا مقابلہ کرتے تھے

ہند مین آنے سے پہلے جبکہ اپنے سرد شمالی وطن مین مقیم تھے ان کو کھانا پکانے اور گرم رہنے کے لیے آگ کی ضرورت پڑتی تھی اس لیے یہ اگنی دیوتا کی پرستش کرتے تھے لیکن پنجاب مین آکر دیکھا کہ فصلون کے لیے مینھ کی ضرورت ہے تو فضاے آسمانی کے دیوتا اِندر کی پوجا کرنے لگے اور اُسکی تعریف مین منتر پڑھنے لگے یہ لوگ خیال کرتے تھے کہ گرج اندر کی آواز ہے بجلی اُسکا نیزہ ہے اور یہ نیزہ جب کالے بادلون کی پیٹھ مین گھستا ہے تو اُن مین سے مینھ کی دھار نکل کھیتون کو سیراب کرنے لگتی ہے وہ خیال کرتے تھے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح ہوا اور آسمان سے پرے ایک نورانی طبقے مین پہونچتی ہے جہان کسی قسم کا درد نہین ہے ہر وقت روز روشن اور سدا بہار ہے ہمیشہ راحت و آرام اور امن و آسائش کا دور دورہ ہے اور جہان ہر وقت دوستون اور عزیزون کا قرب نصیب ہے انکی اصطلاح مین اس طبقے کے حاکم کا نام یَم تھا انکا یہ بھی خیال تھا کہ مرنے کے بعد سب لوگ یم کے سامنے پیش ہوتے ہین اور وہ اُنکے اعمال کا لیکھا کرتا ہے اُن کے علاوہ اور دیوتا بھی تھے جنکے وہ پوجتے تھے مثلاً وَرُن جو نیلگون آسمان پر حکومت کرتا تھا سورے یا سورج - وایو یا ہوا - رُدر یا گرج اُشس یا صبح کی سنہری اور سرخ شفق -

آریا ہمالیہ کی رفعت و عظمت کو پیش نظر رکھ کر اُسکی اُلوہیت کے قائل ہو گئے اور اُسکی مدح و ثنا مین اپنی عقیدت و خلوص کا اظہار کرنے لگے جیسا کہ وید کے ایک بھجن سے ظاہر ہوتا ہے تو ایسا ہے کہ جسکی عظمت اور رفعت کو برف سے چھپے ہوئے چٹان بڑے بڑے موج مارنے والے سمندر اور دریا مانے ہوئے ہین - پہاڑون پر موقوف نہین دریا کے ساتھ بھی عقیدت و خلوص کے یہی انداز قائم رکھے گئے - وید کی کتابون مین بہت سے بھجن ایسے پائے جاتے ہین

جن کی عبارت مین آریا لوگون کا پنجاب کے دریا اور نیز گنگا جمنا سرستی - اور دیگر چشمون سے اپنی کاشتکاری کی سیرابی
اور شادابی کی دعائین مانگنا پورے طور پر ثابت ہوتا ہے - پہاڑ اور دریا کی عظمت کچھ آریا لوگون کے زمانے تک
محدود نہین رہی بلکہ آریا لوگون کے بعد بھی جب ہندوستان کی تمام قومون نے ہندو دھرم کا مذہبی لباس پہنا اور شاستر اور
پُران کا رشتۂ عقیدت اپنی گردنون مین ڈالا تو اُسوقت سے لیکر ان دونون اشیا کو آج تک بہت بڑا متبرک اور بہت بڑا
مقدس سمجھا اور کوہ ہمالیہ اور اُسکے تمام مرتفع مقامات خاص دیوتاؤن کا قیام گاہ سمجھے جاتے ہین اور آج تک اُن کا ہر ایک
نیک اور باعمل شخص اپنے مرنے کے بعد انھین مقامات کو اپنی روح کی دائمی آسائش گاہ ہونے کے لیے اپنے دار الخلد اور بہشت
برین سے تعبیر کرتا ہے - اسی طرح دریاے گنگا جمنا سرستی وغیرہ وغیرہ کی عظمت و وقعت عقیدتمند ہندوؤن کے دلون مین
آج تک قائم ہے -

قدیم ہندی آریا آج کل کے کُل ہندوؤن سے کئی باتون مین مختلف تھے اُن مین ذات پات کی تمیز نہ تھی جو بعد مقرر ہوئی
ہر گھرانے مین باپ پوجاری کا کام دیتا تھا اسیطرح سردار بھی اپنے فرقے کا بزرگ اور پوجاری سمجھا جاتا تھا مگر البتہ بڑے تیوہارون مین
وہ کسی فاضل کو جو مقدس چڑھاوونکی اداے رسوم سے واقف ہو منتخب کرتا تھا تاکہ وہ لوگون کی طرف سے قربانی گذارے
نہ اُنکے شوالے اور ٹھاکر دوارے تھے نہ ٹھاکر اور مورتیان تھین اُن کی لڑکیان اپنے لیے خود خاوند پسند کرتی تھین بیواؤنکی
شادی ہوتی تھی اُنکی غذا مین غلہ اور گوشت دونون شامل تھے یہ سوم کا منشی رس پیتے تھے زمین جوتتے تھے جَو اور
گیہون کی فصلین تیار کرتے تھے سوت کاتنا اور کپڑا بننا جانتے تھے لیکن لوہے کے اوزار بنانا انھین معلوم نہ تھا ہان تانبے
اور جست کو آگ پر پگھلاتے تھے اور انکو ملا کر بھورے رنگ کی ایک دھات بناتے تھے جسے پیتل کہتے ہین اس سے چاقو اور
نیزون کی بھالین بناتے تھے -

ابتدا مین آریا صرف شمال ہی کی طرف راج کرتے تھے اگرچہ وہ دکن پر چڑھائی کرتے تھے لیکن بہت مدت تک اُن ملکون
کو جو نربدا کی سمت دکن واقع ہین اپنے قبضے مین بخوبی نہ لاسکے ظاہر ہے کہ جس زمانے مین منو کی دھرم شاستر تصنیف ہوئی
تھی آریا کی سلطنت صرف شمال ہی مین تھی شاسترون مین لکھا ہے کہ شمال دیوتون کا اور اشراف آدمیون کا مقام
ہے یعنی آریا کا مسکن ہے اور باقی ہندوستان ملیچھ یعنی قدیم باشندون کا ملک ہے -

ٹاڈ صاحب نے راجستان کی تاریخ مین لکھا ہے اور دوسرے مصنف بھی کہتے ہین کہ دو ہزار برس گذرے ہونگے کہ ایک
نئی قوم کے بہادرون نے جن کو اگنی کُل کہتے ہین پہلے شمالی ہندوستان کو فتح کیا اور ہندوؤن کے راجہ شکست پاکر
نربدا پار اُتر کے دکن کی طرف آباد ہوئے

معلوم ہوتا ہے کہ جس عصر مین مہابھارت اور راماین بنائی گئی تھین تب تک ہندو یعنی راجپوت اور برہمن دکن
کو خوب طرح سے نہین جانتے تھے اسکو کہانی مین سنا کرتے اور بندرون کے رہنے کی جگہ خیال کرتے جن مین کہ سردار
اور سپہ سالار ہوتے تھے اور وہان ریچھون کے سردار اور راکششون کے بادشاہ رہا کرتے تھے اس بات سے ثابت
ہے کہ جن کو ان کتابون مین بندر اور ریچھ اور راکشش ٹھہرایا ہے وہ شمال کے رہنے والونکی بہ نسبت برہمنون

کے مذہب مین دیکھے گئے۔

تک شک یا تاک

سنہ عیسوی سے چھ سو برس پہلے اور شاید دارا کے حملے سے چند مدت بیشتر ایک نئی قوم نے تاتار سے آنکر سندھ کے پار ہوکر ہندوستان مین بہت سی فتحین حاصل کین جو لوگ تاتار سے ہندوستان مین آئے اُن کو تک شک کی نسل مین سے کہے ہین جسکی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ سانپ اُن کی قوم کا تمغا یا جھنڈے کا نشان ہو گا ابو الغازی نے لکھا ہے کہ تانک خلف ترک یا ترنگے پتی وہی تھا جسکو یرانون مین تر شک لکھا ہے اور چینی مورخون کا تک یک جسنے یونان کی بنک ٹریا (باختر) سلطنت کی تباہی مین اعانت کی اور اُس ملک کا اپنے نام سے ترکستان نام رکھا ہی ہے۔ اور تاجک نسل جو اس ملک مین پھیلی ہوئی ہے اور جس کی تاریخ مفقود ہے تک شک کی اولاد معلوم ہوتی ہے زبان سنسکرت مین لفظ ناگ و تک شک سانپ کے معنے ہین اور قدیم تاریخ ہندوستان کا ناگ بنس تک شک کہلاتا ہے مہابھارت مین بطور رنگینی عبارت و کنایہ و اشارہ حال جنگ مین پانڈوی اندر پرستھ (دہلی) ہو قوم تک شک شمالی درج ہے تک شکون کا پر تک شک دریا کے معروف کو قتل کرنا اور اُسکے پسر جنمے جے کا اُن سے جنگ و جدل کرنا اور آخر مین اُن سے عہدنامہ خراج گذاری لکھانا جو مہابھارت مین لکھا ہے اگر مبالغے سے صاف کیا جائے تو درحقیقت ایک تاریخی واقعہ ہے۔ تک شک کا دوسرا نام تاک تائے فوقانی و کاف تازی سے بھی نظر سے گذرا ہے اور ناگ نون اور کاف فارسی سے بھی ڈاکٹر لیبان کا قول ہے کہ ناگ دراصل تورانی فاتحین تھے جنھون نے جنوبی ہند مین بڑی بڑی حکومتین قائم کی تھین اور اپنی رعایا یعنی قدیم اقوام دراوڑ کے ساتھ انھون نے سانپ کی پرستش اختیار کی تھی لنکا کا راجہ راون بھی ناگ قوم سے تھا جسپر رام نے چڑھائی کی تھی (فائدہ)

حق تحقیق یہ ہے کہ اندوستھک لوگ حیوان کے نام سے مشہور ہوتے ہین لومڑی اور سور یعنی خوک اور تک شک یعنی سانپ اور اشو یا اسپ یعنے گھوڑا۔ پُران مین اول ذکر حملہ تک شک جو شیشناگ دیس (دو نون شین معجمہ کے درمیان یائے مجہول) سے نکلا ہے درج ہے شیش ناگ دیس میری دانست مین جائے سکونت قوم تک شک ہے جسکو چین والے ٹک یک اور ترکستان والے تاجک کہتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم وہی ہے جسکو یرانون مین ترشک لکھا ہے اور عوام ہنود ترک بولتے ہین اور شیشناگ دیس سے مراد منگولیا ہے جسکو چینی ماتار اور ایرانی آدمی توران کہتے ہین اور اُسکے باشندون کو تورانی بولتے ہین جب اہل عرب نے اسکو فتح کرلیا تو بوجہ اس بات کے کہ یہ ملک سرزمین ایران سے دریاے جیحون کے دوسرے کنارے کی طرف واقع تھا ماورا النہر کہنے لگے جو زبانون پر تخفیف پاکر ماورا النہر مشہور ہوگیا۔ اس کے جنوب کی طرف تخارستان اور چترال کے پہاڑ شمال کی طرف بلاد خوارزم اور دشت قبچاق مغرب کی طرف ملک جرجان و خراسان مشرق کی جانب سرزمین ترکستان و مغولستان ہے وہ مسکن تک شک کہ ہند پر حملہ آور ہوئے ہین اور پرانون مین انکا حال درج ہے۔ از روے حساب یہ حملہ چھٹی صدی قبل از مسیح کے واقع ہوا ہے۔ قریب قریب اسی عہد کے انھین اقوام نے حملہ کرکے ایشیاے کوچک کو فتح کیا۔ شیش ناگ جو اُن کا سردار تھا اُس کی ہمراہی مین انھون نے شمالی ہندوستان کو فتح کیا اور درجہ بدرجہ اُن قومون سے جو اُن سے پہلے ہندوستان مین آئی

* تاژیک کا مبدل تاجیک ہے اور تاجک اسکا مخفف ہے استفادہ از تسہیل اللغات مولفہ مولف مرآت المنود

تھین ملتے گئے انھون نے مگدھ (بہار) کے راج کو زیر کیا اور شیش ناگ یا نڈوؤ نکے تخت پر بیٹھا اور اُسکا خاندان دس نسل کے بعد مہا نند پرکہ حرام کی اولاد مین سے تھا ختم ہوا اور اصلی مذہب اُنکا یہ تھا کہ وہ بے انتہا اور غیر محسوس خدا کی پرستش کرتے تھے۔ ہندوستان مین ورود کے بعد وہ بدھ کو ماننے لگے۔ بہت ایسے نوشتے موجود ہین کہ ہندو بہت بار اُن غیر ملک کے باشندون سے لڑے ہین جنکو وہ سانپ اور دیو کہتے تھے کیونکر وہ پیروان مذہب بدھ مین سے تھے۔ تک شکون کے ہندوستان پر غالب آ جانے کی وجہ سے پرانون مین بیان ہوا ہے کہ اس زمانے سے آئندہ کوئی راجہ ہند مین پاک نسل کا نہ ملے گا بلکہ شودر و تر شک غالب آئینگے اور یہ سب مین پھیل جائینگے۔

جب سکندر ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو اُسکو پے رُڈیا مسہ پرتاک اقوام ملی تھین سکندر کا حملہ غالباً آٹھ صدی بعد مہا بھارت سے واقع ہوا ہوگا اور یہ بھی بہت قرین قیاس ہے کہ شاہ مقدونیہ کا رفیق ریکٹ سیل تاکن کا مرکردہ تھا جیسیلیر کے بھاٹی رئیسون کی قدیم تاریخ مین ہے کہ بعد مفروری اُن کے زابلستان سے انھون نے لب دریا سے سندھ سے تاکون کو بے دخل کیا اور بجاے اُنکے خود قابض ہوے انکے رہنے کا دار الریاست سا لباہن پورہ لکھا ہے اور چونکہ اس واقعہ کی تاریخ یودھشٹر کا سمبت ۳۰۰۰ لکھا ہے پس اگر سالباہن (شالواہن) جو تک شک تھا اور جس نے بکرم تنور کو فتح کیا اُس خاندان مین سے ہو جسکو بھاٹیون نے بے دخل کرکے جنوب کی طرف نکالدیا تو کسی طرح بعید از قیاس نہین ہے۔ جبکہ سکندر نے ہندوستان پر حملہ کیا تب تک شک نسل کا زبردست راجہ مہا نند مگدھ کے راج پر پاٹلی پتر مین جسکو اب پٹنہ کہتے ہین حکومت کرتا تھا اور بیان کرتے ہین کہ وہ بیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے اور ہاتھی وغیرہ ہمراہ لیکر سکندر کا مقابلہ کرنے کو مستعد ہوا تھا مگر سکندر اپنی فوج کی سرکشی کے باعث ستلج پر سے الٹا پھر جانے کو مجبور ہوا۔ مہا نند کے بعد اُسکے آٹھ بیٹون نے بارہ برس تک یعنی سنہ عیسوی سے تین سو پندرہ برس پہلے تک بالاتفاق سلطنت کی اُن مین سے چندر گپت تھا جو ایک حجام کی جورو کے پیٹ سے تھا اگرچہ وہ بہت لائق تھا مگر اُسکے دوسرے بھائی اُسکو بہت حقیر جانتے تھے آخر کو وہ اپنے تمام بھائیون کو اپنے رفیق چانکیا کی اعانت سے قتل کرکے بادشاہ بنا کہتے ہین کہ چندر گپت نے ایک جدید خاندان موری کو بنا کیا تھا بابت اس ماجرے کے کہ وہ مہا نند کا بیٹا تھا مطابق کرنی بہت مشکل ہے۔ بعض مقامون مین لکھا ہے کہ چندر گپت گنگا کے وادی سے خستہ و خوار سکندر کے پاس پنجاب مین پہنچا مگر سکندر خود کسی وجہ سے اُس سے ناخوش ہوا اسلئے وہ سکندر کے لشکر سے جان لیکر بھاگا یہ واقعہ سنہ عیسوی سے ۳۲۶ سال پیشتر کا ہے چند سال تک جو ہند کے انتظام مین ابتری رہی اُس مین چندر گپت نے سہرنون اور لوٹیرون کے گروہون کی مدد سے مگدھ (یا بہار) کے شاہی خاندان نند کو برباد کرکے ایک سلطنت حضرت عیسے سے ۳۱۶ سال پیشتر قائم کی اُسنے اُنکے پاے تخت پٹنہ پر قبضہ کیا اور اپنی حکومت کل گنگا کی وادی مین قائم کی چندر گپت کو سکندر کا مخالف سمجھتے ہین۔ پرانون مین لکھا ہے کہ چندر گپت شیش ناگ کی اولاد مین سے تھا بعض کتب مین مذکور ہی کہ بہار کے راجہ جو کہ ہندوستان کے اُس حصے پر حکومت کرتے تھے جسمین کہ گنگا بہتی ہی اور جنکا ریج کی خاندان سے ارجنکے

وقت مین سنہ عیسوی سے تین سو پچاس برس پہلے سے لیکر چار سو پچاس برس بعد تک رہا وہ ہندوستان کے راجون
مین بہت عقلمند تھے اور ان مین چندر گپت کے جانشین بہت ممتاز معلوم ہوتے ہین باوجودیکہ بجارا کی طرف سے متواتر
حملے ہوئے تھے مگر چندر گپت کے جانشینون نے اس بات کا تدارک کیا لیکن پھر بھی اسی زمانے مین بہار کے بادشاہی
خاندان مین نااتفاقی پھیل جانے اور بجارا کے بادشاہون کے حملون اور خانگی جھگڑون سے انکی طاقت گھٹ گئی
اور اس وقت اُن کے ملکی اور مذہبی انتظام کے تباہ کرنے کے واسطے خوب قابو ملا معلوم ہوتا ہی کہ وہ بُدھ کے مذہب
کو مانتے تھے جب تک اُنکو اختیار رہا تب تک برہمن جو کہ قنوج مین اختیار رکھتے تھے ہندوستان مین اپنا دخل نکر سکے
چندر گپت کو سکندر کا مخالف سمجھتے ہین اُسوقت مین سنہ عیسوی سے دو سو برس پہلے برہمنون نے آتشی نسل کو
سر سبز کیا تاکہ وہ کافرون یعنی بُدھ مذہب والون سے جو تک شک قوم سے تھے لڑین ایک روایت یہ ہی کہ سونگ سیسر
شیش ناگ اولاد مین تک شک کی تھا برہمنون نے اُسے اپنا مذہب سکھایا اور پھر رین جی راجہ مگدھ پر اُسکو چڑھا لیگئے
اسلیے کہ وہ سب بدھ مذہب رکھتے تھے سونگ نے رین جی کو مارا خود راجہ ہوا اس سونگ کی اولاد مین نہا نند تھا پاٹلی
پتر عرف پٹنہ مین اس نے راج کیا چندر گپت اسکا بیٹا تھا۔ سب سے اول ہم کو جس راجہ کا زمانہ قرار دینا چاہیئے وہ
نندا ہے جسکو مہانند بھی کہتے ہین اگرچہ نندا اور چندر گپت کے درمیان آٹھ راجہ گذرے مگر یہ معلوم نہین کہ وہ سب
نندا کے بیٹے پوتے تھے یا اور عزیز و اقارب تھے ایک بیان سے وہ سب آپسمین چھوٹے بڑے بھائی معلوم ہوتے ہین مگر
چار پرانون سے ان نو راجاؤن کی سلطنت جن مین نندا بھی شامل ہی سو برس کا زمانہ قرار پاتا ہی اسلیے ہم خیال کر سکتے
ہین کہ نندا چار سو برس قبل مسیح علیہ السلام کے تخت نشین ہوا۔ ابو مہاتم مین تک شکون کو اولاد مہاچل لکھا ہے
اور اس یقین ہوتا ہی کہ وہ ستھیا نسل سے تھے۔ تاک کی قدیم تاریخ مین تو اسیقدر کافی ہی۔
زمانہ آخر کا مختصر حال لکھا جاتا ہے جب چتوڑ پر مسلمانون کا حملہ ہوا اکثر ہنود مین سے جنھون نے چتوڑ کی اعانت
کرنا اپنا ذمہ سمجھا اسیر گڑھ کا تاک تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ اسیر گڑھ پر یہ خاندان اس واقعہ کے بعد کم سے کم دو صدی
تک قابض رہا کہ اُس کا رئیس پرتھی راج کی سواری مین بھی تجمل سے شامل ہوا ہے چندرائے کے کبتون مین اسیر گڑھ
کے تاک کو نشان بردار لکھا ہی۔ یہ قدیم نسل جن سے جے کی مخالف اور سکندر کی رفیق بڑی حشمت اور تجمل سے ختم ہوئی
تنبیہ چتور گڑھ کی جس لڑائی مین اسیر گڑھ کا تاک شریک ہوا وہ وہ لڑائی معلوم ہوتی ہے جو باپاڈ اور اُسکی اتباع سے
دوسرے مسلمانون کے مخالف مورخون نے مامون عباسی خلیفہ بغداد کی چڑھائی کے وقت لکھی ہے لیکن یہ بالکل
فرضی اور بے اصل بات ہی اور شہاب الدین غوری فاتح پرتھی راج کے وقت تک چتوڑ پر مسلمانون کا کوئی حملہ نہ ہوا
تھا بلکہ شہاب الدین کے بہت بعد سب سے پہلی مسلمانون کی یورش آخر تیرھوین صدی عیسوی مین چتوڑ پر ہوئی۔
تک شک کا نام زمانہ حال مین انھین اضلاع مین محدود ہی جہان کہ پتھرون پر حروف زمانہ قدیم کے کھدے
ہوئے ہین۔ زمانہ حال مین تاکون کے مفقود الخبر ہو جانے کا بڑا سبب شاہان گجرات کی شہرت سے بخوبی ہو گیا
ہے کیونکہ جو وہ خاندان شاہی بلقب مظفر متواتر ہوئے۔ جسکی تفصیل یہ ہی کہ محمد شاہ تغلق کے عہد مین اُس کے

بھتیجے فیروز جنگ نے سہارن تاک کی بہن کے ساتھ شادی کرکے مذہب اسلام اختیار کیا پر اُس کو وجیہ الملک خطاب
دیا اسکا بیٹا ظفر خان جو گجرات کا صوبہ دار کیا گیا تھا دلّی کی سلطنت ضعیف ہونے پر خود مختار ہوکر مظفر خان خطاب سے
گجرات کا بادشاہ بن گیا اُس کے پوتے احمد شاہ اول نے قدیم دار الریاست انھل واڑہ کے عوض اپنے نام پر شہر
احمد آباد تعمیر کرایا ۔ راجپوتانہ مین ناگور انکے ماتحت تھا اور میواڑ کے ساتھ اکثر انکی لڑائیان رہی ہین انہین سے بہادر شاہ
گجراتی نے اودے سنگھ کے بڑے بھائی رانا بکرماجت کے وقت مین ایک بار قلعہ چتوڑ فتح کرلیا تھا جو ہمایون کے دیا وسے
واپس میواڑ والونکے قبضے مین آیا ۔ گجرات کی بادشاہی شہنشاہ اکبر کے عہد مین برباد ہوکر خالصۂ دہلی مین شامل
ہوگئی جسکے ماتحت سردارون مین سے نواب پالن پور باقی رہ گئے ہین اور اب اس خاندان کا کہین پتہ نہین لگتا
تاک کے تبدیل مذہب سے اُن کا نام راجستان سے جاتا رہا اور باوصف تلاش کے اُن کا کہین پتہ نہین لگتا

ستھین

سنہ عیسوی سے ایک صدی قبل شمال کی طرف سے نئے حملہ آور ہند مین آنے شروع ہوئے یہ لوگ وسط ایشیا
سے آئے اور چونکہ اُن کا کوئی خاص نام نہین لہذا انکو ستھین کہتے ہین ۔ ستھین ایشیا کی ایک خانہ بدوش قوم
تھی جس سے قدیم زمانے کے لوگ واقف تھے اس نام کے دو مطلب تھے (۱) اصلی ستھین یا سکولاٹ (۲) تمام
خانہ بدوش اقوام (ساسی ۔ سارمٹین ۔ میساگیٹی ۔ سکولاٹ جو اُن میدانون مین بود و باش رکھتے تھے جو اب
ملک ہنگری کہلاتے ہین اور وہان سے کوہستان ترکستان تک ۔

بعض زمانۂ حال کے مورخ اصلی ستھین کو تسلیم کرتے ہین کہ وہ منگولین یا مغل نسل سے تھے لیکن ان لوگونکے
آرین ہونے کی شہادت روز بروز مضبوط ہورہی ہے وہ اُن وسیع بے درخت میدانون مین آباد تھے جو دریائے
ڈینوب کے شمال مشرق اور دریائے والگا کے مشرق مین پھیلے ہوئے ہین یہ خانہ بدوش تھے جو گھوڑون پیٹیون
اور بھیڑون کے گلّے پالا کرتے تھے خیمون سے ڈھکے ہوئے چھکڑون مین رہتے تھے اور سوار ہوکر تیر و کمان سے
لڑا کرتے تھے اپنے مقتول دشمنون کی کھوپریون سے پانی پینے کے پیالے بناتے تھے بہت غلیظ عادت کے لوگ تھے جو
کبھی نہاتے نہ تھے اور یونانی آریا ؤنکی طرح بغیر بت بنائے کے اپنے دیوتاؤن کی پرستش کیا کرتے تھے یونانی نو آبادیون
جو بحیرۂ یوگزین کے شمال مین آباد ہوئین اُنھون نے شعائر تہذیب حاصل کئے اور اُن کے بادشاہون مین
سے ایک اناکارسس نامی ایتھنز مین حکیم سولن سے فیض حاصل کرنے کیلیے گیا تھا ۔ قبل مسیح ساتوین
صدی مین ان ستھین لوگون نے جو میدانون مین خانہ بدوش زندگی بسر کرتے تھے اہل میڈیا پر حملہ کیا اور
دس سال تک وہان قابض رہنے کے بعد صرف سایازارس نے ایک دعوت مین اُنکے تمام سردارونکو شراب
سے بدمست کرکے اُنھین قتل کردیا اسی زمانے کے قریب یعنی ۶۲۶ سنہ قبل مسیح مین بعض بعد سلے بالون والے لوگون
نے شمال کی طرف سے آکر فلسطین اور مصر پر حملہ کیا انھین لوگونکو ستھین مانا گیا ہے اور اغلباً یہ وہی لوگ تھے
جو سوار اور تیر و کمان والے تھے کہ جنکی نسبت پر میاہ نبی (باب چہارم و ششم مین) ذکر کرتا ہے ۔

سنہ ۵۱۵ قبل مسیح مین دارا نے بلسپانٹ کو عبور کیا اور دریا ئے ڈینوب کے رستے سیتھین (سکولاٹ) لوگون کے ملک مین داخل ہوا مگر بالکل نامعین ملک کے مشکلات اور خطرات نے اُسے مجبور کیا کہ سخت نقصان اٹھا کر واپس چلا آئے۔ کچھ مدت کے بعد چوتھی صدی قبل مسیح مین سیتھین یعنی یورپ کے سکولاٹ مفتوح ہو کر سارمیٹین لوگون کے ہاتھون سے بالکل برباد کردئے گئے۔ لیکن ایشیا کے سیتھین سنہ ۱۲۸ قبل مسیح مین پرشیا یعنی ایران پر مستولی ہوگئے اور کئی ایرانی افواج کو شکست دیکر ایرانی بادشاہون سے خراج وصول کیا انھون نے سلطنت ایران کے مشرق مین سکا سین سلطنت قائم کی۔ پس ایشیا کا یہ حصہ قدیم سے بطور انڈو سیتھیا کے نام سے مشہور رہے جب بکٹریا یعنی باختر و ترکستان کے یونانی خاندان کا زوال ہوا تو اس موقع پر سیتھین نے تاتار اور بخارا کی جانب سے خروج کرکے اُس ملک کو دبا لیا اور پہلی صدی قبل مسیح اور پہلی صدی بعد مسیح کے زمانے مین سیتھین لوگون کی دل بادل فوجون نے یونانی شاہی خاندانون کی اس ملک سے بیخ کنی کردی یونانیون مین افغانستان بکٹریا کے متعلق مشہور تھا سنہ ایک سو چھبیس و چھبیس قبل مسیح مین اُنھون نے شمالی ہندوستان کو تاخت و تاراج کیا اور مختلف حالتون مین پانچ صدیون تک جنوب مغربی علاقے مین جمے رہے۔ بعض کا قول ہی کہ بدھ بھی سیتھین تھا سیتھین کا نہایت مشہور بادشاہ کنشک تھا جس نے سنہ ۴۲ مین بودھون کا چوتھا جلسہ منعقد کیا تھا اگرچہ اُسکا پایہ تخت کشمیر تھا مگر اُسکی قلمرو جنوب مین آگرے اور سندھ سے لیکر ہمالیہ کے شمال کو یار قند اور کوہ قند تک تھی بعض کہتے ہین کہ کنشک بنسی رجواڑے جس گھرانے کا نامور تاجدار کنشک راجہ تھا تورانی قوم سے تھے پروش پور یعنی پیشاور اُنکی راجدھانی تھی اور شمالی ہند مین اُنکی عملداری بہار تک تھی یہ لوگ بودھ مذہب تھے اور انھون نے ہندوستان سے باہر اپنا مذہب بہت پھیلایا ملک بنگالہ مین شاہ اشوک کے جانشینون کے عہد حکومت مین سیتھین کے شمالی بادشاہون اور بودھون کی سلطنت مین ربط و ضبط شروع ہوا اور انجام کار سیتھیا والون نے بدھ کے مذہب کو تھوڑے سے تغیر و تبدل کے ساتھ اختیار کیا سیتھین اس کثرت سے ہند مین آئے تھے کہ آج کے دن تک سرحدی صوبونکی آبادی مین اس نسل کے لوگ کثرت سے پائے جاتے ہین مثلاً دو سیتھین فرقے جنکو گیتی اور دھائی کہتے ہین وسط ایشیا مین ایک دوسرے کے قریب آباد تھے اور غالبا ساتھ ہی ساتھ ہند کو آئے ہوںگے بعض فاضلون کی رائے ہی کہ جاٹ کی قوم جو پنجاب کی آبادی کے قریب نصف کے ہے قدیم قوم گیتی کی اولاد سے ہے اور اسیطرح ہی کی بڑی قوم دھائی کی نسل سے ہے۔ چندر گپت دوم نے جسے بکرم اول بھی کہتے ہین سیتھین کو مغلوب کرکے سکاری یعنی قاتل سکا لقب اختیار کیا۔

سو برس کے بعد ایک اور شجاع راجہ شالباہن نام ہند مین سیتھین کی مخالفت پر آمادہ ہوا سیتھین کو آرین اور غیر آرین کے مابین تصور کرنا چاہئے۔

حیات افغانی مین لکھا ہی کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس قوم بک سیرین اور ہندوون سے جلد خلط ملط ہوگئے اور شاہان اسلام کے حملون کے وقت جنھون نے اسلام قبول نہ کیا وہ اکثر مارے گئے اور باقی جلاوطن ہوکر

قلب پہاڑون مین جاکر آباد ہوئے قوم گکھڑ ایسی قوم تاتاری کی نسل معلوم ہوتی ہے۔

راجپوت قوم کا ستھین سے تعلق

محقق مورخ اس بات کو پایہ ثبوت کو پہنچانا چاہتے ہین کہ بعض راجپوت کے فرقے ستھین کی نسل سے ہین یا یہ کہ ستھیون کا ایک گروہ راجپوتون کے فرقے مین داخل ہوگیا ہے بلکہ کرنل ٹاڈ کو تو اصرار ہے کہ ضرور راجپوت اقوام ستھیا سے ہین۔ اقوام راجپوت مین اب بھی بعض بعض وہی عادات و توہمات پائے جاتے ہین جو قوم ستھیا مین ہین۔ اقوام قدیم یورپ و اقوام راجپوت ستھیا کی نسل مین سے ایک ہی کی اولاد مین ہین۔

الفنسٹن صاحب کہتے ہین کہ اگرچہ خیال کیا گیا ہو کہ تمام ہندو اور ستھیا والے ایک ہی نسل سے پیدا ہوئے اور پیچھے اپنے اپنے مخصوصات کے سبب جدا جدا قومین ہوگئین تو اس معاملے پر گفتگو کرنے کی حاجت نہ ہوگی لیکن اگر یہ کہا جائے کہ ایسے زمانے مین جسکی تاریخ موجود ہے ان دونون قومون مین اجتماع واقع ہوا تو اس بات پر انکو شبہ ہے کہ غیر ملک کے لوگون کا زنار دار قومون مین مخلوط ہو جانا ایسی بات ہے جسکا منو نے کبھی خیال تک نہین کیا یہ امر اس زمانے مین جسکا بیان منو کی تحریرون مین ہے واقع نہ ہوا ہوگا اور اس اجتماع اور خلط کا کوئی نشان سکندر کے زمانے مین باقی نہ تھا کیونکہ سکندر اور اسکے ہمراہیون نے باوجودیکہ ہندوستان کو ملک ستھیا مین دو برس رہنے کے بعد بلکہ اس سے پیچھے دیکھا مگر ان دونون قومون کے کسی گروہ مین کوئی شباہت نہ پائی پس اجتماع مذکور قبل مسیح علیہ السلام سو یا دو سو برس بلکہ اس سے بھی پیچھے واقع ہوا۔ کرنل ٹاڈ نے بعض مقامون مین ایسا ہی خیال کیا ہے مگر بعض مقامون مین یہ بھی بیان کرتا ہے کہ مسیح علیہ السلام سے قبل چھٹی صدی مین ستھیا کے لوگ ہندوستان مین نقل مکان کرکے آئے اور اس سے بھی پہلے زمانے کے نقل مکان بیان کئے ہین۔ یہ بات مغلونکی یورش سے پہلے جو انھون نے چنگیز خان کے زیر حکم کی تھی ستھیا کے لوگون نے ہندوستان پر یورش کی اس قدر غالب ہے کہ ذرا سے ثبوت سے اسکا ہمکو یقین ہو سکتا ہے اور جو دلیلین اس بات کی پیش کی گئی ہین کہ عہد قدیم مین بکٹیریا کے ستھیا کے لوگون نے ہندوستان کے ایک حصے کو فتح کیا ہمکو اطمینان ہو سکتا ہے۔ مگر یہ خیال کرنا کہ نہایت فخر و سخت رکھنے والی ہندو قومون مین غیر ملک کے لوگون کا ایسے زمانے مین داخل اور مخلوط ہو جانا جبکہ منو کے مجموعے مین ہندوؤنکی قومون کے آپس مین نہایت کامل امتیاز قائم ہوچکا تھا اسقدر دشوار ہے کہ اس امر کے قائم کرنے کے واسطے نہایت صریح اور صاف دلیلین درکار ہین۔ اب دیکھنا چاہئے کہ وہ دلیلین کیا ہین۔

اول۔ یہ کہ چار راجپوت قومون مین ایک کہانی انکی نسل کی مشہور ہے جس سے بشرطیکہ ہندوؤنکی تمام کہانیان بامعنی سمجھی جائین یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ وہ قومین مغرب سے آئین اور انکو اپنی اصلیت کا حال کچھ معلوم نہین۔

دوسرے۔ یہ کہ بعض راجپوت بلاشبہ ہندوستان کے مغرب سے آئے ہین۔

تیسرے۔ یہ کہ راجپوتون کا مذہب اور چال چلن ستھیا والونکے مذہب و اطوار سے مشابہ ہے۔

چوتھے۔ یہ کہ بعض راجپوت قومونکے نام ستھیا والونکی قومون کے سے نام ہین ؛

پانچوین - یہ کہ قدیم سندونکی روسے اٹک کے نیچے کے حصے کے آس پاس دوسری صدی مین ایسے لوگ موجود تھے جو ستھیاوالون اور ہندوونکی آمیزش سے پیدا ہوے تھے -

چھٹے - یہ کہ اوپر کے حصہ ہندوستان مین سفید یعنی گورے ہنزلوگ کاسمس انڈی کو پلیوسٹینز کے زمانے مین موجود تھے -

ان دلائل مین سے پہلی دلیل ایسی کچھ قطعی نہین ہے جسکو بلا حجت تسلیم کرلیا جاے - یہ بات ظاہر ہے کہ ہندوستان کی قومین اور ملکونکی قومون کی طرح ناواقف ہو سکتی ہین یا اگر انکو معلوم بھی ہو تو اُسکو ایک کہانی سے ترقی دینے کے درپے ہوتی ہین - اس کہانی کے ذریعہ سے سواے آبو پہاڑ کے جو راجپوتانے مین ہے ستھیا کے قرب وجوار تک بھی سراغ نہین چلتا اور کرنل ٹاڈ نے جن ہندوستانی قومونکو اہل ستھیا بتایا ہے اُنمین سے شاید کوئی ایک دو بلکہ وہ بھی نہین اُن چار راجپوت قومون مین سے ہین جنکا ستھیاوالونکا سا نام ہے -

دوسرے صرف یادو کی ایک بڑی قوم دریاے اٹک کے اُس پار سے آئی جنمین سے کرشن جی ہوئے ہین اور یہ خالص ہندو قوم ہے - ہندوستان مین کرشن کی وفات کے بعد اُس قوم سے دریاے اٹک کے مغرب کیطرف جانے کی کہانی مشہور ہے - یادو کی قوم کا ایک حصہ جسکا نام شاما ہے ستھیاوالونکی یورش کرنے کے سبب سے اپنے نئے مقبوضہ ملک مغرب سے خارج ہو کر اپنے قدیمی ملک کو اپنے بھائیون مین شریک ہونے کے واسطے جن سے مذہب اور اطوار مین کبھی غیریت نہ تھی ساتوین آٹھوین صدی مسیحی مین واپس چلا آیا - دریاے اٹک کے پار جانے سے پہلے وہ ہندو ہی تھے اور جو قومین مغرب مین اب بھی رہتی ہین گو آج کل وہ مسلمان ہین اُن مین سے بہت سی قومونکو ہندو نسل مین سے تسلیم کیا جاتا ہے - سکندر نے دریاے اٹک کے مغرب مین ہندوستان کی دو قومون کو پایا ایک کو پراپانیسس مین اور دوسری کو سمندر کے قریب اگرچہ یہ دونون قلیل گروہ اور آپسمین بے تعلق تھے مگر سمندر کے قریب کا گروہ راجپوتون کے ہندوستان مین نقل مکان کرکے آنے کیواسطے بغیر اس بات کے کہ ہمکو اہل ستھیا کی طرف بھی خیال دوڑانے کی ضرورت پیش آئے کافی ووافی ہے -

تیسرے اگر راجپوتون کی کسی قوم کا مذہب اور چلن ستھیا والون کے مذہب اور اطوار سے کچھ مشابہت بھی رکھتا ہو تو بھی سمجھنا چاہیئے کہ ہندوونکے مذہب اور رویے سے اسقدر زیادہ مشابہت اور یکرنگی ہے کہ اُسکے مقابلے مین اہل ستھیا کی مشابہت بالکل کالعدم ٹھہرے گی اور راجپوتونکی زبان بھی ہندی ہے ستھیا کی زبان کا ایک لفظ بھی اسمین نہین پایا جاتا جسقدر کہ اب تک تحقیق ہوا ہے اُنکے مذہب کے کسی ایسے حصے کا حال نہین سنا جاتا جسکی اصلیت ہندوونکے خالص مذہب مین سے نہو فی الحقیقت جن باتون مین بعض راجپوتونکو ستھیاوالون سے مشابہ کیا جاتا ہے وہ باتین تمام راجپوتون مین عام ہین بلکہ اکثر اُن مین سے تمام ہندوونمین پائی جاتی ہین برخلاف اسکے جن باتونکو ستھیاوالونکے اطوار کے نمونے کی طرح انتخاب کیا گیا ہے اُنمین سے اکثر تمام جاہل اور اکھڑ قومونمین ہوتی ہین ظاہرا انمین سے بہت سے طور طریقے سکینڈوی ناویا یا جرمنی والونکی مین

گو ان قوموںکی نسل مشرقی ستھیا والونکی نسل کے ساتھ مشترک فرض کرین مگر اُنکے اطوار کی مشابہت ہونی باقی ہے اگر مشابہت کی دقیق باتون کی تحقیق کرنے کے بجاے ہم ستھیا والون اور ہندوؤنکی عام خصلت کی مطابقت کرین تو ظاہر ہے کہ کوئی دو چیزین ایسی خیال مین نہین آسکتین جو کچھ کم مشابہت رکھتی ہون۔

ستھیا والا پست قد۔ گٹھا ہوا جسم۔ ہاتھ پانوُن موٹے۔ تازہ اور قوی۔ کشادہ چہرہ۔ رخسارون کی ہڈیان اُبھری ہوئین۔ آنکھین تنگ اور لمبی جنکے کوئے نکلے ہوتے ہین۔ گھر اُسکا خیمہ یا ڈیرہ وغیرہ اور پیشہ چرواہاپن۔ خوراک گوشت اور پنیر اور دودھ دہی وغیرہ۔ پوشاک حیوانونکی کھال اور اُون ہر شخص اُن مین کا چست و چالاک اور محنتی اور صحرانوردی اور راجپوت کشیدہ قامت خوبصورت جوڑبند ڈھیلا جب تک کسی وجہ سے برافروختہ نہو پژمردہ خاطر اور کاہل مسکن اسکا مکان اور لباس باریک اور ڈھیلا بھڑک دار خوراک اُسکی غلہ اور زمین کے قبضے پر جان دینے کو موجود۔ بجز اشد ضرورت کے ایک ہی مقام پر قیام رکھنے کا پابند اگرچہ اکثر جنگل مین یا جنگل کے قریب رہتا ہو مگر مویشیونکے ریوڑونکی خبرگیری جو کسان فرقون سے مخصوص ہے کبھی نہین کرتا۔

چوتھے نام کی مشابہت جب تک کثرت سے اور اور حالات سے اُسکی تائید نہو نہایت کمتر درجے کی ضعیف دلیل ہے سوا اس موقع پر ایسی دلیل بھی اس قدر کم ہے کہ ہنز نہ ہونے کے ہے۔ علاوہ جیٹ کے بہت بڑی مشابہت ایک گمنام قوم کے نام سے جو راجپوتون مین ہن کہلاتی ہے اُس بے ٹھکانے بڑے گروہ کے ساتھ جسکو رومی ہنز کہتے ہین یا ترکونکی اُس بڑی قوم کے نام کے ساتھ جسکو ایک زمانے مین چینی ہیونگ نو یا ہانگ نو کہا کرتے تھے پائی جاتی ہے اگرچہ ہن قوم اب معدوم سی ہے لیکن قدیم زمانے مین وہ کسیقدر فخر و امتیاز رکھتی تھی اُسکا ذکر بعض قدیم کتبون مین پایا جاتا ہے لیکن کوئی اور بات ایسی نہین ملتی جسکے سبب سے اُس کو قوم ہنز یا ہانگ نو سے مشابہ سمجھا جاے۔

ہندوؤن مین سے راجپوتونکے اصل ہونے کے خلاف یہ کہا جا سکتا ہے کہ راجپوتونکی چندہی قومونکے نام ایسے ہین جن کے سنسکرت مین کچھ معنے ہو سکتے ہین کیا اُن نامونکے معنی تاتار کی کسی زبان مین ہو سکتے ہین اور کیا تمام ہندو قومون کے معنے سنسکرت مین ہو سکتے ہین۔

پانچوین ہم بلا تامل یہ تسلیم کر سکتے ہین کہ دوسری صدی مین دریاے اٹک کے قریب ستھیا والے بستے تھے مگر یہ ظاہر نہین ہوتا کہ اس موقع پر رہنے سے وہ راجپوت کیونکر بن گئے۔ ہندوستان مین ایرانی۔ اور افغان اور انگریز مدتون رہے مگر اُن مین سے کسی کو ہندو قومونکی فہرست مین کبھی جگہ نہین ملی۔

چھٹے کاسماس جو صرف ایک جہازران تھا ہندوستان کے اوپر کے حصون کا صحیح صحیح حال غالباً نہ جانتا ہوگا اور سفید ہنز بقول ڈی گگنیز صاحب کے ترک تھے جن کا دارالسلطنت آرگینج یا خیوا تھا اسلیے یہ ممکن معلوم ہوتا ہے کہ جہازران نے ناواقفیت کے سبب سے جیٹ اور ہنز کو گڈمڈ کر دیا لیکن اگر اُسکا بیان تسلیم کر لیا جاے تو اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان کے اوپر کے حصے مین لوگ ہنز کے نام سے آگاہ تھے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگون کو ہنز کہتے تھے وہ چھٹی صدی تک راجپوت نہین بنگئے تھے۔

ان تمام دلائل سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ راجپوت سب کے سب خالص ہندو ہین۔

جواب ان تمام باتون کا مختصر سا جواب یہ ہی کہ مرور ایام کے بعد سیتھین راجپوتون مین مل کر یا راجپوت بنکر ایسے ہندوؤن مین جذب ہوئے کہ انکو اپنی اصل کے ساتھ بالکل مشابہت نہین رہی۔ وہ زمانہ ہی ایسا تھا اور پچھلے نیوالونکے واسطے وہ موقع باقی نہین رہا اور نہ انھون نے اس بات کی کوشش کی بلکہ اہل ایران و افغان اور انگریز ہندوؤن سے مجانبت رکھنے مین نہایت مضبوطی سے قائم رہے نہ انکا مذہب اختیار کیا نہ انکی طرز معاشرت کو قبول کیا۔ پھر یہ ہندو قومونکی فہرست مین کیسے داخل ہو سکتے بلکہ یہ تو ہندوؤنکو انکی قومیتون سے نکالکر اپنی فہرست مین شامل کرنے کے کوشان رہے۔

جاٹ

حملہ آوران ہندوستان کی مختلف اقوام مین وہ قوم بھی شریک ہی جسکو چینی یوکی اور تاتاری جیٹ بکسر اول اور بعضے انگریز مورخ جیٹی کہتے ہین اور پنجاب مین جٹ بفتح اول اور دریاے گنگا و جمنا پر جاٹ کہلاتے ہین۔ وہ ایک بڑی قوم تاتار کے سرزمین تیمور لنگ کے زمانے تک موجود تھی۔ دوسری صدی قبل مسیح مین اس قوم کو مائنگ نو قوم نے جس سے ہمیشہ اسکو عداوت رہتی تھی اسکے اصلی ملک سے نکالکر چین کی سرحد تک بھگا دیا اور قریب ایک سو چھبیس برس قبل مسیح مین اُس شکست یافتہ قوم نے خراسان واقع ایران کو فتح کر لیا۔ سنہ عیسوی کے آغاز مین یوکی فتح کرتے کرتے ایران سے دریاے اٹک کے پاس کے ملک تک آ گئے جیٹ اعظم کی سلطنت کی عظمت اور نام جسکا دارالحکومۃ جگ زارٹیز (دریاے معروف) تھا زمانہ سیرس سے چودھوین صدی عیسوی تک جب وہ بت پرستون سے مسلمان ہوئے بحال رہی ہی۔ ہیروڈوٹس کہتا ہی کہ جیٹ لوگ واحد پرست تھے اور روح کے غیر فانی ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اور چینی مصنفون کے ذریعہ سے ڈگائنس نے لکھا ہے کہ انھون نے بدھ کا مذہب اختیار کر لیا تھا جیٹ قوم کی روایتون سے اُن کا مسکن مغرب دریاے سندھ پایا جاتا ہے اور یادو مین سے انکا نکاس دریافت ہوتا ہے اس سے واقعات یادو کی کروہ زابلستان سے آئے تھے تائید ہوتی ہے اور اس قوم کے کرشن سے پیدا ہونے کا گمان رفع ہوتا ہے۔

بعض کتابون مین لکھا ہے کہ قوم ایسی و جیٹی وغیرہ ساکن یورپ مرکزی کو جو چندربنسی نسل کا مورث اعلےٰ ہے بانی اپنی نسل کا سمجھا کرتی تھین بعینہ اُسی طرح جیسا کہ اقوام ایسی و ٹنگ تُنگ و جیٹی ساکن مشرق کیا کرتی ہین۔ قوم یوچی کہ بمقام بکٹیریا و کنار ہاے جیحون مسکون تھی آخرش بنام جیٹی مشہور ہوئی انکی سلطنت مدت دراز تک اسی علاقہ ایشیا مین رہی اور یہی ہندوستان تک پھیل گئی۔ چینی مورخ لکھتے ہین کہ یوکی لوگ جو مملکت چین اور تین شان (آسمان سے باتین کرنے والے پہاڑون) کی بہت سی زمین پر حکومت کر رہے تھے انھین ہن لوگون نے کثیر التعداد خونریزی اور بڑی بڑی معرکہ آرائیون کے بعد وہان سے نکال دیا جاٹ لوگ اِس طرح ہن لوگون سے شکست کھا کے جلاوطن ہوے یونانی انکو بنام انڈو سیتھس جانتے تھے انکی وضع اور طور و اطوار مثل

طور واطوار ترک کے ہین اور ترک وہ لوگ ہین جو منگولیا کے مغرب سے بحیرۂ خزر (یعنی دریاے آموں یا جیحون)
اور کوہ یورال تک آباد تھے جنھون نے خوارزم - ماوراالنہر - روم - مصر وغیرہ پر حکومت کی چنانچہ سلجوقی و اتابک
خوارزم شاہی بادشاہ اور اُنکی تمام شاخین اور ہندوستان کے وہ تمام مسلمان خاندان جو محمد غوری سے ابراہیم
لودھی تک ہندوستان پر حکمران رہے اور اب ترکونکی حکومت قسطنطنیہ مین ہے اور اُنکی زبان خاص ہے -
قوم جیٹی مین سے فرقۂ ایسی رسم پرستش و قربانی اسپ کو کہ علامت اُنکے سورج دیوتا کی ہے اپنے ہمراہ سکنڈی نیویا
مین لیگئی - سیتھیا کی قوم جیٹی اپنے گھوڑونکو چتا پر جلاتی تھی - اور سکنڈی نیویا کی قوم جیٹی اپنے گھوڑے اور اپنے
ہتھیارونکو مردہ نعش کے ساتھ دفن کرتی تھی اسوجہ سے کہ پیادہ یا بدھ تک نہین پہونچ سکتے ہین - اُنکے اول ترجمہ
وسط ایشیا سے دریاے سندھ کے اسی طرف آنیکا کوئی حال تحریری نہین ملتا ہے - غالب ہے کہ سائرس (سیرس) یا
اُسکے بزرگون کی لڑائی ہوئی تب تکشک کے ہمزمانہ ہوئے ہین - جاٹ بھی مثل تک تشک کے دعوے کرتے ہین
کہ خاندانی نام اقوام سیتھیا کا کہ ہند پر حملہ آور ہوئین ہمسے چلا آیا ہے اور بعض فاضلون کی راے ہے کہ جاٹ قوم سیتھین کی
شاخ گیتی کی اولاد ہے اور بعض محققین جاٹون کو چندربنسی نسل سے مانتے ہین چنانچہ جب یادو (چندربنسی)
سالباہن پور سے نکالے گئے اور دشت ہند کے جو ہیہ اور دا ہیہ راجپوتون مین پناہ لینے کے واسطے دریاے
ستلج کے پار گئے اور وہان دیراول کو اپنا دارالحکومت بنایا اکثر نے مجبور ہوکر مذہب اسلام اختیار کیا اور اپنا نام
جاٹ رکھا اور اسکی وقائع جادو مین کم سے کم بیس شاخین لکھی ہین تاریخ راجگان پنجاب سے مستفاد ہوتا ہے کہ تقریبا
جاٹون کی تمام اقوام راجپوتون کی نسل سے ہین اور اپنا سلسلہ خاندان جیسل سے ملاتے ہین جو ایک بھاٹی قوم کا راجپوت
اور ریاست جیسلمیر کا بانی تھا اور ۱۱۶۸ء مین ایک بغاوت کی وجہ سے اپنی مملکت چھوڑکر شمال کی جانب
پرتھی راج کی قلمرو مین جو اسوقت اجمیر و دہلی کا فرمان روا اور ہندوستان کا سب سے زیادہ طاقتور راجہ تھا
چلا گیا اسکے چوتھے بیٹے ہیم ہیل کے بیٹے جوندھر کے اکیس بیٹون سے ۲۱ گوت قائم ہوئے جن مین سے
ایک بیٹے بیٹے راؤ کے پسر منگل راؤ کا بیٹا اندر تھا جسکو اندر راؤ بھی کہتے ہین اسکے وقت تک راجپوت خاندان
جیسلمیر سے برادرانہ برتوارہ قائم رہا کیونکہ اس کا خاندان اسوقت تک خالص راجپوت تھا مگر اندر راؤ کے بیٹے کھیوا یا
کھوٹ نے ہم قوم عورت سے اولاد نہ ہونے پر اولاد کی امید مین اور مولف تاریخ پٹیالہ کی تحریر کے موافق تعشق کی
وجہ سے بھانی کے ایک سلبیر نامی جاٹ زمیندار کی لڑکی سے شادی کرلی تو رسم ملک کے موافق اوسکی اولاد قوم
راجپوت سے قوم جاٹ مین منتقل ہوگئی اور شادی بیاہ کا تعلق راجپوتون سے ترک ہا رفتہ رفتہ وفور اولاد کے
باعث اُن کی شاخین بہت سے نامون سے مشہور ہوگئین لیکن اس سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ کوئی جیٹ
قوم تاتارے ہند مین نہین آئی بلکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان نومسلمون نے اپنے کو جاٹ مشہور کرکے قوم جیٹ
تاتاری کے مسلمانون مین شامل ہوگئے اسیطرح جیسل کے اخلاف مین سے کھیوا کی اولاد ہندو جاٹ بن گئی ایک
کتبہ محررۂ پانچوین صدی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی بادشاہ کو دونون لقب جیٹ و تک تشک سے ملقب

کیا ہے اور اُسکو آفتاب پرست کہ صفت قدیم اہل سیتھیا کی ہے بیان کیا ہے اُس مین یہ بھی درج ہے
کہ اُس شاہ جیٹ کی والدہ جادو کی نسل سے ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ۳۶ اقوام راجپوتان کی نسل مین سے
ہین اور نیز جادو کی نسل سے جو چندربنسی مین جس رئیس کا کتبہ مین ذکر ہے اُس کا دارالحکومت اُس ملک مین
سلندرہ پور لکھا ہے اور بلاشبہ یہ سالباہن پور ہے جہان تک کے نکلنے پر یادو بھائیون نے بودوباش کی تھی پنجاب
مین وہ پانچوین یا چھٹی صدی عیسوی مین قائم ہوئے تھے بلکہ وہ سنہ ۴۴۰ء مین صاحب اقتدار ہوگئے تھے اس کتبے سے پانسو
برس کے بعد تک دریاے سندھ کے مشرقی کنارے پر اور پنجاب مین جاٹون کے زبردست گروہ ہونے کا محمود فاتح
ہندوستان کے واقعات سے بخوبی ثبوت ملتا ہے کہ انھون نے بڑے زور شور سے اُسکا راستہ روکا تھا۔

سنہ ۴۱۶ ہجری مطابق سنہ ۱۰۲۶ء مین محمود نے بڑی فوج سے جاٹون پر حملہ کیا کہ اُنھون نے گجرات کی اخیر مہم سے واپس
آنے پر اُسکو بہت تنگ کیا تھا حدود ملتان پر اس ندی کے برابر جو کوہ جود کے قریب بہتی ہے جاٹ لوگ رہتے تھے
جب ملتان مین پہونچکر دریافت کیا کہ جس ملک مین جاٹ رہتے ہین وہ ندیون سے محفوظ ہے اُسنے پندرہ سو کشتیان تیار
کرائین اور اس غرض سے کہ دشمن جو بحری جنگ مین مشاق ہین کشتیون پر چڑھ نہ جائین ہر کشتی مین چھ چھ [illegible] لگوائے اور
ہر کشتی مین بارہ تیرانداز بٹھا کر بعض مین آتشی گولے رکھے کہ جاٹون کی بحری فوج کو اذیت پہونچائین بادشاہ نے انکی
بیخ کنی کا قطعی ارادہ کرکے ملتان مین اس بیڑے کا انتظار کیا جاٹون نے اپنے عیال و اطفال و اسباب کو سندھ ساگر
مین بھیجدیا اور چار ہزار یا جیسا کہ بعضے کہتے ہین آٹھ ہزار کشتیان لیکر غزنویون پر حملہ کیا سخت محاربہ وقوع مین آیا غازیون
کے دھکے سے جاٹون کی کشتیان غرق ہوگئین اور بعض آگ سے جل گئین جو بچین سو گرفتار ہوئین البتہ بہت لوگ
بچ رہے تھے کیونکہ جاٹون کا مجمع جن کی شکست پر ریاست بیانہ نیز قوم [illegible] کا بقیہ تھا اور محمود کے ہاتھ سے
سلطنت اصلی انکی پائمال و برباد ہوگئی اور اکثر نے ہندوستان مین آکر پناہ لی۔

مولف کی راے ہے کہ دریائی لڑائی کی ضرورت تو اُسوقت محسوس ہوتی ہے جبکہ غنیم پر حملہ کرنے کے لیے خشکی کا راستہ
نہو یا دشوار گذار ہو یا دریائی وسائل آمدورفت پر تصرف کئے بغیر دشمن کو مغلوب کرنا ناممکن ہو ملتان پر تصرف
ہونے کی حالت مین محمود باسانی جاٹونکے علاقے پر خشکی کے ذریعے سے حملہ کرسکتا تھا اور دریائی راستون کی
بندش کرنے کے لیے اسکو کشتیون کا رکھنا ضروری نہ تھا کیونکہ بالائی دریاے سندھ یا اُسکے معاون دریاون
کی چوڑائی اتنی ہے کہ اگر جاٹون کی کشتیان دریا مین آمدورفت کرتین تو محمود کے تیرانداز کنارون پر سے بآسانی
اُنکو نشانہ بنا سکتے تھے اور اُنکی آمدورفت کا سدباب کرسکتے تھے اسکی یہ مثال ہے کہ ترک دردانیال کے سواحل
پر قبضہ رکھنے کی وجہ سے اتحادی بیڑے کا بغیر بیڑے کے مقابلہ کرکے اُسکو پسپا کرنے مین کامیاب ہوے اگر یہ
کہا جاے کہ محمود کو دریا پار کرنے کے لیے کشتیونکی ضرورت پڑی تو اس قدر کشتیان دریا مین جو کہ تنگ ہوتا ہے یکجا جمع
ہونا ناممکن ہے سمندر کے کسی فراخ حصے کو پار کرنے کے لیے ان کا جمع ہونا ممکن تھا ہان اگر محمود دریا کے کنارے
اپنی فوج کو میلون تک پھیلا کر اُسے عبور کراتا تو اتنی کشتیان کارآمد ہوسکتی تھین اور جاٹون کی چار ہزار کشتیونکا

انکے مقابلے مین آنا ممکن تھا مگر محمود جیسا تجربہ کار جنرل اپنی فوج کو اسطرح منتشر کیون کرتا۔ ماسواے ازین یہ بات قابل غور ہے کہ ہندوستان کی تواریخ مین سمندر کے کنارے کی اقوام کے سوا اس قسم کی دریائی لڑائی کسی قوم کے متعلق سواے اس واقعہ کے مذکور نہین۔

چینی مورخ لکھتے ہین کہ سنہ ۱۳۶۰ء مین توگل تاش تیمور قوم جیٹ کا بڑا خان تھا اس وقت تک یہ لوگ بت پرست تھے اس نے ترکستان کو فتح کرکے ثمرقند یعنی سوکیش یانا پر حملہ کیا کہ وہان کا رئیس تو مفرور ہوا مگر اسکے بھتیجے امیر تیمور چغتہ نے ملک کو فتح ہونے سے بچا لیا اور توگل تاش سے دوستی پیدا کرکے ایک ہزار جنگجویون کا افسر ہوگیا سنہ ۱۳۶۹ء مین جب جیٹ کا خان مرا تیمور چغتہ اس قوم پر اتنا غالب آگیا تھا کہ مجموعہ عام نے خطاب خانی تیمور جیٹ سے تیمور چغتہ کو دلوا دیا سنہ ۱۳۷۰ء مین اُسنے جیٹ قوم کی امیر عورت سے شادی کرکے کوتو اور تمرقند کو اپنی قدیم مملکت ثرین سوکنیا نا مین شامل کیا جب تک جیٹ لوگونکی خود سری دفع نہ ہوئی اس ملک مین سے کہ نوع بشر کی پرورش گاہ ہے فساد و خونریزی دفع نہوئی اور یہ بھی سنہ ۱۳۸۳ء مین اسنے چھ حملے کئے جنمین جیٹ شہرون کو جلا دیا اُنکی دولت کو لوٹ لیا کل قوم کو عنقریب نیست و نابود کردیا تب اطمینان سے بیٹھا۔ تاہم جیٹ لوگ پنجاب مین قائم رہے اور جو لوگ جیٹ قوم کے اٹک کے پاس کے ملک مین آے تھے وہ وہین آباد ہوگئے۔ اسی سبب سے تیمور جو تاتار مین جیٹ سے لڑا کرتا تھا دریاے اٹک پر آیا تو اُسنے اپنے پرانے حریفون کو یہان دور دراز فاصلے پر کسی بستی مین پہچان لیا۔ اُن لوگون کا نام اب بھی جیٹ یا جاٹ ہے اور اس زمانے مین بھی اٹک کے دونون کنارون پر کثرت سے موجود ہین۔ پنجاب اور راجپوتانہ اور بلوچستان کے مشرق مین دہقان جاٹ ہی ہین اور اکثر مقامون مین ان کا مذہب اسلام ہے۔

لیکن آگرے کے قرب و جوار اور دوسرے مقامات کے کاشتکار وغیرہ جاٹونکی جیٹ سے جو تاتاری ہین اصلیت نکلنے پر صرف ایک اعتراض پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ راجپوت قومونکی بعضی فہرستون مین شامل ہین اسلئے وہ خالص ہندو سمجھے جاتے ہین لیکن کرنل ٹاڈ جس سے یہ بات معلوم ہوئی ہے اسکو اس بیان سے بے اصل کرتا ہے کہ اگرچہ اُنکا نام فہرست مین داخل ہے مگر اُنکو راجپوت ہرگز نہین سمجھنا چاہیے اور کوئی راجپوت اُنمین شادی نہین کرتا اور ایک اور مقام پر وہ یہ کہتا ہے کہ بجز ایک نہایت مشکوک رسم کے ہندوونکی رسمین اُنمین بالکل نہین ہین اور وہ خود اس بات کی تائید کرتے ہین کہ اُنکا مخرج جیٹ ہے۔

لیکن صحیح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ سیتھین والونکی نسل مین سے ہین اور آرین نے جاٹون کو دیش مین داخل کرلیا شہاب الدین غوری نے ہندوستان کو فتح کیا اُس سے صرف بارہ برس کے بعد اُسکے جانشین قطب کو شمالی جنگل کے جاٹون سے بذات خود لڑنا پڑا کہ اُنھون نے ہانسی کو سلطنت علیحدہ کرنا چاہا۔ جب رکن الدین کی بہن رضیہ بیگم کو امرائے سلطنت دہلی نے قید کرکے قلعہ بھٹنڈہ مین بھیجدیا تو التونیہ نامی ایک ترکی سردار حاکم سرہند نے اُس سے نکاح کرلیا اور گکھڑون اور جاٹون اور دوسرے زمیندارون کو جمع کرکے دہلی پر چڑھائی کی

سلطان معزالدین نے فوج مقابلے کو بھیجی دونون شوہر و زوجہ شکست کھا کر بھٹنڈہ کی طرف بھاگ گئے دوبارہ پھر تیاری کرکے دہلی کیطرف کوچ کیا اور اب کے مقابلے مین ایسی شکست کھائی کر بھاگتے مین کیتھل مین پہونچے تو انکا لشکر منحرف ہو گیا اسلیے ہندوون نے پکڑ کر دونونکو مار ڈالا ۲۴ ربیع الاول کو شکست پائی تھی اور ۲۵ ربیع الثانی ۶۳۷ ہجری مطابق ۱۲۴۰ء کو قتل ہوئے جیسا کہ مولانا منہاج الحق نے طبقات ناصری مین لکھا ہے - وقائع راجپوتانہ مین غلط لکھا ہے کہ بیگم نے جاٹونکی پناہ لی تھی -

شروع انیسوین صدی عیسوی مین دہلی کی مغلیہ سلطنت کے تباہ ہونے کے بعد احمد شاہ درانی نے جو قندہار کا بادشاہ تھا اور جسنے پانی پت کے میدان مین مرہٹون کو بڑی بھاری شکست دی تھی ایک شخص رنجیت سنگھ جاٹ کو اسکی عمدہ کارگذاری کے سبب لاہور کی حکومت پر مقرر کردیا تھا وہ ہندوستان اور افغانستان کے فسادون سے موقع پاکر مضبوطی کے ساتھ ۵۰ برس تک پنجاب کے علاقے پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے نام سے قابض رہا - اسکے مرنے پر چند سال کے اندر اسکی اولاد و قوم مین اعلیٰ درجے کا فساد اور سرکار انگریزی کی بدخواہی ثابت ہوکر پنجاب کا ملک سرکار مین ضبط ہوا اور اسکا ایک مشہور بیٹا دلیپ سنگھ ساڑھے چار لاکھ سالانہ پنشن پر انگلستان بھیجدیا گیا - پنجاب کی ریاست کا ایک بڑا رکن سردار گلاب سنگھ تھا جو اصلی سبب جاٹون کی تباہی اور انگریزونکی فتح کا تھا اسکو سرکاری منظوری سے تین کروڑ روپیہ لیکر جمون و کشمیر کا خودمختار رئیس بنا گیا اسکی اولاد ابتک وہان قائم ہے - اسکے سوا پنجاب مین پٹیالہ - جیند - نابھہ - فریدکوٹ - کپورتھلہ وغیرہ کی ریاستین جاٹ لوگونکی ہین جو بابا نانک کے مذہب پر چلتے ہین اور سکھ ہین - سکھ شروع مین تو ایک مذہبی فرقہ تھا لیکن بتدریج ایک قوم بن گئی انکے مذہبی پیشوا گرونانک نے اسلام اور مذہب ہنود دونون سے عمدہ باتون کو اخذ کرلیا اور ذات کی رسمون کو توڑ کر مساوات قائم کردی جن لوگون نے اس مذہب کو قبول کیا وہ سکھ یعنی شاگرد کے نام سے مشہور ہوئے لیکن بعض آرین بھی انمین آکر مل گئے اور انکی وجہ سے قوم کی عظمت زیادہ ہوگئی ہمیشہ لڑتے بھڑتے کی وجہ سے سکھ بتدریج ایک جنگی قوم بنگئی گرونانک نے تو انھین توحید کی تعلیم کی تھی اور انکے مذہبی خیالات کو بلند کیا تھا گرو گوبند سنگھ نے انھین قومی علامت کیلیے فولاد دیا ہر ایک سکھ خواہ وہ ہتھیار نہ بھی باندھے کسی نہ کسی قسم کا فولاد بطور تعویذ کے پاس رکھے گا راجپوتانہ مین اسوقت بھرتپور اور دھولپور دو ریاستین قوم جاٹ کی ہین -

ہندوون مین گرو یا مرشد کے عہدہ اور ذاتونکی تفریق

اول اول آرین مین مرشد یا گرو کا عہدہ موروثی نہ تھا وہ مثل ایک پیشے کے تھا بعد ازان وہ موروثی ہوا اس قوم مین سے اکثر آدمی پیشہ جنگ چھوڑ کر فرقہ مرشدان مذہب مین داخل ہوئے ہین اور انکی اولاد نے پھر اپنا پیشہ قدیم سپہ گری اختیار کیا دس فرزندان اکشواک مین سے (جو سورج بنسی راجپوتونکا مورث اعلیٰ ہے) تین نے ترک دنیا کرکے فرقہ مذہبی اختیار کیا اور کہتے ہین کہ ان مین سے ایک نے جو بنام کنین مشہور ہے اول اگنی ہوتر بنایا اور اسکی پرستش کی - پرورواً (بوالمعروف) کے چھ بیٹون مین سے جو چندربنسی ہے جو تھا بنام ریہ معروف تھا

اسکی اولاد مین سے پندرہ نسل کے بعد ہرتی پیدا ہوا اُسنے مع اپنے آٹھ بھائیون کے عہدہ مذہبی اختیار کیا اور اُنھون نے کَوشِک (بفتح کاف وکسر شین معجمہ) گوتر یا قوم برہمن کو مقرر کیا یہ لفظ پنڈتون سے زبانی دریافت کرکے لکھا ہو ورنہ ہندی کے ایک نوشتے مین کُسک مندرج ہے اور ٹاڈ راجستان مین کیوسیکا آیا ہے۔

چندربنسی راجپوتون مین ییاتی کی نسل مین سے چوبیسوین راجہ نے جسکا نام بھردوا جاتھا ایک نیا فرقۂ مذہبی بنایا اور وہ بھی اُسکے نام سے معروف ہے وہ مرشد وہادی اکثر اقوام راجپوت کے ہین اور اسی نسل مین سے چھبیسوین راجہ مینودیو کے دو بیٹے تھے وہ دونون مذہبی کام مین سرگرم رہے اور اُنھون نے دو فرقے نئے کھڑے کئے ایک اُنمین مہاور کے نام سے معروف ہے پشکر کے برہمن اسی کی اولاد مین سے تھے دوسرا فرقہ سنسکرتی کہلاتا ہے اسکی اولاد وید خوب جانتی تھی۔ اجمید اسے یہ ہادی مذہب کئی شاخون مین منقسم ہوے۔ لفظ اجمیدا کو ہندی حروف سے اُجمڈ بھی لکھا ہوا دیکھا ہے اور فرہنگ مہابھارت سے اُجمیڈ ریاسے معروف معلوم ہوا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب تک ذاتونکی تفریق اور فرقونکی تکمیل نہ تھی راجون کے ہاتھ مین اختیارات شاہی ومذہبی دونون تھے خواہ وہ برہمنی ہوتے یا پیروان مذہب بدھ اگر ہم قصۂ راجہ بسوامتر اور برہمن وشسٹ کو کہ راماین کی کتاب اول مین کئی فصلون مین درج ہے رنگینی عبارات وکنایہ واشارات سے صاف کرکے دیکھین تو اس امر کی تمثیل موجود ہے کہ برہمن وفرقۂ اہل سیف اختیارات حاصل کرنے کے لئے باہم فساد وجھگڑا برپا کرتے تھے اور اس سے معلوم ہوجائے گا کہ کس زمانے سے ذاتون کا بدلنا منع ہوا اور اگر رنگینی عبارات وکنایہ وغیرہ کو دور کرکے دیکھین تو وہ قصہ اُس زمانے کا حال بتاتا ہے جبکہ تفریق ذاتونکی اور قومون کی تکمیل نہ تھی اگرچہ لڑائی کے سخت ہونے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ اخیر مرتبہ ہوگا کہ کوئی فرقۂ اہل سیف برہمن بنگیا ہو یعنی بعد اسکے کوئی فرقۂ اہل سیف مین سے برہمن نہین بنا ہوگا۔ بسوامتر نے وشسٹ برہمن سے شکست پانے کے بعد مثل شاہان ہنود مصیبت زدہ کے دل مین مصمم ارادہ کیا کہ رسمیات توبہ عمل مین لاکر برہمن بن جاے اُسنے اتنے استقلال سے عبادت کی کہ خواہشات نفسانی دور ہوگئین اور عنان اختیار جذبات اُسکے ہاتھ مین آگئی اسلئے دیوتاؤن اور برہما نے بناچاری اسکی اس استدعا کو کہ برہمن بنجاے قبول کیا اور وشسٹ اُسکی استدعا کے بموجب بسوامتر کا دوست بن گیا۔ بسوامتر گادھی یعنی قنوج کا راجہ اور گادھی نامی کا بیٹا تھا اور یہ ایرشیا والی اجودھیا کا معاصر تھا جو اکشواک کی نسل مین سے چالیسوان ہے پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بسوامتر رام سے دوسو سال پیشتر پیدا ہوا ہوگا اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ طریقہ ذاتون کا اب مکمل ہونیلگا تھا۔ یہ واقعہ تقریباً ایک ہزار چار سو سال قبل ولادت عیسےٰ سے معلوم ہوتا ہے اور منو کے عہد سے جس کا زمانہ نو سو سال قبل مسیح سے سمجھا جاتا ہے ذاتون کا جکڑبند اس حد کو پہونچ گیا کہ اب اُنمین تغیر وتبدل بالکل ممنوع ہوگیا۔

برہمنون کا مذہب اول ہندوستان مین نہ تھا لیکن کب وہ ہند مین داخل ہوا اس کا حال بہ ثبوت کامل بیان نہین ہوا۔ فرشتہ کتب قدیمہ سے منتخب کرکے لکھتا ہے کہ بھراجی راجہ قنوج کے عہد مین ایک برہمن ایران سے آیا

اور اُسنے جادو و بت پرستی و پرستش سیارگان ہند مین داخل کی

ہندوون کا چار ذاتون مین تقسیم ہونا

آرین کی قدیم بستیون مین جو پنجاب کے ان پانچ دریاؤن (چناب - جہلم - بیاس - راوی - ستلج) کے درمیان واقع تھین یہ قاعدہ تھا کہ ہر صاحب خانہ کسان اور سپاہی اور پوجاری کا کام دیتا تھا - چونکہ ایسا ہوا کہ بڑی قربانیون کے ادائے رسوم کے واسطے راجے چند ذہین خاندان کے لوگون کو جنھون نے خود وید تصنیف کئے تھے یا اُنکو برزبان یاد کرلیا تھا ہمیشہ منتخب کرتے تھے پس غالباً اُس طرح یہ پوجارین کا ایک علٰحدہ فرقہ ہوگیا اور جون جون آرین کا زیادہ ملک پر تسلط ہوتا گیا اقبال مند سپاہیون کو اور ونکی نسبت زیادہ حصہ اراضی کا ملا جسکی کاشت وہ مغلوب شدہ غیر آرین فرقون سے کراتے تھے اسطرح چار ذاتونکی بنا پڑی فرانس کے مشہور ڈاکٹر لیبان نے چار ذاتون کے مقرر ہونے کی بابت ایک نکتہ بعید الوقوع لکھا ہے کہ ویدی آرین کو یہ خیال پیدا ہوچکا تھا کہ وہ اپنی پرانی نسل کو اقوام مفتوحہ کے میل جول سے محفوظ رکھین اور جسوقت یہ قلیل التعداد فاتحین مشرق کی طرف بڑھے اور اُنھون نے دیسی اقوام سے ایک بہت بڑے گروہ کو فتح کرلیا تو یہ ضرورت اور بھی زیادہ ہوئی اور مقننون کو اس کا لحاظ کرنا لازمی ہوگیا نسل کے مسائل کو آرین سمجھ چکے تھے انھین معلوم ہوچکا تھا کہ اگر کوئی قلیل التعداد فاتح قوم اپنی پوری حفاظت نہ کرے تو وہ بہت جلد مفتوح اقوام مین کھپ مرتی ہے اور اس کا نام و نشان باقی نہین رہتا اُنھین یہ بھی معلوم ہوچکا تھا کہ اگر باپ اور مان مین ذات کی یکجہتی نہو تو اولاد نہایت ناقص پیدا ہوتی ہے لیکن ذات کی سختی اور جکڑ بند نے ہندی تمدن کو ایسی تنگ حدود مین محدود کردیا کہ پھر وہ اُس سے باہر نہ نکل سکا وید کے دیوتا بُت بن گئے اور منو کی خشک اور بے مزہ نظم نے ویدی بھجنون کی لطافت و روانی کی جگہ لے لی (یہان تک ڈاکٹر لیبان کا کلام ہے)

منو نے ہندوونکے حال مین وہ حیرت انگیز پہلی بات جو لکھی ہے لوگونکا چار فرقون مین تقسیم کرنا ہے اول برہمن دوم سپاہی - سوم محنتی - چہارم خدمتی - حیرت کی وجہ یہ ہے کہ برہمنون کو جو اول فرقہ ہے غایت درجے کی عظمت اور بزرگی اور ادنے فرقے کو نہایت درجے کی ذلت اور خواری سوچ سوچ کردی ہے ہرچند کہ اوپر کے تینون فرقون باہم برابری نہین ہے پھر بھی ہر ایک کو عزت حاصل ہے کیونکہ بعض مذہبی رسوم مین تینون فرقے شریک ہوتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی تینون فرقون کے انتظام کیواسطے یہ قانون بنایا گیا ہے چوتھے فرقے اور نیچ ذاتون والون سے یہ قانون صرف اُسی قدر متعلق ہے جسقدر انکو تینون برتر فرقونکی خدمت سے علاقہ ہے - اگرچہ ان مختلف فرقون کا امتیاز نہایت مضبوطی سے قائم کیا گیا مگر انکے مخلوط نہ ہونے کیلیے جو تدبیرین مقرر کی گئی تھین اُنپر ایسی توجہ نہوتی تھی جیسی کہ پچھلے دنون مین ہونے لگی - اس آمیزش کے امتناع مین جو قانون بنے تھے اُنکی بنا زیادہ تر برتر فرقون کی عورتونکے فخر و تعصب پر تھی کچھ نسل کی حفاظت کے لیے نتھی تینون اعلے فرقون کے مردون کو آپ سے کم درجے کی عورت سے شادی کرلنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے خاندان مین اسکو برتر مرتبہ نہ دیوین بلکہ اسکی اولاد کم مرتبہ رہے - لیکن آپ سے برتر درجے کی

عورتون سے شادی کرنے کی اجازت نہین ہے چنانچہ برتر درجے کی عورتونکے پاس ناجائز آمدورفت کرنے کی نسبت سخت سزائین قانون مین مندرج ہین اور اگر ان متوسط مرتبہ والونکی بیٹیون کی سات پشت تک متواتر برہمنون کے ساتھ شادی ہووے تو وہ نسل پھر متبرک ہوجاتی ہے لیکن شودر کی ایسی اولاد جو برہمنی سے ہو چنڈال ہوتی ہے اور اگر یہ چنڈال اعلے فرقون کی عورتون سے صحبت کرین اور اُنسے اولاد پیدا ہو تو ہر مرتبہ اپنے جنانے والے سے زیادہ ناپاک ہوتی جاتی ہے برہمنون کے ترجیح پا جانے کے وقت سے ہندو دھرم کی ابتدا ہوئی برہمن فرقہ تمام خلقت مین اعلے اور برتر قرار دیا گیا ہے اور تمام دنیا اور جو کچھ کہ اس مین ہے سب اسکا مال ہے اور اُسکا وجود اس تمام کائنات کی ہستی کا باعث ہے۔ سزا پانے سے برہمن آزاد ہے اور فرقونپر جو کچھ جبر و تعدی وغیرہ برہمن سے ظہور مین آئے اُسکی یاداش مین کچھ تھوڑی سی تنبیہ مقرر ہے۔

جو کام برہمن کو کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ آغاز جوانی تک تحصیل علوم کرے اور عین شباب مین اپنی زوجہ وغیرہ کنبے قبیلے کے ساتھ بسر کرے۔ پڑھنا پڑھانا وید شاستر کا خیرات دینا اور نذر بھینٹ لینا ہَوَن یا جَگ کرانا اور خود کرنا اور ان رسمون کے بجا لانے کا اچھی طرح پابند رہے اور چال چلن شایستہ رکھے اور تمام دنیوی فخر و عزت سے اسطرح اجتناب کرے جیسے زہر سے کرتے ہین اور ادھیڑ عمر مین جنگلون مین تارک الدنیا ہوکر بسر کرے۔ لباس اُسکا درختون کی چھال ہو یا کالے ہرن کی کھال زمین پر سوئے کوئی بستر نہ بچھائے چپ رہا کرے برسات مین کیسا ہی مینھ برسے ننگا پڑا رہے جاڑون مین نمناک لباس پہنے گرمی مین دھوپ مین اپنے چارون طرف پانچ جگہ آگ جلا کر کھڑا رہا کرے اور باحتیاط تمام پوجا پاٹ انجام دیتا رہے اور بڑھاپے مین اُسپر ان ظاہری رسمون کا بجا لانا ضرور نہین صرف دھیان گیان سے لگا رہا کرے اور پوشاک بھی اور برہمنون کی مانند پہنا کرے مگر اب بھی تنہا علٰحدہ رہے۔ راجہ کو لازم ہے کہ اپنا نہایت معتمد مشیر جس شخص کو بنائے وہ برہمن ہے۔

چھتری کو برہمن کی برابر تو نہین سمجھا گیا مگر پھر بھی بہت بڑی عزت بخشی گئی ہے۔ یہ بات مسلم سمجھی گئی ہے کہ برہمن بغیر سپاہی یعنی چھتریون کے اور چھتری بدون برہمنون کے اقبالمند نہین ہو سکتے اور یہ کامیابی انکی دلی اتفاق پر منحصر ہے برہمن سب فرقونپر برتری رکھتا ہے اور چھتری وَیش پر۔ راجہ چھتری فرقے ہی سے ہوتا ہے فائدہ جہان کہین چھتریون اور برہمنون اور اُنکے ماننے والون کے درمیان مجادلے کا ذکر ہوا ہے وہان چھتری سے مراد اولا دم کری یعنی بدھ ہے جسپر جینہ رنبی کا اطلاق ہوتا ہے۔

وَیش فرقے کی کچھ بڑی عزت نہین۔ علاوہ داد و دہش کے اور ہوم کرنے اور وید پڑھنے کے ویش کا کام مویشی پالنا تجارت کرنا۔ روپیہ سود پر قرض دینا اور کھیتی کرنا ہے۔

شودر (دا و غیر ملفوظ ہے) یعنی وہ فرقے جو خدمت کے لئے مقرر کئے گئے تھے یہ فرقہ اپنی ذلیل حالت سے کسی اعلے رتبے کو نہین پہونچ سکتا تھا بلکہ اُس سے کھیتون مین سخت محنت لی جاتی تھی اور گانون کے باشندون کے کل نجس کام اُسی سے ہی متعلق تھے۔ ویدونکی تعلیم اُسکے کانون تک پہونچانے کی سخت ممانعت ہے شودر کا

ترجمہ اگر وحشی کیا جائے تو درست ہوگا - ان لوگون مین بھی دو تفریق کی تھین -

(الف) جو برتن چھونے کے قابل تھے جیسے نائی - کمہار اور کہار وغیرہ -

(ب) جو برتن چھونے کے قابل نہتے جیسے جنگی - چمار اور بھنگی وغیرہ انکو اچھوت کہتے ہین اگر کوئی اونچی ذات کا ہندو کسی اچھوت سے چھو جائے گا تو اُسے نہا دھوکر لباس بدلنا ضروری ہوگا -

دوبارہ جنم لینے والے یعنی جنیو پہننے والے تین فرقے از روے قانون منو کے ہندوؤن کا مجمع سمجھے جاتے ہین اور شودرون کا فرقہ ذلت وخواری کی حالت مین انکا خدمتگار ہے -

یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ ان چارون فرقون مین کاریگرون کا فرقہ شامل نہین البتہ شودر کو یہ اجازت ہے کہ جب اُسکی معمولی خدمت نہ ملے تو وہ کاریگری کا کام کرے مگر یہ نہین بیان کیا گیا کہ صنعت کن لوگون کا معمولی کام ہے دسوین باب کے چند مقامون سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان معمولی فرقون کی آمیزش سے جو گروہ پیدا ہوا کاریگری اُنکا پیشہ تھا -

چھتری اور ویش بلکہ شودر بھی بقول برہمنون کے معدوم ہو گئے لیکن اس بات کا تسلیم کیا جانا مشکل ہے راجپوت اب بھی علانیہ دعوے کرتے ہین کہ ہم خالص چھتری کی نسل مین سے ہین - قرین قیاس یہ ہے کہ برہمن عموماً آرین ہین چھتری اور ویش تورانی اور شودر تورانیون اور اصلی باشندگان ملک کے میل سے بنے ہین - اور ڈاکٹر لیبان کی یہ بالکل غلطی ہے چھتری بھی خالص آرین ہین - ویش کے بعض فرقے آرین ہین اور بعض مخلوط النسل - اور شودر خالص ہندوستانی الاصل ہین آب حیات مین مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ چارون برنون (فرقون) کی تقسیم اور انکا الگ الگ رہنا دور کے رہنے والون کو غور کے بعد بس مین نظر آیا مگر غور کرو تو یہ کچھ بری بات نہ تھی اسی کی برکت ہے کہ آج تک چارون سلسلے صاف الگ الگ چلے جاتے ہین جو ہندو ہوگا ماں باپ دونون کی جانب سے خالص ہوگا اور برابر اپنی قوم کا پتا بتا سکے گا جو دوغلا ہوگا اُسکا سلسلہ باہر باہر چلا جائے گا اگر یہ قیدین اس سختی کے ساتھ نہ ہوتین تو تمام نسلین خلط ملط ہو جاتین اور نجیب الطرفین آدمی چاہتے تو ڈھونڈھے نہ ملتا - ڈاکٹر لیبان کی کتاب کے ترجمے یعنی تمدن ہند مین لکھا ہے کہ شودر بیچارے ملک کے اصلی باشندے اور ایک ذلیل قوم تھے جن کے ساتھ کسی قسم کا تعلق پیدا کرنا شرم کی بات تھی یہ تمام خراب خلقت تھی اور انکا درجہ حیوانون سے بھی بدتر تھا - اگر برہمنی خیالات کے پہلو سے دیکھا جائے تو یہ کوئی عجیب بات نہ تھی کیونکہ کتے اور گھوڑے سے ہرگز یہ اندیشہ نہ تھا کہ آرین خالص نسل کو خراب کرین لیکن سیاہ فام اقوام سے ہمیشہ یہ کھٹکا تھا کہ ہمین فاتحین اقوام ان سے ملکر اپنا ستیاناس نہ کرین جس دن ان مفتوح اقوام کے ساتھ سختی مین کمی کی گئی اُسی دن یہ اندیشہ تھا کہ فاتح اقوام ان سے متاثر ہو جائے اور تھوڑے ہی دنون مین وہ آرین قوم جس پر برہمنون کو فخر تھا ان سیاہ فامون سے مل جائے اگر یہ صاف اور شفاف آرین خون کی دھار پتھر کی نالی مین قید نہ رکھی جاے تو یہ بہت جلد مفتوح اقوام کے گندے دلدل مین پھیل کر نیست ونابود ہو جائے لیکن باوجود ان سخت قاعدون کے بھی میل جول پوری طرح نہ رک سکا اور آخر کو چلکر آریہ نسل مین بہت کچھ فرق آ گیا اس تغیر کا

ثبوت ہمین منقش تصاویر کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے۔

ہندو کی وجہ تسمیہ

ہندوستان مین بہت سی نسلین اور قومین آباد تھین ہر ایک قوم اور نسل کا نام جدا جدا تھا لیکن اور ملکون کے باشندون نے اُن سب کا ایک ہی نام رکھ لیا یعنی ہندو اور انکے ملک کو ہندوستان کہنے لگے تمدن ہندمین بیان کیا ہے کہ لفظ ہندو قومیت کے لحاظ سے کچھ معنے نہین رکھتا اس سے مراد صرف وہ شخص ہے جو نہ مسلمان ہو نہ عیسائی نہ یہودی اور نہ پارسی اور جو اُن چار ذاتون مین سے کسی ایک مین شامل ہو۔

تاریخ سندھ مین مولوی عبد الحلیم شرر نے ذکر کیا ہے کہ آریہ لوگ جب ہندوستان مین آئے تو اُنھون نے پہلے اس تمام حصہ ملک پر قبضہ کر لیا جسے دریائے اٹک سیراب کرتا ہے اپنی فتوحات کا نقش گہرا اور مضبوط کرنے کے لیے ان اضلاع پر تسلط حاصل کر کے اُنھون نے اپنی حملہ آوری کی رفتار روک لی اور ہین سکونت پذیر ہو گئے اسی وجہ سے اُس ابتدائی زمانے مین یہ دریا آریہ لوگون کا دریا کہلاتا تھا۔ آریہ لوگون نے قبضہ کرلنے کے بعد اس دریا کا نام سندھو رکھدیا اسلیے کہ انکی زبان سنسکرت مین سندھو کے معنے دریا کے تھے اور نیز سمندر کا دیوتا اُنکے اعتقاد مین اس نام سے یاد کیا جاتا تھا پھر جب وہ اس ملک مین پھیلے اور اس مین دریاے اٹک سے پنجاب کی موجودہ ندیان اور نیز سرسوتی ندی نظر آئی تو اس سرزمین کو سپتا سندھو (سات ندیان) کہنے لگے۔ ان مین سے سرسوتی جو سب دریاؤنکے مشرق مین اور سب سے چھوٹی ہے فی الحال اکثر خشک پڑی رہتی ہے مگر حضرت مسیح سے چھ سات سو برس پہلے بڑی بھاری ندی بتائی جاتی ہے اور ہندوؤن کا اعتقاد ہے کہ وہان سے غائب ہو کے گنگا اور جمنا مین آملی جسکے مل جانے سے تربینی کے لفظ سے شہرت ہوئی۔ آریہ قوم نے جب مشرق کی طرف آگے قدم بڑھایا اور وادی گنگا کیطرف بڑھی تو یہ لوگ اپنی اس فتحمندی کی رفتار مین جو جو آگے بڑھتے جاتے تھے وہ وہ یہ ملک سندھ بھی وسیع ہوتا جاتا تھا بہادر فاتحون کے جھنڈے کے ساتھ ساتھ یہ نام مشرق کیطرف بڑھتا چلا جاتا تھا اور اُن تمام ممالک پر اپنا قبضہ کرتا چلا جاتا تھا جن کو آریہ لوگ فتح کر کر کے اپنا بناتے تھے قریب تھا کہ سارے ہندوستان کا یہی نام ہو جاے لیکن وادی گنگا تک پہونچ کے آریون نے اپنی مقبوضہ قلمرو کو آریہ ورت کا خطاب دیدیا مگر آریون کے پرانے ہمعصر اور مغربی زبردست پڑوسی اور حریف ایرانی ایسے نہ تھے کہ آریہ لوگون کے مقرر کیے ہوے خطاب کو تسلیم کر لیتے اُنھون نے ہندوستان کو آریہ ورت نہ کہا بلکہ سندھو ہی کہتے رہے جس نام سے یہ ملک انمین مشہور تھا۔ ایرانیون نے اپنے تصرفات سے سندھو کو سندھ بنایا اور پھر کچھ ایسا تغیر ہوا کہ اُس مین لفظ سندھ بدل کے ہند ہو گیا (کیونکہ ہا اور سین مہملہ باہم تبدیل ہوتے ہین) اب ایران مین سندھو سے ہند بنتے ہی غیر قومونکی زبان پر چڑھکر مغربی دور دراز ملکون کی طرف چلا گیا۔ عرب تک تو ہند ہی تھا مگر یونان تک پہنچتے پہنچتے اِنڈس رہ گیا پھر رومی صرف و نحو کی خراد پر چڑھ کے انڈ سے انڈیا ہوا اور انگلستان مین چونکہ حرف دال نہین لہذا اب تقریباً ساڑھے تین ہزار برس کے بعد یہ نام جو اصل مین سندھو تھا انڈیا بنکے ایسی متغائر صورت مین ہم تک پہونچا ہے کہ ہم اسے مہبت

تامل کے بعد پہچان سکے معلوم ہوتا ہے کہ ایرانیون نے سندھو کو ہندو بنانے سے دنون کے بعد جب دیکھا کہ مغربی بلاد ہند کے لوگ اپنے وطن کو سندھ کہتے ہین تو غلطی سے یہ سمجھ گئے کہ ہند اُس ملک کا نام ہے جسے لوگ آریہ ورت کہتے ہین اُنکی پیروی مین یہی غلطی عربون سے ہوئی جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ مغربی اضلاع ہند سندھ رہ گئے اور باقی سارا ملک ہند کہا جانے لگا۔ اس پر لطف یہ ہوا کہ آریہ ورت کے رہنے والون نے بھی اس بگڑے ہوے نام ہند کو تسلیم کر لیا اور اسکی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو ہندو کہنے لگے۔ اب اس کے بعد ایرانیون کو ایک دوسرے تصرف کا موقع ملا وہ یہ کہ ہندوونکی طرف جو ملک کی نسبت سے ہندو بنے تھے اُنھون نے ملک کو دوبارہ منسوب کیا اور یون آریہ ورت

ہندوستان بن گیا۔

سیاحت ہند مین حافظ عبد الرحمٰن امرتسری نے لکھا ہے کہ سندھ کا ملک قدیم زمانے مین بہت دور تک پھیلا ہوا تھا شمالی ہند کا سارا مغربی حصہ جسمین کشمیر اور بلوچستان شامل تھے سندھ ہی شمار ہوتا تھا اور اس وجہ سے غیر قومون نے سندھ اور ہند دو علٰحدہ ملک قرار دے رکھے تھے۔ پس پنڈت لیکھرام کا کلیات آریہ مسافر مین یہ لکھنا کہ لفظ ہندو عداوت و عناد سے آریہ ورت کے باشندون کو بنظر حقارت دیا گیا ہے کیونکہ یہ مبدل ہے سندو کا جو سند بکسر سین بمعنی حرامزادہ سے بنا ہے درست نہین کیونکہ ان معنے سے اُن لوگونکا جو آریہ ورت کے باشندے تھے ہندو سکتے ہین بلکہ خود سناتن دھرمیون کا ذہن مبرا ہے۔ جبکہ ہندوستان کے تمام باشندے جو اُن چار ذاتون مین سے ہین اس اصطلاحی لفظ کو بلا اکراہ تسلیم کرتے ہین تو کیسی طرح قابل نفرت نہین اور ایک معیوب وجہ تسمیہ نکالنا بیجا ہے چینی سیاح ہیون تسانگ جو وفات سرور کائنات سے چار برس پیشتر سنہ ہجری (۶۲۹ء) سے سنہ ہجری (۶۴۵ء) یعنی حضرت عثمان کی خلافت کے تیسرے سال تک ممالک ہند کا سفر کرتا رہا اپنے سفرنامے مین لکھتا ہے کہ ہندوستان قدیم زمانے مین شنتو اور ہین تو کے نام سے مشہور تھا مگر اب اس کے نام کا صحیح تلفظ انتو ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایرانیون کا بنایا ہوا نام ہند بھی یہان تک آچکا تھا اور انتو تو یقیناً یونانیون کے ساتھ آیا جبکہ وہ سکندر کے ساتھ آئے تھے اور غالباً اُنکا بنایا ہوا نام اس چینی سیاح کے وقت مین موجود تھا بلکہ اس سے پہلے ایرانیون کا نام پھیل چکا تھا چنانچہ آستر کی کتاب مین جو حضرت محمد سے ایک ہزار سال پیشتر لکھی گئی تھی اسکی پہلی آیت مین ہندوستان کا لفظ ہے اسی طرح فلاوِیس جوسف مورخ اپنی کتاب مین ہندوستان کا لفظ لکھتا ہے۔

سکندر کا حملہ ہندوؤن پر

۳۲۷ سال قبل سنہ عیسوی کے شروع سال مین سکندر ہند مین داخل ہوا اور شہر اٹک کے اوپر دریاے سندھ کو عبور کر کے بلا مزاحمت جہلم کی جانب آگے کو بڑھا اور پنجاب کی چھوٹی ریاستون مین جو ایک دوسرے سے بدظن ہو رہی تھین قدم رکھا انمین سے ایک ریاست کے راجہ نے جسکا نام پورس تھا (جسکو سکندر نامہ وغیرہ مین فور لکھا ہے) دریاے جہلم پر سکندر کا مقابلہ کیا جو لڑائی کے لئے رتھ میدان جنگ مین لایا سکندر نے جہلم کے موڑ پر بیلیان والا کے میدان جنگ سے چودہ میل مغرب کو اپنی فوج آراستہ کی اور ایک رات کو جب اندھیرا چل رہا تھا موقع پا کر دریا پار

ہوا۔ پورس کے لڑائی کے رتھ گھبراہٹ مین دریا کے کنارے پر دلدل مین پھنس گئے اور جب لڑائی شروع ہوئی ہندو راجہ کے ہاتھیون نے لڑائی سے روگردانی کی اور پھر کر اپنی ہی فوج کو پامال کیا۔ ابتداے جنگ مین پورس کا بیٹا مارا گیا اور وہ خود زخمی ہوکر بھاگا مگر اطاعت قبول کرنے پر سکندر نے اُسکی ریاست واپس دی۔ بعد اسکے سکندر بلادقت سر کی طرف جنوب و مشرق کو بڑھا اور پھر مغرب کی طرف پیچھے کو ہٹا اور کتا کی قوم کو سنگالہ پر زک دیکر دریاے بیاس پر پہونچا اس مقام پر اُسکی کل فوج خیمہ زن ہوئی اور آخر کار گرمی اور طوفان سے جو موسم کے بدلنے پر شروع ہوے اُسکی فوج نے ہمت ہار دی اور یہان سے وہ جہلم کو واپس گیا اور وہان سے اپنے ملک کی طرف لوٹ گیا۔ سکندر نے ملتان پر مالی قوم سے سخت جنگ کی تھی اور شہر کے لینے مین وہ خود شدید زخمی ہوا تھا اسلیئے اُسکی سپاہ نے سخت برہم ہوکر کل باشندگان شہر کو قتل کیا جب وہ اُس مقام پر پہونچا جہان پنجاب کے پانچون دریا اور دریاے سندھ ملتے تھے وہان اُسنے عرصے تک قیام کیا اور شہر اسکندریہ کی جو اس زمانے مین اُچ کہلاتا ہے اور بہاولپور سے ۴۳ میل کی مسافت پر ہی اور اب اس سے چالیس میل جنوب کی طرف مٹن کوٹ کیطرف وہ دریا بہتی ہین بنا ڈالی اور گرد و نواح کی ریاستون نے اُسکی اطاعت قبول کی اور ملک سندھ مین ہوکر تری کی راہ جنوبی سمت دریاے انڈس کے دہانے تک جہان وہ بحر عرب مین ملتا ہے گیا ڈلٹا کی چوٹی پر شہر پٹالا کو از سر نو تعمیر کیا جو آج کے دن تک حیدرآباد کے نام سے سندھ کا دارالحکومت موجود ہے سکندر کے ہمراہیون نے اُس زمانے کے ہندوستان کے رہنے والونکی رسم و راہ کا مفصل حال لکھا مگر سکندر کا نام ہندؤن کی کسی تاریخ مین درج نہین مگر پھر بھی سکندر کے نام کو مسلمانون نے ہندوستان مین بہت مشہور کیا اور وہ اُسکو بڑا بہادر اور جری سمجھتے تھے۔

مسلمانون کے ہندوستان پر حملے

تاریخ فرشتہ سے مستفاد ہوتا ہی کہ اہل اسلام مین سب سے پہلے ہندوستان کی سرحد پر عرب کے ایک امیر مہلب بن ابی صفرہ نے ۴۴ھ ہجری مطابق ۶۶۴ء مین کابل و زابل ہوکر حملہ کیا اور بارہ ہزار زن و مرد پکڑ کر لیگیا اُسکے بعد بھی کئی حملے ہوئے مگر اسیطرح کہ آئے اور چلے گئے مگر جن مورخین نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ بغداد مامون عباسی پسر ہارون الرشید بھی ہندوستان سے شکست کھا گیا یہ انکی غلطی ہے مامون کبھی ہندوستان کی طرف نہین آیا۔

ڈاکٹر ہنٹر لکھتا ہی کہ پہلی جنگ جو پنجاب کی سرحد پر ہندؤن اور مسلمانون مین ہوئی اُسمین چھیڑ ہندؤن کیطرف سے ہوئی تھی کیونکہ اُس وقت راجہ جیپال والی لاہور کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانون پر فتح پانا اس زمانے مین اس سے زیادہ کوئی ناموری کی بات نہ ہوگی اور یہ نعمت عظمے پہلے پہلے میرے حصے مین آجانے تو خوب ہے پس غزنی کی سلطنت کو تباہ کرنے کی ناپاک ناکام کوشش کی ورنہ اُسوقت افغانونکے دل مین ہندوستان پر حملہ کرنے کا خیال بھی پیدا نہ ہوا تھا جیپال نے فوراً اپنی فوج کو سندھ پار اُتار کے خراسان تک دوڑا دیا مگر مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہوئی کہ غرور کا سر نیچا ہو جیپال کی فوج شکست کھا گئی اُسوقت سبکتگین نے ہندؤن کے اُن راستون کو جدھر سے وہ آئے تھے واپسی کے وقت بالکل مسدود کر دیا اور اُس وقت تک

نہ کھولا جب تک جیپال نے ۵۰ ہاتھی اور ڈھائی لاکھ روپیہ نند انے کا دینا قبول نہ کیا جب جیپال افغانستان سے رہائی اور اپنے کیئے کی سزا پاکر ہندمین واپس آیا تو اسکو اپنے وعدے کے وفا کرنیکا خیال ہوا جسکی بدولت سبکتگین سے پیچھا چھوٹا تھا مگر وہ متعصب برہمن جو امور سلطنت مین دخیل تھے راجہ کی وعدہ وفائی مین حارج ہوئے اور کہا کہ مہاراج ایک جنگلی منش کو اتنا بڑا ڈنڈ دینا یہ نیک راجون کا کام نہین اس قسم کے فقرات سنکر راجہ کی نیت مین فتور پڑگیا باوجود فہمائش امرا و سرداران فوج کے بھی راجہ ان بہکانے والون ہی کا پیرو رہا نتیجہ یہ ہوا کہ سبکتگین اپنے فدیے کا روپیہ وصول کرنے کی غرض سے ہند پر آیا اور جیپال اور اُسکے تمام راجپوت رئیس اور دہلی اور اجمیر اور قنوج کے راجہ جو اس وقت اُسکی مدد پر آئے تھے سب کو شکست فاش دیکر اور بے شمار مال لیکر غزنی کو واپس گیا۔

سبکتگین کے بیٹے محمود غزنوی نے بھی اپنی ۳۴ سال کی سلطنت مین ۱۷ حملے ہندوستان پر کئے منجملہ اُنکے بارہ بہت بڑے ہوئے اور ہر حملہ مین کامیاب رہا مگر کشمیر پر جو دو حملے کئے اُنمین کامیابی نہ ہوئی تھی

ہندوستان مین اسلامی شاہنشاہی قائم ہونا

معزالدین محمد سام ملقب بہ شہاب الدین غوری کے عہد دولت سے تھوڑے پہلے ہندوستان مین چار بڑی سلطنتین تھین منجملہ اُنکے ایک دلی جو تنور قوم کے راجپوتون کے قبضے مین تھی دوسری اجمیر جسپر چوہان قابض تھے تیسری قنوج جو راٹھورون کے تحت حکومت تھی چوتھی گجرات جسپر بگھیلے متصرف تھے جو سولنکی کے قائم مقام ہوئے تھے مگر تنور کے سردار کے کوئی بیٹا نہ تھا اُسنے مرنے کے وقت اپنے نواسے پرتھی راج والی اجمیر کو جسے رائے پتھورا کہتے ہین گود لیا اور تنورون اور چوہانون کو ملاکر ایک کردیا اسطرح دلی اور اجمیر کی دونون ریاستین پرتھی راج کے زیرنگین ہوگئین جسکو رائے پتھورا کہتے ہین پرتھی راج کو جانگ لیش (دیار مجہول) یعنی جہان جنگل ہی ہوتے ہین لکھے اجمیر کو اپنا پایہ تخت بنایا تھا دلی کی حکومت اپنے سردار چاونڈ رائے داہمہ کے سپرد کی تھی جسکو مسلمانون کے مورخین کھانڈے رائے لکھتے ہین۔ قنوج کا راجہ جے چند پرتھی راج کا خالہ زاد بھائی تھا کیونکہ دونون کی مائین اننگ پال تنور کی بیٹیان تھین چونکہ نانے گود لینے مین پرتھی راج کو ترجیح دی اس لیے جے چند کو اس پر رشک رہا کرتا تھا۔

ہندوستان مین اسلامی سلطنت قائم ہونے سے پہلے دہلی اور قنوج کی دو ریاستین ایسی تھین جو حملہ آور کی ٹکر کو جھیل سکتی تھین مگر یہ دونون آپسمین پھوٹ سے مرکز فساد بنی ہوئی تھین جسکے دو سبب تھے (۱) جے چند راجہ قنوج کو یہ گوارا نہین ہوا کہ پرتھی راج تنہا دہلی اور اجمیر دونون کا مالک بنے اور یہ امر بنیاد فساد ہوا (۲) جے چند نے اپنا لقب رائے رایان ہند رکھا اور واسطے ترویج اس نام کے راجسو یگ (یعنی ہندوستان کے راجاؤنکا کسی جشن یا تقریب مین جمع ہونا) کیا تھا جو علامت اس بات کی ہے کہ ہندوستان مین کوئی دوسرا راجہ اُسکا ہمسر نہین اس یگ (جگ) مین تمام خدمت گاری کے کام راجاؤنکو کرنے پڑتے تھے راجہ پرتھی راج کو

دربانی کی خدمت کے لیے بلایا گیا اس جگ کے موقع پر راجہ قنوج کی لڑکی سن گتا کا سوئمبر بھی تھا حسین لڑکی پرتھی
شوہر پسند کرنی تھی راجہ پرتھی راج اگرچہ اس لڑکی پر فریفتہ تھا مگر اسکی خاطر دربانی کی ذلت گوارا نکرسکا اور اس
رسم مین آکر شریک نہوا پرتھی راج کے نہ آنے پر جے چندر راجہ قنوج نے ایک بیڈھنگی سی مورت اسکی بنواکر دربان
کی جگہ دروازے پر کھڑی کردی جب سوئمبر کے لیے لڑکی دربار مین آئی اور شرمگین آنکھون سے ہر ایک راجہ کو
دیکھتی ہوئی دروازے پر پہونچی وہان جاکر پھولون کا ہار بیڈھنگی مورت کے گلے مین ڈالدیا پرتھی راج یہ حال سنکر
سمند باد رفتار پر سوار ہوکر قنوج پہونچا اور رانی کو اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کرکے لے اڑا راجہ قنوج نے فوج لیکر پیچھا کیا مگر وہ
ہوا ہوگیا یہ دوسرا واقعہ اور بھی پھوٹ بڑھنے کا ہوا جس سے پرتھی راج کے ۱۰۸ ساتھی راجاؤن مین سے ۲۵ رہ گئے
اس باہمی پھوٹ نے حملہ آور کے لیئے راستہ صاف کردیا۔

پرتھی راج اگرچہ شجاع تھا لیکن عاقبت اندیش نہ تھا اپنا تمام زور وطاقت اپنے خاندان قنوج سے بیفائدہ
جھگڑا کرکے برباد کی ایسے ناحق جھگڑون مین اسکے ایک سو آٹھ سرداران فوج مین سے چونسٹھ ضائع ہوے
اس عداوت کا نتیجہ ہوا کہ بقول کشور لال کایستھ مؤلف گلدستہ اقتوج جے چندر نے پرتھی راج سے برہم ہوکر شہاب الدین
غوری کو یورش ہندوستان کے لیے بلایا تھا اور خواجہ معین الدین چشتی نے بھی لکھا تھا۔

سلطان غیاث الدین غور کا بادشاہ اور اسکا چھوٹا بھائی شہاب الدین امیر لشکر اور حاکم غزنی تھا شہاب الدین
غزنی کا انتظام کرکے ملک ہند کی تسخیر پر آمادہ ہوا اول لاہور کے بادشاہ خسرو ملک کو اسیر ودستگیر کرکے پنجاب پر
قبضہ کرلیا اور ۵۸۷ ہجری مطابق ۱۱۹۱ع مین ہندو راجاؤن کی عملداری مین قدم بڑھایا اور قلعہ سرہند کو سر کیا اب
سلطان مراجعت کی تیاری کررہا تھا کہ رائے پتھورا کی لشکرکشی کا غلغلہ سنا خود پیش قدمی کرکے آگے بڑھا ادھر سے
رائے کا لشکر پہونچا تلاوڑی کے میدان مین ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا جسوقت سلطان کی فوج راجپوتونکے قلب پہ
جھکی ہوئی تھی اسکا دایان وبایان بازو شکست کھاکر بھاگا مگر سلطان کچھ رفیقون سمیت میدان مین جما رہا کھانڈے رائے
نے ہاتھی اس پر ریلا سلطان بھی گھوڑا چمکا کر بڑھا اور نیزے کا ایسا ہاتھ مارا کہ دانت توڑکر اسکے منھ مین اترگیا
مگر سلطان کے بھی زخم کاری لگا قریب تھا کہ پشت زین سے جدا ہوجاے یہ کیفیت دیکھ کر ایک خلجی بچہ اس کے
پیچھے ہو بیٹھا اور گھوڑے کو مہمیز کرکے دشمنون کے نرغے سے صاف نکال لے گیا پھر تو باقی فوج کے بھی قدم اٹھ گئے
اور یہ ہزیمت خوردہ لشکر تباہی کے بعد لاہور مین داخل ہوا چندے قیام کرکے سلطان نے غزنی کی جانب
کوچ کیا اور وہان پہونچکر فراریونکو سخت سزائین دین توبڑے اُنکے منھ مین بندھوا کر شہر غور کے
چارون طرف گشت کرایا جس سے یہ مطلب تھا کہ یہ لوگ آدمی نہ تھے گدھے تھے جن لوگون نے جو کھانے
سے انکار کیا اُنکے سر قلم کردئے گئے سلطان نے بظاہر عیش وآرام کا نقشہ جمایا اور اپنے آپکو بے پروا بنایا لیکن
خفیہ طور پر لشکر کی درستی اور سامان جنگ کے تہیہ مین شب وروز مصروف رہا

رائے پتھورا غنیم کے خطرے سے فارغ البال ہوکر فتح کا نقارہ بجاتا اپنی راجدھانی مین آبیٹھا اور اس خیال سے

کہ مبادا پیشناک مخالفت افغانستان کہین پھر ظہور پکڑے تمام راجپوت راجاؤن کو متفق کرکے ایک بڑا زبردست جتھا باندھنا شروع کیا اس مین وہ یہانتک کامیاب ہوا کہ جب شہاب الدین دوبارہ ہند پر آیا تو پرتھی راج کے ساتھ ڈیڑھ سو سے زیادہ راجپوت سردار مع اپنی فوجوں کے تھے۔

۵۸۸ ہجری مطابق ۱۱۹۳ء مین شہاب الدین ایک لاکھ بیس ہزار سوار جرار لیکر دوبارہ ہند پر حملہ آور ہوا لیکن سرداران لشکر سے اپنا منصوبہ پوشیدہ رکھا پشاور مین پہونچکر ایک بوڑھے سپاہی نے عرض کیا کہ خداوند اس لاو لشکر سے تو کسی بڑی مہم کے آثار نظر آتے ہین پھر امرا سے اس راز کے مخفی رکھنے مین کیا مصلحت ہے سلطان نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ سُن پیر مرد جس دن سے مین نے راجپوتون کے مقابلے مین زک پائی حریم دولت مین بستر کو پیٹھ نہین لگائی ہنوز وہ خون آلود پیراہن نہین بدلا جو لڑائی کے وقت میرے تن پر تھا آج تک اُن امیرونکا منھ نہین دیکھا جو مجھکو تنہا چھوڑکر بھاگ گئے تھے اب غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ یا تو دشمن سے انتقام لون یا سر میدان لڑکر جان دون پیر مرد نے دعاے خیر دیکر کہا صلاح وقت یہ ہے کہ امرا کی تقصیر معاف فرمائیے انکا رتبہ بڑھایئے تاکہ آئندہ سرخرو ہون اور پچھلے قصورون کی تلافی کرین سلطان نے اُسکی صلاح مان لی ملتان پہونچکر ایک دربار کیا لشکر کے سردارونکو جمع کرکے اُنکے حال پر مہربانی فرمائی اور اپنا منشا سمجھایا سب نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھکر عہد و پیمان کو تازہ کیا اب لاہور پہونچکر راے کے نام نامہ لکھا گیا کہ یا تو ہماری اطاعت قبول کرو یا جنگ و پیکار کے لیے تیار ہوجاؤ جب پیک سلطانی راے کے در دولت پر حاضر ہوا اور راے کو سلطان کی یورش کا حال معلوم ہوا تو خواب غفلت سے آنکھ کھلی رانی سَن یگتا بھی جسکی بدولت راے کی یہ نوبت پہونچی تھی بولی اے راجہ بزم عیش ختم ہوئی اب میدان رزم کو آراستہ کر اور ملک و ملت کو ترکونکی ترکتاز سے بچا الغرض راے نے سلطان کے سفیر کو سخت جواب دیکر رخصت کیا اور ہمہ تن جنگ کی تیاری مین مشغول ہوا عرصہ قلیل مین لاکھون سورما راجپوت اُسکے جھنڈے تلے جمع ہوگئے پرتھی راج کو اسوقت جے چندر کی مدد کا بسبب عداوت کے مطلق بھروسا نہ تھا تاہم اس زعم مین کہ ایک ہزار ہاتھی اور تین لاکھ سوار اور پیدل بے شمار اپنے پاس موجود ہین اور ڈیڑھ سو رجواڑونکی فوج کی اپنے ہاتھ مین کمان ہے ایک جے چند نہین ہے تو نہ سہی شہاب الدین کے مقابلے پر تیار ہوا جب کوچ کی ساعت نزدیک پہونچی رانی سَن یگتا نے اپنے ہاتھ سے زرہ بکتر پہنا ہتھیار بدن پر سجا راے کا آخری دیدار دیکھا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اُدھر کوچ کے نقارے پر چوٹ پڑی ادھر رانی کا کلیجا ہل گیا راجہ اہل خاندان کو وداع کرکے راجپوت سردارونکے ساتھ رنجیت دروازے سے نکلا لشکر کو کوچ کا حکم سنایا اور منزل بمنزل تھانیسر کے میدان مین جا پہونچا دریاے سرستی کے وار پار دونون لشکر خیمہ زن ہوگئے پرتھی راج نے اپنی بے تعداد فوج کے مقابلے پر مخالف کی تھوڑی فوج دیکھ کر ایک نامہ تہدید بایں مضمون شہاب الدین کے نام روانہ کیا کہ اے بادشاہ غالباً تجھکو ہماری سپاہ کی تعداد معلوم ہوگئی ہوگی مگر اسکے علاوہ ہر روز اطراف و جوانب سے لشکر آتا جاتا ہے اور ہماری فوج مین شامل

ہوتا جاتا ہے اگر اس خوفناک حالت کو دیکھکر تجھکو اپنی حالت پر افسوس نہین آتا تو نہ سہی مگر اُس نامراد فوج پر کر
جسکو تو اپنے ہمراہ لایا ہے ذرا رحم کر اگر تو ارادہ بے جا سے پشیمان ہوکر واپس جانا چاہے تو ہم اپنے دیوتاؤن کی سوگند
کھاکر وعدہ کرتے ہین کہ مسلمانونکی فوج کا تعاقب اور اُس سے کسی طرح کی مزاحمت نہ کرینگے۔ اور اگر تو نے ارادہ جنگ
ٹھہرایا ہے تو یاد رہے کہ ہماری بے تعداد فوج مع تین ہزار ہاتھی کے تیرے لشکر کو تباہ کر دیگی بجواب اسکے شہاب الدین
نے لکھا کہ جو نامہ میرے پاس پہنچا اُس سے نہایت مروت و شفقت ظاہر ہوتی ہے مگر واضح ہو کہ مین نے جو ہندوستان پر
لشکر کشی کی وہ بحکم اپنے برادر کے کی پس اگر مین یہان کے حالات سے اُس کو پورا آگاہ کرون تو ضرور وہ مجھ کو
تمھارے ساتھ اس شرط پر صلح کرنے کی اجازت دیگا کہ پنجاب اور ملتان ہمارا اور باقی ہندوستان تمھارا۔
پرتھی راج جواب پاتے ہی خوش ہوگیا اور اپنے لشکر مین فتح کا شادیانہ اور طبل بازگشتی بجوا دیا تمام لشکر نے کمرین
کھولدین شہاب الدین نے اسی رات کو لشکر آراستہ کرکے دریا کو عبور کیا اور صبح دم طبل جنگ آبجایا اور اپنے قاتل
دشمن کی فوج پر ٹوٹ پڑا راجپوتون نے آنکھ کھولی تو غنیم کو سر پر موجود پایا جب تک راجپوتون نے اپنے کو سنبھالکر درست
کیا اُس وقت تک بے شمار لوگونکا شہاب الدین کے لشکر نے ستھراؤ کر دیا تاہم کثرت افواج و فیلان کے باعث پرتھی راج
نے اپنے لشکر کو سنبھالا اور چاہا کہ شہاب الدین کی فوج کو ہاتھیون سے پامال کرے چنانچہ اس ارادے سے لشکر کو
آگے بڑھایا۔ اس وقت شہاب الدین نے اپنے لشکر کے چار حصے کر دئے تھے اور ایک کے ساتھ خود شامل تھا
ہر حصہ باری باری سے حملہ کرتا تھا مگر دلاور راجپوت بھی ایسے جی توڑ کر لڑے کہ ترکون کے دل مین ہیبت بیٹھ گئی
اب سلطان بظاہر شکست کی صورت بنا کر پیچھے ہٹا راجپوتون نے جو تعاقب شروع کیا تو اُنکی ترتیب درہم برہم ہوگئی
اسوقت سلطان نے پلٹ کر تازہ دم فوج سے پھر حملہ کیا لیکن یہ تدبیر بھی راس نہ آئی فتح اور شکست کا کچھ فیصلہ نہوا
جب ہوا نہایت گرم ہوگئی اور سورج سر پر آگیا تو اُسنے درختون کے سائے مین پناہ لی ڈیڑھ سو راجہ مہاراجہ اُسکے
گرداگرد جمع ہوے سب نے تلوار و نیزہ ہاتھ رکھکر عہد و پیمان کیا اخیر دم تک لڑنے کی قسم کھائی شربت پیا پان کا بیڑہ
چبایا تُلسی کے پتے زبان پر دھرے پیشانی پر قشقہ زعفرانی کھینچا اور ذرا دم لیا۔
اب کسی قدر دن ڈھل گیا تھا کہ سلطان غوری بارہ ہزار سوار خاصہ لیکر اپنی جگہ سے ہلا سوارون نے سرون پر
مرصع خود بدن مین فولادی جوشن ایک ہاتھ مین تلوار ایک مین نیزہ باگین اُٹھائے کنوتیون سے کنوتیان ملائے
دریاے مواج کی طرح اُمنڈ آئے اس پرزور حملے نے راجپوتی سپاہ مین کچھ ایسا زلزلہ ڈالا کہ یکایک ہوا پلٹ گئی
چشم زدن مین کچھ سے کچھ ہوگیا وہ شاندار فوج جو پہاڑ کیطرح جمی کھڑی تھی دم کے دم مین تہ و بالا ہوگئی بڑے بڑے
نامی گرامی سردار میدان مین کام آئے راے پتھورا گرفتار ہوکر مارا گیا جب سردارون کا یہ حال ہوا تو بن سری فوج
کیا کرتی اور کس کا سہارا پکڑتی جسطرف جسکا منہ اُٹھ گیا بھاگ نکلا اور اسی ایک لڑائی سے سلطنت اسلامیہ
ہندوستان مین قائم ہوگئی شہاب الدین اپنے غلام قطب الدین ایبک کو ہندوستان مین چھوڑکر آپ غزنی کو لوٹ
گیا پرتھی راج کا آخری معرکہ بمقام ترولی دریاے سرستی کے کنارے پر جو تھانیسر سے سات کوس تھا وقوع

مین آیا تھا جسکے ساتھ ہندوستان سے ہنود کی حکومت جاتی رہی مسلمانون نے بڑھکر اجمیر پر قبضہ کیا اور بتقرر
خراج گران ملک راجہ مقتول کے ایک رشتہ دار کو سپرد کیا۔

وقایع راجپوتانہ مین ہے کہ پرتھی راج کو شہاب الدین گرفتار کرکے لے گیا تھا لیکن تھوڑے دنون کے بعد چند کبیشر کی
سفارش سے کہ وہ راجہ کا قدیمی نمک خوار اور غمگسار تھا بادشاہ کو راجہ کی تیر اندازی کا فن ظاہر ہوا کہ آنکھین بند کرکے
آواز پر تیر لگاتا ہے بادشاہ کو شوق پیدا ہوا انجام کار ایک روز پرتھی راج کو جیل خانے سے طلب کرکے تیر و کمان دیا
گیا کہ نشانہ لگائے اُسوقت کبیشر نے ہندی شعر مین راجہ کو یاد دلایا کہ یہ وقت حریف کے مارنے کا ہے راجہ نے سلطان سے
پوچھا کہ اجازت ہے سلطان نے کہا کہ ہان بغور سماعت آواز راجہ نے بادشاہ کو تیر کا نشانہ بنایا تب اُسی کبیشر
نے ؛ ول اُسیوقت راجہ کو قتل کیا پھر اپنے آپکو ہلاک کیا تاکہ دشمن بے عزتی اور اذیت سے نہ مارین۔ اس قصے سے
معلوم ہوتا ہے کہ تاریخی معاملات ایسی ہی گپ شپ اور لغو تحقیقات پر مبنی سمجھے گئے ہین۔ کیا اتنی چھوٹی سی عقل پر
شہاب الدین نے لاکھون سورما راجپوتون سے میدان کارزار گرم کیا شہاب الدین کو ہندی شاعری سے
کیا مس تھا کہ چند جیسے شعرا اُسکی خدمت مین بار پا سکتے اصل حال یہ ہے کہ جب وہ سنہ ۶۰۲ ہجری مطابق سنہ ۱۲۰۶ع
مین گکھڑون کی گوشمالی کرکے لاہور سے غزنی کو لوٹ رہا تھا اور دوم شعبان کو دریاے نیلاب عرف اٹک دریا
سندھ کے کنارے پہونچا اور مقام دھمیک مین پانی کے کنارے ٹھنڈی ہوا سے تر و تازگی حاصل کرنے کے لیے
ڈیرا کھڑا کرایا۔ کفار گکھڑون مین سے بیس آدمی جن کے باپ دادا سلطان کے حملون مین مارے گئے تھے اور اُس
قوم کے بہت سے آدمی سلطان کی ترغیب سے مسلمان بھی ہوگئے تھے کیونکہ وہ کسی دین و مذہب کے پابند نہ تھے
شہاب الدین کے قتل پر آمادہ ہوئے شب سوم ماہ شعبان کو آدھی رات کے وقت دریا سے پیر کر خیام سلطانی
مین داخل ہوئے اور اُنمین سے ایک آدمی سلطان کے سراپردے کے پاس آیا اور دربان کو چھری سے
زخمی کرکے بھاگ گیا شور و غل ہوا تو تمام آدمی جتنے کہ خدمتگار تک بھی سلطان کے پاس سے آکر وہان جمع
ہوگئے اُس وقت گکھڑون نے جو گھات مین تھے سراپردے کی ایک شق کو چھری سے پھاڑا اور اندر گھس گئے
جنکے ہاتھون مین تیر اور چھریان تھین سلطان کے پاس دو ترکی غلام موجود تھے وہ گھبرا کر بدحواس ہو گئے
گکھڑون نے ۲۲ زخم چھریون کے پہونچا کر سلطان عالیجاہ کو شہید کر دیا۔ جیسا کہ تاریخ فرشتہ وغیرہ مین لکھا ہے۔
اس عقل کے دشمن کو یہ بھی خبر نہین کہ جنگ پرتھی راج سے دوسری سال شہاب الدین راجہ جے چند
والی قنوج کی خبر لینے کو پھر ہندوستان مین آیا جے چند نے بہت بڑی سپاہ اور بہت سے ہاتھیون کے ساتھ
چندوار کے حدود مین سلطان کا مقابلہ کیا سلطان نے سنہ ۱۱۹۳ مطابق سنہ ۵۸۹ ہجری مین اُسکو پوری
شکست دیکر اٹاوے کے اوپر سے بنارس تک اپنے قبضے مین کرلیا تاریخ حقی مین لکھا ہے کہ اس موقع کی غنیمت
مین چھ سو چند ہاتھی سلطان کے ہاتھ آئے۔ قطب الدین ایبک جو دراصل شہاب الدین کا غلام تھا اور
اُسوقت فوج شاہی کا کمانڈر انچیف تھا اُسنے دہلی اور کول اور بڑے بڑے راجپوتون کی دارالریاستون کو

قبضے مین لاکر ہند مین اپنا تسلط کرلیا - اسکی لیاقت اور وفاداری پر شہاب الدین کو اسقدر بھروسا تھا کہ وہ خود اپنے ملک کو چلا گیا اور قطب الدین کو ہند کا نائب السلطنت مقرر کر گیا -

جو فتوحات ہندوستان مین شہاب الدین کو نصیب ہوئین وہ سلطان محمود کی فتوحات سے بہت زیادہ تھین جس زمانے مین شہاب الدین نے وفات پائی تو اسوقت مالوہ اور بعض آس پاس کے ضلعون کے علاوہ خاص ہندوستان اسکے قبض و تصرف مین تھا اور سندھ اور بنگال یا مطیع ہو چکے تھے یا جلد جلد مطیع ہوتے جاتے تھے باقی گجرات مین بجز اس قدر قبض و تصرف کے جسقدر کہ اسکے دارالامارت کے قبضے سے معلوم ہوتا ہے پورا پورا قبضہ نہ تھا اور ہندوستان کا بہت سا حصہ اسکے سردارون کے تحت حکومت تھا اور کچھ تھوڑا حصہ باجگذار راجاؤن کے قبض و تصرف مین تھا اور یہ صرف اُس کے لوگون کی سہل انکاری اور تغافل شعاری تھی کہ جنگلون اور بعض بعض پہاڑو نپر قبضہ نکیا -

ہندو فرمان رواؤن کے خاندانونکی اصلیت

جب کسی خاندان کا پتا ایک معلوم حد تک پہونچکر رہ جاتا ہے تو یرانی یا تونپر فخر کرنے والے لوگ آسمانی پیدائش بننے کو چاند اور سورج وغیرہ سے سلسلہ جا ملاتے ہین لیکن کرنل جمیس ٹاڈ نے تاتاری مؤرخ ابوالغازی اور پرانون کے بیان کو مطابق کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ابتدا مین اکثر لوگ مختصر لفظ اور کسی شاندار چیز پر یہ نام رکھا کرتے تھے جیساکہ ایلا یعنی زمین، اکشواک کی بیٹی کا نام ہے اسیطرح وہ بیان کرتا ہے کہ ایک ستارے کے نام پر مغل یعنی منگل (مریخ) ایک قدیم تاتاری سردار کا نام تھا جسکے بیٹے اوگز کی اولاد چھ شخص ہوے اُن مین سے ایک کین یعنی سورج دوسرا آیو یعنی چاند اور باقی زمین پانی ہوا اور آگ کہے جاتے تھے انھین کی نسل مین سورج بنسی - چندر بنسی اور اگنی کُل کے چھتری یعنی پرمار - چوہان - سولنکی اور پریہار ہونگے - مغل چینی اور فرنگستانی قومین انھین کی رشتہ داری کا دعوے کرتی ہین -

تمام سورج بنسی راجپوت رام کی نسل سے ہین اور اقوام بھاٹی وجاریجا جو تمام ریگستان ہند مین ستلج سے سمندر تک پھیلی ہوئی ہین بیان کرتی ہین کہ ہم خاندان چندر بنسی بدھ و کرشن سے ہین - خاندان سورج بنسی کے بانی اکشواک نے سب سے اول کوہ قاف کیطرف سے ہندوستان مین وارد ہوکر اجودھیا کو آباد کیا اور وہان اپنا راج قائم کیا چونکہ اسکے بزرگ کا نام سورج تھا اسلیے اُسکی نسل سورج بنسی کہلائی دوسرے بیانات سے پایا جاتا ہے کہ اکشواک تاتار سے نہین بلکہ مصر سے آیا تھا تیسری روایت یہ ہے کہ برہما کا بڑا بیٹا مریچ تھا اور مریچ کا بیٹا راجہ کشیپ ہوا راجہ کشیپ کا بیٹا راجہ یوسوان معروف بہ سورج ہوا اس راجہ سے خاندان سورج بنسی نکلا ہندی مین اولاد اور نسل کو بنس کہتے ہین - اکشواک کے بعد بدھ جسکو مرکری بھی کہتے ہین اور وہ کسی شخص انڈو یعنے چاند نامی کی اولاد مین تھا تاتار یعنی وسط ایشیا سے جو ہندوؤن کا قدیمی وطن ہے ہندوستان مین آیا اور اکشواک کی بیٹی ایلا کو زوجیت مین لیا اس عورت سے

جو اُسکے اولاد ہوئی وہ چندربنسی کہلائی جسکو سوم بنسی بھی کہتے ہین اہل یورپ کے اکثر مؤرخ کہتے ہین کہ اکشواک
کی ابتدا سے لیکر رام کے وقت تک ستاون پشت ہوتے ہین اور وہ سنہ عیسوی سے دو ہزار برس یا
دو ہزار دو سو برس پہلے ہندوستان مین داخل ہوا تھا اور قبل بارہ سو برس سنہ عیسوی کے رام کا عہد تھا
بنت لی صاحب نے رام کے زایچے کو جو کہ دال میکھ نے لکھا ہے خوب غور سے ملاحظہ کرکے اُنکے عہد تولد کو سنہ عیسوی
سے نو سو اکسٹھ برس پہلے ٹھہرایا ہے ۔ لَو فرزند کلان رام سے لیکر سومتر اخیر راجہ مندرجہ پُران تک ۵۶ راجہ
سورج بنسی نسل مین ہوئے ہین سر ولیم جونس کی فہرست مین بجائے ۵۶ کے ۵۷ درج ہین سومتر کی وفات کے بعد سے
سورج بنس کا ان گنگا پر سے ملکون مین سے جاتا رہا چندربنسی کا دارالحکومت مرکری کے وقت مین یا چند مدت
کے بعد پراگ تھا جسکو اب الہ آباد کہتے ہین اندرپرستھ کو بھی اولاد مرکری اور ایلا نے تعمیر کروایا تھا بعض نے لکھا ہے
کہ جدھشٹر نے اندرپرستھ کو جمنا پر بنایا تھا نام اُسکا آٹھوین صدی مین بدل کر دلی مقرر ہوا سورج بنسی اور
چندربنسی خاندانون کی سرحد اودھ اور الہ آباد جو ایسی نزدیک تھی اُس سے یہ بات دریافت ہوتی ہے کہ
سورج بنس اور چندربنس دونون کا ملک بہت پرانا تھا سورج بنس کی دو نسلین پھیلین ایک اودھ مین راج
کرتی تھی اور دوسری متھلا یعنی ترہت مین لیکن چندربنس جو مرکری سے پیدا ہوا تھا اسکی چھ نسلین ہوکر قریب
قریب سارے شمالی ہندوستان پر راج کرتی تھین اور پھر انہین سے خاندان جادو متھلا کو بھی لے لیا تھا ۔ بدھ
یعنی مرکری کے پوتے ییاتی کے تین بیٹے تھے (۱) اُرو (۲) پُرو (۳) یدو پہلا بیٹا کچھ مشہور نہین ہوا ۔ پانڈو
جو کہ مہابھارت کی لڑائی مین اورون سے زیادہ مشہور ہین پُرو کی نسل مین تھے یدو کی اولاد یادو یا جادو
کہلاتی ہے یدو کی نسل مین دو بھائی کرشن اور بلدیو یا کہ بلرام جو کہ یدھشٹر کے ہمعصر تھے بہت نامی ہین یدھشٹر
بھیم ۔ ارجن ۔ نکل اور سہدیو یہ پانڈو کہلاتے ہین کیونکہ انکے باپ کا نام پانڈو تھا ۔ تمام اقوام جو بنام سورج بنسی
نامزد ہین اپنے تئین رام کے بیٹے کُش کی نسل سے بیان کرتی ہین مثلاً والیان میواڑ و جیپور و مارواڑ
و بیکانیر و کشن گڑھ و رتلام و ایدر و امور اور انکے بے شمار فرقے اپنے تئین اولاد رام مین ظاہر کرتے ہین
اور خاندان جیسلمیر و کچھ بھج یعنی اقوام بھاٹی و جاریجا یعنی خاندان قرولی یعنی قوم جادو خاندان چندربنسی
کے بذریعہ کرشن تک اپنا سلسلۂ نسب پہونچاتے ہین ۔ ان دونون خاندانون مین کہ باہم رقیب تھے ہمیشہ
لڑائی ہوتی رہی ان لڑائیون کا حال پرانون اور رامائن مین درج ہے ۔ چندربنسیون کی دو شاخون کورو
اور پانڈوون کے درمیان کہ دونون چچازاد تھے حضرت مسیح سے چودہ سو پچاس برس پہلے پنجاب مین تھانیسر
کے قریب کورکھیتر کے میدان مین جسے آج کرنال کہتے ہین مہابھارت کی جنگ عظیم واقع ہوئی تھی پانڈون کے
بڑے رفیق سری کرشن تھے جن کی مدد سے پانڈوونکی فتح ہوئی ۔

راجپوت اور اُنکے خاندان

ہندوؤن کی ابتدائی چار قسمون مین سے دوسری قسم چھتریون کی ایک شاخ راجپوت ہین لفظ راجپوت کے معنے ہین

راجاؤن کے بیٹے ان راجپوتون مین سے بعض تو پرانے زمانے کے چھتری راج کمارونکی نسل مین سے تھے
جو آرین تھے اور باقی اُن قومونکے راجکمارونکی اولاد مین سے جو آرین کے بعد شمال کی جانب سے ہندوستان
مین آئے اور یہین ٹھہر گئے پھر صدیون تک رہتے سہتے ہندو ہی بن گئے۔ پرانے زمانے کے چھتریونکی طرح انکی
ذات بھی اور ہندوون سے جدا اور ممتاز تھی وہ شاہی نسل سے تھے اور حکمرانی اور جنگجوئی انکا کام تھا نہ تجارت
یا کھیتی باڑی۔ وہ بہت سی قومون یا گروہون مین منقسم تھے انمین سے ہر ایک قوم کے لوگ ایک دوسرے کے
رشتہ دار ہوا کرتے تھے ہر قوم کا ایک سردار یا راجہ ہوتا تھا اپنے سردار بلکہ اپنی قوم کے کسی آدمی کے لیے بھی لڑنے لڑتے
مرجانے پر راجپوت تیار رہوتا تھا یہ لوگ پشتہا پشت سے سپاہی پیشہ ہین اور عمر تمام اپنی سپہ گری مین بسر کرتے ہین اگرچہ
اور لوگ رسومات مذہب کے اختلاف سے الگ الگ گروہ ہو گئے مگر معاملون مین گھلے ملے رہتے تھے اور معمولی حاکمون
کے سوا کوئی خاص سردار اُنکا نتھا۔ مگر راجپوتونکی قوم ایسی تھی کہ وہ مان کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتی تھی اور
ہر گروہ اُنکا موروثی سردار اپنا رکھتا تھا اور ہر گروہ کا چال چلن اور رنگ ڈھنگ الگ الگ تھا اور چند در چند علاقون کے
باعث سے ہر گروہ کا ہر شخص اپنے سردار اور ایک دوسرے کا پابند ہوتا تھا اور قومی علاقون سے تعلقات مذکورہ کو نہایت تقویت پہنچتی تھی
اسلیے راجپوتونکی مختلف قومونکے خاص سردار راجہ سے وہ تعلق رکھتے تھے جو راجپوت اُن خاص سردارون سے رکھتے تھے تو راجہ اور سردارون
اور سپاہیون کا ایسا جمگھٹ ہو گیا تھا کہ وفاداری اور رشتہ داری اور سپہ گری اور نام آوری کے خیالون سے
اتفاق کی نہایت عمدہ صورت بندھی تھی علاوہ اسکے وہ طریقہ اُس اتفاق کا زیادہ ممد اور معاون تھا جو
جاگیرین دینے کا وہان جاری تھا اور ان باتون سے عالی نسبی اور بلند ہمتی اور دلاوری کے خیالات اُن
لوگون مین بہت زور شور سے پیدا ہوے اور اُنکی بہادری کی ترنگون کو ڈھاڑی بھاٹ اپنی کڑکون سے
قائم رکھتے تھے اور فخر و عزت کے قصون اور عشق و محبت کے جھگڑون سے بہادری انکی بھڑکتی رہتی تھی
اور عورتونکے ساتھ ایسے ادب سے پیش آتے تھے کہ بلاد مشرق مین کوئی قوم ایسا ادب نہ کرتی تھی اور اپنے
دشمنون کے ساتھ بھی عزت کے برتاؤ برتتے تھے اور رسوم اور قاعدون کے توڑنے کو بڑی بے عزتی سمجھتے
تھے قدیم راجپوتون کے عمدہ وصفون مین وہ سادگی پائی جاتی تھی جو اور قومون سے الگ تھلگ رہنے مین
پیدا ہوتی ہے اور یہی باعث تھا کہ فنون سپہ گری اور کارپردازی کی لیاقت مین اُن لوگون سے بھی نہایت
کم تھے جن کے خیالون مین ویسی عمدہ باتین نہ آتی تھین جو اُنکے خیالون مین سمائی ہوتی تھین راجپوتون
کے مختلف قومون پر منقسم ہونے کا ایک اثر یہ تھا کہ اگرچہ حال اُنکا خانہ بدوش لوگونکا سا نہ تھا مگر جبکہ غنیم کے
زور و دباؤ سے اپنے مکانون کو چھوڑنے پر مجبور ہوتے تھے تو غول کے غول تاتاریون کی مانند اپنے مکانون
کو چھوڑتے تھے اور جہان کہ وہ جاتے تھے وہان بھی غول کے غول جا کر بستے تھے اور نئی اراضیات کو اسی مناسبت
سے آپسمین تقسیم کرتے تھے جسطرح پہلے اُنکے قبض و تصرف مین ہوتی تھین۔ غرضکہ تبدیل مکان کے سوا کسیطرح
کی تبدیل و تغیر واقع نہوتی تھی۔

اگلے زمانے مین یہ لوگ ابتداے عمر سے افیم کھانے کے عادی ہوتے تھے اور اُسکے بڑے بڑے اُنٹے کھاتے
تھے اور لڑائی کے دن تو یہ معمول سے دُگنی افیم کھاکر ایسے مدہوش ہوجاتے تھے کہ بے فکر و اندیشہ اپنے آپکو ہر ایک
جان جوکھون کے کام مین ڈالدیتے تھے یہ افیون کے نشے مین جھومتے ہوئے مرنے کے یقین سے ایک دوسرے
سے بغلگیر ہوکر رخصت ہوا کرتے تھے لڑائی کے وقت یہ لوگ شاید اس بات کے محتاج تھے کہ کوئی انکا بیٹر و اور ٹانگے
ڈالا ہو۔ اُن راجپوتونکی خاکستر پر جو معرکۂ جنگ مین کام آتے تھے ایک ستون بلند تعمیر کروایا جاتا تھا اور تمام بچوارون
مین اسطرح کی سمادھ جابجا موجود ہین مارا جانے والا وہان اپنے گھوڑے پر سوار اور آلات پتھر پر کھدا ہوتا ہے اور
اُسکی عورت کی تصویر بھی جو اُسکے ساتھ ستی ہوتی ہے مع تصاویر آفتاب و ماہتاب بہ چپ و راست کھدی ہوئی
ہوتی ہین چاند سورج اس بات کی علامت ہین کہ انکی شہرت و ناموری فانی نہین بلکہ جاودانی ہے۔
راجپوت مثل اپنے گھوڑے کے اپنے آلات حرب کی بھی پرستش کرتا ہے وہ فولاد کی قسم کھاتا ہے اور اپنی ڈھال۔
تلوار۔ برچھی اور خنجر کو سجدہ کرتا ہے۔
خاندان راجگان جسے راج کُل کہتے ہین تعداد مین علی العموم ۳۶ مشہور ہین ہر ایک کُل یعنی نسل کا گوترا چاریہ یعنے
قاعدہ خاندانی بہ تشریح رسمیات مخصوص و عقائد مذہبی و مسکن قدیم ہوتا ہے اگرچہ آپ گوترا چاریہ کا استعمال صرف
برہمنو نپر منحصر رہگیا ہے مگر لازم یہ ہے کہ ہر ایک راجپوت کو معلوم ہو مگر اس جہل کے زمانہ مین تو یہ کیفیت ہوگئی ہے
کہ اگر کسی رئیس سے گوترا چاریہ پوچھا جاے تو اپنے بھاٹ کو نشان دیگا کہ یہ جانتا ہے قرب و بعد خاندان
کے دریافت کا یہی ذریعہ ہوتا ہے اور رسمیات رشتہ داری مین اسی کی پابندی ہوتی ہے اور جہان کہین
تفرقۂ زمانہ سے اختلاف واقع ہو جاتا ہے اسی کے ذریعہ سے اُسکا دفعیہ ہوتا ہے اکثر کُل ساکھا یعنی شاخونپر
منقسم ہوتے ہین بعض کُلون مین ساکھا نہین ہین وہ ایکا کہلاتے ہین چنانچہ ایک ثلث کُل ایکا ہین۔
چند اسی اقوام تجارت پیشہ راجپوتون سے نکلی ہین۔
ابتدا مین صرف دو کُل تھے ایک سورج بنسی کُل اور دوسرا چندر بنسی کُل۔ اُن مین چار اگنی کُل شامل ہوکر
چھ کُل ہوے دیگر کُل سورج بنسی اور چندر بنسی کلونکی شاخین ہین چوہانون کا بڑا بھاٹ چند کہتا ہے کہ ۳۶ کلون مین سے
اگنی کُل سب سے بڑا ہے دیگر کُل عورتون سے پیدا ہوئے تھے مگر انکو برہمنون نے پیدا کیا ہے۔
بہت راجپوت قومین دائرۂ اسلام مین داخل ہوگئی ہین جن مین سے بہت سے راجپوتون نے ابتک ہندوانی
رسم و رواج کو بالکل ترک نہین کیا۔ جہانگیر اپنے تزک مین آگرے اور اُسکے نواح کے لوگون کا ذکر کرتا ہوا
لکھتا ہے کہ انمین سے کچھ لوگ ہندو اور کچھ مسلمان ہین مسلمان بھی ہندؤن کے رسم و رواج کے پابند ہین
ان لوگون مین ایک عجیب بات یہ ہے کہ ہندو مسلمانون مین عام طور پر شادیان ہوجاتی ہین یہ تمام ملکانہ
راجپوتون کا حال ہے۔ یہ لوگ صرف واعظان اسلام کی ابتدائی ہدایت سے اس مذہب مین داخل
ہوے پھر کسی نے زیادہ توجہ انکے حالات پر نہین دی اس لیے بعض بعض انمین سے نیم مسلمان اور

نیم ہندو سے رہ گئے۔
تنبیہ کھتری کہتے ہین کہ ہم چھتری تھے اور ابتدا مین راجونکی اولاد تھے ہمارے بزرگون کی اولاد جو کنیزون سے ہوئی وہ غالب آئی ہمارے بزرگون کو ریاست سے خارج کیا اُنھون نے جب دیکھا کہ قابو کچھ نہین رہا تو تجارت کرنے لگے اور چھتری کھتری کہلانے لگے تاریخ مالوہ مین اسیطرح لکھا ہے آئین اکبری مین لکھا ہو کہ چھتری آجکل کھتری کے نام سے مشہور ہین۔

سورج بنسی اور چندر بنسی کی اصلیت

انکی اصلیت کے باب مین ایک تو قول اوپر مذکور ہوچکا کہ ایک قدیم تاتاری سردار مغل یعنی منگل نامی کی اولاد مین سے ہین جسکے بیٹے کیُن کی اولاد سورج بنسی ہین اور آیو کی اولاد چندر بنسی۔ دوسرے بیانات سے پایا جاتا ہے کہ سورج اول بانی سلطنت مصر سے ۳۲۰ بادشاہ تخت سلطنت مصر پر بیٹھنے کے بعد مینو یا مینس کے بیٹے اکشواک نے سب سے اول بجانب مشرق سفر کیا اور ہندوستان مین وارد ہوکر اجودھیا کو آباد کیا اور وہان اپنا راج قائم کیا اُسکے بزرگ کا نام سورج تھا اسلیے اُسکی نسل سورج بنسی کہلائی۔
اکشواک کے بعد بُدھ جسکو مرکری بھی کہتے ہین اور وہ کسی شخص آنڈ وینی چاند نامی کی اولاد مین تھا ساکا دیپ یعنی وسط ایشیا سے ہند مین آیا اور اکشواک کی بیٹی ایلا سے جو اُسکے اولاد ہوئی وہ چندر بنسی کہلائی۔
ہندو خود بیان کرتے ہین کہ ہم مغرب یعنی کوہ قاف سے آئے ہین اور دریائے جیحون اضلاع وسط ایشیا سے نکلے ہین اور سورج بنسی اور چندر بنسی دعوے کرتے ہین کہ اسی سرزمین مین کوہ مقدس سومیرو واقع ہے اور اسی پہاڑ سے وہ بجانب مشرق نقل مکان کرکے ہندوستان مین آسے تھے۔ انکی پُران سے واضح ہوتا ہے کہ خاندان سورج بنسی جسکا سردار اکشواک تھا وسط ایشیا سے اول اول ہند مین داخل ہوکر وہان مسکون ہوا لیکن بنا چاری بُدھ یعنی مرکری کو اُسکا ہمعصر قرار دیتے ہین بدین وجہ کہ یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ اضلاع دور و دراز سے آیا اور اُسنے ایلا دختر اکشواک کو زوجیت مین لیا اور اہل تحقیق نے حساب سے معلوم کیا ہے کہ خاندان سورج بنسی و چندر بنسی نے ۲۲۵۶ سال پیشتر حضرت عیسےٰ کے یا ڈیڑھ سو سال بعد طوفان نوح کے ہندوستان مین حکومت شروع کی۔
جس وجہ سے ہمکو راجپوتون کے واقعات کی تاریخ قائم کرنے کی توقع کرنی چاہئے تھی وہ اُن فہرستون سے ممکن تھی جو پڑانون مین راجاؤنکے دو ہمسر خاندانون یعنی سورج بنسی اور چندر بنسی کی لکھی ہین جنھون نے گنگا جمنا کے دوآبے اور اجودھیا کی سلطنتو نکی بنا قائم کی اُن ہین سے کسی نہ کسی سے قدیم ہندوستان کے تمام راجاؤنکے خاندان برآمد ہوئے ہین۔ سر جونس کے حساب کے مطابق ہم تین ہزار یا نسو برس قبل مسیح علیہ السلام تک زمانے کا حال معلوم کرسکتے تھے لیکن خود ان فہرستونکے بیان مین ایسا نتاقض ہے کہ اُسکے سبب سے کسی پر اعتبار نہین ہوسکتا۔

راجپوتون کی نسلین

ہندوؤن کے عہد جدید کے بعد راجپوتون کا زمانہ آیا جسکا مطلب یہ ہی کہ اسوقت مین راجپوت راجہ سارے ہندوستان پر حکمران تھے اور اس وقت نئے ہندو دھرم نے سب ہندوؤن کے دلونمین اچھی طرح سے گھر کر لیا۔ راجپوتون کی بڑی نسلین یہ ہین (۱) سورج بنسی (۲) چندر بنسی (۳) پرمار (۴) پرہار (۵) سولنکی (۶) چوہان۔

پچھلے چارون خاندان آگ کی پیدائش سمجھے جاتے ہین اسلیئے اگنی کُل یعنی آتشی نسل کہلاتے ہین یہ راجپوت ہمہ انسانی پیدائش سے عار کرکے اسقدر اُڑنے لگے کہ خود کو آسمانی اولاد قرار دئے جائے بغیر اُنھون نے صبر نہ کیا اور جن کا سلسلہ کہین ناتمام رہا اُنھون نے آگ پانی اور شیطان و سانپ وغیرہ کی نسل مین ہونے کو اپنا فخر سمجھا اس کا سبب یہ ہی کہ جب اُنکو جابجا پریشان پھرنے اور سابقہ حالات معلوم نہ رہنے سے جہالت نے گھیرا تو نئی جگہ صاحب اختیار ہولے پر اُنکے خوشامدی ثناخوان لوگون نے جسطرح کا جوڑ توڑ بتا دیا اسی کو اُنھون نے قدیم ہونے کے خیال سے خوشی کے ساتھ مان لیا روز بروز زمانے کے نیک و بد کی پہچان بڑھنے سے اصلیت خاندان کو نسل انسان مین ہی بہتر جاننے لگے۔

مینو کا قول ہی کہ خاندانہاے ذیل چھتریون کے بوجہ ترک رسوم مذہبی اور نہ ملنے برہمنون کے رفتہ رفتہ چوتھے برن یعنی شودر سے بھی بدتر ہوگئے یعنی پانڈرک۔ ڈرس۔ ڈراور۔ کمبوج۔ یون۔ ساک۔ پارداس۔ پہلاوا۔ چینا۔ سرات۔ دراو۔ کھاسیا۔

اب ہم راجپوتونکے خاندان کی تفصیل پیش کرتے ہین۔

سورج بنسی خاندانون کی تفصیل ذیل مین دیکھو

(۱) گہلوت

آئین اکبری مین یہ لفظ کاف فارسی کے کسرے اور ہاے کے سکون اور لام کے فتحہ اور واؤ کے سکون اور تاے فوقانی کے فتحہ سے آیا ہے دوسری جگہ ہا کو کسرہ اور لام کو ضمہ نظر سے گذرا ہے۔

حسب اقوال عوام الناس و نیز بموجب گوتر نسل کے راجپوت اس نسل کے خاندان سورج بنسی رام کی خاص اولاد مین سمجھے جاتے ہین رام سے لیکر سمتر تک جسکا پرانون کے اخیر کرسی نامے مین ذکر ہے پشتین ملائی گئی ہین۔ رام سے چھپن اور بقولے ستاون پیڑھی کے بعد راجہ سمتر کے مرجانے پر اس گھرانے کا دخل شمالی ہندوستان سے اُٹھ گیا۔ اس راجہ تک سورج بنسی اپنے نسب نامے پہونچاتے ہین مہابھارت مین بھی اس سومتر کو راجہ رام چندر کے بیٹے کُش کی نسل مین لکھا ہی۔ شہر اجودھیا جو ملک اودھ مین واقع ہے ایک نامعلوم مدت دراز سے مہاراجہ بکرماجیت کے عہد تک سورج بنسیون کا پایہ تخت تھا مگر پھر بسبب غلبہ فتوحات ملک مہاراجہ موصوف کے اس خاندان کی

سلطنت جاتی رہی اور اسکی شاخین تتر بتر ہوکر دوسرے ملکون مین چلی گئین - اُن مین سے ایک گجرات مین آئی
پس راجہ کنک سین کے وقت سے جسنے سنہ عیسوی سے دوسری صدی مین اپنی قدیم سلطنت کو شمال عرف اجودھیا
واقع ملک اودھ کو چھوڑکر سوراشٹر مین جو قدیمی نام علاقہ کاٹھیاواڑ کا ہے سورج بنس کا راج قائم کیا جو انقلاب نقل
ممالک ہوے لکھے جاتے ہین اُس نے موقعہ براٹ پر کہ پانڈو ونکے بن باس کا مشہور مقام ہے اپنی ریاست قائم کی اسکی
اولاد مین سے بجے نے چند پشت کے بعد بجے پورہ آباد کیا اور اُس کا خاندان بلبھی راج کا فرمان روا ہوا اور بکرماجیتی
سمبت ۳۷۵ کے مطابق بلبھی سمبت جاری ہوا خاندان سوراشٹر کی تین چار سو برس تک بلبھی مین حکومت رہی گجنی
جسکو گنا ل بھی کہتے ہین اُن کا دوسرا دارالریاستہ ہوا جہان کے اخیر راجہ سلادت پر ایران کی طرف سے فوج کشی
ہوئی جسکا حال تاریخ مالوہ مین منشی کریم علی نے لکھا ہے کہ یہ فوج کشی ایران کے بادشاہ نوشیروان کیطرف سے ہوئی تھی
کہ اسکا بیٹا جہاز و نیز فوج لیکر آیا سورت مین راجہ سلادت سے لڑائی ہوئی ایرانیون نے فتح پائی فتح کے بعد
ایرانیون نے قتل عام کیا جسے پایا اُسے مار ڈالا یہانتک بے رحمی کی کہ ایک برس کے بچے سے سو برس کے بوڑھے تک
کی جان نہ بچی سلادت کی رانی اس خاندان مین سے زندہ رہی جو قید ہوکر شاہزادے کے پاس لائی گئی شاہزادے
نے اسکو حسین پاکر اپنی حرم سرا مین داخل کیا ہم بستری کے بعد شاہزادے سے یہ رانی حاملہ ہوگئی جب شاہزادہ
ایران کو واپس ہونے لگا رانی کا دل اپنا ملک چھوڑنے کو نہ چاہا اپنے زاد و بوم کی محبت نے اُسے ایران جانے سے
روکا اور پردیس کے سفر کا نام سنکر گھبرائی اپنے وطن مین رہنے کی فکر کی کسی تدبیر سے نکل بھاگی پہاڑ کے غار مین
جا چھپی اُسی غار مین فرزند نوشیروان کے نطفے سے بیٹا جنی اور یہ وہی لڑکا ہے جو گیشوادت کہلاتا ہے پس مآثر الامرا
وغیرہ مین جو لکھا ہے کہ جب ایران کا آخری بادشاہ یزدگرد عربون سے شکست کھا کر مارا گیا اور اُسکی سلطنت برباد ہوگئی
تو اُسکی ایک دختر بھاگ کر ہندوستان مین آئی اور بلبھی بنس مین مل گئی یہ حکایت اُس اگلی روایت سے بگڑکر بنی ہوئی
معلوم ہوتی ہے - بہر صورت گیشوادت اور اُسکے جانشینون نے دو سو برس کے قریب ایڈر مین راج کیا اُسوقت
سرد ہی کا علاقہ بھی اُنکے قبضے مین رہا - بعد اسکے ایک اور حملہ دشمنون کا اینر ہوا اور وہان سے بھی نکالے گئے
انہین سے آشادت نے جو گیشوادت کی چوتھی پشت مین تھا مقام اہاڑ یا آڑ واقع میواڑ اور بقولے مقام انند پورہ
اہار واقع میواڑ مین قیام کیا جہان سے یہ لوگ اہاریہ کہلاے یہ لفظ راے ثقیل سے اہاڑیہ بھی نظر سے گذرا
ہے - پھر اُس کی چوتھی پشت مین باپا نے شروع آٹھوین صدی عیسوی مین چتوڑ لیا جسکے بڑے بیٹے گہل کے
نام سے یہ نسل گہلوت کہلائی - باپا راول کی اولاد مین سے شروع چودھوین صدی عیسوی مین بڑے
بھائی ماہپ نے چتوڑ کی گدی سے محروم ہوکر بزوریاز و میواڑ کے جنوبی علاقے مین پرمار نسل کے موری رئیس
سے ڈونگر پور حاصل کیا اور اب تک بلقب اہاریہ اُسپر قابض ہین جسکی چھوٹی شاخ مین سے شروع سولھوین صدی
عیسوی مین پرتھی راج کے چھوٹے بھائی جگمال نامی کو بانسواڑے کی علحدہ ریاست ملی

09598

(۲) سیسودیہ نسل

ماہپ کے چھوٹے بھائی راہپ نے بہادری سے اپنے بزرگونکی راجدہانی چتوڑ کو دوبارہ حاصل کیا اور منڈور واقع مارواڑ کے رانا موکل پرہار کو جو اسکے خاندان کا دشمن تھا گرفتار کرکے اسکا رانا خطاب اپنے نام پر داخل کیا راہپ نے ایک سیسودا گانون بسا کر اسمین رہنا اختیار کیا تھا جہان کہ اُسکو ایک سسی یعنی خرگوش شگون کے طور شکار ہوا تھا اور ایک بیان ایسا بھی ہے کہ بیشتر راجپوت لوگ شراب سے پرہیز رکھتے تھے اتفاقاً ایک سخت بیماری مین کسی طبیب نے رانا راہپ کو دوا کے شامل شراب پلادی جسکا حال دریافت ہونے پر وہ رنج کے مارے گرم سیسہ نگل کر مرگیا اسکے بعد چتوڑ کی گدی پر بیٹھنے والون کا خطاب راول کے عوض رانا ہوا اور اُن کی عام قوم سیسودیہ کہلائی اور سیسودیہ خاندان گہلوت اور اہاریہ دونون پر فائق ہوا۔ اگرچہ اب ساری نسل سیسودیہ کہلاتی ہے مگر گلوتن یعنی نسلون مین گہلوت ہی شمار کیا جاتا ہے۔ خاص سیسودیہ نسل مین اودیپور اور پرتاب گڑھ کے رئیس اور اہاریہ شاخ مین ڈونگرپور اور بانسواڑے والے ہین۔

غرضکہ میواڑ والے مہاراجہ رامچندر کے دوسرے بیٹے کُش کی نسل سے ہین اور سورج تک اپنا نسب نامہ پہونچاتے ہین۔ اور جنھون نے رامچندر کے بڑے بیٹے لَو کی اولاد مانکر لَواہہ لکھا ہے یہ درست نہین کُش کے سوا لَو کی اولاد بھاگوت وغیرہ مین کہین نہین پائی جاتی اور کُش کا کوئی بیٹا لَو کے متبنّٰی مانا جاے تو اسکے لئے کوئی ثبوت نہین ملتا۔

گہلوت کل چوبیس شاخون پر منقسم ہین۔ منجملہ اُنکے چند موجود ہین جنکی تفصیل یہ ہے۔

(۱) اہاریہ - ڈونگرپور مین۔	(۱۳) سورہ - ایضاً
(۲) منگولیہ - جنگل مین۔	(۱۴) اُڈہر - ایضاً
(۳) سیسودیہ - میواڑ مین۔	(۱۵) اُسیوہ - ایضاً
(۴) پی پاڑہ - مارواڑ مین	(۱۶) بیروپ - ایضاً
(۵) کلوم - تھوڑے تھوڑے ہین اور زیادہ غیر معلوم ہین	(۱۷) ندوریہ - عنقریب معدوم ہے۔
(۶) گہوڑ - ایضاً	(۱۸) ندھوتہ - ایضاً
(۷) ڈھورنیہ - ایضاً	(۱۹) اوج کرہ - ایضاً
(۸) گودھا - ایضاً	(۲۰) کُت چارا - ایضاً
(۹) گراسا - ایضاً	(۲۱) ڈساد - ایضاً
(۱۰) بھیلا - ایضاً	(۲۲) مبٹورا - ایضاً
(۱۱) کُم کوکتک - ایضاً	(۲۳) پاہا - ایضاً
(۱۲) کوکینچہ - ایضاً	(۲۴) بوروت - ایضاً

(۳) کچھواہہ

یہ نسل رام کے دوسرے پسر کش کی اولاد ہے اسی سبب سے کشواہہ کہلاتی ہے جس کو کچھواہہ بھی کہتے ہین۔ ادھر سے دو خاندانون نے نقل وطن کیا تھا ایک نے سون ندی پر روہتاس آباد کیا۔ دوسرے نے کوہاری ندی کے نالونپر بمقام لاہر سکونت اختیار کی کچھ عرصے کے بعد انھون نے مشہور راجہ نل کا مسکن قلعہ نرور تعمیر کیا کہ انکی اولاد قلعہ مذکور پر کل زمانۂ انقلاب تاتاری ومغلیہ مین قابض رہی آخر مین مرہٹون نے انکو خارج کیا اب نرور کا قلعہ مہاراجہ سیندھیا کے قبضے مین ہے۔ دسوین صدی مین اس خاندان کی ایک شاخ نے وہان سے علیحدہ ہوکر اور راجور کے قدیم باشندگان قوم مینہ وبڑگوجر راجپوتون کو بے دخل کرکے آمیر کی ریاست قائم کی۔ بارھوین صدی مین کچھواہہ راجپوت دہلی کے چوہان بادشاہ کے امرائے عظام مین سے تھے مگر اصلی عظمت انکی مثل دیگر راجگان راجپوتانہ اُس وقت سے شروع ہوئی ہے جب سے خاندان تیموریہ دہلی پر تخت نشین ہوا۔

(۴) راٹھوڑ

اس مشہور قوم کی ابتدا مشتبہ ہے کرنل ٹاڈ کہتا ہے کہ راٹھوڑون کا کرسی نامہ رام چندرجی کے دوسرے بیٹے کش سے اُنھین منسلک کرتا ہے اسیلئے وہ سورج بنسی ہوے لیکن اس قوم کے بھاٹ یہ تشرف انھین نہین دیتے۔ اور اولاد کش ہونے کے باوجود وہ سورج بنسی نسل کے ایک شخص کش یپ کی اولاد سے اور ایک دیت عورت کے بطن سے سمجھے جاتے ہین ہرنئے (ہ رن یے) کش یپ کی اولاد پر اس سبب سے شیطانی نسل ہونے کا بدنما داغ لگایا جاتا ہے۔ یہ امر حیرت انگیز ہے کہ وہ کش نب اولاد جمیدا کے گھرانے کے جانشین ہوے جو چندر بنسی ہین اور قنوج کے بانی ہین۔ داقعی بعضے شجرہ دان تو راٹھورون کو کیوسیکا نسل سے بتاتے ہین۔ راٹھوڑون کے کارنامون کا مرکز گادھی پوریعنی قنوج ہے جہان وہ پانچوین صدی عیسوی مین سربرآرا تھے اور اگرچہ اس زمانے سے قبل وہ اپنا سلسلۂ نسب راجگان اودھ سے منسلک کرتے ہین۔ لیکن اُنکے قول کے سوا اسکا کوئی ثبوت نہین۔

ایک اور مقام پر کرنل ٹاڈ کہتا ہے کہ راجگان ماروا ڑاپنا سلسلۂ نسب کش فرزند رام چندر سے منسلک کرنے کے مدعی ہین لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے شجرہ نویسون نے غلطی کی ہے اور قنوج اور کوسمبی (بوادغیر ملفوظ) کے کیوسیکا خاندان کو اولاد کش تصور کر لیا ہے۔ حالانکہ سورج بنسی خاندانون کے شجرہ نویس اپنے شجرون مین انکو سورج بنسی نسل مین داخل نہین کرتے۔

کرنل ٹاڈ کی متذکرہ بالا تحریرون سے ظاہر ہے کہ راٹھوڑونکے حسب ونسب کے متعلق تین مختلف اقوال ہین انکی تشریح مع تبصرہ درج ذیل ہے۔

(۱) جودھپور کے راٹھوڑ راجگان اپنے آپکو سورج بنسی بتاتے ہین اور اپنا شجرۂ نسب کش فرزند رامچندرجی سے ملاتے ہین لیکن ٹاڈ کہتا ہے کہ اُنکے بھاٹ مذکورہ بالا عزت انکی طرف منسوب نہین کرتے اور کہتے ہین کہ اگرچہ

وہ سورج بنسی اور اولاد کش ہین لیکن اُنکے مورث کش بیپ نے ایک دیت عورت سے شادی کی جسکے بطن سے
راٹھور نسل ہے۔ دیت کے معنی شیطان اور دیو اور راکشس کے ہین اسی لیے ہرن نے کش بیپ کی اولاد کو
شیطانی نسل کہا جاتا ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ کش بیپ کی یہ دیت بیوی ہندوستان کے قدیم سیاہ فام باشندگان
دراوڑ مین سے تھی جن پر راکشس اور دیگر نفرت انگیز الفاظ کا استعمال رامائن اور ہندوؤنکی دوسری
قدیم کتب مین ہوا ہے۔ اگرچہ دیت کا اطلاق برہمنون کے شاسترون مین بدھ مذہب والونپر بھی ہوا ہے اور
اس سے بد مذہب اور دہریہ اور کافر مراد ہوتا ہے لیکن میری یہان یہ راے نہین کیونکہ اول تو کش بیپ گوتم بدھ
سے قبل تھا دوسرے یہ کہ بہت سے خاندان جنھون نے بدھ مت اختیار کر لیا شرافت سے خالی نہین سمجھے جاتے
تیسرے یہ کہ جب اس قسم کے نفرت انگیز الفاظ کا استعمال ڈراوڑ پر ہوتا ہے تو ہم کیون زبردستی دیت کے معنے یہان
بودھ کے لین اور یہ پہلے بتا آے ہین کہ کشیپ نام ایک برہمن تھا جسکی دِتی نام عورت کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا
جسکا نام ہرن نے کش بیپ ہے اسکی اولاد دیت ہوئی اس تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ کش بیپ وہ کش بیپ
نہین جو ہرن نے کشیپ کا باپ ہے اور دیت قوم اُس سے نکلی ہے بلکہ سورج بنسی نسل کا کوئی اور شخص ہے جس نے
کسی بد قوم عورت کو خانہ انداز کر لیا تھا کیونکہ برہمن شیپ مورث قوم دیت کا باپ کش بیپ مریچ پسر برہما جی کا بیٹا ہے اور
برہمن مانا جاتا ہے سورج بنسی راجپوت نہین خصوصاً کش پسر رامچندر جی تو بہت پچھلے زمانے مین ہوا ہے اور کش بیپ
پسرہ برہما جی تمام ذی روحون کا باوا آدم تھا اگر یہ بیان صحیح ہے تو راٹھور سورج بنسی ہین اور صرف مان کیطرف
سے اُن مین نقص ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ راٹھور کش نب بانی قنوج کے جانشین ہین۔ کش نب کے باپ کا نام کش تھا لیکن
رامچندر جی کا بیٹا نہین بلکہ آل اجمیڑھ (جیاسے معروف ہے) ہے جو نسل بدھ سے ہے۔ اس بدھ کو گوتم بدھ
بانی مذہب بودھ سے مخلوط نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ بدھ مشہور بانی مذہب گوتم بدھ سے صدیون قبل ساکا دیپ یا ستھیا
جس کا مشہور نام وسط ایشیا ہے آکر ہندوستان مین مقیم ہوا ہندو اسے دیوتا مانتے ہین اور یہ چندر بنسی نسل کا
مورث اعلیٰ ہے۔ اس قول کے بموجب راٹھور چندر بنسی ہین۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ درمیانی گیارھوین صدی عیسوی
مین نہ کہ پانچوین صدی مین راٹھور قنوج مین خاندان کش نب کی سلطنت کے وارث تھے اور جو وہ اپنا
سلسلہ سورج بنسی راجگان اجودھیا سے ملاتے ہین اسکا کوئی ثبوت سواے اُنکے اپنے قول کے نہین۔

(۳) تیسرا قول یہ ہے کہ راٹھور اجمیڑھ کی نسل سے تو ہین لیکن کش نب کی اولاد نہین بلکہ اجمیڑھ کی بیوی
کیسونی کے بطن سے ہین کیسونی کی اولاد کیدتسیکا کہلاتی ہے جسکو بعض کتابون مین کیسک لکھا ہے اور
فرہنگ مہابھارت مین کشک بیان کیا ہے۔ اس قول کے بموجب بھی راٹھور چندر بنسی ہین

ان تینون اقوال پر غور کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ راٹھور اغلباً چندر بنسی ہین کیونکہ۔

(الف) اُنکے سورج بنسی ہونے کا ثبوت سواے اُنکے کرسی نامے کے کوئی اور نہین۔

(ب) تواریخی واقعات اُنکو چندربنسی گھرانون کا جانشین مانتے ہین -

(ج) سورج بنسی شجرہ نویس اُنکو سورج بنسی نسل سے علیحدہ بتاتے ہین -

تنبیہ حق تحقیق یہ ہے کہ خاندان مارواڑ کا اپنے تئین سورج بنسی کُش کی اولاد مین سے بیان کرنا بسبب غلطی کرسی نامہ نویسونکے ہے کہ اُنھون نے سورج بنسی کُش اور چندربنسی کُش یا کیوسیکا خاندانون کو باہم مخلوط کر دیا ہے - راٹھوڑ خاندان کے ایک مورث اعلےٰ سے جو کہ ایک راجہ نَوِل نام قوم اسُوایا ایسی سے تھا ہمکو ثبوت اصلیت اس خاندان راجپوت کا ستھیا قوم سے ہونے کا ملتا ہے -

درمیانی گیارھوین صدی عیسوی سے اُنکی تاریخ تاریکی سے نکل کر صاف ہوگئی کیونکہ ۱۰۵۰ء سے اُنکی حکومت قنوج مین شروع ہوئی تھی جیساکہ راجہ جے چندر راٹھوڑ کے ایک کتبے سے پایا جاتا ہے -

ہندوستان کے فتح تاتاریون کے زمانے کے قریب راٹھوڑون نے دہلی کے تنور وچوہان راجگان اور انہل واڑے کے یا اُسکا نسل کے ساتھ راجگان ہند پر حکمرانی کرنے کے واسطے زور آزمائی کی ہے اس حکومت کے نزاع نے اُن سب کو برباد کر دیا اور اندرونی شورش سے ضعیف ہوکر دہلی کے چوہان فرمانروا نے سلطان شہاب الدین سے شکست کھائی اور اُسکے مرتے ہی شمال مغرب کی حد لوٹ گئی - دہلی کے بعد قنوج کی نوبت آئی راٹھوڑون نے قنوج کو ایک اور پڑو خاندان سے چھینا تھا اور اگلے زمانے مین یہ سلطنت پنچالا کہلاتی تھی اُن سے ۱۱۹۳ء مین مسلمانون نے لیا جب اُسکا آخری رئیس جے چندر راٹھوڑ شہاب الدین سے شکست پاکر بھاگتا ہوا دریاے گنگا مین غرق ہوا تو اُسکا پوتا مارواڑ مین پناہ پذیر ہوا - اس لڑکے کا نام شیوجی تھا اسکی اولاد نے منڈور کے پرہاروںکی جگہ مارواڑ مین راٹھوڑونکا خاندان قائم کیا - راٹھوڑون کی ۲۴ ساکھا ہین -

(۱) دھاندل (۲) بھدیل (۳) چکیت (۴) دُوہوریہ (۵) گھوکرہ (۶) بدّرہ (۷) چجی را (۸) رام دیو (۹) کبریا (۱۰) ہتھوندیا (۱۱) ملاوت (۱۲) سوندو (۱۳) کٹیچا (۱۴) مہولی (۱۵) گوگادیو (۱۶) مہیچا (۱۷) بیج سنگا (۱۸) مُراسیہ (۱۹) جوبسیہ (۲۰) جورا - چار دیگر غیر معلوم ہین -

نوٹ ایک قصہ یہ مشہور ہے کہ لفظ راٹھوڑ اصل مین راشٹر تھا جس کے معنے سنسکرت مین پیٹھ کی ہڈی کے ہین اس کا قصہ اس طرح پر ہے کہ ان لوگون کے بزرگون مین سے کوئی شخص اولاد کی امید پر کسی کامل رشی کے پاس گیا جس نے اسکو ایک ایسا پانی عنایت کیا جسکو پینے سے اولاد پیدا ہو راجپوت نے وہ پانی پی لیا لیکن جنگل مین وہ اپنی بیوی سے دور تھا اس لیے خود اُسکے پیٹ مین حمل رہ گیا معمولی میعاد گذرنے پر اسکی پیٹھ کی ہڈی یعنی راشٹر چیر کر بچہ نکالا گیا جسکی نسل راٹھوڑ مشہور ہوئی -

چندربنسی خاندانون کی تفصیل

یادو

ہندوستان کی کل اقوام مین یادو جسکو جادو بھی کہتے ہین بہت مشہور تھے بُودھ یعنی مرکری کی اولاد کو قمری یعنی

چندر بنسی نسل سے تھا اس لقب سے مشہور ہوئی ہے۔
سری کرشن کی آٹھ رانیان تھین۔ سات کی بابت [illegible] مرجانا ہبیوتی تھا اور اُس کے بڑے بیٹے کا نام سامبا تھا اُسنے
قبضہ اُس ملک پر حاصل کیا جو دریاے سندھ یعنی اٹک کے دونون جانب واقع ہے اس سے خاندان سندھ
سامبا پیدا ہوا۔ سامبا سے جاریے جا نسل چلی جسے جاریجہ بھی لکھتے ہین اور سب سے بڑی رانی کا نام رکمنی
تھا جس کے پسر کلان پردومن دیا پردیومن کے دو فرزند تھے آنرُ راد اور بجرا۔ اس بجرا سے قوم بھاٹی
پیدا ہوئی بجرا کے دو فرزند تھے ایک ناب اور دوسرا کھیر (بیاے معروف) حضرت عیسے سے گیارہ سو برس پیشتر چھپن اقوام
جادو مین بمقام کھوکھیترا اور بعد ازان دوارکا مین ہنگامے عظیم وقوع مین آئین اور یہ بہت کمزور ہوگئے اور پردیومن مارا گیا
بجر امتھرا سے اپنے والد کی ملاقات کو جاتا تھا اور اثنائے راہ مین تھا اور صرف بیس کوس متھرا سے گیا تھا کہ یہ خبر اسکو پہونچی
کہ اُسکے رشتہ دار سب برباد ہوگئے یہ سنکر وہ اُسی مقام پر مرگیا اور نابھ کو راج گدی ملی وہ واپس متھرا کو آیا مگر دوارکا کو
روانہ ہوا۔ ۳۶ اقوام راجپوت نے جن کو ابتک قوم جادو نے مغلوب کر رکھا تھا ارادہ معاوضہ ستانی کا کیا۔ نابھ مجبور
ہوکر دوارکا سے فرار ہوا اور مارواڑ مین پناہ لی نابھ کا ایک فرزند پرتھی باہو تھا اور کھر کے دو فرزند تھے ایک
جھاریجا دوسرا جدبھان۔ اس جدبھان نے دوآبہ پنجاب مین حکومت قائم کی اور کامیابی کے ساتھ بھیرہ مقام
کی ریاست پائی اور اُسکی اولاد بہت ہوئی اور اُنکے رہنے کے مقام کا نام جادو کا ڈانگ ورنقولے یادو کا ڈانگ
مشہور ہوا۔ پرتھی باہو پسر ناب والی مارواڑ نے نشانہائے سری کرشن مع چتر راجگی ورثے مین پائے اُس کے
فرزند باہو بل کا بیاہ مسماۃ کملاوتی دختر بجے سنگھ راجہ مالوہ کے ساتھ ہوا۔ بجے سنگھ نے ایک ہزار خراسانی گھوڑے
اور سو ہاتھی اور مروارید اور جواہرات اور زیور طلائی بیشمار دیا اور پانسو خادم مع رتھ اور پلنگ طلائی بھی دئے یہ کملاوتی
جو قوم کی پنوار تھی اصل رانی ہوئی اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جسکا نام باہو تھا یہ شخص گھوڑے سے گرکر مرگیا
اس سے ایک فرزند تھا جسکا نام سوباہو تھا اسکی رانی نے جو دختر مندر آج چوہان اجمیر والے کی تھی زہر دیا۔
اُس کا ایک فرزند تھا جسکا نام رجھ (بیاے معروف) ہے۔ اس رجھ نے بارہ سال راج کیا اس کی شادی سوبھاگ
سندری دختر بیر سنگھ راجہ مالوہ کے ساتھ ہوئی تھی اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام گج رکھا گیا جب یہ جوان
ہوا تو جدبھان راجہ پورب دیس نے ناریل یعنی پیغام شادی اُسکے واسطے بھیجا جو منظور ہوا اس عرصے مین خبر آئی کہ
ایک قوم چار لاکھ سوار کی جمعیت سے بسر کردگی فرید شاہ والی خراسان کے چلی آتی ہے جن کو مورخین محققین ستھین
نسل قرار دیتے ہین اور اُس سے خوف زدہ ہوکر لوگ فرار ہوتے ہین راجہ رجھ مقابلے کے واسطے تیار ہوکر روانہ ہوا
اور پنج شہر فریقین مین جنگ ہوئی دشمن پسپا ہوا اُسکا نقصان تیس ہزار آدمی کا ہوا اور رجھ کے چار ہزار آدمی
کام آئے مگر دشمن نے پھر حملہ کیا اور راجہ رجھ نے پھر اُسکا مقابلہ کیا مگر اس مقابلہ مین وہ زخمی ہوا اور جسوقت گج
اپنی زوجہ ہنسا وتی دختر جدبھان شرقی کو لیکر یہان پہونچا اسوقت راجہ رجھ مرگیا اُس نے باپ کی جگہ مسند نشین
ہوکر سندھ کا عبور کرکے زابلستان مین پہونچکر کوہستان کے درمیان مین قلعہ گجنی جو اب غزنی کہلاتا ہے تعمیر کرایا

جسکا وقت اس زمانے سے دو ہزار برس پیشتر قیاسی طور پر بیان کیا جاتا ہے اور خراسان کی طرف سے جو سپاہ پھر اسپر حملہ آور ہوئی اُسے شکست دی اور اس سے اُسکی قوت اور بھی مستحکم ہو گئی پھر راجہ گج نے کشمیر پر فوج کشی کی اور وہان کے راجہ کی دختر سے شادی کی اور اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام شالباہن رکھا گیا جب یہ لڑکا بارہ برس کے سن کو پہونچا تو خبر آئی کہ خراسانی دوبارہ فوج کشی کرتے ہین راجہ گج نے خوف کھا کر اپنے اہل خاندان کو جمع کرکے اور بھیلہ درشن جو الکھی کے مشرق کی طرف بھیجدیا اور اپنے فرزند شالباہن کو ساتھ کیا۔ بعد اسکے دشمن پانچ کوس کے فاصلہ پر غزنی سے آپہونچا جنگ عظیم ہوئی راجہ اور شاہ دونون قتل ہوے اور طرفین کی سپاہ کثرت سے ماری گئی اور قلعہ غزنی جو راجہ کے چچا سھدیو کے زیر تحفظ تھا دشمنون نے اسپر قبضہ کر لیا۔ ٹاڈ نے لکھا ہے کہ یہ سپاہ خراسان کی طرف سے آئی تھی اور شاہ خراسان دوبارہ ہندوون سے شکست یاب ہو چکا تھا آخری مرتبہ اُسنے شاہ روم سے مدد اس غرض سے حاصل کی کہ ملک کفار مین قرآن اور طریق امامیہ داخل اور قائم کرے۔ لیکن اس روشن خیال مورخ کے یہ بات خیال مین نہ آئی کہ راجہ گج کے زمانے مین مذہب اسلام شروع کب ہوا تھا بلکہ بر تقدیر صدق اس حکایت کے یا دو نکو اُن کے نئے مقبوضہ ملک عرب سے نکالنے والی سیتھین قوم ہو سکتی ہے۔ شالباہن نے یہ خبر سنکر پنجاب مین اپنا پانون جمایا اور اُس ملک پر قبضہ کرکے شالباہن پور آباد کیا اور ۳۳ سال نو ماہ حکومت کرکے راہی ملک عدم ہوا۔ شالباہن کے بیٹے بلند اور پوتے بھاٹی پسر بلند نے کئی بار فتح غزنی کے لیے زور لگا کر ناکامی کے بعد پنجاب مین دن گذارے وہان سے بھی نکالے گئے تو ستلج اور گاڑھا ندیون کو عبور کرکے ہندوستان مین آے وہان سے لانگھاؤن کو جن مین جوہیہ اور موہیے لاڈ وغیرہ داخل تھے خارج کرکے سمبت ۱۲۱۲ مین تنوٹ اور ڈیراول اور جیسلمیر آباد کیا کہ کرشن کی اولاد کے بھاٹیون کا جیسلمیر دار الحکومت ہے۔ لیکن محققین دوربین سمجھتے ہین کہ پسران کرشن کا ہندوستان سے باہر جانا اور بعد دشمنون کے زور سے اُن لوگون کی اولاد کا افغانستان چھوڑ کر ہندوستان کیطرف بازگشت کرکے دریاے سندھ پر واپس آنا اور وہان سے بھی نکالے جاکر جیسلمیر کی آبادی قائم کرنا اور بھاٹی پسر بلند پسر شالباہن کا مورث اعلے قرار پانا ایک قسم کا افسانہ ہے حقیقت مین جادو یا یادو کی قوم زابلستان سے آئی ہوئی ہے سری کرشن کی اولاد ہین اور بعض محققین انہین سیتھین نسل سے مانتے ہین اور کرنل ٹاڈ کا خیال ہے کہ بھاٹی لوگ ترکستانی مغلون وغیرہ کے رشتہ دار ہین بہر صورت یہ کچھ بھی ہون بھاٹی راجپوت کہلاتے ہین۔ یہ بھاٹی بلند کا بڑا بیٹا تھا۔ بلند کے اور فرزندون مین سے بعض کی اولاد مسلمان ہو گئی ہے مثلاً کلر پسر بلند کے آٹھ بیٹے تھے جسکی اولاد کلر کہلاتی ہے اور قریب قریب سب انہین سے مسلمان ہو گئے تھے اقوام کثیر ہین اور دریا کی مغربی جانب سکونت پذیر ہین۔ بلند کے ایک بیٹے کا نام جنج تھا جسکی اولاد جنجی کے نام سے مشہور ہے۔ جب لفظ جنج کو جوہیہ کے ساتھ جو ایک قوم کلان ہے شامل کیا جاے تو لفظ جنجوہیہ سے وہ قوم جسکا ذکر بابر نے کیا ہے پیدا ہوتی ہے جوہیہ قوم جسکا ذکر تواریخ بھاٹی مین ہوا ہے اب معدوم ہے صرف نام اُس کا باقی ہے۔

بھاٹیون کے بڑے خاندانی سے جنوب مین کل ملک پر قبضہ کر لیا مگر راٹھورون کے آنے کے بعد اُنکی طاقت بہت کم ہو گئی بھاٹیون سے دوم و سوم پریادو نسل مین جا رہتے تھے جاہین اُنکی کیفیت بھی وہی ہے اُسیطرح کرشن کی اولاد مین ہین اور بقیہ

ہری کل کے ساتھ نقل وطن کیا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا گروہ اتنا بڑا نہ تھا جتنا بھاٹیون کا اور وہ لب دریاے سندھ خصوص مغربی کنارے پر ہندوستان مین مسکن گزین ہوے اور سکندر کے وقت مین بھی اُنھون نے اپنے بزرگون کی عظمت کو ناموری اور زور آزمائی سے قائم رکھا۔ شیام بس جس پر یونانی فوج حملہ آور ہوئی ہری کل مین تھا اور جسکو یونانی مورخون نے می نگر لکھا ہے وہ شیام نگر دارالحکومت شیام تھا۔ کرشن کو ہری بھی کہتے ہین اور بسبب سیاہ رنگ کے اُن کا نہایت مشہور لقب شیام تھا اس واسطے جاریجا شیام پتر کہلاتے ہین اور اُنکے رئیس بلقب شام پتی مشہور ہین حال کے جاریجا راجپوتون نے جو اتنی قدامت زمانہ سے سندھ کے مسلمانون مین مل گئے ہین کسیقدر جہل اور کسیقدر بنظر اخفاے ذات خلوص خاندان کا دعوے چھوڑ دیا ہے اُن کا رئیس کہتا ہے کہ ملک شام سے آئے ہین اور ایرانی جمشید کے خاندان مین سے ہین اس سبب سے لفظ شیام کو جام کر دیا ہے کہ اس لقب سے جاریجا کی چھوٹی ریاستین جام راج کر کے مشہور ہین۔

یادو نسل مین سے زیادہ مشہور تو یہی دو ہین مگر اور بھی ہین جو ابتک یادو کہلاتے ہین انمین سب سے بڑا قرولی کا رئیس ہے۔ یادو کا یہ خاندان (قرولی والے) برج بھومی کی حد سے کہ متھرا کے گرد تیس تیس میل تک ہے اور اُن کے بزرگ کبھی وہان ہی رہتے تھے باہر نہین گیا ہے۔ سابقاً بیانہ مین تھے جب وہانسے نکالے گئے تو قرولی واقع مغرب اور سبل گڑھ واقع مشرق دریاے چمبل مین قائم ہوے سبل گڑھ کا ملک جسے ڈوتی کہتے ہین اس خاندان سے مہاراجہ سیندھیا نے چھین لیا ہے۔ متھرا مین خاندان قرولی کی چھوٹی شاخ کی ریاست ہے۔ یادو نسل کے لوگ ہندوستان مین پھیلے ہوے ہین اور مرہٹون مین سے بھی بڑے رئیس اسی نسل سے ہین۔

یادو کی آٹھ ساکھا یعنی شاخین ہین۔

(۱) یادو۔ رئیس قرولی
(۲) بھاٹی۔ رئیس جیسلمیر
(۳) جاریجا۔ رئیس کچھ بھج
(۴) سُمیچا۔ مسلمان سندھ
(۵) مدسے چا۔ غیر معلوم۔
(۶) بدمن۔ ایضاً
(۷) بُدا۔ ایضاً
(۸) سُوہا۔ ایضاً

بھٹنیر جو ریاست بیکانیر کا جز ہے۔ بھاٹیون کی آبادی کی وجہ سے اُسنے یہ نام پایا۔ مرو ستھل (مارواڑ) کے قدیم جغرافیہ کے بموجب شمالی حصے کا نام تیرت ہے اور جب بھاٹیون کی چند شاخون نے مذہب اسلام اختیار کیا تو تیز کے واسطے اپنی قوم کے نام سے الف محذوف کر دیا کہ بھٹی ہو گیا اور بھٹ (مخفف بھٹی) وینر ملکر بھٹنیر ہو گیا جلد دوم ماثر الامرا مین حالات دولت خان مئی مین لکھا ہے مئی شعبہ ایست از طوائف بھٹی کہ در صوبہ پنجاب برسم زمینداری و قطع الطریق میگذرانند۔

اگنی کل یا آگ نسبی یا آگ کی پیدائش

چار خاندانون کو ہندو مورخون نے اگنی کل یعنی آتشی نسل قرار دیا ہے۔ پرمار۔ پریہار۔ سولنکی اور چوہان

رؤسائے اگنی کُل کے نہایت قدیمی کتبے پالی حروف مین جہان کہین بودھ مذہب تھا ملتے ہین انکو جو تنگ تنک کی نسل مین بتلاتے ہین اُس کی تصدیق اس طرح سے ہوتی ہے کہ اگنی کُل وہی نسلین ہین جنھون نے حضرت عیسےٰ مسیح سے دو صدی پیشتر ہندوستان کو فتح کیا -

چندر بنسی قوم کی مہلک جنگ وجدل کے اخیر مین سورج بنسی نے تو غالباً اپنا اقتدار پھر حاصل کر لیا - مگر اگنی کُل کی پیدائش خاص اس غرض سے بتلاتے ہین کہ بال یا اِشْوَر کو دیت یعنی دہریون سے کہ عبارت بدھ مذہب والون سے ہے محفوظ رکھنے کے واسطے ہوئی تھی - کوہ آبو پر برہمنی مذہب رکھنے والون اور دہریون کی لڑائی ہوئی تھی پیروان مذہب بدھ تو کوہ آبو کو اپنے اول بدھ مسمے آدناتھ سے منسوب کرتے ہین اور برہمن اِشْوَر یا اَچلیش مخصوص الموقع دیوتا سے -

ہندو شاستر کہتے ہین کہ جنگ عظیم مہابھارت کے بعد جبکہ قدیم راجگان سورج بنسی و چندر بنسی وغیرہ قریب تمام کے نیست و نابود ہو گئے تھے بدھ مذہب تمام ہندوستان مین پھیل گیا اور ہندؤن کی متبرک کتابین پامال ہونے لگین اس حالت مین وِشْوامتر کی کوشش سے اِندر اور برہما اور شیو اور بشنو نے آتشی نسل کو پیدا کیا جنکی اولاد پرمار - چوہان سولنکی اور پریہار ہے ان راجپوتون کو آتشی نسل یا اگ بنسی اسلئے کہتے ہین کہ انکے مورثون کی پیدائش کوہ آبو پر آگ کے کنڈ سے ہوئی تھی جنھون نے بدھ مت والون کا استیصال کر کے برہمنون کے مذہب کو غالب کیا قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برہمنون نے بہت سے لوگون کو اپنے مذہب مین ملا کر انکو اُن شخصون سے لڑنے کے واسطے جو انکے مذہب مین نہ تھے مستعد کیا ہوگا اور آگ کے کنڈ سے جو پیدا ہونا لکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ آگ کی پوجا کے ذریعے سے راجپوتون مین شامل کئے گئے ہونگے اور مذہب کی تبدیلی بھی واقع ہوئی ہوگی -

پرمار یا پنوار

بعض کہتے ہین کہ خاندان پرمار چندر گپت سے نکلا ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ راجہ سومتر رام چندر کی اولاد مین اودھ کا راجہ تھا اُس کا بیٹا اگنی پال تھا اگنی پال کی اولاد مین پنوار ہین پس یہ بھی سورج بنسی ہوے مگر یہ روایت ضعیف ہے یہ قوم جیسی نام سے معلوم ہوتی ہے مقدم جنگ آور نہ تھی مگر اگنی کُلو نمین سب سے زیادہ طاقتور تھی اور اسکی ۳۵ ساکھا ہوئی ہین اور اکثر نے اُن مین سے بڑے ملکو نپر راج کیا ہے قدیم مقولہ ہے کہ دنیا پرمارونکی ہے اور نو کوٹی مرو ستھل (مارواڑ) سے بھی یہی مراد ہے کہ ستلج سے سمندر تک کی زمین اس نسل کے نو راجون مین منقسم تھی انکی چودہ دار الحکومتین اس تفصیل سے تھین - مہیشور (مہیشر) دھار - مانڈو - اُجَین - چندر بھاگا - چیتوڑ - آبو - چندراوتی - مؤمیدنہ - پرماوتی - امرکوٹ - بکھر - لُدروہ - پٹن - انمین سے بعض کو اُنھون نے فتح کیا تھا اور بعض کو آباد کیا تھا - اگرچہ پرمارون کا خاندان اَنھلواڑے کے سولنکی راجگان کی برابر دولتمند اور چوہانون کی برابر باتجمل کبھی نہین ہوا مگر انکی سلطنت دونون سے وسیع تر تھی اور زیادہ تر استقلال پا گئی تھی اور پریہارون سے کہ اگنی کُل مین سب سے اخیر اور کمتر تھا بہرصورت فائق تھی کہ عرصے تک انکو اپنے تخت مین خراج گذار رکھا ہے ہمیشہ کہ راجگان ہیاکی قدیم تخت گاہ تھی

پرماروں کی اول دارالریاست تھی بعد ازان اُنھون نے بندھیاچل کے اوپر دھارانگر اور مانڈو آباد کیا اور اُجین کو کہ بکرم راجہ کا دارالحکومت تھا اور ہندوستان کا اول مناظرہ گاہ تھا انھین کا آباد کیا ہوا بتلاتے ہین ان راجون کے عہد کی تاریخ شاید ساتوین صدی عیسوی سے بھی پیشتر کی ثابت ہو۔ راجہ بھوج کا زمانہ تو تحقیق ہو گیا ہے یعنی ایک کتبہ "سمبت" کا نکلا ہے اُس سے چتوڑ پر پرمارون کے اخیر راجہ کے مرنے اور گہلوتون کے جانشین ہونے کی تاریخ پائی جاتی ہے۔ پرمارون کا ملک نربدا کے پار تک تھا اور ہندوستان کے درمیانی ملک اور مغربی ملک اُنکے زیر حکومت رہے ستلج دریا اُنکی قلمرو کی حد مین تھا اُنکی فوج دکن تک گئی تھی نربدا کے قریب ہمدہ سلطنت قائم ہوئی تھی۔

"سمبت" کے کتبہ مذکور الصدر کے زمانے مین رام پرمار تلنگانہ مین حکمران تھا اور چندنامی چوہان بھاٹ نے اُس کو کل ہندوستان کا راجہ اور گروہ کثیر رؤسا کا کہ اُسکے انتقال پر خود سر ہو گئے سرگروہ لکھا ہے وہی بھاٹ لکھتا ہے کہ پرمارون نے ازخود ایسا کیا تھا۔ مگر گہلوتون نے زبردستی چتوڑ پر قبضہ کیا اس سے ثابت ہے کہ رام پرمار کا جانشین ایسی سلطنت پر قابض نہو سکا۔

جب تک ہنود کا علم قائم ہے بھوج پرمار اور اُسکے نورتن یعنی نو عالم شخصون کا نام ہستی کے صفحہ سے زائل نہین ہو سکتا مگر البتہ یہ شک ہے کہ اس نام کے تین راجہ ہوئے ہین اور ہر ایک انمین سے علم کا قدردان ہوا ہے معلوم نہین کہ وہ بھوج جو سب سے زیادہ عالم اور مشہور ہنر پرور تھا ہے کونسا تھا۔

پرمار نسل کے راجے بکرماجیت کے عہد سے بہت پہلے اُجین مین راج کرتے تھے مگر بعضے جو کہتے ہین کہ بکرماجیت اُجین مین راج کرتا تھا اور بعضے بیان کرتے ہین کہ موری خاندان کے راجاؤن مین سے پمار کا آٹھوان راجہ تھا اور یہ کہ اُسکا دارالحکومت پاٹلی پتر تھا جسکو اب پٹنہ کہتے ہین اور بہت سے فاضلون کی راے یہ ہے کہ سب سے بڑے بکرم کو پندرہ سو سال گذر چکے ہین بکرماجیت تو صرف اُسکا لقب تھا اصلی نام چندر گپت دوم تھا زبردست راجاؤن کے اُس خاندان مین وہ سب سے بڑا تھا جسے ہمارا آگان گپت لکھتے ہین ہم یہان اختلاف کی وجہ نہین بیان کر سکتے۔ چونکہ یہ نام آٹھ راجون سے کم کو نہین دیا جاتا اسلیے مشہور بکرماجیت کی دریافت کرنا مشکل ہے مگر ہر ایک قصے افسانے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بکرماجیت جسکا اس قصے مین ذکر ہے ایک دور اہمر دیو شالواہن کے ہاتھ سے مارا گیا چونکہ اس نام کا راجہ جو اُجین مین راج کرتا تھا اور اُس سے سنبت کا حساب شروع ہوتا ہے اور جس سے ۵۶ سال گذر جانے کے بعد حضرت عیسے عالم وجود مین آے تھے اسلیے مناسب ہے کہ ہم اُسی راجہ کو اصلی بکرماجیت قرار دیوین۔ اور تواریخ فرشتہ مین جو حال لکھا ہے اُسکو اسی راجہ سے منسوب کرین۔ بکرماجیت پرمار کی نسل مین سے تھا۔ لڑائی اور صلح مین وہ اپنے زمانہ کے راجاؤن سے ممتاز تھا اُسکے وقت مین سنسکرت کی کتابون کے تصنیف کرنے کا علم کمال کو پہونچا اُسکے عہد کے بڑے فاضلون مین سے چودہ اُسکے دربار مین جمع تھے جن مین ایک کالیداس شاعر بہت ممتاز تھا کہتے ہین کہ بکرماجیت آپ صرف

بے انتہا اور غیر محسوس ذات خدائے تعالیٰ کی پرستش کرتا تھا جس سے یہ بات نکلتی ہے کہ وہ تمک شک کا اصلی مذہب کم
مانتا تھا اور اُن دیوتاؤن اور دیبیون کی پرستش کا مؤید تھا جنکو بدھ والونکے اخراج کے بعد مانتے تھے اُسنے ایک
بہت بڑی مورت مہاکال کی اپنی دار الحکومت اجین مین کھڑی کی تھی۔ یہ صورت رُدر کی اُن بڑی صورتون
مین سے تھی جو کہ ہندوستان مین کئی جگہ پر اسوقت مین کھڑی کی گئی تھین جب کہ رُدر کی پرستش رائج ہوئی بکرماجیت
پر حملے مین شالواہن نے جو کہ بڑا بہادر راجہ تھا حملہ کیا جسکے ہاتھ سے بکرماجیت مارا گیا شالواہن نے دکن کے اکثر
ملک فتح کئے کہ اُس طرف مین بکرماجیت کا سمبت سہو ہونے لگا اور شالواہن کا سمبت رائج ہوا۔ ابو ریحان بیرونی
نے کتاب الہند کے تیرھوین مقالے مین لکھا ہے کہ صحیح نام شالی واہن ہے۔

جبکہ ولید کی فوج ہندوستان مین گھسی تخمیناً اُسیوقت سے پرمارون کا خاندان ضعیف ہونے لگا۔ موری
پرمارونکی بڑی شاخ ہے۔ پرمارونکی عظمت ظاہر کرنے کے واسطے اب انکی ایک بھی خود مختار ریاست نہین ہے۔ انکے
اقتدار کا دفتر ظاہر کرنے کو صرف مسمار مکانات موجود ہین ہندوستان کے جنگل مین دھات کا رئیس اس شاہی
نسل کا نمونہ رہ گیا ہے اور اُس راجہ کی اولاد جسنے ہمایون کو جب تخت ہندوستان سے خارج ہو کر گیا پناہ دی اور
جسکی دار الریاست امرکوٹ تھا جہان اکبر پیدا ہوا تھا معرض زوال مین آکر بلوچ حاکمونکی مطیع دست نگر ہوئی تھی۔
پرمارون کی ۳۵ ساکھا مین سے ویہل مقدم ہے کہ اس شاخ کے رئیس چندراوتی واقع دامن کوہ اراولی
کے حکمران رہے بیچ گیا کار اور رانا کہ مہارانا ے اودیپور کے سولہ سردارون مین سے ہے دھات کے قدیم خاندان
سے پرمار ہے اور شاید کل نسل مین سے وہی ایک معزز قائم مقام رہا ہے۔
رؤسا ے اومٹ واقع مالوہ کہ بارہ پشت سے وہان ہین پرمارون کی ایک شاخ ہین اب پرمارون
کے قبضے مین سب سے زیادہ ملک اومٹ واڑہ کا ہے۔ مگر ۱۸۱۷ء کی لڑائی کے بعد انگریزون کے قبضے مین آنے سے
خود مختار نہین رہے بہت سی شاخین انکی اب مسلمان ہین اور بعض دریاے سندھ کے اُس طرف ہین۔

پرمارون کی ۳۵ ساکھا

(۱) ویہل یہ شاخ سب سے مقدم ہے اسے ہیل بھی کہتے ہین۔
(۲) موری جنہین چندرگپت اور راجگان چیتوڑ جو گہلوتون سے پیشتر تھے ہوئے ہین۔ موری مدت دراز سے چیتوڑ پر
قابض و متصرف تھے۔ فرقہ گہلوت کے ہاتھ سے اس قوم کا استیصال ہوا اور گہلوتون نے اپنا قبضہ کیا۔
تحقیق یہ ہے کہ چندرگپت تمک شک نسل سے تھا پرمارونکے قدیم کتبے سے کہ موری انھین کی بڑی شاخ
ہے اُسکا تمک شک نسل سے ہونا پایا جاتا ہے اور جو کتبہ اُنکی دار الریاست چیتوڑ سے نکلا ہے اس سے بھی یہی
امر ثابت ہوتا ہے۔
(۳) سودا (دال سے) جسکو سکندر نے شوگدہ لکھا ہے۔ رؤساے دھات وہست بند۔
(۴) سانکلہ رؤساے پونگل و مارواڑ۔

(۵) کھیر۔ دارالریاست کھیرالو۔
(۶) اُومرہ سُومرہ۔ سابقاً جنگل مین تھے اب مسلمان ہین۔
(۷) مَنے یادَت۔ رئیس حال بجو بیان واقع میواڑ۔
(۸) بَہار۔ دشت شمالی۔
(۹) کابہ۔ قدیم زمانے مین سارشترہ مین مشہور تھے اب سروہی مین ہین۔
(۱۰) اُونمتہ۔ رؤساے اومت واڑھہ واقع مالوہ کہ بارہ پشت سے وہان ہین۔
(۱۱) رُرے ہار۔ مالوے مین چھوٹے گرا سیہ سردار ہین
(۱۲) ڈھونڈا۔ ایضاً
(۱۳) سَرتیہ۔ ایضاً
(۱۴) ہَرآر۔ ایضاً

علاوہ انکے دیگر نامعلوم مثل (۱۵) چاندا۔ (۱۶) کھیجر (۱۷) سگرا (۱۸) بڑگوٹہ (۱۹) پُورنی (۲۰) سام پکل (۲۱) بھی یار (۲۲) کَل پُوسَر (۲۳) کل مُوہ (۲۴) کُوہا (۲۵) بیا (۲۶) کھور یا (۲۷) ڈھند (۲۸) دسیا (۲۹) بڑہڑ (۳۰) می پَرا (۳۱) جُوسَرا (۳۲) ڈھنتہ (۳۳) رکمو (۳۴) تَتے کا۔ وغیرہ۔

چوہان

اگنی کلو مین سے زیادہ بہادر چوہان ہین (جن کا دوسرا نام چہمان ہے) بلکہ کل راجپوتون سے اُنکی دلیری وجوانمردی فائق ہے ماگرچہ راٹھور بہت بہادری کا دم بھرتے ہین مگر چوہان اُن سے بھی سبقت لیگئے ہین۔ ہاڑا۔ کھی چی۔ دیوڑہ۔ اور سونی گرہ اور دیگر چوبیس شاخون مین سے ہرایک کی جنگ آوری کے واقعات بھاٹون کی تصانیف سے بخوبی عیان ہین۔ جب دیون سے لڑائی ہوئی سب ہارگئے مگر چوہانون نے شکست نہ کھائی۔ انہل چوہان نے جسکو اگنی پال کہتے ہین دیون کو مارا تھا برہمن خوش ہوے اسکی نسل مین پرتھی راج تھا چوہانونکے کرسی نامے مین انہل سے پرتھی راج تک ۳۹ پشتین لکھی ہین مگر یہ سلسلہ صحیح نہین معلوم ہوتا ہے کیونکہ انکی پیدائش بکرماجیت سے صدہا سال پیشتر ہوئی تبلاتے ہین پس ہم بلاخوف تردید یہ کہہ سکتے ہین کہ یہ تاک تشک نسل مین سے ابتدائی زمانے مین ہندوستان پر حملہ آور ہوئے تھے اور جب تک بودھ مذہب پر رہے دَیت یعنی شیطان اور دیو کہلائے جب برہمنی مذہب مین آکر بودھون کو مارا تو برہمنون نے انکو فضیلت دی اور چوہان مشہور ہوے۔

اگنی کلو مین اول چوہانون کو وسیع ملک حاصل ہوا پرہارونکی عنقریب فرمان روائی ضرب المثل ہے مگر چوہانونکی حکومت مشکل سے دریافت ہوسکتی ہے جب پرہارونکی شان عروج پر تھی چوہانون کی طاقت زائل ہوتی جاتی تھی اور راجپوتون کے اخبر بھاٹ کا یقین کرین تو چوہان بکرم کی آٹھوین صدی مین تلنگانہ کے پرہارون کے ماتحت تھے۔ اگرچہ پرتھی راج نے اپنی آخرین حشمت وجلال سے اپنے بزرگون کے کل سلسلے کو آتش کدہ آبو تک

روشن کردیا اس قدیم تاریخ کے حالات چند نے اشعار میں لکھے ہین اُسکی رو سے اگرچہ چند روز تھے مگر حکومت
کلی حاصل تھی ماکاوتی سے مہیشر تک اُنکی ابتدائی سلطنت دریاے نربدا پر واقع تھی اُسکے شمال وجنوب
مین وسیع قطعات ملک داخل تھے جب شمار مین زیادہ ہوئے تو جزیرہ نما مین پھیل گئے اور مانڈو اور آسیر اور گولکنڈہ
اور کوکن پر قابض ہوے اور شمال مین سرچشمہ گنگا تک پھیل گئے ۔ بھاٹ نے چوہانون کی سلطنت کی کیفیت اس طرح
لکھی ہے باون قلعون مین ماکاوتی راجستھان کی آن یعنی دوہائی پھرتی تھی چوہانون نے اپنی قوت سے ٹھٹھہ و لاہور
و ملتان و پشاور بلکہ کوہ بہادری تک فتح کئے ۔ اسور (اشر) مغرور ہوئے اور دہلی و کابل مین دہائی پھری نیپال
کا ملک ملائی قوم کو کہ چوہانون کی شاخ ہے دیا ۔ دیوتون کی دعاے ممتاز ہو کر وہ ماکاوتی کو واپس گیا ۔ ماکاوتی نگری گڑھ منڈلا
کا قدیم نام ہے جسکو ست بتی نے بنایا ہے وہان کے راجہ مدت تک پال کے لقب سے ملقب رہے ہین اس وجہ سے کہ اُنکا
پیشہ چوپانی تھا اہیر جو کل وسط ہند مین محیط تھے اور اب صرف ایک گوشہ اہیر واڑہ مین رہ گئے ہین اسی نسل کی ایک شاخ
ہے کہ اہیر اور پال دونون ہم معنے لفظ ہین ۔ بھیلوارہ بھوج پور و دیپ و بھوپال و اپرن و گارن پور چند قدیم قصبون
سے ہین جنکو پالی عرف پال نے آباد کیا تھا ۔ ماکاوتی کے نکلے ہوے اجے پال نے اپنی بود و باش اجمیر مین کی اور اسی
نے شہر اجمیر آباد کیا لیکن جو آبادی اب اجمیر کے نام سے مشہور ہے وہ نہین ہے جو ابتدا مین آباد ہوا تھا کہتے ہین کہ راجہ اج
نے اپنے دار الحکومت بنانے کا ارادہ کیا تو اول ناگ پہاڑ اُسکو پسند آیا اور عمارت کی طیاری شروع کی تھوڑا کام تیار ہوا تھا کہ
راجہ کا دل ادھر سے ہٹ گیا اُسے چھوڑ کر راجہ نے کوہ بیٹلی پر جسے اب تاراگڑھ کہتے ہین قلعہ کی بنیاد ڈالی اُسکے
نیچے نور چشمہ مین شہر آباد کیا چونکہ راجہ کے خاندان کی آسا پورنا دیبی معروف بہ تارا تھی اُسنے قلعہ کا نام تاراگڑھ
رکھا اور آبادی کا نام اپنے نام سے اجمیر مقرر کیا میر پہاڑ کو کہتے ہین اور اج راجہ کا نام تھا اس راجہ نے اخیر مین
ترک دنیا کرکے فقیری مین پال خطاب پایا اور اجے پال مشہور ہوا اجے پال ہمیشہ بلقب چکوہ یعنی رئیس عالم
کے ملقب رہا صحیح سبب تو تحقیق نہین مگر شاید صلبی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے پرتھی بھار کو ماکاوتی سے اجمیر مین لائے
تھے اُس زمانے تک کثیر الازدواجی رائج نہ تھی صرف ایک عورت سے اُسکے ۲۴ بیٹے ہوے کہ اُنکی اولاد اُنکے
ملکون مین رہتی تھی ۶۳ ہجری مطابق ۶۸۵ء مین راجپوتانہ پر اہل اسلام کا حملہ ہوا انھون نے اجمیر سانبھر کو دولت آ کر
کو مار ڈالا اور اُسکا اکلوتا بیٹا لوٹ (بواو مجہول) کہ سات سال کی عمر مین تھا کنگورہ پر کھیلتا ہوا تیر سے مارا گیا یہ فوج کشی
سندھ کی طرف سے ہوئی تھی چوہانون کے نزدیک یہ واقعہ بہت عظمت کا سمجھا جاتا ہے اُسکی یاد مین اُنھون نے اجمیر
کے نوعمر وارث لوٹ پوتر کو چوہانون کے نامور مقتولون مین پہنچایا ہے جس تاریخ کو وہ مارا گیا تھا پاک سمجھا جاتا ہے
اور ہر ایک چوہان اُس روز اُسکی پرستش کرتا ہے بلکہ گھونگرو جو وہ پہنتا تھا پرستش مین داخل ہو گئے ہین
اور اس قوم مین سے کوئی نہین پہنتا ہے ٹاڈ نے اسیطرح لکھا ہے لیکن یہ واقعہ بالکل غلط ہے اسلیے کہ ۶۳ ہجری
مین تخت خلافت اسلامیہ پر مروان حکمران تھا اور ۶۵ ہجری مین عبد الملک بن مروان کی تخت نشینی عمل مین
آئی تھی اور اس وقت تک مسلمانون نے ہندوستان مین قدم نہین رکھا تھا وہ اس وقت تک سندھ کی سرحد پر

صرف معمولی مشق سپہ گری کر رہے تھے یا بعض نے کبھی دریاے اٹک کے بعض سواحل کے شہرون کو لوٹ لیا لیکن
تاریخ سے پتہ نہین چلتا کہ انھون نے اس وقت تک سرزمین ہند کے اندر گھسنے کا کبھی ارادہ بھی کیا ہو اگر اسکی ذرا بھی
اصلیت ہوتی تو عربی مورخ ضرور بیان کرتے محمد ابن قاسم نے ۹۳ ہجری مطابق ۷۱۲ء مین ولایت سندھ کو فتح کیا
تھا بہر صورت جب اجمیر لی گئی تو لوٹ پوتر کا چچا مانک راے چوہان سمبت ۷۴۱ مطابق ۶۸۵ء مین سانبھر کو چلا گیا
یہان حسب قول بھاٹ کے شاکمبھری دیوی نے اسکو دشمنون کے ظلم سے پناہ دی اور جسقدر زمین ایک روز مین اپنے
گھوڑے کی سواری سے گھیر سکے اسپر قابض رہنے کی کفالت دیکر اسی مقام پر قیام کیا مگر یہ بھی شرط کی کہ جسوقت تک اس
مقام پر جہان سے چلا تھا پہنچ جاے پھر کر نہ دیکھے اسنے دورہ شروع کیا مگر راستے مین شرط مقبولہ کو بھول کر پیچھے کو دیکھا
یہ کل سرزمین بشکل ایک نقرئی تختے کے نظر آئی یہ مشہور جھیل تھی جس نے اسکو دیوی کے نام سے سانبھر نامزد کیا گیا
رفتہ رفتہ سانبھر اس جھیل کے اندر جزیرے مین شاکمبھری دیوی کی مورت اور مندر ہے ۔ قدیم چوہانون کے یہ واقعات
خواہ کیسے ہی بعید از قیاس ہون علامات موقع سے انکی تصدیق ہوتی ہے اور یہی انکی صحت کی دلیل ہو کہ یہی راج
جو مانک راے کی اولاد مین تھا شمالی ہندوستان کا راجہ ہو گیا تب تک سانبھری راو کہلاتا رہا ۔ مانک راے سے کہ
چوہانون کا جد امجد تصور ہو سکتا ہے اجمیر پھر ملی پھر اسکی بہت اولاد ہوئی کہ مغربی راجپوتانے مین دریاے سندھ تک
پھیلکر مختلف اقوام کے نام سے مشہور ہے اور علحدہ ریاستین بنائین ۔

تا وقتیکہ پرتھی راج چوہان نے دہلی کو نقل دار الحکومت کر کے اپنا آخری عظمت و جلال حاصل کیا چوہانون کی حکومت کے
اجمیر اور سانبھر ہی دو بڑے مقامات تھے ۔ کھیچی ۔ ہاڑا ۔ موہل ۔ نربھان ۔ بھدوریہ ۔ بھوراے چا ۔ دھنیریہ سب گروہ
یہ کل چوہانون مین سے نکلین کھیچیون نے بعد سرزمین مشہور سندھ ساگر دوآبہ مین کہ بیہٹ اور دریاے سندھ کے
درمیان اسٹھ کوس تک واقع ہے اور اسکا دار الحکومت کھنچ پور پاٹن تھا بود و باش کی ہاڑون نے اسی عرف
ہانسی واقع ہریانہ مین ریاست جمائی اور ایک قوم گوال کنڈ عرف گولکنڈہ حال حیدرآباد دکن مین بھی کہ جب وہان سے
نکالی گئی پھر اسیر مین آگئی ۔ موہل ناگور کے قریب کے ملک مین تھی ۔ بھدوریہ کی جاگیر لب دریاے چنبل ہے کہ انکے
انکے قبضے مین ہے اور بھدوار کہلاتی ہے ۔ دھنیریہ شاہ آباد مین مقیم ہوے کہ یہ مقام بہت کشت و خون سے کوٹہ کے ہاڑون
کے قبضے مین آگیا ہے ۔ ایک شاخ بمقام نادول سکونت گزین ہوئی مگر اسنے اپنا نام چوہان سے اور کچھ نہ بدلا جنگل مین بہت
ریاستین تھین جنکے رئیس یا تو اپنے بھائیون کے زور سے خود مختار تھے یا اپنی قوم کے بزرگون کے ماتحت تھے ۔
جانگلو کی فہرست مین مانک راے سے مشہور بیسلدیو تک گیارہ راجہ شمار کیے گئے ہین انکے درمیان مین ہرش راج
ہوا ہے جسکی حکومت کوہ اراولی کے برابر آبو تک اور چنبل سے مشرق مین تھی اسنے سمبت ۸۲۷ سے ۸۴۷ تک راج کیا
اسورون کے مقابلے مین ایک لڑائی مین ہلاک ہو کر ارمی مردھن کا خطاب حاصل کیا ۔ ہرس راسہ کے بعد بیج راج
کے بعد ڈھگن دیو ہوا کہ اسکا اول مقام جنیر تھا ان دونون مین سے ایک محمود غزنوی کے باپ ناصر الدین
سبکتگین سے لڑا تھا حالانکہ دونون سلطان مذکور سے بہت پہلے گذرے ہین پس تا وقتیکہ اسکا ابھی ثبوت نہ ہو

نقل کرنا حقانہ روش سے دور ہے ۔ بیجلدیو میانی زمانون کے جن مین مسلمانون سے خفیف لڑائیان ہوئین بیسلدیو
راجہ ہوا ۔ اس رئیس کا باپ ہاڑا مورخون کے بموجب دھرم گج تھا اور جاگا کی فہرست کے بموجب بیسر بلیدیو
تھا اسکی تصدیق دہلی کی پتھری لاٹ سے بھی ہوتی ہے ۔ محمود کا آخرین حملہ بیسلدیو کے زمانے مین ہوا جس نے اپنی جانا
دیگر سلطان سے جنگ کرنے مین اپنا نام روشن کیا ۔ قبل اس کے کہ بیسلدیو کا حال لکھا جائے لازم ہے کہ اُس
چوہان کا بھی جس نے اپنا اور اپنے رشتہ دارون کا نام محمود کے اول حملے مین جوانمردی دکھا کر زندہ جاوید کیا ہے ذکر کیا جائے
وہ چھاراجہ کا بیٹا گوگا چوہان تھا کل جنگل دیس دریاے ستلج سے ہریانہ تک اُسکے قبضے مین تھا اُسکا دار الحکومت
مہیرا جسکو گوگا کا میڑی کہتے ہین ستلج پر واقع تھا اُسکی حفاظت مین وہ مع ۴۵ بیٹون اور ۶۰ بھتیجون کے مرا جکی
اس [illegible] نومین روز یکشنبہ تھا کل راجپوتانہ خصوصاً اس حصے مین جو گوگا کا تھل کہلاتا ہے یہ دن گوگا نومین
مشہور ہے اور متبرک سمجھا جاتا ہے اُسکے گھوڑے کا نام جوادیہ تھا راجپوتانے مین مشہور ہو گیا تھا اور اکثر گھوڑون کا یہی
نام رکھتے ہین اور راجپوتانے کے زبردست بہادر گوگا کی ساکھا کی جو محمود کے عبور ستلج پر واقع ہوا تھا قسم کھایا کرتے ہین
محمود ایکبار ملتان سے جنگل مین ہو کر گیا اور اول اجمیر پر حملہ کیا اُسے فتح کرکے گرد نواح کے ملک کو لوٹا اور
برباد کیا مگر گڑھ بیٹلی (بہر دو یاے معروف) لڑتا رہا یہان سے محمود نے چوہانون کے دوسرے شہر نادول پر حملہ
کیا وہان سے جا کر نہروالا کو فتح کیا ۔

بیسلدیو کی حیات چند کی ایک کتاب مین لکھی ہین راسہ کے بموجب بیسلدیو کی تاریخ سمبت ۹۲۱ ہے جو صحیح نہین
چند نے بیسلدیو کی فوج کی بہت تعریف لکھی ہے کہ مسلمان حملہ آورون کے مقابلے کے واسطے ہندو مذہب کے
چیدہ دلاور جمع ہوئے تھے صرف انہلواڑے کے سولنکی راجہ نے اس اجتماع مین شریک ہونے سے انکار
کیا جس سے چوہان اُس سے ناراض ہو گئے ۔ اس مقابلے مین اُدے دت پرمار چوہانون کا مددگار تھا چونکہ
اُسکی وفات ۱۰۸۶ء مین تحقیق ہوئی ہے یہ اجتماع محمود سے جو تھے بادشاہ مودود کے مقابلے کے واسطے ہوا تھا جیسا کہ
ٹاڈ کی کتاب مین آیا ہے لیکن یہ بات صحت سے بہت دور ہے کیونکہ اس وقت مین خاندان محمود غزنوی کا بادشاہ
ابراہیم جو محمود سے نوین نمبر پر ہے تخت نشین تھا ممکن ہے کہ اُس سے کوئی جنگ ہوئی ہو ۔ مودود تو ۱۰۴۱ء
سے ۱۰۴۹ء تک گذرا ہے ۔ البتہ ابراہیم کا زمانہ ۱۰۵۹ء سے ۱۰۹۹ء تک ہے ۔

نسب نامہ خاندان چوہان

(۱) انہل جس کو اگنی پال کہتے ہین بکرماجیت سے ۶۵۰ سال پیشتر ہوا ۔ ماکاوتی نگری آباد کی اور رکونکن واسیر و گولکنڈہ فتح کئے ۔
(۲) سواچہ ۔
(۳) مالن ۔ غالباً مالانی قوم کا مورث ہے ۔
(۴) گگن سور (بواؤ معروف)

(۵) اجے پال چکوہ جس نے اجمیر آباد کیا۔ بعض کہتے ہین کہ سمبت ۲۰۲ بکرماجیت مین ہوا بعض کہتے ہین کہ سمبت ۲۰۲ براٹ مین ہوا اور یہ زیادہ قرین قیاس ہے شبد ارتھ چنتامنی سے مستفاد ہوتا ہے کہ براٹ ایک راجہ ہوا ہے جسکی حکومت دلی سے دکن کیطرف اور مارواڑ سے پورب کی طرف کے ملک پر تھی۔

(۶) دولہ رائے۔ مسلمانون کے اول حملے مین اجمیر کو کھو بیٹھا اور مارا گیا۔ واقعہ سمبت ۷۴۱ مطابق ۶۸۵ء کا ہے۔

(۷) مانک رائے اسنے سمبت ۷۴۱ مطابق ۶۸۵ء مین شاکنبھری دیوی کے نام سے شاکنبھر گانون بسایا جسکو اب سانبھر کہتے ہین اسکی اولاد سانبھری راو کہلائی۔

(۸) ہرس راج۔ روایت ہے کہ یہ سلطان ناصر الدین عرف سبکتگین سے لڑا اور اسکے ۱۲۰۰ گھوڑے چھین لیے اس سبب سے سلطان گیر کہلایا۔ لیکن تحقیق سے یہ بات غلط ثابت ہوتی ہے کیونکہ سلطان مذکور کبھی دریاے سندھ سے اس پار نہین آیا پنجاب کی حکومت اسکے قبضے مین نہ تھی وہ پشاور کے علاقے مین جے پال سے لڑا تھا۔ اسنے ہندوون سے جتنی لڑائیان کین ان مین کبھی شکست نہین کھائی فیروزمند رہا اور ان محققین کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ سلطان موصوف ۹۷۶ء مین تخت پر بیٹھا تھا اور ۹۹۷ء مین انتقال کیا اور ہرس راج کی حکومت سمبت ۸۱۲ سے سمبت ۸۲۷ (مطابق ۷۵۶ء سے ۷۷۱ء) تک ہے۔

(۹) بیر بیلند یو جسے دھرم گج یعنی فیل مذہب کہتے ہین بظاہر یہ اسکا خطاب معلوم ہوتا ہے محمود غزنوی کے مقابلے مین اجمیر پر مارا گیا اسکو ہمیر راسہ مین مالن دیو لکھا ہے۔

(۱۰) بیسلدیو حسب اختلاف الاقوال سمبت ۱۰۶۶ سے لیکر سمبت ۱۱۵۲ تک کے درمیانی زمانے مین ہوا ہے۔ یہ رئیس گجرات سے لڑا اور فتح پاکر اس مقام پر بیسل نگر آباد کیا اسنے دہلی پر بھی فتح پائی اور اجمیر مین بیسلہ تالاب کھدوایا جسمین ساگرمتی سے پانی آتا ہے یہ تالاب شہر سے شمال مشرق مین نصف میل پر واقع ہے شکل بیضوی ڈھائی میل کا احاطہ ہے اور ہر طرف سے سنگین دیوار سے محیط تھا اب اکثر مقامات سے شکستہ ہو گیا ہے۔ اسنے بعض اور عقائد مذہب اسلام اختیار کر لیے تھے یعنی مسلمان ہو گیا تھا اور بعد اسکے گوشہ نشینی اختیار کرکے یاد الٰہی مین مصروف ہو گیا جسکی تاویل مسلمانون سے تعصب رکھنے والے مورخ یون کرتے ہین کہ اسلام اختیار کرنے کے بعد اسنے اپنے اس فعل سے نادم ہو کر پراشچت یعنی کفارہ کیا تھا۔ آفرین ہے ایسی سمجھ پر جس ڈھنڈ مین اس نے بود و باش اختیار کی کالک محبوب شہر مین بیسل کا ڈھنڈ کے نام سے ابتک مشہور ہے۔ بیسلدیو ۶۴ برس زندہ رہا اور وہ دہلی کے تنور راجہ جےپال کا ہمزمانہ تھا اور اسی زمانے مین گجرات مین درلبھ اور بھیم اور دھار مین بھوج اور اودے دت اور میواڑ مین پدم سی اور تیج سی تھے۔ میواڑ کے ایک کتبے مین ہے کہ تیج سی بیسلدیو کا رشتہ دار تھا اور مسلمانون کے مقابلے مین تیج سی نے اسکی مدد بھی کی تھی۔

(۱۱) سارنگ دیو۔

(۱۲) آنا جسنے اجمیر مین آنا ساگر تالاب بنوایا۔

(۱۳) بجے پال اسکے بھائی کا نام ہرس پال تھا۔
(۱۴) اجے دیو اس کا عرف انند دیو ہے اسکے دو بھائی اور تھے ایک بجے دیو اور دوسرا اود تے دیو۔
(۱۵) سُمیس وار جس نے اننگ پال تنور راجہ دہلی کی دختر روکا بائی سے شادی کی اسکے دو بھائی اور تھے ایک کا نہہ رائے دوسرا جیت گوت والی دحیم کے بعد پاے معروف سے)۔ کان نہہ رائے کا بیٹا ایشر داس مسلمان ہوگیا تھا۔
(۱۶) پرتھی راج یہ آخرین نامور چوہان راجہ اپنے باپ سمیسوار کے بعد بہت زبردست ہوا اور سلطان شہاب الدین غوری کے مقابلے پر کام آیا اس کا بیٹا رین سی دہلی کی ساکھا مین مارا گیا۔ پرتھی راج کا دوسرا بھائی جاہر دیو تھا اس جاہر دیو کے ایک بیٹا بجے راج تھا جسکا نام دہلی کی پتھر کی لاٹ پر ہے۔ بجے راج کا بیٹا لاکن سی تھا۔ لاکن سی کے اکیس بیٹے ہوے جنمین سے سات اصلی تھے باقی ماندہ کم اصل تھے جن کے نامون سے قومین نامزد ہوئین لاکن سی سے چھبیسوین پشت مین نوندہ سنگھ راجہ نیمرانہ ہوا۔
بیسلدیو کے نام سے دہلی کی لاٹ واقع وسط قلعہ فیروز شاہ کا کتبہ شروع ہوا ہے یہ کتبہ ۱۵ بیساکھ سمبت ۱۲۲۰ سے شروع ہوا ہے اور اُسی پر ختم ہوا ہے اور بجز بطور بزرگ پرتھی راج چوہان تلک ساکم بھری بھوپتی کے بیسلدیو کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ پرتھی راج سمبت ۱۲۲۰ مین فرمانرواے دہلی تھا اور سمبت ۱۲۴۹ مین مارا گیا مگر کبیشر چند کے قول کی روسے لازم آتا ہے کہ آغاز کتبہ سمبت ۱۲۲۰ کی جا سمبت ۱۱۲۰ سمجھے جائین کہ اُس سال مین بیسلدیو نے مسلمان حملہ آورون کا زبردست مقابلہ کیا تھا۔ لیکن اگر یقیناً سمبت ۱۲۲۰ مین تو کل کتبہ پرتھی راج چوہان کا ہے کہ اُس کے اور بیسلدیو کے درمیان کم سے کم چھ راجہ گذرے ہین پس قرین قیاس ہے کہ آغاز کتبہ بیسلدیو کے زمانے سے منسوب ہو اور انجام پرتھی راج سے اُسنے اپنے بزرگ کی جنگ کی سالگرہ کے روز کو اپنی فتوحات کی یادگار کی تحریر کیواسطے مناسب وقت تصور کیا ہو اور پرتھی راج کی یہ فتوحات راجوتکے لیئے قابل فخر نہین کیونکہ اُسنے حملہ آور مسلمانونکو آریہ ورت سے پسپا کیا تھا چنانچہ شہاب الدین غوری کو ایکبار بڑی بھاری شکست دیکر بھگا دیا تھا پس اگر اس قیاس کے بموجب آغاز کتبہ سمبت ۱۱۲۰ مطابق ۱۰۶۴ء ہے تو یہ اجتماع جسکا ذکر چوہان بھاٹ نے لکھا ہے بتحت حکومت بیسلدیو ہوا تھا اور اُسی کی یادگار کے واسطے وہ کتبہ کندہ ہوا۔ رؤساے شریک مجمع مین چار راجون کے جو اپنی اپنی فوج لیکر بیسلدیو کے پاس آے تھے چند شاعر نے ایسے نام لکھے ہین کہ اُنسے بھی سمبت مذکور اور وقت مسطور کی مطابقت ہوتی ہے چنانچہ اُن مین سے ایک اودے دت پرمار والی دھار خلف راجہ بھوج ہے اور اُسکا زمانہ اکثر کتبون سے سمبت ۱۱۰۰ اور سمبت ۱۱۵۰ کے درمیان تحقیق ہوا ہے اور اپنے عہد کے وسط مین وہ شریک مجمع ہوا ہوگا دوسرے بھومیہ بھالی ٹوالی دیراول کو اس مجمع مین شریک بتایا ہے اگر اس سے بعد کا زمانہ ہوتا تو بجاے دیراول جیسیلمیر دار الحکومۃ حالی لکھا جاتا۔ تیسرے کچھواہون کا انتربید سے آنا لکھا ہے یہ سر زمین گنگ و جمنا کے درمیان ہے کہ اُس زمانے مین اُنکی بودوباش نرور سے آنبیر کو منتقل نہوئی تھی چوتھے میواڑ کا راما تیج سی

جو بیسلدیو کا رشتہ دار اور معاصر تھا اُس کا بھی بیسلدیو کی مدد کو آنا بیان کیا ہے اور اسکا عہد بھی سنین مذکور کی حدود
مین مانا گیا ہے ۔ بیسلدیو چونسٹھ برس زندہ رہا اگر یہ تاریخ سمبت ۱۱۲۰ اُسکے عہد کے وسط کی سمجھی جاوے تو سمبت ۱۰۸۹
مطابق سنہ ۱۰۳۲ء سے سمبت ۱۱۵۳ مطابق سنہ ۱۰۹۶ء تک زندہ رہا لیکن چونکہ اُس کا باپ بیر بیلندیو محمود کے اخیر حملے
پر اجمیر کے مقابلے مین مارا گیا اس خیال سے کہ وہ اُسوقت دس برس کا ہوگا اُسکی ولادت کی تاریخ سمبت ۱۰۷۸
مطابق سنہ ۱۰۲۲ء سے سمبت ۱۱۴۲ مطابق سنہ ۱۰۸۶ء کے درمیان قائم کرنی لازم آتی ہے کہ اُسی مین کتبہ دہلی کی تاریخ
داخل ہے اور حساب سے فہرست کے کُل زمانون سے مطابق ہے اسواسطے صحیح تاریخ سمبت ۱۰۶۶ سے سمبت ۱۱۳۰ تک
باطمینان قائم ہو سکتی ہے کتاب راسہ مین سمبت ۹۲۱ بیسلدیو کا لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے یہ قباحت عام طور پر کبیشران
راجپوت مین ہے اور اُنکے لکھے ہوئے سمبت کی تصدیق اسباب صحیحہ سے ہونی چاہیئے نہ اُن سے جو وہ اپنے شعرون مین
درج کرتے ہین سر سید احمد خان نے سلسلۃ الملوک مین شاہان دہلی کے تحت مین بیسلدیو کا نام لکھکر اُسکی مسندنشینی سمبت ۱۱۵۲
مطابق سنہ ۱۰۹۵ء موافق سنہ ۴۸۹ ہجری مین مانی ہے جسنے ۶ سال ایک ماہ ۴ یوم سلطنت کی اور کہا ہے کہ بیسلدیو کے بعد اُسکا بیٹا
امر گنگو سمبت ۱۱۵۸ مطابق سنہ ۱۱۰۱ء موافق سنہ ۴۹۵ ہجری مین مسندنشین ہوا اُسکے بعد اُسکا بیٹا کھیرپال سمبت ۱۱۶۰ مطابق سنہ ۱۱۰۳ء
موافق سنہ ۴۹۷ ہجری مین قائم مقام ہوا کھیرپال کے بعد اسکا بیٹا سُمیر سمبت ۱۱۸۳ موافق سنہ ۱۱۲۶ء مطابق سنہ ۵۲۰ ہجری مین
گدی پر بیٹھا سُمیر کے بعد اُسکا بیٹا جاہڑ سمبت ۱۱۹۰ مطابق سنہ ۱۱۳۳ء موافق سنہ ۵۲۸ ہجری مین راجہ ہوا پھر ناگدیو ولد
جاہڑ سمبت ۱۱۹۵ مطابق سنہ ۱۱۳۸ء موافق سنہ ۵۳۳ ہجری مین جانشین ہوا ناگدیو کے بعد اُسکا بیٹا رائے پتھورا سمبت ۱۱۹۸
مطابق سنہ ۱۱۴۱ء موافق سنہ ۵۳۶ ہجری مین مالک ہوا جو ۴۹ سال ۵ ماہ ایک دن حکومت کرکے موضع نراین عرف تلاوڑی
کے مقام پر معز الدین محمد بن سام عرف سلطان شہاب الدین غوری کی لڑائی مین مارا گیا ۔ بیسلدیو اور اُسکی اولاد
مین سے سات آدمیون نے ۹۵ برس سات مہینہ حکومت کی بعد اسکے سلطنت مسلمانون کے گھرانے مین چلی گئی
اس تحقیق کی بنیاد پڑنے کی وہ قیاس دوانی جسکے مطابق مین نے اوپر تشریح کی ہے غلط ثابت ہوتی ہے

دہلی کے وہ مقام جو [illegible] چوہانون کی یادگار سمجھے جاتے ہین

(۱) آثار الصنادید مین سید احمد خان لکھتے ہین کہ فیروز شاہ کی لاٹ جو شاہ جہان آباد مین دہلی دروازے کے
[illegible] تھوڑی دور پر دریا کے کنارے کوٹلہ فیروز شاہ کی عمارت مین نصب ہے یہ لاٹ عجائب روزگار ہے ایک
پتھر کی بنی ہوئی ہے اور لوگ گرنڈ کا پتھر بتاتے ہین سید صاحب نے نقشہ بنانے کے وقت اسطرلاب کے عمل سے
اس لاٹ کی پیمائش [illegible] اُسکا طول اڑتالیس فٹ ۵ انچ ہے اور نیچے
کی موٹائی دس فٹ مدور اسکی حقیقت یہ معلوم ہوئی ہے کہ کمایون کے پاس جو ہندوستان کے شمال مین ہے
دو لاٹھین پڑی [illegible] تھین اور ہندو یہ بات کہتے تھے کہ یہ دونون لاٹھین ہمارے دیوتاؤن کے گائین چرانے
کی لاٹھیان [illegible] اعتقاد [illegible] اور ہندو اُن کی پرستش کیا کرتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ جب
یہ لاٹھین [illegible] کی یا ٹوٹینگی تب قیامت ہوگی فیروز شاہ نے یہ بات سنکر ہندوؤن کا اعتقاد

جھوٹ کرنے کو ایک لاٹ کو توڑ ڈالا اور دوسری کو دہلی مین لاکر رکھدیا جب سے فیروز شاہ کی لاٹ مشہور ہو گئی
یہ لاٹ بہت نامی اور نہایت مشہور ہے ہرچند تحقیقات کی کہ یہ لاٹ کب کی ہے اور کسون بنائی ہے لیکن کسی
کتاب سے کچھ تحقیق نہین ہوا اور اس لاٹ پر بہت سی عبارت اگلی زبان مین اور اگلے حرفون مین کندہ ہے کہ وہ
کسی سے پڑھی نہین جاتی اور تھوڑی سی عبارت شاستری مین کندہ ہے کہ وہ بھی سمجھ مین نہین آتی لیکن جتنے
حروف شاستری کے پڑھے گئے ہین اُنکا ترجمہ لکھدیتا ہون "سیدھ سری بکرماجیت سمبت ۱۴۲۰ بیساکھ سدی
پندرس سواسون لکھنی پتن داس نراین شاہ بہادر معزالدین کچواد عمر دراز مقیاس شریف" اس سے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانے مین سلطان معزالدین محمد بن سام غوری نے جو عام طور پر شہاب الدین غوری مشہور
ہے کوہ سوالک کو جو شمالی ہندوستان مین ہے تاراج کیا ہے اُس زمانے مین اس لاٹ پر کہ پہلے اُس مقام
بھی اور ہندو اُسکی پوجا کرتے تھے یہ عبارت کھدوا دی۔

اور ٹاڈ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ کتبہ پرتھی راج چوہان کا ہے کہ اُسنے جو شہاب الدین غوری کو پہلی مرتبہ شکست دیکر
ہندوستان سے بھگا دیا تھا اُسکی یادگار مین کندہ کرایا تھا اور اس لاٹ کا ذکر چند کرتا ہے جس سے
شہرت چوہان کی پیدا ہے۔

لیکن اس مین یہ کلام ہے کہ اگرچہ سمبت ۱۲۲۰ مین پرتھی راج والی ملک تھا مگر شہاب الدین غوری کے
کے بھائی غیاث الدین کو غور کا تخت سلطنت ۱۱۵۷ع مطابق سمبت ۱۲۱۳ بکرماجیت مین حاصل ہوا تھا اور
شہاب الدین کو اُسنے غزنی کی حکومت پر بقول مصنف حبیب السیر ۱۱۷۳ع مطابق سمبت ۱۲۲۹ مین پہنچایا تھا اور
سب سے پہلا حملہ شہاب الدین کا بقول محرر خلاصۃ التواریخ ہند کی سرزمین پر ۱۱۷۸ع مطابق سمبت ۱۲۳۴ مین
ہوا تھا تو اس صورت مین اُس لاٹ پر شہاب الدین کی طرف سے اُس کتبے کا کندہ ہونا قابل تسلیم نہین بالفرض
اگر وہ کچھ کندہ کراتا تو زبان فارسی و حروف فارسی مین کندہ کراتا نہ کہ اُس زبان مین جسکو وہ سمجھتا نہ تھا اور
پرتھی راج کا شہاب الدین پر فتح کی یادگار مین کندہ کرانا بھی قابل اعتراض ہے کیونکہ سمبت ۱۲۲۰ تک دونون مین محاربہ
واقع ہونے کا کوئی موقع ہی نہ تھا۔

تاریخ عالم مین لکھا ہے کہ تحقیقات سے واضح ہوا کہ یہ پتھر کی لاٹ حضرت مسیح کے تولد سے تین سو برس بیشتر کی
بنی ہوئی ہے اور بحکم دیوانم پیا پیادسی راجہ سراندیپ کے بنائی گئی ہے اسکے حروف ایک قسم کے پرانے
خط ناگری کے سے ہین۔

تاریخ فیروز شاہی کے توہین مقدمے مین خواجہ شمس سراج عفیف نے اس لاٹ کو اپنی جگہ سے اکھاڑنے
اور دہلی مین لاکر قائم کرنے کے متعلق صحیح صحیح حال لکھا ہے اس مصنف بزرگوار سے فیروز شاہ بادشاہ
ہانسی مین خود ملا تھا۔

لکھا ہے کہ سلطان ایک بار سیر الورہ خضرآباد کی طرف ترکار کو گیا اور خضرآباد دہلی سے نوے کوس ...

ایک پہاڑی کے دامن مین موضع نویرہ (حرف اول نون اور تا دو نون آئے ہین) کی حد مین جمنا کے کنارے سے کچھ دور پتھر کی ایک لاٹ کھڑی دیکھی اسکی نسبت یہ مشہور تھا کہ یہ بھیم کی لاٹھی ہے کہ اس سے گایونکو ہانکتا تھا اور اُسی نے اپنے ہاتھون کی قوت سے بنایا تھا معلوم نہین کہ پھر کس نے اُسکو اس جگہ کھڑا کیا اور کیسے کھڑا کیا اور بھیم بہت قوی ہیکل تھا بلکہ اُس زمانے مین دوسرے آدمی اور جانور بھی بڑے بڑے قدآور ہوتے تھے ۔

بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اس لاٹ کو دہلی مین لیجائے پس اُسکو اسطرح جگہ سے اُکھیڑا کہ درخت سینبل کی روئی کے گٹھر بندھوائے اور ہزارون آدمی اور چوپائے جمع کرائے اور اُن گٹھرونکو خوب مضبوط بندھوایا اور اُنکو لاٹ کی چارون طرف رکھوا دیا جب لاٹ کی جڑ کھود دیتے تو وہ جھک کر اپنی طرف کے گٹھرون پر جاتی اس طرح ہر طرف سے کھودا اور وہ جھک جھک کر گٹھرون پر رکنے لگی جب سب کھدگئی تب آہستہ آہستہ گٹھر اُسکے تلے سے نکالے یہانتک کہ تمام لاٹ زمین پر دراز ہوگئی اسکی جڑ مین ایک بڑا مربع پتھر بطور چبوترے کے رکھا ہوا تھا اُسکو بھی نکال لیا اور اب اس لاٹ کو بانسون کے ٹکڑون اور کچے چمڑون سے سرسے پانون تک بندھوا دیا اور پھر ایک نہایت مضبوط بڑی گاڑی تیار کرائی جسمین ۴۲ پہیئے تھے ہر پہیئے میں طنابین بندھوائین اور چند ہزار آدمیون نے یکبارگی زور کرکے اُس لاٹ کو گاڑی پر لاد دیا ہر ایک پہیئے مین دس دس من کی ریشمی رسی باندھی گئی ہر رسی کو دوسو آدمی کھینچتے تھے اسطرح اُس لاٹ کو اپنی جگہ سے اُٹھا کر ندی کے پاس لائے اور بڑی بڑی کشتیان جمع کرکے ندی کے کنارے سے برابر کرکے لگادین سلطان خود اہتمام کے لیئے یہان کھڑا تھا اسطرح لاٹ کو کشتیون پر پار کرکے کھینچتے ہوئے فیروزآباد مین لائے (جسکو فیروزشاہ نے اپنے عہد سلطنت مین آباد کیا تھا اور ابتک فیروزآباد گانون بستا ہے اور اسمین عالیشان قصر اور قلعہ بنوایا تھا جو اب باقی نہین) قلعہ فیروزآباد مین اس لاٹ کو پہنچوایا اور متصل مسجد جامع کے لاٹ کے استادہ کرنے کو عمارت بنوائی یہ عمارت کھرسل کے پتھر اور چونے سے بنی اور ہر ایک پوشش (چھت کرسی) کی طیاری کے بعد لیٹی ہوئی لاٹ کو اُسپر چڑھاتے یہانتک کہ چھ حصے تیار ہوگئے اور لاٹ اُنپر رکھدی گئی (اب یہ عمارت فیروزشاہ کا کوٹلہ کہلاتی ہے) بعد اسکے لاٹ کو کھڑا اس تدبیر سے کیا کہ ہر حصے کے تلے لکڑی کی ایک مضبوط اور بڑی چرخی لگائی گئی اور دس دس من کی ریشم کی رسیان بٹوا کر ایک سرا رسی کا اس چرخی مین باندھا اور دوسرا لاٹ کے سر مین ہر چرخی پر چند ہزار آدمی زور کرتے تھے ست سے زور کے بعد وہ لاٹ آدھ گز اونچا اُٹھ جاتی اور جب اتنی کھڑی ہوجاتی تو روئے کو اُسکے تلے سینبل کی روئی کے بڑے بڑے گٹھر اور لکڑیان لگادیتے تاکہ عمارت پر نہ گر پڑے چند روز تک اس طرح زور پاتے پاتے پوری کھڑی ہوگئی اسکے بعد اسکے چارون طرف لکڑیان اسطرح لگادین جیسے کسی پر قیتب چڑھادین اور تمام لکڑیان لوہے کی شکنجے کاری سے مضبوط کردین تاکہ لاٹ کسیطرف جھکنے نپائے جب لاٹ پوری کھڑی ہوچکی تو اُسکے سر کے دور پر چند حلقے سنگ سیاہ و سفید کے تیار کرکے اُنپر تانبے کے طلائی ملمع کار کلس چڑھوا دیئے اور بادشاہ نے نام اُسکا منارہ زرین رکھا کہتے ہین کہ یہ لاٹ ۳۲ گز کی ہے آٹھ گز عمارت کے اندر ہے اور ۲۴ گز عمارت سے باہر ہے اسکے تلے کے

حصّے مین چند سطرین خط ہندی مین کندہ ہین فیروز شاہ نے بہت سے ہندو عالم جمع کرکے پڑھوایا کسی سے نہ پڑھا گیا بعض کہتے ہین کہ کچھ ہندؤن نے اُس خط کو پڑھکر بیان کیا کہ اسمین لکھا ہے کہ اس لاٹ کو کوئی بھی اپنی جگہ سے نہین ہلا سکتا مسلمان بادشاہ ہو یا ہندو مگر پچھلے زمانے مین ایک صاحب قدرت بادشاہ پیدا ہوگا جسکا نام سلطان فیروز ہوگا وہ اسکو اپنے مقام سے نکلوائیگا۔

نوٹ تاریخ فیروز شاہی کے سامنے ٹاڈ کا یہ کہنا کہ یہ لاٹ مقام نگم بود پر جو ایک مقام تیر تھ بر لب دریاے جمن چند میل نیچے دہلی کے واقع ہے کھڑی کی گئی تھی غلط ثابت ہے۔ اسیطرح سید احمد خان کا یہ لکھنا کہ یہ لاٹ کوہ کماؤن کے پاس پڑی ہوئی تھی بے اصل ہے۔

(۲) تاریخ فیروز شاہی مین یہ بھی مذکور ہے کہ منارۂ زرین سے کسیقدر چھوٹی ایک دوسری پتھر کی لاٹ قصبۂ میرٹھ کے حوالی مین تھی جسکو بھی بھیم کی لاٹھی اور اُسکے ہاتھون سے تیار کی ہوئی بتاتے تھے اس لاٹ کو بھی فیروز شاہ نے منارۂ زرین کی طرح تدبیرون سے اُٹھواکر دہلی مین لاکر کوشک شکار مین رکھوا دیا

(۳) قطب صاحب کی لاٹ مسجد قوت الاسلام کا منارہ ہے جو راے پتھورا کا بتخانہ توڑ کر بنائی گئی تھی تمدن عرب مین لکھا ہے کہ سید احمد خان بہادر جن کی ایک کتاب سے جو دہلی کے متعلق اُنھون نے لکھی ہے مینو سیو گارستان دیتاسی نے نقل کیا ہے لکھتے ہین کہ اس لاٹ کی شان اور خوبصورتی کا بیان الفاظ مین نہین ہو سکتا اور اسکا مثل تمام عالم مین کہین نہین ہے اُنھین کا قول ہے کہ اس لاٹ کو پتھورا نے سنہ ۱۱۴۳ء مطابق سنہ ۵۳۸ ہجری مین بنانا شروع کیا تھا اور قطب الدین نے فقط اس کام کو جاری رکھا اور یہ سخت غلطی ہے اور حقیقت مین یہ سید صاحب پر اتہام ہے اُنکی کتاب آثار الصنادید مین کہین اسکا ذکر نہین بلکہ وہ تو یہ کہتے ہین کہ اس لاٹ کو شمس الدین التمش نے جو قطب الدین ایبک کا غلام اور داماد اور جانشین تھا اور سنہ ۶۰۷ ہجری مطابق سنہ ۱۲۱۰ء مین دہلی کا بادشاہ ہوا ہے اپنے عہد سلطنت مین بنایا ہے اور سید صاحب کی اس مین تتبع کتب تواریخ اور سیاق وسباق بادشاہون کے حال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس لاٹ کی عمارت سنہ ۶۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۲۲۹ء کے بعد تمام ہوئی ہے بہرحال یہ لاٹ سلطان شمس الدین التمش کی بنائی ہوئی ہے اور یہ نشانی اُسی بادشاہ کی بلند ہمتی کی ہے بعد اُسکے جو بادشاہ ہوا اس عمارت کو عجیب وغریب سمجھ کر مرمت کرتا رہا اور منٹر کی تاریخ مین مذکور ہے کہ قطب الدین نے چند عمدہ عمارتین تعمیر کین چنانچہ خاص دار السلطنت مین قطب مسجد جسکے سڈول ستونون کی صفون پر عمدہ سنگتراشی کا کام ہے اُسکی یادگار ہے اور نیز قطب منار کی گاؤدم لاٹ جسپر قرآن کی سورتین پچیکاری کے کام سے لکھی ہوئی ہین پرانی دہلی کے ویرانے سے سر بلند کئے ہوئے نظر آتی ہے ای مارسڈن کی تاریخ ہند مین مرقوم ہے کہ قطب الدین نے دہلی کے قریب وہ قابل دید منار بنانا شروع کیا تھا جو اب تک قطب منار یا قطب صاحب کی لاٹ کے نام سے مشہور ہے لیکن اسکے عہد تک یہ مکمل نہین ہونے پایا تھا التمش کے وقت مین بالکل تیار ہوگیا

(۴) مسجد قوت الاسلام کے قریب ایک لاٹ کھڑی ہے اور یہ لاٹ ڈھلے ہوئے لوہے کی ہے جڑ مین اسکا محیط سوا پانچ فٹ اور طول ساڑھے اٹھارہ فٹ ہے جیساکہ سیاحت ہند مین مذکور ہے اور سید احمد خان نے

اسکی اونچائی اسطرلاب کے عمل سے بائیس فٹ چھ انچ بتائی ہے اسپر بھی اگلی حروف مین اور اگلی زبان مین کچھ عبارت کندہ ہے کہ وہ پڑھنے مین نہین آتی یہ لاٹ رائے پتھورا کے عہد کی بنی ہوئی ہے اور اُسکے بتخانے مین لگی ہوئی تھی سلطان معزالدین محمد بن سام نے اسکو یہ سمجھ کر چلو قیاس ہی سہی دن ہی دیکھنے کے کام آئیگا اور اس نشانی سے شوکت اسلام پائی جائے گی بدستور رہنے دیا ہوگا مگر رائے پتھورا کے وقت مین بنا اسلئے ماننے کے قابل نہین کہ اُس کے وقت کی زبان اور حروف دونون صاف صاف تھے اور زمانہ موجودہ کے ہندوونکی زبان علمی اور حروف سے اُن مین کوئی اختلاف نہ تھا۔

شاخہائے چوہان

چوہانون کی چوبیس شاخین ہوئی ہین اُنہین سے منجملہ موجودین نہایت مشہور کوٹہ و بوندی کی ریاستین ہین اُن دونون ریاستون کے رئیس ہاڑے کہلاتے ہین کیونکہ اُنکے ایک بزرگ استپال کی پیدائش ہاڑ یعنی ہڈیون سے قصے کے طور پر بیان کی ہے وہ مغل بادشاہون کے ماتحت بڑے بہادر کارگذار تھے درمیانی چودھوین صدی عیسوی مین اُنھون نے میواڑ کی مدد سے بوندی پر قبضہ کیا اور درمیانی سولھوین صدی عیسوی مین اکبر شہنشاہ کی ماتحتی قبول کی درمیانی سترھوین صدی عیسوی مین شاہجہان نے بوندی کا ایک پرگنہ جدا کرنے کے بعد کچھ جاگیر اپنی طرف سے دیکر کوٹے کی علحدہ ریاست بنائی ضعیف العمر شاہجہان شہنشاہ کے بڑے بیٹے داراشکوہ کی رفاقت مین بمقابلے اورنگ زیب کے چھ بھائیون نے جان دی مگر اُن مین سے صرف ایک اتفاقاً جان بر ہوگیا۔ درمیانی انیسوین صدی عیسوی مین سرکار انگریزی کے حکم سے جھالرا پاٹن کے لیے تہائی علاقہ تقسیم ہوا۔ چوہانون مین سے ایک شاخ دیوڑہ بھی ہے جن کے بزرگون مین سے دیوراج نامی نے آخر چودھوین صدی عیسوی مین پرمار راجپوتون سے آبو کا قلعہ لے لیا تھا اُسکی اولاد اب ریاست سروہی پر قابض ہے راجپوتانہ مین ان تین خودمختار ریاستون کے سوا چوہانونکی پوربیہ شاخ مین اول درجے کے تین سردار بیدلہ۔ کوٹھاریہ۔ اور پارسولی میواڑ کے ماتحت جاگیردار ہین۔ گاگرون اور راگھوگڑھ کے کھیچی اور جالور کے سوناگرا اور سانچور اور سوی باہ کے چوہان اور یاواگڑھ کے پوتبجہ راجپوتون اور سروہی کے دیوڑہ کے نام بہادری اور جوانمردی سے زندۂ دوام ہین کھیچی کو بابر کھینچ کوٹ لکھتا ہے۔ سوناگرا نام چوہانون نے اپنی قوم کے فرق کرنے کو رکھا تھا جس سے قدیم نام ملانی کا سوناگرا سے جاتا رہا کیونکہ وہ سوناگڑھ نام قلعے مین رہتے تھے جسکے معنے کوہ طلا ہین ٹاڈ نے اسیطرح لکھا ہے اور وقائع راجپوتانہ مین سونی گرا ہے اور بعض کتابون مین سون گرا [illegible] ہے۔

اکثر چوہان سردارون نے زمین نہ دینے کی غرض سے مذہب اسلام اختیار کر لیا ہے اول شخص جسنے جاگیر کے عوض اپنا مذہب تبدیل کیا پرتھی راج کا رشتہ دار ایشر داس تھا۔ قائم خانی و شروانی و کروانی و بیدوان کہ زیادہ تر انہین سے شیخاواٹی مین رہتے ہین کم سے کم بیس مشہور ترین راجپوت شاخون نے تبدیل مذہب کیا ہے۔ مگر راجپوتون کے اعتقاد کے خلاف نہین ہے کیونکہ بقول ٹاڈ منو کے قانون مین زمین کے واسطے

ہر چیز دیدینی روا لکھی ہے یہانتک کہ زمین کی خاطر جورو بھی چھوڑ دینی چاہیئے۔
ان چوہانون مین سے ۹ وسوال مہاجن بھی نکلے ہین۔

چوہانون مین ۲۴ شاخین ہین

(۱) چوہان (۲) ہاڑا (۳) کھی چی (۴) سون گرہ (۵) دیوڑہ (۶) پار بیہ (۷) گوئیل وال (۸) بھدوریہ (۹) نربان (۱۰) ملانی (۱۱) پوربیہ (۱۲) سوڑہ (۱۳) مدرا یچہ (۱۴) سنکرا یچہ (۱۵) بھورا یچہ (۱۶) بلا یچہ (۱۷) نسیرا (۱۸) چیچرا (۱۹) رودسیہ (۲۰) چندو (۲۱) نکمپا (۲۲) بھاورد (۲۳) بانکیٹ (۲۴) سانچورا

بعض کتابونمین دو نام دھنیریہ اور باگیریچہ اس مین لکھے ہین اور سوڑہ و چیچرا مذکور نہین شاید گھلوتون کے سوڑہ اور راٹھورون کے چیچرا کو سہوا یہان داخل کردیا ہے بعض مقامونپر نظر سے گذرا ہے کہ دھنیریہ راجپوتون کی ایک گوت ہے ان مین اور بندیلون اور بیواڑونمین باہم شادی بیاہ کا سلسلہ جاری ہے اس گوت کے راجپوتون کا اصلی وطن قصبہ سہراسر کار سارنگپور صوبہ مالوہ تھا کہ جو سلاطین مغلیہ کے دفتر مین سہاریا باجی کے نام سے لکھا جاتا تھا۔

مسلمان چوہان

قائم خانیون کا مورث اعلے موضع دورے کے چوہان موٹے راو کا بیٹا کرمسی تھا جسے ۱۳۸۰ء مین دہلی کے بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے عہد مین سید ناصر خان نے حصار مین مسلمان بنایا اور قائم خان نام رکھکر بیٹے کی مانند پرورش کیا پھر قائم خان کے دو بھائی اور بھی مسلمان ہوگئے جنکے نام زین الدین اور ظہیر الدین رکھے گئے ان تینون کی اولاد کا نام قائم خانی اور زین دانی اور جب دانی ہوا مگر اب تینون ہی قائم خانی کہلاتے ہین سید ناصر کے بعد قائم خان شاہی مصاجبت مین داخل ہوگیا اور حصار اسکو جاگیر مین ملا اُسنے رفتہ رفتہ شاہی دربار مین بہت رسوخ حاصل کیا کسی قصور پر دہلی کے بادشاہ خضر خان نے خفا ہوکر دہلی کے قلعے پر سے اسکو جمنا مین گروا دیا اور اُسکے بیٹے تاج خان و محمد خان کو حصار سے باہر نکالدیا وہ عرصہ تک جبسلمیر اور ناگور مین رہے اور پھر دونون نے علیحدہ علیحدہ جاگیرین فتحپور اور جھوجھنون مین قائم کین جنمین ۱۷۸۱ء کے قریب تک اُنکی اولاد نواب کے خطاب سے حکومت کرتی رہی لیکن پھر شیخاوت وکچھواہون نے دونون ریاستین کامیاب خان اور سہل خان سے چھین لین تو وہ ماڑواڑ مین چلے آئے اور اب کامیاب خان فتحپور والے کی اولاد کوچامن مین موجود ہے۔ قائم خانیون کی زیادہ تر اولاد شیخاواٹی مین ہی پائی جاتی ہے اور کچھ ہانسی حصار اور نارنول مین بھی جہان قائم خان کا تیسرا بیٹا اختیار خان رہتا تھا اور زیادہ تر معاش کی وجہ سے حیدرآباد دکن مین جابسے ہین۔ بیشتر حصہ قائم خانیون کا اسلامی احکام سے واقف نہین ان مین راجپوتونکی بہت سی رسمین ابتک مروج ہین جیسے شادی مین تورن باندھا جاتا ہے۔ نکاح کے بعد پھیرے بھی ہوتے ہین اور تیاگ بھی مراثی وغیرہ بانٹتے ہین اکثر قائم خانی راجپوتون کے موافق سگے ہین طلائی پھول اور کانون مین مرکیا پہنتے ہین اور

اجنبی مسلی نون کے ساتھ کھانے پینے مین بھی پرہیز کرتے ہین کیونکہ مارواڑ اور شیخاواٹی مین ان کا ایک حصّہ ہے صرف اتنا فرق ہے کہ راجپوت انکو اُتار کر حصّہ دیدیتے ہین اور ایک جوٹھے پر دونون روٹی پکا لیتے ہین شیخاوت راجپوت بھی انکے میل جول سے گھِن نہین کرتے اور بعض بعض قائم خانی ختنہ بھی نہین کراتے قائم خانی مرد دھوتی کا کثرت سے استعمال کرتے ہین اور کوئی کوئی پردہ انگرکھے کا اُلٹی جانب رکھتے ہین۔ عورتین گھاگھرا (لنگا) اور ہاتھی دانت کا چوڑا (چوڑیان) پہنتی ہین ان مین پردہ بہت کم ہوتا ہے۔ نیز سیل ساتم اور ہولی دیوالی کا تیوہار بھی منایا جاتا ہے ماموں اور چچا کی بیٹیون سے شادی نہین کرتے مگر اپنی کھاپ مین کر لیتے ہین انکی کھاپون کا نام عقل خانی اور ظاہر خانی وغیرہ انکے آباو اجداد کے نام و نیز ہوتا ہے کئی قائم خانی اب پٹھانون اور سیدون کو بھی بیٹیان دینے لگے ہین مگر وہ لوگ انکو اپنی بیٹیان نہین دیتے قائم خانیون کی زیادہ تر رشتہ داری قرولی کے پٹھانون سے ہے۔ قائم خانی کھیتی۔ سپاہ گری۔ تجارت اور مزدوری کے پیشے اپنی حیثیت کے موافق کرتے ہین کوئی کوئی شیخاواٹی مین جاگیردار و جمعدار اور مارواڑ و حیدر آباد مین جمعدار ورسالہ دار بھی ہین کچھ سالون پہلے یہ چوری اور ڈاکہ زنی مین راجپوتون سے کم نہین تھے اور اب بھی ٹھگی وڈکیتی کے محکمے مین انکی نگرانی رکھی جاتی ہے قائم خانی ڈیل ڈول مین تنومند مضبوط جفاکش اور بہادر ہوتے ہین لیکن ناخواندگی اور اکھڑپن انمین خصوصیت سے پایا جاتا ہے۔

چالک جنھین سولنکھی یا سولنکی بھی کہتے ہین

آئین اکبری مین لکھا ہے کہ سولنکھی بضم سین مہلہ و داو مجہول و فتح لام و نون خفی و کسر کاف و ہائے خفی و سکون تحتانی ہے اگرچہ اگنی کُل کی اس نسل کی اُس مدت قدامت تک تحقیق نہین ہے جیسی کہ پرمار اور چوہان کی معلوم ہے مگر سبب اس کا صرف یہی ہے کہ اسکی کتابین نہین ملتی ہین ورنہ اُن کی عظمت و شہرت مین کسی طرح کوتاہی نہین ہے۔

بھاٹون کی روایت کے موجب سولنکھی تیار ہوکے کہ قنوج پر قابض ہوئے سورون شہر لب دریائے گنگ کے راجہ تھے۔ کرسی نامے سے تصدیق ہوتی ہے کہ لوکوٹ جسے لاہور کہتے ہین اُنکا مسکن تھا اس واسطے اُن کی ساکھا مثل چوہانون کے مادونی ہے تحقیق یہ ہے کہ آٹھوین صدی مین لانگھا اور توگرہ دو قومین ملتان اور قرب وجوار کے ملکمین رہتی تھین اور جب بساٹیون نے جنگل مین بود و باش اختیار کی اُنکی بڑی مخالف تھین اور یہی لوگ واقع ساحل ملابار متصل بمبئی کے راجہ تھے۔ کلیان سے ایک شاخ سولنکھی کی لیکر خاندان راجگان چوراس ساکن پٹن مین پیوند لگایا گیا یعنی ان دونون خاندانون مین باہم نسبت ہوئی پٹن کو انہل واڑہ بھی کہتے ہین اور نہر والہ کے نام سے مشہور ہے جیسا کہ مرآت احمدی مین مذکور ہے کہ بست ۹۸۷ مطابق سنہ ۹۳۱ء مین بھوج راج اخیر فرمانروائے چوراس ریاست سے محروم رہا اور سولنکھی مولراج انہل واڑے کی گدی پر بیٹھا۔ اور ۵۵ اٹھارہ برس حکومت کی اُسکے پسر چاونڈرائے کے عہد حکومت مین محمود غزنوی انہل واڑے پر حملہ آور ہوا اور اُس کی دولت

نوٹ صفحہ ۵۰ کے حاشیہ کے آخر مین جو مولف مرآت الہنود لکھا ہے اُسکی جگہ مولف این کتاب پڑھیے کیونکہ اول اول وقایع راجستان کا نام مرآت الہنود ہی تجویز کیا تھا پھر بدلدیا۔

چند مکانات بطور یادگار فتوحات خود تعمیر کئے منجملہ انکے ایک تعمیر بنام نہاد عروس بہشتی ایسی عمدہ تھی کہ اُسکی عظمت کو انسان کی بنائی ہوئی چیزوں مین سے شاید کوئی پہنچ سکے مسلمان مورخون نے دولت مغروقہ کی تعداد اس کثرت سے لکھی ہے کہ یکایک یقین نہین آتا مگر جب انہل واڑے کی تجارت پر غور کیا جاے تو اُنکی تحریر مین مبالغہ نہین معلوم ہوتا ہے بعد معاودت محمود کے انہل واڑہ مین پھر وہی رونق ہوئی اور سدھراے جے سنگھ کہ بانی ریاست سے ساتوین پشت مین تھا پھر فرمانروا ہوا - کرناٹک سے دامن کوہ ہمالیہ تک بائیس ریاستین اُسکے تحت حکومت ہوگئین مگر اُسکے بیوقوف جانشین نے چوہان پرتھی راج کو ناراض کر دیا اسلئے وہ راج سے محروم رکھا گیا اور پرتھی راج کے خاندان کا ایک شخص کمار پال (یا کمر پال) انہل واڑے کی گدی پر بٹھایا گیا - سدھراے اور کمارپال دونون بدھ مذہب کے معتقد تھے - کمار پال کے جانشین بالو مالدیو کی ریاست تیرھوین صدی عیسوی مین شہاب الدین غوری کی فوج سے غارت ہوئی اور ۱۲۴۲ء مین یہ خاندان تو ختم ہوا لیکن سدھراے کی اولاد مین سے باگھیلہ کا نیا خاندان بسلسلہ یوسے قائم ہوا اور مسلمانون کے ہاتھ سے جو نقصانات عائد ہوے تھے انکا دفعیہ ہونے لگا اور مندر سومنات نے دوبارہ رونق پائی - آخر ش چوتھے راجہ گہل کرن (یا گہیل کرن) کے عہد مین علاء الدین محمد شاہ خلجی نے انہل واڑہ کو دوبارہ اُجاڑ دیا - مندر آدھ ناتھ واقع کوہ ستر نجیہ (یا سترنجیہ) کو اسلامی قربان گاہ قرار دیکر ایک مسلمان درویش مقرر کیا - بدھ کی مورتون کو شکست و ریخت کر دیا انہل واڑہ کی فصیل مسمار ہو کر بنیاد کھود دی گئی اور قدیم مندرون کے ٹکڑون سے بھر بھر دی گئی - سولنکھی نسل کے باقی ماندہ لوگ ملک مین متفرق ہوگئے اور سو برس تک بلاسرپرست رہے آخر کار انہین سے ایک شاخ باگھیلہ نے جو سدھراے کے بیٹے باگھراو کی اولاد مین سے ہے ملک کے ایک حصے پر قبضہ کیا جو باگھیل کھنڈ کے نام سے مشہور ہے - مہاراجہ ریوان اسی نسل سے خود مختار رئیس ہین - علاوہ باندوگڑھ کے باگھیلہ نسل کے چھوٹے چھوٹے رئیس ابتک گجرات مین ہین مشہور ترین پیتاپور اور تھیراج ہین اور ایک روپ نگر کا ٹھاکر میواڑ کے ماتحت دوسرے درجہ کے سردارون مین شامل ہے جو خاص سدھراے کی اولاد ہونے کا دعوی کرتا ہے -

سولنکھیون کی سولہ بڑی شاخین ہین جن مین سے اکثر راجپوتانہ وغیرہ مین بستے ہین اور کسیقدر سندھ یا مسلمان ہوگئے ہین اور ایسے لوگ انبالہ وغیرہ کی طرف بھی رہتے ہین -

(۱) باگھیلہ - راجہ بگھیل کھنڈ وارالریاست باندوگڑھ اور رؤساے پیتاپور و تھیراج و لوا لج وغیرہ
(۲) بیرپورہ - لُنواڑہ -
(۳) بہلے ہلا - کلیان پور واقع میواڑ بہ لقب راؤ ماتحت رئیس سلونبر -
(۴) بھوریتہ - بارہ دیکرا و چاہبر واقع ریاست جیسلمیر اور جنگل مین مشہور غارت گر ہین اور مالوت کہلاتے ہین
(۵) کلاچہ - ایضاً
(۶) لانگھا - ملتان مین مسلمان ہین

(۷) توگرو۔ پچیند مین مسلمان ہین۔

(۸) تمرنکو۔ ایضاً

(۹) سورکی۔ دکن ہین۔

(۱۰) رسٹورکیا۔ گرنار واقع سارشترہ مین۔

(۱۱) راوکا۔ ٹوڈہ علاقہ جےپور مین۔

(۱۲) رانی کیا۔ دیسوری علاقہ میواڑ مین

(۱۳) تانُ رتیہ۔ چاندبھر۔ شاکنبھر خونخوار غارت گر مین ۱۸۰۷ء مین مہاراجہ سیندھیا نے کریم پنڈارے کو قید کیا ۱۸۱۷ء مین فوج انگریزی کی یہان خونریزی ہوئی۔

(۱۴) المیچہ۔ زمین نہین رکھتے۔

(۱۵) کھاٹرورا۔ آنوت وجادرہ واقع مالوہ۔

(۱۶) گُل مُورہ۔ گجرات مین ہین۔

پرپہار یا پڑہار

اگنی گل کی اس آخری وکمترین نسل کا حال زیادہ نہین ہے پرہارون نے راجستان مین کوئی بڑا کام نہین کیا ہے اور وہ ہمیشہ دہلی کے تنورون اور اجمیر کے چوہانون کے مطیع وماتحت رہے ہین صرف ایک امر کہ ناہر راو نے خود اختیاری کے واسطے پرتھی راج کا مقابلہ کیا تھا تاریخ مین درج ہونے کی لائق ہے اگرچہ وہ کامیاب نہوا مگر اسکے نام کے ساتھ کوہ اراولی کا ایک گھاٹ جہان معرکہ ہوا تھا مشہور ہوگیا ہے۔ منڈور جسے منڈاور بھی کہتے ہین پرہارون کا دارالحکومت تھا اور مارواڑ کا مقدم شہر تھا راٹھورون کی حملہ آوری سے پیشتر وہان انکی حکومت تھی وہ جودھپور سے پانچ میل شمال مین ہے اسمین چند جینیون کے مندر مین حروف پالی کے کتبے اسمین اکثر پاتے ہین۔ قنوج کے مفرور راٹھورون کو پرہارون کے ملک مین پناہ ملی مگر انھون نے اس کا بدل دغابازی سے کیا یعنی چونڈا نامی راٹھور نے آخر چودھوین صدی عیسوی مین پرہارون کو بےدخل کرکے منڈور کی فصیل پر راٹھورون کا جھنڈا قائم کیا۔ میواڑ کے راجاؤن نے پرہارون کو پہلے ہی سے کمزور کر رکھا تھا اسکا اکثر علاقہ دباکر رانا کا خطاب جو سابقاً صرف انھین کو حاصل تھا چھین کر اپنے خاندان مین جاری کیا۔ تیرھوین صدی عیسوی مین چتوڑ کے راول نے منڈور فتح کیا اور اس کے رئیس کو مارا تھا۔ پرہار راجپوتانے مین پھیلے ہوئے ہین مگر کوئی خودمختار ریاست نہین رکھتے متفرق مقامات مین رعایا کے طور پر آباد ہین۔ موقع اتصال کوہاری سندھ اور چنبل پر ان لوگون کی ایک آبادی ہے کہ علاقہ نگلہ جات واقع نالون کے ۲۴ دیہات مین بستے ہین وہ برائے نام مہاراجہ سیندھیا کے تحت حکومت تھے دقت اجرائے سررشتہ انتظام ٹھگی ڈکیتی بنظر حفظ امن وعافیت ممالک لب دریائے چنبل دیہات مذکور علاقہ انگریزی مین داخل کئے گئے۔

پرہارون کی بارہ شاخین ہین اُن مین سے زیادہ مشہور اونچ ڈُدھ اور سِسندِحل ہین دونون لوگ
لونی ندی پر بستے ہین -

متفرق راجپوت قومین

تنور

قدیم مشہور قوم ہے جسکو بعض لوگ یادو کی شاخ اور بعض علحدہ کہتے ہین لیکن صحیح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
وہ پانڈوون مین سے نکلے ہین - بکرماجیت جسکا سنہ عیسوی سنہ سے چھپن برس پیشتر شروع ہوا ہو اس خاندان
سے تھا بعض اہل تحقیق بکرماجیت کو موری خاندان سے قرار دیتے ہین جو پرمارونکی ایک شاخ ہے -
دہلی قدیم (اندرپرستھ) جسکو یودھشٹر نے آباد کیا تھا اور حسب روایت آٹھ صدی تک ویران رہی تھی اُس کو
آننگ پال تنور نے سمبت ۸۳۰ مین پھر آباد کیا اُسکے بعد ۱۹ یسوکی بیس پشتین ہوئین آخری رئیس پھر آننگ پال نامی
سمبت ۱۲۲۰ مطابق ۱۱۶۴ء مین ہوا وہ لاولد تھا اس سبب سے اپنے نواسے پرتھی راج چوہان کو گود لیکر مسندنشین
کیا اور خود تارک ہوگیا جس سے تنور خاندان کا راج اجمیر کے چوہانون مین شامل ہوگیا اب تنورون کی کوئی
خود مختار ریاست نہین ہے - صرف نورپور وغیرہ کے جاگیردار پنجاب مین انگریزی وظیفہ خوار ہین جن کے
بزرگونین سے راجہ باسو وغیرہ نے شاہجہان کے عہد مین کئی بار اطاعت و سرکشی کی تھی - اب تنورون کی صرف
دو ریاستین ہین ایک تنورگڑھ کنارہ راست دریاے چنبل جہان اُسکا جمنا سے اتصال ہوا ہے - دوسری
پاٹن تورا واٹی علاقہ جیپور جسکا رئیس راجگان دہلی کے خاندان سے قرابت کا دعوے کرتا ہے -

چاورا یا چوَرا

یہ قوم ہندوستان کی تاریخ مین ایک دفعہ بہت مشہور تھی اب براے نام رہگئی ہے اور وہ بھی صرف بھاٹون کی
کتابون مین اُس کی اصل کا کچھ حال معلوم نہین ہے نہ شمسی نسل سے ہے اور نہ قمری سے پس غالب ہے کہ
ستھین نسل سے ہو ہندوستان مین تو اس قوم کا نام بھی نہین جانتے - مثل دیگر اقوام نسل مذکور کے اُن صوبہ
دریاے سندھ پر جزیرہ نماے سوراشٹر تک محدود ہے - اگر واقع مین یہ لوگ غیر ملک کے ہین تو بہت قدیم زمانے
مین آکر رہے ہونگے کیونکہ انکے اکثر اشخاص کی بیٹا اُٹکے سورج بنسیون سے جس زمانے مین دالی میواڑ کبھی کے مالک
تھے رشتہ داری ہوئی ہے - چورا قوم کا دارالحکومت پہلے دیوبندر واقع ساحل سوراشٹر (گجرات) تھا اور یہ لوگ
سورج پرست تھے اور مشہور مندر سومناتھ مع چند دوسرے مندرون کے کہ اس کنارے پر بانا تھ کے نام پر تعمیر
ہوئے تھے کہتے ہین کہ یہ سورج پرستون نے بنواے تھے اور اس وجہ سے چورا کا نام سَور (بفتح اول) اور اُنکے رہنے
کے ملک کا نام سَوراشٹر مقرر ہوا کیونکہ سَور (واو معروف سے) سورج کا نام ہے اور جو سورج کو پوجے وہ سَور ہے -
آفت آسمانی سے یا جیسا کہ ہندو یقین کرتے ہین بحری چوری کی جزا مین جو دیو کے رئیس نے اختیار کی تھی

سمندر نے چڑھکر اُسکی دارالریاست کو غرق کردیا۔ چونکہ یہ کل ساحل بہت پست ہے اگر واقع مین ایسا ہوا ہو تو
عجب نہین ہے اور شاید ایسا ہوا ہو کہ سب لوگون نے جو اُس ملک مین تجارت کرتے تھے اپنے جہازونکی غارتگری
کی علت مین اُنکو تنگ کرکے نکالدیا ہو چنانچہ اسکی تصدیق تاریخ میواڑ سے ہوتی ہے کہ وہان کے رئیس نے چورا
راجپوتون کو بہ اعظم اور جزیرہ نما سے سارشترہ مین جہان سے وہ نکالے گئے تھے پھر قائم کیا پھر سمبت ۸۰۲ مین دیو کے
رئیس نے انہل واڑہ پٹن کی بنیاد قائم کی تھی کہ بجاے ملبھی پورہ کے وہ شہر اس نواح کے ملک مین دارالحکومت
ہوا۔ کتاب کھمان راسہ سے یہ بھی تحقیق ہوا ہے کہ قلعہ چیتوڑ پر مسلمانون نے اول حملہ کیا تو اُنکے مقابلے مین قوم چورا کے
سرگروہ جاتن سی نے والی میواڑ کو بہت مدد دی تھی لیکن یہ کھمان راسہ والے کی غلطی ہے اس وقت تک کوئی حملہ
مسلمانون کی طرف سے چیتوڑ پر نہین ہوا تھا تاریخ فرشتہ سے معلوم ہوا کہ محمود غزنوی نے سارشترہ پر حملہ کرکے اُس کی
دارالحکومت انہل واڑہ کو فتح کیا تب اُسکے رئیس کو بھی خارج کرکے بجاے اُسکے خاندان سابقہ سے جو قدامت و حسب
و نسب مین مشہور تھا دابشلیم نامی رئیس کو مسندنشین کیا۔ اس نام کا پتہ نہین ملتا ہے۔ دابے ایک مشہور قوم تھی
جسے لوگ چورا کی شاخ بتلاتے ہین اگر دابے اور چورا مرکب ہو کر دابشلیم غلط مشہور ہو گیا ہو تو عجب نہین ہے
یا چورا سمہ جسکو بعض قدیم یادو کی شاخ بتلاتے ہین اُسمین ملا ہوا ایک خاندان چورا مین کوئی بڑا رئیس
نہین ہے صرف مانسہ وغیرہ کے چھوٹے جاگیردار گجرات مین باقی ہین۔ سارشترہ کے سارا یعنی چورا سرداروان کی
قدیم رشتہ داری سورج بنسیون سے باوصف انقضاے عرصہ زائد از یک ہزار سال اب تک جاری ہے اور باوجود
مفلسی اور بے قدری کے چورا اب تک رانائے اودیپور کی رشتہ داری کے لائق سمجھے جاتے ہین۔ چنانچہ رانا جوان سنگھ
کی والدہ کسی چھوٹے سے چورا سردار گجرات کی بیٹی تھی۔ اب اُنکا کوئی خاندان ایسا نہین ہے جسکا حال لکھا جاے
صرف ایام گذشتہ کی شہرت اُنکی ناموری کے واسطے کافی ہے۔

جھالا۔ مکواہانہ

یہ لوگ کاٹھیاواڑ کے رہنے والے ہین اور اس قوم کے نام سے اُس ملک کا ایک حصہ جھالاواڑ کہلاتا ہے انکو
میواڑ والونکی بدولت راجپوتانے مین عزت حاصل ہوئی اور یہ سورج بنسی اور چندربنسی یا آتشی نسل سے نہین
سمجھے جاتے لیکن وہ چندربنسی راجپوت ہونے کا دعوے کرتے ہین جسکا کوئی ثبوت نہین ملتا غالباً یہ شمالی
ملک سے آئے ہوے بالا وغیرہ کے ہم قوم ہین جو اپنی طاقت اور لیاقت کے سبب راجپوتون مین شامل ہوے
راجپوتانے مین اس وقت ایک ریاست جھالرا پاٹن جسکو جھالاواڑ کے ساتھ بھی پکارتے ہین اس قوم والون
کے قبضے مین ہے جو کہ کوٹے سے نکالکر بنائی گئی ہے اول درجے کے تین جاگیردار سادڑی۔ دیلواڑہ اور گوگندہ
جھالا نسل مین سے میواڑ کے ماتحت ہین۔
جب رانا پرتاپ کو شہنشاہ اکبر کی فوج نے بالکل دبا لیا اور جھالا سردار نے اُس کی بڑی وفاداری و خیرخواہی
کی تو اسکے جلدو مین رانا نے اُسکے ساتھ اپنی دختر کی شادی کردی اور اپنے دست راست نشست دی

مگر یہ امر کہ یہ عزت اُسکو صرف بعوض جانفشانی کے حاصل ہوئی تھی نہ بوجہ ۳۶ راج کلو مین شمار ہونے کے اس سے بخوبی ثابت ہے کہ زمانۂ مابعد کے ایک رانا نے ظالم سنگھ جھالا کے ساتھ جو راج کوٹہ کا منتظم حکران تھا اپنے ایک سردار کی دختر کی شادی بمشکل تمام منظور کی تھی اور ظالم سنگھ اور راناوت رانی کے خلف مادھو سنگھ کو اس رشتہداری کی وجہ سے اپنے ہم مرتبہ لوگون سے اعلے ترین رشتہ داری کرنے کا منصب حاصل ہوا۔

گوڑ

یہ نسل اگرچہ راجپوتانے مین کبھی ترقی پر نہین ہوئی مگر بزرگ سمجھی جاتی ہے اس نسل سے قدیم راجہ بنگالے کے فرمانروا تھے اور اُنکے نام سے وہان کا دارالحکومۃ لکھنوتی گوڑ مشہور ہوا۔ یہ لوگ بنگالے کے بعد اجمیر کی طرف نامور ہوسے۔ پرتھی راج کے معرکون مین اُنکا بطور مشہور سردارون کے ذکر ہے۔

شاہجہان شہنشاہ نے راجہ بٹھل داس گوڑ کو جسکی اولاد مین راج گرمہ ضلع اجمیر کے جاگیردار ہین اُسکی بہادرانہ خدمتون کے سبب قلعہ رنتھنبور عطا کر کے مثل دوسرے راجاؤن کے پنجہزاری منصب دیا تھا۔ ۱۸۰۹ء مین راجپوتانے کے سوا ان کا مالوے کا رہا سہا ملک بھی مرہٹون کے ہاتھ سے جاتا رہا اور بارہ لاکھ کی آمدنی مین سے اب صرف پچاس ہزار سالانہ کی جاگیر ان کے پاس رہ گئی ہے۔ گوڑون کی پانچ شاخین ہین (۱) اُنتاہر (۲) سِل ہلا (۳) تُور۔ بواو معروف (۴) دُوسینا (۵) بُودانو۔

کاٹی

راجپوتانہ اور سارشترہ ہر دو ممالک کے مؤرخ متفق ہین کہ کاٹی قوم ہندوستان کی شاہی نسل سے ہے جزیرہ نمائے مغربی کی نہایت مشہور اقوام مین سے یہ قوم ہے کہ اُس ملک کا نام سوراشتر سے کاٹیاواڑ کر دیا ہے اور عوام مین اسکا تلفظ کاٹھیاواڑ ہے اس ملک کے کل باشندون سے صرف کاٹی لوگون نے ہی مذہب و اوضاع و اطوار سے اپنی ستھیا اصل کو قائم رکھا ہے۔ سکندر کے زمانے مین اُنکی بود و باش اُس گوشے مین تھی جہان پنجاب کی پانچون ندیون کا اتصال ہوا ہے انھین کے مقابلے مین سکندر خود چڑھکر آیا تھا اور ایسا سخت مقابلہ ہوا کہ اُسکی جان بمشکل بچی۔ اُس زمانے سے ابتک کاٹی قوم کا برابر پتہ لگتا آتا ہے پرتھی راج کی لڑائی مین کاٹی بڑے نامور رہے اُسکے اور اُسکے مخالف جے چندر راٹھوڑ والی قنوج یعنی طرفین کے لشکر مین اس قوم کے سردار تھے جیسلمیر کی روایتون مین مذکور ہے کہ بھاٹیون کا کاٹیون سے مقابلہ ہوا تھا اور خود کاٹیون کی تاریخ مین درج ہے کہ دریائے سندھ کے جنوب مشرقی کنارے سے وہ آٹھوین صدی مین اس ملک مین آئے تھے اور کاٹی اب بھی سورج کی پرستش کرتے ہین جو ستھین لوگون مین جاری تھی۔

ہن

چھتیس اقوام راج کل مین ہُن بھی داخل ہین یورپ مین اس قوم نے بڑی بربادی و تباہی کی ہے انکی اصل مغل بتلاتے ہین ہندوستان مین گپت خاندان کی تباہی اس قوم کے ہاتھ سے ہوئی یہ قوم ۵۰۰ء کے قریب

پنجاب مین آکر آباد ہوئی تھی یہان سے چلکر یہ لوگ جمنا کی تلہٹی مین پہونچے اور اُسوقت گپت راجہ پر غالب آئے ان کے سردار کا نام تورمان تھا اس نے سنہ ۵۰۰ء کے قریب اپنے آپکو مالوے کا راجہ بنایا اور مہاراجہ کہلوایا اسکے بعد اسکا بیٹا مہرگل گدی پر بیٹھا یہ بڑا بے رحم تھا اسنے اتنے آدمی قتل کرائے کہ آخر مگدھ کا راجہ بالادت وسط ہند کے ایک راجہ یسودھرمن کی مدد سے بڑی بھاری فوج لیکر اسکے مقابلے پر آیا اور سنہ ۵۲۶ء مین ملتان کے قریب کھروڑ کے مقام پر شکست دے کر اسکو اور اسکی فوج کو ہند سے نکالدیا اگرچہ کسوقت مین یہ لوگ کل ہندوستان مین ہوئے ہین مگر شمالی ملک کی تاریخ مین ان کا بالکل پتہ نہین لگتا۔ چتوڑ پر مسلمانون کا حملہ ہوا تب آنگٹ ستی نامی ہن کا سردار بھی مع اپنی جمعیت کے مقابلے کے واسطے دیگر ہنود کے شامل ہوا تھا۔ قدیم روایت سے سکونت اس قوم کی دریاے چمبل کے مشرقی کنارے پر قدیم مقام باڑوڑ (بواؤ مجہول) پر تھی اور سنا گرچاوری کا مشہور مندر ایک ہن رئیس کی شادی کا مقام ہے اور کہتے ہین کہ وہ دوسرے کنارے پر بھی جہان بھینسروڑہے قابض تھا۔ یہ قوم بالکل معدوم نہین ہوئی ہے چند گھر ٹری ساوڑی مین بڑودے سے تین کوس پر اور ایک گانون واقع جزیرہ نمامے مین موجود ہین گو ذلیل ہو کر دیگر اقوام مین شامل ہو گئے ہین۔

بالا

مؤرخون نے اس قوم کو راج کل مین لکھا ہے ان کا دعوے ہے کہ ہم سورج بنسی ہین اور بالا یا بانامی ہمارا مورث اعلے رام کے پسر کلان لو کی اولاد مین تھا اُنکی اول آبادی سارشترہ کے اُس مقام پر تھی جو نہایت قدیم زمانے مین ڈھانک کہلاتا تھا بعد ازان مُونگی پٹم کہلایا۔ قرب وجوار کا ملک فتح کرکے اُسکا بالا کھیتر نام رکھا اس ملک کا دارالحکومت بلبھی پورہ تھا اور خود ملقب بالارا ے مشہور ہوے اسطرح اُنکو میواڑ کے گہلوتون سے قربت کا دعوے ہے اور یہ امر بعید از قیاس بھی نہین ہے۔ کیونکہ اُس خاندان کے لوگ مدت تک سارشترہ پر حکمران رہے ہین۔ گہلوتون نے مہادیو کی پرستش شروع کی اُس سے پیشتر سورج کی پرستش کرتے تھے اسلئے انکو سحین ہونے مین بالا سے بہت مشابہت ہے گربالا اندر بنس مین ہونے کا دعوے کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بالک پتر ہین جو آرور واقع دریاے سندھ کے حکمران تھے۔ اب اسکی تصحیح غیر ممکن ہے مگر قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھارتھ سیہل (بیاے مجہول) نامی رئیس کی اولاد مین سے ہین کہ اُسنے ارور کو آباد کیا تھا۔ کاٹی بھی بالاؤن مین سے نکلنے کا دعوے کرتے ہین اور اُنکا لقب فرمانروایان ملتان وٹھٹھہ ہے اُس کی اس سے تصدیق ہوتی ہے کہ تیرھوین صدی مین بالاؤن کو میواڑ پر حملہ کرنے کی طاقت تھی اور مشہور رانا ہمیر کی اول مہم یہ ہوئی کہ اُس نے چی ٹولہ کے بالا رئیس کو مارا تھا۔ ڈھانک کا رئیس بھی بالا ہے اور یہ قوم اب بھی بڑی سمجھی جاتی ہے۔

جیٹوہ یا کمری

یہ قدیم نسل ہے اور اسکو راجپوت کہتے ہین اگرچہ نسل جھالا کے سارشترہ سے باہر اسکو بھی کم جانتے ہین مگر اُسی طرح اس کے نام سے بھی اُس ملک کا ایک حصہ جیٹواڑہ کہلاتا ہے۔ اس قوم کے رئیس کے قبضے مین جزیرہ نما

مغربی ملک ہے رئیس رانا کہلاتا ہے اور اسکا مسکن پوربندر ہے۔ جیتواڑے کے بھاٹ کہتے ہین کہ اس نسل کے ایک سوتیس راجہ زمانۂ سلف مین ہوئے ہین اور آٹھوین صدی عیسوی مین اُن مین سے ایک کی شادی دہلی کے تنور خاندان مین ہوئی تھی اُس زمانے مین جیتوہ کا نام کمر تھا اور دارالحکومتہ گوملی تھا کہتے ہین کہ بارھوین صدی مین سہل کمر رئیس گوملی کو شمال کے حملہ آورون نے نکالا تھا اُسوقت سے کمر نام جاتا رہا اور جیتوہ رکھا گیا یہ قوم ہنومان سے کہ بہ شکل بندر ہوا ہے پیدا ہونے کا دعوے کرتی ہے اور اُسکی تصدیق مین کہتے ہین کہ ہمارے رئیس کاٹھیاواڑ کے رانا پونچھیرہ یعنی دُم دار ہوئے ہین۔
اور یہ اُنکی جہالت ہے ہنومان عَلَمؔ ہے راجہ کرناٹک کے بھائی سگریو کے وزیراعظم اور سپہ سالار کا جبکہ رام چندر جی کی بی بی سیتاجی کو جنگل سے لنکا کا راجہ راون جبراً اپنے ساتھ لے گیا تو رامچندر نے آغاز جنگ سے پیشتر ہنومان کو راون کے سمجھانے کو بھجوایا جب صلح وصلاح سے راون راہ راست پر نہ آیا تو ہنومان سیتا کو تسلی و تشفی کر کے واپس چلا آیا۔ بعض کہتے ہین کہ پونچھیرہ سے مراد یہ ہے کہ ان راناؤنکی پشت کی ہڈی باہر نکلی ہوئی تھی۔

گوہِل

یہ ممتاز نسل کسیقدر راجپوت کے ساتھ سورج بنسی ہونے کا دعوے کرتی ہے گوہلونکی بودوباش جونا کھیر اگرہ لونی ندی کے خم واقع میواڑ پر تھی مگر یہ معلوم نہین کہ کتنی مدت تک رہے انھون نے اس مقام کو اصلی بھیل رئیس مسمی کھیروہ سے لیا تھا اور بیس پشت تک قابض رہے۔ بعد ازان بارھوین صدی مین راٹھوڑون نے انکو بیدخل کیا وہان سے سارشترہ مین جاکر انھون نے پہلے رام گڑھ مین قیام کیا وہ مقام بھی تباہ ہوا تب ایک شاخ گوگوہ ٹھہری۔ راجہ نندن نگر معروف نندوڈ شہر کی لڑکی سے شادی کی اور اپنے خسر کی جائداد چھین لی اس رئیس مسمّٰی شوم پال سے نندود کے رئیس نرسنگھ تک ستائیس پشتین شمار کی جاتی ہین۔ دوسری شاخ سیہور مین مقیم ہوئی اور بھون نگر اور گوگو شہر آباد کئے گوہلون کا مسکن بھون نگر خلیج کے ہی کے کنارے پر واقع ہے اور سارشترہ کا مشرقی حصہ گوہلواڑہ کہلاتا ہے۔

ڈوڈیہ

اگرچہ اس نسل کا نام کل کرسی نامون مین ہے مگر اسکی تاریخ سابقہ بالکل مفقود ہو گئی ہے البتہ اس قدر معلوم ہے کہ پرتھی راج نے انکو فتح کرنے مین اپنا بڑا فخر سمجھا تھا۔ ایک ڈوڈیہ نسل کا ٹھاکر سردار گڑھ میواڑ کے ماتحت سردارون مین پچیس ہزار سالانہ کی جاگیر رکھتا ہے۔

چندیلہ

انکو بعض مؤرخون نے راجپوتون کی ۳۶ نسلون مین سے لکھا ہے یہ لوگ بارھوین صدی عیسوی مین بہت زبردست تھے اور کل سرزمین واقع دریاے جمنا و نربدا جو اب بندیلون اور باگھیلون کے قبضے مین ہے اُنکے تحت مین تھی اُنکی پرتھی راج سے لڑائی ہوئی اس لڑائی سے چندیلے پست ہو گئے اور گھیرواڑون (بندیلون) کو فتح آسان

ہو گئی اور اُنکے بڑے شہر کالنجر دموہنی اور موہوبہ پر بھی انھون نے قبضہ کرلیا۔

گھیروال یا بُندیلہ

راجستان کے راجپوتون مین گھیروال نسل کا حال بالکل معلوم نہین ہے اور اگرچہ بوجہ بہادری کے اُنکو اپنی صحبت کے لائق سمجھتے ہین مگر اُنکی اصل مین اعتراض کرکے رشتہ داری کے لائق نہین سمجھتے گھیروال نسل کی قدیم ریاست کاشی یعنی بنارس مین تھی اُن کا مورث اعلے گھورتاج دیو تھا۔ اُس سے ساتوین پشت مین جسوندا نے بندوباسنی پر بڑا جگ کرکے اپنی اولاد کو بندیلہ کا لقب دیا اس سے گھیروالون کا لقب بندیلہ ہو گیا اور جس ملک مین اس نسل کی مختلف شاخین بجاے چندیلون کے مسکن گزین ہوئین وہ بندیلکھنڈ کہلاتا ہے بندیلون نے بڑی طاقت حاصل کی۔ بندیلا ان پر کی چندیلون پر فتح کی تاریخ سنہ ۱۲۰۰ء کے قریب ہے اُس سے تیرھوین پشت مین مدھوکر شاہ نے بیتوہ ندی پر شہر اورچھ آباد کیا اور نر سنگھ دیو راجہ اورچہ نے جہانگیر کے ایما سے اُسکے باپ اکبر کے وزیر ابو الفضل کو ہلاک کیا۔ زمانۂ اکبری سے انتہاے سلطنت مغلیہ تک بندیلون نے کل بڑی مہمات مین ناموری حاصل کی اور جیسی کہ دتیہ اور اُورچہ کے بندیلہ رئیسون نے وفاداری وجانفشانی سے خدمات انجام دین راجپوتانے کے کل بہادر رئیسون مین سے کسی نے نہ کین۔ اورچہ کا بھگوان شاہجہان کی فوج کا ہراول اُسکا بیٹا شبھ کرن اورنگ زیب کی مہم دکن مین نہایت ممتاز سپہ سالار تھا اور دلپت میدان جاجمو مین مارا گیا۔ اب بندیلے بندیلکھنڈ مین پنّا۔ چرکھاری۔ اُورچہ۔ اور دتیا وغیرہ ریاستون پر خود مختار ہین مگر لقب گھیروال صرف اُنکے اصلی گھرون مین ہے۔

بڑگوجر

یہ نسل سورج بنسی ہے اور صرف یہی ایک نسل رام کے خلف کلان لَو کی اولاد مین ہونے کا دعوے کرتی ہے لیکن بھاگوت وغیرہ سے لَو کے اولاد ہونے کا پتا نہین چلتا اسلیے بڑگوجرون کے اس دعوے کے لیے ثبوت درکار ہے۔ بڑگوجرون کے قبضے مین ڈھونڈھار کا بہت ملک تھا اور قلعہ راجور کہ راج گڑھ واقع ریاست الور سے پندرہ میل مغرب مین ہے اُنکا دار الحکومت تھا راج گڑھ اور الور بھی اُن کے قبضے مین تھے۔ راجور دیوتی کی قلیل ریاست کا بہت قدیم دار الحکومت تھا وہان کے حاکم بڑگوجر نسل کے راجپوت تھے۔

جس زمانے مین راجہ سوائی جے سنگھ دوم بطور صوبہ کے ملکون کی حکومت کرتا تھا بڑگوجر اپنی مختصر بائیسی سے سلطنت کی نوکری کرتے تھے اور اُس زمانے مین انوپ شہر لب دریاے گنگ مین متعین تھے ایکبار راجہ جے سنگھ نے ایک بڑگوجر کے ہاتھ سے بھالے کا زخم اُٹھا کر فتح سنگھ بن بیربر پوتہ کو کہ ڈیڑھ سو ٹھاکرون کا افسر تھا پانچہزار سوارون کے ساتھ بڑگوجرون کی تباہی کے لیے بھیجا اُسنے یہ خبر سنکر کہ بڑگوجر رئیس گنگور منانے کے واسطے راجور سے جاتا ہے وہ بھی روانہ ہوا اور قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ فتح سنگھ بن بیربر پوتہ نے سلام کہا ہے اور خود بھی آتا ہے نوجوان بڑگوجر نے کہ لڑائی سے بالکل بے خبر تھا اور تہوار کی خوشی مین مصروف تھا قاصد کو مروا ڈالا اور فوج

پہونچتے ہی خود بھی مر مار کر قتل ہوا اور اسطرح جے سنگھ نے دھونی اور راجور سے بڑگوجرونکو بے دخل کیا اور اُنکے ملک پر قبضہ کر لیا کل ملک جواب لور کی ریاست مین داخل ہے اُنکے قبضے مین تھا راجور بہت قدیم مقام اور بڑگوجرون کا دار الحکومت ہے - چند بھاٹ نے اُس کا حال بہت لکھا ہے - اور پرتھی راج کی لڑائیون مین بڑگوجرون کا بہت ذکر ہے -
کچھواہون نے برگوجرون کو اس ملک سے خارج کیا تب ایک گروہ نے انوپ شہر لب دریاے گنگ مین پناہ لی اور وہان سکونت اختیار کی -

سنگار

اس قوم نے کبھی شہرت نہین پائی اُنکی صرف ایک ریاست جگموہن پور لب دریاے جمنا ہے -

سکروال

یہ قوم بھی مثل سنگار کے راجپوتانے مین کبھی مشہور نہین ہوئی ہے اور نہ اب کوئی اُن مین سے خود مختار رئیس باقی ہے اگرچہ اُنکے نام سے کنارہ راست دریاے چمبل پر ضلع جادون سی ملحق ایک ضلع سکروار مشہور ہے اور مہاراجہ سیندھیا کے علاقے مین داخل ہے یہ لوگ اب صرف زراعت پیشہ رہ گئے ہین اس قوم کی وجہ تسمیہ قصبہ سیکری قریب فتحپور سے ہے کہ وہان کسی زمانے مین اُنکی خود مختار ریاست تھی -

بنیس

یہ قوم ۳۶ راج کُل مین سمجھی جاتی ہے مگر چند کی فہرست مین نہین اور نہ کمار پال چرتر مین اس کا کچھ ذکر ہے اس سے سورج بنس کی ایک شاخ معلوم ہوتی ہے - ایک چینی سیاح ہیون تسانگ کے سفرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ قنوج مین ساتوین صدی عیسوی تک یہ لوگ راج کرتے تھے اب یہ لوگ بکثرت ہین اور ایک وسیع ضلع واقع ملک دوآبہ گنگا وجمنا اُنکے نام سے بیسواڑہ کہلاتا ہے -

داہیہ

یہ قدیم قوم ہے اور اسکی بود و باش لب دریاے سندھ جہان اُسکا ستلج سے اتصال ہوا ہے تھی اگرچہ اس قوم کے لوگ چھتیس کلون مین سمجھے جاتے ہین مگر اب اُنکا کچھ پتا و نشان نہین ہے جیسلمیر کے بھاٹون کی تاریخ مین اُنکا ذکر ہے - اُن کے نام اور مقام مسکن سے گمان ہوتا ہے کہ یہ وہی لوگ تھے جنکو سکندر نے داہیہ لکھا ہے -

جوہیہ یا جوئیہ

یہ قوم اس سرزمین مین رہتی تھی جہان داہیہ تھی اور ہمیشہ اُس سے متفق رہی ہے مگر گاڑھا مین ہو کر ہندوستان کے شمالی جنگل مین پھیلی تھی اور قدیم تاریخ مین جنگل دیس یعنے ہریانہ - بھٹنیر - اور ناگور کے راجہ کہلاتے ہین - یہ قوم بھی اب معدوم ہے - جوہیہ اور داہیہ جو بیکانیر مین کسی زمانے مین راجپوت تھے اب اہل اسلام ہین -

موہل

اس قوم کا صرف اسیقدر حال معلوم ہے کہ ریاست حال بیکانیر قائم ہوئی اسوقت تک بڑے خطۂ ملک پر آباد تھی یہانتک
کہ راٹھوڑون نے انکو تباہ کرکے نکال دیا - راٹھوڑون نے ناگور کو بھی قوم موہل سے فتح کیا جن کے قبضے مین چودہ سو
چالیس گاؤن تا آخر پندرہ صدی تھے - باتفاق اقوام مالیٔ و ملانی و مالیہ کے کہ اب سب معدوم ہین قوم موہل
مالی کی اولاد مین تھی اور مالی جن کا دارالحکومۃ ملتان تھا سکندر کی دشمن تھی اور ملتان اصل مین موہلتان تھا
دوسری روایت یہ ہے کہ ملانی ایک فرع یعنی ساکھا جوہان کی ہے اور مالیٔ ملانی قوم کے مورث کا نام معلوم ہوتا
ہے اور مالی اور ملانی ایک قوم ہوگی - اس مالی قوم نے سکندر کا مقابلہ دریاے سندھ کی فروع پر کیا تھا یہ قوم اب نابود
ہوگئی ہے اور چھ سو سال پیشتر بھی ایسی گمنام تھی کہ بوندی کے ایک راو نے جو قوم ہاڑا سے تھا ایک مالنی عورت کے ساتھ
شادی کی تھی اور کتاب انساب سے نہین پایا جاتا تھا کہ اس سے شادی کرنی ممنوع ہے مگر ایک ذی ہوش
کبیشر یعنی شاعر نے عدم جواز اس شادی کا ثابت کیا لہذا طلاق اور کفارہ وقوع مین آیا -

داہریہ

کماریاچرتر کے بموجب یہ نسل ۳۶ کلوئین سے ہے جن رئیسون نے مسلمانونکی حملہ آوری پر چتوڑ کے موری راجہ کی
حمایت کی تھی ان مین داہر دیس پتی نامی دیبل واقع سندھ کا راجہ تھا - تاریخ چتوڑ مین اس رئیس کا ذکر اگرچہ مختصر ہے
مگر بڑی عزت کے ساتھ لکھا ہے کیونکہ یہی داہر ملک سندھ کا کلی مالک تھا اور اُس کے دغا سے مارے جانے کا حال
ابو الفضل نے مفصل لکھا ہے ۹۵ھ ہجری مین خلیفۂ بغداد کے سپہ سالار قاسم نے اُسپر حملہ کیا اور کمال سختی سے پیش آیا
مگر معلوم نہین کہ داہر اُس رئیس کا نام تھا یا اُسکی قوم کا نام تھا - راجپوتانے کی تاریخ مین اسیطرح لکھا ہے اور اسمین
کئی غلطیان ہین ایک تو یہ کہ محمد بن قاسم خلفاے بغداد کا سپہ سالار نتھا اسوقت تک بغداد کی خلافت کا خواب
بھی نہین دیکھا گیا تھا وہ عبدالملک بن مروان کا سپہ سالار تھا جسکی خلافت کا پایۂ تخت دمشق تھا دوسرے
محمد ابن قاسم نے داہر کی زندگی تک سندھ سے آگے قدم نہین بڑھایا اور داہر کے بعد صرف کشمیر تک گیا اور اپنی
سرحد ملتان سے قائم کی جہان راجہ داہر اور راجہ کشمیر کی سرحد ملتی تھی اور نہ داہر دغابازی سے مارا گیا بلکہ سخت
مقابلے کے بعد کام آیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ عبدالملک بن مروان کی خلافت کے زمانے مین حجاج بن یوسف ثقفی
والی عراقین و خراسان نے نوخیز نوعمر محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی کو سندھ کی فتح کے لیے مامور
کیا جسکی عمر اسوقت پندرہ برس کی تھی جیساکہ بلاذری کی فتوح البلدان مین ہے اور سترہ برس کی عمر کی بھی ایک
روایت اسمین آئی ہے سندھ کے فرمانروا داہر نے اسکی فوجون کا مقابلہ دلیری اور شجاعت سے کیا پانچ دن سخت
خونریز جنگ ہوئی پانچوین دن کی جنگ مین راجہ داہر کے ہاتھی پر جسکی عماری مین وہ بیٹھا ہوا تھا جلتا ہوا
روغن نفط ایک مسلمان نے مارا اسمین آگ لگ گئی اور شعلے اُٹھنے لگے ہاتھی گھبرا کے بھاگا اور پانی مین
گھس گیا بہت کوشش سے باہر نکالا گیا مگر اُسنے لڑائی کی طرف نہین بلکہ قلعہ کی طرف رخ کیا راجہ کے دلمین

جوش شجاعت وغیرت پیدا ہوئی اگرچہ زخمی تھا ہاتھی سے اُتر پڑا اور نہایت جوانمردی دکھائی لڑتے لڑتے راجہ اور ایک عربی شخص سے جسکا نام قسم بن ثعلبہ بن عبداللہ بن حسن الطائی تھا مقابلہ ہوگیا عرب نے تلوار کا ایک ایسا بھرپور اور تُلا ہوا ہاتھ مارا کہ تلوار سر سے گردن تک کاٹ گئی اور راے داہر نے زمین پر گرتے ہی اپنی پیاری جان کے ساتھ سندھ کے ہندو راج کا خاتمہ کردیا۔ اُسکا قتل جمعرات کے روز دسوین تاریخ ماہ مبارک رمضان سنہ ۹۳ ہجری مطابق جون ۷۱۲ء کو وقوع مین آیا تھا اُسکی لاش کے ساتھ آلور مین رانی ستی ہوئی۔ محمدؐ نے اُن تمام قلعون اور شہرون پر جو آلور کی ریاست کے ماتحت راے داہر کی قلمرو مین لب دریاے سندھ پر واقع تھے قبضہ کرلیا دیبل بھی اُسی کے ماتحت تھا اور یہ اُس عہد مین سندھ کے عظیم الشان مشہور و معروف شہرون مین تھا۔ عربی ہند کا مرجع عام تھا اور اُسکے عظیم الشان مندر کی نہایت وقعت مانی جاتی تھی سندھ مین اُن دنون زیادہ تر مذہب بودھ کے لوگ تھے اور یہ بت خانہ بھی اُنھین کا تھا جسمین بُدھ کی مورت رکھی ہوئی تھی۔

ایک شخص جسکا نام قاضی اسمٰعیل بن علی تھا آلور مین رہتا تھا اُسکے پاس عربی زبان مین سندھ کی ایک تاریخ تھی جسمین محمد بن قاسم کی لڑائیون کے حالات مذکور تھے ایک شخص کوفے کا رہنے والا علی بن حامد بن ابی بکر نام آلور مین اُس سے ملا اور کتاب مذکور کو اس سے حاصل کرکے سنہ ۶۱۳ ہجری مین ترجمہ کر ڈالا اور نام اُس کا منہاج الدین رکھا جسکی شہرت چچ نامے کے ساتھ ہوئی کیونکہ داہر والی سندھ کے باپ کا نام چچ تھا۔

اس کتاب مین لکھا ہے کہ بوقت کشتن راے داہر دو دختر او دوشیزہ از حرم راے داہر گرفتار آمدہ بودند محمد قاسم بدست خادمان حبشی بحضرت بغداد فرستادہ بود خلیفہ وقت ایشانرا بحرم سراے سپرد تا تیمار دارند کہ روزے آسایند کہ شایستۂ شبستان شوند۔ بعد از مدتے ذکر ایشان برخاطر عاطر خلیفہ یاد آمد بفرمود تا ہر دو را بہ شب حاضر آوردند ولید عبدالملک ترجمان را پرسید کہ حال ایشان تعین کند کہ از ایشان مہتر کدام ست تا او را نگاہ داشت آید تا وقت دیگر آن خواہر دیگرش را باز طلبیدہ شود۔ مہتر گفت کہ نام من سورج دیوی ست کہتر گفت کہ نام من پرمل دیوی ست مہتر را باز طلبیدہ و کہتر را باز گردانیدہ کہ او را نگاہ دارند چون او را بنشاند روے باز کرد خلیفہ او وقت در روے نگریست و بر حسن و جمال و کمال او مفتون شد و غمزۂ خونخوار او صبر از دل او بربودہ دست در سورج دیوی زد و بجانب خود کشید سورج دیوی برخاست و گفت بقا باد شاہ را کہ من بندہ شایستہ شبستان شاہ نتوانم بود۔ امیر عادل عماد الدین محمد قاسم ما را سہ روز بنزدیک خود داشت آنگاہ بخدمت دار الخلافہ فرستاد مگر رسم شما چنین ست این فضیحت پادشاہ را روا ندارد خلیفہ را آن لحظہ غایت عشق او استیلا پذیرفتہ بود و مہلت شکیبائی از دست او بستہ از غیرت آن امکان تجسس و تفحص نداشت و پروانہ بخط خود تمہید کردہ کہ محمد قاسم ہر موضع کہ رسیدہ است باید کہ خود را در چرم خام گیرد۔ و بدار الخلافہ مراجعت نماید۔

اسکا مطلب مع تصریح یہ ہے کہ راجہ داہر کی دو حسین و نازنین بیٹیان مسلمانون کے ہاتھ مین ماخوذ ہوئین اُن مین سے ایک کا نام سورج دیوی اور دوسری کا پرمل دیوی تھا محمد بن قاسم نے ان لڑکیون کو بہ حفاظت تمام

حبشی غلامونکی حراست مین بغداد روانہ کیا خلیفۂ وقت نے انکو چند روز تک آرام لینے کے لیے اپنی حرم سرا مین بھیجدیا اسکے بعد خلیفہ کو خود ہی لڑکیان یاد آئین اور اُسکے حکم سے سامنے لاکے پیش کی گئین خلیفہ ولید بن عبد الملک نے مترجم سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ تم دونون مین سے بڑی کون ہے سورج دیوی نے کہا مین بڑی ہون خلیفہ نے بڑی بہن کو اپنی خلوت مین بلایا اور چھوٹی کو دوسرے وقت کے لیے اُٹھا رکھا اب سورج دیوی نے اپنا گھونگھٹ جو کھولا تو سلطان اُسپر ہزار جان سے عاشق ہوگیا مگر لڑکی نے عرض کیا کہ مین حضور کے بستر راحت کے قابل نہین ہون اس لئے کہ محمد بن قاسم نے ہم دونون کو تین دن تک اپنی خلوت مین رکھکر حضور کے عشرت سرا مین بھیجا ہے شاید یہان ایسا ہی دستور ہو مگر بادشاہون کو تو ایسی رسوائی کا متحمل نہونا چاہیئے خلیفہ تو اُسکے حسن پر دیوانہ ہی ہو رہا تھا یہ جملہ سنتے ہی اسمین اتنی تاب نرہی کہ ذرا تحقیقات بھی کرے فوراً قلم دوات طلب کیا اور خاص اپنے ہاتھ سے لکھکے یہ حکم نامہ جاری کردیا کہ محمد بن قاسم جہان کہین ہو اپنے آپ کو بیل کی کچی کھال مین سلواکے دار الخلافہ مین پہنچاے کہتے ہین کہ محمد بن قاسم اودیپور مین تھا کہ اُسے یہ منشور خلافت ملا اُسنے نہایت اطاعت کیشی کے ساتھ فرمان خلافت کے سامنے سر جھکا دیا یہ قصہ صرف چچ نامے کے بیان پر تمام مشرقی بلاد مین اور فارسی مورخون کے نزدیک نہایت مشہور ہے حتے کہ تاریخ فرشتہ مین بھی مذکور ہے انگریزی مورخین نے بھی جن لوگون کا ہاتھ فارسی خزانون تک پہونچا ہے بڑے اعتماد و یقین کے ساتھ اسکو نقل کیا ہے لیکن عربی ممالک اور عربی مصنفین اس واقعے سے اسقدر ناآشنا ہین جسقدر کہ فارسی مورخون اور انگریزی حکومت کی بدولت ہندوستان مین اسکی شہرت ہے۔ طبری۔ بلاذری۔ یعقوبی۔ ابن اثیر۔ ابو الفدا اور ابن خلدون وغیرہ کی کتابین اس لغو قصے سے خالی ہین حالانکہ سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ سنہ ۹۶ ہجری مین ولید نے انتقال کیا تو اُسکے بھائی سلیمان نے خلیفہ ہوتے ہی محض حجاج بن یوسف کے عناد سے جو سنہ ۹۵ ہجری مین مرچکا تھا محمد بن قاسم کو جو حجاج کا بھتیجا داماد تھا ولایت سندھ سے معزول کرکے اُسکی جگہ یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو مقرر کرکے محمد بن قاسم کو قید کرادیا اُس کے ساتھ قتیبہ و موسے وغیرہ کی بھی جان گئی۔ اس قصے کے بے سر و پا ہونے کا **پہلا ثبوت** تو یہی ہے کہ لکھا ہے کہ دونون لڑکیان بغداد روانہ کی گئین حالانکہ بنی امیہ کے آخر عہد تک دمشق ہی دار الخلافہ رہا بغداد کا دار الخلافہ ہونا درکنار اُسوقت تک اُس نام کا کوئی شہر مشہور و معروف نہ تھا بغداد کو بنی عباس کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور نے ترقی دیکر شہر کے حیثیت کو پہونچایا **دوسرا ثبوت** یہ ہے کہ اُس عہد سے آجتک قریب قریب محال ہے کہ دو بہنین ایک ہی مسلمان سے اپنی حیات مین ہم بستر ہو سکین ولید کی نسبت ایسا اتہام کسیطرح قیاس مین نہین آسکتا **تیسرا ثبوت** یہ ہے کہ محمد بن قاسم کا اودیپور مین پہونچنا غلط ہے اسلیے کہ خود چچ نامے ہی کے بیان سے وہ اودے پور نہین گیا تھا بلکہ ملتان ہی مین مقیم تھا اودے پور مین صرف وہ سفیر گیا تھا جو خلیفہ کا خط لیکے قنوج روانہ کیا گیا تھا **چوتھا ثبوت** یہ ہے کہ ولید کے حکم سے محمد کا ہلاک ہونا غلط ہی کیونکہ ولید اسوقت زندہ نہ تھا سنہ ۸۶ ہجری مین عبد الملک مرا تو اُس کا بیٹا ولید تخت نشین ہوا اور اُسی کے عہد مین سنہ ۹۳ ہجری مین داہر مقتول ہوا لیکن محمد قاسم کا واقعہ قتل ولید کے بھائی سلیمان کے ذاتی عناد سے ولید کی

وفات کے بعد ظہور مین آیا تینبیہ فلسفہ تاریخی کا یہ ایک راز ہے کہ جو واقعات جس قدر زیادہ شہرت پکڑ جاتے ہین اُسیقدر انکی صحت زیادہ مشتبہ ہوتی ہے۔

داہمہ

اس قوم کا صرف بڑا نام باقی رہگیا ہی جنکی ہمات وسخاوت کو بھاٹ بڑے فخر سے مشہور کیا کرتے تھے اُنکا نام تھوڑے مدت سات صدی سے صرف کتابون مین رہ گیا ہے۔ داہمہ بیانہ کا راجہ اور پرتھی راج چوہان کے زبردست سرداروںمین سے تھا۔ اس خاندان کے تین بھائی سلطنت مین بڑے عہدہ پر ممتاز تھے اور جس زمانے مین کہ اُنمین سے بڑا بھائی کیمّاس وزیر رہا ہے چوہانون کی تاریخ مین بڑا عمدہ زمانہ گذرا ہے وہ دشمنون کے حسد سے مارا گیا۔ دوسرا بھائی پُنڈیر سرحد پر بمقام لاہور سپہ سالار تھا اور تیسرا چاونڈراے جس لڑائی مین پرتھی راج سے شہاب الدین شکست کھا کر لوٹ گیا تھا اُسمین افسر تھا اور شہاب الدین کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بعض کہتے ہین کہ اُس وقت نہین مارا گیا بلکہ دریاے سرستی کے کنارے تھانیسر کے میدان مین جب پرتھی راج مع کل فوج سواران مارا گیا اسمین افسر تھا۔ شہاب الدین کے مورخون نے بھی داہمہ چاونڈراے کی شجاعت کی داد دی ہے اسکا نام کھانڈے راے لکھا ہے۔

چوہانون کی سلطنت کے ساتھ یہ نسل بھی معدوم ہوگئی پرتھی راج کا اکلوتا بیٹا ریُن سی چاونڈراے کی بہن سے پیدا ہوا تھا مگر وہ دہلی کی شکست کے بعد زندہ نرہا۔ بھاٹ نے بیانہ کی عظمت اور پرتھی راج اور داہمی رانی کی کیفیت اسطرح پر لکھی ہے دَرُوناد ھار پہاڑ کی چوٹی پر کہ اُسکے وزن سے شیش ناگ دب گیا ہے بیانہ کا محل بشکل کیلاش واقع ہے۔ داہمہ کے تین پسر اور دو حسین دختر تھین خدا کرے کہ اس کل جُگ مین اُسکا نام ہمیشہ رہے۔ ایک دختر کی میوات کے راجہ سے شادی کی اور دوسری کی چوہان کے ساتھ اسکے جہیز مین آٹھ حسین عورتین تریسٹھ لونڈیان سو گھوڑے عراقی نسل کے دو ہاتھی دس ڈھال دولھا کے واسطے ایک سو چوبیس تیلیان سورتھ ایک ہزار اشرفیان دی ہین۔ بھاٹ نے اخیر مین لکھا ہی کہ داہمہ نے اپنے خزانے کو سیم وزر سے خالی کیا ہے اور خلائق کی تحسین وآفرین سے بھرا ہے اور داہمی رانی سے بیش بہا جواہر یعنی رین سی پیدا ہوا ہے تو ٹ بیانہ کو دَرُوناد ھار بھی کہتے ہین۔

سرویا یا سارین بیسہ

اس نسل کا صرف یہی حال معلوم ہے کہ کسیوقت مین مشہور تھی اگرچہ بھاٹون کی فہرست مین درج ہے مگر اصل مین کھتری قوم سے نکلی ہے۔

سلار

سین مہملہ کے کسرے وفتحہ دونون سے

اس نسل کا بھی صرف نام رہ گیا ہے اور بُدھ مذہب کے تجارت پیشہ لوگ اب اس نسل سے ہین کہ اُنمین سے

اکثر کی اصل راجپوتون سے ہے۔

دابی

کسیوقت مین یہ نسل سوراشٹر مین مشہور تھی بعض لوگ اُسکو یادو کی شاخ تبلاتے ہین اگرچہ اکثر مورخون نے اسکو علیحدہ بھی لکھا ہے۔ اب نہ اُنکے پاس ملک ہے نہ تعداد مین زیادہ ہین۔

رنکمپہ

تاریخ مین تو اس قوم کی بہت شہرت ہے مگر اب صرف اسی قدر دریافت ہوتا ہے کہ گہلوتون سے پہلے مانڈل واقع میواڑ کی مالک تھی۔

راج پالی

اس قوم کا حال جسکو مورخون نے راج پالے یا راج پالی کا یا صرف پالا کرکے لکھا ہے بہت کم دریافت ہوتا ہے مگر البتہ یہ صحیح ہے کہ سوراشٹر مین رہتی تھی۔

راجپوت نسلون کی کل تعداد

ٹاڈ کی فہرست مین راجپوتون کی ۳۸ نسلین درج ہین اور چند کبیشر کی فہرست مین ۳۰ اور کمار پال چرتر بزبان سنسکرت مین ۲۷ اور کمار پال چرتر بزبان گجراتی مین ۳۴ اور فہرست کھیچی کبیشر مین ۳۶۔

اسکے علاوہ دیگر فہرستون مین یہ نسلین اور لکھی ہین

نورکا۔ اسوریہ یا سارچہ۔ سی پٹ۔ کرجال۔ ہرنے را۔ دھن پالی۔ اگنی پال۔ سکر تکیہ۔ گور پالا۔ اوڈل پالکہ۔ سُرتندلنکیہ۔ تہرپال۔ ڈوکر۔ کے رسیر۔ بڑبےٹہ۔ باورچیہ۔ ماردہ۔ چوراسمہ۔ کھاتت سرکھیرہ۔ راوتی۔ مسانیہ۔ پلانی۔ ہالا۔ پاسریہ۔ چاہل۔ مارتیہ۔ مانٹ وال۔ کال چورک۔ ابھیریا۔ اہیر۔ موکارہ۔ داہیہ۔ ڈپوٹ۔ کھردر۔ بھاگڈول۔ موٹ دان۔ موہر۔ گگیر۔ کرچیو۔ چادکیہ۔ لیو کارہ۔ سلالہ۔ چندکرت۔ چاپوٹ۔ کٹ۔ سندو۔ آنگہ۔ پاٹک۔ ڈیڈوتہ۔ کرت پال۔ کوٹ پال۔ کانی گل چارکت۔ (یا کرچرا) تنبیہ گوجر قوم کو بھی کرنل ٹاڈ نے راجپوتون مین ملایا ہے تاریخ مالوہ کا مؤلف کہتا ہے کہ میری دانست مین یہ قوم راجپوتون سے جدا ہے کہتے ہین کہ ایک راجپوت نے کوئی عورت ویش یا شدر یا چمار قوم کی اپنی زوجہ بنالی تھی اس سے جو لڑکا پیدا ہوا وہ لڑکا گوجر قوم کا بانی ہوا۔

فہرست اقوام زراعت پیشہ و چوپان

ابھیر جنکو اہیر کہتے ہین۔ گور۔ گرجی جس کو کولبی بھی کہتے ہین۔ گوجر۔ جاٹ۔

فہرست چوراسی اقوام تجارت پیشہ

(۱) سری سری مال (۲) سری مال۔ (۳) اوسوال (۴) بگھیروال (۵) دیندو (۶) پشکر وال (۷) میرتوال (۸) ہرسور (۹) سُرروال (۱۰) پلی وال (۱۱) بھم یو (۱۲) کھنڈیل وال (۱۳) ڈیل وال (۱۴) کجے ورو

(۱۵) ڈہی ساد ال (۱۶) گوجروال (۱۷) سوہوروال (۱۸) اگروال (۱۹) ہجاپلیوال (۲۰) مانت وال -
(۲۱) گجونی وال (۲۲) کورتاوال (۲۳) ہچھےترووال (۲۴) سونی (۲۵) تجھٹ وال (۲۶) ناگرد (۲۷) ماد
(۲۸) جل ہے نسا (۲۹) لار (۳۰) گیوول (۳۱) کھرنیکہ (۳۲) بوورہی (۳۳) دسوڑہ (۳۴) بمبروال -
(۳۵) ناگ درہ (۳۶) گرپے ترا (۳۷) بھیوڑہ (۳۸) میوارا (۳۹) نرسنگ پورہ (۴۰) کھےتروال
(۴۱) تنج موال (۴۲) ہنیروال (۴۳) سرکیرا (۴۴) بیس (۴۵) سٹوکھی (۴۶) کمبووال (۴۷) جنیرنسلوا
(۴۸) ہگیلوال (۴۹) اُورچٹ وال (۵۰) بامن وال (۵۱) سری گرو (۵۲) بھاگروال (۵۳) بلپی وال
(۵۴) ٹی پوڑہ (۵۵) ٹی لوٹا (۵۶) اٹ برگی (۵۷) لادی ساکا (۵۸) رہیدٗورا (۵۹) کھیجو (۶۰) کسوٗرا
(۶۱) بہابوٗمہیر (۶۲) بجے مو (۶۳) بدمورا (۶۴) میٹہریا (۶۵) ڈھاکروال (۶۶) منگورا (۶۷) گوئیل
(۶۸) موہوروال (۶۹) چی توڑہ (۷۰) کاگلیہ (۷۱) بھارے جا (۷۲) آندورا (۷۳) ساچورا (۷۴) بھونگروال
(۷۵) منڈاہلو (۷۶) سرہمنیہ (۷۷) باگرٹیا (۷۸) دندو ریہ (۷۹) بوروال (۸۰) سورہیے (۸۱) اُدروال
(۸۲) نفاگ (۸۳) ناگورہ - ایک کم ہے -

ساکھا کا مطلب

راجپوتون کی قوم کے ہر ایک نامور آدمی کے نام سے اُسکی اولاد علیحدہ گوتر سے مشہور ہوتی ہے اسے ساکھا کہتے ہین جیسے کچھواہون مین بن بیر کی اولاد بنویر پوتہ کہلاتی ہے اور شیخ جی پسر موکل کچھواہے کی اولاد شیخاوت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور سیسودیہ چونڈا کی اولاد چونڈاوت کہلاتی ہے کبھی کسی ملک اور خاص مقام سے بھی نام پڑ جاتا ہے جس طرح مارواڑ مین رہنے والے مارواڑ راٹھوڑ اور میرتہ والے میرتیہ کہلاتے ہین اور سیسودیہ کاؤن کی بود و باش سے سیسودیہ مشہور ہوئے ہین -

اتنی راجپوت قومونکی ساکھا نہین ہین -

جالیہ - پیشانی - سوہاگنی - چاہیرہ - ران - سی الہ - بوٹیلہ - گوتچیر - مالن - اُوہیر - ہوول - باچک - باتڑ - کےریچ - گوہلک - بوسہ - بیرگوت -

راجپوتون مین مسندنشینی کا قاعدہ

راجپوتون مین یہ رواج ہے کہ اگر چھوٹا لڑکا ایک دفعہ بجاے بڑے کے قابض ریاست ہوجاے تو گو ہمیشہ ایسا نہو مگر عمداً بڑے کی اولاد ہمیشہ کو اُس سے محروم ہو جاتی ہے اور بڑے کی اولاد کو عمداً چھوٹا بیٹے نہین لے سکتا

سردار یا جاگیردار

راجپوتانے کی ہر ایک ریاست مین تین چار درجے کے جاگیردار ہوتے ہین جن کو کسی فوجی کارگذاری یا رئیس کی رشتہ داری سے جاگیرین ملی ہین اول گروہ کی جاگیرین پچاس ہزار روپیہ سالانہ سے لاکھ یا اُس سے بھی زیادہ تک ہوتی ہین انکو سال بھر مین دسہرہ وغیرہ جشنون مین یا کسی خاص شادی وغیرہ کے موقع پر راجدھانی مین

حاضر ہونا پڑتا ہے میواڑ مین تین چار مہینے جیپور اور جودھپور مین سال تمام فوج کی معمولی جمعیت حاضر رکھنی پڑتی ہے پہلے زمانے مین یہ لوگ فوجی افسر مقرر کئے جاتے تھے جس کے ذریعہ سے عمدہ کارگزاری دکھلانے پر جاگیر انعام پاتے تھے اب جنگ و فساد کا کم اتفاق ہوتا ہے کسی بڑے معاملے مین صلاح لینے اور سرکاری عہدہ دارون کی پیشوائی کا کام انکے سپرد کیا جاتا ہے ان کی تعداد دس سے بیس تک ہوتی ہے جیسے اودیپور مین سولہ جیپور مین بارہ اور جودھپور مین آٹھ گنی جاتی ہے۔ اب کسی قدر تبدیلی سے ان مین کمی بیشی ہوگئی ہے کیونکہ ریاستین چاہتی ہین کہ انکی لاولدی مین جاگیرین خالصہ ہوجائین اور متبنی نرکھا جاے۔

پنڈت سکھدیو پرشاد جو جیپور مین مدار المہام ریاست تھے اُنھون نے وہان اس کارروائی کا اجرا کر کے کئی جاگیرین خالصے مین شامل کردین جب وہ اودیپور مین مدار المہامی کے عہدے پر آئے تو مین نے اپنی کتاب مذاہب الاسلام انکو بھیجی جسکے شکریے مین اُنھون نے مجھکو چٹھی لکھی اور جب ایکبار مہارانا فتح سنگھ جی کی دعوت کی تو مجھکو بھی مدعو کیا بعد اسکے اُنسے محبت پیدا ہوگئی مین نے ایک دن اُن سے ایک شیرازی معزز شخص شمشیر بیگ کی جاگیر کی ضبطی کے ذکر کے سلسلے مین کہا کہ اس کارروائی پر جاگیردارون نے اظہار ناراضی اور عذر ضرور کیا ہوگا جواب دیا کہ انکو اور افسران گورنمنٹ کو سمجھا دیا گیا کہ جاگیر صرف جاگیردار اور اُسکی اولاد کی شان اور مراتب قائم رہنے کے لیے دی جاتی تھی اس سے یہ مقصود نہین ہوتا تھا کہ ہمیشہ کیلیے ریاست سے اسقدر رقم کا علحدہ رہے پس جبکہ جاگیردار کی صلبی اولاد باقی نرہے تو جاگیر کا دوسرے کی طرف منتقل ہونا نامناسب تھا۔

میرے نزدیک یہ جواب باصواب نہین کیونکہ اسطرح تو گورنمنٹ انگریزی بھی ریاستون کی نسبت کہہ سکتی ہے کہ صلبی اولاد نہونے کی صورت مین ریاست پر غیر شخص کو متبنی کرنا ضرور نہین۔ چنانچہ سرکار کمپنی کے عہد مین گورنر جنرل ڈلہوزی نے اس عذر پر کئی ریاستون کو سرکاری خالصے سے ملحق کرلیا تھا جس قاعدے کو لارڈ کیننگ نے غدر کے بعد منسوخ کیا۔

ان تینون اول درجے کی ریاستون کے سوا لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیرین کسی اور جگہ نہین ہین صرف کوٹے کے راج مین اس قسم کے دو تین سردار ہین۔ ایک درمیانی یا منجھلا درجہ اس قسم کے سردارون کا ہوتا ہے جو رئیس کے اہل خاندان ہونے کے سبب خاص عزت رکھتا ہے اور جنکو بابا اور مہاراج خطاب سے پکارا جاتا ہے انکی جاگیرین بیس ہزار سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک ہوتی ہین اور انکی تعداد مین بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ رئیس کے لاولد گذر جانے کی صورت مین جو ان مین سے قریب رشتہ دار اور مناسب معلوم ہوتا ہے بڑے درجے کے سردار و اہلکار لوگون کی صلاح اور سرکار انگریزی کی منشا سے والی ریاست کا جانشین بنایا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ دس ہزار سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ تک جاگیرین پاتا ہے بعض وقت انہین سے بھی رئیس کے صلاح کار اور ملکی یا فوجی عہدہ دار بن جاتے ہین یہ پہلے گروہ کی بہ نسبت صدر مین زیادہ حاضری دیتے ہین اور انکی تعداد چالیس پچاس تک ہوتی ہے۔

تیسرے درجے کے جاگیردارون کی زمین پانچ ہزار روپیہ سالانہ یا اس سے کم گذر کے لائق ہوتی ہو یہ اکثر ریاست کے علاقہ تو نہین حاکمون کے پاس بطور مددگار فوج کے حاضر رہتے ہین اور کسی ضرورت پر ہمدرمین بھی طلب کئے جاتے ہین جہان اُن سے کوئی حضوری نوکری لی جاتی ہے۔ یا کسی دوسرے سردار وغیرہ کا فساد روکنے کو انھین ریاست کی فوج کے شامل بھیجا جاتا ہے ان کا شمار بڑی ریاستون مین کئی سو تک ہوتا ہے۔

یہ سب جاگیردار ریاست کو معمولی خراج اور ضرورت کے وقت معمولی امداد دیتے ہین بڑا قصور یا فساد کرنے کی سزا مین جاگیر تغیر یا کر کسی دوسرے رشتہ دار کو دی جاتی ہے اور کوئی حق دار نہ ہونے کی حالت مین خالصہ ریاست کے شامل کی جاتی ہے۔

سردارون کے سوا دوسری قسم مین خیرات یعنی مندر۔ برہمنون اور پجاریون وغیرہ کی جاگیرین سمجھی جاتی ہین جن سے اکثر محصولات معاف ہین۔ تیسری قسم مین اہلکارونکی جاگیرین گنی جاتی ہین جن کی آمدنی دس یا بیس ہزار سالانہ سے زیادہ نہین ہوتین ان جاگیرون کے عوض بعض جگہ حاضری و ملکی کام لیا جاتا ہو اور بڑے قصور پر معافی سے ضبط کر لی جاتی ہین۔

نوٹ بڑے بڑے جاگیردارون سے بہت دفعہ ریاستون کو بجائے فائدے کے نقصان پہونچتا رہا ہے کیونکہ صرف دشمن کے مقابلے مین جاگیردار ریاستون کے مددگار پائے گئے ہین لیکن وہ خود اپنے معاملات مین ریاستون کا زیادہ دباؤ پسند نہین کرتے۔ اس طرح آپس کی رنجش اور فساد مین جو خرابیان اور نقصان ظاہر ہوتے ہین انسے باہر کے دشمنون کو فائدہ اٹھانے کا خوب موقع مل جاتا ہے۔ سردارون کو سزا سرکشی دینے کی ریاست کو قوت نہین اس علم سے اُنکے غرور و تمرد و لاپروائی مین اضافہ ہوتا ہے بعض سردار سارقون کو پناہ دیتے ہین اور مال مسروقہ مین سے حصہ لیتے ہین ہر ایک جاگیردار اپنے علاقے کا حاکم مطلق ہے اور فوجداری و دیوانی مین اختیارات کلی استعمال کرتا ہے۔

راجپوتانے کی وجہ تسمیہ

سوا چھ لاکھ راجپوتونکی بستی اور زیادہ تر راجپوتون ہی کی بڑی بڑی ریاستون کے مجموعے کے سبب سے یہ خطہ راجپوتانہ مشہور ہے بعض کتابون مین ہندی کا لفظ رائے تھانہ لکھا ہے اس ملک کا نام زبان مروجہ مین رجواڑہ ہے لیکن درحقیقت یہ لفظ صحیح راجستھان ہے یعنی راجاؤن کا ملک انگریزون نے اس کو بگاڑ کر راجستان قرار دیا ہے۔

ملک ہندوستان کے مغرب مین یہ قطعہ ملک واقع ہے اس حصہ ملک مین بڑے بڑے اور معزز راج ہین یہان کے حکمران خاندان صدہا برس سے مسلسل یکے بعد دیگرے اپنی اپنی ریاست کا انتظام کرتے چلے آتے ہین۔

حدود راجپوتانہ کا

عجیب اتفاق ہے کہ اس ملک کے طرفین یعنی مشرق و مغرب مین سندھ نامی ندیان واقع ہین مغربی سندھ

تو جس کو قریب پشاور مین اٹک کہتے ہین اور ملک سندھ مین ہوکر گذری ہی مشہور و معروف ہے مگر مشرق مین بھی ایک سندھ ندی ہے کہ مالوے مین سرونج سے بارہ میل جنوب مغرب مین پہاڑون مین سے نکلکر بجانب شمال نرور اور بعد ازان شمال مشرقی سمت مین سرحد بندیلکھنڈ و گوالیار تک روان ہوکر بعد طے ۲۶۰ میل جمنا مین شامل ہوئی ہے۔ اس مشرقی سندھ سے مشرق کیطرف کے ہندو لیس غیر قوم اور اس وجہ سے راجستان سے خارج سمجھے جاتے ہین۔

پس راجپوتانہ جسکی تعریف اوپر کی گئی خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۵ دقیقہ اور ۳۰ درجہ اور خطوط طول بلد شرقی ۶۹ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۸ درجہ ۱۵ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اُسکے شمال مین ہٹیانہ وہریانہ درہتک و گرگانوہ کے اضلاع انگریزی واقع مین مشرق مین گرگانوہ متھرا اور آگرہ کے اضلاع انگریزی اور راج گوالیار جنوب مین علاقہ جات مہاراجگان سیندھیا و ہلکر و گائیکواڑ وجاورہ و اضلاع انگریزی متعلقہ احاطہ بمبئی مغرب مین سندھ اور مغرب شمال مین ریاست بہاولپور اور ملک ہٹیانہ واقع ہین۔ راجپوتانے کا طول زیادہ سے زیادہ جیسلمیر کی مغربی حدود سے دھولپور کی مشرقی حد تک پانسو میل عرض ریاست بیکانیر کے شمالی سرے سے بانسواڑے کی جنوبی حد تک چار سو نوے میل کے قریب ہے۔ رقبہ ایک لاکھ اٹھائیس ہزار نو سو ستاسی میل مربع۔ آبادی ایک کروڑ کے قریب ہے۔

جغرافیہ راجپوتانہ

ایسے کثیر الرقبہ ملک کی قدرتی ہیئت اور کیفیت کا مختلف ہونا لازمی ہے اور واقعی یہ حال ہے کہ اُس کے ایک حصے کی صورت حال دوسرے سے بالکل مطابق نہین مثلاً جس شخص نے جنوب مشرق ممالک میواڑ و ہاڑوتی کی زرخیز اور چکنی سیاہ زمین کو دیکھا ہے وہ شمال مغرب کے ویران وحشت انگیز ریگستان کو پسند نہین کر سکتا اور اسیطرح جسنے جنوب مغربی کوہستان کی سیر کی ہے وہ مشرقی سیر حاصل و آبادان اضلاع کو اُن سے مشابہ نہین کر سکتا۔ باعتبار قدرتی اوضاع و اطوار کے راجپوتانے کو علیحدہ قسمون مین تقسیم کیا جائے تو کل ممالک کو جو کوہ اراولی سے شمال اور شمال مغرب مین واقع ہین اور اُنکا مربع قریب ستر ہزار میل ہے اور مارواڑ و بیکانیر و جیسلمیر و شیخاواٹی اُن مین داخل ہین ایک قسمت مین شمار کئے جائینگے البتہ اس مین بھی بعض جا بجا خطہ جات سیراب ہین مگر علے العموم کل ملک ویران بیابان ہے کہ جا بجا ریت کے ٹیلے اور کہین کہین پہاڑیان ہین اور جون جون مغرب کی طرف بڑھتے جائین یہ ویرانی زیادہ نمایان ہوتی ہے اس ریگستان و مالوہ و ہاڑوتی کی ہموار زمین کے درمیان کوہ اراولی واقع ہے اُسکے اجزاے مسلسل پھیل کر ریت کو مشرق کیطرف بڑھنے نہین دیتے اور جہان یہ پہاڑی ہے اُن کو ہستانی مٹی ہے اودیپور کا جزو اعظم اور بانسواڑہ و ڈونگرپور و پرتاب گڑھ کی ریاستین اس قسمت مین داخل ہین یہ حصہ اگرچہ کوہستان ہے مگر قطعات اراضی جو ان پہاڑون کے درمیان واقع ہین چکنی سیاہ مٹی کے ہین اور اُنمین روئی افیم نیشکر اور گیہون اجناس اعلے پیدا ہوتی ہین۔ ہاڑوتی کی ریاستون مین کہ جنوب مشرقی قسمت ہے پہاڑ اور میدان عنقریب برابر ہین اور میواڑ کے پہاڑون کے مقابلے مین پہاڑ

کم بلند ہین تاہم انسے آمد و رفت کی راہ بند ہے ہاڑوتی خوشنما ملک ہے اُسمین سرسبزی بہت ہے اور زمین
اُسکی اول قسم کی ہی۔ مشرقی اور متوسط حصے مین غلہ بکثرت پیدا ہوتا ہے شمال مین الور کے قریب اور جنوب مین قرولی
کے گرد و نواح کی زمین پہاڑون سے گھری ہوئی ہے مگر درمیان مین بہت کشادہ و خوشنما پہاڑ ہین اور زمین نرم
ممالک متحدہ کی زمین سے بہت مشابہ ہے۔ اس طرف کی آبادی بحساب مربع میل دیگر حصص کی آبادی سے
بہت زیادہ ہے۔

قلعجات

ملک کے ہر حصے مین قلعے بنے ہوے ہین بعض چھوٹی چھوٹی متفرق پہاڑیون پر ہین بعض بڑے مسلسل پہاڑون پر
ہے اور بعض صرف زمین پر۔ زمانۂ سلف کی ان یادگارون سے ملک کی تاریخ صاف نمایان ہے عنقریب ہر گانون
مین جو کسیقدر بڑا سمجھا جاتا ہے چھوٹا یا بڑا قلعہ موجود ہے اور ہر ایک مین توپ و سامان جنگ رہتا ہے۔ ان قلعون
مین سے اکثر غیر ممکن التسخیر سمجھے جاتے تھے اور افواج ایشیائی کے مقابلے مین واقعی وہ ایسے ہی تھے مشہور تر
قلعون مین رنتھنبور۔ جالور۔ گاگرون۔ شیرگڑھ۔ شاہ آباد۔ کونبل گڑھ۔ چتوڑگڑھ۔ تاراگڑھ جیسلمیر۔ ہنومان گڑھ۔
بیانا۔ آمیر۔ گوگر۔ جیسلمیر۔ اور بھرت پور ہین۔ اور ابتک وہان کے لوگون کو اسقدر احتیاط ہے کہ پردیسی
آدمی کو قلعے کے اندر بہت پس و پیش سے جانے دیتے ہین۔

راجپوتانے کے پہاڑ اور زمینونکی کیفیت

اس ملک مین بڑا پہاڑ اراولی یا ارولی ہے یہ پہاڑ کہ جنوب مغرب مین حدود سروہی و میواڑ سے شمال
مشرق مین اجمیر سے بیس میل تک پھیلا ہوا ہے راجپوتانے کو دو غیر مساوی حصون مین منقسم کرتا ہے
اور درمیان مغربی بے برگ ریگستان اور مشرقی و جنوبی زرخیز و سیراب سرزمین کی قدرتی حد ہے جنوبی سمت
مین وہ کئی شاخون سے مشرق کی طرف پھیلا ہے اور چھوٹی چھوٹی پہاڑیون سے مسلسل ہو کر بندھیاچل سے
جا ملا ہے اور شمال مین اجمیر سے آگے پست ہو گیا ہے اور علیحدہ علیحدہ حصون واقع شیخاواٹی و راج الور مین
متفرق ہو کر لب دریاے جمنا دہلی کے قریب ختم ہوا ہے۔
اراولی کا آغاز عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۴ درجہ قرب و جوار چمپانیر سے سمجھا تا ہے اور
انجام عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۵ درجہ پر متصور ہوتا ہے اجمیر سے جنوب مین یہ پہاڑ
اقسام درختون سے ملبوس ہے۔ اسمین خونخوار حیوانات مثل شیر۔ تیندوا اور ریچھ وغیرہ اور انسان کہ وحشت
و خونخواری مین حیوانات سے کم نہین ہین پناہ پذیر رہتے ہین انھین پہاڑون مین بھیل و گراسیہ رہتے ہین
انکی جھونپڑیان گھاونین جراگاہون کے قریب متفرق محفوظ مقامات پر بنی ہوئی ہین۔ ریاست سروہی مین
اراولی پہاڑ زیادہ ارتفاع پاکر کوہ آبو کے نام سے مشہور ہوا ہے ابو الفضل لکھتا ہے کہ اصلی نام آبو کا
اربدا چل بفتح الف و سکون راء مہملہ و ضم باے موحدہ و فتح دال مہملہ و سکون الف دوم و فتح الف سوم

دجیم فارسی و مکسور لام ہے بولتے بولتے آبو کہنے لگے ار بدا ایک روحانی کا نام ہے جو عورتون کے لباس مین گمراہون کو ہدایت کرتا تھا اور اچل پہاڑ کے معنے مین ہے اُسکی بودوباش کی نسبت سے یہ نام پایا اس پہاڑ کے دامن کا محیط اڑتالیس میل متصور ہے۔ برترین مقام جسکو گرو شِکھر کہتے ہین سطح سمندر سے ٥٨٠٠ فٹ بلند ہے باانہمہ کہ اس بلند پہاڑ کا ہمسر اس کل سلسلے مین نہین ہے تاہم بعض مقامات اُسکے صرف ٢٥٠٠ فٹ کی بلندی کو پہونچے ہین۔ کرنل ٹاڈ نے اس گرو شکھر کو ہندوستان کا اعلےٰ ترین مقام لکھا ہے اور اُسکی بلندی کوہ اراولی سے پندرہ سو فٹ زیادہ قرار دی ہے مگر کوہ آبو اراولی سے بالکل ملا ہوا نہین ہے اُس کے اور اراولی کے درمیان شمال مین پست پہاڑیان واقع ہین اور مشرق مین رُو بنُپرنے کا میدان عظیم ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین یہ پہاڑ متفرق شکھرون اور پہاڑون کا سلسلہ تھا مابعد حرکت آب و ہوا سے سنگریزون سے بھر گیا ہے کیونکہ کنوین کھودے جاتے ہین تو اُن مین چکنی مٹی اور ریتہ متواتر تہون مین نکلتا ہے۔ زیادہ تر پہاڑ مین سنگ خارا ہے مغرب کیطرف کوہ اراولی سروہی و اجمیر کے درمیان ناقابل گذر نظر آتا ہے میواڑ کی طرف اُسکی بلندی عمودوار ہے مشرق کی طرف سے ایسا نہین ہے ان پہاڑون مین درے بہت کم ہین اور جو ہین وہ سب دشوار گذار ہین۔ بڑ اور ایڈ کے درمیان کہ ڈھائی سو میل کا فاصلہ ہے صرف دیسوری گھاٹے مین ہو کر ایک سڑک ہے جسپر گاڑیان چل سکتی ہین اور یہ بھی اب تیار ہوئی ہے کیونکہ ٹاڈ نے تو یہ لکھا ہے کہ اجمیر سے ایڈر تک گاڑی کا راستہ بالکل نہین ہے اسوجہ سے کوہ اراولی اسم بامسمّے ہے جا ہے جیسا مضبوط توپخانہ ہو اُس کو مغربی اُتار سے بچ کر شمالی کیطرف پھرنا پڑے گا اراولی کی بلندی بہت بڑی ہے جنوب مغرب مین ہے لیکن یہ پہاڑیان بصورت سطح پھیلی ہوئی ہین یہ میدان سے تین سو فٹ بلند ہے اور قرب و جوار کی چوٹیان پانچ سو فٹ سے زیادہ بلند ہین اراولی اور کوہ آبو کی ساخت قریب قریب ایک وضع کی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ جنوب مشرق اراولی مین پھر بھٹ اور ردّڑا زیادہ ملتا ہے اور کانکرولی مین سفید سنگ مرمر ملتا ہے۔ گھاٹے راؤ سے پانچ میل پر بھی ایک ناہموار سفید سنگ مرمر کی کان ہے سیلنبل سے اودے پور تک سلسلہ اراولی کہین بیس میل اور کہین تین میل عریض ہے اور گھاٹے کے قریب بیاور تک یہی عرض چلا گیا ہے مگر ٹاڈ صاحب نے پہاڑ واقع درمیان کومل میر و اجمیر کو کہ بوجہ آبادی قوم میر کے میرواڑہ کہلاتا ہے چھ میل سے پندرہ میل تک عریض لکھا ہے اور یہ بھی کہ اُس مین ڈیڑھ سو دیہات و جنگلجات نالون اور گھاٹون مین آباد ہین پانی و چراگاہ بافراط ہین اور زراعت بھی بقدر ضرورت ملک کافی ہے مگر محنت سے ہوتی ہے۔ بیاور کے قریب کوہ اراولی دو علیحدہ سلسلون مین منقسم ہو گیا ہے جنوبی تو مشرق کیطرف پھیل کر مسودہ و نصیر آباد سے جبیدہ کو چلا گیا ہے اور شمالی اجمیر کے شمال مین بشکل متفرق پہاڑیون کے کشن گڑھ و سانبھر کیطرف گیا ہے۔ اراولی کے حصے میں تاراگڑھ کی بلندی ٢٧٠٠ فٹ ہے اور ناگ پہاڑ جسکے دامن مین شہر اجمیر آباد ہے اور اُسکے اوپر تاراگڑھ کا قلعہ ہے اسکی بلندی سطح سمندر سے ٣٠٠٠ فٹ ہے سیلنبل سے فروتر کوہ اراولی جنوب کی طرف رجوع ہوا ہے اور میواڑ و ڈونگرپور کے پہاڑون سے مل گیا ہے اور پھر بتدریج جنوب کی طرف گذر کر کوہ بندھیاچل سے کہ ہندوستان و دکن کی سرحد ہے

چمپانیر کے قریب ملگیا ہے اگرچہ اراولی کی بلندی شمال کی طرف بھی زیادہ ہے مگر ٹناواڑہ۔ڈونگرپور اور ایڈر واقع جنوب سے ابنا بھوانی اور اودیپور تک بھی بہت بلند ہے۔اس نواح مین مالوے کی سب ندیان شمالی سمت مین روان ہوکر اور پیچ و تاب کھاکر چمبل مین شامل ہوتی ہین۔کوہ اراولی سے جنوب مشرق کی زمین شمال مشرق کی زمین سے زیادہ سیلاب اور زیادہ ارتفاع کی ہے اس نواح کے پہاڑ جنہین میواڑ۔ بانسواڑہ۔ ڈونگرپور اور پرتاب گڑھ کے پہاڑ داخل ہین جنوب مشرقی سمت اراولی سے مشابہ ہین۔جنوب بیندر واڑ واقع میواڑ سے پست پہاڑون کے درمیان تالاب ڈھیبر تک راستہ ہے۔

ریشہ یات یعنی میواڑ کی ہموار زمین کو دیکھا جائے تو اُسکی ندیان دامن اراولی سے نکل کر بیرس اور بناس مین شامل ہوتی ہین اور پتار یعنی پہاڑی سطح وسط ہند کے سبب سے چنبل مین شامل نہو سکی ہین۔

پنچار

اضلاع واقع مغرب ہند بیرس مین پہاڑ بالکل جنوبی حصص اراولی کے مشابہ ہین مگر مشرق کی طرف پہاڑ کی شکل بالکل مختلف ہے اور تین علیحدہ سلسلون سے مشرق سے مغرب کیطرف پھیلے ہوے ہین ہر ایک سلسلے کے ارتفاع مین فرق بہت کم ہے بعض مقامات پر بالکل عمود وار ہین اور نالون سے بکثرت متقاطع ہین یہ پہاڑ چتوڑ سے مشرق کی طرف مہاراجہ سیندھیا کے ممالک جاؤد اور نیمچ اور ایک علیحدہ ضلع راج میواڑ اور ہلکر کے پرگنات رام پورہ و بھان پورہ و ملندرہ وگاگرون علاقہ کوٹہ مین ہوکر کالی سندھ ندی تک پھیلے ہوے ہین چتوڑ کے قریب پہاڑی سطح پر چڑھکر رتن گڑھ و سنگولی و کوٹہ کو کہ صرف وہی ایک قابل گذر راستہ ہے دیکھا جائے تو تین قطعے نظر آئینگے اور چنبل پار کو نظر ڈالنے پر ہاڑوتی کی سرحد مشرقی کہ قلعہ شاہ آباد سے محفوظ ہے دکھائی دیگی۔ان تین قلعون کی یہ تفصیل ہو آبو سے کوٹہ تک لب دریاے ابتیوہ۔ایک طرف اور دوسری طرف آبو سے چمبل تک اور تیسری طرف چمبل سے بتیوہ تک اُنکے وسط مین کوٹہ پر بتیوہ ندی سطح آب سمندر سے ایک ہزار فٹ برتر اور اودیپور کے قہر دگھاٹہ سے ایک ہزار فٹ پست تر ہے اودیپور اور دامن کوہ آبو دونون باہم ہموار ہین اور دونون سطح آب بحر سے دو ہزار فٹ بلند ہین یہ خط کہ خط سرطان سے بہت قریب ہے طول مین صرف چھ درجہ جغرافیہ کی برابر ہے تاہم اس مختصر عرصے مین باشندگان و پیداوار ملک مین بہت اختلاف ہے۔

وسط پہاڑ پر سے دیکھنے پر پہاڑیون کے سر و بنہ صدہا قلعون کی اور درمیان مین ندی نالون کے بہنے کی عجیب کیفیت نظر آتی ہے۔میواڑ کی سرزمین نہایت زرخیز ہے اور وہ ریتہ جو شمال اراولی مین بکثرت ہے اس ملک مین کہین نہین ملتا۔متفرق پہاڑون کے گرد دور دور تک پہاڑی زمین ہے اور سنگریزے اس قدر ہین کہ اُنکے سبب سے زراعت نہین ہوتی ہے کوٹے اور ہر ندی کے پہاڑون کے جانبین کی زمین البتہ عمدہ و سیر حاصل ہے۔

اب ملک پتار یعنی پہاڑی سطح سرزمین وسط ہند پر غور کرنی چاہیے۔کوہ بندھیاچل جنوب مین اور اراولی مغرب مین ہونے سے اُسکی حدود جنوبی واضح ہین اب ملک مین مانڈل گڑھ سے براہ چتوڑ۔ دجادو۔ دوانولی

وگھاٹہ مکندرہ ۔ وگاگرون جہان کالی سندھ اپکلیرہ اور سیرگو اسکے تنگ راستے ورام پورہ وبھان پورہ ۔ میں ہوکر گذرتی ہے اور پاربتی بوجہ کم ارتفاع مالوے سے ہاڑوتی میں آئی ہے اور پھر راگھوگڑھ وشاہ آباد وغازی گڑھ وگسوانی وچاڈوتی کا دورہ کیا جائے اور پھر اُسی مقام پر براہ ڈبلانے وانند گڑھ ولاکھیرے ورنتھنبور وقرولی ودھولپور تک زمین کو دیکھا جائے تو اس ملک کے نشیب وفراز وناہمواری کا حال بخوبی معلوم ہوکر مغرب سے مشرق کی طرف کس قدر پستی ہے اور چمبل ندی پہاڑی زمین میں کس پیچ وتاب وزور وشور سے گذرتی ہے اس ملک کے شمال مشرق میں لال سوٹ علاقہ جیپور سے لیکر ہنڈون ہوکر دبیانہ وروپواس واقع راج بھرتپور تک سرخ وسفید مٹیوں کے پتھر کا پہاڑ ہے اس سے شمال میں ریتے کی زمین ہے چنانچہ ایسی ہی زمین پر شہر جیپور واقع ہے ۔ بیانہ وہنڈون سے قرولی بھی بذریعہ اسی قسم پہاڑ کے علیحدہ ہوتی ہے مگر اُسکی زمین قرب وجوار کی زمین سے غیر مشابہ نہیں ہے ۔ بعض مقامات پر جہان کشادہ ہے زراعت بکثرت ہوتی ہے مگر بعض جا پہاڑی ہونیکی وجہسے زراعت نہین ہوتی ہے ۔

اراولی کے نہایت جنوبی حصے واقع سروہی ومیواڑ کے شمال مین متفرق سنگ خارا کے پہاڑ ہین ان پہاڑون کے قریب تو زمین سیراب ہے مگر فاصلہ دراز پر بتدریج علے الخصوص شمال کی طرف چھوڑ ہوتی گئی ہے یہ پہاڑ لونی ندی تک شمال مغربی سمت مین واقع ہین اور اُن کا ارتفاع آٹھ سو سے گیارہ سو فٹ تک ہے اکثر کی ساخت نہایت عجیب اور آتشی پہاڑون سے بہت مشابہ ہے ۔

راجپوتانے کے اور پہاڑ جو حصص اراولی عین سمجھے جاتے یہ ہین ۔

اول وہ جسپر جودھپور شہر آباد ہے ۔

دوم بوندی اور اندر گڑھ کے پہاڑ کہ مثل جزیرہ ہموار سطح پر واقع ہین ۔

سوم کومکندرہ جسکا درہ واقع ہاڑوتی کرنل مونسن کی بازگشت سے نامور ہوا ہے ۔

چہارم راج محل کا پہاڑ واقع جیپور وٹونک جسکے درمیان سے بناس ندی گذری ہے ۔

پنجم الور وقرولی کے پہاڑ ۔

ششم میواڑ ۔ ڈونگرپور اور پرتاب گڑھ کی کوہستانی زمین ۔

اراولی کے سلسلے جو راجپوتانے مین پھیلے ہوئے ہین ہر جگہ اُنکے نام علیحدہ علیحدہ مقرر ہوگئے ہین یہ سلسلے اجمیر مین تاراگڑھ اور مدار پہاڑ اور ناگ پہاڑ مارواڑ مین آڈولو اور سوندا اور بیانجہ اور دھومڑا ۔ اور بٹرل سروہی مین آبو مال او دیپور مین کومل گڑھ (گوگونڈا) اور جرگا بانسواڑہ مین مداریہ اور جگیر کوٹہ مین مکندہ کشن گڑھ مین برائی اور موڈا جنیپور مین ناہر گڑھ اور بیراٹھ اور سنگھانا اور جبلو پاٹن الور مین راج گڑھ اور رکانک بار کی بھرت پور مین ڈانگ اور کالا پہاڑ اور سدھ گر کے نام سے مشہور ہین ۔

راجپوتانے مین ایسی کوئی ریاست نہین ہے جسمین کوئی پہاڑ نہو لیکن بیکانیر اور جیسلمیر مین پہاڑ برائے نام ہین

کوہ آبو

یہ پہاڑ سروہی سے دس کوس پچھم کی طرف سطح سمندر سے پانچہزار اور بقولے پانچہزار آٹھ سو فٹ بلند راجپوتانے کے تمام پہاڑون سے اونچا ہے اس کی چڑھائی قریب تین کوس کے شمار کیجاتی ہے اس کے اوپر عجیب قدرتی نظارہ ہے کہ جس سے دلکو ایک بے نظیر خوشی اور تازگی حاصل ہوتی ہے جا بجا سر سبز اور شاداب درخت قسم قسم کے خودرو خوشبودار پھول اور صاف شفاف پانی کے چشمے نظر آتے ہین ہوا ہمیشہ تازہ اور ٹھنڈی چلتی رہتی ہے یہانتک کہ گرمیونمین بھی گرم ہوا یا لو کبھی نہین چلتی۔ اس پہاڑ مین کیوڑہ اور کیتکی اور گلاب کے جنگل ہین۔ چمپا۔ چمبیلی اور سیوتی بکثرت پھولتی ہے۔ دیلواڑہ مین جین دھرم کے کئی مندر بہت خوبصورت اور قیمتی بنے ہوئے ہین جنکی نقاشی اور نازک سنگتراشی اپنا نظیر نہین رکھتی۔ ان مندرون کے بیل بوٹون اور تصویرونکی تراش و خراش مین سنگتراشون نے اپنی صناعی کی خوب خوب جوہر نمائیان کی ہین خصوصاً عورتونکے ناز و ادا نوک پلک بانکپن اور سینون کے ابھار ظاہر کرنے مین تو کاریگرون نے وہ اعجاز دکھلایا ہے کہ جسکا کلمہ بڑے بڑے نازک خیال بصر اور دشوار پسند اہل دانش و بینش پڑھتے ہین ازانجملہ نیم ناتھ کے مندر مین ایک ایک طاق اور چھت کے گوشونمین وہ وہ نازک اور باریک سنگتراشی اور نقش کاری کی گئی ہے کہ اسکی تعریف کرنے کے لیے بڑے بڑے طلیق اللسان اور فصیح الزبان شاعرونکو الفاظ اور استعارے نہین ملتے۔ یہ مندر گجرات کے دولتمند ساہوکارون کے بنائے ہوئے ہین۔

ان مین جو مندر آدھ ناتھ کا ہے اُس کو سمبت ۱۰۸۸ مین بمل ساہ نے بنوایا تھا اور سمبت ۱۳۷۹ مین اسکی مرمت ہوئی تھی۔ اس مندر کی سبھا منڈپ مین خوب خوب کاریگری پتھرون کے گھودنے اور مورتون کے بنانے مین کی گئی ہے مگر نیم ناتھ کا مندر جسکو تیج پال اور بسنت پال نے جو انہل پور پاٹن کے راجہ بیر دھول باگیلہ کے وزیر بھی تھے سمبت ۱۲۸۷ سے سمبت ۱۲۹۳ تک بنایا ہے قیمت اور صناعی مین سب سے بڑھکر ہے اس کی تیاری مین ۸ کرور روپیہ علاوہ چھپن لاکھ خرچ صفائی زمین کے صرف ہوا تھا اور سبب یہ ہے کہ سفید سنگ مرمر جو کثرت سے یہان کام مین آیا ہے اُسکی کھان مطلق اس پہاڑ مین نہین ہے اور وہ غالباً دور و دراز مقامات سے بصرف کثیر یہان آیا ہوگا۔ ان مندرون کے سوا رکھب دیو سوامی اور پارسناتھ کے مندر بھی اچھی کاریگری کے ہین مگر کام اُنکا سادہ ہے۔

اس پہاڑ پر بہت سے آثار قدیم اور تاریخی نشانات بھی موجود ہین ان یادگارون مین سب سے قدیم یادگارین پرمار راجون کی ہین جو اس پہاڑ کو اپنا مولد و مسکن سمجھ کر یہان مرنا یا اُسکے واسطے مرنا پسند کرتے تھے۔ اُسکے بعد سولنکیون کو اپنی یادگار چھوڑنے کا موقع ملا۔ پھر چوہان آئے اور میواڑ کے سیسودیون نے بھی اپنی یادگارین قائم کین۔

بوجہ بود و باش اجلیش کے آبو پہاڑون کا گرو سمجھا جاتا ہے اُس پر ایک روز برت کرنے سے انسان کے

کل گناہ معاف ہوجاتے ہین اور ایک سال وہان رہنے سے نوع بشر کا گرو ہو جاتا ہے۔
ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ موسم گرما و برسات مین یہان رہتا ہے۔ کوہ آبو عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۴۵ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۴۹ دقیقہ پر واقع ہے۔ اس پہاڑ کا اصلی نام اَرْبُدْھ ہے۔

راجپوتانے کا ریگستان

اراولی کے مغرب کا ملک تھل کا ٹیلہ ہے اُس بے آب سرزمین مین نہایت دلچسپ شے لونی ندی ہے کہ کوہ اراولی سے مغرب مین گر کر کتنی ہی شاخون سے ریاست جودھپور کے عمدہ قطعات کی آب پاشی کرتی ہے اُسکے کنارے پرسے مارواڑ کا وسیع ریگستانی ملک جسکا اصلی نام مُرُسْتھل ہے صاف نظر آتا ہے۔ مرستھل سنسکرت کا لفظ ہے جسکے لفظی معنے ریگستان کی سرزمین ہین مُرریت کو کہتے ہین اور استھل جگہ کے معنے مین ہے اور تھل اسکا مخفف ہے۔ اصطلاح مین تھل اُسکو کہتے ہین جو برعکس سرسبز اراضی کے ہو ہرایک تھل کا نام جداگانہ ہے جیسے لونی کا تھل اور گوگا کا تھل وغیرہ مرستھل سے مراد موت کی سرزمین یعنی زمین بے آب ہے۔ ریگستان کے ٹیلون کو بھی تھل کہتے ہین۔ تمام مرستھل صحراے ہند مین واقع ہے جنوب مین لونی ندی کے کنارے سے اور مشرق مین سرحد شیخاواٹی سے ریگستان شروع ہوا ہے اور بیکانیر و جودھپور و جیسلمیر ریگستان مین ہین اور جسقدر مغرب کو بڑھتے ہین اُسی قدر ریت کثرت سے آتا ہے اور پہاڑ بہت کم ہین البتہ جیسلمیر کے شمال مین ایک پہاڑی گے پتھرون کا مشرق سے مغرب مین واقع ہے۔ جیسلمیر کے ہرطرف ریگستانی میدان ہے صرف وہی قطعہ جہان دار الحکومت ہے سیراب ہے وہان جو گیہون اور چاول پیدا ہوتے ہین۔ اصل مین اس ریگستان کی جگہ سمندر تھا جنوبی راجپوتانے کا پہاڑی سلسلہ جس سے اراولی پہاڑ اور میواڑ وغیرہ کی گھاٹیان مراد ہے زمین سے برآمد ہوا تو یہان کی زمین کے بلند ہو جانے سے شمال مغربی علاقے کا سمندر بحر ہند وغیرہ کی صورت مین تبدیل ہوگیا جسکا نشان تمام مرستھل اور سندھ کا ریگستان بتلاتا ہے۔ بقول کرنل جان ٹڑک اسی سمندر کا جو کھاری پانی بعض مقامات سانبھر وپچپھدرہ وغیرہ کی گھاٹیون مین باقی رہگیا وہی نمک بننے کا ذریعہ ہوا۔
اگرچہ کل ملک مارستھل کہلاتا ہے مگر اصل مین یہ نام اُسی ملک کا مقرر ہوگیا ہے جو راٹھوڑ راجپوتون کے تحت حکومت ہے اور مارواڑ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ جودھپور کے گرد کی زمین دلچسپ ہے مہاراجہ صاحب کا محل شہر کے اوپر واقع ہے گویا ریگ کے سمندر کے وسط مین ایک جزیرہ ہے اور پہاڑ کے پتھر اکثر مقام پر زینے کے ہم شکل ہین۔ بالوترہ واقع لب لونی ندی سے شمال و مغرب مین قطعات معروف بہ دھاٹ واُدْمرہ تھُرْمرہ اور مغربی حصۂ ملک جیسلمیر اور عریض مستطیل کہ درمیان جنوبی حدود داؤدپترہ اور بیکانیر کے واقع ہے بالکل ویران وبیابان ہے مگر ستلج سے کچھ کے رَن تک کہ طول مین پانسو میل اور عرض مین پچاس سے سو میل تک مختلف ہے جا بجا قطعات سیراب ملتے ہین اور وہان طرفین کے لوگ مویشی چراتے ہین۔ اس ملک مین پانی کے چشمے تیر۔ رار۔ پار۔ دور کہلاتے ہین اس ملک واقع ریاستہاے جودھپور وبیکانیر وجیسلمیر مین بجا ہے

شمال حدود بہاول پور تک ریت کے ٹیلے بہت بلند پہاڑ کے ہمشکل ہین انپر چھوٹی چھوٹی جھاڑیان ہین کہین کہین سیراب قطعات ہین اور کہین برسات کے بعد پایاب تالاب بھی ملتے ہین مگر علی العموم کل ملک مین پانی نایاب ہے ۔

سانبھر کی جھیل

راجپوتانے مین قدرتی جھیل صرف سانبھر کی ہے یہ جھیل جیپور و جودھپور کے علاقے مین خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۲ دقیقہ و ۲۷ درجہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۹ دقیقہ و ۷۵ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے مشرق و مغرب مین ۲۴ میل طول اور ۲ میل عرض اور قریب پچاس میل محیط ہے مگر یہ وسعت اُس کی موسم برسات کی ہے جب پانی کی شوریت کم ہو جاتی ہے گرمی کے موسم مین پانی بہت خشک ہو جاتا ہے اور نمک بکثرت جمتا ہے نمک دھوپ مین سکھا جاتا ہے تاکہ خشک و سخت ہو جائے ابتدا مین سرخی آمیز ہوتا ہے اخیر مین بہت صاف اور خوش ذائقہ ہو جاتا ہے اسکے جنوبی کنارے پر شہر سانبھر عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۵۳ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۱۳ دقیقہ پر واقع ہے ۔ اس جھیل مین نو لاکھ من سالانہ نمک پیدا ہوتا ہے شروع زمانے مین چوہانون اور پھر شیخاوتون کے قبضے مین سانبھر کی جھیل تھی ۔ اکبر کے عہد سے عالمگیر کے مرنے تک بادشاہی خالصے مین رہی اور شاہ عالم اول کے عہد مین جس نے جے پور و جودھپور کو تھوڑے عرصے کے لیے ضبط کر لیا تھا سوا ے جے سنگھ اور اجیت سنگھ نے اپنے ملکون کے ساتھ اس جھیل کو بھی دبا کر نصفا نصف بانٹ لیا شروع انیسوین صدی عیسوی مین نواب امیر خان نے اسپر اپنا تھانہ قائم کیا تھا جو سرکار انگریزی کا عہد نامہ ہونے کے بعد اُٹھا دیا گیا ۔ پھر دونون ریاستون کا اسپر مشترک قبضہ چلا آتا تھا لیکن اب سانبھر جھیل پر کئی برس سے سرکار انگریزی کا قبضہ و انتظام ہے جسکے منافع کے عوض ریاستون کو نقد روپیہ دیا جاتا ہے اسکے علاوہ اکثر ریاستون کو ہرجانے کی بابت زر نقد دینا گوارا کر کے سرکار نے تمام جگہ سے نمک بننے کی کارروائی موقوف کرا دی ہے

نمک کیاریون مین بنایا جاتا ہے جس مقام پر ڈیڑھ فٹ پانی ہوتا ہے وہان اتنی اونچی منڈیر بنائے ہین کہ کیچڑ خشک ہو کر جم جائے یہ منڈیر ہر طرف سے تین سو گز ہوتی ہے اور اسکی پشت پر چار پانچ انچ عریض جھاڑیون اور لکڑیون کا پشتہ لگایا جاتا ہے تاکہ ہوا اور لہرون سے منڈیرون کا پشتہ ٹوٹ کر دو بننے مین خلل واقع نہو اسکے اندر کیاریان بیس فٹ طول اور دس فٹ عرض کی بنائی جاتی ہین مگر انکی منڈیرین بڑے احاطے کے پشتے سے پست ہوتی ہین ۔ درخت فراش کی شاخین کیاریون مین ڈالی جاتی ہین جون جون پانی عمدہ صفا ہو کر دادار نمک ان شاخون پر جمتا جاتا ہے انکو صاف کر لیا جاتا ہے پھر جھیل مین سے تازہ پانی بھر دیا جاتا ہے اور جب تک موسم وفا کرتا ہے اسیطرح ہوتا رہتا ہے ایک دفعہ کے بنائے ہوئے احاطے اور کیاریان تین سال تک کام دیتی ہین پھر مرمت طلب ہو جاتی ہین غیر خالص نمک بھی جو زمین پر جم جاتا ہے فراہم کر لیا جاتا ہے مگر اُس کی قیمت نہین ہوتی ہے ۔

تالاب

شاید راجپوتانے کی عمدہ ترخوبیون مین مصنوعی تالاب ہین کہ اس ملک کے اکثر مقامات پر ملتے ہین میواڑ مین ڈھیبر کا تالاب سب سے زیادہ وسیع ہے مگر باعتبار صنعت راج نگر واقع میواڑ کا تالاب راج سمندر سب سے عمدہ ہے ڈھیبر کے بند کی دیوار طول مین دو میل سے کم نہین بڑے آثار و بلندی اور عمدہ مسالے سے تعمیر ہوئی ہے اور اسکے استحکام کے واسطے خام پشتہ ہے۔ بعض مقام پر اس دیوار کی بلندی چالیس فٹ ہے اور کنارے سنگین ہے اس تالاب کا رقبہ بارہ میل ہے اور عمق بھی بہت ہے الغرض یہ تالاب ہندوستان مین عمدہ چیزون مین سے ہے۔ اسکے سوا ریاست جودھپور مین کا ئلانہ اور ڈیڈوانہ سر ریاست جے پور مین بھیوار اور ٹونڈری رام گڑھ واکیشر کے تالاب ریاست بھرت پور مین موتی جھیل اور راتل بند ریاست بیکانیر مین چھاپر ریاست جیسلمیر مین کانوڑ اور گھایا مہار ریاست کشن گڑھ مین گوندولاب اجمیر کے علاقے مین پشکر اور بسیلا اور آنا ساگر ہین۔

نوٹ جہانگیر اپنے تزک مین لکھتا ہے کہ مجھ سے اجمیر مین لوگون نے کہا کہ پشکر تالاب کے عمق کی انتہا نہین مین نے معلوم کروایا تو اسکا عمق بارہ گز سے زیادہ نہ تھا اور دور ڈیڑھ کوس کا۔

ندیان

راجپوتانے مین سب سے بڑی ندی چمبل ہے کہ وسط ہند سے قلعہ ہنگلاج گڑھ کے قریب اس ملک مین داخل ہوئی ہے اس قلعہ مین مہاراجہ ہلکر اپنے معزز قیدیون کو رکھا کرتے تھے۔ کوٹہ اور بوندی کی ریاستون کو علیحدہ کرکے یہ ندی جیپور و قرولی و دھولپور و ممالک سیندھیا کے درمیان سرحدی خط بنی ہے تقریب چار کوٹہ مین چمبل ندی نہایت خوبصورتی سے بہتی ہے عمیق پانی کا عمیق چشمہ سرسبز و خوشنما بلند پہاڑون کے درمیان لہرین مارتا ہوا آہستہ آہستہ چلتا ہے اس ملک مین شکاری جانور بکثرت ہین اور کوٹے کا رئیس اس شکار پر بہت نازان ہے اور اپنے مہمانون کو دارالریاست سے ایک گولی کی مار کے فاصلے پر اسکی سیر دکھاتا ہے کیونکہ سبز درخت پہاڑون کے خوشگوار سایے مین شیر لب آب آپڑے رہتے ہین اور جب انکو آدمی جاکر جگاتا ہے تو کشتی کے سوار شکاری دریا مین سے باسانی مار لیتے ہین۔

چمبل کا مخرج مالوے مین عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۲۶ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۵۴ دقیقہ پر چھاونی مہو سے آٹھ نو میل جنوب مغرب مین ہے اور چھاونی مذکور سطح سمندر سے ۲۰۶۹ فٹ بلند ہے۔ اول شمال کو روان ہوئی ہے کوہ بندھیاچل کا سلسلہ جہان سے چمبل نکلی ہے جنبا والا کہلاتا ہے اگرچہ مالکم صاحب نے لکھا ہے کہ یہ مخرج برائے نام ہے وہان سے پانی ہمیشہ نہین نکلتا ہے اور موسم گرما مین اکثر دور تک خشک رہتی ہے شاید ایسا ہی ہو مگر پندرہ میل کے فاصلے پر سڑک مئو و دھار کے اجانہ منانہ کے گھاٹ پر ساٹھ فٹ عریض ہے اور تھوڑی بہت ہر موسم مین بہتی ہے اسی میل کے فاصلے پر اس مین جانب چپ سے ایک ندی جسکو چم بلہ یا چپلا کہتے ہین

شامل ہوئی ہے اور وہان سے دس میل پر اُس مین واگیجری ندی جنوب مغرب سے شامل ہوئی ہے وہان سے
پندرہ میل پر قصبۂ تال کے قریب شمال مغرب کی طرف روان ہوئی ہے وہان سے چھ میل پر اُس مین ایک
بڑی ندی ممؤ لالی شامل ہوئی ہے وہان سے ناگت واڑہ کے قلعہ کے گرد پھر کر دس میل تک جنوب مشرق
کو بہی ہے وہان سے پندرہ میل کے فاصلے پر سیپرہ نامی ندی جسکا خود چمبل کی برابر ہے جانب راست سے
اسمین شامل ہوئی ہے اتصال سیپرہ سے آٹھ میل پر اُسمین جانب راست سے چھوٹی کالی سندھ
شامل ہوئی ہے اس مقام سے چمبل شمال مغربی سمت مین بہتی ہے اور وہان سے بیس میل پر اس مین جانب
چپ سے سُو اور سارو دو ندیان ملتی ہین یہان سے شمال مشرق کی طرف رجوع ہوکر براستہ درہ مکندرہ
ہاڑوتی کی پست زمین مین داخل ہوئی ہے وہان نیچ اور مکندرہ کی سڑک کا گجرت گھاٹ ہے یہان سے چالیس میل
پر اور اصل مخرج سے دوسو تو میل پر پھیل کر بشکل جھیل ہوگئی ہے اور پھر اُسکے دوسرے کنارے سے پہاڑ مین تنگ
اور عمیق دھار ہوکر نکلی ہے کل جھیل کی سطح بجز اُس مقام کے جہان یہ دھار نشیب مین زور سے گرتی ہے ہموار رہتی
ہے یہان سے اُتار شروع ہوا ہے اور آئندہ متواتر زینے کی طرح اترتی جاتی ہے اور شور وغل بہت ہوتا ہے اور عرض
زیادہ ہوتا جاتا ہے آخرکار چار علیحدہ دھارین ہوگئی ہین۔ کچھ فاصلے پر چارون دھارین ایک غار مین جمع
ہوئی ہین اور وہان سے آگے ایک مقام پر صرف تین گز کے عرض مین بڑے زور اور عمق سے بہتی ہے اور چند سو گز
بڑھکر پانسو گز کا عرض ہوگیا ہے یہان سے پچاس میل کے فاصلے پر شہر کوٹہ کے نیچے چمبل بہت گہری ندی ہے کہ
ہر موسم مین اُسکا عبور بذریعہ کشتی ہوتا ہے۔ اور ہاتھی بھی تیر کر نکلتے ہین۔ وہان سے پچیس میل کے فاصلے
پر پارا فور گھاٹ پر اُسمین پایاب اُترتے ہین یہان تین سو گز کا عرض ہے اور کنارے بلند ہین پارا فور گھاٹ
سے دس میل پر اُسمین ایک بڑی ندی کالی سندھ ملی ہے اور ۳۵ میل بڑھکر پاربتی کہ کالی سندھ
کے متوازی ہے شامل ہوئی ہے اس اتصال سے بارہ میل پر چمبل کا رخ شمال سے مشرقی ہوگیا ہے اور بارہ میل
پر سب سے بڑی ندی بناس کا اُس سے اتصال ہوا ہے یہان سے ۴۵ میل پر سڑک گوالیار و نصیرآباد کا
گھاٹ ہے اور وہان سے ۵۵ میل پر دھولپور شہر کے نیچے جنوب مشرق مین گذری ہے اتصال بناس
سے چمبل دریاے عظیم ہوگئی ہے اور بہت کم مقامات پر پایاب ہے۔ دھولپور کے نیچے ہمیشہ کشتی مین
عبور ہوتا ہے۔ دھولپور سے ۴۵ میل بڑھکر جنوب مشرقی سمت مین روان ہوئی ہے اور وہان سے ۴۲ میل
آئندہ قرب و جوار گودہ راستہ گوالیار و اٹاوہ پر گھاٹ ہے مگر دسمبر مین ہاتھی و اونٹ پایاب اُترتے ہین
اس سے جنوب مشرقی سمت مین ۳۵ میل روان ہوکر جانب راست عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ
طول بلد مشرقی ۷۹ درجہ ۱۹ دقیقہ پر جمنا مین شامل ہوئی ہے چمبل کا طول ۵۷۰ میل بشکل نصف دائرہ ہے
اور مقام قریب مؤ سے ۴۵ میل فروتر اٹاوہ تک ۳۲۰ میل کا ہے پانی اس کثرت سے آتا ہے کہ اتصال جمنا
پر چمبل موسم بارش مین بارہ گھنٹے کے اندر سات آٹھ فٹ چڑھ جاتی ہے اس مین کشتی رانی کبھی نہین ہوتی

سبب یہ کہ فی میل ڈھائی فٹ کا ڈھال ہے اس وجہ سے پانی بہت زور سے جاتا ہے اور تہ زمین کی پہاڑی ناہموار ہے۔

سلطنت مغلیہ کے زمانے مین وقت درپیش جنگ وجدل فوج کی آمدورفت کیواسطے چمبل بڑی عمدہ روک سمجھی جاتی تھی اور بابر نے اُسکا متواتر ذکر کیا ہے۔

کالی سندھ

یہ ندی مالوہ مین بندھیاچل پہاڑ کے جنوبی سمت مین عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۳۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۲۲ دقیقہ پر نکلی ہے نوے میل شمال مین بہکر اُسمین لڈ کنڈہ ندی کہ وہ بھی بندھیاچل سے نکلی ہے شامل ہوئی ہے اور ساٹھ میل آگے بڑھکر آہو اور امجار ندیان اُسی طرف سے گاگرون کے قریب اُسمین ملی ہین اور ۳۵ میل آگے جانب راست سے پےوَج کا اتصال ہوا ہے اس طرح ۲۲۲ میل طے کرکے وہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۳۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۲۳ دقیقہ پر جانب راست سے چمبل مین شامل ہو گئی ہے بمقام گنڈ گنگ اس ندی کا اثناے راہ کوٹہ وساگر عبور ہوتا ہے اور وہان ۴۵۰ گز کا عرض ہے۔

ماہی

بندھیاچل پہاڑ کے مقام اُجھر اسے نکل کر پہلے مالوہ مین بہی ہے پھر بانسواڑہ - پرتاپ گڑھ اور ڈونگرپور کی سرحد پر بہتی ہوئی علاقہ ریوا ان کانٹا مین جا نکلی ہے اسکے کنارے گلیا کوٹ بڑا گانون ہے جہان داؤدیہ بوہرون کے ایک بزرگ کا مزار ہے۔

آہو

یہ مالوہ مین ایک چھوٹی سی ندی عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ایک دقیقہ پر نکلی ہے اور شمالی سمت مین روان ہوکر امجار سے شامل ہوکر گاگرون سے بجانب جپ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۹ دقیقہ پر کالی سندھ مین شامل ہوئی ہے اثناے راہ نصیرآباد وساگر بلواڑہ پر آہو کا پایاب عبور ہوتا ہے۔

امجار

یہ بھی چھوٹی ندی ہے کہ کوہ مکندرہ مین گھاٹہ سے بارہ میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۷ دقیقہ و طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۴۱ دقیقہ پر نکلی ہے پچیس میل شمال مشرقی سمت مین اور بعد ازان ۱۵ میل جنوب مشرقی سمت مین بہکر اور مکندرہ کے جنوب مغربی گھاٹہ سے گذر کر اتصال کالی سندھ سے بارہ میل برتر آہو مین شامل ہوئی ہے۔

پےوَج

مَور سُوکری اور گُرد لسے نکلی ہے اس کا نام جُمُرنی رُبی بھی ہے

بینچ

یہ ندی ملک مارواڑ مین عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۱۷ دقیقہ پر نکلکر اور مشرقی رخ سے ریاست بوندی مین گذر کر بعد طے ۱۰۰ میل کے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۳۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۲۵ دقیقہ پر چمبل مین شامل ہوئی ہے۔

پاربتی مغربی

چونکہ مالوہ مین بھی ایک پاربتی ندی ہے اسلئے اسکو پاربتی مغربی اور اُس کو پاربتی مشرقی کہتے ہین - بندھیاچل پہاڑ کے شمالی سمت سے قصبۂ آشٹھ کے جنوب مین بیس میل پر عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۵۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۴۳ دقیقہ مین نکلی ہے - کل ۲۲۰ میل طول ہین اول اسّی میل تک شمال مشرقی سمت مین اور بعد ازان مغربی سمت مین بہکر جانب راست سے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۴۰ دقیقہ پر چمبل مین شامل ہوئی ہے اس مین راستے مین اور بھی برساتی پانی شامل ہوتے ہین برسات مین ایسی چڑھتی ہو کیا پایاب بمشکل اترا جاتا ہے اور شاہ راہ کوٹہ و ساگر پر بمقام گلواس مخرج سے ڈیڑھ سو میل اُسکا پایاب عبور کرتے ہین وہان ڈیڑھ سو گز عریض ہے - یہان سے ساٹھ میل فروتر کلیان پورہ مین سڑک کوٹہ و کالپی کا اُس سے تقاطع ہوا ہے پاربتی کی دو شاخین ایک املاکھیڑہ سے اور دوسری دولت پورہ سے فروتر مین ملی ہین -

بناس مشرقی

چونکہ ایک بناس اور بھی ہے اسلیے اسے مشرقی اور اُسے مغربی بولتے ہین - بناس مشرقی کوہ اراولی کے سلسلے واقع میواڑ سے چھاؤ ساہ مرسے پانچ میل جنوب مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۴۷ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۸ دقیقہ پر نکلی ہے - اس ندی کی وجہ تسمیہ بن یعنی جنگل اور آس یعنی امید و سنسکرت کے لفظون سے اسطرح تبلاتے ہین کہ کوئی پارسا گڈریٔ اس ندی کے پانی مین برہنہ غسل کرتی تھی یکایک اُسنے دیکھا کہ کوئی مرد اُسکے حسن کو دیکھ رہا ہی اسپر امداد غیبی کی خواستگار ہو کر ندی مین غرق ہو گئی یہ ندی ملک میواڑ مین ایکسو بیس میل کے فاصلے تک بہتی ہے اور اُسمین جانب راست سے بیرس اور جانب چپ سے پوٹا سری شامل ہوئی ہے شمال مشرقی سمت مین بہتی ہی اور پھر جانب چپ سے اجمیر ندی اور چند نالے علاقہ جیپور کے اُسمین شامل ہوئے ہین - شہر ٹونک پر مخرج سے ۲۳۵ میل کے فاصلے پر اُسکا راستہ جنوب مشرق کو بدلا ہے پھر اُن پہاڑون سے جسمین قلعہ رنتھنبور ہے گذر کر بعد طے ۳۲۰ میل عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۵۰ دقیقہ پر چمبل مین شامل ہوئی ہے۔

بیرس یا بیرج

سلسلۂ اراولی پہاڑ سے ملک میواڑ مین قصبۂ گوگوندا سے چند میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۴۳ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۴۴ دقیقہ پر نکلی ہے اول شمال مشرق مین اور بعدہ جنوب مشرق مین بہتی ہی آگے

درمیان مین شہر اودیپور کے تالاب کا نالا اُسمین شامل ہوتا ہے پھر دیباری گھاٹی کے تالاب اور دو ساگر مین مغرب کیطرف سے داخل ہوکر اُسکے جنوب مشرقی گوشے سے نکل کر خاص شہر چتوڑ تک زیادہ تر شمال مشرق مین بہتی ہوی چتوڑ سے آگے شمال کیطرف زیادہ رجوع ہوی ہے آخرکار عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۱۴ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۲ دقیقہ پر جانب راست سے بناس مین شامل ہوئی ہے۔

گمبھیر

مالوہ مین قصبۂ بنا ہیڑہ سے ۲۲ میل جنوب مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۴ درجہ ۴۰ دقیقہ سے نکلی ہے اور ۴۵ میل تک شمال مغربی سمت مین بہکر چتوڑ سے نصف میل مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۳ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۴ درجہ ۴۴ دقیقہ پر بیرس ندی مین شامل ہوی ہے۔

بان گنگا یا اُتنگن

شمال مشرقی راج جیپور کے پہاڑ مین ایک مقام نند کنڈ سے قریب قصبۂ بیراٹھ کے نکلی ہے فاصلہ راتا تک تو صرف بطور برساتی نالے کے سمجھی جاتی ہے مخرج سے اسی میل کے فاصلے پر قریب مان پورہ چھ سو گز عرض ہی یہانسے ساٹھ میل پر اُسمین گمبھیر جانب راست سے شامل ہوی ہے اس موقع اتصال سے ۲۳ میل مخرج سے ۱۰۳ میل اُس سے سڑک آگرہ و گوالیار متقاطع ہے آخرکار جانب راست سے عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ طول بلد شرقی ۷۸ درجہ ۳۳ دقیقہ پر ۲۰ میل طے کرکے جمنا مین شامل ہوی ہے یہ ندی صرف برسات مین بہت زور سے بہتی ہے گرمی مین خشک رہتی ہے اور ریت بکثرت ہے۔

ساگرمتی

اجمیر سے مشرق کیطرف پہاڑون کا پانی جو اول تالاب بیسلہ اور بعد ازان آنا ساگر سے گذر کر گوبند گڑھ کی طرف روان ہوتا ہے اس نام سے مشہور ہے اور گوبند گڑھ پر سرستی مین شامل ہوکر اُسکا نام لونی ندی ہو جاتا ہے۔

سرستی

موضع نوان علاقہ مارواڑ کے پہاڑ سے نکلی ہے اور پشکر کے تالاب سے گذر کر جنوب مین بجانب گوبند گڑھ روان ہوی ہے وہان اسکا ساگرمتی سے اتصال ہوکر لونی نام ہے۔

لونی

قصبۂ پوہکر قریب اجمیر سے مغرب مین کوہ اراولی کے مغربی سمت سے عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۴ درجہ ۴۲ دقیقہ پر نکلی ہے۔ اور ساگرمتی و سرستی دو ندیان بمقام گوبند گڑھ ملکر اس نام سے مشہور ہوئی ہین اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زمین کی خاصیت سے اس کا پانی نمکین ہے اس لیے لونی یعنی نمکین نام پایا ہے کوہ اراولی سے متوازی جنوب مغرب کی طرف بہتی ہے اور اثنائے راہ مین اُسمین بہت سی ندیان اور نالے شامل ہوتے ہین اس طرح علاقہ جودھپور کے جنوب مشرقی زرخیز ملک مین روان ہوکر بعد طے

تین سو میل کے کچھ کے رن مین گرکر سمندر مین شامل ہوئی ہے اسکا طول ۳۲۰ میل ہے۔

سابرمتی

یہ ندی قصبۂ میرپور علاقۂ اودے پور مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۴۴ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۳ درجہ ۳۰ دقیقہ پر نکلی ہے اور دو سو میل جنوبی سمت مین طے کرکے خلیج کیمبے مین عرض بلد شمالی ۲۲ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۲ درجہ ۱۲ دقیقہ پر گری ہے۔

سوکری

یہ ندی عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ طول بلد شرقی ۷۳ درجہ ۲۴ دقیقہ پر نکل کر اور مغربی سمت مین علاقہ گوڈواڑہ جودھپور مین ۱۳۰ میل کا فاصلہ طے کرکے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۱ درجہ ۱۴ دقیقہ پر لونی ندی مین شامل ہوتی ہے

بناس مغربی

کوہ اراولی کی مغربی سمت مین حدود اودے پور اور گوڈواڑ علاقہ جودھپور پر شہر اودیپور سے چالیس میل شمال مغرب مین عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۸ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۳ درجہ ۲۰ دقیقہ مین نکلی ہے اور ۱۸۰ میل جنوب مغربی سمت مین بہکر عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۱ درجہ ۱۵ دقیقہ پر کچھ کے رن مین داخل ہوئی ہے۔ ڈیسہ کی چھاونی اس ندی کے کنارے پر واقع ہے۔

کھاری

یہ ندی ملک میواڑ کے پہاڑون سے عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۳۲ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۳ درجہ ۵۸ دقیقہ پر نکلی ہے اور شرقی سمت مین اس ضلع کی جنوبی سرحد پر قریب ۳۰ میل بہکر شرقی سرحد پر علاقہ جیپور مین بناس ندی سے شامل ہوئی ہے۔ موسم برسات مین چڑھتی ہے دوسرے موسمون مین پانی کم رہتا ہے خصوصاً گرمی مین اکثر خشک ہوجاتی ہے بسبب شوریت زمین کے بھی آمیزہ ہے اور پانی کھاری ہے اور یہی ندی کی وجہ تسمیہ ہے پانی پینے کے کام مین مطلق نہین آتا البتہ اس سے آبپاشی کا فائدہ ہے۔

دائی

راج گڑھ کے پہاڑ سے نکلی ہے اور علاقہ جیپور مین جاکر بناس مین شامل ہوجاتی ہے جس سال بارش زیادہ ہوتی ہے پھاگن تک پانی جاری رہتا ہے اور اسی مین علاقہ بیناے ضلع اجمیر کے ندی نالون کا پانی شامل ہوتا ہے۔

بلاڈوالی

اجمیر مین موضع بوڑہ کے پہاڑ سے نکلی ہے اور بیاندی کی ندی مین شامل ہوکر مارواڑ کو جاتی ہے صرف موسم برسات مین جاری ہوتی ہے اس ندی سے بہت تالابون مین پانی بھرتا ہے۔

انکے سوا کوٹا سری - باندی - سابی - اور کانٹلی وغیرہ چھوٹی اور برساتی ندیان اور بہت ہین کہ ذکر انکا حسب موقع ہر ریاست کے ساتھ جسمین وہ واقع ہین آئیگا -

آب وہوا

آب وہوا اس قطعہ ملک کی گرم اور معتدل ہے لیکن مشرقی راجپوتانہ اور گوشۂ جنوب ومشرقی کی آب وہوا مضر صحت ہے بخار اور ہیضہ کی بیماری ذراسے مادے سے پھیل جاتی ہے - میواڑ کے علاقے مین رشتہ (نارو) کی بیماری شدت وکثرت سے ہوتی ہے - مغرب اور شمال ومغربی حصے مین بعض بعض جگہ پانی خراب وزہریلا ہے اور ہوا وہان کی گرم اور آسمان پر گرد وغبار ہر وقت طاری رہتا ہے - بارش کا تخمینہ سال بھر مین پچیس انچ ہے لیکن مغربی راجپوتانہ مین بارش بہت تھوڑی ہوتی ہے - علاقہ جیسلمیر مین بارش کبھی سات آٹھ انچ سے زیادہ نہین ہوتی برخلاف اسکے اطراف مالوہ کی سرزمین مین چالیس اور پچاس انچ تک بارش سال بھر مین ہو جاتی ہے - آبو پہاڑ جو سطح سمندر سے پانچہزار فٹ بلند مقام ہے آب وہوا کی عمدگی کے سبب سے راجپوتانے کا بہشت کہنا چاہیئے - ایجنٹ گورنر جنرل گرمی کے موسم مین یہین رہتا ہے - راجپوتانے کے راجہ مہاراجہ رئیس وحکام انگریزی سیر وتفریح کی غرض سے آبو پر آتے ہین - آبو پر سال مین ۶۰ سے ۱۵۰ - انچ تک بارش ہوتی ہے -

پیداوار زمین

راجپوتانہ اگرچہ پہاڑی ورنگستانی خطہ ہے تاہم شرقی راجپوتانہ اور گوشہ شرق وجنوب مین زمین عمدہ وزرخیز ہے ہر قسم کے اناج کے علاوہ روئی اور افیم وغیرہ سبھی چیزین پیدا ہوتی ہین مگر مغربی راجپوتانہ اور شمالی ومغربی حصہ بالکل اجاڑ ریتیلا ہے اُس مین ریت کے بہت بڑے بڑے ٹیلے ہین اور کوسون تک پانی یا آبادی کا نام تک نہین برسات موقع پر عمدہ ہو جائے تو موٹھ باجرا اور اسی قسم کے ادنےٰ اناج سال بھر مین ایک دفعہ صرف فصل خریف مین پیدا ہوتے ہین وسط راجپوتانہ بھی گو پہاڑی رقبہ ہے مگر وہان خریف وربیع دونون ہی فصلین پیدا ہو جاتی ہین -

کان یا معدن

راجپوتانہ مین کانین بہت ہین ریاست بیکانیر مین پتھر کا کوئلہ اور ملتانی مٹی نکلتی ہے ریاست جودھپور مین مقام مکرانہ مین سنگ مرمر نکلتا ہے ریاست جیسلمیر مین مختلف رنگ کے پتھر نکلتے ہین ریاست کشن گڑھ اور راج محل علاقہ جیپور مین تانبے کی کانین ہین ڈونگرپور مین سنگ موسے (کالا پتھر) کی عمدہ کان ہے - کھیتڑی اور سنگھانہ واقع علاقہ ریاست جیپور کے کئی مقامات مین نیلا تھوتھا اور پھٹکری کثرت سے نکلتی ہے اجمیر مین سیسے کی کان ہے - بھرت پور - قرولی - الور - جیپور - جودھپور اور کشن گڑھ وغیرہ مقامات مین سرخ - سفید اور سیاہ رنگ کا عمارتی پتھر بہت نکلتا ہے اور لوہا - تانبا - جست اور ابرک کی بھی کانین ہین اودیپور مین سرخ ابرک کی کان ہے اور بھیلواڑے مین تانبے کی کان ہے -

قابل دید مشہور مقامات

راج سروہی کے مقام ابو میں موضع دیلواڑہ واقع ہے یہان جین مذہب کے مندر بہت عمدہ عمدہ ہین کوہ آبو قدیم سے پرستش گاہ ہے دیلواڑے مین کہ وسط پہاڑ پرگرو شکھر سے پانچ میل جنوب مغرب مین ہے جینیون کا عظیم الشان مندر واقع ہے ایک مندر چار پرستش گاہ بشکل صلیب آپسمین متقاطع ہین اُن مین سب سے بڑی عمارت مغرب کیطرف رکھب دیو کا مندر کہلاتی ہے بقول کرنل ٹاڈ یہ مکان ہندوستان کے کل مندرون سے بڑا ہے اور آگرے کے تاج گنج کے سوا کوئی عمارت اُس کی برابر نہین ہوسکتی کہتے ہین کہ اس مقام پر پیشتر شو اور وشنو کے مندر تھے - اس مندر کے بنانے والے نے کل روپیہ بچھا کر اور اُس روپے کو بطور قیمت زمین حاکم سروہی کو دیکر زمین خریدی بیرونی عمارت کے بڑے کمرے مین مُٹھ کے مختلف دھاتون سے مرکب جینیون کے دیوتا کی مورت ہے اور مندر کے محاذی بمیل ساہ یعنے ساہوکار انہل واڑھ اس مندر کے بنانے والے کی مورت ہے یہ عمارت سمبت ۱۰۸۸ کی بنی ہوئی ہے دوسرا نیم ناتھ کا مندر ہے اُسکے کتبے سے سمبت ۱۲۹۳ (مطابق ۱۲۳۶ء) کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے - اور باقی مندر صرف چار سو برس کے کچھ زیادہ کے بنے ہوئے اور اُن سے کمتر درجے کے ہین مگر اب سب خراب ہوتے جاتے ہین - مندرون کے پاس چھوٹا سا خوش نما تالاب ہے -

بھرت پور مین ڈیگ کی بھون اور کامبن کے دو مندر دیکھنے کے لائق ہین جیپور اور اُسی کے متعلق مقامات مین عمدہ عمدہ عمارات ہین جودھپور کی عمدہ عمارات پھلودی اور رانی پور کے جین مندر میرتہ مین سبھی اور ناگور مین سلطان التارکین قاضی حمید الدین صاحب کی درگاہ اور دیوہ مین سفید گھاٹی کی ہوائی کلس اور سفید سنگ مرمر کے محلات اور بنائے ہوے تالاب اور اُنکے اندر محلات اور ناتھ دوارہ و کانکرولی و ایک لنگ اور رکھب دیو کے مندر بیکانیر کا تالاب اور لال گڑھ اور کشن گڑھ مین ریاست کے محلات اور مندر جلمیر کا گڑھ اور جین مندر اجمیر مین خواجہ صاحب کی درگاہ اور سونے کا مندر اور ڈھائی دن کا جھونپڑا - کوٹہ اور بوندی مین حکمران رئیسون کے محلات عمدہ ہین -

صنائع

جیپور مین سنگ مرمر اور سنگ موسے کے بت - لاکھ کا چوڑا اور پیتل کے برتن اچھے بنتے ہین

سانگانیر مین چھینٹ اچھی چھپتی ہے -

کشن گڑھ کا کھاسا عمدہ اور پختہ رنگ کا ہوتا ہی -

پالی مین ہاتھی دانت کے چوڑے اور کھانے کا تمباکو اور سونگھنے کی ناس عمدہ ہوتی ہے -

ناگور مین پیتل اور لوہے کا کام اچھا بنتا ہے -

میرتہ مین خنہ - کھگی (برساتی) بنتی ہے خس جو ایک خوشبودار جڑ ہوتی ہی اسکے برتن بہت عمدہ بنتے ہین -

بیکانیر لوئی اور مصری کے لیے مشہور ہے -

سروہی کی تلوار اور برچھی قبض مشہور ہے -
بوندی کی کٹار مشہور ہے -
بھرتپور مین ہاتھی دانت کے پنجرے بنتے ہین -
قرولی مین سنگ سرخ کے پیالے اور کونڈیان تیار ہوتی ہین -
مکرانہ مین سنگ مرمر کے اور **جیسلمیر** مین مختلف رنگ کے پتھرون کے اور **ڈونگرپور** مین سنگ موسے کے برتن میز کرسیان سنگ مزار صلح بالین قبر اور چوکھٹ کواڑ بہت اچھے بنتے ہین -
پرتاب گڑھ مین کانچ پر مینا کاری اور سونے کا کام نہایت تحفہ ہوتا ہے اسکے بوتام وغیرہ اچھے بنتے ہین -
اودیپور مین سنہری اور روپہلی چھپائی خوبصورت ہوتی ہے -
پھلودی مین تانبے اور پیتل کے برتنون پر قلعی عمدہ ہوتی ہے -
شیخاواٹی مین چمڑے کی ہوا کلیان اور دیگر اشیا اچھی بنتی ہین -
کوٹہ کے سوتی دوپٹے محمودی اور دوریا باریک اور عمدہ مشہور ہین -
اجمیر مین چنبیلی اور بیلے کا خوشبودار تیل اچھا تیار ہوتا ہے -

ریلوی لائن

سب سے لمبی ریلوی سڑک اس صوبے مین راجپوتانہ مالوہ ریلوی ہے - یہ لائن دہلی سے احمدآباد علاقہ گجرات تک جاری ہے - الور - باندی کوئی - جیپور - پھلیرا - کشن گڑھ - اجمیر بیاور - سوجت - کھارچی اور آبو روڈ بڑے اسٹیشن ہین -
باندی کوئی آگرہ برانچ یہ لائن باندی کوئی سے بھرتپور اور اچھنیرہ ہوتی ہوئی آگرے تک جا رہی ہے اور اچھنیرہ اسٹیشن سے اسی کی ایک شاخ متھرا ہوتی ہوئی ہاتھرس (متعلقہ) پر ایسٹ انڈین ریلوی لائن کو کراس کرکے فرخ آباد اور قنوج ہوکر کانپور کو چلی گئی ہے -
اجمیر کھنڈوہ برانچ اجمیر سے جاری ہوکر نصیرآباد و چتوڑ گڑھ ہوتی ہوئی مالوہ کو گئی ہے اور اسی کی ایک شاخ چتوڑ گڑھ اسٹیشن سے اودیپور کو گئی ہے یہ ٹکڑا ریاست اودیپور کا ہے اور تمام بندوبست اسکی طرف سے ہے -
بیکانیر سیر تہ پھلیرا برانچ سے سانبھر - ناوان - میرتہ روڈ - ناگور بیکانیر اور سورت گڑھ ہوتی ہوئی بھٹنڈا تک چلی گئی ہے - اس شاخ کا آخری حصہ ۲۴۵ میل کے قریب مہاراجہ بیکانیر کی حدود کے اندر انھین کا ہے اور تمام بندوبست ریاست ہی کی طرف سے ہے -
مارواڑ ریلوے لائن - راجپوتانہ اسٹیٹ ریلوی کے جنکشن کھارچی سے پالی لونی جنکشن جودھپور ہوتی ہوئی میرتہ روڈ پر پھلیرا برانچ مین جاملی ہے -
مارواڑ سندھ ریلوی لونی جنکشن سے بالوترا اور باڑمیر ہوتی ہوئی سندھ کو جاتی ہے اسی کی

دس میل لمبی ایک شاخ بالوترا سے پچ بھدرا کو گئی ہے یہ لائن اور راٹ دا اڑ ریلوی لائن دونون جودھپور ریاست کی ملکیت ہین۔

پھلیرہ ریواڑی کارڈ لائن یہ لائن پھلیرہ سے بدھالا رکشن گڑھ۔ ریوال۔ سری مادھوپور ہوکر ریواڑی مین راجپوتانہ مالوہ ریلوے سے مل گئی ہے۔

متھرا ناگدہ ریلوی متھرا سے بھرتپور۔ ہنڈون۔ سوائی مادھوپور۔ کوٹہ اور جھالرا پاٹن کے پاس ہوکر ناگدا تک گئی ہے۔

سوائی مادھوپور برانچ یہ لائن جیپور سے شروع ہوکر سوائی مادھوپور کے پاس متھرا ناگدہ ریلوی مین جا ملائی ہے۔

دِگانہ حصار ریلوی یہ لائن دگانہ سے سجان گڑھ۔ رتن گڑھ اور چورو وغیرہ مین ہوتی ہوئی حصار تک گئی ہے۔

سلسلۂ تعلیم

بنگال وغیرہ اطراف کی طرح راجپوتانے مین کوئی یونیورسٹی نہین ہے لیکن جیپور۔ جودھپور۔ الور۔ بھرتپور۔ اودےپور۔ بیکانیر اور کوٹے کی ریاستون مین انگریزی۔ سنسکرت۔ اردو۔ اور فارسی کی تعلیم کے لیے انتظام ہے کالج اور اسکول حکمرانون کی طرف سے قائم ہین۔ بعض بعض ریاستون مین رؤسا کے لڑکون کی تعلیم کے لیے نوبل اسکول اور لڑکیون کی تعلیم کے واسطے گرل اسکول بھی ہین لیکن ابتدائی تعلیم کو باقاعدہ اور مسلسل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اجمیر۔ جیپور۔ جودھپور۔ اور اودےپور مین کالج ہین انمین سے اودےپور کا کالج ابھی چھوٹا اور نیا ہے۔ الور۔ کوٹہ۔ بیکانیر اور قرولی وغیرہ مین صرف ہائی اسکول ہین تحصیل اور قصبون کے علاوہ (جہان انگریزی اور دیسی تعلیم کے واسطے اسکول ہین) دیہات مین پنڈت اور جتی لوگ خانگی طور پر دیسی بول چال کے مفرد و مرکب حروف والفاظ لکھکر لڑکون کو پڑھاتے سکھلاتے ہین اور زبانی حساب بھی سکھلاتے ہین۔

معزز رئیسون کے لڑکون کی تعلیم کیواسطے اجمیر مین میو کالج اور یورپین سولجرون کے بچون کی تعلیم کے واسطے کوہ آبو پر لارنس اسکول قائم ہین۔

منصب

شہنشاہ اکبر کے عہد مین دہ باشی یعنی دس سوارون کے افسر سے لیکر پنجہزاری یعنی پانچہزار سوارون کے افسر تک کے عہدہ دار تھے اخیر مین صرف مرزا راجہ مان سنگھ بطور ایک غیر معمولی عنایت کے منصب ہفت ہزاری پر سرفراز کیا گیا اسکے بعد امرا کی انتہائی ترقی کا درجہ ہفت ہزاری مقرر کیا گیا۔ ہندو امرا مین سواے مرزا راجہ مان سنگھ کے کوئی امیر سنہ جلوس شاہجہانی تک منصب پنجہزاری سے زیادہ نہین بڑھا مگر دور اخیر مین مرزا راجہ جے سنگھ اور مہاراجہ جسونت سنگھ کو منصب ہفت ہزاری کا اعزاز حاصل ہوا۔ تنخواہ منصب کے لحاظ سے مقرر تھی ہر منصب دار کو باندازہ اپنے منصب کے گھوڑے ہاتھی اونٹ خچر اور چھکڑے مقررہ تعداد کے موافق اپنے پاس

موجود رکھنا لازمی امر تھا فوج کی تنخواہ جو اسکو رکھنی پڑتی تھی سرکار شاہی سے علیحدہ ملتی تھی - چار پائے کا نصف خرچ خزانۂ شاہی سے ملتا تھا سوار کی تنخواہ بلحاظ قسم گھوڑا ۱۲ روپے سے ۳۰ تک تھی پیادے چھ روپے سے بارہ روپے تک تنخواہ پاتے تھے -

سوار اگر طاقت رکھتا تو ایک گھوڑے سے زیادہ بھی رکھ سکتا تھا انتہا ۲۵ گھوڑے تک پھر تین گھوڑے سے زیادہ کی اجازت نہ رہی -

تین قسم کے سوار ہوتے تھے یک اسپہ و دو اسپہ و سہ اسپہ دو اسپہ وہ شخص جسکے ذاتی دو گھوڑے ہوں دوسری عبارت مین وہ شخص جسکے دو گھوڑے رسالے مین نوکر ہوں اور باری باری سے ایک ایک سے کام لے دو گھوڑے ایک شخص کے نوکر ہونے سے یہ مراد نہین کہ ایک اُسکے نام سے نوکر ہوتا اور دوسرا بارگیر کے نام سے بلکہ دونو نمبر ایک شخص کا نام ہوتا جو دونوں کا مالک ہوتا اسی پر سہ اسپہ کو تصور کرنا چاہیئے -

تقسیم تاریخ راجپوتانہ

راجپوتانے کا ہر ایک علاقہ مختلف ناموں سے مشہور ہے لیکن دراصل چار بڑے حصے میواڑ - ڈھونڈھار - مارواڑ اور ہاڑ - تی سمجھنے چاہئین باقی انھین کی شاخین ہین - اسلئے مین نے اس کتاب مین چار باب باندھے ہین مولوی شبلی اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر مین کہتے ہین کہ ہندوؤن مین زور و قوت کے تین مرکز تھے جیپور جودھپور اور اودیپور ان مین سے جیپور اور جودھپور بادشاہ کے بالکل مطیع ہوگئے تھے لیکن اودیپور کی یہ حالت تھی کہ ابتدا سے لیکر اورنگ زیب کے زمانے تک حملے کے وقت اُسکی گردن جھک جاتی تھی لیکن جبکہ حملہ آور چلے جاتے تھے تو پھر وہی سرکش کا سرکش جیسا کہ مولوی شبلی نے اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر مین لکھا ہے -

باب اول تاریخ میواڑ مین

اس باب مین ریاستہائے اودیپور - شاہ پور - ڈونگرپور - بانسواڑہ اور پرتابگڈھ کا حال ہے چونکہ اس ملک کا سب سے بڑا حصہ اودیپور والونکے قبضے مین ہے اس لئے عام طور پر راج اودیپور کو ہی میواڑ کہا جاتا ہے اور باقی ریاستین اپنی دار الریاستہ کے نام سے مشہور ہین -

فصل اودیپور کے بیان مین

جغرافیہ

ریاست اودیپور میواڑ مین اول درجے کی ریاست ہے اسکے شمال مین اجمیر کا انگریزی ضلع دمیرواڑہ اور گوڈواڑ علاقہ جودھپور - مغرب مین گوڈواڑ - سروہی - مہی کانٹھ - جنوب مین بانسواڑہ - ڈونگرپور - پرتابگڈھ مشرق مین جاوڈ اور نیمچ علاقہ گوالیار - نیاہیڑہ پرگنہ ٹونک کوٹہ بوندی اور جے پور کے چند دیہات واقع ہین خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۴۶ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۶ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اس کا طول شمال سے جنوب کو ۱۵۰ میل اور عرض ۱۳۰ میل

رقبہ بارہ ہزار چھ سو اکانوے میل مربع اور ایک روایت کے بموجب گیارہ ہزار چھ سو چودہ میل مربع اور یہ بھی دیکھا ہے
کہ اسکا رقبہ تخمینا ۱۲۷۵۳ میل مربع ہے آبادی سنہ ۱۹۱۱ء مین ۱۲۷۲۵۱۸ متنفس تھی اس ملک کے شمال
سے مغرب کو اراولی پہاڑ دیوار کیطرح چلا گیا ہے جسکے سلسلے سواے شرقی علاقے کے سب جگہ پھیلے ہوئے ہین
آمدنی اودیپور کی سیاحت ہند مین حافظ عبد الرحمٰن امرتسری نے ۲۴ لاکھ روپے کی لکھی ہے لیکن اسوقت
انگریزی رپورٹ کے بموجب چالیس لاکھ روپے سالانہ کی ہے اور وجہ اس تفاوت کی یہ نظر آتی ہے کہ حافظ
عبد الرحمٰن کی سیاحت کے وقت اودیپوری روپیہ جسپر شاہ عالم بادشاہ غازی کا لفظ مسکوک ہے انگریزی
روپے سے کم قیمت کو چلتا ہوگا اور ان دنون تجارت کی وجوہات سے اسکی قیمت چڑھکر انگریزی روپے کی
قیمت اندرون ریاست مین گر گئی ہے شمالی و مغربی علاقہ جسکو ضلع کونبھل میر کہا جاتا ہے پہاڑیون سے بھرا ہوا
اور بلند ہے لیکن اسکی زمین نہایت سرسبز ہے جسمین گنا اسقدر کثرت سے پیدا ہوتا ہے کہ دوسری جنس کے لئے
جگہ کم ملتی ہے اور بعض طرف پہاڑی چشمے ہمیشہ جاری رہتے ہین جنکے گرد سایہ دار درخت عمدہ معلوم ہوتے ہین
جابجا آم کے درخت شریفے کے جنگل اور مختلف پھل پھولونکے جھاڑ آدمیون بغیر عجب لاوارث نظر آتے ہین
جنمین بیشمار لنگور اور ریچھ وغیرہ جانور اپنا گذر کرتے ہین ویران مقامات کے میوے اکثر ایسے درختونسے بلا قیمت
لے لیے جاتے ہین جو آبادی مین جاکر بکتے ہین۔ میواڑ کے مغرب و جنوب مین بھی کثرت سے پہاڑ اور جھاڑی
ہے لیکن زمین شمالی علاقے کے موافق سرسبز و عمدہ نہین ہے بھیلون وغیرہ کی آبادی اسی طرف زیادہ ہے
مغربی علاقے مین سروہی کی سرحد پر جوڑہ - اوگھنہ اور پانٹروہ وغیرہ ایسے سردارونکی جاگیرین ہین جو خراب
علاقے اور جنگجوئی کے سبب قوانین خدمت گذاری کے کم پابند ہین اس خاص علاقے کو بھومٹ یعنی
زمیندارہ کہتے ہین اور انکی کارروائی چھاؤنی کھیرواڑہ کے کمانیر کی معرفت راج کے متعلق ہوتی ہے جنوبی علاقے
سے مشرق کیطرف بھی پہاڑ اور جھاڑی چلی گئی ہے جسمین سلومبر - سادڑی اور کانوڑ وغیرہ سردارونکے علاقے
ہین - انکے بعد کسیقدر پرتاب گڑھ اور اکثر جاوُد و نیمچ کا علاقہ حائل ہوکر بیگم پور - بھینسروڑ گڑھ اور بجولیا وغیرہ
کی جاگیرین اور مانڈلگڑھ و جہازپور وغیرہ خالصہ کے پرگنے آجاتے ہین - جنکے شرقی طرف کوٹہ و بوندی کی ریاستین
پھیلی ہوئی ہین ان تمام مقامات مین کثرت سے اجاڑ اور پہاڑ ہونے کے سبب بغیر ضابطہ (محافظ) کے امن
نہین ملسکتا۔ گوشۂ مشرق و شمال یعنی پرگنہ جہازپور - شاہپورہ و اجمیر کی طرف سے اکثر ہموار اور زیادہ آباد
عمدہ زمین آتی ہے جسکو اس ملک کے لوگ خاص میواڑ کہتے ہین اور جسمین بہت کچھ پیدا وار کی ترقی ہوسکتی
ہے اس صاف علاقے مین بھیلواڑہ - راسمی - چوڑ و ناگور وغیرہ خالصے کے پرگنے اور بنیڑہ و کاچھولہ جاگیر
شاہپورہ وغیرہ کئی سردارون کے ٹھکانے واقع ہین - یہ ہموار زمین جنوب و مغرب کی طرف چلکر سو میل
لمبائی کے بعد خاص اودیپور سے آٹھ میل فاصلے پر ختم ہوتی ہے۔

تالاب

تالاب بھی میواڑ کی خوبیون مین سے ہین جن کی اس ملک کو بڑی ضرورت تھی انمین سے بہت بڑے پانچ تالاب ہین -

اودے ساگر دارالریاست سے چھ میل مشرقی طرف ایک ندی کے بہاؤ پر دیباری گھاٹی کے پاس پہاڑ مین رانا اودے سنگھ نے بند ھ بند ھوا کر یہ تالاب بنوایا - جو گرمی مین سیر اور سیر کی جگہ سمجھا جاتا ہے جس سے نام تالاب کا اسی راناکے نام پر رکھا گیا ہے اسکو تین طرف پہاڑون نے گھیر رکھا ہے اور چوتھی طرف اودے سنگھ نے ایک دیوار مضبوط [illegible] چوڑی بنائی ہے آبشارہاے عجیب نظارہ فریبی کرتے ہین جن سے دہشت و حیرت ہوتی ہے -

راج سمدر تین میل مشرق و شمالی جانب ہے اسکو رانا راج سنگھ نے اپنے راج کے ساتوین برس مین جبکہ قحط اور وبا پھیلی ہوئی تھی رعایا کی مدد کے واسطے ایک ندی کو روکنے کے بعد ننانوے لاکھ روپے کا چندہ جمع کرکے سات سال مین تیار کرایا روپیہ کا زیادہ حصہ خوشی اور خیرات مین صرف ہوا اگر سب رقم تالاب مین لگتی تو بہت زیادہ رونق دار بند وغیرہ بنجاتے اسی تالاب کے کنارے پر ایک قصبہ راج نگر بھی راناکے نام پر بسایا [illegible] ایک پرگنے کا صدر مقام گنا جاتا ہے اس تالاب کی پال کو نوچوکی کہتے ہین اور جسکے برجون مین راناکی تعریف کے شعر کاٹے پتھر و نیر کھدے ہوے لگے ہین اس سے میواڑ کی پرانی کاریگری معلوم ہوتی ہے اور جسکو دیکھنے کے لیے انگریز لوگ اور دوسرے مالدار آدمی کئی ملکون سے آتے ہین -

جے سمدر تالاب جسکو ڈھیبر بھی کہتے ہین اور جس سے بڑا کوئی تالاب ہندوستان مین نہین ہے اودیپور سے چونتیس میل جنوبی طرف پہاڑی علاقے مین رانا جے سنگھ نے بنوایا ہے مگر یہ تالاب باعتبار صنعت راج نگر کے تالاب سے عمدہ نہین ہے اس بند کی دیوار طول مین دو میل سے کم نہین ہے بڑے آثار اور بلندی و عمدہ مسالے سے تعمیر ہوا ہے اور اُسکے استحکام کے واسطے خام پشتہ ہے بعض مقام پر اس دیوار کی بلندی چالیس فیٹ ہے اور کنارے پر سنگین ہے اس تالاب کا رقبہ بارہ میل مربع ہے اور عمق بھی بہت ہے -

پچھولا یہ پرانا بڑا تالاب خاص اودیپور شہر کے مغربی طرف کئی میل کی لمبائی مین پھیلا ہوا ہے ابتدا مین اسکو ایک ہندو بنجارے نے ایک پہاڑی نالے کو روک کر بنوایا تھا پھر پچھلے والیان ملک نے اُسپر اضافہ کیا یہ آبگیر بہت دلپذیر اور عدیم النظیر ہے بہت چوڑا چکلا گہرا ہے بڑی پرفضا جگہ ہے - اس تالاب کے اندر پہاڑی قطعات پر بنے ہوے دو مکان جو جگ مندر اور جگ نواس کے نام سے مشہور ہین بہت عمدہ معلوم ہوتے ہین جگ مندر کو رانا جگت سنگھ اول نے اور جگنواس کو رانا جگت سنگھ دوم نے بنوایا ہے اسکے شمال مین ایک اور بڑا تالاب ہے جو فتح ساگر کے نام سے مشہور ہے اسکی پال پر اچھے محل و برج بنے ہین اگرچہ

یہ تالاب پہلے سے تھا مگر پال (بند کی دیوار) کے ٹوٹ جانے سے پانی نہین ٹھہرتا تھا مہارانا فتح سنگھ نے اُسکی
پال از سر نو بنوا کر فتح ساگر سے موسوم کیا اسکی پال کے نیچے بھی سہیلیون کی باڑی دیکھنے کے لائق ہے انکے سوا
گھاسا کا تالاب اور بڑسی کا تالاب اور مانڈل کا تالاب اور کپاسن کا تالاب وغیرہ اور کئی چھوٹے
تالاب ہین۔

ندیون کا حال

میواڑ مین خاص اتنی ندیان ہین۔ کھاری۔ کوٹھاری۔ بناس۔ بیڑچ۔ گمبھیری۔ چندربھاگا۔ مانسی۔ گومتی۔ چمبل۔ آڑکی ندی۔ دوسری گومتی۔ جام۔ اور سوم ندی لیکن وہ ندیان بڑی اور کھیتی کے لیے مفید ہین جو اراولی پہاڑ سے نکلکر مشرقی حصے مین بہتی ہوئی چمبل دریا سے جا ملتی ہین۔ ان کے نکاسون کی تفصیل اس طرح ہے۔

کھاری ندی دیوگڑھ کے پاس سے نکل کر آسیندہ اور ہُورڑے ہوتی ہوئی چھوٹے ہو کر اجمیر کے علاقہ مین جا نکلی ہے۔

مانسی ندی سرپیا سے نکلکر آگوچے ہوتی ہوئی چھوٹے کے پاس کھاری ندی مین جا ملی ہے۔

کوٹھاری کھیڑا اور کھیڑی کے پاس سے نکل کر پاگورا اور بھیجے ہوتی ہوئی سانگانیر اور کودہ کوٹہ کے قریب نکل کر نندرا ے کے پاس بناس مین جا ملی ہے۔

بناس گانو تلیرا اور ایک بھاگل کے بیچ مین نکل کر ناتھدوارا ماتری کنڈیان راسمی اور پوٹے ہو کر ہمیر گڑھ اور منگرود کے پاس بہتی ہوئی راج محل کے پاس جا نکلی ہے اور میواڑ کے علاقے مین ایک سو بیس میل بہی ہے

بیڑچ ملک میواڑ مین قصبہ گوگوندا سے چند میل مغرب مین نکلکر اور ادے ساگر کے تالاب مین مغرب کیطرف سے داخل ہو کر اُسکے جنوب مشرقی گوشے سے نکلکر اونٹالا۔ آکولہ اور دھنیت ہوتی ہوئی چیتوڑ کے پاس گمبھیری ندی مین آملی ہے اور ادے ساگر کا ناکہ بھی اسی کو کہتے ہین۔

گمبھیری ندی جو چیتوڑ کے پاس بہتی ہے نیما ہیڑے کے پاس سے نکلکر چیتوڑ کے قریب بیڑچ مین ملگئی ہے۔

چمبل ندی بھینسروڑگڑھ کے پاس ہوتی ہوئی کوٹے کے راج مین جا نکلی ہے۔

چندربھاگا ندی آمیٹ کے قریب کے گانو سے نکل کر پوٹلا ہوتی ہوئی ماتری کنڈیان کے پاس بناس مین آملی ہے۔

آڑکی ندی بیدلے کے پاس چکلواس سے نکلکر اودیپور کے پاس آہڑ اور گنگو بھے کے نیچے بہتی ہوئی ادے ساگر مین جا گری ہے۔

گومتی روپ جی چار بھجاجی کے پہاڑون سے نکلکر راج سمدر مین آگری ہے۔

سوم ندی رکھبدیو کے پاس کے پہاڑون سے نکلکر گجرات کے علاقہ مین جا نکلی ہے۔

جام اور دوسری گومتی وغیرہ کئی ندیان انھین پہاڑون سے نکلکر دھیبر مین جا گری ہین -

قلعے

کونبھلمیر سیواڑ کی شمالی حد مین اودے پور سے پچاس میل اور جودھپور سے جنوب و مشرقی طرف نوے میل ایک بلند گھاٹے پر جہان سے ایک پیچدار راستہ آدمی گھوڑے اور بیل وغیرہ کے گذرنے کے لائق نکلتا ہے یہ قلعہ رانا کونبھا کا بنایا ہوا موجود ہے جو دیوار نما پہاڑ ڈیڑھ دو میل طول مین چلا گیا ہے اور سطح سمندر سے تین ہزار تین سو فٹ بلند ہے اسکا محاصرہ طول طویل ہونے کے سبب مشکل ہے اکبر کے فوجی بخشی شاہ باز خان کے سوا کسی نے اسکو مقابلہ مین فتح نہین کیا اسکے مشرقی طرف آمیٹ - دیوگڑھ اور بدھنور وغیرہ کی جاگیرین واقع ہین اسکو کونبھل گڑھ بھی کہتے ہین -

مانڈل گڑھ

یہ قلعہ عمدہ طور سے ایک پہاڑ پر بنا ہوا ہے اس مین دو باؤلی دار ساگر اور ساگری نام سے مشہور ہین قلعہ پر اونچی بستی ہی قلعہ کی چڑھائی مین پانچ دروازے بنے ہوئے ہین -

بھینسرور گڑھ

یہ زمین سے کچھ اونچی ٹیکری پر بہت اچھا اور مضبوط قلعہ بنا ہوا ہے جسکے مغرب براہمنی ندی اور جنوب پورب حصے مین چمبل ندی ہے اسکے شمال مین اچھی کھائی ہے یہ ندیان تینون طرف کھائی کیطرح اس گڑھ کا بچاؤ کرتی ہین گڑھ پر بیٹھے ہوئے آدمی چمبل ندی سے پانی بھر سکتا ہے پورب کی طرف کوٹے کو جانے کے لیے چمبل ندی اترنی پڑتی ہے -

چیتوڑ گڑھ

اس قلعہ کو چھٹی صدی عیسوی مین راجہ چیتر نگ موری وغیرہ کا بنوایا خیال کرتے ہین اودیپور سے ۶۵ میل شمال و مشرقی طرف اور نصیر آباد سے سو میل جنوب مین ہے اس پر ترک و مغل بادشاہون کے زبردست عہد مین کئی بار سخت خونریز لڑائیان ہونے کا ثبوت ملا ہے یہ قلعہ تین ہزار فیٹ بلند پہاڑی پر پھیلا ہوا ہی جسکا طول شمال سے جنوب کو تین میل کے قریب اور عرض مشرق سے مغربی طرف سوا دو میل تخمینہ کیا گیا ہے آبادی کے اندر سے اسکا ایک نہایت صاف اور چوڑا راستہ ہے جسمین دو جگہ موڑ یعنی پیچ آجانے سے چڑھائی کے تین حصے ہوجاتے ہین اس راستے مین ایک سب سے شروع دوسرا درمیانی اور تیسرا آخری دروازہ ہے انکے سوا مشرقی طرف ایک علحدہ چھوٹا دروازہ ضرورت کے واسطے رکھا گیا جو اب بند کردیا گیا ہے قلعہ پر فتح کی یادگار کے طور پر دو منارے بنے ہوئے ہین جن مین سے مشرقی سمت والا بہت پرانا ہے اور مغربی حصے کا اس سے زیادہ بلند و خوشنما ہے جسکو دو میانی پندرھوین صدی عیسوی مین رانا کونبھا نے مالوے کے محمود خلجی پر ایکبار فتح پانے کی یادگار مین بنایا تھا لیکن میرے نزدیک یہ بات مغالطات مین شمار ہونے کے

قابل ہے کیونکہ یہ محمود خلجی اول بادشاہ مالوہ کا معاصر تھا اور اُسکے مقابلے مین سخت ہزیمت پاکر ناکامیاب ہوا البتہ دوسرا محمود خلجی بادشاہ مالوہ رانا سانگا کا معاصر تھا اور وہ رانا کے مقابلے پر زخمی ہوکر قید مین آیا رانا نے اُس سے جر اونتاج اور کمر باندھنے کا پٹکا لیکر بلند ہمتی سے رہا کرکے مانڈو کو بھیجدیا پس تحقیقی بات یہ ہے کہ یہ منار دوسرے محمود خلجی پر رانا سانگا کی فتح کی یادگار نہین ہو سکتا پچھلے لوگون نے جو غلطی حافظہ کے سانگا کی فتح کی یادگار کو رانا کنبھا کی یادگار سمجھ لیا اور وجہ غلطی کی یہ ہے کہ دونون کے حریفون کا نام اور قوم اور سلطنت ایک تھی یہ منار چوبیس فٹ مربع چبوترے پر ایک سو بائیس فٹ بلند ہے اسکے اندر زینے اور دریچے بنے ہوئے ہین جن سے کئی میل دور تک کی سیر ہو سکتی ہے بیرونی سطح پر کھدائی یعنی کندہ کاری اور مورتین کثرت سے ہین جن کے چہرے مسلمان لوگون نے قبضہ پانے کے وقت بگاڑ دیے ہین - یہ قلعہ سمبت ۱۳۵۷ مطابق ۱۳۰۱ع مین سلطان علاؤالدین محمد شاہ خلجی نے اول بار راول رتن سی سے فتح کرکے مار کے پڑیہار راجہ کو دیدیا تھا اُس سے کچھ عرصہ کے بعد رانا راہپ نے لے لیا دوبارہ رانا گڑھ لکشمن سنگھ کے وقت مین غیاث الدین تغلق شاہ نے فتح کرکے مارواڑ والون کو دیدیا جس کو رانا ہمیر نے راو مالدیو سے دھوکا دیکے چھین لیا - پھر ۱۵۳۵ع مین گجرات کے مالک بہادر شاہ نے رانا بکرماجیت سے حملہ کرکے چھین لیا تھوڑے دنون مین گجراتی بگڑنے لگے اور رانا بکرماجیت کا پھر اُس پر قبضہ ہو گیا - ۱۵۶۸ع مین اکبر بادشاہ نے کامل محاصرہ کرنے کے بعد رانا اودے سنگھ کے ماتحت سردارون فتا اور جے مل وغیرہ سے فتح کرکے خالصے مین داخل کیا جسکے بعد ڈیڑھ سو برس تک ویران اور میواڑ کے قبضے سے خارج رہا شروع اٹھارھوین صدی عیسوی کے اندر محمد شاہ کے عہد مین دہلی کی سلطنت ضعیف ہونے پر رانا سنگرام سنگھ نے واپس حاصل کیا اور جب سے ابتک پرانے عہد کے موافق میواڑ کے شامل چلا آتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ راجدھانی اسکی بجائے ادیپور مین قائم ہو گئی ہے

کھانین وغیرہ

میواڑ مین دھات کی کھانین اور کئی تعریف کے لائق چیزین پائی جاتی ہین - لوہے کی کھان گانون گنگرال اور رنگود کے نزدیک ہے - سنار لوگ اپنے اوزارون کو جس پتھر پر رگڑ کر تیز کرتے ہین وہ مانڈل گڑھ کے قلعہ پر ایک کھان سے نکلتا ہے اور استرے سدھارنے کی سلی کا پتھر گانو چھولا کے پاس سرتھا اور چار بھجا کے نزدیک ایک کھان سے نکلتا ہے اچھی قسم کی چکنی سفید کھریا مٹی گانون منگروپ مین کھان سے نکلتی ہے - ضلع بھیلواڑہ کے قصبہ پور مین تانبے کی کھان ہے یہان اچھی کالی تنبا کو بھی ہوتی ہے - لادہ کے پاس گانون اگریا مین اور سرار ضلع کے گانون موانس کی کھان کے پتھرون کی اچھی پٹیان ہوتی ہین چتوڑ کے پاس ماول وہین بڑی مضبوط لال رنگ کی پٹیان ہوتی ہین جو عمارتون کی چھت پاٹنے مین کام آتی ہین راج نگر اور پاردلی ضلع جہاز پور مین آرائش یعنی قلعی کا چونہ اچھا ہوتا ہے جو عمارتون کی سفیدی مین کام آتا ہے راج نگر کا سفید پتھر بھی مشہور ہے بھیلواڑے مین قلعی کے برتن اور چتوڑ مین مہندی اور بیگون مین ہرے رنگ کے کپڑے اور کانوڑ مین برگ تنبول اور بدنور گڑھ کے کمبل اچھے ہوتے ہین - بانسی اور دریاود

ان دونون علاقون کے پہاڑون مین اچھی قسم کی لکڑی ہوتی ہے۔ انھین پہاڑون سے کیاڑہ یعنی بانس و بلینڈی اور ساکٹیان اچھی آتی ہین۔

شہر اودیپور اور اُس کا گرد و نواح

اودیپور سے آٹھ میل مشرقی طرف ایک گھاٹ آتا ہے اس کے اندر راستے پر ایک بڑا دروازہ جسکو دیباری یعنی دیوباری کہتے ہین بنا ہوا ہے دروازے سے مغربی طرف پندرہ میل عرض اور بائیس میل طول مین ایک ناہموار بلند زمین کا میدان یعنی سطح مرتفع آتا ہے جسکو یہان کے لوگ گرروا یعنی خفیف پہاڑیا گرد و نواح یعنی شہر کے آس پاس کا علاقہ کہتے ہین اس مختصر زمین کے وسط مین جسکے شمال۔ جنوب اور مغرب مین تمام ملک سخت پہاڑون سے بھرا ہوا ہے اور مشرق مین صاف علاقے کی حد پر دیباری دروازہ بنا ہوا ہے خاص شہر اودیپور تالاب پچھولا کے مشرقی کنارے پر بسا ہوا ہے اسکو سمبت ۱۲۱۶ مطابق سنہ ۱۵۶۰ع مین رانا اودے سنگھ نے اکبر اعظم کے زور سے قدیم دارالریاست چیتوڑگڑھ پر رہنا محال سمجھکر آباد کیا تھا شہر کے مغربی جنوبی بلند حصے مین تالاب کے کنارے پر والی ریاست کے محلات سنگ مرمر وغیرہ کے بنے ہوے ہین اودیپور کے پاس ایک وسیع میدان ہے اُسکے گرداگرد دیوار سنگین کھچی ہوئی ہے وہ چوگان بازی کے لیے بنایا گیا ہے۔ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۲ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۳ درجہ ۴۱ دقیقہ ہے۔

نامی مندر

اودے پور کے شمال مین ایکلنگ کا مندر ہے جسمین مہادیو کی مورت ہے اور اسکو باپا راول نے آٹھوین صدی عیسوی مین بنایا تھا اس مندر کی تیاری کے بعد سے اودے پور کے رانا ایکلنگ کے دیوان یعنی نائب کہلانے لگے پچھلے زمانے مین غیر ملک کے دیوتا یعنی سری کرشن کی مورت میواڑ مین آنے سے ایکلنگ کی پوجا مین کچھ کمی ہوگئی ہے۔

اسی جانب ناتھ دوارہ مقام مین سری کرشن کی پرانی مورت شہنشاہ عالمگیر کے خوف سے رانا راج سنگھ اول کے وقت مین متھرا سے لاکر تیرتھ کے طور پر قائم کی گئی ہے جب عالمگیر نے بنارس اور متھرا کے اکثر بڑے مندر توڑ ڈالے تو پجاری لوگ سری کرشن کی مورت کو ہر جگہ لیے پھرتے تھے رانا راج سنگھ نے ان لوگون کی سفارش مین بادشاہ کو عرضی لکھی تھی کہ ہر مذہب نے تقیہ رعیت سے زیادہ حضور کو دعا دیتے ہین ان کو تکلیف دینا مناسب نہین معلوم ہوتا بادشاہ نے اپنے ارادہ کو نہ روکا اور جب متھرا کے پوجاری ہر طرف سے ناامید ہوکر میواڑ مین آئے تو رانا نے اُنکو ایک گانون سہاڑ نام مین جسکو آجکل ناتھ دوارہ کہتے ہین جاگیر دیکر ٹھہرایا یہ وہی مورت ہے یہ دیسی روایتین ہین لیکن فارسی تاریخون اور مسلمانون کی کتابون سے یہ باتین کسی طرح ثبوت کو نہین پہنچتین بلکہ بنارس اور متھرا وغیرہ کے بڑے بڑے مندرون کے مہنتون کے پاس اسوقت بھی عالمگیری عطیہ جاگیرین موجود ہین اور اسی جانب کانکرولی مین دوارکا دھیش کی مورت رکھی ہے۔

اور اسی جانب روپ جی اور چار بھوجا مین وشنو بھگوان کے مندر ہین ان مندرون مین قسم قسم کے ملکونکے آدمی پوجا کو آتے ہین -

میواڑ کے جنوبی پہاڑون مین اودیپور سے چالیس میل پر رکھب دیو جین مت کا مشہور تیرتھ ہے کرٹریا گاؤن مین جو اودیپور کے مشرق مین کپاسن کے پاس ہے جین پارکھ ناتھ کا پرانا مندر ہے -

چنو لیشور مین بھی جو جہازپور کے نزدیک ہے جین پارکھ ناتھ کی مورت ہے اور یہ مندر ایک پہاڑ پر اچھا بنا ہوا ہے پوس بدی دسمی کو یہان اور کریڑا دونون جگہ میلا ہوتا ہے شہر مین کئی ویشنو اور جینیون کے خوبصورت مندر ہین جنمین جگدیس کا مندر جو محلونکے نزدیک شمال کیطرف بڑی اونچائی پر بنا ہے بڑا ہی قابل تعریف ہے -

شہر کے شمال مین فتح ساگر تالاب کے نزدیک ایک پہاڑ کی چوٹی پر نیمچ ماتا کا مندر ہے جہان پر ساون بدی اماوس کو بڑا میلا ہوتا ہے -

میواڑ کے خاندان کا بیان

یہ ملک سیسودیہ خاندان کے راجپوتون کے تحت مین ہے اور سورج بنس کی بڑی شاخ مین شمار ہوتا ہے جو اودھ کے راجہ رامچندر کی اولاد سے ہے اودھ کو مہابھارت کے زمانے مین کوسلا کہتے تھے وہ شمالی ہندوستان مین سورج بنسی پونے جاتے ہین اور شروع آٹھوین صدی عیسوی کے اندر چتوڑ پر قبضہ کرنے کے بعد باپا راول کے بیٹے گہلک کی اولاد مین ہونے سے گہلوت کہلائے پھر راہپ کے سیسودا گاؤن بسا کر وہان رہنے کے سبب سیسودیہ مشہور ہوئے اس خاندان کا لقب چتوڑ لینے کے بعد راول قرار پایا تھا - لیکن شروع چودھوین صدی عیسوی مین راہپ نے منڈور وار قلعہ ماسوا ڈسکے پر ہار رئیس کو جو رانا کہلاتا تھا شکست دینے سے رانا کا لفظ اپنے نام پر شامل کیا اور وہ ابتک اُسکی قائم مقام اولاد کے لیے جاری چلا آتا ہے بہادر شاہ بن اورنگ زیب کی مہربانی سے مہارانا خطاب حاصل ہوا جسنے امر سنگھ معہ پسر اناجے سنگھ دوم کے نام پر رانا کے عوض مہارانا کا لفظ اپنے فرمانون وغیرہ مین لکھنا جاری کیا اور اس خطاب کو ابتک فخر کے ساتھ یہان کے والیان ملک اپنے نامونکے ساتھ استعمال کرتے ہین

نوشیروان بادشاہ ایران کی طرف انتساب

مسٹر مارشمن اور کرنل ٹاڈ نے خاندان میواڑ کو ایران کے بادشاہ نوشیروان کی نسل مین داخل کیا ہے جسکے پوتے خسرو پرویز کو جبکہ وہ اپنی قدیمی سلطنت سے خارج ہو کر ملک روم مین چلا گیا تھا روم کے عیسائی بادشاہ کی بیٹی بیاہی تھی اسوقت سے کچھ اوپر دو سو برس پہلے محمد ہاشم خفی خان نے بھی اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے لیکن وہ اسکو غلط بتاتا ہے - کرنل جیمس ٹاڈ نے مسلمانون کے ہاتھ سے سلطنت ایران تباہ ہونے کے وقت کسی لڑکی یا ایک دختر ماہ بانو کا ہندوستان مین بھاگ آنا قرار دیکر اس بات کو پختہ مان لیا ہے کہ اسکی اولاد یہان رہی لیکن جبکہ درمیانی ساتوین صدی عیسوی مین بعہد خلیفہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ تمام ایران مسلمان

عربون کے ہاتھ سے فتح اور وہان کا خاندان قید و قتل ہوا تو اگر اُسوقت کوئی ماہ بانو عورت جان بچاکر کاٹھیاواڑ مین آئی بھی ہو تو بقول ٹاڈ کسیطرح داخل ملیچھ نسب نہین ہوسکتی کیونکہ وہ ۵۲۴ء مین برباد ی ایران سے سوبرس پہلے تباہ ہوکر کاٹھیاواڑ کو چھوڑ چکا تھا اور اگرچہ دو ہزار برس پہلے غیر ملک والون کی یہان آمد و رفت خواہ رشتہ داری جاری تھی لیکن جب مسلمانون اور دوسرے لوگون نے آتے ہی یہانکے باشندون کو دبانا شروع کیا تو ہندوون نے بیاہ شادی تو درکنار غیر لوگون ملکہ اپنے بھی غیر خاندان آدمیون کے ساتھ کھانا پینا تک چھوڑ دیا پس یہ قرابت پچھلے زمانے مین جبکہ اُنپر ایرانیون کا کوئی دباؤ بھی نہ تھا کیونکر جائز مانی جاسکتی

اورنگ زیب عالمگیر اور اودیپوروالی بیگم

آخر وقت مین عالمگیر نے بیٹے کو ایک خط لکھا ہے اُسمین یہ فقرہ ہے اودیپوری والدۂ شاہزادہ کیبیاری بامین بود وارادۂ رفاقت دارد اس فقرہ کے لفظ اودیپوری نے بڑے تماشے دکھائے ہین کوئی تو کہتا ہے کہ اودیپور کے خاندان مین سے کوئی لڑکی اُسکے نکاح مین آئی تھی کوئی کہتا ہے کہ اودیپوری کی جگہ جودھپوری ہے سب سے زیادہ لطیفہ یہ ہے فرنگستان کی تاریخون مین لکھا جاتا ہے کہ اودیپوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا وہ گوری بہت تھی وہ جارجیا کی رہنے والی تھی ایک بردہ فروش سے داراشکوہ نے اسکو خریدکیا تھا اور اسکی محبوبہ بھی تھی یہی خفی سبب تھا کہ دارا نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا جب دارا مارا گیا تو عالمگیر نے اپنے بڑے بھائی کی دو بیوون سے نکاح کرنا چاہا اُن مین سے ایک راجپوتنی تھی وہ تو زہر کھانے کو مستعد ہوگئی عالمگیر نے اُس سے نکاح نہ کیا مگر اس کرسچن لیڈی نے بادشاہ سے نکاح کرلیا - فرنگستانی تاریخین بہت سی ایسی دلگی کی کہانیان ہین تذکرۂ عالم مین بلاقی داس دہلوی نے عالمگیر کی اودیپوروالی بیگم کا نام سرولی بتایا ہے شاہزادہ اکبر اسی کے بطن سے تھا لیکن مولوی محمد علی حسینی نے راحت افزا مین تحریر کیا ہے کہ محمد اکبر دختر شاہ نواز خان صفوی کے بطن سے تھا اودیپوری کے بطن سے کامبخش تھا -

تاریخی حالات

اودھ کے راجہ رامچندر کا حال جسکو اول سورج بنسی راجہ اکشواک سے ستاون پشت مین گنتے ہین کتاب رامائن وغیرہ سب نے لکھا ہے اُنکے بڑے بیٹے لو کا پنجاب مین جاکر لاہور آباد کرنا جسکو پہلے لوکوٹ کہتے تھے اور بقول تاریخ خورشید جاہی اول نام اُسکا لوہاور تھا اکثر لوگون نے بیان کیا ہے لیکن لو کی کوئی اولاد کہین سے ثابت نہین ہوتی جسکا ذکر پہلے کیا گیا ہے اس سبب سے راجہ کنک سین بانی ملیچھ نسب کو کش کی نسل مین سمجھنا چاہئے جسکو ناواقفی سے دوسرے لوگون نے لو کی اولاد مین لکھدیا ہے کنک سین نامی جس نے سورج بنسی ہونے کا دعوے قائم کیا شمالی ہندوستان سے نقل مکان کرکے حسب بیان ٹاڈ سمبت ۲۰۱ مطابق ۱۴۵ء مین سوراشٹر کی طرف جو قدیمی نام علاقہ سوٹھ یعنی کاٹھیاواڑ کا ہے اور جسکو سارشٹر بھی لکھتے ہین

جا بسا اور اُسنے وہان کی حکومت پرمار قوم کے راجہ سے چھین کر گڑھ نگر آباد کیا۔ اُسکی چار پشت بعد وجیا سین
نے وجیا پورا اور مشہور دار الریاست ملبھی کو تعمیر کرایا جسکا موقع گجرات مین بیس میل بھاونگر سے پچھم کی طرف ہے جسجگہ
ملبے بسا ہے اور ملبھی مختصر ہے ملبھی پور کا ملبھی کا شمالی علاقہ بھال کہلاتا ہے وہ غالباً قوم بالا وغیرہ کے نام سے نکلا
ہے جو مع کاٹی و جھالا وغیرہ کے سیتھیا نسل مین سے ہے یہ لوگ تاتار سے پنجاب اور وہان سے سوراشٹر مین گنگ سین
کی طرح چلے آنے کے بعد سورج بنسی راجپوتون کے ساتھ قدیمی رفاقت اور پہچان کے سبب راجپوتانہ مین بھی آکر
شریک حال ہوے آرین عہد مین گجرات کو سری کرشن کی دوارکا کہتے تھے بعد مین اسکا نام سورٹھ یا سوراشٹر ہوا
سنہ ۱۴۵ء سے سنہ ۵۲۴ء تک تین سو اسی برس کے اندر بارہ پشت اس خاندان کا راج سوراشٹر مین رہا
جہان کے آخری راجہ سلادت کے وقت ملبھی سمبت ۲۰۵ مطابق سنہ ۵۲۴ء مین کسی دشمن کے ہاتھ سے جسکو
اکثر مورخ ایران کے ساسانی بادشاہ نوشیروان وغیرہ کی فوج اور ڈاکٹر بھاؤدا اور مسٹر فاربس وغیرہ گوجر قوم کے
لوگون کو جن کے نام سے ایک علاقے کا نام گجرات مشہور رہا خیال کرتے ہین غارت ہوا۔ شہر ملبھی تباہ ہونے پر
سواے ایک رانی کملاوتی کے جسکو بعض لوگ پشپ یعنی کنول سمجھکر پشپاوتی لکھتے ہین اور جو اُسوقت اولاد
کی آرزو مین ایک دور مندر کے اندر نذر چڑھانے گئی تھی راجہ کا تمام خاندان قتل ہوا رانی یہ خبر سنکر پہاڑی
علاقے مین جا چھپی جہان کچھ عرصہ کے بعد اُسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اُسکا نام کیشوادت رکھا گیا اسکو
غلطی سے لوگون نے گوہ لکھدیا ہے۔ وہ بیٹے کو ایک برہمنی لکھماوتی نام کے حوالے کرکے خود چتا پر جل گئی یعنی
ستی ہوگئی۔

بعض کتابون مین یون لکھا ہے کہ مہاراشٹر مین ایک راج تھا جسکی راجدھانی ناگلاتی یہان کے راجاؤن
کی قوت کو شال باہن نے خاک مین ملادیا شال باہن ایک ذلیل قوم کا آدمی تھا اس نے اُس راجہ
کا ملک فتح کرلیا جو قوم کا راجپوت سیسودیہ کی نسل سے تھا۔ شال باہن نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل
کیا مگر ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ جان سلامت لیکر نکل گئی اور ست پوری کے پہاڑون مین اُس لڑکے نے
پرورش پائی یہی لڑکا چیتوڑ کے رانا کے بنس کا بانی ہوا چیتوڑ کے رانا سے اودیپور کے رانا پیدا ہوئے یہ بیان بہت
گڈبڈ اور خلط و خبط ہے تمدن ہند مین ہے کہ ہم دیکھ چکے ہین کہ اودے پور کا راجہ ہی وہ شخص ہے جو ایکہزار
سال سے تخت و تاج کا مالک ہے

کیشوادت کا راجپوتانہ کے پہاڑون مین عزت پانا

کیشوادت گیارہ برس کی عمر مین کسی کا کہنا نہ مانتا تھا اور جنگلی بھیلون وغیرہ کے ہمراہ رہکر اکثر جانورون کے شکار
سے اپنا دل خوش کیا کرتا تھا اُسکو چالاک و بیباک دیکھکر میواڑ کے مغربی علاقے کے اندر آرائش
کی اپنا بے گرد و نواحی بھیلون نے اپنا حاکم و راجہ بنالیا ایک بھیل کے ہاتھ سے اسکو خون کا ٹیکا لگانا
ٹاڈ وغیرہ نے غلط لکھا ہے اسکا موقع راناہمیر کے وقت مین آوے گا۔ کیشوادت کی اولاد آٹھ پیڑھی تک

پہاڑی علاقے مین بطور مفرور ان کے گذر کرتی رہی اور کئی مقامات پر اپنے نام سے گانون آباد کیے۔ جو میواڑ کے شمالی حصے مین تیرت گاہ ایکلنگ کے آس پاس پائے جاتے ہین۔
گرہ دت کے وقت مین جو کہ شہادت سے آٹھوین پشت مین تھا پہاڑی بھیلون نے جنکی دوستی اور دشمنی پر کچھ اعتبار نہ کرنا چاہئے حملہ کرکے سب گھرانے کو قتل کیا صرف ایک رانی مع اپنے بیٹے باپا کے جو اسوقت تین برس کا تھا اپنے پروہت یعنی پجاری برہمن کے گھر چھپ رہی اور وہان سے ناگدا گانون مین آکر جو اودے پور سے دس میل شمالی طرف ہے باپا نے پرورش پائی۔

نسب نامہ خاندان میواڑ

(۱) باپا راول (۲) راول گہل (۳) بھوج (۴) شیل (۵) کال بھوج (۶) بھرتری بھٹ (۷) ادت سنگھ (۸) سمہلیک (۹) کُھمان (۱۰) النٹ (۱۱) نرباہن (۱۲) شکتی کُمار (۱۳) اچی ورمہ (۱۴) نرورمہ (۱۵) یگی ورمہ (۱۶) ویرٹ (۱۷) ویری سنگھ (۱۸) بیجے سنگھ (۱۹) ارسی اول (۲۰) چونڈ سنگھ (۲۱) وکرم سنگھ (۲۲) چیم سنگھ (۲۳) سامنت سنگھ (۲۴) سنگھا (۲۵) متھن سنگھ (۲۶) پدم سنگھ (۲۷) جیت سنگھ (۲۸) تیج سنگھ (۲۹) سمرسی (۳۰) رتن سی اول (۳۱) کرن سی اول (۳۲) رانا راہپ (۳۳) رانا نربیت (۳۴) دلن کرن (۳۵) جس کرن (۳۶) ناگ پال (۳۷) پورن پال (۳۸) پرتھوی پال (۳۹) بھون سی (۴۰) بھیم سنگھ اول (۴۱) جے سنگھ اول (۴۲) گڑھ لکشمن سنگھ یا لکھم سی (۴۳) ارسی دوم (۴۴) اجے سی (۴۵) ہمیر اول (۴۶) کھیت سی (۴۷) لاکھا (۴۸) موکل (۴۹) کونبھا (۵۰) راے مل (۵۱) سانگا یا سنگرام (۵۲) رتن سی دوم (۵۳) بکرماجیت (۵۴) اودے سنگھ (۵۵) پرتاپ سنگھ اول (۵۶) امر سنگھ اول (۵۷) کرن سنگھ دوم (۵۸) جگت سنگھ اول (۵۹) راج سنگھ اول (۶۰) جے سنگھ دوم (۶۱) امر سنگھ دوم (۶۲) سنگرام سنگھ دوم (۶۳) جگت سنگھ دوم (۶۴) پرتاپ سنگھ دوم (۶۵) راج سنگھ دوم (۶۶) ارسی سوم (۶۷) ہمیر سنگھ دوم (۶۸) بھیم سنگھ دوم (۶۹) جوان سنگھ (۷۰) سردار سنگھ (۷۱) سروپ سنگھ (۷۲) شنبھو سنگھ (۷۳) سجن سنگھ (۷۴) مہاراناجی فتح سنگھ

باپا راول کا حال

باپا اول شخص ہے جسنے موجودہ خاندان یعنی ریاست میواڑ کی بنا ڈالی اُسکی اولاد کے قبضے مین اودے پور ڈونگر پور بانسواڑہ اور پرتاپ گڑھ چار ریاستین راجپوتانے کے اندر موجود ہین جن کے سوا اور بھی کئی رئیس اس خاندان مین سے ہونیکا دعوے کرتے ہین باپا کو ہوش سنبھالنے پر گائین چرانے کا کام سپرد ہوا جسکا راجپوت اور دوسری قومون مین کچھ عیب نہین گنا جاتا اُسنے اپنی مان سے سنا تھا کہ مین چتوڑ کے موری راجہ کا رشتہ دار ہون اس واسطے اُسنے چوپانی کے پیشے کو چھوڑ کر چتوڑ کا راستہ لیا جہان کہ خوبی قسمت نے اُس کو پریشانی سے بڑے درجے پر پہونچایا۔
چتوڑ آنے پر رشتہ داری کے سبب باپا کی بڑی قدر ہوئی اور وہ گذر کے لائق جاگیر پاکر فوج مین ایک افسر

بنایا گیا۔ تھوڑے عرصے مین موری راجہ کو کسی بڑے دشمن سے مقابلے کی ضرورت ہوئی جس پر اسکے تمام ماتحت سرداران نے راجہ کی بدمزاجی اور باپا کی جلد ترقی سے جل کر کنارہ کیا باپا کو عمدہ موقع ملا کہ وہ تمام فوج کا افسر اعلےٰ کیا گیا سرداروں کی جاگیرین ضبط ہوئین اور وہ شرمندگی اٹھا کر باپا کے شریک حال ہوئے۔ دشمن کو شکست دینے سے باپا نے تازہ ناموری اور قوت حاصل کی اور تمام سردار موری راجہ کو چھوڑ کر باپا سے مل گئے جن کی مدد سے اُسنے واپسی کے وقت چیتوڑ پر حملہ کر کے وہان قبضہ کر لیا۔

ٹاڈ نے لکھا ہے کہ راجہ موری نے جن دشمنون کو باپا نے شکست دی وہ عرب کے مسلمان معلوم ہوتے ہین جن کا افسر محمد ابن قاسم تھا لیکن یہ محض غلط ہے کیونکہ محمد ابن قاسم نے صرف سندھ کو فتح کیا تھا اور ملتان کو فتح کر کے ابھی وہ وہین مقیم تھا کہ خلیفہ ولید نے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو اور ایک خط اپنی طرف سے راجہ قنوج کے نام لکھکر محمد ابن قاسم کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اس خط کو ایلچی کے ہاتھ قنوج روانہ کرو جسکی تفصیل چچ نامہ مین یون دی ہے کہ محمد ابن قاسم نے اس کام کے لیئے ابو حکیم شیبانی کو منتخب کیا اور دس ہزار سوار و پیدل اسکو افسر اعلےٰ کر کے قنوج کیطرف روانہ کیا اور خود ملتان ہی مین مقیم رہا ابو حکیم شیبانی اپنی فوج لیے ہوئے مقام اودے پور تک گیا مگر وہان تک جانے مین اُسے تجربہ ہو گیا کہ اتنا بڑا لشکر لیکر قنوج تک جانا دشوار ہے اور سپاہیون کو بڑی تکلیف و زحمت ہوگی اس خیال سے خود تو اودیپور مین ٹھہر گیا اور اپنی طرف سے زید بن کلابی کو روانہ کیا قنوج پر اُن دنون رائے جیتھل رائے کے بیٹے ہرچند کی حکومت تھی جو ہندوستان کے عام راجاؤن مین سربرآوردہ اور زبردست تھا تمام ہندوستان کے راجے اُسکی عظمت کو مانتے تھے قنوج کے راجہ نے ولید بن عبد الملک کا خط کھولا پڑھوایا اور نہایت برہم ہو کے جواب دیا کہ یہ ملک تقریباً ایکہزار چھ سو برس سے ہمارے زیر فرمان ہے کبھی کسی دشمن کو اتنی جرات نہ ہوئی کہ ہماری سرحد مین قدم رکھ سکے جب ہماری ایسی قوت ہے تو غنیم لوگ ایسے محال ہوے سر و پا ارادے اپنے دل مین پیدا کرین تو مجھے کچھ پروا نہین اور سفیر سے کہا کہ اپنے آقا کے پاس واپس جاکر کہدو کہ اب لڑائی ہی فیصلہ کرے گی یا تو مین فتحیاب ہونگا یا تم مجھپر غالب آؤگے صلح و جنگ کا اُسیوقت فیصلہ ہوگا جب ایک کو دوسرے کی عظمت کا امتحان ہو جائیگا سفیر یہ جواب لیکر ابو حکیم شیبانی کے پاس آیا اور وہ مع تمام لشکر کے محمد ابن قاسم کے پاس پہونچا جب راے ہرچند کا یہ جواب محمد ابن قاسم نے سنا تو اُس نے قنوج پر حملہ آوری کا سامان شروع کیا لیکن ۹۵ھ ہجری مطابق ۷۱۳ء مین اُسکا چچا حجاج مر گیا اور ۹۶ھ ہجری مین ولید کا انتقال ہو کر اُسکا بھائی سلیمان بن عبد الملک جانشین ہوا اُسنے محمد ابن قاسم کو ولایت سندھ سے معزول کر کے واپس بلا لیا۔ اس مضمون مین اودیپور کا لفظ غلط لکھا گیا ہے اُسوقت تک اُسکی آبادی کا نام و نشان بھی نہ تھا بلکہ چچ نامے کی تصنیف کے وقت تک میواڑ مین یہ شہر آباد نہ ہوا تھا کیونکہ چچ نامہ ۶۱۳ھ ہجری مین بنا ہے اور اودیپور ۹۷۵ھ ہجری مین رانا اودے سنگھ نے اکبر سے چیتوڑ پر شکست پاکر آباد کیا ہے غالباً اودے پور کو نئی اودہتلم ہو گیا اودیپور

کی جگہ چتوڑ ہونا چاہیے چنانچہ ٹاڈ راجستان کے ایک مقام مین لکھا بھی ہے کہ محمد بن قاسم کے حملہ چتوڑ پر داہر والی
مین لکھا بھی ہے کہ محمد بن قاسم ڈونگرپور تک گیا تھا۔
سندھ نے موری راجہ کے خاندان کی مدد کی تھی اور محمد بن قاسم ڈونگرپور تک گیا تھا۔
اس جملہ معترضہ کے بعد معلوم ہو کہ چتوڑ کے دشمن جن کو باپا نے مغلوب کیا مغربی میواڑ کے فسادی بھیلون کو سمجھنا
چاہیے جن کو کسی لوٹ مار کے عوض سزا دیگئی ۔

چتوڑ پر باپا کا قبضہ

بیان کیا جاتا ہے کہ باپا جب سمت ۷۸۴ مطابق ۷۲۸ء مین اپنے ماموں راجہ مان موری کو نکال کر اسکے
سرداروں کی سازش سے چتوڑ پر قابض ہوا تو چودہ یا پندرہ برس کا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غارت
ملیچھ سے ایک سو اٹھ برس کے بعد ۷۱۳ یا ۷۱۳ء مین پیدا ہوا یہ وقت ایسا تھا کہ مسلمان بادشاہ
ہندوستان مین موجود تھے غرض کہ اس خاندان کو میواڑ مین قائم ہوئے بارہ سو برس کے قریب
زمانہ ہوا ۔
چتوڑ پر قبضہ پانے کے بعد باپا کو راول کہنے لگے کرنل ٹاڈ وغیرہ زبانی روایتون سے لکھتے ہین کہ باپا نے
سو برس کی عمر مین وفات پائی اور یہ بھی بیان کہتے ہین کہ وہ آخر عمر مین خراسان کی طرف چلا گیا جہان غیر قوم
کے لوگون مین بیاہ شادی کر کے بہت سی اولاد چھوڑ مرا لیکن یہ غلط ہے ایک مذہبی کتاب سے جسکا نام ایکلنگ
ماہاتم ہے اور جو اسوقت سے کچھ اوپر چار سو برس کی بنی ہوئی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باپا نے سمت ۸۱۰ مطابق ۷۵۳ء
مین سنیاس لیا یعنی دنیاداری کو ترک کیا یہ اسی حالت مین گوارا کیا جاتا ہے جبکہ زندگی کی امید نہین رہتی
پس اسکے برس دو برس کے بعد باپا کا انتقال سمجھ لینا چاہیے جسکے حساب سے اکتالیس سال کی عمر ہوتی ہے
سو برس کی تعداد بے ثبوت مبالغے کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے جیسے کہ پرانے زمانے کے نامور لوگونکی
عمرین ہزارون تک ۔ انکی اولاد کا نمبر سیکڑون تک پہونچانا اور انکی ذات مین خدائی اوصاف قائم کرنا
ایک معمولی بات ہے اور باپا کا ترک دنیاداری کرنا بطور کفارے کے ہو کا اس گناہ کے سبب سے کہ مفلوک
حالت مین اپنے ماموں موری راجہ کے پاس آیا اور عزت دینے کے عوض مین اسکے ساتھ دغا کی۔
ٹاڈ لکھتا ہے کہ باپا کے چتوڑ سے تھوڑے عرصے کے بعد سوراشٹرہ کو گیا اور دختر راجہ اسپ گول والی بندر دیوا
سے شادی کی اس رانی سے اپراجیت تولد ہوا چونکہ یہ چتوڑ مین پیدا ہوا تھا اسلیے اپنے باپ کا ولیعہد
مقرر ہوا اور بڑا بیٹا اسیل یا اسیر جو دختر شاہ قوم پرمار والی کالی بار سے کہ دوارکا کے متصل واقع ہے
تولد ہوا تھا حکومت ملنے سے محروم رہکر سوراشٹرہ کا مالک جانا اور وہان ایک قلعہ طیار کر کے اسکا نام اسیر گڑھ
رکھا اسکی اولاد اسیل کہلوت کہلاتی ہے یہ قول بھی غلط ہے اسلیے کہ چودہ یا پندرہ برس کی عمر مین باپا کا چتوڑ لینا
مانا جاتا ہے یقین نہین آتا کہ اسکے کوئی بیٹا موجود ہو کیونکہ باپا کی ناباغی کے علاوہ راجپوت لوگ کم عمری مین شادی
نہین کرتے تھے ۔ علاوہ اسکے باپا نے چتوڑ لینے تک نہایت افلاس کی حالت مین ایک برہمن کے گھر اپنی

مان کے ساتھ روٹی کپڑے پر پرورش پائی تھی جہان اُسکی مان گھر مین کام کاج کرتی تھی اور باپا گائین چرایا کرتا تھا اسی براہمن کی صحبت کی وجہ سے باپا کو مہادیو کی پرستش کی عادت پڑی تو ایسی حالت مین اس غریب کو پرمار قوم کا ایک رئیس کیسے بیٹی دیدیتا تیسرے ریاست اودیپور کے نسب نامے مین جو مختلف کتبون سے درست کیا گیا ہے باپا کا بیٹا گھُل درج ہے جس سے یہ قوم گھلوت یعنی گھل کی اولاد کہلاتی ہے۔

آسیر کی بابت شاہجہان نامے مین لکھا ہے کہ اُسکو آسا اہیر نامی نے بنایا تھا اوس کا نام آسا اہیر گڑھ رکھا گیا تھا اب اُسکو لوگ کثرت استعمال سے آسیر بولنے لگے ہین۔

۹۔ راول کھمان

راول کھمان کو کرنل ٹاڈ نے باپا سے چوتھی پشت پر سنہ ۸۱۲ء مین راجہ ہونا لکھدیا ہے لیکن اصل یہ ہے کہ راول کھمان کو باپا سے نوین پشت مین گنا جاتا ہے اور باپا راول کی موت درمیانی آٹھوین صدی عیسوی مین صحیح مانی جاتی ہے اگر کرنل ٹاڈ کے قول پر یقین لاکر باپا کی عمر سو برس قبول کی جاے تو سنہ ۸۱۲ء مین اسکو زندہ ماننا پڑے گا کیونکہ باپا کا سال پیدائش سنہ ۷۱۳ء لکھا گیا ہے پس اسلیے باپا کے سامنے جبکہ کوئی بڑا فساد بھی درپیش نہ تھا آٹھ پشت گذر جانا اور کھمان کا راج پانا صریح غلط ٹھہرتا ہے ایک کتبے سے کھمان کے پوتے نرباہن کا عہد سمت ۱۰۰۰ مطابق سنہ ۹۵۲ء ظاہر ہوتا ہے پس کھمان کا وقت نرباہن سے پچاس برس پہلے یعنی شروع دسوین صدی عیسوی مین سمجھنا چاہیئے جس سے باپا کے عہد تک پونے دو سو برس کا زمانہ اندازے کے ساتھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔

کسی ہندی کتاب مین محمود خراسانی کا حملہ چتوڑ کی طرف لکھدیا ہے جسکو کرنل ٹاڈ نے اس خیال سے کہ سلطان محمود غزنوی نے شروع گیارھوین صدی عیسوی مین کھمان سے بہت عرصہ بعد ہندوستان پر چڑھائی کی ہے خلاف سمجھکر اپنے قیاس سے مامون بنا لیا ہے اسی بے ثبوت بات کو راجہ شیو پرشاد وغیرہ نے بھی جن کے پاس بڑا مسالا تاریخ کا الفنسٹن وغیرہ کی نقل کرنے کے سوا نہ تھا کرنل ٹاڈ سے لیکر اپنی پُر تعصب کتابون مین درج کردیا ہے کہ چوبیس لڑائیان ہونے پر مامون چتوڑ سے ہٹایا گیا۔

یہ بیانات محض غلط ہین خلیفہ مامون کا عہد کھمان سے سو برس پہلے ہے وہ سنہ ۸۱۳ء سے سنہ ۸۳۳ء تک بیس برس حکومت کرکے گذر گیا کوئی خلیفہ فوج لیکر ہندوستان یا کسی دوسرے ملک مین نہین گیا سبحان اللہ کیا تاریخی معلومات ہین کہ مامون اور کھمان کے عہدون مین جو سو سال کا فاصلہ ہے ایک ہی لقمے مین ہضم کرگئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے زمانے مین محمود اور کھمان کی شہرت و بہادری کا حال سنکر لوگون نے غلط قصہ بنایا جسکو اوروں نے بغیر سوچے سمجھے کتابون مین لکھدیا۔ تاریخی اسرار سے یہ ناواقف مورخ یہانتک لکھتا ہے کہ ماموں کی مہمون سے کھمان کی شہرت دوست اور دشمن مین دور تک خوب پھیلی اور مدت تک اُسکے ہموطنون کے دل مین مسلمانون سے لڑنے کے وقت اُسکے نام سے شجاعت پیدا ہوتی تھی۔

کہتے ہین کہ برہمنون کے کہنے سے اُسنے اپنے بیٹے جوگ راج کو حکومت سپرد کردی مگر پیچھے اُسنے پھر اپنا راج لے لیا اور دریافت کیا کہ برہمنون کی نصیحت مین دغا بازی تھی اسلیے بہت سے برہمنون کو مروا ڈالا اور اُنکی نسل غارت کرنے کا ارادہ کیا آخرش کھمان کو اُس کے بیٹے نے مار ڈالا مگر اُس پدر کُش سے اُسکے باپ کے امرا نے بدلا لیا -

۱۰ - اُلّٹ

یہ کھمان کے بعد قوم جین کی ایک روایت کے بموجب سمبت ۹۲۳ مطابق ۸۶۶ء مین حکمرانی کرتا تھا -

۱۱ - نرباہن

یہ کھمان کا پوتا ایک کتبے کے بموجب سمبت ۱۰۰۸ مطابق ۹۵۲ء مین حکومت پر سرفراز تھا -

۲۸ - تیج سی

ٹاڈ کا خیال یہ ہے کہ یہ شخص سمبت ۱۱۲۰ مطابق ۱۰۶۴ء مین گدی نشین ہوا تھا اور جب مسلمانون نے بیسلدیو پر حملہ کیا تو اُسکی مدد کے لیے بینک کے مقام پر اُسکے شامل ہوا تھا اور عرصے تک راج کرنے کے بعد بینک کی لڑائی مین مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا تھا - چند بھاٹ نے جو فقرہ بطور دیباچہ تاریخ اپنے راجہ پرتھی راج اولاد بیسلدیو کے لکھا ہے اور اُسکے ہمراہیون اور جاگیردارون کو نام بنام گنوایا ہے کہ وہ اگر بیسلدیو کے شامل ہوے اُس مین تیج سی کو بڑے فخر سے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ گھلوت جو ردن گروہ مجموعی کا تھا آیا -

۲۹ - راول سمرسی

سمرسی راول باپا سے انتیسوین پشت مین تھا جسکی بابت کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ چتوڑ والا سمرسی پرتھی راج کی چڑھائی مین انہلواڑہ پٹن کے راجہ پر اُسکا شریک تھا اور اُسکے ساتھ گیا تھا اور پھر اسی مورخ نے سمرسی کا راجہ پرتھی راج کے ہمراہ سندھ پار جاکر شہاب الدین غوری کے مقابلے پر قتل ہونا لکھدیا ہے سمرسی کا اس جنگ مین شریک ہونا پرتھوی راج راسہ نام کتاب سے بیان کیا گیا ہے جو شاعری کا ایک بڑا ذخیرہ ہونے کے سوا تاریخی معاملات مین کچھ بھی قابل اعتبار نہین ہے راسہ مین لکھا ہے کہ گیارھوین صدی عیسوی کے اندر سندھ پار پرتھی راج نے شہاب الدین سے آخری جنگ کی سو یہ محض غلط ہے وہ لڑائی آخری بارھوین صدی عیسوی مین سرہند مقام کے پاس جو شہاب الدین غوری کی سرحد تھا واقع ہوئی اور کیا اُسکے بعد شہاب الدین نے پنجاب کے سوا جو پہلے سے اُسکے قبضے مین تھا تمام شمالی ہندوستان فتح کرلیا - اگر پرتھوی راج راسہ کا بنانے والا چند نام بھاٹ اُس زمانے مین موجود ہوتا تو لڑائی کے موقع اور وقت مین ہرگز ایسی غلطی نکرتا جو دوسری سندون کے مقابل صاف غلط معلوم ہوتی ہے - اسکے سوا سمرسی کو اس واقعہ مین شریک کرنے کی دوسری غلطی ہے کیونکہ اُسکے عہد کے تین صحیح کتبات سمبت ۱۳۳۱ - و سمبت ۱۳۳۴

اور سمبت ۱۳۴۳ یعنی سنہ ۱۲۸۶ء سے سنہ ۱۲۹۸ء تک کے دستیاب ہو گئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پرتھی راج کے ہمراہ ان کتبوں کے لکھے جانے سے سو برس پہلے سنہ ۱۱۹۲ء کی لڑائی میں کوئی اور شخص سمر سی راول کے بزرگوں میں سے کام آیا ہوگا۔ اگر سمر سی اوس وقت میں مارا جاتا تو سو برس کے بعد کتبات کندہ کرانے کو اسکی روح نہیں آ سکتی تھی۔

۳۰۔ راول رتن سی اول

سمر سی کے دو بیٹوں رتن سی اور کنبھ کرن میں سے پہلا راج کا مالک ہوا اور دوسرا دکن اور وہاں سے نیپال کیطرف چلا گیا۔ جسکی اولاد میں ہونے کا دعوے نیپال کے راجہ کرتے ہیں رتن سی کا عہد آخر تیرھوین صدی عیسوی میں سمجھنا چاہیئے کیونکہ اسکے باپ سمر سی کا وقت اسی عرصہ میں ختم ہونا خیال کیا جاتا ہے جیسا کہ سمت ۱۳۵۹ مطابق سنہ ۱۳۰۲ء کے کتبے سے ظاہر ہوتا ہے۔ رتن سی اول کے عہد میں علاء الدین محمد ملقب بہ سکندر ثانی نے جو خلجی خاندان کا دوسرا بادشاہ تھا اور ۲۲ ذیحجہ سنہ ۶۹۵ ہجری مطابق سنہ ۱۲۹۶ء میں یا بقول فرشتہ سنہ ۶۹۶ ہجری مطابق ۱۲۹۶ء میں تخت نشین ہو کر ۲۰ سال چند ماہ حکومت کرکے شب ششم ماہ شوال سنہ ۷۱۶ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۶ء میں راہی ملک عدم ہوا قلعہ چتوڑ کا محاصرہ اس ارادے سے کیا کہ راول کے محل میں سے پدمنی رانی جو نہایت خوبصورت بیان کیجاتی تھی اسکے حوالے کی جاوے جیسا کہ اودیپور کی ریاست کی بنوائی ہوئی تاریخ میں مذکور ہے۔ لیکن یہ انتہا درجے کی غلطی ہے بلکہ شہنشاہ نے محض ملک گیری کے ارادے سے قلعہ مذکور لیکر چتوڑ کی تسخیر کا قصد کیا تھا فتح چتوڑ اور گرفتاری رتن سی تک اسکو اس بات کا بالکل علم نہ تھا کہ وہ دہلی واپس چلا گیا اسکے بہت عرصے کے بعد اس بات کا حال معلوم ہوا جیسا کہ آگے چلکر تاریخ فرشتہ سے نقل کیا جاوے گا اور یہ بھی یاد رہے کہ پدمنی رتن سی کی رانی نہ تھی بیٹی تھی بہر صورت سلطان نے کامل چھ ماہ کے محاصرے کے بعد جبکہ قلعہ مذکور محرم سنہ ۷۰۳ ہجری مطابق سنہ ۱۳۰۳ء میں فتح کر لیا جیسا کہ تاریخ فرشتہ میں مذکور ہے اور امین الدین ابو الحسن امیر خسرو نے خزائن الفتوح میں قلعہ کی فتح کی تاریخ ۸ جمادی الآخر سنہ ۷۰۳ ہجری مطابق سنہ ۱۳۰۳ء روز دوشنبہ لکھی ہے یہاں کے ملکی لوگوں کی زبانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چتوڑ کے پہاڑ کے جنوبی طرف جو اس سے ملا ہوا اونچا اور چوڑا ٹیلا ہے وہ اس بادشاہ نے بنوا کر ادھر سے حملہ کرایا تھا تاہم اس ٹیلے کا نام چتوڑی بھی مشہور ہے اسلئے چونکہ اوپر سے بڑا پتھر آتے تھے بہت سے مزدوروں کے کام آئے اور انکو ٹوکری ٹوکری سی خاطر خواہ مزدوری دینے کے بعد یہ ٹیلا تیار ہوا یہانتک مبالغہ کرتے ہیں کہ آخر میں جب کہ مزدور کام آنے لگے تو فی ٹوکری ایک اشرفی دیجاتی تھی) فرشتہ کہتا ہے کہ شہنشاہ یہاں کچھ دنوں قیام کرکے اپنے بڑے بیٹے خضر خان کو فتح کی خلعت دیکر چھوڑ گیا اور راجہ رتن سی والی چتوڑ کو قید کرکے اپنے ساتھ لے گیا خضر خان نے اس مقام کا نام خضر آباد رکھا اور قلعہ کے قریب والی ندی پر پل بنوایا جو اب تک سوائے دو طرفہ کنارے ٹوٹ جانے کے موجود ہے علاء الدین محمد شاہ کی حکومت کے وقت کا ایک کتبہ جسمین تاریخ ۱۰ ذی الحجہ سنہ ۷۰۹ ہجری (مطابق سنہ ۱۳۱۰ء)

درج ہین آبادی چیتوڑ سے باہر پارسولی کے راستے پر ایک مقبرے کے اندر لگا ہے اُس مقبرے مین کسی سردار کی
قبر معلوم ہوتی ہے جو چیتوڑ کی لڑائی کے بعد وہان مرا - اُس کتبے کے اشعار یہ ہین -

شہریار جہان محمد شاہ — آفتاب زمان و ظل اکبر
ابو المظفر سکندر ثانی — شد مسلم بر و جہان بانی
عشر ذی الحجہ موسم قربان — سال بد ہفصد و ند از ہجران
تا بود کعبہ قبلۂ عالم — باد ملک شہ بنی آدم

فرشتہ کہتا ہے ایک عرصے کے بعد بادشاہ کو یہ خبر ملی کہ راجہ کے گھر مین ایک بیٹی ہے جو نہایت خوبصورت اور
پدمنی ہے راجہ کو بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ اگر اپنی رہائی چاہتے ہو تو اُس عورت کو یہان بلا دو راجہ نے اپنے اہل و
عیال کو جو میواڑ کے کوہستان مین رہتے تھے کہلا بھیجا کہ اس لڑکی کو یہان بھیجدین جب یہ بات راجپوتون کو معلوم
ہوئی تو انھون نے راجہ کی بے ہمتی پر نفرین کی اور چاہا کہ تھوڑا سا زہر بھیجوا کر پوڑیا اُسکے پاس بھیجدین کہ اُسکو کھا کر
سو جاے اور بے غیرتی کا دھبہ لینے اور پرنہ لگے راے کی بیٹی نہایت عقل مند تھی اُسنے یہ صلاح نا پسند کی اور کہا
کہ مین جو تدبیر بتاتی ہون اُسکو کرنا چاہیے راے بھی چھوٹ آئے گا اور بے غیرتی تک بھی نوبت نہ پہونچے گی
اور وہ تدبیر یہ تھی کہ بہت سے میانے اور ڈولیان تیار کر کے اُنمین مسلح راجپوتونکو بٹھایا جاے اور دلی کو بھیجا جاے اور یہ مشہور
کیا جاے کہ پدمنی اور راجہ کے تمام اہل و عیال لشکر شاہی مین آئے ہین جب شہر مین پہونچ جائین تو محبس کے
دروازے پر رات کو راجپوت پہونچکر میرے باپ کو چھڑا کر اور گھوڑے پر بٹھا کر بھگا دین اور جو کوئی مانع آئے
اسکا کام تمام کر دین سب نے یہ راے پسند کی اور بہادر و نکی ایک جماعت سوار کرا کے دہلی کو اسیطرح بھیجی
پہر رات گئے یہ تمام میانے اور ڈولیان شہر مین پہونچین اور یہ بات مشہور کر دی کہ پدمنی راجہ کے تمام متعلقین کے ساتھ
آئی ہے جب محبس کے پاس پہونچے تو راجپوتون نے کود کر اور تلوارین سونت کر محافظان جیل کو قتل کرنا شروع کیا
اور راے کی زنجیر کاٹ کر اُسے گھوڑے پر سوار کرا کے نکال لیا جو راجپوت شہر کے باہر انتظار مین کھڑے تھے راول
اُنکے ساتھ اپنے ملک کو چلا گیا - بادشاہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو سوار تعاقب کو دوڑاے جہان
مقابلہ ہوا راجپوتون نے لڑ کر پسپا کر دیا اور راول بہزار خرابی اپنے ملک مین داخل ہو گیا اور اب چیتوڑ کے آس پاس
لوٹ مار شروع کر دی بادشاہ کے پاس راول کا بھانجا حاضر تھا بادشاہ نے خضر خان کی حکومت سے قلعہ کو نکالکر
اس شخص کو دیدیا اُسنے وہان پہونچکر قبضہ جما لیا اور تمام راجپوت اُسکی حکومت سے راضی ہو گئے اور وہ تعلق
بادشاہ کا وفادار رہا اور ہر سال بہت سے تحائف لیکر دہلی مین بادشاہ کے پاس حاضر ہوتا - خلعت اور گھوڑا
اور ہاتھی پا کر لوٹ جاتا اور بادشاہ جہان اُسے بھیجتا پانچہزار پیادے اور دس ہزار سوار لیکر وہان جاتا -
ریاست اودے پور کے چھاپے خانے مین ریاست کے مصارف سے تحفۂ راجستان نام کتاب چھپی ہے اُسمین
لکھا ہے علاء الدین نے اول بار اول رتن سی سے قلعہ چیتوڑ فتح کر کے مارواڑ کے پرمار راجہ کو دیدیا تھا

اس سے معلوم ہوا کہ یہ پرمار راول رتن سی کا بھانجا تھا لیکن اس کتاب مین پرمار کا لفظ غلط لکھدیا ہے پرہار چاہیئے کیونکہ اسوقت مارواڑ مین پرہارون کی حکومت تھے اور منڈور انکی راجدھانی تھی اسی کتاب سے ڈونگرپور کے حالات کے ضمن مین ثابت ہوتا ہے کہ راول رتن سی مارا گیا تھا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ وہ علاء الدین کے مقابلہ پر کام آیا تھا مسلمان شعرائے رتن سین اور پدماوت کی عشق بازی کے قصے مین خوب رنگ آمیزی کی ہے کہ راجہ رتن سین پدماوت کے حسن و جمال کا ذکر طوطے کی زبانی سنکر غائبانہ عاشق ہوکر بہت سے رفیقون کے ساتھ جوگیانہ لباس مین سنگلدیپ کو گیا اور پدماوت کو خفیہ پیام دیکر اپنے اوپر مبتلا کر لیا۔ اور ایک شب پدماوت کے اشارے سے اُسکے ملنے کے واسطے زنانے مقامات کیطرف جاتا ہوا چور سمجھا جاکر پکڑا گیا اور اُسکی ہلاکت کا حکم صادر ہوا آخر کار پدماوت کے باپ گندھرپ سین کے پاس سداشیو نے برہمن کے لباس مین پہونچکر طوطے کی زبان سے رتن سی کا مفصل حال سنوایا جس گندھرپ سین کو یقین ہوگیا کہ یہ چتوڑ کا راجہ ہے برہمن کے لباس مین پدماوت کو اُسکے ساتھ بیاہ دیا اور وہ رانی کو لیکر چتوڑ چلا آیا۔ علاء الدین سلطان دہلی بھی پدماوت کے حسن عالم سوز کا حال راگھو برہمن کی زبان سے سنکر اُسکا مشتاق ہوگیا اور پدماوت کو حاصل کرنے کے لیے چتوڑ پر بڑے لشکر کے ساتھ چڑھ آیا جب لڑتے لڑتے عاجز آگیا تو راجہ کو آشتی کا پیام دیا اور جریدہ قلعہ پر راجہ کے پاس گیا اور محلات کی سیر کرتے کرتے ایک مقام پر بیٹھ گیا اور راگھو کے اشارے سے اپنے سامنے آئینہ رکھ لیا پدماوت بادشاہ کی آمد کا حال سنکر لب بام پر آئی عکس اُس آئینہ مین پڑا اور بادشاہ دیکھکر محو دیدار ہوگیا اور رتن سین کی ناپختہ عقلی کے سبب بادشاہ اُسکو قلعہ سے باہر نکال لایا اور اپنے لشکر مین پہونچکر اُسے قید کرکے دہلی کو لے گیا آخر کار راول کے دو بھانجون گھورا و بادل نے یہ مشہور کیا کہ پدماوت بادشاہ کے پاس دہلی مین آتی ہے اور اسطرح بادشاہ کو جُل دیکر اوسکو قید سے چھڑا کر بھگا دیا اور وہ چتوڑ مین داخل ہوگیا یہان پہونچکر اُسے معلوم ہوا کہ ایک ہندو رئیس دیوپال نام نے پدماوت کو اپنے ساتھ مواصلت کا پیغام بھیجا تھا اسلئے اُسے غیرت آئی اور اپنے رقیب کو مار کر خود بھی مارا گیا پدماوت اور ناگمت دونون رانیان اُسکے ساتھ ستی ہوئین جب علاء الدین گورا کی سپاہ سے لڑتا بھڑتا اور اُس کو تباہ کرکے چتوڑ پہونچا تو پدماوت کے جل مرنے کا حال سنکر نہایت متاسف ہوا اور اُسکے بیٹے کنول سین کو ریاست بخش کر لوٹ گیا اول اول اس قصے کو سولھوین صدی عیسوی شیرشاہی عہد مین ملک محمد جائسی نے بھاشا زبان مین نظم کیا پھر عاقل خان رازی نے زبان فارسی مین موزون کیا اسکے بعد ضیاء الدین عبرت و غلام علی عشرت نے نظم اردو کے قالب مین ڈھالا

۱۳۔ راول کرن سنگھ

تحفۂ راجستان اور بیر بنود مین لکھا ہے کہ راول رتن سی کے قتل ہونے کے بعد اُسکا بیٹا کرن سی میواڑ کے مغربی علاقے مین جارہا اور اپنا وقت پہاڑی علاقے کی لڑائی مین صرف کیا مختلف ہندی کتابون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکے دشمنون مین سے منڈور کا رانا موکل پرہار اکثر میواڑ کا علاقہ لوٹ لے جایا کرتا تھا

جسکی سزادہی کے واسطے کرن نے اپنے بیٹونکو ہدایت کی بڑے بیٹے ماہپ سے اسکا کچھ بندوبست نہو سکا لیکن چھوٹا کنور راہپ چڑھائی کرکے موکل کو منڈور سے گرفتار کر لایا جس سے باپ نے خوش ہوکر اسے ولیعہد قرار دیا اور رانا کا خطاب بھی منڈور والے سے ضبط کرکے اُسے عنایت کیا وہی ابتک خاندان میواڑ مین چلا آتا ہے۔

کرن کے بڑے بیٹے ماہپ نے جو بڑے دشمنون کے مقابل زور آزمائی کی طاقت نرکھتا تھا رنج و ناامیدی کے ساتھ علیحدگی اختیار کرکے میواڑ کے جنوبی ویران علاقے مین جہان اب ڈونگرپور آباد ہے رہنا اختیار کیا اور قدیم خطاب راول اُسی کے گھرانے مین رہا جو ابتک اسکی نامور اولاد یعنی ڈونگرپور اور بانسواڑے والون کے نام پر بولا جاتا ہے۔

۳۲ - رانا راہپ

رانا راہپ کو درمیانی چودھوین صدی عیسوی مین ملک حاصل ہوا وہ پہلا شخص ہے جو راول کے عوض میواڑ کا رانا کہلایا اور جسکی اولاد نے سیسود مقام مین قیام رکھنے کے سبب سیسودیہ نام پایا۔

کرنل ٹاڈ نے راہپ کی مسندنشینی سمبت ۱۲۵۷ مطابق ۱۲۰۱ء مین لکھدی ہے جو صحیح نہین ہو سکتی کیونکہ ایک کتبے سے سمبت ۱۳۴۴ مطابق ۱۲۸۷ء تک راول سمرسی کا عہد ثابت ہوتا ہے جو راہپ سے تین پشت پہلے تھا۔

کہتے ہین کہ رانا راہپ نے منڈور کے رانا موکل پر ہارسے قلعہ چتوڑ گڑھ جو علاء الدین کے حکم سے اُسکے قبضے مین تھا چھین لیا لیکن یہ تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ سیسودیون کے قبضے مین ابھی چتوڑ نہین آیا تھا جبکہ ایک زبردست شہنشاہ تخت دہلی پر قائم تھا تو راہپ اُسکے ایک ماتحت سے چتوڑ کو کیسے لے سکتا تھا راہپ کے بعد نرسی (۳۳) تریبھون (۳۴) دِن کرن (۳۵) جسکرن (۳۶) ناگپال (۳۷) پرن پال (۳۸) پرتھوی مل (۳۸) بھُون سی بھیم سی جے سی لکھمسی ارسی ہمیر بھوُنسی
... ۔

۳۹ - رانا بھونسی وغیرہ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے چتوڑ لینے کے واسطے مسلمانون سے مقابلہ کرکے جانین دین اور راجپوتانی کو ساتوین شخص (۳۹) بھونسی نے کوشش کرکے واپس لیا کیونکہ سلطان علاء الدین کے بعد خود تخت گاہ دہلی مین بڑی ابتری پیدا ہوگئی تھی ایسی حالت مین دوردست علاقون پر کیسے قابو رہ سکتا۔ علاء الدین کے بعد ۱۳۱۶ء مین اسکا بیٹا شہاب الدین عمر بادشاہ ہوکر ۳ ماہ کے بعد مرگیا اسکے بعد علاء الدین کا دوسرا بیٹا قطب الدین مبارک شاہ ۷۱۶ھ ہجری مطابق ۱۳۱۶ء مین تخت نشین ہوکر ۴ سال ایک ماہ حکومت کرکے ۷۲۰ھ ہجری مطابق ۱۳۲۰ء مین مارا گیا اسکے بعد حسن خان الملقب بہ سلطان ناصر الدین خسرو ۷۲۰ھ ہجری مطابق ۱۳۲۰ء مین بادشاہ ہوکر آخر ماہ رجب ۷۲۱ھ ہجری مطابق ۱۳۲۱ء مین قتل ہوا۔

بھون سی کے بعد (۴۰) بھیم سنگھ اول اور (۴۱) جے سنگھ اول کے وقت مین بھی فساد برپا رہا۔

۴۲۔ رانا گڑھ لکشمن سنگھ وغیرہ

لکم سی یعنی گڑھ لکشمن سنگھ کے وقت مین چیتوڑ دوبارہ ہاتھ سے نکل گیا اور وہ مع اپنے ولی عہد (۴۳) ارسی وغیرہ کے لڑکر مارا گیا۔ رانا کا دوسرا بیٹا اجے سی کیلواڑے کی طرف بھاگ گیا۔ اس جھگڑے کو کرنل ٹاڈ نے علاء الدین خلجی کی لڑائی خیال کرلیا ہے لیکن یہ غیاث الدین تغلق شاہ کا حملہ ہے جو ۷۲۱ھ ہجری مطابق ۱۳۲۱ع مین عنان سلطنت ہاتھ مین لیکر ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۵ع عالم آخرت کا راہرو ہوا۔ سلطان علاء الدین بیس برس سلطنت کرکے ۱۳۱۵ع مین گذر گیا تھا اور اُسکے بیٹے مبارک شاہ خلجی کے قتل ہونے کے بعد ۱۳۲۱ع مین تغلق خاندان نے دہلی کی سلطنت سنبھالی تھی۔

اب ٹاڈ صاحب کی تحریر ملاحظہ ہو کہ ایام خردسالی مین لکشمی کا محافظ بھیم سی تھا وہ ہمیر سنگھ چوہان ساکن سیلان کی دختر سے منسوب تھا چونکہ یہ لڑکی بڑی حسین تھی اسلئے اسکو پدمنی کہتے تھے۔ اسکی خوبصورتی کی سارے ملک مین شہرت ہو رہی تھی آخرکار علاء الدین نے بھی اس کا تذکرہ سنا اور اسے اپنی بیگم بنانے کا آرزومند ہوا وہ ایک جرار فوج چیتوڑ پر چڑھا لایا اور اُسکا محاصرہ کرلیا لیکن بہادر راجپوت اپنے راجہ اور رانی کی خاطر اس حمدگی سے لڑے کہ خلجی بادشاہ چیتوڑ کو فتح نہ کرسکا تب علاء الدین نے کہا کہ میری تمنا تو صرف پدمنی کو دیکھنا ہے اور وعدہ کیا کہ اگر میری بات مان لی جائے تو اپنا لاؤ لشکر لیکر دہلی کو واپس چلا جاؤنگا بھیم سی نے جواب دیا کہ بادشاہ بالمشافہہ رانی کا چہرہ تو نہین دیکھ سکتا البتہ ایک آئینہ اُسکے سامنے رکھ دیا جائے گا جسمین پدمنی کا چہرہ تو دکھائی دے مگر وہ خود نظر نہ آے لیکن اُسے چیتوڑ کے اندر دو ایک محافظون کے ساتھ آنا ہوگا۔ علاء الدین نے یہ بات مان لی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ راجپوت اپنی بات پوری کر دکھائےگا اور اُسے کچھ بھی تکلیف نہین پہونچائےگا اسیواسطے وہ صرف دو ایک آدمیونکے ساتھ قلعہ کے اندر چلا گیا اب وہ راجپوتون کے قابو مین تھا جو چاہتے اُسے مار ڈالتے مگر وہ قول کے پورے تھے بادشاہ نے آئینے مین پدمنی کا چہرہ دیکھا۔ یہ بات نہایت لغو ہے ایک نہایت زبردست مدبر بادشاہ ناعاقبت اندیشانہ کام کبھی نہین کرتا اور نہ رانا سے چیتوڑ ایسی بچون کی سی حماقت آمیز درخواست کو منظور کرکے اپنے حق مین آپ کانٹے بوتا۔ اسکے بعد روشن خیال محقق مورخ کہتا ہے تب بادشاہ نے بھیم سی سے کہا جیسا مین نے تمھارا اعتبار کیا تم میرا بھی اعتبار کروگے میرے ساتھ قلعے سے باہر نکلو تاکہ ہم تم دوستونکی طرح ایک دوسرے سے رخصت ہون بھیم سی نے اُسکا اعتبار کیا اور اُسکے ساتھ نکل آیا مگر جونہی وہ باہر نکلے ترکی فوج کا ایک دستہ جو جنگل مین چھپا ہوا تھا گھات سے جھپٹ کر نکلا اور بھیم سی کو پکڑ کر قیدیون کی طرح خلجیون کے ڈیرے مین لے آیا تب علاء الدین نے کہا جب تک پدمنی اپنے تئین میرے حوالے کرکے میرے ساتھ شادی نہ کریگی مین راجہ کو نہین چھوڑونگا جب راجپوتون نے یہ بات سنی تو وہ جوش اور غصے سے بھر گئے

یہ خدشہ لگا کہ اسکا شوہر مار ڈالا جائیگا لیکن وہ زیرک عورت تھی اُسنے کہا کہ ترکون مین آن نہین ہے
اُنھون نے ہمین دھوکا دیا ہے پس اسکا جواب ترکی بترکی دینا چاہیئے پھر اُسنے کہلا بھیجا کہ اگر بادشاہ
راجہ کو رہا کردے تو مین علاء الدین کے پاس چلی جاؤنگی اور اپنے تئین اُسکے حوالے کردونگی
لیکن چونکہ مین علاء الدین کی بیگم بننے کو جاؤنگی مجھے اپنی تمام نوکرانیان زیورات اور کپڑے بند پالکیون
مین لے جانے لازم ہین تاکہ ترک سپاہی ہمین دیکھ نہ سکین علاء الدین نے یہ بات خوشی سے منظور کرلی
کیونکہ اُسنے سمجھ لیا کہ واقعی پدمنی اُسکی بیگم اور دہلی کی ملکہ بننا چاہتی ہے اب پدمنی کی پالکی قلعہ سے باہر نکلی
اور ہر ایک کا یہی خیال تھا کہ وہ اسمین ہے لیکن اُسکی بجائے اُس پالکی مین ایک بہادر راجپوت لڑکا
بدل نام تھا اُسکے ساتھ سات سو پالکیان اور تھین ترکون نے سمجھا کہ انمین خادمات اور زیورات ہین مگر ہر ایک
مین ایک راجپوت سپاہی تھا اور ہر ایک پالکی کو چھ آدمی اُٹھائے تھے جو بظاہر کہار نظر آتے تھے
مگر ان مین سے ہر ایک سورما سپاہی تھا جسنے اپنی ڈھال تلوار پالکی مین رکھی تھی۔ پھر پدمنی کے چچا گورا نے
جو اس قافلے کا سردار تھا علاء الدین سے عرض کی کہ پدمنی اپنے شوہر سے آخری ملاقات کرنا اور
اُس سے خدا حافظ کہنا چاہتی ہے خلجی بادشاہ جو اس خیال مین مست تھا کہ رانی اور اسکا کل زر و جواہر
میرے قبضے مین ہے کہنے لگا بہت اچھا بھیم سی اس خیمے مین ہے رانی اُس سے الوداع ہو لے مگر
پاؤ گھنٹے سے زیادہ وہان نہ ٹھہرے۔ تب پالکی خیمے مین لیگئے بدل باہر نکل آیا اور بھیم سی نے وہ زرہ
پہن لی جو بدل ساتھ لایا تھا تھوڑی ہی دیر کے بعد علاء الدین اُس خیمے مین گیا اُسوقت سارے
راجپوت پالکیون مین سے باہر کود پڑے قلیون نے اپنے اپنے ہتیار سنبھالے اور ترکون پر ٹوٹ پڑے
مُنھ دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے بھیم سی نے ایک گھوڑا لیا اور صحیح و سلامت پدمنی کے پاس جا پہونچا ترکون
اور راجپوتون مین سخت لڑائی ہوئی جسمین بہت سے مارے گئے اور تھوڑے ہی راجپوت زندہ واپس
پہونچے علاء الدین نے قلعہ پر پھر حملہ کیا مگر ناکام رہا اور دہلی کو واپس چلا آیا۔ علاء الدین ایسا آدمی نتھا
جو بات ایک دفعہ جی مین ٹھان لے اُسے پورا نہ کرے سال دو سال کے بعد اُسنے افغانون کی ایک
آہن پوش جرار فوج لی اور سمبت ۱۳۴٦ مطابق ۱۲۹۰ء مین چتوڑ پر دوبارہ چڑھائی کی لیکن فرشتہ
دوبارہ علاء الدین کی چڑھائی ۱۲ سال کے بعد بیان کرتا ہے بیشک مذکورہ بالا سال غلط ہے کیونکہ
ابھی تو سلطان علاء الدین تخت نشین بھی نہین ہوا تھا) رانا بھیم سی اپنی قوم کے بہت سے آدمی شہر کے
پہلے ہی محاصرے مین گما چکا تھا جو راجپوت باقی بچے رہے تھے وہ شجاع اور وفادار تو تھے مگر ترکی
جمعیت کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی طاقت نرکھتے تھے چھ مہینے تک لڑائی جاری رہی راجپوت روز بروز
گھٹتے چلے جاتے تھے مگر ترکی فوج بڑھانے کے لیے تازہ دم سپاہی دہلی سے آتے رہتے تھے آخر شہر
وہ پہاڑی جو جنوبی حد پہ ہے علاء الدین کے ہاتھ آگئی اور اُسنے وہان مورچے لگائے ابتک وہ مقام

اسکے مورخون کا پتہ بتاتے ہین (چیتوڑی اسکا نام ہے) چونکہ اس محاصرے مین محصورین پر بڑے مصائب واقع ہوے اور انجام اُنکا بجبر نہ ہوا تو بھاٹون اور کیبشرون کو بڑا مضمون ہاتھ آیا کبیشر (شاعر) بیان کرتا ہے کہ راناؤن کی مہم سے فارغ ہوکر اپنے بستر پر کانٹون پر لوٹتا تھا اور سوچتا رہتا تھا کہ کیا تدبیر کرون کہ بارہ فرزندون مین سے ایک تو بچے اسی سوچ مین تھا کہ یکایک یہ آواز سنائی دی کہ مین بھوکی ہون وہ خوف کے مارے کانپنے لگا کہ اُسنے دہشتناک دیوی بھوانی (کالی) کو جسکی پوجا راجپوت کیا کرتے ہین اپنے سامنے کھڑا دیکھا وہ قتل و غارت کی دیوی ہے اور لوگون کا خیال ہے کہ وہ کسی اور بات سے اتنا خوش نہین ہوتی جتنا خونریزی سے بھیم سی نے جواب مین کہا کیا تو بھوکی ہے کیا تو میری قوم کے آٹھ ہزار آدمی نہین لے چکی جو ابھی مارے گئے ہین دیوی یہ کہتی ہوئی معلوم ہوئی مین ایسے آدمیونکی کیا پروا کرتی ہون مجھے تو راجا چاہئین جب تک تمھاری نسل کے بارہ راجہ تخت نشین ہوکر نہ مرینگے مین چیتوڑ کو نہین چھوڑونگی اور تمھارا خاندان ہمیشہ کے لیے معدوم ہوجاے گا دوسری رات بھیم سی نے پھر یہی خواب دیکھا اُسنے اپنے سرداردنکو یہ خواب سنایا اور وہ اُس آواز کی تعمیل کرنے کے لیئے جو راجہ نے سنی تھی فی الفور آمادہ ہو گئے۔ رانا کے بارہ بیٹے تھے انمین سے سب سے بڑے کو گدی نشین کیا اُسنے تین دن حکومت کی اور چوتھے دن مارا گیا یونہی باقی مین سے ہر ایک باری باری سے گدی نشین ہوتا اور تین دن راج کرتا چوتھے دن ترکی فوج مین جا گھستا اور مارا جاتا۔ ہوتے ہوتے گیارہ گدی نشین جان دے چکے اور سب سے چھوٹا بھائی باقی رہ گیا تب رانا نے اپنے سردارونکو اپنے گرد جمع کرکے کہا اب چیتوڑ کے لئے مین اپنی جان دیتا ہون اب میرا سر زمین پر گرے گا اور بھوانی کو وہ بارہ گدی نشین سر مل جائینگے جن کی اسے تمنا ہے۔ اب بھیم سی نے نہایت ہی سورما سپاہیون کا ایک چھوٹا سا دستہ منتخب کیا اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو انکا افسر بنایا اور انھین کہا کہ ترکون کے بیچ مین سے اپنا راستہ نکال لو اُسنے بچ کر دور دراز کیلواڑے مین چلے جاؤ اور وہان میواڑ کا رانا بنکر اس وقت تک حکومت کرو کہ چیتوڑ مین واپس آسکو کنور پہلے تو جانے پر رضامند نہین ہوا بلکہ یہ عرض کی مین یہین رہونگا اور باپ کے ساتھ اپنی جان دونگا لیکن بھیم سی نے نہ مانا اور کہا ہمارے خاندان کو بالکل تباہ نہین ہوجانا چاہیئے تم اسے قائم رکھو یون مجبور ہوکر کنور نے باپ کے حکم کی تعمیل کی اسنے اور اسکے ہمراہیون نے دشمن کے بیچون بیچ مین سے اپنا راستہ نکال لیا اور اسکے خاندان مین سے ایک آدمی بہت عرصے کے بعد چیتوڑ کا رانا بنکر واپس آیا۔

جب بھیم سی نے دیکھا کہ میرا بیٹا صحیح سلامت نکل گیا تو اسنے اور اسکی قوم کے باقی ماندہ لوگون نے اپنی نسل کا پرانا دستور برتا پدمنی کی ماتحتی مین سب عورتین ایک بڑے غار مین گئین جہان پہلے سے آگ روشن کی جا چکی تھی اور وہین شعلون مین بھسم ہوگئین۔ پھر مردون نے زرد کپڑے پہنے تلوارین ہاتھ مین لے ترکون پر ٹوٹ پڑے اور ایک ایک کرکے سب کے سب مارے گئے لیکن ہر ایک نے جسقدر ہو سکے دشمن مار گرائے جب علاءالدین اندر داخل ہوا تو ایک بھی راجپوت زندہ نہ پایا گویا کہ وہ مردونکی شہر مین چل رہا تھا۔

ایک فارسی کتبہ جو قلعہ چتوڑ سے ملا ہے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قلعہ علاءالدین کے علاوہ کچھ عرصے کے لیے دوبارہ مسلمانون کے قبضے مین گیا جہان تغلق شاہ کے بخشی الملک اسدالدین ارسلان کی تجویز سے کوئی مسجد تعمیر ہو کر ایک کتبہ بطور یادگار اُسمین لگایا گیا اُسکے تین مصرعے جو سنہ و سال ظاہر کرتے کسی بے احتیاطی کے سبب جو مسلمانون کا دخل اُٹھ جانے کے بعد عمل مین آئی ضایع ہو کر دو حصے پتھر باقی رہ گیا ہے اسمین بادشاہ اور وزیر کی تعریف کے چند اشعار کندہ ہین جو یہان درج کئے جاتے ہین۔

. . . .	خدا اے ملک سلیمان و تاج و تخت و نگین
جو آفتاب جہان تاب بلکہ ظل اِلٰہ	یگانہ ختم سلاطین عصر تغلق شاہ
. . . .	سواد مملکت از راے او مزین باد
ملاذ ملک اسدالدین ارسلان جواد	کہ گشت محکم از و عدل و داد را بنیاد
. . . .	سہ از جمادی الاولے گذشتہ بالایام
خدا بفضل مراین خیر را قبول کناد	جزاے حسن عمل راسکے ہسنہ باد

ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ شہنشاہ غیاث الدین تغلق اول المعروف بہ تغلق شاہ کی طرف سے جالور کا راو مالدیو ناظم چتوڑ کی حکومت پر رکھا گیا جیسا کہ رانا ہمیر کے بیان مین ظاہر ہوگا۔

۴۳۔ رانا ارسی دوم

کوئی کہتا ہے کہ یہ اپنے باپ کے ساتھ مارا گیا اور کوئی کہتا ہے کہ بربادی چتوڑ سے جان بسلامت لے گیا لیکن اس سے کچھ ہو نہ سکا لائق مسند نشینی چتوڑ کے نہ تھا مگر صحیح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باپ کے ساتھ مارا گیا تھا۔

۴۴۔ رانا اجے سی

معلوم ہوتا ہے کہ جب رانا لکم سی مع اپنے ولیعہد ۴۳ ارسی اور دوسرے لوگون کے لڑائی مین کام آیا تو اُس کا چھوٹا بیٹا (۴۴) اجے سی چتوڑ سے نکلکر میواڑ کے مغربی پہاڑون مین حکومت اور وہان کے فسادی بھیلون سے مقابلہ کرتا رہا اور کیلواڑے مین اپنا مقام مقرر رکھا۔ پہاڑی دشمنون مین سے ایک مونجا بالیچا بھیل بڑا زبردست تھا جسکو اجے سی اور اُسکے بیٹے زیر نہین کر سکتے تھے بلکہ اُسنے ایک مقام پر رانا کا مقابلہ کرکے برچھی سے اُسکے سر پر زخم دیا تھا۔ اتفاق سے کنور ہمیر جو اجے سی کے اُس بڑے بھائی ارسی کا بیٹا تھا جو چتوڑ کی لڑائی مین کام آچکا تھا مونجا کا سر کاٹ لایا۔ اجے سی اپنے بھتیجے کی بہادرانہ کارروائی سے نہایت خوش ہوا اور اُس نے مونجا کے سر کے خون سے ہمیر کی پیشانی پر ٹیکا لگا کر راج کا مالک قرار دیا جسنے پرانے وحشیانہ دستور کے موافق آس پاس کا علاقہ بطور شگون کے لوٹ کر اپنا دل خوش کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اجے سی کے دو بیٹون مین سے اجیسی تو اپنی موت سے مرگیا اور دوسرا بیٹا سوجیسی دکن کیطرف چلا گیا جسکی اولاد مین ہونے کا مرہٹون نے دعوی کیا۔

چھتریون کا یہ دعوے ہے کہ ہم ان کے پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتے ہین اور خدا نے سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہے اسلئے مرہٹون نے بھی جو سپاہیون کا فرقہ ہے چھتری ہونے کا دعوے کیا اس دعوے کو جھوٹا یا سچا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے۔ تاریخ مین مرہٹون کا ذکر اس طرح نہین آتا۔ جب اول اول مسلمانون نے دکن پر حملہ کیا ہے تو کہین مرہٹون کا نام نہین آیا اور ایسی ابتر کم توجہی تھی کہ سترھوین صدی مین جب وہ اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے تو اور قومین انکو ایک اجنبی اور نئی قوم سمجھتی تھین دکن کے مسلمان سلاطین کے وقت مین اکثر کوہستانی قلعون مین مرہٹے متعین کئے جاتے کبھی وہ سرکار شاہی سے تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیرین انکو ملتین کبھی وہ دیس مکھ (چودھری یا زمیندار) ہوتے پھر مرہٹے منصب دار ہونے لگے ان بادشاہون نے ان مرہٹون کو انکے قدیمی خطاب راجہ ونایک ورائو کے دئے مغلون نے جو گولکنڈہ احمد نگر و بیجا پور کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین داخل کرنے کا ارادہ کیا اس سبب سے مرہٹون کا بڑا عروج ہوا اس سے دکن کے مسلمان سلاطین کی قوت ٹوٹ گئی مرہٹون کی طاقت بڑھ گئی۔

مرہٹہ کیا چیز ہے اسکو سمجھنا چاہیے۔

ہندوون کے جغرافیہ کے موافق دکن عبارت اُس ملک سے ہے جو نربدا اور مہاندی دریاؤن کے جنوب مین واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے ہین مگر ا نمین پانچ بڑے حصے ہین۔

(۱) ڈراوید (۲) کرناٹک (۳) اندریا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہین تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین۔ مہاراشٹر کا باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کی حدود ہر زمانے مین بدلتی رہتی ہین۔ مرہٹون کی قوم اُس سرزمین مین بستی ہے جو کوہستان کے سلسلے اور ایک خط کے درمیان واقع ہے یہ کوہستان کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب کی النگ مین سلسلہ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے اور خط وہ ہے جو کہ اُسے ساحل بحر پر بیدر اور چاندا کے درمیان وارد ھا پر گذرتا ہوا کھینچا جاے یہ دریا اس کی مشرقی حد اور سمندر اسکی مغربی حد ہے۔

۴۵۔ راناہمیر

ہمیر کی پیدائش کے باب مین ایک قصہ مشہور ہے جسکی تفصیل یہ ہے کہ اسکا باپ ارسی معہدی کے دنون مین شکار کھیلنے کی غرض سے کیلواڑے کی طرف گیا ناگاہ سور کے پیچھے ایک کھیت مین جا نکلا جسکی حفاظت ایک غریب چندانہ راجپوت کی بیٹی (جو ہانون کی ایک شاخ ہے) کررہی تھی اس لڑکی نے کہا کہ مین سور کو اس کھیت سے نکالدیتی ہون اُسنے ایک ڈالی بارہ فٹ لمبی توڑکر اور اُس چبوترے پر چڑھکر جو غلے کی محافظت کے لیے بنایا تھا اُس لکڑی سے مارکر سور کو باہر کھینچ لائی اور آپ وہان سے چلی گئی۔ اسی کے اُس عورت کے اس کام سے بڑا تعجب ہوا ارسی مع اپنے سردارون کے ندی کے کنارے پر گیا اور

وہان جاکر کھانا تیار کرایا جب کھانا کھا رہے تھے اور اُس نوجوان لڑکی کی بہادری کی تعریف کر رہے تھے
کہ یکایک مٹی کا ایک ڈھیلا ارسی کے گھوڑے کے پانون مین لگا اور پانون اُسکا ٹوٹ گیا یہ حال دیکھکر وہ چپ و راست
نظر کرنے لگے تاکہ معلوم ہو کہ یہ ڈھیلا کہان سے آیا اس اثنا مین وہی عورت نظر آئی جسنے کہ سور کو مارا تھا وہ کھیت
مین سے جانور اُڑانے کے لئے غُلّے چھوڑ رہی تھی اُس عورت نے جب دیکھا کہ اُس سے یہ حرکت سرزد ہوئی
اور گھوڑے کا نقصان ہوا وہ ارسی کے پاس آئی اور عذر خواہی کرکے پھر کام پر واپس چلی گئی۔ جب ارسی نے مع
اپنے رفقا کے شکارگاہ سے اپنے گھر کی طرف مراجعت کی راہ مین پھر وہی عورت ملی اُسکے سر پر ایک مٹکا دودھ کا تھا
اور بغل مین ایک بھینس تھی ارسی کے رفقا کے دل مین آیا کہ از راہ ہنسی و مذاق مٹکا دودھ کا اُسکے سر پرسے گرا دیں
ایک نے انمین سے دودھ کے برتن کو ٹھیس لگائی عورت کچھ نہ گھبرائی اور اُس سوار کو زمین پر گرا دیا ارسی کو یہ عورت
پسند آگئی اور اُس سے اُسنے شادی کرکے اپنے باپ سے پوشیدہ پہاڑون مین رکھا جس سے ہمیر پیدا ہوا اور وہ اپنے
رشتہ دارون یعنی چچا اجے سی وغیرہ کے پہاڑی علاقے مین چلے آنے پر اُنکا شریک ہوگیا ہمیر کی مسندنشینی کرنل ٹاڈ
نے سنہ ۱۳۰۱ع مین بیان کی ہے جسکو غلط اور کم سے کم پچاس برس بعد (جسکا خاص وقت معلوم نہین ہوا) سمجھنا چاہئے
اسواسطے کہ علاءالدین خلجی کا حملہ صحیح طور پر ۱۳۰۳ع مین ثابت ہوچکا ہے چیتوڑ کی تباہی اور ایک زبردست مسلمان شہنشاہ
کی موجودگی کے وقت ہمیر کی مسندنشینی جسکے پاس کوئی مقابلے کا سامان نہ تھا خیال مین نہین آسکتی ہمیر کو اجے سی نے
بہت عرصے کے بعد پہاڑی علاقے مین اپنا ولیعہد بنایا تھا ہمیر اپنے چچا اجے سی کی مرنے کے بعد میواڑ کے مغربی علاقے
مین رہ کر چیتوڑ کے حاکم راو مالدیو کا ملک لوٹتا رہا۔ ہمیر کیلواڑے مین مقیم رہا اور اُسنے جھیل ہمیر تلاؤ یہان کھدائی
اور اُسکے کنارے پر ایک مندر بنوایا۔ ہمیر کی شورش کے سبب ملک کی زراعت مین خلل آگیا اور فنون
دستکاری کم ہوگئے اس اثنا مین مالدیو نے ہمیر کو پیغام شادی کا بھیجا اور اُسنے برخلاف صلاح سردارون کے
قبول کیا اور یہ قرار پایا کہ صرف پانسو سوار اُسکے ہمراہ ہون جب وہ چیتوڑ کے متصل پہونچا راو کے پانچون فرزند
اُسکے استقبال کو آئے لیکن دروازہ شہر پر تورن یعنی علامت شادی آویزان نہ تھی یہ فریب دیکھکر وہ
خاموش رہا اور فصیل چیتوڑ پر اول مرتبہ چڑھا راو مالدیو اور اُس کا فرزند بن بیر اور امرا اُسکو محلون مین
لے گئے دلھن کو اُسکے روبرو لائے اور باپ نے اپنی بیٹی کو بدون ادا کرنے کسی رسم مقررہ کے اُسکے حوالے کیا
اُنکے ہاتھ باہم ملاکر اور گانٹھ جوڑکر سب چلے گئے جب ہمیر کو یہ معلوم ہوا کہ اُسنے بیوہ سے شادی کی ہے تو اسکو رنج ہوا
لیکن دلھن کی مہربانی اور وفاداری سے وہ غم بھول گیا جب دلھن نے اُسکو چیتوڑ کو دوبارہ لینے کی تدبیر بتائی
تو اُسکا اثر تہ تک صفحہ خاطر سے محو ہوا یہ رسم معمولی تھی کہ بروقت شادی ایک درخواست دولہ کی خواہ وہ کچھ ہی ہو
منظور ہوتی تھی اور وہ بطور جہیز کے سمجھی جاتی تھی دلھن نے ہمیر کو سمجھا دیا تھا کہ تم جال کو جو چیتوڑ کے عملہ مال کا افسر اور
قوم مہتا سے ہے طلب کرنا اس دلھن اور مہتا کو وہ لیکر کیلواڑے مین دو ہفتے کے بعد واپس آیا اس عورت سے
اول ہمیر کے کھیت سی پیدا ہوا۔ جب کھیت سی ایک برس کی عمر کا ہوا تو رانی نے اپنے باپ کو لکھا کہ مجھے چیتوڑ مین

طلب کرو تاکہ مین خرد سال بچے کو دیوتا کے مندر مین لیجاؤن چیتوڑ سے سوار اُسکے لینے کیلیے آئے اور وہ عورت کچھ ہمراہ
بچے کو لیکر روانہ ہوئی اور چیتوڑ مین داخل ہوئی حسب ہدایت مہتا اُس لشکر کو جو وہان موجود تھا اُس عورت
نے اپنا طرفدار بنا لیا اور اُس وقت مین دشمنون سے مقابلے کے واسطے گیا ہوا تھا ہمیر وہان پاس ہی موجود تھا
باگور مین اسکو خبر لگی کہ طیاری ہو چکی جلد آ کود آیا لیکن باوجود اس فریب کے اُسکا مقابلہ ایسا سخت ہوا کہ
اندیشہ تھا کہ مبادا تدبیر نہ بن پڑے لیکن وہ تلوار ہاتھ مین لیکر بہادرانہ گھس گیا اور جو بیچ مین آیا اُسنے اُسکو
تہ تیغ کیا اور محل مین داخل ہوکر رعایا کو اطاعت قبول کرنے کا اشتہار دیا۔ راؤ مراجعت کرکے قلعہ مین داخل
نہ ہوسکا اور یہ خبر علاء الدین کے جانشین محمود خلجی کے پاس لے گیا ہمیر کا دل اس فتح سے ایسا بڑھا
کہ وہ انتظام کرکے محمود پر گرا۔ محمود لشکر لیکر اُن ممالک کو مفتوح کرنے کے لیے جو اُسکے ہاتھ سے نکل گئے تھے
آگے چلا آتا تھا محمود از راہ نادانی مشرقی بلند قطعہ زمین کی طرف گیا چونکہ وہ راہ تنگ اور بڑے موڑ توڑ کی
تھی اسلئے بہت سا لشکر اُسکا ناکارہ ہوگیا ان تین قطعات غیر آباد مین جو اس ملک مین میواڑ سے لیکر چمبل
تک واقع ہین محمود قطعہ وسط مین سنگولی کے مقام پر خیمہ زن ہوا ہمیر نے اُس مقام پر محمود پر حملہ کیا اور اُس کو
شکست فاش دی اور قید کرلیا محمود تین مہینے مقید رہا بعد اُسکے اجمیر و رنتھنبور و ناگور و بسوئی شیوپور
راناکے سپرد کرکے اور پچاس لاکھ روپیہ اور ایک سو زنجیر فیل دیکر قید سے رہا ہوا۔
لیکن یہ ٹاڈ کی غلط نگاری ہے خلجی خاندان مین دہلی کی سلطنت پر کوئی محمود نہین ہوا خاندان تغلقیہ یا تغلق
شاہیہ مین سے دوسرے بادشاہ محمد تغلق شاہ بن غیاث الدین تغلق کے بعد (جو ۷۲۵ھ ہجری مطابق ۱۳۲۴ء
مین تخت نشین ہوکر ۷۵۲ھ ہجری مطابق ۱۳۵۱ء مین فوت ہوا اور جسکو خواجہ ضیاء الدین برنی تاریخ فیروز شاہی
مین سلطان شہید محمد بن تغلق شاہ اسکے مرنے کے بعد لکھتا ہے اور جسنے رعایا کو نہایت تباہ کرکے ملک مین
اختلال پیدا کر دیا تھا) دہلی کی قوت کم ہوکر بنگالہ۔ جونپور۔ مالوا۔ گجرات۔ اور دکن وغیرہ مین مختلف سردار
اور صوبہ دار خود مختار بن بیٹھے جو مغلون کے عہد تک قائم رہے اور یہی میواڑ کی بے غمی کا موقع تھا ہمیر کے
بعد جسکی موت کا وقت معلوم نہین رانا سانگا کے عہد تک دو سو برس کے عرصے مین مالوہ اور گجرات کے
زبردست بادشاہون نے میواڑ پر حملے کرکے اُسکو تاخت و تاراج کیا جیسا کہ تاریخ فرشتہ کے بیانون سے
ثابت ہے اور جسمین ٹاڈ دیسی روایتون کے ذریعے سے ہندوونکی تعریف بیان کرتا ہے۔

۴۶۔ رانا کھیت سی یا کشتیر سنگھ

جب رانا ہمیر پیرانہ سالی کی عمر مین فوت ہوا تو اُسکا بیٹا کھیت سی ۱۳۶۵ء مین (جیسا کہ ٹاڈ کا قول ہے)
جانشین ہوا اُسنے ملک کے مشرقی علاقے اجمین اور جہازپور کو للا پٹھن سے چھین لیے اور مغربی کوہستان
جوڑا وغیرہ کو فسادی لوگون سے چھین کر داخل میواڑ کیا ہمایون بادشاہ دہلی کو بکردل کے مقام پر اُسنے
شکست دی ٹاڈ صاحب کو اتنا نہ معلوم ہوا کہ کھیت سی بقول اسکے ۱۳۶۵ء مین مرا ہے اور ہمایون کا

عہد سنہ ۱۵۳۶ء سے ۱۵۵۶ء تک گذرا ہے اودیپور کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کھیت سی اٹھارہ برس راج کرکے آپ ایک چارن کے ہتک کئے جانے پر بماودا کے سردار کو لڑائی مین مار کر مارا گیا اسکے بعد ہاڑے کا یہ ملک چتوڑ والون نے چھین لیا اور بماودا مسمار ہوا اور کوئی وارث نرہا کہ بدلا لے بماودہ بوندی کی ایک شاخ تھی اور ٹاڈ یہ کہتا ہے کہ رانا بماودا کے ہاڑا سردار کی لڑکی سے اپنی نسبت چاہتا تھا اسوجہ سے فساد ہوکر اُسکے ہاتھ سے مارا گیا۔ اُسکا یہ قول غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ بناے فساد امر اول تھا نہ دوم پہلے سے رانا کو لو ہاڑا رئیس بماودہ ملک پتھار کی بیٹی بیاہی ہوئی تھی جو رانا کے ساتھ اُس موقع پر ستی ہوئی اور ستی نے چتا پر بیٹھکر پیش گوئی کی کہ جب کبھی راو اور رانا اہیڑے کے شکار پر متفق ہونگے جیسے مہلک واقعات سے میری امید قطع ہوئی آئندہ کو بھی ہوتے رہینگے یہ کلام زبان زد خاص و عام ہوگیا مگر عرصہ دراز کے بعد اسکو یقین نرہا تھا صرف بطور روایت سمجھتے تھے جب سورج مل راو بوندی و رانا رتن سی دوم اہیڑے کے شکار مین مجتمع ہوئے تو دونون لڑکر مارے گئے بعد اسکے رانا راج سنگھ دوم اور اجیت سنگھ رئیس بوندی اہیڑے کے شکار مین جمع ہوئے تو راو کے ہاتھ سے رانا مارا گیا۔

۴۷۔ رانا لاکھا یا لکش سنگھ

آخر چودھوین صدی عیسوی مین لاکھا چتوڑ کی گدی پر بیٹھا جسکا عہد ایک تانبا پتر (یعنی سند تامی) سے سمبت ۱۴۶۲ مطابق سنہ ۱۴۰۶ء مین پایا جاتا ہے لیکن اسکے بعد اسکی موت کا خاص وقت معلوم نہین ٹاڈ کے قول سے اسکا سمبت ۱۴۳۹ مطابق سنہ ۱۳۸۲ء مین مسند نشین ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اسنے میواڑ کے سرکش سردارون کو مغلوب کرکے بوندی کے ہاڑا کو بھی دبانا چاہا کیونکہ رانا ے اودیپور اپنے ماتحت سردارونکی مثل اسکو بھی جانتا تھا چتوڑ پر جو علاء الدین خلجی کے حملے سے زوال آگیا تھا اب از سر نو اسکی حکومت نو ریگ گئی تھی اگرچہ ہامون ہاڑا چتوڑ کی گدی کو بزرگ جانتا تھا مگر وہ اطاعت سے انحراف کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ملک ہم نے خود دسر بھومیون وغیرہ سے فتح کیاہے میواڑ کے پٹے سے نہین ملا ہے رانا نے چڑھائی کی۔ ہاڑون نے بوندی سے پانچ میل پر رانا کے لشکر پر ایسا شبخون مارا کہ رانا رات کی تاریکی مین جان بچا کر بھاگ نکلا اور اُسکے سردار جو ہاڑون کے سامنے آئے مارے گئے۔ رانا کو اس شکست سے بڑا صدمہ ہوا اور چتوڑ آکر پھر فوج جمع کرکے بوندی پر چڑھائی کی تیاری کی مگر نادانی سے اُسکے منھ سے قسم نکل گئی کہ جب تک بوندی کو فتح نکرونگا اُسوقت تک کھانا نہ کھاؤنگا حالانکہ بوندی چتوڑ سے ساٹھ میل کے فاصلے پر تھی رانا کو قسم مین سچا کرنے کے لیئے چتوڑ کے پاس ایک مصنوعی شہر بوندی بنایا گیا تاکہ رانا اسکو فتح کرکے قسم مین سچا ہوجاے جب بوندی تیار ہوئی راجہ کے چند ہاڑے سپاہی جن کا افسر کمبھ تھا ہرن کے شکار سے آرہے تھے نقلی بوندی کا حال سنکر وہ اُسکی حفاظت پر آمادہ ہوگئے رانا نے جب نقلی بوندی کی طرف رخ کیا تو ان وفادار وطن ہاڑون کی گولیون نے اُسکا خیر مقدم کیا رانا نے

اُسنے وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ بوندی ہاڑون کا مولد ہے ہمارے جیتے جی آپ بوندی کے نام سے اُن کی عمارات کو بھی تباہ نہین کرسکتے واقعی جب تک اُنکے دم مین دم رہا اُنھون نے رانا کو اندر نہ جانے دیا۔ اس طفلانہ تسلی کے بعد رانا نے پھر کبھی اصلی بوندی کی طرف رخ نہ کیا۔

کرنل ٹاڈ نے اسکو محمد لودھی کے مقابل چڑھائی کرکے بنگال مین مارا جانا لکھا ہے لیکن یہ محض غلط ہے۔ محمد نام لودھی خاندان مین کوئی نہین گذرا بلکہ اُسوقت دہلی مین لودھیون کی حکومت بھی نہ تھی سیدون کے آخری بادشاہ سلطان علاء الدین عالم شاہ سے سلطان بہلول لودی بن ملک کالا نے ۱۷ ربیع الاول ۸۵۵ھ ہجری مطابق ۱۴۵۱ء کو سلطنت چھین کر لودھیون کی سلطنت جمائی جو ظہیر الدین بابر بادشاہ کے ہاتھ سے ۹۳۲ھ ہجری مطابق ۱۵۲۵ء مین ختم ہوگئی لودھیون مین صرف تین بادشاہ تخت پر بیٹھے۔ سلطان بہلول۔ اور سلطان سکندر اور سلطان ابراہیم اور یہ پچھلا آخری بادشاہ تھا۔

کہتے ہین کہ لاکھا نے بہت سی اولاد چھوڑی۔ اُسکے بڑے بیٹے چونڈا کی نسل مین سلونبر راوت ہین جس سے ایک بھینڈر کے سوا جورانا اودے سنگھ کے بیٹے سکت سنگھ کی اولاد مین ہے اول درجے کے تمام موجود سیسودیہ سردار نکلے ہین۔ لاکھا کے دوسرے بیٹے اجّا اور پوتے سارنگدیو کی اولاد مین کانوڑ راوت ہین جنکی شاخ مین ایک دوسرے درجے کا ٹھکانا باٹھیڑے راؤ وغیرہ گنا جاتا ہے۔ سلونبر اور کانوڑ کو میواڑ کے کل سرداروں سے پُرانا سمجھنا چاہیے۔

۴۸۔ رانا موکل

لاکھا رانا کی اولاد مین سے ایک اتفاقیہ معاملے کے سبب بڑا بیٹا چونڈا راج سے محروم اور کم عمر موکل ریاست کا مالک ہوا جسکی مختصر کیفیت یہ ہے۔

لاکھا رانا پیر ضعیف ہوگیا تھا اور اُسکے بیٹے پوتے راج کے مناسب کامو نپر مامور تھے رنمل والی مارواڑ کے ہانسے اُسکی دختر کی نسبت چونڈا ولیعہد میواڑ کے ساتھ کرنے کے واسطے ناریل آیا جسوقت لانے والے پہونچے چونڈا کہین گیا تھا عمر رسیدہ راجہ نے جو اپنے امرا مین بیٹھا ہوا تھا مہانون کو خاطر داری سے بٹھا کر کہا کہ چونڈا ابھی آئیوالا ہے آوے تب وہی اس ناریل کو لے گا اور مونچھون کو تاؤ دیکر یہ بھی کہا کہ یہ کھلونا تم مجھ سے سفید ریش کو تو کچھ دو گے ہی نہین اسکے مذاق کی لوگون نے تعریف کی اور اُسنے کئی مرتبہ کہا۔ چونڈا نے اُس غیرت سے جو خانگی معاملات مین راجپوتونکو ہوتی ہے اپنے باپ کے طعنے کے سبب اس شادی سے انکار کیا۔ چونکہ ناریل کی واپسی مین رنمل کا ہتک تھا اسواسطے ضعیف و بورھے رانا نے اپنے بیٹے کی سینہ زوری سے تنگ آکر خود لینا قبول کیا مگر اس شرط سے کہ اگر اس شادی سے میرے لڑکا پیدا ہو تو چونڈا دعوے مسند نشینی سے دست بردار ہو کر اوس کا اول درجے کا فرمانبردار سردار رہے چنانچہ چونڈا نے اپنے باپ کی خواہش کے موافق قسم کھائی اور بڑی وفاداری سے اسپر عمل کیا سلونبر کا ٹھکانا اب اُسکی اولاد کے قبضے مین ہے

اور ریاست سے ہر ایک بخشی ہوئی جاگیر کے پرانے پر اُنکے بھائے کا نشان تصدیق کے طور پر کیا جاتا تھا نئی شادی سے ضعیف رانا لاکھا کے جو ایک بیٹا پیدا ہوا اُسکا نام موکل رکھا گیا اور ولیعہد چونڈا کو اقرار کے موافق گدی کے حق سے علحدہ ہونا پڑا۔

موکل کی مسند نشینی کرنل ٹاڈ نے ۱۳۹۵ء مین لکھی ہے جسمین تھوڑا فرق ہے کیونکہ ایک تانبا پتر (سند نامہ) سے جو ایک بھٹ کی کھان کیلیے لکھا گیا تھا لاکھا کا عہد سمبت ۱۴۶۲ مطابق ۱۴۰۵ء مین پایا جاتا ہے اور ایک دوسرا کتبہ جسمین سمبت ۱۴۹۹ مطابق ۱۴۱۳ء درج ہین موکل کے وقت کا مقام دیلواڑہ واقع شمالی میواڑ کے جین مندر مین ملا ہے اس واسطے ۱۴۰۶ اور ۱۴۱۳ کے درمیان رانا لاکھا کی وفات اور موکل کی مسند نشینی سمجھنی چاہیئے جسکا خاص وقت ابھی دریافت نہین ہوا۔

موکل نے اپنی حکومت مین چتربھج یعنی چار ہاتھ والے دیوتا کا ایک مندر میواڑ کی شمالی سرحد پر بنوایا جسکی پوجا ابتک اُس ملک مین زیادہ ہوتی ہے۔

رانا موکل اپنے دو کینز زادہ چچاؤن کے ہاتھ سے پوجا کرتے وقت مارا گیا لیکن اُس کے بیٹے کونبھا نے مارواڑ والون کی مدد سے اپنے باپ کے قاتلون کو بھی زندہ نہ چھوڑا یہ واردات سمبت ۱۴۹۰ مطابق ۱۴۳۳ء مین سمجھنی چاہیئے جسکے ایک برس پہلے فرشتہ کے بیان سے موکل کی موجودگی ثابت ہوتی ہے۔

۴۹ - رانا کونبھا

اس رانا کی مسند نشینی سمبت ۱۴۹۰ مطابق ۱۴۳۳ء مین خیال کی گئی ہے اور یہ پہلا موقع ہے کہ یہان سے میواڑ کی تاریخ مین سلسلہ وار سال و سمبت کا دور شروع ہوتا ہے۔

اس رانا کے وقت مین گجرات و مالوہ کے حاکمون سے جو خود مختار بادشاہ کہلانے لگے تھے اکثر لڑائیان رہی ہین۔ کونبھا کا معاصر مالوے والا پہلا محمود خلجی ہے جو ۸۳۶ھ ہجری مطابق ۱۴۳۲ء مین تخت مالوہ پر متمکن ہوا تھا۔

بعض دیسی کتابون مین لکھا ہے سمبت ۱۴۹۶ مطابق ۱۴۴۰ء مین محمود مالوی کو نبھا کے مقابلے مین کسی جگہ شکست کھا کر پسپا ہو گیا تھا اسی کی یادگار مین قلعہ چتوڑ پر بڑا کیرتی ستنبھ یعنی ستون ناموری بنایا گیا جو ابتک درست و قائم ہے اور یہ درست نہین کیونکہ تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ مالوے کے سلطان محمود خلجی نے ۸۴۶ھ مطابق ۱۴۴۲ء مین ملک چتوڑ پر حملہ کیا تمام مین ہل چل ڈالدی قتل و غارت کا بازار گرم کردیا بتخانون کو تڑوا کر مسجدین تعمیر کرائین سلطان ہر مقام پر تین چار روز ٹھہر کر راجپوتون کو پامال کرتا اور تمام آبادیون کو ویرانہ بناتا جب قلعہ کونبھل گڑھ کے قریب پہونچا تو قلعدار نے جو کونبھا کی طرف سے مقرر تھا قلعہ نشین ہو کر لڑائی شروع کردی قلعہ کے پاس ایک بڑا مندر تھا اسمین لڑائی کا بہت کثرت سے سامان راجپوتون نے جمع کر کے مورچے کا کام اُس سے لیا تھا سلطان نے ایک ہفتے مین اُس مندر کو فتح کرلیا اور اُسمین ایندھن

پھروا کر آگ لگوادی اور بت جو بکری کی شکل پر سنگ مرمر سے بنا ہوا تھا جلکر چونہ ہوگیا سلطان نے وہ چونہ پانوں کے ساتھ راجپوتوں کو کھلوایا وہاں سے فتح پاکر سلطان چتوڑ پر آیا اور اُسکے حصار کو قہر و غلبہ سے فتح کر کے ہزاروں راجپوت قتل کرائے سلطان کو معلوم ہوا کہ کونبھا اُسی دن قلعہ سے نکلکر ایک پہاڑی مین چھپ گیا ہے سلطان نے فوج کے کئی ٹکڑے کر کے اُسکی گرفتاری کے لیے بھیجا ایک ٹکڑے سے کونبھا کا مقابلہ ہوگیا سخت جنگ کے بعد کونبھا ہزیمت پاکر پھر چتوڑ مین جا چھپا بادشاہ تو ملک کے ایک مقام مین ٹھہر گیا اور فوج کو تسخیر و تباہی علاقجات کے لیے پے درپے بھیجا موسم برسات سر پر آگیا اسلیے سلطان نے ارادہ کیا کہ کسی اونچی جگہ پر قیام کرے اور برسات کے نکلنے پر پھر قلعہ کا محاصرہ کرے کونبھانے ماہ ذیحجہ ۸۴۶ھ ہجری مین دس ہزار سوار اور چھ ہزار پیادہ کے ساتھ شب خون مارا یہ جمعہ کی رات تھی سلطانی سپاہ کی ہوشیاری و خبرداری کی وجہ سے سخت نقصان اُٹھاکر بھاگ گیا۔ دوسری رات کو سلطان نے شب خون مارا کونبھا زخمی ہوکر چتوڑ کی طرف بھاگ گیا اور بہت سے راجپوت کھیت رہے اور لشکر اسلام کے ہاتھ بہت سی غنیمت آئی۔ اب سلطان نے مانڈو کو مراجعت کی اور دوسرے سال پر چتوڑ کا معاملہ رکھا۔

۸۵۰ھ ہجری مین سلطان نے کونبھا پر پھر حملہ کیا اور اول مانڈل گڑھ کی طرف جہان رانا ٹھہرا ہوا تھا روانہ ہوا اور پے درپے کوچ کر کے بنّاس ندی پر مقام کیا رانا کونبھا چونکہ مقابلے کی طاقت نرکھتا تھا مانڈل گڑھ مین متحصن ہوگیا دوسرے یا تیسرے روز اُسکے راجپوتوں نے قلعہ سے نکلکر لڑائی کی مگر نہایت تباہی اور بربادی کے ساتھ شکست پاکر لوٹ گئے آخر کار کونبھانے مجبور ہوکر پیش کش دینا قبول کیا سلطان نے بھی مصالحت مین بہتری سمجھی اور وہانسے خاطرخواہ نذرانہ وصول کر کے اپنے ملک کو لوٹ گیا۔

اس رانا کی بیٹی کی نسبت جیسلمیر کے راؤ دوسرے کیہر کے بیٹے جیتا سے ہوئی تھی دولہ بیاہ کے لیے روانہ ہوا اور اولی پہاڑ مین برات کے پہونچنے پر دلھن کے متعلق ایک معیوب بات سنکر خفیہ تحقیقات کرائی تو اُس عیب کا دلھن مین موجود ہونا ثابت ہوا اسلیے جیتا اپنے وطن کو لوٹ گیا اور شادی نہ کی رانا کو غصہ آیا مگر شرم کی وجہ سے خاموش رہا اور اُس لڑکی کی نسبت دوسری جگہ کر دی یہ بات جیمس ٹاڈ کی تاریخ راجستان مین تفریح لیے نہ مذکور ہے۔

اس رانا کے وقت سے مارواڑ کا راؤ رنمل اور اُسکا بیٹا جودھا جسکے نام پر شہر جودھپور آباد ہوا میواڑ کے ریاستی کاروبار مین زیادہ دخیل رہتے تھے لیکن کونبھا کے عہد سمت ۱۵۰۰ مطابق ۱۴۴۳ع مین راٹھوروں کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوگیا اسلیے چونڈا واپس چتوڑ بلایا گیا جو کچھ عرصہ پہلے رنجیدہ ہوکر مالوہ کے بادشاہ کے پاس جا رہا تھا چونڈا بڑی ہوشیاری کے ساتھ رات کے وقت قلعہ مین داخل ہوا جسکے مقابل راٹھوڑوں کو چتوڑ چھوڑنا پڑا مارواڑ کا راؤ رنمل جس کو نشے کی حالت مین ایک عورت نے چارپائی سے باندھ دیا تھا ہمت کے ساتھ کئی مخالفون کو مار کر کام آیا اُسکا بیٹا جودھا چالاکی سے جان بچا کر اپنے وطن پہونچا۔ چونڈا پیچھا کرتا ہوا مارواڑ کی راجدھانی تک چلا گیا اور جودھا اگرچہ اُسکے ہاتھ نہ آیا لیکن منڈور کو اُسنے جا دبایا جہاں اپنے دو بیٹون

کو قتل اور ساتجا کو چھوڑ کر واپس میواڑ مین چلا آیا راٹھوڑون نے موکل کی مان کے اشارے سے کچھ غیا گوت کو ساتھ لیکر منڈوہ پر حملہ کیا جہان چونڈا کا بڑا بیٹا مارا گیا اور دوسرا لڑکا میواڑ کی طرف بھاگتے ہوئے گوڈواڑ کے علاقے مین گرفتار ہو کر قتل کیا گیا اسطرح سات برس کے بعد راو جودھا نے اپنی دارالریاست کو واپس لیا اور پھر اطمینان سے سمبت ۱۵۱۵ مطابق ۱۴۵۹ء مین شہر جودھپور کی بنا ڈالی جو ابتک اُسکی اولاد کا دارالحکومت ہے۔ مالوے کے پہلے سلطان محمود خلجی نے بنور گڈھ رنتھنبور کے قصبات مین سے بہت فتح کر کے اپنے سپہ سالار تاج خان کو آٹھ ہزار سوار اور ۲۵ ہاتھیون کے ساتھ قلعہ چتوڑ کی تسخیر کے لیے بھیجا اور خود کوٹے سے نذرانہ لیتا ہوا مانڈو کو لوٹ گیا۔

مرآت سکندری مولفہ مرزا سکندر مین مذکور ہے کہ سلطان محمود مالوی نے ۸۵۵ھ ہجری مطابق ۱۴۵۱ء مین ناگور پر لشکر کشی کی اور سلطان قطب الدین والی گجرات نے حاکم ناگور کی مدد کے لیے سپاہ بھیجی سلطان محمود یہ خبر سنکر سانبھر تک جا کر لوٹ گیا قطب الدین کا سردار قوام الملک بھی اپنی سپاہ کو لوٹا لایا جب فیروز خان بن شمس خان دندانی حاکم ناگور مر گیا اور مجاہد خان برادر فیروز خان نے شمس خان بن فیروز خان کو ناگور سے نکال دیا تو شمس خان طلب مدد کیلئے رانا کونبھا کے پاس آیا اور رانا مدد کو اسکے ساتھ روانہ ہوا۔ مجاہد خان رانا کی آمد حال سنکر سلطان محمود خلجی مالوی کے پاس چلا آیا رانا نے ناگور پہونچکر چاہا کہ عمارات کو منہدم کرا دے شمس خان نے منع کیا رانا نے نہ مانا اور اپنی بات پر مصر رہا شمس خان لڑائی پر آمادہ ہوا اسلیے رانا ناراض ہو کر میواڑ مین چلا آیا اور یہان سے زیادہ فوج لیکر دوبارہ ناگور کو گیا شمس خان قلعہ ناگور کا استحکام کر کے خود سلطان قطب الدین کے پاس چلا گیا اور رانا کے مقابلے کے واسطے اُس سے امداد چاہی سلطان نے راے امین چند مانک اور ملک گدا کو بہت سے افسرون اور فوج کے ساتھ شمس خان کی امداد کے لیے نامزد کیا۔ ناگور کے علاقے مین ان سردارون اور رانا مین جنگ ہوئی اور طرفین کے ہزارون آدمی مارے گئے مگر لڑائی کا فیصلہ نہ ہوا اور فتح کا بھی کسیکو فریقین مین سے دعوے نہ ہوا رانا ملک ناگور کو لوٹ کر میواڑ مین لوٹ آیا ۸۶۰ھ ہجری مطابق ۱۴۵۶ء مین مالوے کا پہلا محمود خلجی ہاڑوتی کو مغلوب کرتا ہوا میواڑ مین آیا رانا کونبھا نے مقابلہ نہین کیا بلکہ اطاعت کر کے کچھ اشرفیان اور روپے پیش کش کے طور پر بادشاہ کے پاس بھیجے چونکہ یہ سکے رانا نے اپنے نام سے جاری کئے تھے سلطان دیکھکر بہت ناراض ہوا اور پیش کش کو واپس کر کے اپنے لشکر کو تاراجی ملک کا حکم دیا۔ لشکر نے بڑی تباہی پیدا کی اور منصور الملک کو حکم دیا کہ وہ جاکر مندسور کا ملک ویران کرے جو رانا سے تعلق رکھتا تھا اور اسکو یہ بھی حکم دیا کہ مناسب موقع پر تھانے بٹھا کے اس ملک مین قصبہ آباد کر کے خلجی پور اُسکا نام رکھے رانا یہ خبر سنکر گھبرا گیا اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ سلطان کی خدمت مین پیام بھیجا کہ جسقدر پیش کش کے لیے آپ حکم دینگے حاضر کرتا رہونگا اور آیندہ کبھی اطاعت و انقیاد سے انحراف نہ کرونگا بشرطیکہ قصبہ خلجی پور کی آبادی و تیاری موقوف کردیجاے چونکہ برسات کا موسم قریب آ لگا تھا سلطان دلخواہ پیش کش وصول کر کے مانڈو کو لوٹ گیا اور ۸۶۱ھ ہجری مطابق ۱۴۵۷ء مین پھر مندسور کی تسخیر کے ارادے سے

روانہ ہوا اور وہان پہونچکر خود تو وسط ملک مین مقام کردیا اور سپاہ کے گروہ جابجا ملک کی پامالی کے سبب روانہ کردیے۔

۸۶۰ھ ہجری مطابق ۱۴۵۵ء مین سلطان قطب الدین گجراتی رانا سے انتقام بربادی ناگور کا لینے کو میواڑ پر چڑھ گیا اور کونبھل میر کو محصور کرلیا۔ رانا ایک دن اپنی سپاہ لیکر قلعہ مین سے اترا قطب الدین سے جنگ کی اور ہزیمت پاکر واپس قلعہ پر چڑھ گیا سلطان نے محصورین پر سختی کی اور تمام علاقے مین فوج اور افسر بھیجکر ملک کو تباہ کرایا اور اتنی بربادی پھیلائی کہ رعایا مین سے کسیکے پاس مویشی باقی نرہے اور اتنے لونڈی غلام لشکریون کے ہاتھ آے کہ شمار سے باہر تھے۔ مورخ کہتا ہے کہ کونبھا عاجز شدہ امان خواست و خدمت لائق قبول کردہ رسن عہد و وثوق بر رقبۂ خود بست کہ من بعد بطرف ناگور یا بسمتے از اطراف اسلام لشکر نکشد۔ کونبھا کے اطاعت اختیار کرلینے کے بعد سلطان میواڑ چلا گیا۔

۸۵۹ھ ہجری مطابق ۱۴۵۴ء مین کونبھانے اجمیر پر قبضہ کرلیا وہان کے مسلمانون نے مالوے کے پہلے سلطان محمود خلجی کے پاس متواتر عرضیان بھیجین کہ یہ مسلمانون کا متبرک مقام ہندوُن کے ہاتھ سے خلاص کرادیا جاے اور جو سپاہ سلطان کی طرف سے ہاڑوتی کی تسخیر کے لیے مامور تھی اُسکے امرانے بھی لکھا کہ اجمیر مین راجپوتون نے قبضہ کرکے اسلام کا نشان مٹادیا ہے سلطان ان دنون مندسور کے علاقے مین مقیم تھا کہ بذات خاص اس کام کے لیے سپاہ لیکر روانہ ہوا کونبھانے اپنی طرف سے وہان کے قلعہ مین کچھ جمعیت رکھ چھوڑی تھی جنکا افسر گجادھر تھا سلطان نے اجمیر کے پاس پہونچکر امرا کو حکم دیا کہ قلعہ کے چارون طرف سے حملہ کرین چار دن تک جان توڑکر راجپوت لڑے پانچوین دن گجادھر مست ہاتھی کی طرح مع اپنے ہمراہیون کے سربکف قلعہ سے نکلا اور جنگ مغلوبہ کرکے مارا گیا اُسکے باقی ماندہ ہمراہی قلعے مین لوٹے لیکن سلطان کے آدمی بھی انکے ساتھ قلعہ مین داخل ہوگئے اور اسپر قبضہ کرکے راجپوتونکو قتل کرڈالا سلطان نے نعمت اللہ کو سیف خان خطاب دیکر وہان کے انتظام کے لیے مقرر کردیا خود مانڈل گڑھ کی طرف چلا اور اجمیر سے کوچ اور مقام کرتا ہوا بناس کے کنارے پہونچا اور اُس قلعہ کی تسخیر کے لیے چارون طرف امرا کو مع افواج کے نامزد کیا لڑائی ہوئی بہت سے مسلمان اور راجپوت طرفین سے مارے گئے موسم بارش سر پر آگیا اسلئے سلطان نے کہا کہ آیندہ بعد بارش اسکی تسخیر کیطرف توجہ کی جائے گی اور وہان سے مراجعت کی پھر ماہ محرم ۸۶۱ھ ہجری مطابق ۱۴۵۶ء مین تسخیر مانڈل گڑھ کے ارادے سے کوچ کیا جہان جہان تہخانے پائے برباد کرادیے اور قلعہ کے متصل پہونچکر درختون کو کٹوانا شروع کیا اور عمارات کو منہدم کرایا اور مورچے بنوانے لگا یہانتک کہ دہ حصار قلعہ سے ملگئے انکی مدد سے حصار کو لے لیا اور بہت سے آدمی راجپوتون کے مارے گئے لیکن راجپوت اُس قلعہ پر چلے گئے جو پہاڑ پر تھا اور اُسکے استحکام کے زعم مین بیحد مغرور تھے لیکن سلطانی توپخانے کے فیرون سے اوپر کے قلعہ کے تالابون کا پانی سوکھ گیا تو قلعہ نشین بہت پریشان ہوئے اور اطاعت گذاری کے

پیام دیئے اور دس لاکھ روپے پیش کئے اور حفظ و امن حاصل کی یہ فتح ۲۵ ذیحجہ سنہ ۸۶۲ ہجری مطابق ۱۴۵۷ء
کو حاصل ہوئی سلطان دوسرے قلعہ پر آیا جہان بتخانہ پایا اُسکو تڑوا کر مسالے سے مسجد تعمیر کرائی اور قاضی و موذن
و خطیب اپنی جانب سے مقرر کر دئیے۔ ۱۵ محرم سنہ ۸۶۳ ہجری کو چیتوڑ کی تسخیر کا عزم کیا اور سلطان زادہ غیاث الدین
کو بھیلواڑے کی طرف بھیجکر اُسکو لٹوا دیا اس کام کے بعد سلطان مانڈو کو لوٹ گیا اور سنہ ۸۶۶ ہجری مطابق
سنہ ۱۴۶۱ء مین بار دیگر راجپوتون کی پامالی کے ارادے سے حرکت کی اور اہار مین مقام کیا۔ سلطان زادہ
غیاث الدین اور تاج خان کو آگے سے میواڑ کی تباہی کے لیے روانہ کر دیا انھون نے کونبھل میر تک بربادی
پھیلانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ سلطان جب کونبھل میر کے پاس آیا تو دوسرے دن سوار ہو کر قلعہ کی شرقی
جانب کے پہاڑ پر چڑھکر ملاحظہ کیا اور کہنے لگا کہ یہ قلعہ کئی سال کے محاصرے کے بغیر مفتوح نہ ہو سکے گا اسلئے
وہان سے کوچ کرتے ڈونگرپور کے علاقے مین چلا گیا ڈونگرپور کے راول نے عاجزی کے ساتھ اطاعت کی
اور دو لاکھ روپے اور بیس گھوڑے نذر کئے۔

سروہی کی تاریخ مین لکھا ہے کہ گجرات کا بادشاہ قطب الدین سروہی کے راستے سے میواڑ پر چڑھائی
کرتا اور لوٹ مار کر کے ملک میواڑ کو برباد کر دیتا آخرکار رانا نے سدباب کے لیے سروہی پر فوج بھیجی جو نرسنگھ کی
ماتحتی مین تھی اسنے دیوڑون سے آبو کا پہاڑ چھین لیا رانا نے آبو کی آب و ہوا کو پسند کر کے وہان محل تالاب
اور مہادیو کا مندر بنایا جو ابتک آبو کے اوپر موجود ہے اور ایک بڑی فوج اُسکی محافظت کے لیے وہان
رکھی سروہی کے راؤ لاکھا سے بجز اسکے اور کچھ چارہ بن نہین آیا کہ اسنے سنہ ۸۶۰ ہجری مطابق سمبت ۱۵۱۳ مین
سلطان قطب الدین گجراتی سے جب کہ وہ میواڑ پر آتا تھا فریاد کی سلطان نے ملک شعبان نام ایک امیر
کو اُسکی مدد پر مقرر کیا مگر ملک مذکور نے کوہ آبو پر چڑھکر رانا کے سپاہیون سے شکست کھائی اور اس لڑائی
مین بہت سے مسلمان مارے گئے ملک شعبان ہار کر قطب الدین کے پاس چلا گیا قطب الدین خود سروہی
مین آیا دیوڑہ جو رانا کے رشتہ دار تھے ان سے لڑا اور فتح پا کر میواڑ کو گیا مگر پھر آبو بدستور رانا کے قبضے مین رہا
دس برس کے بعد جب سنہ ۸۷۰ ہجری مطابق سمبت ۱۵۲۶ مین قطب الدین گجراتی اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ باتفاق
میواڑ پر چڑھ آئے تو قطب الدین نے سروہی پہونچکر آبو رانا کے سپاہیون سے چھین لیا اور سروہی کے
رئیس کے حوالے کیا۔

بعض لکھتے ہین کہ رانا کونبھا اول چیتوڑ بخوف افواج شاہی بسبب رضامندی راؤ سروہی کے بطور
پناہ پذیری واسطے چند ماہ کے آبو کے اوپر اچل گڑھ مین ٹھہرا تھا بعد واپسی فوج شاہی کے راؤ سروہی
نے چاہا کہ رانا واپس چلا جائے مگر اُسنے ایک ایسے مضبوط مقام کو پا کر اُسکے چھوڑنے سے انکار کیا تب
راؤ کے بیٹے نے فوج جمع کی اور پہاڑ کے اوپر جا کر رانا اور اُسکے آدمیونکو نکال دیا۔

رانا کونبھا بتیس برس راج کرنے کے بعد سمبت ۱۵۲۵ مطابق ۱۴۶۸ء مین اپنے بیٹے اودے سنگھ کے ہاتھ سے بحکومت

سکے سبب بے بصر تھا قتل ہوا۔

اُسنے اپنی زندگی مین بتیس قلعے اور کئی مندر بنوائے ان مین سے قلعہ کونبھل میر جو میواڑ کی شمالی و مغربی حد پر اربلی پہاڑ کے سلسلے مین دو کوس پھیلا ہوا ہے میواڑ مین چتوڑ سے دوسرے نمبر پر سمجھا جاتا ہے۔ مذہبی مکانات مین سے رکھب دیو کا جینی مندر بھی میواڑ کے جنوبی پہاڑی علاقے مین جہان اُسکی ہوتروالون سے جینی مورت چھپا کر رکھی گئی ہوگی اسی رانا کی مدد خرچ سے بنا ہے۔

جوالا سہاے نے جو نہایت تعصب سے تاریخ لکھی ہے اُسمین اوٹ پٹانگ لکھ مارا ہے کہ کونبھا نے بادشاہ دہلی کو شکست دی اس بوالعجب کو یہ بھی تحقیق نہ ہوا کہ دہلی کے کون سے بادشاہ نے کونبھا پر چڑھائی کی تھی یا کونبھا دہلی پر چڑھ کر کب گیا تھا کہتے ہین کونبھا خود شاعر تھا اور اُسنے نہایت حسین رانی سے شادی کی تھی۔

۴۹۔ اودے سنگھ

اودے سنگھ جسکا نام ریاست کے نسب نامے سے خارج کر دیا گیا ہے اپنے والد کو قتل کر کے گدی پر بیٹھا لیکن اُس کے رشتہ دار اُسکی خراب عادتون سے اور اس سبب سے کہ اُسنے باپ کو مار ڈالا تھا جو بڑا گناہ ہے جلد ناراض ہوگئے اودے سنگھ نے مدد کی امید پر اجمیر وغیرہ کا علاقہ جودھپور والونکو دیکر سروہی کے دیوڑہ سردار کو آزاد مان لیا۔ پانچ برس کے اندر سمبت ۱۵۳۰ مطابق ۱۴۷۳ء مین اودے سنگھ کو ماتحت سردارون نے خارج کر کے اُسکے چھوٹے بھائی راے مل کو مسند پر بٹھا دیا اور وہ لاچار مانڈو کو چلا گیا جہان کے بادشاہ کو اُسنے اپنی بیٹی بیاہ دی اور بقول ابھی دینے کا وعدہ کیا تھا کہ اتفاقاً مانڈو کے دربار سے رخصت ہو کر نکلتے وقت بجلی گرنے سے ہلاک ہوا۔

۵۰۔ رانا راے مل

سمبت ۱۵۳۰ مطابق ۱۴۷۳ء مین اودے سنگھ کے میواڑ سے نکالے جانے کے بعد چتوڑ کی گدی پر بیٹھا اس رانا نے اپنی ایک بیٹی کی شادی سروہی کے راؤ جے مل دیوڑہ کے ساتھ کر کے اُسکو آبو پہاڑ جہیز مین دیدیا جو آجتک دیوڑون کے قبضے مین چلا آتا ہے یہ روایت اسی ریاست کی ہے حقیقت مین دیوڑون کا قبضہ اُسپر پہلے سے تھا۔ مہارانا سجن سنگھ نے جو تاریخ کی کتاب تیار کرائی ہے اُسمین تحریر کیا ہے سنہ [illegible] ہجری مطابق سمبت ۱۵۹۹ مین فرشتہ نے لکھا ہے کہ ناصر الدین مالوہ کا بادشاہ آنبیر کا علاقہ لوٹ کر چتوڑ کی طرف آیا جہان رانا راے مل نے اُسکی اطاعت کر لی اسلیے چتوڑ لوٹ اور بربادی سے بچگیا اور رانا کے رشتہ دار بھائی اچھو نے اس نے ناصر الدین کو بیٹی دی جسکا نام رانی چتوڑی رکھا گیا۔

رانا رائمل کے وقت مین اُسکے تینون بیٹون پرتھوی راج۔ جیمل۔ سانگا اور عم زاد بھائی یعنی رانا موکل کے پوتے اور کھیم کرن کے بیٹے سورج مل کے فسادون سے ملک بہت خراب ہوا۔ یہ چارون شخص راے مل کے بعد راج لینا چاہتے تھے جن مین سے پرتھوی راج کو اُسکے بہنوئی نے جو آبو پر رہتا تھا زہر دیکر مار ڈالا

کیونکہ وہ اُسکی بہن کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا تھا جے مل کے ساتھ ایک راجپوت نے اپنا کھویا ہوا علاقہ
دلانے کے وعدے پر اپنی بیٹی کی شادی کردینی چاہی تھی لیکن جے مل کو اقرار پورا کئے بغیر شادی پر تیار دیکھکر اُسنے
قتل کرڈالا۔ راناکا عمزاد بھائی سورج مل سانگا کا بڑا دشمن تھا یہانتک کہ اُسنے ایکبار تلوار میان سے نکالکر سانگا
کو قتل کرنا چاہا لیکن سورج مل بیچ مین آگیا اور جو تلوار سانگا کے لگتی وہ سورج مل کے لگی لیکن سورج مل اور پرتھی راج
تو بوجہ زخم شدید کے وہان سے ہل نسکے اور سانگا تلوار کے پانچ زخم اور ایک تیر آنکھ مین کھاکر بھاگا تیر کے زخم سے
ایک آنکھ اوسکی جاتی رہی سورج مل پریشان ہوکر میواڑ کے جنوبی مشرقی جنگل مین جا رہا جہان اُسنے ایک دیولیہ
نام قلعہ بنانے کے بعد بہت سے وحشی لوگون کو اپنا تابع کرکے ایک ریاست کی بنا ڈالی جو اب پرتاب گڑھ کے نام
سے اسکی اولاد کے قبضے مین چلی آتی ہے۔
جبکہ سب دعوے دار ٹھکانے لگ گئے تو رائمل کے بعد ایک کنور سانگا ہر طرح راج کا مالک اور حقدار رہ گیا
جسنے خانگی لڑائی جھگڑون کے سبب بکریان چرانے اور تکلیفین اٹھانے مین دن کاٹے تھے جب دہقان نے
بھی جسکی بکریان چرایا کرتا تھا نکالدیا تو ایک راجپوت کی مدد سے گھوڑا اور ہتھیار پاکر اجمیر کے متصل سری نگر کے پرمار
سردار کے ہان نوکر ہوگیا تھا یہی سانگا ہے جسکی لڑائی بابر کے ساتھ مشہور چلی آتی ہے۔
رائے مل نے سمبت ۱۵۶۵ مطابق ۱۵۰۸ء مین وفات پائی۔

۵۱ - رانا سانگا یا سنگرام سنگھ اول

رانا سنگرام نے جو عام طور پر سانگا مشہور ہے اپنے والد کے بعد سمبت ۱۵۶۵ مطابق ۱۵۰۸ء مین چتوڑ کا راج پاکر
میواڑ کو ہر طرح ترقی پر پہونچایا۔ راجپوتانے کا بڑا حصہ اُسکے قبضے مین تھا۔
سلطان محمود ثانی بن سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین والی مالوہ کے پاس راجپوتون کو
بہت زور حاصل ہوگیا یہانتک کہ سلطان اُنکی مٹھی مین آگیا آخر کار سلطان بھی راجپوتون کے تسلط سے
گھبرا گیا جن کا افسر اعلے میدنی رائے تھا اور اُسکے ماتحت راجپوت چالیس ہزار کی تعداد مین تھے راجپوتون
نے ایکبار سلطان کے دار الریاست مانڈو پر قبضہ کرلیا اور خود محمود سلطان مظفر شاہ گجراتی کے پاس بھاگ گیا
اور اُس سے مدد لیکر مانڈو پر لشکرکشی کی جب میدنی رائے نے اپنے مین اُنکے مقابلے کی طاقت نہ پائی تو اپنے
بیٹے تنھورائے کو تو کچھ سپاہ کے ساتھ یہان چھوڑا اور خود چتوڑ کو رانا سانگا سے مدد حاصل کرنے کے لیے چلا گیا
اور سانگا کو بہت سا روپیہ اور ہاتھی دیکر اپنا مددگار بنالیا اور اجین کی طرف لے چلا سلطان مظفر نے بھی سانگا
کے مقابلے کے لیے عادل خان فاروقی حاکم آسیر و برہانپور کو بھیجا سلطان کی سپاہ کی امداد سے محمود نے جبرًا و قہرًا
قلعہ مانڈو ۹۲۴ھ ہجری مطابق ۱۵۱۸ء مین فتح کرلیا کہتے ہین کہ انیس ہزار کے قریب راجپوت کھیت رہے
اور مسلمان بھی بہت سے مارے گئے راجپوتون کی عورتین گرفتاری کے اندیشے سے جوہر کرکے جل مرین
جب یہ خبر میدنی رائے اور سانگا کو پہونچی جو ادھر آرہے تھے تو قلعہ دھار سے لوٹ گئے مظفر شاہ محمود کے قبضہ

پا لینے کے بعد لوٹ گیا جو کہ ابھی تک چاندیری وگاگرون پر میدنی راے کا قبضہ تھا اور قلعہ راے سین وبھیلسہ وسارنگ پور پر سلہدی راجپوت کا تسلط تھا سلطان محمود نے اول حملہ گاگرون پر کیا میدنی راے نے سانگا سے مدد مانگی اور وہ بہت سی فوج لیکر چتوڑ سے چلا سلطان محمود نے اسکی روانگی کا حال سنا تو خود بھی ادہر سے رانا کی طرف بڑھا اور کڑی کڑی منزلین کر کے سانگا کے لشکر سے سات کوس پر ٹھہرا جب یہ حال رانا کو معلوم ہوا کہ پے در پے طول طویل کوچون سے سلطان کی فوج تھک رہی ہے تو اُسی وقت حملہ کر دیا محمود اس حملے سے بے خبر تھا اُسکے امرا نے عرض کیا کہ سپاہ تھکی ہاری ہے اسلیے لڑائی سے کنارہ کشی بہتر ہے لیکن سلطان نے نہ مانا تھوڑے سے عرصے مین سلطان کے بڑے بڑے ۳۲ سردار مارے گئے اور بہت سی سپاہ کام آئی آصف خان گجراتی جو سلطان مظفر شاہ کی طرف سے کمک کو ہمراہ تھا پانسو سواران گجراتی کے ساتھ تہ تیغ ہوا لشکر مالوہ مین سے بجز سلطان خان محمود خلجی اور دس سوارون کے کوئی میدان معرکہ مین باقی نرہا لیکن سلطان نے دفور تہور سے دشمن کی پچاس ہزار سپاہ پر حملہ کر دیا یہ دس سوار بھی مارے گئے اب سلطان تنہا رہ گیا اسنے اپنا گھوڑا راجپوتون مین ڈالدیا اور سر بکف ہو کر لڑنے لگا اُسکے بدن پر دو زرہین تھین سو زخم کھاے جن مین سے پچاس اندر کی زرہ سے گذر گئے اور تیورا کر گھوڑے سے گر گیا راجپوت جب پاس آے تو پہچان لیا دریاے حیرت مین ڈوب گئے اور اُسکی شجاعت کا لوہا مان گئے فرشتہ لکھتا ہے "رانا سانگا اورا در جاے مناسب نشانده دست بستہ پیش او بایستاد و در شرائط خدمت گذاری تقصیر ننموده بمعالجۂ زخمہاے سلطان پرداخت" تمام سامان سلطانی سانگا کے ہاتھ لگا یہانتک کہ سلطان ہوشنگ والا تاج مرصع بھی اُسنے سلطان سے طلب کر لیا جب زخم مندمل ہو گئے تو اُسکے ساتھ ایک ہزار سوار دیکر مانڈو کو بھیجدیا جہان پہونچکر دوبارہ اُسنے اپنی حکومت جمائی فرشتہ رانا کے اس سلوک کو نہایت فتوت پر حمل کرتا ہے یہ واقعہ سمبت ۱۵۷۷ مطابق سنہ ۱۵۲۰ع کا ہے راجہ ایڈر کے انتقال کے بعد اُسکا بیٹا راجہ بھارا مل مسند نشین ہوا رانا سانگا اپنے داماد راے مل بن سورج مل کی حمایت پر آمادہ ہوا اور بھارا مل سے ایڈر کا ملک چھین کر اپنے داماد راے مل کو گدی پر بٹھا دیا بھارا مل نے سلطان مظفر گجراتی سے شکایت کی اور راے مل کے مقابلے مین مدد چاہی سلطان نے نظام الملک کی افسری مین ایک لشکر بھیجا اور حکم دیا کہ ایڈر سے راے مل کو نکالکر بھارا مل کو مسند نشین کر دے راے مل بیجا نگر کے پہاڑون مین چھپ گیا نظام الملک نے ایڈر پہونچکر بھارا مل کو مسند نشین کر دیا اور خود بیجا نگر کے پہاڑونکی طرف گیا راے مل سے مقابلہ ہوا طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے جب یہ خبر سلطان مظفر کو پہونچی تو اُسنے نظام الملک کو لکھا کہ جب کہ ایڈر قبضے مین آگیا ہے تو راے مل کا پیچھا کرنا فعل عبث ہے اور مفت فوج کا ضائع کرنا ہے جب نظام الملک لوٹ گیا تو راے مل نے پھر سر نکالا اور ایڈر پر حملہ آور ہوا سلطان کا افسر نصیر الملک احمد نگر کے نواح مین مقیم تھا باوجودیکہ اُسکے پاس سپاہ قلیل تھی مگر مقابلے کو ڈٹ گیا اور ۲۷ آدمی سمیت کام آیا جب یہ خبر سلطان مظفر کے گوش گذار ہوئی تو نصرة الملک کو حکم دیا کہ بیجا نگر پہونچکر مفسدون کا کام تمام کر دے اور مانڈو پر سلطان محمود مالوی کا قبضہ

کراکے خود بھی رانا کے مقابلے کو بڑھا ایک راجپوت جو ماندو پر راجپوتون کے قتل عام کا حال دیکھ چکا تھا سانگا کے پاس پہونچا اور من وعن وہ حال گوش گذار کیا اور عجیب یہ ہے کہ یہ مضمون بیان کرتے ہی اسکا دم نکل گیا سانگا کا چہرہ زرد ہوگیا اور جب اُسنے یہ سُنا کہ سلطان مظفر ادھر آرہا ہے تو ڈر کر چتوڑ کی طرف بھاگ گیا عادل خان نے اُسکا تعاقب کرکے بیں ہا ندون کی خوب خبر لی ایڈر مین سلطان کیطرف سے مبارز الملک مقیم تھا سنہ ۹۲۶ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۰ء کا واقعہ ہے کہ ایکدن ایک بھاٹ نے اوسکے سامنے رانا سانگا کی بہت تعریف کی اور کہا کہ آج کے زمانے مین سرزمین ہند مین کوئی ایسا راجہ نہین ہے جو راے مل کا حامی ہے تم کبتک ایڈر مین رہو گے راے مل کے ہاتھ سے ایڈر نہین نکل سکتا مبارز الملک نے نخوت وغرور کے سبب اُسکو جھڑک دیا اور کہا وہ کیا کتا ہے کہ راے مل کی حمایت کرے گا جب تک مین بیٹھا ہون وہ ادھر قدم نہین رکھ سکتا اگر مرد میدان ہے تو کس لئے نہین آتا بھاٹ نے کہا کہ عنقریب آجاے گا مبارز الملک بولا کہ اگر نہ آیا تو کتا سمجھا جاے گا اور ایک کتے کا سانگا نام رکھ کر دروازے پر بندھوا دیا اور بھاٹ سے کہا دیکھ لے اگر سانگا نہ آیا تو اس کتے مین اور اُسمین فرق نہ سمجھا جائیگا اُس بھاٹ نے چتوڑ پہونچکر یہ قصہ سانگا کے سامنے بیان کیا رانا کو غیرت آئی اور فرط ننگ و عار سے چالیس ہزار آدمی ساتھ لیکر ایڈر کے ارادہ سے اُسیوقت روانہ ہو گیا اور منزلین کرتا ہوا اسرہی تک پہونچ گیا سلطان نے یہ خبر سنکر چاہا کہ مدد بھیجے وزرا جو مبارز الملک سے نفاق رکھتے تھے اُنھون نے عرض کیا کہ رانا مین کیا مجال ہو کہ آپ سے متعرض ہو سکے اور قاصد یہ خبر لاے کہ رانا چتوڑ کوٹ کو لوٹ گیا اُس وقت یہ خبر واقعے کے مطابق تھی سلطان نے قوام الملک کو احمد آباد کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود محمد آباد عرف چانپانیر کو چلا گیا رانا یہ خبر سنکر لوٹا اور باگڑ مین داخل ہوا جو ایڈر سے مشرق کی سمت ہے یہان کا راول باوجودیکہ سلطان مظفر سے توسل رکھتا تھا رانا کے پاس چلا آیا اور راول و رانا دونون ڈونگر مین آئے مبارز الملک نے یہ حال سلطان کو لکھا کہ رانا ۴۰ ہزار سپاہ کے ساتھ باگڑ مین آگیا ہے اور ایڈر آنے والا ہے اور یہان صرف پانچ ہزار سپاہ ہے جنمین سے بھی بہت سے آدمی احمد آباد کو چلے گئے ہین یہ عرضی سلطان کے سامنے وزرا نے پیش نکی جیسا کہ مرآت سکندری مین لکھا ہے اور فرشتہ کہتا ہے کہ وزرا نے سلطان سے کہا کہ مبارز الملک کو کیا مناسب تھا کہ سانگا کا کتا نام رکھ کر دروازے پر بندھوا دیا - اسلئے سلطان نے مدد بھیجنے مین اہمال کیا بہر صورت کچھ بھی ہو چانپانیر سے مدد نہ پہونچی اور مبارز الملک کے پاس آدمی بہت کم تھے سانگا ان باتون سے غافل نہ تھا اسیلئے ایڈر کی طرف چلا مبارز الملک نے لڑنے کا تہیہ کیا اُسکے مصاحبون نے مشورہ دیا کہ رانا کے ساتھ چالیس ہزار آدمی ہین اگر ہمکو شکست ہوئی تو سلطنت کی بدنامی ہوگی آخرکار یہ قرار دیا کہ احمد نگر چلین وہان کے قلعہ کو مضبوط کرکے جنگ کرینگے اور اسوقت تک مدد بھی آجاے گی اسوجہ سے سب احمد نگر کو روانہ ہوے ۔ ان مین سے سو سوار جو سلطان کے سلحدار کہلاتے تھے مخفی طور پر رہ گئے اور اُنھون نے لڑکر مرجانے کو ترجیح دی

انکے افسر کا نام ملک نجف او تھریہ تھا جب رانا کی سپاہ آئی تو یہ سو کے سو سوار ہریا باندھکر نکلے اور لڑ بھڑکر مارے گئے
مرآت سکندری والا کہتا ہے کہ ایکبار اس بھاٹ نے نظام المخاطب بہ مبارز الملک کی مدح مین ایک دوہا کہا
تھا جسکا مضمون یہ تھا کہ رانا کا لشکر کلنگ کی طرح ہے اور مبارز الملک کا لشکر شاہ باز کی مثل ہے جب رانا
ایڈر کے قریب پہونچا تو اس بھاٹ سے کہا کہ تو جسکو شاہ باز بتاتا تھا وہ کہان ہے بھاٹ نے اُن سوارون کی
طرف اشارہ کرکے کہا کہ وہ یہ ہے راستے مین خضر خان و اسد الملک و غازی خان و شجاع الملک و صفدر خان
کہ احمد نگر سے آئے تھے مبارز الملک سے ملے اور اوس سے کہا کہ تمکو ایڈر مین رہنا چاہیئے ہم بھی ایڈر مین پہونچ جائینگے
اور بالاتفاق رانا سے جنگ کرینگے رانا احمد نگر مین آئیگا تو ہمکو یہ مناسب نہین کہ اُس سے ڈرکر اور قلعہ بند ہوکر رہین ہمکو
ایڈر مین ہی لڑنا بہتر ہے مبارز الملک نے کہا کہ یارون نے یہی صلاح دی تھی کہ احمد نگر مین چلین ورنہ مین ایڈر
چھوڑنے پر راضی نہ تھا اب جیسے سب کی مرضی ہو چونکہ یہ سب احمد نگر کے پاس ملے تھے وہین لوٹ گئے وہی بھاٹ
جس نے رانا کی تعریف مین مبارز الملک سے بیان کی تھی اُسکے پاس آیا اور مبارز الملک سے کہا کہ رانا لشکر عظیم
کے ساتھ ادھر آرہا ہے حیف ہے کہ آپ جیسا آدمی مارا جاے آپ قلعہ مین متحصن ہو جائین رانا اپنے گھوڑے کو
قلعے کے تلے پانی پلاکر لوٹ جائے گا اور اسیقدر پر اکتفا کرے گا مبارز الملک نے کہا ایسا ممکن نہین القصہ
ایک روز نہ گذرا تھا کہ رانا کی سپاہ کالی گھٹا کی طرح اُمنڈ آئی مبارز الملک کے ساتھ اسوقت صرف ۱۲ سو
سوار اور ایک ہزار پیادے تھے لیکن چارسو من چلے سوارون نے آگا دیکھا نہ پیچھا رانا کی بیس ہزار
سپاہ پر اللہ اللہ کے نعرے مارتے حملہ کردیا رانا کے تمام آدمی بھاگ گئے لیکن یہان عجیب اتفاق ہوا کہ احمد نگر کی
باقی ماندہ فوج یہ سمجھکر کہ وہ چارسو آدمی مارے گئے ہونگے احمد آباد کی طرف بھاگ گئی جب وہ چارسو آدمی
تعاقب کرکے واپس آئے تو یہان کسیکو نہ پایا مبارز الملک نے سمجھ لیا تھا کہ رانا کے ٹڈی دل لشکر سے لڑنا گویا
پتھر سے سر ملنا ہے اور احمد نگر کو چھوڑدیا تھا مبارز الملک اور صفدر خان قصبۂ بروہنی کی طرف کہ احمد آباد سے
دس کوس تھا روانہ ہوے لیکن راستہ بھولکر دوسری طرف چلے گئے اسد الملک وغیرہ سیدھے راستے پر چلے جنکا
رانا کے آدمیون نے پیچھا کرکے کام تمام کردیا اُسکے ساتھ جسقدر ہاتھی گھوڑے تھے اُن پر راجپوتون کا قبضہ ہوگیا۔
رانا نے احمد نگر کو لٹوادیا اور اہل شہر کو قید کرلیا اب رانا نے شب مین اپنے امراسے مشورہ کیا کہ آیندہ کیا کرنا
چاہیئے بعض نے کہا کہ احمد آباد تک چلنا چاہیئے جو یہان سے پچاس کوس ہے رانا نے جواب دیا کہ مسلمانون کے
چار سو سوارون نے ہماری بیس ہزار آدمیونکو شکست دی ہے اور ہزار کے قریب بہادرون کو مار ڈالا ہے
اگر چار ہزار جمع ہوکر لڑنے کے لیے سامنے آجائین تو تم اُنکا مقابلہ کیسے کروگے اور ہمارے بزرگون مین سے
کوئی یہانتک نہین آیا تھا اُنکو کبھی ایسی فتح حاصل نہین ہوئی پس اسیقدر پر اکتفا کرنا چاہیے ملک گجرات کے کولاسیہ
جو ساتھ تھے کہنے لگے کہ ضرور احمد آباد کے ملک تک چلئے بڑنگر قریب ہے اور وہان کے عام آدمی تاجرین اُسے
لوٹنے سے دولت کثیر حاصل ہوگی اسکے بعد واپس چلے آئیے رانا اُنکے کہنے سے دوسرے دن کوچ کرکے

بڑنگر پہونچا بڑنگر کے رہنے والے رانا کے پاس آئے اور کہا کہ ہم برہمن ہین اور آپکے باپ دادے ہمیشہ سے
ہماری عزت کرتے رہے ہین رانا نے اس بستی کو نہ لوٹا وہان سے ہبیل نگر کو گیا اسکو تاراج کرکے لوٹ گیا۔
اب سلطان کو اسکے امرا نے مشورہ دیا کہ حضور کی سطوت کا سب مین شہرہ ہے بنفس نفیس رانا کی سرکوبی
کے لیے متوجہ ہون چنانچہ سنہ ۹۲۷ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۱ء مین سلطان نے لشکر گران جسمین ایک لاکھ سوار
اور سو ہاتھی تھے ملک ایاز کی افسری مین سانگا کی تادیب کے لیے روانہ کیا۔ اسکے بعد سلطان نے احتیاطاً تاج خان
اور نظام الملک شاہی کو بیس ہزار سوار کے ساتھ اسکی کمک کو بھیجا ملک ایاز نے ڈونگرپور اور بانسواڑے کے
علاقے برباد کرادئے اس وجہ سے کہ ڈونگرپور کے راول نے اس فساد مین سانگا کی شرکت کی تھی اور تعلقہ باگڑ
کو لٹوا دیا تھا اس کام کے بعد ایاز چیتوڑ کی طرف بڑھا ایک شخص نے صفدر خان کو جو ہراول مین تھا خبر دی کہ
روپ سنگھ راجہ باکسلہ سانگا کے بہت سے راجپوتونکے ساتھ اور اگرسین پوربیہ یہ دونون پہاڑ کے پیچھے موجود
ہین اور شب خون مارنے کا ارادہ رکھتے ہین صفدر خان بغیر اطلاع دہی سپہ سالار کے دو سو سوار ہمراہ لیکر جلد
مخالفون کے سر پر جا پہونچا لڑائی ہوئی اگرسین مجروح ہوا اور اسی راجپوت مارے گئے باقی ماندہ نے راہ فرار
اختیار کی جب ملک ایاز کو اس واقعہ کا حال معلوم ہوا تو خود سوار ہوکر صفدر خان کی کمک کو جا پہونچا لیکن یہ بہادر
پہلے ہی میدان مار چکا تھا اگرسین زخمی سانگا کے پاس پہونچا اور اس سے تمام حال کہا ایاز مندسور تک جا پہونچا
اور اسکا محاصرہ کرلیا سانگا اپنے تھانہ دار کی مدد کو دس کوس تک آگیا تھا وہین ٹھہر کر ملک ایاز کو پیام دیا کہ
اگر از من گناہ عظیم صادر شدہ راہ عذر مسدود است اگر شما کار بکرم فرمودہ از سر گناہ من درگذرید خطے سپارم
کہ من بعد غیر از خدمتگاری کارے دیگر نکنم فیل و اسپ و بندی آنچہ در جنگ احمدنگر بدست من آمدہ
ہمہ بجنسہ بخدمت میفرستم و سواے این آنچہ ایشان مقرر کنند نیز راضی ام (مرآت سکندری) ایاز کے ساتھ
سپاہ کثیر تھی اسلیے دو دو ہاتھ کرنے کو سانگا کی ہمت نہ بندھی ملک ایاز نے اپنی طرف سے ایسی سخت شرائط
پیش کین کہ قاصد خاموش ہوگیا ایاز نے قلعہ کی تسخیر کے لیے بہت ہاتھ پاؤن مارے اس عرصے مین شرزہ خان
شروانی سلطان محمود خلجی کے پاس سے آیا اور ایاز سے کہا کہ اگر مدد کی ضرورت ہو تو مین بھی یہان آجاؤن ایاز
نے جواب دیا کہ بادشاہ کو ضرور آنا چاہیے چنانچہ محمود خلجی نے کہ سلطان مظفر گجراتی کا مرہون منت تھا سلہدی پوربیہ
کی سپاہ کو بھی ساتھ لیکر مندسور کی طرف کوچ کیا رانا سانگا سلطان محمود کے ادھر آنے کی خبر سنکر گھبرایا اور
کسی کو سلہدی کے پاس بھیجکر کہلایا کہ ہماری صحبت قدیم کی رعایت ملحوظ رہے اور بالفعل صلح کرا دینی چاہیے سلہدی نے
بہت کوشش کی صلح نہ ہوئی ابھی ایاز نے پوری فتح نہ پائی تھی کہ دوبارہ سانگا کا قاصد پیغام لایا کہ مین
سلطان کے دولت خواہون مین داخل ہوکر وہ تمام ہاتھی جو جنگ احمدنگر مین ہاتھ آئے تھے اپنے بیٹے کے
ساتھ بادشاہ کے پاس بھیجتا ہون آپ کیون سخت گیری کرتے ہین چونکہ بعض امرا کا نفاق اس فتح مین خلل انداز
تھا اسلیے اسنے صلح کو ترجیح دی سلطان محمود خلجی نے دوسرے امرا کی مشورت سے حملے کا ارادہ کیا لیکن ملک ایاز

کہلا بھیجا کہ اس لڑائی کا سارا اہتمام سلطان نے میرے ہاتھ مین دیا ہے آپ کیون بغیر میری رضامندی کے جنگ کرتے ہین اس سے مین راضی نہین ہون اسلیے کہ نفاق پیدا ہوگیا ہے پس گوہر مقصود ہاتھ آنا دشوار ہے اور دوسرے دن میدان جنگ سے چلا گیا اور خلجی پور مین پہونچکر رانا کے قاصدون کو خلعت دیکر واپس کردیا سلطان محمود خلجی بھی مانڈو کو لوٹ گیا جب ملک ایاز چانپانیر مین سلطان مظفر شاہ کے پاس پہونچا تو اُس نے اسکے ناکام واپس چلے آنے پر ملامت کی اور قرار پایا کہ بعد برسات کے سلطان رانا پر خود حملہ کرے گا ایاز نے رانا کو مخفی کہلا بھیجا کہ مین تمہارا بھی خواہ ہون سلطان تمپر خود حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اسلیے یہ بہتر ہے کہ جلد اپنے کنور کو مع تحائف کے سلطان کی خدمت مین بھیجدو کیونکہ اُدھرسے میرا بغیر کشور کشائی واپس آنا سلطان پر نہایت شاق گذرا ہے اگر سلطان خود لشکر لیکر وہان جا پہونچا تو یاد رکھو کہ تمام ملک پر بربادی کی جھاڑو پھر جائے گی اسلیے بیٹے کے بھیجنے مین جلدی کرنی چاہیے تاکہ صولت غضب سلطانی سے وہانکے باشندے محفوظ رہین۔ سلطان مظفر ۹۲۰ھ ہجری مطابق ۱۵۲۰ء مین چانپانیر سے احمد آباد کی طرف آیا تاکہ فوج جمع کرکے چتوڑ پر یورش کرے وہانسے چند دن کے بعد کانکڑ مین آیا یہان ابھی دو تین دن قیام کو گذرے تھے کہ سلطان کو خبر لگی کہ رانا کا بیٹا بہت سے تحائف لیکر آستان بوسی کو آرہا ہے اور قصبۂ مہراسہ تک پہونچ گیا ہے چندروز کے بعد وہ حاضر ہوا سلطان نے اُس کے باپ کے قصورات کو معاف کیا اور خلعت بخشا اور لشکر کشی کا ارادہ فسخ کیا چندروز جالوارہ کے علاقے مین شکار و تفریح کرکے احمد آباد مین آیا اور یہان رانا کے بیٹے کو دوبارہ خلعت دیکر رخصت کیا۔

مظفر شاہ گجراتی کے مرنے کے بعد شاہزادہ چاند خان اور ابراہیم خان رانا سانگا کے پاس حفاظت کے لیے چلے آئے تھے جو اپنے بڑے بھائی بہادر شاہ کے جلوس پر واپس چلے گئے بہادر شاہ گجراتی جب ڈونگرپور مین آیا تو ۹۳۳ھ ہجری مطابق ۱۵۲۶ء مین رانا سانگا کا بیٹا اسکے پاس جاکر ملازمت و خلعت وغیرہ سے سرفراز ہوا جیسا کہ ہفت گلشن مین ہے اور رانا کے بھائی پرتھی راج کا بیٹا بھیون سلطان کے پاس نوکر تھا۔ دہلی کی سلطنت اس وقت لودی پٹھانون کے قبضے مین تھی جنکی کم لیاقتی سے بنگال۔ اور اودھ اور ملتان وغیرہ کے صوبیدار اطاعت سے نکل گئے تھے باہمی رنج و فساد کے سبب ملتان کے صوبہ دار دولت خان نے ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو جو ترکستان سے بے دخل ہوکر افغانستان مین آجما تھا ہندوستان مین بلایا اُسنے بارہ ہزار تیر انداز اور توپخانہ کے ذریعے سے ابراہیم لودی کو جسکی فوج ایک لاکھ تعداد مین تھی ۹۳۲ھ ہجری مطابق ۱۵۲۵ء مین قتل و غارت کرکے دہلی و آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ بابر سے لودیون کے عوض جن مین کے تین بادشاہون نے تقریباً چہتر برس دہلی کی حکومت کی مغل خاندان کا دور شروع ہوا۔ شمالی ہندوستان فتح ہونے کے بعد مختلف علاقون کے سردار مقابلے کو تیار ہوگئے کیونکہ وہ مغلون کے نام سے جنکا بڑا نمونہ چنگیز خان و تیمور گذرے ہین سخت بیزار تھے اسلیے تمامی علاقے کی پریشان قومین اور اکثر جگہ کے ہندو رئیس سانگا کے پاس جو دوسرون کی بہ نسبت زیادہ بلند حوصلہ تھا

جمع ہوئے رانا سانگانے بھی ایسے شخص کے ساتھ جو دہلی وغیرہ دبا کر ہر طرف اپنی طاقت بڑھاتا جاتا تھا اور جسکا مقابلہ کچھ عرصے کے بعد دشوار ہو جاتا جلد لڑائی کرنا مناسب سمجھا کیونکہ اس وقت اُس کی ترقی کا رُک جانی آسان تھی۔

بابر لکھتا ہے کہ جب مین کابل مین تھا تو رانا سانگانے ایلچی بھیجا تھا اور دولت خواہی کا اظہار کیا تھا اور یہ اقرار کیا تھا کہ اگر بادشاہ ہندوستان مین نواح دہلی تک آئے گا تو مین آگرے کو روانہ ہونگا مین نے دہلی کو زیر کر لیا اور آگرے کو لے لیا اُسوقت تک رانانے کوئی حرکت نہ کی بعدازین اُسنے آنکر گندھار (قلعہ رنتھنبور سے شرق کو چند میل پر ہے) کا محاصرہ کیا یہ قلعہ حسن پسر مکن کے تصرف مین تھا۔

الفنسٹن صاحب بھی لکھتے ہین کہ جبکہ بابر نے ابراہیم لودی بادشاہ پر یورش کی تھی تو سانگانے بابر سے رفیقانہ خط وکتابت کی تھی اور جبکہ بابر دلی کا تخت نشین ہوا تو سانگانے رشک وعداوت سے بابر کے خلاف راجاؤن کو آمادہ کرنا شروع کیا۔

غرضکہ بابر کے مستقل ارادے کا اثر اُسکے دوستون پر یہ ہوا کہ جب وہ یہ سمجھ گئے کہ بابر اپنے دادا تیمور کی طرح ممالک مقبوضہ کو چھوڑ چھاڑ کر نہین چلا جائیگا بلکہ یہان جماؤ کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ بابر کے پاس آنے شروع ہوے اور چار مہینے کے اندر جو سلطان ابراہیم شاہ کے قبضے مین ملک تھا وہ اور اُسکے سوا وہ تمام صوبے جو ابراہیم کے قبضے سے نکل گئے تھے جونپور کی سلطنت سمیت بابر کے قبضے مین آگئے۔

اب سانگا کو بابر کی اس ترقی سے رشک پیدا ہوا اور سمجھا کہ آخرکار راجپوتانہ بھی اُسکی زد مین آئے بغیر نہ چھوٹیگا جب کہ سانگا بابر کے ہاتھ سے ہندوستان خالی کرانے کے ارادے پر شمالی ہندوستان کی طرف چلا تو اُسکے ساتھ اپنی ایک لاکھ جمعیت کے سوا رائے سین کے راجہ سلہدی کی تیس ہزار ڈونگرپور کے راول اودے سنگھ اول کی بارہ ہزار اور چندیری کے راجہ میدنی رائے کی بارہ ہزار میوات کے جاگیردار حسن خان کی بارہ ہزار لودی خاندان کے شاہزادہ محمود کی دس ہزار بوندی کے راو نربت ہاڈا کی سات ہزار سروہی کھیچی کی چھ ہزار ایدر کے راو بھارامل کی چار ہزار اور بیرم دیو میرتیہ کی چار ہزار تھی جسمین دوسرے ماتحت لوگ ملا کر دو لاکھ اور ایک ہزار آدمی کی بھیڑ بھاڑ ہوتی تھی سانگانے لشکر اسلام سے لڑنے کے لیے ہاتھی بھی بہت سے جمع کئے تھے۔ بابر کہتا ہے کہ بہت سردار اور امراے کبار اور راجے جنھون نے کبھی کسی وقت سانگا کی متابعت نہ کی تھی میری مخالفت کے لئے سانگا کے ساتھ ہو گئے سیسودیون کے بھاٹ شیام داس چارن نے جو اپنی کتاب بیر ونود مین بابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہندوستان کے سردار اور راجے سانگا کو اپنا بزرگ مانتے تھے اور اُسکی متابعت کرتے تھے یہ بابر کے قول کے خلاف ہے اور جہانگیر نے تو اپنے تزک مین یون لکھا ہے کہ رانا سانگا سے اکثر سرداران راو مالدیو راٹھوڑ والی مارواڑ لڑے اور ہر بار سانگا مغلوب رہا اور مالدیو سانگا سے وسعت ملک مین زیادہ تھا اسیطرح سیاحت ہند مین حافظ عبدالرحمٰن امرتسری کا یہ کہنا بھی بے اصل ہے

کہ سانگا ہندوستان کے راجون کا مہاراجہ تھا اُسکی سالانہ آمدنی دس کروڑ روپیہ تھی میدان جنگ مین
اسی ہزار سوار پانسو ہاتھی سات راجے توراو اور ایک سو چار راول اُسکے ہمرکاب ہوتے تھے اور شہنشاہ بابر کی
لڑائی سے پیشتر اٹھارہ لڑائیون مین کامیاب ہوچکا تھا (انتہی کلامہ) بابر نے بھی یہ خبر سننے کے بعد اپنے بڑے
بیٹے ہمایون اور دوسرے سردارون کو علاقے سے بلا کر رانا کے مقابلے کی تیاری کی بابر باوجودیکہ بہت سے
امراسے بدظن تھا لیکن پھر بھی ہر ایک کو ایک طرف حفاظت کے لیے بھیجدیا اور اپنے ساتھ صرف مغلون کا لشکر
جو کابل سے ساتھ لیکر آیا تھا رکھا اور مقابلے کو آگرے سے کوچ کیا امراے ہند مین سے کمال خان وجلال خان
پسران سلطان علاء الدین و علی خان فرملی و نظام خان حاکم بیانہ کو ساتھ لیا اور دل جمادیرراسخ کرکے مقابلے کا ارادہ
کیا اگرچہ فرشتہ نے بابر کے ہمراہ بیس ہزار فوج لکھی ہے لیکن صحیح تعداد کسی کتاب مین نہین ملی خیال ہے کہ پچاس ہزار
کے قریب ہوگی مگر خود بابر جو بیس ہزار سپاہ بتاتا ہے۔ بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ حسن خان میواتی رانا سے مل گیا
ہے مہدی خواجہ نے لکھا کہ پہلے اس سے کہ لشکر یہان آئے کمک کے طور پر بیانے مین ایک جماعت آجائے تو
بابر نے وہان فوج بھیجنے کا عزم مصمم کیا اور محمد سلطان مرزا یونس علی شاہ منصور برلاس۔ کتہ بیگ کو بطریق یلغار
کے بیانہ بھیجا۔ جنگ ابراہیم مین حسن خان میواتی کا بیٹا طاہر خان ہاتھ آگیا تھا اسکو بطریق اول کے بابر نے اپنے
پاس رکھا تھا اس سبب سے اُسکا باپ حسن خان ظاہر مین آمد و رفت رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنے بیٹے کو طلب کرتا تھا
بابر کے بعض امرا کے دل مین آیا کہ حسن خان کی استمالت کے لیے اگر اُسکے بیٹے کو بادشاہ بھیجدے تو وہ موافق ہوکر
خدمت گذاری بجا لائیگا۔ طاہر خان کو خلعت پہنا کر اور اُسکے باپ سے وعدہ لیکر بابر نے رخصت کیا جونہی
حسن خان نے بیٹے کی رخصت کی خبر سنی پہلے اس سے کہ وہ اُسکے پاس پہونچے اور سے نکل کر رانا سانگا سے جا ملا
اس وقت اُسکے بیٹے کا رخصت کرنا بے موقع تھا ان دنون مین بارش خوب ہوئی بادشاہ کے پاس شراب
کی صحبتین خوب گرم تھین ہمایون جسکو شراب سے نفرت تھی اُسکو شراب پلائی گئی۔ روز دوشنبہ ۹ جمادی الاولے
سنہ ۹۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۶ء کو بابر نے رانا سانگا سے لڑنے کے قصد سے سفر کیا محلون سے نکلکر میدان مین آیا تین
چار روز لشکر کے جمع کرنے کے لیے اور توزک کے واسطے قیام کیا چونکہ ہندوستانی آدمیون پر چندان اعتماد
نتھا اسلیے امراے ہندوستان کو ہر طرف فرمان بھیجے گئے انھین دنون مین خبر آئی کہ رانا سانگا مع تمام
لشکر کے بیانہ کے نزدیک آگیا ہے اور تاخت و تاراج کرتا ہے جو فوج پہلے بھیجی گئی تھی وہ قلعہ بیانہ تک نہ پہونچ
سکی بلکہ اپنے آنے کی خبر تک قلعہ مین نہ پہونچا سکی قلعہ کے آدمی باہر نکل کر قلعہ سے دور بیہودہ طور پر جا پڑے بہت جلد
غنیم نے اُنکو شکست دیدی اور زیر کیا۔ سنگر خان جنجوہ شہید ہوا کتہ بیگ زخمی ہوا لڑائی مین پھر وہ شریک نہوسکا
قسمی و شاہ منصور برلاس اور ہر شخص جو بیانے سے آتا تھا بابر نہین جانتا تھا کہ وہ خود ڈر کے مارے آتا تھا یا اور
آدمیون کو خوف دلانے کے لیے آتا تھا دشمن کے لشکر کی خبر کہ کہان ہے ہادی لایا اُسکی بہت ستائش و
تعریف ہوئی اس منزل سے بادشاہ نے سفر کیا قاسم میر آخور کو بیلدارون کے ساتھ بھیجا کہ پرگنہ مندھاکور مین

جہان لشکر اترے گا بہت سے کنوین کھودے ۱۴ جمادی الاولے روز شنبہ کو نواحی آگرہ سے کوچ کر کے
اس منزل مین پہونچا جہان کنوین کھدوائے تھے صبح کو یہان سے بھی کوچ کیا۔ بادشاہ کے دل مین خیال آیا
کہ اس نواح مین ایسی جگہ جہان پانی بہت ہو اور وہ لشکر کو کفایت کرے سوائے سیکری کے کوئی اور جگہ نہین ہے
یہ تردد ہے کہ رانا نے اس جگہ کو نہ لے لیا ہو اسلیئے بادشاہ سپاہ میمنہ و میسرہ و قلب وغیرہ کو درست کرکے سیکری
کی طرف چلا درویش محمد ساربان کو قسمی کے ساتھ جو بیانہ مین گیا تھا اور ہر جانب اوسکی دیکھی ہوئی تھی پہلے سے
سیکری کی ندی کے کنارے پر بھیجا اور بادشاہ نے منزل مین اتر کر مہدی خواجہ اور سپاہ کے پاس کہ بیانے مین
تھی آدمی بھیجکر کہلا بھیجا کہ بے تاخیر آکر رکاب کی فوج مین شامل ہو ہمایون بیگ کے نوکر میر مغل کو چند جوانون کے
ساتھ رانا کے لشکر کی خبر لینے کے لیئے بھیجا وہ رات کو جاکر صبح یہ خبر لایا کہ غنیم کا لشکر بساور سے آگے ایک کوس
بڑھا ہے آج ہی مہدی سلطان و سلطان مرزا اور سپاہ یلغار کرکے بیانہ گئی تھی آنکر ہمراہ ہوئی بادشاہ نے حکم دیا
کہ قراولی کا اہتمام باری باری سے مختلف امرا کرین۔ عبدالعزیز کی باری کا روز تھا اُسنے آگا دیکھا نہ پیچھا
خانوہ تک کہ سیکری سے پانچ کوس ہے آگے بڑھ گیا رانا کا لشکر آگے بڑھ آیا تھا جب اُسکو سپاہ بابر کے بے طور
آنے کی خبر ہوئی تو اُسنے چار پانچ ہزار آدمیون کا لشکر بھیجا اس لشکر نے آتے ہی عبدالعزیز و ملا آپاق کی فوج کو
جسمین پندرہ سو آدمی تخمیناً ہونگے آنکر گھیر لیا عبدالعزیز نے غنیم کے لشکر کا کچھ تخمینہ نہ کیا اور جنگ مین مشغول
ہوا اول ہی حملے مین رانا کا لشکر بہت سے آدمیون کو قید کرکے لے گیا جسوقت بادشاہ کے پاس یہ خبر آئی
تو اُسنے کگون کا ایک تار باندھ دیا محب علی خلیفہ کو مع اُسکے نوکرون کے بھیجا اُسکے پیچھے ملا حسین اور بعض اور امیرون کو بعد ازان
محمد علی جنگ جنگ کو بھیجا مگر پہلی کمک کے جسمین خلیفہ اور اُسکے نوکر تھے پہونچتے پہونچتے عبدالعزیز اور اُسکے ہمراہی بے دست و پا
ہوگئے تھے جھنڈا اُنکا چھین لیا تھا وہ خود اور ملا نعمت و ملا آپاق کا چھوٹا بھائی قید ہو کر قتل ہوئے مجرد
پہلی کمک پہونچنے کے طاہر بیری طغائی نے تاخت کی مگر اُسکو کمک نہ پہونچ سکی وہ دشمنون مین جاکر پھنس گیا
محب علی بھی دھاوا کرکے پہونچا اور جنگ مین گھر گیا مگر پالونے پیچھے سے حملہ کرکے اُسکو باہر نکالا دشمن نے ایک
کوس تک اُنکا تعاقب کیا مگر جب اُسکو محمد علی جنگ جنگ کی سپاہ نظر آئی تو وہ پھر آگے نہ بڑھا۔

بادشاہ کے پاس پہلے یہ خبر آئی کہ غنیم کی سپاہ نزدیک آگئی بادشاہ نے بھی زرہ پہنی اور گھوڑون پر ساز ڈالا
اور ہتیار لگائے اور سوار ہوا اور حکم دیا کہ توپون کو کھینچ کر لائین ایک کوس بادشاہ آیا مگر غنیم کا لشکر الٹا
چلا گیا۔ بادشاہ کے بائین ایک بڑی ندی تھی اسلیئے پانی کی مصلحت کے سبب شاہی لشکر یہین اترا۔
توپون کو چلنے سے بچانے کو زنجیرون سے جکڑ دیا تھا دو توپون کے بیچ مین سات آٹھ گز کا فاصلہ تھا
وہ زنجیرہ کرکے کھینچی گئی تھین۔ مصطفے رومی نے روم کے دستور پر توپون کو لگایا تھا وہ بہت چست و چالاک
اور توپخانے کے انتظام سے ماہر تھا استاد علی قلی اُس سے حسد رکھتا تھا اسواسطے مصطفے کو داہنی طرف
ہمایون کے آگے متعین کیا۔ جسجگہ توپین نہین پہونچ سکتی تھین خراسانی و ہندوستانی بیلدارون سے خندق

کنندہ کرائی۔
رانا کے اس طرف تیز و تند آنے سے اور بیانہ کی جنگ سے اور بیانہ سے آنکر شاہ منصور اور قسمی نے جو اُسکے لشکر کی
تعریف کی ان سب باتون نے بادشاہ کے لشکر کے آدمیون مین بیدلی پیدا کی اور عبد العزیز کے زیر ہونے سے
سپاہ مین خود سری پھیلی آدمیون کے اطمینان خاطر کے لیے اور لشکر کے استحکام ظاہری کے واسطے جن جگھون پر
توپین نہین پہونچتی تھین وہان لکڑی کے سہ پایے لگوا کے اُن مین سات آٹھ گز کا فاصلہ رکھا اور اونکو گاے کے
چمڑون کے رسون سے مضبوط و مربوط کرا دیا ان اسباب و آلات کے مہیا و مکمل ہونے مین پچیس روز لگے انھین
ایام مین کابل سے ایک ایک دو دو آدمی کرکے پانسو آدمی آگئے انکے ہمراہ ایک منجم شریف نام بھی آیا بابا دوست
سرجی بھی جو شراب کے لیے کابل گیا تھا آیا غزنی کی عمدہ شراب اونٹو نپر لایا اس حال مین کہ پریشان باتون سے
جن کا اوپر مذکور ہوا لشکریون کو تو یون ہی تردد و توہم بہت تھا محمد شریف منجم کی جس شخص سے ملاقات ہوتی مبلغہ
کے ساتھ یہ کہتا کہ ان ایام مین مریخ مغرب مین ہے جو شخص اس طرف سے جنگ کرے گا مغلوب ہوگا اگرچہ
اسکی یہ مجال نہوئی کہ بادشاہ کے سامنے یہ بات کہتا گر دوسرونکے سامنے اُسکے کہنے سے لشکر اور زیادہ بیدل ہوا
لیکن بادشاہ نے ایسی پریشان باتونکو کچھ نہ سنا جو کام کرنے کے لائق تھے وہ آستے کئے اور جنگ کی تیاری مین ہمہ تن
معروف رہا اور روز یکشنبہ بست و یکم ماہ جمادی الاولی کو شیخ جمالی کو بھیجا کہ دوآبہ و دہلی کے ترکش بندونمین
سے جسقدر آدمی جمع کر سکے جمع کرکے مواضعات میوات کو تاخت و تاراج کرے جب تک اُس طرف
کوئی خدشہ ہو لوٹ مار سے ہاتھ نہ اٹھاے ملا ترک علی بھی کابل سے آیا تھا اُسکو بھی حکم ہوا کہ شیخ جمالی کے ہمراہ
ہوکر میوات کو ویران اور تاراج کرنے مین تقصیر نہ کرے۔
روز دوشنبہ ۲۲ جمادی الاولی ۹۳۳ھ ہجری کو بادشاہ سیر کرنے کے لیے سوار ہوا تھا اثناے سیر مین بادشاہ
کے دل مین آیا کہ مجھے توبہ کا دغدغہ ہمیشہ رہتا تھا امر نامشروع کرنے سے میرا دل مکدر ہوتا تھا اُسنے کہا کہ اے نفس
کب تک گناہ کرے گا مرنا آنکھون کے سامنے ہے جو شخص اپنے مرنے کا یقین کرے گا وہ اس حال مین تو جانتا ہی
کیا رہے گا اس تنبیہ غیبی سے متاثر ہوکر بادشاہ نے شراب پینے سے توبہ کی اور سونے چاندی کی صراحی و پیالہ
و تمام ظروف مجلس شراب اُسی وقت منگا کر سب کو تڑوا ڈالا اور اُسکو مستحقون اور درویشون مین تقسیم کرا دیا
اس توبہ کی موافقت مین بادشاہ کے ساتھ اول عسس تھا اُسنے داڑھی منڈوانے اور رکھنے مین بھی بادشاہ کے
ساتھ موافقت کی تھی اس رات اور اس کی صبح مین امرا اور مقربین سے اور سپاہیون وغیر سپاہیون مین سے
تین سو آدمیون نے توبہ کی جو شراب موجود تھی اُسے پھینک دیا بابا دوست جو شراب لایا تھا اُسکی نسبت حکم ہوا کہ
نمک ڈالکر سرکہ بنا دین جس جگہ شراب پھینکی گئی تھی وہ کھودی جاے اور پتھر لگا کر وہ جگہ اونچی کی جاے اور یادگار
کے لیے اُسپر کچھ کھدوا جاے بادشاہ نے یہ منت مانی کہ اگر رانا سانگا پر ظفر پاے گا تو مسلمانون کو تمغا چھوڑ دے گا
تمغا سواے زمین کے محصول کے اور تمام محصول کو کہتے ہین چنانچہ اُسنے رانا کو مغلوب و تباہ کر چکنے کے بعد

جمیع ممالک مین مسلمانون کو تمغا معاف کر دیا جسکی آمدنی بہت زیادہ تھی باوجودیکہ سلاطین سابق مدتون سے اُسے لیتے تھے بادشاہ نے فرمان صادر کیا کہ کسی شہر و گانون مین راہ گذر و معبر پر راہداری کا محصول کسی مسلمان سے نہ لین اور یہ بھی حکم دیا کہ کوئی شخص نہ شراب پئے نہ اُسکی تحصیل کی کوشش کرے نہ شراب بنائے نہ بیچے نہ خریدے نہ رکھے ان باتون سے فوجی آدمی زیادہ ناامید ہوئے کیونکہ یہ لاچاری کا نشان تھا لشکر مین سب چھوٹے بڑے گھبرا کر عالم تحیر مین ڈوب گئے تھے سارے لشکر مین ایک آدمی ایسا نہ تھا جسکے مُنھ سے کوئی بات مردانہ اور کوئی راے دلیرانہ سننے مین آتی معزز وزیر اور مدبر امیر جنھون نے اس ملک کی دولت کے مزے اوڑائے تھے نہ اُنکی باتین مردانہ تھین اور نہ اُنکی تدبیر و تقریر صاحب ہمتانہ اس یورش مین خلیفہ نے خوب خوب کام کئے تھے اور اُسنے ضبط و استحکام مین اور جہد و اہتمام مین کوئی کمی نہین کی جب بادشاہ نے آدمیونکی یہ بیدلی اور اسطرح کی سستی دیکھی تو اُسکو دوسری فکر کرنا لازم آیا اُسنے اپنے تمام سردار اور سپاہیون کو جمع کرکے کہا۔ ؎

ہر کہ آمد بجہان ز اہل فنا خواہد بود ٭ آنکہ پایندہ و باقی ست خدا خواہد بود

جو شخص مجلس حیات مین آتا ہے وہ آخر کو پیمانۂ اجل پیتا ہے اور جو زندگی کی منزل مین قدم رکھتا ہے وہ دنیا کے خم خانے سے باہر جاتا ہے ایسی خدا ہی کی اک ذات ہے جو ہمیشہ قائم رہے گی کہا کہ خداے تعالےٰ نے یہ سعادت ہمکو نصیب کی ہے اور ایسی دولت قریب کی ہے کہ جو مرتا ہے وہ شہید ہوتا ہے اور جو مارتا ہے وہ غازی ہوتا ہے سب کو کلام الٰہی پر قسم کھانی چاہیئے کہ کوئی شخص قتال سے روگردانی کا خیال نہ کرے گا اور جب تک جان تن سے مفارقت نکرے وہ اس محاربے و مقاتلے سے جدا نہو یہ سنکر سردار و سپاہی خرد و کلان سبنے رغبت سے قرآن شریف کو ہاتھ مین لیا عہد و پیمان اوپر کے مضمون کے موافق کئے یہ بادشاہ کی تدبیر اس طور کی تھی کہ دور کے آدمی کو سننے اور پاس کے آدمی کو دیکھنے سے دوست دشمن سب کو پسند آئی ان دنون مین سب جگہ ایک آفت و شورش برپا ہوئی ہر روز بادشاہ کے پاس ہر طرف سے ایک ناخوش خبر آتی تھی لشکر سے بعض ہندوستانی بھاگنے لگے ہیبت خان گرگ انداز سنبھل کو بھاگ گیا حسن خان باری وال دشمنون سے جا ملا۔ بابر نے انکی کچھ پروا نہ کی فقط اپنی سپاہ پر بھروسا کرکے کارزار پر متوجہ ہوا غرضکہ توپون اور تمام آلات جنگ کو جو تیار تھے لیکر سہ شنبہ ۹ جمادی الاخری کو نوروز کے روز کوچ کیا۔

رانا کا لشکر بھی بادشاہ کے لشکر کی حرکت سے واقف ہوا اور اُسنے جماعتین درست کین اور مقابلے کے لیے سامنے آیا لشکر کے آنے کے بعد توپین اور خندق لشکر کے آگے درست کئے گئے اُس دن لڑائی کا کچھ خیال نتھا تھوڑے سے آدمی آگے بڑھکر راجپوتون سے لڑے اور لڑائی کا شگون کیا چند راجپوتون کو پکڑا اور اُنکا سر کاٹ کر لے گئے۔ ملک قاسم چند سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لایا تھا اُسنے یہ خوب کیا اس سے لشکر کے آدمیون کا دل قوی ہوا اور اُنکو اپنے اوپر بھروسا ہوا صبح کے وقت یہان سے

کوچ کرکے لڑائی کا خیال تھا نظام الدین علی خلیفہ اور بعض دولت خواہون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جو منزل لشکر کے اترنے کے لیے مقرر ہوئی ہے وہ نزدیک ہے اسلیے خندق کندہ اور مورچے مضبوط کرکے کوچ کیا جاے تو مناسب ہے اس خندق کو بنانے کے لیے خلیفہ سوار ہوا اُسنے خندق کے لئے کئی جگہو نپر بیلدار اور انکے منتظم مقرر کئے اور پھر بادشاہ کے پاس واپس آیا روز شنبہ ۱۲ جمادی الاخری ۹۳۲ہجری کو بابر ایک کوس اپنے مورچون سے آگے بڑھکر موضع خانوہ مین پہونچا تھا کہ سانگا کا لشکر نمودار ہوا بابر نے گھوڑے پر سوار ہوکر مقابلے کا حکم دیا لشکر اسلام نے اپنی صف بندی کی اور ترکون نے سر پر اپنے خودون کو جھکایا بابر نے لشکر کی اسی طرح صف بندی کی جیسا سلطان ابراہیم کی لڑائی مین کی تھی خاص اپنے دستے کو قلب مین رکھا اور سیدھے بازو پر چین تیمور سلطان و مرزا سلیمان و خواجہ دوست خاوند و یونس علی و شاہ منصور برلاس و درویش محمد ساربان و عبداللہ کتابدار و دوست ایشک آقا کو دوسرے معتمد بہادرونکے ساتھ مقرر کیا اور الٹے ہاتھ کی طرف علاء الدین بن سلطان بہلول لودی اور شیخ زین خوافی و میر محب علی ولد نظام الدین علی خلیفہ و تردی برادر قوچ بیگ و شیر افگن ولد قوچ بیگ و آراش خان و خواجہ حسین اور ایک اور جماعت کو مقرر کیا اور دست راست پر خود بابر رہا اور اپنے سیدھے بازو پر قاسم حسین سلطان و احمد یوسف اور غلاقچی اور ہندو بیگ قوچین اور خسرو کوکلتاش و قوام بیگ اردو شاہ اور ولی خازن و قراقوزی اور پیر قلی سیستانی و خواجہ پہلوان اور عبدالشکور اور ایک دوسری جماعت متعین کی اور قدری یکہ اور ملک قاسم برادران بابا قشقہ اور ایک اور جماعت مغلون کی بھی اسطرف مقرر کی اور اپنے اُلٹے بازو پر میر ہمہ و محمدی کوکلتاش و خواجگی احد جاندار نامزد ہوئے اور اسی جانب سید مہدی خواجہ و محمد سلطان مرزا و عادل سلطان بن مہدی سلطان و عبدالعزیز میر آخور و محمد علی جنگ جنگ و قتلق قدم قراول و شاہ حسین باربیگی و جان بیگ اتکہ و مومن اتکہ و رستم ترکمان اور امراے ہند مین سے جلال خان و کمال خان اولاد سلطان علاء الدین و علی خان شیخ زادہ فرملی اور نظام خان بیانہ بھی متعین ہوئے اور امراے ہندوستان مین سے خان خانان و دلاور خان و ملک داد کررانی و شیخ گھورن کو بادشاہ نے اپنے ساتھ رکھا اور بندوقچیون کو لشکر کے آگے متعین کیا اور اُنکی پناہ کے لیے توپونکو زنجیرون سے جکڑ دیا اور انتظام اسکا نظام الدین علی خلیفہ کے سپرد ہوا اور سلطان محمد بخشی کو بادشاہ نے اپنے پاس کھڑا رکھا تاکہ بادشاہ کے احکام افسرون کو سناتا رہے بہت سے نقیب اور چوبدار اسکے ماتحت تھے تاکہ اُنکے ذریعے سے توپچیون اور افسرونکو احکام ملتے رہین جب فوج کی ترتیب درست ہوگئی تو تمام آدمیون کو حکم دیدیا گیا کہ کوئی شخص بغیر بادشاہ کے حکم کے قدم آگے نہ بڑھاے۔ پہر دن چڑھے لڑائی شروع ہوگئی سیدھی اور الٹی جانب بہت معرکہ ہوا راجپوتی سپاہ بادشاہ کے سیدھے بازو کی طرف حملہ کرکے خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم اور بابا قشقہ پر ایسی پلی کہ تمام لڑائی کا زور ادھر آپڑا بادشاہ کے حکم سے چین تیمور سلطان انکی مدد کو گیا اور اسکی مدد سے مخالفون کو ہزیمت حاصل ہوئی اور انکو اس طرح بھگایا کہ کہین قدم نہ جم سکے مصطفےٰ رومی نے توپونکو آگے کرکے اور بندوقچیون کو آگے بڑھا کر مخالفون پر ایسی آگ برسائی کہ اُنکے حوصلے ٹوٹ گئے۔ راجپوتونکی

جون جون فوج آگے بڑھتی بادشاہ بھی اُنکے مقابلے کے لیے چیدہ چیدہ سپاہ روانہ کرتا تھا کبھی قاسم حسین سلطان اور
احمد یوسف و قوام بیگ کو حملے کا حکم ہوتا تھا کبھی ہندو بیگ قوچین مامور ہوتا تھا اور کبھی محمدی کوکلتاش اور خواجگی
اسد کو بڑھنے کا حکم ملتا تھا اور بعد اسکے یونس علی اور شاہ منصور برلاس اور عبداللہ کتابدار اور اسکے پیچھے دوست ایشک
آقا اور محمد خلیل آختہ بیگی کمک کو مامور ہوتے تھے راجپوتون کا سیدھا بازو مسلمانون کے اُلٹے بازو پر کئی بار حملہ آور ہوا مسلمانون
کی طرف سے تیر اندازان اور بندوقچیون اور شمشیر زنون نے ایسا سختی سے جواب دیا کہ حملہ آور بہت سے مارے گئے اور بہت سے پسپا ہو کر
بھاگ نکلے مومن آتکہ اور قرہ قوزی اپنے منتخبہ سپاہ کے ساتھ بادشاہ کے حکم سے دشمن کے عقب مین جاکر سخت ضرب
لگاتی اور پھر ملا محمود و علی اتکہ باشلیق ملازمان خواجہ خلیفہ انکی کمک کو گئے محمد سلطان مرزا و عادل سلطان و عبدالعزیز میر آخور
و تلتق قدم قراول و محمد علی جنگ جنگ و شاہ حسین بارہ بیگی نے خوب جنگ کی اور انکی کمک خواجہ حسین نے ایک جماعت
کے ساتھ کی یہانتک کہ رانا سانگا کی امید و نیر پانی پھرنے لگا دشمن کی سپاہ کثیر تھی اسلیئے بادشاہی سپاہ اوس پر غالب
نہین آسکتی تھی اسلیئے بادشاہ نے اُس سپاہ کو جو توپون کے پیچھے کھڑی تھی حکم دیا کہ سپاہ کے سیدھے اور اُلٹے
بازو سے نکلکر اور بندوقچیون کو بیچ مین چھوڑکر ہر ایک طرف سے لڑائی شروع کرین اس تدبیر سے دشمن پر سخت ضرب پڑنے لگی
اور ساتھ ہی اسکے بادشاہ نے یہ بھی حکم دیا کہ توپین بھی آگے بڑھائی جائین اور بذات خاص بھی بادشاہ آگے بڑھا
اس بات کو دیکھکر دوسری سپاہ شاہی بھی حرکت مین آئی اور راجپوتون کی سپاہ پر یکبارگی حملہ شروع ہوگیا شاہی میمنہ
و میسرہ کی سپاہ نے دشمن کے دونون بازوونکی سپاہ کو اتنا دبایا کہ قلب لشکر کی سپاہ مین گھس گئی اور اس دباؤ سے
دشمن کے میدان جنگ مین قدم ٹھہرنا مشکل ہو گئے اور اُس نے راہ فرار اختیار کی بابر کو فتح نمایان حاصل ہوئی حسن خان
میواتی گولی کا زخم کھاکر مارا گیا۔ راول اودے سنگھ اور مانک چند چوہان اور رائے چندبھان اور دیبت رائے اور
کنکو اور کرم سنگھ ڈونگرسی اور مت سے بڑے بڑے راجپوتون نے میدان جنگ مین راہ عدم لی اور ہزارون سپاہی
کھیت رہے اور ہزارون زخمی مسلمانون کے گھوڑونکی ٹاپون سے ملک عدم کے رہرو ہوئے اور سانگا میدان سے
جان بچاکر نکل گیا۔ بادشاہ نے محمدی کوکلتاش و عبدالعزیز میر آخور و علیخان وغیرہ کو حکم دیا کہ تعاقب کرکے سانگا کو گرفتار
کر لائین مگر ان لوگونکی کاہلی سے وہ نکل بھاگا بادشاہ کو اس بات کا افسوس ہوا اور کہنے لگا کہ کاش یہ کام ہم خود کرتے اور
ضرور اسکو گرفتار کرکے اُسکی بسارت کا مزہ چکھاتے اس فتح کی تاریخ فتح بادشاہ اسلام ہے۔ بادشاہ نے محمد شریف
منجم کو ملامت کرکے اور ایک لاکھ ٹکے دیکر ممالک محروسہ سے نکلوا دیا۔

کرنل ٹاڈ دیسی روایتون سے بیان کرتاہے کہ سخت مقابلہ ہونے کے وقت رائے سین کا راجہ سلہدی تنور دشمنون مین
جاملا جس سے یہ شکست راجپوتونکو نصیب ہوئی ٹاڈ نے یہ خیال نہ کیا کہ یہ وقت ملنے کا ہوتاہے اور خاصکر سلہدی
کی تھوڑی سی سپاہ الگ ہوجانے سے سانگا کی قوت ٹوٹنے کے قابل تھی ؟

راجپوتانہ خصوصاً میواڑ کے آدمیون کو اسلامی فتوحات وجاہ جلال سے ایک بڑا تعصب چلا آتا ہے ایک بے لاگ
اور نہایت دستمانہ فتح پر داغ لگانے کو یہ قصہ ہی گھڑ لیا اور انکے سرپرست ٹاڈ صاحب نے مان لیا بابر جس سے

جزئی سے جزئی واقعہ نہین چھوڑا وہ اس بات کو ضرور بیان کرتا اگر اسکی اصل ہوتی -
سانگا اسی سال کے اندر میواڑ کے پہاڑی علاقے مین موت سے یا رانی کے زہر دینے سے انتقال کر گیا کیونکہ یہ رانی اپنے بیٹے بکرمادت کی مسند نشینی کی خواہان تھی اسلیئے اپنے سوتیلے بیٹونکے سوا شوہر سے بھی دشمنی رکھنے لگی تھی سانگا کا قد میانہ تھا لیکن جسم بڑا زور آور رنگ سفید تھا آنکھین بڑی بڑی تھین ایک آنکھ اسکی بھائی سے لڑائی مین جاتی رہی تھی ایک بازو دہلی کے لودی بادشاہ کے معرکے مین کھو بیٹھا تھا ایک لڑائی مین ٹانگ ٹوٹ کر لنگڑا ہو گیا تھا اسنے رنتھنبور کو فتح کر لیا تھا اسکے دو بیٹے اسکے سامنے گذر چکے تھے جن مین سے بڑے بھوج راج کے ساتھ میرتیہ راٹھوڑ جیمل کی رشتہ دار بہن میران بائی جسکے فقیرانہ اشعار عوام مین مشہور ہین بیاہی گئی تھی کرنل ٹاڈ نے غلط طور پر اسکی شادی رانا کونبھا کے ساتھ لکھدی ہے جو سانگا کا دادا ہے

---

۵۲ - رانا رتن سی دوم

یہ سانگا کا تیسرا بیٹا تھا جو اپنے بڑے بھائیون کے مرجانے سے سمبت ۱۵۸۴ مطابق ۱۵۲۸ء مین چتوڑ کی گدی پر بیٹھا اسکے چھوٹے بھائی بکرماجیت کو قلعہ رنتھنبور باپ کے حکم سے جاگیر مین ملا تھا اسکی مان نے سانگا کو زہر دیا تھا یہ عورت سانگا کے بعد بابر سے سازش کرنے لگی اور اُس کے پاس وکیل بھیجکر درخواست کی تھی اگر بادشاہ مدد کرکے چتوڑ دلا دے اور بیانہ وغیرہ پرگنے حوالے کرے تو قلعہ رنتھنبور اور محمود مالوی کا جڑاؤ تاج وہ جو رانا سانگا نے گرفتار کرکے لیا تھا عوض مین بابر کو دیدیا جائیگا لیکن اس بات کی نوبت نہ پہونچی کہ رتن سنگھ خانگی لڑائی مین بوندی کے راؤ سورج مل کے ہاتھ سے شکار کے موقع پر مارا گیا - رتن سی بازراہ شیخی یہ کہا کرتا تھا کہ چتوڑ کے دروازے دہلی و مانڈو ہین اسنے مخفی طور پر آنبیر کے راجہ پرتھی راج کی بیٹی سے اپنے بھائیونکی زندگی مین شادی کی تھی بروقت اس شادی کے بجاے رتن سی کے اسکی دو دھاری تلوار بھیجی گئی جیسا کہ راجپوتون کے سردارون مین دستور ہے -
چونکہ یہ شادی مخفی ہوئی تھی اسیلئے سورج مل ہاڑا والی بوندی نے اپنی بہن سوجا بائی کی اس سے شادی کر دی اور رانا کی ہمشیرہ کی شادی سورج مل سے ہوئی -
سوجا (سورج مل) افیون کھانے کا بہت عادی تھا ایک روز چتوڑ کے مقام پر دربار مین وہ سوتا تھا ایک پوربیہ سردار نے اُسکے کان مین تنکا دیکر اُس سے چھیڑ کی ہاڑا کا چھیڑنا کیا تھا گویا شیر کو چھیڑا تھا اُسنے پھاڑے کی طرف کو پوربیہ پر ایک کھانڈے کا ہاتھ جھاڑ دیا اُسکے بیٹے نے خون کا بیر قائم کر لیا اور رانا سے غمازی کی کہ ہاڑا راؤ جو راولے یعنی زنانے مین جایا کرتا ہے اُسکا مطلب اپنی ہمشیرہ سوجا بائی سے ملنے کے سوا کچھ اور ہے بنائے فساد اس اشتباہ سے قائم ہوئی اس خفیف تحریک سے شعلہ غضب مشتعل ہو گیا ایک روز سوجا نے اپنے شوہر اور بھائی دونوکو تناول طعام کے واسطے طلب کیا یہ کھانا اُسنے اپنے روبرو تیار کرایا تھا اور فرط محبت سے وقت تناول مکھیان اوڑانے کے واسطے بیٹھ گئی

اگرچہ راجپوتون کی لڑکیان شوہر کی کمال معتقد ہوتی ہین مگر جس خاندان مین پیدا ہوتی ہین اُسکا بھی اونکو بہت پاس ہوتا ہے کہ اس سے اکثر نزاع پیدا ہوئے ہین جسوقت کھانا کھا چکے سوجا نے اپنے بھائی کی نسبت کہا کہ اُسنے اپنے حصے کا کھانا شیر کی طرح جلدی کھالیا ہے اور شوہر کی نسبت کہا کہ بچونکی طرح کھیلتا رہا ہے اس طعنے نے بشمول دیگر فرضی گستاخیون کے راؤ اور رانا دونون کی جان تلف کی اور حسین سوجا کو عدم آباد مین بھیجا اُس وقت قواعد میزبانی انتقام سے مانع آئے علاوہ اسکے ہاڑا کی ہلاکت کے واسطے اسکی اہمی تنہائی سے بھی زیادہ با اطمینان موقع کا منتظر رہنا مصلحت وقت تھا جب راؤ رخصت ہوا رانا نے کہا کہ ہم بھی آئندہ بسنت کے موسم مین بوندی کے رمنہ یعنی جنگل مین شکار کھیلنے کے واسطے آئینگے پھاگن کا خوشگوار مہینہ آیا تب رانا اور اُسکے درباریون نے اُمَوَہ پوشاک تیار کرائی اور بوندی کے ارادے سے ہاڑا کی زمین پر چڑھے حالانکہ باوا امین ستی نے پیش گوئی کی تھی کہ جب کبھی راؤ اور رانا آہیڑے کے شکار پر متفق ہونگے جیسے مہلک واقعات سے میری امید قطع ہوئی آئندہ کو بھی ہوتے رہینگے مگر دختر الوہاڑا کی پیش گوئی اور سوجا بائی کے درمیان صدہا برس گذر گئے تھے باوجودیکہ اُسکا کلام زبان زد خاص وعام تھا کسیکو یقین نرہا تھا صرف بطور روایت سمجھتے تھے۔

شکار کے واسطے نانذۃ کہ چمبل کے مشرقی کنارے پر ہے پسند ہوا کہ اس نشیب مین خونخوار شیر سے لیکر خرگوش تک ہر قسم کے شکار رہتے ہین فوجین صف آرا حسب معمول شور و غل کرتی ہوئین اور شیر۔ بگھیرا۔ چیتا۔ چرخ۔ ریچھ۔ ہرن۔ بارہ سنگھا۔ نیل گائے۔ چکارہ۔ گیدڑ۔ لومڑی۔ خرگوش اور جنگلی کتون کو ہنکاتی ہوئین روانہ ہوئین ایسے ہنگامے مین راجپوت اپنی افیون کو بھی بھول جاتا ہے اس ہنگامے مین رانا نے اپنے سینے کے کینے کو نکالنا چاہا دونون رئیس شکار مارنے کے واسطے مقامات مناسب پر بیٹھے اور ہر ایک کے پاس صرف ایک دو معتمد ملازم رہے رانا کے پاس اسی پوربیہ سردار کا بیٹا تشنہ خون موجود تھا جسکو ہاڑا نے ہلاک کیا تھا رانا نے کہا کہ اب سور مارنے کا وقت ہے پوربیہ نے فوراً راؤ پر تیر چلایا اُسنے بھی عقاب کی سی آنکھون سے آتا ہوا دیکھکر اپنی کمان سے ہٹا دیا اول تیر تو شاید اتفاقیہ سمجھا جاتا مگر جب دوسرا رانا کے دھا بھائی کیطرف سے آیا تو اُسکو یقین ہوا کہ دغا ہے اس دوسرے تیر کو ہٹاتے ہوئے دیر نہ ہوئی تھی کہ رانا گھوڑے پر سوار ہو کر یکایک گرا اور اُسکو کھانڈے سے قتل کیا راؤ گر گیا مگر ہوش مین آکر اپنا زخم دوپٹے سے باندھا اور جب رانا مغرور ہو اپکارا کہ بیگر بھلے ہی چلے جاؤ مگر تمنے میواڑ کو ڈبویا ہے پوربیہ بھی رانا کے پیچھے تھا راؤ کو زخم باندھتا دیکھکر کہا کہ نصف کام ہوا ہے رانا رتن سی نے زخمی راؤ پر پھر وار کیا جسوقت اُسنے ہاتھ اُٹھایا راؤ نے مثل مجروح شیر کے اخیر جد کر کے اُسکے کپڑے پکڑ کر گھوڑے سے گرا لیا لیکن خود اُسیوقت رانا پر گر گیا دونون زمین پر لیٹ تھے مگر رانا نیچے تھا راؤ نے اُسکی چھاتی پر گھٹنا ٹیک کر ایک ہاتھ سے اُسکی گردن پکڑی اور دوسرے سے اوسکی کمر سے خنجر تلاش کیا۔ اچھا انتقام ہوا ہے کہ چھاتی مین خنجر مارا اور نیچے دشمن کو مرتا دیکھ لیا راؤ کی تشفی ہوئی مگر اس سے زیادہ اُسمین بھی جان نہ تھی دشمن کی لاش پر اُسکی بھی لاش پڑی رہی روساے مقتول کی زوجگان کا زندہ رہنا غیر ممکن تھا اسواسطے موقع کشت وخون پر چِتا تیار ہوئین حسین سوجا نے اپنے طعنے کے

عوض شوہر اور برادر کا نقصان اُٹھا کر اپنی جان تصدق کی اور رانا رتن سی کی ہمشیرہ راؤ کے ساتھ ستی ہوئی اسی مقام پر دونون رئیسون کی چھتریان تعمیر ہوئین اور سوجا کے گھاٹے کی چوٹی پر بنائی گئین ۔

۵۳ - رانا بکرماجیت

یہ اپنے بڑے بھائی رتن سی کے مارے جانے کے بعد سمبت ۱۵۸۸ مطابق ۱۵۳۲ء مین چتوڑ پر قابض ہوا ٹاڈ لکھتا ہے کہ یہ بڑا فسادی شوریدہ پشت زودرنج کینہ توز مغرور اور کم عقل تھا اکثر پہلوانونکے تماشے اور جوا کھیلنے کے جلسون مین مصروف رہتا تھا لیکن جبکہ بقول ٹاڈ یہ مسند نشینی کے وقت آٹھ سال کا تھا کیونکہ یہ سانگا کے انتقال کے بعد پیدا ہوا تھا اور ۱۵۳۵ء مین مسند نشین ہوا اور سیر نبودی روایت کے موافق ۱۵۳۲ء مین گدی پر بیٹھا تو اس حساب سے چار برس کا قرار پائے گا تو اُسکی حرکات وسکنات کب قابل ملامت ہوسکتی ہین کیونکہ بچہ مرفوع القلم ہے اُس نادان کے قول و فعل کب قابل لحاظ ہوسکتے ہین سلطان بہادر شاہ گجراتی بھی اس سے ناراض ہوگیا تھا جسکی وجہ یہ ہے کہ سلہدی پوربیہ راجہ رائے سین نے بھیلسہ کے اطراف سے درخت اسلام کو جڑ سے اکھاڑکر پھینکدیا تھا اور بہت سی مسلمان شریف عورتون کو اپنی حرم بنالیا تھا اسکی عورتون کی تعداد سات آٹھ سو تک پہونچگئی تھی لیکن سب مین بھوپت رائے (یا بھوپت راؤ یا بھوپت سنگھ) کی مان باعتبار رتبہ کے برسکر تھی ۔

جب سلطان بہادر شاہ کو یہ پرچہ لگا تو سخت ناراض ہوا اور اُسکو بلوا کر قید کردیا اور کہا کہ بغیر مسلمان ہوے جان بخشی نہین ہوسکتی اور اُسکی راجدھانی رائے سین پر حملہ کیا اور قلعہ کو قریب الانہدام کردیا یہ حال دیکھکر سلہدی نے عرض کیا کہ مین مسلمان ہوتا ہون اور قلعہ خود آپکے حوالے کردونگا کیونکہ اسکو فکر پیدا ہوئی کہ اگر سلطان جبراً قلعہ فتح کرلیگا تو تمام رشتہ دار عورتین پکڑی جائینگی اسوقت سلہدی کا بھائی لکھمن سین قلعہ مین موجود تھا سلطان نے اسکو بلایا اُس وقت اُسنے بھائی کو مشورہ دیا کہ قلعہ کیون سلطان کے حوالے کرتا ہے تیرا بیٹا چتوڑ کو رانا کے پاس مدد حاصل کرنے کی غرض سے گیا ہے اُس کے آنے تک ہم قلعہ کی حفاظت کرتے ہین تو مسلمان ہوچکا ہے بادشاہ تجھے کچھ سزا نہ دیگا وہ اس مشورت پر خوش ہوگیا صبح کے وقت لکھمن سین سلطان سے یہ کہکر گیا کہ قلعہ کی حوالگی کا انتظام کرتا ہون جب دوپہر تک جواب نہ آیا تو سلہدی خبر لانے کے لیے پہاڑی کے دامن تک گیا اور قلعہ کے تلے کھڑے ہوکر دکھاتے کو خالی کردینے کا تقاضا کیا جب کوئی جواب نہ ملا تو لوٹ آیا اس امر سے سلطان بہت ناراض ہوا اسی اثنا مین سلطان کو معلوم ہوا کہ سلہدی کے بیٹے کے ساتھ بکرماجیت چالیس ہزار سوار اور بےشمار پیادے لیکر ادھر آرہا ہے سلطان نے اول محمد شاہ آسیری اور عماد الملک کو رانا کی سپاہ کے مقابلے کے لیے روانہ کیا بعد اسکے پیچھے سے خود بھی چلا گیا اور اختیار خان کو رائے سین کے محاصرے پر چھوڑ گیا جب جاسوسون نے بکرماجیت کو خبر دی کہ سلطانی سپاہ اور خود سلطان آپہونچے ہین تو ڈر کر پیچھے ایک منزل تک ہٹ گیا اور رانا کی طرف سے چند وکیل سلطان کے پاس حاضر ہوئے کہ مین نے سنا ہے کہ سلہدی پر قید ہے محافظون نے اسپر کھانا پانی بند کردیا ہے اسلیے آپ کے پاس آنا مناسب معلوم ہوا تاکہ عرض کرکے سلہدی پر سختی موقوف کرادی جائے جب اُنھون نے واپسی پر بادشاہ کے ہمراہ سپاہ کی کثرت اور سامان جنگ کی

اُسے امداد کا حال بیان کیا تو بکرماجیت راتوں رات بھاگ گیا اور سلطانی سپاہ کے تعاقب کے خوف سے ایک رات دن میں ستر کوس کا فاصلہ طے کر کے چتوڑ میں داخل ہو گیا بادشاہ نے کہا کہ رائے سین کی مہم سے فارغ ہو کر چتوڑ پر لشکرکشی کرونگا اور رانا کو تباہی کے قریب پہونچا دونگا۔

چنانچہ بہادر شاہ کے حکم سے ۱۰ ربیع الثانی ۹۳۹ھ ہجری مطابق ۱۵۳۲ء کو محمد شاہ آسیری اور خداوند خان فوج لیکر چتوڑ کی طرف روانہ ہوے جب یہ سپاہ مندسور پہونچی اور اس چڑھائی کا غلغلہ چتوڑ میں پہونچا تو رانا کے وکیل بادشاہ کے سپاہ سالاروں کے پاس آئے اور بیان کیا کہ مالوے کا جسقدر ملک رانا کے پاس ہے وہ اس سے دست برداری کرتا ہے اور جو کچھ خدمت اُسکو فرمائی جائے گی اُس کی بجا آوری کو آمادہ ہے اور اپنی ذات کو ملازمان سلطانی میں تصور کر کے ہمیشہ مطیع رہے گا محمد شاہ نے سلطان کے پاس جو مانڈو میں موجود تھا رانا کا یہ پیام شجاعت خان کے ذریعہ سے عرض کرایا سلطان رانا سے بیحد ناراض تھا کیونکہ اُس نے سلہدی کی مدد سلطان کے مقابلے میں کی تھی اسلیے محاربۂ چتوڑ کا عزم فسخ نہ کیا اور رانا کے وکلا کی بات کو نہ مانا اور محمد شاہ و خداوند خان کو حکم بھیجا کہ تاتار خان بن سلطان علاء الدین بن سلطان بہلول لودی کو ایک زبردست لشکر گجراتی کے ساتھ آگے کو روانہ کریں تا کہ وہ پہلے سے پہونچکر چتوڑ کو گھیر لے تم اُسکے عقب سے توپخانہ لیکر پہونچو۔

صاحب تاریخ بہادر شاہی جو اس لڑائی میں موجود تھا لکھتا ہے کہ تاتار خان سمجھا تھا کہ رانا کے پاس سپاہ کثیر ہے وہ قلعہ سے نکلکر ضرور مقابلہ کرے گا لیکن رانا کو اتنی جرأت نہوئی۔

تاتار خان نے ۱۴ رجب سنہ مذکور کو تلہٹی کو فتح کر کے دوسرے روز چتوڑ گڑھ کو گھیر لیا آٹھویں دن محمد شاہ اور خداوند خان ایک زبردست توپخانے کے ساتھ جا پہونچے اور چار دن طرف سے گولہ باری کرائی پھر سلطان بھی ایک شب و روز میں پانچہزار سواران مانڈو کے ساتھ یلغار کر کے جا پہونچا۔ اتنے گولے قلعے میں اُتارے کہ تھوڑے عرصہ میں حصار کا کچھ حصہ اور محلوں کے مکان گرنے لگے سلطان اپنی ذات سے اتنی محنت کرتا تھا کہ کسی سپاہی سے بھی ہونی دشوار ہے۔

تاریخ بہادر شاہی کا مولف کہتا ہے کہ اس محاصرے میں سلطان کے پاس قلعہ شکنی کا اتنا سامان اور اسقدر سپاہ موجود تھی کہ ایسے ایسے چار قلعے ہوتے تو اُنکو بھی برباد کر دیتا۔ قلعے پر توپوں کی مار مار اور صلابت کو چوں کی تیاری اور توپوں کے قریب پہونچ جانے سے قلعہ کی دیواریں چھلنی ہو گئیں اسلیے محصورین کو یقین ہو گیا کہ اب تحفظ دشوار ہے۔

مرآت سکندری والا لکھتا ہے کہ مادر بکرماجیت کہ زوجۂ کلان رانا سانگا بود وکلا فرستاد و عرض کرد کہ پسر من قدیم الخدمت سلطان ست از ینجا بملک گجرات رفتہ در بندگی قیام مینمود بنابران این بیرزن بعجز و تقصیر التماس مینماید کہ سلطان از سر گناہ او درگذرند و مارا بجان بخشی او حیات نو بخشند تا بعد ازین کمر بندگی بستہ در انقیاد مقیم خواہد بود و ہیچ امر از تخلف نخواہد نمود و ہر خدمتے کہ بہر طرف رجوع شود منت بجان گذاشتہ بندہ وار در تقدیم آن سعی بجا آورد و بعضے از بلاد مانڈو کہ از زمان سلطان محمود خلجی در تصرف خود مے دارد میگذارد و کمر و تاج مرصع کہ از سلطان محمود خلجی در تصرف رانا درآمدہ و نگینے چند کہ در قیمت آن جوہریان اعتراف بنادانی کردہ بودند در روز شکست سلطان محمود بدست رانا افتادہ بعد آن

بہ بے قیمت را باصد لک تنگہ نقد صد اسپ و دہ زنجیر فیل مثیل کش میکند۔
یہ عریضہ بکرماجیت کی ماں کی طرف سے صداقت پر مبنی تھا سلطان نے قبول کرکے ۲ ماہ شعبان کو پیش کش لیکر کوچ
کیا اور چیتوڑ سے ایک کوس پر ٹھہر کر برہان الملک و مجاہد خان کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ رنتھنبور کی تسخیر کے لیے
روانہ کیا اور خود پانچوین رمضان کو وہان سے کوچ کرکے مندسور کیطرف لوٹ گیا بکرماجیت زک اٹھا کر بھی ہوش مین نہ آیا
اکثر ماتحتون کو رنجیدہ رکھا سمبت ۱۵۹۳ مطابق سنہ ۱۵۳۶ء مین بہادر شاہ گجراتی دوبارہ چیتوڑ پر آیا اسوقت رانا سانگا کے رشتہ دار
سورج مل دیولیہ والے کا بیٹا راوت باگھ سنگھ اپنے بزرگونکی راجدھانی بچانے کو چیتوڑ پہونچا۔ بوندی جالور اور سرہی وغیرہ کے
راجہ بھی اپنی فوجین لیکر حاضر ہوگئے۔ بہادر شاہ کے سرنگ لگا کر قلعے کی دیوار بڑے برج سمیت اڑادی جسمین بوندی کا
راؤ مع اپنے پانسو آدمیون کے مارا گیا۔ اس حملے کو راجپوت لوگ روکتے رہے جب بیچارے نا امید ہوگئے انھون نے
بکرماجیت اور اسکے چھوٹے بھائی اودے سنگھ کو چھپا کر نکال دیا اور دیولیہ کے راوت باگھ جی سیسودیہ کو اپنا افسر بنا کر
ریاست کا جھنڈا اسکے سر پر کھڑا کیا وہ تمام راجپوتونکے ساتھ جو موت کو قید سے بہتر جانتے تھے قلعہ سے نکلکر مقابلے مین
مارا گیا اس لڑائی مین مقتول مرد بتیس ہزار اور جوہر کرکے جان دینے والی عورتین بارہ ہزار سے زیادہ شمار کی گئی ہین
کسی قدر غیرت دار عورتین لڑ کر بھی کام آئین۔
کرنل ٹاڈ تواریخ راجستان مین کہتا ہے کہ اودے سنگھ کی والدہ کرناوتی نے بہادر شاہ والی گجرات کے خوف
سے ہمایون کی حمایت حاصل کرنی چاہی اور اسے راکھی بھیجی اسنے اس راکھی کو بخوشی قبول کرلیا اور وہ اس
راکھی کے ذریعہ سے رانی کا بھائی اور اسکے نو عمر بچے اودے سنگھ کا ماموں اور محافظ ہوگیا اسنے عہد کیا کہ مین رانی کی حتی الوسع
اعانت کرونگا جتنے کہ قلعہ رنتھنبور بھی وہ مانگے تو دیدونگا جبکہ بہادر شاہ نے قلعہ چیتوڑ کا محاصرہ کرلیا اور نامور راجپوت
سردار پیاپے کام آئے اور جنگجو جواہر بائی راٹھوڑ رانی بھی کام آئی تو کرناوتی نے چیتوڑ کی حفاظت کا کوئی اور ذریعہ نہ دیکھکر
ہمایون سے التجا کی کہ وہ اپنے عہد کو پورا کرے ہمایون اپنے عہد مین ثابت قدم نکلا اسنے اپنی فتوحات ملک بنگالہ کو
چھوڑ دیا اور چیتوڑ کو بچانے اور رانا سانگا کی بیواؤن اور خرد سال بچونکو محفوظ رکھنے کی غرض سے بنگال سے روانہ
ہوا اگر ہمایون اتنے فاصلے پر نہ ہوتا تو چیتوڑ کی تباہی پیش نہ آتی کیونکہ آئین شرافت کے بموجب اسکو رانی کی
امداد کرنا ضرور تھا لیکن بہادر شاہ پر فوراً حملہ کرنے کی بجاے اسنے بہادر شاہ سے لفظی تکرار شروع کردی جسمین
حملۂ چیتوڑ پر حکمت بازی کی گئی تھی اور چیتوڑ پر یلغار کرنے کی بجاے مالوے پر یورش کی جو اسوقت بہادر شاہ کے
تصرف مین تھا۔ اس اثنا مین بہادر شاہ نے اپنے زبردست توپخانے کی مدد سے محصورین کا قافیہ تنگ کردیا
اور قلعہ کی دیوار کا ایک حصہ بارود سے اڑادیا۔ قلعہ کو قریب التسخیر خیال کرکے ۱۳ ہزار راجپوت عورتین جوہر کرکے
مرگئین اور باقی ماندہ راجپوت دیولیا کے سردار باگھ جی کے زیر کمان زندگی سے ہاتھ دھو کر قلعہ سے باہر نکلے اور
بہادر شاہ کی سپاہ پر ٹوٹ پڑے اور کام آئے۔ بہادر شاہ چیتوڑ کو فتح کرنے کے بعد صرف دو ہفتہ وہان ٹھہرا کیونکہ
ہمایون کے آہستہ آہستہ بڑھنے سے اسے فکر ہوئی اور وہ اسکے مقابلے کو روانہ ہوا۔ ہمایون نے اپنے عہد کو

بخوبی پورا کیا اُسنے بہادر شاہ کو پیاپے شکستین دین اور اُسکی سپاہ کو چیتوڑ خالی کرنے پر مجبور کیا اور مالوے کی راجدھانی مانڈو پر قبضہ کر لیا اور چونکہ وہان کے بادشاہ نے شاہ گجرات کی مدد کی تھی اسلئے اُسنے رانا بکرماجیت کو وہان بلوایا اور اُسکے دشمن کے مفتوحہ قلعے مین اُسکے تلوار باندھی۔

ٹاڈ صاحب نے یہ جو کہا ہے کہ ہمایون اپنی بنگالے کی فتوحات کو چھوڑکر رانا کی مدد کو آیا تھا اسکے متعلق اتنا سمجھنا چاہیے کہ وہ بنگالے مین نہین پہونچا تھا بلکہ اُسکے فتح کرنے کے ارادے سے ۹۴۰ھ ہجری مطابق ۱۵۳۳ء مین روانہ ہوکر صدود کالپی قصبہ کنار تک وہ آیا تھا کہ اُسنے سنا کہ قلعہ چیتوڑ کا محاصرہ بہادر شاہ نے کیا اور یہ ایک بڑا اُلوالعزم اور صاحب حوصلہ و بلند پرواز بادشاہ تھا اُسنے اپنے زور بازو سے سلطنت کو وسعت دی تھی اور مالوے کی سلطنت کو بھی جسکا دار الریاست شادی آباد عرف مانڈو تھا اپنے قبضے مین کر لیا تھا غرض وہ اور ہمایون برابر کی ٹکرین تھین۔

کرنل ٹاڈ کا یہ کہنا کہ بادشاہ مانڈو نے بادشاہ گجرات کی مدد کی تھی غلط ہے بادشاہ مانڈو اسوقت باقی نہ تھا دونون ملکون کا بہادر شاہ والی تھا اور مستند مورخین کے اقوال کے موجب ہمایون کا بہادر شاہ سے نبرد آزما ہونا راجپوتون کی امداد کی غرض سے نہ تھا بلکہ اسکا سبب یہ تھا کہ سلطان علاء الدین دعویدار تخت دہلی جسکا نام عالم خان تھا اور سکندر لودی کا بھائی اور سلطان ابراہیم کا چچا تھا بہادر شاہ کے پاس بغرض طلب مدد موجود تھا اور بہادر شاہ اُسکی معاونت کر رہا تھا اور ہمایون کا باغی چچازاد بھائی محمد زمان مرزا بھی بہادر شاہ کے ظل عاطفت مین جا پہونچا تھا ہمایون نے بہادر شاہ کو لکھا کہ یا تو اُسکو پکڑ کر ہمارے پاس بھیجدو یا اپنے ملک سے باہر نکالدو بہادر شاہ نے ٹکاسا جواب دیا ہمایون جو ممالک شرقیہ کی فتح کو جاتا تھا وہ فوراً الٹا آگرے مین آیا اور ۹۴۱ھ ہجری کو بہادر شاہ کے استیصال و تسخیر گجرات کے لیے روانہ ہوا اور مالوے کی طرف چلا سارنگپور مین پہونچا تو بہادر شاہ چیتوڑ کے محاصرے مین ہمہ تن مصروف تھا ہمایون نے یہ قطعہ بہادر شاہ کے پاس بھیجا۔

اے کہ ہستی غنیم شہر چیتوڑ	کافران را چہ طور میگیری
پادشاہے رسید بر سر تو	تو نشستہ چیتوڑ میگیری

اس قطعہ کے جواب مین بہادر شاہ نے یہ قطعہ لکھا۔

منکہ ہستم غنیم شہر چیتوڑ	کافران را بجور مے گیرم
ہرکہ بکند حمایت چیتوڑ	تو ببین کش چہ طور مے گیرم

اب بہادر شاہ نے اپنے امیرونکے ساتھ مشورہ کیا ایک جماعت نے مشورہ یہ دیا کہ قلعہ کی مہم سب وقت میسر ہے اور اہل قلعہ سے کچھ ضرر بھی نہین پہونچتا مناسب یہی ہو کہ ہم قلعہ کو موقوف کرکے ہمایون کے لشکر کے روبرو ہوجیے صدر خان جو اہل علم و فضل کا صدر تھا اور سپاہ مین صاحب منصب والا تھا اُسنے اپنی اصابت رائے سے یہ کہا کہ محاصرہ مدت کسے ہو رہا ہے تھوڑے دنون کا کام اسین باقی ہے اول اسکو ختم کرنا مصلحت ہے ہمایون دیندار بادشاہ ہے جبتک ہم کفار سے لڑتے ہین وہ ہم سے لڑنے نہین آئے گا اگر آئے گا تو ہمارے لیے

ترک جہاد کا عذر معقول میسر ہوگا۔ سلطان بہادر کو یہ راے پسند آئی اور اسپر عمل کیا جب ہمایون کے کان مین یہ خبر پہونچی تو وہ بہادر شاہ سے جب تک کچھ نہ بولا کہ ۳ رمضان سنہ ۹۴۱ ہجری کو اُسنے قلعہ چتوڑ فتح کیا اس کا سبب کیا تو ہمایون کا تساہل تھا یا اسلام کا پاس۔

قلعہ چتوڑ مین بہادر شاہ کو بہت دولت ہاتھ آئی اور اُسنے وہ سپاہیون مین تقسیم کر دی۔ پھر وہ منڈسور مقام پر ہمایون بادشاہ ہندوستان کے مقابل پہونچا جہان اُسکو جان بچاکر گجرات وغیرہ کی طرف بھاگنا پڑا اور بکرمادت نے موقع پاکر چتوڑ واپس لیا۔

میواڑ کے سرداروں نے باہمی رنج سے بکرمادت کی جگہ پرتھی راج کے بیٹے بنبیر کو جو کنیزک زادہ تھا رانا بنایا۔

بنبیر

یہ خواص وال سمبت ۱۵۹۳ مطابق سنہ ۱۵۳۶ء مین گدی نشین ہوا اُسنے دیکھا کہ اگر بکرمادت اور اسکا چھوٹا بھائی اودے سنگھ جیتے رہے تو ضرور ایکدن مجھسے گدی چھین جائے گی یہ کھٹکا مٹانے کے لیے اُسنے بکرمادت اور اودے سنگھ کو مار ڈالنا چاہا اودے سنگھ کی عمر تین برس کی تھی اور وہ اپنی دائی پنا کے پاس محل مین رہتا تھا ایک دن جیسے ہی پنانے اودے سنگھ کو کھلا پلا کر سلایا ویسے ہی محل مین کچھ رونے پیٹنے کی آواز ہونے لگی پنانے نائی سے جو اودے سنگھ کا جھوٹا اُٹھانے آیا تھا پوچھا یہ کون روتا ہے نائی نے گھبرا کر کہا رانا بنبیر نے بکرمادت کو مار ڈالا یہ سُنتے ہی پنا کانپنے لگی اور سوچی کہ بنبیر نے جب بکرمادت کو مار ڈالا تو اودے سنگھ کو کب جیتا چھوڑے گا اودے سنگھ کے جیتے رہنے سے اُسکو سدا یہ کھٹکا رہے گا کہ بڑا ہو کر کہین اُس سے راج نہ چھین لے پنا یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اتنے مین اُسکو کسی کے پانوکی آہٹ سی معلوم ہوئی یہ سوچ کر کہ کہین بنبیر ہی نہو پنانے اپنا جی کڑا کر کے اودے سنگھ کو تو اُٹھا کر ایک کونے مین چھپا دیا اور اپنے بچے کو اُسکی جگہ پر سلا دیا اتنے مین بنبیر ننگی تلوار ہاتھ مین لئے ہوئے آہی گیا اور پنا سے پوچھنے لگا بتاؤ اودے سنگھ کہان ہے ڈر کے مارے پنا کی گھگھی بندھ گئی اُسنے اپنے بچے کی طرف انگلی اُٹھا دی اُسکے انگلی اُٹھاتے ہی بنبیر نے ایک ہی ہاتھ مین بچے کا کام تمام کر دیا پنانے اپنے بچے کے مارے جانے کا کچھ بھی رنج نہ کیا اُسیوقت اودے سنگھ کو ایک ٹوکری مین چھپا نائی کے ساتھ چتوڑ سے نکل کھڑی ہوئی وہ دونون اول ڈونگرپور کے راول کے پاس پہونچے لیکن اُسنے یہ عذر کیا کہ یہان اسکے رکھنے مین میرے بیے اور اسکے لیے بھی اندیشہ ہے تب وہ بھیلونکی حفاظت کے ساتھ کونبھل میر کے حاکم بھاما ساہ مہاجن کے پاس پہونچی جہان اُسنے اندیشے کے سبب بھاما ساہ کا بھتیجا مشہور ہو کر پرورش پائی کئی سال کے بعد قلعہ کونبھل گڑھ مین جہان کہ نذر دینے کو اکثر سردار حاضر ہو گئے تھے مسند نشینی کی رسم ادا کیگئی ایک مقام پر اسیطرح نظر سے گذرا ہے لیکن ٹاڈ کہتا ہے کہ جب بکرماجیت مارا گیا تو اُسوقت اودے سنگھ کی عمر ۶ سال کی تھی اور یہان ایک بحث یہ بھی باقی رہتی ہے کہ وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ اودے سنگھ سانگا کا بیٹا تھا جو باپ کے بعد پیدا ہوا تھا اور ٹاڈ کہتا ہے کہ سانگا کے سات بیٹے تھے دو بڑے لڑکے تو خرد سالی مین فوت ہوئے رتن سی تیسرا فرزند تھا اور بکرماجیت جو رتن سی کے بعد بیٹھا وہ رانا کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا کہ باپ کے بعد پیدا ہوا تھا رانا کی لڑائی

بابر سے ۱۶ مارچ ۱۵۲۷ء مطابق ۹۳۳ ہجری مین ہوئی اور جس سال رانا نے شکست کھائی وہی اُسکی زندگی کا آخری سال تھا کہ سرحد میواڑ پر بسوا مین مرگیا ٹاڈ یہی کہتا ہے کہ سانگا کا فرزند رتنسی سمبت ۱۵۸۶ مطابق ۱۵۳۰ء مین مسند نشین ہوا اور پانچ برس حکمران رہا پھر رتنسی کی جگہ اسکا بھائی بکرماجیت جسے بکرماجیت بھی لکھتے ہین سمبت ۱۵۹۱ مطابق ۱۵۳۵ء مین گدی پر بیٹھا جسکو خردسالی کی حالت مین معزول کرکے بنبیر کو بٹھایا گیا اور بیر بنود کی روایت کے مطابق بنبیر کی مسند نشینی ۱۵۳۵ء مین ہوئی تھی غرض کہ اس حساب سے اودے سنگھ کی عمر اسوقت دس برس کی ہوگی اور مین نے رتنسی کی مسند نشینی ۱۵۲۸ء اور بکرماجیت کی ۱۵۳۳ء لکھی ہے یہ بیر بنود کے موافق ہے -

الغرض بنبیر کو کونبھل میر کا احوال سنکر بہت فکر پیدا ہوئی اور سب سرداروں نے اودے سنگھ کا طرفدار بنکر اُس پر چڑھائی کردی آخر تین برس راج کرنے کے بعد بنبیر کو قلعہ چیتوڑ پر شکست کھا کر گھربار کے ساتھ دکن جانے کی اجازت ملی لیکن بیر بنود کی اسمین ایک غلطی ہے اور وہ یہ کہ اُسکی روایت کے موافق ۱۵۳۷ء مین راج دبا بیٹھا اور ۱۵۴۱ء مین اودے سنگھ چیتوڑ کی گدی پر فائز ہوا تو پھر بنبیر کا تین برس حکومت کرنا کیسے صحیح ہوگا کرنل ٹاڈ وغیرہ کا بیان ہے کہ مرہٹون کا ایک خاندان اسی کی اولاد مین ہے -

۵۴ - رانا اودے سنگھ ۲

سمبت ۱۵۹۷ مطابق ۱۵۴۱ء مین چیتوڑ کی گدی پر بیٹھا - ٹاڈ کہتا ہے کہ اُسمین ایک صفت بھی ایسی نتھی جس سے وہ لائق ریاست تصور ہو ۱۵۴۴ء مین شیر شاہ نے جودھپور کے راو مالدیو کو شکست دی اور وہ بھاگ گیا اُسوقت بادشاہ کے امرا نے عرض کیا کہ برسات کا موسم سر پر آگیا کہین توقف کرنا چاہیے بادشاہ نے جوابدیا مین برسات وہان بسر کرونگا جہان اپنا کام بھی کرسکون اُسنے چیتوڑ کے قلعہ کی طرف کوچ کیا جب قلعہ کے پاس وہ بارہ کوس پہونچا تو رانا نے قلعہ کی کنجیان بھجوادین جب شیر شاہ چیتوڑ مین آیا تو اُسنے خواص خان کے چھوٹے بھائی میان احمد سروانی و حسین خان غازی کو قلعہ چیتوڑ مین متعین کیا اور خود کچھواڑے کی طرف چلا گیا -

شیر شاہ کی وفات کے بعد جب ہندوستان مین کئی پٹھان بادشاہ بنکر آپسمین جھگڑا کرنے لگے تو انکی نااتفاقی سے فائدہ اُٹھاکر اودے سنگھ نے پھر چیتوڑ کو دبالیا اور اُس نے سمبت ۱۶۱۳ مطابق ۱۵۵۶ء مین حاجی خان پٹھان پر جو مغلون کے دباو سے گجرات کو جانا چاہتا تھا سامان وغیرہ چھیننے کے لیے اجمیر کے پاس حملہ کیا لیکن لڑائی ہونے کے بعد شکست کھاکر بھاگنا پڑا -

۹۷۵ھ مطابق ۱۵۶۷ء مین اکبر شاہ نے جو آنبیر و مارواڑ وغیرہ کے راجاؤنکو فرمانبردار بنا چکا تھا چیتوڑ پر چڑھائی کی تفصیل اُسکی اسطرح ہے کہ یکشنبہ بست و پنجم صفر کو بادشاہ آگرے سے دھولپور باڑی اور گوالیار کیطرف چلا گیا امرا و سردار اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ وہان جوق جوق پہونچ گئے جب دھولپور مین بادشاہ کا قیام ہوا تو اسوقت مین سکت سنگھ (یا سبل سنگھ) پسر رانا اودے سنگھ بھی ہمرکاب تھا بادشاہ نے اوس سے انبساط یا تنبیہ کے طور پہ فرمایا کہ اکثر زمیندار اور راجے ہمارے آستان بوسی کو آئے مگر رانا ابتک نہین آیا - میری خواہش یہ ہے کہ اسپر

حملہ کیا جاے اور اُسکو قرار واقعی سزا دیجاے تو اس معرکے مین کیا کیا خدمات انجام دے گا اور دیر تک شگفتگی کے لیے سکت سنگھ سے یہ بات کہتے رہے اور وہ منافقانہ طریق سے قبول کرتا اور بجا آوری حکم کا اقرار کرتا رہا اور اصل مطلب کو نہ سمجھا دل لگی وہزل کو قطعی بات مانکر رات مین لشکر سے بھاگ نکلا کیونکہ اُس سادہ لوح کو یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ اس شکار کے بہانے سے میرے باپ کی گوشمالی کا ارادہ رکھتا ہے اور مین بدنام ہوجاؤنگا کہ بادشاہ کے پاس جاکر اسکو باپ پر چڑھا لایا یہ نہ سمجھا کہ سواے مذاق کے یہان دوسرا امر مقصود نہین یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایسا شہنشاہ بہ نفس نفیس رانا جیسے زمیندار پر حملہ آور ہو اگر یہ سچ بھی تھا تو بھاگنے سے تو ایسے خطرناک کام سے چھٹکارا نہ تھا بلکہ ایک قسم کی کورنمکی تھی جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی کہ سکت سنگھ بھاگ گیا تو وہ بہت غضبناک ہوا اور ہزل و دل لگی واقعی بات کے ساتھ مبدل ہوگئی اب بادشاہ کے دل مین یہ بات جم گئی کہ ہر ملک کا راجہ اور زمیندار تو ہمارے سلام کو حاضر ہو اگر رانا اودے سنگھ اس غرور سے کہ ملک اُسکا دشوار گذار ہے اور بڑے بڑے مضبوط قلعے اُسکے پاس ہین اور بہت سے راجپوت اور دولت و مال و اسباب رکھتا ہے ہم سے سرکشی کرتا ہے اور اُس کا خاندان بھی سرکشی کے واسطے ضرب المثل تھا بادشاہ نے یہ خیال کرکے اُسکے استیصال کا ارادہ کیا اور وسط ربیع الاول مین اُدھر چڑھائی مصمم ہوگئی

جبکہ بادشاہ لشکر مالوہ کے سامان کی تقریب سے گاگرون کے علاقے مین ٹھہرا ہوا تھا آصف خان اور وزیر خان نے کہ ان حدود مین اُنکی جاگیرین تھین بادشاہ کے حکم سے قلعہ مانڈل گڑھ کو فتح کرلیا بادشاہ کے پاس باوجودیکہ اس وقت سپاہ کم تھی تمام سپاہ مالوے کی لڑائیون مین شریک تھی چیتوڑ پر حملے کا سامان درست کرکے آگے کو قدم رکھا اس خیال سے کہ شاید رانا بادشاہ کے ساتھ فوج کی کمی کا حال معلوم کرکے پہاڑ دنکے درون سے باہر نکل آے اور بہ آسانی اُسکا کام ختم ہوجاے - جب رانا کو یہ حال معلوم ہوا کہ اکبر کے ساتھ قلعہ گیری کا سامان کم ہے تو قلعہ چیتوڑ کی خوب درستی کرلی کئی سال کے لیے کھانے کا سامان جمع کرلیا اور پانچہزار راجپوت اُسمین رکھے اور تمام علاقے کو برباد کردیا تاکہ شاہی سپاہ کو رسد نہ مل سکے جب یہ انتظام مکمل ہوچکا رانا آپ پہاڑون مین گھس گیا کرنل ٹاڈ نے اس موقع پر قلعہ چھوڑکر چلے جانے کے سبب رانا اودے سنگھ کو بہت بزدل اور ناقابل لکھا ہے بھاگتے وقت رانا کو اتنی سدھ بدھ نہ رہی کہ نقارہ ساتھ لیجا سکتا اسلیے اُسوقت سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ والیان اودے پور کی جلوسی سواری مین نقارہ ہاتھی پر سب لاؤ لشکر کے پیچھے پیچھے بجتا چلتا ہے بادشاہ نے اودے سنگھ کا تو پیچھا نہ کیا مناسب یہ سمجھا کہ قلعہ کو مسخر کیا جاے چنانچہ یوم جمعرات ۱۹ ربیع الثانی ۹۷۵ھ کو قلعہ کی حدود مین بادشاہ پہونچ گیا اسوقت بادل کی نہایت گھٹا چھائی ہوئی تھی بجلی کی کڑک نے زمین و آسمان کو تہ و بالا کردیا تھا تھوڑی دیر کے بعد ہوا صاف ہوگئی اور قلعہ دور سے نظر آنے لگا بادشاہ خیام گاہ سے سوار ہوکر پہاڑ کے پاس جسپر قلعہ تھا آیا اور اکثر اُسکے اطراف مین پھر کر ملاحظہ کیا اور اب بخشیونکو حکم دیا کہ مورچے سردارونپر تقسیم کردین - تقسیم کے مطابق سرداران فوج اپنے اپنے مورچونپر جم گئے اور جو پیچھے سے سرداران فوج پہونچتے تھے اُنکا مورچہ علیحدہ قرار پاتا تھا اسطرح ایک ماہ کی مدت مین تمام قلعہ کا محاصرہ ہوگیا - اور اس عرصے مین بعض امرا کو میواڑ کی لوٹ مار کے لیے تعین کیا - آصف خان کو رامپوری

سر بلند کر بادشاہ کی قدر اندازی کو دیکھ رہا تھا مورچے کے لوگ عرض کرنے لگے کہ قلعہ کے آدمیون مین ایک سپاہی بڑا نشانہ باز ہے اسکی نشانہ بازی سے بہت نقصان پہونچ رہا ہے اس اثنا مین جلال خان کے سر کو اُسنے تاک کر ایسی گولی ماری کہ کان کے گوشت کو چھیلتی ہوئی نکل گئی اور زیادہ نقصان نہ پہونچا بادشاہ نے کہا کہ وہ نشانہ باز نظر نہین آتا ورنہ تیرا انتقام اوس سے ضرور لیتا پھر اپنی بندوق کو اُسکی بندوق کی طرف جو روزن مین نظر آتی تھی سیدھا کرکے کہا کہ خیر اُسکی بندوق سے تیرا انتقام لیتا ہون جونہی بندوق بھر کر سوراخ مین سے گولی نے گذر کر اُسکا کام تمام کر دیا اگرچہ اُسوقت یہ نہ معلوم ہوا کہ اس نشانہ باز کے گولی لگی ہے لیکن بندوق کے چھوٹنے سے یہ امر قیاس مین آتا تھا تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ضرور بادشاہی نشانہ نے اسکا کام تمام کر دیا ہے اس شخص کا نام اسماعیل تھا اور تمام گولہ اندازون کا افسر تھا۔ چتوڑگڑھ کے پاس اُس سے ملا ہوا ایک مقام ہے اُس کا نام چتوری ہے اسکے پاس مورچہ تھا بادشاہ یہان آکر انتظام کرنے لگا جہان گولی گولون کی بوچھار دیکھتا وہان سے آہستہ نکلتا تھا۔ یکایک ایک گولہ بادشاہ کے پاس آکر گرا بیس آدمی جو وہان کھڑے تھے لقمۂ اجل ہوے راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خان کے اہتمام سے جو سلامت کوچہ بن رہا تھا وہ اچھی طرح تیار ہو گیا اس سلامت کوچے کے اوپر مکان اور اچھے اچھے رہنے کے مقامات بنے بادشاہ دو رات اور ایک دن اس مین رہا اور دیوار قلعہ سپاہ شاہی کے ہاتھ سے دن بدن برباد ہونے لگی راجپوت بھی خوب خوب نشانے لگاتے رہے یہانتک کہ دو شب اور ایک دن متصل جنگ جاری رہی اور سپاہ شاہی کے منھ مین ایک فصیل اڑ کر نہ گئی ادھر راجپوت بھی ڈٹے رہے طرفین کی طاقت طاق ہو گئی یہان تک کہ پانچوین شعبان سنہ ۹۷۵ ہجری مطابق مارچ سنہ ۱۵۶۸ء کو وہ قلعہ مفتوح ہو گیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جسدن قلعہ فتح ہو گا ایک رات پہلے سے قلعہ کے چارون طرف سے سپاہ شاہی نے ہجوم کرکے دیوار کو جابجا توڑ دیا اور دیوار کے محافظون کو قتل کر ڈالا نصف شب کے قریب اہل قلعہ نے ایک سوراخ مین ہجوم کیا ایک طرف تو وہ مارے جاتے تھے اور دوسری طرف روئی اور کپڑے اور ایندھن تنگافون مین بھر کر اسپر روغن چھڑکتے تھے اس خیال سے کہ شاہی سپاہی جب ادھر سے گھسین تو آگ لگا کر انکو جلا دیا جاے اسی اثنا مین بادشاہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہزار میخی جو سرداری کی علامت ہے پہنے ہوئے تنگاف مین انتظام کر رہا ہے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کون ہے بادشاہ نے بندوق سے جسکا نام سنگرام تھا اُسکی طرف گولی ماری اسکے بعد شجاعت خان اور راجہ بھگوان داس سے کہنے لگا کہ میرا دل از روے تجربہ کے گواہی دیتا ہے کہ گولی کارگر گئی جہان خان نے عرض کیا کہ یہ شخص دوبار اس جگہ انتظام کو آچکا ہے اگر اب نہ آیا تو سمجھ لیا جاے گا کہ اُسکا کام تمام ہو گیا تھوڑا عرصہ ساعات کو گذرا تھا کہ جبار قلی دیوانہ خبر لایا کہ اس سوراخ مین مخالفین مین سے کوئی باقی نہین رہا ہے اور اسی اثنا مین قلعہ مین سے کئی جگہ پر آگ روشن نظر آئی طلازمین طرح طرح کے خیالات باندھنے لگے راجہ بھگونت داس نے عرض کیا کہ یہ جوہر کی آگ ہے کیونکہ ہندوستان کا دستور ہے کہ صندل اگر اور ایندھن اور روغن جمع کرکے اور عورات کو وہان لا کر سخت دل آدمیونکو مقرر کر دیتے ہین کہ جب شکست

یقینی ہو اور مرد مارے جائین تو وہ آدمی اُن عورتونکو زندہ جلا دیتے ہین اور اسطرحپر جان دینے کو جوہر کہتے ہین
جب صبح کو فتح حاصل ہوئی تو معلوم ہوا کہ بادشاہ کی بندوق نے کام کردیا تھا بدنور کا جاگیردار جیمل راٹھور قلعہ
کی دیوار درست کراتے وقت اُس گولی کا نشانہ بنا تھا اور حقیقت مین وہ آگ جوہر کی تھی اور فتا کے مکان مین
جو سیسودیہ قوم سے رانا کے سرداروں مین سے تھا اور راٹھوڑون کے مکان مین اور چوہانون کے مکان مین اسیطرح اس
کے اہتمام سے بڑے بڑے جوہر ہوے تھے اور تین سو تک عورتین جلکر خاکستر ہوگئین۔ اگرچہ جیمل کے مرتے ہی تمام قلعہ پر
ویرانی اور مایوسی چھاگئی تھی اور ہر ایک قلعہ نشین جابجا چھپ گیا تھا مگر احتیاطاً بادشاہ نے شب مین سپاہ کو اندر داخل ہونے
سے روکا لیکن حکم دیدیا کہ یورش کے لئے چارون طرف سے تیار رہین صبح ہوتے ہی سردار و سپاہی چارون طرف سے
قلعہ مین گھس پڑے اور قلعہ نشینون کو قتل کرنے اور باندھنے لگے راجپوت بھی گھبراکر لڑنے مرنے لگے سلامت کوچون
کے پاس جسقدر ہاتھی تیار کھڑے تھے اُنکو بھی قلعہ مین پہونچا کر مخالفونکی پامالی اُنسے شروع کرائی مگر دم سے یہ حملہ ہوا تھا
اسیوقت بادشاہ بھی ہاتھی پر سوار ہوکر قلعہ مین داخل ہوگیا امرداس جو ہان جو اہل قلعہ مین نہایت دلیر تمام کرنامی
تھی کو دیکھکر دریافت کرنے لگا اسکا کیا نام ہے جب اُسکا نام بیان کیا گیا تو اسیوقت متہورانہ بتزدستی کرسکے ایک ہاتھ
سے اُس کا دانت پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے جمدھر مارا اور کہا میرا مجرا بادشاہ سلامت سے عرض کیجو ہاتھیون نے
راجپوتون اور قلعہ نشینون کی پامالی مین بڑا حصہ لیا اور اُنسے بڑے بڑے کارنامے ظہور مین آئے۔ ایک راجپوت
نے جھپٹ کر ایک ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری باوجود سونڈ گرجانے کے ہاتھی نے کئی حملے کئے اور مرگیا سونڈ کٹنے
سے پہلے حملے کے تیس آدمیونکو پامال کیا تھا اور کٹنے کے بعد پندرہ کو پھر مارا۔ مدھکر ہاتھی نے بھی کارنمایان کیا تھا۔
عجیب اتفاق یہ ہوا کہ فیل کا ٹرہ جب وہان لایا گیا تو گھبرانے لگا اور شور و غوغا کی وجہ سے
بھاگ نکلا شگاف دیوار قلعہ کی طرف راجپوتونکی ایک بڑی جماعت نکلنے کی غرض سے جمع ہوگئی تھی اور بھاگنے کیلیے
ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا اسیلیے بڑی بھیڑ بھاڑ اور کشمکش تھی کاٹرہ ہاتھی بھاگ کر ادھر آیا اور راستہ نہ
ملنے کی وجہ سے تمام راجپوتونکو جو جمع تھے تباہ و ہلاک کردیا عظمت خان اس ہاتھی پر سوار تھا وہ زخمی ہوا اور چند روز کے
بعد ان زخمونسے وفات پائی بادشاہ قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہوا اس دار و گیر کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ سیدلیہ ہاتھی قلعہ مین
آیا اور راجپوتونکے مارنے اور ہلاک کرنے مین مصروف ہوا ایک راجپوت اسکی طرف دوڑا اور تلوار ماری
ہاتھی نے ضرب کی پروا نکرکے سونڈ مین اسکو لپیٹ کر دے مارا اس عرصے مین دوسرا راجپوت سیدلیہ کے سامنے
آیا ہاتھی اسکی طرف جھپٹا۔ پہلا شخص بچکر پھر ہاتھی کے پیچھے آیا اور تلوار ماری اس عرصہ مین ایک مسلمان بہادر آدمی
آیا ایک راجپوت نے چھوٹی دیوار کے فاصلے سے اُسے لڑائی کے لئے بلایا یہ مسلمان بھی کشادہ پیشانی کے ساتھ راجپوت
کی طرف بڑھا ایک اور مسلمان نے چاہا کہ مدد دے پہلے مسلمان نے کہا کہ یہ رسم مروت اور بہادری سے بعید ہے کہ اُسنے
مجھے تو اپنی لڑائی کے لیے تنہا بلایا ہے اور تم میری مدد کو آتے ہو اور بڑی کوشش کے ساتھ اُسکو روکدیا اور
خود تنہا لڑکر راجپوت کا کام تمام کردیا ابتداء سے فتح کے وقت پچاس ہاتھی قلعہ مین داخل ہوئے تھے اور آخر تک

مین کشتون کے قریب پہونچ گئے جنھون نے سیکڑون راجپوتونکو پامال کیا۔

گوبند شیام کے تبخانے کے پاس بادشاہ پہونچا تو دیکھا کہ ایک شاہی فیلبان ایک ہاتھی نشین راجپوت کو اپنے ہاتھی سے پامال کرا کے اور اُسکو سونڈ مین لپٹوا کر بادشاہ کے سامنے لایا اور عرض کیا کہ مین اُسکا نام نہین جانتا لیکن اس قلعہ کے سرداروںنین سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ راجپوتون کی ایک بڑی جماعت نے اسکے ساتھ جانفشانی کی ہے تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ فتا سیسودیہ تھا جس کی اولاد کے قبضے مین اب آمیٹ ہے جب وہ بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو تھوڑی سی جان باقی تھی۔

اس قلعہ مین لڑنے والے راجپوتونکی تعداد آٹھ ہزار تھی لیکن رعایا مین سے جو قلعہ کی محافظت کر رہے تھے اور لڑنے مارنے مرنے مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا چالیس ہزار سے زیادہ آدمی تھے جب بادشاہی سپاہ قلعہ مین داخل ہوئی تو بعض آدمیون نے مندرون مین پناہ لی بعض اپنے اپنے گھرونپر مدافعت کیلئے کھڑے ہوگئے بعض تلوارین کھینچ کر اور چھوٹے نیزے ہاتھون مین پکڑ کر مسلمانونکے مقابل ہوئے غرضکہ مسلمانون نے نہایت جوانمردی کے ساتھ ان لوگونمین سے بعض کو تلوارون سے بعض کو برچھیون سے بعض کو تیرون سے خاک وخون مین لٹایا اور جو جو مندرون مین تھے وہ بھی مسلمانونکو دیکھکر نکلنے لگے اور مارے جانے لگے صبح سے دوپہر تک قتل جاری رہا تیس ہزار کے قریب قلعہ نشین مارے گئے وجہ لوگون کے زیادہ مارے جانے کی یہ ہوئی کہ جب سلطان علاء الدین نے حملہ کیا تھا اور چھ ماہ اور سات دن مین قلعہ کو مسخر کر کے اندر داخل ہوا تھا تو چونکہ اُسوقت رعایا لڑائی مین شامل نہ ہوئی تھی اسلئے ایسا جاری قتل عام نہ پڑا تھا اسوقت چونکہ نہایت سختی سے اہل قلعہ نے مقابلہ کیا اسلیے کوئی عذر نہ سنا گیا اور قتل عام کا حکم صادر ہوا اور بہت سے محصورین قید بھی ہوئے۔

بادشاہ کا غصہ اُن گولندازون پر زیادہ تھا جو بکسریہ پٹھان تھے اور شاہی محاصرین کو اُنکے ہاتھ سے نقصان پہونچا تھا یہ ایک ہزار کی تعداد مین تھے لیکن تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ اُنمین کا یہان کوئی آدمی موجود نہین ہے اور ایک بڑی تدبیر کے ساتھ وہ نکل گئے اسطرح کہ جسوقت سپاہ شاہی قلعہ کی لوٹ اور قتل مین مصروف تھی اُنھون نے اپنے اہل وعیال کو قیدیون کی طرح بنا کر اور حراست مین اُنکی آپ رہکر نکل گئے شاہی آدمیون نے یہ جانا کہ یہ پیادے مین جو قلعہ نشینون کو گرفتار کر کے لئے جاتے ہین اسلئے کوئی اُنکے حال سے متعرض نہ ہوا اس دن اگرچہ چیتوڑ مین کوئی راستہ اور کوئی گھر اور کوئی دروازہ ایسا نہ تھا جہان کشتونکے پشتے نہ لگے ہون لیکن تین مقامونپر وہ زیادہ مقتول ہوئے ایک رانا کے محل مین بہت سے راجپوت چھپے ہوئے تھے اور یہ لوگ باربار دو دو چار چار کر کے نکلتے اور کام آتے تھے دوسرے ایک جماعت کثیر مہادیو کے مندر مین جمع ہو گئی تھی یہ سب وہان قتل ہوئے تیسرے ایک جماعت رامپورہ دروازے کے پاس جمع ہو گئی تھی یہ ساری کی ساری یہان کام آئی شاہی لشکریونمین سے اُسدن سوای ضرب علی تواجی کے کوئی نہ مارا گیا دوپہر کے بعد بادشاہ قلعہ سے نکلکر اپنے لشکر مین چلا گیا اور تین دن وہان انتظام کی غرض سے ٹھہر کر بعد تمام وہ ملک عبدالمجید آصف خان کے حوالے کر کے سہ شنبہ ۲ شعبان کو عین شدت گرما مین وہان سے اجمیر کی طرف کوچ فرمایا محتشم الدولہ نواب غوث محمد خان بہادر شوکت جنگ والی جاورہ کے سفرنامے

مسمے بہ سیر المحتشم مین مذکور ہے کہ فتح چیتوڑ کے بعد جب اکبر نے اجمیر شریف کو مراجعت فرمائی تو ایک دیگ روئین کی درگاہ
حضرت خواجہ بزرگوار مین چڑھائی تاریخ اُس دیگ کی امیر علاء الدولہ نے یہ لکھی ہے ۔ شاہ دین پرور جمشید صفدر ۔
خسرو عہد محمد اکبر ۔ ساخت بے شبہہ پے فتح چیتوڑ ۔ دیگ روئین تن واژدر پیکر ۔ بہر تاریخ وے از عالم غیب ۔
دیگ چیتوڑ کشا شد یک سر ۔ چونکہ راجگان اودیپور کو سلاطین دہلی سے بہت گزند پہونچی ہے اسواسطے اُنکو
ہمیشہ آرزو فتح شہر دہلی کی رہتی ہے مشہور کرتے ہین کہ ہر سال دسہرے کے دن ایک گوبر کی دہلی نقلی بناتے ہین اور جو
رانا اُس عہد مین ہوتا ہے واسطے شگون بخشی کے اور اپنی ہوس پوری کرنے کے اُس پر یورش فرماتا ہے اور نخل سم سمند
جہان پناہ سے اُسکو برباد کرتا ہے اور اس فتح کی مبارکباد ہوتی ہے اور بڑی خوشی کے ساتھ وہان سے سواری پھرتی
ہے اسکے بعد نواب نے یہ کہکر مضحکہ اوڑایا الحق لولا الحمقا لخربت الدنیا اگرچہ صاحب ریاست وحکومت ہین مگر نہایت
عاقل (یعنی جملہ نقاف سے) امراے ہنود مین لکھا ہے کہ اکبر نے جیمل و فتا کی مورتین ترشوا کر ہاتھیون پر رکھوائین
اور قلعہ آگرہ یا دہلی کے دروازے پر نصب کرائی تھین اس جیمل کے بیٹے کیشوداس کی بیٹی جہانگیر کو بیاہی تھی جس سے
ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی یہ جہانگیر کے پہلے سال جلوس مین منصب ہزار و پانصدی سرفراز ہوا پھر ملک اڑیسہ مین
جاگیر پائی۔

چیتوڑ فتح ہونے سے چار برس کے بعد سمبت ۱۶۲۸ مطابق ۱۵۷۲ء مین رانا اودے سنگھ پچاس برس عمر پاکر گوگندہ
مقام پر مرگیا۔ اودیپور کی ریاست مین جو تاریخ ریاست کے مصارف سے بنی ہے اُسمین لکھا ہے کہ وہ طامع تھا اور
جنگی کامون کے قابل نہ تھا اُسکی اولاد میواڑ مین بہت پھیلی جو راناوت کے نام سے مشہور ہے اُسنے اپنے بڑے بیٹے پرتاب سنگھ
کو راج سے محروم کرکے دوسرے بیٹے جگمال کو گدی کا مالک قرار دیا تھا لیکن رانا کے بعد سردارون نے پرتاب سنگھ
کو جو ہر طرح لائق اور حقدار تھا گدی پر بٹھا دیا۔ جگمال رنجیدہ ہوکر میواڑ سے چلدیا اور اُسنے اکبر بادشاہ کی خدمت
مین رہکر سروہی کا راج جاگیر مین حاصل کیا مگر کچھ عرصہ کے بعد دیوڑہ راجپوتونکے چھاپہ مارنے سے وہ لڑکر مارا گیا
اور اُسکا چھوٹا بھائی سگرجی دیوڑون سے عوض لینے کی غرض سے روانہ ہوا۔

۵۵۔ رانا پرتاب سنگھ اول

سمبت ۱۶۲۸ مطابق ۱۵۷۲ء مین راج کا مالک ہوا یہ اپنے دادا سانگا کے موافق دلیر اور بلند ہمت تھا اگر
اسوقت اکبر سا زبردست بادشاہ مخالف نہ ہوتا تو وہ ساری میواڑ پر قبضہ پالیتا۔ ہر مرتبہ افواج شاہی نے پرتاپ
کو اتنا دبایا کہ وہ گرفتار ہو جائے یا خراب و آوارہ ہوکر کہین نکل جائے طبقات اکبری اور منتخب التواریخ مین اسکو
راناکیکا کے نام سے ذکر کیا ہے شاید اکبر اس لفظ سے اسکو یاد کیا کرتا ہو۔
۹۸۴ ہجری مطابق ۱۵۷۶ء مین قطب الدین خان و راجہ بھگوان داس والی آمیر کو رانا پرتاب کی تادیب
کے لیے اکبر نے بھیجا جب اُنھون نے اُسکا پتا نہ پایا تو عجلت کرکے لوٹ آئے اُسکی تلاش کے لئے زیادہ نہ ٹھہرے۔
اسلئے بادشاہ اُنسے ناراض ہوگیا۔

جب رانا نے پھر شورش مچائی تو راجہ بھگونداس و کنور مان سنگھ و میرزا خان و بیرام خان و قاسم خان میر بحر اُسکی
تنبیہ مغلوبی کے لیے دوبارہ بھیجے گئے مگر ہر مہم مین قرار واقعی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔
ایکبار آنبیر کا کنور مان سنگھ ولی عہدی کی حالت مین شولاپور کی مہم مار کر آتا تھا اور دیپور کی سرحد پر گذرا سنا کہ رانا پرتاب
کومل میر مین ہے وکیل بھیجا اور لکھا کہ آپ سے ملنے کو دل چاہتا ہے رانا نے اودے ساگر تک استقبال کرکے
تالاب کے کنارے ضیافت کا سامان کیا جب کھانے کا وقت آیا تو رانا آپ نہ آیا بیٹے نے آکر کہا کہ راناجی کے سر مین
درد ہے وہ نہ آسکینگے آپ کھانے پر بیٹھیں ہوا جی طرح کھائین مان سنگھ نے کہلا بھیجا کہ جو مرض ہے عجب نہین کہ وہی ہو
جو مین سمجھتا ہون مگر یہ تو لاعلاج مرض ہے اور جب وہی مہمانون کے آگے تھال نہ رکھینگے تو کون رکھے گا رانا نے
کہلا بھیجا مجھے اسکا بڑا رنج ہے مگر کیا کرون جس شخص نے بہن ترک سے بیاہ دی تو اُسکے ساتھ کھانا بھی کھایا ہی ہوگا
کنور مان سنگھ اپنی حماقت پر پچتایا کہ یہان کیون آیا اور وہ صدمہ گذرا کہ دل ہی جانتا تھا چاول کے چند دانے لیکر
ان دیوی کو چڑھائے وہین اپنی پگڑی مین رکھ لیے اور چلتے وقت کہا تیری عزت کے بچانے کو ہم نے اپنی عزت
کھوئی اور بہنین بیٹیان ترکون کو دین تمھاری یہی مرضی ہے کہ خوف مین رہین تو ہمیشہ رہو اختیار ہے اسلیے کہ
اس ملک مین تمھارا گذر نہ ہوگا گھوڑے پر چڑھا اور رانا کی طرف مخاطب ہو کر کہا اس وقت وہ بھی موجود ہو گیا تھا
راناجی اگر تمھاری شیخی جھاڑون تو میرا نام مان نہین پرتاپ بولا ہم سے ہمیشہ ملتے رہنا کسی بے لحاظ نے برابر سے
یہ بھی کہا جی اپنے پھوپھا اکبر کو بھی ساتھ لانا جس زمین پر ضیافت ہوئی تھی اُسے کھدوایا۔ گنگا جل سے دھلوا کر
پاک کیا سرداروں نے پوشاک بدلی گویا سب اسکے آنے سے ناپاک ہو گئے تھے اس بات کی ذرہ ذرہ خبر اکبر کو
پہونچی بہت غصہ آیا عالی ہمت بادشاہ کے دل مین یہ خیال کانٹے کی طرح کھٹک رہا تھا سمت ۱۶۳۳ مطابق ۱۵۷۶ء
مین اس رنجش کے سبب مان سنگھ بادشاہی لشکر لیکر میواڑ پر آیا کنور نے مانڈل گڑھ پر ٹھہر کر لشکر کا انتظام کیا
اور بلدیگھاٹے سے نکل کر گوگندہ چاہا پہونچا کہ وہین رانا رہتا تھا کھمنور کے قریب رانا سے سخت مقابلہ ہوا رانا قلب
لشکر مین تھا اور رام شاہ راجہ گوالیار سیدھے ہاتھ پر اور ایک اور سردار الٹے ہاتھ پر اور رام داس پسر جے مل مقدمہ
لشکر مین جیسا کہ اقبال نامہ جہانگیری مؤلفہ مرزا محمد شریف مین ہے رام داس جیمل کا بیٹا جو نامور ان لشکر رانا سے تھا
مان سنگھ کے چچا راجہ جگناتھ کے ہاتھ سے مارا گیا وہ پہر تک لڑائی ہوئی پہاڑی زمین تھی گڑھے جھاڑی پہاڑون کے
بیچ بیچ بہت تھے ہراول اور کمک ہراول غٹ پٹ ہوگئے بھگوڑی لڑائی لڑنی پڑی بادشاہی لشکر کے راجپوت
بائین طرف سے اسطرح بھاگے جیسے بکریان ہراول کو لانگھ پھلانگ کر دائین طرف کی فوج مین گھس آئے ہان
سادات بارہ اور بعض غیرت والے بہادرون نے وہ کام کیے کہ شاید ہی رستم سے ہون جس فوج مین رانا تھا اُسنے
گھاٹے سے نکلتے ہی قاضی بدخشی کو لیا کہ دہانہ روک کر کھڑا ہوا تھا اُسے اُٹھا کر لُٹتے پلٹتے قلب مین پھینکدیا اور
جو پہلے حملے مین بھاگ گئے تھے انھون نے تو پانچ کوس تک دم ہی نہ لیا ایک دریا بیچ مین تھا اس سے بھی پار ہوگئے
لڑائی ترازو ہو رہی تھی جو مان سنگھ کی گرد اور فوج مین سے مہتر خان نے عجیب کام کیا گھوڑا دوڑاتا اور نقارہ

بجاتا آیا کہ بندگان بادشاہی یلغار کرکے آن پہونچے اس منتر نے بڑا اثر کیا بھاگتے ہوئے تھم گئے بھاگے ہوئے پلٹ پڑے اور میواڑ والونکے پانون اُکھڑ گئے اب رانانے اپنے ہاتھیون کو بادشاہی ہاتھیون سے آن بھڑایا دو ہاتھی ایک دوسرے کے مقابل ہوئے حسین خان بادشاہی فیلبان مان سنگھ کے آگے بیٹھا تھا وہ گرا مان سنگھ خود آگے بڑھکر مہاوت کی جگہ جا بیٹھا اور اس استقلال سے ڈٹا کہ اُس سے زیادہ کیا ہوتا ایک فیلبان نے غنیم کی طرف سے رام پرشاد ہاتھی کو بڑھایا یہ بڑا اونچا اور جنگی ہاتھی تھا بہت سے نوجوانونکو پامال کرکے صفون کو چاک در چاک کردیا کمال خان فوجدار شاہی نے گجراج ہاتھی کو سامنے کیا دیر تک آپسمین ریل پیل رہی بادشاہی ہاتھی دب نکلا تھا کہ اس عرصے مین رام پرشاد کا مہاوت مارا گیا وہ گرا کمال خان نے ایسا کمال دکھایا کہ سب دنگ رہ گئے وہ نہایت پھرتی سے کود کر رانا کے ہاتھی پر جابیٹھا اتنے مین مان سنگھ کے سوار رانا کی فوج پر ٹوٹ پڑے رانا کے ساتھ مان سنگھ کا مقابلہ اور اوپر تلے کئی وار ہوئے آخر رانا ٹھہر نہ سکا اور مان سنگھ کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگا۔ مرزا محمد شریف نے اقبال نامہ جہانگیری مین لکھا ہے کہ چونکہ بادشاہی آدمی دوپہر تک جانفشانی کرتے رہے اور اب ہوا بہت گرم اور تیز ہوگئی تھی اسلیے رانا کا تعاقب نہ ہوسکا بادشاہی نوکرون مین سے پچاس آدمی کام آئے تھے اور رانا کے آدمی پانسو کے قریب مارے گئے تھے لیکن طرفین کے مقتولون کی یہ تعداد کم معلوم ہوتی ہے۔

کرنل ٹاڈ نے اس موقع پر بادشاہی فوج کا افسر شاہزادہ سلیم اور اُسکا نائب مہابت خان کو لکھا ہے اور کہا ہے کہ رانا شاہزادہ سلیم کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا ایسا بے جگر ہو کر گیا کہ سلیم اُسکے برچھے کا شکار ہو جاتا اگر ہودے کے فولادی تختے اُسکی جان کی سپر نہ بنجاتے (اس لڑائی کی تصویرون کا پتہ لگے تختے پر مرقع اودیپور کے پانیٹے مین رکھا ہوا ہے اُسمین گھوڑے کا ایک پانون سلیم کے ہاتھی پر رکھا ہوا اور سوار اپنے حریف پر نیزہ مارتا دکھایا ہے) فیلبان کے پاس بچاؤ کا سامان کچھ نہ تھا وہ مارا گیا مست ہاتھی بے مہاوت رک نہ سکا اور ایسا بھاگا کہ سلیم کی جان بچگئی یہان بڑا بھاری رن پڑا مغل سپاہی بڑی جان توڑکر لڑے رانا پرتاپ نے سات زخم کھائے دشمن اُسپر باز اور جرے کی طرح گرتے تھے تین دفعہ دشمنون کے انبوہ مین سے نکلا اور قریب تھا کہ دب مرے اس عرصے مین جھالا سردار دوڑ پڑا اور اس بلا سے رانا کو نکال لے گیا جسکے صلے مین رانا نے اُسکو اپنی بیٹی بیاہ دی بائیس ہزار راجپوتون مین سے فقط آٹھ ہزار نے بھاگ کر اپنی جانین بچائین۔

اس بیان مین شاہزادہ سلیم اور مہابت خانکی شمولیت کا قول محض غلط ہے۔ شاہزادہ سلیم اُسوقت چھ برس کی عمر مین تھا اور مہابت خان پیدا بھی نہ ہوا تھا اسکے سوا مہابت خان کو سگرجی سیسودیہ کا بیٹا ہونا بھی غلط لکھدیا ہے وہ کابل کا رہنے والا غیور بیگ کا بیٹا تھا اور اُسکا اصلی نام زمانہ بیگ ہے اس لڑائی سے تیس برس کے بعد جہانگیر نے بادشاہ بنکر اُسکو مہابت خان خطاب دیا (دیکھو تزک جہانگیری و اقبال نامہ جلد اول) کنور مان سنگھ جلدی گھاٹی کی لڑائی کے بعد بادشاہی حضور مین پہونچا تو بعض مسلمان افسرون نے اُسپر رانا سے سازش رکھنے کی تہمت لگائی بادشاہ کا دل تو اُسکی طرف سے جلد صاف ہوگیا لیکن مسلمانون کی خاطر سے جب دوبارہ شاہباز خان

میواڑ پر بھیجا گیا تو مان سنگھ کی روانگی ملتوی رہی چتوڑ اور مانڈل گڑھ کے قلعے تو پہلے سے بادشاہی قبضے مین تھے صرف ایک قلعہ کونبھل میر جو رانا کے پاس رہ گیا تھا اسکا شاہباز خان نے محاصرہ کیا قلعہ کی ایک توپ پھٹ کر بہت سے آدمی مرجانے اور رسد کا سامان نہ رہنے کے باعث رانا قلعہ سے نکلکر مغربی پہاڑون مین بھاگ گیا اور بڑے کشت وخون سے کونبھل گڑھ شاہباز خان کمبوہ کے قبضے مین آیا پھر گوگندہ اور اودیپور وغیرہ مقامات بھی شاہباز خان نے دبالئے اور فریدون خان وغیرہ کئی افسر ہر جگہ رانا کا پیچھا کرتے پھرے کبھی رانا بھی موقع پاکر فوج کی ہیڑ کا اسباب لوٹ لیتا اور چھاپہ مارتا لیکن رات دن کی تکلیف اور جگہ جگہ مارے مارے پھرنے سے جب اسکو عورتون اور بچون کی گرفتاری کا اندیشہ پیدا ہوا تو مجبوراً پرتاپ سنگھ اپنے ملک سے بیابان سندھ کیطرف چلدیا۔
آخر رانا دشمنون کو غافل پاکر اپنے علاقے مین واپس آیا اور بھاما ساہ مہاجن سے کئی لاکھ روپیہ ملنے پر اسکو اپنے ملک مین قیام رکھنے کی قدرت ہوئی اسطرح سمبت ۱۶۴۲ مطابق ۱۵۸۵ء مین چتوڑ اور مانڈل گڑھ کے سوا جہان بادشاہی انتظام زیادہ تھا ضلع کونبھل میر اور اودیپور وغیرہ پہاڑی مقامات خالی پاکر رانا نے اپنے قبضے مین کرلئے۔
کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ پرتاپ سنگھ نے اپنے بچون کی تکلیف سے عاجز آکر اکبر بادشاہ کے پاس فرمانبرداری کا پیغام بھیجا تھا لیکن بیکانیر کے راؤ کے بھائی پرتھوی راج نے قاصدونکے ذریعے سے غیرت دلاکر یہ ارادہ عمل مین نہ آنے دیا۔ اور لکھ بھیجا کہ سب راجپوتونکی عزت برباد ہو چکی صرف آپ سے ناموری رہجانے کی امید باقی ہے۔ اکبر بادشاہ کو بھی آخر عہد مین دکن کی لڑائیون اور بادشاہزادہ سلیم کی بغاوت وغیرہ کے سبب میواڑ سے رانا پرتاپ کو بالکل خارج کرنے یا گرفتار کرنے کی گنجائش نہ ملی۔
رانا کا بھائی سگر جبکہ رانا نے اکبر سے مخالفت کی تھی دربار اکبری مین حاضر ہو کر ملازمان شاہی مین منسلک ہو گیا تھا اور منصب دوہزاری پر سرفراز ہو کے خطاب رانا سے موصوف ہوا تھا جہانگیر نے تخت نشین ہو کر بارہ ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا اور خلعت وشمشیر عطا کرکے شاہزادہ پرویز کے ساتھ رانا پرتاپ کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اسکے بعد دلیپ سنگھ بیکانیری رانا کی تادیب پر مقرر ہوا نہایت شجاعت اور بہادری سے ناگور کے قریب اُسے لڑکر بھگادیا سنہ جلوس مین سگر کو علم مرحمت ہو کر منصب دوہزار وپانصدی ذات پر سرفراز ہوا سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات وہزار سوار پر مفتخر ہو کر صوبہ بہار مین متعین ہوا سنہ ۱۳ جلوس مین سگر نے وفات پائی بادشاہ نے اسکے بیٹے مان سنگھ کو منصب ہزاری ذات شش ہزار سوار پر سربلند کرکے صوبہ بہار مین متعین کیا سنہ ۱۵ جلوس مین منصب ہزار وپانصدی ذات ہفت صد سوار پر سرفراز ہوا۔ رانا کے دو بھائی جگمال ورائے سنگھ نے سنہ ۱۰۹۹ ہجری مطابق ۱۵۸۳ء مین وفات پائی۔
اس جملہ معترضہ کے بعد کہتا ہون کہ رانا پرتاپ نے آخر عمر مین دو چار برس میواڑ کے ویران جنگلون اور کوہستانی مقامون مین آرام کرنے کا موقع پایا کہ موت نے مہلت نہ دی اور وہ اپنے دل مین بیشمار حوصلون کا ارمان لیکر سمبت ۱۶۵۳ مطابق ۱۵۹۷ء مین اس دنیا سے اُٹھ گیا۔

۵۶- رانا امرسنگھ اول

اپنے باپ کے گذرنے کے بعد سمبت ۱۶۵۳ مطابق ۱۵۹۷ء مین گدی پر بیٹھا رانا پرتاب سنگھ کے مرنے کے بعد اکبر آٹھ برس زندہ رہا لیکن ہندوستان کے مختلف جھگڑون سے اسکو میواڑ پر رجوع ہونے کی فرصت نہ ملی اکبر کے گذرنے کے بعد اسکے بیٹے جہانگیر نے تخت نشین ہوکر اپنے جلوس کے پہلے سال ایک بڑا لشکر اور چیدہ سردار اپنے فرزند پرویز کی ماتحتی مین دیکر رانا کے استیصال کے لیے مقرر کیا اس لشکر کے ساتھ بڑا بھاری توپخانہ اور خزانہ تھا اس عرصے مین خسرو کا قضیہ درپیش ہوگیا اسلئے اسکے تعاقب مین بادشاہ کو پنجاب کی طرف جانا پڑا چونکہ دار السلطنۃ آگرہ بے محافظت کے رہا جاتا تھا پرویز کو چند امراے عظیم کے ساتھ واپس بلاکر آگرے مین چھوڑ دیا اسلئے رانا اس مہم مین محفوظ رہا- پھر سنہ ۱۰۱۴ ہجری مطابق ۱۶۰۵ء مین مہابت خان کو لشکر گران کے ساتھ روانہ کیا اسکے ہمراہ بارہ ہزار سوار اور بہت سے سردار تجربہ دار اور پانچ سو احدی اور دو ہزار گل چلے پیادے اور ستر توپین اور بہت سی شتر نالین اور ستر ہاتھی کئے اور نقد بیس لاکھ روپے دیئے ۲۴ ربیع الاول سنہ مذکور کو مہابت خان تمام مذکورہ بالا لاؤ لشکر کے ساتھ رانا کی مہم پر رخصت ہوا کچھ دنون کے بعد بعض مصلحتون کیوجہ سے مہابت خان واپس بلا لیا گیا اور عبداللہ خان کو خطاب فیروز جنگ دیکر اسکی بجاے رانا کی مہم کا افسر بناکر بھیجا اور عبدالرزاق بخشی کو اسکے ساتھ اسلیے کیا کہ وہ لشکر کے تمام منصبدارونکو حکم سنادے کہ عبداللہ خان بجاے مہابت خان کے افسر لشکر ہوا ہے لیکن اس اثنا مین عبداللہ خان نے اس بات کی ذمہ داری کی کہ مین گجرات کی طرف سے دکن کے ملک مین چلا جاؤنگا اسلئے اسکو اس ملک کا حاکم بناکر وہان جانے کے لیے بادشاہ نے حکم دیدیا اور راجہ باسو لشکر مہم رانا کا افسر اعلے بنایا گیا اور پانسو سوار اسکے اگلے منصب پر زیادہ کیے گئے راجہ باسو نے جب بہت سا اس ملک مین بسر کیا اور رانا کی مہم سر نہ ہوسکی تو اسکے عوض بدیع الزمان پسر مرزا شاہ رخ بھیجا گیا اور راجہ باسو کے واسطے اسکے ہاتھ ایک تلوار بادشاہ نے روانہ کی لیکن سب نے اس مہم کو ادھورا چھوڑا کسی نے پورا نہین کیا مختلف سردارون کی ناکامی سے جہانگیر کو اسکی زیادہ فکر ہوئی اسنے سگر جی کو جو اپنے بڑے بھائی رانا پرتاب سنگھ سے رنجیدہ ہوکر بادشاہی نوکر ہوگیا تھا چیتوڑ دیکر رانا بنایا لیکن اسنے قلعہ مین بیٹھے رہنے کے سوا کوئی ملکی ترقی حاصل نہ کی

جہانگیر نے ۱۰۲۲ ہجری مطابق ۱۶۱۳ء مین بڑے تزک و احتشام اور لاؤ لشکر کے ساتھ آگرے سے اجمیر کی طرف کوچ کیا-

اس ضمن مین امرسنگھ کا استیصال بھی مقصود تھا اور خود تو اجمیر مین مقیم رہا اور اپنے بیٹے سلطان خرم کو ۱۴ ذیقعدہ ۱۰۲۲ مطابق ۱۶۱۳ء آٹھوین سال جلوس مین رانا کی تسخیر کے لیے مامور کیا اور اسکے منصب مین ہزار سوار کا اضافہ کرکے دوازدہ ہزاری ذات اور شش ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کے منصب پر پہونچایا جیسا کہ آل محمد نے شاہجہان نامے مین لکھا ہے-

اور بیسہ بنہ دمین ذکر کیا ہے کہ خرم کی چڑھائی سمبت ۱۶۷۱ مطابق ۱۶۱۵ء مین ہوئی تھی اور یہ درست نہین ج
راجہ سورج سنگھ والی جودھپور - سیف خان بارہ - تربیت خان - نوازش خان - کشن سنگھ برادر راجہ سورج سنگھ
رتن سنگھ ہاڑہ والی بوندی - رانا سگر - ابوالفتح دکھنی - صلابت خان بارہ - سورج مل ولد راجہ باسو -
مرزا بدیع الزمان ولد شاہ رخ مرزا - راجہ بکرماجیت بھدوریہ - میر حسام الدین ولد میر جمال الدین حسین انجو - سلمان بیگ
مخاطب بہ فدائی خان بخشی لشکر - بداق بے ازبک - خسرو بے ازبک - دوست بیگ - خواجہ محسن - عرب خان
غوانی - سید شہاب بارہ - خان اعظم مرزا عزیز کوکہ تا ش صوبہ دار مالوہ - فرید خان ولد محمد قلی خان برلاس -
عبد اللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار گجرات - راجہ ... سنگھ دیو بندیلہ - یعقوب خان - محمد خان نیازی - حاجی بک
عزیز خان جالوری - شیرزہ خان معروف بہ میر حاج اور مرزا مراد ولد مرزا رستم صفوی وغیرہ شاہزادے کے
ساتھ مقرر کئے گئے - سلطان خرم اس لشکر کے ساتھ سرزمین میواڑ کے دامن کوہ مین آیا یہان پانچ شیر شکار کئے
قصبہ مانڈل مین کہ سرحد ملک رانا تھی وہ فروکش ہوا سلطان پرویز اور مہابت خان جو اس ملک کی تسخیر کیلیے
آئے تھے وہ اس حد سے آگے نہین بڑھے تھے - بعد اسکے اودیپور سے بارہ کوس پر مرزا خرم کی منزل ہوئی
یہان سے پانچ ہزار سوار بہ افسری محمد تقی بخشی کے جسکا آخر کو خطاب شاہ قلی ہوا روانہ کئے کہ وہ کوہستان
مین آگے جاکر وہان کے آدمون کو تاخت و تاراج اور اسیر و قتل کرین اور خود یہ ارادہ کیا کہ کل لشکر کے ساتھ
پیچھے سے اس کوہستان مین جائے راجہ سورج سنگھ نے کہ اس ملک کی ماہیت اور اہل ملک کی حقیقت سے
واقف تھا شاہزادے سے عرض کیا کہ کل لشکر کا یکبارگی اس کوہستان مین جانا مناسب نہین غنیم کو خبر ہوگی
تو وہ اسکو غنیمت جانے گا اور سب طرف سے پہاڑون کی راہ روک لے گا اس صورت مین اہل اردو بازار کی
آمد و شد بند ہوگی اور رسد و آذوقہ کا پہونچنا دشوار ہوگا حضور یہین توقف فرمائین شاہزادے نے اس صلاح
کو نہین مانا اور وہ کوہستان مین داخل ہوکر اودیپور سے باہر چوگان کے میدان مین خیمہ زن ہوا - اودیپور
کی عمارتین پہاڑ پر تالاب کے پاس واقع ہین وہ ہندوؤنکی روش کی اور اس ملک کے معمارونکی کاریگری کے موافق
بنائی گئی ہین وہ سلطان خرم کو پسند نہ آئین - عبد اللہ خان اس شہر مین پہلے آیا تھا اُسکے لشکر کی ترکتازی سے اکثر
یہ عمارات خراب ہوگئی تھین ناچار پرانی بنیادون پر بہت جلد نئی عمارتین بنائی گئین پہاڑ کے اوپر میدان مین چابکدست
معمارون نے شاہزادے کے حکم سے محلات خاطر فریب دلکشا جو تالاب کے کنارے تھے بنائے اسوقت ریاست
اودیپور کا محکمہ حساب دفتر جس مقام مین ہے یہ شاہزادے کے لیے مسجد بنوائی گئی تھی ایسا یہانکے دیسی باشندے
کہتے ہین امرائے عظام و بندہاے معتبر نے بقدر حیثیت دولتخانے کے نواحی مین بڑی بڑی عمارتین بنوائین جب
لشکر کی قرارگاہ اودیپور قرار پائی تو یہان سے سرحد تک چھ تھانے شاہزادے نے مقرر کئے تاکہ غلّے کی رسد
بے مزاحمت ہو اور سب کا آنا جانا آسان ہو مانڈل مین جمال خان برگی اور کپاسن مین دوست بیگ
و خواجہ محسن اور آکولہ مین سید حاجی اور متھارین عزت خان اور ڈبوک مین میر حسام الدین انجو اور

کوکل دھنیاری مین سید شہاب الدین تھانہ دار مقرر ہوئے۔ انکے سوا بدیع الزمان مع توپخانہ کونبھل میرین
سید سیف الدین خان جھاڑول مین رانا اودے سنگھ کا بیٹا سگر گوگندے مین دلاور خان کاکڑ آ بجھنہ
مین فرید خان برلاس اور بوندی کا راو رتن باڑا او گھنہ مین محمد تقی بخشی اور کشن گرمھ کا کشن سنگھ راٹھور چاوند مین بیرم بیگ
چاورمین مرزا مراد مادڑی مین زاہد خان کیوڑہ کی نال مین جودھپور کے راجہ سورج سنگھ کے راجپوت سادڑی
مین مقرر کئے گئے اور خود سورج سنگھ ناڈول مین سرحد کی حفاظت کے لئے مقرر تھا۔ اور کسی قدر لشکر مقابلے کے لیے پہاڑون
مین گشت کر رہا۔ محمد تقی جو مقام لوہی سے پانچہزار سوار لیکر راجپوتون کے منازل و معابد کی تخریب کے لیے رخصت
ہوا تھا وہ موضع چھپن مین آیا اس ضلع مین ۵۶ محال اور ہر محال کے ۵۶ قریے ہین اور اسی سبب سے اسکا نام چھپن ہی
مشہور ہے اسنے یہان آتے ہی مکانونکو اکھیڑنا شروع کیا اور سپاہ کو ہر طرح کی دست اندازی کی اجازت دی کہ جس نے
جو کچھ اپنی قدرت و طاقت سے ہو سکے وہ کرے ان سپاہیون نے قتل و قید کرنا اور بڑے بڑے پرانے تبخانونکو ڈھانا اور
غارت و تاراج کرنا شروع کیا بتکدون کی حمایت مین برہمنون اور راجپوتون نے بڑی مردانگی دکھائی اور جو ہر کئے
رانا کے بیٹے بھیم نے جو تومندی و مردلاوری مین مشہور تھا محمد تقی کی فوج پر شب خون مارنے کی اجازت رانا سے پائی
اور وہ لشکر شاہی کے روبرو ہوا محمد تقی نے اس کا ایسا مقابلہ کیا کہ اپنے لشکر پر کوئی صدمہ نہ آنے دیا اور اسکو محفوظ رکھا
• شاہزادے نے لشکر کے چار حصے کئے کہ وہ اس سرزمین مین ترکتازی کرین اور رانا کو پکڑین ایک فوج کا سپہ سالار
عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ کو اور دوسری فوج کا سپہ آرا سیف خان بارہ و بیرم بیگ بخشی کو اور تیسری سپاہ کا لشکر کش
دلاور خان کاکڑ اور کشن سنگھ کو اور چوتھی فوج کا محمد تقی کو بنایا فوجونکے مارے رانا کوہساروں مین چھپتا پھرتا اور یہ لشکر
ترکتازی کرتے پھرتے تھے اور قتل و قید و غارت و تخریب کرتے تھے عبد اللہ خان نے رانا کے ہمتوسند اور نامی ہاتھی
گرفتار کرلیے دلاور خان کاکڑ نے بھی پانچ ہاتھی رانا کے پکڑ لئے اور بہت سے غنائم ہاتھ لگے۔
رانا کا حال ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک لحظہ کسی مقام مین آرام نہین کرسکتا تھا سورج مل اسکے بیٹے کے ساتھ اہل و عیال
اسکے جابجا پڑے پھرتے تھے۔ خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ سرگردان تھا اور برسات کے موسم کا انتظار کرتا تھا کہ وہ
راہون اور گذرگاہون کو پانی سے گھیرے اور اسے دشمنون کی آگ سے بچائے۔ سلطان خرم نے کوہستان کی
تنگناؤن مین تھانے بٹھادئے تھے کہ جہان رانا کی خبر پائین وہان فوراً اسکو پکڑنے کو لشکر روانہ کرین۔ محمد شاہ کو
اکلنگ کے تبخانونکی تخریب اور راجپوتونکی تادیب کے لیے روانہ کیا اسنے جاتے ہی تاراج شروع کی اور بہت آدمیونکو
مارا اور قید کیا رائے سندرداس سروہی کی طرف گیا وہان رانا کے اہل و عیال کا نشان بتایا تھا مگر اسکے پہونچنے
سے پہلے جیتمان راجہ کے اہل و عیال کو دوسری جگہ لے گیا تھا اس سرزمین مین رائے سندرداس نے قتل و غارت
اور اسیر کرنے اور منازل ہنود کے خراب کرنے مین کوئی کسر باقی نہین چھوڑی تبخانون پر راجپوت بڑے دلیرانہ لڑے اور
آخر کو جوہر کرکے مع اہل و عیال مرے اس رائے نے پادشاہ کے حقوق کا پاس کیا اور اپنے آئین کیش کا کچھ خیال
نہین کیا بتون کو توڑا اور بہت خانونکو ڈھایا۔

بدلما چنان شہر او خانہ نیست کہ ہندو بتخریب بتخانہ نیست

اس حسن خدمات کے صلہ مین راے سندرداس کو راے رایان کا خطاب ملا اور رفتہ رفتہ اسکا درجہ ایسا بڑھا کہ
راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت ہوا جس سے بڑھکر راجاؤن کے واسطے کوئی اور خطاب نہین ہے تھا نوکی فوجون
نے جہان جہان رانا کی خبر سنی وہان بے توقف وہ دوڑی گئین اور آدمیون کو قتل و قید کرنا شروع کیا اور چند نامی جگہون کو
ویران کیا اور انکی جگہ معابد و مساجد مسلمانون کی بنائین ۔

رانا میں ملکی و کاردانی اور صواب و درستی سے بالکل بے تجربہ تھا اور اپنے کام کی بد اندیشی اور روزگار کی بہبود سے
فی الجملہ بہرہ رکھتا تھا اُسنے ان دنون مین اپنے معاملے مین غور کیا اور مشاہدہ کیا کہ بادشاہ سے مخالفت کرنے سے کچھ
فائدہ نہین ہوا افسوسناً اسوقت مین یہ حال ہے حوصلے سے تنگ ہوا جو کچھ گذرا سو گذرا اس سے قطع نظر کرکے اُسنے
ملاحظہ کیا کہ مال متاع تلف ہوا ملک پر زوال آیا ناموس معرض خطر مین آیا راحت و آرام حرام ہوا وہ ننگ و ناموس
کے مٹ جانے کو بہت معیوب جانتا تھا یہ ناچار اضطرار و اضطراب کے ساتھ امان مانگنا اپنے اوپر واجب جانا اور
اس خاندان کو بڑا فخر یہ تھا کہ ہندوستان کے کسی بادشاہ کی اطاعت مین سر نہین جھکاتا تھا بلکہ اپنے ولی عہد کو بھی کسی
عالیشان بادشاہ کی خدمت مین نہین بھیجا تھا اسلیے ان سب باتون سے قطع نظر کی اور دیکھا کہ ان دنون مین آباد ملک
ویران ہوا معمور جگہ خالی ہوا سپاہ کشتہ و اسیر ہوئی تو ایسون نے مع ستیسون کے ایمار اسنے پکڑا تمام متعلقین اور
پرانے نوکرون نے برسون کا سلوک و کاربست یا ساتھ دوستی سے منحرف ہوئے غرض اُسنے اس نازک وقت مین یہی مصلحت
دیکھی کہ امان طلب کیجئے اُسکے دو معتمد تھے ایک اُسکا خالو تھا جسکا نام سروپ کرن یا سبھ کرن تھا
اور دوسرے کا نام ہرداس جھالا تھا سلطان خرم کے پاس اظہار اطاعت و فرمان پذیری کے لیے بھیجے اور
عرض کرایا کہ شاہزادہ اگر رانا کا قصور بادشاہ سے معاف کرادے اور نشان بادشاہ کے پنجے کا اُسکے لیے
منگادے جس سے اسکے دل کو اطمینان حاصل ہوجاے تو شاہزادے کی خدمت مین خود حاضر ہو اور اپنے ولیعہد
کرن کو بادشاہ کے حضور مین بھیجدے چونکہ خود رانا بوڑھا ہے اسلیے بذات خود بادشاہ کی خدمت مین حاضری سے
معافی چاہتا ہے شاہزادے نے رانا کے دونون سفیرونکو مع اپنے دیوان ملا شکر اللہ اور میر سامان سندرداس کے
بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا اور تمام حال لکھ بھیجا بادشاہ کا قول ہے کہ چونکہ ہمارے اسلاف کا ہمیشہ سے یہ شیوہ
رہا ہے کہ بڑے بڑے زمیندارون اور راجون کے خاندانون کا بالکل استیصال نہو جاے اسلیے رانا کی تقصیرات کو
معاف کرکے فرمان عنایت آمیز جس سے رانا کی دلجمعی ہوجاے اور اپنے پنجے کا نشان روانہ کردیا اور شاہزادے
کو ہدایت کردی کہ ملا شکر اللہ اور سندرداس کو بھی رانا کے سفیرونکے ساتھ رانا کے پاس بھیجدے تاکہ اُسکو مزید اطمینان
حاصل ہوجاے جہانگیر نے اپنے تزک مین اسیطرح لکھا ہے ۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ رانا نے اول ایک مکتوب راے رایان سندرداس کو جو جہانگیر کے حکم سے شاہزادہ
خرم کے ساتھ تھا لکھا اگرچہ جہانگیر کے خود نوشتہ حالات کے سامنے اسکی ضرورت نہ تھی مگر تفنناً لکھدینے مین کوئی

حرج بھی نہین جس سے سابقہ معرفت رکھتا تھا اور امان طلب کی اور تمام اوامر و نواہی بادشاہی کے ماننے کو منظور کیا اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو سلطان خرم کی خدمت مین بھیجنے کا وعدہ کیا راے رایان نے یہ حال سلطان خرم سے عرض کیا سلطان خرم کی یہ پہلی مہم تھی وہ اسکو ناتمام نہین چھوڑنا چاہتا تھا اور رانا کو مستاصل کرنا چاہتا تھا اسلیے رانا کے فرستادے کو بے نیل مرام واپس کیا جبکہ رانا کو مایوسی ہوئی تو اُسنے جہانگیر کا دامن پکڑا اور مہابت خان کا توسل ڈھونڈا مہابت خان کے کہنے سے جہانگیر نے رانا کی درخواست کو قبول کیا اور سلطان خرم کو اپنے دستخط خاص سے لکھا کہ آن گرامی فرزند سعادت یار رعنا جوے اقبال مند بداند که خرسندی و خوشنودی خاطر ارجمند مارا در ضمن قبول این معنی شمرده دیده دانسته از استیصال رانا درگذرد و یک باره صد دخرابی او نشده دقائق ملتمسات او را بدرجهٔ اجابت رساند چنانچه بمجرد رسیدن فرمان قضا نفاذ جهان مطیع ... ملک او بدستور معهود برقرار دارد و پسر صاحب ٹیکه او را در رکاب ظفر انتساب گرفته ... شده فقط

اس فرمان جہانگیری کے موافق ... رانا کی عرض کو قبول کیا رانا نے اپنے خانوش بھ کرن (سورب کرن) اور اپنے معتمد ... کو درگاہ والا مین روانہ کیا اور وہ راے رایان کی معرفت سلطان خرم ... مین رانا کو ان شرائط سے پناہ دیتا ہون کہ رانا خود مجھ سے ملے اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو ... اپنے وطن مین آے تو اُسکا بیٹا ایک ہزار سوار کے ساتھ ... درست ہوا مولوی ذکاء اللہ نے تاریخ ہندوستان مین تحریر کیا ہے کہ ... تونکے سر پر آزادانہ بلند ہوتا تھا اب وہ شاہزادہ خرم کے آگے پست ہوا ... کہتا ہے۔

جبکہ رانا کو بخوبی اطمینان حاصل ہوگیا تو وہ مع اپنے بیٹو کے سواے ولیعہد کے روز شنبہ ۲۶ ماہ بہمن کو آداب اور توزک کے ساتھ جیساکہ جہانگیر ... کا دستور ہے شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوا ایک بڑا لعل شاہزادے کی نذر کیا اور سات عمدہ ہاتھی جڑاؤ ... دیے تھے اور اچھے تھے اور نو گھوڑے اور جڑاؤ ہتھیار بھی پیش کیے جسوقت رانا نے خرم کے پانوں پکڑکر عذر تقصیرات کرنا چاہا تو شاہزادے نے رانا کا سر اُٹھاکر گلے سے لگالیا اور نہایت عطوفت کے ساتھ باتین کین جس سے اسکو تسلی ہوگئی اور خلعت اور شمشیر مرصع اور گھوڑا با زین مرصع اور فیل خاصہ باساز نقرئی بخشا بلکہ اپنا ملبوس خاص بھی دیا جسمین کی پگڑی اتبک اودیپور کے گلاب باغ کے میوزیم مین رکھی ہوئی ہے رانا کے ساتھ اُسکے تین بیٹے بھیم، سورج مل اور باگھا اور دو بھائی سہسہ اور کلیان بھی حاضر ہوئے تھے رانا مرد سنجیدہ معقول تھے اور کم سخن تھا عمر اُسکی تخمیناً پچاسی سال کی ہوگی بیٹے جوان تھے خصوصاً بھیم قوی ہیکل شجاع تھا رانا کے دونون بھائیون اور تینون بیٹون اور پانچ بڑے سردار و نکو بھی اسپ و خلعت اور خنجر مرصع اور دوسرے چالیس سردار و نکو اسپ و خلعت اور پچاس کو صرف خلعت دیے گئے تھے شاہزادے نے رانا کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ دہنے ہاتھ گجرات کے صوبہ دار عبداللہ خان اور اُسکے بعد جودھپور کے راجہ سورج سنگھ کو نشست ملی اور شاہزادے کے بائین طرف

رانا امر سنگھ اور اُسکے بعد دوسرے سردارونکو بیٹھنے کی اجازت ہوئی۔ رانا شاہزادے کے سلام و آداب کو گوگندے
کے مقام پر حاضر ہوا تھا شاہجہان نامے مین محمد امین نے لکھا ہے کہ اس لعل کا وزن ساڑھے سات مثقال کا تھا
اور رنگ بھی عمدہ تھا اور کسی قسم کا عیب نہ تھا اُس زمانے مین وزن اور بے عیبی اور خوش رنگی مین مشہور تھا (مثقال
کا متعارف وزن ساڑھے چار ماشہ ہے اس حساب سے پونے تین تولہ اور پون ماشہ بھر ہوا) جہانگیر اپنے تزک مین کہتا ہے
کہ جوہری اس لعل کی قیمت ساٹھ ہزار روپے کوتتے تھے جسقدر تعریف اس لعل کی سنی جاتی تھی ویسا درحقیقت نہ تھا
وزن اُسکا آٹھ ٹانک کا تھا (ٹانک بعض کے نزدیک مثقال کا ہموزن ہے اور بعض کے نزدیک ۴ ماشہ ہے) سابقاً
راو مالدیو راٹھوڑ والی جودھپور کے پاس یہ لعل تھا مالدیو کے بعد اُسکے بیٹے چندر سین کے قبضے مین آیا اُسنے اپنی
پریشانی اور ناکامی کے زمانے مین رانا اودے سنگھ کے ہاتھ فروخت کردیا اودے سنگھ کے بعد رانا پرتاپ کے ہاتھ مین
آیا اور پرتاپ سے امر سنگھ کو پہونچا امر سنگھ کے پاس اس سے بڑھکر کوئی چیز نہ تھی اسلیے سلطان خرم کی ملازمت کے وقت
یہی نذر کیا بادشاہ نے اس لعل مین یہ عبارت نقش کرادی ”سلطان خرم درحین ملازمت رانا امر سنگھ پیش کش نمود“
بندگان سفر ہرپور نواب سید حامد علی خانصاحب بہادر والی دارالسرور رامپور ملک روہیلکھنڈ مجھسے فرماتے تھے کہ
مہاراجہ مادھو سنگھ مرحوم کہتے تھے کہ یہ لعل ہمارے خزانے مین موجود ہے بادشاہ نے ہمارے ایک بزرگ کو بخشدیا
تھا جیپور کے مہاراجہ صاحب رامپور آکر نواب صاحب بہادر کے مہمان رہے تھے۔ ہندوستان کے راجون
اور زمینداروںکا دستور تھا کہ اپنے ولیعہد کو اپنے ساتھ بادشاہ کے حضور مین نہین لے جایا کرتے تھے اسلیے امر سنگھ کا
ولیعہد کرن بھی شاہزادے کے پاس امر سنگھ کے ساتھ نہ آیا۔ شاہزادے سے رخصت ہوکر رانا چلا گیا شاہجہان نامے
مین محمد امین کہتا ہے کہ رانا کے ملک و دولت کو شاہی لشکر نے اتنا تباہ کیا تھا کہ اُسکے ولیعہد کرن کے سامان روانگی
کی تیاری کے لیے روپیہ نہ تھا رانا کے خزانے مین نہایت عسرت پیدا ہوگئی تھی سرانجام سامان سفر کے لیے شاہزادے نے
پچاس ہزار روپے بخشے جب تہیۂ اسباب ہوا چونکہ شاہزادے کی روانگی اسی دن مقرر تھی اسلیے بعجلت تمام کنور کرن
شاہزادے کے پاس حاضر ہوگیا۔ شاہزادے نے اسکو بھی خلعت فاخرہ اور شمشیر اور خنجر مرصع اور طلائی زین کے ساتھ گھوڑا
اور فیل خاصہ عنایت فرمایا اور اُسکو ہمراہ لیکر بادشاہ کے حضور مین چلا گیا ۲۰ جمادی الآخر ۱۰۲۴ ہجری کو اجمیر مین بادشاہی لشکر
مین داخل ہوگیا۔ شاہزادے نے بادشاہ کو سلام و آداب کرنے کے بعد عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کرن کو سعادت سجدہ اور
کورنش کے لیے حاضر کیا جاے حکم ہوگیا بخشیون نے اسکو آداب مقررہ کے ساتھ حاضر کیا کورنش کے بعد کرن نے سجدہ
کیا (دیکھو تزک جہانگیری) اور سلطان خرم کی سفارش سے بادشاہ نے کرن کو سیدھی طرف کی صف مین سب سے
اول کھڑا ہونے کا حکم دیا بادشاہ کہتا ہے کہ چون بدست آوردن دل کرن کہ وحشی طبیعت و مجلس نادیدہ در کوہستان برآمدہ
بود ضرور بود بنا برآن ہر روز مرحمتے تازہ مے نمودم چنانچہ دوسرے دن کی حاضری کے بعد خنجر مرصع مرحمت ہوا اور
تیسرے دن اسپ خاصہ عراقی مع زین مرصع اُسکو بخشا اور محل شاہی کی ڈیوڑھی پر بھی کرن نے اُس دن
حاضر ہوکر نور جہان بیگم کی طرف سے خلعت فاخرہ اور شمشیر مرصع اور گھوڑا اور فیل خاصہ پایا۔ بادشاہ نے ایک

مالاے مروارید کرن کو بخشی اور بادشاہ کو یہ منظور ہوا کہ ہر قسم کی چیز اسکو دیجاے اسلیے ایک دن تین باز اور تین جرے بخشے اور ایک شمشیر خاص اور ایک بکتر اور ایک جوشن خاص اور دو انگوٹھیان دین ان مین سے ایک انگوٹھی پر لعل جڑا ہوا تھا اور دوسری پر زمرد۔ پھر ایک دن حکم دیا کہ ہر قسم کا کپڑا اور قالین اور نمدہ اور تکیہ اور ہر قسم کا عطر اور سونے کے ظروف سونوانون مین رکھکر احدیون کے ہاتھون اور کرن پر رکھوا کر اور ان خاص و عام مین لاکر مع دو گجراتی بہلیون کے کرن کو بخشے گئے۔ آٹھوین صفر سنہ ۱۰۲۴ ہجری کو کرن کو پنجہزاری منصب ذات و سوار کا عطا ہوا اور ایک چھوٹی سی تسبیح مروارید و زمرد جسکے درمیان مین لعل تھا جسے ہندی مین سمرن کہتے ہین کرن کو بخشی۔ ایکبار شکار مین کرن سے بادشاہ نے فرمایا کہ اس شیرنی کے تو جہان کہے تمکیہ گولی لگا دو ن کرن نے اُسکی آنکھ مین لگائی۔ اور عرض کیا کہ مجھکو ایک بندوق خاصہ مرحمت ہو چنانچہ اپنی خاص تفنگ رومی اُسکو بخشدی پھر ایک دن بیس گھوڑے اور قبلے پرم نرم خاص اور بارہ ہرن اور دس کتے کرن کو دئے ایک دن چالیس گھوڑے اور ایک دن اکتالیس گھوڑے اور ایک دن اکیس گھوڑے بخشے تین دن مین ایک سو سے زیادہ گھوڑے اسے مرحمت ہوے اور ۱۰ سنہ جلوس کو اپنے وطن کی طرف رخصت کیا گیا اُسوقت اُسکو خاصے کا گھوڑا اور ہاتھی اور خلعت اور موتیونکی کنٹھی جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی اور خنجر مرصع جسکی لاگت مین دو ہزار روپے آئے تھے اسکو بخشے گئے غرض کہ کرن کی ملازمت سے واپسی تک جو چار مہینہ بعد عمل مین آئی تمام بادشاہی انعام دو لاکھ روپے نقد اور سو سے زیادہ گھوڑے اور پانچ ہاتھی تھا اور خرم نے جو کئی بار اُسکو دیا وہ علیحدہ ہے اسی سال کرن کا بیٹا جگت سنگھ حاضر دربار ہوا اور نوازش شاہانہ سے مالا مال ہوکر اپنے اتالیق ہرداس جھالا کے ساتھ وطن کو واپس گیا رخصت کے وقت بادشاہ نے خلعت کے ساتھ بیس ہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا ایک ہاتھی بیش قیمت شال جگت سنگھ کو اور پانچہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا اور خلعت ہرداس جھالا کو مرحمت کیا ۱۱ سنہ جلوس مین کنور کرن پھر حاضر دربار ہوا اور چندروز رہکر خلعت و انعام و اکرام سے مفتخر ہوکر واپس چلا گیا امراے ہنود مین لکھا ہے کہ ۱۱ سنہ جلوس مین جہانگیر نے رانا امر سنگھ اور کرن کی صورتوں کے سنگ مرمر کے بت تیار کرا کر قلعۂ آگرہ مین جھروکہ درشن کے نیچے پائین باغ مین نصب کرائے تھے ان بتون کا قلعے مین کوئی نشان بھی نہین پایا جاتا۔

۱۳ سنہ جلوس مین جب جہانگیر گجرات سے واپس آرہا تھا تو رانا امر سنگھ اور کرن دونون ملازمت مین حاضر ہوئے اس مہم کے بعد۔ راناے اودیپور اور سلطنت دہلی مین پھر کوئی مخالفت کا واقعہ ظہور مین نہ آیا رانا امر سنگھ بات کا پورا تھا پھر اُسنے فرمانبرداری کے دائرے سے قدم باہر نہ رکھا بلکہ جب خرم کی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اور عفو قصور کی التجا کی تھی تو اپنے بیٹے بھیم کو شاہزادے کی مصاحبت مین داخل کر دیا تھا بھیم نے شرافت اطوار اور اعتبار کے جوہر سے منتخب ہوکر شاہزادے کے مزاج مین ایسا دخل پیدا کیا کہ اسکی سرکار کی بہت سی خدمتین اُسکے سپرد ہوگئین زمینداران گجرات کی تنبیہ اور مہمات دکن اور گونڈوانہ وغیرہ مین اس سے کارہاے نمایان ظہور مین آئے۔ جب ولایت دکن مین سردارونکی تجویزون اور صاحب صوبہ کی جلدی سے کچھ نظم و نسق نہ ہوا تو بادشاہ نے اس مہم پر بھی

سلطان خرم کو بھیجا وہ صلح شوال ۱۰۲۵ ہجری کو دکن کو روانہ ہوا سبب [illegible] لشکر رانا کی سرحد مین آیا تو امر سنگھ
اُسکی ملازمت و سلام کو آیا اور بعد مراسم [illegible] خلعت وہ [illegible] دیا اور اپنے پوتے جگت سنگھ کو ہزار
سوار و سکے ساتھ شاہزادہ خرم کی ہمراہی کے لیے بھیجا -
صلح کے بعد امر سنگھ پانچ برس زندہ رہا۔ اسکے انتقال پر بادشاہی [illegible] خلعت اور
فرمان اور ہاتھی اور گھوڑا وصول ہوا اور اسکے چھوٹے بھائی [illegible] دربار مین حاضر
تھے خلعت تعزیت عنایت کیے گئے [illegible] ۱۰۴۳ھ
جلوس مین ملازمان شاہجہانی مین منسلک ہوکر منصب [illegible] مین پانصدی
کا اضافہ ہوکر علم مرحمت ہوا او معرفت [illegible] مین تعینات ہوا [illegible]
عالمگیر کے عہد مین [illegible] کی لڑائی مین شریک [illegible]

[illegible] رانا [illegible]

سمبت ۱۶۷۶ مطابق ۱۶۲۰ء مین اپنے باپ کے بعد [illegible] جہانگیر
سے تو صلح ہوجانے کے سبب کسی بادشاہی فوج کی [illegible] سے کمزور
ہو چکے تھے۔ رانا نے بے فکری سے ادیپور کی شہرپناہ اور [illegible] پال
کی مرمت کرائی یہ سب چیزین ابتک موجود ہین -
جہانگیر کے آخر عہد مین جبکہ شاہزادہ شاہجہان باغی ہوکر [illegible] تک اسکے یہان
چھپکر رہنا بیان کرتے ہین لیکن کسی فارسی تاریخ مین یہ ذکر نہین ملا -
البتہ اتنا ملتا ہے کہ جب شاہجہان باپ سے باغی ہوکر لڑتا بھڑتا پھرتا تھا تو اسکے ساتھ کرن سنگھ کا بھائی بھیم بھی تھا
شاہجہان بادشاہی سپاہ سے دبتا ہوا آلہ آباد کیطرف متوجہ ہوا [illegible] پٹنے مین داخل ہوا اور
وہان سے جونپور اور آلہ آباد کے قصد سے کوچ کیا جب وہ جونپور مین آیا [illegible] اسکو مخبرون نے خبر دی کہ ایک فوج
جرار شاہی بسرکردگی سلطان پرویز اس جانب کے لئے نامزد ہوئی ہے [illegible] شاہی قریب آ گئی تو بنگالے
کے تمام زمیندار مع توپ و تفنگ فرار ہوئے شاہجہان کے لشکر [illegible] ہوکر مصاف خالی چھوڑ
راضی نہ ہوے اور رزم کا ارادہ مصمم کیا دونون طرف سے تیر و تفنگ [illegible] لگے بہت دیر تک مقاتلہ
و مجادلہ ہوتا رہا تھوڑے عرصہ مصاف کے خانہ جات کو دار البقا [illegible] اپنے چند راجپوتوں کے ساتھ
بادشاہی لشکر کو چیرتا پھاڑتا مارتا دھاڑتا سلطان [illegible] زخم کھا کر جان دیدی
تاریخ چغتائی مین سید محمد شفیع متخلص بہ وارد دہلوی نے لکھا ہے کہ شاہجہان دکن مین ملک عنبر کی حراست مین
تھا۔ جس وقت جہانگیر کے مرنے کی خبر ملی شاہجہان نے اپنے آپکو بیمار بنا کر موت کی خبر اوڑا دی لاش قلعے سے
باہر آئی تو اٹھ بیٹھا اور جب ۱۰۳۷ ہجری مطابق ۱۶۲۸ء مین گجرات کی طرف سے دار الخلافہ آگرے کے

ارادے سے رانا کے ملک مین آیا تو رانا کرن نے ازروے اخلاص و عقیدت استقبال کیا اور ۲ جمادی الاولے کو مقام گوگندہ مین ملازمت کی جہان پہلے اسکے باپ رانا امر سنگہ نے ملازمت کی تھی بادشاہ نے رانا کو پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا منصب دیا اور اسکے ملک کو بحال رکھا جگت سنگہ باپ کے ساتھ تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک ہزار سوار کے ساتھ مہم دکن مین خدمت بجالاے اور بادشاہ مانڈل ہوتا ہوا اجمیر کیطرف چلا گیا۔
رانا کرن سنگہ امن و آرام سے آٹھ برس راج کیکے فوت ہوا۔ وہ بہادر نیک طبیعت اور ماتحتون کو خوش رکھنے والا رئیس تھا۔

۸۵۔ رانا جگت سنگہ اول

سمبت ۱۶۸۴ مطابق ۱۰۳۷ھ مین گدی پر بیٹھا اسکے لئے بادشاہی طرف سے ٹیکہ کا سامان اور خلعت راجہ بہرام برگوجر لایا اور بادشاہ نے رانا کو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز کیا رانا نے سنہ جلوس شاہجہانی مین کلیان جہالا کے ساتھ پیشکش ارسال کیا بادشاہ نے خلعت فاخرہ اور اسپ و فیل مع ساز و سامان کے ارسال کیا سنہ ۹ جلوس مین پھر پیشکش ارسال کیا اور خلعت و شمشیر و سرپیچ مرصع دربار سے روانہ کیا گیا سنہ ۱۶ اور ۱۷ اور ۱۸ جلوس شاہجہانی مین راج کنور رانا کا بیٹا پیشکش لیکر حاضر دربار ہوا اور انعام و اکرام سے سرفراز ہوا۔ اس وقت امن کے سبب ملک نے زیادہ خوشحالی پیدا کی ریاست کے پرانے مقامات درست کئے گئے اور کچھ نئے تیار ہوئے پچھولا تالاب کے اندر جو شہر اودیپور کے تمام مغربی طرف پھیلا ہوا ہے سب سے بڑی ٹیکری پر جگ مندر نام محل بنوایا جو گرم موسم مین عمدہ سمجھا جاتا ہے۔ سمبت ۱۷۰۶ مطابق ۱۰۴۹ھ مین رانا یاترا گیا جاتے وقت نربدا کی طرف شاہی آدمیون سے کچھ تکرار ہو گئی۔ شاہجہان سنہ ۱۰۶۳ ہجری مین جب اجمیر جاتا تھا تو اُسنے سنا کہ جہانگیر کے زمانہ مین جو رانا کو منع کیا گیا تھا کہ نہ وہ اور نہ اُسکی اولاد قلعہ چیتوڑ کی شکست و ریخت کی مرمت کر سکین ان دنون مین رانا جگت سنگہ نے جرأت کر کے جہانگیر کے قول پر لحاظ نہین کیا۔ ابدال بیگ کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ کو دیکھ کر آوے اُسنے جا کر دیکھا اور آ کر عرض کیا کہ غرب کی طرف کے جو ساتون دروازے تھے کہ پایان قلعہ سے مرتبہ بمرتبہ بنائے گئے تھے اور وہ مرور ایام کے سبب سے بوسیدہ ہو گئے تھے اور جابجا سے ریختہ انمین سے بعض کو رانا نے نہایت مضبوطی کے ساتھ بنایا ہے اور بعض کی مرمت کی ہے اور بعض مقام مین کہ جہان سے برآمد ہونا مشکل تھا ایک مضبوط دیوار کوہ کی بلندی پر نظر کر کے آٹھ گز سے ۱۶ گز تک اونچی اور ساڑھے تین گز کے عرض کی بنائی ہے اور ایک برج دبالابرج جو اکبر کے عہد مین مسمار ہوا تھا نہایت مضبوط جسکا قطر ۶ گز اور ارتفاع تیس گز ہے بنایا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سعد اللہ خان تیس ہزار سپاہ ساتھ لیکر وہان جاے اور قلعہ کو منہدم کرے اور اگر رانا خواب غفلت سے بیدار اور مستی سے ہوشیار نہ ہو اور اطاعت نہ کرے تو اُسکے ملک کو غارت کرے جب لشکر شاہی متعین ہوا تو رعایاے ملک فرار ہونے لگی اور شہر اودیپور کا یہ حال ہوا کہ کوئی مہاجن و مزدور کا ندار بلکہ مدہا سب اپنا اپنا مال و سامان لیکر پہاڑون مین گھس گئے رانا نے بھی اپنے اہل و عیال اور ریاست کے

سامان کو پہاڑ مین بھیجدیا اور ملک مین تزلزل اور تفرق پڑگیا شہر مین صرف رانا کے سپاہی رہ گئے اور رانا نے خوف وہراس سے تملق وچاپلوسی کرکے دارا شکوہ کے پاس اپنے وکیلونکی معرفت پیغام بھیجے اور شاہزادے کی سفارش سے بادشاہ نے حکم دیا کہ رانا اگر اپنے صاحب ٹیکہ بیٹے (ولیعہد) کو درگاہ والا مین بھیجدے اور آئین پیش کش کے موافق ہزار سوار اپنے کسی رشتہ دار کی ماتحتی مین دکن مین حاضر رکھے تو اُسکا قصور معاف ہو جائیگا اور نہین تو لشکر اُسکی سرزمین مین جاکر تمام را بیوتونے خانمان برباد کریگا۔ رانا کے پاس چندربھان توم برہمن اور کئی معزز راجپوت سردار بھیجے گئے (یہ شخص اول شیخ عبدالکریم کے ساتھ جسکے اہتمام سے آگرے کا قلعہ تعمیر ہوا تھا متعین تھا پھر علامی افضل خان وزیر اعظم شاہجہان کی سرکار مین دیوان مقرر ہوا افضل خان کے مرنے کے بعد دارا شکوہ نے اپنے پاس لے لیا علامہ سعداللہ خان کے انتقال کے بعد شاہجہان نے خطاب راے سے مفتخر کرکے دفتر شاہی کا میر منشی مقرر کیا سنہ ۱۰۶۸ہجری مین وفات پائی ہے برہمن تخلص کرتا تھا یہ شعر اُسی کا ہے۔

> مرادلیست بکفر آشنا کہ چندین بار　　بکعبہ رفتم و بازش برہمن آوردم

ولہ

> ببین کرامت بتخانہ مرا اے شیخ　　کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد

چندربھان کے منشآت مین اسکے متعلق ہم عرضداشتین نظر سے گذری ہین۔

پہلی عرضداشت مین لکھا ہے کہ غلام حضور (بادشاہ) سے مرخص ہوکر دوشنبہ ۱۲ ذیحجہ سنہ ۲۸ جلوس کو اودیپور پہونچا رانا نے اُس جگہ تک جو استقبال کے لیے مقرر ہے پیشوائی کی اور فرمان والا اور سرپیچ مرصع سے مشرف ہوا اور مجھسے گلے ملا اور تواضع کے ساتھ پیش آیا اور راستے بھر بات کرتا اپنے محلات تک لے گیا وہانسے رخصت کردیا دوسرے روز خلوت مین بلاکر اپنے معتمد آدمیون کے سامنے احکام تعمیلی کا مضمون معلوم کرنا چاہا اور کہا کہ میرے جرائم اور تقصیرات کو بتانا چاہیے۔ بندے سے جوکچھ حضور نے زبانی ارشاد فرمایا تھا وہ بےکم وکاست اول سے آخر تک اُس سے کہدیا اور سمجھایا کہ اسوقت کلمات ہوش افزا دلجمعی کے ساتھ حواس ظاہر وباطن درست کرکے سن لو اور اپنی تقصیرات کو ذہن نشین کرلو (۱) بڑا قصور قلعہ چتوڑ کی مرمت کرنا ہے جبکہ بادشاہ آفاق نے اُسکو بزور شمشیر فتح کرکے بالکل خراب ومسمار کردیا تھا اور پہلے دن یہ شرط قرار پائی تھی کہ اب اُس قلعہ مین کوئی مکان نہ بنایا جاے جو حالت اسوقت ہے وہ بحال رہے کام بالکل بند رہے اور کسی قسم کا تصرف اُسمین نہ ہو اُس حکم کا تم نے پاس ولحاظ نرکھا اُس عہد کو کہ کو بھول گئے چشم بصیرت کو بند کرکے اور اس کام کی قباحت پر نظر نہ کرکے قلعہ کے بنانے اور اُس مین مکانات کے تیار کرنے مین مصروف ہوگئے تم اپنے باپ کی زندگی سے اس کام کے مشورے مین شریک تھے اور باپ کے بعد بھی قلعہ کی تیاری مین مصروف رہے اس سے زیادہ کونسی تقصیر ہوسکتی ہے کہ خلاف حکم وعہد کے کام کرنا۔

(۲) جس زمانے مین بادشاہ دارالسلطنت اکبرآباد (آگرہ) سے ایک مہم کی وجہ سے دور ودراز مقام پر

گئے ہوئے تھے تم او دیپور سے پیادہ و سوار کی بھاری جمعیت لیکر بادشاہی ملک مین چلے گئے اور اُسکا نام پاترا
اور اشنان رکھا اسکو کس بات پر محمول کرنا چاہئے بادشاہ ہونکے نزدیک ملکی معاملات مین یہ بڑا قصور ہی۔
(۳) سب پر یہ بات ظاہر ہے کہ بادشاہت ہندوستان ہفت اقلیم کے آدمیون کا مرجع ہے آج عراق۔
خراسان۔ ماوراءالنہر۔ بلخ۔ بدخشان۔ روم شام اور کاشغر وغیرہ کے امرا اور عالی رتبہ آدمی اس درگاہ مین
کمر بستہ حاضر رہتے ہین دنیاداران دکن کی کیا حقیقت ہے جو رعایا ہین ہر ماہ و سال مین طبقہ طبقہ ہر قسم کے آدمی ہر طرف
سے درگاہ معلے مین آتے ہین اور مناصب و مراتب پر سرفراز ہوتے ہین جسکو کہین بھی جگہ نہین ملتی وہ یہان آکر مرتبے کو
پہونچ جاتا ہے جو کوئی یہان سے وابستہ ہوجاتا ہے پھر اُسکا جی کسی دوسری جگہ جانے کو نہین چاہتا اور اگر کسی
جانے کی ضرورت پیش آتی ہے تو بادشاہ سے اجازت حاصل کرکے دوسری جگہ جاتا ہے بغیر اسکے نہین جا سکتا
جو کوئی اپنی بدنصیبی کی وجہ سے اس سرکار والا سے چلا جائے یہ مناسب نہین کہ دوسرے اُسکو رکھین پس جو لوگ
بادشاہ کی بندگی اختیار کرکے منصب و جاگیر پر سرفراز ہوتے ہین اور بادشاہی بندون مین داخل ہوجاتے ہین
اُنمین سے بعض کے ذمے سرکار والا کا مطالبہ باقی ہوتا ہے اسلیے حضور سے اجازت حاصل کئے بغیر اپنی جہالت
سے چلے جاتے ہین ایسے لوگون کو تمنے اور تمھارے باپ نے رکھ رکھ لیا اور اپنے یہان کا مدار علیہ بنا لیا اور اس
الزام کی جوابدہی سے نہ ڈرے یہ کیسی قصور کی بات ہے۔
(۴) مہم قندھار کا معاملہ جب واقع ہوا تو تمنے اُسوقت ایسی جماعت شرکت کو بھیجی جسکا عدم و وجود برابر تھا۔
(۵) دکن مین جو تمھاری طرف سے ہزار سوار بادشاہی سپاہ کی امداد کے لیے رکھنے کا دستور مقرر ہے تمنے وہان
بہت تھوڑے سوار بھیجے یہ کیسی تمھاری اخلاص مندی ہے کہ ضرورت کے وقت کوتاہی خدمت مین کی۔
اس سے زیادہ قصور کونسا ہوگا۔
چونکہ یہ قصورات تم سے سرزد ہوے اور اسوقت بادشاہ کو کسی طرف کی فکر دامنگیر نتھی اسلئے تمھاری تنبیہ
و تادیب کے ارادے اور ان جرائم کی پاداش کے قصد سے لشکر کثیر جمع کرکے اجمیر کو تشریف لائے اور
زبردست لشکر کو چتوڑ کی طرف متعین کیا بادشاہ نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ یارانا اگر ہماری ملازمت سے
شرف اندوز ہو یا اُسکو قرار واقعی سبق دیا جاے۔ جو کچھ اُسکو تکلیف پہونچے گی یہ اُسکے اعمال کا بدلہ ہوگا
اس عرصہ مین تمھارے آدمی پہونچے اور تمھاری جانب سے عفو تقصیرات کی درخواست کی اسلئے بادشاہ
نے اپنی رحمدلی سے یہ خیال کیا کہ تمھارے پرانے خاندان کا استیصال نہ کیا جاے صرف فوج جاکر قلعہ کی
تعمیرات کو برباد کردے اور یہ اُس صورت مین ظہور پذیر ہوگا کہ تم خود اجمیر جاکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر
ہوکر معافی چاہو۔ اور جسقدر جمعیت تمھاری طرف سے دکن مین رکھنے کی قرار داد ہے وہ اپنے بھائی کے ساتھ
بھیجو صرف کاغذی جمعیت سے کام نہین چلے گا واقع مین جمعیت مقررہ کا موجود ہونا چاہیئے اور پکا وعدہ
کرو کہ پھر کبھی کوئی امر خلاف حکم بادشاہ کے تم سے سرزد نہ ہوگا۔ اور پرگنات ضلع اجمیر کے عنایت کرنیکے بابین

اُسنے روانگی کی ساعت سعید نجومیون سے معلوم کرکے ماہ محرم مین شنبہ کی سات گھڑی رات گذرے مقرر کردی وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنی سعادت جانکر حکم عالی کی اطاعت کرلی امید ہے کہ میرے ملک و مال کو کچھ نقصان نہ پہونچے گا اور اپنے بزرگون سے زیادہ رعایت پاؤنگا جس سے ہم چشمون مین سربلندی حاصل ہوگی اور میرا بیٹا جلد واپس ہوکر مجھسے ملے گا۔ چندربھان لکھتا ہے کہ مینے رانا کی تسلی کردی۔

تیسری عرضی سے معلوم ہوتا ہے کہ رانانے اپنے بیٹے کو ۹ محرم کو شنبے کی سات گھڑی رات گئے اودیپور کے باہر خیمون مین پہونچوا دیا اور سامان کی تیاری تیزی سے ہوتے لگی لیکن رانا خود اور اُسکے معتمد بھی کہتے تھے کہ جب تک لشکر شاہی چتوڑ کو خراب کرکے واپس نہ چلا جائے گا اُسوقت تک دلجمعی نہ ہوگی اور رعایا بھی اطمینان حاصل نہ کرے گی۔

فرمان شاہی سعداللہ خان کے نام صادر ہوا کہ رانانے مراسم بندگی و لوازم فروتنی اختیار کین اور اپنے آدمیونکو بھیجکر عہدنامے کے لیے التماس کی اور امان مانگی تو تم کو چاہیے کہ فقط قلعہ کو خراب کرکے دربار مین چلے آؤ خان مذکور نے فرمان کے موافق عمل کیا۔ قلعہ کی در و دیوار و برج پندرہ روز مین ڈھاکر اور خاک کی برابر کرکے بادشاہ کے پاس چلا آیا۔

چوتھی عرضی مین مندرج ہے کہ جب شیخ عبدالکریم بادشاہ کا فرمان لیکر رانا کے پاس پہونچا اور اُس سے یہ معلوم ہوا کہ لشکر کو واپسی کا حکم دیدیا گیا ہے تو رانانے جو اسی بات کے انتظار مین تھا اپنے بیٹے کو جو ایک ہفتہ پہلے سے شہر کے باہر خیمون مین مقیم تھا عبدالکریم کے ہمراہ بھیجدیا جسکی عمر چھہ سال کی تھی اور یہ سب لوگ یکشنبہ ۱۲ محرم کو اجمیر کی طرف روانہ ہوگئے۔

چندربھان نے اودیپور پہونچکر رانا کو شہر مین مقیم رکھا تھا ورنہ وہ بھی مضطرب الحال ہوکر شہر چھوڑنے والا تھا۔ اور جب رانا کو اطمینان ہوگیا تو یہانتک سے ولیعہد کو بھی بلا لیا تھا شاہجہان نامے مین محمد امین نے لکھا ہے کہ رانا جگت سنگھ کا بیٹا صاحب ٹیکہ جسکا نام راج کنور تھا شاہزادہ دارا شکوہ کے توسل سے اجمیر مین آیا اور شاہزادے کے آدمیون کے ساتھ دربار شاہی مین حاضر ہوا اُسنے سلام کے بعد ایک بڑا ہاتھی جسکا نام رام پرشاد تھا اور چاندی کا زیور پہنے تھا اور نو گھوڑے پیشکش مین نذر کیے اور اسکو بادشاہ نے خلعت سرپیچ مرصع اور مالاے مروارید قیمتی کی بادشاہ نے اس پسر خردسال کو اپنے پایۂ تخت کے قریب بلایا۔ باپ نے ابتک اُسکا نام نہین رکھا تھا بادشاہ نے خود اُسکا نام سبھاگ سنگھ رکھا اور اُسکو وطن کو رخصت کیا رانا جگت سنگھ نے ہزار سوار بسرداری بگت سنگھ دکن کو روانہ کردیے۔

ان راجپوتون کے طریق دنیاسازی سے سبق لینا چاہیے چھ برس کی عمر کے بچے کا نام نہ رکھتے حالانکہ پیدا ہوتے ہی نجومی طالع پر لحاظ کرکے نام تجویز کردیتا ہے مگر بادشاہ کے خوش کرنے کو یہی ایک فقرہ بنایا۔

اسکے بعد جگت سنگھ سے کوئی جھگڑا نہین ہوا اور وہ ۲۵ برس حکمرانی کے بعد گذر گیا۔

۵۹ - رانا راج سنگھ اول

سمبت ۱۷۰۹ مطابق ۱۰۶۲ھ ۱۶۵۲ء مین راج کا مالک ہوا - وہ ایک سخت مزاج شخص تھا اُسنے اپنے ایک پروہت اور چارن وغیرہ کو غصے مین مار ڈالا تھا جسکے پرائشچت یعنی کفارے مین غیر قوم والونکے مقابل لڑکر مارا جانا عمدہ سمجھا گیا تھا شاہجہان کے عہد مین تو کوئی جھگڑا پیش نہ آیا۔ بلکہ شاہجہان نے اُسکو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز کیا - عالمگیر کے عہد ۱ سنہ جلوس مین اُسکے لیے خلعت وجمدھر مرصع ارسال ہوا - لیکن ۲۲ سنہ جلوس عالمگیری مطابق ۱۰۹۰ ہجری ۱۶۷۹ء مین بادشاہ کے خلاف یہ رانا کھڑا ہوگیا اور بظاہر مخالفت کی دو وجہین معلوم ہوتی ہین (۱) جزیہ (۲) اجیت سنگھ جودھپور والے کی حمایت۔

عالمگیر نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دار الحرب مین تفریق ہونے کے لئے ہنود سے کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دار السلطنت اور اطراف کے ہنود لاکھون کی تعداد مین جھروکے کے نیچے دریا کے کنارے پر جمع ہوئے اور بہت ضعف نالی کی اور اُسکی معافی کے لیے کہا مگر بادشاہ نے کچھ نہ سنا جب شاہجہان بیماری کے سبب ملکی کاروبار سے لاچار ہوگیا تو اُس کے چار بیٹون مین سے ہر ایک نے بادشاہ بننا چاہا اُن مین سے اورنگ زیب عالمگیر نے سب کو ٹھکانے لگا کر کامیابی حاصل کی اُسنے دکن سے آگرہ آتے وقت رانا راج سنگھ کو خاص دستخطی فرمان ونشان بھیجکر اپنا طرفدار بنانا چاہا لیکن اس بات کو عذر کرکے ٹال دیا گیا۔

جب عالمگیر بھائیون پر فتح پاکر زبردست ہوگیا تو رانا نے مصلحت سے اپنے کنور سردار سنگھ کو کسیقدر جمعیت سمیت بھیجدیا اور کچھ جاگیر خیرخواہی مین طلب کی اُس مطلب آشنا نے جب کوئی غرض نہ دیکھی تو سوائے پرگنہ مالپورہ کے جسپر رانا نے شاہزادونکی لڑائی کے وقت قبضہ کرلیا تھا زیادہ جاگیر دینے سے صاف انکار کردیا۔ پھر اسکے بہت مدت کے بعد رانا راج سنگھ نے جودھپور والے اجیت سنگھ پسر جسونت سنگھ کی اعانت شروع کی جسکی تشریح یہ ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کابل کے علاقہ جمرود مقام پر مرگیا تو اُسکے ماتحت راجپوت مہاراجہ کی رانیون سمیت بادشاہ کے حکم کے بغیر پشاور سے روانہ ہوگئے راستے مین لاہور کے مقام پر اجیت سنگھ اور دل تھمن دو لڑکے حاملہ رانیون سے پیدا ہوئے دہلی پہونچنے پر بادشاہ نے اسوجہ سے خفا ہوکر انھون نے دریائے اٹک پر بادشاہی محافظونکو قتل کیا اور بے پروانہ راہداری دکھائے بغیر دریا کو عبور کیا تھا رانیون وغیرہ کو نظر بند کردیا راجپوت دھوکا دیکر اور بادشاہی گارد سے مقابلہ کرکے اور بہت سے مارمرکر کم عمر اجیت سنگھ سمیت جودھپور پہونچے عالمگیر نے ناگور کے راؤ اندر سنگھ کو جو مہاراجہ جسونت سنگھ کے بڑے بھائی امر سنگھ کا پوتا تھا راجہ بناکر جودھپور بھیجا لیکن راٹھوڑون نے اسکو مار کر نکالدیا عالمگیر نے رانا کو فرمان بھیجا کہ باغیون کی حمایت سے دست بردار ہوجائے اور جسونت سنگھ کے بچون کو حوالے کردے رانا نے نہ مانا اسپر عالمگیر نے جودھپور پر فوجین بھیجین بالآخر رانا منور خان اجمیر کے فوجدار کے ہاتھون اتنا مغلوب ہوا کہ تاب مقاومت نہ رہی رانا نے وکلائے معتبر زبان دان لائق کو مع پیشکشون اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ دینا قبول کیا۔

زر جزیہ کے عوض مین اپنے ملک مین سے تین پرگنے دینے اور جودھپور والونکی اعانت نہ کرنیکا وعدہ کیا اور عفو تقصیرات کی درخواست کی جیسا کہ منشی ذکاء اللہ صاحب نے تاریخ ہندوستان مین تصریح کی ہے۔

بادشاہ نے خان جہان بہادر کو اس ضلع کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لیے مقرر کیا آگرے کے مقام پر رانا کا ولیعہد بیٹا جے سنگھ جسکی طلبی کا فرمان بھیجا تھا بادشاہی دربار مین پہونچا جہان سے تھوڑے دنون کے بعد انعام وغیرہ پاکر لوٹ آیا چند روز کے بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر تمرد اختیار کیا اور اپنے عہد و پیمان سے پھر گیا خان جہان سے عمدہ انتظام نہ ہوسکا اور اُسنے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ رانا اودیپور کی مدد سے راٹھور وغیرہ کل راجپوت شریک ہوکر بڑا فساد کرنا چاہتے ہین رانا نے اپنی فوج بھیم دیو سیسودیہ کی زیر کمان راٹھورونکی مدد پر روانہ کی تھی چنانچہ بھیم دیو بہت تیزی کے ساتھ منزلین کرتا ہوا اضلاع گوڈواڑ مین راٹھورونکی جمعیت سے آن ملا اور اُنکی طاقت کو ایک سے دہ چند کردیا۔

عالمگیر نے ناراضی کے ساتھ راجپوتانہ پر چڑھائی کی اور رجب سنہ ۱۰۹۰ ہجری مطابق جولائی سنہ ۱۶۷۹ء مین رانا اور راجپوتون کی تنبیہ کے لیے اجمیر روانہ ہوا۔ اور اس دفعہ راجپوتونکے مغلوب کرنے مین اپنی ساری فراست و کیاست کو کام مین لایا بادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سے اجین مین آئے اور حکم کا منتظر رہے اور بنگالے مین شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ بطریق یلغار میرے پاس آجاے۔

جب اجمیر کے قریب بادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ و تادیب کے لیے شاہزادہ محمد اکبر کو ایک بڑی فوج دے کر حسین علیخان بہادر سمیت خاص اودیپور اور مغربی پہاڑونکی طرف بھیجا اور شاہ قلی خان کو منور خان کا خطاب دیا اور اُسکا اضافہ کیا اور امراے کار طلب اُسکے ہمراہ کئے اور اُسکو بادشاہزادے کا سر اول بنایا اس خبر کو سنکر رانا نے اودیپور کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اہل و عیال و آدمیونکو ہمراہ لیکر دشوار گذار پہاڑون اور درون مین چلا گیا شاہزادہ اکبر مامور ہوا کہ وہ درون مین راجپوتون کے استیصال کے لیے بعض امیرونکو بھیجے اور کچھ دلاور دستے رانا کے ملک اور زراعت کے تاخت و پامالی کے لیے روانہ کرے اور اپنے لشکر کو اطراف جودھپور مین مقرر کرے کہ جہان آبادی دیکھے اُسکو ویران کرے حسن اتفاق سے فوج شاہی کا ایک معزز افسر جسکا نام تہور خان تھا بہادر سپاہیونکا لشکر لیے ہوئے شاہزادہ محمد اکبر کی کمک پر آپہونچا اور سمبت ۱۷۳۷ مطابق سنہ ۱۰۹۲ ہجری و سنہ ۱۶۸۱ء اسوج سدی گیارس کے روز دونون لشکرونکا مقابلہ ہوا بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی تاریخ پالن پور مین لکھا ہے کہ میواڑ کا ولیعہد کنور اور اندربھان وغیرہ بہت سے نامی گرامی راٹھور سردار کام آئے جے سنگھ رانا کا ولیعہد تو بعد رانا کے باپ کا جانشین ہوا یہ کوئی دوسرا بیٹا ہوگا ریاست کے مصارف سے بنی ہوئی تاریخ بیر ونود و تحفۂ راجستان مین جو سردار سنگھ کا کسی قدر جمعیت کے ساتھ عالمگیر کے پاس بھیجا جانا لکھا ہے شاید وہ مارا گیا ہو ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو ایک مہینے سے کم مین طے کرکے بسرعت اپنی فوج جنگی کے ساتھ آگیا اُسکو حکم ہوا کہ رانا اور راٹھورونکے تعلقے اور درہاے قلب مین جاکر راجپوتونکے قتل و اسیر

کرنے مین کوشش کرے اور فوج معین کرے کہ رانا کے ملک مین جو غلے کی رسد پہونچتی ہے اسکو بند کرے اور زراعت نہ کرنے دے۔ رانا کی مدد کے لیے متعلقہ جسونت سنگھ کے ہزارون سوار راٹھوڑ اور راجپوت جمع ہو گئے افواج شاہی کا مقابلہ خوبی سے کرتے تھے اور کبھی رسد غلہ برباد کرتے تھے بادشاہی چند ہزار سوار انکو دریاے تلسب کی طرف لے گئے اور انکو جا [illegible] گھیر لیا [illegible] سوارون اور پیادون کا پتہ نہ لگنے دیا لیکن آخرکو راجپوت فوج بادشاہی سے مغلوب ہونے لگے راجپوتون نے [illegible] کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی پہاڑون سے آکر شاہزادے کے لشکر پر غفلت کی حالت مین شب خون مارتے تھے لشکر بادشاہی خصوصاً منور خان اہل شجاعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی اور تباہی اور عالی عمارت کے مسمار کرنے اور اشجار ثمردار اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتونکے زن و فرزند کے گرفتار کرنے مین [illegible] اور [illegible] مین چھپے ہوے تھے کوئی کسر باقی نرکھتا محمد امین خان صوبہ دار گجرات کے نام حکم کیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جا [illegible] تانہ اور احمد آباد کے درمیان استقامت کرے اور جہان راجپوتونکی خبر سنے اور پتا پائے انکو غارت کرے ۔

عالمگیر نے کچھ فوج شیخاوتی کی طرف کھنڈیلہ کے راجپوتونپر جو رانا کی [illegible] اور دوسرا لشکر جودھپور بھیجا۔ کھنڈیلہ کے بہت سے راجپوت بادشاہی فوج سے لڑکر مارے گئے اور انکے مندر توڑ ڈالے گئے۔ راٹھورون نے بھی کئی بار اچھی لڑائی کی لیکن آخر مین وہ جودھپور سے نکال دیے گئے تب ناچار ہو کر [illegible] راٹھوڑ وغیرہ پچاس ہزار سوارون سمیت اجیت سنگھ کو رانا کی پناہ مین لے آئے ۹ ذیقعدہ کو بادشاہ اجمیر سے اودیپور کی طرف روانہ ہوا۔ عالمگیر نے مانڈل مین تہور خان کو مقرر کیا رکھنا تھ سنگھ کو [illegible] مین معین کیا اور اندر سنگھ کو [illegible] ضبطی کے لیے مامور کیا دھامان اور محکم سنگھ کو قصبہ پور مین رکھا محمد اکبر [illegible] سے چلکر مقام دیباری مین بادشاہ کے پاس آگیا اور بادشاہ اودے ساگر تالاب پر جو اودے پور سے چھ میل مشرقی طرف ہے آپہونچا یہان اسنے کئی مندر اور دیباری کا دروازہ جو گھاٹہ مین بنا ہوا ہے توڑ ڈالا۔ اودے پور تک میدان خالی پڑا تھا شہر بغیر مقابلہ قبضے مین آگیا۔ ۱۲ ذیحجہ کو روح اللہ خان اور یکہ تاز خان جگدیس کے بڑے مندر کو توڑنے کے لیے روانہ ہوئے یہان [illegible] راجپوت اور چارن بارہٹ نرو وغیرہ لڑکر مارے گئے جو مندر کی حفاظت کو ثواب جانکر بیٹھے ہوئے تھے۔ شاہزادہ محمد اکبر نے اودے پور سے حسین علیخان وغیرہ کو فوج سمیت رانا کے مقابلے کے لیے بھیجا ماثر عالمگیری مین آیا ہے کہ وہ درے سے گذر کر رانا تک پہونچ گیا مگر اسکے آنے سے قبل رانا خیمے اور دوسرا اسباب چھوڑکر بھاگ گیا تھا اس سفر مین کثرت سے غلہ لشکریون کے ہاتھ آیا جس سے ارزانی ہوگئی ساتوین محرم ۱۰۹۱ ہجری کو حسین علیخان خیمے وغیرہ جو رانا سے ہاتھ آئے تھے بیس اونٹونپر لدوا کر واپس آگیا اور بیان کیا کہ جگدیس کا مندر جو رانا کی حویلی کے سامنے ہے اور شہر کے دوسرے ایک سو تین مندر ڈھائے دونون طرف کے آدمی قتل و زخمی ہوئے عالمگیر کو اودے ساگر پر ان کارروائیونکی خبر ایک تورانی شخص میر شہاب الدین دیتا تھا جو کچھ مدت کے بعد دکن کی لڑائیون مین اپنی لیاقت سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کا خطاب اور سات ہزاری ذات سوار کا منصب پاکر بادشاہی فوج کا سپہ سالار ہوگیا اور جسکے بیٹے قمر الدین یعنے

آصف جاہ نظام الملک چین قلیچ خان بہادر فتح جنگ نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین دکن کی صوبہ داری کے عوض حیدرآباد کی خودمختار ریاست قائم کی جو ابتک اسکی اولاد کے قبضے مین چلی آتی ہے۔

راجپوتون نے میواڑ پر بادشاہ کی توجہ زیادہ دیکھکر دوسرے علاقون مین پاؤن پھیلائے مرآت احمدی مین ہے کہ رانا اپنی گرفتاری کے خوف سے ایک جگہ قرار نہین پکڑ سکتا تھا ایسی حالت مین اُسکے چھوٹے بیٹے بھیم سنگھ نے پہاڑون مین سے نکلکر گجرات کی طرف دھاوا کیا اور بڑنگر اور بسیل نگر اور دوسرے مواضعات کو لوٹ کر واپس چلا گیا ایڈر کا زمیندار جو مارا مارا پھرتا تھا اُسنے راجپوتون کو جمع کرکے ایڈر پر قبضہ کر لیا تاراجی گجرات کی روک کے واسطے بادشاہ نے گجرات کے صوبہ دار محمد امین خان کو جو چیتوڑ مین موجود تھا روانہ کیا۔ راٹھوڑ مارواڑ مین پھیلے اور بعض نے اجمیر کے علاقے مین لوٹ مار کا ارادہ کیا۔ اس حالت مین بادشاہ کو دوسرا انتظام کرنا پڑا بڑے شاہزادہ محمد معظم کو اجین سے طلب کرکے اودے ساگر پر اپنی جگہ چھوڑا دوسرے بیٹے محمد اعظم کو چیتوڑ پر رہنے کا حکم دیا اور تیسرے محمد اکبر کو جبکہ کنور جے سنگھ کے رات مین چھاپہ مارنے سے نقصان ہوا مارواڑ پر روانہ کیا خود بادشاہ اس خیال سے کہ راجپوت ہندوستان کی طرف حملے کا ارادہ نہ کرین ۴ ماہ صفر کو میواڑ کیطرف سے چیتوڑ ہوتا ہوا اجمیر کو لوٹا اور یہان ٹھہرا جب رانا کے معاونون کا کام تنگ ہوا غلہ نایاب کھیتی باڑی متعذر تو راٹھوڑ راجپوتون نے یہ تدبیر و تدبیر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم کے پاس گئے کہ اسکو اپنے جرائم کا شفیع بنائین یا بغاوت پر اُسکی رہنمائی کرکے اپنا رفیق بنائین پادشاہزادے نے انکی بات پر کان نہین لگایا اور نواب بائی والدۂ شاہزادہ کو جب اُسکی خبر ہوئی تو اُسنے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی بات مین وہ راجپوتونکی امداد و معاونت سے آشنا نہ ہو اور رانا کے وکیلون کو اپنے پاس نہ آنے دے جب وہ اس شاہزادے سے مایوس ہوئے تو شاہزادہ محمد اکبر کی طرف رجوع ہوئے۔

شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت

یہ شاہزادہ نواب اودے پوری کی لڑکی کے بطن سے تھا جسکا نام اصلی سربی تھا مین نے اس صورت کی تصویر دیکھی ہے چہرہ پتلا اور ناک پتلی اور کھڑی اور رنگ گورا پیشانی اُبھری ہوئی آنکھین بڑی بڑی اور بادامی ٹھوڑی نکلی ہوئی اور ڈھلوان ہے بال سر کے کثرت سے اور بڑے بڑے اور سیاہ ہین قامت دراز ہے حسینون مین شمار ہونے کے قابل نہین ہے۔

جلال الدین شروانی نے اسکی کیفیت مفصل لکھی ہے یہ عقلمند تھی اسے شب و روز یہ ادھیڑبن رہتی تھی کہ اسکے بیٹے اکبر کو کسی طرح عالمگیر کی زندگی مین تخت سلطنت مل جائے اکبر کو چونکہ اسکی مان کی تعلیم ملی تھی وہ راجپوتونکا بہت خیرخواہ تھا اور ہندوانی مذہب پر بھی اسکا کبھی کبھی رجحان پایا جاتا تھا بیگم نے ایک دن عالمگیر کے سامنے اس بات پر بڑا زور دیا کہ میرا بیٹا ہر طرح قابل سلطنت ہے حضور اسی کو اپنا جانشین مقرر فرمائین عالمگیر نے ایک بڑا معقول جواب دیا اور وہ یہ تھا کہ سلطنت نہ بڑے بیٹے کا حق ہو سکتی ہے نہ چھوٹے کا جو لڑکا قابل ہوگا سلطنت

سے لے گا سروپی نے عرض کیا کہ حضور کی اس رائے سے اتنا کھلتا ہے کہ خونریزی حضور اقدس کو پسند ہے اگر اپنے
سامنے ہی ایک بیٹے کو قتل کر دیا جائے تو میرے خیال مین بہتر ہوگا اور سخت خونریزی نہ ہوگی یہ سنکر عالمگیر نے پھر
یہی جواب دیا یہ سچ ہے لیکن اگر وہ لڑکا جسکو تم لائق سمجھی ہو لائق نہوا اور ہمارے بعد تخت کے دعوے دار اٹھ کھڑے ہوئے
تو تم سے کہتا ہون کہ اُسوقت کی خونریزی کو کون روک سکتا ہے جب اکبر بڑا ہوا اور تین جنگون مین کامیاب ہوا تو جودھپور
والے سے اکبر کی تخت نشینی کی بابت سروپی نے خط و کتابت کی اور اپنے میکے کو یعنی اودیپور بھی خط لکھا جو خط اُسنے سنسکرت
مین جودھپور والے کو لکھا وہ حال جلال الدین نے نقل کیا ہے اسمین تاریخ وغیرہ کچھ نہین ہے ہم اسے دلچسپ
جانکر درج ذیل کرتے ہین آپکو معلوم ہوگا کہ میرا بیٹا اکبر بڑا بہادر اور شجاع ہے اُسکی قابلیت ۔ لیاقت ۔ شجاعت ۔
اور تدبیر سے یہ پایا جاتا ہے کہ اُس سے بہتر وارث تخت ہند کا نہین ہو سکتا مگر افسوس یہ ہے کہ عالمگیر اسکو جلتا ہوا
دیکھکر ذرا ٹیڑھی نظر سے دیکھتا ہے مجھے خوف ہے کہ کہین عالمگیر کے اور بیٹے اُسکو خارج نہ کر دین اگر تم میری مدد کرو
اور مجھے سہارا دو تو اکبر کو مین اس بات پر آمادہ کرون کہ وہ بزور اپنے باپ سے سلطنت کا خواستگار ہو اگر وہ
راضی ہو جائے تو خیر اور نہ راضی ہو تو اُسے گرفتار کر لیا جائے سوا اسکے سلطنت کے حاصل کرنے کی اور کوئی
صورت نظر نہین آتی اگر تم نے اکبر کی مدد مین جان لڑا دی تو یہ سلطنت پھر ہندوؤنکے ہاتھ مین آ جائے گی جودھپور والے
نے یہ خط دیکھکر جواب دیا کہ پچاس ہزار راجپوت مین بہم پہونچا سکتا ہون اگر تمھارا بیٹا اکبر جنگ پر آمادہ ہو تو مین اُسکے
پسینے کی جگہ اپنا خون بہانا فرض جانتا ہون ۔ غرض کہ تذکرہ عالم مین بڑی شرح و بسط سے لکھا ہے کہ اکبر کی بغاوت
پر آمادگی مین اُسکی ماں کی صلاح کو بھی پوری پوری مداخلت تھی تذکرۂ عالم مین اسیطرح لکھا ہے لیکن محمد علی ابن
محمد صادق الحسینی نے راحت افزا مین لکھا ہے کہ محمد اعظم شاہ اور محمد اکبر دلرس بانو بیگم دختر شاہ نواز خان صفوی
کے بطن سے تھے اودیپوری کے بطن سے کام بخش تھا اور تذکرۂ عالم مین دلرس بانو بیگم کے بطن سے صرف
شاہ اعظم کی ولادت لکھی ہے ۔ اس جملہ معترضہ کو چھوڑ کر مین بیان کرتا ہون کہ راجپوتون مین درگداس
بڑا ہوشیار تھا اُسنے ایک چالاک اور کستان چارن کو پیغام صلح دیکر شاہزادۂ اکبر کے پاس بھیجا اس چرب زبان
و حراف چارن نے پیغام صلح ادا کرنے کے بعد کچھ ایسی لچھے دار باتین کین کہ شاہزادہ اُسکی گفتار کا دلدادہ ہوگیا
اور ادھر اُدھر کے قصے کہانیون کے ضمن مین جو سبق راٹھورون سے پڑھکر آیا تھا اُسے اپنی خوش بیانی سے اسطرح
دوہرایا کہ سادہ لوح شاہزادے پر چارن کی تقریر نے پورا پورا اثر کر لیا اور اُسکے دلمین دشمنون کے ساتھ
حسن سلوک اور مراعات کا خیال یہانتک پیدا ہوگیا کہ اپنے مافی الضمیر کو بھی بالکل بھول گیا جب چارن نے دیکھ لیا
کہ میرا جادو اچھی طرح چل گیا اور شاہزادہ میرے دام فریب مین گرفتار ہو گیا تو اُسنے اپنی تقریر کا رنگ بدل کر اس
ناعاقبت اندیش شاہزادے کو اورنگ زیب سے منحرف کرنا شروع کیا اور دو چار خوشامدانہ فقرونکے بعد بولا ابھی تک
خدا کے فضل سے ہمارے اقبال یعنی حضرت ظل سبحانی کا سایہ حضور کے سر پر ہے دشمن بھی دوست بنے ہوئے
ہین کسیکو اتنی جرأت نہین ہو سکتی کہ حضور کیطرف ترچھی نظر سے بھی دیکھے مگر حضور خطا معاف حضور کے بھائی

حضرت یوسف کے بھائیون سے بھی دس حصے بڑھکر ہین جب اسوقت مین کہ محبت شاہنشاہی حضور کی محافظ و
طرفدار ہے حضور کو اپنے بھائیونکے مقابلے مین ناکامی رہا کرتی ہے تو جب وہ مطلق العنان ہوگئے تو فرمائیے حضور کا کہان
ٹھکانا نہ ہوگا حضور کے بھائیون کے جو خیالات اور جو ارادے ہین وہ کچھ مجھ ہی تک یا حضور ہی تک محدود نہین ہین بلکہ
ملک کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے ہین حضور کو حفظ ما تقدم کے لیے کہنا گویا لقمان کو حکمت سکھلانا ہے لیکن گستاخانہ
اتنا عرض کرتا ہون کہ حضور کو اپنے آبا و اجداد کے خیالات اور حالات سے ضرور سبق لینا چاہیے دیکھئے شہنشاہ اکبر نے تالیف
اور ہر دلعزیزی کا کیا طریقہ اختیار کیا تھا اور بہادر وفادار قوم راجپوت کے ساتھ موافقت رکھنے کی وجہ سے کس آسانی
کے ساتھ ملک ہندوستان کو مسخر کر لیا تھا اعلے حضرت شاہ جہان نے بھی ان ہی جان نثار راجپوتونکی بدولت تخت سلطنت
حاصل کیا تھا جسوقت تخت نشینی کی بابت جھگڑے چلے ہین تو زمانہ بھر انکا مخالف تھا اور قابو یافتہ اہل دربار تو انکے
دشمن جانی ہی تھے مگر راجپوتونکی تلوار اور حکمت عملی نے سب بھائیونکو ایسا نیچا دکھایا کہ پھر ابھرنے ہی نہ دیا اسیطرح
اگر حضور بھی براہ دور اندیشی اس وفا شعار قوم کے ساتھ رشتۂ محبت و اخلاص قائم کر کے تسخیر کا افسون پھونک دینگے
تو کیا عجب ہے کہ اورنگ زیب کے جیتے جی آپ ولیعہد سلطنت بلکہ مستقل بادشاہ بنجائین۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس پیغام رسان چارن نے دو چار وقت کی حاضر باشی مین اپنی لسانی اور چرب زبانی سے ناتجربہکار
شاہزادے کو اپنی طرف متوجہ کر کے اسکا دل مٹھی مین لے لیا اور قوم راجپوت کیطرف سے اب شاہزادے کے دلمین
اس درجہ محبت پیدا ہوگئی کہ راٹھوڑون کے ساتھ معرکہ آرائی کا خیال بھی ایسا محو ہوا کہ گویا بالکل تھا ہی نہین۔ اب
راٹھوڑون نے اکبر کو امیدوار کیا کہ راجپوت چالیس ہزار سوار جرار آپکی رفاقت کے لیے اور خزانہ بیشمار آپکے خرچ کے
واسطے موجود ہے شاہزادہ یہ سبز باغ دیکھکر بتقاضاے ایام شباب و زہنونی احباب سے راجپوتونکے دام مین گرفتار
ہوا بعض اسکے ہمراہی بھی انکے ہم داستان ہوئے۔ بادشاہزادہ اپنے شفیق باپ شہنشاہ عالمگیر سے بدظن ہوکر
علانیہ مقابلے کے لیے تیار ہوگیا۔ ابتدا مین اس خبر کی شہرت اڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم کے پاس گئی اسکو بھائی سے
ایک گونہ محبت تھی اسکو نصیحت آمیز دو کلمے لکھے۔ باپ کو اپنی عرضداشت مین اس مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شاہزادے
کے اغوا کے درپے ہین اس سے غافل نہ ہونا چاہیے۔ محمد اکبر کی طرف سے بادشاہ کو کوئی وسوسہ نہ تھا مگر بادشاہزادہ
محمد معظم کی بدنامی حسن ابدال مین اس قسم کی ہوچکی تھی اور ابتدا مین جو راجپوت بڑے شاہزادے کے پاس پیغام لائے
تھے اسکی خبر بھی بادشاہ سن چکا تھا اسنے محمد اکبر کے حق مین محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب مین لکھا بہتان عظیم
حق سبحانہ تعالے شمارا ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید و از آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔

جب یہ راز مخفی برملا ہوا اور خیمہ بخیمہ مین سب چھوٹے بڑونکو یہ خبر معلوم ہوگئی کہ درگداس تیس ہزار سوار راجپوت لیکر اکبر سے
مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ جاری کیا اور منورخان کو ہفت ہزاری کیا امیر الامرا
کا خطاب دیا۔ مجاہد خان اور عمدہ نوکرون کے جو اسکے ہمراہ تھے اضافے کئے جنمین سے بعض نے مجبور ہوکر قبول کئے
اور بعض نے مصلحتاً نہ قبول کئے سب کی تالیف قلوب کی اور بادشاہ کیطرف لڑنے کے ارادے سے آیا۔

ان دنون بادشاہ کی فوج راجپوتون کی تنبیہ کے لئے محمد اکبر کے ساتھ چلی گئی تھی۔ اسد خان و بہرہ مند خان کے سوا کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج میں خواجہ سراؤن اور اہل دفتر کے سات آٹھ سو سوار تھے اسوجہ سے لشکر مین تزلزل ہوا۔ ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔

یہ موقع راجاؤن اور اکبر کے لیے اچھا نکلا کہ وہ اپنی بے خبری و کندذہنی کی حالت مین عالمگیر کو بے تعداد راجپوتون کی فوج سے قید کر لین الفنسٹن لکھتا ہے کہ مشکل سے عالمگیر کے پاس ایک ہزار سوار رہ گئے ہونگے اکبر کی بغاوت یا سرکشی صرف باغی راجپوتونکی دستلاشت سے ہوئی تھی ورنہ وہ اپنے باپ کا سب بیٹون سے زیادہ مطیع تھا عالمگیر نے اول بیٹے کو راہ راست پر لانے کی تدبیر کی اور اسکو نصیحت آمیز خط لکھا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ اور شاہزادے کی اس دلچسپ مراسلت کو اس موقع پر بلفظہ درج کر دیا جائے جو اُنکے درمیان ہوئی تھی۔

نقل تحریر دست و قلم خاص عالمگیر که بشاهزاده محمد اکبر بقلم آمده ۱۶

فرزند دلبند نور البصر لخت جگر بجان برابر بلکہ از جان عزیز عزیزتر بتوجہات خاص الخاص ستکہر بودہ بداند خدا گواہ است که بابدولت و اقبال آن فرزند را زیادہ از ہمہ فرزندان عزیز میداشتیم در رفاہیت و آسودگی حال و مآل او ہمہ وقت سعی نہاد خاطر فیض مآثر بود اما او از بے سعادتی خود بحیلہ بازی راجپوتان ابلیس کردار آدم صفت از بہشت آغوش کنار مادر و پدر بدر شدہ آوارہ کوہ و دشت ادبار گردیدہ تا چہ تدبیر کنم و چہ چارہ سازم از استماع احوال کثیر الاختلال پریشانی و سرگردانی و فلاکت و ہلاکت او نہایت غم و غصہ سراپائے خاطر می گردد بلکہ لذات جسمانی ہم تلخ شد سوا اینکہ قطع نظر از عزت و شان و شوکت سلطانی و شاہزادگی ہزار افسوس کہ آن فرزند سادہ لوح را بر جوانی خود ہم رحم نیامد و بر اہل و اطفال خود رحم نکردہ خود را بہ بدترین حالت در قید و حبس راجپوتان بدنہاد بہائم صورت سباع سیرت در انداختہ ہیچو گوے بچوگان اختیار گواران افتان و خیزان و گریزان چرخ میزند از انجا کہ عاطفت پدری نسبت بحال فرزندان ازلی ست ہرچند از ان فرزند تقصیرات عظیم سرزدہ نیز ہم اہم کہ در خور کردار ہر سزا رسد

گرچہ پسر تودۂ خاکستر ست — اسر چشم پدر و مادر ست

گذشت آنچہ گذشت الحال ہم اگر بہ رہنمائی بخت از کردار ناہموار خود پشیمان گردیدہ بملازمت مشرف شود تا بر صفحہ زلات و تقصیرات او قلم عفو کشیدہ آید و عنایات و نوازشات کہ در خیال نگذرانیدہ باشد درباره او جلوۂ ظہور گیرد ہرچند ظہور عنایت را شرط حضوری لازم نیست اما چون طشت رسوائی آن فرزند از بام افتادہ صدایش گوش خاص و عام رسیدہ انسب آن ست کہ یک مرتبہ خود را بحضور رسانیدہ ننگ این بدنامی از سر خود ساقط سازد و عقوبت کہ سرکردہ آن جماعت بود در رفاقت و ہمراہی با دارا شکوہ نمودہ از غایت اشتہار محتاج بیان نیست آن فرزند با عتقاد گفتار آنہا کہ سودائے خام کہ پختہ باشد جز پشیمانی نتیجہ دیگر نخواہد دید یقین داند زیادہ توفیق رفیق و راہ راست نصیب باد

نقل عرضداشت که شاهزاده محمد اکبر در جواب همین فرمان بپادشاه اورنگ زیب عالمگیر نوشته

عرضه حضرت قبلهٔ کونین و کعبهٔ دارین

می رساند

اصغر ترین فرزندان محمد اکبر لوازم عبودیت بتقدیم رسانیده بموقف عرض

فرمان والا شان که نامزد اصغر ترین فرزندان گردیده بود در خوشترین زمان و نیکوترین آوان پرتو ورود فرمود آداب فرمان برداری بجا آورده سوادش چون سرمهٔ بصر بصیرت کشیده و از مضمون عنایت مشحونش مطلع گردیده دیده دل را نورانی ساخته آنچه بقلم نصائح رقم مرحمت شیم پند سے چند تراوش یافته بود در جواب هر باب شرحے مختصر معروض میدارد چون نفس الامر اگر با نصاف نزدیک شود در خواهد بود۔

مرقوم شده بود که ما بدولت و اقبال او را از همه فرزندان عزیز می داشتیم و او از راه بے سعادتی خود از ین نعمت عظمیٰ بے نصیب بوده خود را در طوفان سہ تیزی افگنده خدیو صورت و معنوی سلامت چنانچه رضا جوئی و خدمت پژوهی پدر بر ذمهٔ پسر لازم است پرورش و تربیت و خیر خواهی حال و کال و حقوق چند بر ذمهٔ پدر هم از پسر است الـمنة لله که تا این زمان از لوازم عبودیت و اطاعت مقصر نگشته و عنایات آنحضرت را تا کجا شرح دهد از هزار یکے و از بسیار اندکے گذارش می دهد که رعایت و حمایت فرزند کوچک پیش نهاد پدر بزرگوار همیشه و همه جا مقدم است و حضرت که برخلاف آن بجانب همه فرزندان بے التفاتی فرموده پسر کلان را بخطاب شاهی نامزد فرموده و سعید خود گردانیدند این معنی از کدام عدالت و انصاف توان شمرد۔ در مال پدر حق فرزندان مساوی است یکے را برافراختن و دیگرے را برانداختن کدام شرع دین و آئین است آن بادشاه حقیقی حکیم مطلق دگر است که در کارخانهٔ قدرتش و حکمتش چون و چرا را راه نیست نواختن و برانداختن وابستهٔ حکم اوست که لا تخلو عن الحکمة لیکن سبحان الله شریعت منشی و حقیقت گزینی و معرفت بینی حضرت بر عالم و عالمیان ظاهر است ؎ تا دوست کرا خواهد و میلش بکه باشد در حقیقت مرشد و هادی این راه حضرت از راه سے که حضرت خود بدولت پیمودی باشند چگونه بے سعادتی توان گفت

پدرم روضهٔ رضوان بدو گندم بفروخت ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم

فرزند خلف آن است که قدم بقدم بر طریقهٔ پدر باشد و انا علی آثارهم لمقتدون ؎ میراث پدر خواهی علم پدر آموز حضرت سلامت مردان رنج و محنت بر خود پسندیده اند و پادشاهان عظیم‌الشان حضرت صاحبقران عرش آشیانی محنت ها انگیخته بمقاصد مافی الضمیر کامیاب گردیده اند ؎ براحتے نرسد آنکه محنتے نکشد و از جرائد تواریخ مبرهن است تا که رنج ظلمات نکشد لذت آبحیات نچشد آنکه محنت نبرد ثمرهٔ راحت نخورد که گل بے خار و گنج بے مار نباشد ؎

عروس ملک کسے در کنار گیرد چست که بوسه بر لب شمشیر آبدار زند

از انجا که در پے هر رنج راحت است بمعونت عنایت کارساز بنده نواز امیدوار ثق دارد که قریب الایام دولت مراد

بوجه احسن جلوه ظهور گیرد۔ و پریشانی و سرگردانی بکامرانی و شادمانی مبدل گردد۔

رقم پذیر شده بود که جسونت که سرکرده آن جماعت بود در رفاقت و همراهی که بادارا شکوه نمود بر عالم ظاهر ست قول این جماعت اعتبار را نشاید الخ حضرت بجا میفرمایند اما بمغز سخن نمی رسند که خود مغز ندارند در اصل و دارا شکوه باین جماعت عناد داشت از نتایج آن دید آنچه دید اگر از اول باین بایست ساخت هرگز کارش باین غایت نمیکشید حضرت عرش آشیانی باین جماعت رابطهٔ خویشی مؤکد کرده به تقویت اینها ملک هندوستان بضبط و ربط در آورده اند و این جماعت آن ست که مهابت خان باعانت اینها حضرت جنت مکانی را در حیطهٔ اختیار خود در آورده و از شجاعت اینها ظاهر ست که حضرت خود بدولت در دار الخلافه زینت بخش تاج و تخت بودند۔ و راجپوتان سه صد کس که کار رستمانه و بهادرانه از دست اینها بوقوع آمده بر همگنان ظاهر و هویدا ست و پیمان جسونت بود که در چنین معرکه نسبت بجناب سلطنت مآب مصدر بی‌ادبی‌ها شده و حضرت دیده و دانسته چون تاب مقاومت ندیدند اغماض فرمودند و همین جسونت بود که حضرت بچندین فسون و فسانه دلداری نموده از رفاقت دارا شکوه باز داشتند که فتح و نصرت نصیب اولیای دولت شد رحمت بر نمک خواری اینها که از برای صاحبزادهٔ خود سر خود را فدا میکنند و در جان سپاری‌ها جان دریغ نمیکنند۔

پادشاه هندوستان و شاهزاده‌های عالی قدر و امرای والا تبار مدت سه سال ست که بتلاش سیوای مقهورند هنوز روز اول ست و چرا چنین نباشد که در عهد حضرت وزرای با اختیار و امرای با اعتبار و سپاهی خوار و نویسنده بیکار و سوداگر بی مال و رعیت پایمال۔ همچو ملک دکن که ولایتی ست بهشت آیین بر روی زمین چون کوه و بیابان خراب و ویران و دار السرور برهانپور که خال رخسارهٔ عالم ست تلف و تاراج و اورنگ آباد که بسبب همنامی حضرت ممتاز از هر شهرهاست از آسیب و صدمات لشکر غنیم چون سیماب در اضطراب عامل در خانه۔ غنیم بر سر رعیت جایی که چنین ستم باشد در دعاگوی و ثنا خوانی خلیفهٔ خود چگونه مقصر نخواهند بود مردم اصیل نجیب از خاندان قدیم گمنام و سرشتهٔ کارخانهٔ سلطنت و مصلحت آموز دولت در کف اختیار مردم اراذل و اسافل انام جولاهه و بافندی و صابون فروش و جاروب کش خیره گرد و پیراهن فراخ و خرقهٔ دغل در بغل و دام شیطان بنام تسبیح در دست گرفته مسائل چند بر زبان میرانند و حضرت آنها را مصاحبان و مقربان و دمسازان و همداستان چون جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اعتبار نموده اختیار خود را با اعتبار آنها میگذارند و آن گندم نمایان جو فروش باین وسیله قابو جسته کبوتر را برسر خاب و کاه را کوه مینمایند۔

بدور شاه عالمگیر غازی — شده صابون فروشان صدر و قاضی

بود جولاهه هم بافنده را ناز — که در بزم ملک هستند همراز

اراذل را شده آن دستگاهی — که فاضل بر درش جوید پناهی

بدست جاهلان آن دست مایه — که هرگز عالمان را نیست پایه

معاذ الله ازین دور پر آشوب — که تازی از خران باشد لگدکوب

حکم والا پادرہوا انصاف وتمیز خود عنقا متصدیان سرکار تجارت وسود اگری اختیار نمودہ کہ خدمات بزر میخرند وبغرض فاحش میفروشند وہرکہ نمک میخورد نمکدان می شکند نزدیک ست کہ در بنیان سلطنت رخنہ راہ یابد چون صورت حال برین منوال بنظر در آمدہ اصلاح مزاج مقدس را علاج پذیر ندیدہ لاجرم عزم سلطانی برین آورد کہ ملک ہندوستان را از خار وخس ارباب تمرد وفساد مصفا ساختہ اہل علم وفضل را پیش آوردہ بنیان ظلم را منہدم سازد تا خلق اللہ آسودہ حال وفارغ البال بودہ بجمعیت خاطر در کسب کار خود باشند ونیکنامی کہ عمر ثانی وحیات جاودانی عبارت ازان ست بر صفحہ روزگار یادگار ماند۔

چہ خوش باشد کہ توفیق رفیق شود حضرت اختیار این کار بعہدۂ اصغر ترین فرزندان گذاشتہ خود بدولت متوجہ طواف سعادت مآب حرمین شریفین معظم ومکرم شوند وخلق عالم را ثنا خوان ودعا گوے خود سازند اینہمہ عمر را کہ حضرت در تحصیل دنیا کہ از خواب بے اعتبار تر واز سایہ ناپایدار تر ست صرف نمودہ اند اکنون وقت آن ست کہ توشۂ عاقبت بہم رسانند تا کفارہ کردار سابقہ کہ بطمع این دنیاے ناپایدار با پدر بزرگوار وبرادران گاہ کار در عالم جوانی واقع شدہ واقع شود۔

اے کہ ہشتاد رفت ودر خوابی مگر این چند روز دریابی

وانچہ از مواعظ ونصائح خامۂ مبارک را تکلیف شدہ است نازم براین جرأت اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم

تو بجاے پدر چہ کردی خیر تا ہمان چشم داری از پسرت

قطعہ

اے کہ دانش بمردم آموزی انچہ گوئے بخلق خود مے نوش
خویشتن را علاج مے نکنی بارے از پند دیگران خاموش

وآنکہ در باب آمدن مرقوم بود ہرچند کہ در آمدن سراسر سعادت خود ست لیکن بمقتضاے خرد سالی وتصور آلو العزمی ہاے حضرت کہ با پدر وبرادران چہ معاملہا بعمل آمدہ اند البتہ توہمات این معتوب بے سبب بجا خود نتواند بود اگر خود حضرت اقدس واعلی مع الخیر قدم رنجہ فرمایند آن ہمہ توہمات باطمینان مبدل واطمینان بحصول خواہد شد

ما بدان عتبہ عالی نتوانیم رسید ہان مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

بعد تشریف آوردن کہ اطمینان دلی حاصل خواہد شد با امتثال اوامر شاہنشاہی بجان منت خواہد بود تا دلم

گر کشی ور جرم بخشی روے سر بر آستانم بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی بر آنم

زیادہ حد ادب آفتاب سلطنت تابان باد۔

عالمگیر نے محمد معظم کو بتاکید فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق یلغار حضور مین آؤ بادشاہزادہ باپ کے حکم کے آتے ہی اسکی خدمت مین روانہ ہوا ہبیرو خدمہ محل کو خدا پر سونپا دس روز کی راہ کو تین دن مین

ساٹھ کرکے باپ کے پاس نودس ہزار سوار لیکر آگیا ۔ ان باپ بیٹون کا لشکر ملکر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سوارونکا
مقابلہ نہین کرسکتے تھے ۔ یہ عالمگیر کے بیے بڑا بڑا وقت تھا مگر اُسکی عقل سلیم باقی تھی وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی
ہوا ہے وہ فقط راجپوتون کے بہکانے اور پٹیان پڑھانے سے ہوا ہے کوئی اُسکو بیہ ساتھ عناد دلی اور بغض
قلبی نہین ہے اُسکا راہ پر لانا مشکل نہین ہے اسلیے اُسنے شہاب الدین پسر قلی خان کو بطریق ہراولی بھیجا کہ وہ محمد اکبر
کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جس کو راجپوتون نے اپنے بندوبست سے مسدود کر رکھا تھا اور اپنے سگے بھائی
مجاہد خان سے خط و کتابت کرے وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضاے وقت و مصلحت رفاقت مین شریک
ہوا تھا اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہان سے نکل جاے ۔ جب اُسکو اپنے بھائی شہاب الدین کے نزدیک
آنے کی خبر آئی تو اُسنے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین جا کر اپنے بھائی کو استمالت کرکے اپنے ساتھ سالون
محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لے جا سکا وہ لی باقی اسباب کو وہین چھوڑ بھائی کے پاس پہونچا
اور دونون متفق ہوکر بادشاہ کے پاس آئے بادشاہ کو انکے آنے سے بڑی خوشی ہوئی ۔ شہاب الدین کو
شہاب الدین خان خطاب دیا ۔ مجاہد خان سے اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور و غیر مجبور
کی تعداد پوچھی کہ اس اثنا مین محمد اکبر کے لشکر سے لوگ دم بدم روشناس بادشاہ کے پاس آنے شروع ہوئے
مجاہد خان کے آنے سے محمد اکبر کے لشکر مین خلل ہوا ۔ خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے خبر پہونچائی کہ محمد اکبر کے
لشکر سے جدا ہوکر حضور مین تہور خان ہراول فوج چند آدمیونکے ساتھ آتا ہے جب تہور خان گلال باڑی
مین آگیا تو اُسکو حکم ہوا کہ وہ ہتیار اُتار کر حضور مین آئے خان نے اسمین تعلل کیا تو محمد معظم نے اُسکے مارنے
کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار تہوری اور ارادۂ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب سے محمد اکبر سے رخصت لیکر
آیا تھا جب وہ آنے لگا تو ایک نوکر نے خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اُسکو منع کیا خان نے اُسکے منہ پر تھپیڑ مارا
اور الٹا چلا کہ خیمے کی رسی مین اسکا پاؤن اٹکا اور وہ مُنہ کے بل گرا کہ چارون طرف سے بزن بکش کی
آواز بلند ہوئی اسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا کشتہ ہونے کے بعد اُسکے جامے کے نیچے سے زرہ نکلی تہور خان کے
کشتہ ہونے سے راجپوتون اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان تزلزل پیدا ہوا اور ان کا پاے ثبات جگہ سے ہلا
اُسکا دربار ٹوٹا کئی راجہ و امرا اُسکے پاس سے بادشاہ کے پاس چلے آئے اور بہت سے بھاگ گئے اور
بہت یہ دیکھکر کہ سارا مقابلہ ہمارے سر پر آن پڑے گا اپنے گھرون کو چلے گئے
یا بادشاہ کے پاس چلے آئے ۔ عوام الناس نے یہ خبر اوڑائی کہ بادشاہ نے از روے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور
اُسمین درج کیا کہ اگرچہ راجپوتونکی دلگیری کرکے اور قراولی و گرداوری کے باب مین جو ارشاد ہوا تھا تم اُسکو بجا لائے
مگر ابھی انکو ہراول بنا لینا چاہیے تاکہ ہم مقابلے سے اور تم پیچھے سے انکا اچار نکالدین اور ایسا منصوبہ کیا کہ
فرمان بجنسہ راجپوتون کے ہاتھ مین پڑا جو اس فرقے کے تفرقے کا سبب ہوا لیکن اس خط کے بنانے کی بات
بازاری گپ ہے اسکی کچھ اصل نہین ہے ۔

الغرض محمد اکبر کی سپاہ بڑی بہادر اور شکوہ کثیر تھی مگر تلوار میان سے نہ نکلی کہ اُسکو ہزیمت عظیم ہوگئی جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتون نے اس سے روگردانی کی درگداس اور دو تین اور آدمی رانا کے اُسکے پاس رہے جنکے پاس دو تین ہزار سوار تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا ساتھ نہ تھا کہ کام آوے اسلیے وہ ناچار دکن کی طرف فرار ہوا اور وہ بعد ازخرابی سرحد راہیری میں جا پہونچا جو سنبھا سے تعلق رکھتا تھا سنبھا اکبر کے استقبال کو آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا سنبھا نے اول اول اکبر کی بڑی خاطرداری کی مگر پھر اُسکے آدمیونکو کافی خرچ نہ دیا اس عرصے مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ اعتقاد خان خلف اسد خان قلعہ راہیری کی تسخیر کے لیے مقرر ہوا ہے اسلیے محمد اکبر یہ مصلحت سمجھا کہ جسطرح ہوسکے ایران جائے چنانچہ بہزار خرابی وہ وہان پہونچ گیا اور عالمگیر کے آخر عہد مین اُسکو موت آگئی۔

مسلمانون کا جزیہ عیسائی قومون مین ایک وحشیانہ ٹکس سمجھا جاتا ہے اونکو اور غیر قومون کو یہ خیال ہے کہ اسلام ٹکس متعصبانہ اسلیے مقرر کرتا ہے کہ مسلمانونکی عزت و شوکت اور تسلط غیر قومون پر ظاہر ہو اور یہ بھی وہ خیال کرتے ہین کہ جزیہ مسلمان بنانے کا ذریعہ جبر ہے جب جزیہ مدیتہ والا جانتا ہے کہ اگر مسلمان ہوجاؤنگا تو اس محصول سے بچ جاونگا وہ لالچ مین آن کر مسلمان ہوجاتا ہے مگر اس جزیے کو ایسا خیال کرنا اور شریعت مصطفوی کو ایسا سمجھنا فقط غیر قومون کا تعصب مذہبی ہے جب شریعت اسلام کے مواقف ہندوون پر جزیہ لگایا ہے تو مسلمانو نپر زکوۃ بھی لگائی ہے۔

اس جزیے کے باب مین ٹاڈ راجستان مین اورنگ زیب کے نام خط کا ذکر ہے جسکو اورم صاحب نے تو یہ تحقیق کیا تھا کہ وہ مارواڑ کے راجہ جسونت سنگھ نے اورنگ زیب کو لکھا مگر یہ راجہ جزیہ کے حکم سے پہلے مرچکا تھا۔ ٹاڈ صاحب نے یہ تحقیق کیا کہ وہ رانا راج سنگھ نے اورنگ زیب کو لکھا تھا۔ اودیپور سے اُنکا منشی اصل کی نقل اُنکے پاس لایا تھا اُنھون نے اسکا ترجمہ انگریزی مین لکھا جسکا مطلب یہ ہے۔

رانا راج سنگھ کا خط اورنگ زیب کے نام

ساری حمد قادر مطلق کے لیے ہے اور تمام ستائش پادشاہ کے لیے ہے جو شمس و قمر کی طرح تابان و درخشان ہے بندہ گو حضور پرنور سے دور ہے مگر دل سے خیرخواہ ہے اطاعت اور دولت خواہی کے کامونکے کرنے مین ساعی اور مصروف ہے میری عین تمناے دلی یہ ہے کہ مین ایسی خدمات بجا لاؤن کہ جن سے پادشاہون امیرون راجون رایون اور ایران توران شام کے امیرون اور ہفت اقلیم کے باشندون اور تری و خشکی کے مسافرون کی بہبودی اور فلاح ہو یہ میرا میلان خاطر مشہور ہے حضور کو بھی اسمین ذرا شک نہوگا مین اپنی خدمات سابقہ اور حضور کے تحمل پر نظر کرکے جناب عالی کی خدمت مبارک مین حضور کی اور خاص و عام کی صلاح و فلاح کیلیے چند التماس کرتا ہون مجھے اطلاع ہوئی ہے کہ اس بندۂ خیرخواہ کے استیصال کے لیے اتنی دولت خرچ ہوچکی ہے کہ خزانۂ شاہی خالی ہوگیا ہے اُسکے معمور کرنے کے لیے جزیہ لینا قرار پایا ہے۔

حضور کے جداعلے محمد جلال الدین اکبر عرش آشیانی نے باون برس سلطنت عدالت اور شفقت کے ساتھ کی جس سے رعیت نے آسائش اور آرام پایا اور وہ خوش خرم رہی۔ اُسنے عیسائی، موسوی، داؤدی، محمدی

برہمن - لامذہب - دہریہ کو ایک ہی نگاہ سے دیکھا سب پر نیا مہربانی شفقت عاطفت فرمائی اس لطف وکرم کا معاوضہ یہ ملا کہ جگت گرو اُسکا خطاب و لقب ہوا - اسی طرح نورالدین جہانگیر جنت مکانی نے بائیس برس تک شہنشاہی کی اور رعیت کو اپنے ظل عاطفت مین رکھا اور اپنے دوستونکی نیک خواہی اور خیر خواہی کی وجہ سے فتحمند رہا شاہجہان نے بھی اپنی ۳۲ برس کی فرمان روائی مین کچھ پہلے بادشاہون سے نیک نامی کم نہین حاصل کی رحم دلی اور نکوکاری سے نیک نامی دوام پائی -

یہ حضور کے باپ دادا کی رافت وکرم وعدالت کا حال تھا جب وہ ان اصول عدالت وبزرگی کے پیرو ہوے تو جہان اُنھون نے قدم رکھا، وہان فتح وظفر ہمرکاب رہین - بہت قلعے اور ملک اُنکے قبض وتصرف مین آئے مگر حضور عالی کی مملکت مین سے بہت سا ملک نکل گیا اور آئندہ نکلنے والا ہے - سارے ملک مین تباہی اور غارتگری وقزاقی کا بازار گرم ہے اور کوئی اسکی روک ٹوک نہین بسایا ویران وبرباد ہوگئی - سارا ملک بھوکا مرتا ہے روز بروز دشواریان اور مشکلات جمع ہوتی جاتی ہین - جب بادشاہ اور بادشاہ زادونکے گھرونمین افلاس آگیا ہو - تو وا اے برحال امیران - سپاہ واویلا مچا رہی ہے - سوداگر شکایت کرتے ہین - مسلمان ناراض بیٹھے ہین ہندو بینوا بے دست وپا ہورہے ہین - بدنصیب خلقت کو رات کو روٹی میسر نہین ہوتی دن کو وہ غصہ کھاتے ہین اور رنج کے مارے سر کو دیدے مارتے ہین - کسطرح اُس بادشاہ کا جاہ وحشم باقی رہ سکتا ہے کہ وہ ایسی رعایا سے جسکا افلاس حد غایت کو پہونچ گیا ہو سخت محصول وصول کرے اس زمانے مین مشرق سے مغرب تک یہ شہرت ہورہی ہے کہ بادشاہ ہند ہندؤن سے جلکر برہمنون - سنارون - جوگیون - بیراگیون اور سناسیون سے جزیہ لے گا - اپنے خاندان تیموریہ کے ننگ ونام وعزت واحتشام کا کچھ خیال نہین کرے گا - بے گناہ تارک الدنیا آدمیونپر زبردستی کرے گا -

جنابعالی کو کتب الہامی پر ایمان واعتقاد ہو تو آپکو یہ ہدایت ہوسکتی ہے کہ خدا رب العالمین ہے فقط رب المسلمین نہین ہے - ہندو مسلمان خدا کے نزدیک سب برابر ہین اُسنے اُنکے رنگ اپنے حکم سے مختلف بنائے ہین وہی سب کو پیدا کرتا ہے - مساجد میں اذان ہوتی ہے بتخانون مین گھنٹہ بجتا ہے مگر دونون جگہ ایک ہی خدا کی عبادت ہوتی ہے - کسی غیر کے مذہب ورواج مین دست اندازی کرنا اور اُسکو بےعزت کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے اگر کسی تصویر کو بگاڑیے تو مصور کے دل مین کینہ خود بخود بے اختیار پیدا ہوتا ہے - شاعر نے سچ کہا ہے کہ قدرت کے مختلف کامونکی عیب جوئی نہ کرو -

القصہ جو ہندوون سے جزیہ مانگا جاتا ہے وہ عدالت کے برخلاف ہے اور حضور کی صلاح دولت کے لیے مضر ہے وہ ملک کو مفلس بنائے گا - وہ ایک بدعت ہے اور ہندوستان کے قوانین وآئین کے خلاف اگر حضور کو اپنی شریعت کی پابندی اس جزیہ لینے پر مجبور کرتی ہے تو عدالت کا مقتضا یہ تھا اول رام سنگھ سے جو سارے ہندؤن کا مقدم ہے جزیہ طلب کرتے بعد اُسکے اس خیرخواہ سے مانگتے جسکا مقابلہ حضور آسانی سے کرسکتے ہین - بہادر جوانمردونکو چیونٹیون اور مکھیون کا ستانا زیبا نہین -

تعجب کی بات ہے کہ ارکین سلطنت نے غفلت کی کہ حضور کو ثواب و بزرگی کے قواعد پر ہدایت نہین کی ۔

نوٹ ۔ اس خط مین یہ بات قابل غور ہے کہ رانا لکھتا ہے کہ اکبر نے باون برس سلطنت عدالت اور شفقت کے ساتھ کی حالانکہ اکبر کے ہاتھ سے رانا کے بزرگون کو زیادہ صدمہ پہونچا تھا اُسکو میواڑ کے آدمی ابتک برائی سے یاد کرکے رانا پرتاپ کو نیر و خوبی سے یاد کرتے ہین ۔ علےٰ ہذا جہانگیر اور شاہ جہان کی یورشون نے بھی اُسکے ملک کا ستیاناس ملایا انکی توصیف مین تو رانا رطب اللسان ہے اور عالمگیر کو ایسے الفاظ سے یاد کرتا ہے حالانکہ ابھی تک عالمگیر کے ہاتھ سے اُسکو اس قدر نقصان نہین پہونچا تھا جتنا اکبر جہانگیر اور شاہجہان کے ہاتھ سے اُسکے بزرگون کو پہونچا تھا ۔

(۲) یہ جو لکھا ہے کہ اول رام سنگھ سے جو سارے ہندوؤن کا مُڈھ ہے جزیہ طلب کیا جاتا مطلب یہ ہے کہ کمزور ونکو دبانا بزدلی ہے البتہ اپنے طاقت ور پر ہاتھ ڈالنا شجاعت اور صولت شہنشاہی کے شایان تھا لیکن ایسے زبردست سے جزیے کا سوال کرنیکی قوت نہین ۔ سمجھ لینےکی بات ہے کہ رام سنگھ تو اپنے آپ کو عالمگیر کا ماتحت اور خیر اندیش سمجھتا تھا اور اُسکے حکم سے وطن کا آرام چھوڑ کر آٹھ برس تک آسام مین پڑا رہا اور عالمگیر نے اسکے ساتھ ایسی تمکنت کا برتاؤ کیا کہ اپنے ہاتھ سے اسکو راج تلک نہ دیا جیساکہ بادشاہون کے ہاتھ سے اسکے اسلاف کو دیا تھا اور اُسنے ذرا چون وچرا نہ کی جھیپور والون مین یہ رام سنگھ پہلا شخص ہے

(۳) یہ جو لکھا ہے کہ رام سنگھ کے بعد رانا سے جزیہ مانگا جاتا مطلب یہ ہے کہ عالمگیر مین اتنی طاقت نہ تھی لیکن رانا اتنا کمزور تھا کہ سپاہ عالمگیری کا حملہ شروع ہوتے ہی پہاڑون مین جا چھپا اور مقابلہ کرنے کی جرات نہ ہوئی چنانچہ مرآت احمدی مین لکھا ہے ہمراہان کوان کہ افواج قاہرہ بہ تنبیہ و تادیب راجپوتان خصوصاً بہ تعاقب راناکہ از سطوت و صولت بندہاے بادشاہی مسکن خود را گذاختہ سیماب وار در ریگ جا استقامت نمیگرفت الخ مآثر عالمگیری مین آیا ہے حسین علیخان بست و نہم ذی الحجہ از در گذشتہ و بر سر رانا تاختت و او خیمہ و اسباب گذاشتہ بدر زد ۔

(۴) یہ تحریر کرنا کہ عالمگیر مفلس ہو گیا تھا تردید کا محتاج نہین کیونکہ اُس کی آمدنی ۲۷ کروڑ روپے کی تھی اگر روپے کی قیمت یکسان نہ تھی انگریزی سیاحون نے دو شلنگ سے تین شلنگ تک بیان کی ہے ۔

(۵) کوئی تاریخ اور سنہ اس خط پر نہین لکھا معلوم نہین کہ اورنگ زیب کی زندگی مین وہ لکھا گیا یا اُسکے مرنے کے بعد اگر مان لیا جاے کہ وہ اسکی زندگی مین تحریر ہوا تو یقینی اُسکے پاس نہین بھیجا گیا اگر یہ عرضداشت اُس کے پاس جاتی تو اسکا جواب ضرور دیتا اُسکے فرامین و خطوط و رقعات مین کہین اسکا جواب نہین اور مسلمانونکی تاریخون مین مذکور نہین

ہندوستان مین قاعدہ ہے کہ کسی معزز و محترم انگریز کو کسی چیز کا شوق ہوتا ہے تو بہت سا ہندوستانی اسباب اصلی اور غیر اصلی اُسکے میلان خاطر کے موافق جمع کر دیتے ہین مثلاً بعض انگریز ونکو قدیم سکون کے جمع کرنے کا شوق ہوا ہزارون جعلی سکے بنا کر اُسکو لا دیے ایسے ہی کرنل ٹاڈ کو یہ خط اور بہت سے نوشتے ہندوستانیون نے جعلی بنا بنا کے دیدیے ہونگے جب تک کسی نوشتے کی سند معتبر نہ ہو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے

(۶) معتبر کتب تواریخ فارسی سے ثابت ہے کہ رانا راج سنگھ نے سخت تباہی اُٹھانے کے بعد سنہ ۲۴ جلوس عالمگیری مطابق ۱۰۹۱ھ ہجری و سنہ ۱۶۸۱ء میں جزیے کے عوض میں تین پرگنے پور اور مانڈل اور بدھنور دیکر محمد اعظم کی معرفت عفو تقصیر کی درخواست کی اور شاہزادے کی سفارش سے تقصیر معاف ہوکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز ہوا اور کل ملک مفتوحہ واپس دیا گیا۔ جیسا کہ امر سے منو دین ہے۔

لین پول لکھتا ہے کہ راجپوت سانپ کو ہلکا سا خراش لگ گیا لیکن ... جنگ کا سلسلہ جاری رہا آخرکار اودے پور کے رانا نے جسکو راجپوتوں کی طرف سے زیادہ نقصان پہونچا تھا اورنگ زیب سے ایک معزز صلح کر لی کیونکہ اس جنگ سے اب اورنگ زیب عاری ہو گیا تھا اس صلح نامے میں نفرت خیز جزیے کا نام تک بھی نہ آیا لیکن رانا کو اپنے ملک کا ایک قلیل جز اس فعل کی پاداش میں کہ وہ شاہزادہ اکبر کا شریک ہو گیا تھا دینا پڑا اودے پور کے رانا نے تھوڑے ہی دنوں میں شرائط صلح نامہ پر پانی پھیر دیا ... کسقدر جھوٹ کا انبار ہے الفنسٹن صاحب فرماتے ہیں خود اورنگ زیب کو لڑائی کے اختتام کی خواہش ہوئی چنانچہ ... سے اودے پور کے رانا کو آشتی کی درخواست پر آمادہ کیا اور جبکہ درخواست اسکی جانب سے ... اسکی طرف توجہ کی چنانچہ جزیے سے اغماض برتا گیا اور ملک کے بس ٹکڑے کو جزیے کے معاوضے میں ... اہانت کے جرمانہ میں رکھا گیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ جودھپور اور اودے پور دونوں ریاستوں کو عالمگیری فوجوں نے پامال کر دیا اور رانائے اودے پور اپنے مستقر سے بھاگ کر انتہائے سرحد تک پہونچ گیا آخر جب ہر طرح سے مجبور ہوا تو شاہزادہ محمد اعظم کے ذریعہ سے سفارش کرائی اور پرگنہ مانڈل و پور اور بدھنور جزیہ کے عوض میں دینے منظور کئے اور عالمگیر نے اپنی معمولی فیاض دلی سے کام لیا اور سنہ ۲۴ جلوس میں جب رانا دربار میں حاضر ہوا تو خلعت اور خطاب اور پنجہزاری منصب عطا کیا مولوی شبلی مرحوم نے اپنے رسالہ موسومہ اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر میں اسی طرح لکھا ہے۔ مآثر عالمگیری میں ہے۔

چون رانا از ملک و مسکن رانده شد و تا سرحدش گریخت ... امان طلبی او را نامه بدامان استشفاع بادشاہزادہ کریم عطا بیشہ محمد اعظم دست عجز ... پرگنہ مانڈل و پور و بدھنور را عوض جزیه ... عفو جریمه آورده ملازمت بادشاه ... پشیمید

مآثر الامرا میں ہے۔

چون رانا اودیپور را خالی گذاشته راه فرار پیمود فوج بسرکردگی حسین علی خان بتعاقب و تعیین شد و پسر محمد اعظم شاه و سلطان بیدار بخت نام زد شدند و پس از آنکه ملک رانا لگدکوب ... گردید او از وطن مألوفه بر آمده بے ملجا و ماوا گشت سال بست و چهارم جلوس عالمگیری دست ... شفاعت شاهزاده زد و پرگنه مانڈل و بدھنور در عوض جزیه به سرکار بادشاهی گذاشت۔

غور کرو کہ ان معتبر تاریخوں میں تصریح ہے کہ رانا عاجز آکر معافی کا خواستگار ہوا الفنسٹن وغیرہ کہتے ہیں کہ عالمگیر نے خود مجبور ہو کر سلسلہ جنبانی کی ان تاریخوں میں ہے کہ رانا نے دو تین پرگنے جزیے کے عوض میں پیش کئے۔

یورپین مورخ کہتے ہین کہ جزیے کا نام تک نہ آیا اور وہ پیرگنے اکبر کی اعانت کا حاوغیرہ تھے اور بیربنود
مین کچھ اور ہی لکھدیا ہے کہ شاہزادے کی بغاوت سے کچھ دن پہلے رانا راج سنگھ کا آخر وقت آگیا اور خود ہی
سنہ ۱۶۸۰ء مین اُسکا ہلاک ہونا مانا ہے حالانکہ تمام واقعات عالمگیر کے ۲۴ سنہ جلوس تک ختم ہوگئے اور ۲۵ سنہ جلوس
مطابق سنہ ۱۶۸۱ء مین وہ دکن کو روانہ ہوگیا تھا۔ اور ریاست اودیپور مین جو تاریخین تیار کرائی گئی ہین اُن مین صلح
کی کارروائی رانا راج سنگھ کے بعد اسکے بیٹے جے سنگھ کے وقت مین مانی گئی ہے مین نے اس معاملے کا صحیح
و درست حال فارسی کی معتبر تاریخون سے اقتباس کیا ہے۔

کرنل ٹاڈ نے اس لڑائی مین بادشاہ کا پہاڑونکے اندر گھر جانا اور اعظم کا رن تھنبور بھاگ جانا محض غلط لکھدیا ہی
شاہزادہ یا بادشاہ نہ پہاڑون مین آے اور نہ صلح ہونے سے پیشتر راجپوتانے کے باہر گئے۔ اس لڑائی
کے بعد ہمیشہ کے واسطے میواڑ کی طاقت کو نقصان پہونچا جیساکہ ریاست میواڑ کیطرف سے بنوائی ہوئی تاریخ تحفۂ راجستان
مین مذکور ہی اور اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہے کہ راج سمدر تالاب کے کنارے پر جہان شاہزادہ اعظم ٹھہرا
ہوا تھا رانا نے آکر آداب و سلام کیا اور نذر دکھلائی شاہزادہ خرم اور رانا امر سنگھ کی طرح اسوقت بھی برتاؤ ہوا
دلیر خان اور حسین علیخان دہنی طرف اور رانا شاہزادہ اعظم کے بائین طرف بیٹھے رانا نے پانسو اشرفی اور اٹھارہ
گھوڑے پیش کئے اور شاہزادے کیطرف سے خلعت ہتیار ہاتھی گھوڑا اور پانچہزاری منصب دیا گیا
رانا کے ہمراہیون کو سو خلعت چالیس گھوڑے اور کچھ ہتیار ملکر رخصت ہوئی پھر رانا نواب دلیر خان سے ملنے گیا
جہان اُسکے لئے نو گھوڑے اور کنور کے واسطے کپڑونکے تھان اور جڑاؤ زیور دیا مین نے یہ تمام حال رانا راج سنگھ کے
ضمن مین لکھدیا کیونکہ صلح سنہ ۱۶۸۱ء مین ہوئی تھی اور اسوقت وہ زندہ تھا اور کتاب مذکور مین جے سنگھ کے حال
مین یہ واقعہ لکھا ہے حالانکہ خود ہی راج سنگھ کی وفات سمبت ۱۷۳۷ مطابق سنہ ۱۶۸۱ء مین مانی ہے۔

بہرصورت رانا اٹھائیس برس کے قریب حکومت کرکے سالمات مذکور مین گوگندہ مقام پر سردارون وغیرہ کے
زہر دینے سے دفعۃً گذر گیا وہ ایک تندمزاج اور بلند ہمت شخص تھا۔

۶۰ - رانا جے سنگھ

یہ اپنے والد کے بعد گدی پر بیٹھا۔ اور ہر طرح بادشاہ کی اطاعت مین سرگرم رہا ۲۵ سنہ جلوس مطابق ۱۰۹۲ ہجری
(سنہ ۱۶۸۱ء) مین عالمگیر دکن کو روانہ ہوا اور آخیر عمر تک انھین اطراف مین مرہٹون سے لڑتا بھڑتا رہا ان لڑائیون
مین اسکی فوج مین راجپوت اسطرح نظر آتے تھے جسطرح اور مسلمان قومین چنانچہ تاریخون مین جہان فوجون کا
ذکر آتا ہے راجپوتون کا نام بھی خاص طور پر آتا ہے یورپین مورخ کہتے ہین کہ راجپوت ان لڑائیون کے بعد
ہمیشہ کے لیے عالمگیر سے الگ ہوگئے اور ایک راجپوت نے بھی عالمگیر کی حمایت مین انگلی نہ ہلائی۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ نہ صرف فوجی راجپوت بلکہ راجپوتونکے بڑے بڑے راجہ مہاراجہ اخیر وقت تک عالمگیر
کے ساتھ فوجی مہمات مین شریک رہے اور مرہٹون کے پامال کرنے مین وہ مسلمان افسرونکے داہنے ہاتھ تھے

... راجپوتون کی اصلی طاقت جو دھپور جے پور اور اودے پور تھی اودے پور کے راناؤنکے بیٹے خود عالمگیر کی فوج مین معزز عہدونپر ممتاز تھے اور اخیر وقت تک ساتھ رہے -

سنہ ۴۲ جلوس عالمگیری مطابق سنہ ۱۱۱۰ ہجری (سنہ ۱۶۹۹ء) مین رانا جے سنگھ کا بیٹا اندر سنگھ حاضر دربار ہوکر منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار سے مفتخر ہوا اسکا دوسرا بھائی بہادر سنگھ اسی سال منصب ہزاری ذات پانصد سوار سے سرفراز ہوا - رانا راج سنگھ کا بیٹا بھیم سنگھ صلح ہونے اور اپنے باپ کے مرنے کے بعد عالمگیر کے پاس چلا گیا بادشاہ نے اسکو تین لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر دی جسمین سے اب ایک پرگنہ بنیرہ میواڑ کے ماتحت باقی رہ گیا ہے بھیم سنگھ جبکہ دکن مین مرا تو اسکا منصب پنجہزاری تھا کہ رانا کرن سنگھ کے بھائی اڑڈہ کے راجہ بھیم اور اُسکے بیٹے راجہ رائے سنگھ کے سوا کسی دوسری ریاست کے رشتہ دار کو کبھی نہین ملا -

رانا نے عالمگیر سے یہ درخواست کی کہ جزیے کی بابت نقد لاکھ روپیہ سالانہ شاہی خزانہ اجمیر مین داخل کراتا ہونگا اسکی بابت رانا راج سنگھ کے وقت سے جو پرگنہ پرگنہ پر و بدھنور مکفول مین وہ واپس مرحمت ہو جائین بادشاہ نے یہ عرضداشت اسکی منظور کرلی اور منصب مین ہزار سوار کا اضافہ کرکے پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار اور ہزار سوار دو اسپہ سے مفتخر کیا اور خلعت اور ہاتھی دیا لیکن یہ پرگنے جزیے کے عوض مین شمار نہین کئے گئے بلکہ تنخواہ اور انعام کے طور پر دیے گئے اسکی بابت بادشاہ کا جو فرمان صادر ہوا تھا اُسکی نقل یہان پیش کیجاتی ہے -

نقل

باسمہ سبحانہ و تعالے شانہ
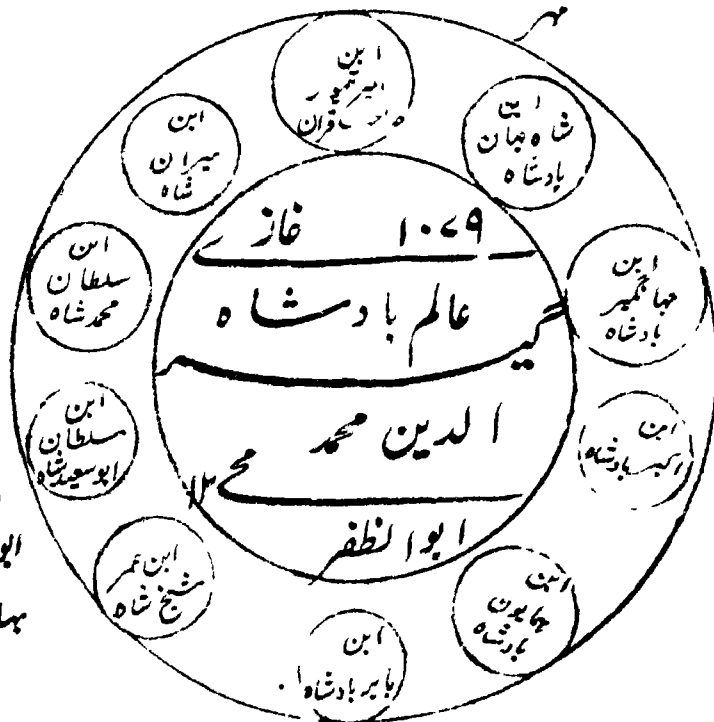
عمدۂ راجہاے دو تنخواہ زبدۂ متہوران بلا اشتباہ خلاصۃ الاماثل والاقران نقاوۃ النظائر والاخوان مورد مراحم بیکران سزاوار عنایت و احسان مطیع الاسلام رانا جے سنگھ بہ نوازش بادشاہی مفتخر و مباہی بودہ بداند عرضداشتے کہ درین ایام فیروزی انجام بہ عتبۂ سپہر احتشام ارسال داشتہ بود از نظر انور اطہر اقدس گذشت و در پیشگاہ جہانبانی بظہور پیوست کہ آن زبدۃ الاماثل تعہد نمودہ کہ اگر از درگاہ ارفع فضل و کرم پرگنہ پر و بدھنور بہ او مرحمت شود عوض این دو محال ہر سال مبلغ یک لکھ روپیہ بابت جزیہ بہ چہار قسط عائد خزانہ عامرہ صوبہ دار الخیر اجمیر کند و مال ضامن بدہد۔ بنابرین از راہ ذرہ پروری و بندہ نوازی آن عمدۃ الاشباہ را منصب اضافہ ہزار سوار و عنایت ہشتاد لک دام انعام کہ اصل و اضافہ پنجہزاری ذات پنجہزار سوار و ہزار سوار دو اسپہ و دو کرور دام انعام باشد سربلندی بخشیدہ دو محل مسطور در تنخواہ اضافہ و انعام مرحمت فرمودہ بہ عنایت خلعت و فیل بین الاقران سرمایۂ امتیاز عطا فرمودیم۔ باید کہ شکر و سپاس عواطف و مراحم فراوان اشرف اعلے بتقدیم رسانیدہ مطابق تعہد خویش مال ضامن در اجمیر بہ دیوان آنجا دادہ ہر سال مبلغ یک لک روپیہ جزیہ بہ اقساط مقررہ بہ خزانۂ عامرۂ صوبۂ مذکورہ واصل مے نمودہ باشد درین باب قدغن شدید داند در سوخ ارادت و بندگی را دربارگاہ عظمت و جلال ثمر مزید احسان و افضال و سود و بہبود حال و مآل خویشتن شناسد۔ نہم شوال سی و چہارم از جلوس والا نگارش یافت (سنہ ۱۱۰۱ ہجری = سنہ ۱۶۹۰ع)

عبارت پشت

بر سالۂ سیادت و نقابت پناہ شرافت و نجابت دستگاہ عمدۂ وزراے
رفیع الشان زبدۂ امراے بلند مکان ناظم مناظم ملک و مال ناہج
مناہج دولت و اقبال خان شجاعت نشان
جمدۃ الملک مدار المہام اسد خان

مہر وزیر

اسد خان
بندۂ بادشاہ
عالمگیر
غازی

ایکبار خانگی جھگڑون کے سبب رانا کے بیٹے ہرسنگھ نے اپنی ننہال بوندی سے دس ہزار فوج لیکر میواڑ کے بہت سے سردارون سمیت بغاوت اختیار کی رانا مدد مانگنے کو بادشاہ کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن اُس کو کوڈ داٹ سے جواب ماڑواڑ کے شامل ہے بعض خیر خواہ سردار لوٹا لائے اور باپ بیٹون مین قول و اقرار سے ساتھ صلح کرادی تین لاکھ سالانہ آمدنی کا پرگنہ راج نگر کنور کو جاگیر مین ملنے سے امن ہوا۔ جے سنگھ

سمبت ۱۷۵۵ مطابق ۱۶۹۹ء مین اٹھارہ برس راج کرنے کے بعد گذر گیا۔
وقایع راجپوتانہ مین لکھاہے کہ جے سنگھ عیاش اور آرام طلب ہوگیا تھا اُسکے کل زمانے مین نزاع خانگی ہوتی رہی

۶۱۔ مہارانا امر سنگھ دوم

سمبت ۱۷۵۵ مطابق ۱۶۹۹ء مین گدی پر بیٹھا اسنے ڈونگرپور اور بانسواڑہ وغیرہ کے رئیسون کو کبھی چین نہ لینے دیا۔ یہ شکایتین سنکر عالمگیر اکثر ناراض رہتا تھا۔ دو برس تک بادشاہی طرف سے ٹیکہ کا سامان اور خلعت وصول نہ ہوا جسکے لیے پچاس ہزار روپیہ اسدخان وزیر کو دینا پڑا۔ ایک بار رانا نے ڈونگرپور کا علاقہ لوٹ کر قدیمی دستور کے موافق زبردستی نذرانہ بھی وصول کر لیا جسکی تحقیقات کو بادشاہی طرف سے اسدخان وزیر کا بھائی بہرہ مندخان بخشی موقع پر بھیجا گیا لیکن اُسنے رعایت سے ڈونگرپور والونکی پیش قدمی ظاہر کرکے بادشاہ کو خاموش کیا۔ سُجان سنگھ وغیرہ راٹھوڑونکے ساتھ بھی جو بادشاہ کے حکم سے پُر و مانڈل کے جاگیردار تھے اور جن کی اولاد اب اجمیر کے علاقے جو نیان وغیرہ مین باقی رہگئی ہے میواڑ والونکی ہمیشہ تکرار ہوتی رہی لیکن اسدخان وزیر جو رشوت کھاکر دوست بنگیا تھا ہر موقع پر نرمی سے فیصلہ کر دیتا۔

سمبت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۶ء مین عالمگیر دکن سے ہندوستان کو آتا ہوا احمدنگر مقام پر گذر گیا اُسکے بعد شاہزادون مین سے اعظم شاہ بڑے بھائی بہادر شاہ سے لڑکر مارا گیا۔ بہادر شاہ تخت نشین ہوکر چھوٹے بھائی کام بخش کے مقابلے کو دکن کیطرف روانہ ہوا اُس کے ہمراہیون مین سے مہاراجہ اجیت سنگھ تو اس وجہ سے کہ اُسنے عالمگیر کے مرنے پر جودھپور لے لیا تھا اور پھر بادشاہی خالصے مین ہوگیا تھا اور راجہ جے سنگھ کچھواہہ اس سبب سے کہ شاہزادونکی لڑائی مین وہ اعظم شاہ کا شریک تھا اور اُسکا وطن آنبیر ضبطی مین آگیا تھا علاقہ مالوہ سے میواڑ مین بھاگ آئے جہان اُنھون نے بادشاہ کی مخالفت مین اتفاق کیا اس موقع پر یا قرار ہوا کہ راٹھوڑ و کچھواہے بادشاہونکو بیٹی دینا چھوڑ دین تو اودےپور والے اُنکے ساتھ رشتہ داری جو رانا پرتاب سنگھ کے وقت سے چھوٹ گئی ہے پھر جاری کرین اور دوسرے راجہ اودےپور کی بیٹی کو جو اُنھین بیاہی جائے سب رانیون سے درجے مین بڑا اور اُسکی اولاد کو بغیر لحاظ عمر کے گدی کا حقدار سمجھین۔ اسکا نتیجہ خلاف امید نکلا راجہ اجیت سنگھ نے اقرارنامے کے بعد لالچ سے فرخ سیر بادشاہ کو بیٹی بیاہ دی اور سوائے جے سنگھ نے مادھو سنگھ کو جو اودےپور والون کی لڑکی سے پیدا ہوا تھا محروم رکھکر ایشری سنگھ کو ولی عہد قرار دیا جس کی بابت لڑائی اختیار کرکے میواڑ نے اپنے کئی پرگنے کھو دیے اور مرہٹون کو آپس کے بگاڑ سے راجپوتانہ مین دخل کا موقع ملگیا۔

سمبت ۱۷۶۵ مطابق ۱۷۰۸ء مین بہادر شاہ دوبارہ راجپوتانے کی طرف آیا کیونکہ جےپور اور جودھپور کو راجپوتون نے اپنے قبضے مین کر لیا تھا جب بادشاہ اجمیر مین آیا تو اُسنے اودےپور اور جودھپور کیطرف افواج بھیجین کہ ملک و مال کو پائمال اور اطفال و عیال کو قید کرین سیر حاصل آبادیون اور زراعت کو خراب کرین جب اس فوج نے کوچ کیا تو راجپوت خواب غفلت سے بیدار ہوئے۔ وکیلون کو درمیان مین ڈالکر خان خانان

لم خان بہادر کی معرفت اپنی تقصیرات کو معاف کرایا اُس زمانے مین سکھون نے پنجاب مین تاخت و
اج شروع کی تھی اور آٹھ نو مہینے کے عرصے مین دار الخلافت شاہجہان آباد سے دو تین منزل تک اور
اد دار السلطنت لاہور مین تمام مشہور قصبات و معمورے سکھون کی تاخت و تاراج سے پامال اور ویران
ئے اور بیشمار آدمی مرے اور ایک خلقت کو سکھون نے برباد کیا اور بزرگون کی قبرون اور مزارون
نشان نہ چھوڑا سو دو سو ہندو اور مسلمان جو سکھ گرفتار کرتے اُنکو یک جا بٹھا کر قتل کرتے کیونکہ سکھ ہندوؤنسے
الگ ہین وہ مورتی پوجک نہین ہین وہ ہندوونکے اوتارونکو بھی نہین مانتے اور شرادھ وغیرہ کے بھی قائل
ن ہین وہ چوٹی اور جنیو وغیرہ بھی نہین رکھتے وہ ویدون اور شاسترونکو بھی نہین مانتے ان کا طریقہ شادی
ہندوون سے بالکل الگ تھلگ ہے انکی قومیت از روے مذہب بھی بالکل جدا ہے کیونکہ جہان ہندو
ت پرست ہین وہان سکھ توحید پرست گوردوارونکو جو مورتیون سے پاک صاف کیا جاتا ہے اس سے
عیان ہے کہ سکھ مذہباً ہندو نہین ہین پس بادشاہ نے سکھون کا فساد مٹانے کی غرض سے راجپوتون
بعض شرائط کو جو اُسکو پسند نہ تھین بتقاضاے وقت منظور کر لیا۔ اور یہ فیصلہ ہوا کہ راجہ جے سنگھ
یہ اجیت سنگھ اور رانا اودیپور کے اور دوسرے راجپوتونکے وکیل سرسواری ملازمت کرین اور
ست ملازمت و رخصت اُسی روز ہینکر بادشاہ کے کوچ کے بعد سرانجام سفر کرکے بادشاہ کے پاس پہونچ جائین
م باتمام و نشان راجپوتونکے تیس چالیس ہزار سوارونکی جمعیت نے محلہ بنا کے اور اپنے ہاتھونکو رومال سے
رھ کے سرسواری ملازمت کی اور عطاے خلعت و اسپ و فیل سے مفتخر اور مرخص ہوے۔ راجپوتونکا
ل ہم نے خافی خان کی تاریخ سے نقل کیا ہے ٹاڈ راجستان اور انگریزی تواریخ مین معلوم نہین کہ کس
ناد پر یہ لکھا ہے کہ جسوقت کام بخش سے بہادر شاہ لڑنے کے لیے جانے لگا ہے تو رانا امر سنگھ والی اودیپور
ایک مخفی عہدنامہ کر لیا جسکی شرائط ٹاڈ راجستان مین یہ لکھی ہین۔

ل۔ شاہجہان کے زمانے مین جو ریاست چتوڑ کی صورت تھی وہ دوبارہ قائم ہو۔

وم۔ گاے کشی ممنوع ہو۔

وم۔ شاہجہان کے زمانے مین جو اضلاع رانا کے پاس تھے وہ سب بدستور اُسکو دئے جائین۔

ارم۔ ساری مذہبی رسوم و عبادت مین وہی آزادی حاصل ہو جو اکبر کے عہد مین تھی۔

جم۔ رانا جس شخص کو برطرف و خارج کرے گا تو بادشاہ اُسپر مہربانی نہین کرے گا۔

ششم۔ دکن کی خدمت کے لیئے جو رانا سے سپاہ لی جاتی تھی وہ نہ لی جائے رانا نے ان شرائط کو پیش
اور بہادر شاہ نے قبول کیا اور کہا کہ خدا کے فضل سے ان مین کبھی انحراف نہین ہوگا۔
واڑ کے راجہ اجیت سنگھ سے انھین شرائط پر عہد و پیمان ہوئے مگر امداد کے لیے فوج دینے کی شرط
م رہی۔ جے پور کے راجہ جے سنگھ پر بڑی کڑی کڑی شرطین لگائین اور اُسکی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ اس

راجہ نے خود مختاری کا دعوےٰ نہیں کیا تھا مگر بہادر شاہ کی مخالفت مین اعظم شاہ سے موافق ہوگیا تھا چنانچہ اسکی دار الریاست مین سپاہیون کا ایک بڑا گروہ متعین کیا اور اسکی امدادی فوج کی حکمرانی اس سے متعلق تو کی جو بادشاہی فوج کے ہمراہ گئی تھی مگر معلوم ہوتا ہے کہ اسکی خاص ریاست مین تمام اختیار اسکا ضبط کیا تھا۔

جبکہ یورش کے زمانے مین بادشاہی فوج نربدا پر پہونچی تو اجیت سنگھ اور جے سنگھ دونون اپنی اپنی فوجین لیکر الگ ہوگئے اور اپنے اپنے ملک چلے گئے اور بہادر شاہ کے مخالف ہوگئے جب بہادر شاہ نے کام بخش کا قصہ تمام کیا تو اسنے راجاؤنکے اتفاق توڑنے کا قصد کیا۔ راجپوتون کی مملکت مین ابتک وہ نہ پہونچا تھا کہ ناگاہ اسکو یہ پرچہ لگا کہ سکھون نے سرہند پر قبضہ کرلیا اور پنجاب کا ایسا حال تھا کہ اسکو راجپوتو کے مقدمے مین تدابیر مجوزہ کی تعمیل و تکمیل کی فرصت نہ ملی بہادر شاہ نے اس سبب سے راجپوتون سے آشتی چاہی مگر راجپوتونکی فریبی چالونکا کھٹکا مانع ومزاحم ہوا چنانچہ وہ خود نہ گیا بلکہ اپنے بیٹے عظیم الشان کو دونون راجاؤن سے ملاقات کے لیے ایک مقام مین روانہ کیا جو بادشاہی فوج کے رستے پر واقع تھا یہ راجہ اپنی فوجون سمیت آئے غرض کہ ساری درخواستین راجپوتونکی منظور ہوئین یہ صلح سنہ ۱۱۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۹ء مین ہوئی۔

بہادر شاہ نے امر سنگھ کو رانا کی جگہ مہارانا خطاب بخشا اور پانچ برس کے قریب حکومت کرکے مرگیا اسکے بعد جہاندار شاہ جو میواڑ سے دوستی رکھتا تھا بادشاہ بنا اور اسوقت سے سلطنت کمزور ہوکر سردارونکا زور اور اختیار بہت بڑھ گیا۔

سمت ۱۷۶۷ مطابق سنہ ۱۷۱۱ء مین مہارانا امر سنگھ دوم جو ایک ضدی شخص تھا بارہ برس راج کرکے گذرگیا

۶۲۔ مہارانا سنگرام سنگھ دوم

سمت ۱۷۶۷ مطابق سنہ ۱۷۱۱ء مین اپنے والد کے بعد گدی پر بیٹھا۔ اسکے سامنے مغلیہ سلطنت جو قریب قریب کل ہندوستان پر پھیلی ہوئی تھی ابتر ہونے لگی اور اطراف ممالک کے رئیس شاہی ملک پر قبضہ جما کر خود مختاری کا دم بھرنے لگے بہادر شاہ کے بیٹے جہاندار کو فرخ سیر نے سید عبد اللہ خان اور حسین علی خان سادات بارہ کی مدد سے قتل کیا۔ سیدون نے فرخ سیر کو بادشاہ بنایا جو سیدون کے سامنے کچھ اختیار نہین رکھتا تھا اور ناآزمودہ کار جوان تھا۔ سیدونکی رائے پر چلتا تھا قسمت سے تاج و تخت سلطنت ملگیا تھا خاندان تیموریہ کا جوہر شجاعت تھا وہ اسکے خلاف جبن ذاتی رکھتا تھا صاحب غرض کی سخن کی تہ پر نہ پہونچتا تھا آخرکار اپنے رفیق سیدون کے ہاتھ سے مارا گیا بعد اسکے شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات کو سیدون نے بادشاہ بنایا تین ماہ دس روز کے بعد اسنے انتقال کیا سیدون نے اب رفیع الدولہ ملقب بہ شاہ جہان ثانی کو تخت سلطنت پر بٹھایا یہ دونون امور فرمانروائی مین اصلا اختیار نہین رکھتے تھے بلکہ تصویر کا حکم رکھتے تھے کہ تخت پر بطور طلسم کے تعبیہ کردی تھی اور اسکے دور مین سیدونکے آدمی منصوب تھے

تین مہینے چند روز یہ بھی سلطنت کر کے گذر گیا جب رفیع الدولہ کا آفتاب حیات غروب ہوا تو روشن اختر محمد شاہ کو نیا بادشاہ بنایا اسنے سعادت خان برہان الملک اور آصف جاہ نظام الملک وغیرہ کی مدد سے سیدونکو تباہ کیا لیکن وہ خود عیاشی اور کم عقلی سے ملک کو نہ سنبھال سکا اُسکے وقت مین نادر شاہ ایرانی سلطنت کو مغلوب کر کے کئی کروڑ روپے کا جواہر اور نقد وجنس اور تخت طاؤس لے گیا اس تخت مین بیش قیمت جواہر وزنی پچاس ہزار مثقال قیمتی اسی لاکھ روپے کے لگے تھے اور ایک لاکھ تولہ سونا قیمتی چودہ لاکھ روپے کا کام مین آیا تھا یہ تخت سات سال مین تیار ہوا تھا اور ایک کروڑ روپیہ اسمین صرف پڑا تھا۔

اس بادشاہ کے عہد مین شہنشاہت برائے نام رہگئی برہان الملک نے اوودھ کا صوبہ دبالیا جہان اوس کی اولاد مین شجاع الدولہ۔ آصف الدولہ اور واجد علی شاہ وغیرہ ۱۸۵۶ء تک حکومت کرتے رہے حیدرآباد دکن کے علاقے پر نظام الملک نے خود مختار ریاست قائم کی جہانپر اس وقت تک اُسکی اولاد قابض چلی آتی ہے بنگال بہار۔ روہیلکھنڈ اور مدراس وغیرہ مین دوسرے کئی سردار خودسر نواب بن بیٹھے تھے جو شروع انگریزی عہد مین لڑائیان کرکے برباد ہوگئے۔ دکن گجرات اور مالوہ وغیرہ مین مرہٹون نے بڑی قوت پیدا کرلی تھی جنکے ہاتھون مین سے بڑودہ۔ گوالیار اور اندور وغیرہ کی ریاستین قائم رہ گئی ہین۔

اگرے کی طرف بہت سے گانون راجہ جے سنگھ اور بھرتپور والون نے دباکر اپنی ریاست مین شامل کئے اور گجرات کا بہت سا علاقہ راجہ اجیت سنگھ نے مارواڑ مین داخل کیا اسطرح ہندوستان کی شاہنشاہی محمد شاہ کے عہد مین ابتر ہوئی لیکن میواڑ اس وقت بھی فساد پھیلجانیکے خیال سے فائدہ اُٹھانے مین محروم رہا صرف پرگنات پُر اور مانڈل وغیرہ جو بادشاہی طرف سے رن باز خان وغیرہ میواتیونکو جاگیر مین دیدئے گئے تھے اُن لوگون کو غارت کرکے واپس لیے۔

سمبت ۱۷۹۰ مطابق ۱۷۳۴ء مین مہارانا سنگرام سنگھ تیئیس برس راج کرکے گذر گیا اُسنے اپنے بعد چار بیٹے چھوڑے بڑے کنور جگت سنگھ کو ریاست میواڑ دوسرے ناتھجی کو جاگیر باگور تیسرے باگھجی کو کرجالی اور چوتھے ارجن سنگھ کو سیورتی ملی اس زمانے کے بعد کسی رئیس کی اولاد مین پہلی گئی پیڑھی کے بعد ریاست مین اولاد نہ ہونے کے سبب مہارانا سنگرام سنگھ کی نسل ہی مین سے حقدار تجویز ہوکر اب تک گدی پر بٹھائے گئے۔

۶۳۔ مہارانا جگت سنگھ دوم

سمبت ۱۷۹۰ مطابق ۱۷۳۴ء مین اپنے باپ کی گدی پر بیٹھا۔ اُسکے زمانے سے میواڑ مین مرہٹون کی مداخلت شروع ہوئی اور اُنھون نے میواڑ کو بہت ستانا شروع کیا اور رہا سہا ملک بھی کم ہوکر اُسمین کوئی پہلا سا طاقت کا سامان باقی نرہا۔ دہلی کی سلطنت ضعیف دیکھکر اکثر راجاؤن نے میواڑ کے علاقے مین ہڑہ مقام پر دوبارہ مہارانا جگت سنگھ سے عہد کیا کہ اب مغلون کو کوئی بیٹی نہ دیگا آپ ہم سے رشتہ داری جاری کرین تاکہ سب ملکر راجپوتانے کی خود مختاری پر تیار ہون اس کارروائی مین بھر کچھ کامیابی نہ ہوئی کیونکہ جے پور

اور جودھپور والے خود کو اودے پور کے برابر سمجھنے لگے تھے جس سے ایک کی ماتحتی پسند نہ ہو کر سب ارادے ناتمام رہ گئے
وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ جگت سنگھ عیش و عشرت کے سبب سے حکومت کے لائق نہ تھا اوسکے زمانے
مین راج کو جلد زوال ہوا اول تو یہ تھا کہ آپس مین عناد ہونے سے سرداران ریاست باہم فساد مین مصروف رہے
دوسرے مرہٹے روز بروز زبردست ہوتے جاتے تھے مالوہ و گجرات پر قابض ہو گئے تھے نادر شاہ کی معاودت
کے بعد محمد شاہ بادشاہ دہلی نے اُنکو چوتھ یعنی آمدنی ملک کی چہارم دیدی تھی اور اُنھون نے ماتحت سمجھکر راجپوتانے
کی ریاستون سے وصول کی چنانچہ سنہ ۱۷۳۶ء مین باجی راؤ پیشوا اور مہارانا کے درمیان عہدنامہ ہوا اُسکے بموجب
ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ خراج میواڑ سے پیشوا کو ادا ہونا قرار پایا۔
مہاراجہ سوائی جے سنگھ والی جے پور نے مہارانا سنگرام سنگھ دوم کی بہن سے جیسا کہ بیرنیود مین ہے اور بقول دیگر
دختر سے اس شرط پر شادی کی تھی کہ اودیپور کی لڑکی سے جو بیٹا ہو دیگر رانیون کی اولاد کلان سے بھی فائق
متصور ہو کر مسند نشین ہو اسی حال مین براد منسوخی شرط مذکور اپنے پسر کلان ایسری سنگھ کی شادی راوت سلومبر
کی دختر کے ساتھ کی۔ سلومبر کا راوت اودیپور کے بھائی بیٹون مین سب سے زیادہ زبردست اور راج کی
فوج کا موروثی سپہ سالار تھا۔ سنہ ۱۷۴۳ء مین مہاراجہ سوائی جے سنگھ کے انتقال پر اُسکا بڑا بیٹا ایسری سنگھ
مسند نشین ہوا اور مادھو سنگھ جو اودیپور کے مہارانا کا بھانجا تھا محروم رہا اسپر مہارانا جگت سنگھ نے اپنے رشتہ دار
کا حق اقرارنامے کے موافق دلانے کے لیے لڑائی کی اور ایسری سنگھ نے سیندھیا سے استعانت چاہی
سنہ ۱۷۴۷ء مین لڑائی ہوئی اُسمین بوجہ سازش راوت سلومبر اور عدم تندہی اپنی فوج کے مہارانا
نے شکست پائی جسکا عوض لینے کو مہارانا نے مدد کے لیے چونسٹھ لاکھ روپیہ فوج خرچ دینا منظور کرکے ہلکر کو
بلایا ایسری سنگھ نے ہتک عزت کے خیال سے زہر کھاکر جان دی اور مادھو سنگھ نے راج پایا نے کی خاطر
چونسٹھ لاکھ روپے کا خسارہ مہارانا نے پایا اور بعوض اس روپے کے اپنا ایک پرگنہ رامپورہ ہلکر کو حوالے کیا
اسطرح مرہٹونکی دست اندازی نے روز بروز زیادہ ہو کر میواڑ کو پریشان کر دیا اور راجپوتون مین ایسی نااتفاقی
اور بے اعتباری پیدا ہوئی کہ ہر معاملے کے تصفیے کیلیے ہلکر اور سیندھیا کو بلانے لگے۔
اسکے بعد سمبت ۱۸۰۹ مطابق سنہ ۱۷۵۲ء مین مہارانا جگت سنگھ اٹھارہ برس کے قریب راج کرکے گذر گیا۔
اس مہارانا نے پچیس لاکھ روپیہ پچھولا تالاب کی درستی پر صرف کرکے تالاب کے اندر ٹیکری پر دو محل
جگنواس نام تعمیر کرایا جو ابتک موجود ہے۔

۶۴ - مہارانا پرتاب سنگھ دوم

سمبت ۱۸۰۹ مطابق سنہ ۱۷۵۲ء مین مسند نشین ہو کر تیسرے برس فوت ہو گیا اُسکے وقت مین مرہٹون نے
جو مالوہ اور گجرات مین پھیل گئے تھے میواڑ پر حملے کرکے کئی بار روپیہ وصول کیا اول سیواجی دوم جنکوجی اخیر
مین رگناتھ راؤ ایک دوسرے کے بعد حملہ آور ہوئے تھے۔

۶۵ - مہارانا راج سنگھ دوم

سمبت ۱۸۱۱ مطابق ۱۷۵۴ء مین راج پاکر سات برس تک تکلیف و دقت سے اپنا وقت پورا کر تا رہا اسکے عہد حکومت مین مرہٹون کے حملے اور ادائے فوج خرچ کی زیر باری سے ریاست ایسی مفلس اور نادار ہو گئی کہ رئیس مارواڑ کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کے واسطے ایک برہمن سے جو خراج پر مامور تھا روپیہ قرض لینے کی ضرورت ہوئی اور اُسکے نوجوان لاولد گذر نے پر اُسکا چچا ارسی ریاست کا مالک مانا گیا۔

۶۶ - مہارانا ارسی سوم

سمبت ۱۸۱۷ مطابق ۱۷۶۱ء مین گدی پر بیٹھا اسکے وقت مین ایسے جھگڑے پیش آئے کہ میواڑ مین سے کئی پرگنے نکلکر سیندھیا ہلکر اور راٹھوڑونکے قبضے مین چلے گئے جو ابتک واپس نہین مل سکے ڈونگر پور اور بانسواڑہ کے رئیسون نے نذر اور تحفے دینا موقوف کر دیا جو رانا امر سنگھ دوسرے کے عہد سے جاری ہوا تھا۔ ایک مورخ کہتا ہے کہ یہ مہارانا ایسا تند مزاج تھا اور سرداروں کے ساتھ ایسی سختی اور بے دردی سے پیش آتا تھا کہ اسکی بدکرداری سے ریاست پر بڑی مصیبتین نازل ہوئین - یہانتک کہ سلونبر - بجولیہ - آمیٹ اور بدنور کے سوا باقی سب سردار ایک رتن سنگھ دعویدار کے ساتھ باغی بنگئے جو مہارانا راج سنگھ کا بیٹا کہلا کر راج لینا چاہتا تھا پیدا راج سنگھ کی وفات کے بعد پیدا ہوا تھا - باغیون نے روپیہ کا لالچ دیکر مادھورا و سیندھیہ کو مدد پر بلایا سمبت ۱۸۲۵ مطابق ۱۷۶۹ء مین لڑائی ہونے پر مہارانا کی فوج نے سیندھیا اور دوسرے باغیون کو میدان جنگ سے مار کر اجین پر ہٹا دیا لیکن مرہٹون کی تازہ مدد آجانے سے میواڑ والون نے شکست پائی۔ سلونبر راؤ پہار سنگھ اور شاہ پورہ راجہ اُمید سنگھ مقابلے مین مارے گئے بنیڑے کا راجہ رائے سنگھ زخمی ہوا اور ظالم سنگھ جھالا جو کوٹہ سے نکالے جانے کے بعد یہان آکر نوکر ہو گیا تھا اور جسکے پوتے مدن سنگھ کو سرکار انگریزی کی مدد سے کوٹہ کا تہائی علاقہ ملکر ریاست جھالرا پاٹن کی بنیاد پڑی، اس لڑائی مین مرہٹون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا۔ باغیون نے سیندھیا کو لاکر اودیپور کا محاصرہ کرایا اس موقع پر ایک شخص امر چند کا مدارالمہام ایک گھاٹی پر مقابلے کی نظر سے بڑی توپ چڑھا کر سندھی سپاہیون کو جو راجپوت جاگیرداروں کی بغاوت کے سبب نوکر رکھے گئے تھے لڑائی پر برانگیختہ کیا سندھیون کے جوش سے سیندھیا دب کر صلح پر راضی ہو گیا اور شہر کے ہزارون آدمیونکی آبرو بچی اس خیرخواہی مین سندھیون کو جاگیر کے علاوہ اُنکے افسر علے عادل بیگ کو اُن سردارون کی برابر درجہ دیا گیا جو مہارانا کے سامنے بیٹھتے ہین سیندھیا کو چونسٹھ لاکھ روپے کے قریب فوج خرچ دینا ٹھہرا اُس مین سے تینتیس ۳۳ لاکھ روپیہ زیور اور سامان وغیرہ بجکر نقد دیا گیا اور باقی روپے کے عوض نیمچ - جاود - مورون اور جیرن کے پرگنے رہن کئے گئے جو کئی بار کوشش کرنے پر ابتک واپس نہین مل سکے - مرہٹون کے دوسرے افسر ہلکر نے بھی جو خود مختار ہو بیٹھا تھا ۱۷۷۱ء مین میواڑ والونکو لوٹ مار کی دھمکی دیکر پرگنہ نیماہیڑہ لے لیا- جو کچھ عرصہ کے بعد

آسکے ماتحت افسر نواب امیر خان کی جاگیر مین شمار ہوکر سرکار انگریزی کی منظوری سے ریاست ٹونک کے
متعلق کردیا گیا۔ تیسرے علاقہ گوڈوار جو میواڑ کی مغربی شمالی طرف اراولی پہاڑ کے نیچے پھیلا ہوا ہی باغیون
کے قبضے مین آجانے کے اندیشے سے تین ہزار سوارون کی مدد حاضر رکھنے کے اقرار پر جودھپور کے مہاراجہ
بجے سنگھ کو حفاظت کے لیے دیا گیا تھا وہ بھی باوجود اقرار پر عمل نہ کرنے کے واپس نہین ملا اس مہارانا کے
عہد مین ہمیشہ ملکی اور خانگی فساد رہنے سے علاقہ تباہ ہوا۔ وقایع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ یہ مہارانا اپنی
تند خوئی اور ظلم کی پاداش مین سرداران، اودیپور کی ملاوٹ سے راؤ راجہ بوندی کے ہاتھ سے سمبت ۱۸۲۹
مطابق ۱۷۷۳ع مین مارا گیا۔

باعث نزاع درمیان مہارانا اور راجہ بوندی کے بلایتہ تھا جسمین چند درخت انبہ اور چند مینونکی آبادی تھی
رئیس بوندی نے اس نگلے کو اپنے علاقہ مین سمجھ کر غارتگرون کو مغلوب کرنے کے واسطے وہان قلعہ تعمیر کرایا
اور فوج متعین کی۔

غارتگرون نے باغواے مفسد سرداران میواڑ اس فعل کو اپنے رئیس کے حقوق مین خلل انداز ظاہر
کیا اسپر رانا مع کل سرداران ریاست و سندھیونکی تنخواہ دار فوج کے موقع متنازعہ پر آیا اور اجیت سنگھ
رئیس بوندی کو اپنے لشکر مین طلب کیا وہ آیا اور رانا کے طرز و طریقہ سے ایسا خوش ہوا کہ بلایتہ اور اُسکے
درختان انبہ کو بالکل بھول گیا موسم بہار قریب تھا اور ماہ پھاگن جسمین گوری کے واسطے سور کی قربانی
ضرور ہوتی ہے شروع ہوگیا تھا نوجوان ہاڑا نے بعوض اُسکی تواضع و عنایات کے رانا کو بوندی کے رمنہ
یعنی جنگل مین اہیڑا کے شکار کے واسطے بلایا اُسنے قبول کیا اور اپنے ہمراہیون کو سبز دستار اور دوپٹے
تقسیم کرکے تاریخ معینہ پر بہت تزک و تجمل سے نانڈتہ کی بلند سرزمین کو روانہ ہوا راؤ راجہ کے باپ
امید سنگھ نے کہ اُنھین ایام مین بدری ناتھ سے واپس آیا تھا بفور خبر استماع شکار کے قاصد بھیجکر اپنے
بیٹے اجیت سنگھ کو کہلا بھیجا کہ باوده کی ستی صدہا سال پیشتر پیش گوئی کرچکی ہے کہ راؤ اور رانا جب
کبھی اہیڑہ کے شکار مین شریک ہونگے تو موت پیدا ہوگی لیکن شوق مین اجیت سنگھ نے جواب دیا
کہ ایسی پوچ وجہ سے پیام طلبی کو مسترد کرنا غیر ممکن ہے صبح ہوتے ہی رانا کمال محبت سے راؤ کو ساتھ
لیکر شکار کے واسطے روانہ ہوا مگر سر شام گذشتہ کو میواڑ کے دیوان نے راؤ کے پاس آکر بہت گستاخی سے
کہا تھا کہ یا تو موضع بلایتہ کو خالی کردو ورنہ سندھیون کی جمعیت بھیجکر قید کر دونگا اور تنگ ظرفی سے یہ بھی
کہہ اُٹھا کہ مین نے صرف وہی کہا ہے جو میرے آقا کا حکم ہے اس کلام سے راؤ کے دل مین تمام دن خلش رہا
جب شکار ختم ہوا اور وہ رانا سے رخصت ہوکے چلا یکایک اُسکو اس ذلت کا خیال ہوا اور
سخت ارادے سے واپس آیا مہارانا اُسکے رنج سے بالکل بیخبر تھا خوشی سے مخاطب ہوا اب تو آپ
تشریف لے جا دین پھر ملاقات ہوگی اس دوستانہ گفتگو سے اجیت سنگھ کی طبیعت نرم ہوئی اور پھر

سلام کرکے لوٹ گیا مگر چند قدم چلا کہ پشیمانی غالب آئی اور وہ کل قوار انتقام کو جمع کرکے یکبارگی بھالا لیکر دوڑا اور ایسے زور سے وار کیا کہ بھالے کا پھل رانا کے جسم مین سے گذر کر گھوڑے کی گردن مین غرق ہو گیا رانا صرف یہی کہنے پایا تھا کہ او ہاڑا تمنے کیا کیا کہ سردار اندر گڑھ نے تلوار سے اُسکا کام تمام کیا ہاڑا راؤ اس فعل سے نہایت خوش ہوکے طلائی چتر چنگی کہ میواڑ کا حکومتی نشان ہے لے گیا اور بوندی کے محل مین اسکو رکھدیا۔
یہ قابل تحریر ہے کہ رانا اور راؤ دونون ہمزلف تھے یعنی راجہ کشن گڑھ کی دو بیٹیاں ان دونونکو بیاہی گئی تھین اگرچہ رانی نے راؤ کی کینہ وری سے اسکو آگاہ کردیا تھا مگر رانا نے رشتہ داری کی وجہ سے کچھ خوف و اشتباہ نہ کیا اور قدیم عداوت طرفین کے رئیسون کی ہلاکت سے سیر ہوکے رفع ہوگئی تھی اور اب کچھ وجہ خصومت نرہی تھی اس پُرغم واقعہ سے پہلے روز او دیپور کے دیوان نے دعوت کی تھی اور دونون رئیس مع اپنے سردارونکے شریک ہوئے تھے اور بجز دوستی و اتفاق کے کچھ ظہور مین نہ آیا تھا مگر اس حادثے کے وقوع سے لوگون کا خیال صحیح ثابت ہوا کہ سرداران میواڑ نے اپنے ظالم آقا سے رنجیدہ ہوکے اس فعل کی تحریک کی تھی۔ اور دیوان کا سخت کلامی سے راؤ کو افروختہ کرنا اُسکی تصدیق کرتا ہے جسوقت حربہ مہلک ہوا صرف ایک چوبدار نے اپنے آقا کے بچانے مین کوشش کی ورنہ اُسکے سردارون مین سے کسی نے حربہ روکنے یا قاتل کے تعاقب کرنے کا بالکل ارادہ نہ کیا بلکہ برعکس اسکے کل بہادران میواڑ اپنے آقا کی لاش اور لشکر کو چھوڑکر بھاگ گئے اور کسی نے عوض لینے پر توجہ نہ کی۔
صرف ایک کنیز ستی ہونے کے واسطے تیار ہوئی بڑے سامان سے زیر درخت چتا تیار کرا کے لاش کے ساتھ جلنے لگی۔ تھوڑی دیر مین بلا یتہ کا میدان مہارانا اور ستی کی راکھ سے سفید ہوگیا۔
دو مہینے کے اندر مرض جذام کے سبب ہاڑا راؤ کا کل گوشت استخوان سے علیٰحدہ ہو گیا اور وہ بہت تکلیف اور اذیت سے مرگیا پہلی سیر سیر ہو چکے تھے یہ اتبک بلا انتقام باقی ہے اور اس سے یقین ہوتا ہے کہ سرداران میواڑ کی تحریک سے وقوع مین آیا تھا

۶۷ - مہارانا ہمیر سنگھ دوم

اپنے والد کے مارے جانے کے بعد سمبت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۲ء مین مسندنشین ہوا بقول وقائع راجپوتانہ یہ بھی ایسا ہی بدنصیب ہوا۔ اسکے عہد مین میواڑ کی تباہی کمال کو پہونچی کل سرزمین مرکز خونریزی ہوگئی ادہر ایک خفیف حملہ آور شور و شر کرنے لگا مفسدہ اور حملہ آوری متواتر ہوتی رہی اور اگرچہ دیوان امرچند کی کوشش سے اُسکی حیات مین فسادون کا تھوڑا بہت انسداد ہوتا رہا۔ مگر اُسکے انتقال پر بدنظمی انتہا کو پہونچی اور زوال رسیدہ ریاست مین سے سات اضلاع اور بھی جاتے رہے۔
امرچند کی نسبت ایسا لکھا ہے کہ اگرچہ سالہا سال میواڑ کا اصلی مالک وہی رہا مگر وقت وفات اُسکی تجہیز و تکفین کے واسطے بھی روپیہ میسر نہ آیا۔
مہارانا کی کم عمری کے باعث اُسکی والدہ ریاست کے اکثر کاروبار سنبھالتی رہی لیکن امرچند کا مدارالمہام

زیادہ اختیارات سے مہارانی کو نارضگی رہی اور وہ آخر بیقدری کے ساتھ مرگیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کفن کو بھی روپیہ پاس نہ نکلا سمبت ۱۸۲۲ مطابق ۱۸۰۵ء مین عام سرکشی کے ساتھ جاگیرداربیگون نے بغاوت کر کے بست ست کا نوین خالصے مین دبایئے رانا ہمیر کی والدہ نے باوجودیکہ منت کے حالات سے کامل تجربہ پا چکی تھی اُسپر مطلق خیال نہ کرکے بیگون کی سرکوبی کے واسطے سیندھیا سے مدد طلب کی جس نے دبائے ہوئے گاؤن واپس دلاکر بارہ لاکھ روپیہ باغی سردارسے جرمانے کے طور پر وصول کیا اور خالصہ سے فوج خرچ مین چھ لاکھ سالانہ آمدنی کے پرگنے رتن گڑھ اور سنگولی اور کھیڑی اپنے قبضے مین کر لیے اور ارنیا اور بھیجو اور جوتھا اور ندوی ہلکر کو دیدیے ۔ اس طرح کئی بار جو علاقے میواڑ سے نکلکر غیرونکے قبضے مین گیا اُسکی سالانہ آمدنی اٹھائیس لاکھ روپیہ کی تھی اور اسوقت تک مرہٹون نے میواڑ سے ایک کروڑ اکیاسی لاکھ روپیہ نقد لیا تھا

سب نااتفاقی فساد اور مرہٹون کے دخل کا طفیل ہے بادشاہی فوج کے مقابلے پر تمام سردار ریاست کے شریک حال رہتے تھے اور صلح ہوجانے پر کھویا ہوا ملک بھی واپس مل جاتا تھا اسوقت مین بقول کرنل ٹاڈ رانا اُنکو نے بدخواہی سے تنور اٹھاکر خود نیرون کو بلایا اور ہر معاملے مین اپنا سرپنچ بنایا ۔ مرہٹون نے اپنی غارت گری کی عادت کے موافق رعایا کو ستایا اور جہانتک ہوسکا خالصے کا ملک دبایا اس ابتری کی حالت مین مہارانا ہمیر سنگھ نے نام کے لیے چھ برس حکومت کرکے سترہ برس کی عمر مین انتقال کیا اور اپنے چھوٹے بھائی بھیم سنگھ کو وارث چھوڑا ۔

۶۸ ۔ مہارانا بھیم سنگھ دوم

سمبت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۸ء مین جبکہ اُسکی نو برس کی عمر تھی گدی پر بیٹھا اسکے پچاس سال عہد مین بڑے تغیرات اور خرابیان پیش آئین سردارون کے بگاڑ اور مرہٹون کی لوٹ مار کے سوا ایک نئی جماعت پنڈارونکی پیدا ہوئی اور ہندوستان کی سلطنت مغلون کی تباہی کے بعد ایک نئی فرنگستانی قوم یعنی انگریزونکے قبضے مین آنے سے پھر امن کی صورت ظاہر ہوئی ۔

سمبت ۱۸۴۴ مطابق ۱۷۸۷ء مین مرہٹون کو پریشان پاکر میواڑ کے عام راجپوتون نے ریاست کی خیرخواہی پر کمر ہمت باندھی جاؤ د وغیرہ مقامات سے مرہٹون کو نکال دیا اور سردار بیگون نے بھی اُنکے تحت سے اپنا علاقہ خلاص کیا لیکن جب راجپوتونکی بھیڑ نیمچ کے قریب پڑ کیا کھال ندی پر بڑھی تو ہلکر کی فوج جو اہلیہ بائی کے حکم مین تھی سیندھیا سے ملکر راجپوتونکے مقابل ہوئی مہارانا کی فوج پر سخت حملہ ہوا اور اُسنے شکست پائی بہت سے راجپوت قید وقتل ہوئے اور واپس لیے ہوئے مقامات ہاتھ سے جاتے رہے ۔ چونڈاوت لوگ اپنی سرکشی کے سبب اس لڑائی مین شریک نہ تھے اُن مین اور سکتاوتون مین جو فساد ہوتا رہا اس سے ملک اور بھی تباہ ہوا ۔ رعایا اور سوداگرون نے امن نرہنے کے سبب اپنے کام چھوڑ دیے مہارانا کو کسی کی حمایت کی طاقت ہونیکے سبب دوسرون سے مدد مانگنی پڑی چونڈاوتونکی بغاوت کا زور توڑنے کے لیے مہارانا نے ظالم سنگھ جھالا کی صلاح سے

ہوسکتا وقتون کی موافقت کے سبب میواڑ مین آیا تھا سیندھیا کو مدد پر بلایا وہ خوشی کے ساتھ جاوہ ہو گیا
چتوڑ سے اودے پور تک تمام عمدہ علاقہ جو چونڈاوتون یعنی سلومبر والون وغیرہ نے دبا کر اکثر اُسمین سے
سندھی سپاہیون کو جاگیر مین دیدیا تھا مرہٹون کی مدد سے واپس لیا گیا لیکن سلومبر کے راوت بھیم سنگھ
نے سیندھیا سے ملکر اپنے دشمن ظالم سنگھ کو میواڑ سے نکلوادیا اسطرح تھوڑے دن امن رہکر پھر ملک پر تباہی
آئی کیونکہ مرہٹے روپے کے لالچی اور لوٹ مار کے عادی تھے جدھر پلہ بھاری پایا اُدھر ہی جھک گئے کبھی
چونڈاوتون کا صدر مقام سلومبر دبا لیا۔ کوٹاریہ چھین لیا اور کبھی بھینڈر کے سکتاوتون سے کئی لاکھ جرمانہ
وصول کیا لٹیرون کے زور سے امیر و غریب تمام لوگون مین مفلسی پھیل گئی اخیر مین مہارانا اودے پور ہرگز وہ
راجگان ہنود کے افلاس دیکسی کی یہ نوبت پہونچی کہ ظالم سنگھ منتظم کوٹہ دس ہزار روپیہ ماہوار دیتا تھا
تب دفع الوقتی ہوتی تھی اس ذلت پر خود اُسی کے سردار و جاگیردار طعن و تشنیع کرتے تھے اُنمین سے جو زیادہ
زبردست تھے اپنے اپنے قلعون کو چلے گئے اور اپنی جاگیرونکی حفاظت مین مصروف ہوئے۔ جیساکہ
وقایع راجپوتانہ مین مذکور ہے۔

اتفاق سے سیندھیا اور ہلکر مین جو مرہٹون کے ہاتھ پانون تھے لڑائی ہوئی ہلکر شکست کھا کر رعایا
کی بدقسمتی سے میواڑ مین آیا اُسے جلدی کے سبب اودے پور مین پہونچنا تو نصیب نہ ہوا لیکن اُسنے
ناتھدوارے کے مقام پر پجاریون سے پچاس ہزار روپے لیئے گو سوامی تو ناتھدوارے سے بھاگ گیا تھا
دوسرے پجاریون سے یہ روپیہ وصول کیا اور کانکروِلی سے ۳۶ ہزار روپے لیے جیساکہ فارسی زبان کے
امیرنامہ مؤلفہ بساول لال متخلص بہ شادان سے ثابت ہے اور تحفۂ راجستان مین لکھا ہے کہ تین لاکھ روپیہ
ناتھدوارے کے پجاریون وغیرہ سے اس حیلے کے ساتھ کہ کرشن دیوتا کی کم توجہی سے مجھے شکست ملی ہے
ڈنڈ کے طور وصول کرلیا۔ مقام کوٹھاریہ کا چوہان جاگیردار شری کرشن کی مورت کو لوٹ مار کے اندیشے سے
اودے پور پہونچا کر واپس جاتا ہوا ہلکر کے آدمیون کے مقابلے پر مارا گیا۔ ہلکر نبیڑہ اور شاہ پورہ سے
روپیہ لیتا ہوا اجمیر پہونچا جہان اُسنے ناتھدوارے سے وصول کیا ہوا سامان حضرت خواجہ معین الدین علیہ الرحمۃ کی
درگاہ مین نذر کردیا۔ اسکے بعد سیندھیا نے اودے پور کے پاس ڈیرہ آجمایا مہارانا کا خانگی اسباب و زیور
بلواکر مین لاکھ روپیہ نقد لیا اور سردار و رعایا سے مال و سامان جو کچھ ہوسکا وصول کیا۔ جب سیندھیا
اپنا مطلب نکالکر علٰحدہ ہوا تو ہلکر بھی دوبارہ میواڑ مین آیا بھینڈر کو تباہ کر کے دو لاکھ روپیہ جرمانہ اور
بدنور اور لاوہ سے کچھ کم لیکر ریاست سے چالیس لاکھ کا مطالبہ کیا جسمین سے محل اور شہر والونکے زیور
بیچکر بارہ لاکھ روپیہ نقد حوالے کیا گیا اور باقی کے لیے ضمانت دیکر ٹالا۔ ایکبار امباجی وزیر سیندھیا نے
ملک میواڑ کو مرہٹون مین بانٹ لینے کی صلاح دی لیکن ہلکر اس بات پر رضامند نہ ہوا کہ ایک قدیم اور
شریف خاندان کا بگاڑنا جسکی شاخ مین ہونے کو مرہٹون نے فخر جانا ہرگز مناسب نہین ہے۔

اُسکے بعد سیندھیا اور ہلکر نے اتفاق کرکے انگریزون سے مقابلہ کیا اور شکست پانے سے اُنکا زور کم
امید تھی کہ اُسکے بعد اودیپور کے حق مین اچھی بہتری ہوگی لارڈ کارن والس کی تمبیر عادم مداخلت سے
اودیپور اور راجپوتانہ کی دیگر ریاستین بدستور سیندھیا ہلکر امیرخان اور پنڈارون کی جولان گاہ تاخت
تاراج رہین۔

مہارانا کی دختر کشن کمار کی نسبت کا ہولناک واقعہ جسنے راجپوتانہ پر آفت برپا کردی

مہارانا کی دختر کشن کمار حسن مین مشہور تھی مہاراجہ بھیم سنگھ والی جودھپور اسپر عاشق ہوا اور اُسکے ساتھ اُسکی
نسبت بھی ہوگئی مگر سنہ ۱۸۰۳ء مین مہاراجہ بھیم سنگھ مرگیا اور بجاے اُسکے مان سنگھ جودھپور کا مالک ہوا مثل
ریاست کے اُسنے کشن کمار کے ازدواج مین بھی وراثت کا دعوے کیا اور ابھی سوال وجواب جاری تھے
اور مہارانا نے مان سنگھ کے ساتھ نسبت کو منظور نہ کیا تھا کہ اسی عرصے مین گھانے راؤ کے جاگیردار کشور سنگھ
کو مان سنگھ نے نکال دیا یہ شخص مہارانا سے رشتہ داری رکھتا تھا اور اگلے زمانے مین مقام مذکور کو مہارانا کے
بزرگون نے علاقہ اودیپور مین سے علحدہ کرکے بطور جہیز کے کشور سنگھ کے بزرگون کو دیا تھا۔ مان سنگھ اور کشور سنگھ
مین منازعت پیدا ہوگئی تھی اسلئے اسنے کشور سنگھ کو اُس جگہ سے نکال دیا۔ مہارانا بھیم سنگھ مان سنگھ سے
بہت آزردہ ہوا اور اپنی بیٹی کی نسبت کی بات چیت راجہ جگت سنگھ والی جیپور سے شروع کردی اور بیان
کیا کہ مان سنگھ کے ساتھ ہمکو رشتہ داری منظور نہین ہے تم اپنے آدمیونکو بھیجکر گھانے کا انتظام کرلو تاکہ حریف
دخل نہ حاصل کرے مہارانا نے اس لڑکی کی تصویر بھی بھیجی تھی جگت سنگھ اس لڑکی کے حسن وجمال اور تناسب
اعضا کی تعریف تو یون ہی سن رہا تھا تصویر دیکھکر اور بھی دالہ وشیدا ہوگیا اور اپنے داروغہ خوشحال سنگھ
اس کام کے انتظام کے لیے تھوڑی سی سپاہ کے ساتھ بھیجا جسنے گھانے کا بندوبست کرلیا جب مان سنگھ
کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے دولت راؤ سیندھیا کو جو اُس زمانے مین اودے پور کے علاقے مین مقیم تھا اُس
ماجرے سے اطلاع دی اور مدد چاہی چنانچہ سیندھیا نے اودیپور کو کوچ کیا اور خوشحال سنگھ داروغہ کو
یہانسے نکالدیا اور گھانے کو جیپور والونکے ہاتھ سے خالی کرالیا۔ جگت سنگھ اس لڑکی کی مواصلت کا
دل سے خواہان تھا اُسنے اس ارادے سے دست برداری نہ کی اور اپنے مصاحب رتن لال کو دوہا
ایک جماعت کے ساتھ سیندھیا کی روانگی کے بعد اودیپور کو بھیجا مان سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے پوکرن
علاقہ جودھپور کے ایک سردار سوائی سنگھ کو جو اُسکا رشتہ دار تھا طلب کرکے اس امر مین مشورہ کیا سوائی سنگھ
دربردہ مان سنگھ سے عناد رکھتا تھا اور اُسکی بربادی کے درپے تھا اُسنے خیال کیا کہ مان سنگھ کو بھڑکاکر
لڑادو مارا جائے تو اپنی امید برآئے اسلئے صلاح دی کہ ایسے معاملات مین رئیسون کو جنگ کرکے عزت
وناموس کی حفاظت کرنا چاہئے کیونکہ نہایت بدنامی کی بات ہے کہ ایک ریاست کی منگیتر دوسری ریاست مین چلی

اور اُسکو اتنا آمادہ کیا اور اپنی رفاقت اور مدد کا بھروسا دلایا کہ وہ لشکر کشی پر تیار ہوگیا اور لشکر کے ساتھ تیزی سے کوچ کرکے پچاس کوس چلکر لشکر کے پاس مقام کیا اور اپنے بخشی اندر راج کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجا کہ وہ جے پور کے آدمیون کو روکے چنانچہ بخشی مذکور شاہ پورہ پہونچکر جے پور کے آدمیون سے متعرض ہوا اور کہا کہ اودے پور کا ارادہ ترک کرکے جے پور کو لوٹ جاؤ اسی مین بہتری ہے ورنہ لڑائی کے لیے آمادہ ہو جاؤ جے پور والون مین راے رتن لال دانا آدمی تھا اُسنے یہان لڑنا مناسب نہ جانا اور اپنی جمعیت کو لیکر جے پور کو الٹا چلا گیا اور آپ واسطے مداخلت ہلکر کے کہ جو نواب امیر خان کے اتفاق سے مالپورہ علاقہ جے پور مین پہنچگیا تھا اور اپنی فوج کو سربارہ کے مقام پر جو وہان سے ایک منزل ہے چھوڑ کر آپ جریدہ ہزار دو ہزار سوارون کے ساتھ اپنے متعلقین کو جو دھپور سے بلانے کے ارادے سے جنھین وہان لاہور جاتے وقت چھوڑ گیا تھا لشکر مین آیا ہلکر نے راجہ مان سنگھ سے ملاقات کرکے اپنے اہل و عیال کو جودھپور سے بلا لیا اس عرصے مین راے رتن لال شاہ پورے سے وہان پہونچ گیا اور ہلکر اور مان سنگھ سے ملا اور اُسنے مناسب سمجھا کہ دونون ریاستون کا معاملہ اغیار کے ذریعے سے فیصل ہونے سے یہ بہتر ہے کہ باہمی سمجھوتہ ہو جائے چنانچہ مان سنگھ سے تحریک موافقت کی اور یہ بات قرار پائی کہ اودے پور کی منگنی سے دونون راجے دست بردار ہو جائین اور راجہ مان سنگھ کی بیٹی تو جگت سنگھ سے منسوب ہو اور راجہ جگت سنگھ کی ہمشیرہ مان سنگھ سے منسوب ہو جائے اس عرصے مین نواب امیر خان جے پور پہونچ گیا تھا اور وہان کے معاملے کے سوال و جواب درست کرکے اور اپنی سپاہ کو وہان چھوڑ کر جریدہ ہزار سوار کے ساتھ خود لشکر کی طرف چلا اور جلد یہان پہنچگیا اور ہلکر سے ملاقات کی مان سنگھ وہان مقیم تھا اُسنے نواب امیر خان کی آمد کا حال سنکر استدعا کی کہ نواب سے میری ملاقات کرا دیجاے ہلکر نے مان سنگھ کا اشتیاق ملاقات نواب امیر خان سے بیان کیا نواب نے کہا کہ اگر مان سنگھ میرا استقبال کرکے تعظیم کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھے تو مضائقہ نہین ورنہ تمھاری ملاقات کیطرح منظور نہین کہ ملاقات کے وقت آدمیون کے ہجوم کے سبب سے پگڑی بھی تمھارے سر سے گر گئی تھی اور تعظیم کے مراسم اچھی طرح ادا نہ ہوئے ہلکر نے خیال کیا کہ اگر ملاقات امیر خان کی مان سنگھ سے مجھ سے بڑھکر تعظیم و توقیر کے ساتھ ہوئی تو اس مین میرا ہتک ہی اسلیئے دونون کا ملنا اسکو گوارا نہ ہوا اور حکمت عملی کے ساتھ مان سنگھ سے تو یہ کہدیا کہ نواب امیر خان کی سپاہ کو تنخواہ وصول نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ اُسمین جھگڑا رہتا ہے اور پٹھان لوگ کسی کے حکم کے تابع رہتے نہین مبادا ملاقات کے وقت کوئی ایسا جھگڑا کھڑا ہو جائے جسکا دفع کرنا دشوار ہو اس وجہ سے بالفعل ملاقات ضرور نہین آگے کو دیکھا جائے گا جب کہ مین تم سے ملتا رہتا ہون اور مجھ مین اور امیر خان مین مغائرت نہین تو امیر خان کے نہ ملنے مین کوئی مضائقہ نہین اور امیر خان سے یہ بات بنائی کہ مان سنگھ کو تمھاری استدعا کے موافق منظور نہین امیر خان نے کہا کہ مین فضل الٰہی سے سلطنت کا ارادہ رکھتا ہون پس جسطرح مین چاہتا ہون اُسی طرح تلوار کے زور سے ملاقات کرونگا

ہلکر نے راے رتن لال سے معاملہ بقایا دس لاکھ روپیہ فیصل کیا اور راجہ مان سنگھ کی اعانت نہ کرنے پر
درپردہ دس لاکھ نذرانہ مقرر کرکے کہا جب مین ضلع جیپور سے نکل کو ٹے جاؤنگا نذرانہ لونگا اور نواب
امیر خان سے کہا کہ تم روپیہ وصول کرنے کو جیپور کو جاؤ امیر خان نے آکر جیپور کے قریب ڈیرہ کیا
مصاحبان راج بہرہ یاب ملاقات ہوئے اپنے آقا سے ملنے کا پیام دے امیر خان نے کہا کہ اگر استقبال
وتعظیم اچھی طرح کرین تو معاذ اللہ نہین جگت سنگھ نے پہلے کچھ عذر وانکار کیا آخر راضی ہوا گھاٹ دروازے تک
استقبال کرکے بکمال تعظیم نواب سے ملا نواب نے چند روز قیام کرکے نشان دہی زر کی پختگی کی اور پرگنہ
تونک دو لاکھ کے عوض ایک سال کو سپرد کارپردازان جیپور کیا اور روپیہ وصول کرنے کے لیے
راے بہت راے کو چھوڑ ادھر جیپور سے نواب لشکر آیا اور ہلکر کو ماجرے معاملہ سنا کر اجمیر چلا گیا چند روز
کے بعد متعلقون کو شیر گڑھ پہونچانے کے لیے ہلکر سے رخصت لینے گیا اور صلاح دی ہلکر سے کہا کہ بعد وصول معاملہ جیپور
کھاندے راؤ کو سپاہ سے چھڑا کر مان سنگھ کے شامل حال رہو اسوقت روانگی لاہور انگریزون سے
اندیشہ نہ کیا تھا سے متعلقون کو پناہ دی ہلکر ابتدا ترک معاونت مان سنگھ رتن لال سے نذرانہ مقرر کر چکا
تھا لہذا اقبال صلاح سے پہلوتہی کرکے بولا سپاہ کے ہاتھون تنگ ہون میرا ایک دن یہان ٹھہرنا دشوار ہے
نواب امیر خان نے بہت سمجھایا ہلکر نے نہ مانا آخر ہلکر نے رتن لال سے معاملے کے دس لاکھ کی نشان دہی لیکر
نذرانے کے دس لاکھ وصول کرنے کو کوچ کرنے کا عزم کیا کھاندے راؤ کو چھڑانے کے لیے سپاہ کے مواجب
دینے مین مصروف ہوا لاکھ روپے دیکر امیر خان کو رخصت کیا مان سنگھ اپنے پانسو سوار باستدعاے ہلکر
اسکے پاس چھوڑ کر کہ فساد اہل فوج سے امن مین رہے لشکر سے جودھپور چلا گیا ہلکر مع سواران مذکور ہمراہ
آیا از معاملہ جیپور اہل لشکر کو دیکر کھاندے راؤ کو چھڑا لیا کارپردازان جیپور نے جو دیکھا کہ مان سنگھ کے سوار
ہلکر کے ساتھ ہین غلط فہمی سے سمجھے کہ ہلکر اودیپور جاتا ہے تاکہ مہارانا کی بیٹی کو بزور لیکر سوارونکے ساتھ مان سنگھ
کے پاس بھیجے اسلئے مظنون ہوکر میر مخدوم حیدرآبادی۔ واحد خان۔ شیخ خدا بخش۔ میر صدر الدین
سارنگپوری۔ میر مردان علی۔ نواب جہان خان وغیرہ سرداران فوج ہلکر کو کہ وقت مصالحت ہلکر وانگریزان
آزردہ خاطر ہوگئے تھے اور اپنے مواجب پاکر ہلکر سے جدا ہو چکے تھے کارپردازان جیپور نے اپنا شریک
حال کرلیا ادھر سوائی سنگھ رئیس پوکرن اور صورت سنگھ رئیس بیکانیر موقع پاکر فرط عناد سے مان سنگھ کے
درپے ہوئے بولے مصالحت مین مساوات ہوگی اسمین تمھاری کسرشان ہے منسوب کا چھوڑ دینا راجپوتون
کی مرجات کے خلاف ہے آخر ان دونون نے لکھا کہ مان سنگھ کا بھتیجا دھونکل سنگھ ہم سے موافق ہے اسے
مسند نشین اور مان سنگھ کو معزول کرین۔

اب جگت سنگھ نے جودھپور پر لشکرکشی کا ارادہ کیا مہتاب راے اور محمد غفور خان کو باستدعاے معاونت
نواب امیر خان کے پاس بھیجا وکلاے جیپور شیوپوری مین آکر نواب سے ملے نواب نے اسنے مقدمہ معاونت فیصل

کرکے جگت سنگھ سے دوستی کر لینے کے لیے بخت راے کو اُسکے ہمراہ کر دیا خود نواب امیر خان وہان سے کوچ کرکے
مع متعلقان شیر گڈھ آیا راج رانا ظالم سنگھ سے ملا ڈیڑھ مہینہ وہان رہا نواب نے متعلقون کو شیر گڈھ مین
چھوڑ کر کوچ کیا کوٹے سے ایک کوس ورے خیمہ زن ہوا اس مقام مین جمنا بھاؤ سردار علاقہ ہلکر نواب امیر خان
سے بمبالغہ ساعی اعانت خواہ مان سنگھ ہوا جیت مل منشی راجہ مذکور بھی آیا اور کہا کہ اگر آپ جگت سنگھ کی
کمک سے پہلو تہی کر کے مان سنگھ کی مدد کرین تو بہت سا نقد روپیہ اور کئی لاکھ کا ملک آپکو فوج خرچ مین دیگا جواب دیا
کہ مین وکلاے جگت سنگھ سے اقرار مدد کر چکا ہون نقض عہد نکرونگا وکیل جودھپور مایوس لوٹ گیا ہلکر نے بھی
سمجھایا مگر امیر خان نے نہ مانا راے چند دیوان راج جیپور نے جگت سنگھ کو بافسون و افسانہ فریفتہ کر کے شادی
کے لیے اودیپور چلنے اور مان سنگھ کو مغلوب کرنے پر آمادہ کر لیا یہ سوچ کر کہ جگت سنگھ ابھی طفل ناتجربہ کار ہے اسکے
ہان مجھے ہر طرح کا اختیار رہے مان سنگھ کے عزل اور دھونکل سنگھ خرد سال کے نصب سے جس حال مین کہ رئیس
بیکانیر و پوکرن مجھ سے موافق ہین اس ریاست مین بھی میرا اقتدار ہو جاے گا اودیپور مین جگت سنگھ کی شادی
ہو جانے سے میواڑ کا بھی مختار ہو جاؤنگا چنانچہ راجہ جیپور نے بالشکر عظیم بعزم جودھپور نہضت کی فوج خاص
و سرداران علاقہ جیپور و سوائی سنگھ و صورت سنگھ و بالارانو سردار سیندھیا سواران حیدر آبادی ہمراہی ہلکر اور
فوج نواب امیر خان سب تین لاکھ سوار و پیادہ ہمرکاب تھے امیر خان بھی سانبھر سے اپنے لشکر مین آ گیا داتا
رام گڑھ سے کہ قریب معسکر جیپور تھا سوال و جواب ملاقات ہوئے آخر دونون امرا سوار ہوے دو کوس فقط آئے
اسی قدر یہ گئے اور بیچ مین ہاتھیون پر ملاقات ہوئی۔ جگت سنگھ نے امیر خان کو اپنے ساتھ لیجا کر بہ تکریم و تواضع
اپنے ڈیرے کے پاس ایک ڈیرے مین اُتارا شب کو رقص و سرود کی مجلس مین بلایا اعزاز و تواضع کے
بعد مستدعی امداد ہوا امیر خان نے کہا کہ مین تمہاری نوکری تو کرتا نہیں ہان اس شرط سے کہ جنگ و صلح
کچھ میری صلاح لیے بغیر نکرو مین تمہارا شریک حال ہون جگت سنگھ نے مان لیا۔ امیر خان رخصت ہو کر
اپنے ڈیرے مین آیا مان سنگھ بھی ملازمان و سرداران جودھپور سے ساٹھ ہزار سوار و پیادہ لیئے ہوئے
پربت سر پر آ گیا جگت سنگھ نے اُس مقام سے کوچ کیا نواب امیر خان کو بھی کوچ کے لیے کہا لیکن
جمشید خان۔ عمر خان۔ کرم علی خان رسالدار جو اسوقت امیر خان پر دھرنا رکھتے تھے کوچ پر راضی نہ ہوے
امیر خان کو بھی نہ چھوڑا امیر خان نے ناچار رامپوری رسالدارون کو جگت سنگھ کے ساتھ کر دیا تمام لشکر
پربت سر پہونچا ہنوز مقابلہ نہوا تھا کہ امیر خان بھی دھرنے والونکو راضی کر کے جا پہونچا مقابلہ ہوا اسرنج راو
کھانکیہ جگت سنگھ کی طرف سے پیشتر جودھپور گیا ہوا تھا جب اُسنے پالی وغیرہ اضلاع جودھپور کو غارت کیا
مان سنگھ نے رسالہ جالوری اپنے دلسوز رفیقون کو کھانکیہ کے تدارک پر بھیجا عین جنگ مین رئیس بیکانیر و پوکرن
کے اشارے سے راٹھوڑون نے طرح دی کھانکیہ سے ملگئے مان سنگھ کو پربت سر مین یہ خبر پہونچی تاب جنگ
نرہی دو چار ہزار آدمیون سے جودھپور کو لوٹ گیا جگت سنگھ نے فتحیاب ہو کر خیمہ وغیرہ سامان پر

قبضہ کرلیا - ماہی مراتب نقرئی ہودج پالکی خاص سواری مان سنگھ یہ چیزین نواب امیرخان کے ہاتھ لگین
امیرخان بایماے جگت سنگھ متعاقب گیا بگھری مین کہ مابین پربت سر و میرتہ ہے ہرکارے نے خبردی کہ
کہ مان سنگھ میرتہ مین مقیم ہے مگر جلدی عازم جودھپور ہے نواب نے کہا کہ مان سنگھ رئیس معزز ہے اُسکو زیادہ
دبانے مین عار بے مردی ہم پر عائد ہوتی ہے جانے دو جگت سنگھ کو لکھا کہ مان سنگھ میرتہ مین آمادہ کوچ ہے
مین یہانتک متعاقب آیا گھوڑے تھک گئے ہین مین آگے نہین جاسکتا اب کیا صلاح ہے میرے نزدیک
مناسب یہ ہے کہ تم فوج خاص و راجہ بیکانیر و پوہکرن کے سوا سب کو جدا کردو تاکہ خرچ کم ہو جودھپور کے
بندوبست کو اتنی فوج کافی ہے پھر یا خود جودھپور جاؤ اور مجھے معاملہ شادی کی درستی کو اودیپور بھیجو یا تم اودیپور کا
قصد کرو جگت سنگھ کو یہ صلاح پسند نہ آئی کہا مین نے جو یہ فوج جمع کی ہے اور روپیہ صرف کرتا ہون کچھ
تماشے دیکھنا چاہتا ہون تم لوٹ کر میرے پاس آجاؤ امیرخان لوٹ آیا بخشی شیولال جو مقدمۃ الجیش کے
چالیس پچاس ہزار آدمی لیکر بنسل پور تک گیا تھا راٹھوڑون کا زعفرانی پوشاک پہن کر جانبازی پر آمادہ
ہونا سنکر ڈرا اپنے آقا سے کمک خواہ ہوا جگت سنگھ نے امیرخان کو مدد کے لیے بھیجا جو بخشی سے مل کر
کوچ کرکے جودھپور پہونچا مان سنگھ محصور ہوا جگت سنگھ ضلع مارواڑ مین تھانے بٹھاتا ہوا جودھپور پر آیا شہر کا
محاصرہ کیا بلغ مین میرتہ دروازے فوج خاص کو اتارا اور تالاب لکھے راج کیطرف لشکر امیرخان کو -
شیخاوتون اور سوائی سنگھ کی فوج کو اُور جانب - غرض کہ ناگور میرتہ اور پربت سر مارواڑ کے ان مقامات
پر جگت سنگھ نے قبضہ کیا - بخشی شیولال کو چالیس پچاس ہزار سوار و پیادہ سے تحصیل پر مقرر کیا جب شہر
جودھپور و جالور و قلعہ سنبا کے سوا مان سنگھ کے قبضے مین کچھ باقی نہ رہا آٹھ دن محصور ہوے گذرے - بخشی
اندرراج سنگی - فیونا تھ سنگھ رئیس کچامن - سرداران میرتہ - سلطان سنگھ ٹھاکر نیماج - کیسری سنگھ -
بختاور سنگھ آہوہ والا وغیرہ رفیقان مان سنگھ نے کہا کہ اسوقت مین دشمن زبردست ہے ایک دو دن
مین شہر فتح کرلے گا ہر طرح کے نقصان کے ساتھ ہمیشہ بدنامی رہے گی ہم جگت سنگھ سے گرگ آشتی کرتے ہین
شاید کچھ کام نکلے تم قلعہ مین جمے رہو مان سنگھ نے اس خیال سے کہ مبادا نہ ماننے کی صورت مین اور راٹھور ون کیطرح
یہ بھی دشمن ہو جائین جواب دیا کہ تم جو مناسب سمجھو کرو - سنگی اندرراج وغیرہ نے پیام دیا کہ اگر ہم سے کچھ تعرض
نہ کرو تو ہم نکل جائین جگت سنگھ نے قبول کیا اندرراج وغیرہ نے شہر سے نکلکر متصل فوج جگت سنگھ ڈیرہ کیا مان سنگھ
شہر چھوڑکر قلعہ بند ہوا جگت سنگھ نے شہر پر قبضہ کرکے قلعہ پر مورچے جمائے اکثر مکانات شہر کو گولون سے مسمار
کرکے قلعہ کو نقب سے اوڑانا چاہا لیکن قلعہ کے استحکام نے یہ تدبیر چلنے ندی بخشی اندرراج نے دو ہزار
آدمیون سے اجمیر کی جانب پہاڑ مین جاکر آمد و رفت اہل لشکر جے پور قریب لشکر بندکی - مان سنگھ
نے غلامی خان کو جو پہلے امیرخان کی طرف سے وکالۃً ہلکر کے پاس رہتا تھا اور اندنون کسی معاملے کی گفتگو
مین ہلکر کیطرف سے جودھپور آیا ہوا تھا امیرخان کے پاس بھیجا اور مدد چاہی امیرخان نے صاف انکار کیا

اس عرصے مین بابو سیندھیا۔ اپناجی انگلیہ اور جان بتیس فرنگی سرداران علاقہ سیندھیا کہ جگت سنگھ کے بلائے آئے تھے مالوے سے میرتے مین آگئے۔ اپناجی کے سوا سب حسب ایمائے جگت سنگھ تحصیل میرتہ مین مصروف ہوے وہ جودھپور آکر شہر ون مین داخل ہوا دولت راؤ سیندھیا نے اپناجی سے کہدیا تھا کہ نواب امیر خان عالی ہمت آدمی ہے راجستان مین اسکا دخل اچھا نہین تو اسے اکھیڑ دینا اس لیے اپناجی نے آتے ہی راے چند دیوان جے پور سے کہا کہ تم نے امیر خان کو رفیق بنایا ہے یہ عالی ہمت آدمی فرصت پاکر تمھاری ریاست برباد کردیگا لکہر نے مان سنگھ کا کب ساتھ دیا باوجودیکہ اُسکے متعلقون کو سخت وقت مین پناہ دی تھی تم امیر خان سے احسان کرکے کیا فائدہ پاؤگے یہ اور ہلکر ایک ہین رئیس اور بکرن اور دیوان وغیرہ نے جواب دیا کہ امیر خان لڑکے ہین ہم سے عہدہ برآ نہین ہو سکتے۔ امیر خان نے یہ ماجرا سنکر ہمت راے اور مہتاب راے کو راے چند دیوان کے پاس بھیجا کہ تم اور اپناجی اور سوائی سنگھ اپنے کو دانا سمجھتے ہو۔ سوائی سنگھ نے تو بہت آدمیو نکو تباہ کیا ہے تم یا خود تباہ ہو جاؤگے یا اس غرے مین اور ونکو تباہ کردوگے۔ مگر یاد رکھو کہ زبردست کے سامنے عقل بیکار ہے دیوان نے خجل ہو کر کہا کہ مین نے وہ بات ہنسی مین کہی تھی راے مذکور نے کہا کہ نواب نے بھی دل لگی کی ہے دیوان چپ ہو رہا۔ اپناجی کے آتے ہی امیر خان کا پانچسو روپیہ یومیہ بند ہو گیا ہمراہیان امیر خان تنخواہ خواہ ہوے۔ دھرنا دیا امیر خان نے یومیہ طلب کیا نہ ملا چند روز ادھر اُدھر پھرا ایک ماہ مواجب کسی سے وصول کرنے کو بتاکر دربردہ اُسے منع کر دیا ہمراہیان امیر خان نے فساد کیا اور سخت تقاضے کے بعد امیر خان کو کوٹھے سے گرادیا اوپر سے پتھر مارے ایک پتھر سے امیر خان کا پاؤن زخمی ہوا بڑی تکلیف ہوئی ناچار امیر خان نے راے ہمت راے اور لالہ مہتاب راے کو دیوان کے پاس بھیجا پیام دیا کہ اسوقت فوج کے دھرنے سے مین بہت تنگ ہون جو کچھ ہو سکے مجھے دو اس شورش سے نجات پاؤن کوئی شنوائی نہ ہوا اپناجی حاسد اپنے ضروری کام مین مصروف تھا اُسنے یہانتک دیوان کو بہکایا کہ امیر خان کا دلی دشمن بنایا امیر خان تنگ ہو کر چلدیا معسکر سے کوچ کرکے بسواری پالکی مع فوج منبل پور کو کہ جانب جیپور ایک منزل ہے آیا راجہ جگت سنگھ نے لالہ مہتاب راے کو بھیجا کہ امیر خان کا اطمینان کرکے لوٹا لائے کہدیا کہ اُسکے لوٹ کر آتے ہی خرچ کا بندوبست ہو جائے گا امیر خان فوج کو وہین چھوڑکر تین سو سوارون سے زخم پا کے سبب پالکی مین جودھپور لوٹ آیا معسکر جگت سنگھ سے دو کوس پر ڈیرا کیا مگر دھرنے والون سے مفر نہ ملا جب دھرنے والون نے سختی مفید نہ سمجھی ہام پوریہ اور آفریدی دونون گروہون نے اپنے اپنے دو دو آدمی دھرنے پر مقرر کرکے پیچھا چھڑایا یہ کر لیا کہ جو کچھ پاؤگے بالمناصفہ تقسیم کر لینگے امیر خان پالکی پر سوار ہو کر راجہ سے ملنے چلا جگت سنگھ نے اپنے ڈیرے کے پاس ایک راوٹی امیر خان کے لیے کھڑی کروائی جسمین پہلے بڑا خیمہ نصب ہوا تھا رقص و سرود اسباب خوشی موجود تھے اب اس طرح سے کچھ نہ تھا امیر خان راوٹی مین آیا ہمراہیون سے کہا دیکھو تمھارے ہی عنایت سے ہم اس درجے کو پہونچے سامعین منفعل ہوئے بولے ہم دھرنے سے دست بردار

ہوتے مین حضور کا ہتک عزت ہمکو گوارا نہین جب تک کوئی آمد نہ دیکھینگے ہم تنخواہ طلب نہ کرینگے اب
ہمارا جینا مرنا سب سرکار کی خوشی کے ساتھ ہے امیر خان نے رلے ہمت راے کی زبانی راے چیند دیوان
وغیرہ کو کہلا بھیجا کہ ان دنون کچھ تھوڑا ہی روپیہ دیدو تو دفع الوقتی ہو جاے کسی نے نہ سنا بدفعات امیرخان
کیطرف سے یہی پیام پہونچا ایک دن چار یا نسو روپے ہی مانگے اُنھون نے جواب تک نہ دیا ایک روز
سب ہمراہیون کو فاقہ ہوا اتفاقاً یہ معاملہ مان سنگھ نے سنا اُسنے غلامی خان کو رقعہ خاص دیکر ایلچی کیا پیام دیا
کہ جگت سنگھ اور سوائی سنگھ کے ہاتھون جو میری خرابی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے آپ سے مخفی نہین ملک میرے
قبضے سے نکل گیا حریف نے قلعے پر مورچے جماے ہین اگر اس وقت آپ کوئی سلوک دوستانہ میرے ساتھ
کرین تو مین ہمیشہ ممنون احسان رہونگا امیر خان چونکہ جگت سنگھ سے سبید کبیدہ ہو گیا تھا اسیلیے غلامی خان
کے ساتھ اپنے ہرکارون کے جماعہ دار مان سنگھ کو راجہ مان سنگھ کے پاس بھیجا پوچھا کہ اسوقت مین ساتھ
دینے پر تم کیا عوض کروگے والی مارواڑ سخت مضطر تھا اس پیام سے خوش ہوا اُسنے اپنے ہاتھ سے
امیر خان کو لکھا کہ چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ ماہوار حق اعانت سواے تنخواہ کیو اندنون دیتا رہونگا
اور سالانہ چار لاکھ روپے آمدنی کی جاگیر باورچیخانے کے مصارف کے لیے دیکر تانبے کے پتر پر سند کھدوا
دونگا - امیر خان نے یہ رقعہ اپنے پاس رکھا اور یہ کہلا بھیجا کہ اچھا اب مین یہان سے علیحدہ ہوتا ہون
جو کرونگا تم دیکھ لوگے تم سنگی اندرراج کو جو اجمیر کیطرف پہاڑون مین ہے لکھ بھیجو کہ فلان شخص آتا ہے
اُسے رفاقت مین لو راجہ نے قبول کیا - سنگی کو لکھ بھیجا اتفاقاً سرجے راو گھاٹگیہ دولت راو سیندھیا
کا سسر جسکو اباجی کے نفاق سے جگت سنگھ برطرف کر چکا تھا اپنی فوج میواڑ مین چھوڑکر سوال وجواب کیلیے
وہان آیا یہ شخص اباجی کا دشمن جانی تھا امیر خان نے دشمن کے دشمن کو دوست جانکر اپنی رفاقت مین لیا اور پالکی
مین بیٹھکر چلا اور جگت سنگھ کے ڈیرے کے مقابل کھڑے ہوکر کہلا بھیجا کہ مین حق معاہدہ ادا کر چکا ہون اسوقت
تک امداد مین مجھ سے تقصیر وتغافل نہوا تمنے نقض عہد مین کوشش کی بیمروتی کی داد دی خبردار اب تم کو مجھ سے
کچھ سروکار نہین نہ پیمان درمیان اور یہ جو تم میری جان کے دشمن ہوگئے ہو بفضل الٰہی میرا کچھ نہین کرسکتے اگر کچھ
حوصلہ ہو اسوقت مین تین سو آدمیون سے تمھارے لشکر مین ہون تمھارے ساتھ تین لاکھ آدمی ہین آو حوصلے
نکالو دیکھون کتنے ہو اور لو مین چلا جگت سنگھ یہ بات سنکر گھبرایا برسر عذر آیا خوشحال سنگھ داروغہ کو بھیجکر
سمجھایا بلایا امیر خان نے اُسکی بات کو معتبر نہ جانا نہ ملا باتفاق سرجے راو کوچ کرکے اپنے لشکر مین بنسل پور
کو آگیا آگے کو کوچ کیا سنگی اندرراج بھی یہ حکم آقا مع دو ہزار سوار آملا امیر خان سیرتے کے قریب پہونچ گیا
شیو لال چالیس پچاس ہزار سوار وپیادہ فوج سے امیر خان کے لشکر سے دس کوس پر آگیا اباجی نے باپو سیندھیا
اور جان تبیس کو لکھا کہ امیر خان کے تدارک کے لیے بخشی کا ساتھ دین باپو سیندھیا امیر خان سے خفا تھا نہ
ملکیا تھا اور اُسے سنگی اندرراج نے بھی تسلی دیکر امیر خان کا جانبدار کر لیا تھا یہ قرار پایا کہ صبح کہلا اتفاق

یہان سے کوچ کرکے شیولال سے مقابل ہون یہ خبر ڈاک کے سرکارون نے جگت سنگھ تک پہونچائی راے چند
وغیرہ مفسد آگاہ ہوے گھبرائے ابناجی نے سوائی سنگھ کو بلاکر مطلع کیا پھر دونون سانڈنی پر سوار ہوے صبح سے
پہلے باپو سیندھیا کے پاس آگئے اور اسکو سمجھایا اور دولت راو سیندھیا کی خفگی سے ڈرایا آخر وہ امیر خان کے ساتھ
سے منحرف ہوکر ان کا ہمنوا ہوگیا امیر خان صبح کو یہ سنکر باپو سیندھیا کے پاس آیا اُسنے اپنی ناچاری ظاہر کی بعد
امیر خان نے وہان سے اُٹھ کر سنگی کے ہمراہیون سے کہا کہ تم مین سے جو مرد ہو میرا ساتھ دے اور جو ساتھ نہ دے
اپنی راہ لے مین ہر حال مین مان سنگھ کا معاون ہون تم میرے شریک حال رہو یا نہ رہو سنگی نے کہا مین کوہستان
سے اور لشکر جمع کرکے لاتا ہون امیر خان یہ سنکر ناچار اپنے لشکر مین آگیا ٹھاکر شیوناتھ سنگھ کچاون والا کہ فہمیدہ آدمی
تھا اور کئی سردار یا نسو سوار ساتھ لیکر سنگی سے جدا ہوے اور امیر خان سے آملے سلطان سنگھ نیماج والا کیسری سنگھ
آسوپ والا بختاور سنگھ اہوے والا یہ سب راٹھوڑ اپنے اپنے خیالات کی خامی سے شریک امیر خان نہ ہوے
امیر خان صبح کو مع ٹھاکر شیوناتھ سنگھ وہان سے کوچ کرکے پیشکر آیا بخشی شیولال متعاقب تھا گوبند گڑھ پر جو پشکر سے
دس کوس ہے آگیا دوسرے دن امیر خان ہرمارے کی راہ سے ہرسولی علاقہ کشن گڑھ مین آیا ہرسولی سے کوچ
کرکے دو کوس چلا تھا کہ فوج متعاقب نے سحر کے وقت آلیا قراولی جنگ ہونے لگی اور یون ہی جنگ قراولی
کرتے دونون لشکر چار کوس آگے بڑھے علاقہ جے پور کے ایک گانو تیر پہونچے فوج جے پور غالب تھی اور
امیر خان مغلوب پانی برس رہا تھا گھوڑے کیچڑ مین دھسے جاتے تھے بہرصورت امیر خان نے خود گھوڑے پر
سوار ہوکر برنجی دو توپون سے جو ساتھ تھین دشمن پر گولے پھکوائے حریف توپون کے سر ہونے سے رکے
کیچڑ بھی پیش قدمی کو مانع ہوئی بخشی نے اخوندزادہ محمد ایاس خان ساکن جے پور امیر خان کے سسر کو امیر خان
کے پاس بھیجا کہ ہمین تم سے کچھ غرض نہین بجز اسکے کہ تم علاقہ جے پور سے نکل جاؤ۔ نواب نے باقتضاے وقت
قبول کیا بہزار تکلیف و دشواری کوچ کرکے بنگاہ مین کہ وہان سے چھ کوس تھی داخل ہوا علاقہ کشن گڑھ مین
مقام ہوا بارش کے سبب سے خیمے نصب نہ ہوسکے وہ رات بڑی صعوبتون مین گذاری فوج متعاقب پھاگی پر
پڑی تھی کہ امیر خان وہان سے نہضت کرکے اپنی عملداری علاقہ ٹونک مین آیا اور جابجا سے تمام اپنی سپاہ
کو بلاکر اب بڑے لاؤ لشکر سے تودری علاقہ جے پور متصل دھوراج پورہ مین فرو کش ہوا یہان سے دو کوس پر فوج
جے پور پڑی تھی صبح کو نواب امیر خان نے سبقت کی کوس بھر بڑھا جے پور والے بھی آمادہ جنگ ہوکر مقابل ہوے
تمام دن توپ و تفنگ سے جنگ ہوئی مگر بارش کی وجہ سے مقدمہ طے نہ ہوا یون ہی رات ہوگئی امیر خان نے
آدھ کوس ہٹ کر مسلح و ہوشیار رات گذاری حریف بھی مقام کو لوٹ گیا صبح کو امیر خان نے نماز کے بعد
لشکر کو بر بھلیا کھیوے لال سنگھ کو مع توپ کلان اپنے فیل نشان کے سامنے جمایا خود امیر خان سواران
خاص سے کھیوا اور توپخانہ کے پیچھے صف آرا ہوا میمنہ کو رسالداران آفریدی و دامپوریہ و کھیوے مہتاب خان
سے اور میسرہ کو جمعیت شیوناتھ سنگھ کچامن والا وغیرہ راٹھوڑون اور فوج سرجے راؤ و رکھیوے ہیرا سنگھ سے

آراستہ کیا توپ چلنے لگی دھاوے مین پٹھانون کو نقصان پہونچا اسلیے امیرخان نے جنسی کی بڑی توپون
کے گولے دشمن کی بھیر پر پھکوائے دشمن گھبرایا۔ دشمن کی طرف سے مرزا صابر بیگ کی پلٹن باڑھین مارہی
تھی نواب نے اسپر حملہ کرکے ظفر پائی اور ٹھاکر شیوناتھ سنگھ کے ہمراہیون سے جو قریب تھے باآواز بلند کہا کہ
مین تمھارے پیچھے یہ جانفشانیان کرون تم کھڑے تماشا دیکھو راٹھوڑونکے ہان اسی کو جوانمردی و مروت
کہتے ہین اس طعنے سے وہ بھی بڑھے امیرخان نے سب کے ساتھ جیپور کی باقی فوج پر حملہ کیا تھوڑی دیر مین سب کو
ہزیمت دی مگر خیرات مسیح نامی عیسائی جسکے ساتھ دو پلٹنین اور چار توپین تھین اور نواب شہامت خان و
واحد خان و گرگین بیگ سواران کچھواہہ کے ساتھ ایک میدان مین جمے ہوئے تھے اور کچھ سوار ایک چھوٹے
سے گانؤن مین تھے جو دونون لشکرون کے وسط مین تھا اول اس گانؤن پر حملہ کیا اور دشمن کو گانؤن سے
نکالدیا پھر دوسرے مخالفین امیرخان کو آمادہ حملہ دیکھکر خود بخود بھاگ نکلے۔ ساٹھ توپین سات ہاتھی بہت
سے خیمے ڈیرے بیشمار اسپ و شتر امیرخان و ہمراہیان امیرخان کے ہاتھ آئے اور وہین مقام ہوا۔
اب امیرخان نے سنگی اندرراج کو ماجرا لکھکر لکھا کہ مین حق معاہدہ ادا کرچکا اور ابتک کچھ عوض نہین لیا اب
مجھے خرچ کی تکلیف ہے سپاہ کو تنخواہ دینا ہے عنقریب جگت سنگھ کے مقابلے مین کام لینا ہے کچھ روپیہ مجھے دو اور
مجھسے آن ملو۔ ہرکارے نے خبر دی کہ فوج مخالف ہزیمت پاکر جے پور گئی باہر والے سانگانیر پر پڑے ہین
شہر والے شہر مین داخل ہوئے امیرخان نے یہ سوچ کر اسوقت شہر کو آسانی لوٹینگے بہت نقد و جنس پائینگے
کوچ کیا جیپور سے پانچ کوس اور سانگانیر سے دو کوس پر آگئے جگت سنگھ کی بہن نے امیرخان کا عزم
دریافت کرکے دستور کے موافق باظہار کمال عجز اپنا دوپٹہ امیرخان کے پاس بھیجا اور کہا کہ اسوقت مین
کوئی میرا نگہبان نہین ہے جیسے جگت سنگھ کی بہن ہون یون ہی آپکی بہن ہون میری آبرو کا پاس چاہیے
کچھ نذرانہ لیکر اس وقت شہر کو نہ لوٹیے عالی ہمت نواب نے مان لیا کہا اچھا مین نے نذرانہ بھی معاف کیا مین
اب مردونکے مقابلے کو جاتا ہون تم میری بہن ہو مطمئن رہو زان بعد کوچ کرکے معظم آباد ہوتا ہوا سانبھر آیا
اور اسے لوٹا پھر سنگی اندرراج سے ملنے کو جو روپیہ کی سبیل کرنے کشن گڑھ آیا تھا علاقہ کشن گڑھ مین آیا اور
وہان سے پانسو سوارون کے ساتھ کشن گڑھ پہونچا بخشی وغیرہ راٹھوڑون سے ملاقات کی روپیہ وصول
کیا سپاہ کو تنخواہ و انعام دیا پھر بخشی اندرراج سے کہا کہ مجھے جگت سنگھ سے لڑنا ضرور ہے میرے نزدیک
صلاح یہ ہے کہ تم مع جمعیت سرجی راو و کیسو مختار الدولہ وغیرہ پربت سر ہوتے ناگور چلو مین سواران
خاص کے ساتھ براہ راست جودھپور پہونچونگا وہ سب صلاح مانکر دانتہ ہوئے کام راٹھوڑ بھی بخشی کے
ساتھ کردئے امیرخان پشکر آیا وہان سے جریدہ حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کو اجمیر گیا اور وہان سے
کوچ کرکے مقامات جودھپور سے جگت سنگھ کے تھانے اٹھاتا اور اپنے تھانے بٹھاتا میرتہ پہونچا سنگی اندرراج
وغیرہ راٹھوڑ بھی یون ہی میرتہ سے سات کوس پر ناگور کے راستے پہونچے سنگی نے تھانون کے تغیر کے سوا

اپنے ملک کے زمینداروں کو یہ بھی حکم دیا کہ جیپور والے پر جہان قابو پاؤ ناک کان کاٹ لو غالباً ایسا ہوا ابھی
اب رائے چند و جگت سنگھ متردد ہوئے باہم کہا کہ پٹھانوں سے عہدہ برائی دشوار ہے اپنی عمدہ فوج شکست پاکر
بیدل ہوگئی امیر خان کا جی بڑھ گیا راٹھوڑ جو شریک ہیں انسے امید وفا نہیں باپو سیندھیا ابھی پھر گیا تھا
صلاح وقت یہی ہے کہ آبرو بچائیں جیپور کو لوٹ چلیں ابناجی انگلیہ و سوائی سنگھ وغیرہ نے یہ حال دریافت
کرکے دل بڑھایا تاکید پیمان اعانت سے تسلی دی جگت سنگھ نے نہ مانا بعزم جیپور کوچ کرکے ناگور آیا وہان
سوائی سنگھ نے کہا تم تو چلے مین نے تمھاری خاطر اپنون کو بیگانہ اور دشمن کر لیا مجھے کس کے سپرد کرتے ہو
جگت سنگھ نے تسلی دی کہا سیندھیا اور رجان تبیس وغیرہ سردارونکو تمھارے پاس چھوڑتا ہون ناگور خت
جگہ ہے اپنے کام مین لگے رہو شیجا دائی مین فوج کو چھوڑ کر مین بھی آتا ہون یون ہی سب کو مطمئن کرکے ناگور سے
جو بیس کھٹو آیا بخشی اندرراج نے امیر خان کو کہا یہ وقت ہے دشمن کو جانے ندو انتقام لو امیر خان نے لڑکی
فوج سے یلغار کرکے لشکر گاہ جگت سنگھ سے پانچ کوس پر آگیا جگت سنگھ اس وقت مین نہایت خوفناک تھا بعت ڈرا
رات کو ایک معتمد بھیجکر امیر خان کے ہرکارے ونکے جمعدار مان سنگھ کو کہلایا کہ اپنے آقا سے اجازت لیکر میری ایک
بات سن جا جمعدار اجازت لیکر حاضر ہوا جگت سنگھ نے کہا کہ مین نے امیر خان سے بدعہدی کرکے بہت پشیمانی
و پریشانی پائی نواب میری زیادہ ذلت پسند نہ کرین میرے تعاقب سے باز رہین یہی مضمون ایک خاص رقعے
مین لکھدیا کہ مین نے جیسا کیا ویسا پایا تمنے اپنی مروت و فتوت سے فائدہ اُٹھایا اب سختی سے حاصل کیا امیر خان
نے اس خیال سے کہ یہ بڑا رئیس ہے اسکو ممنون رکھنا انسب ہے کہلا بھیجا کہ اچھا مین نے درگذر کی بہ تعجیل
چلے جاؤ راجہ نے باتفاق رائے چند اور ابناجی انگلیہ کی فوج ہمراہی سے پہر رات رہے کوچ کردیا یہ خبر
سنکر بخشی اندرراج وغیرہ راٹھوڑون نے بھی نقارہ بجا کر بارادہ کوچ نواب امیر خان کو کہلا بھیجا چونکہ امیر خان
کو اُسوقت باقتضائے زمانہ برباد دی راجہ مذکور منظور نہ تھی معرفت خدمتگار دنکے عذر غلبۂ خواب کہلا بھیجا
اور باقی شب کو اسی حیلے مین تمام کیا اور خبر کے ہرکارونکو خفیہ سمجھا دیا کہ صبح کے وقت جب بخشی اندرراج وغیرہ
میرے پاس آوین تو تم آکر عرض کرنا کہ جگت سنگھ شبا شب کوچ کرکے دس کوس نکل گیا غرض جب
صبح کو بخشی اندرراج وغیرہ سرداران راٹھوڑ بصلاح کوچ امیر خان کے پاس آئے تو ہرکارون نے حاضر ہوکر
راز شبینہ برملا کہا کہ وہ دس کوس پہونچ گیا اُسوقت امیر خان نے بخشی مذکور سے کہا کہ اب جگت سنگھ کے
تعاقب سے کچھ فائدہ نہین فاصلہ بہت ہوگیا کسی اور تدبیر پر کاربند ہونا چاہیئے بخشی نے کہا کہ سواران جرار
اپنے اُسکے تعاقب پر مقرر کرنا چاہیئے امیر خان نے بپاس خاطر اُسکے سواران پنڈارہ کو تعاقب کا حکم دیا
وہ جاکر اسباب پس ماندۂ لشکر جیپور کو غارت کر لائے انجام کار امیر خان بہمراہی بخشی اندرراج وغیرہ کوچ کرکے
میرٹھ آیا وہان سے بخشی مذکور کو راجہ مان سنگھ کے پاس جودھپور روانہ کیا اور خود سپاہ کے دھرنے کی وجہ سے
میرٹھ مین توقف کیا جب بخشی جودھپور پہونچا راجہ نے اُسکو عمدہ خلعت عنایت کیا اور عہدۂ دیوانی سے سرفراز کیا

اور امیر خان کی طلب مین خریطہ بھیجا جب امیر خان قریب جودھپور آیا تو راجہ نے استقبال کرکے بہت تعظیم و تکریم کی باغ مین اُتارا اور سامان رقص و عشرت آمادہ کرکے امیر خان کو مسند پر اپنے برابر بٹھایا اور نواب کے احسان کی ممنونی و مشکوری ظاہر کرکے کلیدہاے قلعہ جودھپور دست بستہ روبرو رکھدین اور بکمال عجز کہا کہ یہ ریاست محض آپ کے طفیل سے بچی ہے اسکا شکریہ کس زبان سے ادا کرون کہ بجز قلعہ اور کوئی مقام میرے قبضے مین نہ رہا تھا امیر خان نے بخوبی اُسکی تسلی خاطر فرماکر کہا مین نے یہ کلیدہاے قلعہ اپنی جانب سے تمکو دین

مہارانا بھیم سنگھ کا نواب امیر خان کے ساتھ پگڑی بدلنا

جب نواب امیر خان نے کچھواہونکو جودھپور سے نکالکر مان سنگھ کا تسلط اُسکے ملک پر کرادیا تو ۱۲۲۶ھ ہجری مطابق ۱۸۱۱ء عیسوی مین اودیپور آیا اور مہارانا بھیم سنگھ سے ملاقات کرکے اُس سے کہا کہ اگر نوکری ایک کہو کی چار آنہ فی روپیہ تحصیل ملک میوار سے لینا منظور کرو تو انتظام اور محافظت تمہارے ملک کی کہ ہر فوج کے ورود سے خراب رہتا ہی میرے ذمے ہے۔ مہارانا نے یہ غنیمت جانا اور امیر خان سے واسطے استحکام رسوم برادری کے پگڑی بدلی اور امیر خان کی بات منظور کی۔ نواب نے اُسکی ہر طرح دلجمعی کرکے صلاح دی کہ جب تک تمہاری بیٹی زندہ ہے جھگڑا اُسکی نسبت کا راجہ مان سنگھ سے دور نہوگا بہتر ہے کہ تم اُسکو کسی حیلے سے مار ڈالو کہ رفاہ عالم حاصل ہو ورنہ مین بزور اُسکی شادی مان سنگھ سے کردونگا مہارانا نے کہا مجھکو اُس سے شادی ہرگز منظور نہین اور بزور تمہارے شادی کرنے مین میری آبرو جاتی رہے گی لیکن اگر اقرار محکم کرو کہ موضع گھلانے راؤ مان سنگھ سے مجھکو دلواؤ گے تو مین بعد تمہارے چلے جانے کے تدبیر سے جسمین بدنامی نہ ہو اپنی بیٹی کا کام تمام کردونگا امیر خان نے شرط کو قبول کیا

نواب امیر خان کے حکم سے کشن کمار کو مہارانا بھیم سنگھ کا ہلاک کرانا

بعد روانگی نواب کے مہارانا نے دولت سنگھ سے کہ چار پشت کے فرق سے رانا کا بھائی تھا کشن کمار کی ہلاکت کیلیے کہا تو اُسنے حیرت زدہ ہوکر پکارا جس زبان سے یہ حکم ہوا ہو اُسپر لعنت ہی اور اگر مین اُسکی بجاآوری کرون تو میری نمکخواری پر خاک پڑے۔ بعد ازان مہارانا کے خواص وال بھائی جوان داس کو ضرورت شدید سے آگاہ کرکے کہا گیا کہ ہر ایک شخص سے اس کام کا ہونا محال ہے اوس نے فعل قبیح کا ارتکاب منظور کیا اور نیمچہ لیکر گیا مگر جسوقت پیاری کشن کمار بچگانہ ناز و انداز سے اُسکے سامنے آئی اُسکی رگ غیرت نے جنبش کی دل دھڑکنے لگا ہاتھ پاؤن پھول گئے نیمچہ گر گیا نادم و ذلیل ہوکر باہر چلا آیا۔ اسطرح اقدام ہلاکت اُسکی ماں کو ظاہر ہو گیا اُسنے صداے آہ و نالہ بلند کرکے محل مین ہنگامۂ محشر برپا کیا کبھی بیرحم ہلاکون کو گالی دیتی تھی کبھی بیچارہ بیگناہ کی جان بخشی کے واسطے عجز و التجا کرتی تھی مگر تقدیر سے چارہ نہ تھا اُسکا مرنا لابد ہوا اس کام سے مردون کی حمیت و غیرت دستکش ہو اور فولاد کی سختی معذور ہو چکی تھی مجبور عورتونکے ذمے یہ کام پڑا اور تیغ کا کام شربت کے پیالے سے لیا گیا۔

مشاطۂ قصاب صورت نے باپ کی طرف سے پیالہ پیش کیا اُسنے کمال ادب و استقلال سے تسلیم کرکے نوش کیا

اور اسکو ترقی حشمت و اقبال کی دعا دی جب ماں نے مہارانا کی نامردی اور سنگدلی پر لعنت ملامت
کر کے کوسنا شروع کیا تو کشن کمار نے اسکی اسطرح تشفی اور اشک شوئی کی۔
تم میری منحوس و غم آلودہ حیات کے قطع ہونے پر کیون اتنا افسوس کرتی ہو مین مرنے سے نہین ڈرتی
کیا مین لڑکی نہین ہون سبب مجھے مرنے کا خوف کیون ہو ہم لڑکیان تو جنم سے مرنے کے واسطے ہی پیدا ہوتی ہین
ہم دنیا مین اسی واسطے آتی ہین کہ جلد پھر رحلت کرین اسی پر اپنے باپ کی بدل شکر گذار ہون کہ اُسنے اتنے برسون
مجھے زندہ رہنے دیا۔ تا وقتیکہ شربت جگر خراش نے اُسکے خون مین مخلوط ہونے سے گریز کیا ایسی ہی تقریر کرتی
رہی اب دوسرا جام تیار ہوا اُسنے اُسی ضبط سے اُسکو بھی نوش کیا اور پھر ڈالدیا۔ اسپر بھی گویا انسانی ہمت اور
ضبط کا امتحان اُسی پر منحصر تھا تیسرا اور دیا گیا اس مرتبہ طبیعت نے سم قاتل کے مقابلے اور اُسکی اذیت کی طاقت
سے کنارہ کیا۔ اتنی دیر تک اُسکی جان نہ نکلنے کیوجہ سے افیون کے کسومے کا ایک گھونٹ اور دیا گیا اُسنے
تبسم کیا اور پی گئی اور پھر دنیا سے سفر کر گئی اسوقت عمر اُسکی سولہ برس کی تھی۔ سنگرام سنگھ سکتاوت اس حادثے
سے چار روز کے بعد اودیپور مین آیا اور مہارانا کے سامنے پہونچکر اجیت سنگھ کو جو نواب امیرخان کی طرف
سے اس کام پر مقرر تھا بہت ملامت کی یہانتک کہ مہارانا نے دونون ہاتھون سے اپنا مُنھ ڈھک لیا کیونکہ در پردہ
اُسی کو سناتا تھا۔ لیکن سکتاوت صاحب کی اپنی بداعمالی سے تو ریاست ایسی کمزور ہو گئی تھی اور پھر برادو سرون
کو کہنے لگے اگر خود مین اتنی طاقت تھی تو مرہٹون اور پنڈارون سے کیون ملک کو پامال ہونے دیا۔ نواب امیرخان
نے یہ سنکر جو اقرار دلانے ضلع گھانے راؤ کا مہارانا سے کیا تھا اس بارے مین انوپ رام وکیل جودھپور سے کہ
ہمرکاب تھا گفتگو کی۔

نواب امیرخان کا میواڑ مین اپنی طرف سے انتظام قائم کرنا

نواب امیرخان نے میواڑ کا انتظام درست کرنے کے لیے جمشید خان عامل نیاہیڑہ کو اپنی طرف سے مقرر کیا
اور میواڑ کی آمدنی سے گیارہ لاکھ روپیہ طلب کیا ملک کی پریشانی سے نہ ادا ہونے کے سبب جمشید خان نے
اودیپور کا محاصرہ کر کے رعایا کو بڑی تکلیف دی دوسرے برس باپو سیندھیا بھی میواڑ کی صوبہ داری کے نام
سے آکر شریک ہو گیا۔ یہ لوگ سمبت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۷ء تک میواڑ کو ستاتے رہے سات لاکھ روپیہ سالانہ
قرار پا کر آدھا سیندھیا اور آدھا جمشید خان کو ملتا تھا۔
بہت لڑائی جھگڑون کے بعد سرکار انگریزی نے راجپوتانہ سے غارت گرون کا دخل اُٹھایا اور نواب امیرخان
کو بھی مرہٹون کی طرح کئی پرگنے اُسکے قبضے مین بحال رکھکر جن پر اسکا قبضہ مستحکم تھا اور ہلکر کیطرف سے فوج خرچ کی جاگیر مین
ملے تھے آرام سے بٹھایا۔ اس عرصے مین سرکار انگریزی نے دہلی کے شاہ عالم ثانی کے بعد ملک مین اپنا سکہ
جاری کیا اور راجپوتانے کی ریاستون کے ساتھ عہدنامے تحریر ہوے۔

اودیپور ملک میواڑ کی ریاست پر سرکار انگریزی کی سرپرستی

سنہ ۱۸۱۸ء مین سرکار انگریزی نے ریاست اودیپور کو اپنے ظل حمایت مین لیا - دیکھا تو ملک ویران اور شہر بے چراغ پڑے ہین مہارانا کا اختیار بالکل موقوف ہوگیا ہے افسری و ماتحتی کے کل روابط فسخ ہوگئے اور راج معرض زوال مین ہے سرکاری افسر نے سردارونکو جمع کرکے جو ملک اُنھون نے دبا لیا تھا از سر نو شامل خالصہ کیا اور سردارون کے حقوق پر لحاظ رکھنے کا مہارانا سے اقرار کرایا۔ مہارانا نے سرکار کی سرپرستی اور اپنی ماتحتی قبول کرکے دیگر ریاستون سے ملکی معاملات مین خط و کتابت نکرنے اور تنازعات کو سرکار انگریزی کے فیصلے پر منحصر رکھنے کا اقرار کیا اور پانچ برس تک چہارم آمدنی ریاست اور بعد ازان فی روپیہ چھ آنہ سالانہ بابت خراج ادا کرنے کا اقبال کیا - آخر مین رقم خراج میواڑ پر کم و زیادہ ہوکر دو لاکھ روپیہ سالانہ سرکار انگریزی قائم ہوا -

جب سرکار انگریزی ست تعلق ہوا تو ریاست کے سب سردار مہارانا سے بالکل خود اختیار اور علیحدہ ہورہے تھے صاحب پولیٹکل ایجنٹ نے جنکو ریاست کا اختیار کلی تھا مہارانا اور اُنکے سردارونکے درمیان قول نامہ منضبط کرایا جسمین یہ مدات تھیں کہ کل دیہات خالصہ جو زمانۂ فساد مین حاصل ہوئے ہین و نیز وہ جو ایک سردار نے دوسرے سے چھین لیے ہین واپس کیے جاینگے کہ اڑہ بھوم وغیرہ کی جدید ایجادین موقوف ہوجاوینگی - دان بسوہ کہ راج کا حق ہے اسی تاریخ سے بند ہوجائیگا کوئی سردار اپنی جاگیر مین چوری نہ ہونے دیگا اور نہ باوری - موگیا - تھوڑی وغیرہ چورون کو پناہ دیگا - بہ حسب حکم کے خاص ریاست و سرحدات مین نوکری کرینگے - سردارونکے چار فریق ہونگے ہر ایک فریق تین مہینے دربار مین حاضر رہیگا اور پھر اپنے گھر کو رخصت ہوگا دسہرہ کے تہوار پر دس روز پیشتر سال تمام مین ایک دفعہ سب سردار جمع ہونگے اور بیس روز کے بعد سوا ان سردارونکے جنکی نوکری ہوگی سب اپنے گھرونکو واپس جاوینگے اوقات ضرورت پر جب اُنکی نوکری مطلوب ہوگی تعمیل حکم کرکے حاضر ہونگے -

کل بھایات اور رشتہ دار اور خاندان کے سردار جو دربار کی سند کے موجب جاگیرون پر قابض ہین علیحدہ علیحدہ نوکری کرینگے کسی دوسرے بڑے سردار کے ساتھ یا شامل رہکر نوکری نہ کرینگے سردارونکے رشتہ دار اور جاگیردار جو انھین کے دیے ہوئے پٹون کے موجب اپنی جاگیرون پر قابض ہین اونکی نوکری کرینگے - یہ قول نامہ سنہ ۱۸۱۸ء مین مرتب ہوا تھا اس قول نامے پر عمل درآمد نہ ہونے کی شکایت ہونے پر سنہ ۱۸۲۷ء مین دوسرا قول نامہ انگریزی پولیٹکل ایجنٹ نے تیار کرایا جسکی روسے یہ قرار پایا کہ سردار آمدنی کا چھٹا حصہ دیا کرین اور اُسکے عوض نصف نوکری سے معاف رہیا یعنی سال تمام مین بحساب فی ہزار روپیہ ایک سوار اور دو پیادون سے تین مہینے تک نوکری کیا کرین انضباط عہد نامہ کے بعد مرہٹہ اور دیگر غارتگرون کے گروہ جو مہارانا کے ملک مین مقیم تھے اُنکو وہان سے نکالا گیا مگر بد نظمی ریاست اس حد کو پہونچ گئی تھی کہ کرنل ٹاڈ اول پولیٹکل ایجنٹ کو کل کاروبار ریاست کا اہتمام خود کرنا پڑا اُسکی تدبیرات ایسی مفید پڑین کہ تین برس کے عرصے مین رعایاے ملک فارغ البال ہوگئی اور ملک کی آمدنی بھی دو چند ہوگئی یعنی سنہ ۱۸۱۹ء مین چار لاکھ اکتالیس ہزار و سو اٹھائیس روپیہ تھی سنہ ۱۸۲۱ء مین

آٹھ لاکھ ستتر ہزار چھ سو چھتیس ہوگئی نظم و نسق امور ریاست کا طریقہ اپنے عمل سے دکھا کر کرنیل مسطور نے حسب الحکم گورنمنٹ اختیار ریاست اہالیان راج اور دیور کو سپرد کیا مگر اُنسے اچھی طرح کام نہ ہوسکا دو برس مین قرضہ بکثرت ہوگیا ملک کی آمدنی رہن ہوگئی اور سرکار انگریزی کا خراج بقدر سات لاکھ نوے ہزار سات سو سینتالیس روپیہ چڑھ گیا۔ پھر راج کے اہلکار ونکو تاکید سے زیر نگرانی رکھا گیا اور کسیقدر اصلاح بھی ہوئی مگر انجام کار انتظام ریاست پولیٹکل ایجنٹ کے اہتمام مین سکئے بغیر کار برآری نہ ہوئی۔

باقیات خراج وزمانۂ حال کے واسطے چند پرگنے علیحدہ کئے گئے اور مہارانا کے مصارف کے واسطے ہزار روپیہ روز مقرر کرکے جمع وخرچ ریاست کا بندوبست قرار واقعی کیا گیا اگرچہ مہارانا کی بے اختیاری خود اُسی کی نادانی کا نتیجہ تھا تاہم صرف بنظر اسلوبی امور ریاست دست اندازی ضروری متصور ہوکر بطور عارضی کی گئی اور ۱۸۲۶ء مین پھر مہارانا کو اختیار دیا گیا اور پولیٹکل ایجنٹ کی مداخلت برخاست کی گئی پھر ویسی ہی بدنظمی ہوگئی اور آمدنی ملک پھر اسیقدر کم ہوگئی جسقدر ۱۸۱۸ء مین تھی چند مہینون مین فضول خرچی اور ظلم انتہا درجے کو پہونچا راستونپر تنہا مسافرون کا گذر غیر ممکن ہوگیا اور ملک مین ہر طرف فتنہ وفساد ہوگیا۔

سمبت ۱۸۷۷ مطابق ۱۸۲۱ء مین مگرہ میرواڑہ پہاڑی علاقہ جسکا صدر مقام اب ٹاڈگڈھ ہے اور جسمین زیادہ حصہ میواڑ کا ہے بدانتظامی رہنے کے سبب دس برس کی میعاد پر انگریزی قبضے مین رکھا گیا پھر کچھ بہتری دیکھ کر سرکاری مرضی سے مہارانا نے آٹھ برس زیادہ کئے ۱۸۳۳ء مین مہارانا نے اُس علاقے کے بدستور انتظام انگریزی مین بلا تعین میعاد مگر تاخوشی سرکار انگریزی رہنے کا اقرار کیا ۱۸۴۷ء مین سرکار نے چاہا کہ عہدنامہ باضابطہ کے ذریعہ سے اس علاقے کو ہمیشہ کے واسطے دوام علاقہ انگریزی مین شامل کیا جاوے۔ مہارانا نے اسکے عوض مین اپنے پُرانے پرگنون گوڈواڑ۔ نیمچ۔ جاود اور جیرن وغیرہ کی واپسی کا دعوے کیا چونکہ اُسکی حکومت ایسی پوچ اور ظالمانہ تھی کہ اُسکو اضلاع مذکور کا دینا مناسب معلوم نہ ہوا اسلیے کچھ طے نہ ہوا اور دیہات میواڑ علاقہ میرواڑہ غیر معین صورت سے بدستور انگریزی انتظام مین رہے۔

سمبت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۸ء مین مہارانا بھیم سنگھ نے پچاس برس ابتری کے ساتھ حکومت کرکے انتقال کیا اسکے پچانوے لڑکے اور لڑکیون مین سے ایک کنور جوان سنگھ باقی رہا جو ریاست کا مالک ہوا۔

۶۹ - مہارانا جوان سنگھ

اپنے والد کے گذرنے کے بعد شروع سمبت ۱۸۸۵ مطابق ۱۸۲۸ء مین مسندنشین ہوا نحوست وقت سے اس مہارانا کی عادات ایسی خراب تھین کہ ہمیشہ عیش وعشرت مین مصروف رہتا تھا۔ اسنے سمبت ۱۸۸۸ مطابق ۱۸۳۲ء مین اجمیر جاکر لارڈ ولیم کیونڈش بین ٹنگ صاحب گورنر جنرل ہندوستان سے خانگی طور پر ملاقات کی اُسمین ایسی لیاقت نہ تھی کہ اپنے والد کے عہد کی خرابیون کو امن کی حالت مین جو انگریزی سلطنت کے قائم ہوجانے سے حاصل تھا دور کرتا یہ بیان انگریزی افسرونکی رپورٹون کے موافق ہے لیکن دیسی لوگ اُسکا

فیاضی وغیرہ کے سبب ہر طرح اُسکی تعریف و تعظیم کا خیال رکھتے ہین ملکی انتظام کی ابتری سے آمدنی کم اور عیش و آرام کے اسباب مین خرچ زیادہ پڑنے سے بیس لاکھ کے قریب قرض ہوگیا اور آٹھ لاکھ سرکاری خراج چڑھ گیا بدنظمی اس غایت کو پہونچی کہ حسب حکم کورٹ آف ڈائرکٹرز اُسکو ہدایت کرنی پڑی کہ اگر اپنے تعہد کا ایفا نکریگا تو خراج کے عوض مین ملک یا کسی دیگر قابل اطمینان جائداد کو سرکار انگریزی کے قبضے مین لانا لازم آئے گا لیکن وہ اسکے تھوڑے دنونکے بعد سمبت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۹ع مین دس برس سے کچھ زیادہ راج کرکے بغیر اولاد کے گذر گیا جس سے گود لینے کی ضرورت پڑی ۔

۷ - مہارانا سردار سنگھ

یہ باگور مقام کا جاگیردار اور مہارانا سنگرام سنگھ سے چوتھی پشت مین ہونے کے سبب قریب رشتہ دار تھا اسلیے گود لیے جاکر ریاست کا مالک ہوا - اسکو ملک کے ساتھ بڑے قرض کا بار بھی وراثت مین ملا یہ مہارانا بہت بدمزاج اور تندخو تھا اکثر سردار اُس سے بہت تنگ و ناخوش ہوئے اور مغربی جنوبی علاقے کے بھیلون وغیرہ نے جنکے بعض سردار بھی شریک خیال کئے جاتے تھے فساد اُٹھایا - مہارانا نے اپنی مدد کے واسطے سرکاری فوج طلب کی جو نہین ملی لیکن میجر رابنس صاحب کی معرفت ماگھ بدی ۳ سمبت ۱۸۹۵ مطابق یکم فروری ۱۸۳۹ع کو سردارونکے ساتھ ایک نیا عہدنامہ لکھا جاکر صفائی ہوئی ۔

مجملاً مضمون اُسکا یہ ہی کہ سردارونکے مع فوج تین مہینے تک دربار مین حاضر رہنے کا قاعدہ بدستور جاری رہے گا مگر میعاد مقررہ سے زیادہ کوئی سردار اور دیہہ مین نہین ٹھہرایا جائیگا مہارانا کو اختیار ہے کہ کسی سردار کو حاضر رہنے سے معاف کرے مگر قبل انقضای اس میعاد کے کہ وہ سردار حاضر رہتا کسی اور سردار کو بجاے اُسکے طلب کرنے کا اختیار نہین ہی سردارونکو لازم ہے کہ اپنے ہمراہیونکی کامل تعداد رکھین ۔

سرکار انگریزی کا خراج تو ملک کی آمدنی سے ہی دیا جاے اور اُسکی بابت سردارون سے کچھ مطالبہ نہوگا مگر سردارون کے ذمے جسقدر فوج رکھنا موجب نقشہ مرتبہ کے واجب ہے اُس سے نصف رکھا کرین بعوض معافی نصف کے چھٹوند زر نقد یعنی فی روپیہ دو آنہ سات پائی ادا کیا کرین کہ اس آمدنی سے راج کی نوکری کے واسطے ایک فوج بھرتی کیجاے گی وقت ضرورت پر اگر مہارانا انکو مع کل فوج کے طلب کرے اور حدود میواڑے باہر نوکری پر بھیجے تو جس سردار کی فوج اسطرح بھیجی جائیگی اُسکی چھٹوند مین منہائی کیجائیگی اگر کوئی سردار وقت معہودہ سے دس روز بعد تک چھٹوند ادا نکریگا اسکی اراضی و دیہات بقدر بقایا مستوجب ضبطی ہونگے اور پھر واگذاشت نہ کئے جاینگی اور مہارانا نے اقرار کیا کہ کسی سردار کے دیہات کو بلاسبب ضبط نکریگا اور نہ دوسرے کو دلواے گا ۔

اودیپور کے جنوبی علاقے کے کوہستانی اضلاع مین جنھین مگرہ کہتے ہین بھیل اور گراسیہ کہ غیر معتبر یعنی دوغلی نسل کے راجپوت جاگیردار ہین زیادہ آباد ہین یہ لوگ براے نام اودیپور کے علاقے مین مگر ایسا حق ملکیت رکھتے ہین کہ اُسمین مہارانا کا کچھ اختیار نہین ہے دیہات قرب وجوار سے خراج اور راستون پر مال تجارت اور مسافرونکا

محصول لیتے ہین اور اُنکی حفاظت وامنیت کے جواب دہ تصور ہین۔ ان اقوام کے قدیم حقوق اور دیہات مقبوضہ مین ریاست سے اکثر خلاف مصلحت مداخلت کرنے کا تہیہ ہوا اس سبب سے اُنھون نے مفسدہ کیا اور اسکے دفعیہ اور اس قوم کو مغلوب رکھنے کے واسطے انگریزی فوج کے رکھنے کی ضرورت ہوئی اور یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک انگریزی افسر کی دوامی نگرانی کے بغیر اس ملک مین امن وعافیت قائم نہین رہ سکتی اسلیے ۱۸۴۱ع مین اس ملک مین ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ کے خرچ سے ایک بلٹن بھیلون کی حفاظت وانتظام کے واسطے سرکار کی طرف سے رکھی گئی اسکی بابت مہارانانے بھی خراج کے علاوہ پچاس ہزار روپیہ سالانہ فوج خرچ کے نام سے دینا منظور کیا جو اب تک ادا کیا جاتا ہے۔

سمبت ۱۸۹۹ مطابق ۱۸۴۲ع مین چار برس راج کرکے مہارانا سردار سنگھ نے اس جہان سے کوچ کیا اور ریاست کو ایسی زیرباری مین چھوڑا کہ جسکی درستی اُسکے وارث اور چھوٹے بھائی سروپ سنگھ کو کرنی پڑی۔

۱۷۔ مہارانا سروپ سنگھ

سمبت ۱۸۹۹ مطابق ۱۸۴۲ع مین اپنے بڑے بھائی کے بعد راج کا مالک ہوا اُس کے وقت مین ریاست کی پہلی زیرباریون کے سبب پولیٹکل افسرون نے بہت بار خراج کم ہونے کے لیے سرکار انگریزی مین درخواستین بھیجین جن پر لحاظ ہوکر جون ۱۸۴۶ع مین تین لاکھ روپیہ اودیپور کے عوض دو لاکھ سکہ انگریزی کے حساب سے سالانہ خراج قرار پایا۔

اس مہارانا نے ماتحت سردارونکو جو کئی پشت سے ریاست کی بدانتظامی کے سبب خودسر بن رہے تھے دبانا چاہا بڑے جاگیرداران سلومبر اور دیوگڑھ وغیرہ نے جنکے بعض گانون ضبط کرلیے گئے تھے ریاست کی فوج سے کئی بار مقابلہ کیا۔ کرنل راآبنس کی معرفت جو قول نامہ ۱۸۴۵ع مین تحریر ہوا تھا اُسپر کچھ عمل نہ ہوا تھا اسلیے سمبت ۱۹۱۱ مطابق ۱۸۵۴ع مین کرنل سرہنری لارنس کی معرفت جو بعد کو لکھنؤ کے بلوے مین مارا گیا مہارانا اور سردارون کے درمیان ایک دوسرا اقرارنامہ تیار ہوا کہ ماتحت سردارون کو معمولی خراج ادا کرنا جو تین آنہ فی روپیہ سے بھی کم ہے منظور اور مقررہ میعاد پر خدمت مین حاضر ہونا ضرور ہے۔ ریاست سے بھی اُنکے درجے وار لحاظ رکھنے کا اقرار کیا گیا جاگیردار دیوگڑھ پر ریاست کی فوج کو اُسکے ضبط کیے ہوے علاقے مین سے نکالدینے کے سبب پچیس ہزار روپیہ جرمانہ کیا گیا لیکن فساد پھر جاری ہوگیا جو آٹھ برس کے بعد مہارانا شنبھو سنگھ نے رفع کیا۔

مگر اس قولنامہ پر صرف مہاراناصاحب اور چار سرداران مفصلہ ذیل مہتا شیر سنگھ راؤ دیوگڑھ۔ راؤ بجیسر گڑھ اور راؤ کانوڑ کے دستخط ہوئے اور کسی کی طرف سے اُسکی شرائط کا ایفا نہ ہوا اسواسطے سرکار نے اس کو منسوخ وکالعدم کردیا مگر جن سردارون نے دستخط کیے تھے اُنکی حفاظت کی سرکار کفیل ہوگئی چنانچہ اس کفالت کے ذریعہ سے مہتا شیر سنگھ کی جاگیر جو مہارانانے ۱۸۶۱ع مین ضبط کرلی تھی واپس دلائی گئی تحفہ راجستان مین

لکھا ہے کہ مہارانا سروپ سنگھ نے ایک ایسی ظالمانہ کارروائی کی جس سے تمام سردار اور کل رشتہ دار رنجیدہ ہوگئے۔ اُسنے اپنے بھتیجے اور متبنی کنور شاردول سنگھ کو جو رئیس بننے کا بہت خواہش مند تھا اور جسکی طرف سے زہر دلوانے وغیرہ کا شبہہ ہو گیا تھا ایک تنگ و تاریک خشک کنوئین مین جسکو بیان کی اصطلاح مین حمام کہتے ہین ڈلوا دیا جو چند روز کے اندر بھوک اور پیاس وغیرہ کی تکلیف سے مرگیا۔

اپنے نام کا روپیہ جاری کیا جو پُرانے اودیپوری روپے سے جسپر شاہ عالم کا نام ہے بوجہ چھوٹی ٹکیہ ہونیکے نہ پورا نام مسکوک ہوتا ہے اور نہ سنہ جلوس سمبت مانوس صاف معلوم ہوتا ہے یہ شاہ عالم اورنگ زیب کا بیٹا ہے ایک نہ زیادہ پر چلایا نام اسکا سروپ شاہی روپیہ رکھا اسمین بجائے اُردو حروف کے ہندی مین ایک طرف چترکوٹ اودیپور اور دوسری جانب دوستی لندن مسکوک کرایا اٹھنی اور چونی بھی اسی سکے کی جاری کی دوانی بھی دیکھنے مین آئی مگر چلتی نہین البتہ موجودہ زمانے مین اس سکے کی دوانیون کا زیادہ رواج ہے جو اودیپور ہی آنے کی برابر چلتی ہے لیکن اس سکے مین سال و سمبت درج نہین کیا جاتا۔

سمبت ۱۹۱۴ مطابق ۱۸۵۷ء مین جبکہ انگریزی فوج وغیرہ نے بغاوت کی تو مہارانا سروپ سنگھ نے جبکا پہاڑی ملک لٹیرون کے واسطے پناہ کی جگہ ہوسکتا تھا سرکار انگریزی کے ساتھ خیرخواہی کا برتاؤ رکھا فرمانبردار لشکر کے جو سرکاری آدمی ضرورت سے اس ملک مین ہو کر گذرے اُنکو ہر طرح رسد وغیرہ کی مدد دی اور جو انگریز آس پاس سے جان کی حفاظت کو آئے اُنھین خاطرداری کے ساتھ راجدھانی مین مہمان کیا۔

غدر کے دنون مین پرگنہ نیماہیڑہ کے ایک جاگیردار نے جو بخشی کہلاتا تھا سرکشی کی جسپر کرنل شوبر پولیٹیکل افسر نے نیماہیڑہ پر میواڑ والون کا قبضہ کرا دیا لیکن فساد دور ہونے کے بعد اس غدر سے کہ یہ پرگنہ سرکاری عہدنامے کے موافق رئیس ٹونک کی ملکیت قرار پا چکا تھا اور ایک ماتحت جاگیردار کی برخلافی سے ریاست کو باغی نہین سمجھا جاسکتا پرگنہ مذکور مع وصول شدہ جمع کے ٹونک کو واپس دلایا گیا۔

آخر وقت مین مہارانا سروپ سنگھ کا کمر سے نیچے کا بدن بیماریون سے بیکار ہو گیا مگر اُسکا انتظام بدستور قائم تھا۔ اسی حالت مین مساجد مین اذانین بند کرا دین جسکا قصہ ابتک وہان کے پرانے لوگ بیان کیا کرتے ہین تاہم نہایت جزرس اور منتظم مہارانا کہلاتا ہے اور اُسکی کارروائی سے ملک نے ترقی کی تھی تحفۂ راجستان مین ہے کہ بے وجہ اُسکے مزاج مین مذہبی تعصب اور غیر قوم والون سے پرہیز زیادہ تھا اُسکے کاروبار سے رعایا کے سوا اکثر سردار اور اہلکار ناخوش رہے تاہم تدبیرون سے ریاست مین بہت سا کارخانہ اور سامان درست ہو گیا۔

اُسنے سمبت ۱۹۱۸ مطابق ۱۸۶۱ء مین ۱۷ نومبر کو اپنی حکومت کے بیسوین برس انتقال کیا۔

۷۲۔ مہارانا شنبھو سنگھ

یہ مہارانا سروپ سنگھ کے بھتیجے کا بیٹا ہے اِسکا باپ شاردول سنگھ قید مین مارا گیا تھا یہ گود دئے جا کر چودہ برس کی عمر مین مسند ریاست پر بٹھایا گیا اسکے باپ کی عداوت کی وجہ سے مہارانا سروپ سنگھ اسکو گود نہین لیتا تھا بلکہ گج سنگھ شیواتی والے کو لینے کی مرضی تھی اپنی رانی کے سمجھانے سے شنبھو سنگھ کو منتخب کیا۔

انگریزی دستور کے موافق اٹھارہ برس سے کم عمر آدمی کو ملکی کام مین نابالغ سمجھا جاتا ہے اسلیے مہارانا کی کم عمری کے سبب ریاست مین کوئی آدمی باہمی دشمنی سے بےلاگ نظر نہ آنے سے تمام کاروبار پولیٹکل افسر کی نگرانی مین کیا جانا ضروری جانکر محکمہ ایجنسی چھاونی نیمچ کے عوض خاص اودیپور مین متعین ہوا سرکاری حکم سے دو پنچ اور ایک سرپنچ قرار دیکر کارروائی دیکھی گئی تو اُسمین بہت جلد آپس کی دشمنی اور ضد سے ابتری نظر آئی تب سرکاری ہدایت سے پولیٹکل افسر کو دو پنچ مددگار کے طور پر ملکر تمام کام سپرد ہوا جسمین مہارانا بھی شریک رکھا جاتا تھا تاکہ اس کو ہر طرحسے کارروائی کی عادت اور لیاقت پیدا ہوجاے۔ اس تدبیر سے ملکی آمدنی بڑھی شہر سے نیمچ اور کھیرواڑہ تک پختہ سڑکین تیار کی گئین اور شفاخانہ و مدرسہ جاری ہوا۔ مہارانا کی نابالغی کے زمانے مین سررشتہ مال کی اصلاح شروع ہوئی تھی اور زمینداروں سے بندوبست کیا گیا تھا مگر یہ بندوبست اہلکاران راج کی معرفت ہوا اس سبب سے چھ لاکھ روپیہ جمع مین باقی رہ گیا پٹہ جات منسوخ ہوے اور بندوبست ازسرنو خام ہوا۔ سمبت <u>۱۹۲۱</u> مطابق ۱۸۶۵ء ۱۷ نومبر کو مہارانا بالغ سمجھا گیا اور اُسکو حکومت کے اختیارات اور تیس لاکھ روپیہ نقد جو سرکاری خزانے مین تھا سونپا گیا۔

اُسکے مشیرون نے اسکو خودکام کرنے سے منع کیا مگر کرنل نکسن صاحب پولیٹکل ایجنٹ کی صلاح سے اُس نے مشیرون کی ممانعت پر بطلق خیال نہ کیا اور کام کرنے سے باز نہ آیا منتظمان ریاست مین سے مہتا گوکل چند تو اپنے علاقہ مانڈل گڑھ چلا گیا پنڈت لچھمن راؤ راج کا کارکن اور ٹھاکر ظالم سنگھ بیالی والا یہ دونون مہارانا کے اول مشیر رہے سروپ سنگھ کے آخر عہد مین راوت کیسری سنگھ والی سلومبر مرگیا اہالیان قبیلہ نے متوفی کے بعید رشتہ دار جودھ سنگھ نامی کو مسندنشینی کے واسطے تجویز کیا وہ خلاف حکم دربار و خلاف دستور مع جاگیر پر قابض ہوگیا۔ ریاست کی خواہش یہ تھی کہ راو بعد پسر کو جو وارث جائز ہے مسندنشین کرے مگر بمقابلے جودھ سنگھ قابض جاگیر کے اُسکی امداد کی قابلیت نہ دیکھکر انگریزی فوج ملنے کی پولیٹکل ایجنٹ سے درخواست کی مگر گورنمنٹ ہندوستان نے فوج بھیجنا نا منظور کرکے ریاست اور مجمع سرداران کو اطلاع دی کہ سرکار انگریزی کو منظور نہین ہے کہ ریاست اودیپور کو مدد دیکر اُسکے فرائض سے سبکدوش کرے اور فوج انگریزی کی مدد لینے سے پیشتر سردارون کو لازم ہے کہ بغور و تامل سمجھکر لکھین کہ سلومبر کی مسندنشینی کی بابت کل سردار متفق الراے ہین یا نہین اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ جودھ سنگھ نے دو لاکھ روپیہ ریاست مین داخل کیا اس کا قبضہ بحال رہا اور راو بھیال سنگھ کی نسبت یہ حکم ہوا کہ وہ خود مواضع چاونڈ سے متبنے لیا گیا ہے اسلیے دوبارہ متبنے نہین ہو سکتا۔ اکتوبر ۱۸۶۶ء مہارانا سلومبر جاکر بعد اداے رسم ماتم پرسی وہان کے سردار جودھ سنگھ کو لے آیا مہارانا سروپ سنگھ نے اس رسم کو ادا نہ کیا تھا اس سے چونڈاوت راجپوت بالاتفاق اس سے مخالف ہوگئے تھے اور اُسکے عہد مین بڑی خرابی رہی تھی۔

ستمبر ۱۸۶۶ء مین ٹھاکر نیمبہیڑہ اور راو دیوگڑھ کے درمیان فساد ہوا اُس مین ۱۲ آدمی مارے گئے اور ۲۲

زخمی ہوئے اور دیبقنا نہ ترقی ہوا۔

۱۸۵۷ء مین آمیٹ کے سردار پرتھی سنگھ کے مرجانے کے بعد اسکی ٹھکرانی نے بیابی والے ظالم سنگھ کے بیٹے امر سنگھ کو گود دیا تھا لیکن ریاست کی تلواربندی سے پہلے دوسرے قریبی رشتہ دار چتر سنگھ نے مہارانا سروپ سنگھ کی منشا کے موافق زبردستی آمیٹ پر قبضہ کر لیا تھا سو مرنے امر سنگھ کی طرفداری اور دیوگڑھ نے چتر سنگھ کی مددگاری اختیار کی مہارانا شنبھو سنگھ نے فساد مٹانے کی نظر سے امر سنگھ کو آمیٹ کے موافق نشست اور ایک بڑا گاؤن دیکر کچھ روپیہ نقد آمیٹ سے ملنا مقرر کر دیا جسکے بعد آمیٹ چتر سنگھ کے بیٹے راوت شیو ناتھ سنگھ کے قبضے مین رہکر راوت امر سنگھ کے بے منیجہ کا ٹھکانا علیحدہ قائم ہوا۔

۱۸۶۷ء مین راوت رنجیت سنگھ جاگیردار دیوگڑھ کا انتقال ہوا اُسنے باعتبار پنج سرداری کوٹھاری کیسری سنگھ کی ذلت مین بہت کوشش کی تھی اُسکا بیٹا کشن سنگھ ۲۵ سال کی عمر مین جانشین ہوا مگر باوجود جاری ہوسے ہولس کے ناوقت اطاعت و ادائے نذرانہ جاری رہے گی وہ مدت تک مہارانا کو سلام کرنے کے واسطے حاضر نہ ہوا آخرکار مہارانا نے ایجنٹ گورنر جنرل کے ایماسے رسم جانشینی ادا کر دی۔

حسب صلاح پولیٹکل ایجنٹ مہارانا نے ہولی پر فحش تصویر نہ نکا سربازار رکھنا منع کر دیا اور سواری کے وقت بکرا مارنے کی جاہلانہ رسم بھی موقوف کر دی۔

۱۸۶۶ء مین مہارانا نے لچھمن راو کارکن کو برخاست کر کے کوٹھاری کیسری سنگھ کو دیوان ریاست مقرر کرنا چاہا مگر چونکہ مہارانا کی نابالغی کے زمانے مین کیسری سنگھ سے کہ پنچ سردار تھا ایک ناپسندیدہ حرکت ظہور مین آکر اُسکی موقوفی بحکم گورنمنٹ ہوئی تھی اسواسطے اُسکی بحالی بھی بلا اجازت گورنمنٹ ناممکن متصور ہو کر درخواست اجازت کی گئی گورنمنٹ نے مہارانا کی درخواست کو منظور کیا کیسری سنگھ کے از سر نو مقرر ہونے سے سب کو اطمینان ہوا اگرچہ یہ شخص کام تند ہی سے کرتا تھا مگر چونکہ اُسکا میلان فراخ تدبیری پر نہ تھا اسوجہ سے بندوبست مال قدیم رواج پر رہا اور رعایا مفلس ہوتی رہی۔ افسران گورنمنٹ کی رپورٹون مین لکھا ہے کہ مہارانا کے مشیر باتدبیر نہونے سے بڑا نقصان تھا چند مصاحب جو صحبت مین رہتے تھے اس لائق نہ تھے یہ لوگ مہارانا کو عیاشی اور ناواجب حرکات پر آمادہ کرتے تھے اور ریاستی کاروبار سے غافل رکھتے تھے۔

مہارانا کل کام برائے نام خود کرتا تھا اسلیئے بڑی ابتری رہتی تھی اور گورنمنٹ سے بھی محکمہ جات مقرر کرنے کی فرمائش ہوئی اسپر مہارانا نے باقاعدہ محکمہ جات عدالت فوجداری و دیوانی مقرر کیئے۔

۱۸۶۸ء مین بارش کم ہوئی تھی اس سبب سے جون ۱۸۶۸ء مین میواڑ کے جھیل اور تالابون مین پانی معمولی عمق سے پندرہ فٹ کم رہ گیا۔ کشش بارش سے پیداوار خریف کا بہت نقصان ہوا کہ بجز اضلاع جنوبی کل ملک مین اس فصل کی پیداوار بہت کم ہوئی اور شہر مین غلہ جمع نہ تھا اس سبب سے بازار مین گرانی ہوئی ستمبر و اکتوبر مین غلہ بمشکل میسر آتا تھا اور شب و روز فکر و تردد رہتا تھا مگر معافی محصول و دلجوئی و خاطرداری بیوپاریان

اور اُنکو خرید غلہ کے واسطے زر پیشگی دینے اور سرکاری غلے کے کھتے کھولنے کی فراخ تدبیرون سے ریاست
میواڑ نے اس آفت کا بخوبی مقابلہ کیا اور ہر طرح کوشش کر کے بازار مین غلے کی رَو بہادی - نرخ البتہ
گران رہا یہ سمبت ۱۹۲۵ کا قحط راجپوتانے مین مشہور ہے اور بچپنے کے نام سے پکارا جاتا ہے شروع سمبت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۶۹ء
مین لارڈ میو صاحب ویسرائے ہندوستان جس کی یادگار مین میو کالج قائم کیا گیا ہے اجمیر آیا راجپوتانے کے اکثر
بڑے رئیس دربار مین طلب ہوئے بڑی بحث کے بعد مہارانا شمبھو سنگھ بھی اجمیر گیا جہان اُس کو سب رئیسون
سے اول نشست دی گئی مہارانا صاحب کے بعد جیپور و جودھپور والون نے دوسری نشست کے لیے کوشش
کی جسمین جودھپور کا مہاراجہ تخت سنگھ اپنی منشا کے خلاف کارروائی دیکھ کر واپس چلا گیا - دربار کے دنون مین
میواڑ کے پولیٹکل افسر کو جھالراپاٹن کے مہاراج رانا پرتھوی سنگھ کی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا تھا راستے مین
رئیس نے پولیٹکل افسر سے مہارانا کی ملاقات کے لیے خواہش ظاہر کی - میواڑ کے سردارون نے جو خود کو بعض دوسرے
راجاؤن کی برابر خیال کرتے ہین اس ملاقات مین اس بنا پر اعتراض کیا کہ جھالراپاٹن والونکا بزرگ راج رانا ظالم سنگھ
کوٹے کا نوکر تھا جسکا درجہ میواڑ کے سردارون کی برابر بھی نہین ہوسکتا - کرنل نکسن پولیٹکل افسر نے جو مہارانا کے مزاج مین
زیادہ دخیل تھا اُس سے کہا کہ انگریزی سرکار نے رئیس جھالراپاٹن کو خود مختار راجہ بنایا ہے جسکو دوسرا کوئی رد
نہین کرسکتا اُسکو دوسرے راجاؤنکی برابر عزت ملنےکی امید آپکی مدد کے سوا نہین کی جاتی جو سرکاری
خاطر سے گوارا کرنی چاہئے - اس پر مہارانا نے سردارونکی مرضی کے خلاف منظور فرما کر خانگی ملاقات مین مہاراج رانا
کو اپنی بائین طرف مسند پر جگہ دی لیکن بڑے درجے کے سردار ناخوشی کے سبب اس موقع پر شریک نہ ہوئے -
مہارانا نے جاگیر باگور کی مسند نشینی کا مقدمہ کہ مدت دراز سے زیر تجویز تھا ۱۸۷۰ء مین فیصل کیا کہ باگور کے
مہاراج سمرتھ سنگھ نے جو اپنے چھوٹے بھائی سوہن سنگھ کو مہارانا سروپ سنگھ کی منظوری سے گود لیکر مسند نشین
کیا تھا وہ کسی طرح بے دخل نہین ہوسکتا - اُس سے بڑے بھائی سکت سنگھ کا دعوی ناجائز ہے مگر مہاراج
سکت سنگھ کی معاش کے واسطے یہ تجویز ہوئی کہ اُسکو باگور کی جاگیر سے بارہ ہزار روپے کی جمع کے دیہات
علیحدہ کردئے جاوین پانچہزار کے دیہات پہلے سے اُسکے قبضے مین تھے سات ہزار کے اور دئے جاوین دوسرے
سال مہاراج سکت سنگھ نے فساد کے لیے سر اُٹھایا ریاست کی فوج اسپر بھیجنی پڑی جو اسکو قید کر لائی اُسکے
ساتھ مین اُسکا کنور سجن سنگھ بھی حراست مین آیا -
دسمبر ۱۸۷۱ء کو کرنل بروک ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے بڑے تکلف کے دربار مین بموجودگی صاحبان
انگریز مقامات گرد و نواح و سرداران ریاست مہارانا کو سرکار کی طرف سے تمغاے ستارۂ ہند درجہ اول
دیا اور مہارانا نے بہت خوش ہوکر شکریہ ادا کیا -
فروری ۱۸۷۲ء مین کسی سے صلاح لیے بغیر جینڈر کے سردار کے بیٹے کو دربار مین سردار گھانے راؤ علاقہ
جودھپور کی نشست عطا کی کہ وہ عرصے سے غیر حاضر ہے اور سالہا سال سے اپنی نشست کھو بیٹھا تھا

کھینڈر کی اس ترقی پر بجولیہ۔ دیوگڑھ بیگوں۔ دیلواڑہ۔ آمیٹ۔ گوگوندا اور کانوڑ کے سردارون کو رنج ہوا اُنھون نے بالاتفاق عہد کیا کہ نہ دربار مین جاوین اور نہ کھینڈر والے سے نیچے بیٹھین مگر دسہرہ پر کھینڈر والا سے کہدیا گیا کہ نہ آوے جب سب حاضر ہوئے۔

جون ۱۸۵۸ء مین مہارانا نے ایسا مقدمہ فیصل کیا کہ ۱۸۵۶ء سے زیر تجویز تھا اور موضع تسوار پر بطور خونبہا ٹھاکر لامہ کو دیکر فیصلہ مہارانا سروپ سنگھ کا بحال رکھا۔ لامہ اور رویا ہیلی کے سردارون مین سرحد کا تنازعہ تھا رویا ہیلی والے نے یکایک حملہ کر کے سردار لامہ کے بیٹے اور دو بھائی اور ایک ٹھاکر اجمیر کو مار ڈالا اور پانچ آدمیونکو مجروح کیا جنرل لارنس نے کہ اُس زمانے مین پولیٹکل ایجنٹ تھا تسوار یہ موقع واردات کو ضبط کیا اور مہارانا سروپ سنگھ نے لامہ کو دئے جانیکا حکم دیا اس حکم کی تعمیل کے واسطے مارچ ۱۸۵۸ء مین ایک اہلکار مع فوج ریاست بھیجا گیا مگر دریافت ہوا کہ ملازمان ٹھاکر مقابلے پر آمادہ ہین اسپر کمک بھیجی گئی اور کل سرداران گرد و پیش کو ہدایت ہوئی کہ اپنی اپنی جمعیت سے حکم راج کی تعمیل کرین چنانچہ سب ٹھاکرون نے تعمیل کی مگر سرداران دیوگڑھ و آسیند نے واجبیت حکم در بار پر اعتراض کر کے تعمیل نکی آخر کار رویا ہیلی والون نے کہ ٹھاکر صغیر سن اور دوم درجے کا سردار ہے تسویہ خالی کر دیا۔

سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۴ء ۷ اکتوبر کو مہارانا شنبھو سنگھ نے ستائیس برس کی عمر مین بارہ برس دس مہینہ بیس روز راج کرنے کے بعد تین مہینہ سخت بیمار رہکر ناسور جگر کی تکلیف سے وفات پائی۔ اُسکے عہد مین ہائی اسکول طیار ہوا اور ایک شنبھو نواس مکان محلون کی جنوبی طرف چھوٹے تالاب کے کنارے پر پرانی عمارت توڑوا کر بنایا گیا جس سے بہتر گرم موسم مین آرام کے لیے کوئی جگہ نہین ہے۔

کرنیل رٹ پولیٹکل افسر نے بیدلہ راو بخت سنگھ کی مدد سے زنانہ ڈیوڑھی کا عمدہ بندوبست رکھا جو عورتین پرانے رواج کے موافق اپنے مالک کے ساتھ جان ضائع کرنی چاہتی تھین اُنکو بغیر کسی فساد کے روکدیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ میواڑ مین رئیس کے انتقال پر ستی ہونے کی ناقص رسم بند کی گئی۔

بھیلون کا فساد

شروع ۱۸۸۱ء مین خالصے کے بھیل ایسے سرکش ہو گئے کہ مگرے کے حاکم نے ریاست کو لکھا کہ تاوقتیکہ ان مین سے دو ایک نہایت شریر و سرکش پالون کو سزا نہ دیجاے اس ملک مین امن رکھنا اور تعمیل حکم کرانا غیر ممکن ہے اسپر ریاست کو چند مفسد و سرکش پالونکی سرکوبی کر کے اپنی حکومت قائم کرنی لازم آئی مگر راج کمزور ہو رہا تھا بجاے اسکے کہ فی الفور سزا دیجاتی سامان نہ ہونے کے سبب سے فوج کی تیاری اور روانگی مین توقف ہوا بھیلون نے حکام کی یہ سستی اور غفلت دیکھکر اور بھی وارداتین کین ستمبر مین اُنکی شورش انتہائی درجہ کو پہونچی مہارانا کو حکام انگریزی کی طرف سے صلاح دیگئی کہ پہاڑی اضلاع مین مناسب مقامات پر فوجین متعین کر کے سزا دہی کا بندوبست کرے مگر قبل عمل درآمد اس تجویز کے سرغنہ پالون کو طلب کر کے ہدایت کی کہ مجرمونکو فوراً گرفتار کرا دو اور اطلاع مفرورمونکر

ورنہ بصورت خلاف ورزی سزاے سخت دیجائے گی مگر چونکہ یہ ہدایت بلا سزا تھی اسپر کچھ عمل نہوا رمہارانا کو اس قوم کی سزادہی و تربیت و انسداد فساد کا بہت فکر ہوا اور چاہا کہ ایک دفعہ حکومت قائم کرکے اس ضلع کو تحت انتظام خاص مین رکھے مگر یہ امر مشکل معلوم ہوا کیونکہ ان مفسدون کو ضبط مین لانے کے واسطے جو تحمل و مستی و دیانت و لیاقت چاہیے راج کی حکومت مین کہان تھی - اہالیان راج علی العموم یہ سمجھتے ہین کہ بھیلون مین عقل و تمیز و دیگر قواے انسانی نہین ہین اور اس سبب سے انکو صرف ظلم و تشدد کے ذریعہ سے مغلوب رکھا چاہتے ہین - بھیلونکی سزادہی کے لیے ریاست کی فوج اور جاگیردارونکی جمعیت بہ تعداد دو ہزار کس اودیپور مین جمع ہوکر ۱۹ - اپریل ۱۸۶۹ء کو بہ سرداری ظالم سنگھ بابلی والا پہاڑی اضلاع مین آئی اور نتھارا اسٹراڑا - کریرا اور بھورائی کی پالون پر متواتر حملہ آور ہوئی طرفین سے کشت و خون بہت کم ہوا مہارانا کی فوج سے صرف چار آدمی مارے گئے اور بارہ زخمی ہوئے اور بھیلون کی طرف ۱۲ مقتول و ۴۹ مجروح سنے گئے حسب دستور بھیل پہاڑون مین بھاگ گئے مگر قحط و بیماری کی وجہ سے انھون نے جلد اطاعت قبول کرلی اسکا نتیجہ بہت اچھا ہوا -

۱۸۷۲ء و ۱۸۷۳ء مین بھیلون نے پھر شورش کی اور کئی وارداتون کے مرتکب ہوئے راج کی فوج کا دھنک واڑہ پال کے بھیلون سے مقابلہ ہوا اگرچہ راج کی فوج قواعد و ہتیارون مین بہت ناقص تھی اور کسی غیر فوج کا مقابلہ کرنے کے واسطے بالکل کارآمد نہ تھی مگر بھیلونکی سزادہی مین کہ انکے پاس سواے تیر و کمان اور پہاڑونکی پناہ کے اور کوئی ذریعہ نہین ہے بخوبی کارگر ہوئی یہ بیان انگریزی افسرونکی رپورٹون سے مقتبس ہے اور مین نے راج میواڑ کی بدنظمی اور ابتری کی باتون کو کچھ نرم کرکے لکھا ہے - یہان کی سپاہ کے حال پر مزید روشنی دوسری رپورٹون سے انھین افسرونکی ڈالتا ہون راج کی سپاہ کے آدمی نہایت شکستہ حال و محتاج ہین سوارونکے گھوڑے بالکل ناکارہ ہین انمین زیادہ تر سندھی اور میواڑ کے ہندو مسلمان ہین اور کچھ پردیسی بھی ہین سہ بندی پیادگان بے قواعد و بد اسلحہ ہے سوارون کی تنخواہ پندرہ سولہ روپیہ سکہ اودیپوری ہے اسمین وہ گھوڑے اور ہتھیار رکھتے ہین اور اسی مین خورد و نوش و پوشش کا بندوبست کرتے ہین اور اسیطرح سپاہی پیادے اودیپوری چھ روپے ماہوار پر دفع الوقتی کرتے ہین جسکی قیمت انگریزی چہرہ دار روپے سے ۱۲ کو اور کبھی اس سے بھی کم ہوتی تھی اور ان چھ روپے مین سے بیڑہ خرچ وغیرہ کے دام کٹ کر پوے چھ ملتے ہین اور تنخواہ دو مہینے کے بعد یعنی سال بھر مین چھ بار ملتی ہے اسلیے سپاہی بنیون سے قرض سخت سود پر لیکر زیر بار رہتے اور ایڑیان رگڑتے ہین

ستمبر ۱۸۷۱ء مین بدریافت اس امر کے کہ باغی مینون کا گروہ رعایاے علاقہ گوڈواڑ سے سرحد جورہ کے پہاڑون مین آکر پناہ پذیر ہوا اسکی سزادہی کے واسطے فوج کا بھیجنا ضرور پڑا اس مین کھیرواڑہ اور کوٹڑہ کی مختلف جمعیتین اودے پور سے راج کی فوج اور راو جورہ کے ملازم شامل ہوے راو کے بھائی ٹھاکر بھیم سنگھ نے ایک گروہ کو انکی جاے پناہ مین جا پکڑا لڑائی مین انکو شکست دی اور انکے سرگروہ تیلا دبیاے معروف کو

مار ڈالا اور دوسرے چارون کو زخمی کیا مگر درختونکی کثرت سے کل گروہ بھاگ گیا کوئی گرفتار نہ ہوا اس فوج کشی اور ٹھاکر بھیم سنگھ کی مقابلہ آرائی سے گو ڈواڑا اور سروہی کے مینون اور بھیلون نے فی الفور میواڑ کے پہاڑون کو چھوڑ دیا۔

۷۳۔ مہارانا سجن سنگھ

یہ مہارانا شمبھو سنگھ کا عمزاد بھائی اور مہاراج سکت سنگھ کا بیٹا تھا باپ کے ساتھ حراست مین آیا اور مہارانا شمبھو سنگھ کی وفات کے بعد بڑی مہارانی اور سرداران وغیرہ کے اتفاق سے متبنٰی ہوکر آسوج بدی ۱۳ سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۷ اکتوبر ۱۸۷۴ء کو مسند ریاست پر بیٹھا۔ اسوقت اسکی عمر پندرہ برس کی تھی کسی قدر انگریزی۔ اردو اور ہندی سیکھنے پایا تھا کہ سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء مین مہارانا کو سردارونکی تجویز سے مہاراجہ ایڈر کی بہن کے ساتھ شادی کرنیکو وہان جانا پڑا۔ اس سفر کے تھوڑے دنون کے بعد انگلستان و ہندوستان کے ولیعہد شاہزادہ بہادر ویلز کی پیشوائی کے واسطے پولیٹکل افسر وغیرہ کے ساتھ ممبئی جانے کا اتفاق ہوا۔ ان اسباب سے پڑھنے لکھنے مین ہرج ہو گیا سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ماہ ستمبر مین دیوان مہتا پنا لال جو مہارانا شمبھو سنگھ کے انتقال پر بعض لوگونکی مخالفت سے اجمیر جلا وطن کردیا گیا تھا محکمہ خاص کی ابتری کے سبب واپس بلایا گیا۔

اسی سال مین مہارانا کے چچا باگور کے مہاراج سوہن سنگھ نے جو خود کو اودیپور کی مسند نشینی کا حقدار خیال کرتا تھا زیادہ سرکشی کی۔ اسپر کھیرواڑے کی انگریزی بھیل پلٹن مع ریاست کی فوج و توپخانہ کے میجر کننگ کمانیر کھیرواڑہ کی ماتحتی مین باگور کے محاصرے کو بھیجی گئی اگرچہ بسبب کثرت بارش وطغیانی پانی کے روانگی مین توقف ہوا مگر میجر صاحب نے اپنا کام بلا خونریزی انجام دیا اور مہاراج سوہن سنگھ کو گرفتار کر کے ۸ اکتوبر کو اودے پور لے آیا اُسکے کام دار اور دیگر متوسلین جیلخانہ مین بھیجے گئے اور وہ خود پانسو روپے ماہوار تنخواہ پر بنارس بھیجدیا گیا جہان سے کئی برس کے بعد اُسکو میجر اڈورڈ بیراڈ فرڈ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی سفارش پر مہارانا کے حکم سے مختصر جاگیر ملکر اودیپور مین رہنے کی اجازت ہوئی جنوبی کوہستان کے مقامات منڈوہ اور بکھیل مین ڈاکن کشی کے دو مقدمات شروع سال ۱۸۷۵ء مین وقوع مین آے اور منڈوہ مین نوبت بہ ہلاکت پہونچگئی اور رازجورہ سے اُس کا انسداد بالکل نہ ہوسکا اور باشندگان قرب وجوار بہت خائف و متردد ہوئے اس صورت مین سپرنٹنڈنٹ اضلاع کوہی کی تحریک کے بموجب پولیٹکل ایجنٹ نے فوج بھیجنے کی تیاری کی اگر یہ فوج فی الفور روانہ ہوجاتی تو یقین تھا کہ فوج کے پہونچتے ہی یا حملہ شروع ہوتے ہی بھیل اطاعت پذیر ہوجاتے مگر نحوست اتفاق سے اسی زمانہ مین باگور پر فوج کشی ہوگئی اور یہ کام التوا مین رہا جب وہ مہم ختم ہوئی تو صدر مین اتنا جلد دوسری طرف فوج کشی کرنے کی نسبت بحث ہوئی اس سے توقف ہوا آخرکار بھیل پلٹن اور راج کی متفق فوج بہ تحت میجر کننگ ۱۷ مارچ کو اودے پور سے روانہ ہوئی اس توقف سے بھیلون کو مستعد مقابلہ ہونے کی فرصت مل گئی کہ لڑائی کے واسطے تیار ہوگئے اور اپنے مویشی ومال قرب وجوار کی پالونمین دوست آشنا ونکے پاس بھیجدیے اور پہاڑونمین

چھپنے کی غرض سے غلہ جمع کرلیا تاہم فوج کشی کا نتیجہ اچھا ہوا یعنی دونون سرگروہ مع اُنکے بڑے آدمیو نکے گرفتار
ہوئے صدہا مویشی اور غلہ تاتیار بر ریاست کا قبضہ ہوگیا اور بھیلون کو بخوبی ثابت ہوگیا کہ بندوقین خواہ کیسی ہی
ناقص ہون اُنکے تیر وکمان سے ہر طرح بہتر ہین آخر کار ایک مضبوط تھانہ قائم کرکے راج کی فوج واپس آئی
اور بھیلون کو بعد اقرار نیک چلنی آئندہ کے آباد ہونے کی ہدایت ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد لارڈ نارتھبرک گورنر
جنرل ہندوستان راجپوتانہ کا دورہ کرتا ہوا ادیپور آکر یہان کی مہمانی سے بہت خوش واپس آگیا۔
مندر ناتھدوارہ کے گوشائین دگوسوامی) گردھاری لال نے سردارون کا طریقہ اختیار کرکے دربار سے سرکشی کی
سنہ ۱۸۶۹ء مین اُسپر فوج بھیجی گئی مگر ریاست کی حکومت قائم کئے بغیر برخاست ہوگئی اور گوشائین کے دیہات علاقہ میواڑ
عرصے تک قرق رہے تاہم شرارت سے باز نہین آیا پھر یہ حکم ہوا کہ گشائین کا وکیل پولیٹکل ایجنٹ کے پاس
نہ رہنے پائے اس امر سے امید تھی کہ وہ اطاعت پذیر ہوکر اپنے ظلم وتعدی کے طریقے کو چھوڑ دے مگر دریافت ہوا
کہ نانہ ڈیوڑھی سے اُسکی رعایت ہوتی ہے اسلئے وہ بدستور خودسری وعدم تعمیل کئے جاتا ہے اور اسکو دیکھکر دیگر
سرداران خراج گذار ریاست کو حوصلہ شرارت وتمردی ہوتا ہے آخرکار ۱۸۷۵ء مین تحقیق ہوا کہ جب تک
گشائین حال کو بیدخل وخارج کرکے۔ اسکے بیٹے کو قائم مقام نہ کیا جائے رفع نزاع نہ ہوگا۔ دسمبر ۱۸۷۵ء مین
اوسکی تنبیہ کے واسطے فوج تیار ہوئی تب اُسنے پولیٹکل ایجنٹ کو لکھا کہ معاملات ملکی مین ریاست کا ماتحت رہکر
احکام کی تعمیل کرونگا جیلخانہ کے قیدیون کو چھوڑ دونگا دہات متعلقہ مندر مین رعایا کو تکلیف نہ دونگا ریاست سے
مقدمات دیوانی وفوجداری کی مثلین طلب ہونگی تو بھیجتا رہونگا اور جو پردیسی آدمی نوکر ہین انکو موقوف کردونگا چنانچہ
اُسنے اکثر پردیسی آدمی موقوف کردئے اور قیدی بھی بہت سے رہا کردئے مگر امثلہ مطلوبہ نہین بھیجین اور اختیارات
دیوانی وفوجداری مین ریاست کی مداخلت نہ ہونے دی اور اطاعت کرنے سے صاف انکار کردیا تب سنہ ۱۸۷۶ء
مین گرفتار ہوکر میواڑ سے باہر رہنے پر مجبور کیا گیا وہ پہلے متھرا اور پھر بمبئی کو چلا گیا اُسکے کم عمر بیٹے گوردھن لال کے
ہوشیار ہونے تک ریاست نے انتظامی کارروائی اپنے ہاتھ مین لے لی۔
اسکے دوسرے برس مہارانا بڑی بحث کے بعد دہلی کے دربار قیصری مین جو لارڈ لٹن ویسراے کی حکومت
مین قرار پایا تھا شریک ہوا اس موقع پر مہارانا کی ذاتی سلامی انیس کے عوض اکیس توپ مقرر ہوئی اور
ریاست کے دو عزت دار اہلکار دیوان مہتا پنالال اور کوٹھاری چھگن لال کو راے کا خطاب عطا ہوا۔
سمبت ۱۹۳۴ مطابق ۱۸۷۷ء مین مہارانا کو ریاست کے کامل اختیارات حاصل ہوئے اور اُس نے اکثر باتونکا
نیا انتظام شروع کیا اول ایک کونسل اجلاس خاص نام سے عدالت اپیل کے عوض مقرر ہوئی جسمین کسیقدر
سردار اور عزت دار اہلکار داخل کئے گئے کئی برس کے بعد بعض لوگون نے اس نام کو بدلکر مہدراج سبھا مشہور کیا
اس برس علاقے مین نئے حاکم بھیجے گئے جنکو دیوانی وفوجداری اور مال کے یکجائی اختیارات عطا ہوئے
اسوجہ سے رعایا پر حاکمون کا بڑا دباؤ پڑا حالانکہ ارباب دانش صیغہ مال اور عدالتی کام ایک ہاتھ مین ہونے کو

بڑا جانتے ہین اور سرکار انگریزی مین انکے الگ کیے جانے کی تدبیر ہو رہی ہے۔

خاص فوج کی تنخواہ مین کچھ اضافہ ہو کر انگریزی قواعد سکھانا جاری کیا گیا شہر کے انتظام اور صفائی کے لیے محکمہ پولیس قائم ہوا۔ سڑکی کوچہ مین گائے بیل وغیرہ جانور جو بے قید پھرا کرتے تھے ایک علیحدہ مکان مین رکھ دیے گئے۔ آوارہ کتے بھنگیون کے ذریعہ سے پکڑوا کر ایک مکان مین بند کر دیے گئے اور کچھ عرصے کے بعد جنگل مین چھوڑ دیے جانے لگے۔ جانورون کی گرفتاری پر شہر کے مہاجن دوکاندارون نے جنکا یہان بڑا زور ہے ایک روز ہڑتال کر دی تھی جو انکے سرغنہ نگر سیٹھ وغیرہ کو تنبیہ کرنے سے رفع ہوئی۔ اسی برس کرنل بی پولیٹکل افسر کی سفارش سے مہارانا نے پادری ڈاکٹر شیپرڈ کو شہر کے شمالی طرف چھوٹا تالاب کے کنارے پر مشن کے واسطے ایک مختصر زمین بخشی مشن والون نے ریاست کی اجازت سے اپنا ایک شفاخانہ اور مدرسہ بھی شہر کے اندر قائم کیا اور بعد کو شہر کے باہر ایک گرجا بھی بنایا اور لاوارثون و محتاجون کو عیسائی بنانے مین بہت ترقی ہوئی۔

سمت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۱ء مین جنوبی علاقے کے پہاڑی بھیلون نے بلوہ کرکے ریاست کے تھانہ دار اور سوار وغیرہ لوگون کو قتل کر ڈالا خبر ہوتے ہی ۲ دسمبر کو ریاست فوج کا ایک گروہ رکب دیو کی طرف بھیجا گیا اگرچہ بھیلون نے جو کسی غریب مسافر کو لوٹ لینے کے سوا ہتیارہ والون سے لڑائی کی جرأت نہین رکھتے کوئی مقابلہ نہ کیا لیکن دوسرے علاقون ڈونگرپور اور بانسواڑہ وغیرہ کی طرف فساد پھیل جانے کے اندیشے سے پولیٹکل افسر نے ریاست کی فوج کو حملہ کرنے کی صلاح نہ دی جو لٹیرون کے واسطے مفید ہوگئی یہ پہلا موقع ہے کہ بھیلون کے علاقے سے بغیر کافی سزا دیے فوج لوٹ آئی۔ مہارانا شمبھو سنگھ وغیرہ کے عہد مین گیارہ وحشیون کا سخت تدارک کیا گیا تھا جس سے بہت عرصے کے لیے امن ہو گیا تھا اس فساد کا بڑا سبب بعض لوگونکے بہکانے کے سوا یہ ہے کہ قدیم سے بھیل ذلیل قوم کے لوگ ریاست کے آدمیون کا اسباب سر پر اٹھا کر بیگار کے طور پر پہنچایا کرتے تھے۔ اور غیر مسافر سے اس خدمت کی اجرت لیکر لوٹ مار سے بچانے کے ذمہ دار ہوتے تھے۔ کسیقدر افغانی لوگ جنکو اس ملک مین ولایتی کہتے ہین اور جو مدت سے راجپوتانے کے بعض علاقون مین نوکری سے گذر کرتے ہین میواڑ کے پہاڑی ضلع مین مقرر تھے بھیل ان مضبوط اور سخت آدمیون سے ڈر کر سرکاری حکمون کی تعمیل جلد کیا کرتے تھے۔ ریاست کے ایک دو بڑے اہلکارون نے علاقے مین جاکر بھیلون کی بیگار وغیرہ موقوف کر دی اور ولایتی لوگون کو ظالم قرار دیکر میواڑ سے نکلوا دیا نتیجہ یہ نکلا کہ بھیلون نے جنہین دفعۃً ایسی رعایت کی سمائی نہ تھی جان و مال کا ایسا نقصان کیا جس کا کچھ بھی عوض حاصل نہ ہو سکا۔ فسادی لوگ رعایت کی حالت مین اس غلط خیال سے کہ ہمین کوئی سزا نہین دے سکتا زیادہ بدی کرنے لگتے ہین۔ محض وحشی اور بیرحم لٹیرون کو تیز دارونکے مقابل ایکدم بے لگام چھوڑنا کب مناسب سمجھا جا سکتا ہے یہ لوگ شور و فساد سے عام امن مین بعض دفعہ خلل ڈالتے ہین جنکو سزا دینے کی بابت بعض افسر درگذر کر جاتے ہین لیکن جنگلی رعایا کو جسکے پاس روپیہ کم ہوتا ہے جرمانہ وغیرہ سے تنگ کرنا البتہ بیجا ہے اور لوٹ مار دور کرنے کی غرض سے جسمین اکثر غریبون مسافر اور محنتی بیوپاریون کی جان و مال کا نقصان ہوا کرتا ہے فسادیون کو

تنبیہ اور جسمانی سزا دینا نہایت ضرور اور بیشک مفید ہے۔
سمبت ۱۹۳۸ مطابق ۱۸۸۱ء نومبر کے مہینے مین لارڈ رپن ویسراے ہند نے چتوڑ کے مقام پر آکر مہارانا کو اول
کے کا تمغا ستارہ ہند بلکہ قیصرہ ہند کی طرف سے دیا۔ مہارانا نے اس موقع پر چتوڑ کے راستے اور مکانون کی درستی
میں چار لاکھ روپیہ صرف کر کے نائب سلطنت کو دور وزیر بڑی خاطرداری کے ساتھ مہمان رکھا۔
اس سال مین مہاراج سکت سنگھ کو جو مہارانا کا اصلی والد ہے اور جسکو جاگیر کے عوض پچھتر ہزار روپیہ سالانہ
ملتا تھا۔ باگور کی جاگیر جو پہلے اُسکے حقیقی بھائی سوہن سنگھ سے ضبط ہو چکی تھی عطا کی گئی۔
سمبت ۱۹۳۹ مطابق ۱۸۸۲ء مین راوت کوٹھاریہ پر جو اول درجہ کے سرداروں مین سے ہے قرضے کی فریاد اور
مہی فیصلے کی تعمیل نکرنے کے سبب کسیقدر فوج بھیجی گئی جو کامیابی کے بعد جلد واپس بلائی گئی۔
اس سال مہارانا کے محل مین ایڈر والی چھوٹی مہارانی سے ایک کنور پیدا ہوا یہ بڑی خوشی کی بات تھی جو چار پشت
سے مہارانا بھیم سنگھ کے بعد کسی رئیس کو حاصل نہوئی تھی۔ لیکن سرد موسم مین غفلت اور بے احتیاطی کے سبب
آتش سے چار پہر کے بعد بچے کی جان ضایع ہو گئی اور کل راگ و رنگ ماتم و غم سے بدل گیا۔
سمبت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۳ء مارچ کے مہینے مین جودھپور کا مہاراجہ جسونت سنگھ اور کشن گڑھ والا اناردول سنگھ
دوستانہ طور پر اودیپور آئے جو تین ہفتہ کے قریب قیام رکھنے کے بعد اپنی ریاستون کو واپس گئے۔
اس برس بوہیڑہ مقام کی جاگیر پر جو دوسرے درجے کے سردار ونمین زیادہ آمدنی کی جگہ ہے جھگڑا ہوا۔ بوہیڑہ
کے راوت اُدیوت سنگھ نے ایک دور کے رشتہ دار کیسری سنگھ کو اپنے مرنے سے چند روز پہلے ریاست کی منظوری
بغیر وارث بنادیا تھا بھینڈر کے جاگیردار مدن سنگھ نے قریب رشتہ داری کے سبب اپنے چھوٹے بھائی کو بوہیڑہ
کی جاگیر ملنے کے لیئے مدد مانگ کر انصاف چاہا مہارانا کے حکم سے راج کی فوج نے اُس مقام کا محاصرہ کر لیا توپی کارروائی
سے مکانون مین آگ لگی اور کیسری سنگھ نے پچھلی رات مین کچھ سامان لیکر بوہیڑہ سے نکل جانا چاہا فوج والون نے پیچھا
کیا جس سے کچھ آدمی ہلاک اور زخمی ہوے اور کیسری سنگھ کو فوج مع کامدار وغیرہ گرفتار کر کے اودے پور لے گئی
ریاست کے نوکرون مین سے رسالدار بہادر گلشیر خان گولی لگنے سے مارا گیا اُسکے بیٹے کے نام معقول تنخواہ مقرر
کی گئی۔ پچھمی لدل مہتا حاکم جہازپور کو فوج کی افسری پر جانے کے سبب پاؤن مین سونا عطا ہوا جو اس ملک مین
عزت کی نشانی ہے اور فوج خرچ کے طور پر ایک گاؤن منگواڑ نام خالصے مین رکھا جاکر بوہیڑہ کی باقی جاگیر سردار بھینڈر
کے چھوٹے بھائی رتن سنگھ کو دی گئی۔ اسی عرصے مین مہارانا نے چتوڑ سے اودیپور تک ریل بنوانے کا ارادہ کیا
تھا جو تجویز اُسکے مرنے کے بعد عمل مین آئی۔
سمبت ۱۹۴۱ مطابق ۱۸۸۴ء ۲۳ دسمبر کو مہارانا نے جودھپور کے سفر سے واپس آکر جہان وہ اپنی بیماری کے
باعث آب و ہوا بدلنے کو گیا تھا ایک دم ضعف بڑھ جانے سے دس برس ڈھائی مہینہ ریاست کر کے چھبیس برس
کی جوان عمر مین انتقال کیا۔ موت کی تقریب پر بہت سی رسمی خیرات ہو کر دو لاکھ روپیہ میواڑ کے علاقے مین مدرسے

اور شفاخانے بننے کے لیے والٹر صاحب رزیڈنٹ کی صلاح سے اعانت رہا جواب اُن کاموں مین صرف ہو رہا ہے
اس مہارانا کی طبیعت مین کسی قوم یا مذہب اور غیر جگہ کے لوگون سے کچھ تعصب نہ تھا ملکی انتظام کے سوا اس نے
بہت سے رونق و آرام کے سامان جمع کئے۔ شہر مین صفائی کی تاکید رکھکر مناسب مقامات پر روشنی کا بندوبست ہوا
سڑک اور محلون مین درستی ہو کر جا بجا میوے اور پھولون کے درخت لگائے گئے۔ شکارگاہ نا ہر مگرہ مین نیا مکان
اور باغ تیار کرایا گیا شہر کے باہر مغربی شمالی طرف ایک قلعہ سجن گڑھ اور شہر کے مغربی جنوبی طرف ایک بڑے عمدہ
سجن نواس باغ کی بنا ڈالی جسمین ہر طرح کے پھول پھل میوے اور خشکی و تری کے جانور موجود کئے گئے اور اب
یہ مقام گلاب باغ کے نام سے شہرت پذیر ہے اسکے حکم سے راجدھانی مین اخبار جاری ہوا۔ غیر ریاستون جیپور اور
جودھپور وغیرہ کے مہاراجہ رام سنگھ اور جسونت سنگھ سے میل ملاپ کے ساتھ دوستی و موافقت کا سلسلہ مضبوط کیا۔
تحفۂ راجستان مین لکھا ہے کہ بعض لوگ اس مہارانا کو سخت مزاج اور بخیل طبیعت خیال کرتے ہین لیکن اصل یہ ہے
کہ وہ لازمی ریاست تھا تیز مزاج اور صاف دل رئیس اگر ظالم بھی ہو تو اس سے ملک کو نقصان نہین ہوتا ماتحت
لوگ اپنا کام ڈر کر منت اور درستی سے انجام دیتے ہین۔

۴۷۔ مہارانا فتح سنگھ جی

موجودہ مہارانا صاحب جو شیورتی مہاراج گج سنگھ کے چھوٹے بھائی اور متبنٰے تھے اور مہارانا سنگرام سنگھ کی اولاد مین
سے مہارانا سجن سنگھ کے قریب رشتہ دار مین مہارانیون۔ سرداروں اور کرنل والٹر رزیڈنٹ کے اتفاق سے سمبت ۱۹۴۱
مطابق ۱۸۸۴ء ۲۴ دسمبر کی شام کو مسندنشین ہوئے یہ جسکے چند روز کے بعد پہلے مہارانا کی ماتم پرسی کے واسطے مہاراجگان
جیپور۔ جودھپور۔ کشن گڑھ اور ایڈر علیحدہ علیحدہ طور پر آئے اور تھوڑے دن قیام کے بعد اپنی اپنی ریاستون کو چلے گئے
سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۵ء ۲۳ اگست کو مہارانا صاحب کے پورے اختیارات ملنے کی رسم ادا ہوئی۔ اسی سال
۲ نومبر کی شام کو لارڈ ڈفرن صاحب ویسرائے ہند دورہ اور ملاقات کے طور اودےپور مین داخل ہوئے اور
دو روز قیام کے بعد ۴ نومبر کو صبح کے ۸ بجے واپس چلے گئے۔ پھر اپنے اپنے عہد حکومت مین لارڈ کرزن و منٹو و ہارڈنگ
و چلمسفورڈ و ریڈنگ ویسرایان ہند اودےپور مین آتے رہے۔
سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۷ء ۱۶ فروری کو جشن جوبلی یعنی فرمانرواے ہند و انگلینڈ کی پچاس سال حکمرانی کی تقریب پر مہارانا صاحب
کو خطاب ستارۂ ہند درجۂ اول ملا۔
سمبت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء ۲۶ نومبر کو مہارانا صاحب کے دوسرا کنور پیدا ہوا جسکی خوشی مین بہت سی خیرات و انعام
کے علاوہ ریاست کی بقایا کا سوا سات لاکھ روپیہ ماتحتون کو معاف کیا گیا۔ مگر وہ زندہ نہ رہا۔
ذاتی طور پر مہارانا صاحب نہایت مستعد۔ رحمدل اور پابند وضع قدیم رئیس ہین شکار وغیرہ مین اُنکو چلنے پھرنے کی بہت
مشق ہے چال چلن سادہ اور نیک ہے یہانتک کہ لارڈ کرزن جب اودےپور مین آئے تو اُنکے سادہ چلن کو
قابل تقلید والیان ملک بتا گئے۔

کرزن ویسراے اور جارج پنجم شہنشاہ ہندوستان کے دہلی دربار مین شرکت کی دعوت پر گئے تھے۔
ناشملے کو ویسراے سے ملنے کی غرض سے گئے تھے بسنہ ۱۹۱۸ء کے سال فتح کی تقریب پر مہارانا جی۔سی۔وی۔او
سنہ ۱۹۲۴ء مین جبکہ مہارانا دہلی مین ایوان رؤسامین شرکت کی غرض سے آئے تو بعض اخبارات نے اُنکے
نے اور پُرانے خاندانی اس عہد کو کہ پایۂ تخت دہلی مین کوئی اودیپور کا مہارانا داخل نہو توڑنے کے متعلق
ی کی لیکن یہ خیال نہین کیا کہ اگر کوئی والی ریاست گدی سے اُترنے کو پسند نہ کرے اور ضرورت ہو کہ ویسراے
ین حاضر ہو کر ایجنٹ گورنر جنرل کو خوش کیا جائے تو فرمائیے کہ اور صورت ہی اس الجھن کو سلجھانے کی کیا ہو سکتی ہے
ی خبارات مین یہ بات گشت کرتی رہی کہ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے مہارانا کو لکھا کہ چونکہ آپ ریاست کے
رات اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہتے ہین اسلیے ویسراے کی مرضی ہے کہ آپ ریاست سے دست بردار ہو جائیے
ی سواری جس راہ سے گذرتی ہے سر راہ بہت سی عورتین جمع ہو جاتی ہین کیونکہ سب کو ایک ایک آئی جو یہان کا سکہ
ہے اور یہ انیان اودیپوری روپے مین سولہ آتی ہین۔

ولیعہد بھوپال سنگھ جی کے ہاتھونمین اختیارات کا آنا

منیجر بیگون ملک میواڑ نے ایک پمفلٹ برخلاف بجے سنگھ پتھک پریسیڈنٹ سیوا سنگھ راجپوتانہ اجمیر ۱۹۲۳ سنہ ء
ئع کیا ہے اُسمین لکھا ہے کہ چندسال پہلے اس شخص نے بجولیا مین لڑکے پڑھانے کا کام شروع کیا لیکن جبکہ اُسنے
ڑ کو جو کاشتکار ہین ایک قوم ہے اپنے فائدے کے لیے موزون پایا اُنکو اس بہانے سے اپنی طرف
ب کیا کہ وہ جاگیر بجولیا کے خلاف لاگتون اور کمی حاصل کا عذر پیدا کرین چونکہ یہ بات دھاکڑون کے فائدے
ہذا وہ اس امر مین کامیاب ہو گیا اور اثر بزرگی مضبوط کرنے اور ترقی دینے کو پنچایت قائم کرا کر مذہبی قسمین
اکہ اُسکے اثر اور بزرگی مٹنے کا اندیشہ ہی نہ رہے اور دعوے اور پیروی دعوے وغیرہ کی کل کارروائی اپنی ہی
پر رکھنے کے لیے بظاہر پنچایت کے نام سے جاری کی گئی بعد اسکے اُسنے جاگیر بیگون مین یہی ترکیب شروع کی
ب سے پہلے مسمی کاکو دھاکڑ ساکن بیری سال تو اس جاگیر بجولیا کو موضع لانتہ جاگیر بیگون مین آباد کیا اور رفتہ رفتہ
ڑون کو موافق بنا لیا اور یہان بھی ظاہر نام کے لیے پنچایت قائم کر دی اور دھاکڑون نے محصول دینا بند کر دیا جس سے
مین انتظامی نقصان پیدا ہو گیا اور اس سے فائدہ اُٹھا کر دھاکڑون نے وقتاً فوقتاً جرائم از قسم نقصان رسانی
مال ناجائز ضرب شدید اور حبس بیجا کیے اور کوئی دھاکڑ پنچایت کے اثر سے باقی نہین رہا کیونکہ عام طور پر یہ خوف
ہ جو کوئی پنچایت کے حکم کے خلاف کام کریگا ایسا شخص ذات مین عمر بھر شریک نہین کیا جائے گا دھاکڑون نے
ی سال تک جاگیردار کو حاصل نہ دیا لیکن اس عجیب کارروائی چند ہی گھرونمین محفوظ رہا باقی گھرون سے کسی کسی
سے لکھوا لیا کاشتکار بجے سنگھ پتھک کے اس چکمے مین آگئے تھے کہ مہاتما جی حاصل معاف کرا دینگے اسلیے چند
لکھوا کر دیے اور اُسنے بڑے بڑے مضامین اخبارات مین ریاست کی شکایت اور رعایا کی بربادی کے
ن مین لکھوائے اور بجے سنگھ نے طرح طرح کے دباؤ سے کاشتکارونکو فوج شیطانی کی شکل مین کر لیا حالانکہ اصل معاملہ

کاشتکارونکے نام سے عرف لاگتون کا ہی پیدا کیا گیا تھا لیکن آگے کو اُسنے اصل مقصد یہ تھا کہ رعایا کو یہانتک ورغلایا
کہ وہ فساد و بغاوت پر آمادہ ہوئی اور ۱۹۲۱ء مین پانچ چھ ہزار آدمی انتظامات کی شکایتین لیکر علاقے سے آکر شہر مین
جمع ہوئے جو افسر مہارانا صاحب سے دل مین کبیدہ رہتے تھے یہ موقع اُنکو اچھا ہاتھ آیا اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ولیعہد
کے ہاتھونمین ملکی کارروائی کی باگ آگئی ولیعہد کی خوش انتظامی کو مضبوط کرنے کے لیئے حکام تہ دل سے
کوشش کرنے لگے حتے کہ راجپوتانے کے ایجنٹ گورنر جنرل نے ۱۹۲۲ء کو خود مقام متنازعہ پر پہونچکر فہمائش
کی لیکن رعایا پر کچھ اثر نہوا اور ناواجب باتین جاری رکھین یہانتک کہ ریاست کو فوجی تشدد سے کام لینا پڑا
کہتے ہین کہ بجے سنگھ کے بھیجے ہوئے آدمیون کے بہکانے سے جو پنتا کہلاتے ہین دھاکڑون نے دوسری رعایا
کو اسلیئے سخت تکلیف دی کہ وہ اُسکے بتائے ہوئے رستے پر نہین چلتے تھے بجے سنگھ کے اثر کا یہ حال تھا کہ جب
دھاکڑون سے مالگذاری رکوا دی تو بڑے جاگیردار کے ماتحت جاگیردارون کو سخت تکلیف ہونے لگی یہانتک
کہ اُنمین سے جاگیردار نند داس نے اجمیر جاکر بجے سنگھ کی بہت منت و سماجت کی اُسنے پنچایت کے نام چٹھی
لکھی کہ اس کا حاصل دیدیجو مگر پردہ منع کردیا آخر کار ریاست کی جدوجہد سے بجے سنگھ گرفتار ہو گیا اور اسوقت
وہ علیل تھا اور رعایا کی بغاوت و سرکشی ریاست نے بڑی کوشش سے دور کی۔

دھاکڑون کی دیکھا دیکھی جنوبی کوہستان کے بھیل بھی منحرف ہوئے اور یہان ایک بنیے نے جو موتی لال کوٹھاری
کہلاتا ہے انکی سرغنائی اختیار کی اور یہ فساد سروہی اور گجرات تک پھیل گیا اسلیے سرکاری سپاہ نے انکی گوشمالی
کی موتی لال تو ہاتھ نہ آیا مگر بھیلون کا خون بڑا گیا۔

یہ سوچنے کی بات ہے کہ اس پہاڑی ملک مین جاگیردارون اور بھومیہ سردارونکے علاقون کے بھیلون کی مثل
خالصے کی یا تو نکے ہر تیسری یا چوتھے سال سزا دہی نہین ہوتی اسکا سبب مین تمکو بتاؤن کہ ان جاگیرون مین منتظم
و اہلکار نہین بدلتے ہین اور بھیلون کو انکا اعتبار ہے بلکہ اہلکاران مذکور انتظام آئندہ کی ذمہ داری سے خائف
رہتے ہین اور ریاست کے اہل کار و تھانہ دار انتظام آئندہ پر کچھ نظر نہین رکھتے۔ اور نہ بھیلون کو اُن
کامدارون کا کچھ اعتبار رہتا ہے کیونکہ یہ کامدار بدلتے رہتے ہین اور جب تک اپنی ڈیوٹی پر رہتے ہین
اُنکی یہ خواہش رہتی ہے کہ جب تک وہ کام پر ہین روپیہ پیدا کرلین (یہ بیان ہم نے انگریزی افسرون کی
رپوٹون سے چن چن کر اخذ کیا ہے) ولیعہد کے حکم سے خاص اودیپور مین ایک کالج کھولا گیا۔ اور کچھ کچھ ملازمان فوج
وغیرہ کی تنخواہون مین اضافہ ہوا۔ اور شہر مین روشنی کے لیے لالٹینین زیادہ لگائی گئین۔

ولیعہد برسون سے مرض مین گرفتار ہے اور نچلے کا دھڑ تقریباً بیکار رہے اپنے آپ بغیر دوسرے
شخصون کے سہارے کے ایک قدم نہین چل سکتا۔ اور ہر ممکن طریقے سے روپے کو ریاست کے
کامون مین زیادہ لگانا چاہتا ہے۔

فصل ۔ جاگیرداران وسرداران درجۂ اول

نام جاگیر	خطاب	قوم	تعداد دیہ	سالانہ آمدنی	خراج	کیفیت
سادڑی	راج	جھالا	۸۴	۴۰۰۰۰	۱۰۰۰	
بیدلہ	راؤ	پوربیہ چوہان	۶۱	۵۰۰۰۰	۴۵۰۰	
وکھاریہ	راوت	ایضاً	۶۰	۲۵۰۰۰	۱۵۰۰	
سلونبر	راوت	چونڈاوت سیسودیہ	۱۰۸	۱۱۰۰۰۰	معاف	سب سے پرانا ٹھکانا ہے ۔
بجولیا	راوسوائی	پنوار	۷۶	۵۰۰۰۰	۳۵۰۰	
دیوگڑھ	راوت	سانگاوت سیسودیہ	۸۱	۱۵۰۰۰۰	۷۰۰۰	آمیٹ کی شاخ ہے
بیگون یا بیگم	راوت سوائی	میگھاوت سیسودیہ	۱۶۲	۵۰۰۰۰	۶۴۰۰	دیوگڑھ سے نشست پہ تکرار رہی
دیلواڑہ	راج	جھالا	۱۴۷	۶۰۰۰۰	۶۰۰۰	
مینجہ	راوت	جگاوت سیسودیہ	۶	۲۰۰۰۰		مہارانا شمبھو سنگھ کے عہد مین ٹھکانہ قائم ہوا
آمیٹ	راوت	ایضاً	۵۰	۴۰۰۰۰	۴۴۰۰	سلونبر کی شاخ ہے
گوگندہ	راج	جھالا	۱۰۳	۴۰۰۰۰	۲۵۰۰	
کانوڑ	راوت	سارنگدیو سیسودیہ	۸۳	۴۵۰۰۰	۳۱۰۰	سلونبر کے سوا سب سے پرانا ہے
بھینڈر	مہاراج	سکتاوت سیسودیہ	۸۵	۶۴۰۰۰	۴۰۰۰	مہارانا اودے سنگھ کے بیٹے سکت سنگھ کی اولاد ہے
بدھنور	ٹھاکر	میرتیا راٹھور	۲۰	۶۰۰۰۰	۴۰۰۰	جیمل میرتیا کی اولاد
بھینسروڑ	راوت	کشناوت سیسودیہ	۱۲۱	۹۰۰۰۰	۷۵۰۰	مہارانا بھیم سنگھ نے اول درجہ مین لیا ۔
بانسی	راوت	سکتاوت سیسودیہ	۵۵	۲۰۰۰۰	۶۰۰	سکت سنگھ کی اولاد
کوراوڑ	راوت	کشناوت سیسودیہ	۵۳	۳۰۰۰۰	معاف	مہارانا بھیم سنگھ نے اول درجہ مین لیا ۔
پارسولی	راو	پوربیہ چوہان	۴۱	۲۰۰۰۰	۶۰۰	بیدلہ کی شاخ
آسیند	راوت	سیسودیہ	۳۸	۶۰۰۰۰	۱۲۰۰	مہارانا جوان سنگھ نے اول درجہ مین لیا اب ٹھکانا ضبط ہے

مہارانا کے قریبی رشتہ دار

نام جاگیر	خطاب	قوم	تعداد دیہ	سالانہ آمدنی	خراج	کیفیت
باگور	مہاراج	سیسودیہ	۳۵	۴۵۰۰۰	۱۵۰۰	مہارانا سنگرام سنگھ کی اولاد قابض تھی اب خالصہ ہے
کرجالی	مہاراج	ایضاً	۱۱	۱۸۰۰۰	۲۵۰	مہارانا سنگرام سنگھ کی اولاد قابض ہے
شیورتی	مہاراج	ایضاً	۲۰	۲۵۰۰۰		ایضاً

مسند کے سامنے بیٹھنے والے

نمبر شمار	نام جاگیر	خطاب	قوم	دیہات جاگیردار	سالانہ آمدنی	خراج ریاست	کیفیت
۲۳	بنیڑہ	راجہ	سیسودیہ	۷۴	۶۰۰۰۰	۶۰۰۰	مہارانا راج سنگھ اول کی اولاد
۲۴	شاہ پورہ	راجہ دھراج	ایضاً	۶۵	۴۰۰۰۰	۳۲۰۰	مہارانا امر سنگھ اول کی اولاد
۲۵	سردار گڑھ	ٹھاکر	ڈوڈیہ راجپوت	۱۲	۲۵۰۰۰	۱۲۵۰	غیر نسل
۲۶		جمعدار	سندھی مسلمان	۴	۶۰۰۰		غیر قوم
۲۷		پروہت	برہمن	۶	۱۵۰۰۰		غیر ذات

سرداران درجہ دوم جو بتیس کہلاتے ہین

نمبر شمار	نام جاگیر	خطاب	قوم	دیہات جاگیردار	سالانہ آمدنی	خراج ریاست	کیفیت
۱	ہمیر گڑھ	راوت		۱۱	۱۵۱۴۱	۱۹۴۰	
۲	چاونڈ	راوت		۱۱	۵۶۵۹	۷۰۰	
۳	بھدیسر	راوت		۳۹	۲۱۶۰۰	۹۰۰	
۴	بوہیڑہ	راوت		۲	۲۰۷۰	۲۵۰	وقایع راجپوتانہ مین اسی طرح لکھا ہے لیکن آمدنی اس سے بہت زیادہ مشہور ہے۔
۵	بھوناواسی	راوت					
۶	پی پلیا	راوت		۱۶	۳۵۲۶۰	۱۶۰۰	
۷	بیالی	راوت		۱	۳۹۴۵	۸۰۰	
۸	رامپورہ	ٹھاکر		۲	۳۸۵۰	۴۵۰	
۹	خیر آباد	مہاراج		۴	۵۳۶۸	۳۸۰	
۱۰	مہوہ	مہاراج		۵	۵۳۰۰	۷۰۰	
۱۱	ٹوندہ	راوت		۵	۲۵۶۹	۲۵۰	
۱۲	تھانہ	راوت		۵	۲۰۱		سالتمام نوکری کرتا ہے چھٹوند معاف ہے
۱۳	کیلوہ	مہاراج		۱	۶۰۰		ایضاً
۱۴	تانہ	راج		۱۷	۶۹۹۰	۷۰۰	
۱۵	کیلوہ دوسرا	راٹھوڑ		۲۲	۱۳۷۷۰	۱۶۰۰	
۱۶	روپاہیلی کلان	راٹھوڑ		۱۱	۱۴۵۶۷	۱۵۰۰	
۱۷	بھگوان پورہ	راوت		۳	۳۴۵۱		سالتمام نوکری کرتا ہے چھٹوند معاف ہے
۱۸	نتاول	مہاراج		۱	۱۸۰۰		ایضاً

نمبر شمار	نام ٹھکانہ	خطاب	تعداد دیہات	آمدنی سالانہ	رقم چھٹوند	کیفیت
۱۹	بھیڑہ	راٹھوڑ	۷	۶۵۷۱	۱۳۰۰	
۲۰	بمبوری	پوار	۲	۳۵۲۰	۶۵۰۰	
۲۱	سنگواڑ	مہاراج	۴	۰۷۵۱۰	۱۲۰۰	
۲۲	کراوا	راجہ بہادر	۷	۱۱۷۰۰	۲۰۰۰	
۲۳	امرگڑھ	راوت	۳۰	۸۳۲۶	۱۵۰	
۲۴	لسانی	چونڈاوت	۹	۱۷۸۰	۱۲۰۰	
۲۵	اٹھانہ	راوت				ماتحت مہاراجہ سیندھیا
۲۶	سنگرامگڑھ	راوت	۸	۸۰۰۰	۹۵۰	
۲۷	دھریاود	راوت	۱۱۹	۱۳۹۲۲	۲۰۰۰	
۲۸	پھولیہ	چوہان	۴	۱۶۶۸	۲۰۰	
۲۹	بجے پور	سکتاوت	۷۴	۲۵۷۷۵	۴۰۰۰	
۳۰	بمبورہ	راوت	۱۴	۷۸۰۰	۱۳۰۰	
۳۱	روپ نگر	سولنکی	۳۰	۱۲۰۶۸	۱۶۰۰	
۳۲	باٹھیرا					

چھوٹے درجے کے جاگیردار ونکی تعداد تین سوتیس ہے جنکے پاس ۱۵۷ دیہات ہین کہ سالانہ آمدنی اُنکی ۴ لاکھ، ۹ ہزار ۲ سو اکاون روپیہ ہے اسمین سے ۵۹۰۲۱ چھٹوند کا داخل ہوتا ہے۔

فصل شاہ پورہ

پرگنہ شاہ پور کا رقبہ چار سو میل اور کاچھولہ تین سو میل مربع کے قریب ہے۔ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ خالصہ کے سوا اسی قدر آمدنی کی زمین جاگیر انعام اور خیرات وغیرہ مین بٹی ہوئی ہے۔

یہان ایک مدرسہ ہے جسمین ہندی اردو اور کسی قدر انگریزی پڑھائی جاتی ہے سرکار کی طرف سے یہان ڈاکخانہ بھی قائم ہے اور شفاخانہ بھی مقرر ہے یہان کے رئیس راج میواڑ اور سرکار انگریزی دونون کے خراج گذار ہین یعنی بابت پرگنہ کاچھولہ ماتحت راج میواڑ اور بابت پرگنہ پھولیہ ماتحت سرکار انگریزی ہین۔

شاہ پورے والے سیسودیہ خاندان مین رانا امر سنگھ اول کے تیسرے بیٹے سورج مل کی اولاد مین ہین۔

نسب نامہ خاندان شاہ پورہ

(۱) سورج مل ولد رانا امر سنگھ اول والی میواڑ (۲) سجان سنگھ (۳) دولت سنگھ (۴) راجہ بھارت سنگھ (۵) راجہ امید سنگھ (۶) اودت سنگھ (۷) راجہ رن سنگھ (۸) راجہ بھیم سنگھ (۹) راجہ دھراج امر سنگھ

(۱۰) راجہ دھراج مادھو سنگھ (۱۱) راجہ دھراج جگت سنگھ (۱۲) راجہ دھراج لچھمن سنگھ (۱۳) راجہ دھراج ناہر سنگھ (۱۴) ولیعہد امید سنگھ۔

احوال تاریخی

راجہ دھراج شاہ پورہ کے بزرگ خاندان شروع مین میواڑ کے ماتحت جاگیردار تھے کچھ عرصے کے بعد میواڑ سے رنجیدگی کے سبب شاہ جہان بادشاہ کے پاس جاکر وہان سے پرگنہ پھولیا حاصل کیا۔ دہلی کی سلطنت مین خلل آنے لگا تو ان کا بغیر کسی سہارے کے علاقے پر قابض رہنا مشکل تھا اسلیے انھون نے پھر میواڑ مین نوکری کا سلسلہ قائم کیا اور کارگذاری کے عوض اول پرگنہ کا چھولا اور پھر راجہ دھراج خطاب پاکر وہان کی خراج گذاری اختیار کی۔ جس کا بیان اسطرح پر ہے۔

مہاراج سورج مل کے تین بیٹون سجان سنگھ۔ بھاو سنگھ اور بیرم دیو مین سے پہلا پلانہ کے ٹھکانے پر ولیعہد رہا دوسرے کو میواڑ سے ناریلی کی جاگیر ملی جسکی اولاد ابتک وہان موجود ہے تیسرے نے بادشاہی نوکری مین ڈھائی ہزاری منصب پاکر انتقال کیا۔ بڑا سجان سنگھ سمبت ۱۶۸۲ مطابق ۱۶۲۶ء سے اپنے والد کیطرح میواڑ مین نوکری دیتا رہا۔ ایک بار شکار مین مہارانا جگت سنگھ سے رنجش ہوگئی جسپر وہ میواڑ چھوڑکر اپنے رشتہ دار بھائی راجہ رائے سنگھ کی معرفت جو ٹوڈہ کے راجہ بھیم سنگھ کا بیٹا تھا شاہجہان بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہان سے اُس کو سمبت ۱۶۹۰ مطابق ۱۶۳۳ء مین پرگنہ پھولیا جو میواڑ سے تغیر ہوا تھا اور جس کی آمدنی لاکھ روپیہ سے زیادہ ہے عنایت ہوا۔ راجہ سجان سنگھ کی اولاد کا بیان ہے کہ اس پرگنے مین اُسنے شاہجہان بادشاہ کے نام پر شاہ پورہ آباد کیا۔ اور راشٹر کے جاگیردار جو ساجی سیسودیہ کی اولاد مین ہین یہ کہتے ہین کہ رانا اودے سنگھ کے بیٹے اور راوت سنگھ کے بھائی ساجی کے نام پر شاہ پورہ بسایا گیا تھا جسکو راجہ سجان سنگھ نے کسی وقت دبا لیا۔ لیکن اسمین کوئی شک نہین کہ موجودہ بڑی آبادی سجان سنگھ کے سبب ہوئی جس نے سمبت ۱۶۸۸ مطابق ۱۶۳۲ء مین اپنے رہنے کو عمدہ مکانات وغیرہ بنوائے۔

سجان سنگھ

سورج مل سیسودیہ کا بیٹا اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا سنہ ۱ جلوس شاہجہانی مین منصب ہشت صدی ذات سہ صد سوار پر سرفراز تھا سنہ ۱۹ جلوس مین شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر متعین ہوا سنہ ۲۲ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات ہفت صد سوار پر مفتخر ہوکر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار مین مامور ہوا سنہ ۲۵ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات ہشت صد سوار پر ترقی پاکر دوسری مرتبہ اور سنہ ۲۶ جلوس مین تیسری مرتبہ مہم قندھار مین شریک ہوا سنہ ۲۹ جلوس مین اپنی بھتیجی کی شادی مین شرکت کے واسطے جو بمقام متھرا مہاراجہ جسونت سنگھ سے قرار پائی تھی رخصت لیکر متھرا روانہ ہوا سنہ ۳۱ جلوس مین معظم خان کے ساتھ اورنگ زیب کی کمک کے واسطے دکن کو روانہ ہوا جب شاہجہان کی بیماری کیحالت مین داراشکوہ نے جملہ امرای دکن کو

دربار مین طلب کیا یہ بھی حاضر دربار ہوا۔

سمبت ۱۷۱۵ مطابق ۱۶۵۹ء مین جبکہ شاہجہان کے بیٹون نے تخت کے لیے لڑائیان کین راجہ سجان سنگھ بڑے شاہزادہ داراشکوہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگھ اور نواب قاسم خان وغیرہ کے ہمراہ مالوے مین اورنگزیب کے مقابلے پر گیا اور توپ خانہ پر حملہ کرتے ہوئے مع اپنے پانچ بیٹون فتح سنگھ۔ ہری سنگھ۔ ہٹی سنگھ۔ جگمال۔ انوپ سنگھ اور دوسرے ماتحت لوگون کے کام آیا۔

دولت سنگھ

راجہ سجان سنگھ کا دوسرا بیٹا ہے اسنے اپنے باپ کے بعد سمبت ۱۷۲۱ مطابق ۱۶۶۵ء مین علاقے کی حکومت پائی اور وہ سمبت ۱۷۴۲ مطابق ۱۶۸۶ء مین جبکہ عالمگیر بادشاہ دکن کی لڑائیون مین مصروف تھا اپنی موت سے گذر گیا۔

راجہ بھارت سنگھ

دولت سنگھ کے بعد اُسکے بڑے بیٹے بھارت سنگھ کو شاہ پورہ حاصل ہوا اور وہ سمبت ۱۷۶۷ مطابق ۱۷۱۱ء مین شاہ عالم بہادر شاہ کی طرف سے راجہ کا خطاب اور ساڑھے تین ہزاری منصب پاکر سمبت ۱۷۸۰ مطابق ۱۷۲۳ء مین جسکے کئی برس پہلے اُسکے بیٹے نے گدی دبالی تھی مرگیا۔

راجہ امید سنگھ

راجہ بھارت سنگھ کے بیٹے امید سنگھ نے مہارانا اودے پور کی خدمت مین رہکر بہت سے کام انجام دئے اور عمدہ کارگذاری کے عوض پرگنہ کا چھولہ خراج پر جاگیر مین پایا وہ سمبت ۱۸۲۵ مطابق ۱۷۶۹ء مین مہارانا کی فوج کے شامل رہکر اجین مقام کے پاس مرہٹون کے مقابلے پر مارا گیا۔

راجہ رن سنگھ

راجہ امید سنگھ کے بعد اسکا پوتا اور اودت سنگھ کا بیٹا رن سنگھ پانچ برس راجہ رہکر گذر گیا۔

راجہ بھیم سنگھ

سمبت ۱۸۳۱ مطابق ۱۷۷۵ء مین یہ شخص مسند نشین ہوکر تیئیس برس کے بعد انتقال کر گیا۔

راجہ دھیراج امر سنگھ

بھیم سنگھ کے بعد اسکا بیٹا امر سنگھ سمبت ۱۸۵۳ مطابق ۱۷۹۶ء مین وارث بنا جسنے مہارانا اودے پور کے حکم سے بعض لٹیرون کو پوری سزا دینے کے عوض راجہ دھیراج خطاب پایا۔ پھر کسی رنج کے سبب مہارانانے اُس سے اگرچہ جہاز پور کا پرگنہ ضبط کرلیا مگر کاچھولہ باقی رہا اور وہ سمبت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۷ء مین انتقال کر گیا۔

راجہ دھیراج مادھو سنگھ

یہ راجہ دھیراج امر سنگھ کے بعد راجہ ہوا جس سے سرکار انگریزی نے پرگنہ شاہ پورہ ضبط کرکے تین برس کے بعد بادشاہی سند سے حق ثابت ہونے پر واپس دیا۔ وہ سمبت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۶ء مین مرگیا۔

راجہ دھراج جگت سنگھ

مادھو سنگھ کے بعد جگت سنگھ نے علاقہ پر قبضہ حاصل کیا جس سے سمبت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۴ء مین سرکاری عہد نامہ ہوکر شاہ پور کی بابت دس ہزار روپیہ سالانہ علاوہ اس رقم تین ہزار دو سو روپیہ سالانہ کے جو کاچھولہ کی بابت مہارانا اودیپور کو دیجاتی ہے سرکاری قرار پایا آٹھ برس کے عرصے مین راجہ دھراج جگت سنگھ مرگیا اور لچھمن سنگھ وارث رہا۔

راجہ دھراج لچھمن سنگھ

سمبت ۱۹۱۱ مطابق ۱۸۵۴ء مین علاقہ پر قابض ہوا سمبت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کو پرگنہ شاہ پورہ کی نگرانی کمشنری اجمیر سے علیحدہ ہوکر ایجنسی ہاڑوتی سے متعلق کی گئی۔ اس کے وقت مین ناقص کارروائی سے قرضہ بڑھ گیا کئی بار سرکاری ہدایتین ہونے پر بھی کچھ عمل نہ کیا گیا تو پولیٹیکل ایجنٹ انتظام کے واسطے شاہ پورہ کو روانہ ہوا راستے مین خبر ملی کہ انھین دنون مین سمبت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۶۹ء ۲ نومبر کو راجہ دھراج گذر گیا۔ اجنٹ کو ایک خریطہ پیش کیا گیا کہ راجہ صاحب نے اپنی بیماری مین ٹھاکر بستنیا گمبھیر سنگھ کے بیٹے رام سنگھ کو گود لیا تھا لیکن دھائے بالی کامدار کے سوا کوئی اور شخص اس بات سے واقف نہ تھا اسلیے تحقیقات ہوکر ٹھاکر دھنوپ کے بیٹے ناہر سنگھ کو جو راجہ امید سنگھ کے چھوٹے بیٹے ظالم سنگھ کی اولاد مین ہے وارث ٹھہرایا گیا اور سات مہینے کے بعد بستنیا کے کنور رام سنگھ کو گدی چھوڑنی پڑی۔

راجہ دھراج ناہر سنگھ جی

یہ سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۰ء جون مہینہ مین شاہ پورہ کے مالک قرار دیے گئے انکی کم عمری اور ناتجربہ کاری کے سبب ایک سرکاری اہلکار منشی سالگرام مہتمم کیا گیا لیکن وہ کچھ عرصے کے بعد مر گیا۔ سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء جنوری مہینہ مین سرکاری طرف سے راجہ صاحب مسند نشین کیے گئے اور آٹھ مہینے کے بعد انھین دسہرہ کے تیوہار اور تلوار بندھانے کے واسطے اودیپور جانا ضرور ہوا جہان سے واپس آکر شوق کے ساتھ کچھ اردو اور ہندی پڑھنا سیکھا۔ لیکن سمبت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۲ء مین چار مہینہ تک دوبارہ اودیپور کی حاضری سے یہ شغل چھوٹ گیا دوسرے سال مہارانا شمبھو سنگھ کے انتقال اور مہارانا سجن سنگھ کے مسند نشین ہونے پر راجہ دھراج کو پھر اودیپور جانا پڑا اور تھوڑے دنون کے بعد دہلی کے دربار مین جانے کا اتفاق ہوا۔

سمبت ۱۹۳۳ مطابق ۱۸۷۶ء مارچ مہینہ مین راجہ صاحب کو حکومت کے پورے اختیارات ملے دو تین برس کے اندر جو کئی لاکھ روپیہ قرض ہوگیا تھا ادا کردیا گیا۔

سمبت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۴ء مین ماتحت جاگیردارون کی فریاد ایجنسی ہاڑوتی اور رزیڈنسی آبو پر پہونچی کہ ٹھاکر بستنیا کی طرح جو اپنی جاگیر ضبط ہو جانے سے مختصر تنخواہ مین تکلیفین اٹھاتا ہے ہر ایک پر سختی کی جاتی ہے پنڈت موہن کشن ورنے کامداری سے استعفا دیا اور سرکاری منشا سے بابو رام جیون لال سکول ماسٹر

اجمیر کی تقرری بطور کارپرداز کے عمل مین آئی - اس سال راجہ دھراج نے آریہ سماج کے بانی مبانی سوامی دیانند کی پیروی کے سبب جو بت پرستی وغیرہ کو ناجائز ٹھہراتے تھے انکی یادگار کمیٹی کو اپنا اجمیر کا باغ جسکی قیمت دس ہزار روپیہ سمجھی گئی تھی عنایت کیا - اسی برس کے آخر مین مہارانا سجن سنگھ کے انتقال اور مہارانا فتح سنگھ کے مسند نشین ہونے پر راجہ دھراج اودیپور گئے - سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۵ء مین اُنکی رانی گذر گئی اور وہ خود بہت بیمار ہو کر جانبر ہوئے راجہ دھراج نے متھرا کے مقام پر فروری ۱۹۲۵ء مین آریہ سمیلن کے ایک جلسے مین کہا ہے کہ مین چھوٹی عمر مین گانون مین رہتا تھا ۱۴ سال کی عمر مین شاہ پورہ کی گدی پر بیٹھا مین اپنے عیسائی اتالیق کے اثر سے ناستک بنگیا پھر سوامی دیانند جی کی صحبت سے اُنکے خیالات کا پابند ہوگیا اور شاہ پورے مین جب وہ آئے تو منوسمرتی وغیرہ کی کتابین اُن سے پڑھین یہ غلط ہے کہ سوامی جی کو زہر دیا گیا سری کرشن برہمن اور کلو برہمن جن پر زہر دینے کا شبہ تھا سب میرے یہان نوکر ہین -

فصل اودیپور کے اضلاع کوہی

اودیپور کا وہ حصہ جو بنام مگرہ (کوہستان) مشہور ہے اور اسکا انتظام سپرنٹنڈنٹ کھیرواڑہ کو مفوض ہے اودیپور سے جنوب مین سرحد مہی کانٹھہ تک اور شرق مین سرحد ڈونگرپور سے سروہی تک قریب ستر میل شمال و جنوب اور سو میل مشرق و مغرب ہے - یہ ملک چھوٹی جاگیر و زمین جنکے سردار اصیل راجپوت اور دوغلے راجپوت ہین منقسم ہے سرداران مذکور ریاست اودیپور کے خراج گذار ہین سرکار انگریزی کو خراج نہین دیتے ان سردارون کے دو فریق ہین -

اوّل فریق - سلومر کا راؤ - اور گوگوندے کا راج ہین -

دوّم فریق - کوڑا اوڑ کا راؤ - جھاڑول کا راج - چامنڈ کا راؤ - تھانہ کا ٹھاکر - جاداسی کا راؤ - پاڑہ کا ٹھاکر - جلی کا ٹھاکر پاڑہ تھانہ کا ٹھاکر - ماوڑی کا راؤ - اوگھنہ کا راؤ - پنرواکا رانا - جوڑہ کا ساؤ ہین -

سابقاً اس ملک مین بھیلون کی آبادی تھی جب راجپوتون نے فتح کیا انھون نے عمدہ زرخیز قطعات اراضی اُنسے چھین لئے اور بھیل پہاڑونکے قرب و جوار کے جنگل مین رہنے لگے اب اس ملک مین بھیل راجپوت اور گراسیون کی آبادی ہے -

گراسیہ ایک قوم ہے جسکی حالت یہ ہے کہ راجپوتون نے کسی وقت بھیل اور مینہ وغیرہ ذات کی عورتون کو خانہ انداز کر لیا تھا جنکی اولاد ایک علیحدہ دوغلی نسل قرار پاکر گراسیہ کہلانے لگی -

یہ لوگ موسم بارش مین بقدر مصارف سال تمام باجرہ و مکا و جوار وغیرہ غلہ کاشت کر لیتے ہین - اسکے سوا سَن تل - اڑد - چاول اور کہین کہین ہلدی اور ادرک بھی کاشت کرتے ہین - راجپوت اور کسی قدر بھیل بھی ربیع مین گیہون - جو - نخود - سرسون اور نیشکر کی کاشت کرتے ہین اور بہت اچھی فصل پیدا ہوتی ہے - ان اضلاع مین زیادہ تر پہاڑ اور پہاڑسی زمینین ہین اُنمین کچھ زراعت نہین ہوسکتی ہے اور کل ملک سے ایک ثلث بلکہ چہارم پر بھی

کبھی زراعت نہین ہوئی ہے اور رقبہ کثیر ہے اور جھاڑی سے بھرا ہے کہ بحسب ضرورت باشندگان ملک زرعی ہوسکتا
ان اضلاع مین چھوٹی ندیون کی دھار و نین لوہے اور تانبے کے ریزے ملتے ہین اس سے ظاہر ہے کہ ان اضلاع
مین کئی قسم کی معدنی پیداوار ہوسکتی ہے اور کہین کہین سونا بھی ملتا ہے مگر یہ امر مشتبہ ہے کہ اُس سے محنت و خرچ
کا معاوضہ کافی ہوسکتا ہے یا نہین بالفعل صرف ایک کان جاورمین ہے کہ سابق مین آباد تھا اب ویران ہے اور
اودے پور سے بجانب سڑک کھیرواڑہ پچیس میل کے فاصلے پر واقع ہے کسی زمانے مین یہ کانین مشہور تھین ا ور
فرمانروایان میواڑ کو اُنسے آمدنی کثیر ہوتی تھی اُن مین جست اور چاندی و دیگر دھاتو نکے کارخانے سنہ اٹھارہ سو بارہ
وغیرہ عیسوی کی قحط سالی تک بکثرت جاری تھے اُسوقت سے رعیت تباہ ہو کر دیہات ویران ہوگئے اور جاور بھی اُنمین ہے
بھیل لوگ قدیم سے بدپیشہ مشہور ہین کہ چوری و غارتگری بخوف و خطر کمال بیرحمی سے کرتے ہین مگر جب سے
کھیرواڑہ و کوٹڑہ مین چھاؤنیان ہوئی ہین علے العموم کسیقدر بھیلون نے اور علے الخصوص بھومیہ جاگیردار وںکے
بھیلون نے عادات غارتگری کو کچھ کچھ چھوڑ کر نیک چلنی و شایستگی اختیار کی ہے انسداد غارتگری کی غرض سے
بھیلیہ اور پرشاد کے درمیان جھاڑی کٹ گئی ہے اور اودیپور و کھیرواڑہ کی سڑک پر رکب دیو کے جاتریون
کی آمد و رفت بکثرت جاری ہے۔

ان اضلاع مین انتظام عدالت کا اختیار ریاست اودیپور کو ہے اور سپرنٹنڈنٹ اُسکا نگران حال
ہے مگر سے کا حاکم کل مقدمات فوجداری مین سپرنٹنڈنٹ کو رپورٹ کرتا ہے مگر تحقیقات و تجویز اُنکی ریاست کے
اختیار مین ہے اس دوہری حکومت کی وجہ سے ہمیشہ ابتری اور نزاع رہتی ہے۔
چونکہ ریاست کی حکومت قوی نہین ہے اسلئے بھیل لوگ جبر و تعدی کے بغیر اُسکو مطلق خیال مین نہین لاتے اور جو مرافعہ
بلا رورعایت و عادلانہ سماعت سے بآسانی فیصل ہو جاوین اُنکے واسطے سرکشی و فساد کرتے ہین۔
ان اضلاع کی جمع مع آمدنی جاگیرات خراج گذاران چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ کی ہے مگر ریاست مین صرف
ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سکہ اودے پوری وصول ہوتا ہے۔
بھیل لوگ بے سبب ارتکاب جرائم کا ارادہ نہین کرتے اور بذاتہ نیت مین اچھے ہین مگر جاہل اور سریع الاعتقادی
سے سیانہ و بھوپا کی باتون پر گمراہ ہو کر باتہام ڈاکن آدمیونکو اذیت پہونچانے اور ہلاک کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین اور
اکثر جرائم اُنکے باہمی فسادسے ظہور مین آتے ہین اکثر صورتون مین سبب نزاع زمین و عورت کے جھگڑونسے
پیدا ہوتا ہے اور زیادہ تر شراب خواری کی حالت مین قدیم عداوتونکو یاد کر کے باہم فساد کرتے ہین۔
دستور بولاوہ کا یعنی یہ اخذ اجرت غارتگری سے محفوظ رکھنے کی کفالت کا کل پہاڑی ملک مین جاری ہے
ہر ایک گاؤن مسافر و بیوپاری وغیرہ کو اجرت پر چوکیدار دیتا ہے اور جو کوئی یہ اجرت نہ دیوے تو بشرطیکہ مسلح جمعیت
سے اپنی حفاظت نکرے ضرور نقصان اُٹھاویگا۔
سرحد میواڑ و گجرات پر سُرجے نامی بھیلون کا گرو اپنی قوم کے لوگون کو تلقین کرتا پھرتا تھا ایک خدا کی پرستش

اور صلح پیشہ اور خیر طلبی کی ہدایت کرتا تھا اُسکے پیرو کل جرائم و گناہ و شراب خواری و ہلاکت جاندار سے پرہیز کرنے کی قسم کھاتے اور پیداوار زمین سے حیات بسر کرنے اور غسل کر کے کھانا کھانے کا عہد کرتے۔

فصل۔ تاریخ ڈونگرپور

جغرافیہ

ریاست ڈونگرپور جسکو باگڑ بھی کہتے ہین ایک مختصر ریاست میواڑ کے جنوبی حصے مین واقع ہے۔ اُسکے شمال مین مقام سلومبر اور رکھب دیو علاقہ اودے پور مغرب مین مہی کانٹھہ جنوب مین ریوا کانٹھہ اور بانسواڑہ مشرق مین بانسواڑہ کا علاقہ اور دھریاود وغیرہ علاقہ اودیپور ہے۔ لمبائی مشرق سے مغرب کو چالیس میل چوڑائی جنوب سے شمال کو پینتیس ۳۵ میل رقبہ ۱۴۴۷ میل مربع آبادی ۱۵۹۱۹۲ آدمی سے کچھ زیادہ آمدنی خالصہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ سمجھی جاتی تھی لیکن اسکی آمدنی ۴۰۰ ۲۲۴ روپیہ سالانہ کو پہونچ گئی ہے۔ فوج مین ایک سو سوار اور تین سو پیدل خیال کئے جاتے ہین۔ خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۳۵ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۲ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۴۰ دقیقہ اور ۷۴ درجہ ۱۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے۔

دار الریاست ڈونگرپور کہ بڑا شہر اور قلعہ ہے دامن کوہ پر چھاؤنی کھیرواڑہ سے ۱۴ میل جنوب مشرق مین اثنائے راہ نیمچ و ڈیسہ نیمچ سے ۱۲۹ میل جنوب مغرب مین اور ۱۲ میل جنوب مشرق مین ڈیسہ سے خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۵۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۵۰ دقیقہ پر واقع ہے۔ یہ شہر گیب ساگر تالاب کے کنارے بسا ہوا ہے۔ علاقے مین مالگذاری کے حساب سے چھ پرگنے اور فوجداری کے انتظام پر نو تھانے رکھے گئے ہین ملک مین ہر طرف جھاڑی اور پہاڑی پھیلی ہوئی ہے۔ بعض میدانون مین گیہون اور چاول وغیرہ غلہ پیدا ہوتا ہے۔ عام باشندون مین بھیلون کا ایک بڑا گروہ ہے دسوین حصے کے قریب بھیل اور باقی برہمن راجپوت اور مہاجن وغیرہ دوسری قوم کے لوگ آباد ہین۔

قوم

رئیساں ڈونگرپور جنکو راول کہا جاتا ہے اور انگریزونکے عہد سے مہاراول لکھے جاتے ہین اودیپور کے سورج بنسی خاندان کی بڑی شاخ مین ہین جسطرح ایک خاص سبب سے مہارانا لاکھا کے بڑے بیٹے چونڈا نے جسکی اولاد اب سلومبر کی جاگیر پر قابض ہے ریاست کی ولیعہدی سے علحدگی اختیار کی تھی اور چھوٹے بھائی موکل جی کو راج ملا تھا اسی طرح مہارانا کرن سنگھ اول کے دو بیٹون ماہپ اور راہپ مین سے پہلے نے دشمنون کے مقابلے سے تنگ آکر ناامیدی کے ساتھ میواڑ کے جنوبی ویران حصے مین جہان اب ڈونگرپور آباد ہے پناہ لیکر ریاست کا دعوے چھوڑ دیا تھا اور دوسرے بھائی راہپ نے سیسودگانو لیکر منڈور کے رانا موکل کو گرفتار کیا جس سے وہ پہلا سیسودیہ رانا کہلایا اور سیسودیہ خاندان اور رانا خطاب اودیپور والون کے لیے خاص قرار پایا کچھ عرصے کے بعد راہپ کی اولاد نے قدیم راجدھانی قلعہ چتوڑ کو بھی دشمنون کے قبضے سے نکالکر تمام ملک میواڑ پر حکومت جمائی راہپ کے بڑے بھائی

ماہپ نے میواڑ کے جنوب مین یعنی ڈونگرپور وغیرہ کیطرف رہنا اختیار کیا اور بزور بازو پرمار نسل کے موری رئیسون سے ڈونگرپور حاصل کیا۔ چیتوڑ کے رئیسون کا قدیم خطاب راول اُسی کے گھرانے مین رہا جو ڈونگرپور اور بانسواڑہ والون کے نام پر اب تک بولا جاتا ہے اور ڈونگرپور والے اہاڑیہ سیسودیہ کہلاتے ہین۔

مختصر تاریخی احوال

ڈونگرپور کی ریاست بادشاہ علاالدین محمد شاہ خلجی کے حملے تک جو اُسنے سمبت ۱۳۵۸ مطابق ۱۳۰۲ء کو چیتوڑ پر کیا تھا علیحدہ قائم نہ ہوئی تھی۔ راول رتن سی اول کے قتل ہونے کے بعد اُسکا بیٹا راول کرن سی مغربی پہاڑون مین جا رہا جہان دشمنون کے ہاتھ سے اُسکو تکلیف پہونچتی رہی شروع چودھوین صدی عیسوی مین کرن سنگھ کے بڑے بیٹے ماہپ سے میواڑ کی حقیقت چھوٹ کر ریاست ڈونگرپور کی بنا پڑی۔ نینسی مہتا جو عالمگیر کے عہد مین بیکانیر کا ایک معتبر شخص تھا اپنی کتاب تاریخ راجپوتانہ مین بیان کرتا ہے کہ سو برس کے قریب ماہپ اور اُسکے بیٹے پوتے میواڑ کے جنوبی علاقے مین پریشان پھرتے رہے۔ چوتھی پشت مین ڈونگا بھیل کو جو جنگلی لوگون کا سردار تھا ماہپ کی اولاد نے دھوکے سے مار کر ڈونگرپور پر قبضہ کر لیا اور کچھ عرصہ کے بعد گلیا کوٹ کو ٹاٹل راجپوتون کے قبضے سے جبکہ وہ کسی شادی مین گئے ہوئے تھے نکالکر حاصل کیا۔

بعض کتابون اور اکثر پرانے کاغذات سے ایسا پایا جاتا ہے کہ ڈونگرپور کبھی آزاد اور کبھی چیتوڑ و ادیپور والونکے ماتحت رہا۔ سمبت ۱۵۸۴ مطابق ۱۵۲۸ء مین ڈونگرپور کا راول اودے سنگھ باگڑی چیتوڑ کے رانا سانگا کے ہمراہ اُس لڑائی مین گیا تھا جو بابر بادشاہ سے بیانہ کے قریب ہوئی تھی۔ رانا کے طرفدارون مین راول اودے سنگھ بھی مارا گیا جسکے دو بیٹون پرتھوی راج اور جگمال مین جھگڑا ہو کر رانا رتن سی دوم کی سفارش اور بہادر شاہ گجراتی کے حکم سے ریاست دو ٹکڑے ہوئی پہلے کے قبضے مین ڈونگرپور رہا اور دوسرے کے حصے مین مشرقی جنوبی علاقہ یعنی بانسواڑہ آیا جو ابتک علیحدہ ریاست کے طور اُسکی اولاد کے تحت مین ہے (دیکھو تاریخ فرشتہ احوال بہادر شاہ گجراتی) رانا سانگا اور اُسکے بڑے بیٹے رتن سی دوم کے گذر جانے کے بعد میواڑ مین بہت سی ابتری پھیلی اور مغل بادشاہونکی سلطنت زور پا گئی۔ اُنمین سے اکبر بادشاہ نے سمبت ۱۶۲۴ مطابق ۱۵۶۸ء مین قلعہ چیتوڑ فتح کیا اور اُسکے نو برس کے بعد وہ اجمیر سے نکلکر میواڑ کے علاقے مین گشت کرتا ہوا مالوہ کو چلا تو راستہ مین بانسواڑے کے قریب ٹھیرا۔ اُسوقت بانسواڑہ کے راول پرتاپ سنگھ اور ڈونگرپور کے راول آسکرن نے جو راول اودے سنگھ کا پوتا تھا حاضر ہو کر بادشاہی اطاعت قبول کی اور مثل دوسرے رئیسون کے کارگذاری دکھلانے پر منصب اور خطاب حاصل کئے۔ اکبر کی اولاد مین سے محمد شاہ بادشاہ کے شروع عہد سمبت ۱۷۷۸ مطابق ۱۷۲۱ء تک جبکہ مہارانا سنگرام سنگھ میواڑ مین حکومت کرتا تھا ڈونگرپور کے رئیس اکثر دہلی والونکے ماتحت رہے اور کبھی کبھی اودیپور والونکے دباؤ سے اُنکو بھی تحفے اور نذر وغیرہ دیدیا کرتے تھے۔

سمبت ۱۸۰۷ مطابق ۱۷۵۰ء کے بعد جب دہلی کی سلطنت ابتر ہو کر میواڑ بھی خانگی جھگڑون سے پریشانی

پڑا اور مرہٹے طاقت پاکر ہر طرف پھیلنے لگے تو ڈونگرپور کی ریاست مثل اور مقامات کے اُنکے پنجے مین آگئی اور اُنھون نے رئیس کا ناک مین دم کردیا اور مبلغ پینتیس ہزار روپیہ سالانہ خراج مقرر کیا کہ اول سیندھیا د ہلکر اور دھار مین باہم تقسیم ہونا ٹھہرا تھا مگر اخیر مین صرف دھار کے حصے مین بلاشرکت غیرے رہا -
جب مرہٹے کئی جگہ سرکار انگریزی سے شکست پاکر لاچار ہوئے اور اُنکا دخل راجپوتانہ کی ریاستون سے اُٹھا دیا تو سمبت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۸ء مین جبکہ مہاراول جسونت سنگھ دوم راج کرتا تھا ڈونگرپور کی ریاست سرکاری فرمانبردار بنکر حفاظت مین آئی اور اسوقت مین عہدنامہ ہوکر مبلغ ۳۵ ہزار روپیہ سالم شاہی بحساب فی روپیہ چھ آنہ آمدنی کل ریاست پر بابت خراج سالانہ دینا قبول کرکے مرہٹون کے چنگل سے رہائی پائی ریاست کے ذمے مرہٹون کا اُسوقت تک خراج بتعداد کثیر باقی تھا اُسکے عوض بذریعہ عہدنامہ صرف ۳۵ ہزار روپیہ ادا ہونا قرار پایا اور تین سال کے خراج مین تخفیف ہوکر آئندہ کے واسطے اٹھائیس ہزار تین سو ستاسی روپیہ سکہ انگریزی سالانہ مقرر ہوا

جلال الدین اکبر سے رشتہ داری کے تعلقات

۹۸۴ھ ہجری مین اکبر نے راے لون کرن کچھواہا شیخاوت زمیندار پرگنہ سانبھر اور راجہ بیربرکو ڈونگرپور کے راول کے پاس روانہ کیا راول مذکور اپنی بیٹی کو حرم سراے شاہی مین داخل کرنا چاہتا تھا مگر بعض آدمیونکی وجہ سے رکا ہوا تھا انھون نے منصب سفارت کو اس عمدگی سے انجام دیا کہ راول نے انھین کے ساتھ اپنی لڑکی کو حرم سراے شاہی مین بھیجدیا۔ امراے ہنود مین اسیطرح مذکور ہے -
اکبرنامہ مین ۲۲ھ جلوس کے واقعات مین لکھا ہے کہ "این دو موتمن بارگاہ اقبال را بسرفرازی راے ڈونگرپور راے لون کرن رخصت فرمودہ بودند" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈونگرپور کے راول کا نام بھی لون کرن تھا اور میرے نزدیک آسکرن ہونا چاہئے اس ریاست مین لون کرن کسی راول کا نام نہین ہوا ہے - آس کرن ہی وہ شخص ہے جس نے خاندان مغلیہ کے بادشاہون مین سب سے پہلے اکبر کی اطاعت کی ہے - اس مقام پر مصنف نے پرگنہ سانبھر کے زمیندار کچھواہہ شیخاوت کا نام بھی لون کرن لکھا ہے اور ڈونگرپور کے راول کا نام بھی یہی بتایا ہے جیسا کہ صفحہ جلد سوم اکبرنامہ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور مین مندرج ہے لیکن کتب خانہ ریاست رامپور کے ایک قلمی نسخے مین صرف یہ ہے "بسرفرازی راے ڈونگرپور رخصت فرمودہ بودند" اور دوسرے قلمی نسخے مین راے کا لفظ بھی محذوف ہے -

نسب نامہ والیان ڈونگرپور

(۱) ماہپ (۲) سیتر دیو (۳) دوداجی (۴) راول بیر سنگھ (۵) بھرتنڈ (۶) ڈونگرسی (۷) کرم سنگھ اول - (۸) کانٹر دیو (۹) بتاجی (۱۰) گیباجی (۱۱) سوم داس (۱۲) گنگ جی (۱۳) راول اودے سنگھ اول (۱۴) راول پرتھوی راج (۱۵) راول آسکرن (۱۶) راول سہنس مل (۱۷) راول کرم سنگھ دوم (۱۸) راول پونجا

(۱۹) راول گردھر (۲۰) راول جسونت سنگھ اول (۲۱) راول کھمان سنگھ (۲۲) راول رام سنگھ (۲۳) راول شیو سنگھ (۲۴) راول بیری شال (۲۵) راول فتح سنگھ (۲۶) مہاراول جسونت سنگھ دوم (۲۷) مہاراول دلیپ سنگھ (۲۸) مہاراول اودے سنگھ دوم (۲۹) مہاراول سنبھے سنگھ۔

انمین سے جسکا حال کچھ معلوم نہین ہوا اُسکا نام قلم انداز کردیا جائے گا۔

۱۔ راول ماہپ بانی ڈونگرپور

یہ میواڑ کے رانا کرن سنگھ اول کا بڑا بیٹا تھا جس نے شروع چودھوین صدی عیسوی مین مسلمان بادشاہو نکی حملہ آوری کے سبب چتوڑ کی حکومت سے نا امید ہو کر میواڑ کے جنوبی ویران علاقے مین ڈونگرپور کی طرف رہنا اختیار کیا تھا اور کچھ عرصے کے بعد علحدہ ریاست قائم کی۔

۲۔ سیہڑ دیو

اسنے درمیانی چودھوین صدی عیسوی مین گجرات کے لوگو ن سے کچھ لڑائیان کین۔

۳۔ دوداجی

اسنے گدی پر بیٹھکر اپنے علاقے کو کسیقدر بڑھایا۔

۴۔ راول بیر سنگھ

اُسنے ڈونگا بھیل کو جو ایک لٹیرا تھا ایسے موقع پر قتل کیا جبکہ وہ ایک مہاجن کی لڑکی سے زبردستی شادی کرنے مین مصروف تھا۔ کہتے ہین اسنے ڈونگرپور شہر آباد کرکے اپنی راجدھانی قرار دیا۔ لیکن منی سی مہتا کا بیان ہے کہ ڈونگا بھیل کو اُسکے ساتھیون سمیت راول نے اپنی بیٹی کی شادی مین مہمان کے طور پر بلا کر کمینی کو خوراک کے شامل دھتورہ کھلادیا اور بیہوش ہوجانے پر مکان مین آگ لگا کر سب کو جلادیا۔

۶۔ ڈونگرسی

خیال کیا جاتا ہے کہ راجدھانی کا نام اسکے نام پر ہی ڈونگرپور کہا گیا۔

۸۔ کانڑ دیو

اسکے وقت مین شہر نے زیادہ رونق پائی۔

۹۔ پتاجی

اسنے پاتیرہ تالاب اور شہر کا پاتیو دروازہ بنوایا۔

۱۰۔ گیپا یا غیبجی

اُسنے شہر ڈونگرپور کے شمالی طرف غیب ساگر تالاب بنوایا جو ابتک موجود ہے اس تالاب کے اندر ایک مکان بھی تعمیر کرایا گیا تھا جسکو بادل محل کہتے ہین۔

۱۳ - راول اودے سنگھ اول

یہ سمبت ۱۵۸۵ مطابق ۱۵۲۸ء مین بارہ ہزار سوار لیکر چتوڑ کے رانا سانگا کے ہمراہ بابر بادشاہ سے لڑنے کو بیانہ کے قریب گیا اور مقابلے مین مارا گیا اسکا اور حال معلوم نہین (دیکھو تزک بابری)

۱۴ - راول پرتھوی راج

یہ اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد گدی پر بیٹھا - اسکے وقت مین بانسواڑے کی ریاست ڈونگرپور سے علحدہ قائم ہوئی جسکا حال اسطرح پر ہے کہ اُسکی حکومت کے تین برس گذرنے پر سمبت ۱۵۸۸ مطابق ۱۵۳۱ء مین سلطان بہادر شاہ گجراتی نے ایڈر ہوکر باگڑ یعنی ڈونگرپور کے علاقے پر چڑھائی کی کسی قدر لوٹ مار ہونے کے بعد راول پرتھوی راج نے بہادر شاہ کے پاس حاضر ہوکر اُسکی اطاعت قبول کی اور راول کے چھوٹے بھائی جگمال نے جان بچاکر رانا سانگا کے پاس چتوڑ مین پناہ لی رانا نے اس خیال سے کہ باگڑ کے دو حصے ہو جانے پر طاقت گھٹ کر ہمارے مقابل سرکشی کا موقع نہ ملیگا جگمال کی سفارش کرکے اُسکو بہادر شاہ کے پاس بھیجدیا بہادر شاہ نے باگڑ علاقے کے دو برابر حصے کرکے ڈونگرپور راول پرتھوی راج کے قبضے مین چھوڑا اور جگمال کو بانسواڑہ حوالے کرکے جدا رئیس بنادیا جہان ابتک اُس کی اولاد حکومت کرتی ہے -

۱۵ - راول آسکرن

اسنے سمبت ۱۶۳۳ مطابق ۱۵۷۶ء مین بانسواڑے کے قریب وہاںکے رئیس پرتاپ سنگھ سمیت میواڑ سے علحدگی کی امید پر اکبر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اطاعت اختیار کی اور ہمیشہ بادشاہی نوکری کرتا رہا -

۱۶ - راول سہس مل

اسنے سورپور کی ندی کے کنارے پر مادھو رائے کا مندر تعمیر کرایا -

۱۸ - راول پونجا

یہ سمبت ۱۶۶۶ مطابق ۱۶۰۹ء مین مسندنشین ہوا اسنے پونجپور گاؤن بساکر ایک مندر بنوایا اور شاہجہان کے عہد مین عمدہ کارگذاری کے عوض ڈیڑھ ہزاری ذات و سوار کا منصب پایا (دیکھو بادشاہ نامہ) دکن مین خانجہان لودی کی تباہی مین یہ بھی شریک تھا جو شاہجہان سے باغی ہوکر اُدھر بھاگا تھا -

۱۹ - راول گردھر

اس کو شاہجہان کی طرف سے ایک ہزاری منصب ملا تھا -

۲۰ - راول جسونت سنگھ اول

یہ عالمگیر کے عہد مین تھا زیادہ حال معلوم نہین -

۲۱ - راول کھمان سنگھ

اسنے سمبت ۱۷۵۵ مطابق ۱۶۹۹ء مین عالمگیر بادشاہ سے چتوڑ وغیرہ کی مرمت ہونے کے سبب میواڑ والونکی

شکایت کی کیونکہ چتوڑ کا رانا امر سنگھ دوم ڈونگرپور اور بانسواڑہ دونون کو تکلیفین دیتا تھا اور ایک بار ڈونگرپور کا علاقہ لوٹ کر قدیمی دستور کے موافق زبردستی نذرانہ بھی وصول کرلیا لیکن اسدخان وزیر کے بھائی نے جو موقع پر بادشاہ کی طرف سے تحقیقات کو آیا تھا الٹی ڈونگرپور والونکی پیش قدمی ظاہر کرکے اُنکی شکایت رد کرادی۔

۲۲۔ راول رام سنگھ

اسنے بھیلون کو سزا دیکر پونا واڑہ کیطرف کئی گانون دبالئے اور کئی قلعے بھی بنوائے تھے۔

۲۳۔ راول شیو سنگھ

اُسنے ڈونگرپور کی شہر پناہ تیار کرائی اسکی تجویز سے ایک خاص تول اور ناپ جاری ہوکر اسکے نام پر نئی بندش کی شیو شاہی پگڑی سرداروں وغیرہ کے واسطے مقرر ہوئی۔

۲۴۔ راول بیری شال

اس کے وقت مین مرہٹون نے بہت لوٹ مار مچائی۔

۲۵۔ راول فتح سنگھ

اس کے وقت مین مرہٹون اور پنڈارون کا بہت زور ہوگیا۔

۲۶ راول جسونت سنگھ دوم

اس سے سندھیون نے ڈونگرپور چھین لیا جو سرکار انگریزی کی مدد سے واپس ملا یہ فتح سنگھ کا بیٹا ہے یہ مذہبی باتوںمین زیادہ مصروف رہتا تھا۔ اس کے وقت مین سرکار انگریزی سے عہدنامہ ہوکر ۳۵ ہزار روپیہ سالم شاہی جسکے ستائیس ہزار تین سو ستاسی روپے سکہ انگریزی ہوتے ہین ریاست دھار کو دینا موقوف ہوکر سرکار انگریزی کو ملنا قرار پایا۔ اس عہدنامے پر ماہ سدی ۱۵ اسمبت ۱۸۷۶ مطابق ۲۹ جنوری ۱۸۲۰ء کو مہاراول جسونت سنگھ اور جنرل سرجان میلکم انگریزی مختار کے اول اسسٹنٹ الگزنڈر میگڈونلڈ نے دستخط کئے۔ اسکے علاوہ ۱۸۲۴ء مین آٹھ ہزار چار سو روپیہ سالانہ فوج خرچ کی بابت دوسرا اقرارنامہ لکھا گیا تھا لیکن ریاست کی زیرباری اور کم آمدنی پر لحاظ کرکے منسوخ یعنی رد سمجھا گیا۔

سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۴ء مین بعض سرکش جاگیرداروں کے بہکانے سے علاقے کے بھیلون نے فساد کیا مہاراول نے کمزوری کے سبب انگریزی سرکار سے مدد مانگی بھیلون نے سرکاری فوج جانے پر بغیر مقابلے کے اطاعت قبول کی اور مئی ۱۸۲۵ء مین ایک اقرارنامہ کپتان میگڈونلڈ نے سرکاری طور پر لکھوا کر فوج کو ملک کو واپس بھیجدی جسکا مضمون یہ ہے۔

(۱) ہم اپنے تیر وکمان اور کل ہتیار دیدینگے۔

(۲) مفسدہ گذشتہ مین جو کچھ لوٹا ہے اسکا عوض دینگے۔

(۳) آئندہ کو ہم شہر و دیہات اور سڑکون پر غارتگری نہ کرینگے۔

(۴) کسی سارق دغا بنگر لسیہ یا ٹھاکر یا کسی اور دشمن سرکار انگریزی کو خواہ ہمارے ملک کا ہو یا پردیسی اپنے گاؤن مین پناہ نہین دینگے۔
(۵) سرکار کمپنی کے احکام کی تعمیل کرینگے اور عند الضرورت حاضر ہونگے۔
(۶) علاوہ اپنے جائز اور قدیمی حقوق کے ہم راول صاحب اور ٹھاکرون کے دیہات سے کچھ نہین لینگے۔
(۷) راول صاحب والی ڈونگرپور کو خراج سالانہ دینے مین کبھی انکار نہ کرینگے۔
(۸) اگر کوئی رعایا سرکار کمپنی مین سے ہمارے گاؤن مین ٹھہرے گا تو اُسکی حفاظت کرینگے۔
(۹) اگر ہم حسب اقرار اپنے عمل نہ کرین تو سرکار انگریزی کے مجرم متصور ہونگے۔
دوسری برس سرکار مین شکایت ہوئی کہ مہاراول خود نیک چلن اور منصف مزاج نہین ہے اُسکی ناقص عادتون سے ہمیشہ ظلم و فساد رہنے کا اندیشہ ہے۔ اسلیے ایک اقرارنامہ انگریزی سرکار نے لکھوا کر اسکو ریاست سے بیدخل کیا اور اُسکے گود لیے ہوئے بیٹے دلپت سنگھ کو جو پرتاپ گڑھ کے مہاراوت ساونت سنگھ کا پوتا تھا راج کی حکمرانی کا اختیار دیا۔

۲۷ - مہاراول دلپت سنگھ

سمبت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین ڈونگرپور پر قابض ہوا اسکے وقت مین ملکی آمدنی کم ہو کر ہر طرف سے ٹھاکرون کا فساد شروع ہوا جبپر اُسنے سرکار انگریزی سے مدد کی درخواست کی سرکار سے ہدایت ہوئی کہ بھیل وغیرہ لٹیرے لوگون کے فساد مین جسکا اثر عام رعیت پر پہونچتا ہے مدد مل سکتی ہے لیکن جاگیردارونکی سرکشی مین خود رئیس کو جو اُن کا بزرگ اور ریاست کا ذمہ دار ہے اپنی حکومت کے قیام کے لیے ہر طرح کا بندوبست رکھنا چاہیئے۔
دلپت سنگھ ڈونگرپور مین انیس برس راج کرنے پایا تھا کہ سمبت ۱۹ مطابق ۱۸۴۴ء مین اُسکے دادا پردادا پرتاپگڈھ کے مہاراوت ساونت سنگھ کے بغیر اولاد مر جانے پر وہان کے لوگون نے اپنے رئیس زادے کو واپس لینا چاہا اگرچہ دھرم شاستر کے قاعدے سے ڈونگرپور مین گود آنے کے سبب دلپت سنگھ کا حق پرتاپگڑھ سے جاتا رہا تھا لیکن ڈونگرپور کے سرداروںکی برخلافی اور اپنے وطن کے جاگیرداروںکی وفاداری سے اُسنے پرتاپ گڑھ کو پسند کرکے دونون ریاستون کے شامل کرلینے کا ارادہ چھوڑا آخر مین یہ تجویز قرار پائی کہ مہاراول دلپت سنگھ کوئی لڑکا گود لیکر ڈونگرپور کی گدی پر بٹھادے اور خود پرتاپ گڑھ جاکر اپنے دادا کی ریاست کا مالک رہے۔

۲۸ - مہاراول اودے سنگھ

سمبت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۵ء مین مہاراول دلپت سنگھ نے ٹھاکر سابلی کے بیٹے اودے سنگھ کو گود لیکر ڈونگرپور کی ریاست پر قائم کیا لیکن اُسکی کم عمری کے سبب سرکار انگریزی سے اجازت دی گئی کہ مہاراوت دلپت سنگھ پرتاپ گڑھ کا راجہ ہوکر ڈونگرپور کا انتظام بھی رشتہ دارونکے طور پر کرتا رہے۔ یہ سب کارروائی جسونت سنگھ معزول مہاراول کو ناپسند ہوئی اور اُسنے خود دوبارہ حکومت حاصل کرنے اور ٹھاکر سنگلا کے بیٹے کو گود لینے کی

کوشش کی لیکن یہ تدبیر پیش نہونے پائی کہ سرکار انگریزی نے اُسکو سرکشی کے الزام مین بارہ سوار وپیہ ماہوار تنخواہ مقرر کیکے ریاست سے علاوہ متھرا مقام پر ہمیشہ رہنے کے واسطے بھیجدیا - آٹھ برس تک ڈونگرپور اور پرتاب گڑھ کی حکومت ایک جگہ مہاراوت دلپت سنگھ کو حاصل رہی لیکن پھر انتظامی دشواری اور سردارونکی عدم فرمانبرداری سے سمت ۱۹۰۹ مطابق ۱۸۵۲ء مین سرکار انگریزی کے حکم کے موافق مہاراوت دلپت سنگھ پرتاب گڑھ کے سوا ڈونگرپور کی ریاست سے بیدخل ہوا - اور مہارا ول اودے سنگھ کے ہوشیار ہونے تک ایک سرکاری کارگذار شخص منشی صفدر حسین انتظام پر رکھا گیا چند سال کے بعد مہارا ول اودے سنگھ جوان اور ہوشیار ہو گیا اور اپنا کام خود کرنے لگا -

سابق مین سرکار انگریزی نے ڈونگرپور سے بندوبست حفاظت راستہ اور بھیلون کی وارداتون کا انسداد کرادیا تھا وہ موقوف ہو گیا اور بھیل از سر نو سرکش و بداطوار ہو گئے تا بحدیکہ مہارا ول خود دورے کے واسطے گیا تب مڈو پال کے بھیلون نے اُس کا مال و اسباب لوٹ لیا اور ظروف نقرئی سے گئے اسیطرح پولٹیکل ایجنٹ کے لشکر کا اسباب لیگئے تھے ۱۸۶۱ء مین دیول پال نے باغی ہوکر کھیرواڑہ اور ڈونگرپور کی سڑک پر ایسی شرارت کی کہ تا وقتیکہ کھیرواڑے کی بھیل پلٹن کی جمعیت نے اُنکی سرکوبی نکی حرکات ناشایستہ سے باز نہ آے جہان سوم اور مہی ندیان ملی ہین بنیشر مہادیو کا مندر ہے اس مقام کی بابت ڈونگرپور اور بانسواڑہ کی ریاستون مین باہم سولہ برس تک سخت تنازعہ رہا اس سبب سے میلہ بند ہو گیا تھا تاہم بنیشر مہادیو اور موجی بھگت کی زیارت کے واسطے ماہ سدی ۱۵ کو جاتری بکثرت آتے تھے سرکاری افسر کی تحقیقات کے بعد وہ زمین ڈونگرپور کو مل گئی اور اسکے بعد مہارا ول کی کوشش سے پھر میلہ جاری ہو گیا - یہ میلہ دو ہفتہ رہتا ہے اور قریب بیس پچیس ہزار کے آدمی جمع ہوتے ہین -

سمبت ۱۹۲۵ مین اور اُسکے دوسرے برس مہارا ول نے قحط سالی کے سبب سائر کا سرحدی محصول رعایا کے آرام کی نظر سے معاف نکر کرکی گا تو سکے اندر تالاب اور ڈونگرپور کی شہر پناہ وغیرہ کا کام شروع کردیا جس سے محتاج جنکے گذارے کی صورت نکل آئی جو محنت کرنے سے لاچار تھے اُنکو خیرات خانون سے غلہ اور کھانا دیا گیا اسیطرح نوّے ہزار روپیہ غیر معمولی کامون مین صرف ہوا اور خوش انتظامی کے سبب یہ کسیطرح ناگوار نہ گذرا -

سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۰ء مین مہارا ول کو اپنی اولاد کے بیاہ شادی کے لیے فکر پیش آئی - دختر کی شادی ریاست جودھپور کے ولیعہد کے ساتھ قرار پاکر ملتوی رہی اور سمبت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۲ء مین مہارا ول جیسلمیر کے ساتھ جبکہ وہ ڈونگرپور آیا ۵۴ ہزار روپے کا سامان جمع کئے جانے پر ہو گئی - کنور کمان سنگھ کی شادی سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۴ء مین جبکہ وہ بیس سال کی عمر مین تھا مہاراجہ رتلام کی دختر کے ساتھ کی گئی کنور کی شادی مین بدھوا یعنی ماتحت لوگون سے جو روپیہ بطور چندہ لیا جاتا ہے کسی سے وصول نہ کیا گیا کیونکہ وہ ایک برس پہلے لڑکی کے بیاہ مین لے لیا گیا تھا - بدھوا مین بقدر ایک لاکھ سولہ ہزار تین سو چالیس روپیہ ملا دان

ور علیائے ریاست سے لیا گیا تھا۔

سمبت ۱۹۳۸ مطابق ۱۸۸۲ء مین مہارا ول نے بعض ماتحتونکی صلاح سے اپنے کینزک زادہ رشتہ دار ٹھاکر گنبھیر سنگھ کے ناتھ دوارہ مقام مین بندوق سے خودکشی کرنے کے بعد اسکی بیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کی جاگیر لاولد ہونے کے سبب ضبط کر لی جبیر گنبھیر سنگھ کی عورتون نے گود لینے کے ارادے پر سرکار انگریزی مین کئی جگہ نالش و فریاد کی لیکن مہارا ول کی طرف سے انکو خرچ اور گذر کے لائق زمین دینے کا وعدہ کئے جانے کے سبب کہین شنوائی نہوئی اسپر بھی اُن عورتون نے اپنے ساتھ بدسلوکی کے اندیشے سے ڈونگرپور آنا گوارا نہین کیا۔

۲۹۔ مہارا ول بجے سنگھ

۱۷ جولائی ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے اور اپنے دادا اودے سنگھ کے انتقال کے بعد ۱۳ فروری ۱۸۹۸ء کو مسند نشین ہوئے اور بالغ ہونے کے بعد انکو ۱۹۰۹ء مین اختیارات کامل ملے انھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی اُنکی صغرسنی کے زمانے مین پولٹیکل اجنٹ ایک خاص انتظامی افسر (چیف ایکزیکیوٹو آفیسر) اور دو ممبرون کی امداد سے انتظام کرتے تھے ۱۹۰۴ء مین وہ خراج جو ریاست گورنمنٹ انگریزی کو دیتی ہے ۵۰۰،۱۷ روپیہ سالانہ مقرر ہوا اونکی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے ۱۹۰۱ء مین اُنکی شادی راجہ سیلانہ کی لڑکی سے ہوئی جس سے تین اولاد یعنی ایک لڑکا اور دو لڑکیان ہوئین لڑکا ولیعہد ہے ہز ہائنس کو زبان انگریزی اور صیغۂ تاریخ سے خاص شوق ہے انکے عہد مین فیس معاف ہونیکے علاوہ طلبا کو کتب بھی دیجانے لگین جس سے تعلیم مین خاص ترقی ہوئی چنانچہ ڈونگرپور مین دو مذہبی سکولون کے علاوہ ایک زنانہ سکول بھی ہے آبپاشی تجارت و زراعت مین بھی خاصی ترقی ہے کئی مفید قانون جاری کئے گئے چنانچہ فوجداری مقدمات مین اسیسرون کا دستور بھی قائم رکھا ہے میونسپلٹی بھی ہے۔ انکو جون ۱۹۱۲ء مین کے سی آئی۔ ای کا خطاب دیا گیا۔

ڈونگرپور کے جاگیرداروں کے قبضے مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب آمدنی کے دیہات ہین۔

ڈونگرپور کے اول نمبر کے تعظیمی سردارونکی فہرست

نمبر	نام جاگیر	قوم جاگیردار	سالانہ آمدنی	تعداد خراج	کیفیت
۱	بنکوڑہ	چوہان	۱۴۰۲۵	۳۶۰۲	پہلا خراج ۲۵۰۰ تھا۔
۲	بیچھیواڑہ	چوہان	۲۸۱۰	۴۲۵	
۳	پیٹھ	چوہان	۵۷۱۵	۱۵۴۷	پہلا خراج ۲۲۰۱ تھا۔
۴	کوان	میرتیہ راٹھوڑ	۶۴۴۸	۳۰۶۳	
۵	موڈونہ	چوہان	۵ ۷۵	۱۲۷۵	
۶	مینتڑی	چوہان	۵۳۰۵	۶۰۱	یہ علاقۂ بانسواڑہ مین گڑھی کا جاگیردار ہے
۷	ٹھاکرڑہ	چوہان	۶۳۴۳	۱۴۰۸	یہ بانسواڑہ کے ماتحت کیسر کا جاگیردار ہے

نمبر شمار	نام جاگیر	قوم جاگیردار	سالانہ آمدنی	تعداد خراج	کیفیت
۸	بماسہ	چوہان	۱۲۰۵	۲۸۵ ۲	
۹	سلج	سیسودیہ	۱۷۶۵	۱۱۰	یہ سیسودیہ چونڈاوت ہے ۔
۱۰	ماڈھ	سولنکھی	۲۳۴۵	۱۳ ۵ ۴	
۱۱	سابلی	اہاڑیہ	۷۰۴	معاف	مہارادل کا بھائی ہو نذرانہ مسند نشینی کے سوا خراج نہین دیتا
۱۲	نانلی	اہاڑیہ	۱۶۳۲	ایضاً	ایضاً
۱۳	راگھرمعہ	چونڈاوت	۲۴۶۵	ایضاً	خراج نہین دیتا نذرانہ مسند نشینی لیا جاتا ہے
۱۴	لوداویل	چوہان	۱۴۵۰	ایضاً	ایضاً

درجہ دوم کے بھی تعلیمی ۲۰ سردار ہین انکے سوا درجہ دوم وسوم مین ایسے خراج گذار سردار ہیں جن کو تعظیم نہین دی جاتی ۔

فصل ۔ تاریخ بانسواڑہ کا

جغرافیہ

راج بانسواڑہ میواڑ کے انتہاے جنوب مین ایک چھوٹی ریاست ہے اسکے شمال مین دھریاود علاقہ میواڑ اور ڈونگرپور ۔ مغرب مین ریواکانٹہ علاقہ گجرات جنوب مین جھابوہ اور رتلام مشرق مین پرتاپ گڑھ کا علاقہ پھیلا ہوا ہے طول شمال سے جنوب کو پچاس میل اور عرض مشرق سے مغرب کو چونتیس میل ۔ رقبہ ایک ہزار نوسو چھیالیس میل مربع ۔ آبادی ۱۰۷۴۶۸ آدمی آمدنی خالصہ دولاکھ روپیہ سالانہ تھی لیکن اسوقت ۲۰۴۲۰۰ روپیہ سالانہ رئیس کی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہو یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۱۰ دقیقہ اور ۲۳ درجہ ۴۸ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ دو دقیقہ اور ۷۴ درجہ ۴۱ دقیقہ کے درمیان مین ہے ۔

اس ریاست کے درمیانی علاقے مین مہی ندی سے پیداوار اچھی ہوتی ہے اور آبادی بھی زیادہ ہے لیکن سرحد مین ہرطرف اُجاڑ ہے ۔ جہان فسادی بھیل کثرت سے رہتے ہین وہ ریاست سے سزا ملنے پر بھی جب موقع ملتا ہے لوٹ مار سے باز نہین رہتے ۔

شہر بانسواڑہ مئو اور ڈیسکی سڑک پر مئو سے ۱۲۳ میل شمال مغرب مین اور مہی ندی کے کنارہ چپ سے آٹھ میل مغرب مین واقع ہے اسکی بہت وسیع شہرپناہ ہے مگر اس احاطہ کے اندر زیادہ تر رقبے پر باغات ہین آبادی صرف ایک جز پر ہے ۔ مہارادل صاحب کا محل شہر سے بلندی پر مضبوط اور قلعہ کے ہمشکل عمارت ہے اُسکے قریب ایک تالاب ہے جسکے گھاٹ پختہ بنے ہوے ہین اور درختونکی سرسبزی سے رونق معلوم ہوتی ہے شہر مین ہنود کے چند عمدہ مندر ہین اور بازار بہت وسیع ہے زیادہ تر ہنونکی آبادی ہے اور کچھ مسلمان اور مہاجن وغیرہ بھی آباد ہین ۔ یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۳۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ اور ۲۴ دقیقہ پر

واقع ہے - مگر قدیم شہر بانسواڑہ جسکو جگمال نے بونگر ابو او معروف دونون غنہ نامی بھیل سے یہ ملک فتح کرکے آباد کیا تھا اس دارالریاست حال سے کسی قدر فاصلے پر واقع ہے - بانسواڑہ کے سوا اس راج مین مین قصبے خوشحال گڑھ - کالنجرہ اور سنگواڑہ بھی بڑے سمجھے جاتے ہین ان مین سے کالنجرہ جسے کنجرہ بھی کہتے ہین بہت پرانا قصبہ ہے وہان ایک قدیم مندر ہے کہ آج کل متروک پڑا ہے - بشپ ہیبر نے لکھا ہے کہ یہ عظیم الشان عمارت جینیون کا مندر ہے اسمین گنبد اور منارے بہت ہین کل عمارت چند حصون مین منقسم ہے چھتین سنگین ہین اور کل درو دیوار باریک اور عمدہ نقش و نگار سے منقوش ہین - سابقاً جینی لوگ بہت دولتمند اور تجارت پیشہ تھے مگر مرہٹون کے ظلم و زیادتی سے سب چھوڑ کر چلے گئے -

قوم

بانسواڑہ کے رئیس ڈونگرپور کیطرح سورج بنسی گھلوت نسل سے اہاڑیہ شاخ مین ہین جو قدیم نام میواڑ کے راجپوتون کا ہے - یہ ریاست اسوقت سے تقریباً چار سو برس پہلے ڈونگرپور مین شامل تھی جسکی بنیاد چیتوڑ سے علحدہ ہوکر تقریباً چھ سو برس پہلے پڑی ہے -

نسب نامہ ریاست بانسواڑہ

(۱) جگمال بانی بانسواڑہ ولد راول اودے سنگھ اول والی ڈونگرپور (۲) پرتاب سنگھ (۳) کلیان سنگھ (۴) اگرسین (۵) اودے بھان (۶) سمر سنگھ (۷) کشل سنگھ (۸) عجب سنگھ (۹) بھیم سنگھ (۱۰) بشن سنگھ (۱۱) پرتھوی سنگھ (۱۲) بجے سنگھ (۱۳) امید سنگھ (۱۴) بھوانی سنگھ (۱۵) بہادر سنگھ (۱۶) مہاراول لچھمن سنگھ (۱۷) مہاراول شنبھو سنگھ (۱۸) مہاراول پرتھی سنگھ -

مختصر تاریخی احوال

بانسواڑے کا راج ڈونگرپور کی چھوٹی شاخ مین ہے جسکے علحدہ ہونے کی بابت مختلف بیانات پائے جاتے ہین بانسواڑے والے دعوے کرتے ہین کہ ہمارے بزرگ جگمال نے تلوار کے زور سے ملک دبایا - ڈونگرپور والے کہتے ہین کہ ہمارے بزرگ پرتھوی راج نے خوشی کے ساتھ آدھا علاقہ چھوٹے بھائی جگمال کو دیدیا - اودیپور والون کا بیان ہے کہ ہم نے دونون بھائیون پرتھوی راج اور جگمال مین جھگڑا دیکھ کر ڈونگرپور کی طاقت کم کرنے کے لیے علاقے کے دو حصے کر دیے لیکن تاریخ فرشتہ کی تحریر سے اصل حقیقت اسطرح معلوم ہوئی کہ جب ڈونگرپور کا راول اودے سنگھ اول سمت ۱۵۸۴ مطابق سنہ ۱۵۲۸ء مین راناسانگا کے ہمراہ جاکر بابر بادشاہ کے مقابلے پر بیانے کی لڑائی مین مارا گیا تو رواج کے موافق اسکا بڑا بیٹا پرتھوی راج راول بنا اُسکے تین برس راج کرنے کے بعد سلطان بہادر شاہ نے جو گجرات کا زبردست بادشاہ تھا ڈونگرپور پر چڑھائی کی اور چیتوڑ کے رانا رتن سنگھ کی سفارش سے باگڑ کا علاقہ راول پرتھوی راج اور اُسکے چھوٹے بھائی جگمال کو دو برابر حصون مین تقسیم کر لیا اس معاملے کی بابت تاریخ فرشتہ کا بیان جو اسوقت سے تین سو سے زیادہ برس پہلے کی تصنیف ہے اور جسکو کسی ریاست کی رعایت منظور نہ تھی یہان لکھا جاتا ہے -

سنہ ۹۳۷ ہجری مطابق سمبت ۱۵۸۷ و ۱۵۳۱ع) مین سلطان بہادر شاہ ڈونگرپور اور بانسواڑہ کی طرف آیا جہان اُسنے بہت لوٹ مار مچائی۔ اس علاقے (باگڑ) کا راجہ پرتھوی راج لاچار ہوکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو گیا اور اُسکے ایک بیٹے نے مذہب اسلام اختیار کیا۔ پرتھوی راج کا چھوٹا بھائی جگا (جگمال) جو پہاڑون مین بھاگا پھرتا تھا گرفتاری کے خوف سے رانا رتن سی کے پاس چلا گیا تاکہ اُسکی معرفت قصور معاف کراکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوسکے۔ بہادر شاہ شکار کیواسطے قصبہ بانسواڑہ مین آکر ٹھہرا۔ اسوقت رانا سانگا کے بیٹے رتن سی نے قاصد بھیجکر عاجزی کے ساتھ جگا کے قصور کی معافی چاہی بادشاہ نے اُسکی درخواست کو منظور فرماکر جگا کو اپنی خدمت مین بلا لیا۔ سلطان نے کھاٹ کرگا نو مین ایک بڑی مسجد بنواکر وہ مقام پرتھوی راج کو دیدیا۔ باقی باگڑ کا تمام علاقہ اُسپر پرتھوی راج اور اُس کے بھائی جگا کو برابر دو حصون مین بانٹ دیا اور بہادر شاہ کچھ روز شکار کھیل کر مالوے کی طرف چلا گیا (تاریخ فرشتہ۔ چوتھا مقالہ۔ بہادر شاہ گجراتی کا بیان)

یہ ریاست کبھی میواڑ والونکی زیردست بنی۔ کسیوقت گجرات والونکو اسنے تحفے اور پیش کش دیئے اور ایک عرصے تک دہلی کے بادشاہونکی ماتحت رہی۔ آخرکار سرکار انگریزی نے مرہٹون کے پنجے سے چھوڑا کر اپنا خراج گذار بنایا۔

اکبر نامے کا بیان ہے کہ ۲۱ سنہ جلوس مطابق سمبت ۱۶۳۳ و ۱۵۷۶ع مین جبکہ اکبر بادشاہ اجمیر سے چلکر میواڑ کا علاقہ دیکھتا ہوا مالوے کو جاتا تھا اسوقت جگمال کے بیٹے پرتاپ سنگھ نے اُسکی اطاعت قبول کی اور مثل دوسرے رئیسون کے منصب اور خطاب پاکر فوجی کام انجام دئے۔ سمبت ۱۶۵۰ مطابق سنہ ۱۵۹۴ع مین راول پرتاپ سنگھ کے پوتے راول اُگرسین نے سرکشی کرکے بادشاہی علاقہ لوٹنا شروع کیا۔ مالوے کے صوبہ دار مرزا شاہرخ نے جو اکبر کیطرف سے مقرر تھا۔ چڑھائی کرکے بانسواڑہ دبا لیا لیکن راول نے پہاڑون مین رہکر مالوے کے گانون لوٹنا نہ چھوڑا یہ حال دیکھکر مرزا شاہرخ بانسواڑے سے اپنے صوبے کو سنبھالنے کے لیئے واپس گیا اور راول نے میدان خالی پاکر بانسواڑے پر قبضہ کرلیا۔ دوسرے سال مرزا دوبارہ بانسواڑے پر فوج لایا لیکن اسوقت راول نے مقابلہ نہ کیا بلکہ بادشاہ کے واسطے کچھ تحفے اور نذر کا سامان مرزا کو دیکر صلح کرلی۔ اور پھر کبھی اتفاق کے سوا بادشاہی آدمیون سے لڑائی کا اتفاق نہ ہوا۔ سمبت ۱۶۹۵ مطابق سنہ ۱۶۳۹ع مین راول اُگرسین کے پوتے راول سمرسی نے دہلی مین جہانگیر بادشاہ کے پاس حاضر ہوکر تیس ہزار روپیہ۔ تین ہاتھی۔ ایک پاندان اور ایک خنجر نذر کے طور پیش کیا اور شاہجہان کے عہد مین اُسنے اپنی کارگذاری سے ایک ہزاری ذات و سوار کا منصب حاصل کیا۔ راول سمرسی کے پوتے راول عجب سنگھ نے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین اودیپور کی سرحد پر جھگڑا کیا جسپر اودے پور کے مہارانا امر سنگھ دوم نے زبردستی عوض لینا چاہا لیکن بادشاہی وزیر نواب اسد خان نے نرمی کے ساتھ فیصلہ کرا دیا۔ دہلی وغیرہ سے تعلق چھوٹ جانے کے بعد سمبت ۱۷۵۰ مطابق سنہ ۱۶۹۴ع مین اودیپور کے مہارانا بھیم سنگھ نے جبکہ وہ شادی کرنے کے لیے ایڈر کو جاتا تھا راول بجے سنگھ سے نذر کے طور کئی ہزار روپیہ لیا جانا مقرر کیا تھا۔

راول امید سنگھ

دہلی کی سلطنت ضعیف ہوجانے پر راجپوتانے کی اکثر ریاستین خودسر ہوگئی تھین لیکن مرہٹون نے انکو مغلوب کرکے بہت تکلیف پہونچائی اور یہانکے رئیس و رعایا کو یہانتک تنگ و تباہ کیا کہ سرکار انگریزی کی فتح ہونے پر راول نے صرف اس شرط پر کہ مرہٹون کو ملک سے نکالدیا جاے سرکار کا خراج گذار ہونیکی درخواست کی اور سیندھیا۔ ہلکر اور دھار کی افواج کو خارج کرنے کی غرض سے ملک کی آمدنی مین سے فی روپیہ چھ آنہ خراج دینا منظور کیا۔ اس مراد سے سمبت ۱۸۶۹ مطابق ۱۸۱۲ع مین راول امید سنگھ نے وکیل کو مع مسودہ عہدنامہ رزیڈنٹ بڑودہ کے پاس بھیجا اُسنے ہدایت کی کہ رزیڈنٹ دہلی سے درخواست کرین اسپر وکیل اُسکے پاس گیا اور اگرچہ اسوقت عہد پختہ نہوا مگر پانچ برس کے بعد وکیل نے انھین کاغذات کے ذریعہ اور انھین شرائط پر ۱۶ اکتوبر ۱۸۱۸ع کو عہدنامہ منضبط کیا مگر راول امید سنگھ نے شاید اس خیال سے کہ خوف کا وقت گذر گیا یا شرائط کو جو خود اُسی کی درخواست کے بموجب تجویز ہوئی تھین بہت سخت اور خلاف مطلب اپنے تصور کرکے عہدنامے کو تصدیق نہ کیا اور اُسپر عمل کرنے سے انکار کیا اول تو سرکار انگریزی نے اُسی عہدنامے کو واجب التعمیل قرار دیکر اُسپر عمل درآمد رکھنے کی ہدایت کی تھی مگر انھین ایام مین ریاست دھار سے عہدنامہ سرکاری منضبط ہوا اور اُسکے بموجب جو خراج کہ ڈونگرپور و بانسواڑہ سے اُس ریاست مین لیا جاتا تھا سرکار انگریزی مین منتقل ہوا۔

اس پہلے عہدنامے کے بعد راول امید سنگھ نے انتقال کیا اور اُسکا بیٹا بھوانی سنگھ گدی پر بیٹھا۔

مہاراول بھوانی سنگھ

سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۹ع مین گدی پر بیٹھا۔ جسکے ساتھ پھاگن سدی ۲ سمبت ۱۸۷۶ مطابق ۱۵ فروری ۱۸۲۰ع کو کپتان الگزنڈر میگڈونلڈ نے جنرل سرجان مالکم صاحب انگریزی مختار کی طرف سے بانسواڑے جاکر ایک دوسرا عہدنامہ تحریر کیا۔ جسکے مطابق ۳۵ ہزار روپیہ سکہ سالم شاہی جو مرہٹون کو بطور خراج دیا جاتا تھا سرکار انگریزی کے لیے مقرر ہوا۔ سمبت ۱۸۷۹ مطابق ۱۸۲۲ع مین آٹھ ہزار سالانہ فوج خرچ ریاست پر تجویز ہوکر کم آمدنی کے سبب ڈونگرپور کیطرح معاف ہوگیا۔

بانسواڑے مین بھیل اور دوسرے غارتگرون کی شرارت سے بہت فساد رہا اُسکے انسداد اور مفسدون کو سزا دینے مین محنت و کوشش عمل مین آئی اُسوقت سے اس ملک مین امن۔ امان ہوگیا رفع بدنظمی کے بعد آمدنی ملک مین بہت اضافہ ہوا مہاراول اور اُسکا دیوان کہ دوست بھی تھا دونون عیش و عشرت مین ایسا تهرد کاروبار ریاست سے بے پروا ہوجاتے تو اُس سے زیادہ اضافہ ہوتا اُنکی نزیادتی کا نتیجہ روز بروز ظاہر ہونے لگا جو روپیہ سرکاری خراج مین دیا جاتا تھا مہاراول بھوانی سنگھ اُسکے مختار نے عیش و عشرت مین خرچ کردیا سرطهاز کا خراج باقی رہگیا تب پولیٹکل ایجنٹ کو جد بلیغ کرنی پڑی مہاراول نے بمشکل تمام دبوران کو موقوف کرنا قبول کیا اور کسیقدر زرخراج واجب الطلب مین سے بھی ادا کیا۔ اور غارتگری کی وارداتین

بکثرت ہونے لگین اُنکے انسداد کا ریاست۔ تاپ گڈھ کی مدد سے بندوبست کرایا گیا دیوان کی موقوفی کے بعد مہاراول تھوڑے عرصے تک زندہ رہا اور لاولد مرگیا۔

مہاراول بہادر سنگھ

سمبت ۱۸۹۴ مطابق ۱۸۳۷ء مین بہادر سنگھ جو مہاراول بھوانی سنگھ کا قریب رشتہ دار اور زیادہ حقدار تھا۔ اکثر جاگیرداروں کی صلاح اور پولیٹکل افسر کے اتفاق سے مسندنشین ہوکر کئی برس کے بعد بغیر اولاد گذر گیا۔

مہاراول لچھمن سنگھ

درمیانی انیسوین صدی عیسوی (شاید ۱۸۴۴ء) مین یہ مہاراول متبنے کیا گیا اسکے متبنے کئے جانے پر ٹھاکر مان سنگھ نے جو قریب رشتہ دار ریاست مین تھا اپنے بیٹے کے مسندنشین ہونے کے واسطے دعوے کیا۔ جھگڑا دور ہونے کی غرض سے تیرہ سو روپیہ سالانہ اُسکے معمولی خراج مین کم کیا گیا جس سے وہ خاموش ہو بیٹھا یہ مہاراول مسندنشینی کے وقت دس برس کی عمر مین تھا اسلئے کئی سال تک منشی شہامت علی وغیرہ نے سرکاری حکم سے راج کا کام انجام دیا۔

اس ریاست کے وسط کی زمین مہی ندی سے دار الحکومت تک سیراب اور آباد ہے مگر گرد و نواح کے جنگلون مین بھیل بکثرت اور نہایت سرکش و بدپیشہ ہین ۱۸۵۷ء کے غدر مین اُنکو بندوقین بہت ہاتھ آگئی ہین جب سے نہایت مفسد ہوگئے ہین مہاراجہ سیندھیا کے علاقہ مالوہ کے زمیندار بانسواڑہ و پرتاپ گڑھ کے بھیلون کو چوتھ یعنی چہارم پیداوار بطور حق حفاظت دادادوتت نہ ورت کے دیتے ہین مگر فی زمانہ ملک مین ترقی ہونے سے زمیندارون نے اداے زر چوتھ مین انکار کیا اسپر بھیلون نے فساد کیا اور ۱۸۸۵ء مین بانسواڑہ کے بھیلون نے بہ افسری گنگا راول موضع کھیری پر حملہ کیا مگر انکو شکست ہوئی اور گنگا راول کا بھائی جیجا راول (بیاء معروف) مارا گیا اس سے خون کا جھگڑا پیدا ہوگیا کہ مدت تک چلتا رہا اور اس وجہ سے کہ مہاراجگان ہلکر و سیندھیا کے ممالک سے بھی بندوبست کامل نہ ہوا اس فساد کے انسداد کی صورت ظہور مین نہ آئی۔ انھین ایام مین ریاست سونتھ (بواو معروف) تحت گورنمنٹ بمبئی کے بھیلون سے لڑائی ہو رہی تھی اور پوسینر (بواو دیا سے مجہول) واقع گجرات ماتحت ایجنسی مہی کانٹھ مین فساد تھا اور علاقہ سروہی کے بھاگر بھیل باغی ہو رہے تھے اسلئے بغرض انسداد فساد بھیلون کے ریاست بانسواڑہ کی طرف سے وکیل پولیٹکل ایجنٹ مغربی مالوہ کے پاس مقرر کرایا گیا اور اسیوقت مین بانسواڑے کے دیوان نے بھیلون کو ارتکاب واردات سے باز رکھا مگر یہ بندوبست بطور عارضی کارآمد ہوا کوئی تدبیر کہ ہمیشہ کو فساد رفع کرنے کے واسطے کافی ہو عمل مین نہ آئی۔

بانسواڑے کے بھیل ہندو ہین مسلمانون کا کھانا کھانے سے پرہیز کرتے ہین برہمنون کو بزرگ سمجھتے ہین مگر اُنکو مارتے ہین کثرت سے شرابخوار اور افیونی ہین اور مہوے کی شراب پیتے ہین اُنکی شادی و غمی اور ولادت کی رسمیات وہی ہین جو ہنود مین جاری ہین مگر جو لوگ مرض ہیضہ سے مرین اُنکو داغ نہین دیتے دفن کرتے ہین۔

سنہ ۱۸۶۷ء مین کرنل سکین سپرنٹنڈنٹ چھاؤنی کھیرواڑہ نے بانسواڑے کی سخت بدانتظامی کی رپوٹ کی۔ راو کشل گڑھ جو لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ آمدنی کا جاگیردار ہے اور جسکے ۶۵ گاؤن رتلام کی ماتحتی مین علحدہ ہین بانسواڑہ سے خودسری کا دعوے کرنے لگا۔ ریاست مین زبردست سردارون کے دبانیکی طاقت نتھی۔ اسکے فیصلے کے واسطے سرکار انگریزی نے مداخلت کی اُسنے نہایت سرکشی وعدول حکمی کی کہ عندالطلب پولیٹکل ایجنٹ کو اُسنے صاف جوابدیا کہ میری ریاست بانسواڑہ سے بالکل علحدہ ہے اگر بانسواڑہ کی معرفت مجھکو تحریر آویگی تو ہرگز جواب نہ دونگا ہرچند فہمائش ہوئی کہ سرکار کا عہدنامہ بانسواڑے سے ہے تم سے نہین ہے تم بانسواڑہ کے ماتحت ہو مگر اُسپر مطلق اثر نہوا اسکو راجہ رتلام کا ہم قوت وماتحت ہونے بانسواڑے کے ساتھ دعوے ہمسری کی جرات ہوئی کہ عندالطلب پولیٹکل ایجنٹ بانسواڑے مین آیا مگر مہارول سے ملاقات کرنیکے واسطے نہ گیا تحقیقات سے اُس کا دعوی خودسری محض بے اصل ثابت ہوا اور یہ بھی دریافت ہوا کہ ۱۸۵۵ء مین راو کشل گڑھ اور راجہ رتلام کے نزاع کی تحقیقات ہوئی تب فیصلہ ہو چکا ہے کہ راو کشل گڑھ ریاست بانسواڑہ کا ماتحت ہے رتلام سے تعلق نہین رکھتا۔ سرکار نے اُس سے صاف طور پر کہدیا کہ تم بانسواڑے کی تابعداری اختیار کرو تم خودمختار نہین مانے جاسکتے۔ ریاست کا باقی خراج ادا نہ کرنے اور ایک مجرم کو بھگا لیجانے کی تہمت مین کشل گڑھ پر کئی مہینے تک سرکاری ضابطہ رکھا جاکر کوٹھاری کیسری سنگھ کا مدار کی مخبری اور تحقیقات کی رو سے بانسواڑے کی طرف سے پیش کئے ہوئے دعوے کے کاغذات جعلی ثابت ہونے پر سرکار انگریزی کو ریاست سے سخت ناراضی پیدا ہوئی جس سے ہمیشہ کیواسطے ایک سرکاری افسر اسسٹنٹ پولیٹکل اجنٹ کے نام سے مطابق سنہ ۱۹۲۶ سنہ ۱۸۶۹ء شروع جنوری مین میواڑ رزیڈنسی کے ماتحت بانسواڑے مین رہنا تجویز ہوا تاکہ بانسواڑے کے اندرونی پیچیدہ جھگڑے اور پرتاپ گڑھ کے سرحدی معاملے۔ موقع کی نگرانی اور تحقیقات سے طے ہوا کرین چونکہ یہ محکمہ بانسواڑے کی تکرار اور بے اعتباری کے سبب جو دراصل مہاجن کامدارونکی شرارت سے پیدا ہوئی قائم کرنا پڑا اسلیئے بخلاف دوسرے مقامات کے افسر وعملہ وغیرہ کا تمام خرچ جسکی تعداد پندرہ ہزار روپیہ سالانہ ہے راج بانسواڑہ پر جرمانے کے طور ڈالا جاکر پرتاپ گڑھ کو اُس سے بری رکھا گیا۔

کانگڑہ کے مقدمے مین ذک اُٹھانے سے مہارادل پست ہوگیا اور بعض خودغرض اہلکارونکی شکایت کرنے لگا کہ اُنھون نے اس مقدمے مین بوجہ اُسکا نام شامل کرکے بدنام کردیا اُسکا بیان ہے کہ جس جرم مین مجھکو سزا ہوئی ہے اسکا بانی کوٹھاری کیسری سنگھ تھا گورنمنٹ نے اُسکو بقصور سمجھا ہے اقبال تحریری صرف بنظر ترحم اہلکار دیگر عتاب گورنمنٹ سے بچانے کے واسطے کیا تھا اور اسمین بھی کوٹھاری کیسری سنگھ نے دبایا تھا کہ اگر نہ کروگے تو ریاست ضبط ہو جائے گی۔

جب سے کانگڑہ کے مقدمے مین حکم اخیر ہوا کوشل گڑھ کے راو نے اپنی جاگیر کو ریاست سے علحدہ سمجھ لیا سرکاری متواتر ہدایت وتاکید پر کہ ریاست بانسواڑے مین خراج ادا کرے اور رئیس کی اطاعت کرے عرصے تک تعمیل ترکی آخرکار جنوری سنہ ۱۸۷۰ء مین خراج داخل کیا مگر عزم خودسری سے باز نہ آیا۔ نذرانہ تلوار بندی یعنی

مسند نشینی جسکی بابت ریاست سے متواتر تاکید تھی اور راؤ کو اُسکے ادا کرنے مین مطلق انکار تھا حسب سفارش پولیٹکل ایجنٹ بحکم گورنمنٹ معاف ہوگیا۔

سنہ ۱۸۶۱ء مین کوشل گڑھ مین مسماۃ چندو بھیلنی عمر ہشتاد سالہ کو بحکم کامدار راؤ ڈاکن ہونے کی علت مین لٹکا کر مار ڈالا تحقیقات کے بعد جرم ثابت ہوکر سرکار کے حکم سے قادر بوہرہ کامدار کوشل گڑھ جو بجید مرتشی تھا اور دستہ بھیا ڈاکن پکڑنے والے کو سزاے قید پانچ پانچ سال اور علی کوتوال کوشل گڑھ کو قید ایک سال ہوکر محبس اجمیر مین بھیجے گئے اور راؤ کوشل گڑھ پر دو ہزار روپیہ جرمانہ ہوا اُسمین سے ایک ہزار روپیہ مسماۃ چندو متوفیہ کے دو بیٹون کو بطور خونبہا دلوایا گیا بھیلون اور دوسری راجپوتانے کی ذلیل قومونکا ڈاکن پر بہت اعتقاد ہے اور اُنکا مارنا اور لٹکانا مروج عوام تھا صرف زمانہ حال مین کم ہوگیا ہے۔

سمبت ۱۹۲۲ مطابق سنہ ۱۸۶۵ء مین گڑھی کے ٹھاکر رتن سنگھ نے جو نوے ہزار روپے سالانہ کا جاگیردار ہے مہارانا ے اودیپور کو اپنی بیٹی بیاہ کر وہانسے راو کا خطاب پایا اسپر بانسواڑے مہاراول کو خاص اسوجہ سے کہ خطاب لینے کی اجازت کیون نہین لی رشک وحسد ہوا دوسرے رتن سنگھ نے بلا استمزاج مہاراول بیٹا متبنے الیا تیسرے عند الطلب حکام انگریزی مجرمان مرتکب واردات کو سپرد نہین کیا۔ مہاراول نے اُسکے باغ واقع بانسواڑہ کا ایک حصہ سڑک بنانے کے حیلے سے لے لیا دوسرے اُسکے علاقے مین محصول راہداری کہ حسب بیان اُس کے ہمیشہ معاف رہا ہے وصول کرنا شروع کیا عرصہ تک طرفین سے بہت شکایت رہی مگر چونکہ یہ سردار یہان کے معزز و زبردست ٹھاکرون مین سے تھا اور بخلاف راؤ کوشل گڑھ کے کہ وہ مغرور نامعقول تھا صاف طبیعت و راستباز تھا اور ہر ایک کی صلاح پر عمل کرتا تھا اور ریاست کے سب آدمی اُسکی عزت و توقیر کرتے تھے لوگون نے متوسط ہوکر صلح کرادی کہ مہاراول نے خطاب راؤ عطیہ مہارانا صاحب قبول کر لیا۔ اور باغ کے عوض اور زمین دیدی اور محصول راہداری کی نسبت بھی مناسب تجویز کردی۔

اسی سال گوڑہ کا ٹھاکر باغی ہوگیا اُسنے بانسواڑہ مین بہت طرح سے فساد کئے مدت تک ریاست کی فوج اُسکو گرفتار نہ کرسکی وقت تعاقب اودیپور اور ڈونگرپور کے علاقے مین چلا جاتا تھا اور وہان اُسکو پناہ ملتی تھی ۔ آخر سنہ ۱۸۶۷ء کو اُسکا ریاست کے سپاہیون سے مقابلہ ہوا اور انکے ہاتھ سے مارا گیا مہاراول نے کئی جاگیردار وبغیر دریافت گود لے جلنے کے باعث سزا تجویز کی جسکی بابت پولیٹکل افسر نے فیصلہ کرا کر ہدایت کی کہ ریاست کو ملکی معاملات کے سوا قومی کارروائی مین دخل دینے کا اختیار نہین ہے ۔ اسی عرصے مین مہاراول نے دارالضرب یعنی ٹکسال کھولکر اپنا نیا روپیہ چلانا چاہا۔ لیکن یہ کارروائی سرکار انگریزی کے حکم سے بند کی گئی کیونکہ جس ریاست مین بادشاہی عہد سے پرانی ٹکسال جاری نہین ہے وہان کا رئیس نیا سکہ چلانے کا مجاز نہین ہو سکتا۔

سمبت ۱۹۳۱ مطابق سنہ ۱۸۷۴ء مین گانو بوری رچپیڑی کی ملکیت کی بابت پرتاب گڑھ اور بانسواڑہ کی ریاستون مین تنازعہ اور سخت مقاتلہ ہوا اس مین پرتاب گڑھ کے ۲۹ آدمی مقتول

۵ آدمی مجروح ہوئے اور بانسواڑہ کے دو آدمی مقتول اور چار مجروح ہوئے اور پرتاب گڑھ کا ۱۴ ہزار
سو نو روپیہ اور چار آنے کا مال و اسباب غارت ہوا تحقیقات سرکاری سے بانسواڑے کی زیادتی پائی جانے
ی حکم سے بانسواڑیکا کامدار چمن لال کوٹھاری ایک ہزار روپیہ جرمانہ دیے جانے کے بعد دس برس کیواسطے
ے نکالا گیا اور اُسکے پانچ شریک اہلکار پانچ پانچ برس کے واسطے قید کئے گئے دوسرے برس گانو اجندہ
رہ برس سے بیجا طور پر بانسواڑے نے دبا رکھا تھا پرتاب گرمھ کو دلایا گیا اور گانو انتیار سے بھی بانسواڑے
ے خارج اور پرتاب گرمھ کا قبضہ بحال رکھا گیا۔ کوماری علاقہ اور دیبور۔سوبیانہ علاقہ بانسواڑہ اور انتیار علاقہ
ب گڑھ کی سرحد ایک جگہ ملنے کے سبب سرکاری تجویز سے سرحد کے پختہ مینارے تعمیر کرائے گئے جن کو تینون
ون نے قبول کر لیا یہ مہاراول پُرانی باتون کا زیادہ پابند اور نئے طور و طریق کو ملکی و خانگی کارروائی مین
لرنے والا تھا۔ آخر مین مذہبی تعصب کم ہونے لگا۔ اس مہاراول نے باقاعدہ بہت سی رانیون سے
ی کی چنانچہ ۱۸۸۰ء تک نو پر شمار پہونچ چکا تھا اور کنیز مین اُسکے علاوہ تھین اور اُن سے بہت سی اولاد پیدا
مہاراول لچھمن سنگھ نے عرصہ دراز تک حکومت کے بعد ۱۹۰۵ء مین انتقال کیا۔

مہاراول شنبھو سنگھ

راول لچھمن سنگھ کا بڑا بیٹا تھا اور ۱۴ اکتوبر ۱۸۶۸ء مین پیدا ہوا تھا اس سے باپ کو کسی خانگی اندرونی
پر عداوت ہوگئی تھی یہانتک کہ شنبھو سنگھ کو بانسواڑہ چھوڑنا پڑا اور کچھ دنون نیچ کی چھاؤنی مین اور کچھ عرصے
دیپور مین رہا۔ سرکار ریاست سے اسکو تنخواہ دلاتی تھی لچھمن سنگھ کے انتقال پر سرکار نے اسکو حقدار مانکر
پریل ۱۹۰۵ء کو مسند نشین کیا اور اُسکے انتقال کے بعد اُسکا بیٹا والی ریاست ہوا۔

مہاراول پرتھی سنگھ

سنگھ اپنے باپ مہاراول شنبھو سنگھ کا دسمبر ۱۹۱۳ء مین جانشین ہوا اور ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو اُسے پورے
رات ملے۔ مہاراول کی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے۔

جاگیرات

ست بانسواڑہ مین کل گیارہ سو اٹھاسی گانون سمجھے جاتے ہین اسمین سے پانسو ۴۳ گانون خالصے کے ہین
آمدنی اب ۲۴۰۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے ایک سو بارہ گانون خیرات انعام اور موکری کے طور پر برہمن۔ چارن
اہلکارون کی جاگیر مین ہین جنکی آمدنی پچیس ہزار روپیہ سالانہ ہے اور پانچسو ۴۲ گانون راجپوت لوگونکے
ے مین ہین جن کی آمدنی تین لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب ہے اس ریاست مین چودہ سردار اول درجے کے اور
اٹھارہ جاگیردار دوسرے درجے کے سمجھے جاتے ہین۔

بانسواڑے کے اول درجے کے تعظیمی سردار

نمبر شمار	نام ٹھکانہ	قوم و خطاب	گاؤں کی تعداد	سالانہ آمدنی	خراج	کیفیت
۱	موٹاگانو	چوہان	۷	۸۰۰۰	۵۷۱	اول درجہ تعظیمی
۲	بیتوالہ	چوہان	۷	۸۰۰۰	۸۷۵	ایضاً
۳	ارتھونہ	چوہان	۲۴	۱۶۰۰۰	۹۵۱	ایضا
۴	گڑھی	چوہان مخاطب براو	۱۵۱	۸۴۰۰۰	۳۰۰۰	ایضا
۵	شورپور	بھائی	۵	۴۰۰۰	۳۶۱	مہاراول صاحب کا رشتہ دار بھائی۔
۶	کھانڈو	بھائی	۴۰	۳۲۰۰۰	۴۰۰	ایضاً
۷	گنورا	چوہان	۱۱	۱۰۰۰۰	۶۲۶	اول درجہ تعظیمی
۸	گنگرھ	راٹھور مخاطب براو	۱۲۹	۷۰۰۰۰	۱۱۰۰	اسکی کچھ جاگیر رتلام کے ماتحت بھی ہے۔
۹	لوہڑا	سرتھ راٹھوڑ	۷	۲۰۰۰	۳۶۸	
۱۰	آریوالہ	راٹھوڑ	۱	۱۰۰۰	۱۷۲	
۱۱	خوشحال گڑھ	سکتاوت	۱۲	۴۰۰۰	معاف	صرف مسند نشینی کا نذرانہ دیتا ہے۔
۱۲	نواگانو	چوہان	۱	۱۰۰۰	۴۶۳	
۱۳	تور	چوہان	۵	۲۰۰۰	۷۹۱	
۱۴	کھیڑار دھینہ	چوہان	۲	۱۰۰۰	۷۰	

بانسواڑے کے دوسرے درجے کے سردار

نمبر شمار	نام ٹھکانہ	قوم و خطاب	گاؤں کی تعداد	سالانہ آمدنی	خراج	کیفیت
۱	امجھ	بھائی	۵	۶۰۰۰	۸۲۵	
۲	بسی	چوہان	۳	۳۰۰۰	۶۲۸ ۳	
۳	چھاج	چوہان	۸	۳۰۰۰	۶۴۰ ۶	
۴	بھوکھیہ	چوہان	۱۹	۴۰۰۰	۷۷۴	
۵	بھیم سور	ادھ	۵	۳۵۰۰	۹۳۲ ۹ آنہ	
۶	گلگیہ	چونڈاوت	۴	۳۵۰۰	۱۳۱ ۱۲ آنہ	
۷	آمارا	چوہان	۱	۱۰۰۰	۲۱۵ ۱۱ آنہ	
۸	بجواڑہ	چوہان	۴	۳۵۰۰	۴۲۵	
۹	بھواسہ	چوہان	۳	۴۴۰۰	۱۸۸ ۱۱-۱۰ آنہ	

نمبر شمار	نام جاگیر	قوم جاگیردار	تعداد مواضعات	آمدنی سالانہ	خراج	کیفیت
۱۰	موئی واسہ	چوہان	۱	۱۰۰۰	۱۵۲ ۱۱-آنہ	
۱۱	کمانیہ	ادھ	۳	۲۰۰۰	۲۴۵ ۱۳-آنہ	
۱۲	دیودہ	ادھ	۱	۱۵۰۰	۲۳۳ ۰۲-آنہ	
۱۳	ڈیلوارڑہ	چوہان	۲	۱۰۰۰	۲۲۵ ۴-آنہ	
۱۴	نکڑمالی	سکتاوت	۵	۴۰۰۰	[illegible] ۱۰-آنہ	
۱۵	کونڈلہ	کومہاوت	۸	۲۵۰۰	۲۶۰ ۵-آنہ	
۱۶	سنکلیہ	سکتاوت	۴	۲۰۰۰	معاف	صرف نذرانہ مسندنشینی دیتا ہے۔
۱۷	تولیہ پیپل	راٹھوڑ	۱	۵۰۰	۲۵۰	
۱۸	سے تھے سر	سیرتیہ	۲۰	۸۰۰۰	معاف	راو کوشل گڑھ کا رشتہ دار ہے۔

فصل۔ تاریخ پرتاب گڑھ

جغرافیہ

پرتاب گڑھ کا علاقہ جسکو کانٹھل کہتے ہین میواڑ کے جنوبی مشرقی گوشے مین ہے اسکے شمال و مغرب مین اودیپور جنوب مین بانسواڑہ۔ مشرق مین مالوہ یعنی رتلام۔ ہولکر اور سیندھیا کا علاقہ پھیلا ہوا ہے۔ اس کا طول شمال سے جنوب کو پچاس میل۔ عرض مشرق سے مغرب کو پچیس میل۔ رقبہ آٹھ سو چھیاسی میل مربع ہے آبادی ۷۹۴ ۱۲۷۰ نفر اس کا موقع خطوط عرض بلد شمالی ۲۳ درجہ ۴۱ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۴۱ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۲۷ دقیقہ و ۷۵ درجہ کے درمیان ہے۔

آمدنی خالصہ ساڑھے تین لاکھ روپیہ سالانہ تھی لیکن موجودہ زمانے مین ۱۳۲۰۰۵ روپیہ سالانہ کو نوبت پہونچگئی ہے ضلع باگڑ کا ایک حصہ اور کل ضلع جو کانٹھل نام سے معروف ہے اس ریاست مین داخل ہے۔ سرزمین کوہستانی اور کم مزروعہ ہے۔ بلندی کی وجہ سے پالا بہت پڑتا ہے وہ زمین جسکو کانٹھل کہتے ہین پست ہے اسمین غلہ کم ہوتی ہے بھیلونکی آبادی زیادہ ہے اور بن مین عمارتی درخت بہت عمدہ اور بکثرت ہوتے ہین ان درختونکی لکڑی بہت موٹی اور بڑی نہین ہوتی ہے مگر مضبوطی مین ڈونگرپورا اور بانسواڑہ کی لکڑی سے بہتر ہوتی ہے۔ عمارتی درختون کے سوا بانس بھی عمدہ ہوتا ہے جو ڈونگرپورا اور بانسواڑہ کے علاقے مین نہین ملتا۔

شہر پرتابگڈھ بلند زمین پر مالوہ یعنی کانٹھل مین سطح سمندر سے ۱۶۵۸ فٹ بلند ہے اثنای راہ نیمچ و بڑودہ نیمچ سے ۳۲ میل جنوب مین عرض بلد شمال ۲۴ درجہ ۵ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۵۸ دقیقہ پر واقع ہے یہان کے رئیس آبادی سے آدھہ میل فاصلے پر اکثر اپنا قیام رکھتے ہین دسہرہ وغیرہ پر دیولیہ کو جاتے ہین جو ریاست کا پرانا دارالحکومت ہے اس ملک مین سے قریب دو لاکھ روپے سالانہ آمدنی کا ملک جاگیرداروںکے قبضے مین ہے پرتاب گڑھ کی آب و ہوا

عمدہ سمجھی گئی ہے لیکن وہان کے باشندے باوجود مالداری کے بہت بے احتیاطی سے رہتے ہین -

قوم

پرتاپ گڑھ والے جو میواڑ کے خاص سیسودیہ سورج بنسی خاندان کی چھوٹی شاخ مین ہین پہلے راوت کہلاتے تھے گورنمنٹ انگریزی کی زبانبرداری کے بعاسے مہاراوت کہلاتے ہین اسوقت سے چارسوبرس سے کچھ پہلے چتوڑ کی دوسری نامی لڑائی مین دیولیہ والونکا ایک بزرگ راوت باگھ سنگھ بہادرشاہ گجراتی کے مقابل رانا بکرماجیت کا قائم مقام بنکر مارا گیا تھا اس سبب سے میواڑ والونکی طرح جوخودکوایکلنگ دیوتا کا دیوان یعنی نائب کہتے ہین پرتاپگڈھ والے بھی اپنے نام پر دیوان کا لفظ بول چال مین شامل کرتے ہین -

پرتاپ گڑھ والونکے بزرگ شہنشاہ دہلی کے امرامین سے تھے راوت پرتھوی سنگھ پر فرخ سیر بادشاہ کی ایسی مہربانی تھی کہ اسکو اپنے شہر مین ٹکسال کھولنے کی اجازت دی اور عالمگیر ثانی کے عہد سے سالم سنگھ کو دوبارہ ٹکسال کھولنے کی اجازت ملی جس نے اس سکے کو اپنے نام سے منسوب کیا لیکن نام اسپر بدستور شاہ عالم کا رہا جو اورنگزیب عالمگیر کا بیٹا تھا اُسوقت سے وہان دارالضرب مین اٹھاروین صدی کے آخر تک سالم شاہی روپیہ بنتا رہا پچھلے رئیسون مین سے بعض نے دارالضرب مین غیرخالص وکم وزن روپیہ تیار کرا کے کاسد بازاری کی کہ اس سبب سرکار انگریزی کو تاکید وتنبیہ کرنی پڑی -

نسب نامہ ریاست پرتاپ گڑھ

(۱) کھیم کرن ولد رانا موکل والی اودیپور (۲) سورج مل (۳) باگھ سنگھ (۴) رای سنگھ (۵) بیکاجی (۶) تیج سنگھ (۷) بھان سنگھ (۸) سنگھاجی (۹) جسونت سنگھ (۱۰) ہری سنگھ (۱۱) پرتاپ سنگھ (۱۲) پرتھوی سنگھ (۱۳) رام سنگھ (۱۴) امید سنگھ (۱۵) گوپال سنگھ (۱۶) سالم سنگھ (۱۷) سانونت سنگھ (۱۸) دلپت سنگھ (۱۹) اودے سنگھ (۲۰) مہاراوت رگھوناتھ سنگھ -

سلسلہ وار تاریخی احوال

ریاست پرتاپ گڑھ اسوقت سے تقریباً پانسوبرس پہلے چتوڑ کے ملک مین سے نکلی ہے اور وہ اس حساب سے بانسواڑہ کی بہ نسبت جوتقریباً چارسوبرس پہلے ڈونگرپور سے علحدہ قائم ہوا سوبرس پرانی ہے - یہان کے رئیس اگرچہ بہت عرصے تک اودیپور کے ماتحت رہے لیکن دوسرے سردارون سے اُنکی نشست اورعزت بڑھکر رکھی گئی تھی سیپرڈ ونگرپوروغیرہ کی طرح پرتاپ گڑھ نے شاہجہان کے عہد مین مغلونکی اطاعت قبول کی تھی اور عالمگیر ثانی کے وقت مین راوت سالم سنگھ کو اپنے نام کا سالم شاہی سکہ جاری کرنے کی بھی اجازت مل گئی جسکا موقع ڈونگرپور اور بانسواڑے کو حاصل نہین ہوسکا سالم شاہی روپیہ جو انگریزی ۱۳ آنے کے قریب اور کبھی اس سے بھی کم ہوتا تھا باگڑ اور مالوے کے علاقے مین کثرت سے چلتا تھا جسکی جگہ اب انگریزی روپے نے لی ہے - محمد شاہ کے بعد اس ریاست کو مرہٹون نے بہت ستایا تھا جن کی ماتحتی سے سرکار انگریزی نے

علحدہ کرکے ایک عہدنامے کے ساتھ خراجگذار بنایا۔

۱۔ راوت کھیم کرن

سمبت ۱۴۹۰ مطابق ۱۴۳۳ء مین جبکہ چتوڑ کا رانا موکل اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھ سے مارا گیا تو اُسکے دو بیٹون کو نبھا اور کھیم کرن یا کھیم سنگھ مین سے پہلا چتوڑ کی گدی پر بیٹھا اور دوسرے کو بڑی سادڑی اور دھریاود وغیرہ کا علاقہ جاگیر مین ملا۔ کھیم کرن کی اولاد کچھ عرصے تک وہان قائم رہنے کے بعد پرتابگڈھ کو ترقی کرکے بدل آئی اور اُسنے وہان نئی حکومت جمائی

۲۔ راوت سورج مل

کھیم کرن کا بیٹا سورج مل سمبت ۱۵۵۰ مطابق ۱۴۹۴ء مین بڑی سادڑی کا مالک بنا کرنل ٹاڈ کا بیان ہو کہ سورج مل سے چتوڑ کے ولیعہد پرتھوی راج اور سانگا کی جو رشتے مین اسکے بھتیجے ہوتے تھے اکثر ملک کے واسطے لڑائیان ہوتی رہین۔ لیکن آخر مین سورج مل نے رانا رائے مل کے عہد مین چتوڑ کے راج سے علحدہ ہوکر جنوبی مشرقی ویران علاقے مین جہان جنگلی لوگ رہتے تھے ایک دیولیہ نام قلعہ بناکر ریاست پرتاپ گڑھ کی بنا ڈالی لیکن پرتاپ گڑھ والے خیال کرتے ہین کہ دیولیہ کی آبادی دو پشت بعد بیکاجی کے عہد مین ہوئی ہے۔ سورج مل کے بیٹون مین سے راجدھر۔ رندھیر۔ اور سہس مل تو رانا کی طرف سے بادشاہی فوج کے مقابلے مین مارے گئے اور باگھ سنگھ ولیعہد رہا۔ سہس مل کے بیٹے کانہل کی اولاد مین سے دھموتر کا ٹھاکر وغیرہ سہاوت کہلاتے ہین۔

۳۔ راوت باگھ سنگھ

سمبت ۱۵۸۰ مطابق ۱۵۲۳ء مین مسندنشین ہوا یہ راوت چتوڑ کے رانا بکرمادت کی بدمزاجی اور اپنی جاگیر ضبط ہونے کے سبب رنجیدہ ہوکر بادشاہ مالوہ کے پاس چلا گیا جہان اُسنے ڈیڑہ لاکھ سالانہ آمدنی کی جاگیر پاکر باگھواڑہ مقام بسایا۔

سمبت ۱۵۹۰ مطابق ۱۵۳۳ء مین جبکہ سلطان بہادر شاہ گجراتی نے چتوڑ پر دوسری چڑھائی کی تو اُسوقت بوندی۔ جالور۔ سروہی وغیرہ کے راؤ اپنی فوجون سمیت چتوڑ مین آموجود ہوئے تھے ان سب سردارون نے رانا بکرمادت اور اُسکے چھوٹے بھائی اودے سنگھ کو جو کچھ عرصے کے بعد رانا ہوا نسل قائم رکھنے کی غرض سے بچاکر نکالدیا اور اسکے قریبی رشتہ دار راوت باگھ سنگھ کو جو اپنے بزرگون کے ملک کی مدد کے واسطے مالوے سے چلا آیا تھا اپنا افسر بناکر ریاست کا جھنڈا اور چتر اسکے سر پر قائم کیا راوت نے تمام راجپوتون سمیت قلعہ سے نکلکر دشمنون پر حملہ کرنے کے بعد جان دی کیونکہ اسوقت دشمنون کے ہاتھ سے جان سلامت لیکر بھاگ سکتا تھا۔ اسیوقت سے دیولیہ کے راوت خود کو رانا کا قائم مقام بننے کے سبب ایکلنگ کا دیوان کہنے لگے ہین۔

۴۔ راوت رائے سنگھ

سمبت ۱۵۹۳ مطابق ۱۵۳۶ء مین چتوڑ مقام پر مسندنشین ہوا جبکہ گجراتی لوگ دہلی کے بادشاہ ہمایون کے خوف سے قلعہ چھوڑکر چلے گئے تھے۔

یہ راوت قلعہ چتوڑ رانا کو حوالے کر کے بڑی سادڑی چلا آیا اسکے چھوٹے بھائی خان سنگھ کی اولاد خاناوت کہلاتی ہے۔ راوت کے بعد اسکے چار بیٹون بیکا۔ اُدے کرن۔ آس کرن اور پورن مل مین سے پہلا ولیعہد ہوا۔

۵۔ راوت بیکا

سمبت ۱۶۰۹ مطابق ۱۵۵۳ء مین مسند نشین ہوا۔ اُسنے میواڑ چھوڑ کر مندسور کے بادشاہی حاکم سے ملاقات کی۔ اسکے ساتھ سورج مل کا پوتا کانھل بھی نیا ہیڑے کی جاگیر چھوڑ گیا تھا۔ تھوڑے دنون کے بعد اوت نے غیاث پور اور بسار مین رہکر سونگرے راجپوتون سے سہاگ پور چھین لیا اور اسیطرح دوسرے پرگنے کھیروٹ کوٹڑی اور نتور وغیرہ دبا لئے اور اپنے چچا کانھل کو دھموتر جاگیر مین دیا۔

سمبت ۱۶۱۷ مطابق ۱۵۶۱ء مین راوت نے دیومینی کے خاوند اور اُسکے مددگار بھیلونکو مار کر کانٹھل کا ویران علاقہ قبضے مین کیا اور دیومینی کے ستی ہونے سے اُسکی درخواست پر دیوگڑھ کو آباد کر کے راجدھانی قرار دیا۔ پندرہ برس کے بعد جبکہ رانا پرتاپ سنگھ اول سے بادشاہی فوج کے افسر کنور مان سنگھ کچھواہہ کا مقابلہ ہلدی گھاٹ پر ہوا تو راوت کی طرف سے اُسکا چچا کانھل رانا کی ماتحتی مین لڑکر مارا گیا اور کئی برس پیچھے راوت کا دوسرا بیٹا کرشن داس بھی اسیطرح کام آیا جسکے خونبہا مین رانا نے گانؤن اگران عنایت کیا۔ راوت نے کرشن داس کے بیٹے سمری کو دہلی کے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا جہان سے وہ بادشاہی فوج کے ساتھ بیکانیر جا کر فتح کے بعد واپس آگیا۔ راوت کے تیسرے بیٹے سرجن داس کے پوتے محکم سنگھ نے گانؤن محکم پورہ بسایا تھا جو تھوڑے دنون سے کسیطرح بانسواڑے والون کے قبضے مین چلا گیا ہے۔ راوت کے وفات پانے کے بعد اُسکا بڑا بیٹا تیج سنگھ قائم مقام ہوا۔

۶۔ راوت تیج سنگھ

اس نے سمبت ۱۶۳۵ مطابق ۱۵۷۹ء مین مسند نشین ہو کر تیج ساگر تالاب بنوایا اور پندرہ برس راج کر کے اپنے بعد کنور بھان سنگھ کو وارث چھوڑا۔

۷۔ راوت بھان سنگھ

سمبت ۱۶۵۰ مطابق ۱۵۹۴ء مین مسند نشین ہوا اسکے نو برس کے بعد رانا کے ماتحت جاگیردار جودھ سنگھ سیسودیہ نے مندسور مین فساد کیا۔ مقابلے مین جیرن مقام پر راوت بھان سنگھ اور مندسور کا حاکم لکھن خان وغیرہ جودھ سنگھ کو قتل کر کے مارے گئے۔ راوت کی چھتری جیرن مین موجود ہے۔ اُسنے کوئی اولاد نہین چھوڑی تھی اسلئے اُسکا چھوٹا بھائی سنگھا ولیعہد مانا گیا۔

۸۔ راوت سنگھا

سمبت ۱۶۶۰ مطابق ۱۶۰۳ء مین مسند نشین ہو کر انیس برس کے بعد گذر گیا۔ اُسکا بڑا بیٹا جسونت سنگھ ولیعہد رہا اور چھوٹے بیٹے جگناتھ کی اولاد سنگھاوت کہلاتی ہے

۹۔ راوت جسونت سنگھ

سمبت ۱۶۷۹ مطابق ۱۶۲۲ء مین مسندنشین ہوا۔ اسکے مہا سنگھ۔ ہری سنگھ۔ کیسری سنگھ اور اودے سنگھ چار بیٹے تھے سمبت ۱۶۸۹ مطابق ۱۶۳۳ء مین اودے پور کے رانا جگت سنگھ اول کے بلانے پر راوت مع ولیعہد مہا سنگھ کے چینا باغ مین جاکر ٹھہرا جو اودیپور کے باہر مشرقی طرف ہے۔ رانا راوت سے اودیپور کے عوض بادشاہی اطاعت اختیار کر لینے کے سبب بہت رنجیدہ تھا اسلیئے اُس نے دھوکے سے رام سنگھ راٹھوڑ کو بڑی فوج دیکر باغ مین بھیجا۔ راوت جسونت سنگھ رات مین حملہ ہونے کے بعد اپنے بڑے بیٹے اور ایک ہزار ساتھیون سمیت بہادری سے لڑکر مارا گیا دیولیہ مین دوسرا کنور ولیعہد ہوا اور تیسرے کیسری سنگھ سے جسونت سنگھوت شاخ چلی۔

۱۰۔ راوت ہری سنگھ

اُسنے سمبت ۱۶۹۰ مطابق ۱۶۳۴ء مین مسندنشین ہونے کے بعد دہلی جاکر بادشاہ کے حضور مین رانا کے ظلم اور اپنے باپ وغیرہ کے قتل کا حال عرض کیا۔ وہان سے اسکو خلعت انعام اور منصب ملکر حاکم مندسور کے نام فرمان جاری ہوا کہ دیولیہ کی زمین سے اودیپور والون کا دخل اُٹھا دیا جاے۔ دہلی سے واپس آکر ہری سنگھ نے اپنے علاقے پر قبضہ حاصل کیا اور بتیس گانون بردان اور جہانا پرگنے کے اودیپور مین سے دبا لیئے جن کی بابت عالمگیر بادشاہ ناخوش ہوا۔ راوت نے چالیس برس راج کرکے وفات پائی اُسکے چار بیٹون پرتاپ سنگھ۔ امر سنگھ۔ مکم سنگھ اور مادھو سنگھ مین سے بڑا ولیعہد ہوا اور باقی کو علیحدہ جاگیرین ملین۔

۱۱۔ راوت پرتاپ سنگھ

سمبت ۱۷۳۰ مطابق ۱۶۷۳ء مین مسندنشین ہوا اسنے ایک بیاہ بیکانیر اور دوسرا ایڈر مین کیا تھا۔ سفر مین سلومبر کے مقام پر ٹھہر کر وہان کے راوت کشن سنگھ کے ایک پوتے منوہر داس کو اپنے ہمراہ لے آیا جسے سمبت ۱۷۳۵ مطابق ۱۶۷۹ء مین بڑلیا وغیرہ دیا اُسکی اولاد یعنی چونڈاوتون کی جاگیر مین دو ٹھکانے سیلارپورہ اور بڑلیا اب تک اس راج مین چلے آتے ہین۔

راوت پرتاپ سنگھ نے سمبت ۱۷۵۲ مطابق ۱۶۹۶ء مین اپنے نام سے پرتاپ گڑھ بساکر قلعہ بھی تیار کرایا اسکے وقت مین اودیپور کے رانا نے بادشاہی اطاعت کی ناراضگی سے جودھپور کے کنور رام سنگھ کو کانٹھل یعنی پرتاپ گڑھ کا علاقہ جہیز مین دینا چاہا لیکن کنور مذکور دیوگڑھ کے پاس بہو چکر نی پاڑہ راجپوتون کے ہاتھ سے جو سیسودیون کی ایک شاخ ہے قتل ہوا۔

راوت پرتاپ سنگھ چونتیس برس راج کرنے کے بعد فوت ہوا اور اُسکے دو بیٹون پرتھوی سنگھ اور کیرتی سنگھ مین سے پہلا ولیعہد ہوا اور دوسرے کے نام سے کیرتی گڑھ بسایا گیا۔

۱۲۔ راوت پرتھوی سنگھ

سمبت ۱۷۶۴ مطابق ۱۷۰۸ء مین مسندنشین ہوا یہ سمبت ۱۷۷۰ مطابق ۱۷۱۳ء مین فرخ سیر بادشاہ کے

پاس دہلی گیا جہان سے اسکو راوت کے سوا راو کا خطاب عنایت ہوا اور پرتاپ گڑھ مین ٹکسال کھولنے کی اجازت ملی۔

اس کے وقت مین رتلام والون نے پرتاپ گڑھ پر چڑھائی کی لیکن وہ ناکام واپس گئے اور اُنکا کسیقدر علاقہ لوٹ لیا گیا راوت اپنے راج کے نوین برس گذر گیا اُس کے پانچ بیٹون مین سے بڑا بہادر سنگھ اودے پور کے رانا سنگرام سنگھ کے پاس بھیجا گیا تھا جسکے لیے وہان سے دھریاود جاگیر کے طور پر تجویز ہوا تھا لیکن وہ اودے پور مین گذر گیا اور اُسکا بیٹا رام سنگھ پرتاپ گڑھ مین ولیعہد کیا گیا۔

۱۳۔ راوت رام سنگھ

سمبت ۱۷۷۰ مطابق ۱۷۱۳ء مین مسند نشین ہو کر چھ مہینہ راج کرنے کے بعد لاولد انتقال کر گیا جس سے اُس کا چچا امید سنگھ جانشین کیا گیا۔

۱۴۔ راوت امید سنگھ

سمبت ۱۷۷۰ مطابق ۱۷۱۳ء مین مسند نشین ہو کر پانچ برس کے بعد بغیر اولاد مر گیا اور اُسکا چھوٹا بھائی گوپال سنگھ راوت مانا گیا۔

۱۵۔ راوت گوپال سنگھ

سمبت ۱۷۷۹ مطابق ۱۷۲۳ء مین مسند نشین ہوا۔ اسوقت محمد شاہ بادشاہ کے ضعیف عہد مین مرہٹون نے راجپوتانہ و مالوہ مین زور پکڑا۔ سمبت ۱۷۸۸ مطابق ۱۷۳۲ء مین باجے راو پیشوا۔ ملہار راو ہلکر اور رانا نے ڈونگر پور کا محاصرہ کیا راول شیو سنگھ کے بلانے سے راوت گوپال سنگھ ڈونگر پور گیا اس کی فہمائش سے ڈونگر پور اور بانسواڑہ کا خراج پیشوا کو ملنا قرار پا کر محاصرہ اُٹھایا گیا۔ پھر مرہٹے راوت کے ہمراہ پرتاپ گڑھ آ کر چند روز مہمان رہنے کے بعد چلے گئے۔ راوت نے شہر مین اپنے نام پر بازار گوپال گنج بنوایا اور تھوڑے دنون کیلیے اپنے ولیعہد سالم سنگھ کو اودے پور بھیجا جہان سے خوشی کے ساتھ وہ واپس آ گیا۔ اس راوت نے چونتیس برس راج کر کے وفات پائی۔

۱۶۔ راوت سالم سنگھ

سمبت ۱۸۱۴ مطابق ۱۷۵۸ء مین مسند نشین ہوا اُسنے پرتاپ گڑھ کی نئی شہر پناہ بنوا کر سالم پورہ گاؤن بسایا اور بادشاہ عالمگیر ثانی کی خدمت مین دہلی جا کر وہان سے دوبارہ ٹکسال کا حکم لانے کے بعد سالم شاہی روپیہ جاری کیا وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ سالم سنگھ پر محمد شاہ کی ایسی مہربانی تھی کہ اسکو اپنے نام سے سکہ جاری کرنے کی اجازت دی تھی لیکن محمد شاہ ۱۷۱۹ء مین مسند نشین ہوا تھا اور ۱۷۴۸ء مین [illegible] عالم ثانی کو سدھارا تھا لیکن وہ ۱۷۵۹ء تک رہا اس کے عہد مین کب موجود تھا اگرچہ انگریزی روپیے نے اسکی جگہ لیلی ہے پھر بھی اب تک باگڑ اور مالوہ وغیرہ کے علاقے مین اکثر چلتا ہے۔

سمبت ۱۸۱۸ مطابق ۱۷۶۲ء مین ٹکو راو ہلکر تین مہینہ تک پرتاپ گڑھ کا محاصرہ کر کے ناکام واپس گیا اور دو برس کے بعد ملہار راو ہلکر نے کچھ روپیہ لینے پر صلح کی۔ اودے پور مین مہتا صورت سنگھ نے مہارانا سے جو بغاوت کی تھی اُسکو

اس راوت نے رفع کیا۔ سمبت ۱۸۲۴ مطابق ۱۷۶۷ء مین ایک شادی کے موقع پر سالم سنگھ مہمان ہوکر اندور گیا جہان خاطرداری کے ساتھ پیشوائی ہوکر مہاراجہ ہلکر نے برابر نشست دی۔

سمبت ۱۸۲۶ مطابق ۱۷۶۹ء مین جبکہ رانا ارسی سوم کے برخلاف ایک دعوے دار رتن سنگھ نے سردارون کی سازش سے فساد اٹھایا اور مادھوراؤ سیندھیا کو ساتھ لاکر اودیپور کا محاصرہ کرایا تو راوت سالم سنگھ مدد کیواسطے مہارانا کے پاس گیا جس سے راوت راؤ کا خطاب جو بادشاہی طرف سے عنایت ہوا تھا مہارانا نے بھی تسلیم کیا اور دھریاوڈ کا پرگنہ قدیمی حق سمجھکر راوت کو دیدیا۔ صلح ہوجانے کے بعد سالم سنگھ واپس چلا آیا اور دوارکا مین ایک خیرات مقرر کی جو ابتک جاری ہے۔ یہ راوت ستو برس راج کرکے فوت ہوا اسکے دو بیٹون سانونت سنگھ اور لال سنگھ مین سے پہلا ولیعہد ہوا اور دوسرے کو ارنو د جاگیر مین ملا جسکی اولاد سالم سنگھوت کہلاتی ہے۔

۱۷۔ راوت سانونت سنگھ

سمبت ۱۸۳۱ مطابق ۱۷۷۵ء مین مسندنشین ہوا۔ پرگنہ دھریاوڈ کی جاگیر کے عوض پرتابگڈھ کے بعض ماتحت سردار اودیپور مین حاضری دیا کرتے تھے۔ کم عمر راوت کی والدہ نے اسکے ہوشیار ہونے تک جاگیردار وکلا اودے پور جانا ملتوی رکھا۔ مہارانا بھیم سنگھ کے عہد مین دھریاوڈ کا پرگنہ میواڑ کے خالصے مین شامل ہوکر پھر کبھی واپس نہین ملا اس راوت کے وقت مین مرہٹون کے ہاتھ سے ملک نے بہت نقصان اٹھایا۔ ان دنون شاہ عالم ثانی دہلی مین نام بادشاہ تھا۔ اسلیے وہان کی مدد سے ناامید ہوکر پندرہ ہزار روپیہ سالانہ خراج جو بادشاہی سرکار مین ادا کیا جاتا تھا ہلکر کو دینا منظور کیا لیکن اُسنے زبردستی بہتر ہزار روپیہ مقرر کیا جو ریاست بہ قرار رہنے کے سبب قبول کیا گیا راج مین یہ سب روپیہ نقد ادا کرنے کی گنجائش نہونے سے کچھ گھوڑے وغیرہ جانور اور ہتیار اور سامان روپیہ کی کمی کے موافق دیاجاتا تھا۔ سمبت ۱۸۶۱ مطابق ۱۸۰۴ء مین راوت نے مرہٹون کے ظلم سے نکلنے کی امید پر سرکار انگریزی کا خراجگذار ہونا پسند کیا۔ لیکن لارڈ کارن والس کی تجویزون سے ریاست کی دستگیری نہو سکی جس سے چودہ برس اور بھی مرہٹون کے ہاتھ سے تکلیفین اٹھانی پڑین۔ سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء ۹۔ اکتوبر کو کپتان میکڈانلڈ کی معرفت پرتابگڈھ سے بھی دوسری ریاستون کی طرح حفاظتی حق کا بہتر ہزار سات سو روپیہ سالم شاہی سالانہ خراج مہاراجہ ہلکر کے عوض سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا۔ لیکن ہلکر کو مندسور کے عہدنامے سے ملکی نقصان اٹھانے کے عوض سرکار انگریزی نے اس خراج کی برابر روپیہ اپنے خزانے سے دینا منظور کیا۔

پرتاب گڑھ پر خراج کے علاوہ بارہ ہزار سالانہ کا فوج خرچ بھی رکھا گیا تھا جو دو برس کے بعد چوبیس ہزار ہوکر ڈونگرپور وغیرہ کی طرح بالکل معاف کیا گیا۔ اول اول رئیس پرتاب گڑھ نے پچاس سوار اور دو سو پیادے کی فوج سرکار انگریزی کی نوکری مین رکھنے کا اقرار کیا تھا جب اسکا ایفا نہوسکا تو نقد روپیہ قبول کیا مگر اس پر کبھی عمل نہونے سے یہ اقرار منسوخ ہوگیا۔

راوت سانونت سنگھ اور اسکے کنور دیپ سنگھ کی نااتفاقی سے بارہ برس تک ریاست مین بڑی خرابی

برپا رہی۔ راوت نے راج کا انتظام کنور کو سونپ دیا تھا لیکن اسنے چند لوگونکو جو اُسکے کام مین خلل انداز تھے
ہلاک کرڈالا سرکار انگریزی نے اسکو ریاست سے بیدخل کرکے دیولیہ مین رہنے کا حکم دیا۔ کنور نے دوبارہ پہنچکر
آکر فساد کیا اور سرکار نے اسکو قید کرکے قلعہ گرنار مین بھیجدیا۔ سمبت ۱۸۸۲ مطابق ۱۸۲۵ء ۲۱ مئی کو دیپ سنگھ
کا اُسی قلعہ مین انتقال ہوگیا اور راوت ساونت سنگھ جسنے چند سال پیشتر کاروبار ریاست ترک کردیا تھا
ازسرنو انصرام کرنے لگا کنور کے انتقال سے پیشتر راوت نے اُسکا قصور معاف کردیا اور سرکار انگریزی مین بھی
اُسکی رہائی کی درخواست کی تھی یقین ہے کہ منظور ہوجاتی مگر تا وقتیکہ حکم منظوری صادر ہو اُسکی عمر نے وفا نہ کی
کنور دیپ سنگھ بڑا بہادر لیکن بدمزاج تھا وہ اپنے ملک کے لیے مرہٹون سے لڑا تھا اور انکی فوج مین شامل بھی رہا
تھا جسکے سبب غارتگرون کی سی بیرحمی اُسکی طبیعت مین جم گئی تھی۔
کنور کے دو بیٹون کیسری سنگھ اور دلپت سنگھ مین سے راوت نے بڑے کو اپنا ولیعہد بنا کر دوسرا ڈونگرپور
کے رئیس جسونت سنگھ کو جو سندھیون سے لڑکر دوبارہ اپنے راج پر قائم ہوا تھا گود دیا تھا۔ راوت کا بڑا پوتا
کیسری سنگھ سمبت ۱۸۹۰ مطابق ۱۸۳۳ء مین فوت ہوگیا اور اُسکے دس برس کے بعد سمبت ۱۹۰۰ مطابق
۱۸۴۴ء مین راوت ساونت سنگھ نے ساٹھ برس کے قریب راج کرکے وفات پائی۔ جس سے اُسکے
دوسرے پوتے کو ڈونگرپور چھوڑکر واپس آنا پڑا۔

۱۸۔ مہاراوت دلپت سنگھ

سمبت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۴ء مین پرتاب گڑھ کی گدی کا کوئی وارث نہ رہنے سے اپنے دادا کی جگہ ڈونگرپور
سے واپس آیا جہان کہ وہ انیس برس پہلے گود لیے جاکر راج کرچکا تھا۔ ڈونگرپور کے سردارونکی نااتفاقی کے
سبب سرکاری حکم سے یہ تجویز قرار پائی کہ دلپت سنگھ ایک لڑکا گود لیکر ڈونگرپور کی گدی پر بٹھادے اور آپ
پرتابگڑھ کا مالک رہکر دونون جگہ کا کام سنبھالتا رہے۔ اُسنے سمبت ۱۹۰۳ مطابق ۱۸۴۶ء مین سابلی کے
کنور اودے سنگھ کو اپنی پسند کے موافق ڈونگرپور مین رکھدیا۔ اودے سنگھ کی کمعمری کے سبب دلپت سنگھ
آٹھ برس اور ڈونگرپور کا کام کرتا رہا پھر دو جگہ کے کام مین مشکل پڑنے کے سبب پرتاب گڑھ آرہا اور ڈونگرپور
سے کچھ واسطہ نہ رکھا۔

سمبت ۱۹۱۴ مطابق ۱۸۵۷ء کے غدر مین مہاراوت نے اپنی فوج نیمچ بھیجکر سرکار کو مدد دی اپنے علاقے میں
باغیون کا جماؤ نہ ہونے دیا اس خیرخواہی کے عوض سرکار سے نیکنامی کا خریطہ حاصل ہوا۔
یہ مہاراوت علاوہ انیس برس ڈونگرپور مین راج کرنے کے پرتاب گڑھ مین اپنی حکومت کے بیسوین برس
سمبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء مین انتقال کرگیا اور اُسکا کنور اودے سنگھ وارث ہوا۔

۱۹۔ مہاراوت اودے سنگھ

سمبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء مین اپنے والد کے بعد پرتاب گڑھ کا مالک ہوا۔ یہ اس وقت سترہ برس کا

عمر مین تھا لیکن اسکی ہوشیاری سے ریاست مین جلد امن پیدا ہوا کہ اسنے علاقے کے تمام فسادی بھیلون وغیرہ کو سخت سزائین دیکر لوٹ مار سے باز رکھا۔ سمبت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۵ء ۱۷ دسمبر کو کرنل ایڈن گورنر جنرل راجپوتانہ نے مع کرنل نکسن پولیٹکل ایجنٹ اودیپور پرتاب گڑھ آکر سرکاری طرف سے مہاراوت کو پورے اختیارات کا خلعت دیا۔ اس کے دوسرے برس مہاراوت آگرہ کے مقام پر گورنر جنرل کے دربار مین شامل ہوا۔ اس سفر سے اسکی طبیعت مین آب وہوا کی قدر بڑھ گئی اور اس خیال سے شہر پرتاب گڑھ کے مشرقی طرف ایک نئی چھاؤنی اپنے رہنے کو آباد کی۔

سمبت ۱۹۲۴ مطابق ۱۸۶۷ء مین رپوٹ ہوئی کہ مہاراوت عیش وآرام کی طرف زیادہ مائل ہوگیا ہے اور دو اہلکار نورالدین ونظام الدین ریاست مین ظلم وخرابی پیدا کرتے ہین اسلیے پولیٹکل افسر کی تحریر پر دونون اہلکار موقوف کئے گئے۔ لیکن ان کا قصور معاف ہوکر پیاس اہلکار باشندہ رتلام کا مدار مقرر کیا گیا جو سات برس کے بعد ایک سرکش سپاہی کے ہاتھ سے سخت زخمی ہوکر جسکو عوض مین سزاے موت دیگئی مرگیا۔

سمبت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کے قحط مین مہاراوت نے محتاجون کی بہت پرورش کی غلہ وغیرہ کا محصول بالکل معاف کرکے غیر علاقے کے مویشی وغیرہ کو اپنے علاقے مین چرائی کی اجازت دی۔ اسکے علاوہ عام طور پر مہاراوت اپنے زیادہ خرچ کے سبب قرضدار ہوگیا۔ لیکن اسکے ادا ہونے کا قسطوار عمدہ بندوبست کر دیا۔ عام رعایا ٹھاکر اور ساہوکار وغیرہ اس سے ہر طرح خوش تھے ظاہر یا پوشیدہ کسی کو اسکی طرف سے شکایت نہین تھی اکثر موقع پر مہاراوت نے مجرمون کا پیچھا کرکے انکو سزا دی۔ جسپر اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے پرتاب گڑھ کا فوجداری انتظام کل راجپوتانہ خصوصاً میواڑ کے پہاڑی حصے مین نہایت پسند کیا ہے۔

سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء نومبر کے مہینے مین مہاراوت نے نیمچ جاکر گورنر جنرل بہادر سے ملاقات کی اور ایک مہینہ بعد راجہ سیلانہ کی بیٹی سے شادی کی۔ سمبت ۱۹۳۹ مطابق ۱۸۸۳ء مین مہاراوت سے نیمچ کے مقام پر مہاراجہ تکوجی راو ہلکر والی اندور سے ملاقات کی پہلے دستور کے موافق برابری کا برتاو عمل مین آیا۔ مہاراوت نے کئی بار مہارانا سجن سنگھ والی اودیپور سے بھی ملنے کے لئے شوق ظاہر کیا لیکن بعض تعظیم وتکریم کی شرطین طے نہ ہونے کے سبب یہ بات ملتوی رہ گئی۔

مہاراوت کے ایک غیر اصیل بیٹے کے سوا کوئی اولاد رانی سے نہ تھی لیکن بڑی امید کیا امیدی کے بعد سمبت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۴ء ماہ مارچ مین اسکے کنور پیدا ہوا۔ سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء سے مہاراوت نے سیٹھ فرامجی بیکاجی پارسی کو اپنا قائم مقام بنا دیا اور اسکی صلاح وتدبیر سے سب معاملات طے ہونے لگے۔ مہاراوت کا ولیعہد کنور گذر گیا اور خود بھی ۱۸۹۰ء مین انتقال کیا چونکہ رانی سے کوئی بیٹا نہ چھوڑا اسلئے گود لینے کی ضرورت پڑی۔

۲۰۔ مہاراوت رگھوناتھ سنگھ

یہ ۱۸۵۹ء مین پیدا ہوئے اور بھتیجے کی حیثیت سے فروری ۱۸۹۰ء مین مسند نشین ہوئے چونکہ وہ بالغ تھے

۱۸۹۱ء مین انکو اختیارات کامل ملے۔ دربار دہلی ۱۹۱۱ء مین مہاراوت کو کے سی آئی ای کا خطاب ملا انھون نے ریاست کی کمزور حالت کو دیکھکر ترقی تجارت کے خیال سے انگریزی سکہ رائج کیا۔
انکی تین شادیان ہوئین پہلی مہاراجہ رین گن کی دختر سے جس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی لڑکی کی شادی مہاراجہ بیکانیر سے ہوئی لڑکا یعنی کنور منوہان سنگھ ولیعہد ریاست ہے جسکی شادی جون ۱۹۱۲ء مین مہاراج دیپ شمشیر جنگ بہادر رانا سابق وزیر اور کمانڈر انچیف نیپال کی بیٹی سے ہوئی دوسری شادی مہاراج سوالیا کی دختر سے ہوئی اور تیسری شادی راجہ بیسان گن واقع اجمیر کی چھوٹی لڑکی سے چنانچہ اس رانی سے بھی ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے لڑکی کی شادی کنور سیالنا سے ہوئی۔

جاگیرداران پرتاپ گڑھ کا

اس ریاست کے چھوٹے بڑے ماتحت جاگیردار پچاس سے زیادہ سمجھے جاتے ہین جن مین سے اکثر کو مہاراوت نے نئے گانون بھی عطا کیے ہین۔ کل ریاست کی پیداوار سات لاکھ روپے سالانہ کے قریب خیال کی جاتی تھی جسمین آدھے سے کچھ زیادہ خالصہ اور قریب آدھی آمدنی کے گانون ماتحت سردارون۔ چارنون اور اہلکارون وغیرہ کی جاگیر مین تقسیم ہین اب ریاست کی آمدنی تو ۵۱۳۲۰۰ روپے کو پہونچگئی لیکن جاگیردارونکی ترقی آمدنی کا حال نکھلا

پرتاپ گڑھ کے اول درجے کے سیسودیہ سردارونکا نقشہ

نمبر شمار	نام سر ٹھکانہ	قوم سردار	تعداد دیہات	آبادی	سالانہ آمدنی	سالانہ خراج	کیفیت
۱	دھموتر	سہاوت	۱۱	۳۲۳۲	۶۰۰۰۰	۶۱۰۰	
۲	جھانتلا	سیسودیہ	۵	۸۴۷	۱۱۰۰۰	۱۴۱۶	
۳	بریا	چونڈاوت	۲	۷۸۲	۸۰۰۰	۱۳۲۲	
۴	کلیان پور	رنلوت	۲	۵۷۶	۷۰۰۰	۲۱۹۵	
۵	رائے پور	خاناوت	۸	۱۴۷۷	۲۵۰۰۰	۴۳۶۲	
۶	انبیرامہ	خاناوت	۴	۲۸۹	۹۰۰۰	۱۹۲۹	
۷	اچلودا	سیسودیہ	۷	۹۷۶	۷۰۰۰	۱۸۳۳	
۸	ارنودہ	سیسودیہ	۶	۲۸۹۶	۳۰۰۰۰	۲۰۲۵	
۹	سالم پور	سیسودیہ	۴	۱۰۴۳	۱۱۰۰۰	۱۷۶۹	
میزان			۴۹	۱۲۲۱۵	۱۷۸۰۰۰	۲۲۹۵۱	

باب دوم ڈھونڈھار کے بیان مین

احسن السیر مین محمد اکبر شگفتہ نے لکھا ہے کہ اجمیر کا راجہ بسیلدیو سلطان محمود غزنوی سے لڑا اور آٹھ دن تک

جنگ جاری رکھنے کے بعد اسکو شکست فاش ہوئی سلطانی فوج قلعہ تاراگڑھ پر چڑھ گئی بیسلدیو گرفتار ہوا سلطان نے اُسکے قتل کا حکم دیا راجہ نے اُسوقت مذہب اسلام قبول کرکے نجات پائی سلطان نے بوجہ قبول کرنے دین اسلام کے اسکو ملک مفتوحہ بھی عطا کیا مگر اُسنے منظور نہ کیا اور سلطان سے کہا کہ سوائے ایزد پرستی کے اب اور کچھ آرزو نہین ہے اور بہ نیت گوشہ نشینی مقام بلند یعنی ڈھونڈھر پر اُسنے بود و باش اختیار کی فوت ہونے کے بعد اسی مقام پر مدفون ہوا وجہ تسمیہ ڈھونڈھار کی یہ ہے بیسلدیو کا ڈھونڈھ جیپور سے قریب بیس میل کے فاصلے پر سمت اجمیر ہے -

اس باب مین ریاستہاے جےپور اور الور اور قرولی کا بیان ہے

فصل - جےپور کے حال مین

راج جیپور مع شیخاوائی خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۴۰ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۳۴ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۸ دقیقہ و ۷۷ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے - اُسکے شمال مین راج بیکانیر اور اضلاع انگریزی حصار فیروزپور و گورگانوہ اور راج پٹیالہ کے پرگنات نارنول و کانونڈی سرحد ملی ہے مشرق مین بھرتپور اور الور کا علاقہ پھیلا ہوا ہے جنوب مین جہازپور علاقہ اودیپور - ٹونک - بوندی - گوالیار - قرولی اور اجمیر مین مغرب مین بیکانیر - راج جودھپور کشن گڈھ و سرکاری ضلع اجمیر مین - یہ ریاست طول مین قریب ۱۵۰ میل اور عرض مین ۱۴۰ میل ہے اور رقبہ پندرہ ہزار پانچسو نواسی میل مربع آبادی ۱۹۱۱ع مین ۲۶۴۳۰۷۲ نفر آمدنی جیپور کی اسوقت تراسی لاکھ روپیہ سالانہ ہے ملک کی ہئیت بہت مختلف ہے وسط مین زمین بلند ہے اُسکا ارتفاع سطح سمندر سے ۱۴۰۰ فٹ سے ۱۶۰۰ فٹ تک ہے اس بلند زمین کا اعلے ترین حصہ کہ جنوب مغرب سے شمال مشرق کی طرف یعنی جھیل سانبھر سے جہان کوہ اربلی مسلسل ہوا ہے کھیتڑی اور تورا وائی کے کوہستان تک واقع ہے اور میدان ریگ مین اکثر مقامات خصوص پونک پر دو ہزار فٹ بلند اور کھڑا ہوا ہے اس ملک کا تقاطع کرتا ہے یہی بلند دھار ملک کی سیرابی کا باعث ہے اور شمال مغرب مین شیخاوائی و بیکانیر وغیرہ کے ریگستان اور جنوب مشرق مین علاقہ جیپور کی سیر حاصل سرزمین کے درمیان قدرتی حد ہے - اس حد سے جیپور کی طرف ہر مقام پر کنوون مین پانی سطح زمین کے قریب ہے مگر شیخاوائی کی طرف اس دھار سے جسقدر زیادہ فاصلہ ہوگا اُسی قدر کنوون مین پانی زیادہ عمق پر ملے گا اور طرفہ یہ ہے کہ جسطرف پانی زیادہ عمق پر ملتا ہی اُسطرف کی زمین نشیب کی ہے اس سے ثابت ہوا کہ جتنا شمال و مغرب کیطرف بڑھتے ہین زمین پر ریت زیادہ ہوتی جاتی ہے اس سلسلے مین جہان جہان گھاٹے ہین وہین موسم گرما کی تند ہوا سے کوسون تک ریت کے ٹیلے جمع ہین -

شہر جیپور کے قریب بھی بالو ریت کی یہی کیفیت ہے مگر اسکا سبب اور ہے پہاڑون کے مقاطع سلسلونکی وجہ سے تین چار مربع میل زمین پر اُن سے مغرب مین ریت جمع ہو گئی ہے یہ عجیب قطع ملک ریگستان کا مختصر نمونہ ہے - ریت کے ٹیلے ہوا کے زور سے ایک مقام سے دوسرے مقام کو بدل جاتے ہین مگر حد معینہ سے باہر نہین جاتے جنوب اور مشرق کی سرسبز زمین دائی اور بناس دو ندیون سے سیراب ہوتی ہے اُسمین کہین کہین

چھوٹی پہاڑیون کے سوا سب جگہ چکنی مٹی اور میدان نظر آتے ہین جہان افیم۔ گنا اور گیہون وغیرہ قیمتی چیزین پیدا ہوتی ہین اور دیہات بہت آباد ہین انمین سے بیشتر کھنگار وت راجپوتون کے قبضے مین ہین کہ یہ لوگ کچھوا ہو نگی بارہ کوٹھری مین سے ہین۔

شمالی طرف ڈھلاؤ کے سبب جدھر پہاڑونکا پانی بہتا ہے کاٹلی ندی شیخاواٹی کے ملک مین گذرتی ہے وہ کسی جگہ برسات کے پانی سے بڑے زور کے ساتھ بہتی ہے جسکا کہین ایک میل سے بھی زیادہ پھیلاؤ ہوجاتا ہے لیکن شیخاواٹی کے میدان مین بہتے بہتے کم قوت ہوکر بیکانیر کی سرحد پر ساکھو مقام کے قریب ریت مین جذب ہوجاتی ہے کاٹلی ندی مین خربوزے اور تربوز بہت پیدا ہوتے ہین۔

جیپور کے مشرقی حصے مین چھوٹے چھوٹے بہت پہاڑ ہین اور سرحد قرولی کے قریب میدانمین بہت نالے ہین یہ پہاڑ اور کے سلسلے کی شاخین ہین حد شرقی کا ملک ہنڈون کے قریب ریت کا ہے مگر سیرحاصل ہے اس ملک مین روئی اور افیم بکثرت پیدا ہوتی ہے جیپور سے مشرق مین زمین پست ہے شہر سے آگرے کی طرف پہاڑ سے نکلتے ہی مسافر کو معلوم ہوتا ہے کہ گویا آسمان سے زمین مین نزول کرتا ہے اور دو میل مین تین سو چار سو فٹ اترنا ثابت ہوتا ہے یان گنگا ندی کے برابر چلکر بھرتپور کے علاقے مین پہونچتا ہے کہ وہ سمندر سے صرف سات سو فٹ بلند ہے وہانکی زمین چکنی اور زرخیز ہے اور ریت بہت کم مقامات پر ہے۔

آب و ہوا

آب و ہوا نہایت صحت بخش ہے ریت اور بلندی کے سبب سے ایسے مقامات کم ہین جہان پانی ٹھہرتا ہو اس سے عفونت کا بخار بالکل نہین ہوتا ہے موسم سرما مین خصوص شیخاواٹی مین سردی بہت سخت ہوتی ہے بعض اوقات سفید پالہ جو رات کے وقت گرتا ہے دوپہر تک رہتا ہے۔ شمال مین لو بہت سخت چلتی ہے مگر ریت مین گرمی نہین رہتی اس سبب سے راتین خوشگوار ہوتی ہین اور صبح کو سردی ہوجاتی ہے۔

بارش

بجز شیخاواٹی کے کل ملک مین بارش بافراط ہوتی ہے جیپور و شیخاواٹی کے کل متقاطع خط سے جنوب مشرق مین مثل دیگر اضلاع کے قحط کم ہوتا ہے زمین کے جنوب مغربی اور جنوب مشرقی دونون حرکات بارش آور کنارے پر واقع ہونے سے دونون موسمون مین بارش ہوتی ہے اگر ایک موسم مین کمی رہے تو دوسرے کی بیشی سے اسکا معاوضہ آجاتا ہے جیپور مین خاص بارش کا اوسط علے العموم ٢٢ سے ٢٨ انچ تک ہے۔

سانبھر کی جھیل

یہ جھیل جیپور اور مارواڑ کی سرحد پر واقع ہے برسات کے موسم مین اسکا طول ٢٠ میل اور عرض آٹھ میل ہوجاتا ہے مگر ایسا پایاب ہوتا ہے کہ آدمی ہر جگہ پھر سکے اسکے جنوب مشرقی کنارے پر قصبہ سانبھر آباد ہے اسکے سامنے گرمی کے موسم مین جھیل کا حصہ سیاہ گدلے پانی کا دو میل طویل اور ایک میل عریض عمیق ترین

نام ہوتا ہے یہ جھیل مع ساٹھ دیہات متعلقہ کے جے پور اور جودھپور کی مشترک ملکیت تھی وقتاً فوقتاً انقلاب زمانہ
سے موقع پاکر دیہات علیحدہ کرلئے گئے آخرکار علاوہ سانبھر کے صرف بارہ گاؤن مشترک رہ گئے یہ جھیل اب
سرکار انگریزی کے قبضے مین ہے۔
سبب ہے کہ جھیل مین اسقدر نمک کہانسے آتا ہے کوئی شور ندی اُس مین شامل نہین ہوتی ہے اور اُسکے
اور نیز جو شمال مین نوحہ اور جنوب مین سانبھر نام کی آبادیان ہین اُنکے کنوون مین بالکل شیرین پانی ہے نہ اُسکے
مین کوئی نمکین پہاڑ ہے غالباً یہ مادہ جھیل کے کسی مختصر حصے مین موجود ہے کہ نمکین چشمے کے سبب سے کبھی
ختک نہین ہوتا یا اُسی کے اندر نمکین پہاڑ ہے کہ کسی اور مقام پر زمین سے نہین نکلا ہے دلدل مین غرق ہوجانیکے
خوف سے کسی نے اس جھیل کا امتحان نہین کیا ہے۔

کھانین

۔ تانبا۔ سیسہ۔ پھٹکری اور نیلا تھوتھا بھی کھیتڑی وغیرہ کی طرف پیدا ہوتا ہے اُرا لور کی طرف سرحدی
ڈونین سنگ مرمر کیطرح کا ایک سفید پتھر نکلتا ہے جو عمارت کے کام مین بہت خرچ ہوتا ہے لیکن مکرانہ علاقہ
جودھپور کے سنگ مرمر کے مقابل جو ہمیشہ صاف رہتا ہے اور جسمین سرد و گرم ہوا کم اثر کرتی ہے جیپور کا پتھر
درجہ ہے وہ کچھ مدت کے بعد زرد پڑ جاتا ہے۔
الور کے پہاڑ مین کھیتڑی کے قریب اور قلعہ کھیتڑی سے بلندی پر واقع ہے تانبے کی دھات مین سے
نیلا سے مجہول) نکلتا ہے اُسکا مینا کاری مین بہت خرچ ہے کہ دہلی و جیپور و حیدرآباد کو بکثرت بھیجا جاتا ہے راج محل
ن لال لڑی بھی نکلتی ہے مگر اُس کا رنگ سیاہ اور چمک کم ہوتی ہے۔

تعداد دیہات وغیرہ

جیپور کے اندر نوے قصبے پاپرگنے گنے جاتے ہین جن مین کل چھ ہزار گاؤن ہین اُنمین سے دہ ہزار کے قریب
الصے مین۔ ڈیڑھ ہزار کے قریب سرداروں کی جاگیر مین اور ڈھائی ہزار سے کچھ زیادہ انعام و خیرات وغیرہ مین
سمجھے جاتے ہین۔ اس ریاست مین قلعہ رنتھنبور۔ قصبہ آنبیر اور شہر جیپور مشہور اور عمدہ مقامات ہین۔

رنتھنبور

راج جیپور کے جنوبی سرحد پر جیپور سے پچھتر میل بوندی کی طرف ایک مضبوط قلعہ ہے کہ ایک پہاڑ پر جسکے ہر طرف عمیق
در پیچیدہ ارنالے ہین اور صرف ایک تنگ راستے سے اُس کی بلندی پر پہونچ سکتے ہین اور ہر طرف سے بلند
مڑے ہوئے پہاڑون سے محروس ہے واقع ہے۔
اوپر جاکر پہاڑ کی بلندی ایسی سیدھی ہوگئی ہے کہ صرف زینون سے اُسپر چڑھتے ہین اور راستے مین متواتر
اُدروازے آتے ہین پہاڑ کی چوٹی پر کہ ایک میل طویل اور اسی قدر عریض ہے بڑے آثار کی سنگین فصیل
ئی ہوئی ہے جو پہاڑ کی بلندی و پستی کے موافق بلند و پست ہوگئی ہے اور بنظر استحکام و حفاظت جابجا برج اور

ہو رہے ہین احاطے کے اندر حاکم یعنی قلعدار کی سکونت کے واسطے محل ہے اور ایک مسلمان پیر کا مزار ہے اور مسجد ہے اور قلعہ کی سپاہ کے واسطے مکانات ہین برساتی چشمون اور تالابون سے کہ قلعہ کے اندر ہین پانی آتا ہے قلعہ سے مشرق کی طرف بذریعہ تنگ و سنگین زینے کے ملا ہوا قصبہ ہے یہ قلعہ جیساکہ توپونکی ایجاد سے پیشتر ناممکن التسخیر سمجھا جاتا تھا ویسا ہی زمانہ حال کے سامان جنگ کے مقابلے مین اسوجہ سے کہ ہر طرف بلند پہاڑون سے لگاؤ ہے کارآمد نہین ہوسکتا -

رن پہاڑ کو کہتے ہین تھنبور جوشن پوش کے معنے مین ہے یعنی جوشن پوش پہاڑ ٹے رفن تھلکرنے لکھا ہے کہ اس قلعہ کو رانا ہمیر نامی رجپوت رئیس نے تعمیر کرایا تھا یہ قلعہ چیتوڑسے دوسرے درجے پر راجپوتانے مین سمجھا جاتا ہے شمس الدین التمش نے اس قلعہ کو فتح کیا تھا ہفت گلشن محمد شاہی مین بیان کیا ہے کہ سلطان رضیہ نے اسپر لشکر قطب الدین حسین کی سرکردگی مین اُن مسلمان محصورین کی رہائی کے لیے بھیجا تھا جو سلطان رکن الدین بن فیروز شاہ کے وقت سے محصور تھے اور وہ اُنکے چھڑانے مین کامیاب ہوا ۶۹۰ ہجری مطابق ۱۲۹۱ء مین دہلی کے بادشاہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے قلعہ رنتھنبور کا محاصرہ کیا جب دیکھا کہ بغیر خونریزی مسلمانون کی جماعت کثیر کے قلعہ ہاتھ نہین آسکتا تو وہان سے ہٹ گیا احمد حب نے عرض کیا کہ بادشاہ اور جہان کشا جب کسی کام کا ارادہ کرتے ہین تو اُسکے سخت اور دشوار ہونے کا اندیشہ اور آدمیون کے مارے جانے کا خیال نہین کرتے اور غیرت اُنکو اُس کام سے پیچھے قدم رکھنے پر مانع آتی ہے خداوندعالم نے قلعہ بغیر فتح کئے مراجعت کی آدمی کیا کہتے ہونگے بادشاہ نے جواب دیا کہ ایسے قلعہ کے مقابلے مین مین مسلمانونکے ایک رونگٹے کے ضایع ہونیکا روادار نہین ہوسکتا کفار کی جو کچھ بربادی ہوسکتی تھی کر چکا ایک رنتھنبور نہ ٹوٹ سکا تو کیا مضایقہ یہ منظور نہین کہ اپنے نام و نمود کے لیے مسلمانون کو ضایع کرادون جلال الدین کے جانشین علاء الدین خلجی کے عہد مین اسپر راجہ ہمیر دیو چوہان جو پرتھی راج کا رشتہ دار تھا اور ہٹیلا ہمیر کے نام سے مشہور ہے قابض تھا اُسنے ۶۹۹ ہجری مطابق ۱۲۹۹ء مین ایک امیر شاہی موسوم بہ میر محمد شاہ اور جماعت باغی کو جو اپنے آقا کے غضب سے جالور سے مفرور ہوکر آئے تھے اس قلعہ مین پناہ دی تھی علاء الدین کے وزیر نصرت خان نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا مگر قلعہ والون نے منجنیق کے ذریعہ ایسا پتھر پھینکا کہ اتفاقاً نصرت خان کے لگا اور وہ مرگیا بے سری فوج واپس چلی گئی ۷۰۰ ہجری مطابق ۱۳۰۰ء مین علاء الدین نے بذات خود آکر حملہ کیا خزائن الفتوح مین امیر خسرو نے لکھا ہے کہ مسلمانون نے تھیلون مین مٹی بھر کر قلعہ کی فصیل کے گرد پشتہ بنانا شروع کیا جب یہ پشتہ قلعہ کی دیوار کے مقابل برج سے مل گیا تو یکبارگی حملہ کرکے قابض ہو گئے اور راجہ کو مع اہل قبیلہ و سپاہ کے قتل کیا میر محمد شاہ اور دوسرے باغی مسلمان بھی قتل کرائے گئے جب میر محمد شاہ زخمی بادشاہ کے سامنے لایا گیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ اگر تیرا معالجہ کراکے تندرست کرادون تو اُسوقت تو میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا اُسنے جواب دیا کہ آپ کو قتل کرکے ہمیر دیو کے بیٹے کو بادشاہ بنادونگا بادشاہ نے اُسکو ہاتھی کے پاؤن سے کچلوا دیا۔ انتہی

ہمیر کے ساتھ کے ہندو اُس سے مخالف ہوکر بادشاہ کے پاس چلے آئے تھے یہ کہکر کہ جب اپنے ولی نعمت سے دغا کی تو مجھ کو وفاداری کی ان سے کیا امید ہوسکتی ہے اُن سبکو قتل کرا دیا اُن مین راجہ کا دیوان رنمل بھی شامل تھا جو مارا گیا۔

اس راجہ کی اولاد قصبہ شیرانہ علاقہ اُنور ملک راجپوتانہ مین ہے سنہ ۱۳۹۸ع مطابق سنہ ۸۰۱ ہجری مین امیر تیمور اپنے تاتاریون کا ٹڈی دل لئے ہوے ہندوستان مین داخل ہوا اور تغلق خاندان کے بادشاہ محمود کو عین شہر دلی کی فصیل کے نیچے شکست دیکر دارالسلطنت مین داخل ہوا اور اس سے ہندوستان مین شورش پیدا ہوئی تو یہ قلعہ مسلمانون کے قبضے سے جاتا رہا لودھیون کے عہد مین سلطنت کی ابتری کے موقع پر سلطان محمود خلجی اول مالوے کا بادشاہ نہایت زور پکڑ گیا یہانتک کہ بہلول لودی اسکو بہت سا روپیہ بطور پیش کش بھیجنے لگا اس سلطان نے ۸۵۴ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۰ع مین بیانے تک ملک کو مسخر کرکے بیان کے حاکم کو مطیع کرلیا اور واپسی مین قصبہ ہنور کو کہ رنتھنبور کے پاس واقع تھا فتح کرلیا اور ۸۷۰ ہجری سالہ ۱۴۶۵ع مین ماڈوتی کی فتح کے بعد سلطان نے اپنے شہزادہ غیاث الدین کو فتح رنتھنبور کیلئے مقرر کرکے اُسے مسخر کرالیا اسوقت مین تخت دلی پر بہلول لودی قائم تھا میواڑ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ کچھ مدت کے بعد میواڑ کے رانا سانگا کا یہان دخل ہوگیا بابر کے ہاتھ سے اُسکے مغلوب ہونے کے بعد شیرشاہ نے اس قلعہ کو لے لیا اور اُسکی اولاد مین ابتری ہونے اور دوبارہ مغلون کے زور پکڑنے کے سبب ۱۵۵۳ع مین جھجھار خان بدایونی قلعدار نے بوندی کے راو سرجن ہاڑا کو کچھ روپیہ کے عوض مین یہ قلعہ حوالے کردیا ۱۵۶۹ع مین مغل بادشاہ اکبر کے چڑھائی کرنے پر راو سرجن نے یہ قلعہ بادشاہ کو سونپ دینے کے بعد بادشاہی اطاعت اختیار کی۔ جو وجہ تسمیہ اوپر لکھی ہے یہ اکبرنامے سے لی ہے جہانگیر نے ۱۰۲۷ کے واقعات مین اپنی توزک مین لکھا ہے کہ سلطان علاءالدین خلجی نے جب فوج کشی کی تو ہمارے والد کے محاصرے مین بڑی محنتون اور کوشش سے فتح پائی تھی میرے والد نے ایک مہینہ بارہ دن مین فتح کرلیا مین نے قلعہ مذکور کو دیکھا دو پہاڑ برابر برابر ہین ایک کا نام رن ہے دوسرے کا تھنبور قلعہ تھنبور پر ہے دو لفظ ملاکر رنتھنبور مشہور ہوگیا اگرچہ قلعہ نہایت مضبوط ہے اور پانی بھی بہت ہے مگر رن بڑی مضبوط فصیل ہے اور حصار کی فتح اسی پر منحصر ہے چنانچہ والد بزرگوار نے فرمایا کہ توپین رن پر چڑھا دو اور قلعہ کے اندر کی عمارتون کو سامنے دھرو پہلی ہی توپ کو آگ دی تو راے سرجن کی جو کھنڈی پر گولہ لگا اُسکی ہمت کی بنیاد اکھڑ گئی اور قلعہ حوالے کردیا۔ صوبہ اجمیر مین تراسی محالات کی سرکار ہوجانے سے اُسکی عظمت قائم ہوگئی تھی اور نہ فقط بوندی و کوٹہ مع ممالک متعلقہ کے بلکہ شیوپور کی کل ریاست اور جنوب بان گنگا کی سب چھوٹی جاگیرین جو اب ریاست جیپور مین داخل ہین اُسی مین شامل تھین الغرض کل سلطنت مین بجز محمدآباد واقع بنگالہ کے رنتھنبور سب سے بڑی سرکار تھا کتب خانہ ریاست مین ایک قلمی رسالہ دستورالعمل راجہ ٹوڈرمل کے نام سے رکھا ہوا ہے اُسمین لکھا ہے کہ سرکار رنتھنبور مین ۷۵ محال تھے شاہجہان کے عہد مین یہ قلعہ راجہ بٹھلداس گوڑ کو عنایت ہوکر کچھ مدت کے بعد پھر بادشاہی خالصے مین آگیا۔

جب محمد شاہ اور احمد شاہ کے بعد دہلی کی سلطنت ابتری کو پہونچی اور مرہٹون کے زور سے قلعدار کو اسکے سنبھالنے کی طاقت نرہی تو اس نے اس نظر سے کہ مرہٹون کے ہاتھ آنے ہمیشہ کو سلطنت سے علحدہ نہ ہو جائے اس نے کسی راجپوت رئیس کو سپرد کرنا چاہا اول اسنے بوندی سے درخواست کی مگر ہاڑانے اس خوف سے کہ اگر اسکو محفوظ نہ رکھ سکا تو ... معتوب ہونا پڑے گا انکار کیا مجبوراً اس نے ۱۷۵۶ء مین یہ قلعہ راج جیپور کی حفاظت مین دیدیا جو سلطنت دہلی کے برباد ہو جانے سے ابتک مہاراجہ جیپور کے قبضے مین چلا آتا ہے۔

آمیر

یہ قصبہ جو پہلے راجدھانی تھا جیپور سے چار میل شمال مین پہاڑونکے اندر ایک مختصر تالاب کے کنارے پر واقع ہے اسکے مندر و مکانات اور گلیان پہاڑون کے نالوںپر کرتالاب سے ملے ہین متفرق ہین ان گلیون مین کہ بہت پیچدار ہین اور درختونکی کثرت سے تاریک نظر آتی ہین بہت کم آبادی رہگئی ہے اور اب بجز برہنہ خاک آلودہ لٹادھاری بیراگیون کے کہ ویران مکانات اور مندرون مین رہتے ہین کوئی بود و باش نہین کرتا ہے۔ تالاب کے مغربی کنارے اور پہاڑ کے دامن پر آمیر کا عظیم الشان محل اور شلا دیوی کا مندر ہے۔ وسکی تعمیر بہت مضبوط اور عریض آثار ونکی اور کاشمیر کی ابتدائی تعمیرات سے بہت مشابہ ہے۔ تالاب کے مغربی کنارے پر پہاڑ کے دامن مین مردانہ و زنانہ محلات اور بلندی پر ایک قلعہ بنا ہوا ہے اس قصبے اور قلعے کو راجہ مان سنگھ اور مرزا راجہ جے سنگھ اول نے بہت آراستہ کیا تھا لیکن نیا شہر جیپور آباد ہو جانے کے بعد یہ مقام راج کے خاص خزانے اور قید خانے کا کام دیتا ہے کہتے ہین کہ شلا دیبی کے مندر مین ہنود کے زیادہ جاہلانہ اور بیرحم زمانے مین ہر روز آدمی مارا جاتا تھا جسکے عوض اب بکرا مارا جاتا ہے جیساکہ اودیپور مین انبا ماتا کے مندر مین روزانہ بکرے کی جان لیجاتی ہے انبا بمعنی جگ ماتا کے نام سے امبیر نامزد ہوا ہے جسکا انبیر اور پھر آمیر ہوگیا انسانی قربانی کا نام پرس میدھ ہے۔

رامن ڈون

راہ آگرہ ومئو پر آگرے سے ۱۰ میل جنوب مغرب مین ہے سابق مین یہ بڑا قصبہ تھا مرہٹون کی ظلم و تعدی سے تباہ ہوگیا مگر اب بھی بہت آبادی ہے۔

پاٹن

یہ مقام تورا واٹی کی تہسیل کا صدر ہے۔ اس علاقے مین پہاڑ بکثرت ہین اور انکے درمیان کی زمین بہت سیراب ہے یہان کا رئیس جیپور کا خراجگذار ہے مینون کی آبادی بہت ہے جو زیادہ تر چوری مویشی اور غارتگری کے عادی ہین اور اکثر یہ پیشہ چھوڑ کر کاشتکاری کرنے لگے ہین قصبہ پاٹن پہاڑ کے قلب مین دامن کوہ پر آباد ہے اور پہاڑ پر قلعہ ہے قلعہ اور آبادی کے درمیان وسط بلندی کوہ پر رئیس کا محل ہے دہلی سے سو میل جنوب مغرب مین ہے۔

سانگانیر

جیپور سے ۹ میل جنوب مین ایک قصبہ ہے یہان کپڑے کی رنگت کا بڑا کارخانہ ہے اور عمدہ چھینٹین اور رومال تیار ہوتی ہین ۔

پالی

جھیل کے کنارہ جیب پر واقع ہے جیپور سے ۸۰ میل جنوب مشرق مین ۔

شہر جے پور یا جے نگر

یہ نئی راجدھانی جنوب کے سوا ہر طرف پہاڑون سے گھری ہوئی ہے اور اس مین ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کی رو سے ایک لاکھ بیس ہزار ۲۰۷ آدمی بستے ہین جسکی لمبائی مشرق سے مغرب کی طرف دو میل کے قریب اور چوڑائی شمال سے جنوب کو تخمیناً ایک میل ہے پختہ شہر پناہ جسمین خوبصورت برج اور دروازے بنے ہوے ہین آثار مین اتنی کم چوڑی ہے کہ ادنے توپخانے کے مقابلہ کو بھی کافی نہین سمجھی جاتی اور ایسی نیچی ہے کہ اکثر طرف ریت اڑکر فصیل اور کنگورون تک جمع ہوگیا ہے دروازون کے آگے جو تعداد مین سات ہین گھوگھس یعنی پیچدار پردے کی دیوارین ہین ان مین توپونکے واسطے دمدمے اور بندوقون کے مورچے بنے ہوئے ہین اگر کبھی فصیل شہر پناہ کے گرد خندق تھی تو اسکا نشان مٹا دیا ہے ۔ راجاؤنکے بنائے ہوئے شہرون مین جیپور کی خوبصورت قطع کو کوئی مقام نہین پہونچتا صدر بازار جو مشرق سے مغرب کو چلا گیا ہے اسکا راستہ چوبیس گز چوڑا ہے یہ بازار دو میل طویل ہے اور اسی شمال سے جنوب کو جو ایک میل تک آڑی لائن گئی ہے وہ بھی اسی قدر چوڑی ہے دوسرے درجے کے بازارون کی چوڑائی بیس گز اور تیسرے نمبر والے کوچونکی چوڑائی نو گز رکھی گئی ہے ہر ایک سیدھی اور آڑی لائن یعنی شہر کی لمبائی اور چوڑائی والی سڑک جہان ملتی ہے اس مقام پر ایک چوک نظر آتا ہے جسکو یہان چوپڑ کہتے ہین ۔

قاعدے کے ساتھ مکان اور راستے بنائے جانے کے سبب کل شہر برابر حصون مین تقسیم ہو سکتا ہے اور بڑے بازارونمین تمام دوکانین پختہ اور ہمشکل بنی ہوئی ہین جنپر بلند بالاخانے ایک رنگ مین نہایت رونقدار نظر آتے ہین حقیقت مین درست قطع پر آباد ہونے کے لحاظ سے شہر جیپور کا جواب تمام ہندوستان مین نہین پایا جاتا ۔ کلکتہ اور بمبئی مین جو اول درجے کے بڑے شہر ہین آدمیونکی کثرت اور انگریزی سوداگرون وغیرہ کی عالیشان کوٹھیان اور ہر قسم کا قیمتی سامان موجود ہونے کے سوا سب مکانونکی ایک سی کیفیت نہین ہے ۔

مہاراجہ کے محلات اور اُس کا باغ وغیرہ شہر کے بڑے درمیانی چوپڑ مین جو آدھ میل لمبا ہے بنے ہوئے ہین محل کا اول مکان یعنی ہوا محل بازار کے کنارے پر آٹھ منزل بلند ہے جس کے گرد پیچ اور چھتریان تعمیر کی گئی ہین احاطے کے اندر سنگین ستونون کے کئی بڑے اور چھوٹے دیوان خانے ہین ۔ باغ جسکے گرد مورچہ دار فصیل اور اندر فوارے اور سرو و شمشاد وغیرہ کے درخت ہین نہایت خوش وضع ہین کل محلات بارہ گنے جاتے ہین اور ہر ایک سے دوسرے کو جانے کے لئے باغ یا نال مین ہو کر راستہ ہے ۔ سب سے عمدہ مکان دیوان خاص سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اسی سفید پتھر نے بازار و کوچون مین اکثر مندرون اور کئی مسجدون سے شہر کی خوبصورتی بڑھا دی ہو تحفۂ راجستان مین لکھا ہے کہ

یہان کے آدمی جن مین بقول یک تجربہ کار کے غیرت کم اور مروّت زیادہ ہے بہت عیش طلب اور بے تعصب سمجھے جاتے ہین سیر محتشم مین کہ نواب غوث محمد خان والی جاورہ کا سفرنامہ ہے اس شہروالونکے متعلق ایک فقرہ درج کیا ہے کہ جس گھر مین عورت عیاش نہین وہ صاحب خانہ نشاش نہیں لیکن اب تہذیبی زمانے مین یہ فقرہ کتاب کے لیے بدنمائی کا ثبوت دیتا ہے۔ مہاراجہ جے سنگھ کی عظیم الشان رصدگاہ ابتک صحیح وسالم و درست ہے مگر فی زمانہ یہان کوئی پنڈت اسکا استعمال نہین کرسکتا علاوہ بڑے بڑے دوائر درجہ نما وارتفاع محرف و سمت الراس و ستون وغیرہ کے کہ پختہ مسالے سے تعمیر ہوئے ہین پیتل کے بڑے اور بہت وزنی دائرے لگے ہوئے ہین اگر کوئی سمجھنے والا ہو تو یہ چیزین تحقیقات علم نجوم اور گردش اجرام فلکی کے واسطے نہایت کارآمد ہین۔

مہاراجہ سوائی جے سنگھ والی آمیر ڈھونڈھار نے اٹھارھوین صدی عیسوی کے شروع مین کہ ۱۷۲۸ء تھے اس شہر کو آباد کرکے اپنے نام سے نامزد کیا تھا اور اپنی بود و باش اور کل راج کا کارخانہ قدیم شہر آمیر سے یہان کو منتقل کیا تھا کہ جب سے روز بروز آبادی کم ہوکر آمیر ویران ہوگیا ہے۔

شہر کی تمام خوبیون پر ریت مین پانی کا نملنا ایک بڑی مصیبت تھا اسلئے مہاراجہ رام سنگھ دوم نے آبادی سے تین کوس کے فاصلے پر ایک ندی کو روک کر نلونکے ذریعہ سے شہر مین پانی پہونچایا۔ اور تمام شہر مین گیس کی روشنی بھی کرائی ہے۔ شہر کے باہر اجمیری دروازے کے قریب اسی مہاراجہ کا لگایا ہوا رام نواس باغ بھی بڑی رونق اور سیر کی جگہ ہے جسکے گرد زیادہ خوشنمائی کے لیئے دیوار کے عوض لوہے کا جنگلہ قائم کیا گیا ہے۔ اُسکے اندر کئی مکان اور حوض بنے ہوئے ہین مختلف جانور چوپائے درند اور پرند کٹھرون مین بند نظر آتے ہین اور بہت سی عجیب و غریب چیزین جابجا موقع اور قرینے سے سجائی گئی ہین۔ ہر طرف صاف سڑکین پانی کے نل اور فوارے عجیب بہار دیتے ہین۔

کچھواہہ قوم

اس نسل کے راجپوتون کو دعوے ہے کہ ہم راجہ رام چندر والی اجودھیا عرف اودھ کے دوسرے بیٹے کش کی اولاد مین ہین اسلیے وہ گھلوت اور راٹھوڑ ونکی طرح سورج بنسی نسل مین سمجھے جاتے ہین انکو کشواہہ کش کی اولاد مین ہونے کی وجہ سے کہتے ہین جسکو کچھواہہ بھی لکھتے ہین ٹاڈ نے کچھواہا کو کچھوے سے ماخوذ سمجھکر کہا ہے کہ یہ قوم اس ملک مین ایسی پھیل گئی تھی جیسے جانور کچھوا پانی مین ہوتا ہے اور یہ بالکل لغویات ہے۔ تاریخ مالوہ مین سید کریم علی نے لکھا ہے کہ کچھواہا راجپوت کے متعلق کئی کہانیان مشہور ہین اگرچہ ایسی کہانیان لکھنا اب تاریخ نویسی سے بعید ہے لیکن بسبب اسکے کہ راجپوت ایسی باتون کو بہت صحیح مانتے ہین جو یہ باتین نظرانداز کردی جائین تو کتاب کو صحیح نہین سمجھتے اور مجھے منظور ہے کہ کتاب سب کو عزیز ہو اسلئے اُسکی تفصیل کرتا ہون (۱) راجہ راجمندبی کی رانی ایک دن اشنان کرنے کو ندی پر گئی اور اپنے بیٹے کو ایک رشی کے پاس جو ندی کے کنارے پر رہتا تھا بٹھا گئی نہانے کی حالت مین رانی نے دیکھا کہ ایک بندریا اپنے بچے کو پیٹ سے چپٹائے درختو پر کودتی پھرتی ہے رانی نے بندریا سے مخاطب ہوکر کہا کیا احمق ہے آخر حیوان مطلق ہے اگر کودنے پھاندنے کے وقت بچہ چھاتی سے چھوٹ جائے زمین پر گرکر مرجائے مجھے تیرے بچے پر رحم آتاہے

ں تو ماں ہے اور کیا تیرا کلیجا ہے بندریا کو خدا نے قوت گویائی دی وہ بولی کہ رانی سن تو احمق ہو یا مین احمق ہون باوصف
کہ حیوان مطلق ہون میری محبت مادری اس سے ہویدا ہے کہ میرا بچہ ہردم میری چھاتی سے لگا رہتا ہے تیری
بی مین کیا شبہ ہے کہ تو نور نظر کو آنکھون کے اوجھل چھوڑ آئی بندریا کی بات سنکر رانی کے دلپر چوٹ لگی لڑکے
پنے جلدی سے اُٹھا لائی وہ رشی لڑکا اُٹھا لانے سے آگاہ نہوا معبود کے دھیان مین آنکھ بند تھی رانی کے آنے
کے کو لیجانے سے تھوڑی دیر کے بعد جب چونکا لڑکے کو نہ پایا بہت گھبرایا ندامت سے سر جھکایا اور دل مین کہا رانی
لڑکے کو نپائے گی سر پیٹے گی چلائے گی مجھ سے لڑکے کو پوچھے گی مجھے شرمندگی ہوگی سوچ کر اُٹھا گھانس لایا اور پتلا
ور اُس پتلے مین جان پڑنے کی جناب کبریا مین دعا کی اُسکی دعا قبول ہوئی وہ پتلا مثل رانی کے لڑکے کے
کھیلنے لگا جب رانی غسل کر چکی اپنے لڑکے کو گود مین لیے رشی کے پاس آئی وہان دوسرا لڑکا اپنے بیٹے کے
ل پایا رہا نہ گیا پوچھا یہ کس کا نور چشم ہے جو میرے بیٹے کے ہمشکل ہے رشی نے کہا اسے لیجا یہ بھی تیرا بیٹا ہے
ں رانی سب حال سے آگاہ ہوئی اُس لڑکے کو اپنے گھر لیگئی دونو نکو پرورش کیا ایک کا نام لو اور دوسرے کا
ں رکھا زبان سنسکرت مین کش وکچھ گھانس کو کہتے ہین کش کی اولاد جو گھانس کے پتلے سے جاندار ہوا کچھواہہ راجپوت
، (۲) دوسری روایت یہ ہے کہ سورسنگھ عرف سلدھل دیو کش پسر رامچندر کی اولاد مین بہت پشتون کے بعد ایک آدمی
سمبت ۱۰۲۳ مین ڈھونڈھار کے ملک مین آیا اس ملک مین کوئی رئیس نہ تھا یہان کا راجہ ہوا جب یہ مر گیا
ے عرف دل رائے راجہ ہوا سمبت ۱۰۶۳ مین گدی پر بیٹھا بڑگوجرون سے لڑا دوسا بھانڈا فتح کیا جب یہ بھی مر گیا
جی عرف کاگل دل سمبت ۱۰۹۳ مین گدی پر بیٹھا اس نے جنگل مین گھانس کٹوائی اور وہان باجی نام شہر بسایا
ے گھانس کاٹنے اور شہر بسانے کے اسکا لقب کچھواہہ ہوا (۳) تیسری روایت یہ ہے کہ اس گوگل جی کا بیٹا
ن تھا گوگل جی نے اپنے بیٹے کا بیاہ موڑا مین چوہانون کے خاندان میں کیا ایکبار گوگل جی اپنے سمدھی کے گھر گیا
کہا کہ بڑگوجرونکے سبب میرا ناک مین دم ہے اسوجہ سے مجھے رنج وغم ہے اگر تم مدد کرو تو یہ فساد مٹتا ہے گوگل جی
نکر بڑگوجرون پر چڑھائی کی بہت بڑی لڑائی ہوئی اکیس ہزار آدمی طرفین کے مارے گئے بڑگوجر لڑائی
وگل جی بھاگا جمواہا کے گھاٹ پر پہونچا وہان دیبی کا مندر تھا اُسکی پوجا کرنے لگا ایک دن دیبی مٹی کے کھلونے
ی بہت خوش بیٹھی تھی گوگل جی نے من اولائے آخو سب حال کہہ سنایا دیبی نے ایک لکڑی گوگل جی کو دی اور
ت کہی کہ اس لکڑی کو لیجا جو لوگ لڑائی مین مارے گئے ہین انھین لکڑی چھوا وہ سب زندہ ہو جائینگے اور تیری
رینگے تو راجہ ہوگا مدت تک تیرا راج بنا رہیگا گوگل جی وہ لکڑی لیگیا لکڑی سے مردون کو جلایا اور دیبی کی
ں کا حال اُنسے کہا اور پھر جموائی دیبی کے پاس گیا دیبی نے مہربان ہوکے فرمایا گھاٹ سے اگر نیچے جائے گا
طلب پائے گا گوگل جی گھاٹ اُترکے راج گرمعہ گیا وہ ملک اُسکے ہاتھ آیا راج کرنے لگا جموائی دیبی کا مندر
اُسکی پوجا کرتا تھا اس دیبی کا نام کچھوائی تھا اس دیبی کی پوجا مین مصروف رہنے کی وجہ سے گوگل جی کچھواہا
مشہور ہوا۔

ابو الفضل نے کچھواہہ قوم کو چندر اوت مین سے بتایا ہے جسکی کتاب آئین اکبری کی اصل عبارت یہ ہے
چندر اوت بفتح جیم فارسی و نون خفی و دال و را و الف و فتح واو و تاے فوقانی روشناس این الوس کچھواہہ
بفتح کاف و سکون جیم فارسی و ہاے خفی نزد او و الف و فتح ہا و ہاے مکتوب۔

کچھواہون کی تاریخ

کش یا اُسکے بیٹے پوتون مین سے کسی نے اپنی موروثی دار الریاست سے نقل وطن کرکے سون ندی کے کنارے پر روہتاس مشہور قلعہ تعمیر کیا تھا اور چند پشتون کے بعد ایک مشہور شخص راجہ نل نے جسکے عشق کا قصہ دمنتی رانی کے ساتھ مشہور ہے اس قصے کو مثنوی نل دمن کے نام سے فیضی برادر ابو الفضل نے فارسی مین نظم کیا ہے سمبت ۳۵۱ مطابق ۲۹۵ء مین مغرب کی طرف چل کر نرور مین جسکو قدیم لوگ نئے رشدہ کہتے تھے قلعہ اور سلطنت بنائی بعض یہ بھی روایت کرتے ہین کہ نرور پہونچنے سے پیشتر اُسنے ناہر واقع کچھواہاگار اور گوالیار بھی آباد کئے تھے مگر اسکی تصدیق اچھی طرح نہین ہوتی ہے تینتیسوین پشت مین سوراسنگھ ہوا اُسکے پسر ڈلہا راے نے جسکو عام لوگ ڈھولا راے بولتے ہین باپ کے مرنے کے بعد موروثی ریاست سے مخروج ہوکر سمبت ۱۰۲۳ مطابق ۹۶۷ء مین ڈھونڈھار کا راج قائم کیا۔ جو مشرقی شمالی راجپوتانہ مین ہے کہتے ہین کہ سوراسنگھ رئیس نرور کا انتقال ہوا تو اُسکے بھائی نے راج چھین کر صغیر سن ڈھولا راے کو اُسکے موروثی حق سے محروم کیا اُسکی والدہ مفلسون کا لباس پہنکر اور لڑکے کو ٹوکرے مین اپنے سر پر لیکر مغرب کی طرف روانہ ہوئی اور قصبہ کھوگنگ مین جو شہر جیپور کے موقع سے پہاڑون مین پانچ میل کے اندر تھا اور اُسمین مینونکی آبادی تھی پہونچی اور مینہ رئیس کی کنیزے ملکر روٹیون کے عوض مزدوری کرنیکی التجا کی مینہ کی رانی نے اُسکو کنیزون مین نوکر رکھا ایک روز اُسنے کھانا پکایا اور مینہ رئیس نے جسکا نام رالن سی تھا کھایا تو اُسکو اپنے معمولی کھانے سے ایسا خوشگوار معلوم ہوا۔ پکانے والی کو طلب کرکے اسکی کل سرگذشت دریافت کی اور جب اُسکو اس آفت زدہ عورت کے خاندان کی عظمت کا حال معلوم ہوا تو اسکو اپنی بہن اور ڈھولا راے کو بھانجا قرار دیکر بہت عزت و توقیر سے رکھا اور کچھ زمین گذارے کے لیے دیدی ایک قدیم تاریخی شعر ہندی سے اس مینا رئیس کی قوت کا اندازہ ہو سکتا ہے

باون کوٹ چھپن درواجہ ✦ مینا مرد نائن کا راجہ

یعنی باون قلعے اور چھپن دروازے مینا راجہ کے ہین۔ جب یہ لڑکا چودہ برس کا ہوگیا تو اُسکو کھوگنگ کا خراج ادا کرنے کے واسطے دہلی کو کہ وہان تونور راجہ حکمران تھا بھیجا وہان اُسکو پانچ برس رہنے کا اتفاق ہوا اور یہ خیال پیدا ہوا کہ مینہ رئیس کی ریاست کو لینا چاہیئے اس باب مین اُسنے مینون کے ڈھولی یعنی ڈوم یا بھیشر سے مشورہ کیا اُسنے صلاح دی کہ ہولی کے تیوہار پر کل مینے جمع ہوکر ایک تالاب مین غسل کرتے ہین اُسوقت یہ کام کرنا چاہیئے چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا کہ دہلی سے اپنے ہم قوم راجپوتون کا گروہ ہمراہ لاکر جس تالاب مین مینے نہاتے تھے اُسی کو اُنکی نعشون سے بھر دیا اور اُنکے ساتھ نمک حرام ڈھولی کو بھی قتل کیا کیونکہ جس نے ایک آقا سے دغا کی اُسپر دوسرا کیونکر اعتبار کر سکتا ہے۔ ایک فارسی کی قلمی تاریخ مین لکھا ہے کہ چونکہ قدیم سے اسکے خاندان کا

معمول دغا و فریب پر تھا سب کچھواہون کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ آدمیون کو مار ڈالین اور ملک کے ہم مالک بنجائین ایک دن مینون کی دعوت کی اور خوب شراب پلائی جب سب بدمست ہوگئے تو اُنکو قتل کر ڈالا اور اُس دن سے ملک پر قبضہ کر لیا (یہ نسخہ لالہ روشن رائے سے منقول ہے) کھوگنگ پر قبضہ کر کے وہ دوسہ کو گیا وہان بڑگوجر نسل کا راجپوت راجہ تھا اُسکی دختر کو اپنے ازدواج مین لانا چاہا اُسنے کہا کہ یہ امر کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم تم دونون سورج بنسی ہین اور ابتک سو پشت کا تفاوت نہین ہوا ہے مگر جب یقین ہوا کہ یہ تعداد معینہ پشتین گذر گئی ہین تو شادی کر دی اس بڑگوجر راجہ کے اولاد نتھی اسلیے اُسنے اپنے داماد کو راج کا اختیار دیا اسطرح اضافہ ملک سے زور پاکر سیرہ قوم کے مینون کو جن کا سردار ماچ کا رئیس راو نتھو تھا فتح کرنا چاہا کہ اسپر بھی کامیاب ہوا اور مقام مفتوحہ جدید کو اپنی بود و باش کے واسطے بہتر سمجھکر وہان دار الحکومت بنایا اور اپنے بزرگونکے نام سے ماچ کا نام رام گڑھ رکھا بعد ازان ڈھولا نے ماروئی دختر رئیس اجمیر سے شادی کی جسپر وہ عاشق ہو گیا تھا ڈھولا مارو کا قصہ راجپوتانے مین بابا لوگ گاتے پھرتے ہین یہ ہند فقیرون کا ایک گروہ ہے ڈھولا مارو کا سانگ بھی ہولی پر بنایا جاتا ہے ایک دفعہ جمو اے دیبی کے مندر سے مع ماروئی رانی کے واپس آتا تھا کہ اثناے راہ مین مینون نے بہ تعداد گیارہ ہزار فراہم ہو کر اُسپر حملہ کیا ڈھولا نے اُنسے لڑائی کی اور اکثر آدمیون کو مارا مگر خود بھی مارا گیا اور اُسکے ساتھی بھاگ گئے۔

ماروئی رانی حاملہ تھی ڈھولا راے کے بعد اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام کنکل رکھا۔

کنکل

اُسنے اپنے باپ کا ملک دشمنون کے قبضے سے نکالا اس نام کی جگہ کانکل بھی لکھا ہے۔

میدل راو

یہ کنکل کا بیٹا ہے اسنے سوسادت مینون سے شہر آنبیر کہ اُسکے سردار بھاٹو راو کا دار الریاست تھا فتح کیا اور نادلا مینون کو مغلوب کر کے گتڑ گھٹی کا ضلع اپنے علاقے مین شامل کیا اور خاص قصبۂ آنبیر کو جو انبا ماتا کے نام پر آباد ہوا تھا اپنی راجدھانی بنایا۔ اور بھاٹون کے مار ڈالنے کے بعد راو کہلانے لگا۔

ہون دیو یا ہنوجی

یہ شخص میدل راو کے بعد راجہ ہوا اور اسکے وقت مین بھی مینون سے لڑائیان ہوتی رہین۔

کونتل

ہون دیو کے بعد کونتل قائم مقام ہوا اُسکی حکومت گرد و نواح کی کل پہاڑی قومون پر پھیل گئی جس وقت وہ بھٹوار کے چوہان رئیس کی دختر سے شادی کرنے کے واسطے چلنے لگا تو مینون نے اُسکی پہلی خونریزیونکو یاد کر کے اور ہر طرف سے جمع ہو کے اُس سے کہا کہ اگر سرحد سے باہر جاتا ہے تو راج کے نقارے اور نشان کو ہماری حفاظت مین چھوڑ جا اُسنے انکار کیا اسپر لڑائی ہوئی مینون نے شکست کھائی اور اُسکی حکومت ڈھونڈھار مین اور بھی استقلال پکڑ گئی نوٹ نسبنامہ راجگان جیپور مین اس نام کی جگہ جانڑ دیو نام تاریخون مین مندرج ہے۔

بیجون

کون تل کے بعد بیجون ہوا اس نام کی جگہ پرجون اور بوجن اور بیجو بھی لکھا ہوا ہے چند شاعر نے پرتھی راج راسا مین جو ایک قصے کی کتاب ہے چوہان لوگون کے حالات کو مبالغے کا رنگ دیا ہے وہان اسکی بھی تعریف لکھکر شاعرانہ بہادری مین مشہور کردیا ہے اور اسکو پرتھی راج کا بہنوئی قرار دیا ہے چند کا قول ہے کہ عظمت خاندان اور پرجون کی ذاتی لیاقت سے اُسکی شادی پرتھی راج چوہان راجہ دہلی کی ہمشیرہ سے ہوئی تھی۔ پرتھی راج نے ہندوستان کے ایک سو آٹھ چھوٹے بڑے زمیندارون اور راجون کو طلب کیا اُسمین پرجون کو عمدہ مقام پر جگہ دی اور اپنی فوج کے ایک گروہ کا افسر مقرر کیا اور یہانتک مبالغہ کیا اور اُسکی بہادری کا راگ گایا کہ ایک دفعہ جس زمانے مین وہ سرحد کا حاکم تھا شہاب الدین غوری کو درخیبر پر اُسکے ہاتھ سے شکست دلاکر اوسکا غزنی تک تعاقب کرایا ہے۔ فارسی کی تاریخین جنمین ہر ایک کلی اور جزی واقعہ کو شرح و بسط سے لکھاہے اس بات سے خالی ہین۔

بیجون نے چندیلہ راجپوتون سے مہابہ فتح کیا اور وہان کا حاکم مقرر ہوا۔

فارسی کی قلمی تاریخ جیپور جو کتب خانۂ ریاست مین موجود ہے اور اسکو ۱۱۲۶ھ ہجری مین مقام لکھنؤ مین لالہ روشن رائے نقل کیاہے اُسمین مندرج ہے کہ پرتھی راج نے بیجون کے ساتھ اپنی بیٹی کا بیاہ کرکے آسام کے ملک کے انتظام کے لیے بھیجدیا وہ مدت تک وہان رہا اور پھر دہلی کو واپس آگیا اور پرتھی راج سے معاہدہ کرلیا کہ جب اوسکی لڑائی جے چند والی قنوج سے ہوگی تو وہ اس جنگ مین پرتھی راج کے ساتھ جانفشانی کرے گا چنانچہ ۵۸۸ھ ہجری مین پرتھی راج جے چندر کی لڑکی کو جسپر وہ عاشق تھا اُڑانے کے لیے قنوج کو جانے لگا تو اپنی فوج مین سے ایک سو سولہ کے قریب جودھا جوان اور نامی سردار جنمین پرجون بھی تھا چن کر ساتھ لیے اور منزل بمنزل چلکر قنوج کے پاس ایک باغ مین مخفی طور پر قیام کیا اور اپنے آنے کی خبر جے چندر کی بیٹی کو بھیجدی دونون مین طلب صادق تھی اسلیے شب مین پرتھی راج اُسکو اڑاکر گھوڑے پر بٹھاکر دہلی کیطرف لے چلا۔ اور سردارون سے کہدیا کہ اگر راجہ جے چندر کی فوج تعاقب کرے تو اُسکو اتنا لڑائی مین لگا لینا چاہیے کہ مین صحیح سلامت دہلی پہونچ جاؤن۔ جب جے چندر کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو غصے سے آگ ہوگیا اور پرتھی راج کے خون کا پیاسا بن گیا اور اپنے سردارونکو حکم دیا کہ پرتھی راج کو کمان کے گوشے مین باندھ لاوین چنانچہ جے چندر کے آدمیون نے تعاقب کیا لیکن پرتھی راج کے سردارون نے اپنے آقا کے پاس تک کی وجہ سے اُنکو راستے مین مصروف کرلیا اسلیے ایک ایک سردار صف سے نکلکر لڑنے لگا اور گڑھ مکتیسر تک اسی طرح لڑائی ہوتی رہی پرجون اسی مقام پر کام آیا اور دوسرے سردار بھی مارے گئے صرف سولہ سردار بچکر دہلی تک نکل گئے راجہ جے چندر کے آدمی مجبور ہوکر ناکام لوٹ گئے۔

مالسی یا ملےسی

بیجون کے مارے جانیکے وقت اُسکا بیٹا مالےسی بھی قنوج کی لڑائی مین موجود تھا جسنے بہت سے دشمنون کو

پرتھی راج کے معتبر سردار وتین درجہ پایا اور ریاست آمیر مین اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ اُسنے
ن کام کئے اُنمین سے زبردست اسی کی فتح تھی کہ منڈور کے رئیس پر حاصل کی تھی مالے سی کے بعد بھی
ہوا اور کوکل جی (بواو مجہول) یہ تین راجے ہوئے انکے عہد مین کوئی امر قابل تحریر وقوع مین نہ آیا۔

کنتل یا کوُن تل

(بواو معروف)

ے بعد جانشین ہوا اسکے تین بیٹے تھے (۱) جونسی ولیعہد (۲) ہمیر جسکی اولاد مین دمی کے گوگاوت مین
جی جسکی اولاد بانسری مین ہے۔

جون سی

(واو معروف ونون موقوف سے)

بیٹے تھے ایک اُدے کرن ولیعہد دوسرے کی اولاد کُم بانی بانس کھوہ مین ہے ٹاڈ صاحب نے کُم بانی
لاد بتائی ہے اور بعض کتابو نمین کُم بانی خود اس دوسرے لڑکے کا نام بتایا ہے جسکی اولاد بانس کھوہ مین ہے

اُدے کرن

کے بعد اُدے کرن مالک ہوا۔ اسکے پسر بالوجی نے ڈھونڈھار سے علیحدہ ہوکر پنجاب کے ضلع امرتسر
اختیار کیا اور اُسکے پوتے شیخ جی نے جو موکل کا بیٹا تھا راجستان کے شمالی ریگستان مین قبضہ کیا جسکی
اولاد کے پھیلنے سے اس علاقے کا نام شیخاوائی ہوگیا۔ سیکر۔ کھیتڑی۔ اور بساد وغیرہ کے شیخاوتون کے سوا
نیارہ کے نروکے راجپوت راجہ اُدے کرن کے ایک پڑپوتے نرو نام کی اولاد مین سے ہین اسکی باقی اولاد مین سے
ہ اور بتل پوتہ اور شیوبرن پوتہ شمار کئے جاتے ہین۔ نرسنگھ اسکا ولیعہد تھا۔

نرسنگھ

پ اُدے کرن کے بعد راجہ بنا۔ بنبیر اسکا ولیعہد تھا۔

بن بیر

کے بعد ملک کا مالک ہوا اسکے اتنے بیٹے تھے (۱) اُدھرن یا دوسرا اُودے کرن ولیعہد (۲) برن جی
برو جی (۴) ملک (۵) دیت (۶) بروجی۔ ان سب کی اولاد بن بیر پوتہ کہلاتی ہے۔

اودے کرن دوم

لیعہد چندرسین تھا زیادہ حال معلوم نہ ہوا۔

چندرسین

لاد مین سے پرتھی راج ولیعہد (۲) دوسرے کی اولاد کم باوت مھار مین ہے اور ٹاڈ راجستان مین کھوکی
باوت مھار مین تحریر کی ہے۔

پرتھی راج

راجہ پرتھی راج ڈلمارائے سے اٹھارھوین پشت مین تھا اور جنھون نے میدل راؤ کا نام نہین لکھا اُنکے نزدیک سترھوین پشت مین تھا اسکے سترہ بیٹے ہوئے جن مین سے بارہ جوان ہوکر بچے جن کو اُسنے بارہ جاگیرین دین اسی سبب سے جے پور کے ماتحت کچھوا ہونکی بارہ کوٹھریان یعنی بڑی جاگیرین سمجھی جاتی ہین جن مین اب ترقی و تبدیلی ہوکر تعداد بڑھ گئی ہے اور کوٹھری کا لفظ بھی موقوف ہوکر ٹھکانہ کہتے ہین ان بارہ کوٹھریون کے نام یہ ہین (۱) بگرو - بائے موحدہ کے فتحہ اور واو معروف سے (۲) رتوار بفتح رائے مہملہ اول وسکون تائے فوقانی (۳) چوکلون بفتح جیم فارسی وواو دوم معروف (۴) اچروال بفتح الف وسکون جیم فارسی (۵) ڈگی بکسر دال ثقیل (۶) سُوٗرت بواو معروف (۷) لانبرا - نون غنہ سے (۸) دونی ضم دال مہملہ وواو معروف سے (۹) بانس کھوہ (۱۰) مہار بفتح میم (۱۱) نیندڑ - بکسر نون اول ویائے معروف ونون دوم غنہ سے (۱۲) پاٹ کوہ تائے ثقیل وواو مجہول سے انمین سے بعض کوٹھریان اب معدوم ہوگئی ہین اور بعض علیحدہ جاگیرین پہلے رئیسون کے وقت سے کوٹھری مشہور ہوگئیین -

راجہ پرتھی راج سندھ ندی پار دیول کی زیارت کو جاتے ہوئے اپنے ایک بیٹے بھیم کے ہاتھ سے جو دیوانہ خیال کیا جاتا تھا مارا گیا لیکن بھیم کو بھی اُسکے بیٹے آسکرن نے بھائیون کے اغوا سے مار ڈالا اور کفارے کے طور پر تیرتھ یاترا کرکے نروٗر مین گوٗد گیا - پرتھی راج کے مرنے کے بعد اُسکے بیٹون مین سے لڑائی جھگڑے کرکے بھارمل نے آنبیر کا راج پایا جو ہمایون اور اکبر بادشاہ کا ہمعصر تھا -

راجہ بھارمل

راجہ بھارمل پہلا شخص ہے جو راجپوتانے کے تمام راجاؤن سے اول مغل بادشاہون کا فرمانبردار بنا - اسوقت سے مسلمانونکے ساتھ زیادہ سابقہ پڑنے کے سبب ہر ایک رئیس کا سال و سمبت اور تاریخی احوال صاف طور پر ملتا ہے جسکے پہلے دھونڈھار کا راج قائم ہونے کے سوا کسی راجہ یا کسی معاملے کا ٹھیک زمانہ معلوم نہین ہوسکا اس نام کو ہندی کی کتابونمین بھارمل لکھا ہے اور فارسی و اردو کی کتابونمین بہارامل - سب سے پہلے اُس نے ملازمت اکبری مین شامل ہونے کا فخر حاصل کیا ۹۶۳ھ ہجری یعنی پہلی سال جلوس اکبری مین مجنون خان قاقشال نارنول کی حکومت پر سرفراز ہوا جب وہان پہونچا حاجی خان شیر شاہ سور کا غلام اُسپر چڑھ دوڑا اس حملے مین راجہ بھارمل حاجی خان کے ساتھ تھا جب مجنون خانکی حالت محاصرے مین تنگ ہوئی تو کمین سال راجہ نے نہایت مروت و انسانیت سے صلح کرا کر اسکو محاصرے سے نکلوا دیا مجنون خان دربار مین پہونچا راجہ کی محبت و مروت عالی خاندانی اور عالی ہمتی کی اکبر کے سامنے تعریف کی کمال کے جوہری نے اُسی وقت فرمان طلب لکھا کر ایک امیر کے ہاتھ روانہ کیا راجہ فرمان کے پہونچتے ہی معقول ساز و سامان کے ساتھ آنبیر سے روانہ ہوا اور اُس حالت خوشی مین جبکہ اکبر ہیمون کی مہم سے فتحیاب ہوکر جشن منا رہا تھا دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے راجہ اور اُسکے

ساتھیون کی بہت عزت و خاطر کی اور خلعت اور انعام و اکرام سے مالا مال کیا۔

راجہ کی رخصت کے وقت بادشاہ ایک مست ہاتھی پر سوار ہو کر شکار وغیرہ کو جانا چاہتا تھا اتفاق سے ہاتھی بگڑنے لگا تو بادشاہی نوکر ڈر کر بھاگنے لگے لیکن راجہ کے آدمی اپنی جگہ سے نہ ہٹے اسپر بادشاہ نے خوش ہوکر راجپوتونکی پرورش کا خیال اپنے دل مین رکھا اور راجہ کو جلد واپسی کی تاکید۔

اکبر نے مرزا شرف الدین حسین کو میوات کا صوبہ دار مقرر کر کے بھیجا تھا اُسنے وہان پہونچکر قرب وجوار کے علاقون پر بھی ہاتھ پھیلانا شروع اور آنبیر کو لینا چاہا۔ بھارمل کا بھتیجا سوجا پسر پورنمل شرکت ریاست کیوجہ سے مرزا سے ملگیا اور ساتھ ہوکر لشکر لے گیا چونکہ گھر کی پھوٹ تھی مرزا غالب آیا اور راجہ پر خرج مقرر کر کے جگناتھ اُسکے چھوٹے بیٹے اور راج سنگھ پسر آسکرن اور کھنگار پسر جگمل اسکے بھتیجونکو بطور یرغمال اپنے ساتھ لے گیا۔

سنہ ۹۶۸ ہجری مین بادشاہ حضرت خواجہ معین الدین کے مزار کی زیارت کے لیے اجمیر جا رہا تھا جب قصبہ دیوسہ مین مقام ہوا تمام قصبہ خالی نظر آیا بادشاہ نے سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر شاہی کی آمد سنکر تمام قصبے کے لوگ اپنے عیال و اطفال کو لیکر پہاڑونمین جا چھپے داد گر بادشاہ کو یہ حال معلوم کر کے سخت تعجب اور افسوس ہوا اور فرمایا کہ ہماری ہمیشہ خواہش رہتی ہے کہ رعایا کو ہم سے فیض پہونچے پھر اس خوف کی کیا وجہ چغتی خان نے کہا کہ مرزا شرف الدین حسین حاکم میوات نے بھارمل وغیرہ پر بڑی زیادتی کی ہے اُسکے خوف سے بیچارے پہاڑونمین گھس کر گذارہ کر رہے ہین اب بادشاہ کی آمد سنکر رعایا بھی ڈر کے مارے قصبہ چھوڑ کر بھاگ گئی ہے اکبر نے اس قصبے کے زمیندار کے بلائے جانے کا حکم دیا اور چغتی خان کو راجہ بھارمل کے لانے کے واسطے روانہ کیا راجہ کا بھائی روپسی اس قصبے کا زمیندار تھا وہ ڈر کے مارے خود تو نہ آیا اپنے بڑے بیٹے جے مل کو دربار مین روانہ کیا بادشاہ نے کہا کہ یہ ٹھیک نہین ہے وہ خود آئے آخر کار روپسی دربار مین خود حاضر ہوا اکبر نے بہت خاطر کی اور نوازشہای شاہانہ سے مسرور کیا اکبر کی اس عنایت کو دیکھکر قرب وجوار کے زمیندارون کے دل سے خوف جاتا رہا اور وہ دربار مین حاضر ہونے لگے سانگانیر کے مقام پر چغتی خان نے راجہ بھارمل کو بھی لاکر پیش کیا بادشاہ نے بڑی محبت اور دلداری سے اُسکی تشفی کی اُسکے عہد کے سب سے بڑے منصب پنجہزاری پر سرفراز کر کے امرائے عظام مین داخل کیا۔ ٹاڈ کا یہ کہنا کہ ہمایون نے پٹھانونکے ہاتھ سے شکست پانے سے پہلے اُسکو پنجہزاری منصب اور آنبیر کا راج دیا تھا درست نہین منصب اُسوقت مین تھا کب۔ راجہ کے دل مین بادشاہ کے اس فیاضانہ برتاؤ سے محبت و الفت کا ایسا جوش پیدا ہوا کہ رفتہ رفتہ اپنے بیگانون اور اُسمین کچھ فرق نرہا چند روز کے بعد بھگوانداس راجہ کا بیٹا اور مان سنگھ پوتا بھی آگئے اکبر نے ان دونون کو ساتھ لیا اور راجہ بھارمل کو رخصت کیا مگر دل ملگئے تھے چلتے وقت کہدیا کہ جلد چلے آنا اور سامان کر کے آنا تاکہ پھر جانے کی تکلیف نہ کرنا پڑے۔

سنہ ۹۶۹ ہجری مطابق سنہ ۱۵۶۱ع مین اکبر کے اجمیر سے لوٹتے وقت قصبہ سانبھر مین بھارمل کی بیٹی مان سنگھ کی پھوپھی بیگمات اکبری مین شامل ہو کر محل کا سنگار ہو گئی اور یہ سب سے پہلی راجپوت لڑکی تھی جسے خاندان

مغلیہ کی حرم سرا مین داخل ہونے کا فخر حاصل ہوا اسکا نام شنتلی یا جیا رانی تھا اور عارف النسا بیگم خطاب تھا ابو الفضل اکبر نامے مین کہتا ہے کہ خود راجہ نے استدعا کی تھی کہ مین اپنی لڑکی محلات شاہی مین داخل کرنا چاہتا ہون اور منتخب التواریخ و مخزن التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا اکبر کیطرف سے ہوئی تھی اور پہلے تو راجہ نے دین کی مخالفت سے نہ مانا آخر لاچار ہو کر راضی ہو گیا شرف الدین حسین مرزا بھی سانبھر مین سلام کو حاضر ہوا بادشاہ نے اُس سے جگنا تھ اور راج سنگھ اور کھنگار کو طلب کر لیا تاکہ بھارمل کی دلجمعی مین کسیطرح کا دغدغہ نرہے اجمیر سے واپسی پر بھارمل نے بہت چاہا کہ بادشاہ اُسکی راجدھانی مین چلکر مہمان ہوجائے مگر آگرے کو پہونچنے کی جلدی تھی جواب دیا کہ پھر کبھی دیکھا جائیگا اور اُسکو رخصت کرکے اُسکے بیٹے بھگوانداس اور پوتے مان سنگھ اور دوسرے رشتہ دارون اور جاگیردارون کو ہمراہ لیکر آگرے مین آگیا۔

راجہ بھارمل اپنی اخیر عمر تک نہایت ذمہ داری اور اعتبار کی خدمتو پر مامور ہوتا رہا جب اکبر نے سنہ ۹۷۹ ہجری مین ابراہیم حسین مرزا کی تنبیہ کے واسطے گجرات کی طرف کوچ کیا راجہ کو اپنے بجائے وکیل مطلق بناکر فتح پور مین چھوڑا ابراہیم حسین مرزا وہان سے بھاگ کر آگرے کی طرف آگیا اور ارادہ کیا کہ بادشاہ گجرات اور سورت کے علاقون مین فوج لئے پھرتا ہے آگرہ دہلی اور لاہور مشہور شہر ہین سب جگہ میدان خالی ہے دھاوے مارونگا پادشاہی خزانے مین شہر آباد مین لوٹ مارے سامان لیتا جاؤنگا جہان قدم تھم گئے جم جاؤنگا کچھ نہ ہوا تو ملتان سے سندھ ہوکر پھر گجرات مین آجاؤنگا راجہ بھارمل مرزا کا رخ دیکھکر فوراً تاڑ گیا اُسیوقت دہلی وغیرہ مقامات مین فوجین بھیجدین اور امرائے اطراف کے پاس خطوط دوڑا دئے اور ایسا انتظام کیا کہ مرزا جہان پہونچا نامردی نے سامنے سے نشان ہلا دیا وحشت کے عالم مین پنجاب کا رخ کیا لیکن بھارمل کا خط حسین خان ٹکریہ کے پاس پہونچ چکا تھا کہ ابراہیم دو جگہ شکست کھاکر دہلی کے اطراف مین پہونچا ہے اور یہ پایہ تخت کا مقام ہے خالی پڑا ہے اُس فرزند کو چاہئے کہ جلد اپنے تئین وہان پہونچائے یہ بہادر ایسے معرکون کا عاشق زار تھا خط دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا کانگڑہ سے حسین قلی خان روانہ ہوا غرض کسی جگہ مرزا کو ٹھہرنا نصیب نہ ہوا اور لاہور و ملتان کے راستے مین اُسکا کام تمام ہو گیا بادشاہ بھارمل کی خوش انتظامی سے بہت خوش ہوا اور روز بروز اعزاز و اکرام زیادہ کرنے لگا اس راجہ کے مرنے کا وقت معلوم نہین اسکے چار بیٹے تھے (۱) بھگوانداس ولی عہد (۲) مادھو سنگھ (۳) سور سنگھ (۴) جگنا تھ۔

راجہ بھگوانداس

راجہ مذکور اپنے باپ کے ساتھ سنہ ۹۶۴ ہجری مین دربار اکبری مین حاضر ہوا۔ اس نام کو بھگونت داس بھی لکھدیتے ہین سنہ ۹۸۱ ہجری مین جب خان اعظم گجرات مین گھر گیا اور حسین مرزا وغیرہ چغتائی باغی شاہزادے افواج دکن کو ساتھ لیکر اُسکے گرد چھا گئے اکبر ایکدن فتح پور سیکری مین دربار کر رہا تھا کہ فوراً سوانح نگار کا پرچہ لگا اور یہ حال معلوم کرکے اُسی وقت کوچ کر دیا اور ۲۰ دن کی راہ سات دن مین طے کرکے احمد آباد

جا پہونچا راجہ بھگوانداس مع اپنے ولیعہد کنور مان سنگھ کے اس یلغار مین بادشاہ کے ساتھ تھا اکبر کے خاصہ گھوڑون مین ایک سفید براق بادرفتار گھوڑا تھا جسکا نام بھضار تھا جس وقت لڑائی کے واسطے بادشاہ اسپر سوار ہوا گھوڑا بیٹھ گیا سب ایک دوسرے کا مُنھ تکنے لگے کہ شگون اچھا نہوا یہ حال دیکھکر راجہ بھگوانداس آگے بڑھا اور کہا حضور فتح مبارک اکبر نے جواب دیا سلامت باشید لیکن کیونکر راجہ نے جواب دیا کہ اس رستے مین تین شگون برابر دیکھتا چلا آیا ہون۔

(۱) ہمارے شاستر مین لکھا ہے کہ جب فوج مقابلے کو تیار ہو اور سیناپتی کا گھوڑا سواری کے وقت بیٹھ جائے تو فتح اُسی کی ہوگی۔

(۲) ہوا کا رخ حضور ملاحظہ فرمائین کہ کسطرح بدل گیا بزرگون نے لکھدیا ہے کہ جب ایسی صورت ہو سمجھ لیجیے کہ مہم اپنی ہے

(۳) راستے مین برابر دیکھتا آیا ہون کہ گدھ چیلین اور کوے برابر لشکر کے ساتھ چلے آتے ہین اسے بھی بزرگون نے فتح کی نشانی لکھا ہے۔

راجہ بھگوانداس کی اس تقریر سے اکبر اور کل ساتھیون کو بہت خوشی حاصل ہوئی آخر کار میدان مین جاکر پرے جمائے اکبر راجہ بھگوانداس کو ساتھ لیکر ایک بلندی پر کھڑا ہوا میدان جنگ کا اندازہ دیکھ رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد راجہ بھگوانداس سے کہا کہ ہراول پر زور زیادہ ہے اور طور بے طور ہوا جاتا ہے اپنی فوجین تھوڑی اور غنیم کا ہجوم زیادہ ہے چلو ہم تم ملکر جا پڑین کہ پیچھے سے شکست کا صدمہ زبردست پڑتا ہے یہ کہکر دونون نے گھوڑے کی باگین اُٹھائین اور دھاوا کر دیا

۹۷۹ھ ہجری کی جنگ گجرات مین اکبر ایک مقام پر کھڑا ہوا تیر مار رہا تھا راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ اکبر کے پہلو مین تھے غنیم کے تین سپاہی انھین تاڑ کر آئے ایک کا رخ راجہ بھگوانداس پر اور دو کا اکبر پر تھا راجہ بھگوانداس نے گھوڑا بڑھایا سوار نے نیزہ مارا راجہ نے وار بچاکر برچھا مارا وہ گھائل ہوکر بھاگا جو دو سوار اکبر پر آتے تھے اُنپر مان سنگھ چلا اکبر نے للکارا کہ خبردار قدم نہ اُٹھانا اور بار سر سے گھوڑا اُڑاکر آپ اُنپر چلا۔ قرب وجوار مین اور سردار بھی لڑ رہے تھے کسیکو خیال نہوا۔ راجہ بھگوانداس چلایا کہ کنور جی (مان سنگھ) کیا ہوا دیکھتے ہو اور کھڑے ہو اُسنے کہا کیا کرون مہابلی خفا ہوتے ہین راجہ نے خفا ہوکر کہا کہ وقت خفگی دیکھنے کا نہین ہے اسی عرصے مین دونون سوار جس زور سے آئے تھے اسی زور سے بھاگ گئے۔ ایک مقام پر بادشاہ گھر گیا اُسوقت راجپوتون کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ کے گرد پھرتے تھے اور اسطرح مر مر کر گرتے تھے جیسے پتنگے چراغ کے آس پاس تڑپتے ہین اور نہین ٹلتے راجہ بھگوانداس کا بھتیجا راجہ بھگونت کمال دلاوری سے لڑا اور مارا گیا غرض کہ یہ مہم اکبر کے اقبال خداداد اور جان نثار و ہی جان نثاری و بہادری سے اول سے آخر تک خوشی کے ساتھ ختم ہوئی ۹۹۳ھ ہجری مین اکبر نے حال و استقبال کی مصلحتون پر نظر کر کے سوچا کہ ولیعہد سلطنت (شاہزادہ سلیم) کا تعلق خاندان کچھواہہ سے زیادہ کیا جاے بعد گفت و شنید کے راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے شادی قرار پائی بادشاہ مع امراے دربار کے راجہ کے گھر گیا اہل ہنود کی ساری رسمین مثل پھیرے اور ہون وغیرہ کے عمل مین آئین ۹۹۴ھ ہجری مین شاہزادی سلطان نہا

اور ۹۹۵ سنہ ہجری مین شاہزادہ خسرو اس رانی کے بطن سے پیدا ہوئے اور شاہ بیگم اور دوسری روایت کے مطابق آرام جان اسکو خطاب دیا گیا۔

۲۳ سنہ جلوس مین راجہ بھگوانداس صوبہ پنجاب کا صوبہ دار مقرر ہوا۔

۹۹۴ سنہ ہجری مین راجہ بھگوانداس صوبہ کابل کی حکومت سے سرفراز ہوا وہان اسکو خاندانی مرض نے دیوانہ کر دیا جب حکیم نے نبض پر ہاتھ رکھا راجہ نے جمدھر کھینچ کر اپنے مار لیا شاہی طبیبون کے معالجے سے تھوڑے دنون مین شفا پائی اور کنور مان سنگھ کو کابل کی صوبہ داری پر جانا پڑا۔ ۹۹۵ سنہ ہجری مین حرم سرا اور محلون کا انتظام اسکے سپرد کیا گیا اور یہ خدمت پہلے بھی اکثر اسکے سپرد ہوا کرتی تھی سفر مین حرم سرا کی سواریون کا انتظام بھی کیا کرتا تھا اس سال سکی اور کل خاندان کچھوا ہہ کے امرا کی جاگیرین صوبہ پنجاب سے صوبہ بہار مین منتقل کی گئین اور راجہ بھگوانداس کو قلعہ رہتاس جاگیر مین ملا۔ ۹۹۷ سنہ ہجری مین جب اکبر کشمیر کی سیر کو جانے لگا اسے لاہور کا انتظام سپرد کر گیا۔ راجہ ٹوڈرمل بھی یہین رہا۔ بادشاہ روز جمعرات غرۂ شعبان سنہ مذکور کو سری نگر مین پہونچا اور یہان سے ۲۷ رمضان کو سیر کابل کا عزم کیا کابل مین خبر پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل اور بھگوانداس مرگئے اول راجہ ٹوڈرمل کا انتقال ہوا راجہ بھگوانداس اسکے جنازے کے ساتھ گیا تھا لوٹ کر پیٹ مین درد اٹھا قے کی اور پیشاب بند ہو گیا پانچ دن اسی حالت مین مبتلا رہکر سفر آخرت اختیار کیا بادشاہ کشمیر سے واپس آرہا تھا رستے مین یہ حال معلوم ہوکر بہت افسوس کیا کنور مان سنگھ کے پاس فرمان تعزیت ارسال کر کے منصب پنجہزاری پر سربلند کیا اور خطاب راجگی سے موصوف کر کے خلعت و اسپ ارسال فرمایا۔ ۲۰ محرم ۹۹۸ سنہ ہجری کو بادشاہ نے کابل سے ہندوستان کو مراجعت کی۔

اُس زمانے مین مسلمان بادشاہ ہونے کی وجہ سے ہندو مسلمانون سے بڑی تالیف کے ساتھ پیش آتے تھے چنانچہ بھگوانداس نے لاہور مین مسلمانون کے واسطے ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تھی جسمین اکثر آدمی نماز جمعہ ادا کرتے تھے اسکی نسبت صاحب مآثر الامرا لکھتا ہے "از اعمال خیر او در لاہور مسجد جامع بودہ کہ اکثر مردم بہ اداے نماز جمعہ قیام داشتند" طبقات اکبری مولانا نظام الدین احمد سے مستفاد ہوتا ہے کہ بھگوانداس امیر الامرا تھا چنانچہ اسکی عبارت یہ ہے راجہ ٹوڈرمل کہ وکیل السلطنت و مشرف دیوان و راجہ بھگوانداس کہ امیر الامرا بود در لاہور ودیعت حیات سپردند"

راجہ مان سنگھ

لالہ روشن راے سے منقول شدہ تاریخ مین مذکور ہے کہ اسکا باپ اکبر کے حکم سے جب لاہور کے سرکشون کا فساد مٹانے کے لیئے گیا اور اس مہم کو سرانجام دیکر لوٹتے وقت ایک گاؤن مین اوس کا مقام ہوا اُسکی فوج کا ایک راجپوت ٹہلتا ہوا کھیتو نکی طرف نکل گیا ایک کھیت کے پاس ایک نوجوان بدشکل عورت حفاظت کر رہی تھی اُسنے گوپھن مین پتھر رکھکر پرندونکی طرف پھینکا تا کہ اُڑ جائین یہ پتھر اتفاقیہ اُس راجپوت کی پیشانی مین لگ گیا جسکے صدمہ سے وہ مرگیا دوسرے آدمی اُس لڑکی کو پکڑ کر بھگوانداس کے پاس لے گئے اُسوقت چند جوتشی راجہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے

وہ راجہ سے کہنے لگے کہ مہاراج یہ لڑکی صاحب طالع ہے اسکے بطن سے ایسا صاحب نصیب اور شجاع اور نامور لڑکا پیدا ہوگا کہ اُسکو بادشاہ کے حضور مین بڑا عروج حاصل ہوگا اور اپنے وقت مین راجپوتون مین اپنا نظیر نہ رکھے گا اپنی تلوار کو سمندر کے کھاری پانی سے دھوئے گا راجہ کو منجمون کے قول پر اعتماد تھا اسلیے اُسکے ماں باپ کو کہلا بھیجا کہ مین اس سے عقد کرنا چاہتا ہون اُنھون نے کہا کہ ہمکو برضا و رغبت منظور نہین زبردستی آپکو اختیار ہے مگر ہان ہمارے مکان پر آپ آکر بیاہ باقاعدہ کرین اور ہماری دعوت کھا دین تو مضائقہ نہین راجہ نے قبول کر لیا اور اُس سے شادی کی ہم بستری سے نو ماہ کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جو یہی مان سنگھ ہے -

سنہ ۹۶۸ ہجری مین رتن پور کے مقام پر اپنے باپ بھگوان داس کے ساتھ دربار اکبری مین حاضر ہوا اکبر نے دونون باپ بیٹون کو ساتھ لیا اور دار السلطنت کو روانہ ہوا اور اُسکے دادا بھارمل کو رخصت کرکے حکم دیا کہ سامان کرکے جلد چلے آنا - اکبر نامے مین لکھا ہے کہ مان سنگھ کو اکبر نے فرزند کا خطاب دیا تھا -

جب اکبر گجرات کو خود فوج لیکر گیا راجہ مان سنگھ اِس مہم مین باپ کے ساتھ شریک تھا جب بادشاہ دیسہ مین کہ پٹن سے بیس کوس کے فاصلے پر ہے پہونچا تو یہان مان سنگھ آیا اور پس ماندہ پٹھانون کا بہت سا مال غنیمت لوٹکر ساتھ لایا دونون باپ بیٹے قلعہ سورت کے محاصرے کیلیے امرا کے ساتھ بھیجے گئے اس مہم مین مان سنگھ نے کارہای نمایان انجام دیے باوجود اسکے کہ نوجوانی کا عالم تھا مگر جب اکبر سرنال کے قریب پہونچا اور لڑائی کے واسطے سب ہمراہیون کو سنبھالا تو مان سنگھ آگے بڑھکر بولا "ہراول غلام باشد" اکبر نے جواب دیا "کہ امروز لشکر تقسیم افواج توان کرد وقت ست کہ ہم یکدل و یکرو کار کنند" مان سنگھ نے پھر کہا "در ہر صورت قدمے مبیشتر جان نثار شدن فرض عقیدت و اخلاص ست" اکبر کو اُسکی خاطر عزیز تھی چند بہادر ونکے ساتھ آگے روانہ کر دیا کامیابی کے بعد بادشاہ خان اعظم مرزا عزیز کو گجرات کی حکومت سپرد کرکے ماہ ذیحجہ سنہ ۹۸۰ ہجری مین دار السلطنت کو لوٹ آیا ابھی پورے تین ماہ بھی واپسی کو نہ گذرے تھے کہ گجرات مین پھر فسادات شروع ہو گئے اور محمد حسین مرزا اختیار الملک دکھنی کے ساتھ ملگیا دکن کے اور بھی کئی سردار آن ملے اور تمام احمد نگر وغیرہ کے اطراف مین پھیل گئے - انجام یہ ہوا کہ خان اعظم بھاگ کر احمد آباد مین گھس بیٹھا غنیم نے چودہ ہزار لشکر جمع کرکے احمد آباد کا محاصرہ کیا خان اعظم نے اکبر کو لکھا کہ اگر حضور تشریف لاتے مین تو جانین بچینگی ورنہ کام تمام ہے اکبر فتح پور مین دربار کر رہا تھا دفعتہً یہ پرچہ پہونچا اُسیوقت راجہ بھگوانداس کنور مان سنگھ اور چند عمدہ سردارون اور سپاہیون کو لیکر سانڈنیون پر سوار ہوا اور ۲۴ ربیع الثانی سنہ ۹۸۱ ہجری کو جانب گجرات روانہ ہوا ۲۷ دن کا راستہ ۷ دن مین لپیٹ کر ساتوین دن احمد آباد سے تین کوس پر دم لیا غرضکہ بڑا معرکہ ہوا مان سنگھ اور بھگوانداس اور بہت سے راجپوتون نے جانفشانی و جانبازی کو حد سے گذار دیا محمد حسین مرزا قید ہوا اختیار الملک محمد حسین مرزا کی قید اور لشکر کی تباہی کا حال سنکر بے اختیار ہوگیا اور محاصرہ چھوڑ کر بھاگا راستے مین سہراب بیگ نام ایک سپاہی جا پکڑا اور سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لے آیا دو دن کے بعد بادشاہ وہان سے روانہ ہو کر دار السلطنت کو واپس آیا ایکبار گجرات سے لوٹتے ہوے مان سنگھ نے اودے ساگر تالاب پر قیام کیا جہان اودے پور کے رانا نے پیشوائی کے ساتھ

اسکی دعوت کی لیکن کھانے کے وقت مان سنگھ کے ساتھ شریک ہونے کی بابت رانا نے کچھ عذر کہلا بھیجا جس سے وہ ناراض ہوکر چلا گیا سنہ ۹۸۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۷۶ء مین اکبر مقام اجمیر مین تھا کہ مان سنگھ کو درگاہ حضرت خواجہ صاحب مین لے گیا خلوت کرکے مدد چاہی خلعت اور گھوڑا اور تمام لوازم سپہ سالاری دیکر رانا کی مہم کو گگندہ وکومل میر کو روانہ کیا بڑے بڑے بہادر سردار اور پانچہزار رقمی سوار بادشاہی خاصہ کمک کو ساتھ کئے اور اسکی اپنی فوج الگ تھی اجمیر سے تین کوس تک برابر امیرونکے سراپردے لگے تھے دریاے لشکر طوفان کی طرح حدود میواڑ مین داخل ہوکر ہلدی گھاٹ مین رانا سے سخت مقابلہ ہوا اور آخرکار اُسے شکست ہوئی رام پرشاد ایک بڑا اونچا جنگی ہاتھی رانا کے پاس تھا بادشاہ نے کئی دفعہ مانگا تھا اُسنے نہ دیا تھا وہ بھی لوٹ مین آیا بادشاہ نے اُسکا نام پیر پرشاد رکھا مجمع الملوک کا یہ بیان غلط معلوم ہوتا ہے کہ رانا بغیر لڑے بھڑے بھاگ کر پہاڑونین گھس گیا اور عفو تقصیر کی درخواست کی۔

سنہ ۹۸۹ ہجری مین اکبر نے کنور مان سنگھ کو محمد حکیم مرزا کی فوج کے مقابلے کے واسطے پنجاب کو روانہ کیا محمد حکیم مرزا اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا جو لشکر لیکر چلا تھا اکبر کا حکم راجہ مان سنگھ کے پاس پہونچا کہ ہم خود آتے ہین مرزا کو آگے بڑھنے دو اور روک مت مان سنگھ حسب الحکم پیچھے ہٹتا گیا اور مرزا بڑھتا ہوا لاہور تک بڑھ آیا راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ مع دوسرے سردارونکے شہر کے دروازے بندکرکے بیٹھ رہے جب اکبر سرہند تک آ پہونچا تو مرزا خواب غفلت سے بیدار ہوکر بھاگا راجہ مان سنگھ حسب الحکم پشاور روانہ ہوا اور وہان سے شاہزادہ مراد کے ساتھ آگے بڑھا اور کئی خونریز معرکے مارکر مرزا کو شکست دی پشاور اور سرحدی ملک کا انتظام اور اختیار راجہ مان سنگھ کے سپرد ہوے راجہ نے اٹک کے کنارے پر ایک قلعہ تعمیر کرایا اور افغانون مین بہت اچھی رسائی پیدا کی سنہ ۹۹۴ ہجری مین محمد حکیم مرزا نے انتقال کیا بادشاہ نے راجہ مان سنگھ کے نام حکم بھیجا کہ فوراً کابل پہونچکر ملک پر قبضہ کرلو جب مان سنگھ نے دریاے اٹک کو عبور کیا بڑے بڑے سرحدی پٹھان اور سردار سلام کو حاضر ہونے لگے کابل مین پہونچکر اپنی حسن تدبیر اور لطف اخلاق سے سب کے دلونکو مسخر کرلیا جو لوگ خیالات فاسدہ سے گمراہ ہورہے تھے سب کو رسائی سے راہ راست پر لاکر حکمت عملی کی قید مین مسلسل کرلیا اور اپنے بیٹے جگت سنگھ کو وہان چھوڑکر بہت سے امیرون اور سردارونکے ساتھ راولپنڈی کے مقام پر اکبر کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اکبر بہت دلداری سے پیش آیا چھپن لاکھ چھیاسٹھ ہزار روپے انعام مین دئے وظیفے اور جاگیرین مرحمت کین یوسف زئی وغیرہ کا سرحدی علاقہ مرحمت ہوا کابل کی حکومت پر اول راجہ بھگوانداس سرفراز ہوا اور جب وہ بیمار پڑا تو مان سنگھ اسکی جگہ روانہ کیا گیا۔

سنہ ۹۹۵ ہجری مین دربار افغانستان سے شکایتین پہونچین کہ راجپوت اہل ملک پر زیادتیان کرتے ہین اسپر اکبر نے مان سنگھ کو صوبۂ بہار مین تبدیل کردیا وہان پہونچکر اُسنے راجہ پورن مل کندھوریہ اور سنگرام سنگھ وغیرہ سرکشونکو تدبیر اور شمشیر کے زور سے زیر کیا اور اُسنے اطاعت کے ساتھ تحائف گران بہا لیکر ۵۴ ہاتھیون کے ساتھ دربار مین روانہ کئے۔

سنہ ۹۹۷ ہجری (سمبت ۱۶۴۴ مطابق سنہ ۱۵۸۸ع) مین راجہ بھگوانداس نے لاہور مین انتقال کیا بادشاہ نے خلعت تعزیت کے ساتھ خطاب راجگی اسپ بازین زرین اور پنجہزاری منصب ارسال کیا اس سال راجہ نے اڑیسہ پر چڑھائی کی قتلو خان وہان کا حاکم مارا گیا افغانون مین پھوٹ پڑگئی بہت سے سردار ٹوٹ کر راجہ سے آن ملے جو باقی رہے اُن سے آخر مین اس شرط پر صلح ہوگئی کہ ملک مین اکبری خطبہ پڑھا جائے گا خراج اور تحائف سالانہ پیش کش کیا کرینگے جب حکم ہوگا اداے خدمت کو حاضر ہونگے غرضکہ راجہ نے ۵۰ ہاتھی اور بہت سے تحفہ تحائف اُنسے لیکر دربار مین ارسال کئے جب تک عیسے خان زندہ رہا عہد و پیمان کا سلسلہ درست رہا چند سال کے بعد نوجوان افغانون نے پھر مخالفت کی اُنھون نے اول جگناتھ کا علاقہ مارا پھر بادشاہی ملک پر ہاتھ ڈالنے لگے مان سنگھ خود عہد شکنی کے لیے بہانہ ڈھونڈھتا تھا فوج جرار لیکر مقابلے پر آمادہ ہوا بڑی بڑی لڑائیان ہوئین آخرکار مان سنگھ نے فتح پائی اور ملک کو بڑھاتے بڑھاتے دریاے شور تک پہونچا دیا جگناتھ کا ملک مع بندر کے قبضے مین آگیا۔

سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین جشن سالانہ کے موقع پر اکبر نے شاہزادہ خسرو کو جو جہانگیر کا بیٹا اور مان سنگھ کا بھانجا تھا منصب پنجہزاری پر سرفراز کرکے صوبۂ اڑیسہ کو جاگیر مین مرحمت کیا راجہ مان سنگھ کو اُسکا اتالیق مقرر کیا۔ اور راجہ مان سنگھ کو بنگالے کی صوبہ داری پر مفتخر کرکے اُدھر روانہ کیا اور اُسی ملک پر اُسکی تنخواہ بحال کردی اسی سال کوچ بہار کے راجہ نے مان سنگھ کے پاس حاضر ہوکر اکبری اطاعت اختیار کی بادشاہ نے اس صلے مین راجہ مان سنگھ کو پرگنہ چوند انعام مین مرحمت فرمایا۔

لالہ روشن راے سے نقل شدہ نسخے مین ذکر کیا ہے کہ مان سنگھ بڑے مرتبے کو پہونچ گیا کوٹے اور بوندی کے راجون کے معاملات و سوال و جواب اُسکی راے پر موقوف ہو گئے ستارا کا قلعدار بادشاہ کی اطاعت نہین کرتا تھا بادشاہ کے حکم سے مان سنگھ نے اُس پر چڑھائی کی اور وہان پہونچکر کہلا بھیجا کہ اطاعت شاہی کرنی چاہیے اسی مین خیر ہے ورنہ مین تمھارا تدارک قرار واقعی کرونگا اُسکے قلعے مستحکم تھے اسلیے سر اطاعت و انقیاد نہ جھکایا مان سنگھ نے مینون کو حکم دیا کہ آج رات مین جاکر اُسکی پگڑی لے آؤ پھر اگر غفلت سے ہوش مین نہ آیا تو سر کاٹ لائیو مینے اس فن مین کمال رکھتے تھے رات مین قلعہ پر چڑھ گئے اور قلعدار کے سونے کی جگہ پہونچکر پگڑی لاکر مان سنگھ کے سامنے رکھدی قلعدار جب بیدار ہوا تو پگڑی نہ پائی بیحد متحیر ہوا اسی فکر مین تھا کہ راجہ مان سنگھ کا قاصد پگڑی لیکر پہونچا اور راجہ کی طرف سے پیام دیا کہ بادشاہ سلامت کی اطاعت کر لینی چاہیے ورنہ کل کو تمھارا سر نہوگا۔ قلعدار ڈر گیا اور اطاعت کا پیام دیا اور مان سنگھ کے ساتھ بادشاہ کے حضور مین چلا آیا۔

مان سنگھ بادشاہ سے رخصت حاصل کرکے اجمیر مین ٹھہرا ہوا تھا اسوقت ایران کا ایلچی ہندوستان کا حال دریافت کرنے کو آیا تھا وہ مان سنگھ سے بھی اجمیر مین ملا جس وقت ایلچی مان سنگھ کے پاس گیا تو وہ آنا ساگر تالاب پر بیٹھا ہوا تھا سفیر سے ملاقات ہونے کے بعد مان سنگھ نے اپنا رومال تالاب مین ڈال کر

ابرو کا اشارہ کیا مسلح راجپوت جو اُسکے پاس کھڑے ہوئے تھے انمین سے ہزار دو ہزار آدمی تالاب مین رومال نکالنے کو کود پڑے اور جنکو تیرنا نہ آتا تھا وہ بھی کود ڈوبنے سے نڈری اور رومال دست بدست نکال لاے اس موقع پر بہت سے ڈوب بھی گئے سفیر سخت حیران ہوا کہ اس نے سردار نے اس قدر آدمی ایک سہل بات پر تلف کرا دیے اور اُس نے سمجھ لیا کہ ہندوستان کا فتح کرنا محال ہے جب سفیر اکبر کی خدمت مین پہونچا اور مان سنگھ کا یہ قصہ عرض کیا تو بادشاہ نے خوش ہو کر اس جان فشانی کے صلے مین خلعت فاخرہ اُسکے پاس روانہ کیا **نوٹ** کیا یہ حکایت بادشاہ اور مان سنگھ دونون کی جہالت ظاہر کرنے کو قلمبند کی گئی ہے اور اس (فرضی) سفیر مین اگر دانشمندی ہوتی تو وہ ضرور اس عقلانہ کام سے یہ بات استنباط کر لیتا کہ جس سلطنت مین کامون کے بست کشادکی عنان ایسے ناعاقبت اندیش اور چھچھورے ہاتھون مین ہے وہ شجاع اور مدبرین کے مقابل میدان کارزار مین دم بھر بھی نہین ٹھہر سکتے اور ایسے لوگون سے حکومت چھین لینا کوئی مشکل کام نہین کیونکہ ایسے آدمی کامون کے موقعون کی اہمیت کا اندازہ نہین کر سکتے پس ان سے جہانبانی اور جہانگیری امور سرانجام پانا مشکل ہین غرضکہ یہ حکایت محض فرضی اور خیالی افسانہ ہے۔

سنہ ۱۰۰۰ ہجری مین اکبر نے جہانگیر کو مہم رانا پر روانہ کیا مان سنگھ کو بڑے بڑے امیرونکے ساتھ سپہ سالار کرکے ہمراہ کیا بنگالے کی حکومت جگت سنگھ اُسکے بیٹے کو مرحمت کی افغانون نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور بغاوت کرکے بھدرک کے مقام پر بادشاہی فوج کو شکست دی اور چارو نطرف پھیلکر بنگالے کا بہت سا حصہ دبا بیٹھے جہانگیر اس مہم پر جانا نہ چاہتا تھا جب یہ حال سنا رانا کی مہم ملتوی کرکے مان سنگھ کو بنگالے روانہ کر دیا اور خود الہ آباد پہونچکر عیش کی بہار لوٹنے لگا اکبر اسوقت قلعہ آسیر کے محاصرے مین مصروف تھا جب یہ حال سُنا خیال کیا کہ شاہزادہ کا رانا کی مہم سے واپس آنا مان سنگھ کی ترغیب سے ہوا ہے اس خیال سے اُسے بہت رنج ہوا مگر کچھ نہ بولا - مان سنگھ نے بنگالے پہونچکر جابجا فوجین روانہ کین اور تدبیر و شمشیر کے زور سے ایک عرصہ کے بعد بغاوت کی آگ بجھائی اور ڈھاکہ مین آکر خاطر جمع سے حکمرانی کرنے لگا۔

سنہ ۱۰۱۲ ہجری مین شاہزادہ خسرو کو دہ ہزاری منصب ملا مان سنگھ بدستور اتالیقی کی خدمت پر سرفراز رہکر منصب ہفت ہزاری ذات شش ہزار سوار مفتخر ہوا اب تک کوئی ہندو اور مسلمان امیر پنجہزاری منصب سے آگے نہین بڑھا تھا پہلے پہلے یہ اعزاز اسی راجہ کو حاصل ہوا۔

امرائے اکبری مین راجہ مان سنگھ اور خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو اکبر کے بعد شاہزادہ خسرو کی بادشاہت کا بڑا ارمان تھا خسرو راجہ مان سنگھ کا بھانجا اور خان اعظم کا داماد تھا۔ خان اعظم تو اس آرزو مین ایسا مست تھا کہ اپنے رازدارون سے اکثر کہا کرتا تھا کہ کاش ایک کان مین کوئی کہے کہ خسرو بادشاہ ہو گیا اور دوسرے کان مین حضرت عزرائیل موت کا پیغام دیدین اگر ایک مرتبہ خسرو کی بادشاہت کی خبر سن لون تو مجھے مرنے کا افسوس نہ ہوگا راجہ مان سنگھ کا اگرچہ یہ حال نہ تھا مگر درپردہ وہ بھی اسی کوشش مین مصروف تھا اکبر کو بھی یہ سب

بہرین تھین مگر جہانگیر کے ساتھ اسے محبت نہین بلکہ عشق تھا سلنلہ ہجری مین بیمار پڑا مان سنگھ اور خان اعظم دونون
ربار مین موجود تھے اور دونون کے آدمی ہتیار بند چارون طرف پھیلے ہوئے تھے اکبر نے بعض خیرخواہان سلطنت سے
شورہ کرکے یہی مناسب سمجھا کہ مان سنگھ کو بنگالے بھیجدینا چاہیے چنانچہ اُسی حالت مین راجہ مان سنگھ کو خلعت
رخصت مرحمت کرکے حکم دیا کہ بنگالے چلے جاؤ اسکے پاس بیس ہزار لشکر خاص اسکا نوکر تھا خسرو کو لیکر بنگالہ کو روانہ
وگیا خان اعظم نے جب سنا کہ مان سنگھ مع خسرو کے بنگالے جاتا ہے اُسیوقت اپنے قبائل کو اسکے گھر بھیجدیا اور
ملا بھیجا کہ اب میرا بھی یہان رہنا مناسب نہین راجہ نے جواب دیا کہ دل تو میرا بھی یہی چاہتا ہے کہ اس وقت مین
سے جدا نہوؤن مگر مجبور ہون پس تاریخ راجستان مین جو لکھا ہے کہ اکبر نے راجہ مان سنگھ والی آمیر کو زہر دیکر مارنا
ہا اس غرض سے اُسنے شیرینی کو گولیان بنوائین چند گولیون مین زہر ملایا اور باقی ماندہ اُسکا شبہ رفع کرنے کو
زہر رکھین یہ چاہتا تھا کہ زہر کی گولیان راجہ کو دیکر بلا زہر کی خود کھالے مگر اتفاق سے اسکے برعکس ہوا یعنی زہر آلود
لیان کھاکر مرگیا یہ نہایت غلط قصہ ہے راجہ اُسوقت دار السلطنت مین تھا کہان ۔ بدھ کے دن ١٢ جمادی الآخر
للنلہ ہجری مطابق ١٦٠٥ء کو اکبر نے ٦٤ برس کی عمر مین دنیا سے انتقال کیا ۔ اور شاہزادہ سلیم بادشاہ بنکر جہانگیر
لقب سے مشہور ہوا جشن تخت نشینی کے موقع پر سب امرا دربار مین طلب ہوے مان سنگھ بھی بنگالے سے
جہانگیر کی یہ بات قابل تعریف ہے کہ پہلی باتو نکو دل سے بھلادیا خود لکھتا ہے کہ راجہ مان سنگھ کو جو میرے باپ کا
مدار اور معتبر امیرون مین سے تھا بدستور سابق صوبہ بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا اُسنے بعض باتین ایسی کی تھین
اپنے حق مین اس عنایت کی امید نرکھتا تھا پھر بھی خلعت چارقب شمشیر مرصع اسپ خاصہ بازین زرین مرحمت
کر بنگالے کو جو پچاس ہزار سوار ونکی جگہ ہے روانہ کیا۔
مہینے کے بعد شاہزادہ خسرو باغی ہوگیا جو پنجاب کو بھاگتا ہوا گرفتار کرلیا گیا ۔ یہ بغاوت راجہ مان سنگھ اور
ن اعظم کے بہکانے سے خیال کی گئی مگر عالی حوصلہ بادشاہ نے مان سنگھ کے کاروبار مین کوئی تغیر ظاہر نہ کیا ۔
رسال سنہ جلوس مین مان سنگھ بنگالے سے طلب ہوکر دربار مین حاضر ہوا اس موقع پر جہانگیر نے تزک جہانگیری مین لکھا ہے
راجہ مان سنگھ نے قلعہ رہتاس سے جو ولایت پٹنہ اور بہار مین واقع ہے آکر ملازمت حاصل کی چھ سات برس
گئے جب آیا وہ بھی خان اعظم (مرزا عزیز) کی طرح میری بزرگ سلطنت کے بدخواہ اور مکار لوگون سے ہے
جو انھون نے مجھ سے کیا اور جو مجھ سے انکے ساتھ ہوا خداے رازدان بخوبی جانتا ہے کہ کوئی کسی سے اسطرح
گذارہ نہین کرسکتا ۔ اس (راجہ) نے سو ہاتھی نر و مادہ نذر مین پیشکش کئے جن مین سے ایک بھی اس قابل نہ تھا
کہ فیلان خاصہ مین داخل ہوسکے چونکہ یہ میرے باپ کے بنائے ہوئے نوجوانون سے ہے اسلئے مین انکی خطائین
انکے منھ پر نہ لایا اور عنایت بادشاہانہ سے سرفراز کیا ۔
سنہ مطابق ١٦٠٩ء مین راجہ مان سنگھ کے بڑے بیٹے جگت سنگھ کی بیٹی جہانگیر کو بیاہی گئی چار لاکھ کا جاہیز
ساٹھ ہاتھی مان سنگھ نے جہیز مین دیے جیسا کہ مجمع الملوک مین ہے ۔ وہ رخصت حاصل کرکے وطن گیا

پھر جہانگیر کے حکم سے دکن پہونچا اور وہان خدمتین بجالایا۔ بادشاہ نے اپنی رنجش کے سبب راجہ مان سنگھ کو چھ برس تک دکن کی مہم سے نہ بلایا اور پچیس برس راجہ کہلانے کے بعد اُسکا وہین انتقال ہوگیا مان سنگھ نے اپنی جنگی مہمات اور خوش چلنی سے اپنی نسل کو بڑی فوقیت دی تھی اس سبب سے اُسکی اولاد **مان سنگوت** کہلاتی ہے۔ راجہ مان سنگھ کے پندرہ سو رانیان اور پاسبانین تھین جب مرا تو ساٹھ رانیون نے ستی ہوکر اُسکی ساتھ رفاقت کا حق ادا کیا ہر ایک رانی سے ایک ایک دو دو بچے ہوئے مگر بچپن ہی مین مرتے گئے۔

جگت سنگھ۔ ہمت سنگھ۔ درجن سنگھ۔ سُبل سنگھ۔ سکت سنگھ۔ سگت سنگھ۔ بھاؤ سنگھ جوانی کو پہونچے مگر سب اسکو داغ مفارقت دے دے کر اُسکے سامنے ہی چل بسے صرف بھاؤ سنگھ جیتا چھوڑا۔

جگت سنگھ لالہ روشن رائے سے منقول نسخے مین لکھا ہے کہ اُسکی مان اپنے شوہر سے خفا ہوکر محل سے نکلکر باہر رہنے لگی ایک دن جگت سنگھ نے مان سے دریافت کیا کہ تمکو ہمارے باپ نے کس قصور پر محل سے نکال دیا ہے مجھسے صاف صاف بیان کرو ورنہ تمھین مار ڈالونگا مان نے جواب دیا کہ میرا کوئی قصور نہین ہے ایک دن تیرے باپ نے مجھ سے سخت کلامی کی تھی مجھے بات کی برداشت نہ ہوئی اسلئے خود خفا ہوکر باہر چلی آئی ہون جگت سنگھ باپ کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے بادشاہ کی خدمت مین جانے کی اجازت دیجیے راجہ نے کہا کیا ناگور کا پٹہ میرے واسطے لائیگا کس قسم کی بہتری وہان جاکر میرے لئے کرے گا جگت سنگھ نے باپ کو سلام کیا اور چلا گیا اور جہانگیر بادشاہ کی خدمت مین پہونچکر سلام و مجرے سے مشرف ہوا بادشاہ نے اسپر نظر شفقت مبذول کی جگت سنگھ کی خواہش یہ تھی کہ کوئی اہم خدمت شاہی میرے ہاتھ سے ظہور مین آجاے تاکہ بادشاہ کی نظروں مین زیادہ وقار پیدا ہو اُس زمانے مین ایک مفسد نے بغاوت پر کمر باندھی تھی جگت سنگھ نے حضور مین عرض کرایا کہ تابعدار کو اس مہم پر مامور کیا جاے گو بادشاہ کی مرضی اُسکے بھیجنے کی نہ تھی مگر اُسنے یہانتک اصرار سے عرض کرایا کہ بادشاہ نے اجازت دیدی جگت سنگھ منزل مقصود کو روانہ ہوا اور اُس مفسد کا قلع قمع کرکے فتحمند واپس دارالسلطنت کو ہوا بادشاہ اُسکی اس کارگذاری سے بہت خوش ہوا اور فرمایا کہ کچھ آرزو ہو تو بیان کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کی مرحمت خسروانہ نے کوئی ہوس باقی نہین رکھی ہے اگر ناگور کا پٹہ مرحمت ہو جاے تو توجہات خداوندی سے بعید نہوگا بادشاہ نے ناگور کی سند اُسکو مرحمت کی اور بھی دوسری بہت سی عطیات سے مالا مال کیا اور وطن کو رخصت کر دیا جب یہ خبر اُسکے باپ مان سنگھ کو پہونچی تو دو منزل تک استقبال کرکے اپنے ہمراہ شہر مین لے گیا اور تمام ریاست کا کاروبار اُسکے سپرد کر دیا اُسنے جہانگیر کی خوب خوب خدمتین کین چنانچہ صوبۂ اجین کا انتظام اسکے اختیار مین دیدیا گیا اکبر بھی اُسکی خدمات سے خوش تھا لیکن اسنے جہانگیر کا عہد کب پایا تھا اسلئے جہانگیر کا لفظ اکبر کی جگہ غلطی سے لکھا گیا ہوگا یہ باپ کے ساتھ ملازمت اکبری مین داخل ہوکر منصب نہ صدی سے سرفراز ہوا تھا اکبر کی اسپر خاص عنایت تھی اسوجہ سے دربار مین زیادہ حاضر رہتا تھا سنہ ۹۹۳ ہجری مین مرزا جعفر (آصف خان) کے ساتھ راجہ باسو کی تنبیہ پر مامور ہوا۔

اکبر نے سنہ ۱۰۰۳ ہجری مین مان سنگھ کو رانا کی تنبیہ پر مامور کیا تو بنگالے کی حکومت پر کنور جگت سنگھ کو سرفراز کیا

نوجوان کنور خوشی خوشی آگرے مین تہیہ سفر مین مصروف تھا کہ موت کے فرشتے نے آپکارا اور عین جوانی کے عالم
یعنی ۲۳ برس کی عمر مین شراب خانہ خراب کا شکار ہوگیا۔ جگت سنگھ کے بڑے بیٹے مہا سنگھ اور بقولے مہان سنگھ
نے جہانگیر کے عہد مین باندھو کے راجہ بکرماجیت کی بغاوت دور کی تھی جسکے عوض سمبت ۱۶۶۹ مطابق سنہ ۱۶۱۲ع مین اسکو
تین ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا منصب ملا مہا سنگھ کی اولاد مین جھلاے والے ہین جو رئیس کے اولاد نہ ہونے پر
راج کے مستحق سمجھے جاتے ہین جگت سنگھ ولیعہد کے دوسرے بیٹون مین سے ارجن سنگھ کی اولاد ہولیس مین سکت سنگھ کی
بھاولی مین کلیان سنگھ کی چاندلاے مین اور ہمت سنگھ کے راجاوت کہلاتے ہین۔

ہمت سنگھ بنگالے مین باپ کے ساتھ تھا سنہ ۱۰۰۵ ہجری مین امتلا سے اسہال اور اسہال سے بدحال ہوکر
انتقال کیا شیخ ابو الفضل اکبرنامے مین لکھتا ہے جوانمرد تھا انتظام اور سربراہی کی لیاقت سرشت مین تھی موقع وقت
پر چوکتا نہ تھا اُسکے مرنے سے تمام فوج کچھواہا مین کہرام مچ گیا بادشاہ کی دلداری نے زخمونپر مرہم رکھا سب کو تسلی ہوگئی۔

درجن سنگھ شاہی ملازمت مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا بنگالے مین باپ کے ساتھ متعین تھا سنہ ۱۰۰۵ ہجری
مین عیسے خان افغان نے بغاوت کی مان سنگھ نے درجن سنگھ کو بغاوت فرو کرنے کے واسطے روانہ کیا سردار دشمن
ایک نمک حرام غنیم سے مل گیا اور خبر دیتا رہا دشمن ایک جگہ بیخبر آن پڑا سخت لڑائی ہوئی درجن سنگھ بہت سے ہمراہیونکے ساتھ مارا گیا

سبل سنگھ سنہ ۴۰ جلوس اکبری تک منصب پانصدی پر سرفراز تھا۔

سکت سنگھ ملازمت شاہی مین منسلک اور سنہ ۴۰ جلوس تک منصب چارصدی پر سرفراز تھا۔

سگت سنگھ بھی شاہی ملازمت مین داخل تھا اور سنہ ۴۰ جلوس تک منصب دوصدی سے مفتخر ہوا۔

اڑیسہ فتح ہونے کے بعد مشرقی حصہ سندربن مین ایک پُرفضا مقام آک محل ہین جسے شیر شاہ نے اپنی گلگشت اور
تفریح کے واسطے نامزد کیا تھا راجہ مان سنگھ نے ایک شہر کا بنیادی پتھر رکھا شہر کو بساکر اکبر نگر اور قلعہ تعمیر کرا کر سلیم نگر
نام رکھا جو راج محل کے نام سے مشہور ہوگیا اور اسوقت تک موجود ہے لیکن مرآت آفتاب نما مین یون لکھا ہے
کہ سنہ ۳۹ جلوس اکبری مین راج محل تیار ہوا اور راجہ مان سنگھ جب بنگالے کو گیا تو اسکو حاکم نشین مقام مقرر کرکے
اکبر نگر نام رکھا بنگالہ۔ کشمیر اور آگرے مین اُسنے بہت نفیس عمارتین اور باغات تیار کرائے تھے کشمیر کی عمارت کی
تعریف جہانگیر نے تزک جہانگیری مین اور آگرے کے کٹرہ راجہ مان وغیرہ کی تعریف منشی سبل چند نے اپنی تاریخ آگرہ
مین کی ہے مگر افسوس کہ اب اُنکے نشانات اوراق تاریخ ہی پر باقی رہگئے راجہ کی زندگی مین ولیعہد کنور جگت سنگھ کے مرجانے
سے اُسکا بیٹا مہا سنگھ راجپوتانہ کے دستور کے موافق راج پانے کا حقدار تھا کیونکہ اُسکا باپ بڑا بیٹا تھا اور باپ کے
سامنے مرگیا تھا جہانگیر کی مان سنگھ کے دوسرے بیٹے بھاؤ سنگھ پر خاص نظر عنایت تھی لہذا بھاؤ سنگھ کو راجہ مان سنگھ کا
جانشین مقرر کیا اور مہا سنگھ کی دلداری کے لئے اُسکے منصب مین اضافہ کرکے گڑھہ کا ملک انعام مین مرحمت کیا
اور پھر خطاب مہاراجگی کے ساتھ علم و نقارہ عطا ہوا سنہ ۱۱ جلوس مین منصب سہ ہزار و پانصدی سے مفتخر ہوکر مہم دکن مین
متعین ہوا سنہ ۱۰۲۶ ہجری مین بالاپور کے مقام پر کثرت شراب نوشی سے بیمار ہوکر ۳۲ برس کی عمر مین عدم آباد کو

راہی ہوا جے سنگھ اول اسی مہا سنگھ کا بیٹا تھا۔
اکبر نے کچھواہونکو بڑے اوج پر پہونچایا تھا لیکن جہانگیر کی بخشش سے مان سنگھ کے بعد راٹھوڑ لوگ بادشاہی دربار
مین زیادہ عزت دار ہو گئے۔
لیکن مرزا کے خطاب سے یہی خاندان مخصوص رہا چغتائی خاندان مین عام طور پر شاہزادے مرزا کے خطاب سے
موسوم ہوتے تھے چونکہ اکبر خانگی امورات اور کل کاروبار مین راجہ مان سنگھ کے ساتھ بیٹو نکی طرح برتاو کرتا تھا اور
پیار سے جسطرح خانان کو مرزا خان اور خان اعظم کو مرزا عزیز کہتا تھا اسی طرح مان سنگھ کو مرزا راجہ کہکر پکارتا تھا
اکبر کے بعد جہانگیر نے بھاو سنگھ کو اور شاہ جہان نے جے سنگھ اول کو اس خطاب سے موصوف کیا۔

مرزا راجہ بھاو سنگھ

راجہ مان سنگھ کا چھوٹا بیٹا اور امراے عہد اکبری مین منصب ہزاری پر سرفراز تھا جہانگیر نے تخت نشین ہوکر پہلے
سال جلوس منصب ہزار و پانصدی اور تیسرے سال منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے سرفراز کیا
اسکو سمبت ۱۶۷۱ مطابق سنہ ۱۶۱۵ء (سنہ ۱۰۲۳ ہجری) مین جہانگیر کی مہربانی سے راج ملا اور میرزا کا لفظ جو شاہی خاندان
والون کے نام پر بولا جاتا تھا میرزا راجہ مان سنگھ کی طرح اسکے واسطے بھی تجویز ہوا اور منصب بھی چار ہزاری ذات
و سہ ہزار سوار کر دیا اس موقع پر جہانگیر نے اپنے تزک مین لکھا ہے۔
مرزا بھاو سنگھ اسکا (مان سنگھ کا) خلف رشید تھا شاہزادگی کے ایام مین میری خدمت زیادہ سے بھی زیادہ
کرتا تھا ہندوونکے رسم و رواج کے بموجب مہان سنگھ (مہا سنگھ) پسر جگت سنگھ راجہ مان سنگھ کے پوتے کو ریاست
پہونچتی تھی کہ سب بھائیون مین بڑا تھا (یعنی جگت سنگھ) اور وہ راجہ کی زندگی ہی مین مرگیا ہے۔ اس بات کی
رعایت نکی بھاو سنگھ کو مرزا راجہ کا خطاب دیکر چار ہزاری ذات تین ہزار سوار کے منصب پر ممتاز کیا اور آنبیر کا
علاقہ کہ اسکے باپ دادا کا وطن تھا مرحمت کیا اور اس خیال سے کہ مہان سنگھ بھی راضی رہے اسکے منصب مین
پانصدی کا اضافہ کر کے گرھہ کا ملک اُسے انعام مین عطا کیا۔
بھاو سنگھ نشے کا استعمال زیادہ کرتا تھا اور بادشاہ کے کام سے پہلو بچاتا تھا اور بادشاہ کے حضور مین اکثر رہتا تھا۔
۲۲ محرم سنہ ۱۰۲۴ ہجری کو راجہ بھاو سنگھ رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا چلتے وقت بادشاہ نے بجوب کشمیری
کا خلعت مرحمت کیا سنہ ۱۲ جلوس مین منصب پنجہزاری کے سرفراز ہوا اور شاہزادہ خرم کے ساتھ دکن
بھیجا گیا اور سمبت ۱۶۷۵ مطابق سنہ ۱۶۱۸ء مین زیادہ شراب خواری سے اسکے جوان بھتیجے مہا سنگھ کا وہین انتقال ہو گیا
سمبت ۱۶۷۹ مطابق سنہ ۱۶۲۲ء مین راجہ بھاو سنگھ کو خلعت ملنے کے بعد دوبارہ دکن کی لڑائی پر بھیجا گیا اور وہ دو
کے بعد آٹھ برس راجہ رہکر وہین لاولد گذر گیا جس سے اسکا بھتیجا مہا سنگھ کا بیٹا جے سنگھ اول گدی کا حقدار ہو گیا
یہ بیان جہانگیر بادشاہ نے اپنی کتاب مین اسطرح لکھا ہے۔
صفر سنہ ۱۰۳۱ ہجری (مطابق سمبت ۱۶۷۸ و سنہ ۱۶۲۲ء) ان دنون مین عرض ہوا کہ مرزا راجہ بھاو سنگھ دکن کے صوبے

ن مرگیا۔ وہ زیادہ شراب پینے کے سبب نہایت کمزور اور دُبلا ہو گیا تھا۔ ایک بار بیہوشی کے وقت حکیمون
بڑی تدبیرون کے بعد اُسکے سر پر داغ لگائے لیکن وہ ہوش مین نہ آیا ایک رات دن بخیر پڑا رہکر دوسرے
گذر گیا دو عورتین اور آٹھ لونڈیان اُسکے ساتھ جل مرین اسکے بڑے بھائی جگت سنگھ اور بھتیجے مہان سنگھ
ہی زیادہ شراب سے جان کھوئی تھی لیکن بھاؤ سنگھ نے اُنکے احوال سے کچھ عبرت نہ پائی اور اپنی قیمتی جان تباہ کی
ہادر نیک ارادہ اور ہوشیار تھا۔ شاہزادگی کے دنون مین سیری خدمت مین رہکر پانچہزاری منصب تک پہونچا تھا اُسکے
ح اولاد نتھی اسلیے اُسکے بڑے بھائی جگت سنگھ کے پوتے (جے سنگھ) کو چھوٹی عمر مین راجہ کا خطاب اور دو ہزاری
ت و سوار کا منصب عنایت کر کے مینے حکم دیا کہ آنبیر کا علاقہ قدیمی دستور کے موافق اُس کی جاگیر رکھا جائے تاکہ
سکا کارخانہ خراب نہ ہو۔

مرزا راجہ جے سنگھ اول

جہ مہاسنگھ کا بیٹا اور مرزا راجہ مان سنگھ کا پڑپوتا تھا نو دس برس ہی کا تھا کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا جہانگیر کا عہد تھا
سنے نوجوان کنور کو دیکھنے کے واسطے بلایا سنہ ۱۰۲۲ ہجری مین بارہ برس کی عمر مین دربار مین آیا اور ایک ہاتھی نذر کیا
بادشاہ نے اس عمر مین منصب ہزاری ذات پانصد سوار پر سرفراز کردیا اور از راہ مراحم خسروانہ ایک ہاتھی
شا سنہ ۱۰۳۰ ہجری مین مرزا راجہ بھاؤ سنگھ کی وفات کے بعد منصب دو ہزاری ذات و پانصد سوار پر مفتخر ہوا اور
طاب راجگی سے سربلند ہوا اور آنبیر کی موروثی گدی کا جانشین ہوا۔ سنہ ۱۰۳۲ھ مین منصب سہ ہزاری ذات
پانصد سوار سے ممتاز ہوا اسکے بعد مہمات دکن مین مامور ہوا۔ شاہ جہان کے بادشاہ ہونے کے بعد جب
ان جہان لودی ناظم صوبہ دکن نے علم بغاوت بلند کیا اُسوقت راجہ اُسکی ماتحتی مین متعین تھا اول اُسنے مجبوری
سکا ساتھ دیا اور موقع ملتے ہی وہان سے بھاگ کر دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا بادشاہ نے خلعت۔ جمدھر مرصع۔
لم و نقارہ مرحمت فرماکر منصب چارہزاری ذات سہ ہزار سوار پر سرفراز فرمایا اور قاسم خان جوینی کے ساتھ سرکشان
ہابن کی تادیب کے واسطے مامور کیا اور اس مہم کے بعد خان خانان مہابت خان کے ساتھ نذر محمد خان والی
لخ کے مقابلے کے واسطے جسنے کابل پر حملہ کیا تھا روانہ ہوا سنہ ۲ جلوس شاہجہانی مین خواجہ ابوالحسن تربتی کے
ساتھ خان جہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا۔ اور اُسکو دھولپور کے مقام پر شکست دیکر دکن کی طرف بھگادیا
جہان وہ دو برس کے بعد بادشاہی سردار ارادت خان۔ جودھپور کے راجہ گج سنگھ۔ آنبیر کے راجہ جے سنگھ۔
بیکانیر کے راو سور سنگھ۔ ڈونگرپور کے راول پونجا اور رانا جگت سنگھ اول کے رشتہ دار مہاراج ارجن سنگھ وغیرہ سیسودیہ کی
کوشش سے اپنے ساتھیون سمیت مارا گیا سنہ ۳ جلوس مین منصب چارہزاری ذات
چارہزار سوار پر سربلند ہوکر امیر الامرا شایستہ خان کے ساتھ نظام الملک والی حیدرآباد کی سرکوبی کے واسطے
روانہ ہوا سنہ ۴ جلوس مین یمین الدولہ آصف خان کے ساتھ مہم بیجاپور مین شریک ہوکر ہمت مردانہ کے جوہر
دکھلائے اور اس مہم سے فارغ ہوکر رخصت حاصل کر کے وطن کو روانہ ہوا سنہ ۵ جلوس مین بارگاہ شاہی

حاضر ہوا اسی سال بادشاہ کے سامنے سندھا ہاتھی اور سدھکر ہاتھی لڑرہے تھے انمین سے سدھکر ہاتھی لڑتے لڑتے
شاہزادۂ اورنگ زیب کی طرف جھپٹا شاہزادے نے نہایت استقلال سے گھوڑے کی دونون رکابونپر کھڑے ہوکر
ایسا برچھا پیشانی پرمارا کہ چار انگل گھس گیا ہاتھی نے غصے مین بھرکر گھوڑے کے پیچھے پیدا نت مارا گھوڑا لڑ کھڑا کر
گر گیا اور شاہزادہ تلے آپڑا فوراً کھڑے ہوکر تلوار ماری کہ اس عرصے مین راجہ جے سنگھ نے سیدھی طرف سے آکر
چاہا کہ گھوڑے سے اُترکر ہاتھی کو بھگادے مگر اُسوقت اتنی مہلت نہ تھی اسلیے گھوڑے ہی پر سے آکر ہاتھی کے برچھا مارا
اس عرصے مین ہاتھی اپنے مقابل ہاتھی کو دیکھکر اُسکے پیچھے دوڑ پڑا سید آل محمد صالح وغیرہ نے اسیطرح لکھا ہے اسی سال
جے سنگھ کو خلعت و اسپ مع طلائی زین کے مرحمت ہوکر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ مہم دکن پر متعین ہوا ۸ سنہ جلوس مین
مہم کے خاتمے پر خان زمان کے ساتھ دولت آباد مین تعینات ہوا اور منصب پنجہزاری ذات چار ہزار سوار پر ترقی پائی اور
۱۴ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۵ ہجری کو دربار مین حاضر ہوا ۹ سنہ جلوس مین خان دوران خان کے ساتھ ساہوجی بھوسلا
کی تادیب پر مامور ہوا بادشاہی فوج نے دکن پہونچکر قلعہ دیوگڑھ کا محاصرہ کیا تو سرنگ اُڑنے پر سب سے پہلے سید خان
اور راجہ جے سنگھ نے دھاوا کرکے قلعہ پر قبضہ حاصل کیا۔ ۸ رجب سنہ ۱۰۴۶ ہجری کو جب بادشاہ اجمیر سے اکبرآباد جاتا ہوا
قصبۂ معزآباد سے جو راجہ جے سنگھ کی جاگیر مین تھا گذرا راجہ کے اہلکارون نے چند عمدہ گھوڑے ایک ہاتھی اور بیس ہزار
روپیہ نقد بطور نذرانہ پیش کیا بادشاہ نے گھوڑے اور ہاتھی قبول فرمائے اور زر نقد واپس کیا اسی سال ۲۵ شوال کو
راجہ دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے خدمات دکن کے صلے مین کھپوۂ مرصع مع پھول کٹارہ اسپ مع زین طلا کے
عنایت فرماکر پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے مفتخر کیا اور پرگنہ چاٹسو جو صوبۂ اجمیر مین راجہ کے قریب واقع اور محالات
خالصہ مین شامل تھا جاگیر مین مرحمت کیا اور چونکہ راجہ مہمات دکن مین لگاتار خدمتین انجام دے چکا تھا لہذا
۱۴ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۶ ہجری کو بادشاہ نے خلعت ایک ہاتھی بیس گھوڑیان عنایت کرکے راجہ کو وطن کو رخصت کیا
کہ کچھ مدت تک آرام حاصل کرے ۲۴ شوال سنہ ۱۰۴۷ ہجری کو وطن سے واپس آیا اور خلعت اور اسپ مع زین
مطلا اور فیل عطا ہوکر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ صوبہ کابل کو روانہ کیا گیا سنہ ۱۰۴۸ ہجری مین وہانسے طلب ہوا اور
راولپنڈی کے مقام پر ۲۳ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو بادشاہی ملازمت مین پہونچا بادشاہ نے ایک ہاتھی اور
موتیون کی مالا مرحمت فرمائی۔ ۲۱ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو قدردان بادشاہ نے راجہ کے حسن خدمات کا لحاظ فرماکر
موروثی خطاب مرزا راجہ سے مفتخر فرمایا ۲ رجب سنہ ۱۰۴۹ ہجری کو رخصت لیکر پھر وطن کو روانہ ہوا جہان سے ۲۲ ذیقعدہ
سنہ ۱۰۵۰ ہجری کو واپس آیا اور ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۰ کو خلعت جمدھر میناکار مع پھول کٹارہ اسپ مع زین مطلا مرحمت
ہوکر شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ صوبہ کابل مین تعینات ہوا وہانسے سمت ۱۶۹۹ مطابق سنہ ۱۶۴۲ء مین نورپور علاقہ
پنجاب کے باغی راجہ جگت سنگھ تونور کی تادیب پر مامور ہوا مہم مذکور الصدر مین نہایت شجاعت و بہادری
اور عرق ریزی سے قلعہ مئو کو فتح کیا اُسکے انعام مین منصب ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوکر منصب پنجہزاری
ذات پنجہزار سوار سے سرفراز ہوا اور قلعہ مذکور کی محافظت اُسکے سپرد ہوئی اور جب راجہ جگت سنگھ کا قصور معاف

ہوگیا یہ اسکو اپنے ساتھ لیکر ۲۵ ذی الحجہ ۱۰۵۱ھ ہجری کو دربار مین حاضر ہوا اور محرم ۱۰۵۲ھ ہجری مین خلعت و جمدھر مرصع مع پھول کٹارہ اور اسپ و فیل سے سربلند ہوکر شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندہار پر روانہ کیا گیا۔ ۲ رجب ۱۰۵۲ھ کو قندہار سے واپس آیا اور ۲۳ شعبان ۱۰۵۲ء کو رخصت لیکر آنبیر کو روانہ ہوا۔ ۱۰۵۳ھ ہجری مین بادشاہ اجمیر گیا جو اسی پرگنہ چاٹسو مین یکم رمضان ۱۰۵۳ھ کو راجہ بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا اور تیسرے دن نو گھوڑے ایک ہاتھی پیش کش کیا۔ ۸ رمضان کو اجمیر کے مقام پر راجہ نے اپنے سواروںکو بادشاہ کے ملاحظے مین پیش کیا پانچہزار سوار شمار مین آئے ۱۵ رمضان کو بادشاہ نے راجہ کو خلعت مرحمت فرماکر آنبیر کو رخصت کیا یکم ربیع الثانی ۱۰۵۴ھ ہجری کو دربار مین حاضر ہوا اور ایک ہاتھی پیشکش کیا۔ اسی سال دکن کی حکومت پر سرفراز ہوا ۱۰۵۶ھ مین وہانسے طلب ہوا اور ۱۴ ربیع الثانی کو کابل کے مقام پر بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ ۱۱ جمادی الاولے ۱۰۵۷ھ کو خلعت و جمدھر اسپ و فیل عنایت ہوکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار اور دو ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوا اور بادشاہ نے دو لاکھ روپیہ نقد عطا فرماکر اورنگ زیب کے پاس مہم بلخ پر رخصت کیا ۱۰۵۹ھ مین منصب کے اور ایک ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ مقرر ہوئے اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار پر مامور ہوا اور وہان سے واپس آکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار اور چار ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ سے سرفراز ہوا اور راجہ کے بیٹے کیرت سنگھ کو میوات (الور وغیرہ) کا علاقہ جسکی مالگذاری ستر لاکھ دام (۴۰ دام = ایک روپیہ) تھی جاگیر مین مرحمت ہوا۔ ۱۰۶۱ھ ہجری مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دوبارہ مہم قندہار پر روانہ ہوا اور ۱۰۶۲ھ مین شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھ صوبہ کابل مین متعین ہوا اور وہین سے دارا شکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ مہم قندہار مین شریک ہوا ۱۰۶۳ھ مین رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا۔

۱۰۶۴ھ مین وہانسے واپس آکر نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کے ساتھ قلعہ چتوڑ کی منہدمی کے واسطے روانہ ہوا۔

۱۰۶۷ھ ہجری (دسمبر ۱۶۵۷ مطابق ۱۷۱۴ء) مین شاہجہان ایسا بیمار ہوا کہ زیست کی امید نہ رہی ایام بیماری مین دارا شکوہ کا جو ولیعہد سلطنت اور باپ کے پاس موجود تھا ایسا اقتدار بڑھا کہ تمام مالی و ملکی انتظامات اسکی رائے سے انجام پانے لگے دوسرے شاہزادون محمد شجاع و اورنگ زیب اور مراد بخش نے اس اختیار و اقتدار کو رشک و حسد کی نگاہ سے دیکھا اور اپنی اپنی حصول سلطنت کے منصوبون کے خلاف تصور کرکے درپردہ جنگی تیاریان شروع کردین دارا شکوہ نے بادشاہ کی بیماری کو مخفی رکھنا چاہا۔ راستے بند کردئے مسافرون کو چلنے سے روکا مگر اس طرز عمل نے الٹا نتیجہ پیدا کیا اور شاہزادون نے مردہ یا قریب المرگ سمجھ کر خود مختاری کا ڈنکہ بجا دیا اور اپنی اپنی فوجین لیکر دار السلطنت کی طرف کوچ کیا جب انکے کوچ کی خبرین دار السلطنت مین پہونچین ایک تہلکہ پڑ گیا اگرچہ شاہجہان نے جسے اس عرصے مین بہت کچھ صحت ہوچکی تھی اور اسکی لائق بیٹی جہان آرا بیگم نے اپنی آب تدبیر سے اس آگ کو بجھانا چاہا شاہزادونکے پاس قاصد پر قاصد دوڑائے کہ ما بدولت کو اب آرام ہے اگر تم اپنے صوبونکو لوٹ جاؤگے تو تمھاری اس حرکت سے چشم پوشی کی جائے گی لیکن شاہزادے یہی کہتے اور سمجھتے رہے کہ جو خطوط

دربار سے شاہی مہرین لگ کر آتے ہین وہ جعلی اور بالکل داراشکوہ کی بناوٹ اور ایجادہین حضرت یا تو مر گئے یا
قریب مرگ ہین اگر بالفرض ہماری خوش نصیبی سے وہ زندہ ہین تو ہم اُنکی قدمبوسی کے مشتاق ہین - غرضکہ شجاع بنگالے
سے اور نگ زیب اور مراد بخش متفق ہوکر دکھن سے چل کھڑے ہوئے اور جب باوجود فہمائش کے یہ اپنے صوبونکو
واپس نہ ہوے تو بادشاہ یا داراشکوہ نے اُنکے روکنے اور تنبیہ کے واسطے بجاے کاغذی گھوڑو نکے فوجی طاقت
سے کام لینا چاہا جسونت سنگھ والی جودھپور کو اورنگ زیب اور مراد بخش کے مقابلے پر مالوے کو رخصت کیا
راجہ جے سنگھ منصب شش ہزاری ذات شش ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مفتخر ہوکر شاہزادۂ سلیمان شکوہ کے ساتھ
شجاع کے مقابلے کے واسطے روانہ کیا گیا مرآت عالم مین لکھا ہو کہ جے سنگھ کے منصب مین ہزاری ذات اور ہزار
سوار دو اسپہ سہ اسپہ کا اضافہ ہوکر کل منصب شش ہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا مقرر ہوا تھا اور ایک لاکھ روپے نقد بھی
اُسکے ساتھ کئے تھے ڈاکٹر برنیر لکھتا ہو کہ شاہجہان نے راجہ جے سنگھ کو جو اُسوقت کے راجاؤنمین سب سے زیادہ قابل
شخص تھا بطور مشیر خاص پوتے کے ساتھ کیا اور اُسکو پوشیدہ یہ ہدایت کی کہ حتے الامکان جنگ نہ ہونے دینا اور
شجاع کو اس امر کی فہمائش مین کہ وہ اپنے متعلقہ صوبے کو واپس چلا جاے کوئی دقیقہ اُٹھا نرکھنا
لیکن سلیمان شکوہ کی بلند حوصلگی اور نوجوانی سے راجہ کی کوششین انسداد جنگ کے باب مین بے سود رہین
اور دونون فوجین ایک دوسرے سے ملتے ہی (بنارس کے قریب) برسر پیکار ہوگئین دونون طرف سے بڑی
سختی اور سرگرمی سے حملے ہوے اور ایک بڑی کوشش کے بعد شاہزادۂ محمد شجاع کو مغلوب ہونا پڑا کہ آخر سراسیمہ
ہوکر بھاگ نکلا اور اگر قصداً راجہ جے سنگھ اور دلیر خان پیچھے نہ ہٹے رہتے تو صرف شجاع کی فوج ہی نہ تباہ ہوجاتی بلکہ خود بھی
گرفتار ہوجاتا لیکن دور اندیش راجہ نے ازراہ دانائی مناسب نہ جانا کہ شاہی خاندان کے شاہزادے اور اپنے آقا
کے بیٹے پر ہاتھ ڈالے اور شجاع کو بھاگ جانے کی مہلت دینے مین بادشاہی ہدایتوں پر عمل کیا اس لڑائی کے بعد
راجہ جے سنگھ منصب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سربلند ہوا اور حسب الطلب شاہزادۂ
داراشکوہ آگرے کی طرف روانہ ہوا - اب اُدھر کی سنو اس عرصے مین اورنگ زیب اور مراد بخش کی متفقہ فوجین
اُجین مین جسونت سے اور ساموگڑھ مین داراشکوہ سے میدان مار چکی تھین اور خاص دارالسلطنت مین عالمگیری
اقبال کا پھریرا اُڑنے لگا تھا جب راجہ جے سنگھ اور دلیر خان سلیمان شکوہ کے ساتھ آگرہ آباد سے تین منزل اور آگے
بڑھ گئے یہ حال سنا اور عالمگیری اقبال کے طلسم کو دیکھ کر دنگ رہ گئے - عالمگیر نے ساموگڑھ کی فتح پاکر راجہ
جے سنگھ کو سلیمان شکوہ کی رفاقت سے توڑنا چاہا کاغذی گھوڑون کے ذریعہ سے منتر چلنے لگے جے سنگھ اور دلیر خان
اول تو متردد اور متامل رہے لیکن آخرکار عالمگیر کے حسن عمل سے تسخیر ہوگئے باوجود اسکے اس دور اندیش راجہ نے
سلیمان شکوہ پر ہاتھ ڈالنے سے پرہیز کیا اور اُسکو کل واقعات سے مطلع کرکے یہ نیک صلاح دی کہ اول تو جسطرح
ممکن ہو دہلی پہونچکر اپنے باپ کے ساتھ شامل ہوجاے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو آپ سری نگر کے پہاڑون مین چلے
جائیے وہان کا راجہ آپکو بہت خاطر سے رکھے گا اور اُس محفوظ جگہ مین کچھ دن ٹھہر کر آپ حالات اور واقعات پر

نظر رکھئے اور حسب مقتضائے وقت کاربند ہو جیے۔ لیکن بعض تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ نے کچھ سپاہی بھیجکر سلیمان شکوہ کا مال و اسباب لوٹ لیا جب کہ وہ سری نگر بھاگ کر جارہا تھا اور خود متھرا کے مقام پر بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہو گیا۔ اور ایک کروڑ دام (ڈھائی لاکھ روپیہ) سالانہ آمدنی کے محالات سے مفتخر ہو کر دریاے ستلج کے پار سے خلیل اللہ خان کے ساتھ دارا شکوہ کے تعاقب پر مامور ہوا۔

لیکن ڈاکٹر برنیر اپنے سفرنامے مین لکھتا ہے کہ جب اورنگ زیب دارا شکوہ کے تعاقب سے ملتان سے لوٹ کر اپنی معمولی سرعت کے ساتھ کوچ کرتا ہوا چلا آتا تھا راجہ جے سنگھ کو چار یا پانچ ہزار راجپوتون کے ساتھ اپنی طرف آتا دیکھ کر حیرت مین آگیا اسوقت حسب معمول تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ اپنی فوج سے آگے آگے تھا اور اسکو پہلے خبر لگ چکی تھی کہ راجہ دہلی مین ہے مگر اُسنے ایسی عجیب سرعت سے ایسی بعید مسافت طے کی کہ لاہور اور ملتان کے راستے مین آملا لیکن اورنگ زیب کی ہوشیاری متانت اور اسکی اس عالم لیاقت نے کہ وہ کسی ناگہانی مشکل کے پیش آجانے پر نہایت چستی سے اسکا فی الفور انتظام کر لینے کی لیاقت رکھتا تھا اُسے بڑی مصیبت سے بچا لیا چنانچہ اُسنے مطلق کچھ خوف و اضطراب ظاہر نہ کیا بلکہ یہ دکھانے کو کہ اُسکا آنا اسکی بڑی خوشی کا باعث ہے گھوڑا بڑھا کر نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھ ہاتھ سے جلد آئیے جلد آئیے کا اشارہ کرتا ہوا آگے بڑھا اور پکار کر سلامت باشید راجہ جی سلامت باشید بابا جی اور جب دونون نزدیک ہوے تو پھر کہا کہ خوش آمدید خوش آمدید مین بیان نہین کر سکتا کہ مجھے آپکے آنے کا کسقدر انتظار تھا بہت ہی خوب ہوا کہ آپ آگئے مگر لڑائی ختم ہو گئی اور دارا شکوہ تباہ و برباد خاک چھانتا پھرتا ہے مینے میر بابا کو اُسکے پیچھے بھیجدیا ہے امید کہ جلد گرفتار ہو جاے گا اسکے بعد نہایت مہربانی اور التفات کے اظہار کی غرض سے موتیونکی مالا جو خود پہنے ہوئے تھا راجہ کے گلے مین ڈالدی اور کہا کہ ہماری فوج بہت تھکی ہوئی ہے اسلئے آپ کو بہت جلد لاہور پہونچ جانا چاہئے مبادا وہان کچھ بد انتظامی اور شورش ہو جائے اور مین آپکو لاہور کا صوبہ دار مقرر کرکے کل نظم و نسق کا اختیار دیتا ہون اور مین بھی آپکے پاس پہونچتا ہون۔ لیکن رخصت کرنے سے پہلے مجھکو واجب ہے کہ سلیمان شکوہ کے معاملے مین جو آپنے کارگذاری کی ہے اسکا شکریہ ادا کرون مگر آپنے دلیر خان کو کہان چھوڑا مین اسکو خوب سزا دونگا آپ جلد لاہور تشریف لے جائیے اچھا خدا حافظ۔

جب دارا شکوہ لاہور سے ملتان کی طرف بھاگا راجہ جے سنگھ کے نام حکم پہونچا کہ ہمارے آنے تک لاہور مین مقیم رہو جب بادشاہ لاہور پہونچا نہ معلوم کسی مصلحت یا خود راجہ کی خواہش سے راجہ کو وطن جانے کی رخصت مرحمت فرمائی اور خود شجاع کے مقابلے کے واسطے بنگالے کیطرف روانہ ہوا جب جسونت سنگھ نے کھجوہ کی لڑائی مین اورنگ زیب سے بیوفائی کی اور لشکر کا مال و اسباب لوٹ کر بھاگا تو فوج بھرتی کرکے دارا شکوہ کا ساتھ دینا چاہا راجہ جے سنگھ نے اس موقع پر اسکو ایک خط لکھا جو شاہی فرمان کے ساتھ جسمین قصورونکی معافی اور انعام کا وعدہ کیا گیا تھا ایک خاص آدمی کے ساتھ اسکے پاس روانہ کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ جودھپور سے میرتے تک آکر لوٹ گیا۔

۲۹ جمادی الاخری ۱۰۶۹ ہجری کو اجمیر کے قریب موضع دیورائی مین داراشکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی اس لڑائی مین راجہ جے سنگھ عالمگیر کے ساتھ تھا بیچارے داراشکوہ کی قسمت نے مطلق یاوری نہ کی اگرچہ اُسنے میدان ہمت مین بہت قدم جمایا لیکن بدقسمتی نے ایسا دھکا دیا کہ پھر بھاگنا پڑا عین حالت جنگ مین راجہ جے سنگھ ایسے مقام پر پہونچ گیا تھا کہ داراشکوہ بالکل اُسکے قابو مین تھا لیکن اس نامور اور عالی ہمت راجہ نے اُسکا بہت ادب کیا اور کہلا بھیجا کہ اگر گرفتاری سے بچنا منظور ہے تو فوراً میدان جنگ سے علیحدہ ہوجاؤ شاہزادے نے راجہ کا شکریہ ادا کیا اور اہل وعیال کو لیکر فوراً چلتا ہوا داراشکوہ کے بھاگنے کے بعد بادشاہ نے راجہ جے سنگھ اور بہادر خان کو اُس کے تعاقب پر مامور کیا اورنگ زیب نے جے سنگھ کو گجرات کی طرف جانے کے وقت یہ فرمان لکھا تھا۔

زبدۂ دلاوران تہوردستگاہ خلاصۂ جانبازان ہواخواہ نقاوۂ مخلصان ارادت کیش قدوۂ خیرطلبان عقیدت اندیش عمدۂ راجگان اخلاص شعار مطیع الاسلام مرزا راجہ جے سنگھ بہ توجہات خاص اختصاص یافتہ بداند عرضداشتے کہ درین ہنگام فیض ارتسام از سیت پور ارسال داشتہ بود در فتح پور از نظر انور گذشت یقین کہ تا حال از احمد آباد روانہ پیش شدہ باشد باید کہ از راہے کہ مناسب داند بہ سرعت تمام رفتہ در دستگیر ساختن آن آوارۂ دشت ادبار داراشکوہ مساعی جمیلہ بتقدیم رساند وموجب مراسم عظیم خویش داند۔ ماہشتم شوال بنواحی دارالخلافت شاہجہان آباد خواہیم رسید۔

درشعبان سنہ ۱۰۶۹ ہجری تحریر یافت

اب بادشاہ کو صرف سلیمان شکوہ کی فکر باقی رہ گئی سلیمان شکوہ سری نگر کے پہاڑون مین پہونچ گیا تھا راجہ جے سنگھ کی معرفت راجہ سری نگر کو خط لکھا گیا کہ اگر سلیمان شکوہ کو پکڑ کر بھیجدوگے تو بڑے بڑے انعام ملینگے ورنہ تمھارے حق مین بہت برا ہوگا اول تو راجہ سری نگر نے یہی جواب دیا کہ خواہ میرا تمام ملک چھین جاے مگر کبھی ایسی

بیغیرتی اور نامردی کی حرکت کا مرتکب نہوگا لیکن جب بادشاہ نے تربیت خان اور رعداندازخان وغیرہ کئی امیرونکو سری نگر کی تسخیر کے واسطے بھیجا اور راجہ جے سنگھ نے پھر خط لکھا تو وہ راجہ جے سنگھ کی معرفت سلیمان شکوہ کے سپرد کردینے کا وعدہ کرکے معافی کا خواستگار ہوا اور جے سنگھ کا بیٹا رام سنگھ سری نگر جاکر سلیمان شکوہ کو لایا جب سب جھگڑے طے ہوگئے تو بادشاہ نے کمال مرحمت سے اول ایک لاکھ نقد اور ۱۰۷۰ہجری مین پانچ لاکھ روپے سالانہ کی جاگیر راجہ جے سنگھ کو انعام مین مرحمت فرمائی اور اُسکا اعزاز واکرام کرنے لگا اور اُسکے بیٹے کیرت سنگھ کی بیٹی اپنے بیٹے محمد اعظم سے منعقد کی جس سے ایک بیٹا پیدا ہوا بادشاہ نے اُسکا نام محمد کریم رکھا۔

راجہ جے سنگھ کی عالمگیر کے حکم سے سیوا مرہٹے پر چڑھائی

سیوا عجب بہادر اور چالاک آدمی تھا مسلمانون سے سخت تعصب رکھتا تھا اُسکی اصلیت یہ ہے کہ بھوسلہ ایک خاندان کا لقب تھا باپ جی اُس قوم کا ایک شخص تھا جو دیوگرھ عرف دولت آباد مین رہتا تھا اس کے بیٹے مالوجی کے کوئی اولاد نہ تھی احمد نگر مین ایک فقیر شاہ شریف تھا اسکی دعا سے مالوجی کے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام فقیر کی وجہ سے شاہ جی رکھا گیا مالوجی ایک چالاک سلحدار تھا جس نے حسن خدمت گذاری سے جادورا ے کی بیٹی سے اپنے بیٹے کی شادی کرلی اس بیوی سے شاہ جی کے گھر سیوا پیدا ہوا جب سیوا کی ماں شاہ جی سے ناراض ہوکر کہ اُسنے دوسری شادی کرلی تھی پونہ مین اپنے میکے کو چلی آئی تو سیوا ساتھ تھا سیوا کی پیدائش کا زمانہ ۱۶۲۷ء ہے اسوقت مین تین سلاطین کا تخت دکن مین ڈگمگا رہا تھا اور مغلون کے ہاتھ سے اُسکی ماں ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین لیے پھرتی تھی آخرکار وہ گرفتار ہوگئی سیوا کو سپاہ گری کے فن کی تعلیم ایک برہمن نے دی تھی پہلے سیوا بھی بڑا اشکاری تھا اسکے بعد لٹیرون کی صحبت سے وہ لوٹ مار کرنے لگا اسکے بعد ایک جماعت پیدا کرکے شہر اور قلعونپر حملہ کرنا شروع کیا مرہٹون کی ترقی کا زمانہ عالمگیر کے عہد سے شروع ہوا ہے پہلے سلاطین دکن مرہٹون کو بطور کمک کے ملازم رکھ لیا کرتے تھے اور بطور بے قاعدہ فوج کے اُنسے مدد لیتے تھے جب سیوا نے بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تھے اور وہ دارالسلطنت سے دور ہونے کی وجہ سے اکثر قلعدار کے فوج سے خالی رہتے تھے اُنکو اپنے قبضے مین کیا اسپر والی بیجاپور نے سیوا کے باپ شاہ جی کو قید کردیا باپ کے قید کے زمانے تک یہ لوٹ مار چھوڑکر خاموش بیٹھا رہا باپ کی رہائی کے بعد اُسنے افضل خان میر لشکر بیجاپور کو دھوکے سے مار لیا اور راج گڑھ کو اپنی راجدھانی بنایا اُس وقت علی عادل شاہ فوج لیکر آیا اور اُسنے اسکے قلعے اور بہت سا ملک مفتوح چھین لیا سیوا اُسکے مقابلے کی تاب نہ لایا اورنگ زیب اس عہد مین دکن کا ناظم تھا سیوا سلطنت مغلیہ کا ادب کرتا تھا جب شاہ جہان کی علالت سے شاہزادون مین باہمی جنگ وجدال ہوا اور اورنگ زیب دکن سے دارالسلطنت دہلی مین چلا آیا تو سیوا نے مہلت پاکر شاہی حدود مین دست اندازی شروع کی [illegible]ات کے وقت قلعہ جنیر کو جو بادشاہی سرحد پر تھا حملہ کرکے لوٹ لیا تو عالمگیر نے اپنے ماموں شایستہ خان امیرالامرا کو سیوا کی تنبیہ کے لیے بھیجا چنانچہ ۱۰۷۰ہجری مین امیرالامرا نے

قصبہ سوپہ اور قلعہ چاکند کو فتح کرلیا اور سیوا امیر الامرا کے خوف سے بھاگتا پھرا امیر الامرا قصبۂ پونہ مین اُس حویلی مین
جو سیوا کی بنائی ہوئی تھی مقیم تھا مگر ایک رات کہ سیوا ایک مصنوعی برات بنا کر لایا اور امیر الامرا پر چھاپہ مارا امیر الامرا
زخمی ہوا اور اُس کا فرزند ابو الفتح ہلاک ہوا سیوا نے شہر سورت جسے اُس زمانے مین باب الحج کہتے تھے خوب لوٹا
سلاطین دکن بوجہ ضعف سلطنت کے اُسکے مقابلے سے عاجز آگئے وہ اپنے ملک کے حدود وسیع کر کے اور بہت سے
قلعے چھین کر راجہ بن بیٹھا ایک بڑی جماعت اُس کے پاس ہوگئی ڈف صاحب کی تاریخ مرہٹہ مین لکھا ہے کہ سیوا جی نے
حرفت جہاز سازی اور ہندوستان کی بحری سرگرمیون کی خوب ہمت افزائی کی تھی کئی ایک گودیان تعمیر کیگئی تھین
جہان جنگی جہاز بنتے تھے ۱۶۹۸ء مین بمبئی سے لیکر ونگورلا تک تمام ساحل بحری مرہٹی جنگی بیڑے کے کمانڈر
انگرہ کے قبضے مین تھا اور چونکہ اُسکے قبضے مین ایسے مسلح جہاز ونکا زبردست بیڑہ تھا جنکی جہاز مین تیس یا چالیس توپین ہوتی تھین اسلیئے وہ
یوروپین تجارت کے لیے ایک خطرہ بنگیا یہ تو پچھلے زمانے کی بات ہے عالمگیر کے عروج کے وقت کی بات بیان
کیجاتی ہے کہ چونکہ اُس کا ملک کنارۂ سمندر پر واقع تھا اسلیئے بعض بندرگاہین جو اسکے قریب اور تصرف مین تھین
وہان جو جہاز مل جاتا اُسکو موقع پاکر لوٹ لیتا ایک مرتبہ ایک عظیم الشان جہاز طوفان مین پڑجانے سے کنارے پر
آگیا سیوا نے اُسکا کل مال لوٹ لیا اور اسمین جو لوگ تھے وہ اکثر مسلمان تھے سیوا نے ان سب کو قید کرلیا اور
طرح طرح ان کو ایذائین پہونچائین چونکہ اس جہاز کی غارتگری سے اُسکو بہت بڑی دولت حاصل ہوگئی تھی اسوجہ سے
اُسکی قوت بہت بڑھ گئی، اسلیئے اُسنے ظاہری طور پر اسلامی سلطنت کی توہین شروع کی اور بعد غارتگری شہر سورت
کے حاجیون کے جہازونکو جو بندرگاہ سورت سے روانہ ہوا کرتے تھے غارت کیا یہ ایسی بات نہ تھی کہ عالمگیر کے غصے کی
آگ کو مشتعل نہ کردیتی اسلیئے اُسنے ایک بڑی فوج مہاراجہ جسونت سنگھ کے زیر فرمان سیوا کے استیصال کو بھیجی جب اُس سے
خاطر خواہ یہ مہم سر نہ ہوسکی تو راجہ جے سنگھ کے ساتھ سپاہ کثیر اور زبردست توپخانہ مقرر کر کے اُدھر بھیجا اُسکی امداد کیلیئے
جلال خان المخاطب بہ دلیر خان۔ داؤد خان۔ راجہ رائے سنگھ سیسودیہ۔ احتشام خان شیخ زادہ۔ راجہ سجان سنگھ
بندیلہ۔ کیسری سنگھ۔ راجہ نرسنگھ گوڑ۔ پورنمل بندیلہ۔ زبردست خان۔ بادل خان بختیار۔ برق انداز خان اور
دوسرے سردارونکو متعین کیا جے سنگھ کے ساتھ چودہ ہزار سپاہ تھی۔ ۱۹ ربیع الاول ۱۰۷۵ھ ہجری مطابق ۱۶۶۵ء
کو راجہ بادشاہ سے رخصت ہو کر ۹ شعبان کو اورنگ آباد پہونچا اور وہان شاہزادہ محمد معظم سے شرف نیاز حاصل
کر کے دسوین ماہ مذکور کو شاہزادے سے رخصت ہو کر منزل مقصود کیطرف روانہ ہوکر ۲۵ شعبان کو قصبۂ پونہ مین
جہان مہاراجہ جسونت سنگھ شاہی افواج کے ساتھ مقیم تھا جا پہونچا اور جسونت سنگھ سے افسری مہم کا چارج لیکر
اسے سبکدوش کردیا جسونت سنگھ بادشاہ کے پاس روانہ ہوگیا جے سنگھ نے پونا مین رہکر اُسکے تمام اطراف کا
انتظام شروع کردیا قطب الدین خان کو سات ہزار سوار کے ساتھ جیری کی طرف بھیجا کہ وہان رہکر غنیم سے باخبر رہے
اور حکم دیا کہ قلعہ لوہ گڑھ کے سامنے مناسب مقام پر تین ہزار سوار کا تھانہ مقرر کردے اور ایک تھانہ قلعہ نار درگ
کے سامنے قائم کرے اور ہر ایک تھانہ مین زبردست فوج رکھے اور خود تمام لشکر کے ساتھ ملک کا دورہ کر کے

خبرداری اور ہوشیاری رکھے اسیطرح جہان جہان مرہٹون کے زور کا مظنہ تھا وہان وہان سپاہ متعین کر دی اور جے سنگہ نے خود قلعہ پورندھر اور رودرمال کے فتح کرنے کا ارادہ کیا یہ دونون قلعہ بہت مستحکم تھے سات شوال کو ساسوری کی طرف کوچ کیا جسکے نزدیک وہ دونون قلعے پہاڑی پر واقع تھے اور احتشام خان کو پونہ کی حراست کے لیے چھوڑ دیا اسکے ساتھ رندولہ خان و بیرم دیو سیسودیہ و زاہد خان و جان نثار خان و خواجہ ابو المکارم اور ایک دوسری جماعت جسمین چار ہزار سوار تھے مقرر کی۔ خود موضع لونی مین پہونچا جو پونہ سے پانچ کوس پر ساسور کی طرف واقع ہے۔ یہان سے دو راستے ملک بادشاہی کی طرف جاتے تھے اور باغی ان دونون راستون سے ملک بادشاہی پر یورش کرتے تھے یہان ایک تھانہ مقرر کیا اور راؤ بھوبت سنگہ کو تین سو سوار اور تین سو پیادہ بندوقچی کے ساتھ اس تھانے کا افسر بنایا جے سنگہ ۲۰ رمضان کو ساسور سے ایک منزل پر جا پہونچا دلیر خان کو کہ لشکر کے ہراول مین تھا فوج ہراول اور توپخانے کے ساتھ آگے سے روانہ کر دیا کیونکہ راستے مین ایک سخت پہاڑی کو عبور کرکے ساسور مین پہونچتے تھے پس فوج ہراولی سے اس پہاڑی کا انتظام اور دشمن کی دیکھ بھال مقصود تھی اور صبح کو خود بھی تمام سپاہ کے ساتھ جے سنگہ نے کوچ کیا جب اس پہاڑی کے سامنے پہونچا تو داؤد خان کو کہا کہ تم اپنی سپاہ کے ساتھ یہان اسوقت تک ٹھہرو کہ تمام لشکر اس ٹیکری اور زمین بلند سے گذر جاے اور بعد اسکے خود روانہ ہونا غرض کہ اس ٹیکری سے گذر کر دو کوس آگے پڑاؤ کیا۔ دلیر خان جو پہلے سے آگے گیا ہوا تھا اور ساسور کے پاس پہونچ چکا تھا اس بات کی تلاش مین سوار کھڑا تھا کہ کسی اچھی جگہ اترے کہ یکایک دشمن کی فوج نمودار ہوئی دلیر خان نے اپنی سپاہ کو لڑائی کے لیے حکم دیکر آمادہ کارزار کیا آخرکار مرہٹے تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگ نکلے اور قلعہ پورندھر و قلعہ رُوْدَرْمال کی طرف جو ایک دوسرے کے مقابل دو گولی کے ٹپے سے واقع تھے چلے گئے خان مذکور نے پیچھا کیا مرہٹے لڑتے اور بھاگتے جاتے تھے یہانتک کہ اس پہاڑ کے دامن مین پہونچ گیا اور بہت سے مرہٹون کا کام تمام کر دیا بعض مرہٹے قلعہ مین گھس گئے اور بعض جنگل کی طرف بھاگ گئے۔ دلیر خان کی سپاہ نے قلعہ پر دھاوا بول دیا اور پہاڑ پر چڑھ گئی اور پہاڑ کی کمر مین جو آبادی تھی اسکو جلا کر برباد کر دیا۔ قلعہ کے محاصرے کے لیے سپاہ کچھ اور اوپر چڑھی دونون قلعون کے آدمیون نے توپ کے گولے اور بندوقین اور بان مارنا شروع کئے دلیر خان نے قدم پیچھے نہ ہٹایا اور جلد قلعہ پورندھر کے پاس مورچہ بنا لیا اور جے سنگہ کو تمام حال لکھ بھیجا اسنے اپنی فوج مین سے فوراً ایک افسر کو تین ہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا اور اسکے ساتھ راجہ رائے سنگہ اور قباد خان اور ترسین اور اندرمن بوندیلہ اور بادل بختیار اور ایک جماعت کو اسکے ہمراہ کیا۔ دلیر خان اور اسکے معاونون نے دونون قلعون کا خوب محاصرہ کر لیا جے سنگہ نے بیلدارون کی جماعت اور بہشتی اور سیسہ اور بارود اور دوسرا لڑائی کا سامان اور توپخانہ اور مورچہ بندی کا اسباب بھی بھیجا داؤد خان جو ٹیکری کے پاس کھڑا تھا وہ بھی دلیر خان کے پاس چلا آیا۔ اب شاہی سپاہ نے مورچے درست کرکے دونون قلعون کو فتح کرنے کا ارادہ محکم کر لیا دلیر خان کے دونون بھتیجے غیرت و مظفر اور دوسرے افغان اور دوسرے بھائی بھان گو بھی قلعہ پورندھر و رودرمال کے تلے تک پہونچ گئے اور مورچے تیار کر لیے۔ آتش خان کو

توپخانے کے ساتھ اور ترکتاز خان وغیرہ کو جے سنگھ نے اپنے سامنے مقرر کیا کیرت سنگھ تین ہزار سوار کے ساتھ اور چند دوسرے منصبدار قلعہ پورندھر کے دروازے کے سامنے مقرر ہوئے اور سیدھے ہاتھ کو راجہ نر سنگھ گوڑ اور کرن راٹھوڑ اور جگت سنگھ اور سید مقبول عالم نے اپنے اپنے مورچے جمائے اور راجہ رائے سنگھ راٹھوڑ و راج سنگھ اور کچھ اور بادشاہی افسرون نے قلعہ پورندھر کے پیچھے کھڑکی کے سامنے مورچے قائم کرکے مستعد جنگ ہوئے اور رسول بیگ اور روزبھان مع ایک سپاہ کے داؤد خان کے سیدھے بازو پر کھڑے ہوئے اور چتر بھوج چوہان کچھ سپاہ کے ساتھ قلعہ رودرمال کے سامنے متعین ہوا تر سین اور اندرمن بوندیلہ اور دوسرے سپاہی و سردار اس قلعہ کے پیچھے مورچے جاکر مستعد جنگ ہوئے دوسرے دن جے سنگھ کوچ کرکے ساسور کے پاس آیا اور قلعہ سے دو کوس پر لشکرگاہ بنائی اور خود سوار ہوکر قلعہ کے پاس آکر اہتمام سپاہ کا ملاحظہ کیا اور پھر لوٹ گیا۔ جاسوسون نے خبر دی کہ نیتاجی سیوا کا ایک قریبی رشتہ دار ایک بڑی سپاہ لیکر پرینیدہ کی طرف گیا ہے جے سنگھ نے سید منور خان بارہ و شرزہ خان و حسن خان و جوہر خان و جگت سنگھ وغیرہ کو جو تھانہ سوپتہ مین تھے اسکے تعاقب اور لڑائی کیلیے بھیجا جب یہ لوگ پرینیدہ تک پہونچے تو دشمن یہ حال سنکر بھاگ کر لوٹ گیا۔ اسکے بعد جے سنگھ نے اپنا لشکر بھی اٹھاکر پہاڑ کے دامن مین مورچے کے پاس مقام کر دیا۔ اکثر اہل لشکر کے ڈیرے پہاڑ کی کمر مین واقع تھے خلاصہ یہ ہے کہ شب و روز شاہی آدمی قلعہ پر گولے اور گولیان برساتے تھے دونون قلعون کے پناہ گزین بھی مدافعت مین کوتاہی نہین کرتے تھے جے سنگھ روز مورچون مین جاکر دیکھ بھال کرتا ایک برج قلعہ رودرمال کا متواتر توپون کے گولون سے ٹوٹ گیا دلیر خان کے آدمی جرأت کرکے اسپر چڑھ گئے اور وہان جو لوگ متحصن تھے وہ دوسری پناہ گاہ مین گھس گئے اب مسلمان اس برج پر چڑھکر اسکی مضبوطی مین مصروف ہوگئے اس یورش مین چار آدمی دلیر خان کے ہمراہیون مین سے مارے گئے اور سات آدمی قلعہ نشینون کے کام آئے اور چار زخمی ہوئے جب جے سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے راجپوت بھی شرکت کو بھیجے مبارزین نے اتنی کوشش کی کہ محصورین اسکی تاب نہ لاسکے اور وہ اب قلعہ کو روک نہ سکتے تھے آخرکار انھون نے جے سنگھ کے پاس پیغام بھیجا اور امان طلب کی راجہ نے انکو امان دی پس محصورین قلعہ سے نکلکر دلیر خان کے پاس آگئے اور وہ قلعہ عالمگیری سپاہ کے سپرد ہوگیا قلعہ نشینون کے دو سردار ونکو دلیر خان نے خلعت دیکر باقی اور لوگونکو اپنے آدمیون کے ساتھ جے سنگھ کے پاس بھیجدیا راجہ نے کئی شخصونکو خلعت دیے اور جب انھون نے وطنون کو جانے کی اجازت چاہی تو سب کے ہتیار لیکر رخصت کر دیا۔ جے سنگھ کے ساتھیون مین سے قلعہ کی تسخیر کے وقت پچاس سوار اور تیس پیادے کام آئے اور ۳۲ سوار اور ۷۰ پیادے زخمی ہوے اس قلعہ کی فتح کے بعد جے سنگھ نے داؤد خان اور راجہ رائے سنگھ کچھواہہ اور شرزہ خان اور امر سنگھ چونڈاوت و محمد صالح ترخان و سید زین العابدین بخاری و اچل سنگھ اور اپنے چند سردارون و سپاہیون اور دوسرے شاہی سپاہیون کو جنکی تعداد سات ہزار سوار کے قریب تھی حکم دیا کہ دو طرف سے سیوا کے ملک مین گھس کر لوٹ مار کرین اور اسکو مجبور کر دین اس سپاہ کو رخصت کرکے قطب الدین خان کو جو ایک شایستہ لشکر کے ساتھ جنیر کی طرف مقرر تھا اور لودی خان کو

لشکر کو کتلوکن کی طرف متعین تھا لکھا کہ وہ لوگ بھی ہر طرف سے سیوا کے ملک مین گھس کر اُسکو تباہ کرین
اور شریر رعایا سے ملک کے قتل و غارت مین کوتاہی نہ کرین قطب الدین خان اور لودی خان نے مکرر ہر طرف سے
ان ڈاکوون کو دبایا اور اُنکے مویشی گرفتار کئے تاکہ سیوا ہر طرف سے عاجز آکر پناہ مانگے اور وہ رعایا نام پر چلین
اور بد طریقہ بھی گوشمالی پاے بندگان خدا کو راہزنی اور غارتگری سے نہ ستاے ایک شب مخالفین کا گروہ شب خون
کے ارادے سے کیرت سنگھ کے مورچون مین گھس گیا چونکہ ادھر کے سب لوگ ہوشیار تھے اسلئے دشمن ناکام واپس چلا گیا
پھر ایک شب دشمن کا ایک سردار روزبھان نام شب خون کے ارادے سے رسول بیگ کے مورچہ پر حملہ آور ہوا چونکہ
اُسکے آدمی غافل سو رہے تھے دشمن نے مورچے مین گھسکر ایک توپ کے پیالے مین کیل ٹھونک دی اور ایک سپاہی
کو قتل اور چودہ کو زخمی کیا جب اس ہنگامے کا شور زبردست خان کے مورچے مین پہونچا تو وہ اور دیر خان کا نوکر محمود
ایک جماعت کے ساتھ دشمن کی سرکوبی کو جا پہونچے اور اُسکو مارتے لگے چار آدمیونکو قتل کیا اور بہت سے زخمی کئے
اور باقی خراب و خستہ ہوکر بھاگ کر اُس قلعہ مین جو دشمن کی پناہ گاہ تھا داخل ہوگئے دوسرے دن ایک گروہ
قلعہ کی کھڑکی سے نکلا تاکہ اپنے ساتھیون کی لاشین اُٹھا لیجاے ادھر بُردل خان اور سوبھکرن بوندیلا اور دوسرے
شاہی نوکر موجود تھے اُنھون نے دشمن پر حملہ کر دیا اسلئے بغیر حصول مقصود کے بھاگ نکلا آٹھ آدمی ادھر کے مارے گئے
اور چار دشمن کے مقتول ہوئے اور زخمی بھی بہت سے ہوے۔

اب داؤد خان اور راجہ راے سنگھ کا حال سنئے کہ وہ ۱۲ شوال کو روہیرہ کے نواحی مین قلعہ راجگڑھ کے پہاڑ کے
دامن مین پہونچکر تاخت و تاراج مین مصروف ہوئے اور پچاس کے قریب گاؤن کو جلاکر برباد کر دیا چار گاؤن
پہاڑونکی گھاٹیون مین تھے اور وہان دشمن کا جماؤ تھا جو مغل لشکر کی قراولی مین تھے اُنھون نے وہان پہونچکر
لڑائی شروع کر دی اب داؤد خان کو خبر دی اُسنے راجہ راے سنگھ کو فوج ہراولی کے ساتھ اور راجہ چل سنگھ کچھواہہ
کو جے سنگھ کے راجپوتون کے ساتھ اُنکی مدد کے لیے بھیجا تمام مخالف بھاگ نکلے اور چارون گاؤن برباد کر دیے گئے
اور تمام رعایا قید ہوئی اور چوپاے پکڑ لیے گئے اور سب دوسرا مال و اسباب بھی لوٹ لیا گیا۔ دوسرے دن
اور رات اس سرزمین مین مقام کرکے صبح کو راجگڑھ کی طرف کوچ ہوا راستے مین بہت سے گاؤن اور بستیان جلاکر
برباد کردین یہانتک کہ اُس قلعہ کے تلے جا پہونچے اور اطراف کے گاؤنکو برباد کرنا شروع کیا۔ قلعہ کی جماعت مین
سے بہت سے آدمی قلعہ مین سے نکلکر پہاڑ کی کمر پر صف باندھکر لڑنے کو کھڑے تھے لیکن شاہی فوج کے خوف سے
تلے اُترنے کی تاب نہ تھی زمین یہان کی پہاڑی تھی جابجا نشیب و فراز تھے جے سنگھ کی بھیجی ہوئی سپاہ نے
لوٹ مار خوب کرکے دو کوس پلٹ کر کونچن کیوڑے کی ٹیکری کے پاس مقام کیا رات کو خوب ہوشیاری رکھی
دوسرے دن سیوا پور مین سپاہ پہونچی داؤد خان یہان سے قلعہ کندانہ کی طرف چلا گیا اور اُدھر کے گاؤن کو برباد
کرنے لگا اور قطب الدین خان اپنے ہمراہیون کے ساتھ درۂ بورکھپور اور نامی کھورہ اور قلعہ کنواری کیطرف جاکر
اس طرف کا علاقہ برباد کرنے لگا اور ادھر کے بہت سے آدمی اور مال و مویشی پکڑ لئے۔

۲۰ شوال کو داؤد خان اور قطب الدین خان پھر باہم ملگئے اور قلعہ لوہ گڑھ کی طرف روانہ ہوگئے جب یہ فوج قلعہ کے تلے پہونچی تو پانسو سوار اور ہزار پیادے قلعہ مین سے نکلکر لشکر کے قراول سے لڑنے لگے جب یہ خبر داؤد خان کو پہونچی تو راجہ رائے سنگھ راجل سنگھ کو کچھ سپاہ کے ساتھ مدد کے لیے بھیجا انکے پہونچنے کے بعد مخالفین مغلوب ہوکر بھاگ نکلے۔ سپاہ شاہی نے قلعہ کے پاس کی تمام آبادیون کو ویرانہ بنا دیا۔ بہت سے آدمی اور مویشی پکڑ لئے اور رات کو وہین ٹھہری دوسرے دن پھر سوار ہوکر دامن قلعہ لوہ گڑھ دایسا گڑھ وتیکی وتکونہ کو جلاکر خراب و ویران کردیا اور پھر جاے قیام مین سپاہ لوٹ آئی۔ سیوا کا ادھر کا تمام علاقہ تاخت و تاراج ہوچکا تھا اسلیے دوسرے دن معاودت کے ارادے سے کوچ کیا اور قصبہ پونہ کے پاس مقام کیا جے سنگھ نے قرار دیا تھا کہ قطب الدین خان اپنی سپاہ کے ساتھ پونا مین تھانہ جماے اسلئے وہ وہان رہ گیا داؤد خان اور راجہ رائے سنگھ اور دوسرے آدمی چودہ روز کے بعد چوتھی ذیقعدہ کو بڑے لشکر مین پہونچ گئے۔ قطب الدین خان جو پونا کے پاس تھا اُسے خبر ملی کہ مخالفونکی ایک بھاری جماعت قلعہ نارورک کے پاس قیام گزین ہے اسلیئے قطب الدین خان نے اس قلعہ کی تاخت کے ارادے سے کوچ کیا اور اس طرف کا علاقہ برباد کر دیا اور مخالفین کا گروہ جہان سامنے آیا اُسے سزا کو پہونچایا قطب الدین خان اس قلعہ لوہ گڑھ کے پیچھے ٹھہر گیا جب یہ معلوم ہوا کہ مخالفین کا گروہ پہاڑ پر چڑھ گیا ہے تو اُن سے لڑنے کو اپنی سپاہ کا ایک حصہ بھیجا جو سامنے آیا اُسے قضا کے گھاٹ اُتارا بہت سے بھاگ بھی گئے اور تین سو کے قریب آدمی قید ہوئے اور تین ہزار کے قریب مویشی پکڑے گئے۔

اب قلعہ پورندھر کے سامنے ایک بڑا دمدمہ لکڑی اور تختون سے بنوا کر گولہ انداز اور برق انداز تمام آلات کے ساتھ اسپر چڑھا کر قلعہ پر آتش باری کرائی اور یہ دمدمہ اُس برج کے مقابل تھا جو سیوا نے قلعہ کی مضبوطی کے لیے بنوایا تھا جب مخالفون کو اسکا حال معلوم ہوا تو اُنھون نے گولے گولیان۔ پتھر۔ اور دوسری جلانے والی چیزین پھینکنا شروع کین اس عرصے مین اور دوسرے راجپوت دلیر خان کے آدمیون کے ساتھ مدد کو آگئے اور زبردست خان اور آتش خان کا بھی توپخانہ آپہونچا لڑائی خوب ہونے لگی۔ بھگونت سنگھ جے سنگھ کا ایک سردار اور پانسو آدمیون کا افسر تھا وہ اور دلیر خان کا ایک آدمی اور دوسرے راجپوت مارے گئے اور مخالف بھی بہت سے کام آے۔ جے سنگھ نے سبھکرن بندیلے اور ترکتاز خان اور ایک دوسری جماعت کو بھی مدد کے لیے بھیجا۔ دلیر خان اور کیرت سنگھ دمدمے کے پاس کھڑے ہوگئے اور لڑائی کے لیے تاکید کرتے تھے۔ سیوا کا بنایا ہوا برج سفید توپونکے صدمے سے ٹوٹ پھوٹ گیا اور اُسمین بڑا سوراخ ہوگیا۔ سپاہی مکرر یورش کرکے برج سفید کے تلے تک پہونچ گئے۔ دشمن نے برج سفید اور پہن برج (جو برج سیاہ کہلاتا تھا) کے درمیان کی زمین مین بہت سی بارود بچھا دی تھی اس گمان سے کہ اسلامی سپاہ برج سفید پر قبضہ کرلینے کے بعد برج سیاہ کی طرف آے تو اُڑ جاے مگر دشمن نے بے وقت بارود کو آگ دی جس سے خود ہی اُسکے اسی آدمی اُسمین جلکر خاکستر ہوگئے۔ برج سفید پر قبضہ ہو چکنے کے بعد لشکر شاہی چاہتا تھا کہ برج سیاہ پر بھی قبضہ کرلے مگر جے سنگھ نے اس خیال سے روکدیا کہ ایک تو شب قریب

آگئی تھی اور دوسرے دشمن نے دونون برجون کے درمیان کے نشیب مین آگ لگا دی تھی جے سنگھ نے حکم دیا
کہ آج برج سیاہ پر حملہ بند کرکے برج سفید کے پاس مورچے بنا لئے جائین۔ شب کے وقت مخالف کی سپاہ برج سفید
سے نکلکر برج سیاہ مین چلی گئی یہ برج اور اسکے پاس کا برج جو سیوا کے بنائے ہوئے تھے اسلامی سپاہ کے قبضے مین
آگئے توپین برج سیاہ کی طرف لگا دین اور دونون برجون کے مابین جو نشیب تھا اسے پٹوانا شروع کیا پانچ چھ دن
مین اُسے مٹی اور پتھرون سے پٹوا دیا اور اسی زمین پر ایک اونچا مورچہ بنوا کر برج سیاہ کے مقابل رکھا اور دو توپین اُسپر
چڑھا کر علے الاتصال اتنے گولے گروائے کہ برج سیاہ مین سوراخ پڑ گئے جا بجا سے ٹوٹ گیا بہت سے برج نشین مرگئے
اور زخمی بھی ہوے اب دشمن نے اس برج اور اسکے پاس والے برج دونون کو خالی کرکے دیوار کی آڑ مین پناہ لی
اور برج سفید و سیاہ شاہی سپاہ کے قبضے مین آگئے۔

اس زمانے مین قباد خان تھانہ دار پونہ کو معلوم ہوا کہ دشمن کی ایک جماعت موضع برگوب مین جمع ہے اوسنے عبداللہ
اور ابو القاسم اپنے دونون بیٹون کو ایک گروہ کے ساتھ اور رندولہ خان و خواجہ ابو المکارم و راجی و بھائی پسران افضل
بیجاپوری اور دوسرے بادشاہی سپاہیون کو اُدھر بھیجا وہان دشمن کے تین سو سوار تھے وہ تو بھاگ گئے مگر رعایا مین سے
بہت سے آدمی اور مویشی پکڑ کر سپاہی اپنے ساتھ لے آے۔

اب سیوا سمجھا کہ اگر اسیطرح سپاہ شاہی سے مقابلہ کرتا رہا تو بالکل کمزور ہو جائے گا اور قلعہ پورندھر جسمین عزیز و
اقربا پناہ گزین ہین عنقریب مغلوب و مسخر ہوا چاہتا ہے اور اُسکی تسخیر کے بعد قلعہ راج گڑھ پر حملہ ہوگا جہان وہ خود
تمام مال و اسباب و خزانہ و اہل و عیال کے ساتھ متحصن تھا اور اُسکو بھی اسیر ہونا پڑے گا اسلئے اُسنے جے سنگھ
کے پاس سفیر بھیجکر معذرت کی راجہ نے جواب دیا کہ اگر صدق نیت سے یہ بات منظور ہے تو جریدہ بغیر ہتیار و نکے مجھسے
آکر ملے اُسکی ذات کو کچھ نقصان نہ پہونچے گا۔ آخرکار ذیحجہ کو تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ راجگڑھ سے روانہ ہوا
رات ہی مین اُسکی روانگی کا حال جے سنگھ کو معلوم ہو گیا تھا جب دن نکلا تو دلیر خان اور کیرت سنگھ کو جنکا مورچہ
پورندھر کے حصار سے بہت نزدیک جا پہونچا تھا پیغام دیا کہ مورچے اور آگے بڑھا کر یورش کا انتظام کرین دشمنون نے
حصار سے نکلکر مدافعت کا ارادہ کیا لیکن محاصرین نے پے درپے حملون سے اُنکو بھگا دیا اور اُنکے سات آدمی کھیت رہے
اور بہت سے مجروح ہوے جے سنگھ اور دلیر خان اور کیرت سنگھ کے بھی چند ساتھی کام آئے ابھی لڑائی گرم تھی کہ جاسوس
خبر لائے کہ سیوا قریب سیواپور کے آ پہونچا ہے اور وہانکے تھانے دار سردار خان کی رفاقت مین ملاقات کے لیے
آرہا ہے جے سنگھ نے اپنے منشی اودے راج اور اُگرسین کچھواہہ کو استقبال کے لیے بھیجا اور کہلایا کہ اگر آنے سے
یہ مقصود ہے کہ بادشاہ کی تابعداری کی جائے اور تمام قلعون کو شاہی افسرونکے حوالے کر دیا جائے تو شوق سے
چلے آوین کیا د شاہ کے مورد تفضلات ہونگے اور اگر یہ ارادہ نہین ہے تو آنا ضرور نہین کیونکہ عنقریب زور و قوت
کے ساتھ شاہی سپاہ تمام قلعون اور ملک پر قابض ہونے والی ہے اودے راج کو سیوا نے یہ جواب دیا کہ مین
آپکے پاس آ پہونچا ہون جو کچھ بندگی و دولت خواہی کے مناسب ہوگا عمل کرونگا اور اودے راج کے پہونچنے سے

تھوڑی دیر بعد ہی لشکر مین خود پہونچ گیا۔ جے سنگھ نے جانی بیگ بخشی کو بھیجا کہ سیوا کو لے آے جب وہ خیمے مین
داخل ہوکر جے سنگھ سے ملا تو راجہ نے اس سے معانقہ لیا اور اپنے پاس بٹھا لیا۔ سیوا نے معذرت کے بعد کہا کہ قلعہ
پورندھر اور دوسرے بہت سے قلعون کو امید فضل شاہی پر نذر کرتا ہون اور آیندہ سے بادشاہ کا مطیع رہون گا
جے سنگھ نے اُسکا عذر قبول کرکے جان و مال سے امان دی اور غازی بیگ میر توزک کو اشارہ کیا کہ سیوا کے
ایک آدمی کو ساتھ لیجا کر دلیر خان اور کیرت سنگھ سے کہے کہ چونکہ سیوا نے اطاعت قبول کر لی ہے اور ہم نے اُسکی
خاطر سے اہل قلعہ کو امان دی ہے اسلیے اب انکو تباہ نہ کیا جاسے بلکہ جان بخشی کی جائے اور وہان سے سیوا کے
اہلکار و سپاہیونکو رخصت کرکے اپنے آدمیون کے قبضے مین لے لین سیوا کے آدمی نے قلعہ کے دروازے پر
پہونچکر سارا حال کہدیا اور کہا کہ بے چون و چرا قلعہ خالی کر دو اور اب تم سے سپاہ شاہی تعرض نہ کرے گی اُنھون نے
قبول کیا۔ سیوا جریدہ آیا تھا جے سنگھ نے اُسے اپنے لشکر مین ٹھیرایا اور اُسکی بہت خاطر کی۔ دوسرے دن قرارداد
کے موافق قلعہ کے تمام آدمی کیا عورت اور کیا مرد جن مین چار ہزار جنگ جو سپاہی تھے قلعہ سے نکلے اور بار شاہی
ملازم اُس قلعہ مین داخل ہوگئے اور اپنا تصرف کر لیا جے سنگھ نے سید محمد جواد کو جو بیوتات لشکر کا دیوان تھا حکم دیا
کہ جاکر ہتیار اور ذخیرہ رسد و توپخانہ اور دوسری اشیا ضبط کرلے۔ سیوا نے آج اور دوسرے پانچ قلعے جنکے نام
یہ ہین لوہ گڑھ۔ ایسا گڑھ۔ تنکی۔ تکونہ اور روہیڑہ پیش کش کیے۔ جے سنگھ نے راجہ سجان سنگھ بوندیلہ کو جو قلعہ پورندھر
کے پیچھے راجگڑھ کے راستے مین سپاہ لیے ہوے پڑا تھا حکم دیا کہ اپنے چھوٹے بھائی اندرمن کو کچھ سپاہ کے ساتھ
قلعہ روہیڑہ پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجدے اور قباد خان تھانہ دار پونہ کو لکھا کہ ڈیڑھ ہزار سوار و نکے ساتھ جاکر
دوسرے قلعون پر قبضہ جمالے۔

سیوا نے اپنے آنے سے قبل جے سنگھ کے پاس آدمیون کو بھیجنا شروع کر دیا تھا اور اُنکے ذریعہ سے راجہ نے
اُسکو بار بار کہلایا تھا کہ بادشاہ کی اطاعت کے بغیر فائدہ نہ ہوگا ادھر راجہ نے عالمگیر کو عرضداشت لکھکر اُسکے قصورات
کی معافی کی درخواست کی تھی اور ایک فرمان معافی و خلعت عنایتی اوسکے لیے چاہا تھا چنانچہ جے سنگھ کی خاطر سے
بادشاہ نے یہ چیزین بھیجدی تھین جبدن یہ چیزین راجہ کے پاس پہونچین اوسی دن سیوا حاضر ہوا تھا چنانچہ
پچھلے دن مین بادشاہ کے حکم اور خلعت کا جے سنگھ نے استقبال کیا۔ اور اُس نے جب سیوا کو یہ خبر پہونچائی تو
فی الجملہ اُسکے دل کو اطمینان ہوگیا اب جے سنگھ نے سیوا سے کہا کہ اس ملک کے تمام قلعے جو اُسکے قبضے مین ہین
بادشاہ کے سپرد کردے بہت سی گفت و شنید کے بعد یہ قرار پایا کہ ۳۵ قلعون مین سے جو زمان حکومت نظام الملک
سے اُس سرزمین مین ہین اور سیوا کا اونپر قبضہ ہے اُن مین سے ۲۳ قلعے جن مین پورندھر اور رودرمال جیسے
بڑے بڑے قلعے بھی شامل تھے اور اُنکے متعلق کا سارا ملک جسکی آمدنی دس لاکھ ہُن تھی خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے کہ
ہن طلائے مسکوک کا نام ہے یعنی وہ ایک قسم کی اشرفی جو دکن مین رائج تھی سیوا نے بادشاہ کے ملازمون کو دینا
چاہا ہے اور کہا کہ بارہ قلعے جنکے متعلقہ ملک کی آمدنی ایک لاکھ ہُن ہے بدستور سابق اُسکے پاس رہین اور سیوا اپنے

ملک کو لوٹ جاے اور اپنی بجاے اپنے بیٹے سنبھا کو جو آٹھ برس کا تھا جے سنگھ کے پاس بھیجدے اور وہ بادشاہی چاکرون مین شمار ہوکر راجہ کے ساتھ رہے اور جب کوئی مہم اس ملک مین پیش آئے تو سیوا اُسکے سرانجام مین کوشش کرے اس قرارداد کے بعد جے سنگھ نے دو گھوڑے ساز طلائی کے ساتھ اور ایک ہاتھی دیکر رخصت کیا اور کیرت سنگھ کو سیوا کے ساتھ کردیا کہ وہ جاکر قلعوں پر قبضہ کرے اور قلعہ کندانہ کی قلعداری زاہد خان کے ہاتھ مین دیدی یہ قلعہ بہت زبردست تھا اور اسیطرح قلعہ پورندھر زبردست تھا دونون ایک سا استحکام رکھتے تھے جو قلعے بادشاہی ملازمون کو دینا ٹھہرے اُنکے اسماء یہ ہین۔ نام مختلف کتابون مین مختلف حروف سے لکھے ہوئے ہین مین نامہ مظفری مؤلفہ منشی محمد مظفر حسین سے صحیح کرکے لکھتا ہون۔

(۱) پورندھر (۲) رودرمال (۳) کندانہ (۴) کھند کلہ (۵) لوہ گڑھ (۶) ایسا گڑھ (۷) تنکی (۸) تکونہ (۹) روہیڑہ (۱۰) ناردرک (۱۱) ماہولی (۱۲) بھنداردرک (۱۳) پس کھول (۱۴) روپ گڑھ (۱۵) بکگڑھ (۱۶) مورنجن (۱۷) مانک گڑھ (۱۸) سروپ گڑھ (۱۹) ساکر گڑھ (۲۰) مرک گڑھ (۲۱) انکولہ (۲۲) سون گڑھ (۲۳) مان گڑھ۔

۱۴ ذیلقعدہ کو سیوا نے اپنے بیٹے سنبھا کو جے سنگھ کے پاس بھیجدیا اور راجہ نے بادشاہ سے استدعا کرکے سنبھا کے لئے منصب کی درخواست کی تھی بادشاہ نے اُسکے لیے پنجہزاری ذات و سوار کا منصب بھیجا اور ایک فرمان بھی اُسکے ساتھ بھیجا جسمین مہربانی کا مضمون تھا ۲ ربیع الاول کو یہ فرمان وغیرہ راجہ کے پاس پہونچے۔ راجہ نے سنبھا کو ایک دربار کرکے جانی بیگ بخشی کے ہاتھ سے دلوادیا اور اپنی طرف سے خلعت اور ایک ہاتھی ساز نقرئی کے ساتھ دیا۔ چند روز کے بعد سیوا بھی راجگڑھ سے آگیا۔

عادل خان حاکم بیجاپور سے اس سے قبل بعض تقصیرات سرزد ہوئی تھین اور اُسنے پیشکش نہ بھیجا تھا اس زمانے مین اس امر کی درستی اور اصلاح کے لیے اپنے ایک سردار ملا احمد نائیہ کو بھیجا ۲۶ ربیع الاول کو یہ سفیر لشکر سے ۶ کوس پر پہونچا تھا جے سنگھ نے اپنے منشی اودے راج کو اُسکے استقبال کے لیے بھیجا اور تین دن کے بعد جے سنگھ نے راجہ راے سنگھ اور کیرت سنگھ کو ملا احمد کے لانے کے لیے بھیجا انھون نے لاکر راجہ سے ملاقات کرائی جسنے بہت عزت سے ملاقات کرکے دو عربی گھوڑے ساز طلائی کے ساتھ اور ایک ہاتھی چاندی کے ہودے کے ساتھ اور زر نقد اور کپڑا دیکر رخصت کردیا عادل خان نے بھی راجہ کے لیے دو ہاتھی اور گھوڑے سے جڑاؤ ہتیار اور جواہر ملا احمد کے ہاتھ بھیجے تھے وہ اُس نے پیش کردئے اسوقت سیوا جے سنگھ کے دربار مین بیٹھا ہوا تھا ایک اسکو اجازت نہ تھی کہ ہتیار لگاکر آئے جے سنگھ نے سیوا کو ایک تلوار اور ایک جمدھر ساز مرصع کے ساتھ دیکر لگانے کی اجازت دی جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ جے سنگھ نے سیوا کو مغلوب کرلیا تو خلعت خاص اور شمشیر خاصہ ساز مینا کار کے ساتھ اور ایک ہاتھی نقرئی سامان اور زربفت کی جھول کے ساتھ بھیجا اور اُسکے منصب مین دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر کئے یہانتک کہ منصب اُسکا اصل اور اضافہ ملاکر ہفت ہزاری ذات و ہشت ہزار سوار

دو اسپہ وسہ اسپہ کا ہوگیا اور جے سنگھ کے بیٹے رام سنگھ کو جو بادشاہ کے پاس موجود تھا خلعت اور کچھ مرصع زیور اور
ایک ہتھنی بخشی ۔ دلیر خان و داؤد خان و راجہ رائے سنگھ سیسودیہ کو بھی خلعت بھیجے دلیر خان کے ایک ہزار سوار دو اسپہ
وسہ اسپہ ہوئے جسکا منصب اصل و اضافہ ملاکر پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار کا ہوگیا جنمین سے دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ تھے
اور راجہ سجان سنگھ بوندیلہ کا منصب سہ ہزاری ذات و سہ ہزار سوار و یا نصد سوار دو اسپہ وسہ اسپہ کا ہوا اور کیرت سنگھ
دو ہزار و پانصد ذات و دو ہزار سوار کو ہونچا اور ترکتاز خان منصب سہ ہزاری ذات و پانسو سوار سے سربلند ہوا۔

عالمگیر کے حکم سے جے سنگھ کی عادل شاہ
والی بیجاپور کے ملک پر یورش

والی بیجاپور کے بادشاہ کی مخالفت کی یہ وجہ تھی کہ اُسنے حسب معاہدہ ایک کروڑ روپیہ پیش کش کا جو اسپر چاہیئے تھا
ادا نہین کیا شاہجہان بادشاہ کے عہد سلطنت مین جب اورنگ زیب صوبہ دکن کا ناظم تھا اور ملک بیجاپور مین
طوائف الملوکی سے نہایت بدنظمی پھیلی ہوئی تھی تو اورنگ زیب نے بیجاپور پر لشکرکشی کرکے قلعہ بیدر اور قلعہ کلیان
فتح کرلئے تھے اور قریب تھا کہ ملک بیجاپور پر بھی قبضہ کرلیتا کہ عادل شاہ نے منت و عاجزی کرکے ایک کروڑ
روپیہ دینے کا وعدہ کیا اورنگ زیب نے جان و مال اور نام و ناموس کا احسان رکھکر اپنا لشکر اُسکے ملک سے ہٹا لیا
اور خود اورنگ آباد چلا آیا ۔ اُسکے بعد شاہجہان بادشاہ کی علالت کا واقعہ پیش آیا اورنگ زیب تخت و تاج کے لیے دکن
سے دارالسلطنت کو چلا آیا اور ایک عرصہ دراز تک مدعیان سلطنت کے ساتھ جنگ و جدل کرتا رہا اسلیے والی
بیجاپور کو عرصے تک آزادی کا موقع مل گیا اور زر معاہدہ کے ادا کرنے مین تساہل و بے پروائی کرنے لگا جب بادشاہی
فرمان تاکید کا جاتا وہ بیجا بہانے بناتا حالانکہ سلاطین سلف کے اندوختہ اُسکے پاس جمع تھے مگر وہ اپنی ناداری کے عذرات
لکھتا تھا ان سب باتوں کے ساتھ جب سیوا نے اُسکے ملک پر غلبہ پایا اور چند قلعے چھین لیے جنمین کہ قلعہ پنالہ کہ بہت بڑا
قلعہ اس ملک کا تھا وہ بھی لے لیا تو عادل شاہ بہت گھبرایا اور اُسنے اورنگ زیب کو عرضی نہایت خوشامد و عاجزی
سے لکھی اور سابق و حال کے پیش کش کے ادا کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ اورنگ زیب نے سیوا کی تنبیہ و تادیب کیلیے
فوج قاہرہ بھیجی اور اُسکی ایسی گوشمالی کی کہ اُسنے پناہ مانگی اور والی بیجاپور اُسکے پنجۂ ظلم سے محفوظ رہا ان سب احسانات
کے باوجود والی بیجاپور نے مکر و شرارت سے ہاتھ کوتاہ نہ کیا سیوا کی لڑائی کے وقت جب اورنگ زیب نے عادل شاہ
کو لکھا کہ ایک طرف سے بادشاہی لشکر سیوا کے استیصال مین کوشش کرے اور دوسری طرف سے بیجاپور کا لشکر
اُسکا قلع و قمع کرے عادل شاہ نے بظاہر بادشاہ کے حکم سے کچھ اپنا لشکر سیوا کی حدود مین متعین کیا جس سے بادشاہ
کی اطاعت ثابت ہو لیکن باطن مین وہ یہی سمجھتا تھا کہ سیوا کے فساد کا مٹنا میری خرابی حال کا مقدمہ بنیگا
وہ یہی چاہتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان مین سیوا حائل رہے اسلیے مصلحت کار کے لیے سیوا
کے پاس ولی موافقت کے نامہ و پیام بھیجے اور اُسکے ساتھ ہمداستان ہوکر اُسکی مدد کی زر نقد اور رسد اُسکے
پاس بھیجی اور قطب الملک والی گولکنڈہ حیدرآباد کو اُسکی کمک کے لیے آمادہ کیا لیکن ان سب جوڑ توڑ

کے ساتھ عالمگیر کو عرضیان برابر بھیجتا رہا اور اپنا رسوخ جتاتا رہا جب بادشاہ کو اُسکے مکر کا یہ سب حال معلوم ہوا
اور سیوا کی مہم سے لشکر فارغ ہوا تو راجہ جے سنگھ کو عالمگیر کا حکم پہونچا کہ وہ تمام ملک جو سیوا سے فتح کیا ہے اُسکا
انتظام کرکے ولایت بیجاپور پر حملہ کرے اور تمام ملک مین ہل چل ڈالدے اور قلعۂ بیجاپور سے تلے تک نہ جائے
اور اُسکے محاصرے کا ارادہ نہ کرے جسقدر ممکن ہو اُس ملک کو لوٹ مارسے برباد کردے اور جہان دشمن کی
سپاہ پائے اُسے تباہ کرے تاکہ عادل خان نادان کو غفلت سے تنبیہ ہو جاے چنانچہ ۱۰۷۶ھ سنہ ہجری مین جے سنگھ
مع اُس فوج کے جو اُسکے ساتھ سیوا کی مہم سے فارغ ہوئی تھی ۲۲ جمادی الاولے سال مذکور کو قطب الدین خان
ودلیر خان وداؤد خان وراجہ راے سنگھ اور سیوا کے ساتھ قلعہ پورندھر سے کوچ کرکے منزل مقصود کی طرف
روانہ ہوا ترتیب اُسنے اپنی سپاہ کی یہ رکھی کہ درمیان مین اپنی رکاب کی سپاہ خاص کو رکھا اور الٹی طرف دلیر خان
وجگت سنگھ ہاڈہ و مانکوجی وناروجی وسید علی بیجاپوری وبھوجراج کچھواہہ واودے بھان راٹھور وسید منور خان بارہ
وزبردست خان ورام سنگھ وبرق انداز خان وبادل بختیار وجانی خان بخشی ومحمد لطیف دیوان لشکر شاہی وخواجہ
عبدالصمد خان پسر عالی خان اور جے سنگھ کی چیدہ سپاہ جو سب ملکر بارہ ہزار آدمی کا مجموعہ تھا مقرر ہوئی انکے علاوہ
سرفراز خان وغالب خان ودتاجی ورستم زاد ودیردل خان وسید نجابت بارہ وپورنمل بوندیلہ ونرسنگھ گوڑ ولودی خان
وچتربھوج چوہان وآتش خان داروغہ توپخانۂ شاہی مع پانسو بندوقچیون کے اور راناے اودیپور کے ہزار سوار کہ
سب ملکر ساڑھے سات ہزار آدمی تھے اس جانب متعین ہوئے اور سیدھے ہاتھ کی افسری داؤد خان کو ملی اور راجہ
سجان سنگھ اور شرزہ خان دکھنی وجوہر خان حبشی وراؤ امرسنگھ چندراوت ومحمد صالح ترخان ومسعود خان
وسرنیکجی بھوسلہ اور افضل بیجاپوری کا بیٹا واندرمن بوندیلہ وسید زین الدین خان بخاری وسید مقبول عالم مع
ایک جماعت لشکر کے کہ چھ ہزار آدمی تھے اُسکے ساتھ متعین ہوئے اور ہیرول کی افسری راجہ راے سنگھ سیسودیہ کے
سپرد ہوئی۔ جادون راے مرہٹہ ومانا جی وشرزانیکجی وبھوجی ودولتمند خان اور ایک دوسرا گروہ مرہٹون کا
اور سوبھ کرن ودترسین بوندیلہ ونرسنگھ گوڑ وتیز رو اسماعیل نیازی اور ایک جماعت جو سب چھ ہزار آدمی تھے
یہ سب اُسکے ساتھ متعین ہوئے اور قطب الدین خان وبلال خان ودلاور خان وداؤد چرام وچروجی اور ایک
جماعت مرہٹونکی وسید علی اکبر بارہ وخداوند حبشی وشیخ عبدالمجید شیرازی ومرزا محمد اور دوسرا گروہ جو سب دانکا
لشکر کے عقب کی حفاظت کے لیے مقرر ہوا اور کیسری سنگھ مع ایک سپاہ کے قلب لشکر اور ہراول کے درمیان
متعین ہوا اور فتح جنگ خان وحسن خان وعبدالرسول اور ایک دوسری جماعت الٹی طرف کے لشکر کی امداد
وحفاظت کے لیے مقرر کی اور مغلونکی دو فوجین کہ ایک ہسوار خان کی ماتحتی مین تھی اور دوسری ترکتاز خان کی
افسری مین اسواسطے مقرر ہوئین کہ سیدھی اور الٹی طرف بطور قراولی کے کام کرین (یہ رسالہ کامل معروف
بہ عالمگیر نامہ قلمی مولفہ منشی محمد کاظم مین آدمیون اور مقامون اور دریاؤن کے نامون کو کاتب نے مختلف
مقامونپر ایکسا مشتبہ لکھا ہے کہ اُنکی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ صحیح ہین یا غلط)

ابھی بیجاپور لشکر جے سنگھ کے ساتھ دو منزل چلا تھا کہ ابو محمد نبیرہ بہلول خان جو عادل خان کا سردار تھا راجہ
جے سنگھ کے پاس اپنے مالک سے باغی ہو کر چلا آیا راجہ نے اُسکی خاطر داری کی اور ایک مرصع تلوار
اور دو گھوڑے اور کچھ کپڑے اپنی طرف سے دئے جب بادشاہ کو اسکے آنے کا حال معلوم ہوا تو منصب
پنجہزاری ذات اور چار ہزار سوار کا عطا کیا اور حکم دیا کہ راجہ جے سنگھ کے ساتھ شریک مہم رہے۔ راجہ نے اسکو
سبھی طرف کی سپاہ میں مقرر کر دیا یہ تمام لشکر، جمادی الاخری کو قلعہ پٹن (یا پھلتن) سے دس کوس کے
فاصلے پر پہونچا قلعہ ولایت بیجاپور کی سرحد پر واقع تھا جے سنگھ نے سیوا اور اُسکی فوج کے ایک حصے کو
اس قلعہ کو فتح کرنے کے لئے بھیجا اور آپ مقام کر دیا تین دن کے بعد معلوم ہوا کہ مخالف کی فوج تاب مقابلہ لا کر
بے لڑے بھڑے اُس قلعہ کو خالی کر گئی جے سنگھ نے نارو جی (یا مارو جی) اور بھلاجی کو کچھ فوج کے ساتھ اُس کی
حفاظت کے لیے مامور کیا اور خود ۱۱ تاریخ ماہ مذکور کو دریاے نیرا (یا ہیلر) کے کنارے مقام کیا۔ اور نیتاجی کو
اُسکی سپاہ کے ساتھ قلعہ منگل بیدھ کی فتح کے لیے مقرر کیا جہاں سے بیجاپور سولہ کوس پر واقع تھا۔ سیوا نے
اپنی ایک دوسری سپاہ قلعہ مابورہ کی تسخیر کے لیے جو پھلتن سے سات کوس پر واقع تھا بھیجی تھی آج خبر آئی
کہ اسکی سپاہ نے قلعہ مابورہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ جے سنگھ مع تمام سپاہ کے دریاے نیرا سے کوچ کر کے آگے کو
روانہ ہو کر اور ہر روز فوج کو ترتیب دیکر آگے چلتا۔ چند منزل پر خبر پہونچی کہ قلعہ کھاون کے آدمی بادشاہی سپاہ
کی آمد کا حال سنکر قلعہ کو خالی کر کے بھاگ گئے ہیں راجہ نے مسعود خان کے ساتھ تین سو بندوقچی اور چند منصبدار
کر کے اس قلعے پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا۔ ۲۱ ماہ مذکور کو راجہ مقیم تھا کہ جاسوسوں نے خبر دی کہ نیتاجی اپنے
ہمراہیوں کے ساتھ قلعہ منگل بیدھ کے پاس پہونچا قلعہ نشین ڈر کر قلعہ خالی کر کے بھاگ گئے جے سنگھ نے
اودے سنگھ بھدوریہ کو قلعہ کی حفاظت کے لیے بھیجا اور سرفراز خان کے سپرد علاقے کی حکومت کی دوسرے دن
کوچ ہوا قلعہ منگل بیدھ یہاں سے دو کوس پر تھا اسلیے جے سنگھ خود اسکے ملاحظے کو گیا دیکھا تو قلعہ نہایت عالیشان
اور مضبوط پایا پتھر کا بنا ہوا تھا چارونطرف گہری خندق تھی دو توپیں دس زنبورک اور تین سو بان اُس میں
موجود تھے۔ راجہ نے اپنی طرف سے توپچی اور بان انداز اور دوسرے آدمی مقرر کئے اور تھوڑا غلہ بھی کھانے کو
بھیجدیا۔ ۲۵ ماہ مذکور کو اثناے راہ میں غنیم کے قراول دور سے نمایاں ہوئے اور رات کو انھوں نے اس
لشکر کے پاس آکر چند بان پھینکے راجہ کے حکم سے مورچوں سے سپاہی بڑھے اور مار بھگایا۔ بعد اسکے جاسوس
خبر لائے کہ سپاہ دشمن کا ایک انبوہ یہاں سے پانچ کوس پر مقیم ہے راجہ نے دوسرے دن یہاں مقام کیا
اور دلیر خان و راجہ راے سنگھ و قطب الدین خان و قباد خان و کیرت سنگھ و فتح جنگ خان و ابو محمد و سیوا
وغیرہ کو اُنسے لڑنے کے لیے بھیجا۔ دشمن کی سپاہ اُنکی آمد کا حال سنکر اپنے کیمپ کو چھوڑ کر ذرا پیچھے ہٹ کر جم گئی
جب ادھر کی فوج کیمپ میں پہونچی تو اُسے خالی پایا یہاں سے قدرے اور آگے بڑھی تو اب دشمن کی سپاہ نظر آئی
جو کوئی بارہ ہزار کے قریب سوار تھے جنکے افسر جادون کلیانی واکوجی بھوسلہ وغیرہ تھے یہ تمام سپاہ مدافعت کو

صف آرا تھی ادھر سے دلیر خان و راجہ راے سنگھ و کیرت سنگھ نے حملہ شروع کیا۔ دشمن نے اپنی سپاہ کے چار حصے
کئے ایک حصہ شاہی سپاہ کے میمنہ پر حملہ آور ہوا اور دوسرے نے میسرہ کی طرف حملہ کیا اور تیسرا سپاہ شاہی کے درمیانی
حصے کے پیچھے گیا اور ایک حصے نے قراول کی فوج پر دھاوا کیا راجہ راے سنگھ میمنہ کی سپاہ پر حکمران تھا اس پر
نہایت سختی سے حملہ ہوا سوبھکرن اور ترسین راے سنگھ کے آگے تھے خوب لڑے یہانتک کہ اپنے مقابلوں کو بھگا دیا
یاقوت حبشی جو ان میں کا سردار تھا اور پندرہ دوسرے نامی آدمی کام آئے اور جھنڈے اور گھوڑے اور بہت سا
سامان ان کا چھوٹ گیا دلیر خان دشمن کے دوسرے حصوں سے لڑتا رہا بہت سی لڑائی کے بعد مخالف وہاں سے
چلے گئے جب شام کا وقت ہوا اور لشکر چھ کوس پر مقیم تھا تو سواروں نے تعاقب مناسب نہ سمجھا اور لشکرگاہ کو
لوٹ گئے جب دشمن کو معلوم ہوا کہ بڑھی ہوئی سپاہ لوٹ گئی تو واپس ہو کر لشکر کے دونوں طرف سے بان مارنے
لگے جے سنگھ کے لشکر میں سے آدمی اسکی لڑائی کے لیے نکلے تو بھاگ گیا سپاہ جب لشکر میں لوٹنے لگی تو پھر غنیم کے آدمی
نمودار ہو کر حملہ کرنے لگے۔ غرض دشمن نے اس طرح لڑائی شروع کی کہ جب جے سنگھ کے سپاہی جواب دہی کو آمادہ
ہوتے تو بھاگ نکلتا اور جو کمریں کھول ڈالتے تو پھر لڑائی شروع کر دیتا اس عرصے میں مخالف کے ایک جتھے نے بنیاجی
پر جو جے سنگھ کی سپاہ کے پچھلے حصے کی محافظت پر مع فوج کے مقرر تھا ہلہ بول دیا بنیاجی لڑنے لگا کہ ایک دوسرا حصہ
مخالفوں کا اسپر ٹوٹ پڑا اسپر کیسری سنگھ و فتح جنگ خان اسکی اعانت کو پہونچ گئے اور مخالفین بھاگ نکلے
اسوقت ایک گولہ جزائل کا جادون گلیانی کے مجمع میں سے گرا اور اس سے کئی آدمی مارے گئے پھر دشمن کے
ایک اور گروہ نے راجہ راے سنگھ پر حملہ کیا لیکن کیسری سنگھ اور قطب الدین خان کے اسکی کمک کو پہونچ
جانے پر بھاگ گیا۔ دلیر خان شام کے وقت اپنی سپاہ کے ساتھ لشکرگاہ میں پہونچ گیا اسی تاریخ اودے سنگھ
قلعدار رنگل بیدھ کی تحریر پہونچی کہ اگلے دن صبح کے وقت دشمن کی تین فوجیں جو تقریباً چھ ہزار آدمیوں پر
مشتمل تھیں اس قصبے میں آئیں اور قلعے کے دروازے کے قریب صف بندی کر کے کھڑی ہو گئیں باوجودیکہ
جے سنگھ نے احتیاطاً سرفراز خان سے کہدیا تھا کہ اگر دشمن کی بھاری فوج ادھر آئے تو اس سے جنگ کا ارادہ
نہ کرے کیونکہ اسکے ساتھ آدمی کم تھے لیکن اسنے ہدایت پر عمل نہ کیا اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ پر اپنے تھوڑے
سے ساتھیوں کے ساتھ دشمن سے لڑنے لگا خود بھی مارا گیا ساتھی بھی بہت سے کام آئے اس واقعہ کے بعد
اسکے بیٹے بھتیجا اور ہاتھیوں کے ساتھ قلعے میں چلے گئے مخالفین دروازے تک آئے مگر قلعہ پر سے مار مار
ہونے کے سبب لوٹ گئے جے سنگھ نے دو دن تک وہاں قیام کر کے ۲۹ کو کوچ کیا منزل کے قریب یکم رجب کو
جاسوس خبر لائے کہ دشمن کا ایک بھاری لشکر آرہا ہے جے سنگھ نے مقصود علی دانشمندی کو قراول کے طور پر
بھیجا کہ معلوم کرے کہ کل کتنی سپاہ ہو گی اس نے واپس ہو کر کل حال بیان کیا اور کہا کہ [illegible] سرعت کے ساتھ
ادھر آرہا ہے راجہ نے قباد خان اور آتش خان داروغہ توپ خانہ کو لشکر کی محافظت کے لیے مقرر کر کے راے سنگھ
اور قطب الدین خان کو حکم دیا کہ اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ لشکرگاہ سے باہر نکل کر کھڑے ہو جائیں اور خبردار رہیں اور

آپ سرداری سپاہ کے ساتھ منزل کے قریب سے لوٹا اور غنیم سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا آدھ کوس چلا تھا کہ غنیم کی سپاہ
نمودار ہوئی اور ابوالمحمد پسر بجتپرہ او [illegible] پاس شدی معروف بہ شرزہ خان و خواص خان و بہلول خان و محمد اخلاص خان
و سیدی مسعود و شیدی عبدالعزیز نے نواب عبدالکریم تمام فوج کے ساتھ مرتب ہوئے اور اپنے قاعدے کے موافق ایک
[illegible] سیدھی طرف اور ایک الٹی طرف مصروف ہوا لڑائی ہونے لگی جے سنگھ نے دلیر خان کو فوج ہراول کے ساتھ
اُس فوج پر حملہ کرنے کا حکم دیا جو الٹی جانب سے آ رہی تھی اور آپ دشمن کے قلب پر حملہ کر دیا کیرت سنگھ و فتح جنگ خان
اور سیوا کو اپنے آگے آگے بھیجا اچل سنگھ کچھواہہ راجپوتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس جماعت سے پیشتر دوڑ کر دشمنوں
پر حملہ آور ہوا۔ غنیم نے اپنی عادت کے موافق پسپائی اختیار کی جے سنگھ کی سپاہ نے اُسکا تعاقب کیا اور اتنی نزدیک
پہونچی کہ اُنکو بھاگنا مشکل ہو گیا اسلیے دشمن پلٹ پڑا اور تمام آدمی اُسکے تلواریں لے لے کر لڑنے لگے اچل سنگھ اور اُسکے
آدمیوں نے داد شجاعت دی دشمن کے سو کے قریب آدمی کام آے اور بہت سے زخمی ہوئے آخر کار غنیم کی سپاہ
بھاگ نکلی جے سنگھ کی سپاہ نے تین کوس تک تعاقب کیا داؤد خان نے اُس فوج سے لڑائی شروع کی جو اُس کے
مقابل تھی اور اُنکو مار بھگایا۔ راجہ سجان سنگھ نے کہ ہراول میں تھا خوب کام کیا دلیر خان الٹے ہاتھ کی فوج پر حملہ آور ہوا
بہت [illegible] تیر و بندوق سے گذر کر تلوار پر پہونچی تو دشمن بھاگ نکلا۔ رجب کی دوسری تاریخ جے سنگھ کی سرکردگی میں لشکر
بیجاپور سے پانچ کوس کے فاصلہ پر پہونچکر ٹھہر گیا اور سات دن تک یہاں مقیم رہا۔ عادل شاہ نے بیجاپور کے مضبوط قلعہ کو
نہایت مستحکم کر کے بہت سی توپیں۔ رہکلے اور دوسرا بے تعداد سامان مدافعت جمع کر لیا اور مقررہ آدمیوں کے
سوا تیس ہزار کرناٹکی سپاہ اور رکھلی اور اچھی طرح رسد جمع کر لی اور نورس پور اور شاہ پور کے تالابوں کو توڑوا ڈالا اور
قلعہ کے آس پاس دور تک باؤڑیوں اور کنوؤں میں سینڈھ کے درخت اور کوڑا اور مٹی بھروا دی اور تمام آبادی
کو جو قلعہ کے باہر تھی اُجڑوا دیا بادشاہ خود تو قلعہ میں متحصن ہو گیا اور شرزہ خان مہدوی و شیدی مسعود و شیدی
عبدالعزیز و ایکوجی راجہ پسر شاہ بھوسلا اور چند دوسرے سرداروں کو سپاہ کے ساتھ حکم دیا کہ عالمگیر کے ملک میں پھیل کر
اُنکو تاخت و تاراج کریں۔ غرض اُسکی یہ تھی کہ عالمگیری سپاہ یہ خبر سنکر خود اپنے ملک کی حفاظت کے لیے الٹے پاؤں
لوٹ جائے گی اور کچھ سپاہ کو حکم دیا کہ جے سنگھ کی سپاہ سے اور دور رہکر اُسے ستاتی رہے۔ جے سنگھ نے اپنی
سپاہ میں سے بعض کو الٹے بازو پر مقرر کیا اور بعض کو سیدھے بازو پر اور بعض کو لشکر کے سامنے رکھا اور مرہٹوں میں
سے بعض کو الٹے ہاتھ کی طرف کی سپاہ کو مدد پہونچانے کے لیے مامور کیا اور بعض کو عقب کی خبرداری کے لیے
مقرر کیا۔ کبھی اس طرف کی جماعت دوسری طرف کی حفاظت کو بھیجدی جاتی اور کبھی دوسری طرف کی اس طرف کی مدد کیلیے
روانہ کیجاتی۔ ایک دن جادون راے اور دوسرے دکھنی قاعدے کے موافق الٹے بازو کی طرف آگے کو گئے تھے
کہ خبر پہنچی کہ غنیم کے قراول نمایاں ہوئے ہیں راجہ راے سنگھ اور قطب الدین خان جے سنگھ کے ایما سے ادھر
کو بڑھے دو کوس کے فاصلہ پر جلال خان کے قراولوں سے مقابلہ ہو گیا طرفین میں سے ایک نے دوسرے
پر چھاپہ نہ چھوڑے بقیہ دن ایک سپاہ دوسری سپاہ کے مقابل یونہی کھڑی رہی جب شام ہو گئی تو دونوں

مرسلہ سپاہ لشکرگاہ کی طرف لوٹی عادل خان کے آدمیون نے تیز دستی کی اور گروہ گروہ راجہ کے لشکر کی طرف بڑھے
ادھر سے بھی سپاہ تیار ہوکر مقابل ہوئی نانا جی بھوسلہ اور دوسرے مرہٹے جو راجہ رائے سنگھ کے دہنے بازو کی
طرف تھے آکر رائے سنگھ کی جماعت پر حملہ آور ہوئے رائے سنگھ نے انکا مقابلہ کیا کچھ مارے گئے کچھ زخمی ہوئے باقی
پسپا ہوگئے اسیطرح عادل شاہ کی سپاہ کے ایک گروہ نے قطب الدین خانکی سپاہ پر حملہ کیا قطب الدین خان
کے دو سو سوار بڑھکر جواب دینے لگے جے سنگھ کو اس لڑائی کا حال معلوم ہوا مورچون سے دلیر خان و داؤد خان و کیرت سنگھ
کو مدد کے لیے بھیجا اور آپ بھی سوار ہوکر لشکرگاہ سے دور جاکر لڑنے کو کھڑا ہو گیا داؤد خان اور کیرت سنگھ کچھ دور نکلے تھے
کہ رستے مین رائے سنگھ اور قطب الدین خان مع اپنی اپنی سپاہ کے لوٹے ہوئے ملے جو دشمن کو بھگا کر واپس
آرہے تھے یہ سب شامل ہوکر پہر رات گذرنے کے قریب جے سنگھ کے پاس پہونچ گئے۔ اسکا یہ ارادہ نہ تھا کہ
قلعہ بیجاپور کا محاصرہ کرے کیونکہ نہ کوئی بڑا توپخانہ جو ایسے قلعہ کے فتح کرنے کے لیے درکار ہے ساتھ تھا اور نہ دوسرے
قلعہ شکن آلات ہمراہ تھے اسلئے بیجاپور کے علاقے کی بربادی پیش نظر رکھی بیجاپور کے پاس نہ کوئی رسد پہونچنے کا
ذریعہ بیجاپوریون نے باقی چھوڑا تھا نہ پانی کا ذریعہ باقی رکھا تھا اسلیے راجہ اور اسکے ساتھیون نے قرار دیا کہ جو لوگ
اہل بیجاپور کی سپاہ سے نکلکر بادشاہی ملک کی تاخت و تاراج کے لیے اسمین گھس گئے ہین انکو نکالنے کے لیے لوٹ
چلنا چاہیے اسلیئے رجب کی نوین تاریخ کو بیجاپور کے پاس سے کوچ کرکے منگل بیدھ کی طرف آئے اور وہانسے
چل کر ۱۵ تاریخ کو دریاے بھیونرہ (یا بھیوزہ) کے پاس مقام ہوا جے سنگھ لشکرگاہ کے قریب پہونچا تو سیلہ کی
صف بندی کرکے کھڑا ہوگیا دشمن کی سپاہ اپنی عادت کے موافق عالمگیری سپاہ کے پچھلے حصے کے پیچھے پیچھے لگی چلی
آتی تھی سیدھی اور الٹی جانب سے نمودار ہوئی انمین سے ایک حصے نے دلیر خان کی طرف رخ کیا اور ایک حصے نے
داؤد خان پر حملہ کیا اور ایک حصے نے راجہ سجان سنگھ سے معرکہ کیا لیکن ادھر سے ایسا جواب دیا گیا کہ تمام مخالف
شکست پاکر لوٹ گئے جب دشمن کی سب سپاہ بھاگ گئی تو جے سنگھ کے ساتھیون نے آرام و قیام کیا۔ لیکن
رات پڑنے کے بعد پھر دشمن کے سپاہی حملہ کرنے لگے اور ادھر سے سپاہ شاہی جواب دیکر بھگانے لگی۔ ان دونون
جے سنگھ نے سیوا کو قلعہ پنالہ کی طرف بھیجدیا تاکہ وہ ادھر متوجہ رہے اور اگر ممکن ہو تو قلعہ مسخر کرلے اب معلوم ہوا
کہ شرزہ مہدوی اور دوسرے بیجاپوریون کے سردار جو بادشاہی علاقے مین پھیل پڑے تھے وہ یہ سنکر کہ سپاہ شاہی
جے سنگھ کی ماتحتی مین ہماری سرکوبی کو ادھر آرہی ہے بادشاہی ملک سے نکل آئے اور بیجاپور کے وہ سردار جو
سپاہ لیکر جے سنگھ کے پیچھے پیچھے آرہے تھے یہ سب ملگئے جاسوسون نے پربندہ کی طرف سے پہونچکر خبر دی کہ
سکندر برادر فتح جنگ خان بیجاپوریون سے مخالفت کرکے جے سنگھ کے لشکر مین آرہا تھا اور پربندہ سے
چار کوس پر ٹھہرا ہوا تھا کہ شرزہ مہدوی اور بیجاپوریون کے دوسرے سردارون نے جو اس سے قریب تھے یہ حال
سنکر اسکو پیام دیا کہ ہم سے ملاقات کرے اسنے صدق نیت کی وجہ سے جواب دیا کہ اب میرا اور تمہارا ملنے کا مقام
جنگ کا میدان ہے بیجاپوریونکے چھ ہزار سوار اسپر حملہ آور ہوئے اسکے ساتھ صرف سو سوار تھے چالیس سوار تو

خود اسکے ذاتی تھے اور ساٹھ پرینده سے اسکے ساتھ ہو لئے تھے جب دشمن کے سوار اسکے سر پر آگئے تو اسکے ذاتی
سوار تو بوجہ نمکخواری کے رفاقت مین رہے اور دوسرے بھاگ نکلے سکندر نے غایت جوانمردی و غیرت سے گھوڑے
سے اتر کر مقابلہ کیا اور کام آیا اسکا بیٹا اور دو سردار زخمی ہوکر رہ گئے تھے دشمنون نے انکو پکڑ کر شولاپور پہونچا دیا۔
دشمن کی تمام سپاہ متفق ہوکر جے سنگھ کے پیچھے پیچھے سیلاب کی طرح لگی چلی آتی تھی راجہ نے اس ارادے سے کہ انپر قابو
پاکر سزا دے دریاے بھونرہ (یا بھیونرو) کے کنارے تین مقام کئے بیجاپوریونکی یہ عادت تھی کہ وہ جمکر نہین لڑتے تھے
بلکہ ادھر ادھر دوڑتے اور حملہ کرکے بھاگ جاتے تھے اس جگہ دشمن قابو مین نہ آسکا اسلیے یہان سے کوچ کرکے دوسرے
مقام پر دریا کے کنارے پڑاو کیا چندروز تک یہان ٹھہرے۔ دیانتدارے کہ عادل شاہ کا ایک معتمد تھا اپنے آقا
کی طرف سے جے سنگھ کے لشکر مین آیا اور اسکی طرف سے پیام عذر اور اظہار عجز و ندامت کا لایا اور تھوڑے سے مرصع
ہتیار بھی بطریق تحفے کے پیش کئے اس زمانہ مین جے سنگھ نے سید عبدالعزیز بخاری کو منگل بیدھ کی قلعداری پر تعین کیا
اور پہلے قلعدار اودے سنگھ کو اسکی امداد مین رکھا اور قلعہ کی حفاظت و حراست کا بھاری سامان اسکے ساتھ
کیا اور خود ایک زبردست سپاہ کے ساتھ شولاپور اور پرینده کے درمیان رہنے کی تجویز کی اور یہان بھاری بھاری
سامان چھوڑکر ہلکے سامان کے ساتھ دوبارہ بیجاپور کے ملک پر چڑھائی کا مصمم ارادہ کیا چنانچہ ۲۴ ماہ مذکور کو سپاہ کے
ساتھ دریا کو عبور کیا جاسوس خبر لائے کہ سیواجی تپالہ (یا تبالہ) کی تسخیر کے لیے مقرر ہوا تھا اس قلعے کے پاس پہونچا اور پچھلی
رات کے وقت حملہ کیا محصورین کو خبر ملگئی تھی جان توڑ کر مدافعت کی سخت لڑائی واقع ہوئی ایک جماعت مقتول
و مجروح ہوئی سیوا غالب نہ آسکا اسلیے اپنے قلعہ کھلنہ کو جو اسکے ملک مین شامل ہے اور قلعہ تپالہ سے بیس کوس پر واقع
ہے چلا گیا اور اپنی سپاہ کے ایک حصے کو دشمن کے ملک کو لوٹنے اور تباہ کرنے کے لیے بھیجدیا ہے اسوقت اسکا
سپہ سالار نیتاجی اس سے مخالفت کرکے بیجاپوریون سے جاملا ہے۔ ۲۶ ماہ مذکور کو پرینده کے مواضعات مین
سے موضع لبیری مین ٹھہرنے کی غرض سے جے سنگھ نے کوچ کیا اور دوپہر کے قریب ایک نالے کے کنارے جو
لوہری کے پاس تھا پہونچا تو بنگاہ کے عبور کرانے اور بہیر کی حفاظت کے لیے لشکر کی الٹی طرف آپ ٹھہر گیا اور
قراولوں کو ہر طرف بھیجا کر دشمن کی خبر لائین اور دلیر خان نے فوج ہراول کے ساتھ قاعدے کے موافق آگے سے پہونچکر
لشکرگاہ کے سامنے اپنی سپاہ کی صف بندی کرلی تھی اسوقت دشمن کی سپاہ کا ایک حصہ ظاہر ہوا داود خان
جے سنگھ کے اشارے سے نالے کو عبور کرکے دوسرے کنارے پر فوج کی صف بندی کرکے کھڑا ہوگیا اور
دلیر خان اپنی جگہ سے اور بھی ہٹ گیا اور اس جگہ ٹھہرا جہان مخالف کا بان پہونچ سکے جے سنگھ قطب الدین خان کو
لشکر کے پیچھے اور راے سنگھ کو الٹی طرف اپنی جگہ مقرر کرکے خود جلد نالے کو عبور کرکے دلیر خان اور داود خان کی سپاہ کے درمیان
مین ٹھہر گیا سات ہزار کے قریب آدمی غنیم کے بڑے لشکر سے نکلکر راجہ اور داود خان کے سامنے صف باندھ کر
کھڑے ہوگئے انمین سے بعض نے دلیر خان کی طرف رخ کیا جے سنگھ نے کیرت سنگھ اور فتح جنگ خان کو کچھ
سپاہ کے ساتھ دلیر خان کی مدد کو بھیجا تھوڑے عرصے کے بعد ان سات ہزار سوارون مین سے کہ راجہ اور

داؤدخان کے مقابل تھے ایک حصے نے نکلکر دلیرخان کی طرف تیزی سے بڑھکر اُسپر حملہ کیا جے سنگھ یہ حال دیکھکر اپنے
ساتھ کی سپاہ کے ساتھ خان مذکور کے پاس پہونچ گیا اور پہر دن رہے دشمن کے سوار دلیرخان سے لڑنے لگے
خوب تیغ زنی ہوئی جہان جہان دشمن کا حملہ جے سنگھ کی سپاہ پر ہوتا دلیرخان وہان وہان مدد کو پہونچتا آخرکار
دشمن کے سوار بغیر کسی کامیابی کے بھاگ نکلے اور اُس سپاہ سے مل گئے جو راجہ اور داؤدخان کے مقابل کھڑی
تھی جے سنگھ نے دلیرخان کو بلاکر اپنے بازو پر کھڑا کر لیا اور کیرت سنگھ و فتح جنگ خان کو اپنے سامنے بھیجکر لڑائی
شروع کرائی ۔ کیرت سنگھ اور راجہ کے راجپوت اور فتح جنگ خان اور دوسرے نامجو آدمی خوب لڑے اس لڑائی
مین ہرناتھ نے ۱۲ زخم کھاکر وفات پائی ۔ جے سنگھ کے بہت سے راجپوت زخمی اور قتل ہوے سید مظفرخان بارہ داماد شیر شمشیر
اور اُسکا بھائی قلب لشکر سے نکلکر دشمن پر مردانہ حملے کرنے لگے جے سنگھ نے بھی بذات خود قدم بڑھایا آخرکار دکھنی مغلوب
ہوکر بھاگ نکلے دو کوس تک اُن کا تعاقب ہوا جے سنگھ اب فوج کو مرتب کرکے اور کیرت سنگھ کو اپنے پچھلے حصے
کی حفاظت کے لئے تعین کرکے قیام گاہ کو روانہ ہوا ایک پہر اور تین گھڑی رات گئے منزل گاہ مین داخل ہوگیا
ایک سو نوے آدمی جے سنگھ کے ساتھیون مین سے کام آئے اور ڈھائی سو کے قریب زخمی ہوئے اور بہت سے
گھوڑے زخمی و قتل ہوئے اور بیجاپوریون کے چارسو سے زیادہ آدمی قتل و زخمی ہوے ۔ جے سنگھ نے تمام لشکر کے
ساتھ ایک مقام کیا اور تین کوچ و مقام کے بعد پہلی شعبان کو قلعہ پرینده سے بیس کوس پر پہونچ گئے ۔ ۲۴ روز وہان
مقام ہوا یہان خبر پہونچی کہ قطب الملک نے عادل شاہ کی مدد کے لیے سپاہ بھیجی ہے قبل اس سے شرزہ نام اپنے ایک
سردار کو چار ہزار سوار اور دو ہزار پیادہ و نکے ساتھ اُسکی مدد کو بھیجا تھا اب اپنے خواجہ سرا رضا قلی کوکہ جسکا
خطاب نیک نام ہے چھہ ہزار سوار اور ۱۵ ہزار پیادون کے ساتھ مدد کو روانہ کیا ہے اور بیجاپور
سے ۶ کوس پر یہ سپاہ پہونچ گئی ہے اور رضا قلی بیجاپور کے قلعہ مین داخل ہوگیا ہے اور
کتھاون کے قلعہ دار مسعود خان کی تحریر سے معلوم ہوا کہ عادل خان کا ایک افسر فریدی جو بہت
بہت سی سپاہ کے ساتھ قلعہ کے پاس آیا تھا کہ قلعہ والونکی ایک گولی کا نشانہ بنگیا اور اُسکے ساتھی پریشان ہوکر
چلے گئے آٹھوین ماہ مذکور کو اودے سنگھ کی تحریر قلعہ منگل بیدہ سے آئی اُسکا یہ مطلب تھا کہ بیجاپور کی پلٹنون
نے اُس قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اسلیے جے سنگھ نے داؤد خان ۔ راجہ راے سنگھ اور قطب الدین خان کو ایک
جماعت کے ساتھ اُدھر بھیجکر حکم دیا کہ دشمنون کو قلعہ کے پاس سے بھگا دین جب محاصرین کو اس سپاہ کے قریب
پہونچنے کی خبر معلوم ہوئی تو محاصرہ اُٹھاکر چلے گئے ۔ ۲۴ تاریخ شعبان کو داؤد خان اور راجہ راے سنگھ اور
قطب الدین خان واپس آگئے قلعہ داران ظفرآباد دکلیان داسہ و اودک کی تحریرین اس مضمون کی پہونچین
کہ چند بیجاپوری افسر بادشاہی ملک مین گھس کر تاخت و تاراج کر رہے ہین اور سیوا کا وہ افسر جو قلعہ تیالہ کے پاس
سے اُسکا خلاف کرکے بیجاپور والونکے پاس چلا گیا تھا وہ شورش مچا رہا ہے ۔ جے سنگھ نے ۲۵ ماہ مذکور کو پرینده
کے اطراف سے کوچ کرکے دھاراسون اور تلجاپور کے راستے سے روانہ ہوکر ارادہ کیا کہ دشمن کے ملک کو لوٹے

کھسوٹے اور دشمن کی جسقدر سپاہ اُدھر اُسے کچل ڈالے ناروجی بسونت راے (یا ناروجی بسونت راے) قلعہ بھلتن
مین تھا اُسنے وہانسے لکھا کہ قلعہ کورین پانی بہت کم ہے اگر یہان کا محاصرہ کرلیا جاے تو پانی کی قلت کیوجہ
سے محصورین تنگ ہوجاوینگے جے سنگھ نے مقتضاے وقت کے موافق بھلتن کو مہداجی کی جاگیر مین مقرر کردیا
یہ شخص سیوا کا داماد تھا اور بادشاہی ملازمت مین داخل ہوگیا تھا اور کہدیا کہ وہان جاکر دشمن سے خالی کرلے
اور ناروجی بسونت راے کو اپنے پاس بلالیا۔ پرگنہ دھوکی علاقہ بیجاپور مین قلعہ کلنی تھا اور وہان بیجاپوریونکی ایک
جماعت متحصن تھی غالب خان و ناروجی راگھو و آتش خان کو تھوڑے سے توپخانے کے ساتھ اُسکے فتح کرنیکے
لیے جے سنگھ نے بھیجا جب سپاہ قلعہ کے تلے پہونچی تو اہل قلعہ نے ڈرکر امان چاہی اسمین صرف سو سپاہی اور دوسو
آدمی رعایا مین سے تھے۔ سرزہ راو کے سپرد اس قلعہ کی حفاظت ہوئی ساتوین رمضان سنہ ۱۰۷۶ ہجری کو تلجاپور
مین سپاہ عالمگیری پہونچی چھ روز یہان مقام رہا۔ معلوم ہوا کہ ساہو وغیرہ بیجاپور کے کئی افسر اٹھائیس شعبان کو
قلعہ کلیان کے پاس پہونچکر قلعہ پر حملہ آور ہوے تھے بادشاہی سپاہ کے آدمیون نے جو جے سنگھ کے حکم سے قلعہ مین
متعین تھے توپین اور بندوقین لوربان انپر مارنا شروع کیے ساٹھ آدمی اُن مین سے کام آئے اور بہت سے زخمی
ہوے اور باقی ماندہ مجبور ہوکر ہٹ گئے۔ جاسوس خبر لاے کہ بیجاپوریون کا بڑا لشکر کلیان و اوسہ کی طرف تھا وہانسے
ظفرآباد کی طرف چلا گیا ہے ۱۴ ماہ رمضان کو جے سنگھ تمام سپاہ کے ساتھ تلجاپور سے کوچ کرکے قلعہ نلدرک سے تین
کوس پرے پہونچا ۱۵ کو مقام کیا اور دوسرے دن کنجولی کے قلعہ کی طرف کو کوچ کیا اور جو کہ پہلے سے تنک راو کو ایک بڑے
گروہ کے ساتھ کنجولی کی تسخیر کے لیے بھیجدیا تھا خبر آئی کہ وہ مع ساتھیون کے وہان پہونچ گیا اور مخالفونکی جو فوج قلعے
اور قصبے مین تھی لڑنے لگی چند آدمی طرفین کے کام آے تلوار کا زخم تنک راو کے ہاتھ مین آیا لیکن رات کے وقت
سب مخالف بھاگ نکلے اور قصبے و قلعے پر تنک راو کا قبضہ ہوگیا۔ رمضان کی بیس تاریخ کو کنجولی کے پاس لشکر
عالمگیری جا پہونچا اور قلعہ کو گروادیا دوسرے دن ساڑھے سات کوس کوچ ہوا۔ غالب خان و دیاجی (یا دتاجی)
و راگھو دکھلوجی (یا کھیلوجی) اور ایک حصہ فوج کا اور تھوڑا سا توپخانہ و آتش خان سلیکہ کی تسخیر کے لیے متعین ہوے
اور جے سنگھ چند روز مع لشکر کے یہین مقیم رہا جب سلیکہ کے پاس سپاہ پہونچی تو قلعہ نشینون نے مقابلہ نہ کیا بلکہ اطاعت
کرلی راجہ نے سلیمان بیجاپوری کو اسپ و خلعت دیکر قلعہ کی حراست کے لیے مقرر کیا۔ اوپر ذکر ہوچکا ہے کہ سیوا کی
سپاہ کا افسر اعلے جو اس سے مخالفت کرکے بیجاپوریون سے جاملا تھا جے سنگھ نے اسکی تالیف قلب کی اور سمجھایا
تو وہ بیجاپوریون کی رفاقت ترک کرکے عالمگیری ہواخواہون مین شامل ہونے کو راجہ کے پاس چلا آیا۔

سیوا نے راجہ سے کہا تھا کہ مین شہنشاہ کے حضور مین جانا چاہتا ہون جے سنگھ نے اسکی استدعا کا حال بادشاہ
کی خدمت مین لکھ بھیجا تھا وہان سے حکم آیا کہ وہ تنہا یہان آجاے چنانچہ سیوا مع اپنے بیٹے سنبھا اور تھوڑے سے
نوکرون کے جے سنگھ سے رخصت ہوکر بادشاہ کی ملازمت کے ارادے سے چلا گیا۔

جے سنگھ نے دتا اور اسکے ہمراہیون کو فوج ہراول مین سے منتخب کرکے اور ترکتاز خان کو اسمین فوج مین

جو ہراول اور خود راجہ کے درمیان مین تھی چھانٹ کے ایک جماعت کے ساتھ اپنے لشکر کے طلایہ پر مقرر کیا
دتا سلیکہ سے دو کوس آگے بڑھکر کہی کے آدمیون کی حراست مین مصروف ہو گیا اسی اثنا مین شرزہ ہندی نے جو
مع بیجاپور کی سپاہ کے وہان سے قریب مقیم تھا رگناتھ کے مقابلے کے لیے فوج بھیجی خان مذکور اس فوج سے مدافعانہ جنگ
کرنے لگا اُسکے چند آدمی زخمی ہو گئے اور خود شرزہ تین چار ہزار سوار ونکے ساتھ دتا پر ٹوٹ پڑا اور اُسکو چار دن
طرف سے گھیر کر مع ساتھیون کے ہلاک کر دیا اُسکے ساتھ رستم زاد تھا وہ زخمی ہو کر گر پڑا جسے بیجاپوری پکڑ کر لے گئے
بسونت رائے اور رگھو دتا کے کچھ آدمیونکے ساتھ وہان سے بھاگ نکلے جب جے سنگھ کے لشکر مین پہونچے تو بسونت رائے
زخمون کے صدمات سے مرگیا۔ اسی دن ابو القاسم خان پسر قباد خان قراولی کے طور پر لشکرگاہ سے نکلا دشمنون کا
ایک گروہ وہان آیا اور اُس سے لڑنے لگا۔ اُسکے ساتھ اتنی سپاہ نہ تھی کہ مدافعت کر سکتا اسلیے لڑتا بھڑتا وہان سے
نکل گیا پچھلے دن مین دلیر خان کو اس بات کی اطلاع دی دلیر خان فوراً فوج ہراول کے ساتھ ادھر روانہ ہو گیا
اور جہان ابو القاسم خان سے جنگ واقع ہوئی تھی وہان پہونچا رات کو مقام کیا۔ ڈیڑھ سو کے قریب ابو القاسم خان
کے آدمی کام آئے تھے اُنمین سے مسلمانونکو تو دفن کرا دیا اور ہندوونکو جلوا دیا راجہ رائے سنگھ بھی جے سنگھ کے حکم
سے پچھلی رات کو پہونچ کر دلیر خان سے جا ملا۔ دلیر خان دوسرے دن دشمنون کو دفع کرنے کے لیے کہ جنکا ہر اول
تین کوس پر مقیم تھے سوار ہوا دشمن اسقدر سپاہ عالمگیری کے پہونچ جانے سے خائف ہو کر فرار ہو گئے ۵ شوال
کو جے سنگھ کی سپاہ سلیکہ سے اوسہ کو روانہ ہوئی ساتوین شوال کو مقام رہا جے سنگھ نے قطب الدین خان اور
داؤد خان کو انکی جمعیتون کے ساتھ کہی کی حراست کے لیے روانہ کیا۔
یہ خبر آئی کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کا لشکر تین حصون مین منقسم ہو گیا ہے ایک لشکر اُسمین سے شرزہ خان مہدوی
کی سرکردگی مین ہے اور دوسرا خواص خان حبشی کی ماتحتی مین اور تیسرا بہلول خان کی سرداری مین۔ جے سنگھ
اس انتظار مین رہا کہ یہ سپاہ کدھر کا رخ کرتی ہے اسی دن دوپہر کے قریب خبر آئی کہ شرزہ خان اپنی سپاہ کو لیکر
کہی کی طرف چلا گیا ہے اور اُسنے سپاہ شاہی کے تھوڑے سے اونٹ جو اُس طرف تھے پکڑ لیے ہین اور باقی
دو فوجون نے داؤد خان اور قطب الدین خان کے مقابلے کا ارادہ کیا ہے جے سنگھ نے یہ خبر سنتے ہی دلیر خان کو
سپاہ ہراول کے ساتھ کمک کے لیے بھیجا خان مذکور اُسی طرف جدھر داؤد خان و قطب الدین خان مصروف
پیکار تھے روانہ ہوا تھوڑی دور چلا تھا کہ اسکا مقابلہ اُس سپاہ سے ہو گیا جو دشمن کی طرف سے داؤد خان اور
قطب الدین خانکی سپاہ کے عقب پر حملے کی غرض سے آ رہی تھی دلیر خان نے ان دشمنونپر پے در پے دھاوے
کر کے بھگا دیا اور انسے فارغ ہو کر آگے بڑھا اور ایسے وقت مین قطب الدین خان اور داؤد خان کی سپاہ
کے قریب جا پہونچا کہ وہ کہی کی محافظیون کو دشمن کے دست برد سے بچا کر جے سنگھ کے لشکر مین روانہ کر کے
اطمینان سے دشمن سے برسر پیکار تھے اسوقت لودی خان اور نعمت خان و غیرت خان ودلیخان کے دونون
بھتیجے اُسکے آگے آگے تھے ان لوگون نے دشمنونپر حملہ کیا اور بہت سے آدمی اُنکے ہلاک کیے گئے اُس

عرصے مین سپاہ دشمن کا دوسرا حصہ اپنے ساتھیون کی کمک کے لیے آموجود ہوا دلیر خان ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوگیا اور تیزی سے دشمن کی کمکی فوج پر جا پڑا بہت سے دشمن مارے گئے اور باقی بھاگ نکلے دور تک انکا تعاقب کیا گیا۔ جے سنگھ نے دلیر خان کے جانے کے بعد مالوجی و نیتاجی و شیدی کو دوسرے حبشیون اور مغل مبارزون اور تھوڑے سے بندوقچیون کے ساتھ لشکر کی حفاظت کے لیے چھوڑا باقی سپاہ کو لیکر آپ اپنے آدمیون کی مدد کے لیے روانہ ہوا جب یہ میدان معرکے کے قریب پہونچا تو اس وقت دشمن کی سپاہ سیدھی جانب سے نمودار ہوئی جے سنگھ نے اسپر حملہ کیا فتح جنگ خان اور کیرت سنگھ نے سامنے کی سپاہ کے ساتھ خوب کام کیے پھر ایک ٹکڑا دشمن کا الٹی طرف سے نمودار ہوا جے سنگھ نے اپنی سپاہ میسرہ کو لیکر خود اسکا مقابلہ کیا اور اسکو نقصان پہونچایا۔ سبھکرن بندیلہ متسین بوندیلہ جو جے سنگھ کے سامنے تھے دلیرانہ لڑے آخرکار دشمن کی سپاہ پیچھے ہٹ گئی اور جے سنگھ نے دور تک تعاقب کیا تعاقب کے بعد اس طرف روانہ ہوا جدھر داؤد خان اور قطب الدین خان مصروف حملہ تھے راستے مین خبر ملی کہ انھون نے بھی اپنے سامنے سے دشمن کو پسپا کر دیا جے سنگھ ادھر کا قصد ترک کرکے لشکرگاہ مین آگیا اس معرکے مین عالمگیری سپاہ کے دو سو آدمی کام آئے اور ۴۶۵ مجروح ہوے دشمن کا بھی نقصان کثیر ہوا دوسرے دن جے سنگھ کو خبر ملی کہ الیاس حبشی مخاطب بہ شرزہ خان جو دکھن کے مشہور بہادر دکنین سے تھا بندوق کی گولی مونڈھے پر کھا کر زخمی ہو کر گر گیا تھا اسکے آدمی اسکو اٹھا کر لے گئے اور اسکا چھوٹا بیٹا سخت زخمی ہوا ہے اور اس لڑائی مین بیجاپور اور گولکنڈہ کی سپاہ بارہ ہزار سے زیادہ تھی۔ تاریخ بیجاپور موسوم بہ بساتین السلاطین مولفہ مرزا ابراہیم زبیری مین مرقوم ہے کہ بیجاپوری شرزہ خان اور اسکے بیٹے کو دشمن کے ہجوم مین سے نکال لے گئے مگر شرزہ خان اپنے لشکر کیطرف جاتے ہوے رستے مین گھوڑے سے گر گیا دیکھا تو مردہ پایا۔

نوین شوال کو سپاہ عالمگیری کوچ کرکے موضع سات شورہ ضلع اوسہ مین پہونچکر ٹھہری اور آٹھ دن وہان مقام کرکے آذون کو چلی گئی اکیسوین شوال کو دریاے نیرہ کے کنارے جو اوسہ کے متعلقات سے ہے مقام ہوا جہان سے تلجاپور آٹھ کوس کے فاصلے پر ہے یہان بھی چند روز قیام رہا تیسری ذیقعدہ کو رات کے وقت دشمن کی سپاہ نے دریا کے دوسرے کنارے پر کھڑے ہو کر تین ہزار کے قریب بان مارے ان مین سے بعض آدمیون کے لگے بعض چوپایون کے لگے پانچوین ذیقعدہ کو یہان سے کوچ ہو کر اسی ندی کے کنارے ایک اور بستی مین مقام ہوا دسوین ذیقعدہ کو ایک گڑھی کے پاس جسکا نام تیرکی تھا اور پرگنہ دھوکی سے متعلق تھی اور بیجاپور کے محال مین شمار ہوتی تھی لشکر پہونچا جے سنگھ نے وہان احتیاطاً یہ کیا کہ فوج کو جابجا بانٹ دیا اور اکثر سپاہ کیمپ مین داخل ہوگئی پچھلا حصہ سپاہ کا ابھی نہ پہونچا تھا کہ اس عرصے مین جاسوس خبر لاے کہ بیجاپور اور گولکنڈے کا سارا لشکر مجتمعاً پچھلے حصے کی سپاہ پر حملہ آور ہوا ہے۔ جے سنگھ نے سپاہ قلب اور اوس فوج کو جو کہ ہراول اور جے سنگھ کے لشکر کے درمیان مین متعین تھی اور اس فوج کو جو کہ چارون طرف کی فوج کو کمک پہونچانے کے لیے مقرر تھی دشمن کی طرف بھیجا دلیر خان اور دوسرے سردارونکو بھی کہا کہ جلد اپنی اپنی

سپاہ کے ساتھ اُدھر جا جائین جب دشمن کے قریب پہونچے دلیر خان جے سنگھ کے لشکر کے سامنے گیا اور راجہ
رائے سنگھ خان مذکور کے بازو پر کھڑا ہوا۔ دشمن کی سپاہ سے خواص خان اور شرزہ خان مہدوی کا بیٹا اور دوسرے
بیجاپوری اور حیدر قطب الملک کے آدمی سات ہزار کے قریب داؤد خان اور قطب الدین خان کے سامنے
صف آرا ہوئے اور بہلول خان تمام بیجاپوری افغانون کے ساتھ اور انکوجی بھوسلہ اور مانک جی کھراہ اور دوسرے
بیجاپوری مرہٹے کہ سپاہ زبردست تھی دلیر خان کے مقابل ہوئے اور چند بان مارے دلیر خان توپخانے کی
لڑائی کا مقید نہ رہ کر تلوار کی لڑائی پر آمادہ ہوا اور دلیرانہ گھوڑا دشمنون کی طرف بڑھایا اور دشمنون کے مقابل
پہونچکر تلوار اور تیر اور برچھے کی لڑائی شروع کرائی سخت لڑائی کے بعد دشمن پسپا ہو گئے غیرت اور نعمت جو دلیر خان
کے بھتیجے تھے خوب لڑے اور اُسکا تیسرا بھتیجا رحمداد سخت زخمی ہوکر گھوڑے سے گر گیا اور ابو محمد نبیرہ بہلول خان نے
بھی کارہائے نمایان کئے کرن راٹھوڑ اور اُسکا بھائی بھی اچھی طرح لڑا۔ آتش خان داروغہ توپخانہ اور حسن بیگ
منک باشی اور دوسری جماعت برق اندازون کی بھی جو اُس لشکر کا مقدمہ تھی دلیرانہ رزم آرا ہوئی۔ دلیر خان
جدھر دشمن کا غلبہ دیکھتا اُدھر پہونچکر مردانہ کام کرتا۔ جے سنگھ جو دلیر خان کی سیدھی جانب تھا خوب معرکہ آرا ہوا۔ دشمنون
نے راجہ جادون پر یکایک حملہ کردیا جو جے سنگھ کے دہنے بازو پر اور لشکر سے دور تھا اس حملے مین اُسکے ساتھ کے بہت سے
آدمی مارے گئے اور کچھ زخمی ہوے راجہ رائے سنگھ اُسکی مدد کو پہونچ گیا اور دشمنون کو بھگا دیا اور سات کوس تک اُنکا
تعاقب کیا۔ جے سنگھ داؤد خان و قطب الدین خان کو خواص خان اور شرزہ مہدوی کے بیٹے کے مقابلے کیلیے
چھوڑکر خود دلیر خان کی کمک کو بڑھا معلوم ہوا کہ دلیر خان کے ہمراہی دشمنونکو اپنے سامنے سے بھگا کر اُنکے تعاقب
مین چلے گئے ہین اور خان مذکور صرف تین سو آدمیون کے ساتھ میدان جنگ مین موجود ہے جے سنگھ نے جلدی اُس
پہاڑی کو جو اُسکے اور دلیر خان کے درمیان مین حائل تھی طے کیا اور خان مذکور کے پاس جا پہونچا کیرت سنگھ اور
فتح جنگ خان جو جے سنگھ کی فوج کے مقدمے مین تھے جلد دلیر خان سے ملگئے دشمن کی بڑی فوج ہار کر بھاگ گئی
تھی اور دن ڈھل گیا تھا جے سنگھ نے یہ بہتر سمجھا کہ دشمن کا تعاقب بند کرکے لشکرگاہ مین لوٹ چلین اسلیے دلیر خان کو
کہلا بھیجا کہ متفرق شدہ سپاہیونکو جمع کرکے لشکرگاہ مین چلا آئے فتح جنگ خان کے ہاتھی کو بان کا صدمہ پہونچا تھا اسلیے
سراسیمگی کرتا تھا اور جے سنگھ کے دلیر خان کی طرف روانہ ہوتے وقت پیچھے رہ گیا تھا اسوقت شرزہ خان کے بیٹے اور
خواص خان وغیرہ نے پہاڑی کے دامن مین اُس ہاتھی کو گھیر لیا جب جے سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اپنے تھوڑے سے
ساتھیونکو پہاڑی پر پہنچا دیا جب مخالفون نے دیکھا کہ یہ لوگ بہت کم ہین تو ہاتھی کو چھوڑکر ان لوگون سے لڑنے کو
مصروف ہوئے اسوقت فتح جنگ خان اور کیرت سنگھ پہونچکر ان سے مقابل ہوئے اور بہت سے مخالفون
کو مارا اور زخمی کیا اور باقی کو بھگا دیا جے سنگھ ہر طرف اپنے آپکو پہونچاتا تھا شام کے قریب دشمنون سے
میدان صاف ہو گیا اس لڑائی مین قطب الملک کا سردار جمشید رکمال تیر کا زخم ران پر کھا کر مجروح ہوا اور پانسو
سے زیادہ آدمی بیجاپور اور گولکنڈہ کے کام آئے جنمین موسے خان افغان سردار لشکر بہلول خان کا تھا اور

انکوئی پسر نایک کھرارہ وغیرہ چند سردار بھی راہی عدم ہوئے اور ہزار کے قریب آدمی زخمی ہوئے اور جے سنگھ
کے ساتھیون سے ایک سو ۵۳ آدمی مارے گئے اور سات سو چرانوے زخمی ہوئے جے سنگھ تین دن تک یہان
ٹھہرا رہا پھر کوچ کرکے دو دن مین ۱۵ ذیقعدہ کو دریاے مانجرہ کے کنارے پہونچا جو فتح آباد معروف بہ دھارور
سے دو کوس پر واقع ہے۔ دشمن قزاقی کے طور پر لڑتا تھا کبھی جمکر مقابلہ نہین کرتا تھا اور جے سنگھ کے ساتھ سازو سامان
زیادہ تھا دشمن کا تعاقب نہ ہوسکتا تھا کیونکہ وہ صرف سوار ہوتے تھے کہ لڑتے لڑتے جب کمزور ہونے لگے بھاگ نکلے
اسلیے جے سنگھ نے تمام بھاری سامانونکو چھوڑدیا اور سردارونکو بھی حکم دیکر سامان کم کرایا اور تھوڑا سامان لیکر جریدہ طور پر
دشمن کے تعاقب کا ارادہ کیا بھاری سامانون کو فتح آباد مین بھیجدیا اور برم دیو سیسودیہ و جگت سنگھ ہاڈہ وغیرہ
کو دو ہزار اور ساٹھ آدمیونکے ساتھ حفاظت کو چھوڑا اور ۲۲ ذیقعدہ کو دریاے مانجرہ کے کنارے سے کوچ کرکے دھاراسیون
کی طرف جہان بیجاپوریون کا جماؤ تھا روانہ ہوا ساڑھے سات میل طے کیے تھے کہ جاسوسون نے خبر پہونچائی کہ غنیم
لشکر عالمگیری کی آمد کی خبر سنکر یہانسے تلجاپور کی طرف چلا گیا، ۲۴ ذیقعدہ کو سپاہ نے دریاے سین کو عبور کیا
اور موضع لہری علاقہ پرینڈہ مین نزول ہوا کیونکہ یہان سے تین کوس پر شولاپور مین دشمن کی موجودگی کی خبر ملی تھی جب عادل شاہ
کو یہ حال معلوم ہوا کہ میری سپاہ لشکر عالمگیری کا کچھ بگاڑ نہ سکی تو اُسنے ابو المحمد کو اُس لشکر کے ساتھ جو دکھن مین
خاص خیل کے نام سے شہرت پذیر تھا اپنے پاس بلالیا اور اپنے سردارون کو لکھا کہ لشکر عالمگیری کے مقابل ہوکر
نہ لڑین اور جب تک وہ لشکر ادھر رہے میرا تمام لشکر شولاپور مین مقیم رہے قطب الملک نے بھی اپنے لشکر کو کہ بیجاپور
کی مدد کیلیے بھیجا تھا واپس حیدرآباد کو بلا لیا عالمگیری سپاہ نے بیجاپور کے علاقے کو کئی بار اتنا لوٹا کھسوٹا اور برباد کیا
کہ تمام ملک بے چراغ ہوگیا لیکن یہ سپاہ بھی لڑتے لڑتے تھک گئی تھی گھوڑے اور دواب بہت تلف ہوگئے تھے سواے
اسکے برسات کا موسم آگیا تھا آمد و رفت کی مجال نہ تھی اسلیے جے سنگھ اور دلیر خان نے مصلحت یہ جانا کہ چند روز
زخمیون کے علاج کے لیے اور سیسہ و بارود کے جمع کرنیکے واسطے اور لشکر کے آرام کرنے کی غرض سے قصبۂ دھارور
کے متصل جاکر ٹھہرنا چاہیے کہ وہان کاہ و دانہ کے جمع ہونے کی امید ہے بادشاہ کو عرضداشت بھیجی اس ضمن مین
دکھنیون کا حال یہ ہوگیا کہ قلعہ کے اندر جنگ کا سامان آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا کمانین بے کار تیرونکے پر اڑ گئے
تلوارونکی دھارین کند ہوئین ان سببون سے جان سے عاجز ہوئے دونون طرف کے سردار مصالحت کے لیے
بہانہ جو ہوے اہل بیجاپور المفلس فی امان اللہ کا اظہار کرکے امان طلب ہوئے اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانون
اور کارخانون مین صاحب لاف و گزاف راوتون اور بن دھارکی تلوارون اور گھوڑونکے گوشت اور استخوان
کے سوا کچھ چیز باقی نہین رہی تھی ملک پامال ہوچکا تھا جب عالمگیر سے حقیقت حال عرض ہوئی تو اُسنے حکم بھیجدیا
کہ جے سنگھ محاصرہ چھوڑکر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد چلا جاے اور برسات یہان گذارے اور تھوڑے سے
اپنے سردارون اور سپاہ کو اپنی جاگیر مین بھیجدے تاکہ برسات وہان بسر کرکے آرام حاصل کرلین اور خود اورنگ آباد
مین مقیم رہے مرزا ابراہیم زبیری بساتین السلاطین مین جے سنگھ وغیرہ سرداران عالمگیری کے مہم کے ناتمام چھوڑ جانیکا

بیجاپوریون کی قوت مدافعت پر حمل کر کے لکھتا ہے ہمچو غنیم قوی و دشمن صعب را کہ از پیشگاہ بادشاہ ہندوستان تعہد تسخیر دکن بر ذمۂ خود گرفتہ با فواج بحر امواج آمدہ بود قرین مذلت و خواری و ہمدوش تباہی و نگون سازی گردانیدہ از ولایت خویش بدر کردند۔

چونکہ قلعہ منگل بیدہ مین سامان کثیر تھا اُسکی حفاظت یہانسے چلے جانے کے بعد دشوار تھی اسلیے جے سنگھ نے دلیر خان اور راجہ رائے سنگھ کو بھیجا کہ وہان کا تمام توپخانہ اور گولا بارود اُٹھا لاوین اور غلے کے ذخائر بھی ساتھ لے آوین اور جو کچھ نہ آسکے اوسے برباد کر دین اور جہان تک ممکن ہو قلعہ کے برجون وغیرہ کو بھی مسمار کر دین اور یہ کام کرنے کے بعد لوٹ آئین ساتوین ذیحجہ ۱۰۷۶ہجری کو جے سنگھ مع تمام لاؤ لشکر اور دلیر خان وغیرہ کے دریائے بھبوزہ (یا بھیپوزہ) کے کنارے سے روانہ ہوا اور پرینڈہ کی طرف کوچ کیا نوین ذیحجہ کو دریائے سین کو عبور کیا اور پھر موضع بھوم مین پہونچکر ساتوین ربیع الثانی ۱۰۷۷ہجری تک یہان مقام کیا۔

عالمگیر بادشاہ آگرے کے پاس مقیم تھا سیوا یہان بادشاہ کے حضور مین پنجہزاری منصب والونکے شامل کئے جانے سے رنجیدہ ہوکر چالاکی سے پھر دکن کو بھاگ گیا بادشاہ نے جے سنگھ کے پاس اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ سیوا کے داماد کو پکڑ کر دلیر خان کے سپرد کر دے اور دلیر خان اُسکو گرفتاری کی حالت مین یہان لے آئے۔ سیوا کا داماد فتح آباد (دھارور) مین متعین تھا۔ جمادی الاولے کو اُسے راجہ کے پاس پکڑ لائے اور دلیر خان کے سپرد کر دیا چنانچہ وہ جے سنگھ سے رخصت ہوکر بادشاہ کے پاس روانہ ہوگیا اور جے سنگھ ۲۹ جمادی الاولے ۱۰۷۷ہجری کو اورنگ آباد پہونچ گیا۔

تین برس کے بعد بہت سی لڑائیان کر کے راجہ جے سنگھ دکن سے واپس آتا ہوا برہانپور کے مقام پر ساون بدی چودس سمبت ۱۷۲۴ مطابق ۱۶۶۷ء (۲۸ محرم ۱۰۷۸ہجری) کو گذر گیا اس راجہ نے جومان سنگھ کے بعد دوسرا نامی شخص کچھواہون مین تھا چھیالیس برس راج کیا۔ تذکرۂ عالم مین لکھا ہے کہ جے سنگھ جو دکن مین عالمگیر کیطرف سے دادِ مردانگی دے رہا تھا اُسکو شاہزادہ معظم نے ملانا چاہا شاہزادے کی چٹھیان جے سنگھ کے نام پکڑی گئین جب عالمگیر کو پورے طور پر ثابت ہوگیا کہ معظم سلطنت لینا چاہتا ہے تو اُسنے اُسے قید کر دیا سات برس تک قید مین رہا۔

کرنل ٹاڈ وغیرہ نے دیسی لوگون کے بیان سے لکھا ہے کہ بادشاہ نے جے سنگھ کو سیوا کے بھاگنے مین صلاح کار جانکر اُسکے چھوٹے بیٹے کیرت سنگھ سے افیون مین زہر دلوا دیا جس سے راجہ نے انتقال کیا اور وقائع راجپوتانہ مین یہ لکھا ہے کہ جے سنگھ کے تحت حکومت بائیس ہزار راجپوت سوار تھے اور بائیس زبردست سردار اُسکے محکوم تھے اس سے اُسکو کمال غرور تھا اُسکی عادت ہوگئی تھی کہ اپنے سردارونکو جمع کر کے اور دونون ہاتھون مین دو پیالے لیکر کہتا کہ ایک دہلی یعنی عالمگیر ہے اور دوسرا ستارہ یعنی سیوا ہے پھر ایک کو دستِ چپ سے پھینک کر کہتا کہ ستارہ تو یہ جاتا ہے اور دہلی میرے دستِ راست مین ہے جب چاہونگا اسیطرح اُسکو بھی توڑ دونگا

یہ خبر اورنگ زیب کے بھی کان مین پہونچی اُسنے اسکے غرور و سرکشی سے رنجیدہ ہوکر کیرت سنگھ سے ایلچ مین زہر دلواکر مروا ڈالا اور کیرت سنگھ کی اولاد ہمیشہ کو گو د لیے جانے سے محروم رہی بڑا بیٹا رام سنگھ پہلے سے ولیعہد تھا صرف یہی دو بیٹے تھے مجمع الملوک سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بیٹا کشن سنگھ نامی اور بھی تھا یہ کشن سنگھ شاہجہان کے عہد مین سورت مین متعین تھا پھر دہلی کی حکومت اُسکے سپرد ہوئی سیوا کی مہمات مین بھی کارہائے نمایان اُس سے ظہور مین آئے برہان پور مین اسکی جگہ کیرت سنگھ مقرر ہوکر دکن کو گیا یہ واقعہ شاہجہان کے عہد کا ہے۔

راجہ جے سنگھ کی یادگار سے اورنگ آباد مین چار دیواری کے باہر غرب رویہ اوس کا آباد کیا ہوا پورہ جے سنگھ پورہ کے نام سے مشہور ہے آگرے مین بھی اُسنے اکثر نفیس عمارتین تعمیر کرائی تھین اور اُسی مقام پر ایک محلہ آباد کرکے اسکو جے سنگھ پورہ کے نام سے موسوم کیا تھا۔

راجہ رام سنگھ اول

۵ ذی الحجہ ۱۰۵۰ھ ہجری کو باپ کے ساتھ دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا بادشاہ نے ایک ہاتھی مرحمت کیا۔ ۱۰ رمضان ۱۰۵۲ھ ہجری کو خلعت و اسپ مرحمت ہوا ۲۴ صفر ۱۰۵۶ھ کو مع پانسو سوارونکے آنبیر سے آکر لاہور اور کابل کے درمیان مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر سرفراز کیا اسکے بعد منصب مین متواتر اضافہ ہوکر ۳۱ جلوس تک منصب سہ ہزاری پر مفتخر ہوا اور باپ کے ساتھ خدمات شاہی بجا لاتا رہا جنگ ساموگڑھ مین دارا شکوہ کے ساتھ تھا جب باپ نے عالمگیر کی رفاقت اختیار کی یہ بھی باپ کے ساتھ دربار عالمگیری مین حاضر ہوکر مورد نوازش ہوا ۱ جلوس عالمگیری مین سلیمان شکوہ کے لانے کیواسطے سری نگر بھیجا گیا اور وہان سے سلیمان شکوہ کو لیکر دربار مین حاضر ہوا اور خلعت و انعام سے مفتخر ہوا ۸ جلوس مین سیوا مرہٹہ سے صلح ہونے کے بعد جب وہ دربار عالمگیری مین آیا اور کھڑے ہونے کی جگہ اور رسوم دربار سے کچھ ایسا ناراض ہوا کہ اُسے رام سنگھ سے علیحدہ لیجا کر سخت شکایت کی بادشاہ کو یہ حرکت ناگوار گذری اور اسکو رام سنگھ کی نگرانی مین دیدیا تو رام سنگھ کی غفلت یا سازش سے نگرانی مین کوتاہی کرنے سے ۲۷ صفر ۱۰۷۷ھ ہجری کو بھیس بدلکر آگرے سے ایسا بھاگا کہ پھر قابو مین نہ آیا عالمگیر کو سیوا کے اسطرح بھاگ جانے سے رام سنگھ پر سازش کا شبہ ہوا اور اسکو منصب سے معطل کرکے دربار مین آنے کی ممانعت کردی ۲ محرم ۱۰۷۸ھ کو راجہ جے سنگھ نے برہانپور مین انتقال کیا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا رام سنگھ کا قصور معاف کرکے خلعت مع پھولکٹارہ مرصع شمشیر مع ساز مرصع اسپ عربی مع ساز طلا فیل مع جُل زربفت و ساز نقرہ مرحمت کیا اور خطاب راجگی سے موصوف کرکے منصب چار ہزاری ذات چار ہزار سوار سے مفتخر کیا اور باپ کی کل جاگیر اسکو عطا کی راجاؤنکو بادشاہ کے ہاتھ سے راج تلک ملا کرتا تھا جسے عالمگیر نے بدلکر اپنے وزیر اسد خان سے رام سنگھ کو تلک دلوایا اور کچھ ماہ کے بعد یہ بھی ملتوی رکھکر سلام و آداب ہی کافی سمجھا گیا اسی سال بنگالہ کی سرحد پر گوہاٹی مین آسامیون نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے راجہ کو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سربلند کرکے اس مہم پر مامور کیا

اور رخصت کے وقت خلعت و اسپ مع ساز طلا جڑاؤ مرصع مع علاقہ مروارید کے مرحمت کیا اور اسکے ساتھ نصرت خان - کیرت سنگھ بکانیری - رگھناتھ سنگھ بڑتیہ اور برم دیو سیسودیہ بھی بھیجے گئے جہان کا انتظام ہو جانے کے بعد آٹھ برس پیچھے واپس آیا - سنہ ۱۲ جلوس مین منصب کے ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوئے سنہ ۱۳ جلوس مین منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر ترقی ہوئی سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین خلعت و اسپ کے ساتھ بیش قیمت جواہرات انعام مین مرحمت ہوئے اور اسی سال وفات پائی کہ سمبت ۱۷۲۶ مطابق سنہ ۱۶۶۹ ع تھے -

اس کا کنور کرشن سنگھ دکن کے علاقے مین کسی بادشاہی سردار کے ساتھ تکرار مین سخت زخمی ہو کر ایک ہفتے کے اندر ۱۰ ربیع الثانی سنہ ۱۰۹۵ ہجری (سمبت ۱۷۳۹ مطابق سنہ ۱۶۸۲ ع مین مر چکا تھا اسلیے کنور مذکور کا بیٹا بشن سنگھ راجہ ہوا -

راجہ بشن سنگھ

اسکو سمبت ۱۷۴۶ مطابق سنہ ۱۶۹۰ ع سے راج پانے کے بعد عالمگیر بادشاہ کی فوج کے ساتھ دکن کی لڑائیون مین رہنا پڑا لالہ روشن رائے سے منقول شدہ تاریخ مین لکھا ہے کہ اسکو عالمگیر نے دکن مین ایک سال تک رکھا جو کہ بادشاہ کو ہندوستان مین مفسدہ پیدا ہو جانے کا کھٹکا تھا اسلیے راجہ بشن سنگھ کو ادھر بھیجدیا تاکہ ناظمون کے ساتھ ملکی حفاظت ملک مین کوشش کرے بشن سنگھ اکثر متھرا مین رہتا تھا اور جسطرح ناظم کہتا تھا کام کرتا تھا -

دوسری کتابون مین لکھا ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۰۸۶ ہجری کو منصب ہزاری ذات چارصد سوار پر سربلند ہوا اور خطاب راجگی سے موصوف ہو کر اول راٹھوڑونکی تنبیہ پر مامور ہوا اسکے بعد اسلام آباد عرف چاکنہ کی فوجداری پر مامور ہوا - اور سمبت ۱۷۴۷ مطابق سنہ ۱۶۹۱ ع مین اُسنے گڑھی سنگھر فتح کی جہان کی قلعداری چار برس تک اسکے نام رہی - وہ سمبت ۱۷۵۶ مطابق سنہ ۱۷۰۰ ع مین دس برس راج کر کے مرگیا کسی نے اسکی وفات کی تاریخ مین سنہ ۱۱۱۱ ہجری اور کسی نے سنہ ۱۱۱۲ لکھے ہین - اسکے دو بیٹے تھے بڑا بجے سنگھ - چھوٹا جیمون بادشاہ نے بڑے بیٹے بجے سنگھ کو خطاب راجہ جے سنگھ کا عطا فرمایا جو راجہ جے سنگھ سوائی کے نام سے مشہور ہوا اور جیمون کو بجے سنگھ نام دیا بعض کتابون مین اسکا عرف چمن جی بتایا ہے -

راجہ دھراج سوائی جے سنگھ دوم

یہ مہاراجہ جسکا اصلی نام بجے سنگھ تھا اور جو کچھواہونکی تاریخ مین راجہ مان سنگھ اور جے سنگھ اول کے بعد تیسرا نامور شخص ہے عالمگیر کے عہد مین سمبت ۱۷۵۶ مطابق سنہ ۱۷۰۰ ع مین راج کا مالک ہوا جس کا مختصر ذکر ماثر عالمگیری مین اس طرح لکھا ہے -

رمضان سنہ ۱۱۱۱ ہجری (مطابق سنہ ۱۶۹۹ ع مین آنبیر کا زمیندار بجے سنگھ اپنے باپ کے مرنے سے راجہ خطاب پاکر جے سنگھ نام سے مشہور کیا گیا اور اُسکے چھوٹے بھائی کو بجے سنگھ نام دیا گیا - راجہ کو اسوقت ڈیڑھ ہزاری ذات

اور ایک ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا۔
لالہ روشن رائے سے منقول نسخے مین لکھا ہے کہ جے سنگھ دوم مسند پر بیٹھا تو اُسکے بھائی جیون نے جسے بجے سنگھ
عالمگیر نے نام دیا تھا حسد وبغض سے چاہا کہ عالمگیر کے پاس دکن مین جاکر مسلمان ہو جاے اور اپنی بہن شاہزادے کے
نکاح مین دیدے چنانچہ اول اپنا معتمد بادشاہ کے پاس بھیجا پھر خود بھی دکن کا عزم کیا جے سنگھ کو تشویش پیدا ہوئی
اپنے صلاح کار مشیرون سے مشورہ کیا توپ سنگھ سردار پیل کھیڑہ نے راجہ سے کہا کہ مین آپکے کام کی درستی کیلیے
بادشاہ کے پاس جاتا ہون اگر بادشاہ نے میری عرض پر توجہ کی تو بہتر ورنہ راجپوتی جوہر دکھاؤنگا جیون نے سمجھ لیا
کہ بڑا سردار جاتا ہے میری بات سرسبز نہ ہوگی اور بادشاہ راجہ کا بھی پاس کریگا اسواسطے ارادہ ملتوی کیا اور
جو جائداد ملی اُسپر صبر کیا۔
راجہ کا عالمگیری خطاب ایسا چمکا کہ اصل نام سے زیادہ مشہور چلا آتا ہے۔
سنہ ۱۱۱۳ ہجری ۱۷۵۸ سمبت مطابق سنہ ۱۷۰۱ء مین عالمگیر کے پوتے بیدار بخت اور جملۃ الملک اسد خان کے ساتھ
قلعہ کھیلنا کی تسخیر پر مامور ہوا تھا اور باوجود نوجوانی اور ناتجربہ کاری کے کہ اُس وقت تک حد بلوغ پر بھی نہ پہونچا
تھا قلعہ کے فتح کرنے مین عمدہ کارگذاری دکھلا کر دوہزاری ذات و سوار کا منصب پایا تھا۔ راجہ جے سنگھ کا چھوٹا
بھائی جو اپنے باپ کے مرنے کے بعد دربار عالمگیری سے خطاب بجے سنگھ سے موصوف ہوکر شاہزادہ محمد معظم بہادر شاہ
کے ساتھ صوبہ کابل مین متعین تھا اب شاہزادے کی رفاقت مین منصب سہ ہزاری پر سرفراز تھا۔
عالمگیر کے انتقال کے بعد محمد معظم بہادر شاہ نے تخت پر بیٹھکر اس سبب سے کہ اجیت سنگھ جودھپور والے نے
شاہزادونکی لڑائی کے وقت زبردستی جودھپور پر قبضہ کر لیا تھا اور راجہ جے سنگھ نے بدسالشہزادۂ اعظم شاہ کا ساتھ
بہادر شاہ کے مقابلے مین دیا تھا سمبت ۱۷۶۴ مطابق سنہ ۱۷۰۷ء مین راجپوتانے پر چڑھائی کی اجمیر مین دونون راجے
اُسکے پاس حاضر ہوگئے لیکن بادشاہی فوج نے آنبیر اور جودھپور کو دبا لیا۔
دوسرے سال بہادر شاہ اپنے تیسرے بھائی کام بخش کے مقابلے کو دونون راجاؤن کے ساتھ جو دہلی مین اُسکے
پاس حاضر تھے دکن کو روانہ ہوا تو راجہ جے سنگھ اور اجیت سنگھ اپنی ریاستین ضبط ہونے کے سبب مقام
اجین سے رات مین علٰحدہ ہوکر صلاح و مشورے کے لیے مہارانا امر سنگھ کے پاس اودیپور پہنچ جانے
کچھ عرصے کے بعد دونون راجاؤن نے فوج درست کرکے جودھپور کو لے لیا اجیت سنگھ نے جے سنگھ کو اپنی بیٹی
بیاہنے کے بعد کچھ فوج ساتھ دیکر آنبیر پر قبضہ کرا دیا۔
سمبت ۱۷۶۶ مطابق سنہ ۱۷۱۰ء مین بہادر شاہ دکن سے فارغ ہوکر پھر اجمیر آیا۔ اور ان دونون راجون کی تنبیہ
کے واسطے فوجین مامور کین اسی اثنا مین پنجاب سے سکھون کے تاخت و تاراج کی خبر آئی اور بادشاہ کو وہان
جانا ضرور معلوم ہوا ادھر راجپوتون نے بھی خان خانان معظم خان اور مہابت خان کی معرفت اپنے عفو تقصیر
کی خواستگاری کی اور جے سنگھ اور اجیت سنگھ بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے بادشاہ نے مصلحت وقت کا

خیال کرکے محض زبانی وعدہ اطاعت پر سب کا قصور معاف کرکے راجاؤن کا قبضہ اُنکے علاقے پر بحال رکھنے کے بعد دہلی کو چلا گیا جسدن بادشاہ نے اجیت سنگھ کی نسبت حکم دیا کہ اسکو بجاے راجہ کے مہاراجہ لکھا جایا کرے اُسدن جے سنگھ نے جمدھر انگوٹھی اور گلاب پاش مرصع نذر کئے تھے اور خلعت خاص پایا تھا۔

سمبت ۱۷۶۸ مطابق ۱۷۱۲ء مین بہادر شاہ کے مرجانے سے بادشاہی انتظام وزیر اور سردارونکی خودسری اور نااتفاقی سے روز بروز بگڑتا گیا جس سے راجپوتانے والونپر بھی وہان کا دباؤ کم ہوگیا۔ بہادر شاہ کا بڑا بیٹا جہاندار شاہ گیارہ مہینے بادشاہ رہکر اپنے بھتیجے فرخ سیر سے شکست کھانے کے بعد مارا گیا فرخ سیر نے مسندنشین سلطنت ہوکر سوائی جے سنگھ کو راجہ دھراج خطاب دیا لیکن یہ بادشاہ ایسا کمزور تھا کہ اُسکے وقت مین عبداللہ خان قطب الملک وزیر اعظم اور اُسکے بھائی امیر الامرا حسین علی خان کا دور دورہ ہوگیا بادشاہ کی کوئی حقیقت نہ رہی یہی دونون بھائی اُسکو بادشاہی پر پہونچانے والے تھے۔

فرخ سیر نے جے سنگھ کو خلعت شش پارچہ وجیغہ مرصع اور ایک ہاتھی اور دو گھوڑے عراقی و عربی اور مالاے مروارید قیمتی چالیس ہزار روپے کی اور نقد کئی لاکھ روپے دیکر اوائل ماہ شوال ۱۱۲۹ ہجری مین چورامن جاٹ کی سرکوبی کے لیے بھیجا آٹھ مہینے تک طرفین سے لڑائی جاری رہی چورامن آخر کار تنگ ہوگیا تو اُسنے قطب الملک عبداللہ خان سے اُسکے مدار المہام کے ذریعہ سے صلح کی سلسلہ جنبانی کی اور پیام دیا کہ پچاس لاکھ روپیہ قطب الملک کو دونگا اور تیس لاکھ روپیہ بادشاہ کے حضور مین پیش کرونگا اگر میری تقصیرات کو معاف کرادیا جاے عبداللہ خان نے یہ بات منظور کرکے بادشاہ سے عرض کیا کہ اس مہم کو آٹھ ماہ کا عرصہ گذرچکا اور ابھی تک چورامن مغلوب نہوا خدا جانے معاملہ کہانتک طول کھینچے چالیس لاکھ روپیہ اس مہم کے سرانجام کے لیے راجہ جے سنگھ کو دیا گیا ہے اور پچاس ہزار روپیہ ماہانہ سنجر خان اور شمشیر خان کو راستے کی حفاظت کے لیے دیا جاتا ہے راجہ کو جو کچھ روپیہ دیا گیا تھا وہ سب خرچ ہوچکا ہے اور دوسرے روپے کی ضرورت ہے۔ چورامن کے وکلا آئے ہین اُسکی جانب سے پیغام اطاعت لائے ہین اگر قصور اُسکا معاف ہوجاے تو اپنے بیٹے اور بھائی بھتیجے کے ساتھ حاضر حضور ہو اور تیس لاکھ روپے پیشکش کے طور پر نذر کرنے کو کہتا ہے بادشاہ نے عبداللہ خانکی سفارش منظور کرلی۔ وزیر نے اسکے بعد راجہ جے سنگھ کو اپنی مہر سے ایک خط لکھا کہ تم جو چورامن کی تنبیہ کو بھیجے گئے اُسکی تخریب بربادی مین تمنے پوری کوشش کی جسکا حال معلوم ہونے پر بادشاہ کے حضور مین بالتفصیل عرض کیا گیا اور جیسی تمنے جانفشانی کیان اور چورامن کو عاجز کیا یہکام تمہارا ہی تھا اب اُس مقہور نے عجز والحاح کے ساتھ تقصیرات کی معافی چاہی ہے اور عفو تقصیرات اور حفظ جان و مال کا خواستگار ہوا ہے اسلیے پنجہ و قول اُسکے پاس بھیجدیا گیا ہے تم کو چاہیے کہ خود بھی اسکی تسلی و دلاسا کرکے حضور مین روانہ کرو اگرچہ اُسکی تقصیرات ایسی عنایات کی مقتضی نہ تھین لیکن چونکہ حضور والا سے کہ سراپا احسان و کرم ہین امان جان چاہی اور سایہ عالی مین پناہ لی اسلیے اُسکی تقصیرات معاف کی گئین اور قول و پنجہ اُسکو دیا گیا اسلیے تم اُسکے حال سے اب مزاحمت نہ کیجیو اور اُسکی تنبیہ و تادیب کی کارروائی کو

موقوف کردی جو جب بادشاہ کی طرف سے معافی کا فرمان جلد مع ... مہر سے راجہ جے سنگھ کے پاس پہونچا تو اُسنے
تعمیل کی اور اپنے آدمی مورچون سے واپس بلا لیئے اور راجہ مع فوج کے دہلی کو چلا گیا بادشاہ کے حکم سے صمصام الدولہ
خان دوران خان صمصام جنگ استقبال کرکے بادشاہ کے حضور مین لے گیا جے سنگھ نے ہزار اشرفی نذر دکھائی خلعت
شش پارچہ اور ایک ہاتھی اور ایک گھوڑے اور کنٹھی اور سرپیچ مرصع سے سرفراز ہوا یہ بیان فرخ سیر کی فارسی
کی تاریخ مین مندرج ہے سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ چونکہ چورامن کا پیام و سلام جے سنگھ سے بالا بالا ہوا تھا اور اسکی
استدعا قبول ہوگئی جے سنگھ کو بہت رنج ہوا اور غمزدہ بادشاہ کے حضور مین آیا بادشاہ بھی اس کارروائی سے آزردہ
خاطر ہوا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ پھر آگے کو اُسنے سلطنت کے مقابلے مین بھرت پور والون کی ترقی مین زیادہ کوشش کی
چنانچہ لالہ روشن راے سے منقول شدہ تاریخ جے پور مین لکھا ہے کہ خاندان سورج مل جاٹ کی ترقی کا باعث جے سنگھ
تھا خود جے سنگھ نے دوبارہ ڈیگ مین پہونچکر ڈیگ کے قلعے اور بھرت پور کی تیاری کا اسکو مشورہ دیا اور جاٹ لوگ
جتنی ہنگامہ آرائی اور فتنہ و فساد کرتے اور جے سنگھ کو اونکے تدارک کے لیے حکم ہوتا راجہ عذر لکھ لکھ بھیجتا اور جاٹون کے
تدارک پر متوجہ نہ ہوتا لیکن اس مین کلام ہے کیونکہ جاٹون کا طاقت پانا اُسکے ملک کے لیے مضر تھا قطب الملک
عبد اللہ خان فرخ سیر بادشاہ کے پاس دہلی مین موجود تھا اور اُسکا بھائی حسین علیخان انتظام کے لیے دکن کو گیا
ہوا تھا کہ یہان قطب الملک سے بادشاہ کا بگاڑ ہوگیا حسین علیخان اپنے بھائی کے لکھنے سے دہلی کی طرف چلا اور
یہ بات برملا ہوگئی کہ امیر الامرا کے آتے ہی بادشاہ کی خیر نہین راجہ جے سنگھ بادشاہ کے پاس موجود تھا اُسنے کہا کہ
اب بھی موقع ہے کچھ کرلیجیے ورنہ امیر الامرا کے پہونچ جانے کے بعد کوئی تدبیر کارگر نہ ہوگی مگر کم ہمت بادشاہ سے کچھ نہین
ہوا یہانتک کہ امیر الامرا نے دہلی کے قریب پہونچکر شہر سے دو تین کوس پر ڈیرے ڈالے بادشاہ سادہ لوح باوجودیکہ
دیکھتا تھا کہ مخالفت کا نقارہ اور عدم اطاعت کا ڈہل بے باکانہ کیسا دھوان دھون بج رہا ہے مگر وہ ہوش مین
نہ آیا کبھی غضب مین آنکر آستین چڑھاتا دونون بھائیون کو زجر و تہدید کرتا کبھی آشتی پر وہ اتفاق کرتا راجہ دھراج
جے سنگھ جو کمر لڑنے کے واسطے سرکشون کی گوشمالی کے لیئے کمربستہ ہوکر مصلحت بتاتا تو اس سے فائدہ نہ ہوتا امیر الامرا
کے آنے پر چار پانچ روز گذر گئے جو اُسکے بھائی سید عبد اللہ نے اپنے بھائی کی زبانی بادشاہ سے بیان کیا کہ اگر
بادشاہ راجہ جے سنگھ برہم کار کو وطن کو رخصت کرے اور توپخانے کی خدمات اور دیوان خاص کی اور خواصون
کی داروغگی ہمارے متوسلون کو عنایت فرماتے اور قلعہ مین ہمارا بندوبست ہونے دے تو بلا وسوسہ امیر الامرا آکر
ملازمت کرے گا غرضکہ اُس کی بات منظور کرلی اور جے سنگھ کو خلعت و سرپیچ مرصع اُس کے مکان پر رخصتانہ کے
بطور بھیجدیا اور بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے رقعہ لکھا۔

امارت و ایالت پناہا وقت کی بعض مصلحت اس بات کی مقتضی ہے کہ وہ امارت مرتبت کل کو کہ نیک ساعت
ہے اپنے وطن کو روانہ ہو جائین تاکہ اپنے محالات کے انتظام مین مشغول ہون ما بدولت نے تمکو رخصت وطن کی دی
ہے خلعت خاصہ اور سرپیچ مرصع رخصت کے لیے تمکو بھیجا جاتا ہے اب انتظار رخصت حضور ہرگز نہ کرین کل ضرور روانہ

ین گو راجہ نے مبالغہ کے ساتھ عرض کرایا کہ دشمنونکے قول پر اسقدر اعتماد نہ کرنا چاہیئے محض دہوکا و فریب
صلحت نہین ہے کہ فدوی یہان سے جاے اور حضور کو دشمنون مین چھوڑ دے بلکہ صلاح دولت یہ ہے کہ
ر قلعہ سے باہر تشریف لے آئین اور خیمون مین ٹھہر جائین جان نثار رکاب سعادت مین حاضر ہے کسی کو مجال و
ہین کہ عہد ہاسکے بادشاہ نے اُسکی عرض پر کان نہ دھرا مجبور اً جے سنگھ سوم ماہ ربیع الاول ۱۱۳۱ھ ہجری
الصباح اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا اور ادھر فرخ سیر ان دونون بھائیون کے ہاتھ سے قتل ہوا دونون
ن کو جے سنگھ سے دلی عداوت پیدا ہوگئی کیونکہ اُسنے فرخ سیر کو آمادہ کرنا چاہا تھا کہ وہ ان سیدون کا
یصال کرے پس فرخ سیر کے مارے جانے اور رفیع الدرجات کے مسند نشین ہونے کے بعد یہ دونون بھائی
ہ کو ساتھ لیکر آگرہ سے راجہ جے سنگھ کی مہم کے لیے روانہ ہوئے اور فتح پور سیکری مین ایک ماہ تک مقیم رہے
ب ارادہ کیا کہ اجمیر جاکر حضرت خواجہ صاحب کی زیارت سے مشرف ہون اگر وہان راجہ جے سنگھ سوائی
اہ کے سلام کو حاضر ہوا تو خیر ورنہ اُسکو سزا دین مہاراجہ اجیت سنگھ راٹھور بادشاہ کے ساتھ تھا اور
پنے وطن کو رخصت ملنے کے لیے بہانے ڈھونڈھتا تھا اُسنے کہا کہ اگر مجھکو رخصت کردین تو راجہ جے سنگھ کو مطیع
د کر لون چونکہ راجپوتونکے فتنہ و فساد کا دفع کرنا مقصود تھا اُسکو صوبہ داری احمد آباد و دیگر خلعت اور ہاتھی اور
ادشاہ سے دلواکر رخصت کیا مگر سید سیکری سے بادشاہ کو لیے ہوئے آگرے واپس آگئے اور اسی عرصے مین
ہ کا انتقال ہوگیا جیساکہ تاریخ فرخ سیر مین مرقوم ہے مجمع الملوک سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکو سیر نے جو بغاوت
اکبرآباد عرف آگرہ مین قدم جمایا تھا اسکی اعانت کے لیے جے سنگھ بھی اکبرآباد پہونچا یہ واقعہ رفیع الدولہ
ہ بہ شاہجہان ثانی کی تخت نشینی کے بعد کا ہے امیر الامرا حسین علی خان لشکر لیکر تدارک کو روانہ ہوا
ہراول مین حیدر قلی خان تھا جسنے اول سے پہونچکر اکبرآباد کا محاصرہ کرلیا اور قطب الملک بادشاہ
لیے ہوئے آ پہونچا قلعہ کی طرف توپون کا منہ کرکے ایسے گولے مارے کہ عمارتین خراب ہوگئین آخرکار
نے وکلا بھیجکر قطب الملک سے عفو قصور کرایا اور نیکو سیر کی جماعت سے دست کشی کی اور راحت افزا مین
حقیقت یون لکھی ہے کہ فرخ سیر کے بعد صفی خان رضوی قلعدار اکبرآباد نے اس خیال سے کہ شاید زمانہ کی
ت کرے نیکو سیر پسر سلطان اکبر بن عالمگیر کو اکبرآباد مین تخت پر بٹھادیا اور اعانت کے لیے نظام الملک اور راجہ
نگھ کو خط لکھے امیر الامرا اور قطب الملک کے کانون مین یہ خبر پہونچی تو دونون نے شاہجہان آباد سے اکبرآباد کی
ہ کیا لیکن اس ضمن مین رفیع الدرجات کی وفات کا واقعہ پیش آگیا بعد تخت نشینی رفیع الدولہ کے اُس طرف
ہوا جب محمد شاہ کے عہد مین دونون بھائیون کی ترکی تمام ہوئی راجہ جے سنگھ حسب الطلب دربار مین حاضر ہوا بادشاہ
ت اعزاز و اکرام کیا اور اُسنے اپنے رسوخ سے محصول جزیہ کو معاف کرایا ایک کتاب مین لکھا ہے کہ راجہ جے سنگھ
ر بہادر نے اس بات پر نظر کرکے کہ افواج کی آمد و رفت اور گرانی سے اکثر پرگنون کے باشندے بڑے
ان حال ہو رہے ہین محمد شاہ سے عرض کیا کہ جبتک رعایا بحال ہو اور ملک کا بندوبست ہو جزیہ معاف

کر دیا جاے بادشاہ نے معاف کر دیا مگر یہ بات درست نہین معلوم ہوتی اسلیے کہ اجیت سنگھ والی جودھپور نے سادات کیساتھ
متفق ہوکر اپنے داماد فرخ سیر کو معزول و نابینا کرایا اور ابوالبرکات رفیع الدرجات کو اُسکی جگہ تخت نشین
کر دیا تو پہلے ہی دن کے دربار مین اُسکی درخواست پر جزیے کی معافی کا حکم دیا جسکی بابت کل ہندؤن نے مارواڑ کے
مالک کا احسان مانا اور راجہ جے سنگھ تو اُسوقت معتوب تھا اور نہ ابھی محمد شاہ تخت پر بیٹھا۔
آروِن صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے ترجمے مین لکھا ہے کہ صمصام الدولہ نے ١١٣٥ ہجری مین صوبہ آگرہ جے سنگھ سوائی
کو دلوا دیا پھر دنون کے بعد جے سنگھ چورامن جاٹ کی سرکوبی کو روانہ کیا گیا کیونکہ اُسنے عبداللہ خان کے دیوان
کی مدد کی تھی بدن سنگھ برادر زادہ چورامن جے سنگھ کا مددگار ہوگیا راجہ نے غنیم کو تدبیر و شمشیر کے زور سے سیدھا
کیا اور ٩ صفر ١١٣٥ ہجری مطابق ٨ نومبر ١٧٢٢ع کو تھون کا قلعہ فتح کر لیا اور جاٹون کی روزافزون طاقت کو
جو خصوص آنبیر کے حق مین مضر تھی پست کیا۔ ١١٤٥ ہجری مین راجہ جے سنگھ صوبہ مالوہ کی حکومت پر ممتاز ہوا جب
مرہٹون نے مالوے مین لوٹ کھسوٹ مچائی تو راجہ نے اپنے دوست نواب محمد خان والی فرخ آباد سے مدد چاہی اُسکا
حال شکستہ ہو رہا تھا اُسنے جواب مین لکھا کہ آپکے پاس علاوہ اپنے موروثی وطن کی ریاست کے جسکی آمدنی ایک
صوبے کی آمدنی کی برابر ہے ایک ثلث صوبہ مالوہ اور ایک چہارم صوبۂ دہلی اور نظامت اکبر آباد کی ہے
مرہٹے اسوقت راجپوتونکے ساتھ موافقت ظاہر کرتے ہین لیکن یہ صرف اُنکی فیلسوفی ہے خدا جانے وہ کہانتک
کی خبر لینگے ایک ہندوستان مین کیا وہ تمام بنگالے مین پھیلے ہوئے ہین اس امر کا غالبًا آپکو یقین واثق ہوگا کہ جب
کبھی اُنھون نے کہین محفوظ مقام پالیا تو وہ آپکو بھی گدی سے اُتار دینگے اور جن مقامات کی وہ حفاظت کا اقرار
کرتے ہین اُنھین پر قبضہ کرنے کا قصد کرینگے۔ اسکے بعد راجہ نے بہت اصرار سے محمد خان کو بلایا زر نقد بطور امداد کے
بھیجا ٩ رمضان ١١٤٨ھ کو محمد خان نے مع اپنی فوج کے کوچ کیا لیکن اس عرصے مین مرہٹون کا مالوے مین ایسا
قدم جم چکا تھا کہ اُنکا نکالنا مشکل ہوگیا آخر کار بہت سے پیغام و سلام اور خط و کتابت کے بعد اسپر تصفیہ ہوا کہ باجی راؤ
بادشاہ کی اطاعت قبول کرے اور بادشاہ کی طرف سے صوبہ مالوہ کی حکومت اسکو عطا کی جاے چنانچہ اس قرارداد
کے بموجب ٨ ربیع الاول ١١٤٩ ہجری کو راجہ نے صوبۂ مالوہ کی حکومت کا چارج باجی راؤ کو دیدیا اور وہان سے
رخصت ہوکر اپنے وطن جا پہونچا مورخ کہتے ہین کہ اس کا باعث صرف دونون کی ہم مذہبی تھی مگر غالبًا باعث ترغیب اسکے
سوا کچھ اور ہی ہوگا اس فعل کی نسبت خود اُسی کے ہم وطن کہتے ہین کہ جے سنگھ نے دکھنیون کو ہندوستان کی کنجی
سپرد کر دی لالہ روشن راے والے نسخے مین مذکور ہے کہ محمد شاہ کے عہد مین صوبہ اجین و صوبہ آگرہ اُس سے متعلق
تھے امراے بادشاہ کو یہ بات ناگوار تھی جے سنگھ بھی امرا کی ان باتون سے ناخوش تھا مخفی باجی راؤ سے سازش کرکے
اسکو بلا لیا اور مرہٹون نے صوبہ اجین کو جے سنگھ سے چوتھ کے عوض لے لیا ١٧٣٩ع مین نادر شاہ حملہ آور ہوا تو
جے سنگھ بنظر حفظ فوائد خود اس لڑائی سے کنارہ کش رہا لیکن صحیح یہ ہے کہ اس محاربے مین جے سنگھ نے اپنی
طرف سے کرپا رام کو سات ہزار سوار کے ساتھ مدد کو بھیجا کرپا رام ہمیشہ محمد شاہ کے ساتھ رہتا تھا۔

جے سنگھ کے سوتیلے بھائی بجے سنگھ کو اُسکی ماں نے جان کا خطرہ سمجھ کر اپنے میکے کھیچی واڑہ مین بھیجدیا تھا جب وہ جوان ہوا تو دربار مین بھیجا گیا بذریعہ تحفہ تحائف خصوص زیور و جواہرات کے جو اُسکی ماں نے دئے تھے اُس نے قمرالدین خان وزیر سے موافقت پیدا کی اول تو اُسنے صرف پرگنہ بسوہ کہ راج جے پور کے بہترین پرگنات مین سے ہے لینا چاہا تھا مگر جب یہ جے سنگھ نے دینا منظور کیا تو اپنی ماں کی تحریک سے اُسنے اور بھی پاؤن پھیلائے اور ریاست حاصل کرنے کی غرض سے پانچ کروڑ روپیہ اور پانچہزار سوار کی نوکری دینا منظور کیا بادشاہ نے ضمانت مانگی تو وزیر خود ضامن ہو گیا اُسکو آنبیر ملنے اور جے سنگھ کے بیدخل ہونے کی سند تیار ہوتی تھی کہ خان دوران خان نے جو جے سنگھ کا پگڑی بدل بھائی تھا کر پارام وکیل جیپور حاضرباش دربار کو اس حال سے مطلع کیا اُسنے جے سنگھ کو اطلاع دی خط کے پہونچتے ہی جیپور مین شور ہو گیا اور ہر ایک کو جے سنگھ کی بیدخلی صریح نظر آنے لگی کیونکہ قمرالدین خان با اختیار مطلق تھا جے سنگھ نے خط معتمد ناظر کو حوالے کیا اُسنے کہا کہ اس معاملے مین زور زر نہین سکتے دولت سے کار برآری غیر ممکن ہے پس فقط فریب سے عقدہ کشائی ہوسکتی ہے۔ حسب صلاح ناظر سرداروں سے مشورہ کیا موہن سنگھ ناتھاوت جاگیردار چومون کہ رئیس کا موروثی سپہ سالار اور آنبیر کا پٹیل تھا اور دیپ سنگھ کھومبانی جاگیردار بانس کھوہ اور زوراور سنگھ شیو برن پوتہ اور ہمت سنگھ نروکا اور کشل سنگھ جھلائے والا اور بھوج راج موج آباد والا اور فتح سنگھ ماولی والا یہ سب سردار جمع ہوئے اُن سے کہا کہ تمنے مجھکو آنبیر کی گدی پر بٹھایا ہے میرے بھائی کو جو بسوہ لینے پر رضامند ہے نواب قمرالدین خان وزیر زیر دستی آنبیر دیتا ہے اُنھون نے کہا کہ آپ اطمینان رکھین بشرطیکہ آپ اپنے بھائی کو بسوہ دیدین ہم اسکا بندوبست کردینگے راجہ نے اُسیوقت بسوے کا پٹہ لکھوا کر اور سب طرح مرتب کر کے سردارون کو سپرد کیا اور اپنی طرف سے اُنکو مختار کیا آنبیر کے پچون یعنی سردارون نے بجے سنگھ کے پاس اپنے وکیل بھیجے اُسنے جوابدیا کہ مجھکو بھائی کا اعتبار نہین ہے۔ سپر اُنھون نے اپنے اور نیز اُنکی بارہ کوٹھری کی سیتارامی یعنی کفالت دی اور کہلا بھیجا کہ اگر جے سنگھ اپنے قول پر ثابت قدم نرہے گا تو ہم تمھاری طرف ہونگے اور خود تمکو آنبیر کی گدی پر بٹھا دینگے اُسنے اُنکی ثالثی اور بسوے کا عطیہ منظور کیا مگر جب قمرالدین خان سے یہ حال کہا گیا اُسکی تسلی نہ ہوئی آخرالامر وزیر نے خان دوران خان اور کر پارام کو متعین کیا کہ اُسکو بسوہ پر قابض کرا آوین سردارون نے اس غرض سے کہ دونون بھائیون مین سلوک ہو جائے بجے سنگھ کو ملاقات پر آمادہ کیا مگر اُسنے آنبیر جانے سے انکار کیا اسواسطے ملاقات کے واسطے چومون کا مقام مقرر ہوا اور اخیر مین سانگانیر کہ جیپور سے چھ میل جنوب مغرب مین ہے قرار پایا۔ بجے سنگھ نے وہان ڈیرا کیا جب جے سنگھ بھائی سے ملاقات کرنے کے واسطے چلنے لگا تو ناظر ماجی کی طرف سے پیغام لایا کہ دونون لالجی کی ملاقات اور راضی نامہ مین بھی اپنی آنکھ سے دیکھون تو کیا ہرج ہے راجہ نے سردارون سے پوچھا اُنھون نے کہا کچھ ہرج نہین ہے۔ ناظر نے زنانہ سواری کے واسطے مہاڈول اور تین سو رتھ تیار کئے مگر بجائے ماجی کے سواری کے مہاڈول مین اگر سین بھائی بیٹھا اور ایک ایک رتھ مین دو دو مسلاح پوش سوار ہوئے اس دغا سے راجہ اور ناظر کے سوا کوئی آگاہ نہ تھا شہر سے سواری روانہ ہوئی جو لوگ ملے اُنکو اس رفع نزاع کی خوشی مین فرضی ماجی کے ہمراہی زر کثیر بخشتے چلے گئے۔ سانگانیر مین سواری پہونچی

دونون بھائی ملاقی ہوئے جے سنگھ نے بسوے کا پٹہ دیکر براہ محبت کہا کہ اگر تمکو آپسمین ہو تو مین اسکو چھوڑ دونگا اور بسوے پر قناعت کرونگا بجے سنگھ نے فرط شفقت سے مغلوب ہوکر جواب دیا کہ میری مراد پوری ہوئی اختتام ملاقات کے وقت ناظر اجی کی طرف سے پیغام لایا کہ اگر سردار علحدہ ہو جاوین تو مین وہان آکر اپنے بچون کو دیکھون ورنہ وہ دونوان میرے پاس آجاوین جے سنگھ نے سردارون سے پوچھا کہ جیسا تم کہو ویسا کیا جاوے سردارون نے صلاح دی کہ [illegible] ہوکر راجہ سے ملین چنانچہ دونون ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر محل کے اندر گئے دروازے پر پہونچکر جے سنگھ نے اپنی تلوار سرے کھولکر ناظر کو سپرد کردی اور کہا کہ یہان اسکی کیا ضرورت ہے بجے سنگھ نے بھی اس نظر سے کہ میری طرف سے اعتبار مین کوتاہی نہو اسیطرح تلوار کھولکر دیدی ناظر نے دروازہ بند کیا اور اندر قدم رکھتے ہی بجے سنگھ چچا ماجی کی پر محبت آغوش کے بجائے فولادی پنجے مین گرفتار ہوگیا اُسنے فوراً ہاتھ پاؤن باندھکر اور مہاڈول مین رکھکر فرضی زنانہ سواری کو روانہ کیا ایک گھنٹے کے بعد جے سنگھ کے پاس خبر پہونچی کہ قیدی بحفاظت تمام پہونچکر محل مین قید کردیا گیا ہے تب وہ اپنے سردارونکے پاس آیا اُنھون نے دیکھا کہ صرف راجہ مع چند آدمیون کے آتا ہے ایک دوسرے کی طرف تکنے لگے اور پوچھا بجے سنگھ کیا ہوا راجہ نے جوابدیا میرے پیٹ مین ہے ہم دونون بخت سنگھ کے بیٹے ہین اور مین بڑا ہون اگر تمہاری یہ خواہش ہے کہ وہ راج کرے تو مجھکو مار ڈالو اور اُسکو نکال لو مین نے تو تمہارے واسطے اپنا ایمان کھویا ہے اگر بجے سنگھ حسب ارادہ اپنے ہمارے اور تمہارے دشمنون کو لے آتا تو تم ضرور مارے جاتے یہ سنکر سردار حیرت مین آگئے اور خاموش محل سے نکل گئے چھ ہزار سوار شاہی جو بجے سنگھ کی حفاظت کے لیے متعین ہوئے تھے باہر کھڑے تھے اُنھون نے پوچھا کہ بجے سنگھ کہان ہے جے سنگھ نے جوابدیا تمھین کچھ کام نہین ہے یا تو چلے جاؤ ورنہ تمہارے گھوڑے مانگ لئے جاینگے اُنکو بجز اسکے کہ چلے جائین کچھ چارہ نہ ہوا مجبور چلے گئے اور اسطرح بجے سنگھ قمرالدین خان کی صلاح نہ مانکر ایک ایمان فراموش بھائی کے ہاتھ مین جال مین پھنسائی۔ بجے سنگھ کی موت و زندگی کا پتہ نہ لگا ٹاڈ کا بیان ہے کہ بجے سنگھ کے عیبون مین سے ایک شراب خواری بھی یہانتک کہ ایک دفعہ نشے کی حالت مین وکیل بیکانیر اور بخت سنگھ راجہ بیکانیر کی تحریک سے ابھے سنگھ والی مارواڑ سے نا اتفاقی پیدا کرکے اور جودھپور پر فوج کشی کرکے شکست فاش کھائی۔

لیکن لالہ روشن رائے کے نسخے سے اسکا فتحیاب ہونا پایا جاتا ہے اور لڑائی کی تفصیل اُسمین یون دی ہے کہ ابھے سنگھ کا بیاہ جے سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوا تھا ابھے سنگھ اس رانی کی قدر و منزلت کم کرتا تھا رانی نے اپنے باپ کو اس برتاؤ کی شکایت لکھی جے سنگھ نے معتمدون کو بھیجکر فہمائش کرائی ابھے سنگھ نے نہ مانا اسلیے جے سنگھ نے جودھپور پر لشکرکشی کی ابھے سنگھ نے بھی مقابلے کو سپاہ جمع کی اور اپنے بھائی بخت سنگھ ناگور کے مہاراج کو لکھا کہ اسوقت مین میری مدد کرنی چاہئے بخت سنگھ بھائی کا شریک ہوگیا اور جودھپور کے پچاس ہزار سوار ساتھ لیکر اور شہر سے دو کوس نکلکر جے سنگھ کا مقابلہ ہوا اور گھوڑے پر سوار ہوکر جے سنگھ کی فوج مین سے ہوکر ایک سرے سے دوسرے سرے تک نکل گیا جے سنگھ نے اپنے لشکریونکو تاکید کردی تھی کہ بخت سنگھ ہلاک نہ ہونے پاوے باوجود اسکے بخت سنگھ

کے ساتھ صرف پانسو سوار رہ گئے اور باقی مارے گئے یا بھاگ گئے راجہ جے سنگھ کو فتح حاصل ہوئی ابھے سنگھ مغلوب ہو کر مدارات سے پیش آیا اسلئے جے سنگھ جیپور کو لوٹ گیا کیونکہ اسکا ارادہ اس سے زیادہ نہ تھا۔

کہتے ہین کہ عالمگیر نے اسکو سوائی کا خطاب دیا تھا جسکا یہ مطلب ہے کہ راجہ اول جے سنگھ سے سوایا یعنی کچھ زیادہ ہے لیکن یاد رہے کہ عالمگیر بہت بڑے تدبر اور دل و دماغ کا شہنشاہ تھا وہ ایسے خطاب دیتا یہ محل تعجب ہے ایسے الفاظ تو محمد شاہ کے منھ سے موزون معلوم ہوتے ہین اس جے سنگھ نے کون سے ایسے کام عالمگیر کے سامنے کئے تھے کہ وہ اسکو جے سنگھ اول سے سوایا سمجھتا عالمگیر نے تو منصب دوہزاری ذات دوہزار سوار سے بھی زیادہ نہ کیا۔

جے سنگھ نے سمبت ۱۷۸۴ مطابق ۱۷۲۸ع مین اپنے نام پر عمدہ شہر جیپور بسا کر اسکو آنبیر کے عوض راجدھانی قرار دیا راجور کا علاقہ جو الور کی طرف ہے بڑگوجر راجپوتون سے چھین لیا۔ شیخاوائی کے سردار جو بادشاہی نوکری خود مختار راجاؤن کی طرح دیا کرتے تھے آپس کے جھگڑون سے جے سنگھ کے خراج گذار بنگئے۔

جے سنگھ کو منظور خاطر یہ تھا کہ چھوٹے راجون کو ماتحت حکومت کرے اور جس کام کی انجام دہی کا صوبہ دار مالوہ و اجمیر و آگرہ ہو جانے سے اسکو قابو تھا سلطنت مغلیہ کے فتنۂ و فساد مین اُسنے بہت عقلمندی سے اپنا مطلب حاصل کیا اور فرخ سیر کے اخراج پر اسکو امید ہوئی کہ اب میری تدبیر و نکا پھل ملیگا۔ اُسنے اپنے ملک مین آکر اضلاع واقع حدود دیر جو اُسکی رسائی کے اندر تھے قبضہ کرنا چاہا بلکہ جو رئیس اُسکے تحت مین بطور حکام فوج شاہی نوکری کرتے تھے انکو بھی اپنا مطیع کرنے کا ارادہ کیا اس زمانے مین حدود آمیر کے اندر اکثر اطاعت گزین سردار تھے مثلاً لال سوٹ (با واو مجہول) و گڈھ وغیرانہ دبیلے معروف) کے بڑ گوجر انہ چوہان کہ نہ جے پور مین نوکری کرتے تھے اور نہ کچھ خراج دیتے تھے مگر بطور امرائے سلطنت آمیر کے جھنڈے کے ساتھ اپنی اپنی فوج سے بادشاہ کی نوکری کرتے تھے تا بھسیکھ بھوا ہون مین سے شیخاوت بھی دائی آمیر کو اپنا سرپرست نہین سمجھتے تھے۔

راجور کے بڑگوجر اور بیانہ کے جادون (با و او مجہول و نون غنہ) اور چند دیگر خاندانون کا یہی حال تھا سلطنت کے زوال پر انکو اتنی طاقت نہ تھی کہ اپنی حفاظت کرسکین اسواسطے اُنھون نے بطور جاگیر داران تحت آمیر اپنی اپنی فوج سے نوکری کرنا اور ریاستون پر قابض رہنا منظور کیا لیکن انکے ساتھ مین ہاڑونکو بھی جے سنگھ نے اپنا مطیع کرنا چاہا یہ اُسکی کمال نادانی اور سینہ زوری تھی لیکن جے سنگھ کو بہت نقصان اوٹھا کر بوندی پر کامیابی حاصل ہوئی اور بعد اسکے اپنے بہنوئی راو بدھ سنگھ کو نکالنے مین کامیاب ہو گیا اور اُسکے سرداران ماتحت مین سے والی اندرگڑھ کو مسندنشین کرنا چاہا مگر دیو سنگھ نے براہ نیک نیتی اس عطیے کو منظور نہ کیا تب اُسنے سردار کرؤڑ سے وہی سوال کیا وہ طمع سے باز نہ رہ سکا اسکی بے وفائی مین دو طرح کی بے ایمانی ہوئی کیونکہ ماتحت سردار ہونے کے علاوہ وہ قلعہ تار اگڑھ واقع بالائے شہر و محل کا معتمد افسر تھا۔

پھر خود جیپور والون کی طرح جنھون نے سلطنت کی ابتری سے گجرات کا کسی قدر علاقہ ڈھواڑ مین شامل کیا آگرہ اور دہلی کے سرحدی گانون دبا لیئے اگر میواڑ کی قدیم

ریاست اور مارواڑ کے زبردست مہاراجہ اجیت سنگھ اور ابھے سنگھ اُس وقت موجود نہ ہوتے تو سوائی جے سنگھ ہاڑوتی یعنی کوٹہ و بوندی کی طرح جہان کئی بار اُس نے دباؤ ڈالا تھا تمام راجپوتانے کو اپنے تحت مین لانے کی کوشش کرتا اسی خیال سے اُس نے خود کو سب راجاؤن سے بڑا جتانے کے لیے قدیم دستور کے موافق اشومیدھ جگ (پرستش قربانی اسپ) کی نظر سے ایک گھوڑا خاص شہر مین پھرواکر (ایک ماتحت ٹھاکر کے لڑکر مارے جانے کے بعد جس نے گھوڑے کو پکڑ لیا) اپنا دل خوش کیا۔

سوائی جے سنگھ اُس اتفاق مین بھی شریک تھا جو مغلون کے برخلاف اودے پور، جے پور اور جودھپور والون مین اس مطلب سے ہوا تھا کہ راٹھوڑ اور کچھواہے دہلی والون کو بیٹیان دینا چھوڑ کر میواڑ سے رشتہ داری کرین تو وہان کی لڑکی سے جو بیٹا پیدا ہو وہ بغیر لحاظ عمر کے راج کا وارث مانا جائے گا اسی بنا پر سوائی جے سنگھ کی شادی اودے پور مین ہوئی جس سے مادھو سنگھ پیدا ہوا۔ لیکن اُس نے اس تعہد کے خلاف انصاف و مصلحت ہونے سے آگاہ اور اپنے فعل سے پشیمان ہوکر اُس کے نتائج بد کے انسداد کی تدبیر کی یعنی ایشری سنگھ پسر کلان کی شادی دختر جاگیردار سلومبر کے ساتھ کردی وہ آج اودے پور کا زبردست سردار اور وہان کی فوج کا موروثی سپہ سالار تھا اور مادھو سنگھ کو چار پرگنے ٹونک۔ رامپورہ بھاگی اور مالپورہ دیکر علحدہ جائداد مقرر کردی بلکہ بعوض پرگنات رامپورہ و بھانپورہ کہ اُس کو راج اودے پور سے ملے تھے بجمعیت ایک ہزار سوار اور دو ہزار پیادون کے اُس راج مین بطور جاگیردار نوکری کرنے کی اجازت دی تھی۔

سوائی جے سنگھ علم نجوم سے دلچسپی رکھتا تھا بدھیا دھر متوطن بنگالہ سے تحقیقات نجوم مین اُس کو مشورہ تھا جس کی تجویز سے شہر جے پور آباد ہوا ہے اور وہ جین مذہب رکھتا تھا اسی وجہ سے راجہ جینیون سے بہت اُنس رکھتا تھا محمد شاہ نے پترہ نجوم کی اصلاح کا کام جے سنگھ کو تفویض کیا تھا ابتدا مین اُسنے الغ بیگ سمرقندی کے آلات کا استعمال کیا تھا مگر اُن سے اُس کی کاربرآری نہ ہوسکی۔ مختلف مقامات کے مناظرون سے سات برس مین اُس نے نقشہ حرکات اجرام فلکی مرتب کرایا اور اُس کا زیچ محمد شاہی نام رکھا اُس کے ذریعہ سے اب تک نجوم کے کُل حساب اور

ترتیب پیرا ہوتی ہے مرزا خیر اللہ بیگ کے ذریعے سے جو علوم ریاضی مین بے نظیر عالم تھا مقامات اجین جے پور اور دہلی مین بیس بیس لاکھ روپے کے صرف سے اجرام فلکی کے مشاہدے کے واسطے رصدگاہین بنوا کر انکو زیچ محمد شاہی کے نام سے موسوم کیا لیکن چونکہ عمل رصد کی تکمیل کے واسطے تیس برس کی مدت کی جو کہ مدت تمام دورۂ زحل کی ہے ضرورت تھی اور جے سنگھ قبل اختتام اس مدت کے انتقال کر گیا لہذا یہ عظیم الشان علمی کام ناتمام رہا اور آئندہ پھر کسی نے اسکی طرف توجہ نہ کی اجین وغیرہ مین ان رصدگاہون کی عمارت کے نشانات ابتک موجود ہین پرتگال کے ڈیلاہائر صاحب کے نقشے مین بدھیادھر کی تنقیح ہو کر دسے جے سنگھ نے نصف درجے کی غلطی چاند کی گردش مین اور اس سے کم دوسرے سیارونکی حرکت مین ثابت کی اسیہی کہ اسکے بموجب گرہن پندرہ پل یعنی چوتھائی گھڑی پہلے یا پیچھے نکلتا ہے اسکو علوم و فنون کی ترویج کا بڑا شوق تھا۔

جے سنگھ کے مسندنشین ہونے پر آنبیر کے راج مین صرف تین پرگنات یعنی آنبیر۔ دیوسہ اور بسوہ تھے مغربی پرگنات ضبط ہوکر اجمیر کے بادشاہی ضلع مین داخل ہوگئے تھے ٹھاکران شیخاوائی اپنے مربی راج سے ... اور خودسر ہوگئے تھے راج کی حدود یہ تھین جنوب مین چاٹسو کا تھانہ۔ مغرب مین سانبھر کا تھانہ شمال مغرب مین ہستنہ کا تھانہ اور مشرق مین دیوسہ و بسوہ تھے اور بارہ کوٹھری بند جاگیردارونکے قبضے مین بہت قلیل ملک تھا اور میواڑ کے زبردست سردارون سے مغلوب ہو رہے تھے چنانچہ پیشوا اسلونبر کے سردار کو رئیس جیپور کی برابر سمجھتا تھا۔

جے سنگھ نے اپنی دانشمندی اور چالاکی سے جیپور کی ریاست اپنی اولاد کے لیے ایسے اوج پر چھوڑی کہ اسکے بعد کئی بار فساد و نقصان ہونے پر بھی راجپوتانے مین آمدنی اور آسودگی کے لحاظ سے بہتر حالت مین ہے۔ راجہ دھیراج سوائی جے سنگھ نے دسہرے کے دن شعبان اور بقول ۲۳ تاریخ سنہ ۱۱۵۶ ہجری مطابق کنوار سدی چھ دس سمبت ۱۸۰۰ بکرمی روز چہارشنبہ کو چند روز کی علالت کے بعد ۵۷ سال کی عمر مین وفات پائی نہایت سخت عارضے مین مبتلا تھا اُسنے مدت سے بادہ خواری اور غذائے لحمی کی کثرت کی تھی اور بہت فربہ ہوگیا تھا آخرکار فربہی سے ورم کی نوبت پہونچی اعضا پھٹ گئے انگلیان وغیرہ گل گل کر گر گئین جیسا کہ تاریخ فرخ سیر وغیرہ مین لکھا ہے اس کے ساتھ تین رانیان اور چند کنیزین ستی ہوئین۔

راجہ ایشوری سنگھ ایشری سنگھ یا ایسری سنگھ

اپنے باپ کے بعد سمبت ۱۸۰۰ مطابق سنہ ۱۷۴۳ء مین جیپور کی گدی پر بیٹھا اور اسکے چھوٹے بھائی مادھو سنگھ کے قبضے مین ٹونک اور رامپورہ رہا۔ ٹونک کو زبردستی دبا لیا تھا اور رامپورہ میواڑ سے ماتحتی کے اقرار پر لیا۔

ایسری سنگھ والی جیپور نے اپنے باپ کی تدبیرونکی پیروی کرکے چاہا کہ کوٹہ اور بوندی میرے مطیع رہین مگر کوٹے والے نے اسکی پروانہ کرکے امید سنگھ راجہ بوندی کی مدد کی اسپر ایسری سنگھ نے فوج کشی کرکے کوٹے کا محاصرہ کیا اور اس مہم مین سورج مل والی بھرتپور اور مرہٹون کو مدد کے لیے بلایا تین مہینے تک ہر طرح کوشش کی مگر کچھ نہ ہوسکا گرد و نواح شہر کے درختونکو قطع اور باغات کو تلف کرکے مجبوراً برخاست ہوئے آپا سیندھیا حاکم فوج کا ایک ...

توپ کے گولے سے اُڑ گرد ہین رہا گر ناکامیابی کے بعد لوٹنا پڑا کوٹے سے واپس آکر ایسری سنگھ نے امید سنگھ پسر راو بدھ سنگھ والی بوندی پر حملہ کرنے کے واسطے نانک پنتھیون کی جمعیت متعین کی امید سنگھ نے اس فوج کو شکست دی ایسری سنگھ نے پھر جیپور سے اٹھارہ ہزار آدمیون کی فوج نارائن داس کھتری کی ماتحتی مین بھیجی اسکو بھی شکست فاش ہوئی اور دیوبانگو کے کنگنگو رونیہر جیپور کا پھریرا اڑنے لگا۔

ایسری سنگھ دہلی محمد شاہ کی ملازمت کو گیا تھا خبر پہونچی کہ اودیپور کے مہارانا جگت سنگھ نے فوج کشی کی ہے راٹھورون اور کچھواہون نے اودیپور والونکی بیٹی سے اولاد ہونے بغیر لحاظ عمر کے جو ولیعہد ماننے کا عہد کیا تھا اُسکے موافق مادھو سنگھ نے راج کا دعوے کرکے مہارانا جگت سنگھ دوم کو جو اُسکا رشتہ دار تھا اپنی مدد پر بلایا تاکہ مادھو سنگھ کو جے پور کی ریاست مل جائے اور ایشری سنگھ معزول کر دیا جائے جب ایشری سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو راجہ آیا مل کو مرہٹون کے پاس بھیجکر سیندھیا کو اپنی مدد کے لیے روپے کے عوض بلایا محمد شاہ بادشاہ سے بھی مدد چاہی بادشاہ کی طرف سے معین الملک پسر قمر الدین خان امداد کے لیے متعین ہوا ایشری سنگھ کی مدد کو ایک لاکھ سوار جمع ہوگئے میواڑ کی فوج کو جو رانا جگت سنگھ کی ماتحتی مین تھی خود میواڑ کے سردارون کی سازش سے کیونکہ راوت سلونبر کی بیٹی ایشوری سنگھ کو بیاہی تھی راج محل کے مقام پر شکست دی اور مہارانا ادب کر مفرور ہوا۔

ریاست جیپور کا نقشہ [illegible] ورسایہ قائم ہوگیا۔ ایشری سنگھ کے مصاحب خراب تھے اُنکے مسلط ہو جانے سے بڑے بڑے راجپوت [illegible] رہنے لگے۔

رلہ سنگھ [illegible] جودھپور کا [illegible] ایشری سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوا تھا جودھپور کے سردارون نے رام سنگھ کو بوجہ بدمزاج ہونے کے جودھپور کی حکومت سے معزول کرکے اُسکے چچا بخت سنگھ کو مسند نشین کر دیا رام سنگھ جودھپور سے چلا گیا اور ایشری سنگھ کو لکھا کہ آپ میری مدد کرین اور یہ بھی لکھا کہ سانبھر کا حصہ اس امداد کے عوض مین آپ کو دیدونگا مگر ایشری سنگھ نے سانبھر کے لینے سے انکار کر دیا اور رام سنگھ کی امداد پر آمادہ ہو کر کیسو داس پسر آیا مل کو مرہٹون کے پاس بھیجا انکی فوج دکن سے بلائی جسکو مدد خرچ مین پچاس لاکھ روپیہ دینا ٹھہرا جب مرہٹونکی فوج آگئی تو اپنی فوج بھی لیکر ایشری سنگھ جودھپور کی طرف روانہ ہوا اور قریب تھا کہ بخت سنگھ پکڑا جائے یا مارا جائے اس عرصے مین مرہٹون نے کیسو داس سے روپے مانگے اُسنے رام سنگھ سے کہا رام سنگھ نے جواب دیا کہ فی الحال روپیہ مہیا نہین ہے کام پورا ہو جانے پر دیکھا جائے گا کیسو داس نے اُسکے مقابلے مین سخت کلامی کی رام سنگھ نے ایشری سنگھ کے پاس پہونچکر شکایت کی ایشری سنگھ کیسو داس پر بہت خفا ہوا اور اُسکو سامنے بلاکر زہر کا پیالہ آگے رکھوا دیا اور حکم دیا کہ اسکو پی جا اُسنے عرض کیا کہ اگر مین نے کفران نعمت کیا ہو تو اس سزا کا سزاوار ہو سکتا ہون اور جبکہ ابتک آپکا خیر خواہ [illegible] ہون تو یہ سزا کیون دی جاتی ہے ایشری سنگھ نے کہا کہ تمھاری خیریت اسی مین ہے کہ بیچون وچرا پی جاؤ [illegible] غریب پی گیا اُسکے پاس ایک انگوٹھی تھی جسکے نگینے کو چوسنے سے زہر اثر نہین کرتا تھا آدمیون نے یہ خبر ایشری سنگھ کو پہونچائی اُسنے حکم دیا کہ [illegible] قبض [illegible] تمام کردو چنانچہ وہ مار ڈالا گیا جب مرہٹون نے یہ حال معلوم ہوا

امداد سے دست بردار ہوکر چھوٹ گئے اور ایشری سنگھ کو یہ کہلا بھیجا کہ دو سال کے بعد تمھارے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جائیگا غافل مت رہو۔ ایشری سنگھ ناکامیابی کے ساتھ جیپور کو لوٹ گیا۔

سمبت ۱۸۰۴ مطابق ۱۷۴۷ء مین قندہار کے بادشاہ احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا تو محمد شاہ کی طرف سے قمرالدین خان وزیر کے ساتھ ایشوری سنگھ اپنی فوج سمیت مقابلے کو بھیجا گیا حسین شاہی معروف بورانی نام اور تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ ایسری سنگھ نے اس لڑائی مین اپنے اسلاف کی شجاعت کے گھمنڈ پر بارہ ہزار راجپوت سوارونکے ساتھ زعفرانی کپڑے پہن لیے اور یہ اس قوم کے بہادرونمین لڑکر مارے جانے کیلیے مقرر ہے لیکن اس نے [illegible] لباس کا پاس نہ کیا اور وزیر کے مارے جاتے ہی جان بچاکر [illegible] میدان جنگ سے بھاگ نکلا اس معاملے مین ایک روایت یہ ہے کہ [illegible] مرہٹون نے حملہ کرکے فساد پھیلا دیا تھا اسلیئے وہ جیپور کو سیدھا بھاگ گیا وجہ اسکی یہ ہے کہ سمبت [illegible] مطابق [illegible] مین دوبارہ مہارانا جگت سنگھ دوم نے ٹونک و رام پورہ وغیرہ پرگنے اور چونسٹھ لاکھ روپیہ نقد دینا قبول کرکے ہلکر کو اپنے رشتہ دار مادھو سنگھ کی حمایت پر بلالیا۔ اور راو بدھ سنگھ کی بیوہ رانی نے بھی جو سوائی جے سنگھ کی سوتیلی بہن تھی ہلکر کے پاس جاکر دستگیری کی التجا کی کہ بوندی کو ایشری سنگھ کے قبضے سے نکال لے ایشری سنگھ نے اپنی بدمزاجی سے سردارون کو اپنا دشمن بنالیا تھا انھون نے رؤسائے بوندی و میواڑ سے خفیہ سازش کرکے اُنکی تدبیرونکی کامیابی مین ہمہ تن کوشش کی جیپور کا رئیس مرہٹون کی آمد سنتے ہی انکے مقابلے کے واسطے اپنی دارالحکومت سے روانہ ہوا اسکو مرہٹون کی فوج کی تعداد کی غلط خبر دی گئی تھی اور عین اسوقت مین اُسکو معلوم ہوا کہ دغا ہوئی اور جس دیوان کو قتل کیا تھا اُسکے بیٹون پر اعتبار کرنے کا نتیجہ جو ہونا چاہیئے تھا وہی ظہور مین آیا اسپر کسی ہندی شاعر نے حسب حال دوہا کہا ہے ؎

جب ہی چھوڑی ایسرا راج کرن کی آس ٭ منتری موٹا ماریہ کھتری کیشوداس ٭یعنی جسوقت ایشری سنگھ نے کیشوداس کھتری زبردست وزیر کو قتل کیا اُسی وقت سے اُسکے راج کرنے کی امید قطع ہوگئی ہر سہائے وگوردھن سہائے پسران وزیر مقتول نے مرہٹون سے سازش کرکے اُنکی فوج کی تعداد اپنے آقا کے روبرو بہت کم ظاہر کی اور اُسکو نہایت قلیل جمعیت سے [illegible] کے واسطے لائے اس فوج کثیر کا مقابلہ کرنا سراسر دیوانگی ہوتی مجبوراً بھاگ کر نگرو مین پناہ لی وہان سے دس روز کے محاصرے کے بعد اقرارنامہ واگذاشت بوندی لکھدیا بعض کتابون مین لکھا ہے کہ اس فوج کثیر کے مقابلے کے لیے ایشری سنگھ نے اپنے جاگیردار ونکو حکم دیا کہ شرکت اور مدد کرو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم سے آپکو کیا سروکار آپکے مصاحب کافی ہین تاہم آپ مقابلے کو نکلینگے تو جوکچھ ہم سے ہوسکیگا وقت پر عمل مین آئیگا ایشری سنگھ سمجھ گیا کہ سب مجھ سے کنارہ کرتے ہین کوئی مدد نہین کریگا اسلیئے ہتک عزت کے اندیشے سے آٹھ برس راج کرکے زہر کھاکر مرگیا ملہار راو نے ایشری سنگھ کی خودکشی کی خبر سنکر مادھو سنگھ کو اودیپور سے بلایا اور دونون ایک ہاتھی پر بیٹھکر داخل شہر جیپور ہوے اور مادھو سنگھ کو آسانی کے ساتھ جیپور کا راج اور ہلکر کو مفت مین کئی پرگنے بہت سے روپے سمیت مہارانا سے ملگئے اور مادھو سنگھ سے بھی روپیہ لیکر جیپور سے

واپس چلا گیا اور باقی روپے کی جےپور سے وصولی کے لیے اپنا ایک سردار چھ سات ہزار سوارون کے ساتھ نواح جےپور مین چھوڑ گیا۔

راجہ مادھو سنگھ اول

یہ راجہ سمت ۱۸۰۷ مطابق ۱۷۵۰ء مین اپنے بڑے بھائی کے بعد راج پاکر انتظام مین مصروف ہوا مگر جن مرہٹون کو چھوڑ گیا تھا وہ روز سوار ہوکر شہر مین آتے تھے اور طرح طرح سے رعایا کو دق کرتے تھے مجبور ہوکر راجپوتون نے تین چار ہزار سوارونکو قتل کر دیا۔

پھر مادھو سنگھ دہلی کو احمد شاہ بادشاہ کے سلام کے لیے گیا اور شرف باریابی حاصل کرکے امراے حضور جو باہم منافشہ رکھتے تھے آپس مین صفائی کرادی اور جےپور کو لوٹ آیا۔

قلعہ رنتھنبور جو اپنی مضبوطی اور ناقابل التسخیر ہونے کی وجہ سے مشہور تھا بے کسی قسم کی دردسری کے مادھو سنگھ کے قبضے مین آگیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ سلطنت کی کمزوری کی وجہ سے کئی سال سے ملہار راؤ نے اسکا محاصرہ کیا تھا اور فتح کرنے کے لیے بہت زور لگاتا تھا قلعدار بادشاہی نے سمجھ لیا کہ اب غلہ اور سامان ضروری ختم ہونے کو آیا ایک نہ ایک دن دشمن کے قبضے مین اسکا چلا جانا ضرور ہے مجبوراً اُسنے مادھو سنگھ کے حوالے کر دیا جانا تکہ راجہ جے سنگھ برسون تک اسکی فکر مین رہا مگر نہ لے سکا۔ مادھو پورہ متصل قلعہ رنتھنبور اُسنے آباد کیا و مادھو سنگھ نے چاہا کہ دور سے اس قلعہ کو دیکھون چنانچہ دررے کیطرف پہاڑ پر ایک مکان مادھو بلاس نام بنایا اور لاکھون روپیہ لگایا مگر وہان سے قلعہ نہ دیکھ سکا مادھو سنگھ کو قلعہ رنتھنبور پر قابض ہونے سے کوٹہ و بوندی کو ماتحت جےپور کرنے کی فضیلت کا حیلہ ہاتھ آگیا اور اس ذریعہ سے ہاڑوتی کی کوٹہ بوندی پر راج جےپور کی تحصیل خراج کا دعوے قائم ہوگیا ورنہ کسیطرح کا استحقاق نہ تھا۔ مگر اس دعوے سے کہ بجز سرپرستی اور تخفیف سالانہ آمدنی کے کچھ مقصود نہین ہے بہت رنج و عناد پیدا ہوا۔ جےپور کے اس دعوے سرپرستی سے کوٹے اور بوندی پر ظالم سنگھ کوٹے والے کی شہرت و ناموری شروع ہوئی ہے اس زمانے مین مالک ریاست راو درجن سال تھا اسکی ہمت و جوانمردی کب مقتضی ہو سکتی تھی کہ جےپور کے ہمسر رئیس کے دعوے کو کہ اتفاقاً رنتھنبور پر قابض ہوجانے سے اور بہ حیثیت صوبہ بادشاہی اپنی قلمرو مین رتبہ شاہی حاصل کرنے سے کیا گیا تھا قبول کرے سمت ۱۸۱۸ مطابق ۱۷۶۱ء کی جنگ بٹوارہ نے اس دعوے کو ہمیشہ کے واسطے رد کر دیا۔ اگر بوندی کی فوج بھی اس لڑائی مین کوٹے والونکے شامل ہوجاتی تو اپنے ماتحت برادرونکو جےپور کی خراجگذاری سے کہ مجبوراً ابتک ادا کرنا پڑتا ہے بچا لیتی۔ بٹوارہ کی جنگ کی کیفیت یہ ہے کہ مادھو سنگھ نے ہاڑون سے خراج لینے کا ارادہ کیا اور اس کام کے لیے اپنی کل فوج جمع کی سمت ۱۸۱۸ مطابق ۱۷۶۱ء مین ہاڑون سے اقبال خراجگذاری کرانے کی مہم آغاز کی احمد شاہ ابدالی کے حملے سے مرہٹے شکست پاکر ہوکے دعوے سلطنت سے باز رہے تھے اور راجپوت خود مختار ہوگئے تھے مادھو سنگھ نے اثنائے راہ ہاڑوتی مین اونیارہ پر حملہ کرکے اسکو اپنے راج مین شامل کر لیا وہان سے لاکھاریہ کو لیا اور دکھینون کو مکا نکر اسپر بھی

قبضہ کیا اس فتوحات سے اُسنے پار اور چمبل ندیون کے موقع اتصال پر بمقام پالی گھاٹ عبور کیا سلطان پور کے ہاڑہ سردار پر جسکے ذمے اس گھاٹ کی حفاظت تھی ناگہانی حملہ ہوا مگر اُسنے بھی اپنے بھائیون کو جمع کرکے مقابلہ کیا گرتے وقت وہ دونون ہاتھ پھیلا کے زمین کو چپٹا جیپور والوںین سے بعض لوگ خوش ہوئے مگر جو دور اندیش تھے اُنھون نے اسکو شگون بد سمجھا کہ مرنے کے وقت بھی ہاڑا زمین کو نہین چھوڑتا ہے اس فتح سے خوش ہوکے نصرت مند براہ خاص کوٹہ کے بھٹورہ تک پہونچے وہان اُنکو پانچہزار ہاڑے ایک باپ کی اولاد مقابلے کے واسطے تیار ملے اگرچہ تعداد مین جیپور کی فوج زیادہ تھی مگر ہاڑے اپنی زمین و عزت بچانے کے واسطے جان دینے کو مستعد تھے کل کچھواہے سوارون نے یکبارگی حملہ کیا مگر فتح کے یقین سے اُنھون نے اپنے گھوڑون کو پہونچنے سے پیشتر تھکا دیا تھا۔ ہاڑون نے استقلال اور مضبوطی سے مقابلہ کیا اور اُنکے حملے سے منتشر و آشفتہ نہ ہوے اُنکی کمک اور آئی پیادہ و سوار شامل ہوگئے اور کشت و خون ہونے لگا اسوقت کوٹے کے فوجدار ظالم سنگھ جھالا نے عجیب بات کی کہ عین لڑائی کے وقت گھوڑے سے اتر کے مع اپنے ہمراہیون کے پیادہ پا لڑنے لگا اور جس دانائی نے اُسکو مشہور و نامور کیا ہے اول مرتبہ ثابت کرکے فتح حاصل کی۔ ملہار راو ہلکر اپنی بقیہ فوج سے اسی نواح مین مقیم تھا مگر شکست پانی بہت سے ایسا پست ہمت ہوگیا تھا کہ فریقین سے کسی کے شریک ہونے کی جرأت نکر سکا۔ ظالم سنگھ نے اُس سے جاکر التجا کی کہ اگر تم لڑ نہین سکتے ہو تو صرف جیپور کی فوج کے گرد پھر کے لشکر کو لوٹ لو اُسے یہ اشارہ کافی تھا فوراً پہونچا غارتگری لشکر کی خبر سنتے ہی کوٹہ والون نے جوش و خروش سے حملہ کیا اور جیپور کی فوج ششدر ہوکے بھاگی ہاڑون کی تلوار نے اُنکے تعاقب مین خون کا سیلاب جاری کردیا سرداران ماچھیڑی والیسرہ دوالکہ وبارول واچرول اور امیر کے کل اُدت دو اور مجہول اور آوت کوٹے کے پانچہزار ہاڑون کو پشت دیکر بھاگے بوندی والے اگرچہ جمع ہوئے تھے مگر شریک جنگ نہ ہونے سے اپنی کوٹہ یونکو خراج سے بچانے کا عمدہ موقع کھو بیٹھے مغرورونین سے اکثر لوگ قید ہوئے آنبیر کا بجرنگا جھنڈا ہاڑون کے ہاتھ آیا۔ جنگ بھٹورہ نے دعوے خراج کا یکبارگی فیصلہ کردیا کہ اُسوقت سے کچھواہون نے کبھی نام نہین لیا ہے اس فتح کی یادگار مین ہاڑے ہر سال دسہرہ کے اجتماع مین مصنوعی آمیر بناکر اُسکو فتح کرتے ہین راجہ مادھو سنگھ نے نرو کا پرتاپ سنگھ جاگیردار ماچھیڑی کو کسی قصور پر جلاوطن کردیا تھا جو بھرتپور کے راجہ جواہر سنگھ کے پاس جا رہا تھا اور وہان سے اُسکی جاگیر مقرر ہوگئی۔ جواہر سنگھ نے جیپور کے معاملات مین ابتری دیکھکر ضلع کمانا طلب کیا اور نہ پایا تو وہ ناراض ہوا جواہر سنگھ کی روز افزون ترقی سے جیپور کے رئیس اور سردارونکو نہ حسد تھا اور وہ اسی ناراضی کی وجہ سے لشکر لیکر بغیر اطلاع کئے جیپور کے علاقے مین ہوکر پشکر اشنان کے واسطے گیا اور وہان راجہ بجے سنگھ والی مارواڑ سے بہ تبادلہ دستار رابطہ اتحاد و اتفاق مستحکم کیا یہ امر باشتعال کہ ہر سہاے وگور سہاے سرداران ریاست راجہ مادھو سنگھ والی جیپور کو ناگوار ہوا کہ اُنکی صلاح سے اُسنے ایک خط بھیجکر لکھا کہ میری ریاست مین سے معاودت نہ کرین اور سرداران ریاست کو بھی مقابلے کے واسطے جمع کیا راجہ جواہر سنگھ نے راجہ جیپور کی اس تحریر کو کہ بیوجہ اور بے معنی تھی لحاظ نہ کرکے اسی راستے سے مراجعت کی اثنائے راہ مین جیپور کی فوج سد راہ ہوئی مقابلہ ہوکر بھی

اپنے ملک والون یعنی جیپور کی فوج مین آملا اور بٹول دیگر کچھواہون کے بھرتپور والون سے بر سر مقابلہ ہوا اور اپنی پناہ دہی اور مہمان نوازی کا حق فراموش کیا ماونڈہ کے مقام پر دونون افواج مین سخت مجادلہ و خونریزی وقوع مین آئی جواہر سنگھ باوصف نقصان کثیر ملازمون کے صحت و سلامتی سے داخل بھرت پور ہوا مگر راج جیپور وہانکے تقریباً کل نامی سردارون کے مارے جانے سے تباہ و برباد ہوگیا ماچھیری یعنی الور کی علیحدہ ریاست ہونیکا باعث یہی لڑائی تھی کیونکہ مادھو سنگھ نے لڑائی کے بعد پرتاب سنگھ کے قصور معاف کرکے اسکو ماچیڑی کی جاگیر واپس دیدی جسکو اسنے کچھ عرصے کے بعد ترقی دیکر دہلی کے آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی کی سند سے خود مختار ریاست بنا لیا۔ مادھو سنگھ نے اس جنگ کے ختم ہونے سے چوتھے دن تپ دق کے عارضے سے سمبت ۱۸۲۵ مطابق ۱۷۶۸ء مین سترہ برس راج کرکے وفات پائی۔ مولوی محمد مخدوم نے تاریخ انور و تجارا مین وفات کا سمبت ۱۸۲۴ لکھا ہے جس کے بعد رئیسون کی کم عمری اور کم عقلی اور کامدارونکی شرارت اور خود مطلبی سے ریاست نے بہت نقصان اٹھایا اسکے دو بیٹے تھے (۱) پرتھوی سنگھ ولیعہد (۲) پرتاپ سنگھ۔

راجہ پرتھوی سنگھ

یہ چھہ سات برس کی عمر مین اپنے والد کے بعد راجہ ہوا اور اسکے چھوٹے بھائی پرتاپ سنگھ کی مان جو چونڈاوتنی راج کا انتظام کرنے لگی ٹاڈ صاحب کہتے ہین کہ یہ رانی بڑی بلند نظر اور مستقل مزاج تھی مگر اسکے منظور نظر فیروز نامی فیلبان نے اسکو بدنام کر رکھا تھا رانی نے زیادہ مہربانی سے فیلبان مذکور کو مصاحب کا درجہ دیدیا تھا اور پنچایت سرداران راج مین معزز کیا تھا جس سے اکثر سردار ناراض ہوکر اپنی جاگیرونکو چلے گئے۔ رانی نے بلا امداد سرداران اجرائے کار ریاست کرنا چاہا اور اس غرض سے ابناجی نامی پردیسی کے تحت مین فوج نوکر رکھکر اسکی معرفت ملک کی جمع وصول کی۔ آزمت رام دیوان اور خوشحالی رام بوہرہ مصاحب تھے اگرچہ یہ دونون شخص بہت ہوشیار تھے مگر فیلبان رانی کے مزاج پر ایسا حاوی تھا کہ اسکے روبرو کسیکی پیش نہین جاتی تھی اودے پور کی ریاست مین بنائی ہوئی تاریخ مین ہے کہ پرتھوی سنگھ مسند نشینی سے نو برس کے بعد سمبت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۷ء مین گذر گیا جسکی موت گھوڑے سے گر کر بیان کیجاتی ہے لیکن پرتاپ سنگھ کی مان چونڈاوت رانی پر اسکے بیٹے کو راج ملنیکی غرض سے زہر دینے کا بھی الزام لگایا جاتا ہے اور روشن رائے سے جو نسخہ منقول ہے اسمین لکھا ہے کہ اسنے کشتے کا استعمال کیا اسمین غلطی ہونے سے خرابی پیدا ہوگئی جس سے مر گیا۔

پرتھوی سنگھ کی باوجودیکہ ہنوز سن تمیز کو نہین پہونچا تھا اور ماجی چونڈاوتنی کے پاس رہا کرتا تھا دو شادیان ہوگئی تھین ایک بیکانیر مین دوسری کشن گڑھ مین کشن گڑھ والی رانی سے مان سنگھ نام لڑکا پیدا ہوگیا تھا اسکو بخوف ہلاکت اول کشن گڑھ لے گئے اور جب وہان بھی صورت امن کی نظر نہ آئی تو گوالیار کے لشکر مین بھیجا گیا جہان مدت تک سیندھیا کی حفاظت مین رہکر ریاست کی امید دوسرے جہان کو اپنے ساتھ لے گیا جیسا کہ تحفہ راجستان مین بیان کیا ہے۔

راجہ پرتاپ سنگھ

اسکو اپنے بڑے بھائی کے بعد سمبت ١٨٣٤ مطابق ١٧٧٨ء مین راج ملا دہلی کا آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی اپنے سال نوین جلوس مین سردارون کا فساد دور کرنے کو فوج لیکر جیپور آیا راجہ بادشاہ کی سند کے لیے شہر سے نکلا عبدالاحد خان نے بہت چاہا کہ میرے ذریعہ سے ملازمت کرے مگر اُسنے مرزا نجف خان کے آنے تک سلام ملتوی رکھا اور مرزا کے آنے کے بعد بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا راجہ نے ایک ہزار اشرفی اور دو لاکھ روپیہ نذر مین پیش کیا بادشاہ نے بھی خلعت اور راج تلک دیکر نارنول وغیرہ کا علاقہ جو ضبطی مین آگیا تھا جیپور والون کو والیس دیا اور آپ دہلی کو لوٹ گیا تھوڑے دنون کے بعد ماچھیڑی والے پرتاپ سنگھ نروکا کو جسکی اولاد مین ریاست الور ہین مغلوب کرنے کے لیے راج گڑھ پر چڑھائی کی اتنا زور سے حملہ کیا کہ نزدیک تھا کہ قلعہ خالی ہوجاے اور راؤجی کو گرفتار ہوجاے خوشحالی رام دیوان نے سفارش کر کے صفائی کرادی اور راجہ جےپور کو لوٹ گیا اسکے بعد پرتاپ سنگھ نروکا نے بادشاہی سردار نجف خان کو آگرے سے جاٹون کی بیدخلی اور بھرت پور کی ضبطی مین بہت مدد دی خوش بادشاہ نے اُسکو راؤ راجہ خطاب اور جاگیر کی سند بلا وساطت جیپور عنایت کی اس ذریعہ سے پرتاپ سنگھ کو خود مختار ریاست الور قائم کرنے کا حوصلہ ہوا راجہ چندراوتی رانی نے بھی اپنی طرف سے فیروز فیلبان کو بادشاہی دربار مین سپہ سالار افواج جیپور بنا کر روانہ کیا اور اُسنے افسر فوج شاہی کے لشکر مین راؤ راجہ پرتاپ سنگھ سے مساوی درجے کی ملاقات کی راؤ نے دل مین حسد اور بظاہر دوستی کرکے ایک دعوت کے موقع پر کھانے مین زہر دلوا کر مروادیا جب فیلبان مر گیا تو راؤ راجہ بھی انتظام جیپور مین خوشحالی رام کا شریک ہوگیا اسی اثنا مین راجہ جےپور کی والدہ مختار کا بھی انتقال ہوگیا اور اب خوشحالی رام خزانچی جو پہلے راؤ راجہ کا نوکر تھا جیپور مین بہت زور پکڑ گیا۔ ابھی راجہ پرتاپ سنگھ ایسا ہوشیار نہین ہوا تھا کہ بلا اعانت انتظام راج کر سکتا راؤ راجہ اور بوہرہ خوشحالی رام دونون حریص تھے اُنمین بہت جلد نااتفاقی پیدا ہوگئی خوشحالی رام نے فوج شاہی کا ایک دستہ بافسری ہمدان خان طلب کیا اس پر وہ نزاع و فساد پیدا ہوا کہ جسکے سبب سے مرہٹون کی مداخلت ہوئی۔

سمبت ١٨٤٣ مطابق ١٧٨٦ء مین راجہ پرتاپ سنگھ نے ہوشیار ہو کر مرہٹون کو راجپوتانے سے نکالنے کے لیے جودھپور کے راجہ بیجے سنگھ سے مدد چاہی جسنے اپنے ماتحت جاگیردار دکی فوج کو دیکر اُسکے پاس بھیجدیا۔ راجہ اپنے مددگارون کے ساتھ جن مین بادشاہی افسر اسماعیل بیگ اور ہمدانی وغیرہ بھی شامل تھے مقام تونگہ پر لالسوٹ کے قریب مقابلے کو پہونچا۔ لڑائی مین راٹھوڑون نے سیندھیا کے توپخانے پر بہادرانہ حملہ کیا اور سیندھیا کی فوج کو جسمین جنرل ڈبائنی کی پلٹن بھی تھی شکست فاش دی سیندھیا میدان جنگ سے بھاگ کر متھرا کو گیا اور کئی سال تک اس شکست کے نقصان کی تلافی نہ کر سکا راجپوتون کو فتح کامل حاصل ہوئی راٹھوڑون نے دھابھائی کو بھیجکر اجمیر پر قبضہ کر لیا اور عہدنامہ مہراجگی اسی منسوخ کردیا جنرل کونٹ ڈبائن کو اس شکست سے بڑی غیرت آئی اُسنے بامداد جوالمودی سیندھیا کے عمدہ قواعددان فوج تیار کی اور یہ سپاہ راجپوتانہ کو روانہ ہوئی راٹھوڑ بھی

دوبارہ کچھوا ہونکی مدد کو آپہونچے لیکن اُنکے کسی خوشامدی بھاٹ نے ایک دوہا اس مضمون کا بنایا کہ۔

راٹھوڑون نے جیپور والونکی ڈوبی ہوئی عزت کی ناؤ کو بچایا ہے ۔

اس سے کچھوا ہون نے رنجیدہ ہوکر سیندھیہ کے ساتھ خفیہ عہدنامہ کرلیا کہ ہم لڑائی سے علیحدہ رہینگے راٹھوڑون نے دشمن کے اپنے علاقے تک پہونچنے اور حملہ کرنیکا انتظار نکرکے مقام پاٹن واقع تورا واٹی پرکہ جیپور سے شمال مین ہے کچھوا ہونکے شامل ہوکر سیندھیا کی فوج کا مقابلہ کیا اپنی عادت معہودہ کے موافق راٹھوڑون نے ڈبائنی کی توپونپر حملہ کیا اور جو مقابل مین آیا اُسے تہ تیغ کیا مگر مدد نہ پہونچنے پر توپونکے گراب گولونکی مار مار سے ہزارون طعمۂ اجل ہوکر مجبور میدان جنگ سے بھاگے راستے مین عادہ میدارون نے اُنکی سواری دکل سامان چھین لیا جیپور کے بھاٹون نے جواب مین اس مضمون کا بہت بنایا کہ راٹھوڑ لوگ گھوڑا چھوڑا پگڑی ۔ مونچھین اور تلوار بھاری سمجھ کر میدان مین چھوڑ بھاگے اس فضول نااتفاقی سے جو راجپوتانے کی خرابی کا باعث ہوئی مرہٹون نے راٹھوڑونکو دوسری بار مقام میرتہ پر شکست دیکر ساٹھ لاکھ روپیہ بطور جرمانہ لیا اور جسقدر روپیہ نہ آیا اُسکے عوض بہن مال واسباب فروخت کرایا۔

سمبت ۱۸۴۴ مطابق ۱۷۸۷ء مین پاٹن کی لڑائی اور راٹھوڑون سے اتحاد فسخ ہونے کے بعد تکاجی راؤ ہلکر نے جیپور پر حملہ کرکے سالانہ خراج مقرر کیا۔ کچھ عرصے تک توج حج کے طور نواب امیرخان کو اور آخرکار مہاراجہ جگت سنگھ کے وقت مین سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا جیپور کے جاگیردار باوجودیکہ سیر حاصل زمینون پر قابض تھے مگر راجہ کی اطاعت مین دریغ کرتے تھے کیونکر راجہ آرام طلب اور عیاش آدمی تھا اور مصاحب بھی ایسے ہی تھے یہی وجہ ہے کہ نروکا راؤ راجہ پرتاپ سنگھ جو تین چار ہزار سوار کی نوکری کی تاجیری کی جاگیر رکھتا تھا رفتہ رفتہ جیپور کا بہت سا علاقہ دبا کر ایک والی ملک بنگیا اسیطرح دوسرے جاگیردارون نے بھی زور پیدا کرلیا۔

راجہ پرتاپ سنگھ کے عہد مین خانگی جھگڑون اور مرہٹون کی لوٹ مار سے راج جیپور نہایت تباہ حالت کو پہونچا اور غارتگرونکو متواتر روپیہ دیا گیا اس سے خزانہ خالی ہوگیا مگر جیپور کے خزانے مین اس کثرت سے روپیہ تھا کہ باوجودیکہ مادھو سنگھ نے حصول ریاست کے واسطے زرکثیر برباد کیا اور ایام نابالغی پرتھی سنگھ و پرتاپ سنگھ مین مصارف عظیم ہوتے رہے اور ۱۷۹۰ء مین تونگی فتح پر راجہ پرتاپ سنگھ نے صرف خیرات مین جو بیس لاکھ روپیہ تقسیم کیا لیکن پھر بھی مالی حالت خراب نہ ہوئی راجہ پریشانی کے وقت سمبت ۱۸۵۹ مطابق ۱۸۰۳ء مین چھبیس برس راج کرکے مرگیا۔ اور اُسکا بیٹا جگت سنگھ وارث رہا۔

راجہ جگت سنگھ

سمبت ۱۸۵۹ مطابق ۱۸۰۳ء مین اپنے والد کے مرنے سے راج پانے کے بعد سرکار انگریزی کے ساتھ عہدنامہ قبول کیا اس عہدنامے کا اول نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست جیپور نے نواب وزیر علیخان کو جو لکھنؤ کی حکومت سے خارج ہوگئے بعد بنارس کے رزیڈنٹ چیری صاحب اور دوسرے افسرونکو قتل کرکے جیپور مین پناہ پذیر ہوا تھا گرفتار کرادیا باوجودیکہ بامر نے اُس سے پگڑی بدلی تھی اور راجہ کی مان نے اُسکو بیٹا بنایا تھا۔ منشی ذکاء اللہ صاحب

تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ جب وزیر علیخان کے جیپور مین پناہ پذیر ہونے کی خبر گورنمنٹ مین پہونچی تو کپتان کولنس رزیڈنٹ مہاراجہ سیندھیا نے راجہ جے پور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالے کردو تو ہم تمکو بشر دیدیگے راجپوتون کا دھرم ہے کہ جو شخص اُنکی پناہ مین آئے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اُسکو بھی دشمن کے حوالے نہین کرتے مگر یہ وقت تو انقلاب کا تھا سارے دھرم کرم اپنی جگہ پر بیٹھے تھے راجہ نے دیکھا کہ مزہ بدنامی مین زر دیکھا ہم ہاتھ لگتے ہین اسلیے اُسنے کچھ اسکا دھیان نہین کیا کہ ہمیشہ کو کلنک کا ٹیکہ لگے گا سرکار انگریزی سے روپیہ اور وزیر علی سے جواہر لیکر سرکار کے حوالے اس شرط کے ساتھ کردیا کہ وہ جان سے نہ مارا جائے نہ اُسکے پاؤنمین بیڑیان پڑین مہمان کی مہمانداری کا یہ حق ادا کردیا کہ اُسکی جان بچادی بہرصورت جس منشا سے سرکار نے عہدنامہ کیا تھا وہ اسکو حاصل ہوگئی -

اگرچہ اس گرفتاری سے راج جے پور کی ہندوستانمین بدنامی ہوئی مگر یہی ثبوت کامل اس بات کا ہے کہ ریاست جے پور اپنے عہد وپیمان پر ثابت قدم رہی - لیکن اُس زمانے کے مدبرون نے اس وفاداری کا احسان نہ مانا اس سے جیپور کی عافیت اور سرکار انگریزی کی نیک نامی مین خلل واقع ہوا یعنی ١٨٠٥ء مین ابعہد حکومت لارڈ کارنوالس گورنر جنرل جنکو ریاستون سے عہد وپیمان کرنا قرین مصلحت نہ معلوم ہوا عہدنامہ فسخ ہوکر جیپور کو بے مدد چھوڑا گیا کہ مرہٹون نے سرکار انگریزی کا رفیق ہونے کی وجہ سے زیادہ تر لیا کا نہ تاخت وتاراج کیا تاہم جگت سنگھ نے بشمول لارڈ لیک ہلکر سے بدل وجان مقابلہ کرکے اپنی طرف سے تعہد کو قائم رکھا اور لیک صاحب نے سرکار انگریزی کی حفاظت بدستور جاری رکھنے کا اقرار کیا مگر سر جارج بارلو صاحب کو بھی اپنے متقدم لارڈ کارنوالس صاحب کی رائے پسند ہوئی اور لارڈ لیک کے عذرات پر مطلق التفات نہ کیا اسی موقع پر جیپور کے وکیل نے لارڈ لیک سے کہا تھا کہ ہندوستان مین انگریزی عملداری ہونے کے وقت سے صرف اسی مرتبہ سرکار انگریزی نے اپنے ایمان کو آسائش پر موقوف رکھا ہے اس عہدشکنی پر حکام انگلستان نے بہت اعتراض کیا اور ١٨١٣ء مین حکم صادر ہوا کہ جب موقع ہو جے پور کو از سرنو حفاظت انگریزی مین لیا جائے مگر بسبب درپیشی جنگ نیپال بہتر متصور ہوا کہ جبتک بشمول تدبیر عام استیصال پنڈاروںکے پیش نظر نہ ہو اس حکم کی تعمیل ملتوی رہے ریاست کو سرکاری عہدنامے پر وثوق نرہا تھا باوجودیکہ اُسنے ابتداءً عہدنامے کی پابندی مین راجپوتی آن توڑی اور اپنے سرنامی پناہ دئے ہوئے مفرور کو سپرد کردیا حالانکہ پناہ دہی مفرور کے استحقاق کی برابر کسی امکو راجپوت رئیس باعث عزت وناموس نہین سمجھتے ہین اور جو شخص ریاست مین پناہ پذیر ہوا اسکو سپرد کرنا باعث تہمت وذلت بلکہ موت معصیت سمجھا جاتا ہے -

ریاست نے انگریزی سرکار مطلب کا پابند خیال کرکے ١٨١٨ء کے عام عہدنامے سے انکار کیا لیکن جب سرکار نے وہانکے ماتحت ٹھاکرونکو خود مختار بنادینا چاہا تو لاچار راجہ کی طرف سے ٹھاکر بیری سال نے سرچارلس مٹکاف رزیڈنٹ کی معرفت عہدنامہ تحریر کیا جس کی رو سے خراج سرکار کو دینا اس طرح طے پایا - سال اول

بوجہ زیرباری معاف۔ سال دوم چار لاکھ سکۂ دہلی۔ سال سوم پانچ لاکھ۔ سال چہارم چھ لاکھ۔ سال پنجم سات لاکھ سال ششم آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ جب تک آمدنی ریاست چالیس لاکھ سے تجاوز نہ کرے اور چالیس لاکھ روپے سالانہ سے زیادہ خالصے کی آمدنی ہونے پر خراج بھی قاعدے کے ساتھ بڑھایا جانا قرار پایا ٹاڈ صاحب کہتے ہین کہ جگت سنگھ کی طرح بدوضع اور بدمزاج کوئی راجہ اُسکے خاندان مین نہین ہوا۔

ایک ہندو مورخ جو ریاست کا طرفدار ہے لکھتا ہے کہ جگت سنگھ اپنی قوم اور زمانے مین سب سے زیادہ عیاش اور بدچلن رئیس ہوا ہے اگر اُسکے عہد کے واقعات لکھنے کے قابل ہوتے تو اُسکی تاریخ ایک علحدہ جلد ہوتی مگر وہ ایسے لغو اور فحش ہین کہ اُنکے لکھنے مین اپنے وقت کا ضائع کرنا اور ناظرین کے دلون مین مطالعہ کتاب سے نفرت پیدا کرنا ہے مگر مختصر یہ ہے کہ اُسکے عہد مین غیر ریاستونکی حملہ آوری شہرون کا محاصرہ غارتگرون کی تاخت و تاراج ملک کی خرابی رعایا کی تباہی متواتر جاری رہی۔ رسکپور نامی ایک ادنی کسبی نے وہ فروغ پایا کہ اُسکے مقابلے مین عمدہ خاندان کی رانیان گرد ہوگئین اسپر یہان تک عنایتین ہوئین کہ اُسکو راج کے نصف ممالک کی رانی کر دیا اور راج کا کل سامان بلکہ راجہ سوائی جے سنگھ کا کتب خانہ تک نصف اسکو تقسیم کر دیا جے مندر کا خزانہ جسکی حفاظت مین کالی کھوہ کے مینے دل و جان تصدق کرتے تھے مفت فضول خرچی مین تلف کر دیا۔ تجارت مین خلل واقع ہوا زراعت جلد موقوف ہوگئی کسی روز روڑا رام خیاط مختار ہوا دوسرے روز کوئی بقال ہوا تیسرے روز برہمن مقرر ہوا اور ہر ایکباری باری سے ناہر گڑھ کے جیل خانے مین بھیجا جاتا تھا۔

رسکپور کا نام سکے مین درج کرا دیا راجہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہوکر نکلتی تھی سردارونکو حکم تھا کہ مثل رانیون کے اُس کا ادب و تعظیم کرین مصر شیو نرائن برہمن اُسکو بائی جی کہکر بولتا تھا مگر چاند سنگھ سردار دونی نے ہر اُس جلسے مین جسمین وہ کسبی موجود ہوتی شریک ہونے سے انکار کیا اس علت مین اسپر دو لاکھ روپیہ کہ اُسکی چار سال کی آمدنی تھی جرمانہ ہوا سرداران ریاست راجہ اور اُسکی حکومت سے ایسے تنگ ہوگئے تھے کہ ایک دفعہ اُسکو گدی سے اُتارنے کی تجویز کی اور اگر رسکپور کو ناہر گڑھ مین قید نہ کر دیا جاتا تو یقین ہے اس تجویز پر ضرور عمل کرتے۔

سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء ۲۱ دسمبر کو راجہ جگت سنگھ نے سترہ برس راج کرکے اپنی بدنام زندگی اختتام کو پہنچائی اُسکی وفات پر کسی کو افسوس نہ ہوا بلکہ کل راجپوتون نے بالاتفاق کہا کہ آج بکنٹھ کا دروازہ کھلا ہے منشی جوالا سہائے نے وقائع راجپوتانہ مین انھین الفاظ سے لکھا ہے۔ راجہ جگت سنگھ لاولد تھا مسند نشینی کے واسطے کسی کو گود لینا ضرور ہوا اور سکچھ دیون مین کوئی ایسا نہ تھا جو بلا اعتراض راجہ ہوسکے اس واسطے بعض لوگون نے نرورکے نکالے ہوئے راجہ موہن سنگھ کچھواہہ کو جسکا علاقہ سیندھیا نے چھین لیا تھا گدی پر بٹھا دیا لیکن وہ رانیون اور بڑے سردارون کی ناراضگی کے سبب علحدہ کر دیا گیا اور ایک بھٹیانی رانی کے آٹھ مہینے کا حمل تصدیق کئے جانے کے بعد سمبت ۱۸۷۶ مطابق ۱۸۱۹ء ۲۵ اپریل کو ایک لڑکا پیدا ہوا جسنے جے سنگھ کے نام سے شہرت پائی باشندگان جیپور کو اس وقت جو خوف تھا کہ رفع فساد کے حیلے سے سرکار انگریزی مداخلت کرکے ملک ضبط کر لیگی وہ جاتا رہا۔

اس جگت سنگھ نے راجپوتانے مین ایک اور طرح بھی فساد عظیم پیدا کرایا جسکی تفصیل یون ہے کہ مہارانا بھیم سنگھ کی دختر جسکی منگنی پہلے جودھپور کے مان سنگھ سے ہوکر بھیم سنگھ نے چھڑالی تھی مہارانا کے ایما سے جگت سنگھ کو تحریک کی گئی اور اُس نے عشق باز مزاج کو کشن کمار کے حسن و جمال نے اپنی طرف ایسا کھینچا کہ اُس نے شادی کرنے کی درخواست کی۔ دونون رقیبون یعنی راجہ مان سنگھ والی جودھپور اور راجہ جگت سنگھ والی جیپور کے درمیان سوائی سنگھ سردار جودھپور کی شرارت اور فتنہ پردازی سے فساد عظیم برپا ہوا نواب امیرخان نے جسکو اول راجہ جیپور نے بلایا تھا اور پھر راجہ کے نقض عہد کرکے اُس سے مخالفت کرلی اسلئے والی جودھپور نے خرچۂ جنگ مقرر کرکے اپنی طرف کرلیا جیپور والونکو خوب تباہ کیا بلکہ قریب قریب سارا راجپوتانہ تباہی مین مبتلا ہوگیا کسی قسم کی بدنامی نتھی جو ان دونون راجون اور اُنکے ہمراہیون نے حاصل کی۔ قتل غارت کا بازار برابر گرم رہا مگر دونون رئیسون مین سے کوئی اپنے دعوے سے دست بردار نہ ہوا اور ملک مین سیلاب جو جاری ہوا انجام کار نواب کے مشورے سے قرار پایا کہ سبب فساد گم ہوجائے کہ کشن کمار جو راجستان مین بربادی پھیلونے کے باعث وبال راجستان سمجھی گئی مار دیا جائے۔

راجہ جے سنگھ سوم

یہ سمبت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۹ء مین پیدا ہوئے۔ سر ڈیوڈ اکٹرلونی انگریزی سفیر دہلی کی صلاح و منظوری سے راج کا مستحق ماناگیا اور جوگانون سردارون نے خالصے کے دبا لئے تھے وہ اُنکے قبضے سے نکالے جاکر قدیم دستور کے موافق راج اور جاگیرداروںکے معمولی برتاؤ کی ہدایت کردیگئی۔ دوسری سال رانی مخاص کی ناقص اور بدنام کارروائی سے فساد ہوکر محل کے اندر فوجی رام وغیرہ کئی اہلکار مارے گئے جس پر [illegible] نے نگرانی کے خیال سے ایک پولیٹکل افسر کپتان سٹورٹ کو خاص جیپور مین مقرر کیا۔ رانی نے راول بیری سال دیوان کے برخلاف ایک نمکحرام جھوٹارام کو مصاحب بنالیا۔ لیکن پولیٹکل افسر نے سرکاری منشا سے بدصلاح کارون کو بیدخل اور راول کو با اختیار کرادیا۔ تین برس کے بعد راول دیوان جان کے خوف سے ایجنسی مین جا چھپا جسکو سر ڈیوڈ اکٹرلونی نے دیوانی سے موقوف کرکے رانی کو اختیار سونپ دیا لیکن جھوٹارام پھر سخت نالائق ثابت ہونے پر تین برس کے لیے جلاوطن کیاگیا۔ سمبت ۱۸۸۲ مطابق ۱۸۲۶ء مین میجر لو پولیٹکل اجنٹ نے انتظام کی نظر سے سردارونکو جمع کرکے راے لینی چاہی جنمین سے کسی نے بھی راجپوتانے کی عادت کے موافق سب کے سامنے اپنا منشا ظاہر نہ کیا تب میجر صاحب نے ایک ایک کو علیحدہ کمرے مین لیجاکر اونکی راے کا اندازہ لیا تو معلوم ہوا کہ اکثر بڑے درجے کے سردار راول کے برخلاف اور رانی سے رضا مند ہین اسپر سر چارلس مٹکاف نے راول کو دوبارہ بے اختیار کرکے جھوٹارام کو واپس آنے کا حکم دیدیا فوج نے باقی تنخواہ نہ ملنے کی فریاد مین شہر پر توپخانہ اجمایا یہ بغاوت پولیٹکل اجنٹ کے سمجھانے اور تنخواہ ملجانے سے دور ہوئی۔

سمبت ۱۸۸۸ مطابق ۱۸۳۲ء مین لارڈ ولیم بینٹنک گورنر جنرل نے اجمیر آکر راجپوتانے کی عام افسری

دہلی سے علیحدہ کرکے کرنل لاکٹ کو اول بار اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ مقرر کیا۔ اسی برس شیخاوٹی مین زیادہ لوٹ مار ہونے کے سبب نمک کی سانبھر جھیل پر کچھ عرصے تک انگریزی فوج رکھی جاکر اُسکا چودہ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ جیپور کے ذمے ڈالا گیا۔ راج پر بارہ لاکھ روپیہ سرکاری خراج باقی رہنے اور بہت سی خرابیون کے وقت راجہ کی والدہ اسی سال کے اندر انتقال کرگئی۔ جس سے جھوٹا رام نمک حرام کو اپنے مختار رہنے کی غرض سے نوجوان رئیس کے ہلاک کرنے اور ایک بچے کو وارث بنانے کے سوا کوئی تدبیر نہ سوجھی۔

سمبت ۱۸۹۱ مطابق شروع ۱۸۳۵ء مین راجہ جے سنگھ تیسرے کو سترہ برس کی عمر مین محل کے اندر دفعتہً مرنے پر جلد داغ دیا گیا۔ جس سے جھوٹا رام پر زہر دینے کا الزام قائم ہوا۔ کرنل آلوس اجنٹ گورنر جنرل کے جلد جیپور آنے کے بعد قتل کا کوئی پختہ ثبوت نہ ملنے سے جھوٹا رام قلعہ دیوسہ مین دائم الحبس کیا گیا اور کنور رام سنگھ کی والدہ چند روز تک مختار ہوئی۔ جس سے پھر ثابت ہوا کہ عورتون کے کامل اختیار اور اُنکے نالائق مددگارون سے تباہی کے سوا کوئی اچھا نتیجہ نہین نکلتا۔

مہاراجہ رام سنگھ دوم

یہ سمبت ۱۸۹۱ مطابق ۱۸۳۵ء مین جبکہ سوا برس کی عمر کا تھا رئیس مانا گیا اور اُسکی والدہ محافظ اور مختار قرار دی گئی کئی مہینے کے بعد پولیٹکل اجنٹ نے جھوٹا رام کے طرفدارون کو برطرف اور راول کو دیوان بنانا چاہا اُس موقع پر اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ جب اپنے اسسٹنٹ مسٹر بلیک وغیرہ کے ساتھ راول کے اختیار ملنے کا حکم سنا کر محلون سے واپس چلا تو فسادیون مین سے ایک شخص نے اجنٹ گورنر جنرل کو تلوار سے زخمی کیا۔ مسٹر بلیک نے فوراً مجرم کو پکڑ کر قیدخانے مین بھجوایا اور اجنٹ گورنر جنرل پالکی مین پڑکر ایجنسی پہونچا شہر والون نے بلیک صاحب کے کپڑے خون سے بھرے ہوئے دیکھکر شور مچا دیا کہ یہ صاحب کم عمر مہاراجہ کو مار کر جاتا ہے اس غلط افواہ سے سیکڑون آدمی اُسپر دوڑ پڑے اور وہ شہر کا دروازہ بند پاکر ہاتھی پر سے ایک مندر کی چھت پر کود گیا۔ جہان اُسکو پجیرے والے مینون نے بیرحمی سے قتل کر ڈالا۔ تین چپراسی۔ ایک چتردار اور ایک فیلبان بھی اس بلوے مین مارے گئے۔ راول نے قاتل مینون کو پھانسی دلواکر سرکاری کمیشن کو بہت مدد دی جسکی تحقیقات سے جھوٹا رام کا دوست دیوان امرچند وہدایت اللہ وغیرہ قتل اور خود جھوٹا رام و حاکم چند ہمیشہ کو قلعہ چنار مین قید کئے گئے۔

اس بیہودہ فساد کے سبب راول اور رانی مختار کو راج کی ضبطی کا خوف ہوا لیکن انگریزی سرکار نے رئیس کی کم عمری کے لحاظ سے فسادی اور قاتل مجرمون کو معمولی سزائین دینے کے سوا کسیطرح کا نقصان ریاست کو نہین پہونچایا۔

سمبت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۹ء مین کرنل سر جان صدرلینڈ اجنٹ گورنر جنرل نے فضول جھگڑون کے سبب پولیٹکل اجنٹ کے ماتحت ریاستی کاروبار انجام پانے کے لیے ایک کونسل قائم کرکے دیوانی

و فوجداری وغیرہ کی کچہریاں بھی مقرر کردین مہارانی نے اپنی بے اختیاری سے ناراض ہوکر کئی بار فساد کرایا جو سرکاری فوج کے ذریعہ سے دور کیا گیا۔ پولیٹکل اجنٹ نے ریاست کی زیر باری اور خرچ کو زیادہ دیکھ کر سالانہ خراج کی کمی اور باقی خراج کی رقم معاف ہونے کے واسطے اجنٹ گورنر جنرل کی معرفت سرکار مین رپوٹ کی جسپر کامل غور ہوکر سمبت ۱۸۹۹ مطابق ۱۸۴۲ء سے عمولی خراج آدھا یعنی چار لاکھ روپے سالانہ کے حساب سے لینا قرار پایا اور سمبت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۳ء مین گورنر جنرل کے حکم سے چالیس لاکھ روپیہ بقایا کا بالکل معاف ہوگیا اسکے سوا سانبھر پر سے قبضہ اٹھاکر سرکار نے شیخاوٹی برگیڈ کا تمام خرچ اپنے ذمے لیا۔ اسی سال پولیٹکل اجنٹ کی راے سے ریاستی سرداروں نے ستی ہونا اور لونڈی غلام بیچنا قانونی جرم مانکر چارنون وغیرہ کو بیاہ شادی کے موقع پر بہت سا روپیہ دینا بیجا قرار دیا اور ان باتونکی روک کے واسطے علاقے مین تاکیدی اشتہار جاری کردئے۔ لیکن کونسل کے ممبرون او شیو سنگھ اور اسکے بھائی لچھمن سنگھ نے سوا لاکھ آمدنی کی جاگیرین اپنے رشتہ دارونکو دیکر تین لاکھ روپے سے زیادہ کا غبن کیا اسپر اجنٹ گورنر جنرل کے حکم سے کچھ جاگیرین ضبط اور غبن کا روپیہ وصول ہوکر لچھمن سنگھ وغیرہ شہر سے نکالدیے گئے۔ پولیٹکل افسر کی عمدہ تدبیر سے سڑکین۔ شفاخانے اور کئی باغ طیار کئے گئے جنمین ہمیشہ ترقی ہوتی رہی۔

سمبت ۱۹۰۸ مطابق ۱۸۵۱ء مین پنچایت پر سے پولیٹکل افسر کی نگرانی رفع ہوکر مہاراجہ کو ریاستی انتظام سپرد کردیے گئے۔ راول اپنی ذی اختیاری اور فضولخرچی سے راج کو زیر بار اور مہاراجہ کو غافل از کار رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اجنٹ گورنر جنرل کی نیک صلاح سے مہاراجہ نے راول کو برطرف کردیا۔

سمبت ۱۹۱۳ مطابق ۱۸۵۷ء کے غدر مین مہاراجہ نے ڈھائی ہزار آدمی شہر کی حفاظت کو رکھکر چھ ہزار فوج پولیٹکل افسر کے ہمراہ کردی۔ جو گوڑگانوہ وغیرہ کی طرف سے بہت سے انگریز ونکو امن کے ساتھ قلعہ آگرہ مین پہنچا آئی اور پولیٹکل اجنٹ کی عورت اور بچے نکو مہاراجہ نے محل مین پناہ دیکر آرام سے کھا اس خیرخواہی کے عوض گورنر جنرل نے پرگنہ کوٹ قاسم جو دہلی کے آخری وظیفہ خوار بادشاہ سے ضبط ہوا راج کو عطا کیا۔ سمبت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۳ء مین مہاراجہ نے جودھپور جاکر دو شادیان کین اور اسی برس اسکو حضور ملکہ معظمہ کی طرف سے اول درجے کا تمغاے ستارۂ ہند (جی۔ سی۔ ایس۔ آئی) حاصل ہوا۔ اسی سال پنڈت شیودین مصاحب کے مرجانے سے مہاراجہ نے نواب فیض علیخان فوج بخشی کو مصاحب اعلے بناکر اسکے ماتحت اول چار شخصون اور پھر آٹھ شخصونکی کونسل مقرر کی۔

سمبت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء مین مہاراجہ نے چھوٹے مدرسے کے عوض بڑا کالج قائم کیا۔ سمبت ۱۹۲۵ کے قحط مین مہاراجہ نے غریبون کی پرورش کرکے علاقے مین غلے کا محصول معاف کردیا جسپر انگریزی سرکار نے اسکی ذاتی سلامی سترہ کے عوض انیس توپ کردی۔ اسی سال یعنی سنہ ۱۸۷۰ء مین انگریزی سرکار نے ہرجانہ محصول کا روپیہ دینا منظور کرنے کے بعد جیپور اور جودھپور سے سانبھر کو لیکر نمک پر اپنا بندوبست کرلیا

سمبت ۱۹۲۷ مطابق ۱۸۷۰ء مین انگریزی سرکار نے نواب فیض علیخان کو ممتاز الدولہ خطاب اور سی۔ ایس۔ آئی کا تمغا عطا ہوا اور وہ دو برس کے بعد راج کوٹہ کی خرابی کے سبب سرکاری طرف سے وہان کا پولیٹکل منسٹر مقرر ہوگیا اور کئی سال تک عمدگی سے انتظام کرتا رہا۔ لارڈ میو گورنر جنرل کے جزیرۂ انڈمان مین جسکو عام لوگ کالا پانی کہتے ہین ایک قیدی شیر خان کے ہاتھ سے مارے جانے پر مہاراجہ کو جو انکا بڑا دوست تھا سخت رنج ہوا اسلیئے اُس نے دلی محبت سے میو صاحب کی قد آدم برنجی تصویر میو ہاسپٹل کے سامنے بلند چبوترے پر نصب کی جو رام نواس باغ کے اندقائم ہونے سے زیادہ خوشنما نظر آتی ہے اسی سال مہاراجہ نے آنکھ کی تکلیف سے فیملے جاکر مشہور ڈاکٹر مگنا مارا سے قدح (عمل جراحی) کرایا اور تندرست ہوکر واپس آیا

سمبت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۲ء مین نواب فیض علی خان دیوان نے جو چند روز کے بعد ۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ کا تمغا پاکر کوٹے کا منتظم ہوا اپنے عہدے سے استعفا دیا اور فتح سنگھ راٹھوڑ اُسکی جگہ مقرر ہوا

سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ جو کئی برس پہلے نواب گورنر جنرل کی کونسل مین ممبر کے طور شریک رہ چکا تھا بڑودے کے مہاراجہ گائکواڑ کی تحقیقات کرنے والی کمیشن مین ممبر کیا گیا جسکے نتیجے مین گائکواڑ سرکاری رزیڈنٹ کو زہر دلوانے کے الزام سے معزول کیا جاکر پونا بھیجدیا گیا۔ اسی سال اول لارڈ نارتھ بروک گورنر جنرل اور پھر شاہزادہ ایڈورڈ البرٹ صاحب سیاحت انگلستان و ہندوستان جیپور مین تشریف لائے جسکی یادگار مین مہاراجہ نے ایک عالیشان مکان البرٹ ہال تعمیر کرایا۔ سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء جنوری مین مہاراجہ کو ملکۂ معظمہ کے شاہنشاہی لقب اختیار کرنے پر خطاب مشیر خاص ملکہ اُس کی ذاتی سلامی اکیس توپ کردی گئی۔

سمبت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۰ء مین مہاراجہ رام سنگھ دوسرے نے دستون کی بیماری سے انتقال کیا وہ نہایت سادہ مزاج رحمدل فیاض۔ اپنے قول کا پابند اور بے تعصب رئیس تھا۔ انگریز افسر اور ہندوستانی رئیس ہمیشہ اُسکی ملاقات سے خوش دل اور شکرگذار رہتے تھے۔ دراصل سوائی جے سنگھ کے بعد راج جیپور مین اُس سے بہتر شخص کوئی نہین گذرا اس مہاراجہ کے کوئی اولاد نہ تھی اسنے ... نام ... ... جاگیردار کا چھوٹا بیٹا جو کچھ مدت سے آپس کی رنجیدگی کے سبب نواب ٹونک کے پاس جا ... مختصر جاگیر پر گذر کرتا تھا جے پور مین بلانے جانے کے بعد مادھو سنگھ دوم کے نام سے راج کا مالک بنایا گیا۔

مہاراجہ مادھو سنگھ دوم

یہ مہاراجہ سنہ ۱۸۶۱ء مین پیدا ہوا تھا اور سمبت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۰ء مین گود لیے جاکر گدی پر بٹھایا گیا شروع مین کونسل کی نگرانی پر ایک خاص پولیٹکل افسر کپتان ٹالبیٹ مقرر ہوا اس کونسل مین دس ارکان تھے کونسل کے زمانے مین ریاست کے کاروبار نے نمایان ترقی کی۔ کچھ عرصے کے بعد سرکاری نگرانی ریاست کے

کام سے اُٹھائی گئی۔ سمبت ۱۹۴۲ مطابق ۱۸۸۵ء مین مہاراجہ کے لیے اختیارات کا خریطہ اور خلعت سرکار
سے آگیا جسکے کئی مہینہ پہلے لارڈ ڈفرن گورنر جنرل دورہ مین جیپور کا احوال ملاحظہ فرما گئے تھے۔ دوسرے برس
مہاراجہ نے لیڈی ڈفرن فنڈ یعنی زنانہ اسپتالون کے چندے مین ایک لاکھ روپیہ اور ملکہ معظمہ کی جوبلی یعنی
پچاس سالہ حکمرانی کے یادگاری مکان کی تعمیر مین پچاس ہزار روپیہ دیا۔ سمبت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ء مین مہاراجہ
کو انگریزی سرکار سے خطاب و تمغاے ستارۂ ہند درجۂ اول ملا اور ۱۹۰۱ء مین خطاب جی سی آئی ای مرحمت
ہوا جنوبی افریقہ کے فنڈ مین ایک معتدبہ رقم مہاراجہ نے دی۔ ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کے قحط مین مہاراجہ
نے اپنی رعایا کو کافی مدد دی اور بطور افتتاحی اور ابتدائی امداد کے سولہ لاکھ روپیہ خرچ کیا۔ اور شہنشاہی
گورنمنٹ کی اعانت کے لیے امپریل سروس ٹرانسپورٹ کور جسمین ایک سپرنٹنڈنٹ آٹھ افسر چھ سو پچانوے نان کمشنڈ
افسر اور جوان ایک ہزار ایک سو چھتیس ٹٹو چار سو نوے گاڑیان اور نو تانگے شامل ہین قائم کیا۔ رسالہ
ایک انگریزی افسر کی زیر نگرانی ہے اور ہمیشہ اپنے کام کے لیے آمادہ رہتا ہے چنانچہ دو مرتبہ اسکو میدان جنگ
مین بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ مہاراجہ کی ابتدائی مسند نشینی سے آخر تک ریاست نے انتظام تعمیرات عامہ مین
ایک کرور تراسی لاکھ بانوے ہزار نو سو تیس روپیہ صرف کیا ہے جس سے ملک مین جا بجا پختہ خام سڑکین نکالی
گئی ہین آبپاشی کا انتظام نہایت وسعت سے کیا گیا ہے ریاست کی تعمیرات مین ایک قابل دید عمارت البرٹ ہال
ہے جسکا بنیادی پتھر پرنس آف ویلز نے جو اب شہنشاہ معظم ہین اُس زمانے مین اپنے ہاتھ سے رکھا تھا جب
وہ ہندوستان کی سیر و سیاحت کے لیے تشریف لائے تھے یہ ہال اس ریاست کا عجائب خانہ ہے۔ جیپور
سوائی مادھوپور ریلوے کی بھی ایک شاخ ہے جسکا طول تہتر میل ہے۔ تعلیمات کا انتظام بھی قابل تعریف
ہے خاص جیپور مین تین کالج ہین مہاراجہ کالج۔ سنسکرت کالج۔ اورنٹل کالج۔ تعلیم نسوان کی غرض سے
تین اسکول ہین سالانہ خرچ تعلیمات کا ترانوے ہزار آٹھ سو اسی روپیہ ہے علاوہ میو ہسپتال کے جا بجا
ملک مین متعدد شفا خانے ہین اس مد مین چھیاسی ہزار سات سو اکتالیس روپے صرف ہوتے ہین۔
مہاراجہ مرنے سے کچھ عرصے پہلے علیل تھا مگر چند ہفتے سے طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی تھی آخر کار نمونیا
سے انتقال ہوگیا ساٹھ سال کی عمر تھی۔

افسوس ہے کہ مہاراجہ کی وفات سے ایک ایسا ہندو رئیس اُٹھ گیا جو پرانی وضع کا پابند تھا اور اُس کے
وقت مین نائبان ریاست مطلق العنان رہتے تھے خود مہاراجہ زیادہ تر کار ریاست مین اسلیے مداخلت
نہین کرتا تھا کہ مصاحب اعلے کا کام نائب کرتا تھا اور دیوانی و فوجداری اور محکمہ مال وغیرہ جن مین تمام
علاقے کا اپیل ہوتا ہے کونسل کے ماتحت ہین اور راج کے ہر پرگنے مین ایک ناظم اور اُس کے ماتحت چند
تھانہ دار رہتے ہین۔

مہاراجہ مان سنگھ دوم

۸ ستمبر کو جیپور مین آنجہانی مہاراجہ کی جگہ مسندنشین ہوے انکی عمر ۱۳ سال کی ہے انکو مہاراجہ متوفی نے اپنی وفات سے ایک سال قبل متبنّٰے کیا تھا۔

استحقاق مسندنشینی جیپور

راج جیپور کی مسندنشینی کا استحقاق راجاوت نسل مین ہے کیونکہ راجاوتون کا خاندان بڑا ہے اور پسند کرنیکے واسطے اشخاص بکثرت موجود ہین اگرچہ راجاوت کا لقب پرتھی راج کے خلف کلان کی اولاد کو مخصوص ہے اور چھوٹے بیٹون کی اولاد کو ٹھری دار ہے مگر بعض اوقات یہ سب راجاوت کہلاتے ہین جھلاے کا رئیس راجاوت سردار ہے جو مہاراجہ جیپور کے خاندان مین بہت قریبی رشتہ دار ہے جھلاے ایک قصبہ ہے اور یہان قلعہ بھی ہے اور یہ مقام راستہ نصیرآباد و گوالیار پر نصیرآباد سے ۸۲ میل مشرق مین ہے۔

اول متبنّٰے ہونے کا حق جھلاے والون کو ہے کہ یہ جگت سنگھ خلف مان سنگھ اول کی اولاد مین ہین دوم اولاد مان سنگھ کے مساوی الدرجہ سردارونکو ہے جنمین جیندلاے وہمت سنگوت وڈھولیہ و بھارمل داخل ہین تیسرے درگھ و مادھو سنگھ کی اولاد سمجھی جاتی ہے اور سیلرن پرتھی راج کی اولاد اس سے بہت دور مانی جاتی ہے۔

فصل شیخاواٹی کے بیان مین

یہ جیپور کا شمالی مغربی علاقہ بالکل ریگستان ہے جہان سال بھر مین ایک فصل بارش کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور کنوین بہت کم ہین اور پانی اسقدر عمق پر ہے کہ اُنسے آبپاشی نہین ہوسکتی ہے تعمیر چاہ کا خرچ پانچہزار روپے سے آٹھ ہزار روپے تک ہے کنوون کو بڑے عمق پر غرق کرنا پڑتا ہے اور چونکہ اُنکے اندر پانی سوت سے نہین نکلتا ہے بلکہ ریت مین چھنکر آتا ہے اسواسطے یہ بھی ضرور ہے کہ حوض نما ہونے کی غرض سے اُنکا محیط وسیع تر ہو علاوہ اسکے ریت نکلنے کا بھی خطرہ رہتاہے جس کنوین مین ریت نکلتاہے وہ چھوڑدیا جاتاہے چنانچہ قصبون اور دیہات کے قریب اکثر کنوئین کو ٹھان بشکل مینار موجود ہین۔ جب کنوان بہمہ وجوہ تیار ہوجاتاہے اس سے فائدہ بھی بہت ہوتاہے گرد وپیش کے دیہات کے مویشی پانی پینے کو آتے ہین اون پر محصول لیا جاتاہے خشک موسم مین مویشی ان کے قرب وجوار مین رکھے جاتے ہین اور وہان کی چراگاہون کی بھی قدر زیادہ ہوجاتی ہے جہان کنوان ہوتاہے وہان ہی آبادی زیادہ ہوتی ہے اسی وجہ سے دیہات بڑے فاصلے پر ہین جہان زمین مین کنکر کی تہ نکلتی ہے وہان گانون آباد ہوجاتاہے شیخاواٹی زراعت کا ملک نہیں ہے سالتمام مین ایک فصل ہوتی ہے اور کبھی کبھی وہ بھی نہین ہوتی کل ملک ریت کے ٹیلون سے بھرا ہے اسمین صرف آک اور پھوک پیدا ہوتے ہین پھوک ایک بے برگ درخت ہوتاہے اسکے پھولون کو آدمی کھاتے ہیں شاخون سے اونٹونکو عمدہ چارہ ملتاہے اور اسکی جڑسے کہ زمین مین دور تک پھیلتی ہے جلاکر کوئلے بناتے ہین کہ جلانے کے کام آتے ہین مقدم پیداوار جوار باجرہ۔ مونگ اور موٹھ کی ہے ریت کے

ٹیلون کو بڑے ہلون سے بذریعہ اونٹو ہکے کاشت کرتے ہین جس سال بارش کثرت سے ہوتی ہے اس قدر پیداوار ہوتا ہے کہ زمیندار اچھی طرح خرچ کر لین تب بھی مویشیون کے واسطے بہت بچ رہتا ہے مگر اچھی بارش کم ہوتی ہے خفیف بارش زراعت کی بالیدگی اور ریت کو اڑنے سے باز رکھنے کے واسطے کافی نہین ہوتی اور بارش کثرت سے ہوتی ہے تب ریت اڑکر زراعت کو دبالیتا ہے۔

آنبیر کے بارھوین راجہ اودے کرن کے پوتے یعنی موکل جی کے بیٹے شیخ جی کچھواہہ کے نام سے یہ ملک شیخاواٹی کہلاتا ہے۔ کیونکہ اُسکی اولاد یہان بڑی تعداد مین آباد ہے۔ شیخاوتون سے پہلے اس علاقے پر قائم خانیون کا قبضہ تھا جو چوہان نسل مین سے مسلمان ہوگئے ہین۔ راجہ اودے کرن جس نے قائم خانیون کو تابع کیا تھا اُسکے پوتے موکل جی نے اولاد ہونے کیلیے ایک مسلمان فقیر شیخ برہان الدین کی بہت خدمت کی جو خراسان وغیرہ کی طرف سے اس ویرانے مین آرہا تھا۔ جب موکل جی کے ایک بیٹا پیدا ہوا اور اُسکی پیدائش شیخ برہان کی دعا سے خیال کی گئی تو لڑکے کا نام شیخا یا شیخ جی رکھا گیا اور شیخ کی ہدایتون کے موافق بہت سی اسلامی رسمین اختیار کر لی گئین جن پر ابتک عمل چلا آتا ہے۔ شیخاوت ہندو دیوتاؤن کی طرح مسلمانون کے پیغمبر اور پیرون کی پوجا کرتے ہین۔ بچہ پیدا ہونے پر کلمہ پڑھاتے ہین کھانے کے لیے بکرے اسلامی طور پر ذبح کراتے ہین۔ سور کا گوشت بالکل نہین کھاتے۔ شیخ برہان کے مرنے کے بعد اُسکی قبر پر عمدہ عمارت بنائی گئی جسکی تعظیم و زیارت کا رواج ہوگیا۔ شیخاوت لوگ کچھواہون کی ہر ایک شاخ سے تعداد مین زیادہ اور محنت کشی مین بڑھکر ہین۔ کھیتڑی۔ سیکر۔ اور کھنڈیلہ کے راجہ اور منوہرپور وغیرہ کے جاگیردار شیخ جی کی نامور اولاد مین سے مانے جاتے ہین۔ شیخاوت جو اپنی ریگستانی خاصیت کے سبب کل کچھواہون مین زبردست ہین انھین سے بادشاہ اکبر اور جہانگیر وغیرہ کے عہد مین راجہ گردھر۔ راؤ منوہرداس اور راؤ رائے شال درباری نے بڑی عزت اور ناموری حاصل کی تھی۔

شیخاوتون مین راجگان کھنڈیلا اپنے مورث اعلی راجہ گردھر کے نام سے گردھر جی کہلاتے ہین اگرچہ وہان پانہ یعنی حصص صرف دو ہین اور ہر ایک مین علیحدہ راجہ ہے مگر اس خاندان مین جتنے آدمی غریب یا امیر ہین سب بلقب راجہ معروف ہین تاجدیکہ جو افلاس و کم استعدادی سے مزدوری کرتے ہین وہ بھی راجہ کہلاتے ہین اور اس نواح مین ایک عام مقولہ ہے کہ گردھر جی کے سب راجہ۔

منوہرپور کا راؤ قدیم سردار اور ذی رتبہ ہے مگر بخلاف کل شیخاوتون کے کہ خراج گذار ہین راؤ منوہرپور جاگیردار ہے کہ اُسکے سوا ہے راج مین نوکری کرتا ہے سیکر کا سردار بلقب راؤ راجہ مشہور ہے اُسکے علاقے مین خاص سیکر اور رام گڑھ و لچھمن گڑھ و فتح پور وغیرہ قصبات دولتمند ساہوکارون کی آبادی کے ہین اور اُس کے بھائی بیٹون مین سے چند ٹھاکر جیسے بچھوکڑہ۔ باٹوده اور شیام گڑھ وغیرہ کے بہت زبردست ہین چنانچہ ٹھاکر ڈونگر سنگھ عرف ڈونگجی جس نے بارونٹیہ یعنی باغی ہوکر چند سنگین وارداتون کا ارتکاب کیا تھا اور گرفت

آگرے کے جیل خانے مین قید ہوا اور اسکا بھتیجا جواہر سنگھ جیل خانہ توڑکر اسے فرار کر لایا موضع بٹھوٹھ علاقہ سیکر کا رہنے والا تھا اس دونگ جی کا قصہ یا لوگ راجپوتانے مین گاتے پھرتے ہین شیخ جی کے وقت سے ابتک شیخاوت بہت بڑھ گئے ہین - محمد شاہ کے وقت مین دہلی کی سلطنت ضعیف ہو جانے سے راجہ سوائی جے سنگھ نے شیخاوتون کی قوت کم کرنے کے لیے اُنکے خانگی نزاع کو موقع غنیمت سمجھکر ہر ٹھاکر کے مرجانے کے بعد یہ دستور جاری کیا کہ جب کوئی ٹھاکر مرتا اُسکی اولاد جائداد کو برابر حصون مین تقسیم کر لیتی صرف سیکر اور کھیتڑی کی ریاستین اس خلل انداز تقسیم سے بچ رہین سیکر مین جب چھوٹے بھائی نے دعوی کیا اُسی کو مار ڈالا اور کھیتڑی مین کسی راجہ کے ایک سے زیادہ لڑکا پیدا نہ ہوا - اس تقسیم سے شیخاوتون کی خود مختاری جاتی رہی اور اُنکی طاقت ٹوٹ گئی اور آپس کے جھگڑون مین مدد اور فریاد کے لیے جیپور کے دوسرے سردارونکی طرح وہان کا ماتحت ہونا پڑا ہر ایک قصبہ ہر ایک گانون ہر ایک گھر ہر ایک کھیت برابر تقسیم ہوتا جاتا ہے - سلطانہ - گانگیاسر - کھیالی اور ٹائیلین وغیرہ دیہات مین اتنے ٹھاکر ہین کہ ہر ایک کے حصے مین صرف چند بیگہ اراضی ہے -

شیخاوتون مین سب سے بڑا گروہ شیخاوائی کے بڑے حصے پر بتعداد کثیر پھیلا ہوا ہے سادول سنگھ والون کا ہے انکے بزرگون نے قائم خانی نواب سے فتح کرکے جھونجھنون پر قبضہ کیا تھا اس خاندان مین اول نامور شخص اور کل ٹھاکرون کا مورث اعلے سادول سنگھ تھا اُسکے پانچ بیٹے ہوئے کشن سنگھ - نول سنگھ - زورآور سنگھ - کیسری سنگھ اور راکھے سنگھ ان مین سے لکھے سنگھ لاولد رہا باقی چارون نے اور اسیطرح اُنکی اولاد نے ملک موروثی مساوی حصون مین تقسیم کیا کہ اسطرح اوقات مختلفہ پر بساو - سورج گڑھ - نول گڑھ - منڈاوہ - ڈونڈلود - آل سیسر - مل سیسر - مکنڈریلہ - اسماعیل پور - بگھوڑہ - پرسرام پورہ - دیلواس - چنداؤہ - بیری وہ - بدن گڑھ - ڈونڈہ - گانگیا - ٹائیلن اور سلطانہ بیسیون جائداد ہوگئین اور ان مین سے بھی اکثر مین دو - چار اور بعض مین بیس تیس حصے ہوگئے ہر ایک کی مختلف آمدنی ہے - ڈونڈلود - سورج گڑھ - نول گڑھ اور منڈاوہ وغیرہ کی بیس بیس تیس تیس ہزار اور غایت درجہ بساؤ کی ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ آمدنی ہے اس مین سے ہر ایک حسب حصہ و حیثیت اپنے خراج دیتا ہے پرانی تاریخ کے مطابق سیکر اور کھیتڑی کی آمدنی چار چار لاکھ اور کل شیخاوائی کی پندرہ لاکھ روپیہ سمجھی جاتی ہے جسمین سے تین لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب راج جیپور کو خراج وصول ہوتا ہے - اس علاقے کا صدر مقام قصبہ جھونجھنون پندرہ ہزار آدمیونکی آبادی ہے جسمین سب کا حصہ ہے اور راج کا ناظم بھی وہین قیام رکھتا ہے - علاوہ صاحب جائداد شیخاوتون کے اُنکی چند شاخین ایسی ہین کہ کچھ آمدنی نہین رکھتین صرف چند دیہات مین بکثرت آباد ہین ان مین بڑا گروہ سلہدی والون کا ہے کہ اُنکا اول بزرگ سلہدی سنگھ ٹھاکر سادول سنگھ کا بھائی تھا مگر اپنی کوتہ اندیشی اور تندمزاجی سے شریک جائداد نہ ہو سکا اُسکی اولاد کھرنڈ - جاکھل - نگلی موہن داس کی کھرب - دیوتہ - اور بھار وٹہ وغیرہ چھ سات دیہات مین رہتی ہے اور راج جیپور یا ٹھاکران سادول سنگھ کی نوکری کرکے وجہ معیشت پیدا کرتی ہے -

کل شیخاوت جو کچھواہون کی ایک شاخ ہین اور راجاوت جو مہاراجہ جیپور کے ہم قوم برادر ہین خراج کے سوا
نوکری دینے کے پابند نہین ہین دوسرے جاگیردار جن سے خراج نہین لیا جاتا اُنکو چاکری مین حاضر رہنا
ضروری سمجھا جاتا ہے۔

راجپوتون کے سوا شیخاواٹی مین اور خصوصاً کھیتڑی و شمال شرقی حصے مین ایک اور قوم بہ تعداد کثیر
مینون کی ہے راج جیپور مین قلعہ اور خزانون کے محافظ ہونے کے سبب سے مینون کا بہت زور ہے۔
اُنکی شاخین کل ملک مین پھیلی ہوئی ہین۔ البتہ یہ لوگ بہت وجوانمردی مین بوندی و میواڑ کے کھیراڑ کے مینون
سے کمتر ہین مگر چوری اور دوردور کی ڈاکہ زنی وغارتگری کی مہمات و تدبیرون مین اُن سے فائق ہین۔

کھیتڑی

اس مختصر ریاست کا تعلق سرکار انگریزی سے بہت مدت رہا ہے۔ ۱۸۰۳ء مین راجہ ابھے سنگھ والی
کھیتڑی لارڈ لیک کے شامل ہوا تھا اور کھیتڑی خود اختیار ریاست متصور ہو کر اُس سے معاہدہ ہوا کہ
اگر سرکار انگریزی اور جیپور کے درمیان نااتفاقی رہی تو کھیتڑی سرکار انگریزی کی طرف متصور ہو
جنگ مرہٹہ کے زمانے مین راجہ نے اپنا ملک اور فوج سرکار کو سپرد کر دی اور اپنے بھائی کو مع راجپوت سوارون کے
جنرل مونسن کے ساتھ مہم گجرات پر بھیجا اور یہ تمام راجپوت جنرل کی ضرورت کے وقت دریاے چنبل
کے کنارے پر لڑ کر مع اپنے افسر کے مارے گئے اس حسن خدمت کے جلدو مین لارڈ لیک نے راجہ کھیتڑی
کو پرگنہ کوٹ پتلی نوے ہزار روپیہ سالانہ جمع کا عطا کیا۔ راجہ کھیتڑی کے پاس اس پرگنے کے علاوہ اور ملک
بھی ہے جسکی بابت ریاست جیپور کو خراج دیتا ہے راجہ کے تمام علاقے کی آمدنی چھ لاکھ روپیہ سالانہ کی ہے
ریاست کھیتڑی باعتبار پرگنہ کوٹ پتلی عطاے سرکار انگریزی رزیڈنسی جیپور سے متعلق ہے اور ویسے یہ ریاست
ماتحت راج جیپور ہے۔ کھیتڑی مین تانبے کی کانین بہت ہین مگر بدنظمی سے کانین اور کھدوائی خراب
ہو رہی ہین سابق مین اُنکے تین ۳ گھر تھے اب ایک بھی نہین رہا ہے اُنمین باہم نزاع ہوا تھا اور راجہ کی
عدم موجودگی سے فیصلے کی امید نہ تھی اور کانون مین محنت کرنے سے کچھ ثمرہ نہ ملا مجبور چھوڑ کر چلے گئے بر سبیل تذکرہ
اجرا مین سب سے زیادہ پانی نکالنے کی مشکل ہے اول تو دھات کی صفائی کے واسطے جلانے کی لکڑیون
کی کمی اور گرانی ہے دوسرے اُسکے گلانے کی دیگر مشکلات ہین۔

کوٹ پتلی در اصل تورا واٹی مین ہے مگر کھیتڑی سے متعلق ہونے کی وجہ سے ہی شیخاواٹی مین سمجھا جاتا ہے
کوٹ بمعنی قلعہ اور اُسکے قریب موضع پتلی ہے دونون لفظون سے کوٹ پتلی مرکب ہوا ہے انیسوین صدی کے شروع
مین یہ قلعہ بہت مستحکم تھا اُسپر مرہٹے قابض تھے لارڈ لیک نے اونکو بیدخل کر کے قلعہ مع پرگنہ راجہ کھیتڑی کو عطا کیا

سیکر

شیخاواٹی کی ایک ریاست کا صدر ہے۔ ٹاڈ صاحب نے راو راجہ سیکر کی آمدنی بقدر آٹھ لاکھ روپیہ

سالانہ کی لکھی ہو مگر یہ اندازہ اسکا صحیح نہین ہے رئیس کی آمدنی چار پانچ لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور چالیس ہزار
روپیہ راج جیپور مین خراج دیتا ہے ۱۸۳۵ء مین انگریزی فوج گئی تب سی کر بلا مقابلہ خالی ہوگیا تھا۔
۱۸۴۳ء مین سیکر مین بہت پرخطر فساد برپا ہوا رام پرتاپ سنگھ والد راو راجہ لچھمن سنگھ نے قبل وفات
[illegible] ارروپے سالانہ کی جاگیرین اپنے تین کنیزک زاد لڑکون اور ایک لے پالک رام سنگھ کو دی
تھین چودہ برس تک وہ قابض رہے جب ۱۸۳۱ء مین سرکار نے اُس ملک کا انتظام کیا تب بھی کسی نے
[illegible] نہین کیا لچھمن سنگھ کے بعد اُسکے بیٹے راو راجہ پرتاپ سنگھ نے ریاست سی کر مین اتنا ملک کم ہونے کی
[illegible] ریزیڈنٹ سے شکایت کی حسب اجازت کرنیل مذکور پنچایت نے انکو بیدخل کرنے کا حکم دیا جیپور کی
فوج پولیٹکل ایجنٹ کے ساتھ سنگراوت کے حلے مین فوج سیکر کی مدد کے واسطے گئی عرصے تک سنگراوت
کا محاصرہ رہا آخر کار فتح ہوا راو راجہ نے پانڈوہ وجھوٹھ پرجو سکن ڈونگر سنگھ وجواہر سنگھ وبھوپال سنگھ مین
[illegible] کشی کی ٹھاکران مذکور راو راجہ کے بھائی ہین مگر اُنھون نے کنیزک زاد بھائیون کی مدد کی تھی۔ ڈونگر سنگھ
[illegible] شیخاوائی مین رسالہ دار رہا تھا ایک کاریتھ کی لڑکی کو بیجانیکی غرض سے اُسکے گھر پر حملہ کرنے کے جرم مین
[illegible] کے جیل خانے مین قید ہوا تھا جواہر سنگھ وبھوپال سنگھ کہ جھوٹھ چھوٹ جانے کی وجہ سے بارہٹیہ
[illegible] تھے اکبر آباد کے جیلخانے پر یکایک حملہ کرکے ڈونگر سنگھ کو نکال لے گئے۔ ان سرکش لوگون نے ملک کو تاخت
تاراج کیا اور نصیر آباد کے خزانے مین پہرہ والونکو مار کر ۵۲ ہزار روپیہ کہ پہلے روز تقسیم تنخواہ کے واسطے آیا تھا
لوٹ لے گئے انجام کار ڈونگر سنگھ علاقہ جودھپور مین گرفتار ہوکر ہمیشہ کی ریاست کے سپرد ہوا جواہر سنگھ
کی تحقیقات ہوئی مگر شہادت کامل نہ ہونے کی وجہ سے رہائی پاکر علاقہ بیکانیر مین پناہ پذیر ہوا اور ۱۸۵۵ء
مین ستا بھوپال سنگھ اور کنیزک زاد بھائیون کے سیکر مین سکن گزین ہوا۔
۱۸۵۰ء مین راو راجہ پرتاب سنگھ سیکر والا لاولد مرگیا بھیرون سنگھ نامی بہ عمر سولہ سال دعویدار مسند پیدا
ہوا۔ راو راجہ لچھمن سنگھ کے انتقال پر اُسکی رانی میرتنی جی حاملہ تھی اُسکے میکے مین بمقام گھانے راو اس کے
بھیرون سنگھ پیدا ہوا تھا حمل کی نسبت سبکو اعتراض تھا اور راجہ پرتاپ سنگھ نے اپنی حیات مین بھیرون سنگھ
کو کبھی اپنا بھائی قبول نہین کیا تھا اسکا سبب فریق ثانی نے یہ بیان کیا کہ اگر راجہ پرتاپ سنگھ قبول کرلیتا
تو حسب رواج شیخاوائی سیکر کا آدھا علاقہ دینا پڑتا سرداران شیخاوائی سیکر مین جمع ہوئے اور سب نے ملکر
[illegible] ن سنگھ کے حق مین رائے دی کہ وہ مسند نشین ہوا مگر اُسکی اصلیت مین مدت تک سب کو شبہ رہا۔
۱۱ مارچ ۱۸۶۶ء کو سیکر مین راو راجہ بھیرون سنگھ کا انتقال ہوا چند مہینون سے بیمار تھا اسواسطے راج
جیپور نے پیشتر سے انتظام عدم ارتکاب واردات کردیا تھا ٹھاکر بدھ سنگھ سر دیہی کا لڑکا مادھو سنگھ
متبنے ہوکر مسند نشین ہوا سیکر کے سب لوگ اُس سے رضامند تھے اور کل رشتہ داران وبرلوزاران اہلکاران
راج جیپور کی موجودگی مین پگڑی بندھی مسند نشینی کے وقت اُسکی عمر پانچ سال کی تھی ٹھاکر شیام سنگھ

ایک جدی خاندان سیکر نے دعوے مسند نشینی کیا تھا مگر پیش نہ گیا مہاراجہ جیپور کا اس ریاست پر عرصہ تک عتاب رہا اور راج سے رئیس کی مسند نشینی منظور نہین ہوئی وجہ یہ کہ اگرچہ باوصف عذرات و اشتباہ اکثر غرض مند اور دعویدار لوگون کے مہاراجہ نے مادھو سنگھ کے متبنے ہونے پر کچھ اعتراض نہین کیا تھا مگر بوجہ سرپرست ہونے کے نذرانہ مسند نشینی لینا چاہتا تھا سیکر والون نے اول بحوالہ دستور قدیم اپنی ریاست و رواج ملک کے اسکا ادا کرنے مین عذر کیا تھا مگر آخرکار جب مہاراجہ نے باجرائے اشتہار عام اپنے کل توابعین رئیس و جاگیردارون سے نذرانہ مسند نشینی لینے کا عام قاعدہ جاری کردیا تو مکند سنگھ منتظم سیکر نے بھی منظور کرلیا اور پونے دو لاکھ روپیہ زر نذرانہ تین قسطون مین ادا ہونا قرار پایا کہ اپریل ۱۸۶۰ء مین رئیس کی مسند نشینی منظور ہوئی۔

بساؤ

یہ ٹھکانہ جھوجھنون سے ۲۲ میل شمال مغرب مین ہے یہان نذرانہ مسند نشینی چندر سنگھ کی مسند نشینی و تہنیت پر بقدر چالیس ہزار روپیہ قرار پایا تھا یہان کا جاگیردار ٹھاکر کہلاتا ہے۔

راج جیپور کے کچھواہہ سردارون کا نقشہ مع تعداد جاگیر بموجب ریکھ و تعداد اسپان و معافی و ماتحت سرداران وغیرہ

بموجب نقشہ مرتبہ کرنل بروک							دوسرے نقشون سے			
نمبر شمار	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کل سردارون کی آمدنی	تعداد جاگیر بموجب ریکھ	تعداد اسپان بموجب ریکھ	معافی	[illegible]
۱	پورن پوت		نیمڑہ	۱۰۰۰۰	۱	۱۰۰۰۰	۲۱۲۰۰	۳۵	۴	۳۱
۲	پچانوت	بیجاپن	لاسو	۱۸۰۰۰	۳	۲۵۰۰۰	۴۳۲۷۰	۴۲	۸	۵۴
۳	ناتھاوت	ناتھو	چومون	۷۰۰۰	۱۰	۲۲۰۰۰۰	۴۱۷۴۶۲	۷۸۳	۲۰۰	۵۸۳
۴	سرتاوت	ستان	[illegible]	۲۲۰۰		۲۲۰۰۰	۵۶۲۰۲	۱۳۴	۱۵	۱۰۹
۵	کھنگاروت	کھنگار پچیل	ڈگی	۵۰۰۰۰	۲۲	۶۰۰۰۰۰	۵۲۱۴۳۸	۱۰۳۳	۱۷۰	۸۶۳
۶	راجاوت	—	چندلائی	۲۰۰۰۰	۱۶	۱۹۸۱۳۷	۳۲۱۴۲۵	۶۱۲	۱۱۳	۴۹۹
۷	بلبھدروت	بلبھدر	اچرول	۲۹۰۰۰	۲۱	۱۳۰۰۰۰	۱۳۶۰۰	۱۹	۱۷	۸۲
۸	کلیانوت	کلیان	رتوار	۲۵۰۰۰	۱۹	۳۴۵۰۰۰	۱۹۶۴۹۷	۳۳۷	۳۶	۳۰۱
۹	چتربھجوت	چتربھج	مگرو	۴۰۰۰۰	۶	۱۰۰۰۰۰	۸۳۷۰۳	۱۴۹	۲۰	۱۲۹
۱۰	گوگاوت	—	دودو	۷۰۰۰	۱۳	۱۹۸۰۰۰	۷۱۱۶۱	۱۲۱	۴۰	۸۱

نمبر شمار	نام شاخ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	کل سرداروں کی آمدنی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۱	کھنبانی		بانسکوہ	۲۱۰۰	۲	۲۴۰۰۰	۳۸۵۳۲	۵۰	۱۳	۳۷
۱۲	ہم پاوت		[illegible]	۲۸۰۰۰	۶	۴۱۰۰۰	۲۹۵۶۲	۴۴	۸	۳۲
۱۳	شیسیل جی	سورت سنگھ	ننیندڑ	۱۰۰۰۰	۳	۵۰۰۰	۱۵۵۰۶	۲۷۲	۶۲	۲۱۴
۱۴	[illegible]	بن بیر	پاٹ کرہ	۱۹۰۰۰	۳	۲۶۶۰	۲۴۲۷۵	۵۲	۸	۴۴
۱۵	کرمکا	—	ان یارہ	۲۰۰۰۰	۶	۳۰۰۰۰	۴۴۲۴۶	۲۶۰	۱۳۶	۲۳۰
۱۶	باکاوت		نوان	۱۵۰۰۰	۴	۳۵۰۰۰	۲۵ [illegible]	۷۵	[illegible]	۶۱
میزان				[illegible]	۱۳۶	۲۱۹۴۳۷				

دوسرے جاگیرداران راج جلیویہ

نمبر شمار	نام شاخ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	باقی نوکری والے
۱	کھواہہ	۳۱۰۰	۶	۱	۵
۲	راٹھور	۲۲۳۵۶	۳۳۳	۶۰	۲۷۳
۳	شیخاوت	۱۱۰۳۸۹	۲۵۵	۳۲	۲۲۳
۴	[illegible]	۱۲۸۰۰	۲۴	۲	۲۲
۵	بڑگوجر	۳۰۴۸۰	۵۹	۸	۵۱
۶	گوڑ	۱۶۰۰۰	۲	۲	
۷	چندراوت	۱۲۲۹۱	۲۴	۹	۱۵
۸	جادون	۴۵۰۰	۹	۱	۸
۹	دھیراوت	۲۵۷۲۱	۴۶	۱	۴۵
۱۰	پنوار	۸۱	۲	۲	۰
۱۱	رناوت	۱۹۲۰۰	۱۷	۱۷	۰
۱۲	چوہان	۲۱۹۲۰	۳۷	۳	۳۴
۱۳	بالاپوتہ	۵۴۲۰۰	۹۷	۷	۹۰
۱۴	سیکروال	۴۹۰۰	۹	۱	۸
۱۵	راج گڑھکا	۸۴۱	۱	۱	۰

نمبر شمار	نام شاخ	تعداد جاگیر بوجب بیگھ	تعداد اسامیان بوجب بیگھ	معافی	باقی نوکری والے
۱۶	ہمیردے کا	۵۳۵۳۵	۳۹	۱۵	۱۳۴
۱۷	ہاڑہ	۳۴۲۵	۴	۴	۰
۱۸	لوگراوت	۲۲۰۰	۲	۲	۰

نوٹ - آج کل کوٹھری کا لفظ جیپور کی کسی جاگیر پر استعمال نہیں پاتا سب ٹھکانے کہلاتے ہیں کوٹھری کا لفظ الور کے جاگیرداروں پر اطلاق پاتا ہے جیسا کہ نواب ایلرالدین احمد خان والی لوہارو نے مجھسے زبانی بیان کیا ہے -

فصل - تاریخ الور

جغرافیہ

الور گوشہ مشرقی شمالی راجپوتانہ میں آمدنی کے لحاظ سے دوسرے درجے کی ریاست ہے کہ درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۰ درجہ ۴ دقیقہ اور ۲۸ درجہ ۱۳ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۷ دقیقہ اور ۷۷ درجہ ۱۴ دقیقہ واقع ہے اسکے شمال میں سرکاری ضلع گوڑگانوہ اور کوٹ قاسم علاقہ جیپور - مغرب میں نابھہ - پٹیالہ اور جیپور کا علاقہ - جنوب میں راج جیپور اور مشرق میں بھرتپور کا علاقہ پھیلا ہوا ہے - اسکی لمبائی شمال سے جنوب کو اسی میل اور چوڑائی پورب سے پچھم کو پینسٹھ میل رقبہ تین ہزار ایک سو اکتالیس میل مربع - آبادی ۹۰۰ آدمی سالانہ آمدنی بیس لاکھ روپیہ اور فوج سوار و پیدل چار ہزار بیان کی جاتی تھی لیکن اسوقت آمدنی میں اضافہ ہوکر ۲۹۹۹۴۲۹ روپیہ کی نوبت پہونچگئی ہے

اس ریاست کا علاقہ پوربی حصے کے سوا اکثر پہاڑی ہے جسمیں زراعت کے لائق ہر جگہ میدان اور ہموار زمین بھی پائی جاتی ہے - تمام علاقے میں دو ندیوں سونگاتہ اور ساجی نام میں سے پہلی ہمیشہ کم زیادہ جاری رہتی ہے اور دوسری برسات کے سوا اور موسم میں نہیں بہتی - یہاں کا علاقہ اگرچہ عام طور پر ڈھونڈھاڑ کی شاخ کہلاتا ہے - لیکن اس زمانے میں چار علیحدہ ناموں سے مشہور ہے ایک ڈھونڈھار جسمیں مالاکھیڑ راجگڈھ - راج پور - اور ٹہلہ پرگنے ہیں دوسرا نیہرہ جسمیں تھانہ غازی - پرتاپگڈھ - عجب گرھ - اور بلدیوگرھ پرگنے ہیں - تیسرا راٹھ جسمیں مانڈن - دیڑوہ - بہروڑ - منڈاور - کرنی کوٹ - نیمرانہ - ہرسورہ جیند ولی - تتارپور - حاجی پور - ہمیرپور - بانسور - اور رام نگر پرگنے ہیں - چوتھا میوات جسمیں خاص الور - رام گرھ - بہادرپور - گوبندگرھ - پیل کھیڑہ - کشن گرھ - اسماعیل پور - تجارہ اور منڈاوری پرگنے ہیں حسب خلاصے میں انتظامی غرض سے بارہ تحصیلیں مقرر کی گئی ہیں -

قوم میو۔ اور خانزادہ وغیرہ

سیوات کے علاقے مین ایک قوم میو کے لوگ زیادہ رہتے ہین۔ جو کسی تغلق وغیرہ بادشاہ کے عہد مین ہندو سے مسلمان بنائے گئے ہین۔ انکی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ وہ راجپوت اور میتون سے ملکر پیدا ہوئے ہین۔ جاٹ اور گوجرون کی طرح وہ بھی اکثر چوری۔ غارتگری اور کھیتی سے گذر کرتے ہین۔ میوات کے پرگنہ تجھارا مین جو الور سے تیس۳۰ میل شمال مین ہے ایک قوم خانزادہ نام قدیم سے آباد ہے جسکو چندر بنسی سری کرشن کی جادو نسل مین سے بیان کیا جاتا ہے سری کرشن کی بارھوین پشت مین ایک شخص تھن پال تھا جسنے شہر بیانہ کے قریب قلعہ تھن گڑھ بنایا سنہ ۵۹۲ھ ہجری مین شہاب الدین غوری نے یہ قلعہ فتح کرکے بہاء الدین طغرل کو دیدیا تھن پال کا بیٹا بانمیال مدت تک ادھر اُدھر مارا مارا پھرا آخرکار اُسنے سمبت ۱۱۷۳ مین اجان گڑھ آباد کیا اسکے بعد بیٹا اسکا انتی پال جانشین ہوا انتی پال کا بیٹا اُدھان پال ہوا اور اُدھان پال کا بیٹا انسراج ہوا۔ انسراج کے چند بیٹے تھے اُنمین سے لکھن پال پسر انسراج کے دو بیٹے سانپر پال اور شیوبر پال ہوئے یہ دونون فیروز شاہ کے عہد مین جو ۷۵۲ھ ہجری مطابق ۱۳۵۱ع مین تخت نشین ہو کر سنہ ۷۹۰ ہجری مطابق ۱۳۸۸ع مین فوت ہوا مسلمان ہو گئے انکے مسلمان ہونے کے باب مین دو قول ہین ایک یہ کہ رغبت دلی سے اسلام مین داخل ہوئے تھے اور بعض کہتے ہین کہ غارتگری کی سزا مین قتل کے مستحق ہونے پر مسلمان ہو کر جانبری ہوئی خانزادون کا بیان ہے کہ ہمارے بزرگون کو خان جادو کا خطاب ملا تھا عوام غلطی سے خانزادہ کہنے لگے۔ لیکن محققین کا گروہ اسپر ہے کہ اسلام کے بعد بادشاہ نے خانہ زاد کا خطاب دیا تھا جو عزت کی نشانی سمجھا جاتا تھا اور جو کوئی معزز ہندو مسلمان ہوتا تھا وہ خانہ زاد شاہی کہلاتا تھا۔ بہرصورت سانپر پال ایک شیر کو مارنے کی وجہ سے ناہر بہادر کے خطاب سے مخاطب ہوا اور شیوبر پال جھجو خان کہلایا شیوبر پال کے نو بیٹون مین سے ملک علاء الدین نامی کی اولاد زیادہ پھیلی اور ان خانزادون کا کتابون مین سلسلہ زیادہ مذکور ہے۔ ان دونون صورتون مین وہ نو مسلم چندر بنسی راجپوت ثابت ہوتے ہین جن کی رشتہ داری اکثر شریف لوگون اور اُن نو مسلمون سے ہوتی ہے جو چوہان وغیرہ قوم مین سے مسلمان ہونے کے بعد الور اور ہریانے کے علاقے مین رانگڑ کہلاتے ہین۔ خانزادے لوگ چار یا نسو برس سے اکثر نامور چلے آتے ہین نواب حسن خان جو میوات کی حکومت کے سبب فارسی کی تاریخون مین حسن خان میواتی کے نام سے مشہور ہے اور جو بابر بادشاہ کے مقابلے پر رانا سانگا کے ہمراہ دس ہزار سوار لیجا کر مارا گیا تھا اور جسکی بیٹی سے اکبر کے وزیر نواب بیرم خان کا بیٹا عبدالرحیم خان خانانان سپاہ سالار پیدا ہوا تھا اسی خان زادہ قوم مین سے ما بجا ہے عہد شاہجہان مین فیروز خان نام خان زادے نے رسوخ حاصل کرکے خطاب نوابی پایا اور شاہ آباد کو آباد کیا۔ سو ڈیڑھ سو برس کے قریب سے جاگیر حکومت جاتی رہنے کے سبب خانزادے انگریزی سوارون وغیرہ مین نوکری یا تجارا وغیرہ مقام مین زمینداری کرتے ہین۔

میو اور خانزادون کے سوائے الور کے علاقہ مین مختلف برہمن، بنیئے، راجپوت، کایستھ جاٹ۔ گوجر اور اہیر رہتے ہین جن مین سے راجپوت جاگیرداری اور کھیتی سے برہمن اور بنیے کھیتی اور سوداگری سے۔ کایستھ نوکری سے۔ جاٹ۔ گوجر اور اہیر کھیتی اور نوکری سے اپنا گذر کرتے ہین دوسری ریاستون کی طرح میوون کے سوا الور کے جاٹ اور گوجر لوٹ مار کے بہت کم عادی ہین۔

علاقہ اور آبادی ؏

علاقہ اور الور کے پہاڑ جن کو اراولی پربت کا شروع کنارہ سمجھنا چاہیئے برسات کے موسم مین درست اور گھاس سے سرسبز رہتے ہین ان مین کان کی کوئی کارآمد چیز پیدا نہین ہوتی۔ جھری گاؤن کے پاس کسی قدر سفید پتھر نکلتا ہے پہاڑ اور جنگل مین شیر۔ چیتے۔ سانبھر۔ نیل گائے ہرن اور سور وغیرہ جانور کثرت سے رہتے ہین۔ جنکا راؤ راجہ کے سوا کوئی شکار نہین کرسکتا۔ سورون سے کھیتی کا زیادہ نقصان نظر آیا تو انتظام ایجنسی مین بہت سے مارے جاکر پہاڑون کے سوا دوسری جگہ کم رہگئے ہین۔

شہر الور جو عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۳۴ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۴ دقیقہ پر آباد ہے پچاس ہزار آدمی کی آبادی ہے اپنے تمام علاقے کے وسط مین ایک پہاڑ کے نیچے بسا ہوا ہے پہاڑ پر مضبوط قلعہ کے اندر ایک محل چار کنڈ ایک تالاب سلیم ساگر اور ایک باوڑی بنی ہوئی ہے۔ مغرب کے ڈھلاؤ کی طرف ایک اندھیری دروازہ طویل راستے کے ذریعہ سے ضرورت کے لیئے شہر کے قریب رکھا گیا ہے اور شہر پناہ کی پختہ دیوار اس دروازے تک پہونچائی گئی ہے اور یہ دروازہ بہت نشیب مین ہے کہ سات سو سیڑھی چڑھکر قلعے کے ڈنڈے پر پہونچتے ہین اور درمیان بالا قلعہ اور شہر الور فراز کوہ پر دو برجین بنی ہوئی ہین ایک کا نام جھینگی اور دوسری کا کابل خرد ہے شہر پناہ کی دیوار سے بالا قلعہ تک ان برجون سے طرفین کو پختہ دیوار ملی ہوئی ہے۔ آبادی کے گرد کی شہر پناہ اور خندق خام ہے شہر کے پانچ دروازے گھوگس سمیت پختہ بنے ہوئے ہین قلعے کے اندر چار کنڈ اور ایک تالاب ہے شہر پناہ کے متصل ... راؤ راجہ بختاور سنگھ نے تیار کرائی تھی شہر کے کنارے پر ایک بڑے پختہ تالاب مین نہر کے ذریعے سے پانی کی آمد رکھی گئی ہے۔ اور اسکے مشرقی طرف ریاست کے خوبصورت محلات قائم ہین جنکے شمال کی طرف ایک باغ مین مختلف قسم کے جانور پلے ہوئے ہین شہر کے باہر دروازے کی طرف کیڈل گنج بازار۔ مدرسہ۔ شفاخانہ۔ کوتوالی اور سراے ہے جو میجر طامس کیڈل پولیٹکل ایجنٹ کے انتظام مین بنائے گئے اور کمپنی باغ ہے جو۔ راؤ راجہ شیو دان سنگھ نے ملیار کرایا تھا بہت رونق ہوگئی ہے۔ شہر سے دو میل فاصلے پر جنوبی مشرقی طرف موتی ڈونگری نام ایک بلند مکان بنا ہوا ہے جسکے گرد پانچسو بیگھہ خام زمین مین بنے بلاس باغ ہر قسم کے درختون سے بھرا ہوا ہے۔ اسکے سوا راج اور سرداران کے کئی باغ دور تک شہر کے گرد چلے گئے ہین جو عمدہ نظر آتے ہین۔ الور کے جنوب مین مالاکھیڑہ دروازے باہر ایک وسیع احاطہ پختہ چار دیواری کا بنام اکھاڑہ گھوڑا پچھیہ مشہور ہے۔

تاریخ

الور کے نرو کے راجپوت کھتری وغیرہ کے شیخاوتون کی طرح کچھواہونکی شاخ مین ہین وہ آنبیر کے بارھوین راجہ اُدے کرن کی اولاد مین گنے جاتے ہین اور اسکے پرپوتے نروجی کی نسل مین ہونے کے سبب نرو کے کہلاتے ہین جنکا نسبنامہ اسطرح ہے۔

(۱) بیر سنگھ ولد راجہ اُدے کرن رئیس آنبیر (۲) مہراج (۳) نروجی (۴) لالہ جی (۵) اوداجی (۶) لاڈ خان (۷) فتح سنگھ (۸) کلیان سنگھ (۹) اگر سنگھ (۱۰) تیج سنگھ (۱۱) زور آور سنگھ (۱۲) محبت سنگھ (۱۳) راؤ راجہ پرتاب سنگھ اول رئیس الور۔

یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ اُدے کرن کا بڑا بیٹا بیر سنگھ ایک اقرار نامے کے سبب جو کھنڈیلہ کے راجہ نے اُدے کرن کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرنے کے وقت اس مضمون کا لکھا لیا تھا کہ میری بیٹی سے لڑکا پیدا ہونے پر بغیر لحاظ عمر کے ولیعہد مانا جائے آنبیر کی گدی سے محروم رہکر کسی گاؤن کا جاگیردار بنا اُسکے بعد مہراج۔ اور نروجی جس سے نرو کے کہلائے۔ لالہ جی۔ اوداجی۔ لاڈ خان اور فتح سنگھ نے بھی وہین دن کاٹے۔

فتح سنگھ کے بعد کلیان سنگھ نے آنبیر کے مرزا راجہ جے سنگھ کے دوسرے بیٹے کیرت سنگھ کے تحت جسکو شاہ جہان بادشاہ کی طرف سے پرگنہ کامہ جاگیر مین ملا تھا فسادی میو دن کا خوب انتظام کیا تھا۔ سمبت ۱۷۳۰ مطابق ۱۶۷۳ء مین کیرت سنگھ کے مرجانے پر اُسکے ساتھی لوگ ہر طرف پریشان ہوگئے تو اُنمین سے کلیان سنگھ نرو کا جیپور کے علاقے مین آرہا جسکو وہان ماچیڑی اور رام پورہ دو گاؤن کچھ زمین سمیت جاگیر مین ملے۔ اُسکی اولاد مین سے اگر سنگھ۔ تیج سنگھ۔ زور آور سنگھ اور محبت سنگھ چار شخص معمولی جاگیر پر قابض رہے۔ پانچوین بہادر اور چالاک پرتاپ سنگھ نے بھرتپور اور جیپور کے راج مین سے علاقہ دباکر سمبت ۱۸۳۲ مطابق ۱۷۷۵ء مین علحدہ ریاست الور کی بنیاد ڈالی جسکی خودمختاری قائم رہنے کے لیے اُسنے آخری بادشاہ شاہ عالم ثانی سے سند مع منصب حاصل کی اور اپنی زندگی مین ہر طرح مضبوطی کرکے اپنی اولاد کے لیے قابض رہنے کے سوا کوئی کام باقی نہ چھوڑا۔ اس وقت سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے اس ریاست کی بنا پڑکر وہان چھ رئیس راؤ راجہ پرتاپ سنگھ۔ راؤ راجہ بختاور سنگھ۔ راؤ راجہ بنے سنگھ۔ راؤ راجہ شیو دان سنگھ۔ مہاراجہ منگل سنگھ اور مہاراجہ جے سنگھ مسند نشین ہوئے جن مین سے راجہ شیو دان سنگھ کے سوا کوئی راج کی گدی پر پیدا نہین ہوا۔

راؤ راجہ پرتاپ سنگھ

جیٹھ بدی تیج سمبت ۱۷۹۷ بکرمی مین پیدا ہوا تھا وہ جیپور سے مادھو سنگھ اول کے عہد مین گرفتار کیے جانے کے خوف سے بھرتپور کو بھاگ گیا تھا اور جیپور و بھرتپور والون کی لڑائی کے وقت اپنے رشتہ دارون کا شریک ہوگیا جس سے اُس کو قدیمی جاگیر واپس مل گئی۔ سمبت ۱۸۲۴ مین مہاراجہ مادھو سنگھ کے مرنے کے بعد

جیپور مین ابتری پھیلنے سے اُسنے وہان کا پرگنہ راجگڈھ اور تھانہ غازی اور بھرتپور کے میواتی گاؤن دبا لیے راؤ راجہ پرتاب سنگھ
نے ۱۷۷۴ء سے ۱۷۷۵ء تک بادشاہی سردار نجف خان کو بھرتپور اور آگرے کا قبضہ دلانے مین اسکا مددگار رہا جس سے نواب نے
اُسکو اچھیڑی کی سند راؤ راجہ کا خطاب اور پانچہزاری منصب ماہی مراتب سمیت شاہ عالم ثانی سے دلادیا اس سے
جیپور کو الور پر بزرگی یعنی حکومت کا دعوے نرہا سمبت ۱۸۲۷ مین پرتاب سنگھ نے قلعہ ٹھاکر راجپور تعمیر کرائے اور سمبت ۱۸۳۳
مین راج گڈھ قدیم آباد کردہ راجہ باگ سنگھ بڑگوجر سے مغرب مین رقبہ موضع کرپی باس و محمد پور مین شہر راج گڈھ بسایا
اور بنیاد قلعہ ڈالی اور دیونی مین ایک بند ہے جسے رام ساگر کہتے ہین اور راجہ سوائی جے سنگھ نے سمبت ۱۸۴۸ مین بنایا
تھا چل محل تیار کیا اور تالاب کی پال کے نیچے باغ لگایا اور بکرم سدی تیج سمبت ۱۸۳۲ مطابق ۲۵ نومبر ۱۷۷۵ء کو قلعہ
الور پر دخل پایا پہلے اس مین وہ چوہان راجپوت رہتے تھے جو نکمپ کے لقب سے مشہور تھے سمبت ۱۵۴۹ مین علاول خان
خانزادے نے نکمپون کو قتل کر کے یہ قلعہ تیار کیا تھا پہلے یہان ایک وسیع احاطہ کورہ پارہ یعنی صرف پتھرون کا
بغیر چونے کے چنا ہوا تھا اُس مین نکمپ رہتے تھے جب حسن خان پسر علاول خان بابر کے مقابلے مین مارا گیا تو
مغلون نے اُسپر قبضہ کر لیا جب سلطنت دہلی کو ضعف حاصل ہوا تو اسپر جاٹ قابض ہو گئے چونکہ جاٹ یہان کے
سپاہیون کو تنخواہ نہ دیتے تھے اُنھون نے پرتاب سنگھ سے گیارہ ماہ کی تنخواہ وصول کر کے قلعہ اُسکے حوالے کر دیا جیسا کہ
تاریخ الور و تجارا مین مولوی محمد مخدوم ساکن تھانہ بھون ضلع مظفر نگر نے لکھا ہے اور بعض کہتے ہین کہ بھرتپور کے تحت
قلعہ دار نول سنگھ اور اُسکی فوج سے زبردستی قلعہ چھین لیا تھا۔ راؤ راجہ نے قابض ہو کر شہر الور کی شہر پناہ اور خندق خام
بنوائی اور وسط بازار مین ترپولیہ تعمیر کرا لیا اور ہر چہار جانب چوپڑ کا بازار ترتیب دیا اور قلعے مین محل بنایا اور زیر قلعہ
پرتاب بند تالاب تیار کرایا سمبت ۱۸۲۹ مین قلعہ مالاکھیڑہ اور سمبت ۱۸۳۳ مین قلعہ بہادر پور بنوایا راؤ راجہ کے قبض و
تصرف مین سے تھل۔ بیٹر سے رائٹھ۔ آنبیلہ۔ بھابھرہ۔ تالہ دھور۔ پراگ پورہ۔ ڈبی عرف ہردیو گڈھ۔ اور
بادڑی کھیڑہ بھی آگئے مگر کچھ مدت کے بعد شامل راج جیپور ہوئے۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ شاہ عالم
ثانی کے سنہ ۱۹ جلوس مین جو ۱۱۷۳ ہجری مطابق ۱۷۵۹ء مین مسند نشین ہوا تھا بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ اچھیڑی
کا زمیندار پرتاب سنگھ مرہٹون اور جاٹون سے ملکر آگرے کے ضلع مین شورش کر رہا ہے اور وہان کا حاکم
محمد خان انسداد فساد مین مصروف ہے بادشاہ نے امیر الامرا نجف خان کو انتظام کے لیے روانہ کیا اسنے اول گڑھی
ساتھرک مین پہونچکر چالیس پچاس ہزار سرکشون کو کہ وہان جمع تھے کچل کر گڑھی کو فتح کیا بہت سے بھاگ گئے اور
تین چار ہزار مارے گئے زن و فرزند اُنکے گرفتار ہوئے اسکے بعد مفسدون نے اطاعت کر لی امیر الامرا گڑھی کو
فتح کر کے آگرے پہونچا اور راؤ راجہ وغیرہ متمردون کی تباہی کے درپے ہوا نجف خان نے راؤ راجہ کو پے درپے
شکستین دیکر مغلوب کر دیا اور وہ وہانسے بھاگ کر دشوار گذار قلعون مین چھپ گیا اور وہان بیٹھ کر نہایت عاجزی
کے ساتھ اطاعت شعاری کے پیام دینے لگا لیکن امیر الامرا نے اوسکی چاپلوسی کی باتون پر التفات نہ کر کے بالکل
اُسکے قلع و قمع کا ارادہ کر لیا جب راؤ راجہ امیر الامرا کو راضی نکر سکا تو مجد الدولہ کی معرفت بادشاہ سے عفو قصور کا

خواستگار ہوا اور پیشکش مین بہت سا روپیہ نذر کرنے کا اقرار کیا بادشاہ نے افراسیاب خان کی سفارش پر
راؤ راجہ کے کام کی درستی کے لیے خود اجمیر و جانے کا ارادہ کیا کہ اس عرصے مین ذوالفقار الدولہ نجف خان کی عرضی
پہونچی کہ پرتاب سنگھ کے التماس پر توجہ نہ کی جاے اسلئے بادشاہ نے روانگی ملتوی کی پرتاب سنگھ مجد الدولہ کے توسط
سے بار بار بادشاہ کے حضور مین عرض کرتا رہا کہ میری صفائی نجف خان سے کرادی جاے اول تو بادشاہ نے توجہ نکی
مگر پے در پے عرضیان آنے سے اسکا خیال ہوگیا اور اسنے ارادہ کیا کہ خود جاکر نجف خان کو سمجھائین اور راؤ راجہ
کی طرف سے اسکا دل صاف کردین مگر نجف خان نے کہا کہ راؤ راجہ جو کچھ عرض کرتا ہے وہ فریب سے خالی نہین تو
بادشاہ نے اسکی درخواست کو بالکل رد کردیا۔

نقل ہے کہ پرتاب سنگھ نجف خان کی ملاقات کو آیا نجف خان نے چاہا کہ اسے گرفتار کرلیے حال کسی ذریعے سے
پرتاب سنگھ پر کھل گیا اسنے فوراً رخصت مانگی اور بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔ جب اسکی عزیمت کا حال نجف خان
کو معلوم ہوا تو لشکریون کو حکم دیا کہ اسکا راستہ روک لین اور پکڑ کر لے آئین لیکن وہ فوراً تیز رفتار گھوڑے پر سوار
ہوکر ہوا ہوگیا نجف خان کے آدمی اس تک نہ پہونچ سکے یہان اسکا لشکر تمام لٹ گیا ہاتھی گھوڑے اور بیس لاکھ
روپے ضبط ہوکر نجف خانکی سرکار مین آے اور اسکے سوا بہت سا سامان لشکریون کے ہاتھ لگا لیکن راؤ راجہ نے
جلد اس نقصان کا عوض نکالنے کو جیپور کا پرگنہ بسوہ لوٹ کر بیس لاکھ روپے کا مال حاصل کیا۔ اور سمبت ۱۸۴۲ مطابق
سنہ ۱۷۸۵ء تک کچھ جیپور کے گانون اور زیادہ بھرتپور کے پرگنے دبا کر راج کو اتنا بڑھایا کہ بغیر کسیکی مدد کے دوسرے
رئیسون کے مقابلے کے لائق بنگیا جن دور راستون کا علاقہ دبایا گیا انھین سے راؤ راجہ کو فائدہ اٹھانے کا سبق
ملا تھا جیسے کہ جیپور والون نے بادشاہی خالصے کی زمین دبالی اور بھرتپور والون نے اسمین سے علیحدہ اپنی ریاست
جمالی ویسے ہی رئیس الور نے ان دونون کے پرگنے چھین کر حکومت پائی۔ ایسی حالت مین جبکہ مرہٹے ملک کو لوٹ کا
دستر خوان سمجھتے تھے راؤ راجہ نے وہ ہمت اور دلیری کا کام کیا جسکو راجپوت لوگ سیکڑون برس سے بھول چکے
تھے۔ راؤ راجہ کے ساتھ مسلمان راجپوت ہوشدار خان و نبی بخش خان و الٰہی بخش خان نے کار نمایان کیے
تھے۔ راؤ راجہ پوس بدی ۵ سمبت ۱۸۴۷ بکرمی مطابق ۲۶ دسمبر سنہ ۱۷۹۱ء کو پچاس سال کی عمر مین مرگیا اسکے بعد ٹھاکر
تھانہ کا بیٹا بختاور سنگھ جو قریب رشتہ داری کے سبب گود لیا گیا تھا مالک بنا۔

راؤ راجہ بختاور سنگھ

اسکے گود لیے جانے کی نقل اسطرح ہے کہ راؤ راجہ پرتاب سنگھ نے اپنے ہم قوم ٹھاکرون کو انکے لڑکون سمیت ایک
دربار مین جمع کیا سب لڑکے علیحدہ علیحدہ کھیل کی چیزون مین مصروف ہوئے اور بختاور سنگھ ڈھال تلوار کا کھلونا
راؤ راجہ کے پاس گدی پر جا بیٹھا جسکو اسنے قدرتی پسند انتخاب سمجھکر اپنا وارث قرار دیا بختاور سنگھ نے بھی
ملک کو خوب توسیع دی اور دوسرون کا ملک دبایا چنانچہ ہریانہ تک اسکی حکومت جا پہونچی کہ بعد مین انگریز پرگنے
مثل بیٹر۔ آنبیلہ بھابھرہ۔ پراگ پورہ باڑہی کھیڑہ وغیرہ قبض و تصرف سے نکلکر شامل راج جیپور رہے۔

ء سمبت ۱۸۵۰ مطابق سنہ ۱۷۹۴ء مین کچھ دن علاقہ مارواڑ سے شادی کرکے واپس آتا تھا تو رستے مین مہاراجہ
سکے باپ کی ماتم پرسی کے طور پر ملنے کو آیا اور یہ بھی اسکے پاس گیا اور راجہ نے ماتم پرسی کے شکر لے مین دوسہ اور بسوہ
لے جیپور کو چھوڑ دئے لیکن مولوی محمد مخدوم وغیرہ کی تاریخ مین لکھا ہے کہ راؤ راجہ نے مہاراجہ جیپور کو پرگنہ
بسوہ دگوزہ دئے تھل و تالہ ڈھولہ حسبۂ رالکڑ باوڑی کھیڑہ رنی بچشی سے کہ اسوقت الور مین داخل
ہوکر کے خلعت ماہی حاصل کیا۔ اگرچہ ملک زیادہ تھا مگر خطاب راجگی سے اسوقت تک سرفراز تھا اسکے
اسکے لئے سرگرم کوشش ہوا اور نبی بخش خان وغیرہ کی پیروی سے خطاب مہاراؤ راجہ مع ماہی مراتب
ماہی سے حاصل کرکے رئیسون مین شمار پانے لگا۔ نبی بخش خان و ہوشدار خان وغیرہ جو عہد پرتاپ سنگھ مین مختار
ریاست تھے انہین اپنی بااختیاری و کارگذاری سے نہایت تکبر آگیا اپنے زعم مین مہاراؤ راجہ کا کچھ وجود نہ
تے تھے بلکہ ایک روز الٰہی بخش خان نے گفتگو سے بے ادبانہ سے ارتکاب گستاخی بھی کیا اسوجہ سے بختاور سنگھ
لوگون سے مکدر ہوگیا اور انکو زہر سے مروا ڈالا ان لوگون کے بعد نواب محمد بخش خان خلعت وکالت ریاست
سے سرفراز ہوا۔ جوکہ اسوقت سرکار انگلشیہ کا دہلی پر قبض و تصرف ہوگیا تھا نواب محمد بخش خان نے اطاعت سے حکام
ہی مین رسوخ حاصل کرکے باہم راؤ راجہ اور سرکار انگریزی مین طریقۂ اتحاد جاری کیا ۱۴ نومبر سنہ ۱۸۰۳ء مطابق ۲۸ رجب
سنہ ۱۲۱۸ ہجری کو عہدنامہ لکھا گیا۔ اس سال مرہٹون سے راؤ راجہ کی لڑائی مقام کٹھومر پر ہوئی۔
[illegible] اسکی یہ ہے کہ مرہٹون نے داتا فوجدار سکنہ ٹہبرہ ومامی برہمن ساکن کٹھومر کو بلاوجہ قتل کرڈالا تھا اسکی اولاد
[illegible] سنگھ کے پاس فریادی ہوئی۔ بختاور سنگھ نے بھگوانداس لوگرہ کو فوج دے مرہٹون کے آدمیون کی
[illegible] کے لیے تعین کیا جسنے مرہٹون کے آدمیون کو جو اس قلعے مین متعین تھے مارڈالا اور اپنے پانسو آدمی
مین رکھ کر الور کو واپس چلا گیا یہ خبر مہاراجہ سیندھیا کو ہوئی اسنے فوج کا ایک کمپو انتقام کے لیے بھیجا یہ فوج
[illegible] مین پہونچکر قلعے کی خواستگار ہوئی الور کے آدمی اگرچہ کم تھے مگر غیرت سے دشمن کی کثرت کو خیال مین
نہ لائے اور لڑکے داد مردانگی دی لیکن آخرکار سب مارے گئے۔ قلعے پر مرہٹون کا قبضہ ہوگیا۔ اس عرصے مین ان
مرہٹون کو خبر ملی کہ جنرل لارڈ لیک الور کی فوج کو بھی ساتھ لئے ہوئے ادھر آرہا ہے فوراً گھبراکر قلعہ چھوڑ بھاگے
[illegible] دوسرے قلعہ کشن گڈھ کی طرف چلے گئے اور رام نگر کے پرگنے مین موضع سین تھری مین جو دریاے روپاریل کے کنارے پر
ہے ٹھہرے اور کھانا پکانے اور خورد و نوش مین مشغول ہوئے کہ یکایک لارڈ لیک نے لاسواڑی اور سین تھری کے
میدان مین انکے سر پر پہونچکر آگ برسانی شروع کی بہت سے مرہٹے مارے گئے اور بھاگ بھی گئے۔ لارڈ لیک نے
[illegible] لشکر کو تہ و بالا کردیا اور بھاگے ہوئے مرہٹون کا نواب احمد بخش خان اور ٹھاکر سمرت سنگھ کلیاوت نے پیچھا کرکے
بہت نقصان پہونچایا اس خیرخواہی کے صلے مین راؤ راجہ بختاور سنگھ کو کئی پرگنے یعنی اسماعیل پور، منڈاور، دربار پور، نیمرانہ، رتائے،
اندھنی، کھیلوٹ، بیجوارہ، سرائے دادری، تجارہ، بدہاوا، بہروز، گڑھ، [illegible] گئے اور خاص کارگذاری کے سبب نواب احمد بخش کو سرکار انگریزی
کی طرف سے پرگنہ فیروزپور انعام مین ملا اور راؤ راجہ نے اپنی طرف سے حسن خدمات کے صلہ مین نواب احمد بخش خان کو نئے علاقے مین سے

پرگنہ لوہارو دجالیر مین عنایت کیا نواب احمد بخش خان کے بیٹے شمس الدین خان سے جو ولیم فریزر رزیڈنٹ دہلی کے قتل کرنے کے جرم مین مارا گیا پرگنہ فیروزپور ضبط ہوکر ضلع گڑگانوہ مین شامل کیا گیا۔ اور لوہارو اُسکی اولاد کے قبضے مین صوبۂ پنجاب کے ماتحت چلا آتا ہے لاسواڑی کی لڑائی یکم نومبر ۱۸۰۳ء کو واقع ہوئی اور گیارہ روز کے بعد ۱۱ نومبر ۱۸۰۳ مطابق ۲۶ رجب ۱۲۱۸ھ اگھن بدی ۹ سمبت ۱۸۶۰ کو لارڈ لیک نے راج الور سے عہدنامہ کیا اور راجہ کو پرگنہ دادری اور بدھوانہ کے دور ہونے کے سبب عوض مین کشن گڑھ اور تجارا دئے گئے۔

راؤ راجہ کے پاس اتنے پرگنے رہے مالاکھیرہ۔ بہادرپور۔ راجگڑھ۔ ریتی۔ ہٹلہ۔ بلدیوگڑھ۔ عجب گڑھ۔ پرتاپ گڑھ۔ نرائن پور۔ تھانہ غازی۔ بانسور۔ حاجی پور۔ بھروڑ۔ دبروڈ۔ نیمرانہ۔ مانڈن۔ کرنی کوٹ۔ منڈاور۔ کشن گڈھ۔ فتح آباد۔ بلوہرہ۔ اسماعیل پور۔ جیندولی۔ باگھوڑہ۔ تجارا۔ شیوگڑھ۔ مدام گڑھ۔ مبارک پور۔ گوبند گڈھ۔ پیپل کھیڑہ۔ کٹھومر۔ سونکھر۔ لچھمن گڑھ۔ بڑودہ میو۔ موج پور اور کیرڑہ یہ نام مولوی محمد مخدوم نے لکھے ہین اور کتاب کاتب نے غلط نقل کی ہے۔

میوون نے مہاراو راجہ کے وقت مین مفسدہ برپا کیا اُسنے اُنکی سرکوبی کے لیے فوج بھیجی جسکا افسر اول کشن گڈھ کا انتظام کرکے تجارا مین آیا اور قلعہ اندور کو مفسدون سے فتح کر لیا جسکی تاریخ یون موزون کی ہے۔

چو دیوان میودر میوات بودند   ہمے کردند با مردم بسے جور
خدا از خسر نمودہ خلق میوان   بہرکس حملہ کردند چون تور
بغز ہا بس مظالم ہا نمودند   خدا فریادرس شد اندرین دور
بامرش راؤ راجہ گشت مالک   ازان ہم کس نیاوردہ بدل غور
چو آمد فوج شیران بہر تنبیہ   زشر دیوان تہی گشتند فی الفور
بگوشم گفت ہاتف کو براجہ   مبارکباد فتح قلعہ اندور

اندور کا قلعہ چوہانون کی اُس شاخ نے بنایا تھا جسکا لقب نکمپ تھا انقلاب زمانہ سے سب نیست و نابود ہوگئے پھر خانزادے اُسپر قابض رہے خانزادونکے بعد پٹھانون کے قبضے مین آیا پٹھانون کے بعد مغلونکے ہاتھ مین پہونچا شدہ شدہ راؤ راجہ کے قبضے مین آگیا ٹوٹ پھوٹ رہا تھا اُسنے مرمت کرائی۔

سمبت ۱۸۴۳ مین قلعہ پیپل کھیڑہ فتح ہوا اور سمبت ۱۸۶۲ مین قلعہ گوبندگڑھ تعمیر کرایا اور سمبت ۱۸۶۵ مین زنانہ محل جو پرانا محل کہلاتا ہے مع مندر واقع الور بنایا قلعہ سمرنجی و لچھمن گڑھ و کھیڑہ و مدام گڑھ بھی اسی نے بنوائے تالاب ساگر بہت وسیع پختہ تعمیر کا سمبت ۱۸۶۹ مین بنوایا اسمین پہاڑ کی بارش کا پانی پختہ نہرون سے جمع ہوتا ہے اور وقت ضرورت پختہ نہر کے ذریعے سے نکالا جاتا ہے سمبت ۱۸۷۰ مطابق ۱۸۱۳ء مین راؤ راجہ نے علاقہ جیپور مین سے دو قلعے ڈوبی عرف ہردیوگڑھ و سکراسے اور ملک قرب و جوار دبالیا جسکو خلاف عہدنامہ ہونے کی وجہ سے انگریزی رزیڈنٹ دہلی نے واپسی کے لیے لکھا اور تاکید کی لیکن راؤ راجہ نے انکار کیا چونکہ یہ صریح شکستگی

تھی گورنمنٹ نے جبراً جیپور کو واپس دلانے کے لئے فوج بھیجی جب سپاہ آلور سے ایک منزل پر پہونچی تو
نے ڈر کر ملک واپس دیا اور تین لاکھ روپیہ بابت خرچ فوج کشی ادا کیا سرکار کا ارادہ تھا کہ اگر دشمنی بالکل ہو جاتی تو جو اضلاع
ہمنے اسکو دیے تھے واپس لے لیے جاتے اور اگر اسکے روپے سے لازم آتا تو اسکی کل ریاست ضبط کی
راجہ نے نیا محصول جاری کر کے رعایا سے چھ لاکھ روپیہ وصول کیا ۱۲۸۵ھ ہجری مین راؤ راجہ نے شکار
سے عزم کیا شکار کھیلتا ہوا موضع علاول پور مین جو الور کے پاس ہے مقیم ہوا اور پہلوانون کو کشتی لڑانے
اکھاڑہ بنانے کا حکم دیا - جہان اکھاڑہ بنا تھا وہان کسی بزرگ کا مزار تھا پاس والون نے راؤ راجہ سے کہا
ے کے پاس مسلمانون کی قبرون کا ہونا مناسب نہین فوراً حکم دیا کہ مزار کو اکھیڑ ڈالو چنانچہ قبر اکھیڑ دی گئی اسی شب
نے متوحش خواب دیکھی صبح کو بیمار ہو گیا درد کی تکلیف سے طاقت طاق ہو گئی ایسی حالتین الور واپس
ان فدا حسین فقیر رسول شاہی کے پاس جنکا بہت معتقد تھا حاضر ہوا اور دعا کے لیے استدعا کی میان صاحب
سا دیکر کہا کہ محل مین چلے جاؤ - چنانچہ وہ محل مین آیا لیکن درد کی شدت سے بیتاب و بدحواس تھا پھر آدمی کو
حب کے پاس بھیجا وہ میان صاحب سے راجہ کا حال بیان کر رہا تھا کہ اتنے مین میان فدا حسین کا
بام نشہ بھنگ کی ترنگ مین بول اٹھا کہ راجہ ہم سے کیا کہتا ہے وہ ہمیشہ شکار ہرن اور گینڈے کا کرتا تھا اس
نے شیر کا شکار کیا ہے جو کچھ ہونا ہو گا ظہور مین آئے گا ہم کو طاقت نہین کہ مدد کرین جس مزار کو راجہ نے توڑا
اسکو بنائے اور نذر و نیاز سے معذرت خواہ ہو تا کہ وہ خطا معاف کرین یہ سنکر فرستادہ واپس آیا اور تمام حال
بیان کیا اس بیان کا تصدیق حق سے وہ بھنا گیا اور رسول شاہیون کی تباہی کا حکم دیا میان فدا حسین
قاسم کو بھاگ گئے - لوجھا برہمن اور بنجل ناتھ جوگی اور برتا مینہ نے کہ راج مین اختیار رکھتے تھے
ایما سے بڑے بڑے ظلم کئے جنکا نمونہ یہ ہے رسول شاہ کی قبر کو جو رسول شاہیون کا پیشوا تھا اور
ی مین راہی عالم آخرت ہوا تھا مع گور مولوی محمد حنیف مرید رسول صاحب کے کہ اسکی تاریخ وفات چراغ احمد
ان مین سورون کا خون چھڑکا اور اس جگہ بت رکھے اور انکی ہڈیون کو گدھے پر بار کر کے عملداری سے
اب تک تکیہ رنگ علی شاہ واقع فیروز پور مین دفن ہین اور جو رسول شاہی ہاتھ آیا اس بیگناہ کے ناک
اے کیونکہ اسکو انکی طرف سے اپنے اوپر جادو کرنے کا شبہ ہو گیا تھا اور ایک مٹکا اُس ناک کا نون سے
محمد بخش خان کے پاس جو ناراض ہو کر اپنی جاگیر کو چلا گیا تھا بھیجدیا اور الور و بہادر پور کے ہر ایک مزار
سے شامیانہ اور چادر اٹھا منگائی - اور مزار غالب شہید و خانقاہ مخدوم کمال چشتی ہمشیرہ زادہ سلیم چشتی کو
والور کے دوسرے مزارات کو اور مزار سید جلال الدین واقع بہادر پور کو منہدم کرایا - اور مسجدون اور
ن سور کا خون ڈلوایا اور اذان و نماز و ذبح کی قطعی ممانعت کردی - مسلمانون کو نماز عید الضحیٰ اور قربانی
ہوئی - البتہ تجارا مین مرزا ممنا بیگ رسالدار نے اپنی دلاوری و سپہ گری سے نماز عید قریب عیدگاہ غازی گڈھ
عہد مین ایک مدرسہ درویشی تھا ادا کی اور قربانی بھی کرائی اُس سے مزاحمت کی کسیکو جرأت نہ ہوئی

میان فدا حسین کا بھائی دہلی کے سابق اختیار بادشاہ کا وزیر تھا اُسکے ذریعہ سے میان فدا حسین نے بادشاہ سے الور کے مسلمانون کی مظلومی کا حال عرض کرایا اور بادشاہ نے انگریزون سے سفارش کر کے الور پر فوج کشی کرائی جب فوج بہادر پور تک پہونچی تو راؤ راجہ گھبرایا نواب احمد بخش خان نے اُس سے کئی لاکھ روپیہ لیکر فوج کو بہادر پور سے حکمت عملی کے ساتھ واپس کرایا۔ الور و تجارا کی تاریخ مین مولوی محمد مخدوم نے اسیطرح لکھا ہے اور دوسرے مورخ کہتے ہین کہ اُس ظالمانہ کارروائی کی تحقیقات کے لیے ایک انگریزی افسر مقرر ہوا تھا لیکن اسی برس راؤ راجہ کے انتقال کی وجہ سے سرکاری طرف سے دئے ہوئے پرگنے ضبط کر لینے کی تجویز ملتوی رکھی گئی۔ ۵ رمضان ۱۲۲۶ ہجری کو کولانی کی لڑائی مین مرزا منا بیگ رسالدار مجروح ہوا اور شروع ۱۲۲۹ھ مین میوون نے سرکشی اختیار کی اور دیہات کو لوٹنے لگے مچل صاحب ملازم ریاست فوج لیکر تجارے مین آیا مفسدونکو سزا دیکر امن قائم کیا ماگھ سدی ۲ سمبت ۱۸۷۱ مطابق ۱۵ صفر ۱۲۳۰ ہجری کو چوبیس برس راج کرنے کے بعد راؤ راجہ نے چالیس سال کی عمر مین دہر ناپایدار سے انتقال کیا۔
اُسکے مرنے کے بعد مو سے تمام طوائف سے جو اُسکے ساتھ ستی ہو گئی ایک بیٹا بلونت سنگھ اور ایک لڑکی چاند کنور (جسکا بیاہ کالن سنگھ ٹھاکر ستارپور سے ہوا تھا) باقی رہی اور بھتیجا بنے سنگھ راجپوتانے کے قاعدے سے متبنے سمجھا گیا جس سے کچھ مدت تک راج کے دو حصے ہو گئے

راؤ راجہ بنے سنگھ اور بلونت سنگھ

بختاور سنگھ کے انتقال کے بعد ٹھاکرون نے بلونت سنگھ کی مسند نشینی ناجائز قرار دیکر بنے سنگھ برادر زادہ بختاور سنگھ کو مسند نشین کرنا چاہا لیکن مسلمان اور چیلے اس بارے مین اُنسے متفق نہ ہوئے اور بلونت سنگھ کے جانبدار ہو گئے ایسلیے رفع فساد ضرور ہوا اور دونون کی مسند نشینی پر اتفاق کیا گیا چنانچہ ماہ سدی تیج سمبت ۱۸۷۱ کو دونون مسند نشین ہوئے نواب احمد بخش خان نے سب سے اقرار نامہ تحریر کرایا کہ بعد بلوغ نصف نصف مال و ملک اُنکو تقسیم کیا جائے اس سے تین برس کے بعد پرگنہ تجارا و پنڈ کرہ کا نواب احمد بخش خان نے ٹھیکہ لیا تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۳۲ ہجری کو نواب کا دخل پرگنہ تجارا و پنڈ کرہ مین ہو گیا کالے خان منتظم مقرر ہوا جسجگہ ریاست کا محل ہے وہان سابق مین مسجد تھی جسکو پٹھانون نے اپنے عہد مین بنوایا تھا اسی جگہ کالے خان نے اپنے رہنے کو بنگلہ بنوایا جب دونون راجے سن بلوغت کو پہونچے آپسمین اختلاف کرنے لگے اب ریاست کے اہلکار دو فریق ہو گئے۔ نواب احمد بخش خان کو ابتدا سے بلونت سنگھ کی جانبداری ملحوظ تھی اسوجہ سے بنے سنگھ کے جانبدار نواب کے دشمن ہو گئے اور ملا خوشحال و جہاز جیلون اور تند رام دیوان نے ایک میو سے کہا کہ اگر تو نواب کو مار ڈالے تو چھ ہزار روپیہ نقد اور ایک گانون تجھکو دیا جائیگا اُس نے اس کام پر آمادگی ظاہر کی۔ آٹھ ماہ تک داؤن گھات مین رہا مگر موقع نہ پایا آخرکار ۲۰ شعبان سنہ ۱۲۳۱ ہجری کو دہلی مین قابو پاکر رات کو خوابگاہ مین جا گھسا اور سوتے مین نواب پر تلوار سے تین وار کیے تیسری ضرب مین تلوار ٹوٹ گئی تب وہان سے نکلکر بھاگا اپنی دانست مین وہ کام تمام کر چکا تھا لیکن نواب کی زندگی باقی تھی کوئی زخم کاری نہ لگا اور پنجۂ قضا سے نجات پائی جراحت خفیفہ کا

ڈاکٹری علاج ہونے لگا تھوڑے عرصہ مین شفائے کلی پاکر غسل صحت کیا میو مجرم فرار ہوکر الور پہونچا اور
انعام مقررہ کا خواستگار ہوا ترغیب دہندے اداے انعام مین حیلہ وحوالہ کرنے لگے اسلئے باہم نزاع پیدا
ہوکر بلوا آشکارا ہو گیا میو کو بلونت سنگھ نے گرفتار کرلیا اور اُسنے مفصل ماجرا بیان کیا اُسکے بیان پر ملا وخوشحال
وجاز چیلے اور بندرا مدیوا ان قید کئے گئے راموں خواص فرار ہوکر دہلی کو چلا آیا اور اول نواب احمد بخش خان
کی فرودگاہ پہ حاضر ہوا نواب نے اسپر توجہ نہ کی اُسنے منشی کرم احمد سررشتہ دار جنرل اکٹرلونی رزیڈنٹ کو کئی لاکھ روپیہ
دینا کرکے اپنا ممد ومعاون بنایا اور جنرل صاحب سے درستی معاملہ کی شکل نکالی اور وہ اُسپر توجہ کرنے لگے یہانتک کہ
ایک دن ملاقات کے وقت نواب احمد بخش خان کو الور کے معاملے اور بلونت سنگھ کے کام مین سفارش کرنے سے منع
کردیا جب راموں خواص نے اپنے تیر تدبیر کو نشانے کے سر پر پایا تو جنرل صاحب سے کہا کہ بعض مفسدون نے
بلونت سنگھ کو اغوا کرکے الور مین فساد کا نقش جمانا چاہا ہے اگر حکم ہو تو اسکا انسداد عمل مین آئے اُنھون نے اسکو
اجازت دیدی راموں خواص نے اتنا سہارا پاتے ہی بنے سنگھ کو لکھ بھیجا کہ بجز بلونت سنگھ کے اُسکے دوسرے
مددگارون کا جلد کام تمام کردین - یہ اشارہ پاکر بنے سنگھ کے طرفدار راجپوتون نے جمع ہوکر شہر کے دروازون کا بندوبست
کرلیا اور محل پر یورش کی بنے سنگھ کو تاکھے سنگھ کی حویلی مین پہونچادیا اور نصف شب سے جنگ وجدال شروع کردی
پہر دن چڑھے بلونت سنگھ زنانے مکان مین چلا گیا اُسکے جانب دارون مین سے دس آدمی مارے گئے اور
مابقی نے ہتیار ڈالکر امان چاہی خود تو صحیح وسالم چھوڑ دئے گئے مگر اسباب سارا چھین لیا گیا ٹھاکر بلی جی -
کپتان فاسٹ اور ٹامی صاحب قید ہوئے اور بلونت سنگھ نظر بند رہا یہ لڑائی الور مین محل راسہ کے نام
سے مشہور ہے یعنی محل کے اندر واقع ہوئی تھی یہ خبر سنکر جنرل اکٹرلونی نے بنے سنگھ کی طرفداری کی اور اُسکی
حق داری مانکر صدر کو رپورٹ کی اور نواب احمد بخش خان نے اسکے برخلاف بلونت سنگھ کی جانبداری
مین گورنر جنرل کی خدمت مین تحریر بھیجی جہان سے رزیڈنٹ کو الور کے معاملات مین نواب کی راے کے ساتھ کام
کرنے کی ہدایت ہوئی اسپر مجبوراً رزیڈنٹ کو نواب سے اتفاق کرنا پڑا چونکہ اُس زمانے مین کلکتے کی طرف کچھ خرخشہ
تھا فوج اُس جانب جاتی تھی اس سبب سے الور کے فیصلے مین تعویق ہوئی نواب احمد بخش خان نے فیروز پور اگر
اجارہ تجارا اور ٹپوکڑہ سے دست کشی اختیار کی ۲۰ محرم ۱۲۳۳ھ ہجری کو بھوانی بخش عاملی تجارا پر راموں خواص
کی طرف سے مقرر ہو کر گیا اور تجارے کے انتظام نے راج سے پھر تعلق پکڑا تھوڑے دنون کے بعد جنرل اکٹرلونی
جیپور والوں کی طرف چلا راموں خواص اور نواب احمد بخش خان ہمراہ تھے - خواص مذکور رخصت لیکر الور کو آتا تھا
کہ اثناے راہ مین معلوم ہوا کہ فتل نواب کے تحرک وسعی سے ملا وخوشحال وغیرہ قید سے رہا ہوئے یہ سنتے ہی طائر ہوش
اُسکے پرواز کر گیا اور الور پہونچکر اہلکارون کو زجر وتوبیخ کرکے بدستور سابق رہائی یافتون کو قید مین ڈالا جنرل اکٹرلونی
جیپور سے کوچ کرکے الور کو آرہا تھا قیدیون کی رہائی کا حال سنکر برہم وافسردہ ہوا راموں خواص اور لکھے سنگھ
ٹھاکر استقبال کی غرض سے الور سے راہی ہوکر راجگڑھ پہونچے خواص مذکور تو وہین رہا لکھے سنگھ نے مقام

دوسرے مین جرنیل کے لشکر مین پہنچ کر راموں خواص کا سلام و پیام پہنچایا جرنیل نے کہا کہ ہمکو خواص بدعہد سے
سروکار نہین الور کا جانا ہم نے موقوف کیا ہمارے لشکر کا کوچ بھرتپور کی طرف ہوگا اکھے سنگھ نے اس معاملے سے
خواص کو مطلع کیا وہ گھبرایا اور دوڑا ہوا گیا جب جرنیل سے ملا اُسنے کہا کہ قیدیون کی رہائی سے تمنے بدعہدی کی
اور ہم سے سروکار نہ رکھا اگر اب بھی تمکو ہماری خوشنودی منظور ہے تو قیدیون اور اُنکے رہا کرنے والونکو دہلی پہونچادو اور
نصف ملک و مال بلونت سنگھ کو دیدو ورنہ لڑائی کے لیے آمادہ رہو خواص آرے بلے کرکے چلا گیا اور کچھ تعمیل حکم نہ کی
ہنگام مراجعت دہلی جرنیل اکٹرلونی نے مقام فیروزپور سے پھر الور کو تحریر کیا کہ اس مرتبہ اتمام حجت کی جاتی ہے کہ حسب الحکم
تعمیل کرو ورنہ فوج کشی ہوگی جب اس کا کچھ جواب نہ آیا تو اُنکی سرکشی کی رپورٹ گورنر جنرل کو کرکے فوجی مداوا دئے
کی منظوری منگالی اور بھرتپور کی فتح کے بعد الور کی طرف کوچ کیا ابھی الور کی حد مین فوج نہ پہونچی تھی کہ تزلزل پیدا
ہوگیا جب کچھ چارہ نہ ہوا تو مجبوراً بلونت سنگھ کو رہا کرکے ساز و سامان اور شان تجمل کے ساتھ رزیڈنٹ کے پاس
بھیجدیا موضع کنک رابیے ڈیرہ علاقہ بھرتپور مین ہو بجگہ اوس سے بلونت سنگھ ملا - اب احمد بخش خان ساعی تھا کہ
نصف ملک بلونت سنگھ کو دیا جائے لیکن بہت سی بحث و گفتگو کے بعد علاقہ الور مین سے چار لاکھ روپیہ سالانہ کی جاگیر
جو اسوقت الور کی تہائی آمدنی تھی بلونت سنگھ کو مدد معاش کے لیے دی جانی تجویز ہوئی اسلئے دو لاکھ آمدنی کا پرگنہ
تجارا و ٹپوکڑہ و منڈاون و کرنے کوٹ و منڈاور دیا گیا اور دو لاکھ روپیہ سالانہ نقد بعوض کشن گڑھ و کٹھومر مقرر ہوکر
اقرارنامے مین یہ شرط لکھی گئی کہ اُس کے بعد خاص اولاد جاگیر کی حقدار رہیگی اور لاولد ہونے کی صورت مین جاگیر
والیس راج الور کے شامل ہو جائے گی چنانچہ معاہدہ تحریر ہوکر ماہ شعبان ۱۲۴۱ھ ہجری مین بلونت سنگھ تجارے آگیا
اور کالے خان کے تیار کرائے ہوئے بنگلے مین سکونت اختیار کی اور بنیاد مسجد و محل کی تعمیر شروع کرائی اور محل کے
قریب باغ مع بنگلے کے تعمیر کرایا اس سے فارغ ہوکر اندھیری باغ کالی ندی پر لگایا اور اُسکی رانی نے موضع خلیل پور
کے متصل الور کی سڑک کے کنارے پر تبارہ بنوا کر خیرات جاری کی اور شاہ راہ فیروز پور پر اپنا باغ علیحدہ بنوایا
جب تبا کا ل پڑا غربا کی پرورش کی نظر سے شاہزادہ علاء الدین کے بند خام کے پختہ بنانے کو مدد لگائی گئی اُسکی
تعمیر ہوکر پہاڑی پر قلعہ بنانے کی تجویز ہوئی وہان ایک مسجد قلندری اور ایک مزار کسی بزرگ کا تھا اُسکو منہدم کرکے
ربیع سمبت ۱۸۹۲ مین مہورت تیاری قلعہ عمل مین آئی شب و روز اُسکی تیاری کی تاکید تھی اکثر بلونت سنگھ آپ جاکر
اُسکی تعمیر مین تمام روز پہاڑ پر بسر کرتا تھا اور پہاڑی کے دامن مین ایک شہر کی آبادی کی تجویز کی گئی چنانچہ امرا کے
مکانات بننے لگے اسی اثنا مین ایک بیٹا پیدا ہوا بلونت سنگھ اس سے بہت خوش ہوا کہ یکایک ولادت سے تیرہ ماہ کے بعد وہ
لڑکا مرگیا - رانی کو اتنا غم ہوا کہ لڑکے کی وفات سے ایک سال کے بعد رنج و اندوہ مین گھل گھل کر قابض ارواح کے
سپرد جان کی بلونت سنگھ پر غم کے دو پہاڑ ٹوٹ پڑے اور اب اُسکے جنون مین کیا کسر رہی رات دن تڑپتا تھا
نہ سدھ قلعے کے بنوانے کی رہی نہ خورد و نوش کا ہوش تھا اسیطرح غم مین گھٹ گھٹ بمشکل ایک سال جیا اور
قلعے کی تعمیر کے تمام ہونے سے قبل بنگلے مین بیمار ہوکر بنگلا باغ مین آیا اور ۱۳ محرم ۱۲۶۱ھ ہجری کو خود مختار

جاگیر پانے سے بیس برس کے بعد بغیر اولاد کے گذر گیا جس سے اُسکا تمام علاقہ پھر الور مین داخل ہو گیا۔
مہاراؤ راجہ بنے سنگھ بلونت سنگھ کے قید ہونے کے دن سے بلا مشارکت دوسرے کے حکمرانی کرتا تھا چونکہ اُسنے نواب پر حملہ کرانے والون کو سزا دینے کے عوض بڑے بڑے عہدے دیدیے تھے اس لئے رزیڈنٹ نے اُس سے ملاقات نہکی اور اُسکے سفیر کو گورنر جنرل کی حضوری نصیب نہ ہوئی اسپر سرکاری مہربانی سے ناامید ہوکر مہاراؤ راجہ نے راج جیپور کا ماتحت بننا چاہا لیکن سرکار انگریزی سے اس خلاف عہدنامہ کارروائی کے سبب اسپر کچھ جرمانہ ہوکر ممانعت کی گئی۔
ابتدائے عہد مین اہلکار بالکل محیط تھے کارخانہ راج کا زمیندارانہ طور کا تھا ملازم اپنی اپنی فلاح کے خواہان تھے کسیکو راج کی بہبود کا خیال نہ تھا بنے سنگھ یہ حال دیکھتا اور کسی سے کچھ نہ کہتا اور وقت کا منتظر تھا آخر قابو پاکر بلا حیلے کا اسطرح استیصال کیا کہ اُسکے مارے جانے کا حال کسی پر نہ کھلا اور اکثر دخیل کارون کو حسن تدبیر سے بیدخل کردیا کہ وہ جلسہ باقی نہ رہا اسپر بھی ابتری کی شکل نظر آئی خسارے کا عالم بدستور رہا چنانچہ عہد دیوانی جگناتھ بیجا تھا مین بعض اوقات کارخانون مین نوبت فاقے کی گذرتی تھی ۱۸۳۸ء مطابق سمبت ۱۸۹۴ مین راؤ راجہ نے انتظام کی ابتری سے تنگ آکر آغا صاحب خوشنویس کی معرفت رزیڈنسی دہلی کے پیرمنشی اموجان کو سات سو روپیہ ماہوار تنخواہ پر دیوان ریاست اور نواب فیروزپور کے نوکر مرزا اسفندیار بیگ کو تین سو روپیہ تنخواہ پر نائب دیوان مقرر کیا ان اہلکارون نے شہر اور پرگنون مین عدالتین قائم کرکے تمام قرضہ بیباق اور ساہوکارون کا ٹھیکہ اور بیجا دباؤ علاقے سے اٹھا دیا۔ اُنکے ہاتھ سے ملک کے انتظام نے رونق پائی سررشتہ فوجداری کا قائم ہوا تھانے مقرر کئے گئے۔ بندوبست مال بخوبی کیا گیا اسوجہ سے راج نے ترقی کی پھر تو راؤ راجہ نے فراغدلی سے کارخانونکی درستی مین توجہ دی۔ اور بلونت سنگھ کے مرنے سے ریاست مین سامان اور بھی بڑھ گیا اور علاقے کے اضافے سے آمدنی زیادہ ہوگئی اور اُسکی تنخواہ کی بچت سے بڑی آسودگی پیدا ہوئی اسلئے جلوس ریاست کا سامان مہیا کیا عمارات عالی اور خوشنما تیار کرائین شیش محل۔ سی تل نواس۔ موتی ڈونگری کا محل بنوایا گیا الور سے دس میل کے فاصلے پر جنوب و مغرب مین پہاڑونکے درمیان بند ھ سی لی سیڑھ تیار کرایا کہ چند کوس کے احاطے مین عمیق پانی بھرا رہتا ہے اور کنارے پر عمدہ محل اور باغات ہین اور وہان سے شہر الور تک سمبت ۱۹۰۲ مین پختہ نہر بنوائی ہے کہ اُسکی آبپاشی سے زراعت اور باغات گرد و نواح شہر کو بہت فائدہ پہونچتا ہے اور خوب رونق و سرسبزی ہے باغ بنے بلاس۔ اور تعمیر گھوگس لال سدر دروازہ و حضوری دروازہ و احاطہ گھوڑا پھیر و چھتری لب ساگر و فیل خانہ و رتھ خانہ و اصطبل سے الور کو رونق دی اور بہت سے اہل کمال کو جمع کیا جیسے مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی نامور منطقی اور پنڈت ... دیپ نرائن و دولت رام شاستری اور ... اور میان جان چابک سوار اور تان رس خان کلانوت و امرت و رحیم سین ستاریہ و سکھدیو و صدیق پہلوان و میر باقر علی نجے باز و میان سیرو آغا صاحب خوشنویس شاگرد رشید میان میر پنجہ کش و شیخ ابراہیم شمشیر ساز و عبداللہ کنک کہہ ایک

انمین سے اپنے اپنے فن مین وحید عصر یکتاے روزگار تھا آغا صاحب خوشنویس سے پچاس ہزار روپے کے
مصارف مین کتاب گلستان لکھوائی مینی ٹیوار گری کا سلسلہ اس مہاراؤ راجہ کے وقت سے جاری ہوا۔ بلوارہ
سمبت ۱۹۰۰ مین مقرر کیا قلعہ خوشحال گڑھ بھی انہی نے بنوایا۔ گھوڑے بھی عمدہ عمدہ جمع کئے تھے اسکے عہد حکومت
مین انتظام کی کیفیت یہ تھی پرگنات جنوبی منشی امو جان کے سپرد تھے اور پرگنات شمالی دیوان مانک چند کے تفویض
تھے اور اُسکی پانسو روپے ماہوار تنخواہ تھی اور مرزا اسفندیار بیگ دیوان حضور کا تھا اور پرگنہ تھمن گڑھ جو کوٹھار سے
متعلق تھا وہ خواجہ فرحت اللہ خان کے سپرد تھا اور ایک کچہری کا اجلاس خاص نام تھا اُسمین چند عہدہ دار
اور سردار مقرر تھے مثل مرزا محمود بیگ - نعرہ میمونارہ اور منشی امو جان اور پنڈت روپ نرائن اور ٹھاکر بلدیو سنگھ
قلعدار بالا حصار اور راجہ بدھ سنگھ معروف بہ راجی اور بخشی راؤ ہر بخش وغیرہ اور سرپنچ اس محکمہ مین دیوان
مرزا اسفندیار بیگ تھا اسمین مقدمات تنازعات سرحدات یا ریاست غیر وغیرہ اور جملہ محکمون کا مرافعہ
اور تغلب کے مقدمات اور فوجداری مقدمات لائق تجویز سشن طے ہوتے تھے پس تین شخص ہمیشہ اجلاس کرتے
تھے بصورت اختلاف راے مہاراجہ کے سامنے پیش ہوکر فیصل ہوتے تھے مولوی محمد مخدوم کا بیان ہے کہ راجہ
اپنی ذات سے ریاست کے کامون کی نگرانی کرتا تھا کسی ملازم کا محتاج و دست نگر نہ تھا۔

کئی برس کے بعد منشی نے رشوت کے ذریعہ سے بدنیتی پھیلائی اور مرزا نے دیانت داری سے اُس کی مخالفت
اختیار کی اول تو منشی نے مرزا کو ملکی کام سے علیحدہ کراکے مدرسے کی نگرانی پر رکھدیا۔ لیکن آخر مین مرزا نے
منشی پر رشوت لینا ثابت کرکے اُسکو قید کرایا جو سات لاکھ روپیہ ڈنڈ دیکر رہا ہوا۔ مرزا نے دیوانی کا عہدہ پاکر
پانچ برس تک عمدگی سے کام کیا۔ لیکن سمبت ۱۹۱۲ مطابق ۱۸۵۶ء مین راؤ راجہ فالج کی بیماری سے ضعیف ہوکر
پھر منشی امو جان اور اُسکے بھائی فضل اللہ خان و انعام اللہ خان کے دم مین آگیا اور اُنکو دوبارہ مختار بنا دیا۔
۱۸۵۷ء کے غدر مین جبکہ راؤ راجہ بیمار تھا اُسنے قلعہ گوگا کوہ تیار کروایا اور بارہ سو آدمیون کی جمعیت باغی فوج کے
مقابلے کو آگرے کی طرف روانہ کی کہ اچھنیرہ پر باغیون کے برگیڈ نیمچ و نصیرآباد والے اُسپر حملہ کرکے تباہ کردیا
اسمین راج کا بہت نقصان ہوا۔ اور انتظام پرگنہ فیروزپور کے لیے منشی امو جان بھیجا گیا لیکن میو و نکی
سرکشی سے انتظام نہ ہوسکا اور بہت صرف پڑا۔

آخر وقت مین مہاراؤ راجہ نے مرض فالج سے بہت اذیت اُٹھائی اور سید احمد چیلہ وغیرہ نے مرزا کے اشارے
سے کئی آدمیونکو جادو کرنے کے الزام سے بیگناہ مروا ڈالا اس سخت ظلم کے بعد جو کم علمی اور ضعیف الاعتقادی سے
ریاستون مین ہوجایا کرتا ہے راؤ راجہ کی جان نہ بچی اور صلاح کارون نے بھی بد نتیجہ دیکھا۔ سید احمد چیلہ جیسنرہ مین قتل
ہوا مرزا کچھ مدت کے بعد اندھا ہوکر ریاست سے نکالا گیا۔

اور ساون بدی ۹ سمبت ۱۹۱۴ مطابق ۱۸۵۷ء کو راؤ راجہ بنے سنگھ بیالیس سال راج کرنیکے بعد
پچاس برس کی عمر مین مرگیا۔

مہاراؤ راجہ شیودان سنگھ

یہ تیرہ برس کی عمر کے اندر اگست ۱۸۵۷ء مطابق سمت ۱۹۱۴ مین اپنے والد کے بعد مسند نشین ہوا اسکی کم عمری
سے کئی سال تک سرکاری نگرانی لازم تھی لیکن ہندوستان مین غدر و فساد کے باعث اور منشی اموجان کی کارگزاری کے اعتبار سے
کوئی مداخلت نہ کی گئی منشی اموجان نے لکھدیر سنگھ کو اپنے سے موافق کر لیا اسواسطے کہ ٹھاکر مذکور حقوق قدیم کے سبب سے
حفاظت و انتظام کے لیے محل مین رہتا تھا اور ٹھاکر کو ایک جدید گانون پرگنہ تھانہ غازی پور مین دلوا دیا اور کچھ سپاہ پیدل
و سوار کی تنخواہ کرا دی اور ٹھاکر سے یہ قرار پایا کہ جو کچھ رشوت مین پیدا ہو اُسمین سے نصفا نصف تقسیم کر لین جو کہ طمع مین نزاع
پیدا ہوتا ہے ٹھاکر لکھدیر سنگھ کو چند ماہ مین بیدخل کر دیا اور مرزا اسفندیار بیگ کو بیکار کر کے اموجان راؤ راجہ کا
نائب بنا اور فضل اللہ خان دیوان کل ہوا اور انعام اللہ خان بخشی ہوا اور یہ چاہا کہ دیوان مرزا اسفندیار بیگ
کو قید کر کے محاسبہ لیا جاے اور ٹھاکر کے نام حکم جاری کر دیا کہ اپنے گانون بیجواڑہ کو چلا جائے اور راؤ راجہ کو بھنگ اور شراب
کی طرف راغب کیا اور راجہ اس قدر بے قید و بے تکلف ہو گیا کہ راجپوتی مذہبی پابندی بھی باقی نہ رکھی - اقرار حسین اور
حکیم محمود علی اپنے اپنے خاصدان لاتے تھے راؤ راجہ اکثر ان کا بنایا ہوا پان نوش کرتا تھا اموجان بجز احمق لوگون کے
ریاست مین اور کا دخیل ہونا نہین چاہتا تھا اور راؤ راجہ کو اُسکی خاطرداری ملحوظ تھی اُسنے اموجان کی راے
کے مطابق لکھدیر سنگھ ٹھاکر کو بھی خارج کیا کم عمر مین لکھنا پڑھنا چھوڑ کر ایکدم ناچ و رنگ اور فضول باتون مین
مصروف ہو گیا اور اموجان کے رشتہ دارونکی صحبت مین رہکر جنھون نے اُسپر مصیبت ڈالی راجپوتون کو بالکل بقدر
اور جانورونکی برابر سمجھنے لگا - اموجان مرزا اسفندیار کی بیخ کنی کا موقع دیکھتا تھا ایک دن موقع پاکر اُسنے اسکے گھر
والے مکان کو جسمین مرزا رہتا تھا اپنی سکونت کے لیے مانگا راؤ راجہ نے اُسکی استدعا قبول کی اور مرزا کو مکان کے
خالی کر دینے کا حکم دیا چند عرصے تک مرزا لیت و لعل کرتا رہا جب منشی اموجان بہت متقاضی ہوا تو مرزا نے شعبدہ اُٹھایا
کہ راجپوتونکو جتلایا کہ اموجان اور اُسکے بھائی راؤ راجہ کو مسلمان کرنا چاہتے ہین اور ٹھاکرون کو ایسا اغوا کیا کہ وہ
بلا تحقیق و تصدیق کے اگست ۱۸۵۸ء مطابق سمت ۱۹۱۵ مین رات کے وقت اموجان اور فضل اللہ خان و
انعام اللہ خان کے مکانپر چڑھ گئے اور محمد نصیر پسر فضل اللہ خان و عارف علی خدمتگار اموجان کو قتل کیا اور
بدر الدین چوبدار کو مجروح کیا منشی اموجان اور اُسکے بھائیون نے بھاگ کر اپنی جانین بچائین تمام رات ہنگامہ
برپا رہا صبح کے وقت راؤ راجہ نے ٹھاکر ربوت سنگھ جاگیردار لاوہ کی معرفت مفسدون کو اس امر پر رضامند کیا کہ
اموجان اور اُسکے بھائیون اور دوسرے متعلقین کو دہلی کی طرف چلا جانے مین معترض نہون چنانچہ ٹھاکرون
نے مان لیا اور وہ نکل گئے اس معاملے کی خبر سنکر کپتان نکسن پولیٹکل ایجنٹ بھرتپور سے جلد الور مین آیا اور اُس نے
راؤ راجہ کو راجپوتونکی تباہی پر مستعد اور ملکی کام سے بیخبر دیکھکر پنچایت اور ایک مجلس قائم ہونیکی صدر مین رپورٹ
کر دی جو منظور ہوکر دسمبر ۱۸۵۸ء مین کپتان امپی کی تقرری عمل مین آئی اور راؤ راجہ ایک برس تک خود مختار رہنے کے بعد
کام سے بیدخل کیا گیا پولیٹکل ایجنٹ نے ٹھاکر لکھدیر سنگھ کو ممبر پنچایت کا افسر اعلے کر دیا یہ شخص راجپوتون کا سرغنہ اور

راؤ راجہ بنے سنگہ کا ہمرلف تھا کہ اوسکی کسبی والی رانی اُسکی سالی تھی۔ رئیس نے دوسرے برس ٹھاکر لکھدیر سنگھ کو قتل اور ایجنسی کو زبردستی خارج کرا دیا چاہا لیکن پولیٹکل افسر نے خبر پاکر صلاح کار ون کو قید کی سزا دی۔ اسفند یار بیگ نکالا گیا۔ کپتان امپی نے بہت اچھا انتظام کیا ابتدا ے سمبت ۱۹۱۶ سے سمبت ۱۹۱۸ تک بندوبست سہ سالہ مقرر کیا بعد اختتام اس میعاد کے سمبت ۱۹۱۹ سے سمبت ۱۹۱۹ تک بندوبست دہ سالہ کیا زمیندار لوگ بندوبست سے آسودہ ہوگئے زر محاصل بلا وقت معین وقت پر داخل خزانہ ہونے لگا کئی لاکھ روپیہ پس انداز ہوکر خزانہ قلعہ مین بھیجا گیا اور کچہریات کے لیے مکان محل کے دروازے کے باہر بنا اور بازار اور کوچون فرش بندی ہوئی اور شفاخانہ تیار ہوا اور سڑک الور و تجارا کے درمیان تعمیر ہوئی اور راؤ راجہ کی شادی جھالرا پاٹن مین ہوئی۔ کپتان امپی کے بعد کپتان نکسن آیا اجنٹی کی کوٹھی اسنے بنوائی۔ ایجنٹی کے انتظام مین مالگذاری کا نیا بندوبست ہونے سے راج کی سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ تک ہوگئی۔

اور نیمرانہ کا قضیہ بھی طے پایا جسکی تفصیل یہ ہے کہ یہان کے ٹھاکر نے چند سال تک الور سے خودسر ہونے کا دعوے کیا جو ہر بار نامنظور ہوا سنہ ۱۸۵۹ء مین پھر دعوے ہوا تحقیقات کامل کی گئی تو یہ ثابت ہوا کہ یہ ضلع رئیس الور نے چندربھان نیمرانہ کے جاگیردار کو بتقرر ۴۴۸۶ روپیہ خراج کہ جو مرہٹون نے نیمرانہ پر لگایا تھا دیا تھا اور بباعث مفسدہ چندربھان کے سرکار انگریزی کی منظوری سے یہ اراضی پھر الور مین سنہ ۱۸۱۵ء تک ضبط رہی لیکن سنہ مذکور مین ایک حصہ واپس دیا گیا تھا اور جب جاگیردار نیمرانہ نے باقیماندہ کی واپسی کا دعوے کیا تو سرکار انگریزی نے مداخلت سے انکار کیا اسواسطے سنہ ۱۸۶۳ء مین آخرکار یہ فیصلہ ہوا کہ نیمرانہ جاگیردار رہے۔

دوبارہ اختیارات

پانچ برس بیدخل رہنے کے بعد ۱۴ دسمبر سنہ ۱۸۶۳ء مطابق سمبت ۱۹۱۹ مین راؤ راجہ کو دوبارہ حکومت کے اختیارات ملے۔ اُس نے دوبارہ اختیار پاتے ہی ٹھاکر لکھدیر سنگھ افسر پنچایت کو اُسکی جاگیر پر نکال کر کلکتے مین گورنر جنرل سے ملاقات کی پنڈت روپ نرائن کو کہ محکمہ پنچایت کا ممبر تھا گرداور مقرر کیا گیا اور پنڈت رام نرائن ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوا اور منشی رشک لال بدستور متصدی فوجداری پر رہا۔ یکم جون سنہ ۱۸۶۴ء کو میان جان جانب ہوا مار گیا جسپر اُسکے ورثا گورنمنٹ انگریزی مین نالشی ہوئے اور کہا اصل قاتل خود راؤ راجہ ہے اور کوئی نہین سرکار نے ایک انگریز بھیج کر تحقیقات کرائی انجام کو مقدمہ تو خارج ہوا مگر اجنٹی اور اجنٹ عہدہ سے برخاست ہوے اور تحقیقات ہوکر جو حکم اس باب مین سرکار سے آیا وہ قابل عبرت تھا راؤ راجہ کی اُس سے برارت قرار پائی وجہ قتل راؤ راجہ کی ذاتی عداوت تھی۔ اور سبب عداوت تین طرح بیان کیا گیا کہ

(۱) وجہ قتل زوجہ مقتول نے اس طرح بیان کی کہ راؤ راجہ بنے سنگھ نے بچپن مین راؤ راجہ شیودان سنگھ کی تادیب و اتالیقی کے لیے میان جان مقتول کو مامور کیا تھا پس جیسا کہ دستور ادیب و اتالیق کا ہوتا ہے مقتول ملاحظہ مراتب راؤ راجہ کے ساتھ ادا کرتا تھا اگرچہ اُسکو ایسی ادب آموزی تعلیم ناگوار گذرتی تھی مگر بوجہ خوف اپنے والد کے دم نہین مار سکتا تھا جب شیودان سنگھ خود مختار ہوا تو میان جان کو بمشکل تمام پیچھا چھڑا کر

جے پور آبیٹھا تھا وہاں سے گھوڑی کی سواری سیکھنے کے بہانے سے طلب کرکے صلہ وحق اُس ادب آموزی خردسالی کا اپنے ادیب باوفا کے ساتھ یہ ادا کیا کہ جان سے مارڈالا۔

(۲) دوسری روایت یہ ہے کہ راؤ راجہ کی رانی ہواخوری کے واسطے جاتی تھی اور محل سے پالکی مین سوار ہو کر گڑلسی کے قریب جو پھاٹک پہ کھڑی تھی آئی اُس کی پالکی کے ساتھ میاں جان جو اسوقت شراب کے نشے مین سرشار اور غرور مین بھرا ہوا تھا آکر کہنے لگا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ پالکی کے ہمراہ جاؤن بڑے خلط ملط سے رانی سے بات چیت کرنے لگا یہانتک کہ رانی ناراض ہو کر چلائی راؤ راجہ فوراً دوڑا یا اور اُسکے گھونسا مارا ہمراہی نوکرون نے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا راجپوتون نے جو اسوقت موجود تھے دیکھا تو چلاتے آئے کہ راجہ صاحب یہ آپنے کیا کیا آپکی عزت مین خلل آجائیگا لاش فوراً اُٹھوا کے راجگڑھ کی سرحد مین دفن کرادی گئی اور راؤ راجہ واپس آیا پھاٹک پر شہر مین میجر ملٹن اجنٹ سے ملاقات ہوئی اور تین گھنٹے تک تخلیے مین گفتگو کی۔

(۳) تیسری روایت یہ ہے۔

کہ راؤ راجہ شادی کے لیے شاہ پورے گیا اس شادی مین مہاراجہ رام سنگھ والی جیپور شریک ہونے والا تھا لیکن نہین آیا مہاراجہ جے پور کے شریک شادی نہ ہونے کی یہ وجہ فرض کی گئی کہ میان جان نے جیپور مہاراجہ رام سنگھ بہت مہربانی رکھتا تھا اُسکے روبرو حلفیہ بیان کیا تھا کہ راؤ راجہ مسلمان ہے یہ شخص اپنے فن مین کامل تھا اسلئے اسکی خاطر جیپور مین بھی ہوتی رہتی تھی اور اُسکے جورو بچے وہین رہتے تھے جب میان جان جیپور سے راج الور مین پہنچا تو اُسکو غالباً معلوم ہو گیا کہ راؤ راجہ صاحب کو اُس سے کچھ رنجش ہے اسواسطے رخصت جیپور جانے کی مانگی لیکن راؤ راجہ نے رخصت منظور نہ کی اور ناچار اُسکو راجگڑھ جانا پڑا جو الور سے چھ کوس پر ہے ایکدن راؤ راجہ نے اسکو کھانا کھلانے کے لیے محل راجگڈھ مین بلایا اور وہان اُس نے میان جان پر ایک ہاتھ تلوار کا مارا پھر غلامون اور خدمت گارون نے اُسکے ٹکڑے کرڈالے بعد اُسکے لاش اُسکی خفیہ پائین محل مین دفنائی گئی راؤ راجہ نے اپنی بریت کے لیے ایک معزز ٹھاکر کو باشتباہ قتل قید کردیا اور بعد ازان مقتول کو جو الور مین تھے اُسیوقت قید کرنیکا حکم دیا جو آخر کار راضی نامہ دیکر چھوٹ گئے۔

جسکی تحقیقات مین کپتان ہملٹن پولیٹکل افسر کی سستی معلوم ہو کر محکمہ ایجنسی بالکل توڑ دیا اور کپتان مذکور فوجی صیغہ مین تبدیل کردیا گیا۔ میجر نکسن اسکی تحقیقات کے لیے خود آیا اور اُسنے لاش زمین سے نکلوائی جو سفید چادر مین لپٹی ہوئی تھی اور سر تن سے جدا بائین ہاتھ کے نیچے پڑا تھا۔ جرنل دہلی کے ماہ ستمبر سنہ ۶۷ء کے پرچے مین اسیطرح چھپا تھا اور اخبار کوہ نور نے تو یہانتک لکھدیا تھا کہ اُس چابک سوار کو راؤ راجہ نے خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا

ایک روایت اور بھی زبانی مجھ سے بیان کی گئی مگر مین نے وجوہ ازینکہ سبب قتل کے باب مین اخبارات کی پر اعتماد کیا جنکو اودھ اخبار کے دفتر مین ایک رسالے کی شکل مین جمع کردیا گیا ہے دوسرے زبانی اقوال کو گیا سمجھا مولوی محمد مخدوم کہتا ہے کہ راؤ راجہ نے سنبھل کر بہت عمدہ انتظام کیا لیکن حضرات دہلی کی کچھ روک ٹوک نہ ہوئی

اُنھون نے اُسکے مزاج کو لہو ولعب کی طرف راغب کر دیا کئی رنڈی بھڑوونکو جیپور سے اپنے ہان بلوا لیا جنمین ایک رنڈی مہاراجہ رام سنگھ کی بھی منظور نظر بتائی جاتی ہے اسلیے وہ بہت رنجیدہ ہوا جیسا کہ تحفہ راجستان مین ذکر کیا ہے۔ ٹھاکر لکھدیر کی وجہ سے بھی حکام گورنمنٹ راو راجہ سے آزردہ ہوگئے اسکی خیر خواہی گورنمنٹ مین مشہور تھی راو راجہ سے اُسکے بگاڑ کی وجہ یہ تھی کہ جب کپتان امپی نے اپنی اجنٹی کے زمانے مین اُسکو محکمۂ پنچایت کا افسر اعلےٰ کر دیا تو اُسنے بوجہ اگلے جھگڑے فساد کے منشی اموجان کو الور سے نکالدیا اور منشی کے ہنگامے مین مرزا اسفندیار بیگ کا شریک تھا چونکہ راو راجہ منشی اموجان کو بہت چاہتا تھا اور دیگر ارکان ریاست سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اس وجہ سے وہ ٹھاکر سے رنجیدہ ہوا اور دوبارہ اختیارات حاصل ہوے تو آہستہ آہستہ اُسکے سب گانون جاگیر کے ضبط کرکے الور سے باہر کر دیا وہ جیپور جا کر رہنے لگا جب اُسکے علاقے کی ضبطی کی خبر گورنر جنرل کو ہوئی تو اُسنے افسوس کیا اور راو راجہ کو لکھ بھیجا کہ اگرچہ ہم آپکے علاقے کے انتظام مین دست اندازی نہین کیا چاہتے تاہم اسطرح کا امر ہمین ناپسند و ناگوار ہے آپ آیندہ کے لیے بہت ہوشیار رہین ۱۸۶۲ء مین راو راجہ نے شاہ پور سے جاتے ہوئے اثناے راہ مین جیپور کے علاقے مین ایڈن صاحب اجنٹ گورنر جنرل سے ملنا چاہا اور ۳۰ جنوری سنہ مذکور کو موضع کانوتہ مین جو جے پور سے سات آٹھ کوس ہے ملاقات کی غرض سے گیا اور حصول ملاقات کے لیے اُسکو خریطہ بھیجا رزیڈنٹ نے جواب دیا کہ راو راجہ جیپور مین آکر مجھ سے ملاقات کرے اُسنے جواب لکھا کہ مین چند شرطون سے جیپور مین آسکتا ہون اول یہ کہ کوئی بھائی بیٹا مہاراجہ جیپور کا میرے استقبال کو آئے دوسرے توپخانۂ جیپور سے میری سلامی کی توپین سر ہون تیسرے جیپور مین میرا نقارہ بجے اگر یہ شرائط نامنظور ہین تو آپ موضع کانوتہ مین مجھ سے ملاقات کرین اسکے جواب مین مہاراجہ جیپور کی منشا معلوم کرکے رزیڈنٹ نے لکھا کہ نہ توپخانۂ جیپور سے سلامی مل سکتی ہے نہ راو راجہ کا نقارہ بج سکتا ہے البتہ پیشوائی کے لئے کوئی بھائی بیٹا چلا جاے گا اسوجہ سے راو راجہ جیپور مین نہ گیا اور یکم فروری کی صبح کو اجنٹ گورنر جنرل و پولیٹکل اجنٹ بگھی مین سوار ہوکر مع ٹھاکر لکھدیر سنگھ کے موضع کانوتہ مین آئے اور بلا کسی طرح کے تکلف کے رسمی ملاقات ہوئی اور ملاقات کے وقت ٹھاکر لکھدیر سنگھ کے بارے مین کہا کہ حسب دستور سابق اسکو چار گانون الور سے ملنے چاہئین اور پہلے کے موافق اسکی عزت و توقیر کیجائے راو راجہ نے جواب دیا کہ مین لکھدیر سنگھ کو اپنی ریاست مین ایک انچ زمین بھی ہرگز نہ دونگا یہ ریاست آپ کی نذر ہے لیجیے مین لندن جاتا ہون اور لکھدیر کا وکیل جو ملاقات کا پیام لیکر گیا تھا اُسکو جھڑک کر نکالدیا اس سبب سے اجنٹ گورنر جنرل ناراض ہوا اور جیپور کو چلا گیا جب کوئی صورت لکھدیر کے واسطے نہ نکلی تو وہ ہنگامہ پرداز ہوا پنڈت روپ نرائن بند و بست مین سرگرم تھا جب تک انتظام ہوا اُسنے ۲۸ مئی ۱۸۶۲ء کو گڑھی لال پارہ پر یورش کی ریاست کی سپاہ سے جنگ ہوئی قلعدار اور سپاہی مارے گئے لکھدیر کی فتح ہوئی۔ ۲۴ مئی کی جنگ مین ۳۵ نوکر لکھدیر کے مع دو افسرون کے کام آئے اور دیہات مین بلوا ہوا اجارہ اور پھمن گڑھ مین بھی

ساد تھا نرائن پور غارت ہوا - لال پورہ کے قلعے کی مرمت لکھدیر نے کرائی اور قلعہ کنڈہ کو بھی لے لیا لیکن
اج کی فوج نے اُسکو شکست دیکر قلعہ لال پورہ چھین لیا لکھدیر سنگھ کے بھتیجے نے ریاست کے مشرقی حصے
ن بلوہ کردیا طرفین کے سوار مارے گئے ۰ جون کو ماندل کے گھاٹ پر جنگ ہوئی لکھدیر کا ایک رشتہ دار کام آیا ۱۵ جون
ٹھاکر بلونت سنگھ و ہردیو سنگھ قلعدار نے حملہ کیا لکھدیر سنگھ نے لال پورہ پر پھر تاخت کی اور طرفین کے آدمی مجروح و مقتول
وسے اور دو شتر راہی جھالرا پاٹن لٹ گئے گڑھی لال پورہ لکھدیر نے پھر لے لی - ۲۴ جون کو جنگ ہوئی جسمین
پاس سپاہی بلدیو مکٹین کے مارے گئے ۲۵ جون کو بھی طرفین کا نقصان ہوا اور ۲ گانون علاقہ بھرت پور کے
ناک سیاہ ہوئے موضع کرودہی لوٹ کر اُسکے مویشی مخالف لے گیے - گولا کے پاس لکھدیر سنگھ نے مردانہ جنگ
جسمین ریاست کی فوج ہتیار چھوڑ کر بھاگ آئی اس اثنا مین راؤ راجہ الور مین آگیا اُسنے دو مینے لکھدیر کو قتل
رنے کے لیے بھیجے جنھین لکھدیر نے مرواڈالا اور قبل جولائی جنگ بلدیو گڑھ مین ریاست کے ۹ [illegible]
۱ جولائی کو موضع بگو غارت ہوا اور ۱۵ جولائی کو خبر آئی کہ طرفین مین بمقام راجگڑھ جنگ ہوئی سو پیادے
ریاست کے مارے گئے اور دس زنبورک ٹھاکر کے آدمی لے گئے یہ فساد آخر جولائی مین موقوف ہوا -
صاحب اشرف الاخبار نے ۱۸۹۰ء کے ایک نمبر مین لکھا تھا کہ ایک معتبر نے الور کی خبر دی کہ راؤ راجہ نے کئی خریطے
ٹھاکر لکھدیر کی شکایت مین گورنر جنرل اور اجنٹ گورنر جنرل کو بھیجے وہان سے جواب آیا کہ آپکو جسوقت اختیار دیا گیا
تھا کہا تھا کہ اہل دہلی سے پرہیز کیجیے انکو اپنے یہان دخل نہ دیجیے آپنے سراسر اسکے برخلاف کام کیا انھین کو
مشیر تدبیر انھین کو مصاحب انھین کو تھانہ دار انھین کو بیتکار انھین کو تحصیلدار کیا پس یہ امر صاف منشاء گو
رنمنٹ کے خلاف ہے اگر رضامندی چاہتے ہو تو یکقلم انکو اپنے حضور سے دور کرو چنانچہ فوراً راؤ راجہ نے دہلی
کے آدمیون کو چارناچار رخصت کردیا ٹھاکر لکھدیر کے جھگڑے مین بہت روپیہ اٹھا - اور کچھ راجہ کی فضول خرچی سے
مصارف آمدنی سے بڑھ گئے خزانہ قلعہ کا روپیہ صرف مین آنے لگا آخرکار قرض پر نوبت پہونچی - سمبت ۱۹۲۵ مطابق
۱۸۶۸ء مین کفایت خرچ کے لیے تخفیف شروع کی گئی نوکرون کی تنخواہین گھٹائین چندہ بند کیا گیا خیرات یکقلم
موقوف ہوئی جاگیرین ضبط ہوئین مگر اس سے کیا ہوتا تھا کہ مصارف بیجا برسر ترقی تھے چنانچہ باڈی گارڈ اور
منٹ کی بھرتی ہونے سے اور بھی صرف رہ گیا پنڈت روپ نراین یہ حال دیکھکر کنارہ کش ہوا - عہدۂ دیوانی
منشی رتنک لال اور فوجداری پر شیخ عبدالرحیم اور ڈپٹی کلکٹری پر ارشاد علی سرفراز کئے گئے - منشی رتنک لال
نے بڑے جوڑ توڑ سے انصرام اخراجات انجام دیا - اسی سال مین راؤ راجہ نے ہر قصبے اور گانون مین مدرسے
مقرر کئے جنمین سولہ ہزار روپیہ سالانہ کے خرچ سے پانچہزار لڑکے تعلیم پاتے تھے - اور اسی عرصے مین راؤ راجہ
کے جھالرا پاٹن والی رانی سے کنور پیدا ہوا - اس خوشی مین راؤ راجہ نے بہت روپیہ خرچ کیا - عام طور پر شہر کے
باشندونکو دعوت دی گئی جسمین ہندوونکو کئی قسم کی مٹھائی بانٹی اور مسلمانون مین کئی قسم کے کھانے تقسیم کیے
محل مین چار جگہ رقص و سرود کی محفلین برپا ہوئین صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ناچ گانے کا

چرچا رہتا تھا عام اجازت تھی کہ جسکا جی چاہے شریک ہو۔ روشنی کے لیے محل سے موتی ڈونگری تک ٹٹیاں نصب ہوئین۔ موتی ڈونگری کے مقابل اور کمپنی باغ کے برابر نقار خانہ چوبی کپڑے سے منڈھے گئے یہ تیاری ہو ہی رہی تھی کہ حضور ملکۂ معظمہ کے دوسرے بیٹے شاہزادے صاحب اڈنبرا کی آمد پر راؤ راجہ حسب الطلب کلکتے کو گیا اور وہان شاہزادے سے ملکر سیر وشکار نواح الور کی دعوت دی۔ کلکتے سے واپسی کے بعد اُن کی مہمانی کا انتظام ہونے لگا اسیلیے کنور کی ولادت کی تقریب کی تمام محفلین اور جلسے ملتوی ہو گئے شاہزادے ڈیگ کی سیر کرکے الور آئے پہلے دن روشنی مین تیل کی بو سے متنفر ہوکر روشنی بند کرا دی۔ لیکن دوسرے دن موتی ڈونگری کے محل اور قلعے پر خوب روشنی ہوئی۔ شاہزادے صاحب محل مین شب کی دعوت مین شریک ہوے راؤ راجہ نے تحالف مین ایک تلوار بھی دی جسکو شیخ ابراہیم شمشیر ساز نے بنایا تھا اُسمین دورویہ گلکاری تھی اور کمر مین موج دریا کی طرح موتی رواں تھے۔

شاہزادے کی روانگی کے بعد کنور کی ولادت کی خوشی کے جلسے ہونے لگے فوج کی تنخواہ چڑھ گئی اور ملازمان جنگی تکلیف پانے لگے ایکبار رسالے والون نے تنخواہ کے لیے عرض کیا راؤ راجہ نے اُنکی سرکشی پر حمل کرکے سب رسالونکو توڑ دیا۔ ٹھاکر منگل سنگھ جاگیردار گڈھی اور دوسرے ٹھاکر جنکی جاگیرین ضبط ہو چکی تھین پہلے ہی سے کشیدہ خاطر ہو رہے تھے اُنھون نے اہل فوج سے اتفاق کرلیا۔ جواہر سنگھ جاگیردار کھیڑلی کی جاگیر کے ضبط ہونے کی وجہ سے تمام جاگیردار دغدغے مین تھے اور متفکر تھے کہ کہین راؤ راجہ ہم پر بھی ہاتھ نہ ڈالین خلاصہ یہ کہ سب بلوے کے لئے آمادہ ہوئے۔

یہ خبر سنکر کپتان جمیس بلیر پولیٹکل اجنٹ اجنٹی راجپوتانۂ شرقی الور کے ملک مین آیا اور راجگڈھ مین ٹھاکر دن کو جمع کرکے صلح کے لیے فہمائش کی لیکن راؤ راجہ نے نہ مانا وہ مجبور ہوکر واپس چلا گیا۔ ادھر جاگیردار لوٹ مار اور فتنہ و فساد کرنے لگے ایکطرف اُن کی دست درازی سے ملک تباہی مین تھا دوسری طرف جلسے ہو رہے تھے موتی ڈونگر مین ارباب نشاط جمع تھے رات دن راؤ رنگ کا مشغلہ تھا یا روشنی اور آتشبازی کا تماشہ ہوتا تھا آخرکار کپتان طامس کیڈل اجنٹ مقرر ہوکر شر و فساد کے انسداد کے لیے آیا اُس نے آتے ہی راؤ راجہ کو سمجھایا جب مصاحبون نے فہمائش کا اثر نہ ہونے دیا تو اُس نے ابتری کے سبب رئیس کے دوبارہ بیدخل ہونے کی رپورٹین کین اور بذات خود انتظام کے انصرام کی طرف مصروف ہوا سال بھر سے جو جلسے جاری تھے بند کئے رجمنٹ توڑ دی سباڈی گارڈ کو موقوف کیا۔ اخراجات غیر واجب رو کے۔ قرض اور تنخواہ ملازمان ادا کرنے کی تدبیر کی۔

یہ حال دیکھ کر شیخ عبدالرحیم و ابراہیم سوداگر و شمشاد علی بیگ خوف مواخذہ سے گھبرائے ابراہیم سوداگر نکل گیا شیخ عبدالرحیم اور شمشاد علی مستعفی ہوکر جانے کو تھے کہ یہ حال معلوم ہو گیا مگر اور راجہ کی مروت و چشم پوشی قابل ناز ہے کہ اُنکے اعمال پر ذرا خیال نہ کیا اور مواخذے سے سبکدوشی کرکے چلا جانے دیا اور اُنکی وجہ سے اپنی بے اختیاری گوارا کی۔ اب ٹھاکرون نے راؤ راجہ کی معزولی اور اُسکی جگہ کنور شیو پرتاپ سنگھ کی منصوبی کی تدبیر کی

ابھی بنبر مراد آرزو کے نشانے پر نہ پہونچا تھا کہ کنور مذکور مرگیا اور رانی جھالی بھی بیماری سے انتقال کر گئی ابھی اس سانحہ ہوش ربا و واقعہ روح فرسا سے راو راجہ کو افاقہ ہوا تھا کہ اجنٹی کے تقرر اور اسکی بے اختیاری کا حکم آگیا - جس سے اسکو زیادہ پریشانی ہوئی۔

دوبارہ بے اختیاری

اکتوبر ۱۸۷۰ء مطابق سمت ۱۹۲۷ مین سات برس حکومت کے بعد راو راجہ دوبارہ بے اختیار کیا گیا جسپر اُسنے رنج سے نفیری جتلانے کو گیروا کپڑے رنگ لیے اُسنے سات برس کے اندر ساڑھے بیس لاکھ کا خزانہ اور سولہ لاکھ قرض لیکر ساڑھے چھتیس لاکھ روپیہ راج کی سالانہ آمدنی کے علاوہ خرچ کرڈالا - صرف کمپنی باغ اس مہاراو راجہ کی تعمیر کی یادگار ہے کہ چندے سے بنایا اور بندرسی لی سیٹھ کے جل محل اور مندر بنارس کی تعمیر شروع کرائی تھی مگر یہ دونون مقام ناتمام رہے - راو راجہ بے اختیاری مین بھی سواری و سامان کے سوا جیب خرچ کا پندرہ ہزار روپیہ ماہوار وقت سے پہلے خرچ کرکے تکلیف اُٹھاتا تھا تنخواہ کے علاوہ اُسنے ستانوے ہزار روپیہ قرض لیکر خرچ کرڈالا جسپر عام ساہوکارون اور سوداگرون کو قرض دینے کی ممانعت کی گئی رئیس نے طیش مین آکر پولیٹیکل افسر اور کھدیر کو مروا ڈالنا چاہا لیکن خبر ہونے سے اُسکے سلاح کار پھر قید کیئے گئے ضمیمہ اودھ اخبار نمبر ۱۲ مطبوعہ ۱۹ مارچ ۱۸۷۲ء مین لکھا ہے کہ بچپن سے وہ ایسے لوگون کے ہاتھ مین رہے کہ آج افسوس کرنا پڑتا ہے بعد مرنے اُن کے والد کے اُنکی تربیت ابتر ہوگئی اسکا الزام اُنپر اسلیئے نہین کہ وہ ناسمجھ تھے مگر اُنکے اتالیق اور قدیم کارندون پر ہے جنکے وہ اختیار اور صحبت مین تھے بعد اختیار پانے اور بلوغ کے کہ خیر سے اب ۲۲ سال کے ہو گئے اور چار رانیان ہین اور صاحب اولاد ہین اور صحبت حکام سے ملے اور انقلاب غدر دیکھا اور دو دربار عام شاہی دیکھے اور اکثر والیان ملک کو دیکھا سنا اور کلکتہ بھی ہو آئے تو اب جو نقص خواہ عادت و وارستگی سابق سے ہو یا صحبت سے ان سب حالات کا اعتراض خود راجہ صاحب پر اسلیئے ہے کہ گو ایسا علم نہین مگر وہ اپنے نیک و بد کو خوب سمجھتے ہین مگر اپنے رویے و تہذیب کو کامل نہین کرتے جسکے وہ شایان ہین ۱۸۶۷ء کے پانیر کے ایک پرچے مین لکھا ہے کہ راجہ اور اپنے چال چلن اور کم عقلی سے بلاؤن مین مبتلا ہین جسکو وہ آسانی سے دفع نہ کر سکینگے اگرچہ اُن کا چال چلن بیجا ہے تاہم شک ہے کہ آیا کل صاحبان اردو اخبار جیسا کہ اُنکو ملزم ٹھہراتے ہین وہ ویسے ہی ہین۔ اسوجہ سے اُنکو گورنر جنرل نے اجازت دی کہ جہان چاہے وہان رہے مگر دکن کی طرف نہ جائے اسکا تعلق اور سے جاتا رہا اور وہان سے پنشن بھی بند ہوگئی۔

راو راجہ اپنے نام کے ساتھ سوائی کا لفظ تحریر کرتا تھا اور اپنی مہر مین بھی یہ لفظ کندہ کرا لیا تھا وہ کہتا تھا کہ مین راجہ سوائی جے سنگھ کے خاندان سے ہون کپتان کیڈل کے آتے ہی مفسدہ پردازی کا دروازہ بند ہوگیا اور ریاست کو زیرباری سے نکالنے اور خرچ بیجا سے بچانے کے لیئے تحصیل اور صدر کے خزانونکو ممانعت قطعی کی کہ بغیر اجازت پولیٹیکل افسر کے کسیکو ایک حبہ نہ دیا جائے اور دس لاکھ روپیہ انگریزی سرکار سے پانچ آنہ

سیکڑہ سود پر اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ متھرا کے سیٹھ سے قرض لیا جاکر سات لاکھ روپے مین فوجی نوکرون اور رنڈی بھڑ ووں کو بیباق کیا گیا کمی اخراجات کی کلہاڑی اپنا کام کرنے لگی - شودان پلٹن جو نئی بھرتی کی تھی موقوف کی رنڈی بھڑوون اور فضول آدمیون کو علیحدہ کیا امداد سی رعایا پر توجہ کی پرگنات بانسور و تھانہ غازی و برناپ گڑھ و راج گڑھ و لچھمن گڑھ و کٹھومر مین جس جس کی خاص گڑھی ہوئی تھی مفسدون سے انکے راضی نامے کرائے سمبت ۱۹۳۰ مطابق ۱۸۷۳ء مین مالگذاری کا نیا بندوبست ہونے سے آمدنی مین سات لاکھ کی ترقی ہوکر بیس لاکھ روپے سالانہ خالصے کی جمع وصول ہونے لگی - اسی سال دلی سے الور تک ریل جاری ہونے پر رئیس نے بڑی دھوم سے انگریزی افسرون کی دعوت کی -

افسوس ہے کہ وہ خود مختاری کی امید و بیچ مین آٹھ برس ذی اختیار اور آٹھ برس معزول رہکر سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۴ء ۱۱- اکتوبر کو ضعف دماغ کی بیماری سے اپنی انتیسوین سالگرہ کے بعد انتقال کر گیا اسکے بعد ایک لڑکا جسونت سنگھ رہا جنکی ماں کی طرف سے شبہ تھا اسواسطے راجپوتونکی بارہ کوٹھریون مین سے گود لینے کی ضرورت پڑی - انگریزی سرکار سے منگل سنگھ ٹھاکر تھانہ اور تجویز جاگیردار سیواڑہ کی بابت بڑے سردارون سے رائے لینے کا حکم آیا زیادہ لوگون نے پولیٹکل افسر کی صلاح سے کنور منگل سنگھ کو پسند کرکے گدی پر بٹھایا -

مہاراجہ منگل سنگھ

یہ گود لیے جاکر سمبت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۴ء ۱۴ دسمبر کو چودہ برس ایک مہینے کی عمر مین مسند نشین کیا گیا اور ٹھاکر لکھدھیر یعنی لکھدھیر سنگھ اور اسکے ساتھیون نے سرکشی کی جو کسیقدر جاگیرین ضبط کئے جانے سے دور ہوئی لکھدھیر سنگھ نے اگلے رئیس کو ہر طرح دق کیا تھا لیکن اب وہ انگریزی منشا کے خلاف کارروائی سے ناکامہ نہ اٹھا سکا اور اپنے ہدایت کے موافق آخری عمر اجمیر و جیپور مین رہکر پوری کی - دوسرے دعوے دار کنور جسونت سنگھ نے ابراہیم سوداگر وغیرہ کی مدد سے کئی برس تک راجہ بلونت سنگھ کی طرح تجار وغیرہ ملجانے کی کوشش کی مگر سرکاری طرف سے کچھ توجہ نہ ہوئی اسلیئے اسکو گذارے کے لائق تنخواہ پر جو رئیس نے مقرر کردی صبر کرنا پڑا -

سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۲۲ اکتوبر کو راو راجہ میو کالج اجمیر مین تعلیم کیلیے سب رئیس زادون سے پہلے داخل ہوا - ایک برس تک اسنے پڑھنے لکھنے پر خوب دل لگایا لیکن پھر سیر و شکار کا شوق زیادہ ہونے سے پنڈت من پھول سی - ایس - آئی - اتالیق نے استعفا دیا اور کپتان این - سی - ماٹیلی اس کے عوض مقرر ہوا - کپتان نے سمبت ۱۹۳۴ مطابق ۱۸۷۷ء کی رپوٹ مین جس سال کہ راو راجہ کی شادی مہاراجہ کشن گڑھ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی لکھا ہے کہ وہ راو راجہ انگریزی زبان لکھنے پڑھنے کی نسبت اچھی طرح بول سکتا ہے فارسی کسی قدر سیکھی ہے اور اردو سے خوب واقف ہے - اسی سال پنچایت کے ممبرون مین سے پنڈت روپ ناراین دیوان اور ٹھاکر منگل سنگھ گڑھی والے کو انگریزی سرکار سے راے بہادر خطاب عطا ہوا -

سمبت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۰ء نومبر کے مہینے مین راؤ راجہ کو سرکاری طرف سے حکمرانی کے کامل
اختیارات ملے جسکی خوشی مین اُسنے کسان رعایا کو باقیات کا دس لاکھ روپیہ چھوڑدیا اور سمبت ۱۹۴۲ مطابق
۱۸۸۵ء مین اُسکو انگریزی سرکار سے تمغاے ستارۂ ہند درجۂ اول حاصل ہوا - سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۷ء
مین راؤ راجہ نے پچاس ہزار روپیہ ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کی جوبلی کے یادگاری مکان کے چندے مین دے کر
خیرخواہی ثابت کی -

سمبت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۹ء کے شروع پر انگریزی سرکار سے راؤ راجہ کو خطاب مہاراجہ موروثی
طور پر عنایت ہوا - شمالی ہندوستان کے قریب کے اثر سے الور کا سررشتۂ تعلیم ترقی پر ہے - انگریزی و فارسی
مدرسے ہر پرگنے مین قائم ہین اور دارالریاست کے ہائی اسکول مین انٹرنس تک تعلیم دی جاتی ہے - مہاراجہ
منگل سنگھ نے ۱۸۹۲ء مین انتقال کیا -

مہاراجہ جے سنگھ

مہاراجہ جے سنگھ اپنے باپ منگل سنگھ کے بعد مسندنشین ہوے انکو پورے اختیارات ۱۹۰۳ء مین ملے -

فصل - قرولی کی تاریخ مین

جغرافیہ

قرولی راجپوتانہ مین ایک چھوٹی لیکن پرانی ریاست ہے جو خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۳ دقیقہ اور ۲۶ درجہ
۴۹ دقیقہ اور خطوط طول مشرقی ۷۶ درجہ ۳۴ دقیقہ اور ۷۷ درجہ ۲۳ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اسکے شمال مین
بھرتپور مغرب مین جیپور جنوب مین جیپور اور گوالیار مشرق مین گوالیار اور دھولپور ہے رقبہ ۱۲۴۲ میل
مربع آبادی ۱۴۶۵۵۸ خالصہ کی آمدنی ۶۲۲۷۷ روپیہ سالانہ ہے قریب اور فوج سوار و پیدل کا تخمینہ دو ہزار ہے
اس ریاست کا اکثر علاقہ سخت پہاڑی ہے اور برساتی نالون سے جنوب مشرقی طرف چنبل دریا کے پاس
گہرے غار پھیلے ہوے ہین - بارش کے موسم مین شمالی مغربی پہاڑ نہایت سرسبز ہوکر اونٹ وغیرہ جانورونکے
چارے کا بڑا ذریعہ ہو جاتے ہین کہ جسکے واسطے انگریزی علاقے کے اونٹ بھی وہان چرائی کو آتے ہین - آبادی مین
دو راجپوتونکے سوا اکثر گوجر اور کسی قدر جاٹ - مالی - کاچھی - مینہ وغیرہ شامل ہین کھیتی سے اپنا گذر کرتے ہین
جاگیردارونکے دباؤ سے لوٹ مار کم کرتے ہین -

سردارون مین سے پانچ - امرگڑھ - راونترہ اور عنایتی مقام کے سردار اول درجے مین شمار ہوتے
ہین جنکا ریس سے کچھ جھگڑا نہین ہے - کم درجے کے ٹھاکرون مین سے اکثر راج کے خلاف اور شاکی رہتے ہین
انتظام کی نظر سے علاقہ چار تحصیلون قرولی - منڈرایل - ادت گر اور ماچلپور مین تقسیم کیا گیا ہے اور ان مقامات
کے علاوہ بہادرپور - گرلہ اور حیرتہ کل سات جگہ پر تھانے مقرر ہین -

قصبہ قرولی جو کو الیار سے نو اسی میل مغربی طرف اور آگرے سے ۷۰ میل جنوب مغرب مین اور دہلی سے ڈیڑھ سو میل جنوب مین عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۱۰ دقیقہ پر واقع ہے اسکے گرد پختہ شہر پناہ بنی ہوئی ہے اور دو میل کے قریب تک ہر طرف ناہموار زمین اور سخت ندی نالے پھیلے ہوئے ہین جس سے دشمنون کی رسائی وہان دشوار معلوم ہوتی ہے آبادی کے گرد درختون وغیرہ سے ہر قسم کی سرسبزی ہے مکانات اینٹ اور پتھرون کے پختہ بنے ہوئے ہین لیکن گلی کوچے اکثر تنگ اور میلے رہتے ہین۔ شہر پناہ کے باہر دو پہاڑیون پر قلعے موجود ہین انمین سے رئیس کے رہنے کا قلعہ بہت عمدہ ہے جسکے اندر بلند برجون اور محل کے علاوہ کئی باغ بھی لگے ہوئے ہین۔

راج قرولی مین کل گاؤن چارسو پانچ ہین جنمین سے خالصے کے ڈھائی سو گاؤن کی سالانہ آمدنی چھ لاکھ ۲ ہزار پانسو باسٹھ روپیہ ہے باقی ڈیڑھ لاکھ سالانہ آمدنی کے گاؤن جاگیر خیرات اور نوکری وغیرہ مین تقسیم ہین اور ریاست کے تمام چھوٹے بڑے ماتحت جاگیرداروںکی تعداد چالیس ہے۔

قوم

راج قرولی کی قدیم تاریخ کچھ نہین ملتی لیکن اس ملک مین انکا وطن بہت پرانا خیال کیا جاتا ہے۔ راجگان قرولی خاص جادو نسل سے چندربنسی راجپوت ہین۔

تاریخ

یہ لوگ علاقہ برج یعنی متھرا کے آس پاس سے کبھی دور نہین گئے۔ ایک بار انھون نے بیانے پر قبضہ کر لیا تھا جہان سے وہ مسلمان بادشاہونکے دور مین بیدخل کئے گئے اور پھر انھون نے چنبل دریا کے کنارے پر قرولی اور سبل گڑھ کو آباد کیا۔ سمبت ۱۵۱۱ مطابق سنہ ۱۴۵۴ء مین مالوے کے بادشاہ محمود خلجی قرولی فتح کر کے اپنے خالصے مین شامل کر لی اور جادو راجپوت پہاڑون وغیرہ مین گذر کرتے رہے۔ شاہنشاہ اکبر کے وقت مین جبکہ گجرات و مارواڑ کے سوا راجپوتانے کے بھی مضبوط مقامات اسکے عمل مین آگئے تو اسنے اپنی بلند ہمتی سے جیساکہ وہ خاندانی لوگونکے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا کرتا تھا قرولی والونکو بھی کچھ جاگیر اور منصب دیا راجہ گوپال جادو اجمیر مین بادشاہی قلعدار رہکر سمبت ۱۶۴۶ مطابق سنہ ۱۵۸۹ء مین مرگیا جسنے کئی سال پہلے بادشاہی فوج کے ہمراہ رہکر بنگالہ وغیرہ کا فساد دبانے مین عمدہ بہادری دکھلائی تھی اور جسکا بیٹا کلیان داس سمبت ۱۶۶۰ مطابق سنہ ۱۶۰۳ء مین بادشاہی منصبدار سردار تھا۔ دہلی کی سلطنت ضعیف ہونے پر مرہٹون نے راجپوتانے کی دوسری ریاستونکی طرح قرولی کو بھی اپنا زیردست بنایا سمبت ۱۸۵۲ مطابق سنہ ۱۷۹۶ء مین مہاراجہ سیندھیا نے سبل گڑھ چھین کر قرولی کو قدیم رئیس کے قبضے مین چھوڑ دیا۔ راجہ قرولی پچیس ہزار روپیہ سالانہ خراج کے طور پر پیشوا کو دیتا تھا جسکے عوض ماچلپور کا پرگنہ سونپ رکھا تھا سمبت ۱۸۷۳ مطابق سنہ ۱۸۱۷ء مین انگریزی سرکار نے راجپوتانہ وغیرہ سے مرہٹون کا دخل اٹھایا تو سب سے اول راجہ قرولی نے عہدنامے کے ساتھ سرکاری اطاعت قبول کی اور اسکا خراج بالکل معاف ہوکر پرگنہ ماچلپور چھوڑ دیا گیا۔ راجہ نے درخواست کی تھی کہ چنبل کے جنوبی طرف والے پرگنے جو سیندھیا نے دبا لئے ہین سرکاری خراج قائم ہوکر اسکو دلائے جائین لیکن

انگریزی سرکار نے سیندھیا کے ساتھ عہدنامہ طے ہوجانے کے سبب یہ نئی کارروائی منظور نہ کی۔ اس راجہ ہربخش
سمبت ۱۸۰۸ مطابق ۱۸۰۵ء مین راجہ ہربخش پال نے عہدنامے کے برخلاف بھرت پور کی لڑائی مین سرکار کے مخالف
رائو درجن سال کو فوج بھیجکر مدد دی لیکن کچھ عرصے کے بعد سرکاری اطاعت کے سوا کوئی حرکت اُس سے ظاہر نہ ہوئی

راجہ ہربخش پال دیو

اس راجہ نے عہدنامے کے بعد جیپور اور قرولی کی سرحدی تکرارون مین انگریزی سرکار کے منشا کے موافق عمل کیا
وہ سمبت ۱۸۹۴ مطابق ۱۸۳۷ء مین لاولد مرگیا اور اُسکا رشتہ دار بھتیجا پرتاب پال اس شرط پر رئیس قرار پایا کہ اگر
راجہ کے اصلی لڑکا پیدا ہوگا تو وہ گدی چھوڑدیگا۔

راجہ پرتاب پال

اسکے متبنے ہونے کے بعد ایک رانی نے اپنا حاملہ ہونا بیان کیا تھا جسکے غلط ثابت ہونے پر اسکو سمبت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۹ء
مین اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے رئیس مقرر کیا اگلے راجہ کی رانی اور والدہ ناراض ہوکر بھرتپور جارہین راجہ پرتاب پال
سمبت ۱۹۰۴ مطابق ۱۸۴۷ء مین لاولد مرگیا جسکے عہد مین فساد اور قرضے کی زیرباری کے سوا کوئی عمدہ کام نہ ہوا۔

راجہ نرسنگھ پال

اسکو ریاستی سردارون نے رئیس بنایا لیکن انگریزی سرکار نے قرضے کا بندوبست ہونے تک یہ بات منظور
نہ کی اور قرضہ و اندرونی فساد دور کرنے کے لیے ایک پولیٹکل اجنٹ مقرر ہوا۔ سمبت ۱۹۰۸ مطابق ۱۸۵۲ء ۱۰ جون کو
راجہ مرگیا جسنے دور کے رشتہ دار بھرت پال کو گود لینے کی منشا ظاہر کی تھی۔

راجہ بھرت پال

اسکے پیے سمبت ۱۹۰۹ مطابق ۱۸۵۲ء مین کرنل منری لارنس نے گورنمنٹ سے مسندنشینی کی درخواست کی لیکن لارڈ ڈلہوزی صاحب نے جو گود لینے
کی رسم کو ہوا نہ رکھتے تھے اطلاع پہونچتے ہی قرولی کی ضبطی کا حکم بھیجدیا تو بھی پارلیمنٹ انگلستان نے خلاف رواج قرولی کی ضبطی کو راجپوتانے
کے دوسرے رئیسون کی رنجیدگی کا سبب خیال کرکے گورنر جنرل کی تجویز نامنظور کی اور بھرت پال کی نابالغی تک پولیٹکل افسر کو انتظام رکھنے
کی ہدایت ہوئی۔ ریاستی سردارون نے کامیابی کے بعد بھرت پال کی مسندنشینی بیجا سمجھکر مدن پال نامی کو زیادہ حقدار مانا یہ بات راجپوتانے
کے اکثر رئیسون کی طرفداری اور تحقیقات سے صحیح معلوم ہوکر بھرت پال تین برس بعد لاحاصل امیدواری سے علیحدہ ہوا۔

مہاراجہ مدن پال

اسکے سمبت ۱۹۱۱ مطابق ۱۸۵۴ء مین سرکاری منظوری سے مسندنشین ہونے پر ایجنسی کا انتظام جو تین برس
سے خالصے کے طور پر تھا اُٹھا لیا گیا اور دوسرے سال محکمہ ایجنسی بالکل برخاست ہوکر رئیس کو قرضہ ادا کرنے کی
ہدایت کیگئی ۱۸۵۷ء کے غدر مین مہاراجہ مدن پال نے انگریزی افسرونکو مدد دیکر بڑی خیرخواہی ظاہر کی
جسکی عوض ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ سرکاری قرضہ معاف ہوکر ریاست کے لیے پندرہ کی جگہ سترہ توپ
کی سلامی اور مہاراجہ کو نیک نامی کا خلعت عطا ہوا انھین دنون مین دہلی سے پریشان ہوکر حکیم احسان اللہ خان

قرولی مین آیا جسکو مہاراجہ نے پانچ سو روپے ماہوار ریزیڈنسی کی خاطر سے رکھا کچھ عرصے کے بعد صیغہ مال کی درستی کے لیے ایک پولیٹکل افسر مقرر ہوا جو منشا پوری ہونیکے بعد سمبت ۱۹۱۸ مطابق ۱۸۶۱ء مین واپس لیا گیا۔

سمبت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء مین مہاراجہ کو تمغاے ستارہ ہند درجہ اول سرکار سے ملا ۱۸۶۹ء مین مہاراجہ نے راو سروہی کی بہن کے ساتھ شادی کی اور قحط کے سبب سرکار سے دو لاکھ روپئے قرض لیکر رعایا کی پرورش مین صرف کیے۔

یہ مہاراجہ سمبت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۶۹ء ۱۷۔ اگست کو پندرہ برس راج کر کے مرگیا اسکا بھتیجا لچھمن پال راؤ ہاڑوتی راج کا وارث تھا لیکن ایک رانی کے حاملہ بیان کئے جاتے سے اسکو گدی نصیب نہ ہوئی اور وہ ایک مہینے کے اندر مرگیا۔ جس سے جے سنگھ پال جو راؤ ہاڑوتی ہوگیا تھا گدی پر بیٹھا۔

مہاراجہ جے سنگھ پال

اسنے سمبت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۶۹ء کے اندر قرولی مین گود آکر میجر ڈالٹر پولیٹکل اجنٹ کی صلاح سے بیہودہ فضول مصارف تخفیف کئے جس سے بہت سا قرضہ جلد ادا ہوگیا یہ مہاراجہ چھ برس راج کرنے کے بعد سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۱۹۔ نومبر کو انتقال کر گیا اور اسکا بھتیجا ارجن پال جسکے لیے وہ پولیٹکل افسر سے کہہ گیا تھا راج کا وارث مانا گیا۔

مہاراجہ ارجن پال

سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء یکم جنوری کو کرنل رائٹ پولیٹکل افسر اور ٹھاکرون کی تجویز سے مسندنشین ہوا راج کے ماتحت ٹھاکر عنایتی اور بھورتن والے کو جن مین سے ایکی آمدنی چھ ہزار اور دوسرے کی دس ہزار سالانہ ہے اور جو سرکشی سے غارتگرون کو پناہ دیتے تھے رئیس نے فوجی دباؤ اور جرمانے کی سزا سے درست کیا

سمبت ۱۹۳۸ مطابق ۱۸۸۲ء مین قرولی کے جاگیردارون اور زمیندارون نے سخت سرکشی اور فریاد کی جسپر مہاراجہ کے ملکی اختیارات سرکاری حکم سے ضبط ہوکر پولیٹکل ایجنسی کو ملے اول کپتان مابٹ اور پھر کرنل یوٹن سمتھ نے نیا انتظام کیا صدر مین اپیل کے واسطے ایک پنچایت قائم ہوئی۔

سمبت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء ستمبر کے مہینے مین مہاراجہ ارجن پال نے دس برس اور آٹھ مہینے راج کر کے وفات پائی اور مہاراجہ کا نوجوان بھتیجا بھنور پال راج کا وارث مانا گیا۔

مہاراجہ بھنور پال

یہ بیس فروری ۱۸۶۴ء کو پیدا ہوئے اور ۱۴ اگست ۱۸۸۶ء کو مسندنشین ہوئے انکی تعلیم میو کالج اجمیر مین ہوئی تھی یکم جنوری ۱۸۹۴ء کو ہز ہائینس کے سی۔ آئی۔ ای کا خطاب ملا اور ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کو جی سی۔ آئی۔ ای کا انھون نے ہنڈون کی سڑک جو نزدیک ترین ریلوے اسٹیشن کو جاتی ہے ۱۸۹۹ء میں تیار کرائے اور مدن پور اور نند لال پور کے تالاب قریباً ایک لاکھ روپیہ صرف کر کے تیار کرائے۔

وہ اعلے درجے کے نشانہ باز اور شکار کے بہت شائق ہین۔

تیسرا باب

مارواڑ یعنی مغربی شمالی راجپوتانے کے بیان مین

اس مین ریاستہائے جودھپور - بیکانیر - جیسلمیر - سروہی اور کرشن گڑھ کا حال ہے

فصل جودھپور کی تاریخ مین

جغرافیہ

ملک جودھپور جو مارواڑ کے نام سے مشہور ہے راجپوتانے مین اول درجے کی ریاست ہے اور وسعت یعنی زمین کے حساب سے بہت بڑا علاقہ ہے مارواڑ کا نام مارو یا مارود لیس بھی ہے دراصل سنسکرت مین مرو ریگستان کے معنی مین ہے اس کو مارو کہنے لگے بہر صورت مارواڑ کے ریگستان مین جو شمالی طرف پنجاب اور مغربی طرف سندھ تک چلا گیا ہے اس وقت تین ریاستین جودھپور - بیکانیر اور جیسلمیر واقع ہین جو راٹھور نسلون کے راجپوتون کے تحت حکومت ہین لیکن سروہی و کرشن گڑھ کو بھی قریب ہونے کے سبب انھین کے شامل ایک باب مین ہم نے بیان کیا ہے -

چونکہ اس ملک کا سب سے بڑا اور عمدہ حصہ جودھپور والون کے قبضے مین ہے اس لئے عام طور پر راج جودھپور کو ہی مارواڑ کہا جاتا ہے - اور باقی ریاستین اپنے دار الریاستہ کے نام سے معروف ہین علاقہ جودھپور کے شمال مین شیخاواٹی - بیکانیر اور جیسلمیر مغرب مین جیسلمیر کچھ کی کھاڑی اور سندھ جنوب مین گجرات سروہی اور اودے پور مشرق مین اودیپور - اجمیر اور کرشن گڑھ اور جیپور ہے - طول شمال و مشرق یعنی سانبھر اور مارو ٹھہ سے جنوب و مغرب یعنی سندھ کی سرحد تک تین سو تیس میل - عرض ودیپور سے جیسلمیر تک ایک سو ساٹھ میل کل رقبہ ۳۴ ہزار ۹ سو تریسٹھ میل مربع آبادی ۲۰۵۰۱۳۱ آدمی اور فوج سوار و پیدل چھ ہزار سے کچھ زیادہ شمار کی جاتی ہے یہ ملک درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۶ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد شرقی ۷۰ درجہ ۴ دقیقہ و ۷۵ درجہ ۲۳ دقیقہ کے واقع ہے اب آمدنی جودھپور کی اٹھاسی لاکھ روپیہ سالانہ ہے جودھپور کے مشرقی جنوبی علاقہ گوڈواڑ کے سوا جو ہر طرح سرسبز و آباد ہے باقی ہر طرف اکثر جنگل اور ریگستان نظر آتا ہے - جنوب مین جالور و سوانہ کی طرف پہاڑی سلسلے پھیلے ہوئے ہین اور بعض

اور جگہ بھی ٹیکریان ہین لیکن کوئی بڑا پہاڑ نہین ہے۔ علاقے مین اکثر گانوٗن ایسے ہین کہ جہان بارش بغیر دوسرے ذریعہ سے کچھ پیدا نہین ہوسکتا اور پینے کے واسطے بھی چار پانچ کوس سے گاڑیون پر لاد کر پانی لایا جاتا ہے کیونکہ ریت کی زمین مین کنوان کھودنے کا مقدور سب گانوٗن والون کو نہین ہے۔ اس ریگستانی ملک مین لونی ندی جو مشرقی طرف پشکر کے قریب سے نکلکر جنوبی مغربی سرحد پر جا گذرتی ہے بڑی قدر کے لائق ہے۔ اس ندی کے شمالی مغربی طرف ریت اور خشک ملک زیادہ ہے اور جنوبی مشرقی طرف پہاڑیان اور برساتی ندی نالے اکثر نظر آتے ہین جہان پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے اور لٹیرے لوگ بھی کسی قدر رہتے ہین قحط اگرچہ ایسی بلا ہے کہ ہر ملک مین اُسکی مصیبتین قدرتی فیض یعنی عام بارش کے بغیر کسی کی مدد سے رفع نہین ہوسکتین لیکن مارواڑ کے ریگستان مین جہان کافی بارش سے بھی بخوبی حاجت روائی نہین ہوتی اُس کی سختی نہایت مشکل درجے کو پہونچ جاتی ہے۔

جو شخص اجمیر سے مغربی سمت کو جودھپور کے لئے روانہ ہو اُسے تین کوس پر پشکر مقام سے ریت کا سمندر طے کرنا پڑتا ہے اور اسی قدر فاصلے پر جودھپور کی سرحد شروع ہوتی ہے۔ جہان نشان کے واسطے منارے کھڑے ہوئے ہین۔ آگے بڑھکر اجمیر سے بیس کوس فاصلے پر خالصے کا پرگنہ میرٹھ آتا ہے جس کے نام کی اصلیت زیادہ رہنے مین آباد ہونے کے سبب **میارٹھ** معلوم ہوتی ہے اس کے گرد پتھر کی شہر پناہ کہین درست اور کہین ٹوٹی ہوئی موجود ہے عام مکانات بھی پختہ اور خوبصورت نظر آتے ہین ایک بڑی مسجد اور تکیہ بھی یہان بنا ہوا ہے۔ قصبے کی آبادی دس ہزار کے قریب سمجھی جاتی ہے اس مقام کے نام سے راٹھور راجپوتون کی ایک شاخ میرتیہ بھی کہلاتی ہے جو بہادر مشہور ہے۔ **جے مل میرتیہ** نامی یہین کا جاگیردار تھا جس سے یہ مقام چھین کر راو مالدیو نے اپنے دوست ماتحت سردار **جگمل** میرتیہ کو دیدیا تھا اکبر بادشاہ کے حکم سے ناگور و اجمیر کے صوبہ دار شرف الدین حسین مرزا نے تین دن سخت لڑائی کے بعد یہ قصبہ جگمل سے چھین کر جے مل کے حوالے کیا لیکن جب شرف الدین نے بادشاہ سے بغاوت کی تو اُس کی دوستی کے سبب جے مل کو بھی یہان سے علیحدہ ہونا پڑا اور وہ اکبر اور مالدیو دونون کے برخلاف کامیابی کی امید نہ دیکھ کر میواڑ مین رانا اودے سنگھ کے پاس پہونچا جہان اُس کو **بدھنور** کی بڑی جاگیر ملی جو کئی بار ضبط و بحال ہوکر اب تک اُسکی اولاد کے قبضے مین چلی آتی ہے۔ جے مل میرتیہ جب اکبر نے چتوڑ پر حملہ کیا وہان لڑکر مارا گیا اور اُسکی اولاد اب تک میواڑ کے اول درجے کے سردارون مین داخل ہے۔

میرتیہ سے بیس کوس مغربی طرف کسی قدر سیاہ کنکریلی اور خشک زمین طے کرکے ٹھاکر نیماج کی جاگیر کا **پیپاڑ** مقام آتا ہے اس قصبے کی شہر پناہ درست نہین ہے اور آبادی بھی بے رونق معلوم ہوتی ہے یہان سے نکل کر پھر ریت شروع ہوتا ہے اور پیپاڑ سے بیس کوس پر ریت کے سمندر مین **شہر جودھپور اور قلعہ** ایک ٹاپو کی طرح نظر آتا ہے شہر کے تین کوس شمالی طرف پُرانی راجدھانی **منڈور** ہے جہان

کچھ مدت سے رئیسون کے مرنے کے بعد چھتریان (ہندوؤن کے مقبرے) بنائے جاتے ہین اب اُس جگہ ایک مختصر باغ اور مکان کے سوا کچھ آبادی نہین ہے صرف برساتی ندی کو روک کر ایک بند تیار کرایا ہے جس سے کھیتی وغیرہ کا فائدہ متصور ہے یہ مقام عرض البلد شمالی ۲۶ درجہ ۲۱ دقیقہ و طول البلد مشرقی ۷۳ درجہ ۸ دقیقہ کے درمیان واقع ہے

جودھپور سے مشرقی شمالی طرف چھتر میل کے فاصلے پر مشہور شہر اور قلعہ **ناگور** ویران جنگل مین آباد ہے جہان گائے بیل عمدہ ہوتے ہین - آبادی کی شہرپناہ کے اندر خوبصورت قلعہ بنا ہوا ہے جس پر بڑے معرکے گذرے ہین ہندوستان مین مسلمانون کے شروع عہد سے اجمیر کی طرح ناگور بھی اُنکے قبضے مین اکثر رہا اور وہان اُنکے بڑے مکان اور مقبرے موجود تھے جن کو پچھلے زمانے مین توڑ کر بخت سنگھ نے اپنے محل وغیرہ تیار کرائے قوم راٹھور نے ناگور کو قوم مہیل سے فتح کیا جنکے قبضے مین دسوچالیس گانون تھے یہ آخر تیرھوین صدی تک تعلق بادشاہون کے آخر عہد مین جبکہ دہلی کی سلطنت کمزور ہوئی تھی اور دکھن، گجرات اور مالوہ کے حاکم خود مختار بن کر بادشاہ کہلانے لگے تو اجمیر وغیرہ مالوے والون کے قبضے مین گیا اور ناگور مقام گجرات والون کے حصے مین آیا جہان اُنکے رشتہ دار فیروز خان اور شمس خان وغیرہ بہت عرصے تک قابض رہے اور اُنکے ساتھ میواڑ کے رانا کومبھا اور موکل کی کئی بار لڑائیان ہوئین جن کے صدمے اس شہر و قلعہ کو اُٹھانے پڑے لیکن وہ فتح نہوا - ہمایون بادشاہ کے زور سے گجراتیون وغیرہ کے کمزور ہونے پر اور پھر خود ہمایون کی تباہی سے اجمیر و ناگور دونون مقام جودھپور کے راو مالدیو نے دبا لئے - شیر شاہ پٹھان بادشاہ نے مارواڑ کی سرحد پر آکر لڑائی مین راٹھورون پر فتح پائی اور مالدیو نے ان مقامات سے ہاتھ اُٹھایا لیکن شیر شاہ کے مرنے کے بعد اُسکی اولاد کو ضعیف پاکر مالدیو نے دوبارہ ناگور وغیرہ کو دبا لیا جب دہلی مین پھر مغلون کا دور ہوا تو اُنمین سے اکبر بادشاہ کے ماتحت سردار حسین قلی خان نے اجمیر کو حاجی خان سے اور ناگور کو راو مالدیو سے چھین کر خالصے مین داخل کیا مالدیو کے مرنے کے بعد اُسکے بیٹے چندرسین نے ایک بار موقع پاکر ناگور کو دبا لیا لیکن اکبر کے فوجی بخشی شہباز خان نے اُسکو دوبارہ فتح کر لیا - جب مالدیو کے پرپوتے اور راجہ اودے سنگھ کے پوتے راجہ گجسنگھ نے اپنے بڑے بیٹے امرسنگھ کے عوض دوسرے لڑکے جسونت سنگھ کو ولی عہد بنایا تو شاہجہان بادشاہ نے جو گجسنگھ کے باپ کا بھانجا تھا مہربانی کے ساتھ امرسنگھ کو راو کا خطاب اور خالصے مین سے قلعہ ناگور مع علاقہ کے جاگیر مین دیدیا جس کی اولاد کئی پشت تک وہان قابض رہی - محمد شاہ کے عہد مین دہلی کی سلطنت کمزور ہو جانے پر جودھپور کے مہاراجہ اجیت سنگھ اور اُسکے چھوٹے بھائی بخت سنگھ نے راو امرسنگھ کی اولاد سے ناگور چھین کر اُنکو مختصر جاگیر دیدی بخت سنگھ ناگور کا مالک بنا اور اُس نے بڑے بھائی سے مخالفت ہونے پر بھی یہ قلعہ کبھی نہین چھوڑا یہانتک کہ مہاراجہ اجیت سنگھ کے مرنے کے بعد بخت سنگھ نے اپنے بھتیجے مہاراجہ رام سنگھ سے جودھپور بھی چھین لیا اور ناگور کی جداگانہ حالت اُس وقت سے جاتی رہی ابتک یہ مقام جودھپور کے خالصے مین چلا آتا ہے

مشرقی شمالی گوشے مین جودھپور سے ستر کوس پر پرگنہ **ماروٹ** ہے جس کے پاس جنوبی طرف

نمک کی سانبھر جھیل پھیلی ہوئی ہے جو بادشاہی خالصے مین سے مہاراجہ سوائی جے سنگھ اور اجیت سنگھ نے دباکر نصفا نصف بانٹ لی تھی۔ اب اُس پر انگریزی انتظام ہے۔ اسی طرف جودھپور سے ۴۵ کوس پر ٹھاکر کوجامن کی بڑی جاگیر ہے جہان ایک بلند قلعہ۔ خوبصورت آبادی اور عمدہ باغ بنا ہوا ہے خاص شمال مین جودھپور سے ساٹھ کوس پر خالصے کا پرگنہ پھلودی جو بیکانیر والون سے چھین لیا گیا ہے اور بڑی جاگیر کا قصبہ پوہکرن آباد ہے۔ مغربی جنوبی طرف جودھپور سے تیس کوس قریب پچھدرہ مقام ہے جہان عمدہ سفید نمک پیدا ہوتا ہے جودھپور سے چونتیس ۳۴ کوس پر جنوب و مغرب کو سوانہ کا مشہور قلعہ ہے جس کے قریب کچھ پہاڑی سلسلے پائے جاتے ہین۔ اکبر بادشاہ کے وقت مین اس قلعہ پر کئی بار فوجین آئین جن کے افسر سید قاسم بارہ اور بیکانیر کے راو رائے سنگھ وغیرہ تھے۔ راو چندرسین نے مقابلہ کرکے کئی سال تک اس قلعہ پر جما رکھا آخر مین شہباز خان نے اس کو فتح کیا اور راجہ اودے سنگھ راٹھور کو بادشاہی اطاعت کے سبب جودھپور کے ساتھ واپس ملا۔

مارواڑ کے جنوبی مغرب طرف ضلع ملانی جہان کے گھوڑے وغیرہ عمدہ گنے جاتے ہین پھیلا ہوا ہے یہان کے راٹھور راجپوت نہایت سرکش ہین کسی کو یا ٹوی نہین مانتے راج کی اطاعت نکرنے اور غیر علاقون مین غارتگری کرنے کے سبب مہاراجہ مان سنگھ کے وقت سے سرکار انگریزی نے یہان اپنا انتظام رکھا ہے۔ خراج کی بابت چار ہزار روپیہ سالانہ پولٹیکل افسر کی معرفت جودھپور کو دیا جاتا ہے۔ لیکن اس سے چوگنا انتظامی خرچ قدیمی حق قائم رکھنے کے لئے ریاست کو دینا پڑتا ہے۔ جالور جہان کا قلعہ عمدہ گنا جاتا ہے جودھپور سے جنوبی مغربی طرف اڑتیس کوس سوکری ندی کے کنارے پر آباد ہے یہ مقام بھی مدت تک اجمیر و ناگور کی طرح گجراتی بادشاہونکے ماتحت پٹھان سردارون کے قبضے مین تھا اور مغلون کے عہد مین بھی عمدہ کارگذاری کے سبب وہ لوگ یہان قائم رہے۔ مہاراجہ جسونت سنگھ کے افغانستان مین مرجانے کے بعد جب عالمگیر بادشاہ کے حکم سے اٹھائیس برس تک جودھپور ضبط رہا تو اجیت سنگھ پندرہ برس تک علاقے مین خالی لڑائی جھگڑے کرتا پھرا۔ آخر اُس کا وفادار راٹھور درگداس بادشاہی خدمت مین حاضر ہوگیا اور عالمگیر نے جو اُس وقت دکن کی لڑائیون مین پھنسا ہوا تھا قلعہ جالور مع سانچور دہان کے پٹھان سردار مجاہد خان سے لیکر اجیت سنگھ کو جاگیر مین دیدیا۔ اس کے تیرہ برس کے بعد بادشاہ کے انتقال ہونے پر مہاراجہ نے جودھپور وغیرہ کو بھی دبا لیا۔ جالور اُس وقت سے اب تک مارواڑ کے خالصے مین داخل چلا آتا ہے۔ مجاہد خان کو بادشاہ نے جالور کے عوض پرگنہ پالن پور جاگیر مین عنایت کیا تھا جہان پر اب تک اُس کی اولاد نواب کے خطاب سے سرکار انگریزی کے ماتحت پانچ لاکھ روپیہ سالانہ آمد کے علاقے پر حکومت کرتی ہے۔

پرگنہ گوڈواڑہ جودھپور کی جنوبی سرحد پہ واقع ہے جسکی برابر سرسبز و آباد زمین تمام مارواڑ مین

نہین ہے یہ پرگنہ میواڑ کے تحت مین تھا سمت ۱۸۲۴ مطابق ۱۷۶۸ء مین میواڑ کے اکثر ماتحت سردارون نے
رانا ارسی سے بغاوت کی تھی جس کے سبب کچھ عرصہ کے بعد فسادیون کے قبضے مین آجانے کے خیال سے یہ پرگنہ
جودھپور کے مہاراجہ بجے سنگھ کی حفاظت مین تین ہزار سوار مدد کے طور پر حاضر رکھنے کے عوض دیا گیا۔ لیکن
فوجی مدد یا علاقے کی واپسی دونون چیزون مین سے ایک بات بھی حاصل نہوئی یہ ڈیڑھ سو برس کے عرصے سے
جودھپور کے تحت مین چلا آتا ہے اس کے مغربی طرف **ایرن پورہ** گانون پر انگریزی چھاونی ہے
جہان پر ایک بے قواعد پیادہ پلٹن اور کچھ بنگال احاطے کے سوار رہتے ہین اس کا خرچ ایک لاکھ پندرہ
ہزار روپیہ سالانہ جودھپور سے لیا جاتا ہے گوڈواڑ کے علاقے مین **ٹھاکر گھانے راو** کی ساٹھ ہزار
روپیہ سالانہ کی بڑی جاگیر ہے جس کا ماتحتی تعلق مارواڑ مین پرگنہ جانے کے پہلے میواڑ سے تھا۔ پرگنہ خالصہ کا
صدر مقام **دیسوری گانون** بھی شہر پناہ کے اندر دو ہزار آدمیون کی بستی جودھپور سے چالیس کوس
کے فاصلے پر ہے۔ گانون سے ڈیڑھ کوس پر سرحد کے طور **دیسوری کی نال** یعنی گھاٹہ شروع ہوتا ہے
جس مین سے میواڑ کا راستہ ہے۔ اس گھاٹے مین سے جسکے دونون بازو پر تین کوس تک بلند پہاڑ کھڑا ہوا ہے
گاڑی وغیرہ اچھی طرح گذر سکتی ہے۔ ایک کنارے پر جودھپور کی طرف سے چند سوار اور دوسرے سرے پر اودے پور
کی طرف سے ماتحت ٹھاکر جھیلواڑہ کے کچھ راجپوت حفاظت کے لئے رہتے ہین جنکی موجودگی سے گھاٹے کے اندر
کوئی خطرہ نہین سمجھا جاتا۔

دیسوری سے اٹھارہ کوس شمالی طرف اور جودھپور سے بائیس کوس جنوب کو قصبہ **پالی** آٹھ ہزار
آدمی کی آبادی ہے یہ مقام آستھان راٹھور نے جو مارواڑ مین پہلا شخص راٹھورون کی ریاست جمانے والا
گذرا ہے شروع تیرھوین صدی عیسوی مین برہمن لوگون سے جو اس مقام کے قیام کے باعث **پلی وال**
(پالی والے) کہلاتے ہین چھین لیا تھا اب یہ خالصے مین ایک پرگنے کا صدر ہے اور اس طرف سے اجمیر
والی سڑک احمد آباد کو جاتی ہے جس پر اب سرکاری ریل جاری ہو گئی ہے اور جس مین سے ایک ساٹھ میل
کی شاخ مہاراجہ نے جودھپور تک تیار کرائی ہے۔ پالی سے اجمیر کو جاتے ہوے جودھپور سے اٹھائیس کوس
جنوب و مشرقی طرف سڑک سے کئی کوس فاصلے پر **سوجت** مقام آباد ہے جس مین سُرخ پتھر کے پختہ مکانات
نہایت خوبصورت معلوم ہوتے ہین قصبے کے مغربی طرف سُرخ پتھر کی ایک پرانی گڑھی لڑائی یا بے مرمت
رہنے کے سبب ٹوٹی پڑی ہے جو رانا کونبھا کی بنائی ہوئی بیان کی جاتی ہے۔ مارواڑ کا تمام علاقہ بائیس ۲۲
پرگنون مین تقسیم کیا گیا ہے جن پر ایک حاکم اور تھانہ دار رہتا ہے۔ تعلیم کے لئے کالج اور ہائی اسکول شہر مین
ہین اور علاقے مین بھی بعض جگہ مدرسے جاری کئے گئے ہین۔

شہر جودھپور

اجمیر سے مغربی جنوبی طرف ساٹھ کوس کے فاصلے پر عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۱۹ دقیقہ طول بلد مشرقی

۲۷ درجہ ۱۲ دقیقہ پر آباد ہے۔ اُس کے شمالی طرف دیوار کی طرح کئی میل تک پہاڑ چلا گیا ہے اور باقی تین طرف ریت کا میدان پڑا ہے شہرپناہ پانچ میل گھیر کی ہے جس کے اندر ساٹھ ہزار آدمی بستے ہین اور ابھی کچھ اور بھی آبادی کی گنجائش نظر آتی ہے۔ مکانات یہان اکثر سرخ پتھر کے خوبصورت بنے ہوے ہین۔ بازار وغیرہ زیادہ کشادہ نہین ہے شہر مین پانی کم نصیب ہونے سے کئی تالاب بھی بنائے گئے ہین جن مین سے مشرقی طرف گلاب ساگر عمدہ ہے اس مین ایک پختہ نہر کے ذریعہ سے جس کے دونون کنارے بلند ہونے کے سبب شہر کی گندگی اور بدرو داخل نہین ہوسکتی جنگل سے برساتی پانی لایا جاتا ہے جو چھ مہینے تک پینے کے کام مین آتا ہے تالاب کے قریب ایک مختصر باغ بھی ہے [illegible] ریاست کی اکثر عمارتیں بنی ہوئی ہین شہر کے شمالی [illegible] بلند حصے پر مہاراجہ صاحب کا مضبوط قلعہ ہے [illegible] کے واسطے سے صاف نظر آتا ہے اور جس [illegible] مشرقی طرف بڑی بڑی توپین جمی ہوئی ہین۔ قلعہ کی لمبائی پانسو گز اور چوڑائی [illegible] گز بیان کی جاتی ہے جسکے مغربی شمالی حصے پر ریاست کے زنانہ و مردانہ بلند محلات تعمیر کیے گئے ہین۔ قلعہ کی باقی زمین ہموار ہے جس پر سے شہر اور دور تک جنگل کی سیر ہوسکتی ہے۔ قلعہ کے مغربی دامن مین ایک مختصر تالاب رانی ساگر نام فصیل کے اندر قلعہ والون کی ضرورت کے لئے بنا ہوا ہے جس مین سے پانی کی سخت تکلیف معلوم ہونے پر شہر والون کو بھی سیراب ہونے کی اجازت ملجاتی ہے۔

اس شہر کو راو جودھا راٹھور نے سمت ۱۵۱۵ مطابق ۱۴۵۹ء مین آباد کر کے منڈور کے عوض دارالریاست قرار دیا سمت ۱۵۴۸ مطابق ۱۴۹۲ء مین راو [illegible] سوجا پر دوسرے بیٹے [illegible] نے [illegible] چڑھائی کر کے جودھپور کا محاصرہ کیا لیکن توپ گولہ اس زمانے مین نہونے سے فتح کرنا آسان نہ تھا اس نے [illegible] ہتھیار وغیرہ سامان لیکر لوٹ گیا۔ [illegible] کے بعد اس کے جانشین بیٹے راو چندرسین سے اکبر کے صوبہ دار حسین قلی خان نے [illegible] جودھپور چھین لیا چندرسین کے بعد اس نے بھائی اودے سنگھ کو اطاعت مین رہنے سے [illegible] برس کے عرصہ گذرنے پر مع [illegible] اسکو واپس ملا مہاراجہ جسونت سنگھ اول کے مرجانے پر عالمگیر نے جودھپور وغیرہ ناگور کے راو اندر سنگھ کو عنایت کیا لیکن وہ کم طاقتی سے نکالدیا گیا اس پر بادشاہ نے جودھپور اور کل علاقہ ضبط کر کے خالصے کے طور پر صوبہ گجرات کے متعلق کر دیا۔ راٹھورون نے کئی بار زور مارا لیکن کامیاب نہوے۔ [illegible] برس [illegible] رہنے کے بعد عالمگیر کے انتقال پر سمت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۷ء مین مہاراجہ اجیت سنگھ نے جودھپور وغیرہ دبا لیا۔ شاہ عالم بہادر شاہ نے فوج بھیج کر پھر ایک برس کے قریب ضبط رکھا لیکن دوبارہ مہاراجہ نے اودیپور اور جیپور والون کی فوجی مدد سے اپنا وطن مع سانبھر وغیرہ کے حاصل کر لیا۔ محمد شاہ کے وقت ۱۷۳۹ء مین بادشاہی فوج شہر کے پاس لوٹ مار کر کے واپس چلی گئی اور مہاراجہ ابھے سنگھ نے بادشاہی رضامندی حاصل کرلی مہاراجہ مان سنگھ کے وقت ۱۸۰۸ء مین نواب امیر خان نے جیپور والون کی طرفداری مین شہر کو لوٹنے کے بعد شمالی

پہاڑی سے گولے مارنے کے سبب قلعہ کے بعض مقامات کو نقصان پہونچا پھر انگریزی عہد ۱۸۳۹ء مین بھی اس مہاراجہ کے ظلم کی شکایت ہونے پر کئی مہینے تک سرکاری فوج قلعہ کے اندر رکھی گئی اور اُس کے خیر خواہ ثابت ہونے پر واپس لے لی گئی اس کے بعد یہان کبھی کسی غیر کا قبضہ یا حملہ نہین ہوا شہر کے باہر جنوبی مشرقی طرف مہاراجہ جسونت سنگھ دوسرے نے قلعہ کے محلون مین رہنا ناپسند ہونے کے سبب اپنے قیام کے لئے ایک مختصر باغ اور انگریزی قطع کے کئی بنگلے و مکان تیار کرا کر اُنکو عمدہ سامان سے سجایا۔ اُس جگہ کو عام لوگ راعی باغ یعنی اونٹون کے چرواہے کا باغ کہتے ہین۔

قوم

راٹھور لوگ خود کو سورج بنسی نسل مین سے بیان کرتے ہین مگر اُنکے بھاٹ اس بات کو قبول نہین کرتے اور مان کی طرف سے اُن مین نقص نکالتے ہین۔

اُنکی تعداد راجپوتانے مین اس وقت اتنی زیادہ ہے کہ کچھواہون کے سوا کوئی دوسرا گروہ اُنکی برابر لاکھون کی تعداد مین نہین ہے ڈیڑھ سو برس کے قریب اُن کا راج قنوج مین رہا جہان کمدھج کہلاتے تھے اور جہان سے اُنکی تیرہ شاخین علیحدہ ہوئین راجپوتانے مین آنے کے بعد اُنکی بہت سی شاخین ہوگئی ہین کیونکہ ہر ایک نامور آدمی کے نام سے اُسکی اولاد علیحدہ گوتر سے مشہور ہوتی ہے جیسے چونڈا کی اولاد چونڈاوت اور کونپا کی نسل کونپاوت کہلاتی ہے کبھی کسی ملک اور خاص مقام سے بھی نام پڑجاتا ہے جس طرح مارواڑ مین رہنے والے مارو راٹھور اور میرتیہ والے میرتیہ کہلاتے ہین قنوج مین ان لوگون کا بڑا راج تھا وہان سے تباہی کے بعد جے چندر کا پرپوتا شیوجی مارواڑ مین پناہ پذیر ہوا اور یہان جماؤ کرنے پر راؤمالدیو کے عہد تک وہ ترقی کرتے رہے اور اُن کا خطاب راؤ مشہور رہا اکبر بادشاہ نے اودے سنگھ کو راجہ کہنے کا حکم دیا شاہ جہان نے اپنے آخر وقت مین راجہ جسونت سنگھ کو سات ہزاری ذات و سوار کا منصب جو شاہزادون کے بعد گنا جاتا تھا اور مہاراجہ کا خطاب جو کسی دوسرے کو نہ ملا تھا عنایت کیا بادشاہی دربار مین محمد شاہ اور احمد شاہ کے عہد تک وہ جاتے رہے اور اُن کا درجہ اول راجاؤن مین گنا جاتا تھا۔

تاریخی احوال

قنوج مین راٹھورون کی چھ پیڑھی یعنی (۱) شری چندر (۲) مہی چندر (۳) چندر دیو (۴) مدن پال دیو (۵) گوبند چندر (۶) بجے چندر کے حکومت کرنے کے بعد جے چندر پر وہان کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔

کرنل ٹاڈ نے قنوج مین راجہ نین پال راٹھور کا قبضہ آخر پانچوین صدی عیسوی مین لکھا ہے کہا ہے کہ اُس نے سمت ۵۲۶ مطابق ۴۷۰ء مین قنوج کو فتح کرکے راجہ اجے پال والی قنوج کو قتل کیا اُسوقت سے یہ قوم قنوجیہ راٹھور مشہور ہوئی لیکن یہ بات غلط ہے کیونکہ ایک چینی سیاح ہیون تسانگ وہان ساتوین صدی عیسوی تک بنیس راجپوتون کا راج لکھتا ہے دسوین صدی عیسوی کے ایک کتبے سے اُس جگہ ایک غیر قوم کی

حکومت کا ثبوت ملتا ہے راجہ بجے چند رکے ایک کتبے سے سمت ۱۱۰۶ مطابق ۱۰۵۰ء مین قنوج لینا پایا جاتا ہے
اور ۵۸۹ھ مطابق ۱۱۹۳ء مین جے چند پر وہان کی حکومت ختم ہوئی اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ ڈیڑہ سو
برس کے قریب راٹھور وہان راجہ رہے بہرحال اُنکو یہ عزت حاصل ہے کہ راجپوتانے مین آنے سے پہلے وہ
ہندوستان کے ایک عمدہ حصے پر خودمختاری کے ساتھ راج کرچکے ہین اور اس وقت بھی بڑے راجاؤن مین
اُنکا شمار ہے۔ قنوج کے آخری راجہ جے چند رکے پرپوتے شیوجی کی اولاد کئی جگہ رئیس بنی ہوئی ہی۔ راجپوتانے
مین جودہپور۔ بیکانیر اور کرشن گڑھ۔ مالوے مین رتلام وسیتامؤ وغیرہ اور گجرات مین ایڈر کے راجہ اُسی کی
اولاد مین ہونے کا فخر کرتے ہین۔ ان چھ ریاستون مین سے جودہپور کا درجہ بڑا ہے۔ کیونکہ باقی دوسری
ریاستین چھوٹی ہونے کے علاوہ یہین کے خاندان مین سے علیحدہ ہوکر لوگون نے پیدا کی ہین جس کا بیان آگے
موقع پر آوے گا۔

شروع تیرھوین صدی عیسوی مین راٹھور لوگ مارواڑ مین آئے اور آخر چودھوین صدی عیسوی مین
اُنھون نے مارواڑ کا صدر مقام منڈور حاصل کیا۔ اس حساب سے اُنکو راجپوتانے مین رہتے ہوے سات سو
برس اور راج کرتے ہوے پانچ سو سے کچھ زیادہ سال کے قریب گذرے۔

شروع گیارھوین صدی عیسوی مین سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر حملے کرکے پنجاب کا علاقہ
دبالیا تھا جہان دوسو برس تک اُس کی اولاد حکومت کرتی رہی پھر ایک بہادر قوم غوری نے غزنویون کے
عوض عروج پاکر پنجاب کو اپنے تحت مین لیا جس مین سے معزالدین محمد سام عرف شہاب الدین غوری نے
دہلی واجمیر کے راجہ پرتھوی راج چوہان سے ایک بار شکست کھانے کے بعد ۵۸۸ھ ہجری مطابق ۱۱۹۲ء
مین سرہند کے قریب لڑائی ہونے پر پرتھوی راج کو قتل کرکے اُس کا تمام ملک دبالیا دوسرے برس
شہاب الدین اور اُسکے نائب قطب الدین ایبک نے قنوج کے راجہ جے چند راٹھور پر چڑھائی کی راجہ بھی
بہت سی فوج ساتھ لیکر مقابلہ کو بڑھا۔ چندوا مقام پر لڑائی مین جے چند شکست پاکر بھاگتے ہوے
دریاے گنگا مین ڈوب گیا یا دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوا اُس کا سامان تین سو ہاتھی اور کل ملک
دشمنون کے قبضے مین آیا اگرچہ راٹھورون کا نام کنارۂ دریاے گنگا سے معدوم ہوگیا لیکن شیوجی کی اولاد نے
راجپوتانے مین اپنے قدم جمالئے اور اُسکی آنکھ بند ہونے کے بعد اُسکے جانشینون نے اپنی قوم مین ایسی
استواری اور ایسا استحکام پیدا کردیا کہ آج تک ایک بڑی ریاست پر قابض ہین۔ خدا کی شان تو دیکھئے
کہ پرتھوی راج نے جے چند رکی بیٹی سنجوگتی کو چھیننے کے بعد ایک سال پورا ہوتے ہی اُسکی ہتک عزت
کی سزا شہاب الدین سے پائی اور پھر خود جے چند دوسرے سال اُسی شہاب الدین کے ہاتھ برباد ہوا
کیونکہ دونون کی قوت باہمی عناد سے کمزور ہوکر سلطان غوری کا شکار ہوگئی دونون قریبی رشتہ دار تھے
اگر باہم اتحاد اور امداد کا سلوک روا رکھتے تو افغانستانی تو مین اُنپر غالب نہ آتین۔

شہاب الدین نے اپنے معتبر نوکر قطب الدین کو ہندوستانی علاقے سپرد کرکے یہان کا مالک بنادیا جس نے تھوڑے عرصے کے بعد بنگالہ وغیرہ بھی اپنے عمل مین کرلیا اس طرح پنجاب سے لیکر دلی - قنوج اور بنارس یعنی روہیلکھنڈ اور بنگالے کی شرقی سرحد تک تمام شمالی ہندوستان مسلمانون کے قبضے مین آگیا جو چھ سو برس تک کسی دوسرے کو نہین مل سکا - اور راجپوت قومین ویران مقامات راجپوتانہ اور دکن کی طرف پریشان ہوئین جن مین سے پرتھوی راج چوہان اور جے چند راٹھور کی اولاد کو راجپوتانے مین پناہ ڈھونڈھنی پڑی - مارواڑ مین آنے کے بعد راٹھورون کا زمانہ تین حالتون مین تقسیم ہوسکتا ہے **پہلا** قنوج چھوٹنے پر شیوجی سے برم دیو تک جس مین وہ زمیندارون کی طرح کچھ زمین اور گانؤن پر قابض رہے اس ایک سو ستر برس کے عرصے مین دس پشتین گذرین **دوسرا** زمانہ راوچونڈا کے منڈور لینے سے راؤ مالدیو تک جس مین وہ ترقی کرکے خود مختار رئیس رہے **تیسرا** دور موٹا راجہ اودے سنگھ سے اس وقت تک جس مین کچھ مغل بادشاہون کی مہربانی اور کسی قدر اپنی طاقت سے اُنھون نے بڑے بڑے مقامات پر اپنا راج پھیلایا دوسرے دور مین راٹھورون کے بزرگ (سردار) راو کہلاتے تھے جب اودے سنگھ شہنشاہ اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر فرمان بردار بنا تو شہنشاہ نے اُس کو راجہ کا خطاب عنایت کرکے حکم دیا کہ اب جو کوئی اس گروہ (راٹھور) کا سردار بنے اُس کو راجہ خطاب سے پکارا جائے اور اگر چھوٹا بھی بھائی راجہ بن جائے تو بڑے کو راو کہا جائے اس راٹھور فرقے کا حال دوسرے راجپوتون کے برخلاف ہے کیونکہ دوسرون مین بڑا بیٹا ولی عہد کیا جاتا ہے اور راٹھورون مین جسکی مان سے راجہ کو زیادہ محبت ہوتی ہے وہ جانشین کردیا جاتا ہے موٹا راجہ سے دو پشت کے بعد یہان کے والیان ملک کا خطاب مہاراجہ مقرر ہوا -

۱- شیوجی راٹھور

راجہ جے چند کے بعد بردئی سین اور سیت رام نے کچھ نام حاصل نہین کیا - لیکن جے چند کے پوتے سیت رام کا بیٹا شیوجی دوسرے آدمی ساتھ لیکر راجپوتانے کے مغربی ریگستان مین پہونچا - بیکانیر کے موقع سے جو اُس وقت آباد نہ ہوا تھا دس کوس **کولومد** مقام کے سولنکھی رئیس نے اُس کو خاندانی سمجھکر اپنے پاس رکھا اور اپنے دشمن جاڑیجہ رئیس کے مقابلے پر اچھی کارگذاری دکھلانے کے سبب جس مین شیوجی کے بہت سے ساتھی قتل ہوئے سولنکھی نے اپنی بہن کے ساتھ اُسکی شادی کردی اس کے بعد شیوجی نے گجرات پہونچ کر لاکھا جاڑیجہ کو قتل کیا اور واپس آکر مارواڑ مین لونی ندی کے کنارے پر **مہیوہ** مقام کے راجپوتونکو ایک دعوت مین قتل کیا - تھوڑے دنون پیچھے اُس نے گوہل راجپوتون کو بھی جو اب گجرات مین آباد ہین خارج کرکے اُنکے **کھیرط** مقام پر قبضہ کرلیا - شیوجی کے مرنے کے بعد اُس کا بڑا بیٹا آسھان قائم مقام ہوا -

۲- آسھان

پالی مقام کے پالی وال برہمنون نے میر اور مینہ وغیرہ لٹیرون کے ظلم سے بچنے کے لئے شیوجی کو بہادر سمجھکر

اپنے علاقے مین لا بسایا تھا اور آستھان اسی مقام پر سولنکھنی سے پیدا ہوا تھا ٹاڈ کہتا ہے آستھان سے ایک کام ایسا ظہور مین آیا جس سے پایا گیا کہ راجپوتان سابق چندان پابند قول وقرار کے نہ تھے یعنی آستھان نے جو ہمیشہ ملک گیری کی فکر مین رہتا تھا ہولی کے تیوہار پر برہمنون کے سردار وغیرہ کو نشہ و غفلت کی حالت مین قتل کر کے پالی کا تمام علاقہ دبا لیا اس کے بعد آستھان نے اپنے دوسرے بھائی سونگ کو ایڈر کے رئیس بھیل وغیرہ سے ایسے موقع پر راج وغیرہ دلایا جبکہ وہ ایک شادی مین نشہ پیکر غافل تھا تیسرے بھائی اجمل نے کاٹھیاوار مین اوک منڈلہ مقام دبا لیا جسکی نسل بھدیل مشہور ہے ۔

۳۔ دھوہڑ

آستھان کے آٹھ بیٹون مین سے بڑا دھوہڑ باپ کا جانشین ہوا اُس نے قنوج پر حملہ آوری کا ارادہ کیا تھا لیکن اس بات سے نا اُمید ہو کر منڈور لینے کی کوشش مین جان کھوئی ۔

۴۔ راے پال

دھوہڑ کے سات بیٹون مین سے بڑا راے پال باپ کا قائم مقام ہوا اُس نے مینڈور کے پرہار رئیس کو مار کر اپنے باپ کا عوض لیا ۔ اگرچہ منڈور تو جلد اُسکے قبضے سے نکل گیا لیکن اور علاقے مین ہر طرف اُسکے تیرہ بیٹون نے جماؤ کر لیا ۔
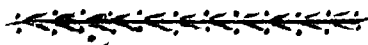
راے پال کے بعد چھہ شخص (۵) کانہل (٦) جالنجھن یا جالن سی (۷) چھاڈا (۸) ٹیڈا (۹) رشلکھا (۱۰) بیرم دیو ۔ ایک دوسرے کے بعد جانشین ہوے ۔ جنھون نے بھاٹی راجپوتون وغیرہ کو دبا کر علاقہ بڑھایا انمین پچھلا بیرم دیو جسکی اولاد ملک مین بہت ہے جوئیہ راجپوتون کے ہاتھ سے مقابلے مین مارا گیا ۔

شیوجی سے بیرم دیو تک دو سو برس کے زمانے مین جو راٹھوڑ سردار گذرے اُنکے احوال مین صحیح سال و سمت نہین ملے اسلیئے قیاسی اور غلط سنہ چھوڑ دیے گئے ۔

۱۱۔ راو چونڈا راٹھوڑ

راو چونڈا راٹھوڑون مین بڑا نامی شخص گذرا ہے جس سے تاریخ مارواڑ مین نیا دور شروع ہو کر راو مالدیو تک پونے دو سو برس کے عرصے مین وہ ترقی کے ساتھ خود مختار رئیس بنے ۔ چونکہ ہر ایک قسمت آزمانے والی قوم کو کبھی تکلیف اور کبھی آرام کی صورت پیش آتی ہے اسی طرح چونڈا نے بھی اپنے شروع زمانے مین ایسی مصیبت اُٹھائی کہ ایک بار اُسکو کالو مقام کے کسی چارن سے پناہ مانگنی پڑی تھوڑے دنون کے بعد اُس کی ہمت بڑی شہرت کا سبب ہوئی اُس نے اپنی قوم کے تمام آدمیون کو جو علاقے مین پھیلے ہوئے تھے جمع کر کے سمت ۱۴۵۱ مطابق ۱۳۹۵ع مین قنوج کی تباہی سے پورے دو سو برس کے بعد منڈور پر حملہ کیا اور

وہان کے پرہار رئیس کو جو راو کے خطاب سے مشہور تھا قتل کرکے مارواڑ کی راجدھانی پر اپنا جھنڈا کھڑا کیا جس سے وہ منڈور کا راو بن گیا - یہ پہلا موقع ہے کہ مارواڑ کی تاریخ مین صحیح سال لکھا گیا -

چونڈا نے حکومت پاکر بھی اکثر دشمنون سے لڑائی جاری رکھی اُس نے ایک دفعہ ناگور والے حاکم کی فوج پر جو گجراتی بادشاہون کے ماتحت تھا فتح پائی لیکن قلعہ پر قبضہ حاصل نہو سکا - اسی طرح بھاٹیون سے بھی وہ اکثر لڑتا رہا یہان تک کہ سمت ۱۴۶۵ مطابق ۱۴۰۹ء مین ناگور کے پاس دشمنون سے مقابلہ کرکے ایک ہزار راجپوتون سمیت مارا گیا - اور اُس کے چودہ بیٹون مین سے بڑا رن مل کئی برس کے بعد اپنے بھائی کانہ کے لڑائی مین مارے جانے پر وارث بنا -

۱۲ - راؤ رنمل

راؤ رنمل سمت ۱۴۷۴ مطابق ۱۴۱۸ء مین گدی پر بیٹھا - اس کی بہن ہنس بائی نام میواڑ کے بوڑھے رانا لاکھا کو بیاہی گئی تھی جس سے موکل جی کے پیدا ہونے پر بڑے بھائی چونڈا نے راج کا دعوے چھوڑکر مالوے مین رہنا اختیار کیا تھا - موکل جی کے مارے جانے کے بعد کونبھا کی کم عمری کے سبب راؤ رنمل مع اپنے بیٹے جودھا کے ملکی کام سنبھالنے کی خاطر چیتوڑ مین رہتا تھا لیکن میواڑ کے سردارون کو راٹھوڑون کا تمام ریاست مین حاوی ہونا ناپسند ہوا اس لئے اس خوف سے کہ راٹھوڑ میواڑ مین اپنی حکومت نہ جمالین وہان کے سب لوگون نے رانا کونبھا کے چچا چونڈا کو جو ناراض ہوکر بادشاہ مالوہ کے پاس جا رہا تھا مدد کے واسطے بلایا - سمت ۱۵۰۰ مطابق ۱۴۴۴ء مین چونڈا نے آتے ہی یکایک رات کے وقت قلعہ پر دخل کرلیا راؤ رنمل جسکو نشے کی حالت مین ایک عورت نے چارپائی سے باندھ دیا تھا ہمت کے ساتھ کئی مخالفون کو مارکر کام آیا اور اُس کا بیٹا جودھا جان بچاکر اپنے ساتھیون سمیت بھاگ کر وطن پہونچا لیکن چونڈا نے راٹھورون کا پیچھا نہ چھوڑا اور اُن کا خاص دارالحکومت منڈور دبالیا جو سات برس تک سیسودیون کے قبضے مین رہنے کے بعد راؤ جودھا نے واپس لیا - رن مل کے قتل ہونے کے بعد اُسکے چوبیس بیٹون مین سے جودھا ولی عہد بنا اور دوسرون نے علحدہ جاگیرین پائین

۱۳ - راؤ جودھا

راؤ جودھا اپنے باپ کے بعد سات برس تک اپنی راجدھانی سے بے دخل رہا اُس نے سمت ۱۵۰۶ مطابق ۱۴۵۰ء مین سوچیت لیکر دوسرے برس بڑی جمعیت کے ساتھ منڈور پر حملہ کیا - چونڈا سیسودیہ کے دو بیٹے کوتل اور مانجا اس لڑائی مین کام آئے اور منڈور مقام راٹھورون نے واپس لیا سمت ۱۵۱۵ مطابق ۱۴۵۹ء مین راؤ جودھا نے منڈور کے عوض ایک پہاڑی کے پاس اپنے نام پر شہر جودھپور کی بنیاد ڈالکر پہاڑی کے ایک بلند حصے پر مضبوط قلعہ طیار کرایا جس سے دور تک ملک کی نگرانی ہوکر دشمنون سے بچاؤ کیا جائے - یہ شہر منڈور سے جنوب مین پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور پرانے شہر کی فصیل کا مال

نئے شہر کی تعمیر مین بہت کچھ خرچ ہوا ہے نئی راجدھانی آباد کرنے سے تیس برس کے بعد سمت ۱۵۴۵ مطابق سنہ ۱۴۸۹ء مین ۶۱ سال کی عمر پاکر راؤ جودھا انتقال کرگیا - جودھپور کو بسے ہوئے اس وقت ساڑھے چارسو برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے -

۱۴- راؤ سانتل

راؤ جودھا کے بیٹون مین سے اکثر نامور ہوے بڑا سانتل جس نے پوکرن مقام سے پانچ کوس پر سانتلمیر بسایا تھا تین برس راج کرکے ایک لڑائی مین پٹھانون کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے بعد دوسرا بیٹا سوجا یعنی سورج مل جودھپور کی گدی پر بیٹھا تیسرے کا حال معلوم نہین - چوتھے دودا نے سانبھر پر قبضہ حاصل کیا تھا جس کی اولاد میرتے مین رہنے سے میرتیہ راٹھوڑ کہلاتی ہے - جمیل میرتیہ جو چتوڑ پر اکبر بادشاہ کے مقابلے مین مارا گیا اور جس کی اولاد میواڑ مین اب بدھنور کی جاگیردار ہے اسی دودا کا پوتا تھا جودھا کے چھٹے بیٹے بیکا نے مارواڑ مین شمالی طرف جاٹون وغیرہ کا ملک دباکر شہر بیکانیر آباد کیا جہان پر ابتک اُسکی اولاد راج کرتی ہے - بیکانیر والون کا بیان ہے کہ بیکا سوجا سے بڑا تھا اسی لئے اُس نے سانتل کے بعد جودھپور کا دعوے کیا -

۱۵- راؤ سورجمل عرف سوجا

یہ اپنے بڑے بھائی سانتل کے بعد جودھپور کی گدی پر بیٹھا - بیکانیر کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اسوقت بیکانیر کے راؤ بیکا نے جو راؤ جودھا کے بیٹون مین سانتل سے چھوٹا اور سوجا سے بڑا تھا کل مارواڑ کا دعویدار بنکر جودھپور پر چڑھائی کی اور سورجمل نے راؤ جودھا کی ڈھال تلوار اور چتر وغیرہ چیزین جو قابل عزت گنی جاتی تھین بیکا کو دیکر صلح کرلی - سمت ۱۵۷۲ مطابق سنہ ۱۵۱۶ء مین بیپاڑ مقام پر سے بعض غارتگر پٹھان ایک سو چالیس عورتین پکڑکر لے چلے اور راؤ سوجا نے اُن کا پیچھا کیا سخت مقابلہ ہونے کے بعد عورتین تو اُنکے پنجے سے چھڑالی گئین لیکن اس ہنگامے مین راؤ سوجا کی جان گئی - راؤ کے پانچ بیٹون مین سے بڑا باگھا جوانی مین مرچکا تھا اس لئے اُس کا بیٹا اور راؤ کا پوتا گانگا ولی عہد مانا گیا راؤ کے دوسرے بیٹے اودا کی اولاد مین نیماج - جیتارن اور رائے پور وغیرہ کے ٹھاکر ہین جو اوداوت کہلاتے ہین -

۱۶- راؤ گانگا

اس نے سمت ۱۵۷۲ مطابق سنہ ۱۵۱۶ء مین اپنے دادا کے بعد راج پایا اسکے ایک چچا سانگا نے گدی کا دعوے کیا تھا لیکن وہ مقابلے مین قتل ہوا اور اُس کے مددگار پٹھانون نے جو ناگور پر قابض تھے شکست پائی سمت ۱۵۸۴ مطابق سنہ ۱۵۲۸ء مین جب میواڑ کا رانا سانگا مقام بیانہ کی طرف بابر بادشاہ سے مقابلے کو گیا تو اس موقع پر مارواڑ کے رائےمل اور رتن سنگھ میرتیہ وغیرہ بھی اُس کے ہمراہ تھے جو وہان لڑائی مین کام آئے - اس

لڑائی کے چار برس کے بعد اور مسند نشینی کے سولھوین برس راؤ گانگا کو اُسکے بے رحم بیٹے مالدیو نے حکومت کی حرص مین جھروکے سے گراکر مار دیا جبکہ وہ افیون کی پینک مین غافل بیٹھا تھا۔

۱۷- راؤ مالدیو

سمت ۱۵۸۸ مطابق ۱۵۳۲ء مین اپنے بے گناہ باپ کی جان کھوکر راج کا مالک ہوا یہ راٹھورونمین بڑا زبردست و نامی رئیس گنا جاتا ہے جس کے وقت کا سا عروج قنوج چھوٹنے کے بعد کبھی حاصل نہین ہوا سیسودیے سانگا سے۔ راٹھور مالدیو سے اور کچھواہے سوائے جے سنگھ کے نام سے ہمیشہ فخر کرتے ہین راؤ سمت ۱۵۶۸ مین پیدا ہوا تھا۔

ان دنون مین ہمایون تو اپنے بھائیون کی بغاوت کے سبب راجپوتانے کی طرف توجہ نہ کرسکا اور میواڑ مین رانا سانگا کے بعد کئی ایسے کم عقل رئیس قائم ہوئے جنھون نے فضول خانگی جھگڑون سے اپنی طاقت کو نقصان پہونچایا اس لئے راؤ مالدیو کی ہمت کے آگے اُسکو ترقی کرنے مین کوئی روکنے والا نظر نہ آیا۔ اُسنے ہر طرف بغیر خیال دوست و دشمن کے قدم بڑھانا شروع کیا۔ بہت جلد ناگور و اجمیر جو گجراتی حاکمون کے قبضے مین تھے دبالیے سمت ۱۵۹۶ مطابق ۱۵۴۰ء مین جنوبی طرف جالور رسوانہ اور بھادراجون فتح کرکے لونی ندی کے کنارے پر میہوہ وغیرہ مقامون کے خودسر جاگیردارون کو تابع کیا۔ اس کے دو برس کے بعد راو بیکا کی اولاد مین سے راؤ کلیان مل کو بیکانیر سے بے دخل کیا۔ مغربی طرف جیسلمیر کے بھاٹیون سے بکم پور وغیرہ چھین کر اپنے آدمیون کو بسا دیا جہان اب تک وہ مالدوت لیٹرے مشہور رہین اس طرح چارون طرف علاقہ بڑھا کر حفاظت کے خیال سے راو نے جودھپور کی پختہ شہر پناہ بنوائی۔ میرٹھ۔ پیپاڑ۔ پھلودی اور پوکرن وغیرہ مقامات پر مضبوط قلعے اور مکان تیار کرائے۔ ماتحت سردارون کے زور نہ پکڑنے اور خالصہ کم نہونے کی غرض سے زیادہ جاگیرین جو ہر پشت مین راٹھورون کو مل جایا کرتی تھین دینا موقوف کیا اور راؤ رنمل اور راؤ جودھا کی اولاد مین خاص جاگیرین قائم رکھکر ایسا انتظام کیا جس سے وہ زیادہ نہ بڑھ سکین۔

سمت ۱۵۹۹ مطابق ۱۵۴۳ء مین ہمایون بادشاہ اپنے بھائیون کی بغاوت اور شیر خان پٹھان کے ملک دبا لینے سے سندھ وغیرہ کی طرف پریشان پھرتا ہوا امداد کی اُمید پر پھلودی مقام تک راو مالدیو کے ملک مین آیا جس نے بادشاہ کو بہت دفعہ بلایا تھا اثنائے راہ مین جو بادشاہ کے ساتھ دور بین تھے وہ مالدیو کے مکر و غدر سے اندیشہ مند تھے اور حزم و احتیاط کی باتون سے بادشاہ کو آگاہ کرتے تھے بادشاہ کے حکم سے میر سمند رجو نہایت ہوشمند تھا مالدیو کے پاس گیا اور اُسکے دل کی تمام باتون کو دریافت کرکے بادشاہ کے پاس لوٹ آیا اور عرض کیا کہ راو نے جو اخلاص کی تمہیدین کی تھین وہ سچی نہ تھین اس وقت راو نے کچھ میوہ بادشاہ کے پاس بھیجدیا اب مالدیو کی بے وفائی اور باتون مین بھی ظاہر ہونے لگی جب بادشاہ کا لشکر مالدیو کی راجدھانی کے پاس آیا تو سنگا ناگوری کہ مالدیو کے معتمدون مین سے تھا بادشاہ کے لشکر مین بطور سوداگرون کے آیا اور جستجو مین ہوا

کہ کوئی الماس گران بہا ہو تو اُسکو خریدے اُسکی اوضاع سے خیر نہین معلوم ہوتی تھی بادشاہ نے فرمایا کہ اس
مشتری کے خاطرنشان یہ بات کردو کہ ایسے جواہر گران بہا خریدنے سے میسر نہین ہوتے جوہر شمشیر آبدار سے
ہاتھ آتے ہین جبکہ اُسکے ساتھ کسی بادشاہ کی رائے بھی ہو یا بادشاہون کی عنایت سے میسر ہوتے ہین اس
مُزوّر کے آنے سے اندیشہ زیادہ تر ہوگیا اور سمندر کی دریافت پر بادشاہ نے تحسین کی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ
بادشاہ کے نمک حرام دو نوکر راجہ کے پاس گئے اور انھون نے راجہ کو سمجھایا کہ بادشاہ کے پاس لعل و گوہر
بڑے بیش قیمت ہین وہ بادشاہ سے طلب کرے شاید اسکی تصدیق کے لئے اُس نے سنگا کو بھیجا ہو تنگدستی
کے وقت بادشاہون مین حزم و احتیاط زیادہ ہوجاتی ہے اس لئے ہمایون نے شمس الدین اتکہ کو راجہ
کے پاس بھیجا اور رائے مل سونی کو بھی بھیجا کہ بہت جلد وہان جائے اور اپنی فراست سے وہان کا حال
دریافت کرکے اطلاع دے اگر وہان سے لکھکر اطلاع نہ دے سکے تو اشارت معہود مین آگاہ کرے مالدیو کی وفاو
وفاق کی علامت یہ ٹھہری کہ وہ اپنے قاصد کو کہدے کہ بادشاہ کے پاس جاکر اپنی پانچون انگلیون کو ملاکر پکڑے
اور خلاف و نفاق کی اشارت یہ کہ فقط چھوٹی اُنگلی کو ہاتھ مین پکڑے اب بادشاہ کا لشکر قصبۂ پھلودی سے
کہ راجہ کے موطن جودہپور سے ساٹھ کوس پر تھا دو تین منزلین طے کرکے جوگی ندی کے کنارے پر فروکش ہوا
رائے مل سونی کا قاصد آیا اور اُس نے چھوٹی اُنگلی کو پکڑا اس اشارے کی حقیقت معلوم ہوگئی کہ راجہ کا
ارادہ مکر و دغا کا ہے اُس نے ایک جماعت کثیر کو بادشاہ کے استقبال کے لئے بھیجا جس کا ارادہ کچھ اور ہی تھا
اُسسے مالدیو پر دغابازی کا شبہہ اس سے اور بھی زیادہ ہوگیا کہ بادشاہ کا ایک کتابدار ہندوستان مین کسی
شکست مین بھاگ گیا تھا اور وہ مالدیو کے پاس جاکر اُس کا نوکر ہوگیا تھا اُس نے بادشاہ کو لکھا کہ خدا کے
واسطے آپ یہان سے جس قدر جلد ممکن ہو تشریف لے جائیے مالدیو کا یہ فاسد ارادہ ہے کہ حضور کو گرفتار
کرکے شیرشاہ کے حوالے کرے۔ شمس الدین اتکہ مالدیو کے پاس تھا مالدیو نے اُسکے لیے ایسا انتظام کر رکھا تھا
کہ وہ بادشاہ سے کسی طرح خط و کتابت نکرسکے گویا اُسکو آزاد قیدی بنا رکھا تھا مگر یہ اتکہ اُسکے اٹکانے سے
نہ اٹکا جب مالدیو کی نیت مین اُس نے فساد دیکھا تو وہ چھپ کر بادشاہ کے پاس چلا آیا اور اُس نے
وہان کا سارا حال عرض کیا جس سے بادشاہ کو یقین ہوگیا کہ مین خطرناک حالت مین
ہون اُس نے بے تامل پھلودی کی طرف کوچ کردیا جیسلمیر کی راہ سے امرکوٹ جانے کا
ارادہ کیا۔

ابوالفضل نے لکھا ہے کہ ایک گروہ تو آدمیون کا یہ کہتا ہے کہ مالدیو ابتدا مین بادشاہ کا خیراندیش تھا
مگر آخر کو جب اُس نے بادشاہ کی بے سامانی اور قلت جمعیت دیکھی تو اُسکی نیت مین فساد آگیا یا
شیرخان نے مواعید فریب آمیز اُس سے کئے اور اُس نے شیرشاہ کا غلبہ دیکھا یا شیرشاہ نے اُسکو ہمایون کی
خدمت و اعانت کرنے سے ڈرایا بہر تقدیر وہ راہ ہدایت و سعادت سے پھرا اور ورق اخلاص کو اُلٹ دیا

ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ ابتدا سے انتہا تک اظہار بندگی کرنا اور رع الفت عبودیت بھیجنا بالکل نفاق پر مبنی تھا

نظام الدین احمد نے تاریخ طبقات اکبری مین مالدیو کی نسبت لکھا ہے کہ جب ہندوستان سے ہمایون خارج ہوا اور شیر شاہ کی فتح نے چارون طرف اپنے پانون پھیلا لئے تو افغانون اور راجپوتون کے درمیان مڈبھیڑ ہونے لگی مالدیو نے ہمایون کو اس لئے بلایا تھا کہ اس کے سہارے سے وہ اپنے قوی دشمن شیر شاہ کا مقابلہ کر سکے مگر جب اسکے ملک مین بادشاہ آگیا اور اسکو معلوم ہو گیا کہ بادشاہ کے پاس سپاہ نہایت قلیل ہے اور وہ بھی خستہ حال اور پریشان ہے اور اس مین کوئی قابلیت مالدیو کی امداد کی نہین ہے اور شیر شاہ کی سپاہ ضلع ناگور مین جو اس کے ملک کی سرحد پر ہے دھمکیان دے رہی ہے اور شیر شاہ نے ایلچی بھیجکر بہت سے وعدے وعید کئے تو اس نے کمال بے مروتی سے یہ امر قرار دیا کہ جس طرح ہو سکے بادشاہ کو گرفتار کر کے شیر شاہ کے حوالے کرے خلاصہ یہ ہے کہ راجہ سمجھتا تھا کہ بادشاہ کے ساتھ ہونا شیر شاہ سے جھگڑا مول لینا ہے شیر شاہ کو وہ ایسا زبردست جانتا تھا کہ اپنی ہستی اس کے سامنے نہ گنتا تھا۔ بادشاہ کے آنے سے اسکو یہ اندیشہ بھی تھا کہ کہین اسکے پکڑنے کو شیر شاہ سارا لشکر لیکر اس کے ملک پر نہ چڑھ آئے غرض ایسے ایسے اندیشون سے اس نے شیر شاہ سے وعدہ کر لیا کہ ہمایون کو پکڑ کر اسکے حوالے کر دے گا۔

بادشاہ نے مراجعت کی یہان تک کہ وہ پھلودی سے چلکر ساتلمیر مین پہونچا جو جیسلمیر کے ملک مین تھا بادشاہ چلا جاتا تھا کہ صبح کو کیا دیکھتا ہے کہ لشکر کے پیچھے سے تین فوجین سوارون کی چلی آتی ہین مورخ قیاس اہر فوج کی تعداد پانچ سو آدمیون کی بتاتے ہین تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ یہ سپاہ مالدیو کی تھی بادشاہ کے ساتھیون مین سے شیخ علی بیگ اور درویش کوکہ اور روشن بیگ اور ایک اور جماعت کل بائیس آدمی دشمنون کی طرف روانہ ہوے یہ حسن اتفاق ہے کہ جس وقت وہ پہونچے تو سوار ایک تنگ راہ مین آگئے تھے اور شیخ علی نے اول ہی تیر مین مخالفون کے سردار کو ہلاک کیا ادھر سے جو تیر شست سے نکلا مخالفون مین سے ایک معتبر کو اس نے خاک پر گرایا دشمنون مین طاقت مقاومت نہ رہی اور تھوڑے لشکر نے بڑے لشکر کو بھگا دیا اور بہت سے آدمیون کو قید کیا۔

یہان سے بادشاہ فتحیاب ہو کر جیسلمیر مین راول لون کرن کے آدمیون سے لڑتا ہوا بڑی تکلیف کے ساتھ امر کوٹ پہونچا جہان اس کے اکبر شاہزادہ پیدا ہوا۔ پھر وہ ہندوستان سے ایران کو شاہ طہماسپ اوّل کے پاس چلا گیا۔

سمت ۱۶۰۰ مطابق ۱۵۴۴ء مین پٹھان بادشاہ شیر شاہ سور نے مالدیو پر چڑھائی کی جس کی تفصیل یہ ہے کہ شیر شاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ مالدیو راجہ مارواڑ نے مسلمانون پر بڑا ظلم ڈھا رکھا ہے اور ملک ناگور و اجمیر کو تعدی اور ظلم سے لے لیا ہے تو بادشاہ نے اس پر چڑھائی کا ارادہ کیا اور ۹۵۰ھ ہجری مین حکم دیا کہ اس کا لشکر ناگور۔ اجمیر اور جودھپور کی طرف کوچ کرے کوئی مورخ لکھتا ہے کہ اس کا لشکر

منشی ہزار تھا کوئی اُسکو بے شمار بتاتا ہے جب یہ لشکر آگرے سے سفر کرکے فتح پور سیکری مین پہونچا تو شیر شاہ نے حکم دیا کہ سارا لشکر تیار ہوکر ایسا مرتب و مسلح چلے جیسے جنگ کے واسطے جاتا ہے ہر منزل مین قلعہ و خندق بنائی جائے اثنائے راہ مین ایک منزل ریگستان مین ہوئی وہان ہر چند سعی کی ریگ سے قلعہ نہ بن سکا تو بادشاہ کے پوتے محمد خان پسر عادل خان نے یہ تجویز ایجاد کی کہ ٹاٹ کے تھیلون مین ریت بھر کر قلعہ بنایا جائے شیر شاہ نے اس حسن تدبیر پر پوتے کو شاباشی دی جب مالدیو کو شیر شاہ کی چڑھائی کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی پچاس ہزار راٹھور ساتھ لیکے اجمیر کے قریب مقابلے کو پہونچا شیر شاہ جب غنیم کے نزدیک آیا تو یہ حکمت چلا کہ ہندی خط مین خطوط مالدیو کے امرا کی طرف سے اس مضمون کے لکھوائے کہ ہم اس راجہ کے قہر و ستم کے خوف سے سرتابی کرکے برسون کے بعض نکالینگے ورجنگ مین اُسکو گرفتار کرکے حضور کے پاس لائینگے حضرت بادشاہ کچھ فکر و اندیشہ نکرین ان خطوط کو ایک خریطے مین بند کرکے ایک اپنے آدمی کو دیا کہ مالدیو کے خیمے کے نزدیک جا کھڑا ہو اور جب وہ سوار ہو تو اس خریطے کو اُسکی راہ مین ڈالکر چھپ جائے اس آدمی نے ہدایت کے موافق کام کیا جب مالدیو کے وکیل نے راہ مین پڑا ہوا خریطہ دیکھا تو اُسے اُٹھایا اور اُن خطون کو مالدیو کے پاس لے گیا مالدیو نے چونکہ بہت سے راجون اور زمیندارون کو تہ و بالا و مغلوب کرکے ملک بڑھایا تھا اور باپ کو مار کر راج پایا تھا وہ پہلے ہی سے زمیندارون اور سردارون سے اندیشہ مند تھا ان خطون نے اس اندیشے کو بڑھایا اور واپس جانے کا ارادہ کیا ہر چند راجپوتون نے سمجھایا کہ آپ کیا کرتے ہین مگر اُس نے کچھ نہ سُنا جب ان راجپوتون کو اُن خطون کے مضامین پر علم ہوا تو اُن کو اس بے وفائی و تہمت بے جا کا بڑا قلق ہوا اُنھون نے راو سے کہا کہ اب ہم اس تہمت کے مٹانے کے واسطے اپنی ہمت دکھاتے ہین حیف ہے کہ ہم راجپوتون پر بے وفائی کا نام آئے غرض یہ کہ چند سردار جن مین جے چند مل اور گوہا بڑے سور ما تھے دس بارہ ہزار سوار لیکر شیر شاہ کے لشکر پر حملہ آور ہوے اور راو اُس شک کے سبب جو اُسکے دل مین جما ہوا تھا جودھپور کو بھاگ آیا۔ راجپوتون نے وہ ہنگامہ کارزار گرم کیا کہ قریب تھا کہ مسلمانون کو شکست ہو جائے شیر شاہ اس وقت ورد و وظائف مین بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سپاہی اُس کو بُرا بھلا کہتا ہوا آیا کہ تو یہان پڑھ رہا ہے وہان لشکر کو شکست ہوتی ہے مگر اُس نے سپاہی کو جواب کچھ نہ دیا اشارے سے گھوڑا منگایا اور جب گھوڑا آیا تو سوار ہوا کہ فتح کی خبر آئی خواص خان نے جے چند مل اور گوہا کو مع اُنکی سپاہ کے مار ڈالا جب شیر شاہ کو ان راجپوت سردارون کی جوانمردی کا حال معلوم ہوا تو اُس نے لطیفہ کہا کہ ایک مٹھی باجرے پر سلطنت دہلی ہاتھ سے چلی تھی اس لطیفے مین لطف یہ تھا کہ مارواڑ کا مُلک ریگستانی ہے اُس مین سوائے باجرے کے اور پیداوار اچھا نہین ہوتا۔

شیر شاہ نے خواص خان اور عیسے خان نیازی اور بعض اور اُمرا کو ملک ناگور مین متعین کیا اور خود مرا جعت کی خواص خان نے قلعہ جودھپور کے قریب ایک شہر آباد کیا اور اپنے نام پر خواص پورہ اُس کا نام رکھا۔ اور کل ملک ناگور۔ اجمیر اور قلعہ جودھپور اور مارواڑ کے اضلاع کو اپنے قبض و تصرف مین لایا۔ مالدیو کو جب ان خطوط کا اصل حال معلوم ہوا کہ وہ جعلی تھے تو اُس کے دل پر بڑا صدمہ ہوا اور گجرات کی سرحد پر قلعہ سوانہ مین وہ بھاگ گیا۔

شیر شاہ کے مرنے کے بعد سمت ۱۶۰۵ مطابق سنہ ۱۵۴۹ء مین راو مالدیو نے دوبارہ اپنے ملک کے ساتھ اجمیر و ناگور کو دبا لیا لیکن سمت ۱۶۱۳ مطابق سنہ ۱۵۵۷ء مین پٹھانون کے سردار حاجی خان نے اجمیر واپس لیا۔ ہمایون کے مرجانے کے بعد جس نے کہ افغانستان سے آکر پنجاب وغیرہ پر قبضہ کرلیا تھا اُس کے ہونہار بیٹے اکبر نے باپ کے ارادون سے زیادہ کام کیا بہت جلد دہلی و آگرہ وغیرہ لیکر آنبیر کے راجہ بہارمل کو فرمان بردار بنانے کے بعد راجپوتانہ کی طرف توجہ کی۔ سمت ۱۶۱۴ مطابق سنہ ۱۵۵۸ء مین اُس کے ماتحت سردار شاہ قلی خان محرم نے حاجی خان کو نکالکر اول اجمیر و جیتارن اور پھر ناگور و سانبھر کو آسانی سے دبا لیا۔ اکبر کی زبردست سلطنت سے راو مالدیو کو بہت نقصان پہونچا مشرقی علاقے اکثر ماروار سے نکلکر بادشاہی خالصے مین شامل ہوتے گئے چنانچہ سمت ۱۶۱۹ مطابق سنہ ۱۵۶۲ء مین ناگور کے صوبہ دار شرف الدین حسین مرزا نے تین دن تک سخت لڑائی کے بعد راو کے ماتحت سردار دیوید اس اور جگمال راٹھور سے میرتہ بھی لے لیا بلکہ بقول محرر مجمع الملوک کے جودھپور کے قلعہ کا بھی محاصرہ ہوا اور مالدیو نے عورتون اور بچون کا جوہر کیا اور قلعہ فتح ہوگیا۔ ٹاڈ نے لکھا ہے کہ سمت ۱۶۲۵ مطابق سنہ ۱۵۶۹ء مین مالدیو نے اپنے پسر چندرسین کو مع تحائف اکبر کے پاس بھیجا اُس وقت اجمیر مین تھا لیکن اکبر بوجہ بے پروائی راجہ کے کہ خود حاضر نہوا نہایت ناراض تھا اور اُسے جنگلی راجہ کہتا تھا اسی سال مین اس لڑائی کے تھوڑے دن کے بعد تیئس برس راج کرکے راو مالدیو نے وفات پائی۔

اُس نے دستور کے خلاف اپنے تیسرے بیٹے چندرسین کو راج کا مالک بنایا تھا باقی گیارہ بیٹون مین سے بڑا رام سنگھ پہلے اکبر کے پاس اور پھر میواڑ مین جا رہا دوسرے اودے سنگھ کو اکبر کی خدمت مین رہنے سے چندرسین کے بعد راج ملا۔ چوتھے کا نام رائے مل تھا۔ دسوین آسکرن کی اولاد نے ضلع اجمیر مین جونیان وغیرہ کی جاگیر پائی۔ انکے سوا اورون کی نسل مارواڑ مین کئی جگہ پھیلی ہوئی ہے۔

۱۸- راو چندرسین

سمت ۱۶۱۹ مطابق سنہ ۱۵۶۲ء مین راج کا مالک ہوا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اپنے نامور باپ کی طرح آزادی سے راج کرے لیکن اسی سال مین اجمیر کے صوبہ دار حسین قلی خان نے جودھپور کو آگھیرا جس سے راو چندرسین جان بچاکر سوانہ کی طرف چلدیا اور رام سنگھ پسر کلان مالدیو اکبر کے پاس چلا گیا اور شہر و قلعہ بادشاہی قبضے مین جاکر کئی برس کے بعد اُس کے بڑے بھائی اودے سنگھ کو ملا۔ آٹھ برس کے بعد سمت ۱۶۲۷ مطابق سنہ ۱۵۷۱ء مین جب اکبر بادشاہ اجمیر ہوکر ناگور آیا تو وہان جودھپور ملنے کی اُمید پر چندرسین کو حاضر ہونا پڑا کیونکہ اُس کا ہم قوم دشمن راو کلیان مل بیکانیری اپنے بیٹے رائے سنگھ کو لیکر بادشاہ کے پاس جودھپور لینے کی فکر مین آموجود ہوا تھا لیکن بادشاہ نے جودھپور کسی کو ندیا۔ راو چندرسین اس کے بعد سوانہ مین رہکر لوٹ مار کرتا رہا جس مین بادشاہی آدمیون کے ہاتھ سے اُس کے مددگار راول سکھراج کا بھائی مان سنگھ سوجا اور دیوید اس راٹھور وغیرہ مارے گئے۔ شاہ قلی خان صوبہ دار اور راو دے سنگھ بیکانیری نے سوانہ کو آگھیرا

توچندر سین گرفتاری کے خوف سے پتا راٹھور کو قلعہ مین رکھکر پہاڑون کی طرف چلدیا۔ جب انکی کوششون سے قلعہ مسخر نہوسکا تو بادشاہ نے سید احمد و سید قاسم و سید ہاشم و جلال خان وغیرہ کو تسخیر کے لئے مقرر کیا اور اگلا لشکر واپس بلالیا۔ بادشاہی سرداروں کو سوانہ کی مہم پر زیادہ مصروف دیکھکر چندر سین کے بھتیجے کلا راٹھور نے ناگور دبالیا اس لئے سادات بارہ اور بڑے بڑے سردار ادھر مصروف ہوگئے اور سوانہ کی تسخیر کا کام تعویق مین پڑا جب بادشاہ نے دیکھا کہ پانچ برس سے سوانہ فتح نہوا اور ناگور بھی ہاتھ سے گیا تو بخشی شاہ باز خان کو بڑی فوج کے ساتھ مارواڑ پر بھیجا شاہ باز خان سوانہ کے سات کوس قریب پہونچا تھا کہ راٹھوڑون نے ایک مضبوط قلعے مین جس کا نام دونارہ ہے اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے مقابلے کا سامان کیا شاہ باز خان نے انکو بادشاہ کی طاعت گذاری کا پیغام دیا لیکن سرکشی سے باز نہ آئے اس لئے شاہ باز خان نے سلامت کوچے کھدوا کر قلعے کو مفتوح کرلیا اور یہان سے آگے بڑھکر سوانہ کو جا گھیرا اور یہان بھی سلامت کوچے کھدوا کر قلعے کی بربادی کی تدبیر کی تھی کہ اہل قلعہ نے اطاعت اختیار کر کے قلعہ حوالے کر دیا شاہ باز خان نے اسکی حفاظت راؤ مردان کے سپرد کردی اسی طرح اس نے ۱۲۱سنہ جلوس مطابق سمت ۱۶۳۳ و ۱۵۷۶ء مین ناگور اور دوسرے چھوٹے بڑے قلعے راٹھوڑون سے چھین لئے

شہباز خان مضبوط مقامات پر تھانے بٹھا گیا تو چار برس تک چندر سین نے پہاڑون مین پریشانی اٹھائی اگرچہ ایکبار پھر ہمت کر کے اس نے ضلع اجمیر کے کئی گانون لوٹ لئے لیکن واپسی کے وقت جبکہ پائندہ خان مغل اور قاسم بارہ وغیرہ نے پیچھا کیا تو چندر سین پر بڑی مصیبت اور تکلیف گذری جس سے وہ پہاڑ کے پاس پہونچنے تک سمت ۱۶۳۷ مطابق ۱۵۸۱ء مین اپنے باپ سے انیس برس کے بعد انتقال کر گیا۔ ایک عرصے کے بعد اسکی اولاد کو بادشاہی اطاعت کرنے سے ضلع اجمیر مین بھنال کی جاگیر ملی۔

۱۹۔ موٹا راجہ اودے سنگھ

یہ جب اکبر کی خدمت مین حاضر ہوکر فرمانبردار بنا تو شہنشاہ نے اس کو سمت ۱۶۴۲ مطابق ۱۵۸۵ء مین موروثی مقام جودھپور وغیرہ سونپ دیا اس راجہ نے اپنی بہن کو اکبر کی زوجیت مین دیدیا یہ وہی لڑکی ہے جو جودھا بائی کے نام سے مشہور ہے اور شاہزادہ سلیم کی مان ہے اور بادشاہ نے راحت جان خطاب دیا تھا ٹاڈ اس بات سے بہت ناراض ہے اور اس کو بھی اودے پور کے رانا اودے سنگھ کی طرح منحوس خیال کرتا ہے اس شادی کے بعد راجہ اودے سنگھ منصب ہزاری پر سرفراز ہوا اور وطن کی حکومت بطور جاگیر کے قرار پائی وقائع راجپوتانہ مین ذکر کیا ہے کہ جب اکبر کی جودھا بائی کے ساتھ شادی ہوکر جودھپور کے خاندان شاہی سے رشتہ داری ہوگئی تب بادشاہ نے بجز اجمیر کے صرف ممالک منضبطہ ہی کو واگذاشت نہین کیا بلکہ مالوے کے اکثر مالدار اضلاع عطا کئے انسے مارواڑ کی آمدنی دوچند ہوگئی اپنے بہنوئی بادشاہ کی دستگیری سے اودے سنگھ نے اپنے بھائی بندون کی طاقت کو کم کیا دوسرے بڑے سردارون کے بازو جھاڑے اور اکثر قدیم جاگیرداران کی جاگیرین ضبط کین کہ اس طرح ضبطی و بندوبست جدید سے چودہ سو گانون خالصے مین

شامل ہوئے راجہ دس برس پہلے یعنی ۲۳ سنہ جلوس اکبری میں صادق خان کے ہمراہ اورچھہ کے راجہ مدھکر بندیلے پر بھیجا گیا جس کی بغاوت دور کر کے قلعہ ترور چھین لیا ۲۵ سنہ جلوس ر سمت ۱۶۴۲ مطابق سنہ ۱۵۸۵ء میں وہ مرزا عبدالرحیم خان خانان کے ساتھ گجرات کے آخری بادشاہ مظفر پر روانہ کیا گیا تھا جہاں فتحیابی ہوئی اور ۳۸ سنہ جلوس میں زمیندار سروہی کی تادیب پر مامور ہوا آخر عمر میں راجہ اودے سنگھ اس قدر بھاری ہو گیا تھا کہ گھوڑے وغیرہ کی سواری نہیں کر سکتا تھا اس سبب سے اسکو بادشاہ نے موٹا راجہ خطاب دیا جس کے بعد مارواڑ کے رئیس راؤ کے عوض راجہ کہلانے لگے - اکبر ابتدا میں اس کو جنگلی راجہ کہتا تھا جس لفظ سے اُس کے باپ کو ہمیشہ یاد کیا کرتا تھا اس نے اپنی بیٹی کو جس کا نام بعض نے مان متی لکھا ہے اور بعض نے روپی اور بعض نے ویدگاری ولی عہد سلطنت جہانگیر سے بیاہ دیا تھا یہ لڑکی بوجہ اپنے علم و فضل کے جگت گوسائین کے خطاب سے موصوف تھی یہ شاہزادہ خرم یعنی شاہجہان کی ماں ہے اور حیات النسا خطاب ہے -

یہ راجہ بارہ برس راج کر کے سمت ۱۶۵۲ مطابق سنہ ۱۵۹۶ء میں دق کی بیماری سے انتقال کر گیا اور چار رانیاں اسکے ساتھ ستی ہوئیں - موٹا راجہ کی اولاد میں سترہ بیٹے اور سترہ بیٹیاں تھیں جن میں سے تیسرا بیٹا سورج سنگھ باپ کی وصیت سے راج کا مالک ہوا - ساتویں دلپت بادشاہی خدمت سے بہت عزت حاصل کی تھی جس کے پوتے رتن سنگھ نے شاہجہان کے حکم سے صوبہ مالوہ میں جاگیر پا کر اپنے نام پر قصبہ رتلام آباد کیا اور وہ ابتک اُسکی اولاد کی راجدھانی ہے - نویں کرشن سنگھ نے اپنی کارگذاری کے عوض جہانگیر بادشاہ سے ضلع اجمیر میں جاگیر پا کر اپنے نام پر کرشن گڑھ بسایا جو ابتک اُسکی نسل والوں کے قبضے میں چلا آتا ہے -

۲۰ - راجہ سورج سنگھ یا سور سنگھ

راجہ اودے سنگھ راٹھور کا بیٹا اور راجہ مالدیو کا پوتا تھا - سمت ۱۶۵۲ مطابق سنہ ۱۵۹۶ء میں راجہ ہو کر منصب ہزاری پر سرفراز ہوا اور شاہزادہ مراد کے ساتھ صوبہ گجرات میں متعین ہوا - جب شاہزادہ مہم گجرات سے مہم دکن پر مامور ہوا راجہ بھی اُسکے ساتھ روانہ ہوا اور وہاں پر شاہزادے اور ابوالفضل کے ماتحت رہ کر ناسک وغیرہ مقام کے لینے میں جنگ میں شریک رہا ۴۲ سنہ جلوس اکبری میں بہادر پسر مظفر گجراتی نے فساد برپا کیا راجہ فوج لیکر اُس کی تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا بہادر بغیر لڑے مارا گیا سنہ ۱۰۰۸ ہجری میں مراد نامراد دنیا سے سدھارا بجائے اُس کے شاہزادہ دانیال مہم دکن پر مامور ہوا راجہ شاہزادۂ موصوف کے ساتھ متعین ہوا - ۴۵ سنہ جلوس اکبری میں میان راجو دکھنی اور ۴۷ سنہ جلوس میں خداوند خان حبشی نظام شاہی کے مقابلے میں مصدر خدمات پسندیدہ ہو کر ۴۸ سنہ جلوس میں شاہزادہ دانیال کی سفارش سے نوبت و نقارہ کے اعزاز سے مفتخر ہوا اور مارواڑ کے آنے کی رخصت ملی اور اُس کا مصاحب گوبند داس بھاٹی جمعیت کے ساتھ دکن میں متعین رہا سمت ۱۶۶۵ مطابق سنہ ۱۶۰۹ء میں اکبر کے انتقال کر جانے کے بعد راجہ سور سنگھ جہانگیر کے حکم سے منصب چار ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سرفراز ہو کر خانخانان مرزا عبدالرحیم کی کمک پر مہم دکن میں متعین ہوا اور اُن سے

کئی برس کے بعد واپس آیا اور سمت ۱۶۷۱ مطابق سنہ ۱۶۱۵ء مین شاہزادہ خرم (شاہجہان) کے ساتھ مہم رانا پر مامور ہوا اور مہم کے بعد شاہزادہ موصوف کے ساتھ دکن مین تعینات ہوا سنہ ۱ جلوس مین حسب الطلب دربار مین حاضر ہوا۔ جہانگیر نے منصب پنجہزاری ذات تین ہزار سوار پر سربلند کیا اسی سال رتن راوت اور سنگار نام دو ہاتھی پیش کش کئے جہانگیر کو رتن راوت بہت پسند آیا اور بیس ہزار روپیہ اُسکی قیمت تشخیص کی۔

اسی سال اجمیر مین جبکہ بادشاہ پُشکر تالاب کی سیر کو گیا ہوا تھا راجہ کے چھوٹے بھائی کرشن گڑھ کے رئیس کرشن سنگھ نے مارواڑ کے دیوان گوبند داس بھاٹی کی جاے قیام پر دشمنی کے سبب حملہ کیا راجہ سورج سنگھ لڑائی کا حال سُنتے ہی جمعیت اسمیت بھاٹی کی مدد کو تیار ہوا اُس جگہ سے نکلتے ہی کرشن سنگھ کے ساتھ مقابلہ ہوگیا جو گوبند داس کو مار کر فارغ ہوچکا تھا اس موقع پر کرشن سنگھ اپنے بھتیجے کرن سنگھ اور ۲۶ راجپوتون کے ساتھ مارا گیا اور راجہ کے تیس آدمی قتل ہوئے بادشاہ نے یہ خبر سُنکر افسوس کے سوا کسی کو سزا دینے کے قابل نہ سمجھا۔

اسی برس راجہ سورج سنگھ دو مہینے کی رخصت پر وطن آیا جہان سے اپنے کنور گج سنگھ کو ساتھ لیکر دہلی پہونچا اور تیسری بار دکن جاکر چار برس کے بعد سنہ ۱۰۲۸ ہجری سمت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۲۰ء مین راج پانے سے پچیسوین سال وہین اُس کا انتقال ہوگیا اُس نے بہت سا وقت بادشاہی نوکری مین صرف ہونے پر اپنے ملک کو ترقی پر پہونچا کر راجدھانی کو زیادہ رونق دار بنایا۔ اُس کا تیار کرایا ہوا سور ساگر تالاب شہر جودھپور سے باہر شمال مغربی طرف ابتک موجود ہے جسکے کنارے پر مکانات اور ایک باغ لگا ہوا ہے۔

راجہ کے بیٹے گج سنگھ کو جہانگیر بادشاہ نے راج تلک (قشقۂ ریاست) دیا جس کا ذکر وہ اپنی توزک مین اس طرح تحریر کرتا ہے۔

سنہ ۱۰۲۸ ہجری (سمت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۲۰ء) مین راجہ سورج سنگھ کے مرنے کی خبر مجھکو ملی جو دکن مین اپنی موت سے گذر گیا۔ وہ راو مالدیو کا پوتا ہے اور یہ ایسا شخص تھا جو رانا کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرتا تھا۔ راجہ سورج سنگھ میرے بزرگ باپ (اکبر) کی اور میری مہربانیون سے بڑی عزت اور منصب پر پہونچا۔ اُس کا ملک اُس کے باپ اور دادا کے وقت سے بھی بڑھ گیا ہے اُس کے بیٹے کا نام گج سنگھ ہے جسکو اُس نے اپنی زندگی مین مُلکی کام سونپ دیے تھے گج سنگھ کو مین نے ہوشیار دیکھکر تین ہزاری ذات دو ہزار سوار کا منصب۔ راجہ کا خطاب۔ علم اور نیزہ عنایت کیا اور اُسکے چھوٹے بھائی دَسبل سنگھ کو پانچسو ذات اور ڈھائی سو سوار کا منصب اور وطن مین جاگیر دی۔

۲۱ - راجہ گج سنگھ

اپنے باپ راجہ سورج سنگھ کے ساتھ سنہ جلوس جہانگیری مین دربار مین حاضر ہوا سنہ ۱۴ جلوس سمت ۱۶۷۶ مطابق سنہ ۱۶۲۱ء مین جودھپور کا مالک ہوکر اور منصب ہزار ذات دو ہزار سوار سے مفتخر ہوکر

دکن بھیجا گیا جہان عمدہ کارگذاری دکھانے کے سبب دو برس کے بعد اُسکو بادشاہی طرف سے نوبت و نقارہ
ملکر چارہزاری ذات و تین ہزار سوار کا منصب عطا ہوا۔

سمت ۱۶۸۰ مطابق ۱۶۲۳ء مین شاہزادہ شاہ جہان کے بغاوت کرنے پر بادشاہ زادہ پرویز اور
مہابت خان کے ہمراہ گج سنگھ کو بھی لڑائی پر جانا پڑا۔ جہانگیر نے اس خیال سے کہ شاہ جہان جودھپور کے راجہ
اودے سنگھ کی بیٹی سے پیدا ہوا ہے اور راٹھوڑ اُسکے طرفدار نہ بنین راجہ گج سنگھ کی بہن کے ساتھ بادشاہ زادہ
پرویز کا بیاہ کرادیا (یہ لڑکی سورج سنگھ والی جودھپور کی بیٹی ہے) اور راجہ کا منصب پانچہزاری تک بڑھادیا
مقابلہ ہونے پر شاہ جہان شکست کھاکر بنگالہ و دکن کی طرف بھاگتا پھرا اور سمت ۱۶۸۴ مطابق ۱۶۲۸ء مین جہانگیر
و پرویز کے مرجانے سے آگرے مین آکر بادشاہ بن گیا۔ اس موقع پر راجہ گج سنگھ جو خانجہان لودی صوبہ دار مالوہ کا
ساتھ چھوڑکر دو مہینے سے اپنے وطن آرہا تھا جلوسی دربار مین گیا جہان اُس کو نیزہ۔ نقارہ۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔
تلوار خلعت ملا۔ دوسرے برس خان جہان لودی صوبہ دار خاندیس کے باغی ہونے پر ارادت خان کے ساتھ
راجہ گج سنگھ اور بیکانیر و بوندی وغیرہ کے رئیس مقابلے کو بھیجے گئے لڑائی مین راو چندر سین کا بیٹا کرمسی جیمل
میرتیہ کا پوتا راجہ گردھر اور بلبھدر وغیرہ مارے گئے اور دو برس کے بعد خانجہان مع تمام ساتھیون کے قتل ہوا۔
۳ سنہ جلوس مین مہم نظام الملک اور اُسکے بعد مہم بیجاپور مین متعین ہوکر کارہاے نمایان انجام دیے ۶ سنہ
جلوس مین دربار مین حاضر ہوا اور خلعت و اسپ سے سرفراز ہوا اس کے بعد راجہ گج سنگھ کسی مہم پر نہ بھیجا گیا
اُس کا بڑا بیٹا امر سنگھ فوجی کام انجام دیتا رہا ۱۰ سنہ جلوس مین ایک برس کی رخصت لیکر جودھپور روانہ ہوا
۱۱ سنہ جلوس مطابق سمت ۱۶۹۴ مین راجہ گج سنگھ اپنے دوسرے بیٹے جسونت سنگھ کو ساتھ لیکر اُسکی ولیعہدی
منظور کرانے کے لئے شاہ جہان کے دربار مین گیا جہان چند روز کے بعد آگرے کے مقام پر تاریخ جیٹھ سدی ۴
سمت ۱۶۹۵ مطابق سنہ ۱۶۳۹ء ۶ ۲ محرم سنہ ۱۰۴۸ ہجری مین انیس ۱۹ برس راج کرکے گذر گیا۔ اُسکے مرنے پر
بڑے بیٹے کا محروم رہکر دوسرے کو راج ملنے کا سبب پرانے بیانات کے ساتھ بادشاہ نامہ شاہ جہانی مین
مولوی عبدالحمید لاہوری نے اس طرح پر لکھا ہے۔

۲ محرم سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو راجہ گج سنگھ نے جو بادشاہی رشتہ داری۔ بڑی کارگذاری بہت طاقتوری
اور زیادہ صاحب لشکری سے ہندوستان بھر کے راجاؤن مین بڑا امتیاز زندگی کا سامان طے کیا (مر گیا) قدردان
شاہنشاہ نے راجہ کے بیٹے جسونت سنگھ کو خلعت۔ جمدھر۔ چارہزاری ذات و تین ہزار سوار کا منصب
اور راجہ کا خطاب اُس کے باپ کی وصیت کے موافق دیا۔ اس راجہ نے ایک ہزار اشرفی۔ بارہ ہاتھی
اور کسی قدر جڑاؤ ہتھیار نذر کے طور پیش کئے۔ راجہ جسونت کے بڑے بھائی امر سنگھ کو جو بادشاہی حکم سے
بادشاہزادہ شجاع کی خدمت مین کابل گیا ہوا تھا ہزار سوار کی ترقی سے تین ہزاری ذات و سوار کا منصب
اور راؤ کا خطاب بخشا گیا پہلے زمانے مین راٹھوڑون کے بزرگ (سردار) راؤ کہلاتے تھے جب سورج سنگھ کا باپ

راجہ اودے سنگھ شہنشاہ اکبر کی خدمت میں حاضر ہوکر فرمانبردار بنا تو شہنشاہ نے اُس کو راجہ کا خطاب عنایت کرکے حکم دیا کہ اب جو کوئی اس گروہ (راٹھوڑ) کا سردار بنے اُس کو راجہ کے خطاب سے پکارا جائے اور اگر چھوٹا بھائی راجہ بن جائے تو بڑے کو راؤ کہا جائے۔ اس راٹھوڑ فرقے کا حال دوسرے راجپوتون کے برخلاف ہے کیونکہ دوسرون مین بڑا بیٹا ولی عہد کیا جاتا ہے اور راٹھوڑون مین جس کی مان سے راجہ کو زیادہ محبت ہوتی ہے وہ جانشین کردیا جاتا ہے جیسے راجہ اودے سنگھ کا بیٹا سورج سنگھ جو تین بھائیون سے چھوٹا تھا باپ کی اُس کی مان پر زیادہ مہربان ہونے کے سبب راجہ بن گیا اور بڑا سکت سنگھ راؤ کہلایا۔

۲۲۔ مہاراجہ جسونت سنگھ اوّل

راجہ گج سنگھ کا چھوٹا بیٹا تھا اُس زمانے مین راٹھوڑون مین عام راجپوتون کے رواج جانشینی کے خلاف یہ دستور تھا کہ راجہ کو اپنی جس رانی سے محبت زیادہ ہوتی تھی اُس کے بیٹے کو وہ اپنا ولی عہد کرکے جانشینی کے واسطے وصیت کرتا تھا اسی رسم کے مطابق راجہ گج سنگھ نے جسونت سنگھ کو اپنا ولی عہد مقرر کرکے بادشاہ سے اُس کی جانشینی کے واسطے عرض کردیا تھا چنانچہ جب ۲ محرم سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو گج سنگھ نے انتقال کیا تو شاہ جہان نے جسونت سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کرکے خلعت اور جمدھر مرصع علم و نقارہ اسپ مع زین طلا اور فیل مرحمت فرماکر خطاب راجگی سے مفتخر کیا جسونت سنگھ نے ہزار اشرفیان کی بارہ ہاتھی اور چند مرصع آلات پیش کش کیے اُس پر شاہ جہان کی بڑی مہربانی تھی کہ راج ملنے کے تھوڑے دنون کے بعد وہ اُس کو پنجہزاری ذات پنجہزار سوار کا منصب دیکر اپنے ساتھ کابل لے گیا اور اُس کی کم عمری کے سبب راج کے انتظام پر بادشاہی منصب دار راج سنگھ راٹھوڑ کو مارواڑ مین مدار المہام کرکے بھیجدیا اور منصب اس کا ہزاری ذات چارصد سوار مقرر کیا۔ ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۹ ہجری کو رخصت وطن حاصل کرکے اپنے وطن جودھپور کو روانہ ہوا۔ ۶ ذیحجہ سنہ ۱۰۵۰ ہجری کو دربار مین واپس آیا۔ دو برس کے بعد راج سنگھ کے مرجانے پر مہیش داس راٹھور کو جو راجہ اودے سنگھ کا پوتا اور رتلام کے آباد کرنے والے رتن سنگھ کا باپ تھا دوہزاری ذات و سوار کا منصب اور جالور جاگیر مین دیکر مارواڑ کا دیوان بنایا۔ ۱۱ محرم سنہ ۱۰۵۱ ہجری کو جسونت سنگھ کے منصب کے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ قرار پائے سنہ ۱۰۵۲ ہجری مین خلعت جمدھر مرصع مع پھول کٹارہ علم و نقارہ اسپ و فیل عطا ہوکر شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار پر متعین ہوا اور وہان سے واپس آکر ۱۲ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۲ ہجری کو رخصت لیکر جودھپور روانہ ہوا۔ ۸ رمضان سنہ ۱۰۵۲ ہجری کو بمقام اجمیر ملازمت شاہی مین حاضر ہوا سمت ۱۷۰۱ مطابق سنہ ۱۶۴۵ء مین راجہ جسونت سنگھ کے بڑے بھائی امر سنگھ نے جس کو بادشاہی طرف سے ناگور جاگیر مین ملا تھا شاہ جہان کے سامنے صلابت خان درباری بخشی کے سینے مین دوڑ کر کٹار ماری جس سے وہ مرگیا اُسی وقت خلیل اللہ خان اور اُرجن سنگھ گوڑ نے امر سنگھ کو تلوارون سے قتل کیا امر سنگھ کی لاش باہر لائے جانے پر اُس کے راجپوتون نے کئی پہرہ دار گرز بردارون کو

جان سے مارا اور خود بھی سب لڑ کر ہلاک ہوئے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ راؤ امر سنگھ کے آدمیون نے جو ناگور مین رہتے تھے بیکانیر کی سرحد پر کچھ زمین دبالی تھی جس کا حال بیکانیر کے راجہ کرن سنگھ کے لکھنے کے موافق صلابت خان نے بادشاہ سے عرض کر کے امین بھیجنے کی تجویز ٹھہرائی تھی اس بات کو امر سنگھ نے بیکانیر والون کی طرفداری خیال کر کے ناحق صلابت خان کی اور اپنی جان کھوئی - ناگور کی جاگیر بادشاہ نے امر سنگھ کے بیٹے رائے سنگھ کے نام پر بحال رکھی تھی جو چار پشت کے بعد جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ نے ضبط کر لی - یکم ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۴ ہجری کو جسونت سنگھ کو عارضی طور سے صوبہ دار السلطنت آگرہ کی حکومت عطا ہوئی - ۲۸ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۶ھ کو جمدھر مع پھول کٹارہ عربی گھوڑا مع سنہری ساز کے مرحمت ہو کر عزت افزائی ہوئی ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۶ھ کو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز رہوا - ۲۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۶ھ کو منصب کے پانصد سوار اور دو اسپہ سہ اسپہ اضافہ ہوے - سنہ ۲۱ جلوس مین منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار وسہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مفتخر ہوا - سنہ ۲۲ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر روانہ ہوا - سنہ ۲۸ جلوس مین منصب ششش ہزاری ذات ششش ہزار سوار و پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سربلند ہو کر خطاب مہاراجہ سے مفتخر ہوا جو اُس وقت تک راجپوتانے مین کسی کو نہ ملا تھا اور اسی سال رخصت حاصل کر کے وطن کو روانہ ہوا - سنہ ۲۲ جلوس مطابق سنہ ۱۰۶۸ ہجری سمت ۱۷۱۴ مطابق سنہ ۱۶۵۸ع مین شاہجہان ایسا بیمار رہا کہ عام طور سے مرنے کی خبر اُڑ گئی شجاع بنگالے سے اورنگ زیب اور مراد بخش دکن و گجرات سے اپنی اپنی فوجین لیکر دار السلطنت کو روانہ ہوئے ولی عہد سلطنت دارا شکوہ نے انکے مقابلے اور روکنے کے واسطے فوجین روانہ کین چنانچہ جو فوج اورنگ زیب اور مراد بخش کے روکنے کے واسطے روانہ کی گئی اُس کی سپہ سالاری مہاراجہ جسونت سنگھ کو سپرد ہوئی رخصت کے وقت بادشاہ یا دارا شکوہ نے ۲۵ ہزار فوج کے سوا ایک لاکھ روپیہ نقد سو گھوڑے ایک ہاتھی اور حکومت صوبہ مالوہ مہاراجہ کو عطا فرما کر منصب ہفت ہزاری ذات ہفت ہزار سوار پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز فرمایا جو شاہزادون کے بعد وزیر وغیرہ کو ملتا تھا -

مہاراجہ یوم ولادت سے ناز و نعم اور چوچلون مین پلا تھا عمر بھر کبھی ایک دن بھی تکلیف و مصیبت مین بسر نہوا تھا اور مسندنشینی کے بعد شاہجہان کی مصاحبت مین آرام سے رہنے کے سوا اب تک کہین تنہا لڑائی جانے کا کام نہ پڑا تھا اور اس وقت اُس کو بڑا افسر ہونے کے ساتھ ہی پہلی بار ایسی لڑائی پیش آئی جس مین ایک جوان بخت و جوان سال اور زبردست و ہوشیار دشمن یعنی اورنگ زیب سے مقابلہ تھا مہاراجہ اُجین مین آیا جب اُس نے سنا گجرات سے مالوے کی طرف مراد بخش آتا ہے تو وہ قاسم خان اور سارے لشکر کو لیکر بانس برلر کی راہ سے لڑنے کے قصد سے مراد کی سرراہ پر آگیا اور کاچرودہ سے تین کوس پر آ کر ٹھہرا جس سے مراد بخش اٹھارہ کوس پر تھا اور جاسوسون کو بھیجا کہ مراد بخش کی عزیمت کی خبر سے محقق طور پر

اطلاع دین اورنگ زیب نے دریاے نربدا کے گذرون اور راستون کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ
صوبۂ دکن اور خاندیس کی کوئی خبر راجہ کے پاس نہین پہونچ سکتی تھی اس کو یہ خبر ہی نہین ہوئی کہ
اورنگ زیب برہان پور سے مالوے کی طرف چلا ہے وہ صرف مراد بخش سے لڑنے کے لئے آمادہ وتیار تھا
جب مراد بخش کو راجہ کی اور اُس کے ساتھ لشکر شاہی کے آنے کی خبر ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ مجھ مین
اس لشکر کے مقابلے کی تاب وتوان نہین ہے تو مراد بخش نے اورنگ زیب کی ہدایت وارشاد سے جو اُسنے
اپنے مراسلات مین کی تھی کاچرودہ سے اٹھارہ کوس کے فاصلے پر اُس راہ کی سمت بدلی جس پر
آتا تھا اور دیپال پور کے نواحی مین اورنگ زیب سے آن ملا راجہ جسونت سنگھ نے کاچرودہ مین چار
مقامون کے بعد سُنا کہ مراد بخش جس راہ پر آتا تھا اُسے بدل کر دوسری راہ پر چلا گیا اب وہ اُس
راہ کی تفتیش مین ہوا اور ابتک اُسکو خبر نہوئی کہ اورنگ زیب کا لشکر دریاے نربدا سے پار آگیا ہے
اس عرصے مین راجہ شیورام گوڑ نے جو مانڈو مین تھا راجہ کے پاس نوشتہ بھیجا جس مین اورنگ زیب
کے نربدا سے پار ہونے کا حال مجمل لکھا تھا اور یہ بھی ہوا کہ قلعہ دھار مین جو دارا شکوہ کے نوکر تھے وہ
اورنگ زیب کے لشکر کے قریب آنے سے ڈر کر قلعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے جا کر ملے راجہ نے یہ خبر سُنکر
کاچرودہ مین جس راہ سے آیا تھا اُسی راہ سے بازگشت کی اور جنگ کے ارادے سے دھرمات پور سے
ایک کوس پر آیا کہ اورنگ زیب کے لشکر کا سد راہ ہو اورنگ زیب یہ نہین چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور
مسلمانون کا خون ہو دھرمات پور مین آنے سے پانچ چھہ روز پہلے کب راے کو کہ ایک برہمن فہمیدہ تھا
مہاراجہ جسونت سنگھ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہین ہے صرف باپ کی ملازمت
کی نیت ہے ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت مین چلو یا ہمارے سرراہ سے ہٹ کر جودھپور اپنے وطن
چلے جاؤ نہین تو لڑائی مین تمھارا بڑا نقصان ہوگا مہاراجہ نے اس پیغام کو کچھ نہ سُنا اور جنگ و
پیکار کے لئے آمادہ ہوا کب راے کو اُلٹا بھیجدیا جب اورنگ زیب کو یقین ہوگیا کہ لڑنا ضرور پڑے گا
تو وہ تدبیر جنگ اور تو زک سپاہ مین مصروف ہوا۔ روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ ہجری مطابق ۱۶۵۸ء کو
سپاہ کے ساتھ اُس سے لڑنے کا ارادہ کرلیا بہت سے ہاتھی اور توپخانہ آراستہ کرکے جنگ کی تیاری
کی اپنے لشکر کے ہراول پر شاہزادہ محمد سلطان اور نجابت خان کو مقرر کیا اور انکے ساتھ شجاعت خان
خلف نجابت خان وسید مظفر خان بارہ واحمد خان خویشگی ولودی خان وبردل خان وکمال خان
لودی وسید نصیر الدین دکھنی وجمال بیجاپوری والہام اللہ وعبد الباری انصاری ومیر ابو الفضل
ماموری وقادر داد انصاری وغیرہ کو امداد کو رکھا اور ذو الفقار خان وبہادر خان وہادی داد خان
وسید دلاور خان وزبردست خان وسادات خان وحمید کاکر وغیرہ کو تھوڑے سے توپخانے کے ساتھ
شاہزادے کے ہراول مین مقرر کیا اور توپخانے کا اہتمام مرشد قلی خان کے سپرد کردیا اور مراد بخش کو فوج

میمنہ مین متعین کیا - اور میسرہ کی طرف شاہزادہ محمد اعظم کو ایک سپاہ کے ساتھ مقرر کیا ملتفت خان اور ہمت خان اور کار طلب خان و سہندار خان و راجہ اندرمن دھندھیرہ و ہوشدار خان و بختیار خان و میر بہادر دل و منعم خان و شیخ عبدالعزیز و سید یوسف و اسمعیل نیازی و یعقوب و دلاور ازبک خان و نعمت اللہ ولد حسام الدین خان و سید حسن و کھرن کچھی راجہ سارنگڈہ و غیرت بیگ و مہریز مہندا اور ایک اور جماعت کو اس طرف مقرر کر دیا اور شیخ مرزا اور اُس کا بھائی سید میر و عبدالرحمن و غازی بیجاپوری و فتح خان روہیلہ و اسمعیل خویشگی و کیسری سنگھ بھورتیہ و رگناتھ راٹھور و مسعود منگلی و سید منصور و بادل بختیار و سیف الدین بیجاپوری وغیرہ کو سیدھے بازو پر مقرر کیا - صف شکن خان و خواص خان و سکندر روہیلہ اور دوسرے امرائے دکھنی مثل جادون راو و رستم راو و دولت مند خان و ماجی و باجی و منوجی و بسونت راو کو اُلٹے ہاتھ کی طرف بھیجا - قراولی مین عبداللہ خان و قزلباش خان و دوست بیگ برادرزادہ محمد شریف تولکچی و رعد انداز بیگ وغیرہ کو رکھا اور خود عالمگیر قلب لشکر مین رہا اور اپنے ساتھ اصالت خان و مخلص خان و تہور خان و قلیج خان و جوہر خان و عنبرین خان و ذوالقدر خان و غیرت خان و میر ابراہیم تورہ بیگی و بھگونت سنگھ ولد راو شترسال ہاڑا و سوبھکرن بندیلہ و آتہ یار بیگ میر توزک و بیگ محمد خویشگی کو رکھا -

جب مہاراجہ جسونت سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا کہ عالمگیر اس تیاری کے ساتھ میدان مین آیا ہے تو براہ مکاری دفع الوقتی کی غرض سے عالمگیر کی خدمت مین سفیر بھیج کر عرض کرایا کہ خانہ زاد کو مقابلے کا داعیہ نہین ہے حضور سے لڑنے کی طاقت نہین رکھتا اگر قصور معاف فرمادیا جائے تو سلام کو حاضر ہوجاؤن - عالمگیر نے سمجھ لیا کہ فرصت ڈھونڈھتا ہے اس لئے جواب دیا کہ اب ہم سوار ہوچکے توقف کے کیا معنی اگر جسونت سنگھ اپنے قول مین سچا ہے تو اپنے لشکر سے نکلکر تنہا نجابت خان کے پاس چلا آئے وہ شاہزادہ محمد سلطان کے پاس اُسے لے جائیگا اور شاہزادہ اُس کو اپنے ہمراہ ہمارے حضور مین لے آئیگا اور اُس کے قصورات کی معافی کرائیگا چونکہ جسونت سنگھ کی غرض فریب سے خالی نہ تھی پھر جواب نہ بھیجا اور لڑائی کے لئے سوار ہوا اور قاسم خان کو اپنے لشکر کے ہراول کا سردار بنایا اور بڑے بڑے سردار راجپوتون کو جیسے مکند سنگھ ہاڑا اور شاہ پور کے سجان سنگھ سیسودیہ اور سجان سنگھ بوندیلہ اور امر سنگھ چندراوت و رتلام والے رتن سنگھ راٹھور و ارجن گوڑ و دیالداس جھالا و موہن سنگھ ہاڑا و خوشحال بیگ کاشغری و سلطان حسین ولد اصالت خان اور دوسرے بادشاہی معتبر آدمیون کو اُس سپاہ مین مقرر کیا اور اُس لشکر کے بخشی بہادر بیگ کو جو توپخانے کا افسر بھی تھا تمام توپخانے کے ساتھ لشکر کے سامنے رکھا اور جانی بیگ داماد قاسم خان اور دوسرے امرا کو بھی لشکر کے سامنے متعین کیا اور مخلص خان و محمد بیگ و یادگار بیگ کو جو تورانی سپاہیون مین نامی تھے قراولی کو مقرر کیا مہیش داس و گوردھن راٹھور راجپوتون کی نہایت چیدہ سپاہ کے ساتھ فوج کے اگلے حصے مین بھیجے گئے اور چیدہ چیدہ راجپوتون کا ایک گروہ جو قریب دو ہزار کے تھا اور بھیم داس ولد راجہ بیلداس گوڑ وغیرہ بادشاہی راجپوتونکو بھی

اپنے ہمراہ لیکر قلب لشکر مین ٹھہرا اور راجہ راے سنگھ سیسودیہ کو عمدہ راجپوتون کی ایک جماعت کے ساتھ
قلب لشکر کی معاونت پر رکھا۔ افتخار خان و سید شیر خان بارہ اور سید سالار اور یادگار مسعود و محمد مقیم ولد شاہ
بیگ خان منصب دارون کو اُلٹی طرف متعین کیا بالوجی و پرسوجی و راجہ دیبی سنگھ بوندیلہ کو اس لشکر کی حفاظت
کے لیے چھوڑا جو بنگاہ کے پاس تھا جسونت سنگھ ایسی زبردست تیاری اور بھاری لشکر کے ساتھ عالمگیر کی
لڑائی کو مصروف ہوا پانچ چھ گھڑی دن چڑھے لڑائی شروع ہوئی بان اور گولے اور گولیان طرفین کیطرف سے
برسنے لگے عالمگیر کا لشکر تھوڑا تھوڑا بڑھنے لگا اور تیر و بان و بندوق سے دشمن کو تنگ کرنے لگا یہان تک کہ
جسونت سنگھ کی سپاہ مین سے مکند سنگھ ہاڑا اور رتن سنگھ راٹھور رتلام والا و دیالداس جھالا و ارجن گوڑ
اور شاہپوری کا سجان سنگھ سیسودیہ اور دوسرے سردار بیش دستی کرکے دھاوا کرتے ہوے عالمگیر کے توپخانے پر
پہونچکر لڑنے لگے مرشد قلی خان و ذوالفقار خان کے پاس باوجودیکہ دشمن کی سپاہ کی برابر سپاہ نہ تھی مگر یہ
جمکر اُنکا مقابلہ کرنے لگے اس ہنگامے مین مرشد قلی خان مارا گیا اور ذوالفقار خان جان دینے پر آمادہ ہوکر
گھوڑے سے اُتر پڑا اور لڑائی مین مصروف ہوا جو تھوڑے سے آدمی ساتھ تھے اُن ہی کی استعانت سے
مردانہ جنگ کرنے لگا۔ یہانتک کہ راجپوت توپخانۂ عالمگیری کے پاس سے ہٹ گئے اگرچہ ذوالفقار خان
کے ساتھی خستہ و شکستہ ہوگئے تھے مگر اپنے مقامون پر جمے رہے۔ اب جسونت سنگھ کے راجپوتون نے عالمگیر
کے ہراول کو جا دبایا اور اُنکی مدد کو جسونت سنگھ کی اور سپاہ بھی آگئی اور خوب معرکہ پڑا شاہزادے اور
نجابت خان وغیرہ نے بھی جمکر اچھی طرح مقابلہ کیا اگرچہ راجپوت جان توڑکر کوشش کررہے تھے مگر
عالمگیر کے آدمیون کے پانون بدستور جگھون پر جمے ہوے تھے یہ حال دیکھکر مرتضےٰ خان سپاہ ہراول کے
ساتھ مدد کو پہونچ گیا اور صف شکن خان اُلٹے بازو کی فوج کو بڑھالایا اب جمکر لڑائی ہونے لگی عالمگیر
ہاتھی پر سوار یہ حال دیکھ رہا تھا فوراً اپنی رکاب کی سپاہ کو لیکر مدد کو پہونچ گیا اور اس طرح اپنی اگلی سپاہ کو
قوت پہونچائی اس حملے سے راجپوت بہت خستہ اور مقتول ہوے مکند سنگھ ہاڑا و شاہپوری والا سجان سنگھ
سیسودیہ و رتلام والا رتن سنگھ راٹھور و ارجن گوڑ و دیالداس جھالا و موہن سنگھ ہاڑا وغیرہ مہاراجہ کے
حیلہ آور بڑے بڑے سردار کام آئے اور بے تعداد راجپوت سپاہی و سوار مقتول ہوئے اس سخت وقت مین
ٹوڈہ کا راجہ راے سنگھ سیسودیہ و راجہ سجان سنگھ بوندیلہ و امر سنگھ چندراوت جسونت سنگھ کی فوج مین سے
بھاگ نکلے مراد بخش کہ سیدھے بازو پر تھا اُس نے دشمن کی سپاہ پر جدھر سے بھاگڑ پڑ گئی تھی ایسی ضرب
لگائی کہ وہ تاب نہ لا سکی اس حملے سے بالوجی و پرسوجی بھی ڈرکر میدان سے بھاگ گئے اور دیبی سنگھ
مراد بخش کے پاس آکر ادھر ملگیا اور اُس سے کہا کہ عالمگیر سے عفو قصور کرادے جب مراد بخش کی سیلہ مہاراجہ
جسونت سنگھ کی اُلٹی طرف کی سپاہ کی طرف سے گذری تو افتخار خان اعـ ـسزہ نے اُس پر حملہ کیا
لیکن مارا گیا یہ حال دیکھکر جسونت سنگھ میدان جنگ سے بھاگ نکلا قاسم خان اور بقیہ سپاہ نے بھی

راہ فرار اختیار کی اور عالمگیر کو یہ عظیم الشان فتح حاصل ہوگئی تمام توپخانہ اور ہاتھی قبضے مین آگئے عالمگیر نے مفرورون کا تعاقب کرایا اور حکم دیا کہ دشمن کے لشکر کے مسلمانون سے تعرض نہ کیا جائے اور اُن کا مال واسباب نہ لوٹا جائے۔ عالمگیر کے ساتھیون مین سے سوائے مرشد قلی خان وذوالفقار خان کے سندر رتور و شیخ عبدالعزیز ورگناتھ سنگھ راٹھور کے اور کوئی سردار کام نہ آیا یہ لڑائی اُجین کے قریب بلوچپور گانون جس کا نام بعد کو فتح آباد ہوا واقع ہوئی۔

جسونت سنگھ کے ذاتی آٹھ ہزار راجپوتون مین سے لڑکر پانسو کے قریب باقی رہ گئے جو اُس کے ساتھ بھاگ آئے اس واقعہ کے بعد جسونت سنگھ نے آگرے جانا مناسب نہ جانا اور ان بچے کھچے سپاہیون کے ساتھ سیدھا اپنی راجدھانی کو چلا گیا اس شکست کو زیادہ راجہ کی سوء تدبیری اور ناواقفیت فن جنگ سے منسوب کیا جاتا ہے اور لکھا ہے کہ اُس نے اپنے لشکر کو ایسی اونچی نیچی جگہ پر قائم کیا تھا اور ندی سے کچھ پانی کاٹ کر لشکر کے اردگرد کیچڑ کر دی تھی جس سے اُس کی سوار فوج لڑائی کے وقت اچھی طرح کام نہ دے سکی ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ جسونت سنگھ کی رانی نے جو رانائے اودیپور کی بیٹی تھی جب سُنا کہ اُس کا شوہر پانسو سپاہیون کے ساتھ معرکے سے جان بچا کر نکل آیا ہے تو اُس نے بجائے اس کے کہ اس آفت سے بچنے کی مبارک باد دیتی اور تسلی کرتی فوراً حکم دیا کہ قلعے کے دروازے بند کردو ایسے بےعزت نامرد کو مین قلعہ مین ہرگز نہ آنے دون گی ایسا شخص اور میرا شوہر۔ میرے باپ کا داماد اور ایسا بےعزت مین ہرگز اس کا مُنھ دیکھنا نہین چاہتی جو شخص ایسے نامور رانا کا رشتہ دار ہو چاہیے کہ اُس کی شجاعت اور نیک نامی کی تقلید کرے اور اگر فتح نہ پا سکے تو بہادری سے جان دیدے اور اس سے تھوڑی دیر کے بعد اُس کے دل مین کچھ اور خیالات گذرے اور کہا میرے لئے ابھی چتا تیار کرو مجھے دھوکا ہوا میرا شوہر حقیقت مین مارا گیا اور یہی سچ ہے پس اب مین زندہ رہنا نہین چاہتی اور تھوڑے عرصے کے بعد پھر غصے مین آکر لعن طعن کرنے لگی اور اسی حالت مین اُس کو آٹھ دن گذر گئے اور شوہر کا مُنھ نہ دیکھا لیکن آخر اُس کی مان اُس کے پاس آئی تب کچھ تسلی وتشفی کرکے سمجھایا کہ گھراؤ نہین مہاراجہ ذرا دم لیکر اور از سر نو فوج جمع کرکے اورنگ زیب پر پھر حملہ کردے گا۔

ڈاکٹر برنیر کی یہ بات واہی معلوم ہوتی ہے اُس تاریک زمانے مین اس کو رانی کی باتین معلوم ہونے کی کیا سبیل تھی اور اس قصے کے غلط ہونے پر دلیل یہ ہے کہ رانی کو اپنے اسلاف کی شکست کا تجربہ پہلے سے تھا کیونکہ جسونت سنگھ کو رانا امر سنگھ کی پردتی بیاہی تھی اور امر سنگھ جہانگیر و شاہ جہان سے اور امر سنگھ کا باپ پرتاب سنگھ اور دادا اودے سنگھ اکبر سے لڑکر مغلوب ہوئے۔

دوسری بھاری لڑائی مین آگرے کے قریب ساموگڑھ مین داراشکوہ کی طرف سے رستم خان بہادر بوندی کا راؤ شتر سال ہاڑا۔ اور کرشن گڑھ کا روپ سنگھ راٹھور وغیرہ مقابلے مین کام آئے داراشکوہ

بھاگ کر سندھ کی طرف چلا گیا اور اورنگ زیب نے فتح کے بعد چھوٹے بھائی مراد بخش کو قید کرکے آنبیر کے
مرزا راجہ جے سنگھ کی معرفت جو بنگالے کی طرف سے اُس کے پاس آ گیا تھا مہاراجہ جسونت سنگھ کو
قصورون کی معافی کے ساتھ دلی بُلا لیا جہان سے بادشاہزادہ شجاع کے مقابلے کو الہ آباد کیطرف کوچ ہوا۔
۷ ربیع الاوّل ۱۰۶۹ سنہ ہجری کو بادشاہ مع مہاراجہ جسونت سنگھ کے شاہزادۂ محمد سلطان کے لشکر سے
کوڑہ جہان آباد مین جا ملا - ۱۹ ربیع الاول ۶۹ سنہ ھ کو خیمہ گاہ اور کارخانجات شاہی کو اُسی جگہ چھوڑ کر
نوے ہزار سوارون کے ساتھ لڑنے کو روانہ ہوا کھجوہ کے مقام پر جو کوڑہ اور جہان آباد سے پانچ کوس
کے فاصلے پر اب ضلع فتحپور قسمت الہ آباد مین ہے میدان کارزار قائم ہوا چونکہ شجاع کی سپاہ اور
توپخانے کے پیچھے ہٹ جانے سے اورنگ زیب کو شبخون کا اندیشہ ہو گیا تھا اس لئے رات کو وہ اپنے
لشکر گاہ کو واپس نہ گیا بلکہ اُس کی تمام فوج اور تمام امیر جس ترتیب سے میدان جنگ مین قائم تھے وہین
اُتر پڑے اورنگ زیب کا حکم تھا کہ گھوڑون کی زین اور سپاہیون کی کمرین اُسی طرح بندھی رہین نماز عشا کے
وقت تک وہ میر جملہ اور دیگر امیرون اور سردارون کو ہوشیار اور خبردار رہنے کی تاکید کرتا پھرا اور نماز سے
فارغ ہو کر اپنے مختصر خیمہ گاہ مین جو میدان جنگ مین لگا دیا گیا تھا جا کر سو رہا آخر شب کو ایک عجیب ہنگامہ
برپا ہوا مہاراجہ جسونت سنگھ نے جو اورنگ زیب کا بدخواہ سا تھا اور وقت کا متلاشی تھا اس موقع کو غنیمت سمجھا
اور شجاع سے کہلا بھیجا کہ ادھر مین شور و فساد برپا کرتا ہون اُدھر سے آپ آئین اور اس تدبیر سے اورنگ زیب
کو تباہ کر ڈالین غرضکہ اس قرارداد کے بموجب جسونت سنگھ جو اُسوقت لشکر کے دائین پرے پر متعین تھا بڑے بڑے
راجپوت امیرون کو ساتھ لیکر میدان جنگ سے پیچھے کو نکل بھاگا اور اول شاہزادہ محمد سلطان کے کیمپ کو جو سر راہ واقع تھا اور بعد ازان اور
امیرون اور خود بادشاہ کے لشکرگاہ اور کارخانجات کو بے دھڑک لوٹتا ہوا چلا گیا اس حادثے سے اورنگ زیب کے لشکر مین عجیب پریشانی اور
ابتری پیدا ہوئی اور بہت سے لوگ رات ہی کو شجاع سے جا ملے مگر ابھی کچھ رات باقی تھی کہ اورنگ زیب اس حال کی خبر
پاکر تخت روان پر سوار ہوا اور کمال استقلال سے ہنس ہنسکر اپنے رفیقون اور امیرون کو تسلی دینے لگا کہ
خوب ہوا کہ ہمارا لشکر منافقون کے خس وخاشاک سے پاک ہو گیا اگرچہ اس ناگہانی حادثے کی وجہ سے
نصف فوج رہ گئی تھی مگر واہ رے اورنگ زیب تیرا اقبال اور استقلال آناً فاناً مین باقی ماندہ فوج کو
ترتیب دیکر مناسب مقامات پر جما دیا اور صبح ہوتے ہی ایک بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ کو گرما دیا
اور ایسا جی توڑ کر لڑا کہ شجاع ۱۱۴ توپین بہت سے ہاتھی اور دیگر مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ نکلا بادشاہ نے
میر جملہ اور شاہزادۂ محمد سلطان کو تو اُس کے تعاقب پر روانہ کیا اور خود نہایت چستی سے دارا شکوہ اور
جسونت سنگھ کی طرف پھرا اور آگرہ ہوتا ہوا اجمیر پہونچا جسونت سنگھ نے شجاع کی شکست کا حال سُنکر
جب دیکھا کہ معاملہ برعکس ہو گیا تو لوٹ کا مال و اسباب لیکر جلد جلد کوچ کرتا ہوا جودھپور پہونچ گیا اور
اس مال و دولت سے جو کھجوہ سے لوٹ کر لایا تھا ایک مضبوط فوج بھرتی کرنی شروع کی اور دارا شکوہ کو جب

اُس وقت گجرات مین تھا کہلا بھیجا کہ آپ بلا توقف آگرے چلے آئیے مین راستے مین اپنی تمام فوج سمیت آملون گا چونکہ گجرات مین دارا شکوہ کے پاس ابھی بائیس ہزار سوار اور ایک اچھا توپخانہ فراہم ہو گیا تھا لہذا وہ اس متلون مزاج راجہ کی عرضی پہونچنے پر احمد آباد سے چل کھڑا ہوا جسونت سنگھ بھی جودھپور سے بیس کوس آگے بڑھ آیا تھا جے سنگھ نے یہ خیال کر کے کہ لڑائی کے تمام رنگ ڈھنگ سے اورنگ زیب ہی کے غلبے کی اُمید ہوتی ہے اُس کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے دارا شکوہ کی طرفداری چھوڑ دینے کی صلاح مصلحت جانی اور جسونت سنگھ کو لکھا کہ تم نے اس مین کیا فائدہ سوچا ہے کہ ڈوبتے کے ساتھی بنتے ہو اگر تم اسی بات پر قائم رہوگے تو اس کا کچھ فائدہ ہونا تو معلوم مگر ہان تمہارا خاندان اور تم بے شک برباد ہو جاؤگے بیچارے راجپوتون کا خون کرانے سے باز آئیے اگر تم دارا شکوہ کو بجاے خود چھوڑ دوگے تو اورنگ زیب تمہاری پچھلی خطائین سب معاف کر دے گا اور اُس شاہی خزانے کا بھی مطالبہ نکرے گا جو تم نے کھجوہ کی لڑائی مین لوٹ لیا تھا بلکہ فوراً گجرات کی صوبہ داری پر فائز کئے جاؤگے اور ایسے صوبے کی حکومت مین جو تمہارے علاقے سے متصل ہے جو فوائد ہین وہ تم بخوبی سمجھ سکتے ہو مرزا راجہ جے سنگھ کا خط اور اورنگ زیب کا فرمان جسونت سنگھ کو ملا اور اُس سے متنبہ ہو کر واپس لوٹ گیا اجمیر کے قریب دارا شکوہ اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی اور دارا شکوہ شکست کھا کر بھاگا جسونت سنگھ نے دو قصور کئے تھے ایک دارا شکوہ کی حمایت دوسرے مقام کھجوہ پر غداری اور بغاوت اس لئے عالمگیر نے راے سنگھ راٹھور کو راجگی کا خطاب دیا اور محمد امین خان کو اُس کی مدد پر مقرر کر کے مارواڑ کی طرف روانہ کیا اور اُس سے کہا جب جسونت سنگھ کا استیصال ہو جائے گا تو مارواڑ تجھے دیدیا جائے گا لیکن عورتون اور اہل قرابت نے جسونت سنگھ کو طعن وتشنیع کی تو اُس نے جے سنگھ کی معرفت عفو تقصیرات کی درخواست کی جیسا کہ مجمع الملوک مین کہا ہے بادشاہ نے مکرر اُسکے قصورون کو معاف کیا اس لئے یار و ناچار دربار مین حاضر ہو گیا۔ مآثر عالمگیری مین محمد ساقی مستعد خان نے لکھا ہے کہ مہاراجہ جسونت سنگھ از وطن آمدہ سر عجز و ندامت بر آستان دولت سود وخاقان مروت کیش بمراحم خسروانہ امتیاز بخشیدہ از تشویر تقصیر بر آوردند یعنی بادشاہ نے اُسکی تقصیرات سے چشم پوشی کر کے خطاب و منصب بدستور قائم رکھا اور سمت ۱۷۱۶ مطابق سنہ ۱۶۶ء مین صوبۂ گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز فرمایا اور اس کے بیٹے پرتھی سنگھ کو اپنے پاس بلا لیا۔ جہان سے دو برس کے بعد سنہ ۱۰۷۱ء ہجری مین نواب شایستہ خان کی نیابت مین سیوا مرہٹہ کی سرکوبی کے واسطے دکن جانے کا حکم ہوا سیوا نے اہل ہنود کے دلون مین ہندوستان کے آریہ ورت کو ملیچون سے پاک وصاف کرنے کا جذبہ اُبھار دیا تھا اور اُس نے منافرت کو اُبھار کر چھیڑ خانی پیدا کرنے کی تحریک مین منتقل کر دیا تھا اور اپنی زہر آلود تقریرون مین اہل ہنود کے دلون مین مظلوم ہونے کا غلط خیال جما کر اُنکی آتش انتقام کو اس درجہ بھڑکا دیا تھا کہ وہ ہر جگہ بدلہ لینے کے لئے تیار ہو گئے لیکن چونکہ جسونت سنگھ کے دل مین اورنگ زیب کی طرف سے کدورت تھی کوئی

کارنمایان انجام ندیا بلکہ اُلٹا سیوا سے سازش کر گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیوا نے ایک رات دھوکے سے شائستہ خان کی حویلی مین گھسکر اُس کو زخمی کیا اور اس سے تھوڑے ہی دنون کے بعد اُس نے بندرگاہ سورت کو لوٹ لیا اور جسونت سنگھ نے اُس سے یہ بھی نہ پوچھا کہ تیرے مُنھ مین کے دانت ہین اس سے بادشاہ کو یہ شبہ پیدا ہوگیا کہ سیوا کے اور جسونت سنگھ کے باہم خفیہ سازش ہے اور شائستہ خان پر حملہ کرنا اور سورت کو لوٹنا یہ سب اُسکے علم و اشارے سے ہوا ہے اس لئے جسونت سنگھ کو دکن سے واپس بُلا لیا گیا مگر وہ دہلی آنے کی جگہ اپنی ریاست کو چلا گیا ۔

اور دکن کی صوبہ داری پر بادشاہ زادہ معظم اور نیابت مین راجہ جے سنگھ بھیجے گئے کچھواہہ راجہ نے خیرخواہی سے سیوا کو لڑائیون مین لاچار کرکے بادشاہی حضور مین بھیجدیا جہان سے وہ پانچہزاری منصب والون کے شامل کھڑا کئے جانے پر رنجیدہ ہوکر چالاکی سے بھاگ کر پھر دکن چلا گیا سمت ۱۷۲۳ مطابق سنہ ۱۶۶۷ع مین بادشاہ زادہ معظم کے ہمراہ مہاراجہ جسونت سنگھ دوبارہ دکن بھیجا گیا جہان چار برس رہ کر اُس نے بادشاہ زادے کو بغاوت پر طیار کیا ۔ عالمگیر نے کوئی واقعہ پیش آنے سے پہلے سمت ۱۷۲۷ مطابق سنہ ۱۶۷۱ع مین بادشاہ زادے کی عوض مہابت خان کو دکن کا صوبہ دار بنایا اور مہاراجہ کو وطن کی رخصت ملی جہان سے تھوڑے دنون کے بعد وہ کنور پرتھی سنگھ سمیت بادشاہی دربار مین حاضر ہوا جب عالمگیر کے ساتھ بارہ برس تک مہاراجہ نقصان رسانی کے ساتھ پیش آتا رہا اور باوجود اغماض بادشاہ کے درپردہ دق کرنے کے منصوبے باندھتا رہا تو بادشاہ نے اُس کو دکن کے عوض افغانستان کی طرف بھیجدیا جہان کوئی ہم قوم اور ہم مذہب اُس کو موافقت کے لئے نہین مل سکتا تھا ۔ مہاراجہ جسونت سنگھ سمت ۱۷۲۸ مطابق سنہ ۱۶۷۲ع مین صوبہ دار کابل کا مددگار ہوکر جمرود کی تھانہ داری پر جو پشاور سے پانچ کوس مغربی طرف ہے گیا اور آٹھ برس وہان رہ کر پوس سدی ۸ سمت ۱۷۳۵ مطابق سنہ ۱۶۷۹ع مین مر گیا پچاس برس کی عمر پائی راجہ رائے سنگھ راٹھور کے بیٹے اور راجہ امر سنگھ راٹھور کے پوتے اندر سنگھ ناگور والے نے ۳۶ لاکھ روپیہ دربار عالمگیری مین پیش کیا اور خطاب راجگی سے موصوف ہوکر سردار قوم راٹھور ہوا اور حکومت جودھپور پر سرفراز ہوا ۔

جسونت سنگھ کی وفات سے اجیت سنگھ کی مسند نشینی تک واقعات

جسونت سنگھ کے کوئی اولاد نہ تھی لیکن اُس کے کارپردازون نے دربار مین اطلاع دی کہ اُسکی دو بیویون کو حمل ہے لاہور پہونچ کر اُنھون نے دربار شاہی مین رپوٹ کی کہ دونون بیویون سے دو لڑکے پیدا ہوئے اُس کے ساتھ درخواست کی کہ ان لڑکون کو منصب اور ریاست اور خطاب عطا کیا جائے مآثر عالمگیری مین ہے حکم اقدس واعلے صادر شد کہ ہر دو پسر را بدرگاہ سپہر بارگاہ بیاورند وہرگاہ پسران بسن تمیز خواہند رسید بہ عنایت منصب وراج نوازش خواہند یافت تیمور کے دربار کا

یہ ایک عام آئین تھا کہ جب کوئی عہدہ دار چھوٹے بچے چھوڑ کر مر جاتا تھا تو بادشاہ خود اُنکو طلب کرکے اپنے دامن تربیت مین پالتا تھا اور شاہزادون کی طرح اُنسے سلوک کیا جاتا تھا اسی اصول کے موافق عالمگیر نے جسونت سنگھ کے بچون کو طلب کیا تھا۔

جسونت سنگھ کا جو طرز عمل ہمیشہ رہا اُس کے افسرون پر بھی وہی رنگ چھا گیا تھا چنانچہ اُنھون نے شاہی حکم کے وصول ہونے کا انتظار بھی نہ کیا اور دلی کی طرف روانہ ہوئے دریاے اٹک پر میر بحر نے اس بنا پر روک دیا کہ پروانۂ راہ داری دکھاؤ اسی پر آمادۂ جنگ ہوئے اور بہت سے آدمیون کو قتل کرکے بزور دریا کے پار اُترے دار السلطنت کے قریب آئے تو اُنکی گستاخانہ اور باغیانہ حرکات کی بنا پر عالمگیر نے حکم دیا کہ شہر سے باہر مقام کرین اور کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ اُنکی فرودگاہ پر پہرے بٹھا دئے چند روز کے بعد راجپوتون نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہان مکر و فریب کی قدرت دکھائی کہ بادشاہ سے درگداس اور چند سردارون نے جانے کی رخصت مانگی بادشاہ نے اس سبب سے کہ آدمیون کے کم ہوجانے سے رانی اور لڑکونکو بس مین رکھنا زیادہ آسان ہوجائے گا اُنکی درخواست منظور کرلی اُنھون نے راجہ کے لڑکون کو غلامون کے لڑکون کی صورت اور غلامون کے لڑکون کو راجہ کے لڑکون کے ہم شکل بنایا رانی کو مردانہ لباس اور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا یہان عورتون کی پردہ نشینی کام کر گئی ورنہ اس کا ہونا مشکل تھا سوار راجپوتون کو خیمے کے اندر بٹھا کر اُنسے کہا کہ ہم رانی اور کنورون کو لیکر چلتے ہین اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان جعلی لڑکون اور رانیون کی حراست مین اس قدر کوشش کرنا کہ پانچ چھہ گھنٹے اُس مین لگ جائین اُنکے جانے کے بعد دو تین پہر گذر گئے تو بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی اُس نے تحقیق کی تو کوتوال نے عرض کیا کہ لڑکے اور رانیان خیمے مین ہین بادشاہ نے جانے والون کے پیچھے آدمی دوڑائے اور خیمے کی رانی اور لڑکون کو قلعہ کے اندر بُلایا اس پر راجپوتون نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکون کو نہین دینگے اُنکی عوض جان دینگے اس پر بادشاہ نے فوج بھیجی راجپوت اُنسے بمقابلہ پیش آئے بہت سے اُن مین سے مخالفون کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگے جعلی رانیان اور لڑکے بادشاہ کے پاس آئے اُس نے اُنکو حرم سرا مین بھیجا بیگمون نے اُنکو اپنا متبنے بنایا رانی کو بیگمون کا پرستار بنایا اپنی غفلت چھپانے اور ہوشیاری دکھانے کے لئے بادشاہ کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہین جو بادشاہ کے محل مین ہین درگداس اور راجپوت تو اس معرکے سے زندہ بچ کر پراگندہ ہوگئے مگر پھر جمع ہوگئے اور وطن کو چلے پیچھے پر لڑائی ہونے کے سبب سے رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جودھپور مین مع دونون بیٹون کے صحیح و سلامت داخل ہوئی۔

بادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ اجیت سنگھ جس کو یہان سے لیکر بھاگے ہین وہ جسونت سنگھ کا اصلی بیٹا نہین ہے راجپوتون نے مہاراجہ کا نام باقی رہنے کے لئے اُس کو بیٹا بنایا ہے اور اصلی اولاد اُس کی میرے پاس ہے۔

مآثر عالمگیری مین واقعات سنہ ۲۲ جلوس مطابق سنہ ۱۰۹۰ ہجری مین لکھا ہے کہ جسونت سنگھ کابل مین مر گیا اُس کا کوئی بیٹا نہ تھا اُس کے معتبر نوکر سونگ اور رگناتھ داس بھاٹی اور رنچھور اور درگا داس (درگداس) وغیرہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہا راجہ کی دو رانیان حاملہ ہین جب اُس کے متعلقین لاہور مین آئے تو دونون رانیون سے بیٹے پیدا ہوئے نوکران مسطور نے دونون بیٹون کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو کی اور منصب وراج کے عطا کرنے کی درخواست کی بادشاہ نے حکم دیا کہ دونون بیٹونکو ہمارے پاس لائین جسوقت لڑکے سن تمیز کو پہونچین گے اُنکو منصب و راج عنایت ہو گا راجپوتون کا گروہ دلی مین آیا اور التماس مرقوم مین مبالغہ والحاح کیا اس اثنا مین ایک بیٹا باپ سے جاملا (مرگیا) جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس فرقے کا ارادہ یہ ہے کہ پسر دوم اور دونون رانیون کو جودھپور لے جاکر بغاوت کیجئے تو ۶ جمادی الاخری سنہ ۱۰۹۰ ہجری کو حکم ہوا کہ روپ سنگھ راٹھور کی حویلی مین جو مہاراجہ کی دو رانیان ٹھہری ہوئی ہین اُنکو مع پسر کے نورگڑھ مین لے آئین فولاد خان کوتوال و سید حامد خان وغیرہ اس لئے مقرر ہوئے کہ اس فرقے کو ارادہ فاسد سے باز رکھین اگر وہ لڑین تو اُنکی گوشمالی کی جائے حسب الحکم امراکار بند ہوئے لوازم نصیحت ترغیب و تخویف کے ساتھ بجالائے مگر راجپوتون نے نمانا اور وہ لڑے اور بہت مرے اور بادشاہی آدمی مارے گئے جب راجپوتون نے اپنا حال تنگ دیکھا تو اُنھون نے دونون رانیون کو جو مردانہ لباس پہنے ہوئے تھین مار ڈالا اور پسر دوم کو کسی شیر فروش کے گھر مین چھپا دیا تھا اُس کو سراسیمگی مین چھوڑ کر فرار ہوئے فولاد خان کو پسر دوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ شیر فروش کے گھر سے اُس بیٹے کو بادشاہ کے حضور مین لایا بادشاہ نے حکم دیا کہ راجہ کی لونڈیان جو اسیر ہو کر آئی ہین اُنکے ہمراہ وہ زیب النسا بیگم کے سپرد ہو اور لڑکے کا نام محمدی رکھا جائے خان مذکور دوسرے روز لڑکے کا زیور اور اشیا لایا اس آشوب مین راجہ کا اور دونون رانیون اور راجپوتون کا اسباب لوٹیرے لوٹ کر لے گئے۔ جو بچا وہ بیت المال کے کوٹھے مین داخل ہوا دونون رانیون کی اور رنچھور اور تیس اور سردارون کی لاشین شمار مین آئین باقی ماندہ ۴ جمادی الاخری سنہ ۱۰۸۹ ہجری کو بھاگ کر جودھپور پہونچ گئے اور دُرگاداس (دُرگداس) کے بہکانے سے راجپوتون نے دو جعلی بیٹے رن متھن (جو مر گیا تھا) اور اجیت سنگھ راجہ جسونت سنگھ سے منسوب کئے اور فتنہ انگیزی شروع کی۔ لیکن عالمگیر نے اُس کو جعلی قرار دیکر راٹھورون کی سرکشی کے سبب جودھپور کو خالصے مین داخل کیا لیکن راٹھورون سے طاہر خان فوجدار جودھپور عہدہ برآ نہو سکا اور ناگور کا راؤ اندر سنگھ بھی نظم نسق نکر سکا اس کو بادشاہ نے اپنے پاس بُلا لیا بادشاہ نے جودھپور کی تسخیر کے لئے سربلند خان کو تازہ لشکر دیکر روانہ کیا ۲۶ رجب کو بادشاہ سے معروض ہوا کہ اجمیر کے فوجدار منور خان کی راٹھورون سے تین روز تک خوب لڑائی رہی اور منور خان کو فتح ہوئی اور راٹھورون کا سرغنہ راج سنگھ راٹھور بہت سے آدمیون کے ساتھ مارا گیا تو اُس نے تعلقہ

جودھپور کے معمورون کے سرکش راجپوتون کے پرگنات کے تاخت وتاراج کرنے کے لئے افواج مؤکین
سربلند خان کی ماتحتی مین سپاہ کے آجانے سے راٹھوڑ ماروا ڑسے نکلکر میواڑ پہونچے جہان اُنکی اعانت مین
راج سنگھ رانائے اودیپور نے کمرہمت چست کی تو اوائل ذی الحجہ ۱۰۸۹ سنہ ہجری مین بادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا
اور رانائے اودیپور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ جسونت کے فرزند اشخص کو
جودھپور کے علاقے سے نکالے جب بادشاہ اجمیر مین آیا اُس نے ۲ محرم ۱۰۹۰ سنہ ہجری کو مہاراجہ جسونت سنگھ
کے ملک کی ضبطی کے لئے خان جہان بہادر کو بھیجا وہ ۲۴ ربیع الثانی کو جودھپور سے واپس آیا اُس نے
وہان بتخانون کو ڈھایا اور کئی چھکڑے بتون سے بھرے ہوئے بادشاہ کے پاس لایا مورد تحسین وآفرین ہوا
بادشاہ نے حکم دیا بتون کو کہ اکثر مرصع وطلائی ونقرئی وبرنجی ومسی وسنگی تھے دربار کے جلوخانے اور جامع جہان نما
کے زینیون کے نیچے ڈالدین کہ وہ پامال ہون مدتون پڑے رہے اور پھر اُنکا نام ونشان باقی نرہا رانا راج سنگھ
اول نے راٹھوڑون کی حمایت مین ایک سال تک لڑائی کی جب ملک اُس کا بالکل برباد ہوگیا اور تاب
مقاومت نرہی تو سرداروں نے اُس کو زہر دیکر ماردیا اور جے سنگھ نے اُسکی جگہ مسند نشین ہوکر بادشاہ
سے معافی چاہی -
اب راٹھوڑ پھر اپنے وطن کی طرف پھیلے جہان سمت ۱۷۳۸ مطابق سنہ ۱۶۸۲ء مین جبکہ بادشاہ دکن کو
چلا گیا تھا میرتہ مقام پر ایک دوسری لڑائی وزیر اسدخان کے بیٹے اعتقاد خان سے جو بعد کو ذوالفقار خان
کہلایا پیش آئی اس جنگ مین سونگ - عجیب سنگھ - سانول داس - بہاری داس اور گوکل داس وغیرہ
راٹھوڑ کام آئے باقی لوگون نے میواڑ مین پڑا اور نانڈل کا علاقہ جالوٹا جہان بادشاہی طرف سے کرشن گڑھ کا
رئیس مان سنگھ فوجدار بنا ہوا تھا اس کے بعد راٹھوڑ لوگ سروہی کے پہاڑون مین چلے گئے جہان اُنکا کم عمر
راجہ اجیت سنگھ پوشیدہ رکھا گیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے کہ اجیت سنگھ کی سوتیلی مان ات سکھ دیوڑہی
سروہی والے اکھے راج کی بیٹی تھی راٹھوڑ درگا داس اور مکند داس اجیت سنگھ کو سروہی مین لے گئے اور ات سکھ
دیوڑہی کی گود مین جو اُس وقت اپنے بھائی راو اودے سنگھ کے پاس تھی ڈالکر یہ کہنے لگے کہ اس سے تمھارے خاوند
کا نام چلے گا یہ خبر اودے سنگھ کو ہوگئی اور اُس نے محل مین اپنی بہن سے پوچھا کیا جودھپور کے دھنی کا لڑکا یہان ہے
بہن نے جواب دیا کہ جو جودھپور کے دھنی کے ہی بیٹا ہوتا تو مین کیون تیرے گھر رہتی اور کیون تو طعنہ دینے کو آتا
دو ایک روز کے بعد راؤ تو آبو کو چلا گیا اور آنند کنور بائی یعنی اجیت سنگھ کی مان نے بنظر احتیاط اجیت سنگھ کو پرورش
کے واسطے پروہت جے دیو کے حوالے کیا راو ندکور نے پروہت کو بلاکر بھی وہی سوال کیا اُس نے جواب دیا کہ مین
تو دوکانداری کرکے اپنی روٹی پیدا کرتا ہون مجھے ایسی باتون سے کیا واسطہ ہے اور پھر وہ سروہی چھوڑکر گجرات کی طرف
روانہ ہوا اور کالندری کے ٹھاکر نے اُسکو اپنے گانون مین رکھ لیا - بعدہ پیچھی مکند داس سروہی مین آنند کنور بائی
کے پاس آیا اُس نے پروہت جی دیو کو رقعہ لکھدیا کہ یہ ہمارا معزز سردار ہے اور یہی مہاراجہ کو لایا تھا اس کو

مہاراجہ کے درشن کرادینا اور اس کے سوا اور کسی کو بھید مت دینا کھیچی مذکور اُس رقعہ کے ذریعہ سے مہاراجہ کے درشن کرکے نو برس تک پردہت جے دیو کے دروازے پر دھونی رمائے ہوئے بیٹھا رہا اجیت سنگھ کے چیچک وہین نکلی یہ خبر کھیچی نے راٹھوڑون کو دی درگداس وغیرہ سردار بڑی دھوم دھام سے نقارہ ۔ نشان ۔ ہاتھی اور پالکی لیکر آئے اور اجیت سنگھ کے باہر آکر موضع پالڑی مین سب نے درشن کئے اور سروہی مین آکر بڑے جلوس سے سیتلا کی پوجا کی ۔

اعتقاد خان مارواڑ مین دورہ کرتا ہوا اُس کو صوبۂ گجرات کا ایک ماتحت ضلع مقرر کرکے دکن کو چلا گیا راٹھور جب موقع پاتے پہاڑون سے نکلکر بادشاہی تھانون پر حملہ کرتے سمت ۱۷۴۲ مطابق ۱۶۸۶ سنہ ع مین اُنھون نے سوانہ کا قلعہ جا گھیرا جہان کا تھانہ دار پُردل خان میواتی مقابلہ کرکے مارا گیا اور راجپوتون نے کچھ روز کے بعد خوشی سے پہاڑون مین اپنے راجہ کے درشن کئے ۔ سمت ۱۷۴۴ مطابق ۱۶۸۸ سنہ ع مین درجن سنگھ ہاڑا جو بوندی سے نکالا گیا تھا پُرمانڈل کی لوٹ مین راٹھوڑون کا شریک بنکر دشمنون کے ہاتھ سے مارا گیا ۔ سمت ۱۷۴۶ مطابق ۱۶۹۰ سنہ ع ۱۱۰۲ ہجری مین نواب شجاعت خان صوبہ دار گجرات و مارواڑ نے جب یہ خبر سُنی کہ اجیت سنگھ کے نائب درگداس اور دوسرے حامی راٹھوڑون نے تمام اضلاع مارواڑ مین لوٹ مار مچا رکھی ہے تو وہ عجلت کے ساتھ یلغار کرتا ہوا احمد آباد سے جودھپور پہونچا اور اس فتنہ و فساد کے فرو کرنے مین مصروف ہوگیا لیکن چونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ جب تک ملک مارواڑ کے تمام سرحدی اضلاع کا قرار واقعی بندوبست نہ کیا جائے گا یہ آگ ٹھنڈی نہین ہوسکتی اجیت سنگھ اور درگداس کی شورش کی وجہ سے کوئی شخص مارواڑ کی حکومت کو قبول نہین کرتا تھا شجاعت خان نے براہ دور اندیشی کمال خان عرف کرن کمال رئیس پالن پور و جالور کو لکھ بھیجا کہ تم کوہ اراولی کے درون اور گھاٹیون کی ناکہ بندی کردو تاکہ راٹھوڑ علاقہ مارواڑ کو اپنی لوٹ مار سے تباہ و برباد نکرسکیں یہ حکم پاتے ہی کمال خان نے پالن پور کا انتظام اپنے ولی عہد فیروز خان کے سپرد کیا اور خود جودھپور پہونچ کر راٹھوڑون کی آمدورفت کے عام راستے روک لئے اور سوندھا پہاڑ کی گھاٹیون کا محاصرہ کرکے ایسا بندوبست کیا کہ ایک متنفس کو بھی باہر نکلنے کا موقع نہ ملا یہ کمال خان مجاہد خان کا بیٹا تھا اور سمت ۱۷۶۲ مطابق ۱۷۰۶ سنہ ع و ۱۱۱۸ سنہ ہجری مین فوت ہوا ۔

سمت ۱۷۵۱ مطابق ۱۶۹۵ سنہ ع مین اجیت سنگھ کی شادی اودیپور کے رانا کی بھتیجی کے ساتھ ہوئی اور اس وقت بادشاہ کے دل سے وہ شبہ دور ہوا کہ جو اُس نے سمجھ رکھا تھا کہ راٹھوڑون نے ملک لینے کی فکر مین اجیت سنگھ نامی کو مہاراجہ جسونت سنگھ کا جعلی بیٹا بنا لیا ہے ۔

مرآت احمدی مین لکھا ہے کہ ۱۱۰۷ سنہ ہجری مطابق سمت ۱۷۵۱ مطابق ۱۶۹۵ سنہ ع مین درگداس نے ہمیشہ کی آوارگی سے تنگ آکر گجرات کے صوبہ دار شجاعت خان کے کامدار ایشور داس کے ذریعہ سے بادشاہ کے حضور مین عرض کیا اگر پیشگاہ سلطانی سے میر اقصور معاف ہوکر براہ پرورش جاگیرات منضبطہ

شت فرمائی جاوین تو فدوی شاہزادہ اکبر کے فرزندون کو حضور مین بھیجدے اورنگ زیب نے درگداس کی
ست منظور کرلی اور فوراً نواب شجاعت خان کے نام اس مضمون کا فرمان جاری کیا کہ جو فوج شاہی
زون کے تعاقب مین متعین ہے واپس بُلالی جائے اور اجیت سنگھ اور اُس کے نائب درگداس کو
طمئن کرکے شاہزادہ اور شاہزادی کو حضور شاہی مین بھجوا دیا جائے درگداس نے صرف شاہزادی
النسا کو ایسرداس کے ساتھ شجاعت خان کے پاس بھیجا اور شاہزادے بلند اختر کو اپنے پاس رکھا یہ
ن بچے راٹھورنی کے بطن سے تھے شجاعت خان نے صفیۃ النسا کو حفاظت کے ساتھ بادشاہ کے پاس
دیا بادشاہ نے لڑکی کو دیکھکر اس خیال سے کہ اس کو ایسی صحبت مین قرآن پڑھنا کب نصیب ہوا ہوگا
آتون اس کام کے لئے مقرر کی شاہزادی نے دادا سے کہا کہ درگداس نے ایک ملانی اجمیر سے بُلاکر
سے مجھے قرآن پڑھوا دیا ہے اور اُسکی تعلیم سے مین نے قرآن حفظ کرلیا ہے بادشاہ اس بات سے بہت
ہوا اور درگداس کی معافی کا حکم بھیجدیا اور شجاعت خان کو لکھا کہ اُس سے شاہزادہ بلند اختر کو بھی لیکر
ے پاس پہونچادو اور شجاعت خان کو یہ بھی حکم دیا کہ درگداس کو ایک لاکھ روپیہ اس طرح دیدیا جائے کہ
ں ہزار روپیہ اُس کے جودھپور مین پہونچ جانے کے بعد اور پچاس ہزار احمد آباد مین چلے آنے کے بعد
ئے اور اُس سے رسید لیکر ہمارے پاس بھیجدی جائے اور پرگنہ میرٹہ اُس کی جاگیر مین مقرر کردیا جائے
ت خان خود احمد آباد سے مارواڑ مین آیا اور ایسرداس کو درگداس کے پاس بھیجا اور کئی بار آنے جانے
ہد وپیمان مؤکد ہونے کے بعد درگداس شاہزادے کو لیکر شجاعت خان کے پاس آیا اور اُس نے دونون کو
اہ کے پاس پہونچوا دیا بعض کتابون مین لکھا ہے کہ درگداس سنہ ۴۲ جلوس عالمگیری مین شجاعت خان
دار گجرات کے توسل سے ہاتھ باندھے ہوئے عالمگیر کے دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے خان موصوف کی
رش سے قصور معاف کرکے ملازمت شاہی مین داخل کیا اور خلعت وجمدھر مرصع عطا کرکے منصب سہ
ی ذات دو ہزار سوار سے مفتخر کیا۔

دوسرے سال درگداس کی عرض پر اجیت سنگھ کو بادشاہ نے جالور کا علاقہ جو کسی زمانے مین راٹھورون
قبضے مین تھا بہاری پٹھان نواب مجاہد خان کے بیٹے کمال خان سے لیکر جاگیر مین دیا اور نواب کمال خان کو
ں پور عوض مین حوالے کیا جہان اُس کی اولاد اب تک رئیس بنی ہوئی ہے۔ راجپوتانے والون کا قول ہے
جیت سنگھ نے جالور خود دبالیا تھا جسکو بادشاہ نے درگداس کی عرض پر بحال رکھا۔ اور پالن پور والون کا
ن ہے کہ پالن پور پہلے سے نواب کے قبضے مین تھا جالور کا معاوضہ کچھ نہ ہوا۔

تاریخ ٹاڈ راجستان مین مرقومۂ بالا واقعہ کو اس طرح لکھا ہے کہ سمت ۱۷۵۳ مطابق سنہ ۱۱۰۹ ہجری
سنہ ۱۶۹۷ء مین جب درگداس کی وساطت سے اجیت سنگھ کو دوبارہ پیام صلح دیا گیا تو ضمناً بادشاہ نے
ں کو منصب پنجہزاری پر سرفراز فرمانے کا وعدہ بھی کیا مگر اُس نے تجویز سلطانی کا شکریہ ادا کرکے

عرض کیا کہ اگر بجاے اس منصب کے جالور۔ سورنجی اور سانچور ہین سے ملک مین شامل فرمائے جائین
تو عین عزت افزائی ہے چونکہ اورنگ زیب کے شاہ زادے کی اولاد کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تھا وہ درحقیقت
قابل قدر تھا اس لئے اُس کی یہ درخواست منظور فرمائی گئی سنہ ۱۱۱۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۰۱ء مین جاتم بیگ
گرزبردار جالور آیا تا کہ اجیت سنگھ کو بادشاہ کے حضور مین بھیجدے اور وہ لیت و لعل کرتا رہا۔ جیسا کہ مرآت
احمدی مین آیا ہے اور ٹاڈ کے بیان مین یہ بات لغو ہے کہ بادشاہ نے خود اپنی طرف سے سلسلہ جنبانی کر کے
اجیت سنگھ کو صلح کی طرف مائل کرنا چاہا اس کا ثبوت کسی تاریخ فارسی سے نہین ہوتا اور اجیت سنگھ کی
عالمگیر کی زندگی تک حالت بھی ایسی طاقت کو نہ پہونچی تھی۔ ایسے مورخین کے قربان جائیے بڑون کی بڑی باتین
ہوتی ہین سمت ۱۷۵۸ مطابق سنہ ۱۷۰۲ء مین شجاعت خان کے مرجانے پر گجرات کی صوبہ داری جس کے متعلق
مارواڑ بھی تھا بادشاہ زادہ محمد اعظم کے نام ہوئی اور جودھپور مین ناظم قلی فوجدار مقرر ہو کر آیا اسکے دوسرے
برس چوہان رانی سے اجیت سنگھ کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ابھے سنگھ رکھا گیا اسی برس درگداس
جو چار برس سے بادشاہ زادہ اعظم کے پاس حاضر تھا مارواڑ مین بھاگ آیا اس کی اور اجیت سنگھ کی
مفسدہ پردازی سے جودھپور کے علاقے مین اتنی بے چینی تھی کہ کوئی وہان کی حکومت قبول نہین کرتا تھا
بادشاہ نے شاہ زادے کو لکھا کہ یا تو درگداس کو ہمارے پاس پہونچا دو یا اُس کا وہین کام تمام کر دو درگداس
شاہزادے کی طلب پر پٹن سے جہان اُس کی جاگیر تھی بادشاہ زادے کے پاس آیا اور دریاے سابرمتی کے پاس
موضع اینج مین اُترا جو دن ملاقات کا قرار پایا تھا اُس دن شاہ زادے نے تمام سپاہ کو مستعد رکھا اور
یہ مشہور کیا کہ شکار کو سوار ہوگا آج گیارس تھی درگداس کا برت تھا اُس کو کہلا یا کہ حاضر ہو اُس کا ارادہ تھا
کہ کھانا کھا کر آئے لیکن جب مکرر پیام گیا اور فوج کی کمر بندی کا شہرہ ہوا تو اُس کے دل مین دغدغہ پیدا ہوا
اور اپنی تمام جماعت کو ہمراہ لیکر کھانا بغیر کھائے ڈیرون کو آگ لگا کر مارواڑ کیطرف بھاگ نکلا جب شاہزادے
کو اُسکی مفروری کا حال معلوم ہوا تو بہت سے افسرون کو اُس کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ درگداس کا پوتا
جوان تھا اُس نے دادا سے کہا کہ آپ برابر چلے جائین مین تعاقب کرنے والون سے سمجھ لون گا درگداس نے چاہا
کہ کھڑا ہو کر خود بھی مقابلہ کرے لیکن پوتے کے مبالغہ کرنے اور تنگی وقت کی وجہ سے خود چلا گیا اُس کا پوتا
اور دوسرے راجپوت لڑ کر مارے گئے درگداس رات مین پٹن پہونچ کر اور اپنے اہل و عیال کو لیکر وہان سے
پہاڑون مین مارواڑ کے گھس گیا بادشاہی تعاقب کرنے والی فوج پٹن مین پہونچی اور اُس کے کوتوال کو
پکڑ کر مار ڈالا مرآت احمدی مولفہ علی محمد خان مین اسی طرح ہے لیکن دوسرے برس درگداس شاہی حکم سے
پھر احمد آباد چلا گیا اور پرگنہ میرتہ جو بھاگ آنے کے سبب ضبط ہو گیا تھا اجیت سنگھ کو جاگیر مین دلوایا۔
سمت ۱۷۶۲ مطابق سنہ ۱۷۰۶ء مین گجرات کی صوبہ داری ابراہیم خان کے نام مقرر ہوئی اور دوسرے سال
درگداس بادشاہی فوج مین سے مارواڑ چلا آیا۔ سمت ۱۷۶۳ پھاگن بدی چودس مطابق سنہ ۱۷۰۷ء مین

احمد نگر مقام پر عالمگیر بادشاہ کا انتقال ہوگیا۔ بڑا بادشاہ زادہ بہادر شاہ کابل سے اور دوسرا اعظم شاہ دکن سے تخت لینے کے واسطے آگرے کو چلا ایسی حالت مین جبکہ ہر ایک بادشاہی آدمی اپنی فکر مین پڑا راٹھوڑ نے موقع اپنی کامیابی کا اچھا موقع ملا فوراً خبر پاتے ہی جالور سے بڑی تیاری ہوئی اور اجیت سنگھ نے درگداس وغیرہ راٹھوڑون کی مدد سے بادشاہی فوجدار ناظم قلی کو نکالکر جودھپور پر قبضہ کرلیا۔

۲۳۔ مہاراجہ اجیت سنگھ کی مسند نشینی

مہاراجہ اجیت سنگھ نے اپنے باپ کے انتقال سے اٹھائیس برس کے بعد اٹھائیس برس کی عمر مین عالمگیر کے مرجانے پر سمت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۷ء مین جودھپور دبا کر مارواڑ کی مہاراجگی حاصل کی۔ اس وقت سوجت اور سوانہ اور پالی وغیرہ بھی جنکو بادشاہی نوکر چھوڑ کر چلدیے تھے راٹھوڑون کے قبضے مین آگئے بہادر شاہ نے تخت پر بیٹھکر دوسرے برس راجپوتانے پر چڑھائی کی کیونکہ وہ اجیت سنگھ کے جودھپور دبالینے اور سوائی جے سنگھ کے اعظم کی ہمراہی کرنے کے سبب دونون سے ناراض تھا۔ علاوہ اسکے اخبار نویس کی تحریر سے بادشاہ کو یہ بھی معلوم ہوا کہ اجیت سنگھ نے مسلمانون پر نہایت سختی کی ہے گاؤکشی کو منع کیا ہے اذان دینے کی ممانعت کردی ہے اُن مساجد کو ڈھایا ہے جو اورنگزیب کے عہد مین بتخانون کو مسمار کرکے بنی تھین اور اپنے نئے نئے مندر بنانے شروع کئے ہین رانا ے اودیپور کی فوج اور جے سنگھ راجہ کی رفاقت سے ایسا مغرور ہوا ہے اس لئے بادشاہ ۷ شعبان ۱۱۱۹ھ ہجری کو راجپوتون کی گوشمالی پر متوجہ ہوا اور آنبیر وطن جے سنگھ کی راہ سے منزل پیما ہوا اجمیر اور چتوڑ کے درمیان خیمہ زن ہوا کہ رمضان آگیا مقامات کا حکم دیا راجپوتانہ پائمال وغارت کرنے کے لئے فوج بسرداری شاہزادہ عظیم الشان روانہ کی اور ہراول مین جملۃ الملک خان خانان بہادر وصمصام الدولہ کو مقرر کیا جب لشکر شاہی نے ملک ومال جان وعیال کی خرابی بہت کی راجپوتون اور رعایا کے زن وفرزند کو اسیر کیا اور آباد قصبات ودیہات کو جلایا لوٹا کھسوٹا تو راجپوتون کے صاحب فوج سردار مال وعیال واطفال کے ساتھ دشوار گذار پہاڑون مین داخل ہوئے جو اشجار خاردار سے پُر تھے اجیت سنگھ اور اُس کے معاونون نے جانا کہ جان کی سلامتی اور مال وعیال کا امان انقیاد اور اطاعت مین ہے تو اُنھون نے خانخانان اور اُس کے بیٹے خان زمان کی طرف رجوع کی اپنی عاجزی ظاہر کرکے امان چاہی اور عبودیت قبول کی اور پیغام دیا کہ خان زمان قاضی القضات قاضی خان جودھپور مین آنکر مساجد کی تعمیر اور بت خانون کی تخریب اور احکام شرعی کا اجرا کرین نمازین پڑھین اذانین دین گائین ذبح کرین اور ارباب عدالت کو مقرر کرین جزیے کے احکام نافذ کرین اور ہمارے اعمال کو معاف کرین اور جودھپور اور اسکے اطراف کے معمورون مین ارباب عدالت قاضی ومفتی اور مساجد مین امام ومؤذن مقرر کرین اجیت سنگھ وجے سنگھ باتفاق درگداس اجمیر مقام پر قصورون کی معافی کے لئے بادشاہ کے پاس حاضر ہوگئے لیکن بہادر شاہ نے آنبیر وجودھپور کو ضبط کرکے وہان اپنی

فوج رکھدی ۔ مہاراجہ اجیت سنگھ سوائی جے سنگھ اور درگداس وغیرہ بادشاہ کے ہمراہ دکّی گئے جہان سے جلد اُنکو بادشاہ کی اردلی مین دکن کی طرف کوچ کرنا پڑا لیکن دونون راجہ اپنے علاقون کی ضبطی کے رنج سے نربدا ندی پر اپنے ڈیرے کھڑے چھوڑ کر شکار کے بہانے سے میواڑ کو چلے آئے مہارانا امر سنگھ نے اِن کو خاطرداری سے رکھکر بادشاہزادۂ جہاندار شاہ کی معرفت آنبیر و جودھپور واپس ملجانے کے واسطے بہت سفارش کی لیکن بادشاہ نے دونون راجاؤن کے حاضر ہوئے بغیر اُنکا ملک دینا منظور نہ کیا تب سمت ۱۷۶۵ مطابق ۱۷۰۹ء مین مہاراجہ اجیت سنگھ اور سوائی جے سنگھ مہارانا کی مدد سے فوج جمع کرتے ہوئے مارواڑ پہونچے جہان بادشاہی فوجدار محراب خان نے جو دس گیارہ مہینے سے حاکم بنا ہوا تھا شہر جودھپور بغیر مقابلہ حوالے کردیا اور راٹھوڑون نے دوبارہ اپنی راجدھانی مین داخل ہوکر خوشی کی تھوڑے دن آرام لیکر راٹھوڑ لوگ مہاراجہ جے سنگھ کے ساتھ سانبھر کی طرف روانہ ہوئے جہان بادشاہی نوکر سید حسین خان وغیرہ کے مقابلے مین مارے جانے کے بعد راٹھوڑ اور کچھواہون نے سانبھر کو آپس مین بانٹ لیا ۔

مجمع الملوک مین لکھا ہے کہ بادشاہ ان دنون دکن کی طرف متوجہ تھا اسد خان کو راجپوتون کی گوشمالی کے لئے حکم دیا جب وہ وہان پہونچا تو راجپوت پہاڑون مین گھس گئے سمت ۱۷۶۶ مطابق ۱۷۱۰ء مین بہادر شاہ دکن سے لوٹ کر دوبارہ اجمیر مین آیا اور راجپوتون کی تنبیہ کی فکر مین تھا کہ پنجاب سے سکھون کے فساد کی خبر آئی بادشاہ نے مصلحت وقت پر نظر کرکے سختی مناسب نہ جانی اور خان خانان کے ذریعے راجپوتون کا قصور اس شرط پر معاف کردیا کہ ملازمت مین حاضر ہوکر اپنے اپنے وطن کو لوٹ جائین غرضکہ سنہ ۱۱۲۱ ہجری مین اجیت سنگھ اور جے سنگھ سوائی اور دوسرے راجپوت سردار تیس چالیس ہزار سوارون کے ساتھ اپنے ہاتھ رومالون سے باندھے ہوئے گھوڑون پر سوار شاہی لشکر مین حاضر ہوئے اور سب کا قصور معاف ہوکر ہر ایک کو خلعت اور اسپ و فیل مرحمت ہوئے اور سب اپنے اپنے وطن کو واپس ہوگئے بادشاہ نے اجیت سنگھ کو حکم دیا کہ درگداس مارواڑ مین نہ رہے ۔

اجیت سنگھ نے بادشاہ کے خوش رکھنے کو یا اپنی مرضی سے قدیم مددگار وفادار کی علحدگی قبول کی جو آخر عمر مین مہارانا کے پاس اودے پور جارہا اور بے مروتی کا الزام اجیت سنگھ کے نام باقی رہ گیا ۔

تاریخ بہادر شاہی مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے اجیت سنگھ پر چڑھائی کے وقت رانا امر سنگھ کو لکھا کہ ہمارے لشکر کے اس طرف آنے سے تم کسی قسم کا خوف دل مین نہ لانا اپنے مقام پر بیٹھے رہو ۔ رانا کی طرف سے گیارہ سردار بادشاہ کے سلام کو حاضر ہوئے اور اُس کا بھتیجا عجب سنگھ ملازمت سے سرفراز ہوا ۔ بادشاہ نے مکند سنگھ اور بخت سنگھ معتمدان اجیت سنگھ کو اپنے حضور مین بلا کر اُنسے کہا کہ ہم خود جودھپور اور میرتے کو جاتے ہین اسپر اُنھون نے عرض کیا کہ حکم ہو تو ہم دونون جودھپور جاکر راجہ مذکور کو حضور کے پاس لے آئین حکم ہوا کہ جاؤ پھر بادشاہ کو خبر ملی کہ محراب خان فوجدار جودھپور میرتے کے ساتھ دس

قریب پہونچ گیا تھا اجیت سنگھ کے آدمی اُس سے لڑے اور شکست کھا کر بھاگ گئے خان مذکور نے میرتے پر قبضہ کر لیا ہے اجیت سنگھ کو بادشاہ نے ایک فرمان لکھا تھا جس کے جواب مین اظہار اطاعت کے مطلب سے اُس نے عرضی بھیجی - اجمیر مین مزار راجہ جے سنگھ کا ایک باغ تھا بادشاہ نے وہ شاہ زادہ عظیم الشان کو بخشدیا ۹ ذیقعدہ کو بادشاہ میرتے کے پاس جا پہونچا - ۳ ذی حجہ ۱۱۲۰ھ ہجری مطابق سمہ جلوس کو بادشاہ سے عرض ہوا کہ بخشی الملک خان زمان اجیت سنگھ کو اپنے ساتھ لا رہا ہے جس کے واسطے لشکر شاہی مین آجانے کا حکم ہو جائے بادشاہ نے حکم دیا کہ خان زمان راجہ کو جملۃ الملک مدار المہام سپہ سالار خان خاناں بہادر ظفر جنگ وفادار کے ڈیرے پر لیجائے جب وزیر کے مقام پر راجہ پہونچا تو اُس نے اپنی سرکار سے ایک خلعت اور دو گھوڑے نقرئی ساز کے ساتھ دیے ۴ ذیحجہ کو بادشاہ تخت رواں پر سوار ہوا تھا کہ راجہ اجیت سنگھ گناہگار اور مجرمون کی طرح دستار سے اپنے ہاتھ باندھے سامنے آیا اور سر ادب جھکا کر رسم زمین بوس ادا کیا سوا شرفی اور ہزار روپے نذر مین پیش کیے بادشاہ نے اُس کا قصور معاف کر کے قریب بلا کر اسلام خان داروغۂ دیوان خاص اور توشہ خانہ کو حکم دیا کہ اُس کو بارگاہ کے ایک مقام مین لیجا کر خلعت خاصہ اور تصویر و آویزۂ مرصع سے سرفراز کرے پانچوین تاریخ کو بادشاہ نے حکم دیا کہ اجیت سنگھ دیوان خاص مین باریاب مجرا کیا جائے اور اُس کو اگلی جانب کھڑے ہونے کا حکم ہوا اور موتی کے چار دانے اُسکو بخشے گئے ۸ ذیحجہ کو بادشاہ نے اجیت سنگھ کو خلعت دیا اور حکم کیا کہ اُسکو بجائے راجہ کے مہاراجہ لکھا کرین -

سمت ۱۷۶۸ مطابق ۱۷۱۲ء مین مہاراجہ نے بادشاہی حکم سے ہمالیہ کی پہاڑی ریاست ناہن وغیرہ کا فساد دور کرنے کے بعد وطن کی رخصت لی -

بہادر شاہ کے انتقال کے بعد اُس کا بڑا شاہ زادہ جہاندار شاہ تخت نشین ہو کر گیارہ مہینے کے اندر اپنے بھتیجے فرخ سیر اور سیدون کے ہاتھ سے قتل ہوا اور ذوالفقار خان وغیرہ نامی سردار بھی جو عالمگیر کا زمانہ دیکھے ہوئے تھے مروا دیے گئے اس سے رہی سہی مغلون کی طاقت اور رعب مین فرق آگیا ایسی طوائف الملوکی مین کسی کو اتنی فرصت نہوئی کہ راجپوتون کی طرف متوجہ ہوتا - فرخ سیر کے جلوس پر راجہ جے سنگھ نے دلی مین حاضری دی اور مہاراجہ اجیت سنگھ چپ بیٹھا رہا اس لئے سمت ۱۷۷۱ مطابق ۱۷۱۵ء مین سید حسین علی خان امیر الامرا اور شایستہ خان چند امرا اور بڑے لشکر کے ساتھ اُس کی تادیب کے لئے جودھپور روانہ ہوئے اُس فوج کے خوف سے اجیت سنگھ مع اپنے مال و اسباب کے جودھپور چھوڑ کر تھو ارگذار پہاڑون مین جا چھپا اور اپنے وکیلون کو مع بہت سے تحفہ تحائف کے امیر الامرا کی خدمت مین بھیجکر جان کی امان اور تقصیرات کی معافی کا خواستگار ہوا اُدھر دربار مین امرا کے باہمی نفاق کا بازار گرم تھا اور امیر الامرا کے پاس بھائی کے متواتر خط آرہے تھے کہ مجھ مین اور بادشاہ مین روز بروز عداوت اور فساد بڑھتا جاتا ہے جسقدر جلد ممکن ہو یہان پہونچو ان حالات سے مجبور ہو کر قطب الملک عبد اللہ خان کے ایما سے اجیت سنگھ سے ان شرائط پر

صلح کرلی کہ مہاراجہ اپنی بیٹی کی شادی فرخ سیر سے کرے اور پیش کش معتبر دینا قبول کرے اور بیٹے کو ملازمت کے لئے بھیجے امیرالامرا حسین علی خان شایستہ خان کو مہاراجہ کی لڑکی لانے کے لئے چھوڑکر بادشاہ کے پاس آیا جس کے ساتھ مہاراجہ کو دہلی جاکر اپنی بیٹی فرخ سیر کے ساتھ بیاہ دینی پڑی اور ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۲۷؁ہجری کو نہایت دھوم دھام سے اجیت سنگھ کی لڑکی کی شادی فرخ سیر کے ساتھ ہوئی- اس لڑکی کا نام شنتی کماری اور خطاب گیتی آرا بیگم تھا جیسا کہ تذکرۂ عالم مین ہے مہاراجہ اجیت سنگھ کو اس امر کے جلدو مین چھ ہزاری ذات وسوار کا منصب اور گجرات کی صوبہ داری ملی جو چھ برس تک بحال رہی-

سید حسین علی خان اور اُس کے بھائی قطب الملک عبداللہ خان کا اقتدار حد سے زیادہ گذر گیا اور سلطنت کا کل نظم ونسق انھین دونون بھائیون کے ہاتھ مین آگیا تو بعض ہوا خواہان سلطنت مغلیہ اور خود فرخ سیر انکے استیصال کی تدبیرین سوچنے لگے انھین تدبیرون مین ایک یہ بھی تھی کہ اجیت سنگھ کو گجرات سے بلاکر نوازشات شاہی کا امیدوار کیا اور سیدون کے مقابلے پر آمادہ کرنا چاہا لیکن وہ بہت سیانا اور زمانے کا رنگ پہچانے ہوئے تھا یہان آکر اُلٹا سیدون سے مل گیا اور اُنکی عنایت سے فرخ سیر کی طرف سے بھی خطاب مہاراجہ سے موصوف ہوا- اور جبکہ امیرالامرا دکن کی مہم مین مصروف تھا تو مہاراجہ بادشاہ اور سید عبداللہ خان مین صلح کا واسطہ ہوا اور آخر ماہ شوال ۱۱۳۰؁ہجری مین صلح ہوگئی دکن مین بادشاہ کی صلح کی خبر امیرالامرا حسین علی خان کو پہونچی تو اُس نے دلی کی طرف چلنے مین توقف کیا پھر خبر آئی کہ صلح باقی نہین رہی اور قطب الملک کا نوشتہ بھائی کے بُلانے کے لئے گیا تو پھر وہ وہان سے بہت سے اُمرا اور پچیس ہزار سوار اور توپخانہ اور دس گیارہ ہزار برقنداز ہمراہ لیکر دلی کی طرف روانہ ہوا قطب الملک کے ساتھ اجیت سنگھ کی دوستی تھی اس لئے بادشاہ اُس سے بھی ناراض تھا ایک دن بادشاہ شکار کو سوار ہوا یہ قرار دیا کہ مراجعت کے وقت وہ قطب الملک کی ملاقات کو جائے گا مہاراجہ اجیت سنگھ کا داماد بادشاہ تھا مگر وہ عبداللہ خان کی دوستی کی وجہ سے قابو کا انتظار کررہا تھا اس کا گھر سرراہ واقع تھا بادشاہ کو مرکوز خاطر یہ تھا کہ جب اُس کی سواری مہاراجہ کے گھر کے قریب پہونچے گی تو وہ نذر لیکر مجرے کے واسطے آئے گا تو وہ اہتمام کرکے اُس کو قید کرلے خواہ یہ بات بادشاہ کے دل کی راجہ کو معلوم ہوئی ہو یا نہ معلوم ہوئی ہو مگر الخائن خائفٌ فقط گمان وظن سے وسواس وہراس پیدا ہوکر بادشاہ کی مراجعت سے پہلے سید عبداللہ خان کے مکان مین پناہ کے لئے مہاراجہ چلا گیا بادشاہ اس خبر سے بددماغ ہوا اور قطب الملک کی طرف بھی جو سلام کو منتظر کھڑا تھا متوجہ نہوا اور دولت خانے کو براہ راست چلا گیا جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ امیرالامرا سپاہ کثیر کے ساتھ دلی کی طرف آرہا ہے تو بادشاہ قطب الملک کے مکان مین آیا اور اُس سے از سر نو عہد وپیمان کیا اور مہاراجہ اجیت سنگھ کو بُلا کر نئے سر سے بھائی بنایا مگر یہ شخص سادات کا استاد وست تھا کہ جتنے شقے اسکو

بادشاہ نے حسین علی خان کو قتل کرنے کے لئے لکھے تھے وہ سب اس نے امیر الامرا کو دیدئے۔ امیر الامرا کے راستے مین جے سنگھ سوای کے حسب قدد گانؤن آتے تھے لٹوادیتا تھا اور جو کوئی اُس کا سردار پیش کش لیکر حاضر ہوتا قبول نکرتا امیر الامرا نے دہلی کے پاس پہونچکر مقام کیا چونکہ فرخ سیر فطرتی طور پر شجاعت سے معرا تھا باوجود نہایت عداوت اور ارادہ اُستیصال سادات کے کچھ نکرسکا اور مجبور ہوکر قلعہ مین سادات کا انتظام ہوجانے کو راضی ہوگیا قطب الملک اور راجیت سنگھ نے داخل قلعہ ہوکر مردم بادشاہی کو دروازون سے اُٹھادیا اور جابجا اپنا بندوبست کرلیا بادشاہ کے پاس سوائے چند خواجہ سرا کے اور کوئی عمدہ امیر قلعہ مین نرہا اس کے بعد حسین علی خان تزک شاہانہ کے ساتھ بادشاہ کے پاس گیا اور چند کلمات ملال آمیز زبان پر لایا اور بادشاہ کے آداب ملوکانہ کی بجاآوری سے انکار کرکے لشکر مین لوٹ آیا اسپر بھی بادشاہ کو طالع خفتہ نے بیدار نہ کیا تیسرے دن پھر قطب الملک اور راجیت سنگھ قلعہ مین آئے اور اب بالکل بادشاہی آدمیون کو قلعہ سے نکال دیا اور اپنے آدمی دروازون پر مقرر کردیے دیوان خاص اور خوابگاہ اور عدالت حضور کی کنجیان اپنے پاس رکھ لین اس انتظام اور اطمینان کے بعد حسین علی خان تجمل اور کروفر کے ساتھ شہر مین آکر ٹھہرا اور قلعہ کے چارون طرف اپنی طرف سے پہرے لگادیے قطب الملک اور راجیت سنگھ نے اُس کی طرف سے بادشاہ کے پاس پہونچکر عرض کیا کہ حضور نے ہماری تمام جان فشانیون کی کچھ قدر و منزلت نہ کی آئندہ کو کیا اُمید ہوسکتی ہے بادشاہ جاہل باوجود مشاہدہ کرنے حالات مذکورہ کے کچھ نہ سمجھا ایام جشن کا پوچ وعدہ کرتا رہا حتے کہ سخت کلامی کی نوبت پہونچی ایسی باتین بیان کین کہ بادشاہ کو برداشت نہوئی۔ اور محل کی راہ لی اسی گفتگو مین رات ہوگئی قلعہ کے دروازے بند ہوگئے امیر الامرا کی فوج تمام کوچہ و بازار مین مسلح استادہ رہی رات کے وقت شہر مین فتور مچا کوئی نہین جانتا تھا کہ قلعہ مین کیا گذرا مرہٹون نے جو شہر کے بازارون مین کھڑے تھے یہ ہنگامہ سُنا تو دوکانین لوٹنے لگے لیکن شہر والون کے مقابلہ کرنے پر بھاگ نکلے اُمرائے قدیم اس واقعہ کا حال سُنکر تیار ہوکر قلعہ تک آپہونچے جب معلوم ہوا کہ قلعہ پر سیدون کا قبضہ ہے تو لوٹ گئے اُس ہنگامے کے وقت طویلۂ بادشاہی مین جس مین سات ہزار گھوڑے تھے آگ لگ گئی کچھ گھوڑے جل گئے اور باقی ماندہ سید عبداللہ خان حسین علی خان نے باہم تقسیم کرلئے سید عبداللہ خان اور راجیت سنگھ اپنے اعیان کے ساتھ شورے اور اندیشے کررہے تھے کہ صبح ہوتے کیا ہوتا ہے تاریخ فرخ سیر مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے اجیت سنگھ کو اپنے ہاتھ سے اس مضمون کا شقہ لکھا کہ دریائے جمنا کی طرف قلعہ کی مشرقی سمت خالی ہے اگر ہوسکے تو اپنی ایک جماعت مقرر کردو کہ مین اُدھر سے نکلکر کہین چلا جاون اور ایک خواجہ سرا کے ہاتھ راجہ پاس بھیجا خواجہ سرا نے رقعہ جیب مین ڈالا اور بڑی تدبیرون سے سیدون کے آدمیون سے بچ کر راجہ کے پاس پہونچا اور رقعہ اُس کو دیدیا راجہ نے پڑھکر جواب مین لکھا کہ وقت ہاتھ سے نکل گیا اب مجھ سے کچھ نہین ہوسکتا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ راجہ نے وہ رقعہ عبداللہ خان کو دکھادیا جس نے پڑھکر چورامن جاٹ کو بُلاکر تاکید کردی کہ جمنا کی طرف قلعہ کی مشرقی سمت

محافظت رکھے تاکہ کوئی اُدھر سے نکل نہ جائے صبح کو سید عبداللہ خان و اجیت سنگھ نے افسانہ و افسون سے پیغام بادشاہ کے پاس بھیجا کہ وہ محل سے نکلے مگر فائدہ نہوا یہان تک کہ سید اور دوسرے آدمی زنانے مین گھس گئے جشنون اور ترکنون کو جو دروازے پر مدافعت کو آمادہ تھین دفع کر کے جستجو شروع کی بام محل کے گوشے مین چھپا ہوا پایا بڑی بے حرمتی سے کھینچ کر باہر لائے اُس کی مان بہنین - لڑکیان اور سب بیگمات نہایت الحاح و زاری کرنے لگین مگر ایسے وقت مین رحم کہان بلکہ اُن بیچاریون کا زیور چھین لیا - اور بادشاہ کی آنکھون مین سلائیان پھروا کر ترپولیا کے اوپر جائے تنگ و تاریک مین محبوس کردیا وہ اپنے مزاج سے مجبور تھا یہان بھی اُس سے نرہا گیا کبھی معافی کا خواستگار ہوتا کبھی راجہ جے سنگھ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کرتا ان وجوہات سے دونون بھائیون نے خیال کیا کہ یہ جھگڑا اُس وقت تک طی نہوگا جب تک اس کا کام تمام نہو جائے اس لئے گلے مین پھانسی ڈالنے کا حکم دیا جس وقت گلے مین پھانسی ڈالی فرخ سیر نے دونون ہاتھ سے پکڑلی اور بے فائدہ ہاتھ پیر پٹکنے لگا جلادون نے لکڑی سے ہاتھ پیر خوب سیدھے کئے تا آنکہ بصد حسرت و یاس دُنیائے فانی سے سفر کیا اُس کی خرابی کی تاریخ فاعتبروا یا اولی الابصار سے نکلتی ہے سیدون کا جذبۂ جبر و ظلم فرخ سیر کو معزول و نابینا اور قتل کرنے کے بعد بھی ٹھنڈا نہین ہوا چنانچہ مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ فرخ سیر کو زہر سے مار کر احتیاطاً تلوے چروا دئے -

فرخ سیر کی قید و معزولی کے بعد شمس الدین ابو البرکات رفیع الدرجات پسر خرد رفیع الشان بہادر شاہ کے پوتے اور محمد اکبر خلف اورنگ زیب کے نواسے کو تخت سلطنت پر بیس برس کی عمر مین بٹھایا اول روزہ دیوان مین راجہ اجیت سنگھ اور راجہ رتن چند کی آرزو کے موافق جزیے کی معافی کا حکم دیا گیا تھا راجہ اجیت سنگھ نقد و جواہر سے مالا مال ہو کر احمد آباد کو جاتا تھا کہ بازار کے دونون طرف کلمات لاعنی اور صریح دشنام بازاری کے پیچھے اُسے سُناتے اور کہتے کہ داماد کا خون بہا سیدون سے لیکر اور اپنا منھ کالا کر کے اس شہر سے باہر جانا چاہتا ہے راجہ ان باتون سے ایسا تنگ ہوا کہ ایک دو آدمیون کو جان سے مارا اور ایک دن چند کشمیریون کو اس تقصیر مین گرفتار کیا اور سادات کے حکم سے ان کو گدھے پر سوار کر کے تشہیر کی سنہ ۱۱۳۱ھ مین رفیع الدولہ کے عہد مین اُس نے اپنی بیٹی کو محل سرائے شاہی سے مع تمام جواہرات اور بیش قیمت آلات کے جنکی قیمت ایک کرور روپے سے زیادہ تھی بلا لیا اور یہ موقع اُس کے ہاتھ آجانے کی حکایت مجمع الملوک مین یون لکھی ہے کہ جب امیر الامرا حسین علی خان رفیع الدولہ ملقب بہ شاہجہان ثانی کی مسند نشینی کے بعد اکبر آباد کو روانہ ہوا اور پیچھے سے قطب الملک بھی رفیع الدولہ کو ساتھ لیکر اُدھر کو راہی ہوا تو شاہجہان آباد خالی رہ گیا اب اجیت سنگھ کے آدمیون نے ناظر سے سازش کر کے اُس کی بیٹی کا لباس بدلوا کر محل سے نکال لیا اور جو چھوڑ کر لے گئے بہت سا جواہرات جو اُس کے کپڑون مین تھا وہ بھی ساتھ چلا گیا غرضکہ فرخ سیر کے بعد دو شاہزادے رفیع الدولہ اور رفیع الدرجات تین تین مہینے نام کے لئے سلطنت کر کے مر گئے

اور سیدون نے روشن اختر کو محمد شاہ کے لقب سے بادشاہ بنایا جس نے اُنکا دباؤ ناپسند کرکے سعادت خان برہان الملک اور نظام الملک وغیرہ کی مدد سے تباہ و برباد کردیا اجیت سنگھ کو محمد شاہ کی مسند نشینی سے پیشتر ہی گجرات کی حکومت اُسی رفاقت کے صلے مین عنایت ہوئی تھی جو اُس نے کسی زمانے مین سادات بارہ قاتلین فرخ سیر کے ساتھ کی تھی اور اجمیر کی حکومت خود محمد شاہ نے اس شرط پر دی تھی کہ اگر بادشاہ اور سیدون کے درمیان لڑائی کا ہنگامہ برپا ہو تو اُس مین کسی کی طرفداری وہ نکرے اور اگر کسی کی اعانت کرے تو بادشاہ کی۔ غرض اجمیر و احمد آباد کے دونون صوبے اجیت سنگھ کو محمد شاہ کے بقاے دولت تک حسب ضابطۂ بادشاہی ملے تھے اجیت سنگھ سادات کا شریک و رفیق تھا اُس کو اپنا رفیق و معین بنانے کے واسطے محمد شاہ کی مان نے یہ تدبیر کی تھی کہ دونون صوبون کا فرمان مع پنجے کے نشان کے اُس کے پاس بھیجدیا تھا لیکن یہ مہاراجہ سلطنت مغلیہ بلکہ کُل مسلمانون کا آخر دم تک دشمن رہا اُس نے ان دونون صوبون کے آدمیون پر وہ ستم ڈھایا کہ خدا کی پناہ بہت سے باشندے وہان سے بادشاہ کے حضور مین استغاثے کے لئے آئے یہان اہل دربار کو اجیت سنگھ سے کینہ اس لئے چلا آتا تھا کہ وہ سادات کا رفیق پرلے درجے کا تھا اجیت سنگھ بھی مسلمانون کے ساتھ ناحق کاوشین کرتا تھا بادشاہ نے دونون سے اُس کو خارج کیا گجرات کی صوبہداری حیدر قلی خان کو اور اجمیر کی مظفر علی خان کو جو صمصام الدولہ و راجہ جے سنگھ والی جینپور کے متوسلین مین سے تھا عنایت کی جب مہاراجہ اجیت سنگھ کی معزولی کی خبر اس صوبۂ گجرات مین منتشر ہوئی تو اُس کے نائب نے چاہا کہ حیدر قلی خان کے آنے تک شہر کو غارت اور تاجرون کو تاراج کرکے باہر چلا جائے مہر علی خان بخشی معزول جو اجیت سنگھ کی نیابت چند روز کرچکا تھا اور اُس کے محاسبے سے آزردہ تھا اور حیدر قلی خان بھی بخشی مذکور اور صفدر خان ثانی (یا) بابی سے ملول و مکدر تھا ان دونون نے اتفاق کرکے اس نظر سے کہ راجپوت کا ظلم دفع ہوگا اور حیدر قلی خان کی خوشنودی حاصل ہوگی اور تحسین خدمت کے حقوق اسپر متحقق ہون گے ایک جماعت افاغنہ اور دیدعا یا کی جمع کرکے اجیت سنگھ کے نائب کے سر پر جا چڑھے ایک جنگ ہوئی اور راجپوتون کی جماعت کثیر کشتہ و زخمی ہوئی نائب مغلوب و محصور اپنی حویلی مین ہوا اور صفدر علی خان کے خواہر زادے کی اعانت سے خفت و خواری کے ساتھ شہر بدر کیا گیا وہ اپنے وطن جودھپور کی راہ مین دست اندازی کرتا ہوا چلا گیا مظفر علی خان جو اجمیر کا صوبہدار مقرر ہوا بسبب عسرت و بے سرانجامی کے قصبۂ ریواڑی سے جو دلی سے تیس کوس یا پچاس میل ہے آگے نہ بڑھا تھا کہ یہ خبر آئی کہ اجیت سنگھ مہاراجہ جودھپور اجمیر مین آگیا اُس کے پاس تیس ہزار سوار اور اطراف کے زمیندار اور راجپوت ہمراہ ہین اس سبب سے بھی مظفر علی خان نے ریواڑی مین چند روز توقف کیا مہاراجہ اجیت سنگھ نے اجمیر مین داخل ہوکر اول منادی پھروائی کہ تمام قصاب اور سب دُکاندار و اہل حرفہ اپنے اپنے پیشے مین بے اندیشہ و خرخشہ مصروف ہون مؤذنون اور خادمون کو بُلا کر اپنی بدنامی دور کرنے کے لئے اور قواعد اسلام کی تبعیت کے اظہار کے لئے تاکید کی کہ

وہ اپنی مساجد کی تعمیر کرین اور تمام ارکان بادشاہی کو بلاکر اُس نے محمد شاہ کا وہ فرمان دکھایا کہ جس مین قول وقسم لکھے ہوئے تھے کہ محمد شاہ کے بقاے عمر و دولت تک اجمیر و احمدآباد کی صوبہ داری اجیت سنگھ کے پاس بحال رہے گی اب اُس نے اپنے عرائض اور اُس فرمان کی نقل دیوان بادشاہی کے ساتھ صمصام الدولہ و روشن الدولہ کے پاس بھجوائی اور عرضداشت مین یہ درخواست کی کہ احمدآباد کی صوبہ داری حضور کی مرضی کے لئے نذر کرتا ہون مگر اجمیر کی صوبہ داری کا اُمیدوار و خواستگار ہون اگر وہ بحال رہیگی تو ہم چشمون مین میری آبرو رہے گی اور جب آبرو نرہی تو جان لیکر کیا کرون گا اس لئے اُمیدوار ہون کہ دونون صوبون مین سے کوئی ایک صوبہ عنایت ہو ان دونون صوبون کے ساتھ میرا سر اور میری جان وابستہ ہے جب مہاراجہ اجیت سنگھ کے یہ نوشتے آئے تو صمصام الدولہ قلت زر اور دشواری جنگ پر نظر کرکے مصالحت اور ترک منازعت پر مائل ہوا اور کہا کہ صوبہ اجمیر مین اکثر بزرگون کے مزار ہین اور دارالخلافہ کے نزدیک ہے اس لئے صوبۂ گجرات اجیت سنگھ کے لئے بحال رکھنا مناسب ہے اور صوبۂ اجمیر بادشاہ کے کسی مخلص کو دینا چاہئے مگر بادشاہ کا اور بعض ارکان دولت کا خصوص حیدر قلی خان کا ارادہ یہ ہوا کہ اجیت سنگھ کی تنبیہ و تادیب کرنی چاہئے حیدر قلی خان کے ساتھ اور امرا شریک نہوے تو اُس نے برہان الملک نواب سعادت خان کو بلایا جو اس وقت آگرے کی صوبہ داری پر سرفراز تھا وہ فوراً آیا سامان کارزار درست ہوا مگر اور اُمرا اُسکے ساتھ متفق نہوے پھر بادشاہ نے بھی اعانت مین پہلوتہی کی اتنے مین یہ خبر آئی کہ مظفر علی خان کا تو سارا اسباب سپاہ نے اپنی تنخواہ مین لے لیا اور اُسنے صوبہ داری کا فرمان اور خلعت بادشاہ کی خدمت مین واپس کردیا اور خود جیپور چلا گیا اُس کے تعاقب مین بعض زمینداروں اور مفسدون نے بادشاہی ملک کو تاخت و تاراج کیا مہاراجہ اجیت سنگھ نے نارنول کو خوب لوٹا یہان کے فوجدار بایزید خان سے اُس کا مقابلہ نہوسکا پھر اجیت سنگھ سے صمصام الدولہ نے لڑنے کا ارادہ کیا افواج مغلیہ نے اُس کے ساتھ اتفاق نہ کیا حیدر قلی اُس کے ساتھ متفق ہوا اور خیمے باہر نکلوائے خلوت مین صمصام الدولہ نے بادشاہ سے کہا کہ لڑنا مصلحت نہین ہے اگر اجیت سنگھ کی فتح ہوئی تو بادشاہی کا کیا ٹھکانا ہے اور اگر اُس کو شکست ہوئی تو وہ پہاڑون مین جا چھپے گا پس روپیہ اور لشکر کہان ہے جو اس کا علاج کرے گا پھر قمرالدین خان نے اس کا بیڑا اُٹھایا اور سید عبداللہ خان اور نجم الدین علی خان کی رہائی کی درخواست کی تو وہ نامنظور ہوئی مہاراجہ اجیت سنگھ نارنول پر قبضہ کرکے بادآڑی مین آیا اُس کی روک تھام مین سپہ سالار کے نفاق و عدم اتفاق سے اور کام کرنے مین ناراضمندی ہونے سے سارے عزم اور ارادے بیکار رہے اور آخرالامر صمصام الدولہ شہر سے باہر نکلا اور اجیت سنگھ کی دلجوئی بار بار کی لیکن وہ اپنے ارادے سے باز نرہا اجیت سنگھ جو یہ چاہتا تھا کہ اگر اجمیر اُس کو ملجائے گا تو وہ گجرات کو چھوڑ دے گا اس کا متوقع وہ کیا گیا نظام الملک اورنگ آباد سے

بادشاہ کے پاس آتا تھا اُس کے آنے پر تمام تدابیر و انتظام ملکی موقوف رہا۔
تاریخ ہندی رستم علی مین سال پنجم جلوس محمد شاہ کے سوانح مین لکھا ہے کہ اجیت سنگھ کی تنبیہ کے لیے شرف الدولہ ارادت مند خان اُمرا کی جماعت کے ساتھ بھیجا گیا اُس نے علانیہ بغاوت اختیار کی تھی اور اجمیر و سانبھر پر قبضہ کر کے وہ نارنول مین آیا شرف الدولہ کے ساتھ راجہ جے سنگھ سوای والی جے پور اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد اور گوپال سنگھ راجہ بھدا ور تھے ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ سے زیادہ پیادے ساتھ تھے اجیت سنگھ اس خبر کو سنکر حواس باختہ ہوا اور نارنول سے بھاگا اور گڈھ بینی کے قلعہ مین پناہ لی یہان وہ چند روز ٹھہرا پھر ایک سانڈنی پر سوار ہو کر جودھپور چلا گیا اور امرای شاہی کی معرفت درخواست کی اور اپنے بیٹے دھونکل سنگھ کو امرای شاہی کے حوالے کیا کہ وہ بادشاہ کے پاس اُس کو لے جائین خافی خان لکھتا ہے کہ مہاراجہ اجیت سنگھ کو نظام الملک کی آمد آمد کی خبر نے خواب غفلت سے بیدار کیا اور اُس نے پیغام دیا کہ مین صوبہ احمد آباد سے ہاتھ اُٹھاتا ہون اور صوبہ اجمیر کے بحال رہنے کی درخواست کرتا ہون آرون کی تاریخ فرخ آباد کے ترجمے مین لکھا ہے کہ ۱۷۲۳ء مین شرف الدولہ ارادت مند خان کے زیر حکم ایک لشکر اجیت سنگھ والی مارواڑ کی تنبیہ کے لئے بھیجا گیا تھا قبل اس کے کہ سپاہ اُس کے ملک مین پہونچے اجیت سنگھ اپنے چھوٹے بیٹے بخت سنگھ کے ہاتھ سے ۱۷۲۴ء مطابق سمت ۱۷۸۰ مین) مارا گیا ابھے سنگھ عرف دھونکل سنگھ ولد اجیت سنگھ نے نواب محمد خان والی فرخ آباد کی وساطت سے غاشیۂ اطاعت بادشاہی دوش پر رکھا تاریخ فرخ سیر مین لکھا ہے کہ محمد شاہ نے بخت سنگھ کو ۹ سنہ جلوس مین پنجہزاری کے منصب اصل و اضافہ ملا کر پہونچا دیا تھا۔
مولوی ذکاء اللہ نے لکھا ہے کہ اُس کے بیٹے ابھے سنگھ نے قتل کیا تھا اس قتل کا سبب مورخون نے جدا جدا بیان کیا ہے ایک یہ کہ اجیت سنگھ نے بادشاہ سے مخالفت اختیار کی تھی اس لئے قمر الدین خان وزیر نے ابھے سنگھ سے وعدہ کیا کہ باپ کو مار ڈالے تو اُس کو جودھپور کی ریاست مل جائے گی اسلئے اُس نے باپ کے خون سے ہاتھ لال کئے ونیز کوئی لکھتا ہے کہ کسی راجپوت کی لڑکی سے ابھے سنگھ کی نسبت ٹھہری تھی مگر اُسکے باپ اجیت سنگھ نے اُس سے خود شادی کرنی چاہی اس لئے بیٹے نے غیرت مین آکر باپ کو مار ڈالا یہ عورت اجیت سنگھ کے ساتھ ستی ہو گئی۔

۲۴- راج راجیشر مہاراجہ ابھے سنگھ

مہاراجہ ابھے سنگھ کو سمت ۱۷۸۱ مطابق ۱۷۲۶ء مین محمد شاہ نے راج تلک دیکر راج راجیشر خطاب عنایت کیا بادشاہی فوج جو علاقہ لوٹتی ہوئی جودھپور تک پہونچی تھی دلی مین واپس بلالی گئی اور ناگور کی سند بھی راو امر سنگھ کی اولاد کے عوض ابھے سنگھ کو ملی۔ اُس نے دہلی سے آکے ناگور کو جا گھیرا جہان کا آخری راو اندر سنگھ اُس کے پاس پناہ مانگنے کو حاضر ہو گیا لیکن ابھے سنگھ نے ناگور ضبط کر کے

وہان اپنے چھوٹے بھائی بخت سنگھ کو قائم کیا اور راؤ کو گذر کے لائق مختصر جاگیر حوالے کی۔ تھوڑے دنون کے بعد ابھے سنگھ نے سروہی پر چڑھائی کرکے وہان کے راؤ اور دوسرے سرکشون کو کچھ عرصے کے لئے فرمانبردار بنایا سمت ۱۷۸۳ مطابق ۱۷۲۸ء مین ابھے سنگھ کے دوبارہ دلی جانے کے بعد جب گجرات کا صوبہ دار مبارز الملک سربلند خان بہادر دلاور جنگ مرہٹون کے مقابلے کو روانہ ہوا تو اُس کے ہمراہ مہاراجہ ابھے سنگھ۔ نزورکا راجہ جیت سنگھ کچھواہہ اور میواڑ کے مہارانا سنگرام سنگھ دوم کی فوج بھیجی گئی۔ سورت کے قریب مقابلہ ہونے پر مرہٹے دکن کو بھاگ گئے اور بادشاہی فوج واپس آئی۔

سمت ۱۷۸۷ مطابق ۱۷۳۲ء مین جبکہ اودھ اور دکن کے صوبہ دار خود مختار بن بیٹھے تھے گجرات کے صوبہ دار سربلند خان بہادر دلاور جنگ کی طرف سے بھی یہی شبہ پیدا ہوا اس لئے ابھے سنگھ کے نام گجرات کی صوبہ داری مقرر ہوکر روانگی کے وقت اُس کو خاص خلعت۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ اٹھارہ لاکھ روپیہ نقد اور پچاس توپین دی گئین۔ ابھے سنگھ دلی سے جودھپور ہوتا ہوا بیس ہزار سے زیادہ بادشاہی اور دیسی فوج لیکر احمد آباد کے پاس پہونچا اور سربلند خان بہادر بھی یہ خبر پاکر شہر سے باہر آٹھہرا۔ مہاراجہ نے شہر کے باہر ایک گانون مین مورچے جمائے شہر کے باہر دونون طرف سے دو دن تک توپین چلتی رہین۔ تیسرے اور چوتھے روز بندوق۔ تیر۔ اور تلوار وغیرہ سے خوب لڑائی ہوکر دونون فریق کے سیکڑون آدمی مارے گئے۔ پانچوین روز آپس مین صلح ہوکر ملاقات کے وقت مہاراجہ اور نواب پگڑی بدل بھائی بنے۔ اس لڑائی مین بخت سنگھ زخمی ہوا اور نواب کو رخصت کے وقت دوستانہ طور پر ایک لاکھ روپیہ اور باربرداری کے لئے اونٹ وغیرہ دیے گئے نواب دلی پہونچ کر اُس عذر سے کہ میرے بغیر لڑائی روانہ ہونے پر فوج کے آدمی جو کئی برس سے تنخواہ نہ ملنے کے فریادی تھے مجھے مار ڈالتے کشمیر کے صوبے پر بھیجا گیا مہاراجہ کا عمل جم جانے کے بعد دوسرے سال باجی راؤ پیشوا مرہٹہ نے چوتھ کے حیلے سے قصبۂ بڑودہ دبالیا اور مہاراجہ کی فوج شہر کو واپس نہ لے سکی لیکن نواب نظام الملک جس کی اولاد مین اب حیدرآباد والے نواب ہین دکن سے بادشاہی لوگون کی مدد کو سورت تک آیا تو مرہٹے بڑودہ چھوڑ کر بھاگے اور مہاراجہ نے قاصد و خط بھیجکر نواب کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد کئی برس تک گجرات کی صوبہ داری مہاراجہ کے نام رہی جس کے متعلق ہونے کے سبب رئیس ایڈر۔ کچھ۔ ڈونگرپور۔ پالن پور اور سروہی وغیرہ مہاراجہ کو حاضری دیا کرتے تھے۔

پیلاجی گائیکواڑ اگرچہ ۱۷۳۲ء مین بڑودے سے خارج ہوگیا تھا مگر اب تک اُس مین اس قدر دم باقی تھا کہ مہاراجہ ابھے سنگھ نے اپنی حکومت کا استحکام اس مین سمجھا کہ کسی طرح اُسکو ٹھکانے لگائے چنانچہ ابھے سنگھ نے بظاہر پیلاجی راؤ کے ساتھ محبت اور دوستی کا سلسلہ پیدا کرکے سفارت کے بہانے سے اپنے ایک ملازم راجپوت کو اُس کے پاس ڈاکور مین جو احمد آباد سے گوشۂ جنوب و مغرب مین مہی ندی کے کنارے پر آباد ہے بھیجا اس راجپوت نے کان مین کچھ بات کہنے کے حیلے سے پیلاجی راؤ کے پیٹ مین زہر

ہی ہوئی کٹاری ایسی ماری کہ جس کے زخم سے پیلاجی تڑپ تڑپ کر نہایت تکلیف کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔
اس پر اُس کے بھائی بندون کے ایسی آگ لگی کہ وہ گجرات پر چڑھ گئے اور اُس کو برباد کردیا اور آس پاس
کی قزاق قومون بھیل اور موگیون کو برانگیختہ کردیا کہ وہ کبھی مسلمانون کے مطیع نہووین غرض اِن جنگلی قومون
مرہٹون کا گیکواڑ کے خاندان نے ملکر ملک گجرات کو آپس مین تقسیم کرلیا بلکہ اُنھون نے جودھپور جاکر ہاتھ مارا
اسکے سبب سے مہاراجہ ابھے سنگھ اپنی ریاست کے واسطے گجرات کو چھوڑ کر بھگراج بھنڈاری کو اپنی نیابت پر
مقرر کرکے چلا آیا اور اس نائب سے کچھ نہوسکا۔ ساہوکارون اور زمینداروں پر روپے کے لالچ مین اروڑ لوٹ
بہت ظلم کیا جس کی زیادہ فریاد ہونے سے گجرات کا صوبہ ابھے سنگھ سے اُتار کر بادشاہ نے کسی اور سردار کو دیدیا
تحفۂ راجستان مین ہے کہ مہاراجہ ابھے سنگھ ایک لڑاکو اور آوارہ مزاج رئیس تھا آرام سے بیٹھنا پسند نہین
کرتا تھا اُس نے گجرات سے بےفکر ہوکر بیکانیر لینے کا ارادہ کیا جس پر اُس کا چھوٹا بھائی ناگور کا بخت سنگھ
حسد کے سبب برخلاف ہوکر جیپور اور بیکانیر والون کا شریک بن گیا اور ان سب نے مہاراجہ ابھے سنگھ کو
بےحال کرکے اکیس لاکھ روپیہ فوج خرچ کے نام سے وصول کیا۔ لیکن یہ بھی کہتے ہین کہ بخت سنگھ نے
جیپور والون کو واپسی کے وقت لوٹ لیا۔ اس جھگڑے کے بعد مہارانا اودیپور کی معرفت راجپوتون
مین میل ملاپ ہوگیا۔

ابھے سنگھ کی زندگی مین نادرشاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا اور محمد شاہ جو آخری شہنشاہ کہلانے کا
مستحق تھا سمت ۱۸۰۴ مطابق ۱۷۴۷ء مین ملک آخرت کو انتقال کرگیا جسکے بعد اُس کا بیٹا احمد شاہ
تخت نشین ہوا اُس نے دوسرے برس گجرات کی صوبہ داری بخت سنگھ کو دی تھی جو مرہٹون کے زور سے
زیادہ عرصے تک قائم نرہی۔

مہاراجہ ابھے سنگھ سمت ۱۸۰۶ مطابق ۱۷۵۰ء مین سینتالیس برس کی عمر پاکر سولہ برس
راج کرنے کے بعد دُنیا سے سفر کرگیا اور اُس کے بیٹے رام سنگھ کے وقت مین بخت سنگھ کو کامیابی کا موقع ملا۔

۲۵۔ مہاراجہ رام سنگھ

سمت ۱۸۰۶ مطابق ۱۷۵۰ء مین اپنے باپ کے بعد گدی پر بیٹھا لیکن وہ ایسا سخت مزاج تھا کہ
مارواڑ کے اکثر سردار علٰحدہ ہوکر اُسکے چچا بخت سنگھ سے جا ملے جو بہت دنون سے راج لینے کی فکر مین تھا
ایک برس کے اندر بخت سنگھ نے مہاراجہ رام سنگھ کو میرتے کے قریب بھاری شکست دیکر اُس کا
زور توڑ دیا اور سردارون کی مدد سے جودھپور دبا لیا۔

۲۶۔ مہاراجہ بخت سنگھ

سمت ۱۸۰۷ مطابق ۱۷۵۱ء مین اپنے بھتیجے کو خارج کرکے مارواڑ کا مالک بنا۔ اُس نے اپنی چالاک
طبیعت سے سردارون وغیرہ کو ایسا راضی کرلیا کہ دوبارہ مُلک نکل جانے کا اندیشہ نرہا۔ لیکن رام سنگھ کا

وفادار پروہت جگو دکن سے مادھو راؤ سیندھیا کو مدد پر بُلا لایا یہ پہلا موقع تھا کہ خانہ جنگی کے سبب مارواڑ مین مرہٹون کا قدم داخل ہوا - اس وقت مرہٹے جو لڑائی کم اور لوٹ زیادہ پسند کرتے ہین تمام ملک اور رعیت کو لوٹا کر دیکھ کر واپس چلدیے - جئیپور کی تاریخ مین جو لالہ روشن رائے سے منقول ہے اس واقعے کو اور طرح سے لکھا ہے جسکو ایشری سنگھ کے حالات مین دیکھنا چاہیئے -

سمت ۱۸۰۹ مطابق ۱۷۵۲ء مین جبکہ مہاراجہ بخت سنگھ اجمیر کے قریب ٹھہرا ہوا تھا اُس کی بہن اور جئیپور کے راجہ مادھو سنگھ کی رانی نے کھانے مین زہر دلوا کر رام سنگھ کے دشمن کا کام تمام کیا - اور مہاراجہ کے بیٹے بجے سنگھ کو اُس کی گدی پر قائم رہنے کے واسطے تمام جھگڑون کا بار اُٹھانا پڑا - مہاراجہ بخت سنگھ ایک بہادر - چالاک اور خود مطلب شخص تھا - اُس نے بدبختی سے باپ کو قتل کیا اور بھائی کے ساتھ آخر مین بے وفائی برت کر بھتیجے سے زبردستی راج چھین لیا جس کے عوض مین وہ زیادہ آرام نہ پاکر تین برس کے اندر زہر سے ہلاک ہوا - اُس کی اولاد مین سے تین شخص بجے سنگھ - بھیم سنگھ اور مان سنگھ گدی پر بیٹھکر پھر نسل قطع ہو گئی اور نئو برس کے اندر مہاراجہ اجیت سنگھ کے بیٹے آنند سنگھ کی اولاد مین سے جو جان بچا کر ایڈر چلا گیا تھا - گود لینے کی حاجت پڑی -

۲۷ - مہاراجہ بجے سنگھ

سمت ۱۸۰۹ مطابق ۱۷۵۲ء مین مارواڑ کی حکومت پر قائم ہوا - اُس کی مسند نشینی احمد شاہ نے منظور کی اور راجاؤن مین سے بیکانیر اور کرشن گڑھ والے جو راٹھور خاندان مین سے ہین ماتم پرسی اور مبارکباد کے لئے جودھپور آئے دوسرے برس مہاراجہ ابھے سنگھ کے بیٹے رام سنگھ نے راجہ جئیپور اور مرہٹون کی مدد سے مارواڑ پر چڑھائی کر کے میرتہ کی لڑائی مین مہاراجہ بجے سنگھ کو شکست دی اور پیچھا کر کے اُس کو ناگور مین جا گھیرا - مرہٹون کا افسر آپاجی سیندھیا ایک مارواڑی راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا اور اُنھون نے مہاراجہ بجے سنگھ سے فوج خرچ مین کئی لاکھ روپے نقد اور رام سنگھ سے اجمیر مقام جو دلی کی سلطنت کے ضعف سے بخت سنگھ کے وقت مین مارواڑ کے شامل ہو گیا تھا لے کر رام سنگھ کو اُسکی قسمت پر چھوڑ دیا جو مدت کے بعد پریشانی کے ساتھ سمت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۲ء مین جے پور مین مر گیا - مرہٹون سے شکست پانے کے بعد سردارون نے ملک کو تباہ اور مہاراجہ کو بہت دق کیا جس سے مہاراجہ کے خیرخواہ دھاسے بھائی نے باہر کی تنخواہ دار فوج نوکر رکھی جو ان مالک دافسرکے سوا دوسرون کی پروا نہ رکھے - لیکن پریشانی مین روپے کی کمی سے اس قدر آدمی جمع نہو سکے جس سے فسادی سردارون کی طاقت توڑی جاتی - لاچار مہاراجہ سردارون کو منانے کے لئے سیپور مقام پر گیا اور واپس آکر اُنکے ساتھ شہر مین رہنا قبول کیا - اتفاق سے مہاراجہ کا گرو آتما رام مر گیا اور اُس کی میت کی رسمین ادا کرنے کے لئے مہاراجہ کو رانیون سمیت قلعہ پر جانے کا موقع ملا جس کی پیروی سے تمام سردارون کو بھی وہان جانا لازم آیا -

مہاراجہ نے اپنی تکلیفون کا فوراً بدلا لیا۔ آہوہ - نیملاج اور راس وغیرہ کے زبردست سردار مہاراجہ کی تنخواہ دار فوج کے ہاتھ سے لڑکر قتل ہوے اور ٹھاکر دیبی سنگھ جو مہاراجہ اجیت سنگھ کا بیٹا اور بجے سنگھ کا چچا مشہور ہوکر پوہکرن مین گود جانے کے بعد فسادیون کا سرغنہ بنا تھا قید مین سر پھوڑ کر مر گیا اُسکے بیٹے سبل سنگھ نے باپ کا عوض لینے کو سر اُٹھایا لیکن وہ پال اور ایک دوسرے مقام پر چڑھائی کرنے مین مارا گیا۔

مہاراجہ بجے سنگھ نے سردارون کے تباہ کرتے ہی زور پکڑا۔ مارواڑ کی غارتگر قومون کو سزا دیکر عمرکوٹ مقام سندھ کے حاکم سے چھین لیا جو اب مارواڑ کی مغربی جنوبی سرحد سے بہت دور ہے۔ کچھ عرصے کے بعد جیسلمیر کا کسی قدر علاقہ دبا لیا اور سمت ۱۸۲۷ مطابق ۱۷۷۱ء مین ایک زرخیز پرگنہ گوڈواڑ فوجی مدد کے عوض اودیپور سے حاصل کیا جبکہ وہان خانگی فساد سے اس بات کی ضرورت تھی سمت ۱۸۴۳ مطابق ۱۷۸۷ء مین مرہٹون کا فساد دور کرنے کے لئے جے پور کے راجہ پرتاب سنگھ کی شرکت مہاراجہ بجے سنگھ نے بھی قبول کرکے اپنے راجپوت مدد کو بھیجدیے جن کی بہادری سے تونگہ مقام پر لال سوٹ کے قریب سیندھیا کو بڑی شکست ملی اور راجپوتانے کے تمام مقامات سے اُسکو ہاتھ اُٹھانا پڑا چنانچہ مقام اجمیر بھی ایکبار پھر مارواڑ مین شامل ہوا۔ اس لڑائی سے چار برس کے بعد مرہٹون نے بڑی فوج کے ساتھ عوض لیا اور اسوقت مین جیپور والون نے مارواڑیوالون کی امداد مین ایک فضول بات پر نااتفاقی کرکے کوتاہی کی راٹھورون کو شکست عظیم ہوئی یہ لڑائی پاٹن کے مقام پر ہوئی تھی دوسری لڑائی میرتے کے مقام پر ہوئی اس مین بھی راٹھوڑون کو مرہٹون نے کچل ڈالا اور راجپوتانے کا صدر مقام اجمیر اور کچھ عرصے کے لئے ایکدفعہ مرہٹون کے قبضے مین جاکر مارواڑ سے ہمیشہ کو علیحدہ ہوا مہاراجہ بجے سنگھ نے مرہٹون کو ساٹھ لاکھ روپیے فوج خرچ مین سے کچھ نقد اور باقی سامان وغیرہ دیکر پیچھا چھوڑایا ۔

آخر عمر مین مہاراجہ بجے سنگھ ایک پاسبان عورت کا بہت مطیع ہوگیا تھا جس کے بیٹے کو اُس نے وارث قرار دیکر ولیعہد ظالم سنگھ کو محروم رکھنا چاہا تھا جب خواص والا لڑکا مر گیا تو مہاراجہ نے اپنے ایک پوتے مان سنگھ کو جو چھوٹے کنور گمان سنگھ کا بیٹا تھا خواص کے گود رکھدیا۔ سردارون نے ایسی کارروئیون سے رنجیدہ ہوکر مالکوسنی گانوُن مین جماؤ کیا جہان اُنکے منانے کے واسطے مہاراجہ کو جانا پڑا۔ لیکن سردارون نے کچھ حیلہ کرکے پاسبان عورت کو مہاراجہ کے پاس آتے ہوئے مار ڈالا اور اُس کے پوتے بھیم سنگھ کو جو پانچوین کنور بھوم سنگھ کا بیٹا تھا گدی پر بٹھانے کے واسطے قلعہ سے بُلالیا۔ مہاراجہ نے فوراً بھیم سنگھ کو سوجت کا پرگنہ اور سوانہ کا قلعہ جاگیر مین دیکر راضی کرلیا جہان وہ خوشی کے ساتھ چلا گیا ۔

مہاراجہ بجے سنگھ نے بھیم سنگھ کی خرابی کے لئے اپنے بیٹے ظالم سنگھ کو عمدہ علاقہ گوڈواڑ جاگیر مین دیکر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے بھتیجے کو مار کر اپنا ولیعہدی کا حق حاصل کرے ظالم سنگھ کے مقابل بھیم سنگھ شکست پاکر پوہکرن ہوتا ہوا جیسلمیر جارہا اور مہاراجہ بجے سنگھ خانگی جھگڑون اور اپنی پسندیدہ خواص کے

مارے جانے کے رنج سے اساڑھ سمت ۱۸۵۰ مطابق ۱۷۹۳ء جولائی مین اکیاون[۵۱] سال کی عمر کے اندر اکتالیس[۴۱] برس راج کر کے مر گیا- اُسکے بیٹے ظالم سنگھ اور پوتے بھیم سنگھ دو دعوے دارون مین سے پچھلا کامیاب ہو کر راج کا مالک بن گیا- مہاراجہ بجے سنگھ کی اولاد اس طرح پر تھی -

مہاراجہ بجے سنگھ -

فتح سنگھ (کم عمری مین مر گیا) | ظالم سنگھ | سانونت سنگھ — سور سنگھ | شیر سنگھ | بھوم سنگھ — بھیم سنگھ، دھونکل سنگھ | گمان سنگھ — مان سنگھ | سردار سنگھ

۲۸- مہاراجہ بھیم سنگھ

سمت ۱۸۵۰ مطابق ۱۷۹۳ء مین اپنے دادا کے مرنے کی خبر پاتے ہی جیسلمیر سے چار پہر مین جودھپور پہونچکر گدی پر بیٹھ گیا اور حقدار ظالم سنگھ جو سیسودیہ رانی سے پیدا ہوا تھا اُدھر اُدے پور بھاگ گیا جہان کچھ عرصے کے بعد مہارانا کی وظیفہ خواری مین رہ کر فصد لینے مین ایک بے موقع رگ کے کٹ جانے کے سبب سے مر گیا- مہاراجہ بھیم سنگھ نے راج پاکر چاہا کہ گدی کا کوئی دعوے دار زندہ نہ چھوڑا جائے اس لئے اُس نے اپنے دس برس حکومت کا زمانہ رشتہ دارون کی تباہی مین صرف کیا- مہاراجہ کا باپ بھوم سنگھ اور اُسکے چار چچا فتح سنگھ- ظالم سنگھ- سانونت سنگھ اور گمان سنگھ تو پہلے سے مر چکے تھے - صرف دو چچا شیر سنگھ اور سردار سنگھ اور دو رشتہ دار بھائی یعنی سانونت سنگھ کا بیٹا سور سنگھ اور گمان سنگھ کا بیٹا مان سنگھ باقی تھے جن مین سے سردار سنگھ قتل کیا گیا- شیر سنگھ آنکھین نکالے جانے کے بعد سر پھوڑ کر مر گیا اور سور سنگھ بھی گرفتاری کے بعد مار ڈالا گیا- مہاراجہ بجے سنگھ کی اولاد مین سے صرف ایک مان سنگھ ایسا قسمتور نکلا جو بھیم سنگھ کے بعد راجہ بنے کو اُسکے ظلم سے بچ رہا-

مہاراجہ بھیم سنگھ نے سب دعویدارون کو ٹھکانے لگا کر مان سنگھ کی گرفتاری کا ارادہ کیا جو قلعہ جالور مین رہ کر علاقے کو تباہ کیا کرتا تھا- ایک بار یالی کے دھاوے مین مان سنگھ کا پیچھا کیا گیا اور وہ گھوڑے سے گر کر دشمنون کے پنجے مین آنے ہی کو تھا کہ اہوہ کے ٹھاکر نے اپنے گھوڑے پر بٹھا کر جالور پہونچایا- مہاراجہ کی فوج جالور کے محاصرے کو گئی لیکن اُس کی بدمزاجی سے اکثر سردار مان سنگھ کے طرفدار بن گئے - اور جب ٹھاکرون پر طعنے کے ساتھ تاکید و سختی کی گئی تو وہ رنجیدگی سے غیر ریاستون مین چلے گئے- ان مین سے اکثر کی جاگیرین تو آسانی سے ضبط ہو گئین لیکن نیماج مقام ایک برس مقابلے کے بعد فتح ہوا اور وہان کا قلعہ خاک مین ملا دیا گیا- اس کارروائی سے فرصت پاکر مہاراجہ کی تنخواہ دار فوج جالور پہونچی جہان اُس نے مان سنگھ کو ایسا تنگ کیا کہ وہ رسد وغیرہ کے نہ رہنے سے حاضر ہو جانے کے لئے طیار ہی تھا کہ سمت ۱۸۶۰ مطابق ۱۸۰۴ء مین مہاراجہ بھیم سنگھ کے

مرجانے سے فوج والون نے مان سنگھ کو قیدی بنانے کے عوض اپنا مالک مان کر قلعہ سے باہر آنے کی درخواست کی اور وہ اپنے گرو کی معرفت جس نے پہلے سے کسی طرح مہاراجہ کے مرنے کی خبر پانے کے بعد پیشین گوئی کا حیلہ کر کے مان سنگھ کو کامیاب ہونے کی اُمید دلائی تھی قلعہ سے نکلکر مارواڑ کا مالک بنا۔

۲۹- مہاراجہ مان سنگھ

اس نے سمت ۱۸۶۰ مطابق ۱۸۰۴ء مین ریاست پاکر سردارونکی برخلافی کے سبب اپنی تمام عمر فکر اور اندیشے مین کاٹی ٹھاکر دیبی سنگھ کا پوتا اور رتل سنگھ کا بیٹا سوای سنگھ جسکے باپ اور دادا سرکشی مین مارے گئے تھے اور جو شیخی سے مارواڑ کی حکومت اپنی کٹار کے میان مین بتلایا کرتے تھے تھوڑے ہی دنون مین مہاراجہ مان سنگھ کی مخالفت پر اُٹھا اُس نے اپنے ساتھی سردارون کی سازش سے مشہور کیا کہ مہاراجہ بھیم سنگھ کی ایک رانی حاملہ ہے اور لڑکا پیدا ہونے پر تخت کا وارث سمجھا جائے گا اس بات پر سب کے اتفاق کر لینے سے مہاراجہ نے دیگر پیدائش کے بعد کنور کو ناگور وسوانہ جاگیر مین دینے کا وعدہ کرلیا۔ رانی سے جس لڑکے کا پیدا ہونا مانا گیا اُس کو حفاظت کی غرض سے پوکرن بھیجے جانے کے بعد دھونکل سنگھ نام سے شہرت دیکر ناگور وسوانہ ملنے کا تقاضا شروع ہوا لیکن مہاراجہ نے اُس کو جعلی قرار دیکر جاگیر دینے سے صاف انکار کر دیا اور مہاراجہ کے خوف سے رانی نے بھی دھونکل سنگھ کو اپنا بیٹا قبول نہ کیا جس سے سوای سنگھ اور اُس کے ساتھی کچھ عرصے کے لئے چُپ ہو رہے۔

جب سوای سنگھ کا زور دھونکل سنگھ کے معاملے مین نہ چلا تو اُس نے جیپور کے راجہ جگت سنگھ سے مہاراجہ مان سنگھ کو اودیپور کے مہارانا بھیم سنگھ کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کی بابت لڑا دیا پربت سر کے گھاٹے پر جو بیاور سے کئی کوس فاصلے پر ہے مقابلہ ہوا اور راٹھور لڑنے کو تیار ہوئے مقابلے کے موقع پر مارواڑ کے میرتیہ اور چانپاوت وغیرہ سردار دشمنون سے جا ملے اور مہاراجہ نے کچاون۔ اہوہ۔ جالور اور نیماج کے چار جاگیردارون کے سوا کسی کو اپنے پاس نہ پایا ہو لکر جس نے لارڈ لیک کے مقابلے پر شکست پاکر ایک بار مارواڑ مین پناہ لی تھی اور مہاراجہ نے وقت پر دراجی لاہور انگریزون سے اندیشہ نکر کے اُس کے اہل وعیال کو اپنے پاس رکھا تھا اُس نے اس وقت مہاراجہ مان سنگھ کی امداد سے پہلو تہی کی جس کی وجہ نواب امیر خان کا مورخ تو یہ بتاتا ہے کہ وہ مہاراجہ جیپور کے ایک معتمد المکار رائے رتن لال سے بشرط ترک معاونت مان سنگھ ندرانہ مقرر کر چکا تھا اور دوسرے یہ کہتے ہین کہ ہولکر مہاراجہ مان سنگھ کی مدد کو اٹھارہ کوس پر آگیا تھا ٹھاکر سوای سنگھ جاگیردار پوکرن نے دس لاکھ روپئے کی ہنڈی کوٹے کے مقام پر وصول پانے کے قرار سے لوٹا دیا۔ مہاراجہ مان سنگھ اس حالت مین بھی حملہ کر کے جان کھونا چاہتا تھا لیکن چارون خیرخواہ سردار اُس کو میرتہ اور پیپاڑ ہوتے ہوے جودھپور لے آئے اور پیچھا کرنے والے اُنیارہ کے سردار کو مہاراجہ کے نوکر مندال خان نے راستے مین روک لیا اٹھارہ توپین اور ڈیرے وہاتھی وماہی مراتب نقرئی ہودج وپالکی خاصہ مخالفون نے لے لئے سوای سنگھ نے

مہاراجہ جگت سنگھ اور نواب امیر خان کو (جو مہاراجہ جگت سنگھ کی مدد کو آیا تھا) لاکر جودھپور کا محاصرہ کرایا شہر آسانی سے دشمنون کے قبضے مین آکر لوٹا گیا اور دھونکل سنگھ کی دُہائی پھیری گئی لیکن قلعہ جو شہر کے اندر ایک بلند گھاٹے پر ہے پانچ مہینے تک دھاوا ہونے پر بھی فتح نہو سکا قلعہ کے بعض نازک محلات کو توپون کے فیر سے کچھ نقصان پہونچا فوج کے خرچ کو روپیہ اور سامان نرہا تو اکثر سوارون نے تنخواہ نہ ملنے کے بہانے سے امیر خان کی ماتحتی مین پالی - پیپاڑ اور اکثر سردارون کی جاگیرین لوٹ لین سوائی سنگھ و دھونکل سنگھ جو خود دوسرون کے محتاج تھے اس کا کچھ بندوبست نکرسکے اتفاق سے جگت سنگھ اور اُس کے دیوان سے نواب امیر خان کی مخالفت ہوگئی کیونکہ دولت راو سیندھیا کی فوج جگت سنگھ کی بُلائی ہوئی پہونچ گئی تھی اُن مین سے ابناجی نے توڑ جوڑ کرکے امیر خان سے نفاق کرادیا اور جیپور والون نے امیر خان کو فوج خرچ دینا بند کردیا اس سے مان سنگھ نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر نواب امیر خان کو ملا لیا اور چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ ماہوار حق امداد اور کچھ جاگیر وغیرہ اُس کے لئے مقرر کرکے اپنی عزت قائم رکھنے اور کچھواہون کو نیچا دکھانے کی تدبیر کی چنانچہ نواب نے اپنی تمام سپاہ کو جگت سنگھ کی رفاقت و امداد سے علیحدہ کرکے جودھپور سے کوچ کردیا تاکہ جیپور والون کے خلاف کارروائی شروع کرے - راجہ جیپور نے اپنی زبردست فوج امیر خان پر بھیجی جو علاقہ جیپور سے اُس کو ہٹاکر خود جیپور کی سرحد پر آئندہ کے واقعات کے تدارک کے لئے ٹھہر گئی امیر خان نے تازہ فوج جمع کرکے جیپور کی فوج کا قلع قمع کردیا اور ساٹھ توپین اور تمام سامان چھین لیا اور راٹھور سردارون کی خواہش سے جو اُسکے ساتھ تھے جیپور کو جا گھیرا جگت سنگھ کی بہن نے جو شہر مین موجود تھی باظہار کمال عجز اپنی اوڑھنی امیر خان کے پاس بھیجی اور اُسکو بھائی بناکر درخواست کی کہ شہر کو تو نہ لوٹے نذرانہ لے لے بقول بساون لال مؤلف امیرنامہ نواب نے نذرانہ بھی معاف کرکے شہر کو لوٹنے سے چھوڑدیا اور بیر بنود مین لکھا ہے کہ راجہ جگت سنگھ کچھواہہ نے اپنی دارالریاستہ کی خرابی کا حال سُنتے ہی بارہ لاکھ روپیہ مرہٹون کو مدد کے واسطے اور نو لاکھ روپیہ امیر خان کو برباد نکرنے کی غرض سے دیکر جودھپور کا محاصرہ چھوڑا الغرضکہ امیر خان کی کارروائیون سے مہاراجہ مان سنگھ کی گدی قائم رہ گئی اور اُسکے بھاری دشمن سوائی سنگھ اور جیپور والونکی تمام چالاکی ناکارہ گئی -

جب راجہ جگت سنگھ میرٹے سے دس کوس مشرقی طرف پہونچا تو مہاراجہ مان سنگھ کے چارون خیرخواہ سردارون نے کچھواہون پر حملہ کرکے جودھپور سے لی ہوئی چالیس توپین اور دوسرا سامان چھین لیا - پھر اُن سردارون نے کرشن گڑھ کے راجہ سے جو ان جھگڑون مین کسی کا طرفدار نہ تھا دو لاکھ روپیہ مانگ کر امیر خان کے نذر کیا تاکہ وہ آخر تک مہاراجہ مان سنگھ کا شریک بنا رہے - خیرخواہ سردار - امیر خان اور راندرراج سنگھوی کے ساتھ جودھپور پہونچکر اپنی موروثی جاگیرون پر بحال ہوے - مہاراجہ مان سنگھ نے بڑی خاطر و تواضع سے نواب کو پگڑی بدل بھائی بناکر خاص قلعہ پر رہنے کے لئے ایک محل دیدیا -

سوای سنگھ جاگیردار پوکرن کا امیر خان کی تدبیر سے مقتول ہونا

نواب امیر خان سے مہاراجہ مان سنگھ نے کہا کہ ہرچند آپ کے بے نہایت احسانات مدۃ العمر فراموش نگو نگا لیکن سوای سنگھ نے دھونکل سنگھ کو صدر نشین اپنا کرکے جودھپور کی ریاست مین خلل ڈالنے کا ارادہ کیا ہے جب تک اُس کا تدارک نہ کیا جائے گا اطمینان کلی حاصل نہوگا امیر خان نے کہا کہ پروردگار مسبب الاسباب ہے جب اُس نے اسی درستی کردی وہ بہرنوع مطمئن کرسکتا ہے اس بات سے راجہ کے دل مین قرار آیا اور ساڑھے چار لاکھ روپے ماہوار فوج خاص امیر خان کے اور چند پرگنے جنکی آمدنی چار لاکھ روپے سال تھی جاگیر مصارف امیر خان کے فرزند وزیر الدولہ کے لئے اور اٹھارہ لاکھ روپے کے سالانہ نوکری کیمپوی مختار الدولہ کے لئے اور ڈیڑھ لاکھ روپے سالانہ کی جاگیر اور سرداروں اور کارگذاروں کے لئے مقرر کرکے سند تحریر کردی اس وقت امیر خان نے پانسو سواروں سے ساتھ جودھپور سے ایک منزل کوچ کرکے ناگور کیطرف ڈیرہ کیا باقی سپاہ کہ وصولی تنخواہ کے لئے جودھپور مین رہ گئی تھی اکثر اُن مین سے دوسرے کوچ مین آملے اسی طرح باقی لشکر مقام کریال تک کہ ناگور سے ایک منزل ہے آملا اور سواران حیدرآبادی وغیرہ جو ہمراہی ہلکر سے جدا ہوکر راجہ جگت سنگھ کے شامل ہوگئے تھے اس منزل مین آکر امیر خان سے ملگئے چنانچہ جمعیت بیس ہزار سے زیادہ ہوگئی غرضکہ امیر خان کیمپوی لال سنگھ اور کیمپوی مہتاب خان کو جو زیر ایالت مختار الدولہ محمد شاہ خان تھے اور بعد فتح شیوالال بخشی جیپور کے ضلع میرٹہ مین اقامت گزین تھے واسطے تنبیہ و گوشمالی زمینداران سرکش علاقہ جودھپور کے کہ اپنے آقا سے بغاوت اختیار کرکے درپردہ سوای سنگھ سے سازش رکھتے تھے نامزد کیا اور کرنیل موہن سنگھ کو مع پلٹن ڈیوڑھی خاص وغیرہ سپاہ متفرق کے باتفاق محمد غفور خان کے واسطے تحصیل علاقہ گوڈوار متعلقہ جودھپور کے روانہ کیا اور مرزا حاجی بیگ کو بحکمت عملی واسطے دام گستری جاگیردار پوکرن کے کہ ناگور مین تھا روانہ کرکے محرک سلسلۂ اتحاد ہوا اور کہلا بھیجا کہ باوجود اس قدر ہمارے سلوک کے مان سنگھ نے دھرنے کے تنگ وقت مین شرط دوستی دانہ کی اور امداد خرچ سے باز رہا اگر تمھاری صلاح ہو تو مین بعوض اُسکی اس بے پروائی کے دھونکل سنگھ کو مسند نشین جودھپور کرکے مان سنگھ کے اخراج پر کمر ہمت باندھون اور بایوسیندھیا اور جان تبیس فرنگی کو جو سوای سنگھ کے شامل تھے ملاکر اور اُنکی تنخواہون کی اپنے پاس سے سبیل کرکے سوای سنگھ سے توڑکر اجمیر کی طرف روانہ کردیا جب امیر خان نے اس طرح میدان حریفون سے خالی کرالیا تو بافواج خاص و سواران سیندھیا کہ بامید وصولی تنخواہ کے لشکر امیر خان مین رہ گئے تھے کوچ کرکے موضع سونڈوہ مین ناگور سے پانچ کوس پر اُترا اور تمام فوج کو جو جابجا ضلع جودھپور مین متعین تھی بلاکر اپنے شامل کیا اور اس عرصے مین مرزا حاجی بیگ وکیل امیر خان بھی سوای سنگھ کے پاس سے لوٹ کر امیر خان کے پاس آیا اور عرض کیا کہ پالیس لاکھ روپے سوای سنگھ نے دینا

منظور کئے ہین امیر خان نے دام تزویر بچھانے کے لئے دوبارہ وکیل مذکور کو بھیجکر کہلایا کہ مجھکو تمھارا قول و قرار منظور ہے لیکن تفصیل اقساط و تقرری میعاد معین کر دینا چاہیے سوای سنگھ نے جواب دیا کہ جس روز امیر خان میری ملاقات ہو اُس سے عرصۂ تیرہ یوم مین تیرہ لاکھ روپیہ دونگا اور ستائیس لاکھ روپیہ اُس وقت دونگا کہ مان سنگھ کو جودھپور سے نکالکر دھونکل سنگھ کو اُس کی جگہ مسند نشین کر دیا جائے گا اور کہا کہ اگر نواب محمد شاہ خان میری دلجمعی کر دین تو امیر خان سے ملنے کو چلون غرض امیر خان نے یہ بات منظور کر کے مختار الدولہ محمد شاہ خان کو سوای سنگھ کے پاس جانے کا حکم دیا مختار الدولہ سوای سنگھ سے ملکر امیر خان کے پاس لوٹ آیا اور عرض کیا کہ سوای سنگھ اپنی تسلی اور جمع خاطر کو مجھ سے قسم چاہتا ہے اس مین آپ کی کیا مرضی ہے امیر خان نے فرمایا کہ اس باب مین مجھ سے استفسار کی کیا حاجت تھی جو امر موجب نمک حلالی اور درستی لشکر اسلام کا ہو بلا تامل عمل مین لانا بجا تھا۔ ہر چند بباعث اُس کی دغابازی کے کہ ترقیات نواب کا بدخواہ تھا اُس کی بربادی منظور تھی لیکن چونکہ مختار الدولہ نے یہ امر بطور مسئلہ دریافت کیا تھا اُس کی تسلی کو ثقات لشکر نے کہا کہ واسطے خیر خواہی سردار اسلام اور درستی لشکر مسلمین کے خون ایک کافر بدخواہ مفسد کا فریب و دغا سے روا و درست ہے۔

غرضکہ مختار الدولہ نے اُس کو مطمئن کر کے واسطے ملاقات نواب امیر خان کے مقام حضرت سلطان التارکین پر کہ باہین ناگور سوندڑوہ ہے راضی کیا چنانچہ سوای سنگھ دلجمعی کر کے تقریباً دو ہزار سوار کے ساتھ وہان آیا اور اس طرف سے مختار الدولہ نے جا کر امیر خان کی جانب سے گفتگوے اصلاح امر کی اور سوگند سے اپنے کلام کو مؤکد کیا لیکن باوجود اس امر کے سوای سنگھ کو دغدغۂ خاطر تھا اور بالکل اطمینان نہ تھا اس لئے مختار الدولہ نے بہت اصرار کے ساتھ وہان امیر خان کو بلوایا نواب نے سوای سنگھ سے کہا کہ اگر تم اپنے وفاے عہد اور ایصال زر قرار داد مین ہم سے سچے رہوگے اور خلاف اتحاد عمل مین نہ لاؤگے تو جملہ عہد و پیمان میرا تم سے درست و بجا ہے ورنہ درصورت خلاف و اختلاف برعکس اُس کا ظہور مین آوئے گا۔ سوای سنگھ اُنے یہ بات سنکر باظہار رضامندی اپنی جماعت کے ساتھ متصل لشکر امیر خان کے ڈیرہ کیا۔ لیکن چونکہ دل اُس کا غبار فریب سے صاف نہوا تھا نواب کو مطمئن کر کے دھوکا دینا چاہا اُسوقت مان سنگھ کے وکیل نے کہ امیر خان کے ہمراہ حاضر تھا احوال ملاقات امیر خان سے سوای سنگھ کے ساتھ اور ڈیرہ کرنا اُسکا قریب قیامگاہ نواب کے دیکھکر اپنے مہاراجہ کو خفیہ تحریر بھیجی کہ یہان امیر خان نے سوای سنگھ سے رابطۂ اتحاد محکم کر لیا ہے اور دھونکل سنگھ کی مسند نشینی کا ارادہ ریاست جودھپور پر کیا ہے آپ کو مطلع کرتا ہون مہاراجہ جودھپور نے کہ دانشمند اور امیر خان کی جانب سے مطمئن تھا جواب مین وکیل کو لکھ بھیجا کہ نواب کی جو مرضی ہو عمل مین لاوے تم فقط اُنکے ہر حال سے ہمکو اطلاع دیتے رہو۔

چونکہ سوای سنگھ کے دل مین فریب و دغا تھی باوجود قسم اور اقرار محبت کے اُس نے خفیہ چار آدمی

مقرر کئے اور ہر ایک کو سو سو اشرفیان دیکر ایک ایک گانون دینے کا وعدہ کرکے کہا کہ تم امیر خان کے لشکر مین جاکر
بامید نوکری شامل ہو اور موقع پاکر اُس کو قتل کرو چارون اُس کام کا بیڑہ اُٹھاکر آئے اور اپنے آپ کو
مسلمان ظاہر کرکے اخوندزادہ محمد ایاز کے ایک خیمے مین جو نواب کے خیمے کے متصل واسطے اُن مسافرون کے کہ
نوکری کی طلب مین آیا کرتے تھے کھڑا ہوا کرتا تھا ٹھہرے - اتفاقاً ایک رفیق صادق مان سنگھ کا کہ بظاہر
سوائی سنگھ کے شامل ہوگیا تھا اس راز سے مطلع ہوکر مہاراجہ مان سنگھ کو اطلاع پرداز ہوا مہاراجہ نے اس
تمام حال سے بہ تفصیل قوم و وطن اُن چارون کے نواب امیر خان کو اطلاع دی اور لکھ بھیجا کہ اخوندزادے
کے خیمے مین ٹھہرے ہوئے ہین - امیر خان پیش قبض بغل مین لیکر دو تین خدمتگارون اور ایک مشعلچی کے ساتھ
اُس خیمے کی طرف آیا اور سب کو باہر چھوڑ کر مُنھ رومال سے لپیٹ کر خیمے مین گھسا اور اُن چارون کو آہستہ
جگاکر اُن مین بیٹھ گیا اور آہستہ اُنسے کہا کہ جس کام کو آئے ہو اُس کی کیا تدبیر ہے اُنھون نے ایک اجنبی
آدمی دیکھ کر کہا کہ ہم نوکری کو آئے ہین اور کچھ یہان ہمارا کام نہین امیر خان نے کہا کہ تم نوکری کو نہین
آئے ہو بلکہ بتقریب واسطے قتل امیر خان کے آئے ہو وہ بولے صاحب یہ کیا بات ہے ہم کو کیا تم برباد کیا چاہتے ہو
کہ اس بات کا الزام رکھکر نوکری سے باز رکھو امیر خان نے کہا کہ تمھارا اخفا ہونا بیجا ہے مجھے بھی سوائی سنگھ نے
اسی کام کو بھیجا ہے اور تمھارا حال مجھ سے کہدیا ہے کہ سو سو اشرفیان نقد ہر ایک کو دیکر ایک ایک گانون جاگیر
بعد برآمد کار تمکو دینا کیا ہے پھر تمھارا نام و نشان مجھکو بتاکر مجھکو بھی سو اشرفیان دی ہین چنانچہ یہ نام ہین
اور سوائی سنگھ نے کہدیا ہے کہ تمھارے اتفاق سے اس کام کو پورا کرون لہذا مشورے کو تمھارے پاس
اس وقت مین آیا ہون وہ یہ سُنکر چُپ ہو رہے امیر خان نے بفراست جان لیا کہ خاموشی دلیل رضا ہے
اُنسے آہستہ کہا کہ یہان سے الگ چل کر اپنی تدبیر مجھ سے کہو اور مین بھی اپنی قرارداد سے تمکو مطلع کرون وہ
چارون امیر خان کے ساتھ خیمے سے نکلکر روانہ ہوئے خدمتگار و مشعلچی بھی کہ باہر پوشیدہ کھڑے تھے امیر خان کے
اشارے پر پیچھے چلے اُن لوگون نے اُنکو دیکھکر امیر خان سے پوچھا یہ کون ہین امیر خان نے کہا یہ میرے رفقا ہین اس کام کے پورا کرنے کو
ساتھ لایا ہون - غرض لشکر سے باہر ایک طرف بیٹھے امیر خان نے کہا کہ تدبیر قتل تمنے کیا سوچی ہے ہر ایک نے
جداجدا اپنا منصوبہ بیان کیا امیر خان نے جب اُن کا بیان اُنکی زبان سے سُن لیا تو مشعلچی کو کہا کہ مشعل
روشن کرے پھر مُنھ سے رومال کھولکر خدمتگارون کو قریب بُلاکر اُن چارون سے کہا کہ اے اہل فریب
تم جس سے دغا کرنے آئے ہو وہ مین ہون اب کہو مجھ سے کس طرح دغا کروگے امیر خان کی اس تقریر سے
وہ کانپنے لگے اور نادم و پشیمان ہوکر اُس کے قدمون پر گر پڑے امیر خان نے اُن مین سے ایک کو رخصت دی
کہ جاکر سوائی سنگھ سے یہ حال کہدے اور تین کو اخوندزادے کے پاس قید کیا اور کہا کہ اس قدر غفلت کرنا
میرے خون کے تشنہ دشمنون کو اپنے پاس رکھنا تمھاری دانائی و مروت سے بعید ہے اُسنے عذر لاعلمی پیش کیا -
امیر خان وہان سے اپنے خیمے مین آیا اور سوچا کہ سوائی سنگھ باوجود قسم و اقرار کے فکر دغا و خونریزی مین ہے

اُس کا کام تمام کرنا اب لازم پڑا چنانچہ ایک دن چند سواران نامی ساتھ لیکر اُس کے پاس گیا اور کہا کہ تم نے جو تیرہ لاکھ روپے دینے کا اقرار تیرہ دن گذرنے پر کیا تھا اب دو چند اُس کے گذرے ایک حبہ وصول نہوا لہذا تمھارا معاہدہ اور مصالحہ ہم سے ٹوٹ گیا اب فقط اس واسطے آیا ہون کہ تم کو مطلع کردن اور جہان تم کھو ناگور یا اور مقام پر تم کو پہونچا دون اُس نے کلمات تملق اور زمانہ سازی کے بہت سے کہے پھر امیرخان لوٹ کر اپنی قیامگاہ مین آیا اور اب سوائی سنگھ کے ساتھ دغا کرنے کے لئے مختارالدولہ محمد شاہ خان اور رائے ہمت رائے کو اُس کے پاس بھیجا کہ صلاح کرنے اور رخصتانہ ملاقات کرنے کے بہانے سے لے آئین غرض کہ اُنھون نے جاکر ایسی تقریر چرب و شیرین اُس سے کی کہ وہ امیرخان سے ملنے کے لئے آنے پر آمادہ ہوگیا اس طرف لشکر مین امیرخان نے یہ تجویز کی تھی کہ چند روز پیشتر سے سپاہ کی تنخواہ بدلیا کرتا تھا اور جب اُس کے آنے کا دن معین ہوا تو ایک بڑا خیمہ لشکر مین باہم ملاقات کے لئے نصب کرایا اور دو طرف اُس کے توپ چہرہ بھر کر قناتون کی آڑ مین کھڑی کین اور لشکر کے شہدون سے کہا کہ جب سوائی سنگھ مع رفقا اُس مین آکر بیٹھے اور تم بانسری کی آواز سنو تو خیمے کی طنابین یک لخت کاٹ دینا تاکہ خیمہ اُن لوگون پر گر پڑے اور گولہ اندازون سے فرمایا کہ جب تم بانسری سنو اور خیمہ گرتا دیکھو چہرون کی توپون کے منہ اتر پھیر کر اور ہر دو جانب فوج جنگ سوائی سنگھ کی سلامی کے لئے خیمہ ملاقات کے قریب کھڑا کیا تھا اُنکو حکم دیا کہ جب توپ سر ہو تو جو ہمراہی سوائی سنگھ کے دیکھو یا خیمے سے نکلے اُس کو بلا تامل تہ تیغ کرو کوئی اُن مین سے جان بر نہو غرض جب سوائی سنگھ مختارالدولہ محمد شاہ خان اور رائے ہمت رائے کے ہمراہ لشکر مین امیرخان سے ملنے آیا تو ایک ہزار کے قریب سوار و پیادے اُس کے ساتھ تھے امیرخان کے سردارون نے اُس کو مع اُس کے مصاحبون کے خیمے مین لاکر بٹھایا اور باقی اُس کے ساتھی خیمے کے سامنے کھڑے رہے اُس نے جب آکر امیرخان کو خیمے مین نہ پایا دریافت کیا مختارالدولہ نے کہا کہ نہاکر پوشاک پہنتے ہین اب آئے یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا مین جلد اُنکو لاتا ہون باہر نکلکر امیرخان کے پاس آیا ہمت رائے دیوان امیرخان کہ خیمے مین تھا اُسکے جانے کے بعد وہ بھی خیمے سے باہر آیا کہ عطر و پان کی درستی کراؤن بمجرد آجانے دونون سردارون کے نے نواز نے بانسری بجائی شہدون نے طنابین کاٹ دین خیمہ اُنپر گرا خیمے کے گرتے ہی چہرہ توپون کا قناتون کی آڑ سے اُن اجل رسیدون کی مزاج پرسی کو پہونچا باہر والون کا کام نواب کی سپاہ نے تمام کیا امیرخان کا دخل ناگور مین ہوگیا وہان کا تمام سامان تین سو توپون کے ساتھ لوٹ لیا یہ سب چیزین سانبھر مقام کو بھیجدی گئین جہان پہلے سے امیرخان کا قبضہ تھا۔ دھونکل سنگھ بیکانیر کا راؤ اور سوائی سنگھ کے آدمی جو ناگور مین تھے ڈر کر بیکانیر کی طرف چلے گئے امیرخان نے وہان عمل و دخل کرلیا اور کچھ فوج وہان رکھکر خود جودھپور کو چلا گیا وہان مہاراجہ مان سنگھ سے ملا مہاراجہ مان سنگھ نے نواب کا ممنون احسان ہوکر اُس کو قلعے مین محلون کے اندر اُتارا اور اُس ۳۵ لاکھ روپے مین سے جو بعد فتح ناگور و قتل سوائی سنگھ و اخراج دھونکل سنگھ کے امیرخان کو

دینا قرار پایا تھا نصف نقد واسطے خرچ سپاہ کے دیا اور باقی کے لئے تھوڑی سی مہلت چاہی۔
اس عرصے مین مان سنگھ کے ایک رفیق نے اُسے چٹھی اس مضمون کی لکھی کہ اب جودھپور اور تمام علاقہ مارواڑ مین امیرخان کا دخل ہوگیا ہے ظاہرا تمھاری ریاست زوال کے قریب ہے اور تمام اس ملک مین دور اسلام ہو جائے گا اتفاقاً وہ تحریر نواب کے ہاتھ آگئی اُس کے مضمون سے مطلع ہوکر سنگی اندرراج بخشی سے باوجود ناسازی طبع رخصت ہوکر شہر سے باہر راے کے باغ مین مقام کیا مان سنگھ یہ سُنکر پریشان ہوا سمجھا کہ امیرخان آزردہ خاطر ہوگیا کہ بلا ملاقات شہر سے باہر اُٹھ گیا اپنے ہمراہ بخشی اندراج وغیرہ مصاحبون کو لیکر امیرخان کے پاس آیا اور معذرت چاہی اور کہا اگر کوئی امر خلاف مرضی مجھسے سرزد ہوا ہو بلا تکلف بیان فرماوین کہ جس مین آپ کی رضامندی ہو عمل مین لاؤن ہرچند اول امیرخان نے عذر کیا کہ مین آزردہ خاطر تم سے کسی وجہ سے نہین ہون لیکن جبکہ راجہ نے ازحد اصرار کیا تو امیرخان نے وہ چٹھی ہندی کی پیش کی راجہ نے اُسکو دیکھکر کہا کہ بعنایت الٰہی میرا اور آپ کا معاملہ واحد ہے یہ ممکن نہین کہ اہل غرض کی تقریر و تحریر سے دلون مین کدورت آئے لیکن امیرخان نے نہ مانا اور کوچ پر آمادہ ہوگیا ناچار راجہ شہر مین چلا آیا۔
جب اندرونی فسادی سوائی سنگھ کی ہلاکت سے جس نے مارواڑ کو ایک تباہی مین ڈالدیا تھا دھونکل سنگھ کا طرفدار گروہ نیست و نابود ہوگیا تو امیرخان نے مہاراجہ کے دوسرے بڑے دشمنون پر یعنی جیپور اور بیکانیر والون پر چڑھائی کرکے اُنکا علاقہ لوٹ مار سے برباد کردیا آخر مین بیکانیر سے دو لاکھ روپیہ فوج خرچ اور پرگنہ پھلودی جو فساد مین اُس کو مل گیا تھا لینے پر صلح ہوگئی امیرخان نے ہرطرح کامیابی کے بعد اپنے ایک رشتہ دار غفورخان کو جس کی اولاد مین جاورے کے نواب ہین ناگور کا قلعہ دار بناکر میرتہ کی جاگیر دوسرے ہمراہیون کو بانٹ دی اور مقام سانبھر پر ایک زبردست تھانہ قائم کیا جس سے نمکین جھیلون پر نگرانی رہی (ان مقامات سے انگریزی عہدنامون کے بعد امیرخان کا قبضہ اُٹھ گیا)۔
۱۲۲۷ہجری مین مہاراجہ جودھپور نے بتاکید امیرخان کو اجمیر سے بُلایا جب امیرخان قریب جودھپور پہونچا تو راجہ نے استقبال کرکے شہر کے قریب باغ مین اُتارا پھر بعد دو تین دن کے خلوت مین کہا کہ بخشی سنگی اندرراج مجھسے منحرف ہوا ہے اور زر کثیر خورد و برد کیا ہے چاہتا ہون کہ تم سے اُس کو قید کراؤن اور اُس سے جرمانہ قرار واقعی لیکر اُس کی جگہ شیوچرن بھنڈاری کو کام دوان امیرخان نے کہا کہ مشہور ہے کہ بڑھئی کا کام بندر کیا جانے وہ اگرچہ درحقیقت تمھارا مخالف ہے مگر پھر دانا ہے جو اُس سے کام نکلین گے اور سے محال ہین مہاراجہ نے عندیہ نواب کا سمجھکر اُس کو بحال رکھا امیرنامہ مین اسی طرح لکھا ہے لیکن تحفہ راجستان اور بیر نبود مین بیان کیا ہے کہ ایکبار بعض راٹھوڑ سرداروں نے اندرراج بخشی اور مہاراجہ کے گروہ یونا تھ سے ناراض ہوکر ساٹھ لاکھ روپے کے عوض ان کو مارڈالنے کے لئے امیرخان سے درخواست کی

جس کے حکم سے بخشی اوردیوناتھ کو اُس کے سپاہیون نے قلعہ پر جاکر مار ڈالا - گرو کے مارے جانے کے بعد امیر خان نے جودھپور کا تعلق چھوڑا اور مہاراجہ نے رنج و دیوانگی کے سبب ریاستی کاروبار اپنے بیٹے چتر سنگھ کو سونپ دیے لیکن اُس کم عمر کو عیاشی مین پڑنے کے سبب دشمنون نے جلد زہر سے مار دیا بیٹے کے بے موقع مرجانے سے مہاراجہ پر زیادہ دیوانگی چھائی اُس نے ایک خدمت گار کے سوا جو کھانا پکا کر لاتا تھا سب کو بے اعتبار جانکر کسی کو پاس نہ آنے دیا یہانتک کہ ایک انگریزی اہلکار منشی برکت علی تنہا اُسکا حال پوچھنے کو گیا اور سرکاری عہدنامہ ہونے کے بعد اُس نے تکلیف سے رہائی پائی -

سمت ۱۸۷۳ مطابق ۱۸۱۷ء مین سرکار انگریزی نے ہندوستان کے اندر امن قائم ہونے کیواسطے راجپوتانے کے اکثر رئیسون کو غارتگرون سے علیحدگی اختیار کرنے کی ہدایت کی - جودھپور سے بھی اس موقع پر ایک وکیل دہلی گیا اور جو عہدنامہ کنور چتر سنگھ کے مرجانے سے ملتوی رہ گیا تھا دسمبر ۱۸۱۷ء مین طے پایا اس کے دوسرے برس مسٹر ویلڈر اور تیسرے سال کرنل ٹاڈ جودھپور گئے جنھون نے مہاراجہ کو تسلی اور نیک صلاحین دیکر ملکی انتظام پر مائل کیا - سرکاری توجہ کے خیال سے سرکش سردار مہاراجہ سے کسی قدر ڈرنے لگے - لیکن اہلکارون نے رعیت پر ظلم کرکے اکثر جاگیرین بے سبب ضبط کرلین - مہاراجہ نے اپنے مطلب کے واسطے ایک دم سنبھالا لیا - دیوان اکھے راج وغیرہ کو قید کرکے بہت سا روپیہ وصول کرنے کے بعد ان سب ظالمون کو بڑی بے رحمی سے مرواکر قلعہ کے نیچے پھکوا دیا - پھر نئی فوج کے ذریعہ سے جاگیردارون پر سختی شروع کی جو تنگ ہوکر مارواڑ سے نکل گئے سمت ۱۸۷۹ مطابق ۱۸۲۳ء مین جلاوطن سردارون نے پولیٹکل افسر سے اپنی جاگیرین بے جا ضبط ہونے کے سبب فریاد کی جس پر پولیٹکل اجنٹ نے بڑی مشکل سے صلح کرائی لیکن اس کا پورا اثر کئی برس کے بعد ہوا - سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۴ء مین علاقہ میرواڑہ کے اکیس[۲] گانون بینے اور میر لوگون کا فساد دور کرنے کو آٹھ برس کے واسطے انگریزی انتظام مین دیے گئے دوبارہ نو برس کی میعاد مقرر ہوئی پھر یہ گانون ہمیشہ کے واسطے سرکاری ضلع اجمیر کے متعلق رکھے گئے - اسی طرح زیادہ تکرار رہنے کے سبب ملانی کا علاقہ بھی پولیٹکل افسر مارواڑ کی نگرانی مین لیا گیا جہان سے سرکاری معرفت چار ہزار روپیہ سالانہ خراج لینے اور کل انتظامی خرچ دینے کے سوا ریاست کو کچھ تعلق نہین ہے -

پوس بدی ۲ سمت ۱۸۹۲ مطابق دسمبر ۱۸۳۵ء مین ایک دوسرا عہدنامہ سرکار انگریزی اور مہاراجہ جودھپور کے درمیان طے پایا جس کی رو سے پہلے عہدنامے کی آٹھوین دفعہ جس مین ڈیڑھ ہزار سوار مدد کے طور پر سرکار کو دیے جانے کا ریاست نے ذمہ لیا تھا تبدیل ہوکر اُس کے عوض ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ نقد فوج خرچ کے نام سے سرکار انگریزی کو دیا جانا قرار پایا - اس کے چند روز بعد ریاست نے مقام عمرکوٹ پر قبضہ دلانے کا دعوے پیش کیا جو سمت ۱۸۶۳ مطابق ۱۸۰۶ء سے مارواڑ کے

شامل ہو گیا تھا اور پھر جس کو سمت ۱۸۶۹ مطابق ۱۸۱۳ء مین تالپور سندھ کے امیرون نے دبالیا تھا۔ سرکار انگریزی نے سندھ کے فتح ہونے کے بعد اس سرحدی مقام کو اپنے قبضے مین رکھنا مناسب سمجھ کر عمر کوٹ کی دس ہزار سالانہ آمدنی کے عوض ریاستی خراج ایک لاکھ آٹھ ہزار سالانہ مین کمی کر کے سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۴ء سے اٹھانوے ہزار خراج قائم رکھا جس کی تعداد فوج خرچ کے ملانے سے دو لاکھ تیرہ ہزار ہوتی ہے

آخر وقت مین مہاراجہ کے مزاج پر ناتھ لوگ یعنی جوگی جنھون نے جالور مین اُس کا ساتھ دیا تھا بڑے حاوی ہو گئے تھے اُنکی بے جا حرکتون (شہر کی عورتین پکڑ لینے اور ملکی کاروبار مین دخل دینے) سے عام رعیت اور جاگیردارون کو نہایت شکایت تھی اس لئے سمت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۹ء مین کرنل سر جان سدرلینڈ ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ فوج کے ساتھ انتظام کی درستی کے واسطے جودھپور آکر ٹھہرا رہا۔ اس عرصے مین جاگیردارون اور رعایا کو رضامند کر کے انگریزی فوج بندوبست کے لئے خاص جودھپور مین رکھنی پڑی جو امن ہو جانے پر پانچ مہینے کے بعد اُٹھالی گئی لیکن اس وقت سے ایک پولٹیکل افسر کا قیام ہمیشہ کے واسطے جودھپور مین قرار پا گیا۔ پولٹیکل افسر نے ایکبارگی جوگیون کو جنھون نے ایک برہمن کی لڑکی پکڑ لی تھی مارواڑ سے نکلوا دیا۔ اس عمر مین مہاراجہ مان سنگھ نے کھانا پینا کم کرنے اور ضعف بڑھ جانے سے سمت ۱۸۹۹ مطابق ۱۸۴۳ء ۵ دسمبر کو چالیس سال کے قریب راج کر کے بغیر اولاد انتقال کیا جس پر مہاراجہ بخت سنگھ کی نسل کا خاتمہ ہو گیا اور مہاراجہ اجیت سنگھ کی دوسری اولاد مین سے گود لینے کی ضرورت پڑی اس موقع پر دھونکل سنگھ نے گدی کا دعوے کیا لیکن سرکار سے نامنظور ہوا اور ایڈر و احمد نگر کے رئیسون مین سے جو خاندان مارواڑ کے قریب رشتہ دار ہین گود لینے کی اجازت ہوئی۔

۳۰۔ مہاراجہ تخت سنگھ

تخت سنگھ رئیس احمد نگر جو مہاراجہ رنجیت سنگھ سے تیسری پُشت مین ہے سمت ۱۸۹۹ مطابق شروع ۱۸۴۳ء مین رانیون۔ سردارون۔ اور اہلکارون کی مرضی سے جودھپور طلب کیا گیا اُس نے اپنے کنور جسونت سنگھ کو احمد نگر کی ریاست پر رکھنا چاہا تھا لیکن جودھپور چلے آنے سے وہان کا حق جاتا رہا اس لئے سمت ۱۹۰۴ مطابق ۱۸۴۸ء مین احمد نگر کا علاقہ انگریزی حکم سے ایڈر کے شامل کیا گیا۔ جس سے ساٹھ برس پہلے علیحدہ ہوا تھا۔

جب مہاراجہ مسند نشین ہوا زیادہ تر ملک ٹھاکرون اور کامدارون اور مہاراجہ مان سنگھ کے متوسلون کے قبضے مین تھا راج کی آمدنی ہر طرح سے کم تھی اور وہ آمدنی ایسی بڑی ریاست کے مصارف اور فوج کے واسطے کافی نہ تھی اس زمانے مین راج مین ایک بھی ہاتھی نہ تھا اور نہ توشہ خانے مین کوئی زیور تھا سواے اس کے قرضہ کثیر تھا اور اس کے ادا ہونے کی کوئی صورت نہ تھی اگرچہ مہاراجہ کے متوسل بھی احمد نگر سے اُس کے ساتھ آئے تھے مگر اُنکا کوئی اعتبار اور عزت نہین کرتا تھا مجبوراً اُس کو راج کے قدیم

اہلکارون کی معرفت انتظام کرانا پڑا موروثی عہدون پر مدت سے دولتمند آدمی مقرر تھے ان سب لوگون کا
ساز و تعلق ٹھاکرون سے تھا اکثر اُنکے بوہرے تھے اور اُنکی بددیانتی سے مہاراجہ کا روپیہ خرچ کرکے اور ملک
کی آسودگی مین خلل ڈالکے اپنا رسوخ زیادہ کرتے تھے ٹھاکران گولر - آسوپ - آلنیاواس اور بیاجاواس
ملک مین غارتگری کررہے تھے انکی چشم نمائی ۱۸۵۶ء مین بمنظوری سر رچمنڈ شکسپیر پولٹیکل اجنٹ
شروع ہوئی کہ ۱۸۵۷ء مطابق سمت ۱۹۱۴ کا غدر پیش آگیا اور اس وقت کنٹجنٹ فوج جس کا نام جودھپور
لیجن تھا باغی ہوگئی اور دوسرے ممالک کے باغی اور مارواڑ کے وہ چارون سرکش جاگیردار اُس کے شامل ہوگئے
ٹھاکر گولر والے نے خصوصیت کے ساتھ شامل ہوکر مارواڑ کو تاخت و تاراج کیا میجر میسن پولٹیکل اجنٹ
راج کی فوج لیکر اُن سے برسر مقابلہ ہوا اگرچہ بر آہنوہ سکا باغیون نے پولٹیکل اجنٹ کو مار ڈالا اور اُس کا سر
ہوا کے قلعے پر لٹکادیا لیکن مہاراجہ ہر طرح سرکاری خیرخواہ رہا جسکے صلے مین اُسکو تمغاے ستارۂ ہند درجہ اول عطا ہوا
دوبارہ پیچھا کیے جانے پر فسادی ٹھاکرون نے علاقہ بیکانیر مین پناہ لیکر ملک کو لوٹ مار سے تباہ کیا
حسب الحکم کرنل ایڈن کپتان امپی نے مہاراجہ کو فہمائش کی کہ اُن لوگون کا قصور معاف کرکے اُنکو دوبارہ
آباد کرنا چاہیے مہاراجہ نے اُنسے صلح کرنا اور جاگیر دینا قبول کیا مگر اُنکی قدیم جاگیر دینے پر راضی نہوا چونکہ
پولٹیکل اجنٹ کی راے مین بغاوت و سرکشی سے یہ ٹھاکر اپنی قدیم جاگیر کا استحقاق کھوچکے تھے اجنٹ نے
مہاراجہ کی اس تجویز مین اعتراض نہ کیا اور ٹھاکرون نے بلاواگذاشت قدیم جاگیرون کے صلح منظور نہ کی
اس وجہ سے بدستور باغی رہے اگرچہ سابق مین سمجھا گیا تھا کہ ٹھاکرون پر بڑی زیادتی ہوئی ہے مگر تحقیقات سے
ثابت ہوا کہ اُنکی شکایتین جھوٹی تھین بلکہ وہ ایسے جرائم کے مرتکب ہوتے تھے کہ اگر انگریزی علاقہ مین
ہوتے تو مستوجب سزاے سخت متصور ہوتے بجاے اس کے کہ مہاراجہ کو انتظام مین مدد دیتے ارتکاب
جرائم مین چشم پوشی کرتے تھے اور انسداد جرائم و سزادہی مجرمان کو اپنی رنجش کا باعث سمجھتے تھے بلکہ چھوٹے
ٹھاکر علانیہ غارتگری سے بسر اوقات کرتے تھے جس حالت مین مہاراجہ انتظام امن و عافیت مارواڑ کا
ذمہ دار سمجھا جاتا تھا کم سے کم ایک ثلث ملک ٹھاکرون کے قبضے مین تھا جو تدبیرات انتظام مین مخل بلکہ
مخالف تھے بجز میواڑ کے مارواڑ کی برابر زبردست سردار کسی ریاست مین نہین جیپور مین بجز کھیتڑی وغیرہ
خودمختار رئیسون دو تین جاگیردار ہین جو جودھپور کے دس بارہ جاگیردارون کے برابر متصور ہوسکین اور
دوم و سوم درجے کے ماتحت ٹھاکر بہت کثرت سے ہین البتہ مہاراجہ نے جاگیرین ضبط کرنے مین بہت
کوشش کی مگر اس مین اُس کو ایسا فایدہ نہوا جیسا کہ بشرط اختیار اور ذریعہ ہونے کے ٹھاکرون کو
ارتکاب جرم پر انصافانہ سزادینے مین ہوتا - آخرکار دس برس کے بعد سرکار انگریزی کی مداخلت سے
ٹھاکرون کو قدیمی جاگیرین ملکر خالصے پر امن کے ساتھ راج کا قبضہ ہوا -

وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ مہاراجہ تخت سنگھ کو شراب خواری کی عادت بکثرت ہوگئی شبانہ روز

محلون مین رہنے لگا اُس کے پاس کسی کا گذر نہوتا تھا اس وجہ سے راج کا کُل کام اہلکارون پر منحصر تھا اور اُنکی یہ کیفیت تھی کہ مہاراجہ کی مزاج داری اور اپنی منفعت کے سوا کسی کام سے غرض نہین رکھتے تھے - مہاراجہ نے کاہلی مین اپنا آرام سمجھا سالہا سال اس کاہلی مین مبتلا رہنے سے جیستی پکڑنا اور لوگون کے پنجے سے رہا ہونا مشکل ہوگیا - زنانہ ڈیوڑھی اور متوسلون کا گروہ کثیر اُسکے انصاف و تجویز مین خلل انداز ہوتا تھا -

مہاراجہ نے ملکی انتظام کے واسطے کرنل ٹیلر کو جو سرکاری نوکری سے علیحدہ ہوگیا تھا نوکر رکھا لیکن چندروز کے بعد وہ یہان بھی نہ رہ سکا - پھر حاجی محمد خان جو راجپوتانہ رزیڈنسی کا زبردست میرمنشی رہ چکا تھا ریاست مین دیوان کیا گیا اور سمت ۱۹۲۳ مطابق ۱۸۶۷ء مین اُس کے پشکر کے مقام پر مارے جانے کے بعد مہاراجہ نے منشی مردان علی کو جس کا تخلص شعرون مین رعنا ہے انتظام سپرد کیا جس نے کئی برس تک اچھی کارروائی کی لیکن علاقے مین اُسکے پردیسی ماتحتون نے ظلم سے خرابی اور بدنامی پیدا کردی -

سمت ۱۹۲۵ مطابق ۱۸۶۹ء کے قحط مین بدانتظامی کے علاوہ مارواڑ کی رعایا پریشان ہوکر غیر علاقون مین نکل گئی راستون مین وہ اور اُنکے مویشی کثرت سے تباہ ہوئے - مہاراجہ کے پاس تو اپنے ہی خرچ کو روپے کی فریاد رہنے سے کچھ نہ تھا وہ رعیت کی مطلق دستگیری نکر سکا - لیکن رانیون اور بعض ٹھاکرون نے مدت تک محتاجون کو کھانا دیا - کنور جسونت سنگھ کو گوڈواڑ کا پرگنہ ایک لاکھ جمع کے حساب سے دیا جاکر کمی و بیشی اسی پی ٹھہری تھی اُس مین قحط کے سبب اسی ہزار سالانہ کی کمی ہونے سے کنور صاحب نے جودھپور آکر روپے کا مطالبہ کیا ریاست مین خود دس لاکھ روپیہ معمول سے کم وصول ہوا تھا اس لئے مردان علی خان دیوان کمی مجرا دینا نہین چاہتا تھا لیکن فساد کی صورت قائم ہوجانے پر بڑی مشکل کے ساتھ روپیہ ادا کرنا پڑا باقی کنورون کو سوائے زورآور سنگھ کے جو پچاس ہزار لیتا رہا بیس بیس ہزار روپیہ سالانہ اور کنیزک زاد بیٹون کو سوائے موتی سنگھ کے جس کو بڑا ہونے کے لحاظ سے بارہ ہزار دیا گیا چھ چھ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیرین ملین اور اس کو سب نے منظور کرلیا -

سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۷۰ء مین سرکار انگریزی اور راج جودھپور کے درمیان نمک کی بابت عہدنامہ ہوکر سانبھر کے آدھے حصے کے واسطے سرکار نے سوا لاکھ روپیہ دینا قبول کیا - اور ساڑھے آٹھ لاکھ من سے زیادہ نمک فروخت ہونے کی صورت مین بیس روپیہ سیکڑہ اور دینا منظور فرمایا - تین مہینے کے بعد ناوہ اور گوڈہ کے نمک کی بابت دوسرا عہدنامہ لکھا گیا جس کے موافق ۲۶ ہزار روپیہ سالانہ معمولی اور نو لاکھ من سے زیادہ نمک بکنے پر چالیس روپیہ سیکڑہ سرکار انگریزی کی طرف سے جودھپور کو ملنا قرار پایا - سانبھر جس مین آدھا حصہ جے پور کا تھا جلد سرکاری قبضہ ہوگیا - لیکن ناوہ اور گوڈہ پر مدت کے بعد اس انتظام کی نوبت پہونچی -

سمت ۱۹۲۸ مطابق ۱۸۷۲ء مین مہاراجہ نے جسمانی ضعف کے سبب اپنے بڑے کنور جسونت سنگھ کو

ملکی حکومت سپرد کردی لیکن دوسرے کنور زورآور سنگھ نے اس دعوے پر کہ جسونت سنگھ احمدنگر کی پیدائش ہے اور وہ خود مارواڑ مین پیدا ہونے کے سبب ولی عہدی کا حقدار ہے قلعہ اور شہر ناگور پر زبردستی قبضہ کر لیا میجر ای-سی-ایمپی پولٹیکل اجنٹ نے فوراً موقع پر پہونچ کر اپنی خوش تدبیری سے قلعہ خالی کرا کر فساد دور کیا-کنور جسونت سنگھ کا احمدنگر مین وارث رہنا بہت پہلے برس سرکاری حکم سے ملتوی رہ چکا تھا اور وہ ہر طرح ولی عہد مارواڑ مانا گیا تھا اس لئے زورآور سنگھ کی درخواستین جو وہ اجمیر مین رہ کر راج ملنے کے واسطے دو برس تک بھیجتا رہا سرکار سے ہمیشہ نامنظور ہوئین-آخر وہ سرکاری ہدایت سے اپنے بڑے بھائی کو بزرگ و مالک مانکر جودھپور گیا جہان اُسکو پچیس ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ملی-

شروع سمت ۱۹۲۹ مین میجر والٹر پولٹیکل اجنٹ کو جو دورے مین گیا ہوا تھا-ڈاکٹر ہنڈلی نے مہاراجہ کی سخت بیماری کا احوال لکھا اور وہ جلد واپس مہاراجہ کے دیکھنے کو گیا جس سے مہاراجہ کو خوشی اور اطمینان ہوا لیکن دس روز کے بعد ۱۲ فروری ۱۸۷۳ء کی رات مین تیس برس کے قریب راج کر کے مہاراجہ تخت سنگھ نے وفات پائی-پولٹیکل اجنٹ کی موجودگی سے کوئی رانی یا پڑدایت وغیرہ ستی نہ ہوسکی-یہ مہاراجہ اگرچہ رات دن عیش و آرام مین مشغول رہنے کے سبب ملکی کاروبار کی بہت کم خبر رکھتا تھا اور علاقے مین ٹھاکرون کی سرکشی سے اکثر ابتری پھیل رہی تھی لیکن خاص اُسکی طرف سے کسی پر ظلم نہ تھا اس لئے اُسکے انتقال پر عام رعیت کو بڑا رنج گذرا-سرکار انگریزی نے بھی ہمیشہ اُسکو خیرخواہ خیال کیا جو سرکاری افسر اُس سے ملا بہت خوش ہوا-

مہاراجہ کو پولٹیکل افسر سے اپنے اہلکارون کا ملنا ہرگز پسند نہ تھا اور جس شخص کی ایجنسی کی طرف سے سفارش کی جاتی اُس کو وہ ضرور غیر معتبر جانتا کیونکہ اُس کا یہ خیال تھا کہ خوشامدی جاہل اہلکار راج کے اندرونی حالات اور ٹھاکرون کے پیچیدہ معاملات ظاہر کر کے رضامندی حاصل کرتے ہین جس کے سبب غیرون کو مداخلت کا موقع مل جاتا ہے ان باتون سے اُس کی دانشمندی ثابت ہوتی ہے-اس مہاراجہ کے ستائیس رانیان-تیرہ پڑدایت اور سترہ کنیزک کل ستاون عورتین تھین جن سے دس کنور دس کنیزک زادلڑکے پانچ بیٹیان اور نو کنیزک زادلڑکیان کل چونتیس اولاد پیدا ہوئی ان سب مین بڑا کنور جسونت سنگھ راج کا مالک ہوا-

۳۱-مہاراجہ جسونت سنگھ دوم

سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء یکم مارچ کو میجر چارلس والٹر پولٹیکل اجنٹ کے سامنے حسب دستور ٹھاکر بگڑی کے راج تلک کرنے پر مسند نشین ہوا-دوسرے برس مہاراجہ نے خاص جودھپور مین دیوانی-فوجداری اور اپیل وغیرہ کی عدالتین مقرر کر کے اُنکے ماتحت پرگنون مین حاکم اور تھانہ دار متعین کئے اور سب عدالتون کی اپیل وغیرہ کے لئے چند سردار اور عزت دار اہلکارون کی ایک کونسل

محکمہ خاص یا مصاحب نام قرار دی گئی اس کا نگران اور افسر اعلےٰ بھیا فیض اللہ خان کو کیا۔ جو تمام کاروبار مین مہاراجہ کا قائم مقام اور مختار عام سمجھا گیا مہاراجہ نے ڈکیتی اور جرائم کا سختی سے سد باب کیا اور ریلوے اور انہار کی تعمیر مین بڑا حصہ لیا اور جنگی کی اصلاح کی اور باقاعدہ بندوبست محاصل اراضی جاری کیا اُس نے دُور جمنٹین امپیریل سروس سوارون کی قائم کین اُسکو ۱۸۷۵ء مین جی سی ایس آئی کا خطاب ملا اور اُسکی سلامی ۱۷ توپون سے ترقی پاکر ۱۲ ضرب توپ تک پہونچ گئی۔

اگلے مہاراجہ نے میو کالج کے چندے مین ایک لاکھ روپیہ دیا تھا اس مہاراجہ نے مارواڑ کی بورڈنگ ہوس (قیام گاہ طلبا) کے لئے چھتیس ۳۶ ہزار روپیہ عنایت کرکے اجازت دی کہ تمام کالج بننے کو کرانے کا جس قدر پتھر درکار ہو بغیر کسی قیمت و محصول کے اُسکے علاقے سے لیا جائے۔

اسی طرح کانپور مین غدر کے بعض بہادر مقتولون کی یادگار کے طور پر ایک گرجا تیار ہونے کے لئے پولٹیکل اجنٹ کی معرفت سفید پتھر مانگا گیا جس کو مہاراجہ نے منظور کرکے بغیر قیمت و کرایہ اپنے خرچ سے کانپور تک پتھر پہونچا دیا اور سمت ۱۹۳۱ مطابق ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ اپنے والد کی خاک گنگا مین پہونچانے کو بنگالہ وغیرہ کی طرف گیا۔ مذہبی رسمون سے فارغ ہوکر کلکتے مین جناب ویسرائے سے ملاقات اور اکثر مقامات کی سیر کرتا ہوا جیپور اور اجمیر کے رستے سے جودھپور داخل ہوگیا۔ اسی سال مین فوج کی تنخواہ چڑھ جانے اور بہت سی مقرر کے سبب مہاراجہ نے علاوہ اُس بیس لاکھ روپے کے جو مختلف ساہوکارون سے لیکر خرچ کردیا تھا چودہ لاکھ روپیہ انگریزی سرکار سے قرض لیا جس کے ادا ہونے کے لئے کئی برس کے بعد قسطین مقرر کی گئین۔

اس سال کے آخر مین لارڈ نارتھ برک ویسرائے راجپوتانے کا دورہ کرتے ہوئے مہاراجہ کی درخواست سے جودھپور آئے ویسرائے کا مارواڑ مین آنے کا یہ اول ہی موقع تھا اس لئے راج کی طرف سے کئی لاکھ روپیہ خرچ ہوکر روشنی اور دعوت بڑی دھوم دھام سے کی گئی۔ اس سے تھوڑے دنون کے بعد مہاراجہ نے شاہزادہ صاحب ویلز سے ملاقات کی جنھون نے اُسکو اول درجے کا تمغائے ستارۂ ہند عنایت کیا سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء مین زیادہ قرضداری کے سبب فوج خرچ وغیرہ مین تخفیف ہوکر بھیا فیض اللہ خان جو روپیہ زیادہ خرچ کرتا تھا مصاحب اعلےٰ کے منصب سے علٰحدہ کیا گیا مدت کے بعد اُسکے عوض مہاراجہ کا تیسرا بھائی مہاراج پرتاب سنگھ مقرر ہوا جس نے باوجود احتیاط سے کام کرنے کے مسلمانون سے نفرت رکھی۔ مہاراجہ کا چھوٹا بھائی مہاراج ظالم سنگھ مددگار مصاحب اعلےٰ قرار دیا گیا۔

سمت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء مین مہاراجہ نے راجپوتانہ لائن سے جو اجمیر سے احمد آباد کو جاتی ہے ساٹھ میل کی ایک ریلوے شاخ اپنے خرچ سے جودھپور تک تیار کرائی جس کو بڑھا کر ناگور و بیکانیر کے راستے سے پنجاب تک ملا دیا ہے اسی سال انگریزی سرکار سے مہاراج پرتاب سنگھ کو تمغائے ستارۂ ہند درجۂ دوم ملا دوسرے برس ۱۸۸۷ء مئی مہینے مین مہاراج سر پرتاب سنگھ حضور قیصرۂ ہند کے جشن جوبلی یعنی پچاسوین سال

جلوس کی خوشی مین شریک ہونے کو ولایت گیا جہان اُسکو شاہزادے صاحب ویلز کی فوجی مصاحبت اور لفٹنٹ کرنل کا درجہ عطا ہوا۔

مہاراجہ کا انتقال ۱۸۹۵ء مین ہوا اور اُس کا اکلوتا خرد سال بیٹا سردار سنگھ مسند نشین ہوا۔

۳۲ - مہاراجہ سردار سنگھ

مہاراجہ سردار سنگھ ۱۸۸۰ء مین پیدا ہوا اُس کی صغر سنی کے زمانے مین اُس کے چچا مہاراج سر پرتاب سنگھ نے بامداد کونسل انتظام کیا۔

مہاراجہ کو ۱۸۹۸ء مین پورے اختیارات ملے جودھپور کے امپیریل سروس سواروں نے ۱۸۹۸ء مین سرحد پر اور ۱۹۰۰ء مین چین مین خدمات جنگ انجام دین۔ ۱۹۰۰ء مین سکہ ریاست بند کرکے انگریزی سکہ جاری کیا مہاراجہ ۱۹۰۱ء مین انگلستان گیا۔ اور اس کی ایک شادی مہارانا فتح سنگھ جی والی اودیپور کی بیٹی سے ہوئی ۱۹۰۱ء کے سال نو پر مہاراجہ جی سی ایس آئی بنایا گیا۔

۱۲ مارچ ۱۹۱۱ء کو مہاراجہ کا انتقال ہوگیا اور اُس کا بیٹا سمیر سنگھ اُسکا جانشین ہوا۔

۳۳ - مہاراجہ سمیر سنگھ

کم سن مہاراجہ جودھپور کی نابالغیت کے زمانے مین اُسکی ریاست کے کاروبار چلانے کا جو معاملہ گورنمنٹ ہند کے زیر غور تھا اس کے متعلق یہ فیصلہ صادر کیا گیا کہ میجر جنرل مہاراج سر پرتاب سنگھ جو اُس کا دادا ہوتا ہے اور راج ایڈر کا مسند نشین تھا اپنی ریاست ایڈر کا انتظام اپنے فرزند متبنے کے سپرد کرکے خود ریاست جودھپور مین کونسل آف ریجنسی کے فرائض انجام دے مہاراجہ سردار سنگھ کے زمانہ نابالغیت مین بھی پرتاب سنگھ ریجنٹ رہ چکا تھا اور کونسل کا وائس پریسیڈنٹ مہاراج ظالم سنگھ مقرر ہوا خرد سال مہاراجہ کپتان اسٹرونگ کی اتالیقی مین مع اپنے چھوٹے بھائی کے انگلستان مین تعلیم پاتا رہا اور آخر ۱۹۱۳ء مین وہ جودھپور واپس آیا۔

لارڈ ہارڈنگ ویسرائے ہند نے جودھپور تشریف لیجا کر ۴ مارچ ۱۹۱۶ء کو وہان دربار منعقد کرکے نوجوان مہاراجہ کو اختیارات ریاست عطا کئے اور مہاراج پرتاب سنگھ ریجنٹ جو میدان جنگ مین برٹش افواج کے پہلو بہ پہلو جرمن کی فوج سے معرکہ آرا تھا اپنے عہدے سے مستعفی ہوگیا اور ۱۹۱۸ء مین مہاراجہ سمیر سنگھ گذر گیا۔

۳۴ - مہاراجہ رنجیر سنگھ

۲۴ - اکتوبر ۱۹۱۸ء کو متوفی نوجوان مہاراجہ سمیر سنگھ کا سوگ اُٹھایا گیا اور دسہرہ منانے کے بعد شام کو آنجہانی مہاراجہ کے مجھلے بھائی مہاراجہ رنجیر سنگھ مسند نشین ہوئے جنکی عمر اُس وقت ۱۵ سال کی تھی اور اُنکے والد کے چچا مہاراج پرتاب سنگھ یورپ سے واپس آکر والی ریاست کی

کم سنی کے باعث ریجنٹ کے فرائض انجام دینے لگے ۴ ستمبر ۱۹۲۲ء کو مہاراجہ پرتاب سنگھ نے انتقال کیا۔
۱۹۲۳ء مین ملک معظم نے مہاراجہ کو فوج کا آنریری کپتان بنایا جانا منظور فرمایا۔
۱۷ جون ۱۹۲۳ء کو مہاراجہ کے شکوے مین ولی عہد پیدا ہوا۔
جودھپور کے تمام جاگیرداروں کے قبضے مین تخمیناً پچاس لاکھ روپے سالانہ آمدنی کی زمین ہے سندھی صاحبزادہ عباس علی خان کی عزت تمام سرداروں سے خاص طور پر زیادہ ہے۔
اوّل اور دوسرے درجے کے سرداروں کا نقشہ یہان درج کیا جاتا ہے یہ دونون درجے کے سردار پانچسو روپیہ سالانہ آمدنی پر ایک سوار کے حساب سے نوکری اور حاضری دیتے ہین۔

نمبر شمار	نام ٹھکانا	قوم	تعداد گانون	سالانہ آمدنی	کیفیت
۱	پوکرن	چانپاوت راٹھوڑ	۱۰۰	۱۰۰۰۰۰	یہ ٹھکانا بہت زبردست ہے
۲	آسوپ	کونپاوت	۵	۴۰۰۰۰	راٹھوڑ
۳	کھیروہ	جودھا	۱۰	۳۰۰۰۰	ایضاً
۴	راس	اوداوت	۱۷	۴۰۰۰۰	ایضاً
۵	نیماج	"	۱۰	۴۰۰۰۰	ایضاً
۶	اہوہ	چانپاوت	۱۶	۱۶۰۰۰	یہ جاگیر پہلے زیادہ تھی
۷	ریان	میرتیہ	۸	۳۶۱۰۰	راٹھوڑ
۸	بھادراجون	جودھا	۲۷	۳۲۰۰۰	راٹھوڑ
۹	راے پور	اوداوت	۳۸	۵۰۰۰۰	ایضاً
۱۰	کچاون	میرتیہ	۱۶	۴۸۰۰۰	ایضاً
۱۱	گھانے راو	ایضاً	۴۲	۴۵۰۰۰	یہ تقریباً سوا سو برس پہلے میواڑ کا ماتحت تھا
۱۲	آہور	چانپاوت	۱۰	۲۳۰۰۰	راٹھوڑ
۱۳	داسپہ	ایضاً	۱۳	۲۶۰۰۰	ایضاً
۱۴	رویٹ	ایضاً	۱۱	۱۷۰۰۰	ایضاً
۱۵	کنٹالیہ	کونپاوت	۱۲	۱۱۰۰۰	ایضاً
۱۶	لانبیا	اوداوت	۷	۱۱۰۰۰	ایضاً
۱۷	گولر	میرتیہ	۵	۲۳۵۰۰	ایضاً
۱۸	بھکھری	ایضاً	۵	۱۹۵۰۰	ایضاً

نمبر شمار	نام ٹھکانہ	قوم	تعداد گانوں	سالانہ آمدنی	کیفیت
۱۹	بوڑھسو	میرتیہ	۲۴	۳۸۰۰۰	راٹھوڑ
۲۰	بینڈھا	ایضاً	۲۹	۳۷۰۰۰	ایضاً
۲۱	بلوندا	ایضاً	۶	۲۰۵۰۰	ایضاً
۲۲	کھیمسر	کرمسوت	۳۲	۱۲۰۰۰	ایضاً
۲۳	راکھولی	چوہان	۲۲	۲۲۰۰۰	غیر قوم جاگیردار
۲۴	کانانہ	کرنوت	۳	۱۲۰۰۰	راٹھوڑ
۲۵	منانا	میرتیہ	۷	۱۷۰۰۰	ایضاً
۲۶	پالاسنی	اوداوت	۲	۱۴۰۰۰	ایضاً
۲۷	کھینڈاڑا	چانپاوت	۱۷	۱۶۵۰۰	ایضاً
۲۸	باکرہ	ایضاً	۷	۱۷۵۰۰	ایضاً
۲۹	چنداول	کونپاوت	۸	۲۲۰۰۰	ایضاً
۳۰	اگیوہ	اوداوت	۳	۲۱۰۰۰	ایضاً
۳۱	آلنیاواس	میرتیہ	۴	۱۴۰۰۰	ایضاً
۳۲	چانوڈ	ایضاً	۲۴	۳۴۰۰۰	ایضاً
۳۳	جاولا	ایضاً	۸	۳۸۰۰۰	ایضاً
۳۴	برو	ایضاً	۱۲	۳۳۰۰۰	ایضاً
۳۵	میٹھڑی	ایضاً	۱۵	۲۸۰۰۰	ایضاً
۳۶	لاڈنو	جودھا	۷	۲۰۰۰۰	ایضاً
۳۷	بگڑی	جیتاوت	۷	۱۶۰۰۰	ایضاً
۳۸	کلیان پور	چوہان	۷	۱۰۰۰۰	غیر قوم
۳۹	کھیجڑلہ	بھاٹی	۸	۱۵۰۰۰	چندربنسی غیر قوم
۴۰	جھلامنڈ	راناوت	۸	۱۵۰۰۰	غیر قوم
۴۱	ڈوڈیانہ	میرتیہ	۹	۳۳۰۰۰	راٹھوڑ
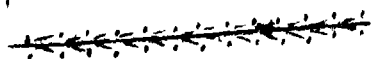
فصل۔ تاریخ بیکانیر

جغرافیہ

راج بیکانیر جو راجپوتانے کے شمال مین پھیلا ہوا ہے وہ زمین کے حساب سے جودھپور کے سوا دوسری تمام ریاستون سے وسعت مین زیادہ ہے لیکن باوجود اس کے ریگستانی مُلک ہونے کی وجہ سے آمدنی خالصہ آٹھ لاکھ روپیہ سالانہ سے کچھ زیادہ تھی جس کو آبپاشی کے ذریعہ بہم پہونچاکر چوراسی لاکھ روپیہ تک موجودہ والی مُلک کی بیداری نے پہونچا دیا۔ اُس کے شمال مین ہریانہ علاقہ ہانسی حصار۔ مغرب مین بھاولپور اور جیسلمیر کا علاقہ ہے۔ جنوب مین جودھپور کا راج اور مشرق مین شیخاواٹی ملک جیپور ہے۔ طول مشرق سے مغرب تک دو سو میل عرض شمال سے جنوب کو ایک سو ساٹھ میل۔ رقبہ سترہ ہزار چھ سو چھتر میل مربع اور بقولے ۲۳۳۱۱ میل مربع آبادی قریبًا چھ لاکھ آدمی ریاست بیکانیر خطوط عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۹ درجہ ۵۵ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۲ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۴۰ دقیقہ کے مابین واقع ہے۔

اس ریگستانی مُلک مین تین حصہ جاٹون کے سوا صرف ایک چوتھائی مین راٹھوڑ۔ سارسوت برہمن اور جوئیہ۔ داہیہ۔ سنگولیا راجپوت جو مسلمان ہوگئے ہین۔ چارن۔ بھاٹ۔ مالی اور نائی قوم کے لوگ آباد ہین اور کسی قدر رغار تگر چاوڑہ اور تھوری وغیرہ بھی بستے ہین۔ یہ سب گوشت کھاتے ہین اور راجپوتانے وغیرہ کے دوسرے لوگون کی طرح پرہیز کم رکھتے ہین۔ سارسوت برہمن بھی مثل اور ملک کے برہمنون کے پرہیز نہین رکھتے گوشت کھاتے اور تمباکو پیتے ہین کھانا کھانے کے وقت اس بات کی پروا نہین کی جاتی کہ وہ کس کے ہاتھ کا پکایا ہوا ہے یہان پر جانورون مین اونٹ بہت عمدہ اور قیمتی ہوتا ہے جس کا کارآمد ہونے کے سبب ریتے کی ناؤ کہنا چاہیے جنگل مین رہنے والے آدمی بھیڑ بکریان بہت پالتے ہین جن کی اون سے کمبل اور دوسرے باریک کپڑے پسند کے لائق بُنے جاتے ہین ان سب جانورون کو دو دو چار چار روز کے بعد پینے کے واسطے پانی نصیب ہوتا ہے اور وہ عادت کے موافق اُس پر صبر رکھتے ہین۔

درمیانی ملک کے سوا جس مین کہین کہین گیہون چنا اور جَو بویا جاتا ہے عام پیداوار کی چیزین باجرا موٹھ اور تل سمجھے جاتے ہین۔ شمال و مغربی علاقے مین اس قدر کثرت کے ساتھ ریت کا میدان پھیلا ہوا ہے کہ جس مین کہین کہین کیر اور بیر وغیرہ کی جھاڑی کے سوا جو اکثر جانورون کے کھانے مین آتی ہے بالکل کوئی چیز گھانس تک پیدا نہین ہوتی۔ ہر طرف ریت کے ٹیلے پہاڑیون کی طرح نظر آتے ہین جن کے گرمی مین تیز ہوا کے سبب اُڑنے اور جگہ بدلنے سے اکثر خوف رہتا ہے۔ علی العموم کُل ملک مین پانی نایاب ہے اکثر سطح زمین سے دو سو چار سو فٹ عمق پر ہوتا ہے جہان قریب ہے زیادہ تر شور ہوتا ہے پانی جمع کرنے کے واسطے پختہ حوض جنکو ٹانکہ کہتے ہین بنا لیتے ہین اُن مین برسات کا پانی فراہم کیا جاتا ہے جب وہ خرچ و خشک ہوجاتا ہے تو پھر

اُنھین عمیق کنوون کے پانی سے کام چلتا ہے بیکانیر مین ایک کنوان تین سو چار سو فٹ عمیق کھودا تھا اُسمین ایسے زور سے پانی نکلا کہ ساٹھ فٹ کے عمق تک بھر گیا اور دس فٹ سے زیادہ پانی کم نہوا اور یہ بھی دریافت ہوا کہ نو دس میل کے فاصلے پر کنوؤن مین جو چیز گر گئی تھی اُس کنوین مین سے نکلی اس تمام خرابی پر بعض قدرتی چیزین ککڑی اور تربوز جسے یہان متیرہ کہتے ہین بڑی غنیمت سمجھی جاتی ہین۔ تربوز کی قاشین کاٹ کر سکھا لیتے ہین جو پیداوار کی کمی اور قحط کے موقع پر جس کا ہمیشہ اندیشہ بنا رہتا ہے کام مین لائی جاتی ہین یہان کے جنگل کا تربوز ہندوستان کے تربوز سے بہت بڑا ہوتا ہے اس سبب سے اُس کی مقدار کی نسبت مبالغہ بھی بہت کرتے ہین مگر اس مین شک نہین کہ بعض تربوز تین یا چار فٹ محیط کا ہوتا ہے اور جس شاخ مین لگتے ہین وہ مثل عام تربوز کے باریک ہوتی ہے بعض جگہ نمک اور سجی بھی تیار کی جاتی ہے جو بکنے کے واسطے دوسرے ملکون تک پہونچتی ہے اس ملک مین چند کنوین ایسے ہین کہ اُنکے پانی سے رو اخوب جمتا ہے روہیلکھنڈ اور ممالک متحدہ آگرہ و اودھ سے شکر لا کے مصری بناتے ہین مکسر رواجمتا ہے یہان کی مصری کل ہندوستان مین جاتی ہے سفیدی اور صفائی مین اس سے بہتر اور کہین کی نہین ہوتی اس ریگستانی ملک مین وقت پر باران رحمت کے نزول سے کچھ موٹا غلہ پیدا ہو جاتا ہے اگر بدقسمتی سے بارش نہو تو بس قیامت ہی آجاتی ہے ریاست نے گورنمنٹ کی مربیانہ توجہ سے احداث انہار کرکے ریاست کا معقول رقبہ سرسبز و شاداب کرکے بیکانیریون کو بیرونجات مین جا کر گداگری و محنت و مزدوری سے دن کاٹنے کی دقت اور مصیبت سے بچا لیا شہر بیکانیر جس مین پچاس ہزار کے قریب آدمی بستے ہین کنکریلی اور غیر موزون زمین پر آباد ہے اُسکے گرد شہر پناہ اور برج وغیرہ بنے ہوئے ہین یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۲ دقیقہ پر واقع ہے۔

تاریخی احوال

بیکانیر والے جن کی ریاست اس وقت سے کچھ اوپر چار سو برس پہلے قائم ہوئی ہے جودھپور کے راٹھور خاندان کی شاخ مین ہین جبکہ ملدوار کے راؤ جودھا نے سمت ۱۵۱۵ مین پرانی راج دھانی منڈور کے عوض شہر جودھپور آباد کیا تو اُس کا ایک بیٹا بیکا نام اپنے چچا کاندھل کی مدد سے تین سو راٹھور لیکر شمالی ویران علاقے مین فتحمندی کے ساتھ بڑھتا چلا گیا جس نے جانگلو مقام کے سانکھلہ راجپوتون کو برباد اور بوگل کے بھاٹیون کو زیر کرکے وہان کے رئیس کی لڑکی سے شادی کی اور کورم دیسر مقام پر مضبوطی سے جماؤ کرنے کے بعد تمام جاٹون کو جو مدت سے علاقے مین پھیلے ہوئے تھے اور آپس کے جھگڑون سے ضعیف ہو رہے تھے اپنا تابع بنا لیا۔ جاٹون کے اطاعت قبول کرنے پر جن کے سردار شیخ سرا اور رانیہ مقام مین رہتے تھے بیکا نے بھی اُنکے ساتھ رعایت کا برتاؤ قائم رکھا اس اتفاق سے جاٹون نے بیکا کو ہر موقع پر مدد دی شمالی طرف جوئیہ راجپوتون کو زیر کرکے مغربی سمت بھاٹی لوگون سے بھاگور مقام چھین لینے کے بعد اُس علاقے مین

بیساکھ بدی ۱۵ سمت ۱۵۴۵ مطابق سنہ ۱۴۸۹ع کو منڈور چھوٹنے سے تیئس برس کے بعد بیکا نے اپنے نام پر شہر بیکانیر کی بنیاد ڈالی - یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۸ درجہ اور طول بلد مشرقی ۷۳ درجہ ۲۲ دقیقہ پر واقع ہے جب بیکا نئے علاقے پر جم گیا تو اُس کے چچا کاندھل نے زیادہ شمالی طرف قدم بڑھا کر جاٹوں کی اور جاگیرین ضبط کین جہان اُس کی اولاد جو کاندھلوت کہلاتی ہے اور فتحپوری کے گھمنڈ سے بہت کم رئیس کی اطاعت کرتی ہے آباد ہے آخر کاندھل مقام حصار کے بادشاہی صوبہ دار کے مقابلے پر مارا گیا جس سے اُس کی ترقی کا سلسلہ رُک گیا - اور کاندھل کا نامور بھتیجا بیکا بھی راجدھانی کے بسانے سے چھ برس کے بعد چھپن برس کی عمر پا کر گذر گیا -

۱ - راو بیکا

(سال پیدایش) سمت ۱۴۹۵ مطابق سنہ ۱۴۳۹ع
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۴۵ مطابق سنہ ۱۴۸۹ع
(سال وفات) سمت ۱۵۵۱ مطابق سنہ ۱۴۹۵ع

یہ پہلا نامور شخص ہے جس نے اپنی ہمت سے علحدہ ریاست پیدا کر کے اپنے نام پر شہر بیکانیر بسایا مرنے کے بعد اُس نے تیرہ بیٹے چھوڑے تھے جن مین سے بڑا ناراجی مسند نشین ہوا - دو بیٹے بیکا کے بھاٹی رئیس پوگل کی دختر سے تھے انمین سے ایک کا نام گرسی تھا جسکی اولاد اس کثرت سے ہوئی کہ وہ گرسوت بیکا کر کے مشہور ہین -

۲ - راو ناراجی

(سال پیدایش) سمت ۱۵۲۶ مطابق سنہ ۱۴۷[illegible]ع
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۵۱ مطابق سنہ ۱۴۹۵ع
(سال وفات) ایضاً

یہ چند روز راج کر کے لاولد مر گیا - جس سے اس کا دوسرا بھائی لون کرن ریاست کا مالک بنا - یہ لڑکا دختر بھاٹی رئیس پوگل کے بطن سے تھا -

۳ - راو لون کرن

(سال پیدایش) سمت ۱۵۲۷ مطابق سنہ ۱۴۷۱ع
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۵۱ مطابق سنہ ۱۴۹۵ع
(سال وفات) سمت ۱۵۸۳ مطابق سنہ ۱۵۲۷ع

اس نے مغربی سرحد پر کچھ علاقہ بھاٹیون کا دبایا اسکے بڑے کنور رتن سنگھ نے ولی عہدی کا دعوے چھوڑ کر مہاجن مقام کی جاگیر جس کے متعلق (۱۴۰) گانون تھے لینی قبول کی جس سے لون کرن کے

مرنے کے بعد اُس کا دوسرا بیٹا جیت سی راج کی گدی پر بیٹھا۔

۴۔ راؤ جیت سی

(سال پیدائش) سمت ۱۵۴۶ مطابق سنہ ۱۴۹۰ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۵۸۳ مطابق سنہ ۱۵۲۷ء
(سال وفات) سمت ۱۵۹۸ مطابق سنہ ۱۵۴۲ء

جیت سی نے سرکش سرداروں کو دبا کر بیدا راٹھوڑ کی اولاد پر جو مدت سے یہان آکر آزادی کے ساتھ رہتی تھی خراج اور کئی قسم کا محصول قائم کیا۔ اس کے وقت مین جودھپور کے نامی راؤ مالدیو نے بیکانیر چھین لیا تھا جو کرنل ٹاڈ کے قول کے موافق اس کے بیٹے کلیان مل کو اکبر بادشاہ کی مدد سے واپس ملا۔

۵۔ راؤ کلیان مل

(سال پیدائش) سمت ۱۵۷۵ مطابق سنہ ۱۵۱۹ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۰۱ مطابق سنہ ۱۵۴۵ء
(سال وفات) سمت ۱۶۲۸ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء

کلیان مل اپنے باپ کے بعد دو برس تک بیکانیر سے علیحدہ علاقے مین گذر کرتا رہا۔ سمت ۱۶۰۰ مطابق سنہ ۱۵۴۴ء مین جب شیر شاہ بادشاہ نے مارواڑ پر چڑھائی کی اور مالدیو کو اُس کے مقابلے کی فکر پڑی تو راؤ کلیان مل نے اپنے باپ دادا کی راجدھانی بیکانیر پر قبضہ کر لیا۔ کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ اس کو کچھ عرصہ کے بعد بیکانیر اکبر بادشاہ کی مدد سے ملا۔ ہمارے خیال سے پہلا بیان صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ سمت ۱۶۲۷ مطابق سنہ ۱۵۷۱ء مین جبکہ مالدیو مر چکا تھا کلیان مل نے اکبر بادشاہ کے ناگور آنے پر اپنے بیٹے رائے سنگھ کے ساتھ پہلی بار حاضر ہو کر بادشاہی اطاعت قبول کی اور کسی سبب سے اپنے بھائی کان سنگھ کی بیٹی اکبر کو بیاہ دی۔ کچھ دنون کے بعد اُس کا انتقال ہو گیا۔

۶۔ راؤ رائے سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۵۹۸ مطابق سنہ ۱۵۴۲ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۲۸ مطابق سنہ ۱۵۷۲ء
(سال وفات) سمت ۱۶۶۸ مطابق سنہ ۱۶۱۲ء

راؤ کلیان مل راٹھوڑ والی بیکانیر کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۵ جلوس اکبری مین باپ کے ساتھ ملازمت اکبری مین منسلک ہوا۔ سنہ ۹۷۹ ہجری مین ابراہیم حسین مرزا کی تنبیہ کے واسطے گجرات پر بذات خاص گیا تو سروہی پہونچ کر رائے سنگھ کو جودھپور مین متعین کیا کہ وہ وہان کا انتظام رکھے اور گجرات کے راستے کی حفاظت کرے تاکہ رانائے اودیپور کی شرارت سے کسی بادشاہی آدمی کو نقصان نہ پہونچے اور جا بجا اطراف

ممالک کے حکام کے نام حکم بھیجدیے گئے کہ وقت پر رائے سنگھ کو مدد دین جب ابراہیم حسین مرزا سرنال کی لڑائی مین شکست کھاکر ناگور کی طرف آیا رائے سنگھ نے خبر پاتے ہی اُسے دم لینے کی فرصت ندی اور مع فرخ خان وغیرہ امرائے ہمراہی کے اُس پر جاگرا ابراہیم حسین مرزا شکست کھاکر بھاگ گیا۔

۹۸۱ سنہ ہجری کی اُس چڑھائی مین جو اکبر نے خان اعظم مرزا عزیز کو بچانے کے لئے گجرات پر بڑی تیزی اور دلیری کے ساتھ کی تھی رائے سنگھ کو پہلے سے روانہ کردیا تھا اس مہم مین شریک ہوکر اُس نے اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے اور مورد تحسین ہوا۔

کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ اُونے یہ بات خود اختیار کی کہ وہ اپنے باپ کے پھول گنگا کو لیجائے اس وقت دہلی کے تخت پر اکبر اعظم شہنشاہ تھا اور ودا اور رائے سنگھ دونون ہمزلف تھے اس لئے کہ دونون بیٹے راول جیسلمیر کی بیٹیان کہ باہم بہنین تھین بیاہی ہوئی تھین۔ جب رائے سنگھ آمیر والے مان سنگھ کے ذریعہ سے حاضر دربار ہوا تو شہنشاہ نے اُس کو چار ہزاری منصب اور راجہ کا خطاب اور صوبہ حصار عنایت کیا اسوقت جودھپور والا مالدیو معرض عتاب بادشاہی مین تھا اُس کا زرخیز ضلع ناگور بھی اُس سے چھین لیا تھا جو رائے سنگھ کو مرحمت ہوا اس بیان مین بہت خلط وخبط ہے راو مالدیو اس وقت زندہ نہ تھا اور نہ ناگور کسی کو دیا گیا تھا۔

اس راو پر اکبر کی بڑی مہربانی تھی سنہ ۱۹ جلوس مین شاہ قلی خان کے ہمراہ چندرسین پسر راو مالدیو کی سرکوبی پر مامور ہوا اور اُس کو دباتا ہوا قلعہ سوانہ مین محصور کردیا جب مدت محاصرہ نے طول کھینچا فوج کو محاصرے پر چھوڑ کر دربار مین حاضر ہوا اور تازہ دم فوج ساتھ لیکر واپس گیا لیکن قلعہ بہت مضبوط تھا فتح نہوسکا تو سنہ ۲۱ جلوس مین اکبر نے شہباز خان کنبوہ کو اس مہم پر مامور کرکے اسے واپس بلالیا۔ اسی سال ترسون خان کے ہمراہ رہکر جالور کے رئیس تاج خان کو جس کی اولاد مین اب پالن پور کے نواب ہین اور سروہی کے راو سرتان دیوڑہ کو جس نے بغاوت کی تھی بادشاہی حضور مین حاضر کردیا اور کچھ عرصے تک آبو پر اُسکے راجپوتون کا قبضہ رہا بعض تواریخ مین اسی طرح لکھا ہے سروہی کی تاریخ مین راؤ سرتان کے بیان مین اس کی تفصیل دیکھو اس کے بعد سید ہاشم بارہ کے ساتھ قصبۂ نادوت سرحد اودیپور پر تعینات ہوا جب زمیندار سروہی دربار سے بلا اجازت اپنے وطن کو چلدیا یہ پھر اُس کی تادیب پر مامور ہوا اور قلعہ باگوکرہ کو فتح کرکے حسب الحکم واپس آیا۔ سنہ ۹۸۹ ہجری مین محمد حکیم مرزا کے جو اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر گرم ہوئی اکبر نے خود پنجاب چلنے کا ارادہ کیا اول رائے سنگھ کو بہت سے منصب دارون ہاتھیون اور بہت سے سامان جنگ کے ساتھ روانہ کیا پیچھے سے خود بھی روانہ ہوا محمد حکیم لاہور تک آکر پھر گیا اکبر نے راجہ مان سنگھ اور راؤ رائے سنگھ کو شاہزادہ مراد کے ساتھ آگے روانہ کیا اور انکے جانے کے بعد خود بھی کابل روانہ ہوا اس فوج نے کئی خون ریز معرکے مار کر مرزا محمد حکیم کو شکست پر شکست دی جب کابل مین بادشاہ پہونچا آخر بھائی ہی تھا خطا معاف کی اور دوبارہ ملک بخشی کرکے واپس چلا آیا

راستے مین راے سنگھ کو صوبۂ پنجاب مین تعینات کردیا ۳۰ سنہ جلوس (سمت ۱۶۴۲ مطابق سنہ ۱۵۸۶ع)
مین راے سنگھ نے ابوالقاسم کے ساتھ جاکر بلوچیون کا فساد دور کیا ۳۱ سنہ جلوس مین اکبر نے اس
خاندان کے ساتھ بھی سلسلۂ قرابت قائم کرنا مناسب سمجھ کر راے سنگھ کی دختر کی خواستگاری شاہزادہ سلیم
کے واسطے کی راے سنگھ نے بھی اکبر کی مجلس مین [illegible] اور نہایت خوشی اور دھوم دھام کے ساتھ
اپنی لڑکی کا عقد شاہزادہ سلیم کے ساتھ کردیا [illegible] بیکانیری بیگم محل سراے شاہی مین
داخل ہوئی ۳۵ سنہ جلوس (سمت ۱۶۴۷ مطابق سنہ [illegible]ع) مین راے سنگھ رخصت لیکر بیکانیر گیا
اور یہان پہونچ کر اُس نے فسادی جوئیہ اور جاٹون کی [illegible] جاگیرین ضبط کرلین ۳۶ سنہ جلوس مین وطن سے
واپس آکر خان خانان مرزا عبدالرحیم خان کی کمک پر ٹھٹھہ مین مامور ہوا ۳۸ سنہ جلوس مین راجہ
رام چند بگھیلا مرگیا بادشاہ نے اُس کے بیٹے بیر بھدر کو جو راے سنگھ کا داماد تھا خلعت حکومت باندھو
وغیرہ عطا کرکے دربار سے رخصت کیا [illegible] تھا کہ راستے مین اُس پر سے گر پڑا اور
خون ڈالکر ہزارون امیدین لئے ہوے [illegible] راے سنگھ کو بہت رنج ہوا تعزیت کے واسطے
راے سنگھ کے مکان پر گیا بہت تسلی تشفی کی اور نوازشہاے شاہانہ سے سربلند کیا راے سنگھ کے ایک نوکر نے
کسی غریب کو ستایا وہ روتا پیٹتا دربار [illegible] بادشاہ کو یہ بات ناگوار گذری اُس نوکر کو
راے سنگھ سے طلب کیا [illegible] چند روز تک مورد عتاب رہا پھر قصور
معاف ہوا۔ بعض کہتے ہین کہ سمت ۱۶۵۶ مطابق سنہ [illegible]ع مین راو کا بڑا بیٹا دلپت سنگھ دکن سے بیکانیر
کو بھاگ آیا اور فوجی دباوٹ سے واپس [illegible] لیکن بادشاہ کو باپ بیٹون کی ملاوٹ معلوم ہوجانے سے
کچھ دنون تک راو کا سلام بند رکھ کر [illegible] تب دکن کی روانگی کا حکم ہوا آگرے سے
چلکر راستے سے بیکانیر کو مڑگیا بادشاہ نے [illegible] الدین کے زبانی کہلا بھیجا کہ اگر دکن جانا منظور
نہین ہے تو دربار مین حاضر ہو لیکن [illegible] بردباری کے اوصاف مین بے نظیر تھا
کچھ نہ بولا آخر کار جب اکبر کی ناز برداری [illegible] گذرگئی تو پشیمان ہوکر خود بخود دربار مین آموجود ہوا ۴۵ سنہ
جلوس مین شیخ ابوالفضل کے ساتھ [illegible] ہوا اسی عرصے مین اُس کے بیٹے دلپت سنگھ نے
بیکانیر مین شورش برپا کی [illegible] بیٹے کو ساتھ لیکے ۴۶ سنہ جلوس
مین واپس آئے۔

راے سنگھ اکبر کے آخر عہد یعنی ۱۰۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۵ع تک منصب چار ہزاری پر
سرفراز تھا جہانگیر نے تخت سلطنت پر جلوس فرماکر اول سال جلوس پر راے سنگھ کو ہزاری ذات
کی ترقی سے پانچہزاری ذات اور چار ہزار سوار کا منصب عنایت کیا جو اُس وقت تک جیپور اور
جودھپور والون کے سوا دوسرون کو نہ ملا تھا۔

جب شاہ زادہ خسرو باپ سے باغی ہوکر پنجاب کی طرف بھاگا جہانگیر اُسکے تعاقب مین خود پنجاب روانہ ہوا رخصت کے وقت راے سنگھ کو حکم دیا کہ جس وقت بیگمات طلب کرون اُنکی سواری کے ہمراہ آنا جب بیگمات کی طلبی کا حکم آیا یہ سواری کے ہمراہ آگرے سے روانہ ہوا جب متھرا پہونچا مختلف افواہین سُنین اور بیکانیر کو سیدھا ہولیا اور نتیجہ دیکھنے کو اپنے وطن کو بھاگ آیا لیکن خسرو کے گرفتار ہو جانے کے بعد بادشاہ نے تنبیہ کے واسطے فوجین روانہ کین ۲ سنہ جلوس مین نہایت پشیمان اور شرمندہ ہوکر ہاتھ باندھے ہوئے دربار مین چلا آیا امیر الامرا شریف خان نے بہت سفارش کی باہمت بادشاہ نے قصور معاف کرکے پھر منصب پنجہزاری بحال کر دیا۔ ۱۰۲۱ سنہ ہجری مین وفات پائی اور کنور دلیپت سنگھ جو دکن کی مہم پر گیا ہوا تھا راج کا مالک ہوا

۷ - راؤ دلیپت سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۲۲ مطابق ۱۵۶۵ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۶۹ مطابق ۱۶۱۲ء

(سال وفات) سمت ۱۶۷۱ مطابق ۱۶۱۴ء

راؤ راے سنگھ بیکانیری کا بیٹا تھا شہنشاہ اکبر کے عہد مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا ۳۶ سنہ جلوس مین خان خانان عبد الرحیم خان کی کمک پر مہم ٹھٹھہ مین مامور ہوا لڑائی کے دن باوجود اسکے کہ جمعیت معقول رکھتا تھا کچھ ہمت نہ دکھائی اور دور سے تماشا دیکھتا رہا ۴۵ سنہ جلوس مین بلا رخصت بیکانیر چلا گیا اور وہان جاکر شورش برپا کی باپ دربار مین موجود تھا یہ حال سنکر رخصت لیکر بیکانیر گیا اور بیٹے کو ساتھ لاکر بادشاہ کے قدمون پر گرا دیا۔

جہانگیر کے عہد مین باپ کے ساتھ پھر بیکانیر چلا گیا جب شاہی فوجین باپ بیٹے کی سرکوبی پر مامور ہوئین یہ بیکانیر سے بھاگا زاہد خان اور شیخ عبد الرحمن نے ناگور کے قریب جا گھیرا یہ خوب جم کر لڑا لیکن شکست کھائی اور بھنبھارد شواری پہاڑ مین گھس کر جا بنر ہوا ۳ سنہ جلوس مین خان جہان کی خوشامد اور اُسکی سفارش سے قصور معاف ہوکر دربار مین طلب ہوا اور منصب پر بحال ہوکر صوبہ دکن مین متعین ہوا۔ ۷ سنہ جلوس مین باپ کے مرنے کا حال سنکر دربار مین حاضر ہوا اُسکے راج ملنے کا احوال جہانگیر نے اپنے تزک مین اس طرح لکھا ہے ۱۰۲۱ سنہ ہجری (مطابق سمت ۱۶۶۸ و ۱۶۱۲ء) مین دلیپت نے دکن سے آکر حاضری دی اُس کا باپ راے سنگھ مر گیا تھا جس سے اُسکو راؤ کا خطاب اور خلعت دیا گیا راے سنگھ کے ایک دوسرا بیٹا سورج سنگھ بھی تھا جسکو وہ ولی عہد کرنا چاہتا تھا کیونکہ اُسکی ماں سے وہ زیادہ محبت رکھتا تھا جس وقت راے سنگھ کے گذرنے کا ذکر میرے سامنے کیا جاتا تھا سورج سنگھ کم عمری اور کم عقلی سے عرض کرنے لگا کہ باپ نے مجھے ولی عہد بنا کر ٹیکہ دیا ہے یہ بات مجھکو بری معلوم ہوئی اور مین نے کہا کہ اگر تیرے باپ نے تجھے ٹیکہ دیا ہے تو ہم دلیپت کو دیتے ہین۔ مین نے اپنے ہاتھ سے دلیپت کے ٹیکہ لگا کر اُس کی موروثی

جاگیر بحال رکھی اور پٹنے کے ناظم مرزا رستم کے مددگارون مین مقرر کرکے اُس کو دو ہزاری ذات اور ہزار سوار کا منصب عنایت کیا دلپت سنگھ کم عقل اور کوتاہ اندیش تھا اگر راہ راست پر چلتا تو بہت ترقی کرجاتا مگر اُسپر نحوست کی گھٹا چھا رہی تھی بادشاہ نے منصب مین پانصدی کا اضافہ کرکے مرزا رستم صفوی کی کمک پر ٹھٹھہ جانے کا حکم دیا اُسکے دماغ مین خودی کا کیڑا زور مار رہا تھا راستے سے بیکانیر چلدیا بادشاہ نے ناراض ہوکر اُسکے چھوٹے بھائی سورج سنگھ کو فوج کے ساتھ اُس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا بیکانیر کے پاس مقابلہ ہونے پر دلپت سنگھ شکست کھاکر حصار کی طرف بھاگا جہان کے بادشاہی فوجدار ہاشم خان خوستی نے اُسے گرفتار کرکے بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا چونکہ کئی مرتبہ بغاوت کرچکا تھا بادشاہ نے قتل کرادیا۔

بیکانیر کی دیسی تاریخ کا بیان ہے کہ وہ اپنے ایک سردار وغیرہ کی مدد پاکر بادشاہی قید سے نکل جانے کے ارادے پر مقابلے مین مارا گیا۔

۸ - راؤ سورج سنگھ المعروف بہ سوربھورتیہ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۵۱ مطابق سنہ ۱۵۹۵ء

(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۷ مطابق سنہ ۱۶۱۴ء

(سال وفات) سمت ۱۶۸۸ مطابق سنہ ۱۶۳۲ء

راؤ رائے سنگھ بیکانیری کا چھوٹا بیٹا تھا باپ اسی کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتا تھا مگر جہانگیر نے اس کے بڑے بھائی دلپت سنگھ کو جانشین مقرر کیا اور اس کو منصب مناسب پر سرفراز کیا جب سنہ سات جلوس مین دلپت سنگھ نے مخالفت پر کمر باندھکر بغاوت اختیار کی تو جہانگیر نے اُس کو اسکی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اس نے بھائی کو شکست دیکر بھگا دیا اس نے اپنے بڑے بھائی کے قید و قتل ہونے کے بعد راج پاکر سمت ۱۶۸۶ مطابق سنہ ۱۶۲۰ء مین دو ہزاری ذات ہزار سوار کا منصب حاصل کیا جہانگیر کے اخیر عہد تک سورج سنگھ منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار تک پہونچا شاہ جہان نے پہلے سال جلوس مین علم و نقارہ دیکر چار ہزاری ذات دو ہزار سوار سے مفتخر کیا اور خان خانان مہابت خان کے ساتھ نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلے پر جس نے کابل پر حملہ کیا تھا متعین کیا سنہ ۲ جلوس مین خان جہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا سنہ ۳ جلوس مین مہم دکن مین تعینات ہوا اور خدمات نمایان انجام دیکر سنہ ۴ جلوس مطابق سنہ ۱۰۴۰ ہجری مین انتقال کیا کرن اور ستر سال دو بیٹے تھے کرن باپ کا جانشین ہوا ستر سال کو بادشاہ نے منصب پانصدی پر سرفراز کیا سنہ ۱۰ جلوس تک منصب ہفت صدی ذات شش صد سوار پر سرفراز تھا راؤ سورج سنگھ کے وقت مین بچھاوت مہتا جو اوسوالون کی ایک شاخ ہے اور جنھون نے ملکی کاروبار مین بہت اختیار پیدا کرکے راؤ رائے سنگھ کے بعد اُس کے بیٹے دلپت کو راج دلانا چاہا تھا قتل کیئے گئے تباہی کے بعد انکی نسل اودے پور پہونچکر پھیلی جہان اب ملکی

کاروبار مین دخیل پائی جاتی ہے ۔

۹ - راؤ کرن سنگھ

(سال پیدایش) سمت ۱۶۷۳ مطابق ۱۶۱۶ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۶۸۸ مطابق ۱۶۳۲ء
(سال وفات) سمت ۱۷۲۶ مطابق ۱۶۱۷ء

راؤ سورج سنگھ بیکانیری کا بیٹا تھا اپنے باپ کی وفات کے بعد ۴ سنہ جلوس شاہ جہانی مین منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار پر سرفراز ہوکر خطاب راؤ سے مفتخر ہوا اور حسب قاعدہ سابق بیکانیر جاگیر مین مرحمت ہوا ۔ ۵ سنہ جلوس مین حاضر دربار ہوکر وزیر خان کے ساتھ قلعہ دولت آباد کی تسخیر پر مامور ہوا ۲۳ سنہ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سر بلند ہوکر بجاے سیادت خان کے دولت آباد کا قلعدار مقرر ہوا ۔ ۲۲ سنہ جلوس مین منصب دو ہزار و پانصدی ذات دو ہزار سوار ۲۶ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا جب دولت آباد کی حکومت شاہزادہ اورنگ زیب کو مرحمت ہوئی یہ شاہزادے کی ماتحتی مین دکن مین بدستور تعینات رہ کر وہان کی مہمات مین شریک ہوتا رہا ۔ ۱۰۶۸ ہجری مین جب شاہ جہان کی بیماری کی حالت مین داراشکوہ نے جملہ امراے متعینہ دکن کو دربار مین طلب کیا راؤ کرن وہان سے روانہ ہوکر بیکانیر چلا گیا شہنشاہ عالمگیر نے بھائیون کے جھگڑے سے فارغ ہوکر ۳ سنہ جلوس مین امیر خان خوافی کو اُس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اُس سے سوے اس کے کچھ بن نہ پڑا کہ امیر خان کے ساتھ دربار مین چلا آیا اور نہایت عجز سے عفو تقصیر کا خواستگار ہوا بادشاہ نے قصور معاف فرما کر منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سر بلند کر کے دکن مین تعینات کیا ۔ ۹ سنہ جلوس مین دلیر خان داؤد زئی کے ساتھ زمیندار چاندہ کی سرکوبی پر متعین ہوا وہان کچھ ایسا قصور سرزد ہوا کہ جاگیر بیکانیر اور سرداری قوم اور منصب سے برطرف کیا گیا اس حالت مین بیمار پڑ گیا اور ۱۰۸۰ سنہ ھ مین بمقام اورنگ آباد انتقال کیا ۔

اورنگ آباد مین چاردیواری کے باہر دکن اور پچھم کے گوشے مین راؤ کرن کا آباد کیا ہوا پورہ اُس کے نام سے آباد ہے ۔

راؤ کرن کے چار بیٹے تھے ۔ انوپ سنگھ ۔ پدم سنگھ ۔ کیسری سنگھ ۔ موہن سنگھ ۔ انوپ سنگھ مسند نشین ہوا ۔ پدم سنگھ ۔ کیسری سنگھ اور موہن سنگھ نے لاولد انتقال کیا موہن سنگھ پر شاہزادہ معظم کی خاص نظر عنایت تھی اس سبب سے شاہزادے کے سب نوکر اُس سے حسد رکھتے تھے ایک دن شاہزادے کے میر توزک محمد شاہ کا پالتو ہرن موہن سنگھ کے احاطے مین چلا گیا محمد شاہ نے سر دربار موہن سنگھ سے تقاضا کیا دونون مین باتون باتون مین ایسی بات بڑھی کہ تلوارین کھینچ لین محمد شاہ کے کئی آدمی اُس وقت اور

موجود تھے سب نے حملہ کر کے موہن سنگھ کو زخمی کیا پدم سنگھ اور موہن سنگھ دونوں بھائیوں مین عرصے سے عداوت چلی آتی تھی جب اُس نے یہ حال سنا برادرانہ محبت نے جوش مارا فوراً تلوار ہاتھ مین لیکر موقع واردات پر جا پہونچا اور ایک ہی وار مین محمد شاہ کا کام تمام کر دیا اور موہن سنگھ کو پالکی پر سوار کرا کر اپنے قیام گاہ کو روانہ ہوا راستے مین موہن سنگھ بھی مرگیا جب شاہزادے کو یہ حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا اور پدم سنگھ سے کچھ باز پرس نہ کی۔

۱۰- راجہ انوپ سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۶۹۵ مطابق سنہ ۱۶۳۹ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۲۴ مطابق سنہ ۱۶۶۸ء
(سال وفات) سمت ۱۷۵۵ مطابق سنہ ۱۶۹۹ء

یہ اپنے باپ کی زندگی مین راج پا چکا تھا سمت ۱۷۳۵ مطابق سنہ ۱۶۷۹ء مین انوپ گڑھ کا قلعہ بنوایا اور سرکش سرداروں سے ناراضی کے سبب غیر ملک کی تنخواہ دار فوج نوکر رکھی سنہ ۱۷ جلوس عالمگیری مین بہادر خان کوکہ اور عبدالکریم میانہ کی لڑائی مین خدمات نمایان انجام دین اور اُنکے صلے مین بہادر خان کی سفارش سے خطاب راجگی سے موصوف ہوا سنہ ۱۹ جلوس مین دلیر خان داؤد زئی کی ماتحتی مین دکھنیون کی لڑائی مین خاص نام پیدا کیا۔ سنہ ۲۱ مین اورنگ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ اسی عرصے مین سیوا نے آکر شورش کی وہ اپنی قلیل فوج لیکر نہایت شجاعت و بہادری سے شہر سے باہر نکلکر مقابلے پر آمادہ ہو گیا لڑائی شروع ہی ہوئی تھی کہ خان جہان بہادر ناظم دکن آ پہونچا اور مرہٹے اُس کی صورت دیکھتے ہی بھاگ گئے سنہ ۳۰ جلوس (سمت ۱۷۴۳ مطابق سنہ ۱۶۸۷ء) مین عالمگیر نے اُسکو نصرت آباد سکھر علاقہ سندھ کی فوجداری و قلعداری دی۔ سنہ ۳۳ جلوس مین امتیاز گڑھ ادونی کی حکومت سے سرفراز ہوا سنہ ۳۵ مین اُس مہم سے تبدیل ہوا سنہ ۴۱ جلوس (سمت ۱۷۵۵) مین دکن مین گذر گیا اور اُس کا بیٹا راجہ ہوا۔

۱۱- راجہ سروپ سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۴۶ مطابق سنہ ۱۶۹۰ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۵۵ مطابق سنہ ۱۶۹۹ء
(سال وفات) سمت ۱۷۵۷ مطابق سنہ ۱۷۰۱ء

یہ پہلے سے ملازمت شاہی مین ہزار و پانصدی کا منصب دار تھا راج پا کر دکن مین بادشاہ عالمگیر کے پاس حاضر رہا اور ذوالفقار خان کی ماتحتی مین خدمات شاہی انجام دیتا رہا اور تین برس کے اندر کم عمری ہی مین وہین مرگیا جس سے اُسکے چھوٹے بھائی سجان سنگھ کو گدی ملی۔

۱۲ - راجہ سجان سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۴۷ مطابق سنہ ۱۶۹۱ ع
(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۵۷ مطابق سنہ ۱۷۰۱ ع
(سال وفات) سمت ۱۷۹۲ مطابق سنہ ۱۷۳۶ ع

اُس نے ۳۵ سال راج کیا اور اس کے نام پر سجان گرڈھ آباد ہوا جو اس زمانے مین مدت تک پولٹیکل
قیام گاہ رہا - اس کے وقت مین عالمگیر اور بہادر شاہ وغیرہ کے مرجانے سے دلی والون کا دباؤ نہ رہا تو
بور کے مہاراجہ ابھے سنگھ اور اُس کے چھوٹے بھائی بخت سنگھ نے کئی بار بیکانیر لینے کی کوشش کی
کامیاب نہو سکے - محمد شاہ کے عہد سمت ۱۷۹۲ مین اس کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا زور آور سنگھ جو سرکشی
سب باپ کے سامنے ہی ریاستی اختیار پا چکا تھا راج کا مالک ہوا -

۱۳ - راجہ زور آور سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۶۹ مطابق سنہ ۱۷۱۳ ع
(سال مسند نشینی) سمت ۱۷۹۲ مطابق سنہ ۱۷۳۶ ع
(سال وفات) سمت ۱۸۰۲ مطابق سنہ ۱۷۴۶ ع

یہ دس برس راج کر کے لاولد فوت ہو گیا اس کے وقت مین بھی جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ نے
نعہ بیکانیر پر چڑھائی کی - سمت ۱۷۹۶ مطابق سنہ ۱۷۴۰ ع مین جیپور کے راجہ سوائی جے سنگھ اور
کے حاکم مہاراج بخت سنگھ نے بیکانیر کی مدد پر آکر ابھے سنگھ کو زچ کیا جس سے وہ بیکانیر کا محاصرہ
بھاگا - بیکانیر کی دیسی تاریخ مین لکھا ہے کہ مہاراجہ ابھے سنگھ سے اکیس لاکھ روپیہ فوج خرچ لیا
ودھپور کا محاصرہ اُٹھایا گیا -

۱۴ - راجہ گج سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۷۸۰ مطابق سنہ ۱۷۲۴ ع
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۰۲ مطابق سنہ ۱۷۴۶ ع
(سال وفات) سمت ۱۸۴۴ مطابق سنہ ۱۷۸۸ ع

گج سنگھ جو راؤ انوپ سنگھ کا پوتا اور آنند سنگھ کا بیٹا تھا اپنے رشتہ دار بھائی راجہ زور آور سنگھ کے
مرجانے پر گود لئے جا کر راجہ بنایا گیا - اس نے جیسلمیر کے بھائیون سے کئی سرحدی مقام چھین لئے اور
پور والون سے انوپ گرڈھ کا قلعہ جو پہلے جا تا رہا تھا واپس حاصل کر کے اُن لوگون کی حملہ آوری
کے لئے مغربی علاقہ بالکل اُجاڑ دیا سمت ۱۸۱۰ مطابق سنہ ۱۷۵۴ ع مین راجہ کو دلی کے بادشاہ
شاہ نے فوجی مدد کے عوض سات ہزاری منصب اور حصار کا ضلع جاگیر مین دیا اس راجہ نے ناگور کے

مہاراج بخت سنگھ کو جودھپور کا راج ملنے کے واسطے مہاراجہ رام سنگھ کے مقابلے پر اچھی مدد دی اور بخت سنگھ کے بعد اُسکے بیٹے مہاراجہ بجے سنگھ کا ساتھ دینے مین بھی کوتاہی نہین کی جس سے کچھ عرصے تک جودھپور اور بیکانیر مین اتفاق رہا بیالیس برس راج کرنے کے بعد اس کا انتقال ہونے پر کنور راج سنگھ وارث رہا۔

۱۵- راجہ راج سنگھ

(سال پیدایش) سمت ۱۸۰۱ مطابق سنہ ۱۷۴۵ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۴۴ مطابق سنہ ۱۷۸۸ء
(سال وفات) ایضاً

اس راجہ کو اُسکے چھوٹے بھائی صورت سنگھ کی مان نے دو ہفتے کے اندر زہر دیکر مار ڈالا اور اُسکے دو بیٹون پرتاب سنگھ و جے سنگھ کا بھی صورت سنگھ نے اسی طرح کام تمام کیا۔

۱۶- راجہ پرتاب سنگھ

(سال پیدائش) معلوم نہین۔
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۴۴ مطابق سنہ ۱۷۸۸ء
(سال وفات) سمت ۱۸۴۵ مطابق سنہ ۱۷۸۹ء

کم عمر پرتاب سنگھ کو اُسکے چچا صورت سنگھ نے اٹھارہ مہینے تک نام کے لئے راجہ بنا رکھا پھر مقام مہاجن اور بھادرا جن وغیرہ کے سرداروں کی موافقت سے راجہ کے مارنے کا ارادہ کیا لیکن صورت سنگھ کی رحمدل بہن مانع ہوئی۔ تب اُس نے مقام نرور کے تنگ دست راجہ کو تین لاکھ روپے کے جہیز کے لالچ سے بلا کر زبردستی بہن کی شادی اُسکے ساتھ کردی۔ بہن کے اطمینان کے لئے اگرچہ صورت سنگھ نے بچے راجہ کی حفاظت پر قسم کھائی مگر اُس کے چلے جانے کے بعد راجہ مرا ہوا پایا گیا۔ جس کو یقین کے ساتھ صورت سنگھ کے ہاتھ سے ہلاک ہونا سمجھتے ہین۔

۱۷- راجہ صورت سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۸۲۲ مطابق سنہ ۱۷۶۶ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۴۵ مطابق سنہ ۱۷۸۹ء
(سال وفات) سمت ۱۸۸۵ مطابق سنہ ۱۸۲۹ء

راجہ صورت سنگھ جو راجہ گج سنگھ کا دوسرا بیٹا تھا اپنے بھتیجے کو مار کر گدی پر بیٹھا اور اُس نے اپنی ظالم طبیعت سے بھائی بھتیجون کو قتل یا اپنے ملک سے خارج کر کے کوئی دعوے دار باقی نہ رکھا۔ سمت ۱۸۵۶ مطابق سنہ ۱۸۰۰ء مین راجہ نے کئی ہزار فوج بھاولپور کی طرف بھیجی جو وہان کا علاقہ

لوٹنے کے بعد شکست کھاکر واپس آئی۔ سمت ۱۸۶۱ مطابق ۱۸۰۵ء مین مسلمان بھاٹی راجپوتون کے قبضے سے قلعہ بھٹیر چھین لیا گیا جو اب تک بیکانیر کے متعلق چلا آتا ہے۔

کچھ عرصے کے بعد جودھپور کے مہاراجہ مان سنگھ کے برخلاف وہان کے دعویدار دھونکل سنگھ کا ساتھ دیکر صورت سنگھ نے چوبیس لاکھ روپیہ جو اُس وقت اس ویران وجنگلی ریاست کی پانچ برس کی آمدنی تھی خرچ کرڈالا۔ لیکن نواب امیرخان کے دباؤ سے جو مان سنگھ کی مدد پر تھا شکست کھاکر پھلودی مقام ہمیشہ کے واسطے جودھپور کے قبضے مین دیا اور دو لاکھ روپیہ فوج خرچ کے بابت نواب کو دینا پڑا۔

سمت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۸ء مین سرکار انگریزی نے دوسری ریاستون کی طرح راجہ صورت سنگھ کے ساتھ بھی عہدنامہ طے کرکے بیکانیر کو اپنی حفاظت مین لیا اور اس سبب سے کہ پہلے کسی بادشاہ یا مرہٹون نے اس ویران ملک پر خراج قائم نہ کیا تھا اس لئے سرکار انگریزی کو بھی اس وقت کوئی رقم دی جانی قرار نہ پائی۔ آخر عمر مین راجہ نے عام رعیت سے ظلم کے ساتھ بہت روپیہ وصول کیا جو پاپ دور ہونے کے خیال خام سے لالچی اور مکار برہمنون کو دیا جاتا تھا۔ کاشتکار لوگ تنگ آکر غیر علاقون مین جا بسے اور ملکی خرابی کی حالت مین راجہ نے چالیس برس راج کرکے اس جہان سے کوچ کیا۔

۱۸۔ راجہ رتن سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۸۴۷ مطابق ۱۷۹۱ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۸۸۵ مطابق ۱۸۲۹ء
(سال وفات) سمت ۱۹۰۸ مطابق ۱۸۵۲ء

یہ راجہ جبکہ ریاست کی تباہ حالت اور سردارون کی بغاوت سے ہر طرف لوٹ مار جاری تھی گدی پر بیٹھا اُس نے راج پاتے ہی جیسلمیر پر چڑھائی کردی جہان کے لوگون نے اُس کی رعایا کو ستایا تھا جیسلمیر کے قریب بڑی لڑائی ہونے کو تھی کہ سرکار انگریزی نے عہدنامے کے برخلاف راجپوتانے مین فساد کی صورت دیکھ کر مہارانا اودیپور کے ذریعہ سے دونون ریاستون کو اُنکے نقصان کا عوض دلادیا۔

سمت ۱۸۸۶ مطابق ۱۸۳۰ء مین راجہ نے سردارون کے دبانے کو انگریزی فوج مانگی لیکن وہان سے اعتراض ہوکر انکار کردیا گیا۔ سمت ۱۸۹۱ مطابق ۱۸۳۵ء مین بیکانیر وجیسلمیر کا سرحدی فساد جو مدت سے چلا آتا تھا اُس کو سرکار نے ایک انگریزی افسر کے ذریعہ سے دور کرایا۔ تھوڑے دنون کے بعد راجہ نے پُرانے زمانے کے طور پر علاقہ بڑھانے کے خیال سے سرکاری ضلع حصار کی طرف بیجا ارادہ کیا جو فوجی دھمکی سے زبردستی روکدیا گیا۔ اس راجہ نے بائیس برس راج کرنے کے بعد وفات پاکر اپنے کنور سردار سنگھ کو چھوڑا جسکے آئندہ صحیح النسب اولاد نہونے سے راجہ صورت سنگھ کی اولاد کے قبضے سے راج جاتا رہا۔

۱۹- مہاراجہ سردار سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۸۷۵ مطابق سنہ ۱۸۱۹ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۹۰۸ مطابق سنہ ۱۸۵۲ء
(سال وفات) سمت ۱۹۲۸ مطابق سنہ ۱۸۷۲ء

اس مہاراجہ نے سمت ۱۹۱۴ مطابق سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں کئی انگریزوں کو پناہ دے کر ہانسی حصار کی طرف باغیوں کے مقابلے کو اپنی فوج بھیجی جسکے عوض اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی سفارش اور وائسرائے ہند کی منظوری سے مہاراجہ کو گود لینے کی سند کے علاوہ اکتالیس گاؤں جنکی سالانہ آمدنی چودہ ہزار تین سو روپیہ تھی ہمیشہ کے واسطے عنایت ہو کر سمت ۱۹۱۷ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء میں اُن پر دخل دلادیا۔ ان گاؤں پر کئی برس کے بعد معمول سے زیادہ محصول لگانے کے سبب فریاد ہوئی۔ اس لئے وائسرائے کی طرف سے ہدایت ہو کر سمت ۱۹۲۴ مطابق سنہ ۱۸۶۸ء میں جبکہ محکمۂ پولٹیکل اسسٹنٹ اجنٹ گورنر جنرل بیکانیر کے لئے سجانگڑھ میں قائم ہوچکا تھا کپتان پاؤلٹ پولٹیکل افسر کی معرفت اس شکایت کا مناسب فیصلہ ہوگیا۔

مہاراجہ کے بیس سال عہد میں بیس سے زیادہ کامدار اُنکے لالچ اور اپنے ناقص انتظام کے سبب سے بدل گئے آخر مہاراجہ نے دیسی لوگوں کو زیادہ بے وفا اور خود مطلب پا کر اول منشی لائق حسین کو جو ڈپٹی مجسٹریٹ تھا اور پھر پنڈت من پھول کو جو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھا انگریزی علاقے سے دیوان کے عہدے پر طلب کیا تیز مزاج منشی سے تورعایا اور سردار برخلاف ہوگئے اور مسکین پنڈت کو مہاراجہ نے ناپسند کر کے ہمیشہ اپنے پاس نہ آنے دیا اس لئے انتہا درجے کی بدانتظامی کے سبب کپتان ایڈورڈ بریڈ فورڈ پولٹیکل اجنٹ جیپور سرکاری حکم سے بیکانیر گیا اور فضول خرچ کم کرا کر مہاراجہ کو نیک صلاحیں دیں جس سے پنڈت من پھول سی۔ ایس۔ آئی۔ کی مدد کے واسطے ایک پنچایت مقرر ہوئی لیکن خودسر رئیس کے آگے وہ محض بے کار رہی۔ ریاست کی ابتری کے وقت سمت ۱۹۲۸ مطابق سنہ ۱۸۷۲ء ۱۶ مئی کو صبح کے وقت مہاراجہ سردار سنگھ نے انتقال کیا۔ اُس نے ایک کنیز زاد بیٹے کے سوا جو راج کا مالک نہیں ہوسکتا تھا کوئی اولاد نہیں چھوڑی یہ مہاراجہ بلند حوصلہ اور فیاض شخص تھا۔ آخر عمر میں جوتشی وغیرہ لوگوں کے بہکانے سے پرانی رسموں کا زیادہ پابند اور ملکی انتظام سے غافل رہ کر آرام طلب ہوگیا تھا۔ جس کے سبب اکثر شکایتیں ہوئیں۔

۲۰- مہاراجہ ڈونگر سنگھ

(سال پیدائش) سمت ۱۹۱۱ مطابق سنہ ۱۸۵۵ء
(سال مسند نشینی) سمت ۱۹۲۹ مطابق سنہ ۱۸۷۲ء

(سال وفات) سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء

ڈونگر سنگھ جو مہاراجہ گج سنگھ کی اولاد مین سے چھٹی پشت مین تھا بڑی رانی اور اہلکارون وغیرہ کی صلاح سے کپتان بریڈ فورڈ اسسٹنٹ اجنٹ گورنر جنرل کے بیکانیر پہونچنے پر گود لئے جا کر راج کا مالک بنایا گیا اور ۲۲ جنوری ۱۸۷۳ء کو کرنل سولیوس بیلی اجنٹ گورنر جنرل نے اُس کو سرکاری خلعت - ریاستی اختیار - اور خزانہ وغیرہ حوالے کیا - دوسرے برس پنڈت من پھول دیوان جس نے اپنی آخر عمر کا حصہ راج بیکانیر کی بہتری مین صرف کیا تھا بیماری سے استعفا دیکر علٰحدہ ہوا - مہاراجہ نے اُس کو خلعت اور جاگیر دیکر اُس کی جگہ اپنے باپ لال سنگھ کو پنچایت کا افسر مقرر کیا -

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۶ء مین مہاراجہ مذہبی یاترا کے لئے بنگالہ واِلہ آباد وغیرہ کی طرف گیا جہانکی سرسبزی و آبادی سے جس کا نقشہ بیکانیر والون کی نظر سے اپنے ریگستانی ویران علاقے کے سوا نہ گذرا تھا اُنکو زیادہ تعجب ہوا - دوسرے سال مہاراجہ اپنی شادی کرنے کو [illegible] بھوج راجدھانی کچھ علاقہ کاٹھیاواڑ کو گیا جہان سے شادی [illegible] پہونچ کر کشتی کی سواری [illegible] کے درشن کو روانہ ہوا کچھ دنون کے بعد یہ سفر جلد طے کر لیا گیا - بیکانیر واپس آنے پر مہاراجہ کو ریاستی مشکلون نے گھیر لیا - ساہوکارون وغیرہ نے شکایتین کین کہ مہاراجہ روپیہ جمع کرنے کی فکر مین رعایا پر سختی کرتا ہے - روپیہ دورہ کرنے کے عوض دفن ہوتا ہے - علاقے مین واردات کی کثرت کے سوا سرداروں نے ہمیشہ ریاست سے ناراضی ظاہر کی لیکن وہ خود بھی اپنی رعیت پر ظلم اور غیر علاقون مین جرم کرتے تھے جس سے سارا ملک آفت و مصیبت مین مبتلا ہو گیا -

سمت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۴ء مین جبکہ جاگیرداروں کا فساد انتہا درجے کو پہونچ گیا اور کئی بار سرکاری ہدایت اور ریاستی فوج کشی سے بھی رعایا کے آرام و ملکی انتظام کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو کرنل سر اڈورڈ بریڈ فورڈ - کے سی - ایس - آئی - اجنٹ گورنر جنرل سرکاری فوج لیکر ریاست مین گیا - فسادی سردار اُسکے طلب کرنے پر حاضر ہوگئے جو قید کر کے اجمیر بھیجدیئے گئے مہاراجہ ڈونگر سنگھ سے گیارہ برس حکومت کے بعد ریاستی اختیارات ضبط ہو کر کپتان ٹالبٹ پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ کو سپرد کئے گئے اور اُسکے ماتحت منشی امین محمد دیوان اور کئی شخصون کی پنچایت تمام علاقے اور صدر کی کچہریون کا اپیل سُننے کو قائم ہوئی باہمی رنج و فساد نے وہ نتیجہ پیدا کیا جو ہر طرح افسوس کا باعث ہے - اب انگریزی رعب سے کسی کو سرکشی کی مجال نہین رہی - بے اختیاری سے تین برس کے بعد ۱۹ - اگست ۱۸۸۷ء کو مہاراجہ ڈونگر سنگھ انتقال کر گیا اور اُس کا چھوٹا بھائی وارث مانا گیا -

۲۱ - مہاراجہ گنگا سنگھ جی

(سال پیدائش) سمت ۱۹۳۶ مطابق ۱۸۷۹ء

رسالِ مسند نشینی ۱۹۴۴ سمت مطابق ۱۸۸۷ سنہ ء

یہ مہاراجہ ۱۳ - اگست ۱۸۸۷ سنہ ء کو اپنے بڑے بھائی کی جگہ گدی پر بٹھائے گئے انھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی انکے جوان اور ہوشیار ہونے تک بہ [illegible] سرکاری انتظام رہا کیی فسادی ٹھاکر جو چار سال پہلے بلوے کے سبب گرفتار ہونے کے بعد اجمیر بھیجدیے گئے تھے سمت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ سنہ ء کو اگست کے مہینے مین اُنکو انگریزی سرکار سے واپس [illegible] آنے کی اجازت ملی - اسی سال ۱۱ - اکتوبر کو خان بہادر منشی امین محمد دیوان نے انتقال کیا ریاست نے پرورش کے طور پر اسکے بیٹے کے نام پر ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار مقرر فرمایا ۱۸۸۹ سنہ ء اور ۱۸۹۳ سنہ ء کے درمیان [illegible] ایک [illegible] و [illegible] کمیل کو رپا نسو سپاہ کی قائم کی گئی اور اسے گنگا رسالہ کا نام دیا گیا اس رسالے نے پیدل رجمنٹ کے طور پر ۱۹۰۰ سنہ ء مین چین مین خدمات انجام دین اور سنہ انیس سو تین [illegible] مین اسکے دو سو [illegible] کے دستے نے شمالی لینڈ کی جنگ مین حصہ لیا - اور گذشتہ جنگ [illegible] مین خدمات [illegible] ۱۸۹۹ سنہ ء اور ۱۹۰۲ سنہ ء کے درمیان مین ریاست نے ۲۵۰ میل [illegible] ریلوے [illegible] مارواڑ سے بیکانیر ہوتی ہوئی شمال مشرق مین پنجاب کی سرحد تک ۸۱ لاکھ روپے [illegible] - [illegible] سنہ ء مین ۴ لاکھ ستر ہزار کے صرف سے دریاے گھاگرہ سے نہرین کھدوائین اور [illegible] جنوب مین ۱۴ میل کے فاصلے پر پالانا مین دریافت ہوئی اور [illegible] ۱۶ دسمبر ۱۸۹۸ سنہ ء کو جمعہ کے روز نوجوان مہاراجہ کو مسٹر ہارٹینڈل [illegible] گورنر جنرل [illegible] مسند نشین کیا ہز اکسلنسی نواب گورنر جنرل اور وایسراے ہند نے ایک تہنیت آمیز [illegible] مہاراجہ کو بھیجا اور گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے مہاراجہ کو ایک قیمتی مرصع [illegible] اور ایک شمشیر بطور [illegible] اعزاز بھیجی گئی صاحبزادہ حمید الظفر خان جو نواب نجیب الدولہ کے منتسبین سے ہین انکی نیابت مین مدار المہامی کا کام انجام دیتے تھے جو پہلے سے اس کام پر مامور تھے مہاراجہ کی [illegible] قیصر ہند کا تمغا درجۂ اول اور جی سی آئی اے کا اعزاز عطا کیا -

۱۸۹۹ سنہ ء مین جو قحط پڑا تو بیکانیر اور جودھپور کی رعایا گھر بار اور شہر [illegible] چارون طرف گئی مارواڑ اور بیکانیر مین پانی اور چارے کے قحط سے مویشی اور انسان دونون کا برا حال تھا ہزارہا مویشی مارے پیاس کے مرگئے اور اُنکے مالک جو خوش حال اور آسودہ تھے بھیکین مانگنے لگے مارواڑ مین دو پیسے کو بکری بکی چار چار روپے مین گھوڑے بکے چار آنے سے دو روپے تک گاے بیل بکتے رہے بیکانیر اور جودھپور کی رعایا کا بڑا حصہ ترک وطن کرکے دیگر علاقجات اجمیر مالوہ وممالک شمال ومغرب اودھ اور پنجاب وغیرہ مین چلا گیا اور وہان ہر ایک شہر وقصبے کی گلی کوچون مین گروہ درگروہ بھیک مانگتا پھرتا تھا حکام ضلع اجمیر نے ایک خاص تدبیر کی کہ ہر ریاست کی رعایا کے لئے علحدہ علحدہ احاطے قائم کئے اور وہان

اُنکی رہائش کے لئے جھونپڑیاں وغیرہ بنوا کر رکھا اور ہر ایک ریاست کی رعایا کو علیحدہ علیحدہ امدادی کاموں پر
لگایا اور ریاستوں کو اطلاع دی کہ اس قدر قحط زدہ آدمی ریاست کے یہاں کام پر لگائے ہوئے ہیں اور
یہ کام محض ریاستوں کی رعایا کی جان بچانے کے لئے کھولے گئے ہیں یا تو اپنی رعایا کو لیجا کر ریاست میں اُنکے لئے
کام کھولو ورنہ تمام ایسے کاموں کا خرچ ریاستوں سے لیا جائے گا اس کارروائی کا فوری اثر یہ ہوا کہ ہر ایک
ریاست نے اپنے اپنے معتمد اجمیر میں بھیجکر اپنی رعایا کو واپس بلا لیا مہاراجہ نے اس قحط میں دریا دلی اور
بیدار مغزی سے کام لیا سنہ انیس سو پانچ و چھ میں جب ملک معظم جارج پنجم اپنے زمانہ ولی عہدی میں
ہندوستان میں آئے تو مہاراجہ اُنکے ایڈیکانگ تھے سنہ ۱۹۱۱ء میں یونیورسٹی کیمبرج نے اُنکو ایل ایل ڈی کی
ڈگری عطا کی۔

سنہ ۱۹۱۱ء میں بتقریب دربار تاجپوشی جو دہلی میں منعقد ہوا تھا جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا اُنکو
خطاب ملا۔ ابتدا سے جنگ عظیم سنہ ۱۹۱۴ء میں مہاراجہ نے بذات خود شریک جنگ ہونے کی سرکار میں
درخواست دی جو منظور ہوگئی۔ سنہ ۱۹۱۸ء کے سال نوبر مہاراجہ کی ذاتی سلامی ۹ توپ مقرر ہوئی اور
کے سی بی بنائے گئے۔

جنگ عظیم کی صلح کانفرنس جب پیرس میں منعقد ہوئی تو ہندوستان کی طرف سے جو صلح کے
ڈیلیگیٹ شرکت کے لئے بھیجے گئے اُن میں مہاراجہ بھی تھے اور اختتام کانفرنس مذکور کے بعد ۱۶ جولائی
سنہ ۱۹۱۹ء کو مہاراجہ ہندوستان کی واپسی پر بمبئی میں مراجعت کی۔ باوجودیکہ اُنکی درخواست پر پبلک
استقبال کی تجویز ترک کردی گئی تھی مگر اس پر بھی گھاٹ پر ان کا پرتپاک استقبال ہوا۔
متعدد والیان ریاست بمبئی کے نامور رؤسا اور بیکانیر کے اہلکار اور سربرآوردہ مارواڑی تجار
معاودت وطن پر پلیٹ فارم کو موجود تھے مہاراجہ کو بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے گئے وہ چند منٹ تک حاضرین
سے گفتگو کرکے تاج محل ہوٹل میں گئے جہاں سے شب کو اسپیشل ٹرین میں سوار ہو کر بیکانیر پہونچ گئے۔
آج کل مہاراجہ صاحب ایوان رؤسا کے چانسلر ہیں اور دیسی ریاستوں کے متعلق جملہ ابواب میں
اُنسے مشورہ ہوتا ہے اور اُنکا قول فیصل مانا جاتا ہے۔

فصل ۔ تاریخ جیسلمیر

جغرافیہ

جیسلمیر انتہائے مغربی راجپوتانہ میں ایک چھوٹی ریاست ہے جسکے شمال میں بیکانیر و بہاولپور۔

مغرب مین ملک سندھ۔ جنوب مین جودھپور کا علاقہ۔ مشرق مین جودھپور اور بیکانیر کا راج ہے۔
پانچ سو برس پہلے یہ ریاست بڑی خیال کی جاتی تھی۔ لیکن رفتہ رفتہ دوسرے لوگون یعنی جودھپور۔
بیکانیر۔ بھاولپور اور سندھ والون نے ترقی پا کر چارون طرف سے یہان کا علاقہ دبا لیا تو بھی اس ریگستانی
ریاست کا رقبہ اب سولہ ہزار باسٹھ میل مربع رہ گیا ہے اور سرسبزی نہونے کے سبب اتنے بڑے علاقے
مین ۱۰۸۲۲۷ آدمیون کی آبادی گنی جاتی ہے۔ راج کی فوج ایک ہزار ہے۔ خالصے کی آمدنی اگلے
زمانے مین سوا لاکھ سالانہ تھی جس مین سے آدھا روپیہ زمین کی لاگت سے اور نصف بیکانیر کی طرح
سائر سے علاوہ دھوان محصول اور انگ محصول یعنی خالصہ شماری مردم شماری اور مویشی کے حساب سے
وصول ہوتا تھا۔ لیکن اس وقت مین یہ آمدنی بڑھکر دو لاکھ چالیس ہزار روپے سالانہ کو پہونچ گئی ہے
اور پہلے زمانے مین سوا لاکھ روپے سالانہ کے قریب سردارون کی جاگیر سمجھی جاتی تھی جس نے خالصے کی
ترقی کے ساتھ ترقی کی ہوگی۔

جیسلمیر کے کل گانؤن ۴۶۱ ہین جن مین سے ۲۲۴ خالصے کے ہین اور دو سو سینتیس [۲] راجپوتون چارنون
اور اہلکارون وغیرہ کے قبضے مین ہین بھاٹیوت مین جاگیر اور زمین اکثر برابر تقسیم ہوجاتی ہے جسکو ریاست
پسند نہین کرتی کیونکہ ایک دوسرے کی ماتحتی کا سلسلہ ٹوٹنے سے عام طور پر خودسری کے سبب جلد بدانتظامی
پھیل جاتی ہے۔ یہ ریاست اُسی قطعہ ملک کا ایک جز ہے جسے ہندوستان کے قدیم جغرافیہ مین مُرستھل
لکھا ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد ۲۶ درجہ ۸ دقیقہ و ۲۸ درجہ ۲۸ دقیقہ اور خطوط طول بلد ۷۰ درجہ ۱۲ دقیقہ
و ۷۲ درجہ ۱۵ دقیقہ کے درمیان واقع ہے علاقے مین ہر طرف ریت کا میدان ہے صرف جنوبی طرف کچھ
پہاڑی اور جھاڑی پائی جاتی ہے جس مین جانورون کے چرنے کے لائق چارہ پیدا ہوتا ہے۔ ریگستانی
ٹیلون کے پاس بھی اکثر خار دار جھاڑی اور بھورٹ وغیرہ گھاس ہوتی ہے جو یہان کے ریوڑ اور اونٹون
کے واسطے بہت کارآمد ہے۔ پانی کی سخت ضرورت کے سبب ہر مقام پر تالاب کھودے گئے ہین جو بارش
کے دنون مین بھر جانے سے کچھ عرصے تک آدمی اور جانورون کی زندگی قائم رکھنے کا سہارا سمجھے جاتے ہین
غلہ جس مین اکثر جگہ باجرا اور کہین مونگ اور موٹھ بوئی جاتی ہے بارش کے بغیر کنوون کے ذریعہ سے جو
تعداد مین کم اور گہرائی مین زیادہ ہین ہرگز پیدا نہین ہوسکتا۔ ملک مین اکثر بھاٹی راجپوت۔ پلّی وال
برہمن کسی قدر جاٹ اور گڈریے وغیرہ قومون کے لوگ بستے ہین۔ کھانے پینے کے برتاؤ مین نہایت
سادگی برتی جاتی ہے یہان تک کہ غیر ذات کے لوگون سے پرہیز اور بچاؤ کا کچھ خیال نہین ہوتا۔

اس ریگستانی ملک کی راجدھانی یعنی شہر جیسلمیر جس کو راول جیسل نے درمیانی بارھوین صدی
عیسوی مین عرض بلد ۲۶ درجہ ۵۶ دقیقہ اور طول بلد ۷۰ درجہ ۵۸ دقیقہ پر آباد کیا کئی میل لمبی چوڑی
پہاڑی کے جنوبی کنارے پر بسا ہوا ہے۔ شہر پناہ اور اُس کے بُرج پتھرون سے چُنے گئے تھے جو اب اکثر

جگہ سے گر گئے ہین - اس تین میل لمبے شہر مین صرف تین دروازے ہین اور آبادی کے جنوبی حصے مین پون میل مربع اور دو سو فٹ سے زیادہ بلند پہاڑی پر ریاست کا قلعہ بنا ہوا ہے جس مین مہاراول صاحب کا چتر دار محل خوبصورت معلوم ہوتا ہے -

شہر مین اکثر مکان پختہ بنے ہوئے ہین اور مہاراول بھی وہین رہنا پسند کرتے ہین - لیکن قلعہ کے سامنے والی کسی قدر درست دو کانون کے سوا اور کسی طرف رونق دار بازار وغیرہ نہین ہے -

قوم

جیسلمیر کے مہاراول جو چندر بنسی سری کرشن کی اولاد مین سمجھے جاتے ہین اور سری کرشن ورانی رکمنی کے پسر اکبر پردمن (پردیومن) کے لڑکے بجر کی جو اوشا کے بطن سے تھا اولاد ہین - قومی لحاظ سے راجہ رام چندر کی سورج بنسی نسل سیسودیہ وغیرہ کے سوا تمام راجپوتون سے بہتر اور قابل تعظیم خیال کیے گئے ہین -

تاریخ

اس وقت سے تین ہزار برس پیشتر کے قریب چندر بنسی لوگ ہندوستان مین بڑے زبردست تھے لیکن جب رات دن لڑائی جھگڑون کے سبب سے کمزور ہوگئے تو وہ درمیانی ہندوستان سے پنجابی سرحد کی طرف ہٹائے گئے اور انپر بڑی مصیبت پڑی اور نہایت پریشانی اٹھاکر راجہ جگ کے بیٹے شالباہن کو پنجاب مین رہنا پڑا اُسکے بیٹے بلند اور پوتے بھاٹی نے بھی یہین دن گذارے -

۱- بھاٹی

راو بھاٹی نے پنجاب مین اول شہرت حاصل کی جس سے حسب دستور راجپوتون کے اس کے نام پر اس کی اولاد بھاٹی راجپوت کہلانے لگی اور قدیم یادو کا لقب موقوف ہوگیا اس کے پاس بہت سا خزانہ اور ساٹھ ہزار سوار اور بے شمار پیادے تھے اس نے لاہور مین فوج کا اجتماع کرکے بیربھان راجہ ٹنک پور کے ساتھ جنگ کی بیربھان اس جنگ مین مقتول ہوا جسکے ساتھ چالیس ہزار سپاہ تھی بھاٹی کے دو فرزند تھے منگل راو اور مسور راو -

۲- منگل راو

بھاٹی کے بعد گدی نشین ہوا اور راسپر غزنی کی طرف سے حملہ ہوا اور وہ بھاگ کر گاڑھا ندی کے جنگل مین چلا گیا دشمن نے شالباہن پور کا محاصرہ کیا مسور راو راجہ کے خاندان کو لیکر پہلے ہی وہان سے نکل گیا تھا اور کبھی جنگل مین جو کسی زمانے مین جنگلی گھوڑون کی نسل کے واسطے مشہور تھا اور وہ نسل اب معدوم ہے اور اب تک لکھی گھوڑون کا لقب رہا یتون مین خوبی اور قلعہ کی دیوارون پر کود کر پہونچ جانے کے متعلق نام سنا جاتا ہے بود و باش اختیار کی مسور راو کے دو فرزند تھے انھے راو اور سارن راو انھے راو نے کل لکھی جنگل کو اپنے زیر حکومت کیا اور اُس کی اولاد کثرت سے ہوئی اور وہ سب ابھور یا بھاٹی کہلاتی ہے سارن نے اپنے

بھائی سے تکرار کر کے علیحدگی اختیار کی اُسکی اولاد کاشتکار ہوگئی اور یہ سارن جٹ کے نام سے مشہور ہین اسی سبب سے ہندوستان کے جاٹ کاشتکارون مین یہ قول چلا آتا ہے کہ وہ خاندان یادو کی اولاد ہین اور اُنکا اصلی وطن قندھار ہے منگل راؤ پسر بھاٹی کے جو اپنا ملک چھوڑ کر بھاگ گیا تھا چھ بیٹے تھے مجم راؤ کلرائے یا کارسی ۔ مونڈراج ۔ شیوراج ۔ پھول ۔ کولرائے جب منگل راؤ شاہ غزنی سے بھاگا تھا تو اُس کی اولاد خانہائے رعایا مین چھپی تھی ایک بھومیہ ستی داس قوم [illegible] کے بزرگون کو بزرگان راجہ بھاٹی نے خراب و تباہ کیا تھا ارادہ بدلہ لینے کا کر کے بادشاہ کو اطلاع دی کہ بھاٹی [illegible] اولاد ایک ساہوکار کے گھر مین مخفی ہے بادشاہ نے ساہوکار مذکور کو طلب کر کے قسم کھلا کر کہا کہ اگر وہ [illegible] حاضر نہین کریگا تو اُس کے زن و بچہ قتل کیے جائینگے ساہوکار نے عذر کیا کہ [illegible] بلکہ وہ لڑکے ایک بھومیہ کے ہین جو بروقت حملہ آوری فوج [illegible] بادشاہ نے حکم دیا کہ اُنکو حاضر کرے اور اُنکے گانون کا نام دریافت کیا جو نام [illegible] نے بھومیہ کو طلب کر کے بادشاہ نے اولاد شالباہن کو اُنکے ساتھ حکم صرف کھانے کا [illegible] شادی اُن بھومیہ لوگون کی دخترون کے ساتھ کرنے کا حکم دیا ساہوکار کو کوئی موقع [illegible] اس امر کے باقی نہ رہا تھا لہذا وہ زمیندار کی پوشاک مین حاضر کیے گئے اُنھون نے اُن [illegible] کھایا اور اُنکی بیٹیون کے ساتھ شادی بھی کی لہذا اس طرح کلرائے کی اولاد [illegible] اور شیوراج کی اولاد مونڈراج [illegible] ہوگئے [illegible] خرد [illegible] مشہور [illegible] کیے گئے وہ اس ترقی کے ہوگئے منگل راؤ جس نے پناہ صحرائے دریائے گارہ مین [illegible] پار چلا گیا جہان کے ریگستان مین اُس نے کچھ حکومت پیدا کر لی اس وقت مین توھم [illegible] رہا ہے مذکور پر آباد تھی اور اُنسے دوسری طرف بوٹا بان (بواو معروف) کے بوٹا راجپوت رہتے تھے [illegible] (بواو معروف) مین پرمار تھے ۔ دھات مین سودا (بواو مجہول و دال مہملہ) نسل [illegible] اور [illegible] لودرہ راجپوت تھے یہان منگل راؤ کو پناہ ملی ۔ منگل راؤ نے باستصواب راجہ سودا اپنا مقام قیام [illegible] لودرہ [illegible] بارا ہا اور سوداکے وسط مین اختیار کیا ادھر بوٹا راجپوت بھی رہتے تھے جو اب [illegible] ہین ۔

۲ ۔ مجم راؤ

یہ اپنے باپ منگل راؤ کے ساتھ مقام شالباہن پور سے فرار [illegible] ہو گیا تھا باپ کے مرنے پر اُس کا جانشین ہوا اور قرب و جوار کے سب راجون نے اُس کی راجگی [illegible] اور [illegible] راجہ سودا نے اپنی دختر کی شادی اُس کے ساتھ کی اُس کے تین فرزند پیدا ہوئے کیہر یا کیسر اور [illegible] اور رگو گلی ۔ الن سی دیوڑے نے مجم راؤ کے پہلے دونون بیٹون کے واسطے ناریل بھیجے بہت تجمل سے شادیان ہوئین وہان سے واپس آیا تب مجم راؤ نے ایک قلعے کی بنا ڈالی اور اُس کا نام تنودیبی کے نام سے تنوٹ رکھا

قبل ختم ہونے اس تعمیر کے اُس نے وفات پائی۔

۴ - کیہر سنگھ اول

اپنے باپ کے بعد گدی نشین ہوا یہ اپنے باپ کے وقت مین تاخت و تاراج کرنے مین مشہور تھا یہ خبر پاکر
کہ پانسو [illegible] کا [illegible] روان [illegible] ملتان کو جاتا ہے اُس نے چیدہ گروہ ساتھ لیکر اور شتر فروش سوداگر کا
بھیس بھر کر اُس کا تعاقب کیا اور بمقام پنج ند (پنجاب) حملہ کرکے لوٹ کر اپنے گھر کو واپس آگیا اسکے وقت
مین تنوٹ [illegible] رئیس [illegible] رانا نے فوج کشی کی کیونکہ مقام مذکور اُس کی سرحد پر تعمیر ہوا تھا مگر مولراج نے
اُس کی [illegible] واپس جانا پڑا ماہ سدی ۱۵ روز شنبہ سمت ۷۸۷ مطابق ۷۳۱ء
[illegible] تنوٹ کی تعمیر ختم ہوئی [illegible] راجپوتانے کی مغربی شمالی سرحد پر ہے اور تنوٹ کا مندر اُس مین تعمیر ہوا
[illegible] رانا کے ساتھ عمل مین آیا اور اُس قوم کے رئیس کی بیٹی کی شادی
مولراج کے [illegible] ریاست بھاٹی کی قائم ہوئی اس وقت سے پونے بارہ سو برس پہلے
بھاٹی [illegible] ریاستانی حصے مین آنے کے بعد ہر قسم کی تکلیفین اُٹھا کر یہان آباد چلے آتے ہین
بھاٹیو [illegible] لون کا جو اب معدوم ہین علاقہ فتح کیا مگر ان راجپوتون نے کیہر سے عوض لے لیا
یعنی [illegible] اُسپر حملہ کرکے قتل کرڈالا اُسکے پانچ فرزند تھے سب سے بڑے کا نام
تنو تھا [illegible] ولیعہد کا [illegible] بتایا ہے۔

۵ - تنو

[illegible] راہون اور ملتان کے لانگاہون کا علاقہ تباہ کیا مگر حسین شاہ لانگھا
پٹھانون کو [illegible] (بواو معروف) وکھی جی و کھوکر (بواو مجہول) ومغل وجو ہیہ
[illegible] وغیرہ اقوام کے دس ہزار سوارون کو لیکر تنو پر حملہ آور ہوا یہ سب علاقہ [illegible]
مین پہونچے [illegible] سب [illegible] ہوگئے تنو نے اپنے ہم قوم جمع کیے چار روز تک اُسنے
قلعے مین [illegible] پانچوین دن حکم دیا کہ قلعے کے دروازے کھول دیے جائین اور اپنے فرزند بجے راے
کو ہمراہ لیکر [illegible] بدست باہر آیا اور محاصرین پر حملہ آور ہوا اور [illegible] رانا کی قوم بھاگی پھر سب سوارون نے اُسکی
پیروی کی [illegible] اپنے قبضے مین [illegible] اس فتح کے بعد شادی
[illegible] رئیس [illegible] کی طرف سے اُس کے بیٹے کے واسطے آیا اور ایک عہدنامہ
مشارکت بمقابلہ رئیس ملتان آپس مین منعقد ہوا۔ تنو نے ایک [illegible] دیبی کے نام پر بنایا [illegible]
نام بی جوت رکھا اس قلعے مین اُس نے دیبی کی مورت مگسر سدی ۱۳ سمت ۸۱۳ مطابق ۷۵۷ء کو
قائم کی اور اسی برس راج کرکے اپنی موت سے مرگیا۔ تنو کے پانچ بیٹے ہوئے تھے (۱) بجے راے ولی عہد
(۲) ماکر (۳) جے تنگ (۴) اَلَن سی وغیرہ ماکر کی اولاد بڑھی ہوئی جواب تک ماکر ستار کے نام سے

مشہور ہین - جے تنگ کے بیٹے رتن سی نے بکم پور شہر مسمار کی مرمت کی الن سی کے ایک بیٹے دیوسی کی اولاد ریباری یعنی شتربان ہوئی اور الن سی کے چوتھے بیٹے رک جکی اولاد تجارت پیشہ ہوکر او سوال مشہور ہوگئی

نوٹ کرنل ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے لیکن مجمع الملوک مین محمد رضا ابن ابو القاسم طبا طبا نے بیان کیا ہے کہ سلطان حسین لنگاہ سکندر لودھی کے عہد مین گذرا ہے جو ۱۴۸۸ء سے ۱۵۱۷ء تک ہوا ہے اس حساب سے تنو کا عہد سلطان حسین لانگھا والی ملتان سے صدہا سال پیشتر ہو چکا ہے -

۶ - بجے راے

تنو کے بعد اُس کا ولی عہد بجے راے سمت ۸۷۰ مطابق ۸۱۲ء مین باپ کا جانشین ہوا - اُس نے فوج کشی کر کے اپنی قدیم دشمن قوم باراہا کو شکست دیکر تاخت و تاراج کیا سمت ۸۹۲ مین رانی بوٹاپان سے لڑکا پیدا ہوا اُس کا نام دیوراج رکھا ایک مرتبہ پھر اقوام باراہا اور لانگھا نے بجے راے پر فوج کشی کے لیے اتفاق کیا مگر انکو شکست نصیب ہوئی اور بھاگ گئے جب ان قومون کو یقین ہو گیا کہ وہ مقابلے مین سر بر نہین ہو سکتین تو دغا بازی کی فکر کی اور پیغام بھیجا کہ اس فساد قدیمی کے رفع کرنے کیلئے رئیس باراہا اپنی بیٹی بجے راے کو دیتا ہے اس پر بھاٹی وہان گئے بجے راے اور اُس کے آٹھ سو رشتہ دار ہمقوم قتل کئے گئے دیوراج بھاگ کر ایک برہمن کے گھر مین پہونچا وہان بھی اُس کا تعاقب ہوا جب کوئی امید تحفظ باقی نہ رہی تو برہمن کی عورت نے زنار پیغمبر سن راجہ کے گلے مین ڈالدی اور اس غرض سے کہ تعاقب کرنے والون کو انکی غلطی کا اطمینان کرے کہ جس کی وہ تلاش کرتے ہین وہ نہین ہے برہمن انکے روبرو اُسکے ساتھ ایک برتن مین کھانا کھانے بیٹھا شہر تنوت کا محاصرہ کر کے فتح کیا اور جو شخص اُس مین ملا اُس کو قتل کیا پس عرصہ قلیل کے واسطے نام بھاٹی کا معدوم ہو گیا -

۷ - دیوراج

یہ مدت تک ملک براہا مین مخفی رہا مگر آخر کار جرأت کر کے وہان سے بھاگ نکلا اور مقام بوٹاپان مین جو اُس کے نانا کا شہر تھا پہونچا اُس کو نہایت خوشی ہوئی جب اُس نے دیکھا کہ اُس کی مان قتل سے محفوظ رہ کر وہان موجود ہے - دیوراج نے محتاجی کی زیست سے تنگ آکر ایک گانوُن کی درخواست کی رئیس نے دینے کا وعدہ کیا مگر رئیس بوٹاپان کے رشتہ دارون نے اُس کو اس فعل سے ڈرایا اسلئے رئیس اپنے وعدے سے پھر گیا اور یہ کہا کہ اُس کو صرف اسی قدر تھوڑی سی زمین دی جائے گی - دیوراج نے چپکے چپکے اُس زمین پر ایک قلعہ کی تعمیر شروع کی اور ماہ سدی ۵ روز دوشنبہ سمت ۹۰۹ مطابق ۸۵۳ء کو اپنے نام سے اُس ویران مقام پر قلعہ دیوراول جسے دے راول کہتے ہین بنوایا جب رئیس بوٹاپان نے سنا کہ اُس کا نواسا بجاے مکان کے ایک قلعہ تعمیر کراتا ہے تو اُس نے ایک جمعیت قلعہ کو منہدم کرنے کے لئے بھیجی دیوراج نے اپنی مان کے ہاتھ قلعہ کی کنجی حملہ آورون کے پاس بھیجی اور پیام دیا کہ حملہ آوران

فوج آکر قلعہ کو اپنے قبضے مین لے آئین اور وہ اُنکی عزت اور آبرو کرے گا جب سردار جو ایک سو بیس تھے
آئے اُنکو کہلا بھیجا کہ دس دس آوین اُنسے کچھ مشورہ کرنا ہے جب وہ دس سردار آئے اُنکو قتل کرکے اُن کی
لاشون کو دیوار کے باہر پھینک دیا اسی طرح دس دس سردار آتے تھے اور قتل ہوتے تھے جب سب سردار آچکے
اور قتل ہوئے تو یہ خبر منتشر ہوئی اور بے سردارون کی فوج بھاگ گئی۔ تھوڑے دنون کے بعد راو کے پاس
وہ پروہت جس نے اُس کو بارہا مین بچایا تھا آیا اور اب وہ جوگی ہوگیا تھا دیوراج اُس کا چیلہ ہوگیا اور
اُس جوگی کی صلاح سے اُس نے اپنے دشمن براہا کو غفلت کی حالت مین قتل کرکے اپنی حکومت کو دوبارہ جمایا
اس وقت سے [illegible] راو کے عوض راول قرار پایا جو اب تک اُنکے رئیسون کے نام سے جاری ہے
یہ راول اُس جوگی [illegible] دیوراج چیلہ بنا تھا۔ اس مہم کے بعد اُس نے لانگا راجپوتون پر
فوج کشی کی [illegible] شادی کرنے کے لئے جارہا تھا مقام مذکور مین دیوراج نے اُنپر
حملہ کیا اور [illegible] باقی ماندہ نے اُس کی اطاعت قبول کی۔

دیراول [illegible] کو لودرد راجپوت رہتے تھے اُنکی دارالریاست مقام لودروا تھی اس خاندان کا
پروہت [illegible] پناہ لایا اور اُس نے دیوراج کو تحریک کی کہ اُنپر فوج کشی کرے دیوراج
بارہ ہزار سوار [illegible] گھس کر قتل شروع کیا اور نربھان رئیس لودروا کی بیٹی سے بیاہ کرکے اور
فوج کا ایک دستہ [illegible] وہان چھوڑ کر آپ دیراول مین واپس آیا۔ اس عرصے مین اس کے شہر کا
تاجر جس کا نام [illegible] تھا آیا اور راول سے فریاد کی کہ دھارا نگری کو گیا تھا وہان کے راجہ برج بھان
پنوار نے اُس کو گرفتار کیا اور ڈنڈ مین روپیہ لیکر رہائی دی راول اپنے سوداگر کی ذلت دیکھ کر آگ ہوگیا اور
قسم کھا بیٹھا کہ بغیر دھارا کے تباہ کیئے پانی نہ پیون گا۔ راول کا غصہ بیجا نہ تھا کسی ریاست کو یہ اختیار نہین ہے
کہ دوسری ریاست کے کسی بھی آدمی کو ذلیل کرے ہر ایک رعایا کے ساتھ اُس کے راجہ کی طاقت ہے رعایا کی
ذلت مین راجہ کی ذلت ہے لیکن غصے مین بلا انجام سوچے کوئی عہد کرلینا بعید از دانشمندی ہے دراصل
دھارا اُس برتاو کا سزاوار تھا جو دیوراج نے سوچا تھا لیکن بلا غور کئے کہ دھار تک پہونچنے مین کتنے روز صرف
ہون گے محاصرہ کب تک رہے گا اُس زمانے تک کوئی شخص پیاسا رہ سکتا ہے راول کو پانی نہ پینے کا عہد کرنا
مناسب نہ تھا بہرحال عہد تو کرلیا قول مردان جان دارد راجپوت عہد کرکے اُسے توڑنا نہین جانتا اب بجز
اسکے کہ کسی طرح عہد پورا ہو یا راجہ بلا آب ودانہ تڑپ تڑپ کر جان دیدے اور کوئی چارہ نہ تھا آخرکار یہ تدبیر
نکالی گئی کہ ایک نقلی دھار بنایا جائے اور راجہ اُس کو تباہ کرکے پانی پیئے پھر اصل دھار پر حملہ ہو چنانچہ گارے کا
دھار تیار کیا گیا اور راجہ نے اُس کے توڑنے کو قدم بڑھایا دھار پنوارون کا قدیم وطن ہے راول دیوراج کی
فوج مین تقریبًا ایک سو بیس پنوار ملازم تھے اُنکو جس وقت یہ حال معلوم ہوا وہ نقلی دھار کی حفاظت پر
آمادہ ہوگئے جس وقت راجہ نقلی دھار کے قریب پہونچا ایک سو پنوار راجپوت اس کے مقابلے کو تیار تھے اور

نہایت جوش کے ساتھ گارہے تھے جہان دھارتان پنوارمین اور دھارتہیان پنوار دھار بنا پنوار تا ہین اور تاہین پنوار بن دھارا ان فدائیان وطن نے بسر کردگی تیج سی وسارنگ راجہ کو قلعے مین اُس وقت تک نہ گھسنے دیا جب تک انکے دم مین دم رہا جب تک ایک ایک پنوار نے اپنے خون کے قطرے قطرے سے وطن پرستی ثابت نہ کردی راول کے بنائے کچھ نہ بنی ان شہیدان وطن کی یادگار مین راول نے اُنکے متعلقین کے گذارے مقرر کردیئے بعد اس کے راول نے بہت سی سپاہ کے ساتھ دھار پر چڑھائی کی اور جس نے راستے مین اُسکا مقابلہ کیا اُس کو مغلوب کیا۔ برج بھان نے پانچ روز تک دھار کا تحفظ کیا آخرکار آٹھ سو آدمیون کے ساتھ مقتول ہوا دیوراج اس فتح کے بعد لوٹ آیا۔

ایک روز تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر شکار کو گیا چنانچہ راجپوتون کے ایک باغی گروہ نے اُس پر حملہ کرکے مع ۲۶ ہمراہیون کے قتل کرڈالا دیوراج نے ۵۵ سال حکمرانی کی۔

۸۔ مونڈ

یہ راول اپنے باپ دیوراج کے مارے جانے سے جانشین ہوا اور اس نے اپنے باپ کے قاتلون پر انتقام کی غرض سے حملہ کیا اگرچہ اُنھون نے جمع ہوکر تحفظ کیا تاہم اُنکے آٹھ سو آدمی کام آئے اس کے فرزند بچھراج کی بعمر چودہ سال سولنکھی راجہ انہل واڑہ (پٹن) کی بیٹی کے ساتھ شادی ہوئی تھی۔ مونڈ کچھ عرصے کے بعد موت سے مر گیا۔

۹۔ بچھراج

سمت ۱۰۳۵ مطابق ۹۷۹ء مین باپ کے بعد رئیس ہوا اس کے پانچ بیٹے تھے دوساج اور سنگھ اور راپی راؤ اور راکھو اور رال یسپا دیہ سب صاحب اولاد اور مورث ایک ایک فرقے کے ہوئے سنگھ کی اولاد سنگھ راجپوت کہلاتی ہے راپی کے بیٹے پاہو نے جو ہیہ راجپوتون کا علاقہ تا بمقام دیبی چھال فتح کیا اور پوگل مین اپنا دارالریاست بنایا اُس ریگستان مین اکثر کنوین تیار کرائے جو ابتک پاہو کا کنوان کہلاتے ہین۔

۱۰۔ دوساج

سمت ۱۱۰۰ مطابق ۱۰۴۴ء مین باپ کے بعد رئیس ہوا۔

متصل کھاتو واقع ناگور ضلع مارواڑ کے ایک شخص جنگ جو قوم کیچی جس کا نام جدبھان ہیر رہتا تھا اُس نے غارتگری تا بدروازہ پوگل کی تھی اور اکثر جے تنگ بھاٹیون کو قتل کیا تھا دوساج نے ایک قافلہ اس حیلے سے تیار کیا کہ وہ گنگا کے سنان کو جائے گا اور بے خبری مین علاقہ کیچی پر حملہ کیا اور شخص مذکور مع اپنے نوسو ہمراہیون کے قتل ہوا۔ دوساج اور اُسکے تین بھائی گھر مین گئے اور وہان پرتاب سنگھ رئیس گھلوت کی بیٹیون سے شادی کی۔

دوساج کے وقت مین ہمیر راجہ سودا نے اُس کے علاقے مین لوٹ مار کی دوساج نے بہت کچھ

صلح اور آشتی کے پیام دیے مگر بے سود ثابت ہوئے اُس نے مقام رہات مین کوچ کیا اور فتح حاصل کی۔ دوسا ج کے تین بیٹے تھے جیسل۔ نبجے راج۔ اور لنگا بجے رائے یہ پچھلا لڑکا اُس کی صغرسنی مین رانی راناوت خاندان میواڑ سے پیدا ہوا تھا جس کی شادی سدہ راج جے سنگھ سولنکھی کی دختر سے ہوئی تھی۔ یہی پچھلا بیٹا باپ کے بعد جانشین ہوا۔

۱۱۔ لنگا نجے رائے

یہ سیسودیہ قوم کی رانی سے پیدا ہوا تھا اور اپنے باپ کے بعد گدی کا مالک سمجھا گیا لیکن جلد گذر گیا۔

۱۲۔ بھوج دیو

یہ اپنے باپ کے گذر جانے سے ۲۵ سال کی عمر مین جانشین بنا ابھی اس کی مسند نشینی کو زیادہ عرصہ نہین گذرا تھا کہ اُس کے چچا جیسل نے مخالفت کی لیکن اُسکے ساتھ ہمیشہ پانسو سولنکھی راجپوت موجود رہتے تھے اس لئے جیسل اُس کو نقصان نہین پہونچا سکتا تھا اس زمانے مین سلطان شہاب الدین غوری ملتان اور سندھ کو تاخت و تاراج کیا جیسل اپنے دو نسو عزیزاور رشتہ دار سواروں کو ساتھ لیکر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور اپنا مافی الضمیر عرض کیا اور بادشاہ کے ساتھ رفاقت کی قسم کھائی بادشاہ کے حکم سے مسلمانون کی کمک سکو حاصل ہوئی مقام لودروا کا محاصرہ کرکے اپنے بھتیجے کو قتل کیا دو روز تک اہل شہر کو اجازت رہی کہ اپنا مال و اسباب جس قدر اُٹھا سکین لیکر باہر چلے جائین تیسرے روز مسلمانون کو لوٹنے کی اجازت دی گئی اُنھون نے پرانی راجدھانی لودروا کو غارت کیا اور کریم خان مال مغروقہ لیکر بکھر کو روانہ ہوا **نوٹ** ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے مگر یاد رہے کہ اس وقت تک شہاب الدین کو غزنین و افغانستان کی حکومت بھی ہاتھ نہ آئی تھی ہندوستان پر حملہ کیا حیات افغانی مین محمد حیات خان لکھتا ہے کہ شہاب الدین محمد نے ۱۱۸۹ء مین خاندان غزنی کو تباہ کرکے سلطنت کی پھر افغانستان کو فتح کرکے ہندوستان پر حملہ کیا حبیب السیر مین غیاث الدین کہتا ہے کہ ۵۶۹ھ ہجری مطابق ۱۱۷۳ء مین غیاث الدین نے غزنی کو فتح کرکے اپنے چھوٹے بھائی معز الدین محمد معروف بہ شہاب الدین محمد کو سپرد کرکے سلطان محمود کے تخت پر بٹھایا شہاب الدین تین چار برس انتظام ملک مین مصروف رہا اور پھر بمشورہ یا بحکم اپنے بھائی غیاث الدین محمد کے تسخیر ہندوستان پر جس پر عرصہ سے فریفتہ ہو رہا تھا متوجہ ہوا کوئی کہتا ہے کہ غیاث الدین ۵۵۲ھ ہجری مطابق ۱۱۵۷ء مین غور کے تخت پر بیٹھا اور اپنے بھائی شہاب الدین کے ساتھ ملکر سلطنت کرتا تھا خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسل کا سلطان شہاب الدین سے مدد لینا غلط ہے اُس کو اس وقت تک حکومت ہی حاصل نہوئی تھی منشی سجان رائے بھنڈاری بٹالوی مولف خلاصۃ التواریخ کے قول کے مطابق سب سے پہلا حملہ ۵۷۴ھ ہجری مطابق ۱۱۷۸ء مین ملتان اور اُچ پر ہوا تھا جہان اسے ریگستان کی راہ گجرات پر عزیمت کی اور وہان کے راجہ بھیم دیو کے ہاتھ سے ہزیمت پائی اور ۵۷۷ھ مطابق ۱۱۸۱ء مین دیول پر کہ ملک ٹھٹھہ مین واقع ہے

حملہ کرکے اُسے فتح کیا جیسل کا سلطان سے مدد لینا اُسی حالت مین تسلیم کے قابل ہوگا کہ اُسکی کارگذاری نے سالون مین اختلاف مانا جائے۔

۱۳- راول جیسل

اس نے اپنے بھتیجے سے راج لیکر لودروا راجدھانی کے جو مقام مین تھی دس میل فاصلے سے ایک پہاڑی پر سمت ۱۲۱۲ کے ساون مہینے مطابق [illegible] مین شہر جیسلمیر آباد کیا اس کے بارہ برس کے بعد وہ مرگیا اور اُسکے دو بیٹون کیلن اور شالباہن مین سے [illegible] تھا سردارون کی سازش سے راج کا مالک ہوگیا اور سرلیپل گریفن صاحب کی تاریخ راجگان پنجاب سے کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہے اُس مین لکھا ہے کہ جیسل بانی شہر جیسلمیر ۱۱۸۰ء مین ایک بغاوت کی وجہ سے اپنی حملت چھوڑکر شمال کی جانب پرتھی راج چوہان والی دہلی و اجمیر کے قلمرو مین چلا گیا تھا اور [illegible] بیٹے چار [illegible]۔

۱۴- شالباہن دوسرا

سمت ۱۲۲۴ مطابق ۱۱۶۸ء مین مسند نشین ہوا اس کی اول [illegible] کاٹھی کے تھی جو زیر حکومت اپنے حاکم جگ بھان کے درمیان شہر چھالور اور [illegible] کا مقتول ہوا اور اُس کے گھوڑے جیسلمیر پہونچائے گئے۔

کوہستان بدری ناتھ مین ایک ریاست تھی جہان کا [illegible] راول کی اولاد مین تھا جب وہ غزنی سے خارج ہوا تھا اس وقت مین اس ریاست کا راجہ [illegible] ہوا انہون نے ایک پیام جیسلمیر مین آیا کہ کوئی راجہ وہان کے واسطے بھیجدیا جائے تاکہ خالی گدی پر وہ [illegible] شالباہن نے اپنے تیسرے بیٹے ہسو کو وہان بھیجا گر وہ اثنائے راہ مین فوت ہوگیا اُس کی رانی [illegible] مین دردزہ پیدا ہوا اور زیر درخت پلاس کے اُس کے فرزند پیدا ہوا اس لئے اُس کا نام پلاسو رکھا اور یہی لڑکا گدی نشین ہوا اور اُس کے نام سے اُس ریاست کا نام پلاسو مقرر ہوا۔

شالباہن سروہی کو شادی کرنے گیا تو اُس کے بیٹے بیجل نے راج دبالیا۔ شالباہن نے بہت عاجزی کی مگر بیٹے نے نہ مانا اس لئے وہ مقام کھدال مین جس کی دارالریاست کا نام ویراول تھا چلا گیا۔ اور وہان بلوچون سے مقابلہ کرنے مین قتل ہوا۔

۱۵- بیجل

جب اس کا باپ سروہی مین اپنی شادی کو گیا تھا تو بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے ریاست کا انتظام اس کے سپرد کرگیا تھا۔ شالباہن کی روانگی کے بعد بیجل کے دھا بھائی نے یہ خبر مشہور کی کہ راول ایک شیر کے شکار مین مارا گیا اور بیجل کو ترغیب دی کہ راول کا خطاب لے لے لیکن یہ بھی زیادہ عرصے تک حکومت نکرسکا ایک روز غصے مین اس نے اپنے دھا بھائی کو مارا اُس نے بھی پھر کر اس کو مارا اس پر

بیجل کو غصہ اور شرم آئی اور خودکشی سے جان کھوئی۔

۱۶۔ کیلن

برادر کلان شالباہن دوم جسکو گادی سے محروم کر کے جیسل کے نائب نے نکالدیا تھا اب سمت ۱۲۵۲ مطابق سنہ ۱۱۹۶ء مین بھر طلب ہوکر پچاس سال کی عمر مین راول ہوا۔ خضرخان بلوچ نے پانچہزار سیاہ کے ساتھ دریاے مہران یعنی سندھ کا عبور کرکے علاقہ کھڈال پر حملہ کیا یہ حملہ اُس کا بعد قتل شالباہن دوم کے دوسری مرتبہ تھا کیلن نے سات ہزار راجپوتون کے ساتھ مقابلہ کیا سخت خونریزی کے بعد خضرخان اور اُسکے پندرہ سو ساتھی مارے گئے ۱۹ سال حکومت کرکے مرگیا۔

۱۷۔ چاچک دیو اول

سمت ۱۲۷۵ مطابق سنہ ۱۲۱۹ء مین راج پاکر چنار راجپوتون پر جو اب معدوم ہین فوج کشی کی اُنکے دوہزار آدمی قتل کرکے چودہ ہزار مویشی پکڑ لایا اُنمین سے باقی ماندہ کو مجبوری قوم جوہیہ کے پاس پناہ لینی پڑی بعد اسکے رانا رومسی راجہ سودا پر فوج کشی کی اور اُسکے چار ہزار سوارون کو شکست دی اور وہ اپنی دارالریاست امرکوٹ مین پناہ گیر ہوا اور اپنی لڑکی زوجیت مین دیکر دشمن کو رخصت کیا۔ قوم راٹھوڑ جو عرصہ قلیل سے علاقہ کھیر مین آباد ہوئی تھی ہم سایہ تکلیف دہ تھی چاچک نے فوج سودا سے مدد لیکر اُس پر حملہ کیا راٹھوڑون نے بھی ایک بیٹی دے کر صلح کر لی۔

بھاٹیون کے بڑے دشمن لانگھا قوم کے راجپوت تھے جو سولنگھیون کی ایک شاخ ہے ہمیشہ اُنکے اور بھاٹیون کے درمیان جنگ و جدل رہتی تھی سنہ ۱۳۱ء سے جب قلعہ تنوت سردار بھاٹی نے تعمیر کیا تھا چاچک دیو کے عہد تک ان دونون گروہون مین آتش جنگ مشتعل رہی آخرکار اُس وقت جنگ سرد ہوئی جو چاچک دیو کی افسری مین بھاٹیون اور لانگھا مین بغیر مداخلت تیسری قوم کے وقوع مین آئی فرشتہ اس قوم کے کل خاندان کو راجگان ملتان سے تعبیر کرتا ہے اور قوم لانگھا کو افغان قرار دیتا ہے اور ابوالفضل کی تحریر سے انکا قوم لومڑی سے ہونا پایا جاتا ہے یہ قوم فی الحقیقت بہت کثرت سے اقوام جٹ مین ہے تواریخ بھاٹی مین قوم لانگھا کو ایک صفحہ مین مسلمان اور دوسرے مین راجپوت لکھا ہے۔

بہرصورت رات دن کی تکرار و فساد سے یہ لوگ تنگ آکر سندھ وغیرہ کی طرف جا پھیلے اور وہان مسلمان ہوکر بلوچ کہلاتے ہین۔

چاچک دیو ۳۲ برس راج کرکے مرگیا اس کا بیٹا تیج راؤ جوانی مین بعمر بیالیس سال چیچک کے عارضے سے مرگیا تھا اسلیے دو پوتون جیت سی اور کرن سی مین سے چھوٹا لڑکا دادا کو زیادہ عزیز ہونے کے سبب راجہ بنایا گیا۔

۱۸۔ کرن سی

اس سے اسکے دادا کو بہت محبت تھی جب وہ قریب المرگ ہوا تو اُس نے اپنے رئیسون کو جمع کیا اور

اُنسے درخواست کی کہ وہ اُس کی یہ خواہش منظور کرین کہ اُس کا چھوٹا پوتا اُس کا جانشین ہو جب یہ جانشین ہوا تو اُس کا بیٹا بھائی جیت سی ترک وطن کرکے گجرات مین چلا گیا اور وہان کے مسلمان بادشاہونکی ملازمت اختیار کی کرن سی اٹھائیس سال حکمرانی کرکے گذر گیا۔

۱۹- لاکھن سی

کرن کے مرنے پر سمت ۱۳۲۷ مطابق سنہ ۱۲۷۱ء مین یہ رئیس ہوا جو رات کے وقت گیدڑون کا بولنا ٹھنڈ کی تکلیف سے خیال کرکے اُنکے واسطے کپڑے بھجوانے کی تاکید کیا کرتا تھا اس پر بھی وہ بولتے تو اُنکے واسطے مکانات رمنہ راج مین بنوا دئے اکثر وہ مکانات اب بھی موجود ہین لاکھن پر اس کی رانی جو قوم سودا سے تھی حاوی تھی اُسنے اپنے بھائیون کو امرکوٹ سے طلب کیا مگر اُس کے دیوانے خاوندنے اُنکو قتل کرکے اُنکی لاشین دیوار سے باہر پھکوا دین چار برس کے بعد اہلکارون نے اس دیوانے راول کو خارج کرکے اُس کے بیٹے کو گدی پر بٹھا دیا۔

۲۰- پون پال

اپنے باپ کی معزولی کے بعد مسند نشین ہوا- لیکن پھر اسکو بھی بدمزاجی کے سبب نکالکر اس کے دادا کرن کے بڑے بھائی جیت سی کو گجرات سے بلا کر راج کا مالک بنا دیا۔

۲۱- جیت سی اول

اسکو سمت ۱۳۳۲ مطابق سنہ ۱۲۷۶ء مین گدی نصیب ہوئی- اس کے عہد مین رانا روپ سی پرہار والی منڈور کے علاقے پر محمد بادشاہ (خونی) نے فوج کشی کی راجہ شکست کھا کر مع اپنے بارہ بیٹون کے فرار ہوا اور راول کے پاس آکر پناہ لی راول نے اُسکو بارد واسطے رہنے کے دیا علاءالدین محمد خلجی آما ساگر کے پاس اجمیر مین مقیم تھا اُسکے پاس ملتان اور ٹھٹھہ سے خراج جا رہا تھا جب یہ خزانہ مقام بکھر مین پہونچا جو ایک جزیرہ سکھر کے قریب دریاے سندھ کے اُس موقع پر ہے جہان پنج ند یعنی پنجاب کے پانچون دریا اور دریاے سندھ ملکر بہتے ہین تو جیت سی نے داؤن لگا کر اُسکو لوٹ لیا بادشاہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اُس نے راول کی سزادہی کا حکم دیا راول نے بنظر تحفظ تمام بوڑھے اور ضعیف مرد و عورت جنگل مین بھجوا دیے اور بنظر مستعدی مورچہ بندی کرائی اور دارالریاستہ کے گرد کئی کوس تک جنگل ویران کر دیا اور پانچ ہزار سپاہ آزمودہ کار قلعے کے اندر رکھی مسلمانون نے جیسلمیر کو آگھیرا راول کے پوتے دیوراج پسر مولراج اور ہمیر پسر دیوراج کی شجاعت سے قلعہ محصورین کے ہاتھ سے ابھی نہ نکلا تھا کہ جیت سی کے مرجانے پر لاش قلعے مین جلائی گئی اور اُس کا بڑا بیٹا مولراج راول ہوا جیت سی نے ۱۸ سال حکمرانی کی تاریخ تاڈ راجستان مین اسی طرح لکھا ہے- اس بیان مین محمد بادشاہ خونی سے بھی مراد علاءالدین خلجی ہی جس کا اصلی نام علی تھا اور سلطان جلال الدین کا داماد و قاتل تھا اُس کے حق مین تاریخ حقی مین شیخ

عبدالحق دہلوی نے بھی لکھا ہے کہ بادشاہ ہے جبار وقہار و کج رفتار و سخت گیر و زشت خو ۔ لیکن مگر ٹاڈ کا یہ کہنا کہ جیت سی کے عہد مین علاءالدین خلجی آنا ساگر کے پاس اجمیر مین مقیم تھا غلط ہے جیت سی کی حیات تک علاءالدین تخت نشین ہی نہوا تھا جیت سی ۱۲۹۴ء کی ابتدا یا ۱۲۹۳ء کی انتہا مین مرا ہے اور علاءالدین ۶۹۶ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء مین تخت نشین ہوا ہے چنانچہ تاریخ فرشتہ سے ثابت ہی که باکوکبہ و دبدبۂ عظیم در آخر سنہ ست و تسعین و ست مأۃ داخل دہلی شدہ بر تخت بادشاہی نشست میرے نزدیک سلطان جلال الدین خلجی ہونا چاہئے کیونکہ اُس نے رتھنبور اور ڈھونڈھار و مارواڑ کے بہت سے مقامات کے راجپوتون پر حملہ کرکے اُنکی تباہی و بربادی کی تھی اور وہ ۶۸۸ ہجری مطابق ۱۲۸۹ء مین تخت نشین ہوکر ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء مین مرا ہے۔

بھاٹیون نے کچھ بادشاہی سامان ضرور لوٹ لیا تھا جس سے مسلمانون نے جیسلمیر کو آگھیرا تھا۔

۲۲- مولراج اول

سمت ۱۳۵۰ مطابق ۱۲۹۴ء مین حالت محاصرہ مین راول ہوا دوسرے سال راجپوتون نے رسد نہ رہنے سے عورتون کو قتل کرکے دشمنون پر حملہ کیا راول ساتھیون سمیت مارا گیا اور مسلمانون نے دو برس تک قلعہ پر قبضہ رکھنے کے بعد اُس کو توڑ کر چھوڑ دیا اس تباہی سے بھاٹی لوگ کئی برس تک پریشان رہے جیت سی کے بیٹے رتن سی کی محبوب خان سردار بادشاہی کے ساتھ دوستی تھی اُس نے بروقت بربادی جیسلمیر کے اپنے دونون بیٹون گرسی اور کینر کو محبوب خان کے حوالے کردیا تھا محبوب خان کی وفات کے بعد گرسی اجازت لیکر مغرب کی جانب علاقۂ مہود مین آگیا جہان اُس نے بلادیبی جگمال کی ہمشیرہ سے شادی کی اور اسکا بھائی بھی مخفی طور پر وہان چلا آیا۔

۲۳- دُودُو

جیسلمیر کی بربادی سے کئی سال کے بعد جگمال وغیرہ راٹھوڑون نے بھی بھاٹیون کا ویران قلعہ آدبایا جیسر جیسل کی اولاد مین سے دودو اور تلک سی نامی دو شخصون نے بے خبر حملہ کرکے دشمنون کو نکالدیا اس کامیابی سے دودو نے راول خطاب پاکر قلعے کی مرمت کرائی اور تلک سی نے اجمیر کے بادشاہی علاقے مین لوٹ مار شروع کی اور اسپان فیروزشاہ کو جو آنا ساگر پر پانی پینے کو آتے تھے لے گیا جس سے دوبارہ مسلمانوں کی فوج نے جیسلمیر کو آگھیرا اور راول دودو وغیرہ اپنی عورتون کو قتل کرنے کے بعد سمت ۱۳۶۲ مطابق ۱۳۰۶ء مین لڑ کر مارے گئے دودو کے سترہ سو ہم قوم کام آئے اور وہ دس برس گدی نشین رہا تھا ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے۔

لیکن تاریخ فیروزشاہی مین شمس سراج عفیف نے لکھا ہے کہ سلطان فیروزشاہ نے ۲۴ محرم ۷۵۲ ہجری مطابق ۱۳۵۱ء کو تخت سلطنت پر جلوس کیا تھا اس سے سمجھ مین آتا ہے کہ گجرات کے مسلمان ہون گے۔

اسی مارسڈن نے جو اپنی تاریخ ہند مین لکھا ہے کہ علاء الدین خلجی سنہ ۱۳۰۳ ع چتور گڑھ کو فتح کرکے جیسلمیر پہونچا اور آٹھ مہینے کے محاصرے کے بعد جیسلمیر کا قلعہ فتح ہوا یہان ۴ ہزار راجپوتنیان زیور اور لباس پہنکر آگ مین کود پڑین اور جلکر خاک سیاہ ہوگئین اور مردون نے بڑھ بڑھکر تلوار کے ہاتھ مارے اور دشمنون کے ہاتھ سے کٹ کٹ کر مرے شاید یہ واقعہ علاء الدین کے وقت کا ہو۔

۲۴-گرسی

گرسی جو رتن سی بن جیت سی کا بیٹا تھا جب تیمور نے دہلی پر حملہ کیا تو اس نے ایسی خدمات کین کہ اس کا ملک موروثی عطا ہوا چنانچہ اس نے وہان پہونچ کر جیسلمیر کی ویرانی کی درستی کی اور آبادی بڑھائی سپاہ فراہم کی ٹاڈ نے اسی طرح لکھا ہے مگر مجھے گرسی کے امیر تیمور کے معرکون مین شریک ہونے مین کلام ہے کیونکہ تیمور نے سنہ ۸۰۱ ہجری مطابق سنہ ۱۳۹۸ ع مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کے عہد مین ہندوستان مین قدم رکھا تھا جیسا کہ محمد بن خاوندشاہ بلخی کی کتاب روضۃ الصفا کی جلد ششم مین مذکور ہے اس بیان کو کسی اور معتبر کتاب مین مین نے نہین پایا بملادیبی سے کوئی اولاد نہ تھی اس لئے اسنے اپنی رانی کے مشورے سے کیہر کو جو دیوراج کا بیٹا دختر روپ سنگھ رانا ے منڈور کے بطن سے تھا متبنے کیا تو قوم جینسر اس امر سے ناراض ہوئی کیونکہ وہ جیسلمیر کی گدی کو اپنا حق جانتی تھی اور اُس نے گھات سے گرسی کو مار ڈالا یہ سنکر بملادیبی نے اُنکے ارادون کے توڑنے کے لئے فوراً کیہر کو گدی پر بٹھادیا اور اس نظر سے کہ جو دو خواہشین اُس کے شوہر کی تھین یعنی ایک تو پورا کرنا گرسی ساگر کا اور دوسرے تحفظ قرار واقعی اُس کے متبنے فرزند کیہر کا جب تک یہ اچھی طرح مکمل نہوجائین اُس نے اپنا ستی ہونا ملتوی کیا چھ ماہ کے بعد جب یہ دونون کام پورے ہوگئے تو وہ چتا پر جاکر ستی ہوگئی بملادیبی نے یہ بھی کہدیا تھا کہ اگر کیہر لاولد رہے تو فرزندان ہمیر اُسکے جانشین لیے جائین۔

۲۵-کیہر دوسرا

اس کے آٹھ بیٹے ہوئے ان مین سے سوما کی اولاد سوما بھاٹی کہلاتی ہے اس کی جاگیر مین بگم پور تھا جو زبردستی اس کے تیسرے بھائی کیلن نے چھین لیا سوما مع تمام آدمیون کے ترک وطن کرکے گروپ تیلن جاکر آباد ہوگیا اور پانچوین بیٹے ساتل نے ایک قدیم شہر کو بنام ساتل میر مشہور کیا کیہر کے اولاد ہونے کی وجہ سے فرزندان ہمیر کے مسند نشین ہونے کی نوبت نہ پہونچی ہمیر کے دو بیٹے تھے ایک کا نام جیتا تھا اور دوسرے کا لون کرن جیتا کے واسطے رانا کیھا والی میواڑ نے اپنی دختر کے ساتھ شادی کے لئے ناریل بھیجا تھا جو منظور ہوا دولہ بیاہ کے لئے روانہ ہوا اراولی پہاڑ مین پہونچا تو وہان دلھن کے متعلق ایک راز کی بات سُنکر خفیہ تحقیقات کرائی تو معلوم ہوا کہ وہ عیب دلھن مین ضرور ہے اس لئے جیتا نے شادی نہ کی رانا اس فعل سے نہایت غصے ہوا مگر شرم کی وجہ سے اُس نے معاوضے کا اتھد راز نہین کیا اور بجاے اظہار کرنے اپنے آبرو کی کے

دختر کی نسبت راجہ کھیچی اچلداس نامی گگرون والے کے ساتھ کر دی یہ دونون بھائی مع ایک سو بیس ہیون کے مقام پوگل پر ایک ارادے کے انجام مین کام آئے۔

۲۶۔کیلن دوسرا

کیہر کے بعد اُس کا تیسرا بیٹا کیلن توم بھاٹی کا سردار بنا اور تمام علاقے پر قبضہ کر لیا اور مقام دیوراول کو بھاٹیون کے قدیم دشمن داہیا راجپوتون نے دبالیا تھا اُنسے چھین لیا کیلن کی مخالفت پر اقوام جوہیا اور بھاٹی نے کمر باندھی بعض بھاٹی بھی اُنکی مدد کو آمادہ ہوئے لیکن کیلن کے ہاتھ سے ہزیمت پائی۔ کیلن نے اپنی بھی خاندان سما جام والا بین کی اور ان مین جو تکرار ملاقے کی بابت باہم رہتی تھی اُسے رفع کیا شجاعت حسب کی اُس نے مدد کی تبھی کیلن کے ہمراہ پارہ بت مین آگیا بعد دو سال کے اُس نے وفات پائی اب ن نے سما کا سارا علاقہ اپنے قبضے مین کر لیا اور بہتر سال کی عمر پائی اُسکی حکومت پنجاب تک پہونچی تھی۔

۲۷۔چاچک دیو دوسرا

کیلن کے بعد دوسرا چاچک دیو مسند نشین ہوا بعض کہتے ہین کہ رنمل مسند نشین ہوا لیکن یہ صرف نجات شمالی مین جو اُسکی جاگیر تھی حکمرانی کرتا تھا اور اسکے بعد صرف دو مہینے تک زندہ رہا۔

چاچک دیو نے اپنا قیام مارت مین اس غرض سے قرار دیا کہ اپنے علاقے کو اہل ملتان کی تاخت و تاراج سے بچائے کہتے رئیس ملتان نے بھاٹیون کے پرانے مخالفون مثل لانگھا۔ جوہیا اور کھیچی کو شریک کے چاچک دیو پر حملہ کیا اس نے بھی سترہ ہزار سوار اور چودہ ہزار پیادے مقابلے کو تیار کر کے دریائے س کا عبور کیا لڑائی مین بھاٹی فتحیاب ہوئے دوسرے سال پھر لڑائی ہوئی اس مین سات سو چالیس لی کام آئے اور تین ہزار ملتانی کھیت رہے ان فتوحات کے بعد چاچک کا ملک وسعت پذیر ہوا اور دہ تھانہ زیر حکم اپنے فرزند کے بمقام اسنی کوٹ آمزوے دریائے بیاس چھوڑ کر پوگل مین واپس آگیا بعد ن اُس نے فوج کشی مہیال رئیس دوندی پر کی اور اُسے شکست دی۔

برجنگ راٹھور نے مشہور قلعہ ساتلمیر جس مین صاحب دولت مہاجن رہتے تھے ایک بھاٹی رئیس سے مین لیا تھا اور تاخت و تاراج کا ہاتھ صحرا مین پھیلایا تھا چاچک نے اُس کی رعیت مین سے بہت سے بٹھ اور دوسرے اہل دولت گرفتار کر کے جیسلمیر کے متفرق شہرون جیسے دیراول اور بارت وغیرہ مین آباد یے اور اُس راٹھور کے بیٹے کو گرفتار کر کے اُدل مین اپنے پاس رکھا تھا کہ اُس کا والد خوش روئیگی رکھے ر عمر مین چاچک نے اپنے بڑے بیٹے (۲۸) برسل کو اپنا جانشین بنایا اور علاقہ کھدال جس کا دارالریاست اول تھا دوسرے بیٹے (۲۹) رندھیر کو دیا جو ایک چوہان رانی سے تھا اور خود ملتان و سندھ کی طرف گیا جہان دشمنون کے مقابل لڑ کر کام آیا۔ برسل کے قدیم دشمن لانگھا نے بسر کردگی ہیبت خان اُدسپر یہ کیا مگر شکست کھا کر واپس گیا۔

اسی عرصہ مین بہین خان بلوچ نے بیگم پور پر حملہ کیا اور شکست یاب ہوا۔

ریاست بھٹیات سے کچھ عرصے تک بھائیون کا ایک راجہ نرہا۔ لیکن آخرکار (۳۰) برسی نے راول بنکر سمت ۱۵۳۰ مطابق [illegible] عیسوی مین بیگم پور وغیرہ کی عمارت تیار کرائی۔ برسی کے مرنے پر (۳۱) جیت سی دوسرا راج کا مالک ہوا۔

جیت سی دوسرے تک جیسلمیر کا تاریخی احوال نہایت تاریکی مین ہے۔ اور اُس کے بعد بھی کرنل ٹاڈ کے بیان مین بہت فرق نظر آتا ہے۔ اس لئے یہان پر جیت سی کے بعد کئی پشت کا سلسلہ وار احوال تذکرۃ الواقعات ہمایونی۔ اکبرنامہ۔ توزک جہانگیری اور بادشاہنامہ سے صحیح کرکے لکھا جاتا ہے۔

۳۲۔ راول لون کرن[1]

اس کے وقت سمت ۱۵۹۹ مطابق ۱۵۴۳ عیسوی مین ہمایون بادشاہ جسکی سلطنت شیر شاہ نے دبالی تھی جودھپور کے راو مالدیو سے کچھ مدد نہ پانے کے سبب تکلیفین اُٹھاتا ہوا سندھ کو جاتے وقت جیسلمیر کے علاقے مین سے گذرا اور وہان گائین پکڑوا کر ذبح کرائین تو راول جیسلمیر کے دو ایلچی بادشاہ کے پاس آئے اور اُنھون نے یہ شکایت کی کہ بادشاہ مسلح سپاہ کے ساتھ اس ملک مین بغیر بلائے چلا آیا اس ملک مین گائے ذبح نہین ہوتی بادشاہ کے آدمیون نے اس مقدس جانور کو پکڑ کر حلال کیا اب بادشاہ کا لشکر راجہ کی رعایا کے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا بادشاہ نے [illegible] سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے اُنھون نے کہا کہ ملائمت سے تو کام چلنے کا نہین لب تشنسے حکم فرمائیے کہ ان ایلچیون کو مقید کیجئے بادشاہ نے اُنکو قید کردیا اور کچھ جواب ندیا راول لون کرن اور اُس کے بیٹے مالدیو نے اکثر کنوؤن [illegible] ریت بھروادیا تاکہ ہمایون اور اُس کے آدمیون کو پانی نصیب نہو اور جب ہمایون جیسلمیر پہونچا تو راول جیسلمیر بادشاہ کے آنے سے ناراض ہوا اور شہر کے باہر جو تالاب تھا اُس کی محافظت کی تاکہ لشکر شاہی کہ [illegible] تھا کہ سراب سے اس مرحلۂ بے آب مین آیا ہے پانی نہ ملنے سے آزار پائے مگر بادشاہ کے شیرون نے دست بردی کی اور گروہ کو تالاب کے کنارے پر شکست دی وہ بھاگ کر قلعہ مین چلے گئے اب پھر یہان سے صحراے بے آب مین سفر کیا چوتھے روز چار چاہ پر پہونچا تاہم پانی اُن سے نکلنا دشوار تھا اور بہت سے آدمی پیاس کے مارے مرگئے پانی کی ایک بوند بھی مرتے وقت تک اُنکے حلق مین نہ پہونچی جبکہ ان مصیبت کے مارون کی سختیان اور بدبختیان غایت کو پہونچین اور راجپوتون نے جو اُنکی ہلاکت و تباہی کے خواہان و جویان تھے [illegible] موت اُنکے قریب آگئی اور اب کوئی آس اُنکو باقی نہین رہی تو راجہ کا بیٹا سفید علم ہاتھ مین لئے خود [illegible] نے بادشاہ کے پاس آدمی بھیجکر یہ عرض کیا کہ حضور اس ملک مین دشمنون کی طرح آئے اور گائے کشی کی جو ہندوون کے دھرم مین نہایت ممنوع ہے اگر حضرت یہان اطلاع کرکے آتے تو مہمان داری آپ کی راجہ کی طرف سے موافق اُس قاعدے کے ہوتی جو راجاؤن اور زمینداروں مین مروج ہے اگر چند روز قیام کا ارادہ یہان ہو تو مین بیل اور ڈول بھیجکر حوض کو پُر کردون کہ بادشاہ کے لشکر کے آدمی اور

[1] [illegible] ان کا نام ... اور دوسرا ... جیسا کہ رسالہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال جلد ۱۵ نمبر (۱) سنہ ۱۹۱۹ء ... صفحہ ۱۲۳

موشی اچھی طرح پانی پئین میرے ایلچیون کو جو حضور نے بے قصور قید کر رکھا ہے خلاص فرمایئے بادشاہ نے تردی بیگ کی سفارش سے ان ایلچیون کو چھوڑ دیا عوض کہ ہمایون کھالون مین پانی بھروا کر امرکوٹ کی طرف جو تھرو پارکر کے اضلاع مین ہے روانہ ہوا جہان کا رانا پرشاد ہمایون کے ساتھ اس بے سامانی کے عالم مین ایسی تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آیا جیسا کہ کوئی بڑے بادشاہ کے ساتھ پیش آتا ہے اس وقت صرف سات سوار بادشاہ کے ساتھ باقی تھے اور دوسرے ایک ایک دو دو تین تین کرکے فنا ہوئے سات ہفتے کے قریب امرکوٹ مین ہمایون رہا امرکوٹ ایک چھوٹا سا ضلع کم حاصل تھا بادشاہ کی اقامت دراز کے لئے مناسب نہ تھا یہان ۵ رجب سنہ ۹۴۹ھ مطابق ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۵۴۲ع کو حمیدہ بیگم بانو سے شاہزادہ اکبر متولد ہوا۔

لون کرن کے مرنے کا خاص وقت معلوم نہین اُسکے بیٹون مین سے ہرراج جیسلمیر کی گدی پر بیٹھا۔

۳۳- راول ہرراج

اس وقت سمت ۱۶۲۷ مطابق سنہ ۱۵۷۱ع مین جب اکبر بادشاہ اجمیر ہوتا ہوا ناگور پہونچا تو اُس جگہ آنبیر کے راجہ بھگوانداس کی معرفت راول کی بیٹی بادشاہی محل مین داخل ہوئی اور اس وقت سے جیسلمیر والون نے بھی بادشاہی اطاعت قبول کی۔

۳۴- راول بھیم سنگھ

اس نے اپنے باپ ہرراج کے بعد راج پاکر سمت ۱۶۴۷ مطابق سنہ ۱۵۹۱ع مین مرزا خان خانان کے ماتحت اُڑیسہ و بنگالہ وغیرہ کی بغاوت دور کرنے مین کارگذاری دکھلائی۔ یہ اکبر کے عہد مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا اور اس کی بیٹی کا جہانگیر سے ایام شاہزادگی مین بیاہ ہوا تھا شاہزادے نے اُسے ملکۂ جہان خطاب دیا تھا یہ پچیس برس کے قریب راج کرکے مرگیا اور اُسکے چھوٹے بھائی کلیان نے گدی پائی۔

۳۵- راول کلیان سنگھ

جب جہانگیر کے عہد مین راؤ بھیم ایک خرد سال بچہ دو مہینے کی عمر کا چھوڑ کر مرگیا اور وہ بھی تھوڑی دیر کے بعد مرگیا تو بادشاہ نے سنہ ۱۱ جلوس مین راجہ کشن داس کو جیسلمیر بھیج کر اُسکے چھوٹے بھائی کلیان کو دربار مین طلب کیا اُس نے حاضر دربار ہو کر سو اشرفیان اور ہزار روپے بطریق نذر پیش کئے بادشاہ نے ٹیکہ راجگی اور خطاب راولی سے سرفراز کیا اس کے بعد اسی سال راول کلیان نے نو ہزار اشرفیان نو گھوڑے پچیس اونٹ اور ایک ہاتھی پیش کش مین پیش کئے بادشاہ نے منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار سے سرفراز کرکے جیسلمیر کو اُسی کی جاگیر مین مرحمت کیا اور خلعت اور اسپ و فیل اور شمشیر مرصع اور کھپوہ مرصع عنایت کرکے وطن کو رخصت کیا۔

کرنل ٹاڈ نے کلیان کو بھیم سنگھ کا بیٹا لکھ کر اُس کے عوض منوہرداس کا راول ہونا بیان کیا ہے جس کو غلط ثابت کرنے کے لئے توزک جہانگیری کی عبارت یہان درج کی جاتی ہے۔

سنہ ۱۰۲۵ ہجری مطابق سمت ۱۶۷۳ و سنہ ۱۶۱۷ع مین کلیان جیسلمیری جس کے بلانے کو راجہ کشن داس

(کچھواہہ) گیا تھا حاضر ہوا - اُس نے سو مہرین اور ہزار روپیہ نذر مین پیش کیا - اُس کا بڑا بھائی
راول بھیم جاگیر کا مالک تھا جب وہ مرا تو اُس نے ایک دو مہینے کا بچہ وارث چھوڑا - لیکن وہ بھی زیادہ
نہ جیا - اُس (بھیم) کی بیٹی کو مین نے شاہزادگی مین بیاہ کر ملکہ جہان خطاب دیا تھا - چونکہ اس قوم کے
لوگ پہلے سے سلطنت کے خیرخواہ چلے آئے ہین اور ایک رشتہ بھی ہوگیا تھا اس لئے راول بھیم کے بھائی
کلیان کو طلب کرکے مین نے سرداری کا ٹیکہ اور راول خطاب عنایت کیا - دوبارہ راول کلیان کی طرف سے
کچھ نذر کا سامان پیش ہوا اور اُس کو دوہزاری ذات ایک ہزار سوار کا منصب دیا گیا -
سمت ۱۶۸۵ مطابق ۱۶۲۹ء مین شاہجہان نے تخت پر بیٹھ کر کلیان سنگھ کا منصب بحال
رکھا لیکن راول کے مرنے پر اُسکے بیٹے منوہر داس سے راج چھین کر سبل سنگہ کو دیدیا جو راول لون کرن
کے بیٹے مالدیو سے تیسری پشت مین تھا -

۳۶ - راول سبل کرن

سمت ۱۶۹۵ مطابق ۱۶۳۹ء کے بعد شاہجہان کے حکم سے مہاراجہ جسونت سنگھ والی جودھپور نے
مدد کرکے سبل سنگھ کو راج دلایا جس کے عوض جیسلمیر کا پرگنہ پوکرن ہمیشہ کے واسطے راٹھوڑون کے
قبضے مین آیا - بادشاہ کی طرف سے سمت ۱۷۱۲ مطابق ۱۶۵۵ء مین سبل سنگھ کو ایک ہزاری منصب ملا -
کرنل ٹاڈ افسوس کرتا ہے کہ بیکانیر کے راٹھوڑون نے شمالی علاقہ - اور جودھپور والون نے جنوبی
پرگنے بارمیر وغیرہ جیسلمیر مین سے بے سبب دبالئے لیکن زمانے کی یہی چال ہے کہ زبردست لوگ جا وبے جا
ملک دباتے ہین شروع مین یہ بات ناگوار گذرتی ہے اور عرصے تک قیام پالینے سے حقداری سمجھ لی جاتی ہے -

۳۷ - راول امر سنگھ

اس نے سمت ۱۷۱۵ مطابق ۱۶۵۹ء کے بعد عالمگیر کے عہد مین گدی پر بیٹھ کر بلوچون اور بیکانیر کے
راٹھوڑون سے لڑائی مین بعض سرحدی مقام واپس لئے -

۳۸ - راول جسونت سنگھ

یہ سمت ۱۷۵۸ مطابق ۱۷۰۲ء مین راج کا مالک ہوا - اس کے وقت مین راٹھوڑون نے
باریر - پوگل - اور پھلودی وغیرہ پرگنے دبالئے اور اس کے پانچ بیٹون مین سے بڑا جگت سنگھ گذر گیا
تو اُس کا بیٹا اکھے سنگھ وارث رہا - لیکن اکھے سنگھ کے گدی پر بیٹھتے ہی اُسکے چچا تیج سنگھ نے راج چھین لیا -

۳۹ - راول تیج سنگھ

اس کے راج لینے پر اکھے سنگھ دلی جاکر اپنے باپ کے چچا ہری سنگھ کو مدد پر لایا تیج سنگھ
لڑائی مین زخمی ہونے سے مرگیا اور اُس کا کم عمر بچہ وارث رہا -
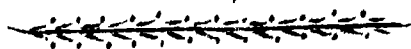
۴۰ - راول سوائی سنگھ

اسکے تین برس کی عمر مین گدی پر بیٹھنے کے بعد دعویدار اکھے سنگھ نے بڑی جمعیت سے قلعہ پر حملہ کرکے اس بے گناہ کو قتل کرنے کے بعد راج حاصل کیا۔

۴۱ - راول اکھے سنگھ

یہ سمت ۱۷۷۸ مطابق ۱۷۲۲ء مین راول ہوا اسکے وقت مین بہاول خان نے جو داؤد خان کا پوتا اور مبارک خان کا بیٹا تھا مقام دیوراول اور کھدال کا علاقہ دبا کر اپنی نئی ریاست بہاولپور مین داخل کیا۔

۴۲ - مہاراول مولراج

سمت ۱۸۱۹ مطابق ۱۷۶۲ء مین راج کا مالک ہوا اس کے اٹھاون سال عہد مین دیوان سروپ سنگھ اور اُسکے بیٹے سالم سنگھ نے بھاٹیون کے ملک اور خاندان کو نہایت تباہ کیا۔ جب راول کے ولی عہد رائے سنگھ نے سروپ سنگھ کو قتل کرنا چاہا تو دیوان نے اول کنور کو ملک سے خارج اور واپس آنے پر ایک قلعہ مین قید رکھکر اسے مروا ڈالا اور اُسکے دو بیٹون ابھے سنگھ اور دھونکل سنگھ کا بھی اسی طرح کام تمام کیا راول کا دوسرا بیٹا جیتسی اندھا ہونے کے سبب جان سے بچا رہا تیسرے مان سنگھ نے گھوڑے سے گر کر وفات پائی اور اُسکے بیٹون کو بیکانیر مین پناہ لینی پڑی۔

سمت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء ماہ دسمبر مین بڑی مشکل کے بعد سالم سنگھ نے سرکاری عہدنامہ ہونے دیا اس سے دو برس کے بعد مہاراول مولراج کے مرجانے سے اُس کا پوتا گج سنگھ جو مان سنگھ کا بیٹا تھا اور اپنے دوسرے بھائیون کے وطن سے نکل جانے پر کم عمری کے سبب ریاست مین رہ گیا تھا گدی پر بٹھایا گیا۔

۴۳ - مہاراول گج سنگھ

یہ سمت ۱۸۷۷ مطابق ۱۸۲۰ء مین راج کا مالک ہوا۔ اسکی شادی میواڑ کے مہارانا بھیم سنگھ کی بیٹی کے ساتھ اُس موقع پر ہوئی جبکہ بیکانیر اور کرشن گڑھ کے مہاراجہ بھی مہارانا کی دوسری بیٹیون کے ساتھ اپنے بیاہ کے لئے اودیپور گئے ہوے تھے۔ اس رشتہ داری سے بیکانیر و جیسلمیر کے سرحدی جھگڑون مین کچھ کمی ہوگئی۔ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۴ء مین سالم سنگھ دیوان مرگیا۔ مہاراول کو اُس کے بیجا دباؤ اور رعیت کو ناروا سختی سے نجات ملی سالم سنگھ کے پیچھے اُسکے دو بیٹون مین سے بڑے نے چھوٹے کی ماں کو کسی نوکر کے ساتھ آشنائی رکھنے کے خیال سے مار ڈالا جس سے مہاراول نے جواب ہوشیار ہوگیا تھا اُسے قید کرکے فسادیون کا بالکل زور توڑ دیا۔

سندھ کی لڑائی پر مہاراول نے سرکار انگریزی کو باربرداری کے لئے اونٹ جمع کرنے مین بہت مدد دی جس کے عوض سمت ۱۹۰۰ مطابق ۱۸۴۴ء مین سندھ کے فتح ہونے پر وہان کے نواب میر علی مراد خان سے شاہ گڑھ۔ گرسیہ اور کوٹڑہ کے قلعے جو کسی وقت دبا لئے گئے تھے واپس دلائے گئے اس کے دو برس کے بعد

مہاراول کے لاولد انتقال کرنے سے رانی راناوت نے اُس کے چھوٹے بھائی کیسری سنگھ کے بیٹے رنجیت سنگھ کو گود لیا۔

۴۴۔ مہاراول رنجیت سنگھ

یہ سمت ۱۹۰۲ مطابق ۱۸۴۶ء مین گدی پر بیٹھا۔ جس کو دوسرے رئیسون کی طرح ۱۸۶۲ء مین سرکار انگریزی سے گود لینے کی سند حاصل ہوئی اور سمت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء ۱۶ جون کو اس کے لاولد انتقال کرنے پر اسکے چھوٹے بھائی بیری سال کو راج ملا۔

۴۵۔ مہاراول بیری سال

سمت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء جون کے مہینے مین جبکہ اُس کی پندرہ سال کی عمر تھی گدی پر بیٹھا اس نے فضول جھگڑون کے سبب مدت تک گدی نشینی سے انکار رکھا لیکن دو برس کے بعد کرنل ایڈن ایجنٹ گورنر جنرل کے نیک صلاح دینے اور ضمانت کے ساتھ مسند نشین کرنے سے اُس کا رنج واندیشہ دور ہوا۔ سمت ۱۹۲۰ مطابق ۱۸۶۴ء مین مہاراول نے ڈونگرپور جاکر وہان کے مہاراول اودے سنگھ کی بیٹی سے شادی کی جس مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے قریب خرچ پڑا اور پونے دو لاکھ کے قریب جہیز وغیرہ کی آمدنی ہوئی۔ سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء مین مہاراول سخت بیمار ہوگیا جس سے رزیڈنٹ مارواڑ وہان گیا اور اطمینان کے بعد واپس جودھپور چلا آیا۔

بیری سال نے ۱۸۶۴ء سے ۱۸۹۱ء تک حکومت کی۔ اُس کی بیوہ نے ٹھاکر کوشل سنگھ جاگیردار لاٹھی کے بیٹے شیام سنگھ کو متبنے بنا لیا۔

۴۶۔ مہاراول سالیواہن

گورنمنٹ کی منظوری سے شیام سنگھ مسند نشین ہوئے اور اُنھون نے سالیواہن کا لقب اختیار کیا انھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی اُنکی شادی سروہی کے مہاراو کیسری سنگھ کی دوسری بیٹی سے ہوئی ۱۸۹۸ء مین اُنکو پورے اختیارات ملے۔

فصل ۔ تاریخ سروہی

جغرافیہ

ریاست سروہی مغربی راجپوتانہ مین ایک چھوٹی سی ریاست ہے جو درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۲۰ دقیقہ وطول بلد شرقی ۷۲ درجہ ۱۰ دقیقہ و ۷۳ درجہ ۱۰ دقیقہ کے واقع ہے

اس کے شمال و مغرب مین مارواڑ جنوب مین پالن پور ہے کانٹھ اور بڑودہ مشرق مین اودیپور و مارواڑ کا علاقہ ہے رقبۂ ریاست ۱۹۶۴ میل مربع آبادی ایک لاکھ نواسی ہزار ایک سو تہتر آدمی خالصے کی آمدنی ایک لاکھ روپیہ سالانہ اور اس سے کچھ زیادہ کی زمین ماتحت جاگیرداروں کے قبضے مین تھی - لیکن اسوقت خالصے کی آمدنی ۷۷۹۶۳۹ روپیہ سالانہ کی ہے یہ علاقہ اکثر غیر آباد ہے اور پہاڑیاں زیادہ ہین جو اراولی (اربلی) پہاڑ کی شاخین سمجھی جاتی ہین اُسکے پورب مین جو ملک کا حصہ ہے وہ بالکل پہاڑیون اور جنگل جھاڑیون سے بھرا پڑا ہے آبو کا پہاڑ اور اُس کے قریب کا پہاڑی ضلع جو بھاکر کہلاتا ہے اسی حصے مین ہے مگر پچھم کی طرف کا ملک البتہ کشادہ اور کسی قدر زیادہ آباد بھی ہے کہ جہان جابجا زراعت ہوتی ہے - آبو کا پہاڑ بہت اکثر سبز و سیر حاصل ہے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ موسم گرما و برسات مین یہان رہتے ہین ہندوون کا عقیدہ یہ ہے کہ کوہ آبو بوجہ بودوباش اچلیش کے مثل سُمیر و کیلاش کے پہاڑون کا گرو سمجھا جاتا ہے آبو پر ایک روز برت کرنے سے انسان کے کل گناہ معاف ہو جاتے ہین اور ایک سال وہان رہنے سے نوع بشر کا گرو ہو جاتا ہے اُس کی اونچی سے اونچی چوٹی گرو شکھر کہلاتی ہے جو سمندر سے ۵۷۰۰ یا ۵۶۰۰ فٹ اونچی ہے وہ قدیم سے بہت متبرک اور عبادت گاہ عظیم ہندو اور جین دھرم کے ماننے والون کا خیال کیا جاتا ہے اُسکے اوپر بشسشٹ مُنی کا آشرم اور اچلیشر مہادیو کا مندر بہت مشہور ہے اور وہان سے دو تین کوس پر مقام دیلواڑہ مین جین دھرم کے کئی نہایت عمدہ اور قیمتی مندر ہین جنکی تعمیر صناعی اور سنگتراشی مین کروڑون روپیہ صرف ہوا ہے - ان مین سب سے بڑا مغرب کی طرف رکھب دیو کا مندر کہلاتا ہے بقول کرنل ٹاڈ یہ مکان ہندوستان کے کل مندرون سے بڑا ہے اور آگرے کے تاج گنج کے سوا کوئی عمارت اُس کی برابر نہین ہو سکتی کہتے ہین کہ اس مقام پر بیشتر شیوا اور وشنو کے مندر تھے بیرونی عمارت کے بڑے کمرے مین ایک منھ کے مختلف دھاتون سے مرکب جینیون کے دیوتا کی مورت ہے اور مندر کے محاذی بمل ساہ یعنی ساہوکار انہل واڑے اس مندر کے بنانے والے کی پرتمان ہے کل مندر چودہ برس کے عرصے مین تیار ہوا تھا دوسرا نیمناتھ کا مندر اُس کے کتبے سے ۱۲۳۶ء کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے اور باقی ماندہ دو مندر صرف چار سو برس سے کچھ زیادہ کے بنے ہوئے اور اُس سے کمتر درجے کے ہین مگر اب سب خراب ہوتے جاتے ہین کوہ آبو کا اصلی نام اربدھ ہے اسپر پرستندگان شمس اور دہریون کی لڑائی ہوئی تھی پیروان مذہب بودھ تو اُس کو اپنے اول بودھ مسمی آدھ ناتھ سے منسوب کرتے ہین اور برہمن ایشور یا اچلیش مخصوص الموقع دیوتا سے جس اگنی کنڈ سے برہمنون نے چار نسلون کو اچلیش اور معتقدان کثیر المعبود کی طرف سے بمقابلے دیت یعنی دہریون کے (کہ عبارت بدھ مت والون سے ہے) لڑائی کرنے کے واسطے پیدا کیا تھا اُسکو آبو شکھر پر اب بھی دکھلایا کرتے ہین ان پہاڑون مین اکثر مینا بھیل کولی اور گراسیہ بہت عرصے سے اور کثرت سے آباد ہین - بھیل تو پچھم کے پہاڑون مین رہتے ہین یا اُنکے دامن مین - اُنکی آبادی متفرق ہوتی ہے وہ اپنے جھونپڑے

گول اور دور دور بناتے ہین اور وقت پر ایک بھیل کی چیخ سنکر ادہر ادہر سے صدہا جمع ہو جاتے ہین اُن کا خاص ہتھیار تیر اور کمان ہے اور لیٹ کر خوب تیر مارتے ہین پہلے تو اکثر اُنکا گذارہ لوٹ مار سے چلتا تھا مگر اب کھیتی بھی کرنے لگے ہین وہ کسی دھرم کے پابند نہین اور نہ اُنکا کوئی مذہب ہے یہان تک کہ مرے ہوئے چوپایون کو کھا جاتے ہین اور اسی سبب سے کوئی اُنکے ہاتھ کا پانی نہین پیتا ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ میواڑ سے اس طرف آئے ہین اور انکا زیادہ تر گروہ میواڑ مین ہے اور کہنے کو ہندوؤن مین داخل ہین اور اُنھین کی طرف جذب ہوتے جاتے ہین۔ اور قوم مینہ اُنز کی طرف زیادہ ہے چھ سو برس کے قریب ہوئے کہ یہ دیوڑہ چوہانون کے ساتھ گوڈواڑے سے آئے تھے اور اس علاقے مین بس گئے یہ بھی چوری اور غارتگری مین بھیلون سے کم نہین بلکہ بہادری اور مضبوطی مین اُنسے دو قدم بڑھے ہوئے ہین اور بہت جلد بدی اور خونخواری پر آمادہ ہو جاتے ہین اور ہمیشہ فساد کرتے رہتے ہین انکو پہاڑون مین دوڑنے اور گھاٹیون پر چڑھنے اترنے کی خوب مہارت ہوتی ہے۔ اور گراسیہ ایک قوم بگڑی ہوئی راجپوتون کی ہے وہ ایڈر کی طرف سے آئی ہے اور اُنکی زیادہ تر آبادی بھی اُسی طرف کو سروہی کے مشرقی پہاڑیون اور گھاٹیون کے نیچے اور اوپر جھونپڑیون مین ہے اور جس علاقے کا نام بھاکر ہے وہ ان لوگون کا مسکن ہے یہ عجیب وحشی ہین اور کبھی اس بات کو گوارا نہین کرتے کہ کوئی آدمی بلا مرضی اُنکی اُنکے علاقے مین اجائے اُنکی زبان بہت ہی کم سمجھ مین آتی ہے اُنھون نے پہاڑون پر ڈھول رکھ چھوڑے ہین کہ جس کی آواز پر فوراً صدہا آدمی جمع ہو جاتے ہین اور راستہ بند کر دیتے ہین یہ بھاکر کا علاقہ آبو سے ۱۵ کوس لمبا اور بارہ کوس چوڑا ہے مگر گراسیہ ایک جگہ پر نہین رہتے ہین دوسرے تیسرے برس اپنے جھونپڑون کو دوسری جگہ لیجاتے ہین اور وہان ایسے ہی جنگل کاٹ کر زمین کو قابل زراعت کر لیتے ہین۔ ان گراسیون مین سے اکثر کے پاس بڑی جاگیرین ہین جو اپنی وحشت اور جنگلی مردگان کی اعانت سے ریاست کی بہت کم اطاعت کرتے ہین زمین کے مالک جو راجپوت ہین وہ بھی عادت اور طریقہ اپنی رعیت کا رکھتے ہین وحشت یہان کے باشندون مین یہانتک بڑھی ہوئی ہے کہ ذراسی بات پر راج سے بغاوت کر کے باروٹھیہ ہو جاتے ہین اور لوٹ مار کرنے لگتے ہین اور آپس مین مدت دراز سے نااتفاقی چلی آتی ہے۔ یہ ریاست قوم چارن کے واسطے اچھی وجہ معیشت ہے یہان کے ٹھاکر اور راجپوت جو پشتہا پشت سے بغاوت کرنے اور باروٹھیہ ہو جانے کے عادی ہین اُن لوگون پر بہت کچھ اعتبار رکھتے ہین اور بغیر اُنکی ضمانت کے کسی شرط کے قبول کرنے پر راضی نہین ہوتے اُنکا کوئی راضی نامہ بغیر درمیان کی چارنون کے نہین ہوتا۔ جو باروٹھیہ اپنے ٹھکانے پر بیٹھتا ہے وہ جب تک کسی چارن کا بچن نہین لیتا ہے تب تک ایسا نہین کرتا ہے اور چارنون نے بھی اپنی شاعری سے دیوڑون کو خوب خوب بڑھایا ہے چارن کے معنے چارون طرف شہرت دینے والے کے بیان کئے گئے ہین شروع مین انکا تعلق رشتہ داری کا راجپوتون کے ساتھ رہا لیکن اگلے زمانے مین دان لینے کی وجہ سے انکی راجپوتون سے علیحدگی ہوئی اور دان دینے اور لینے والون مین فرق سمجھا گیا۔

سروہی کے راج مین برسات مین پہاڑون سے کئی ندیان اُتری ہین اور مارواڑ کی ندی لونی سے ملک کچھ کے خلیج مین گرتی ہین مگر بناس ندی جو آبو کے پہاڑ سے نکلی ہے ریاست ہاے میواڑ۔ ڈھونڈھار ٹونک اور ہاڑوتی مین ہوکر چنبل ندی مین جا ملتی ہے۔

سروہی کے پہاڑ مارواڑ کے پہاڑون کی بہ نسبت سرسبز اور سیراب ہین اور میدانون مین جا بجا نشیب ہے اور پانی سطح زمین سے بہت قریب ہے مگر اس پر بھی بند تالاب اور جاہات بہت ہی کم ہین کوہ آبو پر کھیتی لالاب اور درختون کی تروتازگی سے بڑی رونق معلوم ہوتی ہے۔

پہلے اس علاقے مین پنوارون کا راج تھا اور اُس وقت چندراوتی نگری اُنکی راجدھانی تھی اُسکے کھنڈرات ابھی تک آبو کے نیچے اپنی پچھلی یادگار کا اظہار کرتے ہین اُنمین اکثر عمارتون کے ستون اور پتھر اُس اعلےٰ اور افضل سنگتراشی کی یادگار ہین جس سے اس ملک کی دولتمندی ثابت ہوتی ہے اب ان کھنڈرون مین گراسیون کے جھونپڑے نظر آتے ہین - ریاست سروہی مین گیارہ پرگنے اور ۴۱۳ گانٔون ہین اُن مین سے ۲۰۰ گانٔون بھائی بیٹون کی جاگیرات مین دیے ہوئے ہین اُنمین بارہ جاگیردار بڑے ہین -

خاص شہر سروہی پانچ ہزار آدمی کی آبادی اجمیر سے دوسو میل جنوب و مغرب مین احمد آباد جاتے ہوئے ریلوے لائن سے قریب ہے یہ چھوٹا سا شہر اربلی پہاڑ کے نیچے آباد ہے یہ قصبہ پرانی بستی سے علٰحدہ ہے جو اب اُجڑ گئی ہے شروع پندرھوین صدی عیسوی مین سرنوا پہاڑ کے نام پر سرنوی نام سے آباد کیا گیا تھا جو بدلکر سروہی ہوگیا ہے مکان اکثر پتھر اور اینٹون سے پختہ بنے ہوئے ہین اور مہاراؤ کا محل ایک بلند جگہ پر مضبوط ہونے کے سوا کچھ بڑا یا خوبصورت نہین ہے -

سروہی کی تلوار جو اکثر سیدھی ہوتی ہے اور سروہی یا کتی کہلاتی ہے تمام ہندوستان مین مشہور ہے وہ بہت کارآمد ہوتی ہے اور کاٹ بھی خوب کرتی ہے مگر اُس مین ایک بڑا عیب یہ ہے کہ بعض اوقات لگاتے ہی ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو جاتی ہے -

قوم

سروہی والے دیوڑہ راجپوت ہین جو چوہانون مین سے نکلے ہین وہ یہ دعوے کرتے ہین کہ ہم مہاراجہ پرتھی راج چوہان کے چچا کن کی اولاد مین ہین مگر تحقیقات سے اُنکا لاکھن سی راجہ ناڈول علاقہ مارواڑ کی اولاد مین ہونا ثابت ہوا ہے ناڈول کے چوہان راجے بھی بڑے نامی ہوے ہین سمت ۱۰۰۰ سے سمت ۱۲۶۸ تک اُنکا بڑا عروج رہا ہے اول راجہ ناڈول کا لاکھن تھا جو سمت ۱۰۳۹ مین گجرات کے دارالحکومت انہل پور پٹن تک راہداری کا محصول لیتا تھا اور میواڑ کا راج اُسکو خراج دیتا تھا اس نام کو لکسمن بھی لکھتے ہین اور یہ ناڈول کا راجہ لاکھن مانک راج چوہان کی نسل سے تھا نہ کن کی۔ کن کی اولاد مین پوری علاقہ آگرہ کے راجہ ہین مانک راج چوہان کے دس بیٹون مین سے ایک کا نام نربان تھا اُس کی اولاد مین

اور کچھ چلے گئے میرا پنوار کی بہن جو راجہ کی بیٹی تھی تیج سی کو بیاہی [illegible] صرف چار پانچ گانون میر اکو جاگیر مین دئیے لونھا کا دوسرا نام لونگ ہے۔ راس [illegible] سنگھ لونھا کا بیٹا تھا تیج سنگھ کا بیٹا (۳) کانڑدیو اور کانڑدیو کا بیٹا (۴) سامنت [illegible] اُس مین تیج سنگھ۔ کانڑدیو اور سامنت سنگھ کا [illegible] لکھا اور سالکھا کے بعد (۳) راؤ رنمل اور رنمل کے بعد (۴) [illegible] کے بعد (۵) راؤ سہس مل کو لکھتے ہین بعض کتابون مین یون لکھا ہے (۱) لونھا [illegible] (۵) سہس مل (۶) لاکھا (۷) جگمال (۸) اکھے راج اول (۹) [illegible] اودے سنگھ (۱۲) مان سنگھ اول (۱۳) سرتان (۱۴) راج سنگھ (۱۵) اکھے راج دوم (۱۶) اودے بھان اول (۱۷) بیری سال (۱۸) سرتان دوسرا (۱۹) شہر سال (۲۰) مان سنگھ دوسرا (۲۱) پرتھوی راج (۲۲) [illegible] سنگھ (۲۳) ہر سال (۲۴) اودے بھان دوسرا (۲۵) شیو سنگھ (۲۶) امید سنگھ (۲۷) [illegible]

بہر صورت اُنہین سے رنمل تک آبو پر راج کرتے رہے اور راؤ سوبھان نے سمت ۱۴۶۲ مطابق ۱۴۰۵ء مین سرنوا پہاڑ مین جہان اُس کے بزرگون نے پناہ لی تھی ایک شہر بسایا اور [illegible] رکھا اور اُسکے بتیس برس کے بعد سمت ۱۴۸۲ مطابق ۱۴۲۵ء مین راؤ سہس مل نے جو لونھا کی پانچوین پشت مین تھا نئی سروہی کو جو ابتک موجود ہے اور جس کی نسبت تین سی ہتا سمت ۱۴۵۲ مین آبا د ہونا بیان کرتا ہے [illegible] قلعہ بنایا کہتے ہین کہ اُس نے اپنی راجدھانی کا نام سارنیشور مہادیو کے نام شیو پوری رکھا تھا مگر لفظ [illegible] سروہی مشہور ہوگیا سہس مل نے اپنا علاقہ بڑھایا اور ایک پہاڑ کے سولنکھیون سے جو [illegible] سروہی [illegible] کی سرحد پر واقع ہے جنگ کی اور کچھ زمین اُنکی چھین لی۔ راؤ سہس مل چونڈا جی راٹھور والی [illegible] اور رانا موکا و کونبھا بسان چتوڑ کا ہمعصر تھا اور ایک ایک بیٹی اُس کی ان دونون راجون اور ایک [illegible] راؤ لونھا کو بیاہی تھی اور اُسکا باپ سلکھا چتوڑ کے رانا لاکھا کا ہمعصر تھا اور اُسکی بیٹی بیران دیوڑی رانا مذکور کی رانی تھی۔

اس کے وقت مین گجرات کا بادشاہ قطب الدین تھا وہ بار بار سروہی کی طرف سے [illegible] حملہ کیا کرتا تھا جس مین ریاست سروہی بھی لٹ جاتی تھی۔ ایک بار رانا کونبھا نے سروہی کو فتح کیا اور آبو کا پہاڑ دیوڑون سے فتح کرلیا اور بعض کہتے ہین کہ سہس مل کے دوسرے بیٹے لاکھا کے کہنے سے بطور پناہ پذیری کے رانا کونبھا بخوف افواج شاہی چندماہ آبو کے اوپر اچل گڑھ مین ٹھہرا تھا اور جب اُسنے ایسے مضبوط مقام کو پاکر اُس کے چھوڑنے سے انکار کیا تو سہس مل کے بڑے بیٹے دھیرا جی نے فوج جمع کرکے اور بزور حمایت بادشاہ گجرات کے پہاڑ کے اوپر جاکر رانا اور اُس کے آدمیون کو نکالدیا۔

۶ - راؤ لاکھا

تاریخ فرشتہ مین راؤ لاکھا کو کنٹھا دیو لکھا ہے۔ کنٹھا دیو سوائے لاکھا کے اور کوئی راجہ سروہی کا نہین ہوسکتا ہے

سنہ ۸۹۲ ہجری مطابق سنہ ۱۴۸۵ء مین کئی سوداگر عربی اور عراقی گھوڑے اور کچھ اسباب لیکر گجرات کو جاتے تھے جب علاقہ سروہی مین پہونچے تو لاکھا نے اُنکو لوٹ لیا اُنھون نے جاکر سلطان محمود بیگرہ سے فریاد کی سلطان نے اُنکو مال مغروقہ کی قیمت اپنے خزانے سے دلاکر راؤ کو لکھا کہ یا تو سوداگرون کا مال پھیر دے یا لڑائی کی تیاری کر کہ مین آتا ہون راؤ نے ڈر کر سب مال واپس کردیا سلطان محمود بیگرہ کے وقت مین ملک خضر نے سروہی پر یورش کرکے خراج لیا تھا۔ اس لاکھا نے آبو پہاڑ پر اپنے نام سے لکھی تالاب کھدوایا جس کو اب عالم لوگ بگاڑ کر نکھی تالاب بولتے ہین ؎

۷۔ راؤ جگمال

راؤ لاکھا کے چار بیٹے جگمال۔ ہمیر۔ شنگرا اور اودا تھے جگمال جب راؤ ہوا تو ہمیر نے اُس سے آدھون آدھ راج بٹوا لیا جگمال آبو مین اور ہمیر سروہی مین رہا یہ بات جگمال کو بُری لگی اور اُس نے فوج کشی کرکے ہمیر کو مار ڈالا راؤ جگمال کی بیٹی جودھپور کے راؤ گنگا جی کو بیاہی تھی جس کے بطن سے راؤ مالدیو پیدا ہوا تھا۔

۸۔ راؤ اکھے راج

جگمال کے بعد اُس کا بیٹا اکھے راج مسند نشین ہوا۔ پالن پور کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایکبار جالور کے رئیس مجاہد خان عرف موچھا کو شکارگاہ مین راؤ اکھا جی عرف اکھے راج نے پکڑ لیا جسکے بدلے مین جالور کے لشکر نے سروہی کا ملک لوٹ کر اُجاڑ دیا اور سروہی کے کنور مانڈن سنگھ کو جو دولھا بنا ہوا براتیون کے ساتھ جاتے ہوئے اُن پہاڑون کے سلسلے مین فروکش ہوا جو سرحد جالور کے قریب واقع ہے گرفتار کرلیا اور مسلمان کرنیکی دھمکی دی تب راؤ نے خان جالور کو چھوڑ دیا۔ راؤ اکھے راج کے بعد اُسکا بڑا بیٹا رائے سنگھ گدی پر بیٹھا۔

۹۔ راؤ رائے سنگھ

بھین مال کا پرگنہ اُس وقت جالور کے پٹھانون کے پاس تھا راؤ نے اُس پر چڑھائی کرکے شہر بھین مال کو گھیرا اُس کے اندر سے ایک تیر آیا اور راؤ کا بکتر توڑ کر بغل مین لگا اُس سے راؤ کا کام تمام ہوگیا۔ اسکو جودھپور کے راؤ گانگا جی راٹھور کی بیٹی چانپا بائی بیاہی تھی۔

۱۰۔ راؤ دودا

رائے سنگھ نے مرتے وقت کہا تھا کہ میرا بیٹا اودے سنگھ بہت چھوٹا ہے پانچ راجپوت ملکر تلک میرے بھائی دودا کو دیدین وہ اودے سنگھ کو بھی پال کر بڑا کرلے گا اس سبب سے سب راجپوتون نے دودا کو راؤ بنا کر گدی پر تو بیٹھا لیکن مالک اودے سنگھ کو سمجھتا تھا۔ اس نے بالکھیلون سے جنگ کی اور مرتے وقت کہا کہ ٹیکا اودے سنگھ کو دینا میرے بیٹے مان سنگھ کو نہ دینا اور اودے سنگھ کو کہا جو تیری خوشی ہو تو موضع لوہانہ میرے بیٹے کو دیدینا۔

۱۱- راؤ اودے سنگھ

راؤ ودا کے انتقال کے بعد راجپوتون نے اودے سنگھ کو تو سروہی کا مالک کیا اور موضع لویانہ مان سنگھ کو دیا ایک برس کے بعد اودے سنگھ نے مان سنگھ سے زبردستی لویانہ چھین لیا اور اُسکے باپ کے احسانات کا پاس نکیا وہ چیتوڑ مین رانا کے پاس چلا گیا جس نے اُس کو اٹھارہ گانون دیے۔

۱۲- راؤ مان سنگھ

مسند نشینی سے ایک برس کے بعد اودے سنگھ چیچک سے مرگیا تو اُس کو چیتوڑ سے بلا کر دیوڑون نے گدی پر بٹھادیا۔ اُس نے راج پاکر اپنے چچازاد بھائی اودے سنگھ کی بیوہ اور حاملہ رانی کو جس سے شاید کوئی ولی عہد پیدا ہوتا بے رحمی سے مار ڈالا کیونکہ راؤ رائے سنگھ کی بیوہ چانپا بائی نے کہا تھا کہ اودے سنگھ کی بیوہ کو حمل ہے جب میرے پوتا ہوگا تو مین مان سنگھ کو نکالدون گی۔

سروہی کے پاس ہی بہت سے گانون کولیون کے تھے وہ اب تک کسی راؤ کے مطیع نہ ہوئے تھے مان سنگھ نے ایک دن مین ۲۲ جگہ علیحدہ علیحدہ فوجین بھیجین جنھون نے ایک ساتھ ۲۲ جگہ حملہ کرکے کولیون کو نکال دیا اور اُنکے گانون مین چھ مہینے تک تھانہ رکھا بعد کو وہ کوئی عذر خواہ ہوئے اور جو حکم راؤ نے دیا وہ اُنھون نے منظور کرلیا تب راؤ نے خوش ہوکر اُنکی زمین اُنکو دیدی۔

اس راؤ کی ایک بیٹی رانا پرتاب سنگھ کو بیاہی تھی اور دوسری بیٹی راؤ چندر سین والی جودھپور کو۔

اُس کے ایک خدمتگار کلا نے آبو کے اوپر برا بھلا کہنے سے غصے ہوکر کٹاری سے زخمی کیا اور خود صاف نکل گیا راؤ پہر بھر کے بعد مرگیا اور اُس کے کوئی اولاد نہونے کے سبب سے اُس کی وصیت کے موافق بھان سنگھ دیوڑہ کا بیٹا سرتان سنگھ جو موضع بامیرہ مین رہتا تھا راج کا مالک بنایا گیا جو راؤ لاکھا کی پانچوین پشت مین تھا۔

۱۳- راؤ سرتان یا سلطان

راؤ سرتان دیوڑہ سمت ۱۶۲۳ مطابق ۱۵۶۶ء مین سروہی کی گدی پر بیٹھا لیکن وجاجی دیوڑہ نے جو ریاست کا منتظم پہلے سے تھا سرتان کی خود بینی و نخوت سے آزردہ ہوکر سوجا دیوڑہ کو جو سرتان کی جان و مال کا محافظ تھا قتل کرکے سرتان کو مسند ریاست سے اُتار دیا اور رانا پرتاب والی میواڑ کی حمایت سے اپنی مسند نشینی کی کوشش کرنے لگا راؤ لاکھا کی نسل سے ایک شخص کلا تھا اُس نے جب یہ معاملہ دیکھا کہ ہر ایک مسند نشینی کے سودے مین مبتلا ہے تو اُس نے سروہی کی مسند نشینی کی سند شہنشاہ اکبر سے اپنے نام پر لکھوالی وجاجی دیوڑہ یہ خبر سنکر سروہی کے خزانے اور مہادیو کے شوالے سے جس قدر مال لے جا سکا لیکر ایڈر چلا گیا۔ کلا بادشاہی سند کے ذریعے سے سروہی مین آکر مسند نشین ریاست ہوا اور چیبا قوم کے راجپوتون کو اپنی مدار المہامی کا عہدہ دیا چونکہ قوم چیبا اور اُن ڈونگراوت راجپوتون مین جو سروہی کے رہنے والے تھے قدیم سے دشمنی چلی آتی تھی اسلیے یہ ڈونگراوت راجپوت اُو کلا سے بھی ناراض ہوگئے اور اوداوت وغیرہ راجپوتان سروہی سے متفق ہوکر وجاجی کو ایڈر سے بلاکر اُس کی وساطت سے راؤ سرتان مسند نشین سابق کو از سر نو مسند نشین

کرنے کے متعلق مشورہ کیا اور سب نے اتفاق کرکے اُس کو مقام رام سَن مین بلا کر ملک خان والی جالور سے جسکی اولاد اب پالن پور مین حکومت کرتی ہے مدد چاہی لڑائی مین کلا شکست فاش کھا کر میواڑ کی طرف بھاگ گیا اور ملک خان کی فوج نے سروہی آکر راؤ سرتان کو بار دگر مسند نشین کیا اور اس امداد کے معاوضے مین راؤ اور اُسکے دیوان دجاجی نے علاقہ سروہی مین سے پرگنات ڈوڈیالی ۔ سوانہ ۔ لوہیانہ اور بڑگانون ملک خان کو دیے طبقات اکبری مین ملا نظام الدین احمد کہتا ہے کہ اکبر نے میر محمد خان کو راؤ سروہی کی تنبیہ و سزا کے لئے مقرر کیا اکبر ۹۷۹ھ مین گجرات کی مہم پر بذات خاص جا رہا تھا تو اُس کو میرتے کے مقام پر معلوم ہوا کہ میر محمد خان جب سروہی کے اطراف مین پہونچا تو راؤ نے اطاعت شعاری کا پیغام دیکر چند راجپوتون کو خان کے پاس بھیجا ان راجپوتون نے میر محمد خان کے پاس آکر راو کی طرف سے مدعا بیان کئے اور اُس نے مناسب جواب دیے اور اُنکو خلعت دیکر ہندوستان کے قاعدے کے موافق اپنے ہاتھ سے پان کے بیڑے دینے لگا اُن مین سے ایک نے کٹار لگا کر خان کے سینے مین ماری جو پُشت کی طرف نکل گئی میر محمد خان کا ایک نوکر بہادر خان نام پس پشت کھڑا تھا اُس نے بڑھکر راجپوت کا کام تمام کر دیا بادشاہ نے یہ خبر سُنکر مکرخان میر بخشی کو میر محمد خان کی مزاج پرسی کے لئے بھیجا اور اُس کی مرہم پٹی ہو کر پندرھوین دن صحت ہو گئی اس واقعے کے بعد بادشاہ خود سروہی کی طرف آیا اور ۸ جمادی الثانی ۹۷۹ھ ہجری کو وہان پہونچ گیا انثی راجپوت مندر مین اور ستر راؤ سروہی کے مکان مین لڑنے مرنے کے لئے کھڑے تھے بادشاہ کے حکم سے سب مروا دیے گئے دوست محمد پسر تاتارخان راجہ کے مکان مین مارا گیا

اکبرنامے مین لکھا ہے کہ ۹۸۴ھ ہجری مطابق ۱۵۷۶ء مین سرتان نے تاج خان رئیس جالور کے ساتھ اکبر سے سرکشی کی بادشاہ نے اپنے ایک ماتحت سردار توسون خان اور بیکانیر کے راؤ رائے سنگھ کو فوج کے ساتھ سروہی پر بھیجا مقابلے مین لاچار ہو کر تاج خان اور راؤ سرتان نے بادشاہی دربار مین حاضری دی کئی مہینے کے بعد راؤ نے بادشاہی حضور سے بھاگ کر پھر سرکشی پر کمر باندھی اور سید ہاشم خان بارہ اور راؤ رائے سنگھ اس کے تدارک کے لئے مامور ہوئے راؤ نے شکست کھا کر آبو پر چڑھکر پناہ لی ان امرا نے آبو گڑھ کا محاصرہ کرنے کے بعد راؤ سرتان کو بادشاہی اطاعت پر مجبور کیا اور وہ رائے سنگھ کے ساتھ بادشاہ کے پاس حاضر ہوا لیکن اکبر نے دیوڑون کا زور توڑنے کی غرض سے میواڑ کے مہارانا اودے سنگھ کے بیٹے جگمال کو جو باپ کے بعد گدی نہ ملنے کے سبب اپنے بڑے بھائی رانا پرتاب سنگھ سے رنجیدہ ہو کر بادشاہی دربار مین چلا گیا تھا سروہی کا آدھا راج بانٹ دیا ۔ اس پر دیوڑون نے ۱۵۸۳ء مین جگمال کو دغا سے مار کر اپنا تمام علاقہ واپس لے لیا نوٹ پالن پور یا جالور کے کسی رئیس کا نام تاج خان نہین البتہ تاج خان ہیتانی جالور والون کا ایک افسر تھا ۔ ملک خان والی جالور نے سمت ۱۶۳۲ مطابق ۹۸۴ھ ۱۵۷۶ء مین انتقال کیا اور غزنی خان اس کی جگہ مسند نشین ہوا تو عبدالرحیم خان خانان بیرم خان کے بیٹے نے اس کو بوجہ اس کے تمرد کے گرفتار کرکے قید کر دیا تو اُس کی مان امران بائی نے جوراول بھیم دیو راٹھوڑ جاگیردار ضلع باڑمیر کی لڑکی تھی رہائی کے لئے ایک قاصد کو خط دیکر

راے سنگھ والی بیکانیر کے پاس جو اُس وقت اکبر کے پاس حاضر تھا اور اُس کا ہم قوم تھا اور کلیان سنگھ راٹھور کا بھائی تھا بھیجا اور اُس نے راؤ الدیو کی بیٹی جودھا بائی کے ذریعہ سے کوشش کی جو اکبر کی نہایت چہیتی بیگم تھی چنانچہ غزنی خان نے پانچ سال کے بعد رہائی پائی۔
سمت ۱۶۴۱ مطابق ۱۵۸۵ء میں راؤ سرتان کی طرف سے دجا دیوڑہ نے بادشاہی فوج کے شامل رہکر گجرات کا فساد دور کرنے مین بہت کارگذاری دکھلائی سرتان بتین برس راج کر کے گذر گیا۔ راج سنگھ اُسکا بیٹا وارث ہوا

۱۴- راؤ راج سنگھ

سمت ۱۶۶۷ مطابق ۱۶۱۱ء مین راؤ سلطان کے بعد گدی پر بیٹھا اس کے وقت مین بھی باپ کے وقت کی طرح خانگی فساد ہوتا رہا۔ اس کے کئی بھائی تھے اُن مین سے سور سنگھ نے چند سرداروں کی مدد سے حملہ کیا اور راج سنگھ سے سروہی کا راج لے لیا۔

۱۵- راؤ سور سنگھ

چونکہ جودھپور کے راجون اور نیز جہانگیر کو بوجہ مار ڈالنے راؤ راے سنگھ اور جگمال بنیسود کے سروہی کی طرف سے بڑی ناراضی تھی اور اسی وجہ سے کئی دفعہ راؤ سرتان پر فوج کشی ہو چکی تھی اور اب پھر اُس کو احتمال تھا اس لئے راؤ سور سنگھ نے راجہ سورج سنگھ والی جودھپور سے اس شرط پر کہ راجہ سورج سنگھ اور کنور گج سنگھ کی شادی سروہی کے خاندان مین کی جائے گی اور جو ۲۹ راجپوت راے سنگھ کے ساتھ موضع دتانی مین مارے گئے تھے اُنکے بھائی بیٹون اور بھتیجون کے بیاہ بھی اُسی وقت کر دیے جائین گے اور جو ہاتھی گھوڑے وغیرہ راؤ سرتان دینا کئے تھے دیے جاوینگے صفائی کر لی بعد اس کے پھر خانگی فساد شروع ہوا اس لئے کہ پرتھی راج سوجاوت جو راؤ سرتان کے چچازاد بھائی سوجا کا بیٹا تھا اور راج سنگھ سے ایک پشت رشتے مین بڑا ہونے کی وجہ سے بزرگی اور سرپرستی کا دعوے رکھتا تھا وہ راؤ سور سنگھ سے ناراض ہو کر راؤ راج سنگھ سے جا ملا جس سے اُس کو دوبارہ تخت کی مسند حاصل ہونے کا حوصلہ ہوا پس اب ایک لڑائی پھر درمیان دونون دعویدارون کے ہوئی جس مین راؤ سور سنگھ ہارا اور راج سنگھ بار دیگر ریاست کا مالک ہوا مگر بدقسمتی سے اُس کے اور پرتھی راج کے درمیان مین بھی ناچاقی ہو گئی اور پرتھی راج مع اپنے خاندان کے اُس سے باغی ہو گیا جس کی وجہ سے عرصے تک ملک مین بہت فساد رہا۔ رانا کرن سنگھ کی فہمائش سے بھی نااتفاقی دور نہوئی۔ راؤ راج سنگھ نے پرتھی راج کو جودھپور والونکی مدد سے ملک سے نکلوا دیا مگر اُس نے سال بھر کے بعد دفعتہً راؤ راج سنگھ پر حملہ کیا اور اُسکو آسانی سے مار لیا مگر اُسکا دو برس کا بچہ اکھے راج دائی کے چھپا دینے سے بچ گیا۔ اتنے مین راؤ کے آدمی جمع ہو گئے اور پرتھی راج بمشکل تمام اپنے آدمیون کی مدد سے جان بچا کر موضع پالڑی کی طرف نکل گیا۔

۱۶- راؤ اکھے راج

راؤ راج سنگھ کے مارے جانے کے بعد سمت ۱۶۷۵ مین اُس کے بیٹے اکھے راج کو جو صرف دو برس کا تھا

جانشین کیا گیا اور چتوڑ کے رانا امر سنگھ اور ایڈر کے راؤ کلیان مل نے راج سنگھ کے مارے جانے کا حال سنکر افسوس کیا
اور اُس کے خرد سال بچے کی ہر ایک موقع پر مدد رکھی جس سے سیسودیہ پربت سنگھ وغیرہ سرداران سروہی نے
زور پاکر پرتھی راج کو سروہی کی سرحد سے باہر نکال دیا۔ خود پرتھی راج تو دیول راجپوتون کی امداد سے چیلان
کے ایک نہایت دشوار گذار پہاڑ مین رہنے لگا اور اُس کا بیٹا چاندا سروہی کے علاقے مین لوٹ مار کیا کرتا تھا
راؤ اکھے راج نے بہت جلدی ہوش سنبھالا اور بارہ برس کی عمر مین اپنے ملک اور مال کی خبر لینی شروع کر کے
باغیون پر حملہ کرنا جاری کر دیا اس وقت رانا کرن سنگھ مر چکا تھا اور رانا جگت سنگھ اُس کی جگہ بیٹھ گیا چونکہ
اکھے راج کبھی کبھی سرحد میواڑ مین بھی حملہ کرتا تھا اس لئے رانا جگت سنگھ نے دوسرے برس اپنی مسند نشینی کے
راؤ کے اوپر فوج بھیجی اُس نے سروہی کے راؤ کو شکست دی اور اُس کی نامی عمارتون کو ڈھوا دیا۔

سمت ۱۷۱۔ مین جودھپور کا مہاراجہ جسونت سنگھ گجرات جاتا ہوا سروہی پہونچا ایک دن مقام ہو کر
دوسرے دن راؤ کی بیٹی انند کنور بائی سے مہاراجہ کی شادی ہوئی جس کو دیوڑی ات سکھ دی کا خطاب ملا۔
راؤ کا بڑا بیٹا اودے بھان اول تھا جو راؤ سے مخالفت رکھتا اور میواڑ کا رانا جگت سنگھ مر گیا تھا اور رانا راج سنگھ
اُس کا جانشین ہوا تھا راؤ اکھے راج اور رانا راج سنگھ سے موافقت نہین تھی کنور اودے بھان اودے پور
مین رانا کے پاس گیا اور اُس کی فوج کو سروہی پر چڑھا لایا۔ راؤ میواڑ کی فوج کے ہاتھ مین گرفتار ہوا سپہ سالار
فوج میواڑ اودے بھان کو گدی پر بٹھا کر راؤ کو اُن کے حوالے کر کے چلا گیا اودے بھان باپ کو قید کر کے مالک
ریاست ہوا لیکن کچھ عرصے کے بعد رام دیوڑا اور صاحب خان سیسودیہ نے راؤ کو قید سے چھڑا کر پھر مسند پر بٹھایا
راؤ نے اودے بھان کو مع اُس کے بیٹے کے مروا دیا۔ پرتھی راج دو دیوڑون کے ہاتھ سے پہلے مارا جا چکا تھا بعد
اُس کا بیٹا چاندا اپنی موت سے مرا اکھے راج نے چاندا کے بیٹے دیوڑہ امرا کو بالڑی۔ دیلواڑہ اور جیت واڑہ وغیرہ
مواضعات مع حاصل راہداری کے دیکر منا لیا اس تدبیر سے ریاست مین امن ہو گیا۔ ۵۵ سال راج کر کے
سمت ۱۷۳۰ مین راؤ اکھے راج کا انتقال ہو گیا۔ اس نے شاہ جہان کی بہت خیر خواہی کی تھی اُس کو اڑتا
اکھے راج بھی کہتے تھے کیونکہ اسنے بڑے بڑے دھاوے کئے تھے اور ایک دن مین دور دور تک پہنچکر دشمنون سے لڑا تھا۔

۱۷۔ راؤ اودے سنگھ

یہ اکھے راج کا دوسرا بیٹا تھا جو باپ کے بعد سمت ۱۷۳۰ مین مسند نشین ہوا اس کے وقت مین مہاراجہ
جسونت سنگھ والی جودھپور کا خرد سال بچہ اجیت سنگھ پوشیدہ طور پر سروہی مین رکھا گیا تھا اور جب اُس کے
ہوشیار ہونے پر راٹھوڑون نے اُس کو آکر دیکھا اور ابھی اودے سنگھ کو اس کی خبر نہ تھی جب اُس کو خبر ہوئی تو
ملنے کو گیا اور اجیت سنگھ کو نذر دی اور راٹھوڑ درگداس اور کھیچی مکنداس سے اجیت سنگھ کو زنانے مین لیجانے
کے واسطے بہت منت کی جب وہ زنانے مین گیا تو راؤ نے پانچ ہزار روپے کا چبوترہ بنا کر نظر سے گذرانا اور پیشکشی کی
سمت ۱۷۵۴ مین اودے سنگھ کا انتقال ہو گیا۔

۱۸- راؤ چھتر سال

راؤ اودے سنگھ کے بعد یہ مسند پر بیٹھا اس نے دس برس راج کیا۔

۱۹- راؤ امید سنگھ

یہ راؤ چھتر سال کا چچا تھا اور سمت ۱۷۶۴ میں اُس کی جانشینی اختیار کی۔ سمت ۱۷۷۲ میں مہاراجہ اجیت سنگھ گجرات کو جاتا ہوا سروہی مین آیا اور راؤ کی بیٹی سے اجیت سنگھ کی شادی ہوئی۔ اور اجیت سنگھ کی زندگی تک جودھپور اور سروہی کے درمیان صلح وصفائی رہی۔

سمت ۱۷۸۷ مین جودھپور کے مہاراجہ ابھے سنگھ نے گجرات جاتے ہوے ریواڑہ کے دیوڑون پر جو علاقہ جالور مین لوٹ مار کیا کرتے تھے جالور سے فوج کشی کی اور جنگل کٹوا کر ریواڑہ کو ویران کردیا پھر موضع پوسالیہ علاقہ سروہی کو لوٹتا چلا یا اُمید سنگھ نے اپنے وکیلون کو بھیجکر پیش کش اور ایک ڈولہ بھیجا اور صفائی کرلی اور ملاقات کرکے دیوڑہ نرائنداس ٹھاکر باڑیو کو مع اپنی فوج کے ابھے سنگھ کے ہمراہ کیا۔

۲۰- راؤ مان سنگھ

امید سنگھ کے بعد چھتر سال کا بیٹا مان سنگھ مسند نشین ہوا۔ سمت ۱۸۰۶ مین دنیا سے گذر گیا۔

۲۱- راؤ پرتھی راج

مان سنگھ کے بعد پرتھی راج جانشین ہوا اور سمت ۱۸۲۹ مین دُنیا سے اُٹھ گیا۔

۲۲- راؤ تخت سنگھ

اپنے باپ پرتھی راج کے بعد جانشین ہوا آخر یہ بھی دُنیا سے جاتا رہا لاولد تھا۔

۲۳- راؤ جگت سنگھ

یہ اپنے بھتیجے تخت سنگھ کے بعد گدی پر بیٹھا۔

۲۴- راؤ بیری شال

اپنے باپ کے بعد گدی پر بیٹھا۔ چونکہ ریاست سروہی سے اور جودھپور والون سے اچھا برتاؤ تھا اور مہاراجہ بھیم سنگھ والی جودھپور راور بیری شال سے بھی بخوبی دوستی اور صفائی تھی اس لئے اُس نے مان سنگھ کو جو قلعہ جالور مین مہاراجہ بھیم سنگھ کی فوج سے لڑ رہا تھا مدد نہین دی۔ مان سنگھ نے سمت ۱۸۵۸ مین بیری شال سے چاہا تھا کہ مثل مہاراجہ اجیت سنگھ کے اس کو بھی کوہستان سروہی مین کوئی جگہ پناہ کی ملے کہ جہان وہ اپنے قبائل کو رکھکر بدلجمعی تمام مہاراجہ بھیم سنگھ والی جودھپور سے لڑائی جاری رکھے بلکہ اُس نے اپنے خرد سال کنور چھتر سنگھ کو بھی مع کسی قدر آدمیون کے بغرض پناہ جوئی جنگلات سروہی مین بھیجدیا تھا لیکن راؤ نے اس خیال سے کہ مہاراجہ بھیم سنگھ کے ساتھ بگاڑ ہو جائے گا انکار کردیا اور چھتر سنگھ کو پناہ ندی ناچار لوگ اُس کو میواڑ کی طرف لے گئے اور اس چپقلش مین ایک آنکھ کنور مذکور کی کسی جھاڑی مین کانٹا لگ جانے سے جاتی رہی جس کا غصہ عمر بھر

مان سنگھ کو رہا۔ سمت ۱۸۶۰ مین راو بیری شال کا انتقال ہوگیا۔

۲۵ - راؤ اودے بھان

یہ اپنے باپ کی طرح ہمیشہ جودھپور کے مہاراجہ بھیم سنگھ کی مرضی کا خیال رکھتا رہا اور مان سنگھ کو کچھ مدد نہ دی جب مہاراجہ بھیم سنگھ کی وفات کے بعد مان سنگھ جودھپور مین مہاراجہ بنا تو اُس نے راؤ اودے بھان کی ضد پر جاگیردار نیبج کو جو ریاست سروہی سے خلاف رکھنے کو اپنے اسلاف کی میراث سمجھتا تھا راؤ کی برابر تعظیم دیدی اور اُس کے خاندان کی ایک لڑکی بیاہ لی جس سے ٹھاکر مذکور کو اور بھی حوصلہ سرکشی کا ہوگیا ایسے ہی ٹھاکر مڈار کے خاندان کی دو لڑکیان لیکر اُس کو بھی مدد دی اور خود سروہی کے اوپر دس ہزار فوج بھیجی سروہی شہر پر راؤ نے تین دن مقابلہ کیا چوتھے روز مارواڑیون نے حملہ کر دیا شہر اُنکے قبضے مین آگیا۔ راو بھاگ کر پہاڑون مین چلا گیا جہان سے حملے کیا کرتا اور لوٹ مار کرکے پھر اپنے مقام پر پہونچ جاتا رعایا آباد ہونے نہین پاتی مارواڑیون کا خرچ آمدنی سے زیادہ لگتا اُنھون نے کچھ انتظام کرکے مینون کو سزا دی اور راؤ کے ہمراہیون سے بھی جنگ کرکے اُنکی لوٹ کھسوٹ کو بند کیا۔

سمت ۱۸۶۲ مین مہارانا بھیم سنگھ کی بیٹی کی شادی کی بابت لڑنے کے لیے جیپور والون کی جودھپور پر فوج کشی کرنے کی خبر مشہور ہوئی تو مہاراجہ مان سنگھ نے بطور بیٹیں بندی میرتے مین جاکر اپنے افسران مقیم سروہی کو حکم لکھا کہ سروہی مین راؤ اودے بھان کو بٹھا کر مع فوج کے یہان چلے آؤ اُس وقت سروہی والون نے مارواڑیون کا تعاقب کیا اور کچھ سامان لوٹ لیا راؤ اودے بھان سروہی مین آبیٹھا مگر اُس کا رویہ اپنی رعیت کی نسبت بہت خراب تھا وہ لوگون کی ننگ و ناموس پر دست درازی کرتا تھا اور سردارون کو زیادہ ستانے وغیرہ سے ستاتا رہتا تھا اور بات بات مین اُنکے اوپر فوج بھیجدیتا تھا جس سے رعیت اور سردار وغیرہ سب لوگ اُس سے ناراض رہتے تھے سردارون کی بغاوت سے ملک مین فساد پھیلا ہوا تھا خزانے مین کوڑی نہ تھی سپاہیون کی تنخواہ ادا نہوتی تھی بیوپاریون کے امن مین خلل تھا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ سمت ۱۸۷۰ مین راؤ اپنے باپ کے پھول لیکر گنگا کو گیا واپس آتے ہوئے مہاراجہ مان سنگھ والی جودھپور نے فوج بھیج کر پالی سے اُس کو جودھپور پکڑوا منگوایا اور چالیس پچاس ہزار روپیہ نذرانہ داخل کرنے کا اقرارنامہ لکھوا کر چھوڑا راؤ نے اس رقم کے واسطے رعایا پر ڈنڈ ڈالا اور دولتمندون کو بہت ستایا آخر ان تمام خرابیون کا نتیجہ ہوا کہ تمام سردار و متصدی راؤ سے بدل گئے اور اُنھون نے راؤ کے بھائی شیو سنگھ کو جسکے اخلاق اچھے تھے اپنے اور اپنے ملک کی حفاظت پر مستعد کیا وہ بھی اپنی جاگیر سے سروہی مین آیا اور بھائی کو قید کرکے سب کی صلاح سے آپ اُس کی جگہ بیٹھ گیا۔ یہ واقعہ سمت ۱۸۷۴ مین ہوا راؤ اودے بھان نے اپنے معتمد جودھپور مین بھیجے اور مہاراجہ مان سنگھ سے فریاد کی مہاراجہ نے سمت ۱۸۷۶ مین کچھ فوج اُس کے چھڑانے کو بھیجی ٹھاکر نیبج بھی اُسکے شامل ہوا مگر سروہی کے تمام آدمیون نے متفق ہو کر مقابلہ کیا اور شکست دے کر اُس فوج کو اپنے علاقے سے ہٹا دیا۔

راؤ معزول اٹھائیس برس قید رہکر سمت ۱۹۰۳ مطابق ۱۸۴۷ء مین لاولد مر گیا۔

۲۶- راؤ شیو سنگھ

سمت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۸ء مین سروہی کے انتظام پر قائم ہوا اور اُس نے امن رہنے کی اُمید پر سب رئیسون کے بعد سرکار انگریزی کے ساتھ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۳ء ۱۱ دسمبر کو ماتحتی کا عہدنامہ تحریر کیا اس کے بارہ برس کے بعد سرکار انگریزی نے ریاست کی درستی کے لئے پچاس ہزار روپیہ راؤ کو بغیر سود قرض دیکر باغی ٹھاکرون کو ریاست کا ماتحت بنادیا۔ لیکن کئی سردار جو عام عہدنامون سے پہلے پالن پور کے متعلق ہوگئے تھے سروہی کے تحت مین نہ آسکے۔

سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۵ء مین راؤ نے اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کا قیام اپنے علاقہ آبو پہاڑ منظور کیا اُس کے متعلق گائے۔ کبوتر اور مور وغیرہ جانور نہ مارنے کی شرطین کی گئین جن پر اب تک عمل چلا آتا ہے۔ اقرارنامے کے اندر یہ بھی درج ہے کہ انگریزی فوج ریاستی رعایا پر ظلم کرکے کوئی چیز بغیر قیمت نہ لے اور اپنی حفاظت کا ہر ایک انگریز اور ہندوستانی مسافر خود انتظام کرے یہ پہاڑ سطح سمندر سے ساڑھے پانچہزار فٹ تک بلند ہے یہان پر نکھی تالاب درختون کی تروتازگی اور پرانے جین مندرون کی باقیات سے بڑی رونق معلوم ہوتی ہے اور گرم موسم مین معتدل آب و ہوا رہتی ہے۔

سمت ۱۹۱۰ مطابق ۱۸۵۴ء مین ریاست پر دو لاکھ روپیہ قرض ہوجانے سے راؤ نے اپنے معتمد سید نعمت علی کی معرفت سر ہنری لارنس صاحب کے۔ سی۔ بی۔ اجنٹ گورنر جنرل کے نام خریطہ ﻟﮑﮭﮑﺮ اپنے راج کا انتظام انگریزی پولیٹیکل سپرنٹنڈنٹ کے حوالے کیا جس کی نگرانی مین ریاست کی آمدنی ایک لاکھ روپے سالانہ سے بھی کم ثابت ہوکر سرکاری خراج تیس ہزار سے پندرہ ہزار روپے سالانہ رکھا گیا ۱۸۵۷ء کے عام غدر مین سروہی کی طرف سے بڑی خیرخواہی ظاہر ہوئی جس کے عوض خراج اور بھی کم ہوکر ساڑھے سات ہزار روپے سالانہ رہ گیا۔ سات برس مین ریاست کی حالت درست ہوجانے پر سب کاروبار واپس راؤ کو سونپ دیے گئے اس راؤ کی چار بیٹیان تھین جن مین سے ایک بیٹی بڑی خوشامد کے ساتھ مہاراجہ تخت سنگھ والی جودھپور کے ساتھ اس طرح بیاہی کہ اُس کا ڈولہ اہلکاران راج مارواڑ کے ساتھ جو ڈولہ لینے آئے تھے اور مہاراجہ خود پالڑی پرگنہ گوڈواڑ مین مقیم تھا بھیجدیا اس لڑکی سے مہاراجہ نے موضع سوپالی مین شادی کی اور سارا خرچ دربار مارواڑ نے اپنی طرف سے ادا کیا۔

راؤ نے سمت ۱۹۱۷ مطابق ۱۸۶۱ء مین بڑھاپے اور ضعف کے سبب راج کا اختیار اپنے کنور گمان سنگھ کو دیدیا یہ بہت ہوشیار اور منتظم تھا اور اپنے باپ کی نیابت مین راج کے تمام کامون کو انجام دیتا تھا مگر کچھ عرصے کے بعد اُس نے خودکشی کرکے اپنی جان دیدی بعد اس کے راؤ شیو سنگھ نے چاہا کہ اپنے دوسرے بیٹے جیت سنگھ کو نائب کرکے کام سونپ دے لیکن اجنٹ گورنر جنرل نے منظور نہ کیا اور اُس کے حکم سے بڑے کنور امید سنگھ کو

حکومت کا اختیار دیدیا اور راؤ سمت ۱۹۱۷ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء مین مرگیا۔ کنور امید سنگھ کو اختیارات کی حالت مین ایک بار گولی کا نشانہ بنایا گیا ایکبار زہر دیا گیا ایک بار جس مکان مین وہ سوتا تھا اُس کی چھت کی پٹی اُسپر گرائی گئی مگر سروہی کا راج اُسکی قسمت مین لکھا تھا ہر بار بچ گیا۔

۲۷۔ راؤ امید سنگھ

یہ سمت ۱۹۱۷ مطابق سنہ ۱۸۶۱ء مین راج کا مالک ہوا تو اُس کے چھوٹے بھائیون نے تھوڑی جاگیر لینے سے انکار کرکے بہت دنون تک فساد اُٹھایا لیکن آخر لاچار ہوکر معمولی جاگیر قبول کرلی اس راؤ کو تین برس تک پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ کی صلاح و مدد رہنے کے بعد کاروبار کے اختیارات حاصل ہوئے۔

سمت ۱۹۲۱ مطابق سنہ ۱۸۶۵ء مین راؤ کی چھوٹی بہن سے شادی کرنے کو جودھپور کا مہاراجہ تخت سنگھ سروہی مین آیا حالانکہ اب تک کوئی رئیس وہان کا شہر مین نہین آتا تھا سروہی سے ۱۰ کوس پر موضع پوسالیہ مین ڈولہ جاتا تھا۔ راؤ نے خاطرداری مین تیس ہزار روپیہ خرچ کیا اور تین کوس تک پیادہ پاپیشوائی کی لیکن علاقے سے لاگت بنولہ کے طور پر کچھ زیادہ وصول ہوگیا۔ اس کے دوسرے برس راؤ نے منشی نعمت علی خان کو جو لارنس صاحب کی سفارش سے بھرتپور چلا گیا تھا واپس طلب کرکے دیوان بنایا اور پھر تھوڑے دنون مین ناخوش ہوکر اُسے ایک گانوُن کی جاگیر پر بھیجدینے کے بعد ریاست کچھ کے اہلکار منشی امین محمد کو کامدار مقرر کیا۔ انھین دنون مین راؤ سرکاری تاکید سے پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ اور بعض اہلکارون کے ساتھ پہاڑی علاقے کا دورہ کرکے گراسیہ وغیرہ لٹیرون سے اُس نقصان کے عوض جو اُنھون نے ہی کانٹہ پر کیا تھا اور جس کا ہرجانہ راج کو دینا پڑا تھا چار ہزار روپے کی قیمت کے جانور لینے کے بعد واپس آیا اور ایک دو مقامون پر زبردست تھانہ قائم کردیا۔

سمت ۱۹۲۴ مطابق سنہ ۱۸۶۸ء مین منشی امین محمد نے کئی کچہریان مقرر کرکے اُنکے لئے قاعدے باندھے اور سائر کا محصول جو ہر جگہ علیحدہ شرح سے لیا جاتا تھا ایک قرار دیا۔ دوسرے برس راؤ نے قحط کے سبب غلّے کا محصول معاف کیا اور تیسرے سال اُس کی بیٹی کی شادی کرشن گڑھ کے کنور کے ساتھ ہوئی سنہ ۱۸۶۸ و سنہ ۱۸۶۹ء کی قحط سالی اور ٹھاکر بھٹانا کے فسادات اور بھیلون کی لوٹ مار کی وجہ سے ریاست مین بڑی مصیبت تھی۔ سنہ ۱۸۷۰ء مین ریاست کا پولٹیکل چارج اہرنپور کے ارریگولر فورس کے کمانڈنگ کو دیا گیا جسکو خاص اختیارات عطا ہوئے۔

سمت ۱۹۳۲ مطابق سنہ ۱۸۷۵ء ۱۶ ستمبر کو راؤ امید سنگھ نے ۴۴ سال کی عمر مین بخار کی بیماری سے انتقال کیا۔ اُس نے اپنے پندرہ برس دور حکومت مین کسی پر ظلم نہین کیا اور ذاتی لحاظ و مروت سے کسی ماتحت کو نقصان نہین پہونچا یا صرف جاگیرداروں کو جو اپنا درجہ سب سے اول سمجھتے ہین۔ برہمن۔ چارن اور جوگیون وغیرہ کے زیادہ عزت پاجانے سے شکایت رہتی تھی۔

۲۸ - مہاراؤ کیسری سنگھ

۲۰ جون ۱۸۵۷ء کو پیدا ہوئے اور انیس برس کی عمر مین سمبت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۲۶ نومبر کو مہورت کے دن مسند نشین ہو کر جلد انتظام پر توجہ کی اور قدیمی ملازم منشی نعمت علی خان کو جو میواڑ مین جا کر نوکر ہو گیا تھا دیوان ریاست پر واپس بلایا دوسرے برس مہاراؤ نے رئیس دانتہ کی بیٹی سے شادی کی اور غرضی نام رکھا بنگالے و بمبئی وغیرہ کی طرف سفر کو گئے جس سے خرچ کم اور تجربہ زیادہ حاصل ہوا۔

سمبت ۱۹۳۷ مطابق ۱۸۸۱ء مین منشی نعمت علی خان دیوان کو بوجہ نیک نامی کے گورنر جنرل کے حضور سے خان بہادر خطاب ملا۔ ٹھاکر ریواڑہ نے باغی ہو کر سروہی اور مارواڑ کی سرحد پر بڑا فساد برپا کیا جس سے دونون ریاستون کو فوج کشی کرنی پڑی اُس وقت وہ پہاڑون مین چلا گیا اور عرصے تک سروہی کے علاقے مین لوٹ مار کرتا رہا۔ آخر کار علاقہ مارواڑ مین پکڑا گیا اور ۱۸۸۲ء مین گولی مار دیا گیا یہ اول درجے کا ٹھاکر ریاست سروہی مین تھا اس کے مارے جانے سے غربی راجپوتانے مین امن ہو گیا۔ اسی سال مین راؤ نے اپنے چچا جامت سنگھ رئیس کھراڑی کی جاگیر جو ساڑھے بارہ ہزار روپے سالانہ کی تھی بوجہ حکم عدولی وغیرہ کے ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ کی صلاح سے ضبط کر لی اور عوض مین اُس کے پانسو روپیہ ماہواری تنخواہ مقرر کر دی۔ ۱۷ فروری ۱۸۸۷ء کو راؤ نے ملکہ معظمہ کے پچاس سالہ جلوس کی بڑی خوشی کی اور کئی قیدی رہا کئے سمبت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ء کو راؤ کے کنور نے انتقال کیا مگر اسی سال کے اندر دوسرا کنور پیدا ہو گیا اور شروع ۱۸۸۹ء مین راؤ کو سرکار سے موروثی طور پر مہاراؤ کا خطاب ملا اور ۱۸۹۵ء مین کے سی ایس آئی کا خطاب ملا اور ۱۹۰۱ء مین جی - سی - آئی ای کا ۱۹۱۱ء کے دربار دہلی مین اُنھین مہاراج دھراج کا موروثی خطاب ملا۔

فصل تاریخ کشن گڑھ یا کرشن گڑھ

جغرافیہ

کرشن گڑھ وسط راجپوتانہ مین ایک چھوٹی ریاست ہے جس کے شمال و مغرب مین علاقہ جودھپور اور جنوب مین انگریزی ضلع اجمیر - مشرق مین جیپور کا ملک ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۵۰ دقیقہ اور ۷۵ درجہ ۱۵ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اُس کا رقبہ ۸۵۴ میل مربع آبادی ۹۳۰۷۸ آدمی خالصے کی سالانہ آمدنی ساڑھے تین لاکھ روپیہ اور اس سے کچھ کم آمدنی کی زمین جاگیرداروں کے تحت مین تھی لیکن اب خالصے کی آمدنی بڑھ کر ۴۹۹ ۸۴۳ روپیہ تک پہونچ گئی ہے اور اسی طرح جاگیرداروں کی آمدنی بھی بڑھ گئی ہوگی فوج سوار و پیدل چھ سو آدمی بیان کی جاتی ہے۔

اس ریاست کی زمین کم پیداوار کی ہے جس سے کھیتی وغیرہ کی مدد کے واسطے اکثر تالاب بنوائے گئے ہین

علاقے مین مشرقی حصے کے سوا ہر طرف پہاڑیان پھیلی ہوئی ہین جن مین خاردار سینڈھ کے درخت جو کھیتونکی باڑ اور سوکھ جانے پر جلانے کے سوا کسی کام مین نہین آتے کثرت سے پیدا ہوتے ہین اس راج مین خالصے کے مین پرگنے کرشن گڑھ۔ روپ نگر۔ سردار او رجاگیر کا قصبہ فتح گڑھ مشہور گنے جاتے ہین جن مین حفاظت کیلئے قلعے اور مضبوط مکانات بنے ہوئے ہین۔ خاص راجدھانی کرشن گڑھ ریلوے سڑک سے جو آگرہ و دہلی سے اجمیر کو جاتی ہے کچھ دور ایک بلند پہاڑی مقام پر آٹھ ہزار آدمی کی آبادی ہے اس کے اندر راجہ کا محل مضبوط اور عمدہ بنا ہوا ہے شہر پناہ چوڑی اور مکانات اکثر پختہ ہین ایک تالاب اور باغ بھی رونقدار معلوم ہوتا ہے۔

تاریخ

یہ راٹھوڑون کی ریاست اس وقت سے تین سو برس پہلے جہانگیر بادشاہ کے شروع عہد مین اُسکی عنایت سے قائم ہوئی۔ جہانگیر نے جودھپور کے موٹہ راجہ اودے سنگھ کے ایک بیٹے کرشن سنگھ نام کو اُسکی خدمتگذاری کے عوض ضلع اجمیر مین سیٹھولاؤ وغیرہ دیگر گانون کی جاگیر سمت ۱۶۶۶ مطابق سنہ ۱۶۱۰ء مین دی تھی جس کے دو برس کے بعد اُس نے اپنے نام پر کرشن گڑھ بسا کر راجدھانی کے طور پر وہان رہنا اختیار کیا اس شہر کا عرض بلد شمالی ۲۶ - ۳۳ - طول بلد مشرقی ۷۴ - ۵۷ ہے۔ کرشن گڑھ والے اگرچہ مارواڑوالونکی چھوٹی شاخ مین ہین لیکن بزرگون کی جاگیر سے پچھلے منصب اور اپنی کارگذاری سے ریاست پانے کے سبب وہ جودھپور والون کا احسان نہین مانتے [illegible] درجہ جے پور۔ جودھپور۔ بیکانیر۔ بوندی اور کوٹے کے بعد سمجھا جاتا تھا۔ اور انکو [illegible] خطاب راجہ یا راؤ وغیرہ تین چار ہزاری منصب کے سوا نہین ملا تھا۔ شاید محمد شاہ وغیرہ نے بہادر سنگھ کو راجہ خطاب سے عزت دی ہو یہان تین سو برس کے اندر سولہ رئیس گدی پر بیٹھے جنکے نام نیچے لکھے جاتے ہین (۱) کرشن سنگھ ولد راجہ اودے سنگھ معروف بہ موٹا راجہ والی جودھپور (۲) سہس مل (۳) جگمال (۴) ہری سنگھ (۵) روپ سنگھ (۶) مان سنگھ (۷) راجہ راج سنگھ (۸) راجہ ساونت سنگھ (۹) راجہ بہادر سنگھ (۱۰) راجہ بردسنگھ (۱۱) راجہ پرتاب سنگھ (۱۲) مہاراجہ کلیان سنگھ (۱۳) مہاراجہ محکم سنگھ (۱۴) مہاراجہ پرتھی سنگھ (۱۵) مہاراجہ شاردول سنگھ (۱۶) مہاراجہ مدن سنگھ۔

یہ ریاست بہت چھوٹی تھی بلکہ قلت ملک و عقیر زمین ریاست کے واسطے بہت مفید ہوئی کیونکہ ہمین شک نہین کہ اس ریاست سے سلطنت مغلیہ اور [illegible] خراج نہین لیا اُسکا سبب صرف قلت ریاست تھی۔

(۱) کرشن سنگھ یا کشن سنگھ

اس کو سمت ۱۶۶۶ مین اس کے بعد ہی جہانگیر بادشاہ نے علاقۂ اجمیر مین سے جاگیر دیکر ایک ہزاری ذات اور پانسو سوار کا منصب عنایت کیا تھا وہ دوسرے برس مہابت خان کے ماتحت میواڑ پر بھیجا گیا جہان سے زخمی ہونے کے بعد بیس آدمی قتل اور تین ہزار قید کرلایا اور اپنی اس شجاعت و کارگذاری سے منصب دارون کے درجے سے ترقی کرکے امارت کے درجے پر پہونچا یعنی منصب دوہزاری ذات اور ہزار سوار سے سربلند ہوا

سنہ ۹ جلوس مین منصب دوہزاری ذات ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔ پھر شاہزادہ شاہ جہان وغیرہ کے ہمرکاب رہ کر کئی بار بہادری دکھلانے پر سمت ۱۶۷۲ مطابق سنہ ۱۶۱۶ء مین اُس کا منصب تین ہزاری ذات اور ڈیڑھ ہزار سوار تک پہونچا تھا کہ وہ اسی سال ایک خانہ جنگی مین مارا گیا جس کا ذکر تزک جہانگیری مین بھی آیا ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ سنہ ۱۰۲۴ ہجری (مطابق سمت ۱۶۸۲ و سنہ ۱۶۱۶ء) مین بادشاہ جہانگیر اجمیر گیا کرشن سنگھ اور اُس کا علاتی بھائی راجہ سورج والی جودھپور ساتھ تھے ایک دن بادشاہ پشکر کے تالاب کی سیر کو گیا اور رات کو وہین رہ گیا دونون بھائیون مین عرصے سے رنج چلا آتا تھا وجہ یہ تھی کہ گوبند داس بھاٹی نے جو سورج سنگھ کی سرکار مین مختار کل تھا کسی خانگی معاملے مین گوپال داس اُس کے بھتیجے کو قتل کر ڈالا کشن سنگھ کو اُمید تھی کہ راجہ اس قصور کی ضرور سزا دے گا لیکن جب اُس نے پروا نہ کی تو کشن سنگھ نے بھتیجے کا بدلا لینے پر زور دیا بھاٹی نے نہ مانا آخرکار دونون بھائیون کے دلون مین محبت کے بجاے عداوت پیدا ہو گئی اور بول چال کھانا پینا آنا جانا سب ترک ہو گیا کشن سنگھ موقع اور وقت کا متلاشی تھا اس موقع کو غنیمت سمجھا اور کچھ رات رہے اپنے سپاہیون کو مسلح کر کے سورج سنگھ کے پڑاو پر جا پہونچا اور گوبند داس کے خیمے پر پہونچ کر سپاہیون کو جو پہرہ دے رہے تھے قتل کرنا شروع کیا گوبند داس اس شور و غل کو سنکر خواب سے بیدار ہوا اور رفع حاجت کے واسطے خیمے سے باہر نکلا ہی تھا کہ کشن سنگھ کے آدمیون نے جو اُس کی تلاش مین تھے پکڑ کر اُس کا کام تمام کر دیا اسی عرصے مین راجہ سورج سنگھ بھی شور و غل سے بیدار ہوا اور شمشیر برہنہ لیکر خیمے سے باہر نکلا کچھ سپاہی بھی مدد کو آ گئے کشن سنگھ کو گوبند داس کے مارے جانے کا حال معلوم نہ تھا وہ اُس کی تلاش مین سرگردان پھرتے پھرتے اُس کے خیمے مین گھسا اُسی وقت سورج سنگھ بھی آ پہونچا دونون بھائیون اور اُنکے سپاہیون مین زور و شور سے تلوار چلنے لگی کشن سنگھ مع اپنے بھتیجے کرن سنگھ کے مارا گیا

صبح کو سورج نکلنے پر دیکھا گیا کہ کشن سنگھ چھتیس ہمراہیون سمیت مقتول پڑا تھا اور راجہ کے تیس آدمی مارے گئے تھے بادشاہ کو اس معاملے کی خبر پشکر کے مقام پر ملی لیکن کوئی ایسا قصوروار نظر نہ آیا جس کو سزا دی جائے اُس لئے ان سب کی لاشین جلانے کا حکم دیا گیا۔

۲۔ سہس مل

کرشن سنگھ کے چار بیٹون سہس مل۔ جگمال۔ بھارمل اور ہری سنگھ مین سے بڑا کنور پانچ سو ذات دو سو سوار کا منصب پا کر گدی پر بیٹھا باقی بھائیون کو جہانگیر نے ملازمت شاہی مین منسلک کر کے منصب پر سرفراز کیا سہس مل بارہ برس کے بعد سمت ۱۶۸۵ مین کہ شاہ جہان کا شروع عہد تھا گذر گیا۔

۳۔ جگمال

کرشن سنگھ کا دوسرا بیٹا جگمال ڈیڑھ ہزاری ذات سات سو سوار کا منصب اور راج پا کر چھ سات مہینے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی بھارمل سمیت جسکا منصب ایک ہزاری ذات پانچ سو سوار تھا کسی راجپوت کی حمایت پر مہابت خان کے بیٹے امان اللہ خان کے ماتحت لوگون سے لڑ کر مارا گیا۔

۴ - ہری سنگھ

یہ کرشن سنگھ کا چوتھا بیٹا ہے تین بڑے بھائیون کے مر کھپنے کے بعد سمت ۱۶۸۵ مطابق سنہ ۱۶۲۹ء مین
گدی پر بیٹھا سنہ ۵ جلوس شاہجہانی مین منصب ہزاری ذات ششصد سوار پر سرفراز ہوا سنہ ۹ جلوس مین
خان جہان بارہہ کے ساتھ مہم بیجاپور مین متعین ہوا سنہ ۱۱ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات ہشت
صد سوار سے مفتخر ہو کر شاہزادہ شجاع کے ساتھ کابل مین تعینات ہوا اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات
نہ صد سوار سے ممتاز ہوا سنہ ۱۴ جلوس مین شاہزادہ محمد مراد بخش کے ساتھ کابل مین مامور ہوا سنہ ۱۵ جلوس
مین ۲۳ صفر سنہ ۱۰۵۲ ہجری کو [illegible] لاولد مر گیا جس کے بعد شاہجہان بادشاہ نے اس کے بھتیجے
اور بھارمل کے بیٹے روپ سنگھ کو خلعت و اسپ دیکر کرشن گڑھ کی جاگیر پر قائم کیا۔

۵ - روپ سنگھ

یہ سمت ۱۷۰۰ مطابق سنہ ۱۶۴۳ء مین اپنے چچا ہری سنگھ کے بعد کشن گڑھ کی حکومت پر سرفراز ہوا اول
اول شاہجہان نے سنہ ۱۷ جلوس مین اس کو منصب ہزاری ذات اور ہفت صد سوار پر مفتخر کیا سنہ ۲۲ جلوس
مین شاہجہان نے منصب دو ہزار و پانصدی ذات و ہزار و دو صد سوار پر سربلند کر کے شاہزادہ اورنگ زیب کے
ساتھ مہم قندھار پر مامور کیا سنہ ۲۳ جلوس مین منصب سہ ہزاری و ہزار و پانصد سوار پر ترقی پائی سنہ ۲۵
جلوس مین نقارہ عطا ہوا و منصب چارہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہو کر دوسری مرتبہ مہم قندھار مین
متعین ہوا سنہ ۲۶ جلوس مین منصب چہارہزاری ذات دو ہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہو کر تیسری مرتبہ شاہزادہ
داراشکوہ کے ساتھ مہم قندھار مین شریک ہوا۔

سمت ۱۷۱۰ مطابق سنہ ۱۶۵۴ء مین یہ چارہزاری ذات و تین ہزار سوار کا منصب حاصل کرنے کے بعد
دوسرے سال قلعہ چتوڑ کے گرانے مین جس کی درستی عہدنامے کے خلاف رانا نے کر لی تھی سعد اللہ خان وزیر کے
ہمراہ تھا جس سے شاہجہان نے اس کو پرگنہ مانڈل گڑھ دو لاکھ روپے سالانہ جمع پر اودیپور سے نکال کر دیا۔
جو چار برس کے بعد رانا راج سنگھ اول نے شاہجہان کی بیماری کے وقت چھین کر کرشن گڑھ والون کو وہان سے
نکال دیا۔ سمت ۱۷۱۵ مطابق سنہ ۱۶۵۸ء مین شاہجہان کے سخت بیمار ہو جانے پر اس کے بیٹون داراشکوہ اور
اورنگ زیب نے آگرے کے قریب ساموگڑھ مین لڑائی کی تو رسد جنگ مین داراشکوہ نے روپ سنگھ کو اپنی
فوج ہراول کا سردار مقرر کیا اس لڑائی مین اس کی جرات و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ دلاوران زمانہ کے حوصلے سے
بڑھ کر قدم مارتا تھا آخرکار اپنی بے نظیر شجاعت سے اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا اور بکمال دلیری کے
ساتھ اپنی تلوار سے اس ہاتھی کی عماری کے رسون کا کاٹنا شروع کیا اورنگ زیب اس جوانمرد اور پرجوش
افسر کی اس جسارت اور بہادری کو دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ بے اختیار چلایا کہ خبردار اس بہادر کو نہ مارنا اور
زندہ گرفتار کر لینا مگر لڑائی کے ہڑبونگ مین جب تک یہ فقرہ بادشاہ کے منھ سے نکلا آناً فاناً مین سیکڑون تلوارین

اُس پر پڑگئیں جنھوں نے اُس کا نقش صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

اس نے اپنے نام پر قصبہ روپ نگر آباد کیا جو اجمیر سے ۴۶ میل شمال مشرق مین ہے اور جیپور سے ۱۲ میل جنوب مغرب مین واقع ہے اسکے بعد اسکی ایک بیٹی بادشاہ زادہ محمد معظم کو بیاہی گئی تھی جس کی تفصیل یہ ہے کہ عالمگیر نے روپ سنگھ کے جانشین کو حکم دیا کہ اُس لڑکی کو اپنے وطن سے محلات شاہی مین پہونچا دے جب وہ بادشاہی محل مین داخل ہوگئی تو اول اُس کو مسلمان کیا اور چند روز تک بیگمات اور شاہی مستورات کے پاس ضروریات دینی کے سیکھنے کو رکھا وہ لڑکی تھوڑے عرصے مین احکام دین سے مطلع ہوگئی اب بادشاہ نے بیاہ کا جشن ترتیب دیا اور سامان مہیا ہوا اور لاکھ روپے سے زیادہ کا جواہر اور سامان واسباب اور مکانات اُس لڑکی کو عطا کئے اور علاوہ اس کے بہت سا امارت کا اور بھی سامان بخشا۔ بیگمات نے بھی بہت قیمتی جہیز اُس کے لئے بنایا۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۰۸۱ھ شب کے وقت عقد نکاح کی رسم قرار پائی اور جشن بادشاہانہ ترتیب دیا گیا۔ ناچ ورنگ ہوا اول شاہ زادہ اپنے مکان سے دریا کے رستے کشتی مین سوار ہوکر قلعہ کے پاس برج مین کشتی سے اُترا اُس وقت دریا کے دونون طرف ٹھاٹھ باندھکر روشنی ہورہی تھی اور دریا کے اُس پار آتش بازی گاڑی گئی تھی۔ کشتی سے اُترکر شاہ زادہ گھوڑے پر سوار ہوا بادشاہ کے حکم سے اسد خان بخشی دوم وسیف خان وافتخار خان اختہ بیگی وملتفت خان میر توزک ہمرکاب چلے طوائف اور گویے گھوڑے کے آگے آگے ناچتے گاتے جاتے تھے۔

دربار خاص مین بادشاہ بڑے تجمل سے مسند نشین تھے اور محفل راگ ورنگ منعقد تھی شاہ زادہ یہان پہونچا بادشاہ نے پچاس ہزار کی قیمت کے موتیون کا سہرا سر سے باندھا اور دو دانے موتیون کے ۵۵ ہزار کی قیمت کے بخشے اور بازوبند مرصع اور خنجر خاص موتیون کی حمائل کے ساتھ اور چرکسی خاصہ مروارید جڑی ہوئی اور جیغہ مرصع اور ایک خاص ہاتھی سنہری حوضے کے ساتھ اور پانچ گھوڑے عربی وعراقی جن مین سے ایک پر ساز مرصع تھا اور ایک پر زین اور ساز طلائی تھا مرحمت کئے اور آتش بازی کے چھوٹنے کا حکم دیا بعد اس کے جب نکاح کا وقت آیا تو قاضی القضات عبدالوہاب نے بادشاہ کے سامنے نکاح پڑھا اور مبارکباد کے شادیانے ارباب نشاط نے گانا شروع کئے نوبت خانے سے نوبت بجنے لگی۔ اس جشن مین سلطنت بخارا کا سفیر بھی شریک تھا جس کو دو روپے اور دو اشرفیان عنایت ہوئین جن مین سے ایک روپیہ اور ایک اشرفی کا وزن تین تین سو تولہ کا تھا اور ایک روپے اور ایک اشرفی کا وزن دو دو سو تولہ کا۔

خوش حال خان کلاونت اور اُسکے بھائی بیرام خان کو چار ہزار روپے کے زیور مرصع اور نقد تین ہزار روپیہ مرحمت ہوئے اور جوہر خان کلاونت کو دو ہزار روپے بخشے۔

جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ محمد عظیم اسی لڑکی کے بطن سے تھا۔

۶ - مان سنگھ

یہ اپنے باپ کے بعد کم عمری مین مسند نشین ہوا اور ہوش سنبھالنے پر اس نے عالمگیر کو بہت خوش رکھا۔
سمت ۱۷۴۱ مطابق ۱۶۸۴ء مین اس کو پرگنہ مانڈل اور پور پر جو عالمگیر نے جزیے کے عوض اودیپور سے ضبط کیے تھے

فوجدار یعنی حاکم ضلع مقرر کیا گیا جہان کئی برس تک اس نے اچھا بندوبست رکھا پھر ۳۵ سنہ جلوس عالمگیری مین ذوالفقار خان کے ساتھ قلعہ جنجی کی تسخیر پر متعین ہوا اور نہایت بہادری سے قلعہ مذکور فتح کر لیا ۴۲ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری سے مفتخر ہوا۔ دکن کے اندر سمت ۱۷۶۳ مطابق ۱۷۰۶ء مین مر گیا اور اسکا بیٹا راج سنگھ وارث رہا جو اپنے باپ کی زندگی مین شاہ عالم بہادر شاہ کے حکم سے راج کشن گڑھ کا کام کرتا تھا۔

۷ - راج سنگھ

اسکو گدی پر بیٹھنے کے بعد شاہ عالم بن عالمگیر نے تین ہزاری منصب دیا فرخ سیر کے عہد مین وہ سید وزیرون کا طرفدار گنا جاتا تھا۔ سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۴۹ء مین مر گیا تو اسکے دو بیٹون ساونت سنگھ اور بہادر سنگھ مین راج کے لئے جھگڑا پھیلا۔

۸ - ساونت سنگھ

۹ - راجہ بہادر سنگھ

ساونت سنگھ کی مسند نشینی جو دلی مین حاضر تھا محمد شاہ نے منظور کر لی تھی لیکن بہادر سنگھ نے کرشن گڑھ دبا لیا جسکی بیدخلی کی فکر مین ساونت سنگھ بادشاہی کمزور ہونے کے سبب مرہٹون اور جودھپور والون سے مانگتا پھرا۔ آخر اسکے بیٹے سردار سنگھ نے روپ نگر علیحدہ حاصل کیا۔

ساونت سنگھ اپنے وطن سے ... سمت ۱۸۲۱ مطابق ۱۷۶۴ء مین مر گیا اور دوسرے سال اس کا بیٹا سردار سنگھ بھی روپ نگر کی گدی پر لاولد مر گیا تو اس موقع پر کرشن گڑھ والے بہادر سنگھ نے ہوشیاری سے اپنے بڑے بیٹے بڑد سنگھ کو روپ نگر مین ... طور پر بٹھا کر ریاست ایک کر لی لیکن اس خیال سے کہ بڑد سنگھ کے روپ نگر مین گود آنے جانے کے سبب دوسرا بیٹا اکھے سنگھ کرشن گڑھ کا دعوے نہ کرے اس کو راج مین سے دسوین حصے کے طور پر فتح گڑھ کا پرگنہ بغیر خراج جاگیر مین دیا۔

ایک تاریخ کی کتاب مین لکھا ہے کہ ۱۷۸۷ء مین جودھپور کے راٹھوڑ اور جیپور کے کچھواہون نے مرہٹون کے مقابلے کے واسطے اتفاق کیا اور تونگا کی لڑائی مین انکو شکست دی اس شکست کا عوض سندھیا نے دو برس بعد ۱۷۹۰ عیسوی مین پاٹن اور میرتہ کی لڑائی ہونے سے ہوا ان لڑائیون کے واسطے کشن گڑھ کا ... سنگھ مرہٹون کو اپنے ملک پر چڑھا کر لایا تھا انکو لانے مین اس کو کچھ اپنی بہبودی وبہتری کی خواہش نہ تھی بلکہ اپنے بزرگ مہاراجہ جودھپور سے انتقام لینا مقصود تھا کہ اس نے بہادر سنگھ کو اپنے بھائی کے حقوق ناجب غصب کرنے سے باز رکھا تھا میرتے کی لڑائی نے مرہٹون کو راجپوتانے پر مسلط کر دیا اور صرف کشن گڑھ کا دعوا زد مین اس عام مظلومی سے محفوظ رہا لیکن یہ بات اور وجوہ سے غلط ہونے کے علاوہ یون بھی غلط ہے کہ بہادر سنگھ ۱۷۸۲ء مین مر چکا تھا اور اسکے مرنے پر بڑد سنگھ نے راج پایا نہ کلیان سنگھ نے۔

۱۰- راجہ بڑد سنگھ

یہ سمت ۱۸۳۸ مطابق ۱۷۸۲ء مین گدی پر بیٹھ کر سات برس کے بعد انتقال کر گیا اور کنور پرتاب سنگھ راجہ ہوا

۱۱- راجہ پرتاب سنگھ

اس نے سمت ۱۸۴۵ مطابق ۱۷۸۸ء مین گدی پر بیٹھ کر جودھپور کے برخلاف کارروائی کرنی چاہی جس پر جودھپور کے مہاراجہ بجے سنگھ نے ٹھاکر رام سنگھ کو جو راجہ راج سنگھ کا پوتا اور بیر سنگھ کا بیٹا تھا فتح کے ذریعے روپ نگر کا علاقہ دلا دیا راجہ پرتاب سنگھ کے بہت دنون تک جودھپور مین حاضر رہنے اور لاچاری کرنے سے کرشن گڑھ واپس ملا اور جب مہاراجہ بجے سنگھ اپنے ماتحت سردارون کی جھگڑے مین تھا تو پرتاب سنگھ نے رام سنگھ سے روپ نگر چھین کر تمام علاقے پر قبضہ کر لیا یہ راجہ سمت ۱۸۵۴ مطابق ۱۷۹۸ء مین فوت ہو گیا۔

۱۲- مہاراجہ کلیان سنگھ

اس نے سمت ۱۸۵۶ مطابق ۱۷۹۹ء مین اپنے باپ کے بعد مسند نشین ہو کر ۱۸۱۸ء مین عہدنامے کے ساتھ بغیر خراج انگریزی سرکار کی اطاعت قبول کی۔ یہ ہوشیار مہاراجہ غیر ریاستون جیپور اور جودھپور کے جھگڑون مین صلاح کار بنا رہا اور اس کے بیٹے مکھم سنگھ کی ایک شادی سمت ۱۸۷۷ مطابق ۱۸۲۱ء مین مہارانا ادیپور کے یہان ہوئی۔ زمانے کا بڑا انقلاب دیکھنے سے اس کی طبیعت مین کچھ جنون پیدا ہو گیا تھا کہ اُس کے ذہن مین آیا کہ سرکار انگریزی راج کے اندرونی کاروبار مین مداخلت کرنا چاہتی ہے اور اس خیال سے ۱۸۲۵ء مین دہلی کے پنشن خوار بادشاہ اکبر ثانی کی خدمت مین استغاثہ کرنے کو چلا لیکن انگریزی افسرون کی ہدایت سے واپس چلا آیا پھر اُس نے سمجھا کہ سرداران ریاست کی نوکری برابر واجب نقد مطالبے سے مبدل ہو سکتی ہے مگر کوئی کفالت نہ تھی کہ زر نقد ادا کرنے پر بھی وہ نوکری کرنے سے معذور رہین گے اس واسطے انھون نے انکار کیا بلکہ ٹھاکر فتح گڑھ نے خودسری اختیار کی مگر سرکار انگریزی نے ریاست کا جاگیردار قرار دیکر مہاراجہ کا حکم ماننے کی ہدایت کی مہاراجہ نے اُنکی سزادہی کے ارادے سے فوج متعین کی مگر جوش دیوانگی مین یکایک خاندان تیموریہ کے لقبی بادشاہ کے نزدیک استغاثہ کرنے کے واسطے پھر دہلی کو چلا گیا اور وہان خیالی منصب مثلاً دربار شاہی مین موزہ پہن کر جانے کا تمغا حاصل کرنے مین مصروف ہوا ایسی حالت مین بھی کشن گڑھ مین اُس کے ہمراہی غافل نہ تھے اُنھون نے فوج بھرتی کی اور بوندی کی ریاست سے بھی مدد لی ٹھاکرون نے بھی کوٹے سے مدد لیکر مقابلے مین کوتاہی نہ کی ان مین لڑائی ہونے لگی اور اس سبب سے قرب و جوار کے علاقہ انگریزی مین بھی شر پیدا ہوا اس واسطے مہاراجہ کو ہدایت ہوئی کہ خود اُس کی اور اُسکے ملازمین اور ٹھاکرون کی حرکات سے جو نقصان پیدا ہو گا اُس کی جوابدہی مہاراجہ کے ذمے ہے اور اگر فی الفور بندوبست نہ کرے گا تو اُس کا عہدنامہ منسوخ ہو کر ٹھاکرون سے عہد و پیمان کیا جائے گا اس ہدایت نے اُس کو ششدر کر دیا اور وہ یکایک دہلی سے واپس آیا اور اپنے سردارون کو جمع کر کے بذات خود مقصد دلی پر حملہ آور ہوا اگرچہ سردارون کے مذکور ہونے سے ثابت ہوا کہ اُنکو اپنے ہم قوم باغیون پر حملہ کرنا منظور نہ تھا لیکن

کر کے سب علیحدہ ہو گئے اور پھر سب نے متفق ہو کر راجدھانی کا محاصرہ کیا اور مہاراجہ کلیان سنگھ کو خارج کر کے
اُس کے صغیر سن لڑکے کو مسند نشین کرنا چاہا کلیان سنگھ اجمیر کو بھاگ گیا اور سرکار انگریزی سے درخواست اعانت کر کے
اپنے ملک کا ٹھیکہ دینا چاہا مفسد ٹھاکروں نے بھی سرکار میں استغاثہ کیا سرکار نے کلیان سنگھ کی درخواست نامنظور کر کے
ہدایت کی کہ اگر وہ دہلی کو چلا جاوے اور اُس کی غیر حاضری میں انتظام ملک بہ اہتمام پنچایت ہوتا ہے تو کچھ مضائقہ
نہیں ہے اسپر مہاراجہ اور سرداروں کے درمیان عہد و پیمان ہوا مگر شرائط مقررہ کی کفالت دینے میں سرکار نے انکار کیا
وہ دہلی کو چلا گیا اور رزیڈنٹ نے فہمائش کر کے اُس کو واپس بھیجا بدرجۂ لاچاری سرداروں نے حسب خواہش
مہاراجہ یہ بھی منظور کیا کہ جودھپور کا مہاراجہ فیصلہ کر دے مگر اُس میں سرکار انگریزی کی کفالت ہو یہ امر سرکار نے
منظور نہ کیا سرداروں نے ولی عہد کو مسند نشین کر دیا اور کرشن گڑھ کا محاصرہ کر کے اُس میں داخل ہونے والے تھے
کہ مہاراجہ نے پولٹیکل ایجنٹ کی درمیانگی منظور کی اُس کی وساطت سے شرطیں قرار پا گئیں اور کلیان سنگھ
کرشن گڑھ میں آ گیا مگر تھوڑے عرصے کے بعد ثابت ہوا کہ مہاراجہ اور سرداروں کے درمیان صلح و اتفاق رہنا
غیر ممکن ہے کیونکہ مہاراجہ اپنے قول پر ثابت قدم نہیں ہے سردار پھر جمع ہوئے اور مہاراجہ کلیان سنگھ سمت ۱۸۸۹ مطابق
سنہ ۱۸۳۲ء میں اپنے کنور محکم سنگھ کو راج سونپ کر ۳۶ ہزار روپے سالانہ پنشن پر انگریزی علاقے میں جا رہا
جہاں چھ برس کے بعد انتقال کر گیا۔

۱۳۔ مہاراجہ محکم سنگھ

یہ نوجوان اور نیک مزاج مہاراجہ اپنے والد کے سامنے سرداروں کے اتفاق سے راج پا کر نو برس
کے بعد سمت ۱۸۹۷ مطابق سنہ ۱۸۴۰ء میں لاولد مر گیا جس سے پرتھوی سنگھ فتح گڑھ کی جاگیر سے گود آ کر ریاست کا مالک ہوا

۱۴۔ مہاراجہ پرتھوی سنگھ

یہ سمت ۱۸۹۸ مطابق سنہ ۱۸۴۱ء ۲۵ اپریل کو گود لئے جا کر چار برس کی عمر میں گدی پر بٹھایا گیا جو ہوش
سنبھالنے پر لائق اور کارگذار نکلا اس کے وقت میں آگرے سے اجمیر کو ریل جاری ہونے کے سبب نمک وغیرہ کی
راہداری چھوٹنے سے کرشن گڑھ کو ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ محصول کا نقصان پہونچا سرکار نے بیس ہزار روپیہ
سالانہ ہرجانہ دینا منظور کیا اور باقی کمی دور کرنے کو مہاراجہ نے تین لاکھ روپیہ لگا کر سمت ۱۹۲۷ مطابق سنہ ۱۸۷۰ء تک
۲۴ تالاب تیار کرائے جن سے چوبیس ہزار پانچسو بیگھہ زمین کھیتی اور آمدنی کے لائق ہو گئی۔ سمت ۱۹۳۲ مطابق
سنہ ۱۸۷۵ء میں مہاراجہ کی بڑی بیٹی اودے پور کے مہارانا سجن سنگھ کو اور کچھ عرصے کے بعد دوسری بیٹی الور کے
مہاراؤ راجہ منگل سنگھ کو بیاہی گئی۔ سمت ۱۹۳۶ مطابق سنہ ۱۸۸۰ء میں اس مہاراجہ کا انتقال ہو گیا۔

۱۵۔ مہاراجہ شاردول سنگھ

اپنے والد کے بعد سمت ۱۹۳۶ مطابق سنہ ۱۸۸۰ء ۸ جنوری کو گدی پر بیٹھا اور چار برس کے بعد پیراودہ
ملاقات کے لئے اودے پور جا کر خاطر داری سے دو ہفتے مہمان رہنے کے بعد واپس آیا۔ سمت ۱۹۴۳ مطابق سنہ ۱۸۸۶ء میں

مہاراجہ کی چھوٹی بہن جھالراپاٹن کے مہاراج رانا ظالم سنگھ کو بیاہی گئی - یہ پہلا موقع ہے کہ جھالراپاٹن والون کو پُرانی خاندانی ریاست سے بیٹی لی - سرکار نے اس کو بھی سی آئی ای کا خطاب دیا تھا - اس نے سنہ ۱۹۰۰ء مین انتقال کیا اسکے بعد اسکے اکلوتے بیٹے مدن سنگھ کو مسند ریاست حاصل ہوئی -

۱۶ - مہاراجہ مدن سنگھ جی

یہ سنہ ۱۸۸۴ء مین پیدا ہوئے اور انکو سنہ ۱۹۰۵ء مین پورے اختیارات ملے سنہ ۱۹۰۸ء مین انھین کے سی آئی ای کا خطاب ملا اور سنہ ۱۹۱۱ء کے دربار دہلی مین کے سی ایس آئی کا وہ برٹش فوج مین آنریری میجر بھی ہین - ابتداے سنہ ۱۹۱۴ء مین جنگ عظیم مین شریک ہونے کی درخواست دی تھی جو گورنمنٹ نے منظور کی اُنکی سلامی ۱۵ ضرب توپ ہے -

چوتھا باب

ہاڑوتی کے بیان مین

اس مین بوندی - کوٹہ - اور جھالاوار کا بیان ہے -

فصل تاریخ بوندی

جغرافیہ

بوندی جنوبی مشرقی راجپوتانہ مین دوسرے درجے کی پُرانی ریاست ہے - یہ راج درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۵۸ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۵ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۲۳ دقیقہ اور ۷۶ درجہ ۳۰ دقیقہ کے واقع ہے اس کے شمال مین جیپور - مغرب مین جہازپور وغیرہ علاقہ اودیپور - جنوب مین علاقہ گوالیار - مشرق مین راج کوٹہ ہے طول پچاس میل عرض پچاس میل رقبہ ۲۲۲۰ میل مربع آبادی سنہ ۱۹۱۱ء مین ۲۱۸۷۲۳ آدمی تھی - خالصے کی آمدنی پانچ لاکھ روپے سالانہ کے علاوہ اسی قدر بالتحت جاگیرداروں کی ہے اور فوج سوار و پیادہ ڈھائی ہزار بھی جاتی ہے - لیکن اب خالصے کی آمدنی ۹۴۵۴۰۰ روپیہ ہوگئی ہے -

راج بوندی مین پہاڑی سلسلہ شمال و مشرق سے جنوب و مغرب کی طرف چلا گیا ہے جس سے علاقے کے دو حصے ہوجاتے ہین دونون طرف کی زمین ہموار اور قابل پیداوار ہے مشرقی جنوبی علاقہ چنبل ندی پر ختم ہوتا ہے جو ریاست کوٹے کی سرحد ہے اور شمالی مغربی حصہ اجمیر کے پہاڑون سے جا ملا ہے - بوندی کی بیج ندی جو مارواڑ کے علاقے سے آتی ہے چنبل دریا مین شامل ہوتی ہے دوسرے برساتی ندی نالے ہر طرف کچھ عرصے تک جاری رہتے ہین معمولی پیداوار کے علاوہ کسی جگہ لوہا بہت نکلتا ہے - ملک کی آب و ہوا تندرستی کے لئے بہتر نہین ہے - بخار - گٹھیا - نظر کی کمزوری اور بدہضمی وغیرہ بیماریان ہر موسم مین ہوتی رہتی ہین -

شہر بوندی جس مین چالیس ہزار آدمی بستے ہین ایک پہاڑ کے گھاٹے مین مناسب موقع پر آباد ہے شہر پناہ کے اندر تین دروازے آمد و رفت کے لیے بنے ہوئے ہین - دو بازار چوڑے ہین لیکن پانی کے بہاؤ کا کچھ بند و بست نہین کیا گیا جس سے صفائی نہین رہتی - مہاراؤ راجہ کا محل اونچی جگہ پہاڑ کے ڈھال پر تعمیر ہوا ہے جس کی عمارت راجپوتانے مین عمدہ قسم کی گنی جاتی ہے - محل کے سوا شہر بھر مین کوئی بڑا یا خوبصورت مکان نہین ہے - یہ شہر کوٹے سے بائیس میل شمال و مغرب مین اور آگرے سے ایک سو چھیانوے میل جنوب و مغرب مین ہے - شہر کے دروازے پرانے زمانے کے خوف کی پابندی مین شام سے صبح تک بند رکھے جاتے ہین شہر بوندی عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۲۶ دقیقہ طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۴۲ دقیقہ پر واقع ہے -

قوم

بوندی والے چوہان قوم کی ہاڑا شاخ مین ہین - گوبند رام ہاڑا بھاٹ کی کتاب کے بموجب ہاڑا است پال پسر انوراج خلف بیلدیو سے پیدا ہوئے ہین مگر موگجی کھیچی بھاٹ لکھتا ہے کہ انوراج مانک راے بانی سانبھر کا بیٹا اور کھیچیون کا بزرگ تھا - است پال کی پیدائش قصے کے طور پر ہڈیون سے قرار پاکر اُس کی نسل ہاڑا راجپوت مشہور ہوئی -

جس کی تفصیل حسب تحریر ہاڑا بھاٹ یہ ہے کہ انوراج مقام اسی یعنی ہانسی پر قابض تھا - اُس کے بیٹے است پال نے بہ اتفاق اگن راج خلف اجے راو والی کچھ بوریا ٹن واقع سندھ ساگر رندھیر چوہان راجہ گولکنڈہ کے پاس طالع آزمائی کرنے کی تیاری کی تھی مگر جلی بن کے دیت یعنی وحشیون کی فوج نے ایک وقت مین ہانسی اور گولکنڈہ دونون پر حملہ کیا رندھیر سنگھ نے سا کھا کیا اور صرف اُس کی دختر سورا بائی جانبر ہو کر بغرض پناہ پذیری ہانسی کو گئی کہ وہان بھی اُسی وقت مین وہی خونخوار فوج حملہ آور ہوئی تھی انوراج نے بھاگنے کی تیاری کر لی مگر اُس کے بیٹے است پال نے انتظار حملہ نکر کے خود دشمن پر چڑھائی کی لڑائی مین حملہ آور مارا گیا اور است پال نے مجروح شدید ہو کر جہان تک وہ گرا اُس کا تعاقب کیا اُسی مقام پر سورا بائی درخت پیپل کے تلے موت کی منتظر تھی کیونکہ زندگی کی اُمید نہ تھی اور خوف و اشتہا سے صرف پوست و استخوان باقی رہ گیا تھا مگر عین یاس کی حالت مین درخت پیپل جس کے سایے مین تھی یکایک پھٹا اور آسا پورنا کل دیوی نکلی سورا بائی نے اُس سے اپنے باپ اور بھائیون کے بمقابلہ وحشیان جلی بن گولکنڈہ کی حفاظت مین مرنے کا حال بیان کیا دیبی نے اُس سے کہا کہ طمانیت رکھ تیرے حملہ آور کو مار ڈالا ہے اور قریب ہے جنانچہ سورا اُس مقام پر لے گئی جہان است پال زخمون سے بیہوش پڑا تھا اُس کی مدد سے وہ بحال ہوا اور چوہانون کی قدیم وراثت یعنی قلعہ اسیر پر قابض ہو گیا -

اس روایت کو کپتان بروس پولٹیکل ایجنٹ ہاڑوتی نے دوسرے طور پر لکھا ہے کہ ہانسی کے راجہ انوراج کی رانی دندداوتی پنوار نسل کی تھی اُس نے بارہ برس تک حاملہ رہ کر انڈا دیا پنڈتون نے انڈے کی پوجا کروائی اور مدت تک اُس کی پرستش ہوتی رہی آخر گھمرادم جس نے گوہ آبو پر بوہا کیمتا پایا تھا گولکنڈہ واقع دکن مین فوج

لیکر گیا اور وہان کے چوہان راجہ سے لڑا اور اُس کو شکست دیکر بجز ایک لڑکی مسماۃ سوران بنت بندھیر چوہان کے
سب کو ہلاک کیا بعد ازان گھرارم ہانسی حصار کو گیا اُس کی آمد سُنکر انوراج مغرور ہوا اور بتبرک سمجھکر انڈے کو اپنی رانی کے
ڈولے مین رکھکر لے چلا مگر وہ اس قدر وزنی ہوگیا کہ کہار نہ لے جاسکے پھر اُس مین سے آواز نکلی کہ جا کو مت اِن انڈے
مین سے نکلکر دیت سے مقابلہ کرون گا رانی نے یہ بات سُنکر راجہ کو اطلاع دی نصف شب پر انڈا پھوٹا اُس مین سے
سہات گن کا دیو نکلا اور گھرارم سے لڑا دونون لڑائی مین مارے گئے ۔ اتفاقاً سوران لڑکی کہ گوکنڈہ کے خاندان مین سے
بچ رہی تھی اسیلا درخت کے سائے مین بیٹھی تھی لیکا یک درخت پھٹا اُس مین سے آسا پورا دیوی نے نکلکر سوران سے کہا
کہ جس دیت نے تیرے باپ کو مارا تھا وہ ہانسی حصار مین چوہان راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا اور وہ لڑکی کو اپنے ساتھ میدان جنگ
مین لے گئی وہان لڑکی نے اُس دیو کی ہڈیون کو جو انڈے سے پیدا ہوا تھا جمع وزندہ کرکے اُس کا نام اَسست پال رکھا
کہ اُس سے وہ اور اُس کی اولاد ہاڑا مشہور ہوئی ۔

تاریخ

یہ تو کبیشرون کی شاعری اور خیال بندی ہے ۔ اتنی روایت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ انوراج مقام اسی
یعنی ہانسی پر قابض تھا جس کے بیٹے اَسست پال کو وہان سے دشمنون نے نکال دیا وہ دکن کی طرف جاکر آسیر وغیرہ کا مالک
ہوگیا اور اسی سے ہاڑا شاخ چلی چونکہ محمود غزنوی کا اخیر ہندوستان پر حملہ براہ ملتان اجمیر تک ۴۱۶ھ ہجری مطابق
۱۰۲۴ء مین ہوا تھا بر او اجب یقین کیا جاسکتا ہے کہ اُس کے باپ انوراج کی جان اور اُس کی دار الحکومت
ہانسی کو اسی سلطان نے لیا تھا جس کے بعد ہاڑون کے مورث اَسست پال نے سمت ۱۰۸۱ مطابق ۱۰۲۵ء مین آسیر پر قبضہ کیا
اُسی زمانے مین محمد محمود نے اجمیر کو مسخر اور ملک کو تاراج کیا اور ہندی شاعر نے اُس کو کجلی بن کا دیت لکھا ہوگا ایسی کی
نظیر یہ ہے کہ جو نیک کام کرتا ہے ایرانی اُسے فرشتہ کہتے ہین اور جو بُرا کام کرتا ہے اُسے دیو بولتے ہین بہت سے بدکردار زبردستون
کو دیو کے نام سے یاد کیا ہے کیکاؤس شہنشاہ ایران کے عہد مین اُسکے ایک زبردست پہلوان و سردار نے بغاوت کی اُسے دیو
سپید کہنے لگے ملک مازندران کے کوہستان دماوند کے آدمی بڑے نامودب اور وحشی منش اور مردم آزار تھے ان مقامات مین
کیومرث رہتا اور حکومت کرتا تھا اُس کے بیٹے سیامک کو وہان کے آدمیون نے مار ڈالا تھا تہمورس پدر جمشید نے اُن سے
بدلا لیا اس لئے وہان کے آدمی دیو کہلائے اور تہمورس کو اُنکے مغلوب کرنے کی وجہ سے دیو بند لقب دیتے ہین اگرچہ اُس جانب
شہرت فتح نے جس کے نزدیک سارشرہ کا کنارہ نو زمین سے سر اندیپ دبنگالہ کی فتح تک صرف درمیانی مقام تھا قیام اُلوانہ
کے زمانے مین محمود نے ایک فوج بھیجکر بندھیر کو گوکنڈہ سے نکالا ہوگا ۔ مسلمان مؤرخون کی تحریر سے فوج محمود کے جزیرہ نما
مین داخل ہونے کا کچھ پتہ نہین لگتا مگر ان ضعیف مراتب کی نسبت قیاس دوانی کرنا عبث ہے اُنسے صرف یہی ایک نیا
امر ثابت ہوتا ہے کہ یہ ریاستین جنوب و شمال مین راجپوت رئیسون کے قبضے مین تھین اُنکی اولاد کے اصل باشندگان سے
ملنے سے مرہٹون کی مشترک نسل پیدا ہوئی اس قوم مین اپنے بزرگون کے سے نام اور خواص ہین مگر بجائے جادو
و تنور اور سیسودیہ وغیرہ کے القاب سے مشہور ہین مرہٹون کو گولکنڈہ ۔ بیجاپور اور احمد نگر کے مسلمان بادشاہون کے

وقت مین قلعون وغیرہ کے پیدل سپاہیون مین نوکریان ملا کرتی تھین مگر جب معلوم ہوا کہ جنگی سوارون مین بھی اچھی خدمت دے سکتے ہین تو رسالون مین بھی بھرتی ہونے لگے اور انہین ایسے لوگ جو پٹیل (چودھری) اور دیس مکھ (زمیندار) ہوتے تھے موروثی عزت کے باعث رسالدارون اور جمعدارون کے عہدون تک مامور ہوجاتے تھے سولھوین صدی عیسوی سے پہلے نہ تو مرہٹے بطور ایک قوم ہی کے مشہور تھے اور نہ اُن مین کوئی ایسا سردار تھا جو پولیٹکل لحاظ سے نامور اور ذی اقتدار گنا جاتا ہو مگر اس صدی کے آغاز مین ملک عنبر نے جو احمد نگر کی نظام شاہی سلطنت کا ایک مشہور اور نہایت زبردست امیر تھا اور جو امارت کے نام سے درصل فرمان روائی کرتا تھا مرہٹون کو اپنی فوج مین سوارون کے زمرے مین زیادہ بھرتی کیا اور اُنکو سپاہ گری کا فن سکھایا اور زرخیز جاگیرین عطا کرکے امارت اور سپہ سالاری کے درجے تک پہونچایا۔

است پال کا بیٹا چاند کرن تھا اور اس کا پسر لوک پال ہوا اس کے دو بیٹے ہمیر اور گمبیھر تھے جو پرتھی راج چوہان کی لڑائیون مین بہت مشہور ہوئے ہین اور اُس کے ایک سو آٹھ سردارون مین داخل تھے اور اس سے مترشح ہے کہ اگرچہ آسیر بالکل خراج گذار نہ تھا مگر اس کے رئیس راجہ اجمیر کو چوہانون کا بزرگ سمجھکر اطاعت کرتے تھے کتاب قنوج سمے مین جو چند نے چوہانون کی اُس لڑائی پر لکھی ہے جس مین پرتھی راج قنوج کے راجہ کی دختر لے گیا تیسرے روز کی لڑائی مین ہاڑا رئیسون کی بہت تعریف لکھی ہے۔ ہمیر ۵۸۹ ہجری مطابق ۱۱۹۳ء مین راجہ پرتھی راج کے ہمراہ شہاب الدین کے مقابلے پر مارا گیا ہمیر کا بیٹا کال کرن ہوا۔ اور اُس کا بیٹا ماہ مگد اور اُسکا بیٹا راو باچھ اور اُس کا بیٹا راو چیندر یہ چار شخص آسیر کے راجہ ہوئے انہین سے پچھلے کو سمت ۱۳۵۱ مطابق ۶۹۵ھ ۱۲۹۵ء مین علاء الدین خلجی بادشاہ نے حملہ کرکے قتل کیا جس کا بیٹا رین سی ڈھائی برس کی عمر مین حفاظت کے لئے اپنے ماموں راناکے پاس چتوڑ پہونچایا گیا اور وہ میواڑ والون کی پناہ مین دیگر راجپوتانے کے اندر ترقی کے ساتھ قدم جمانے والا ہوا۔

۱-رین سی

جب یہ جوان ہوا تو اس نے بھینسروڑ گڈھ کے مسار قلعہ پر حملہ کرکے ڈونگا بھیل کو جس نے پہاڑی گروہ سے اس مقام کو جاے پناہ بنالیا تھا نکالدیا میواڑ کی اس قدیم جاگیر کو علاء الدین نے وقت حملہ چتوڑ کے شکست کیا تھا اور ہاڑا کنور کی پناہ پذیری کے وقت تک میواڑ مین شامل نہوئی تھی رین سی کے کولن اور کنکل دو لڑکے ہوئے۔

۲-کولن

رین سی کے بعد کولن ہوا لیکن یہ کسی مہلک بیماری مین مبتلا ہوکر کیدار ناتھ واقع کنارہ دریاے گنگا کی جاترا کو چلا گیا اور کل راستے کو اپنے قدمون سے طے کیا چھ مہینے مین وہ درہ بندیا تک پہونچا اور وہان اُس چشمے مین جہان سے بان گنگا نکلتی ہے غسل کرنے سے اُسکا عارضہ رفع ہوگیا۔

۳-بانگو

یہ کولن کا پوتا تھا اس نے علاقے کو خوب بڑھایا اور ملک پتھار یعنی پہاڑی مسطح زمین پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ یہ کل ملک والیان چتوڑ کے قبضے مین تھا مگر جب علاء الدین نے چتوڑ کو فتح کیا اور گہلوت بہت مارے گئے اُن کی

حکومت ایسی ضعیف ہوگئی کہ اصل باشندگان ملک قوم مینہ نے اپنے قدیم پہاڑون پر پھر قبضہ کر لیا یا چتوڑ کے ماتحت جاگیردارون کے شریک ہو گئے۔ بانگو قدیم سے نال پر قابض ہوا اور تپھار کی مغربی سمت کی ایک بلندی پر باودا کا قلعہ تعمیر کرایا بھینسروڑگڑھ واقع مشرق و باوودہ و مینال واقع مغرب تک ہاڑون نے کل تپھار پر قبضہ کر لیا اس کے علاوہ دوسرے علاقے بھی فتح کئے مانڈل گڑھ۔ بجولی۔ بیگون۔ رتنا گڑھ اور چور امتہ گڑھ ملکر وسیع ریاست ہوگئی۔ راؤ بانگو کے بارہ بیٹے تھے اُنکی اولاد تپھار مین پھیل گئی اسکے بعد دیو مسند نشین ہوا۔

۴۔ دیو

اس نے زور بازو مینہ لوگون کو خوب زیر کیا اس کے تین بیٹے تھے ہرراج۔ ہٹ جی۔ سمرسی۔ ہاڑون کی طاقت کا حال سکندر لودھی شہنشاہ اپر متوجہ ہوا۔ اور دیو کو دربار مین طلب کیا اس واسطے باودہ مین اُس نے اپنے بیٹے ہرراج کو مسند نشین کیا اور چھوٹے بیٹے سمرسی کو ساتھ لیکر دربار مین حاضر ہوا اور عرصے تک وہان رہا آخرکار بادشاہ اُس کی سواری کا گھوڑا لینا چاہا وہ اپنے وطن کے پہاڑون کو بھاگ آیا۔ بادشاہ کے اصطبل مین ایک بہت عمدہ نسل کا گھوڑا تھا کہ بغیر سم تر کرنے کے ندی کو عبور کر سکتا تھا دیو نے داروغہ اصطبل سے ساز کر کے اپنی گھوڑی سے اس گھوڑے کا بچہ لیا بادشاہ نے اس بچھیرے کو لینا چاہا دیو نے بتدریج اول اپنے قبائل کو روانہ کر دیا پھر ایک روز سوار ہوکر اور بھالا ہاتھ مین لیکر جہان بادشاہ بیٹھا تھا پہونچا اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون مگر تم راجپوتون سے تین چیزین نہ مانگا کرو گھوڑا۔ جورو۔ شمشیر۔ یہ کہکر باگ اٹھائی اور بہت جلد تپھار مین پہونچ گیا ٹاڈ صاحب نے یہان عمیق نقطہ نظر سے کام نہین لیا کیا ایک بھاگنے والے راجپوت کی گرفتاری یا قتل کا بھی تمام سلطنت مین سامان نہ تھا۔

علاوہ اس کے لودھیون کی اس وقت سلطنت کب شروع ہوئی تھی وہ لوگ ۱۴۵۱ع مین سلطنت کے مالک ہوئے ہین اور اس وقت بوندی مین بیرسنگھ راج کرتا تھا جو آٹھوین نمبر پر ہے دیو ہاڑا تیرھوین صدی عیسوی مین ہوا ہے اور سکندر لودھی جس کا نام نظام خان اور لقب علاء الدین سکندر شاہ غازی تھا اور مسماۃ زینا سناری کے بطن سے اور سلطان بہلول لودھی کے نطفے سے تھا ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ع مین تخت نشین ہوکر دو شنبہ ۷ ذی قعدہ ۹۲۳ھ ہجری مطابق ۱۵۱۷ع کو عالم آخرت کو سدھارا جنات الفردوس نزلا (۹۲۳) تاریخ وفات ہے ۲۸ سال ۵ ماہ سلطنت کی جیسا کہ سلسلۃ الملوک مولفہ سید احمد خان اور حیات لودھی معروف بہ شوکت افغانی مولفہ عبدالحکیم خان لودھی مین تصریح کی ہے شاہزادہ بیدار بخت کے حکم سے ایک مرقع سلاطین لودھی و ساوات وافغان کا جو توشہ خانہ عامرہ مین محفوظ تھا ۹ ربیع الاول ۱۲۲۵ھ ہجری کو مصورون اور خوشنویسون کے ہاتھ سے تیار ہوا ہے اُس مین لکھا ہے کہ سکندر لودھی ۲۲ شوال ۸۲۹ھ ہجری مطابق ۱۴۲۵ع کو تخت نشین ہوکر ۱۲ سال تین ماہ ایک دن سلطنت کر کے ۲۱ ذیقعدہ ۹۱۵ھ ہجری مطابق ۱۵۰۹ع کو گذر گیا اور اس مین غلطی ہے۔ دیو باوودہ کو ہرراج کے قبضے مین چھوڑ کر باندونال مین جہان اُس کے بزرگ کولن کو آرام ہوا تھا آیا یہان اُسارہ نسل کے مینے بہ تحت حکومت اپنے سردار جے مینا رہتے تھے اس زمانے مین وہان کوئی شہر آباد نہ تھا۔ گھاٹون کے دہانون پر پختہ دیوار اور دروازے بنا رکھے تھے

اُس کے اندر ہر ایک مینہ بہمان طبیعت چاہتی تھی جھونپڑی بنا کر رہتا تھا اس زمانے مین وہ گروہ جنھون نے رانا کی تابعداری
چتوڑ کی تخریب کے بعد اختیار کی تھی راؤ گانگو کھی چی کی تاخت سے کہ رام گڑھ ریلاون کے قلعہ سے گرد و نواح کے ملک سے
برچھی دُہائی کا محصول لیتا تھا بہت تنگ تھے گانگو سے بچنے کے واسطے مینون نے صلح کر کے ہر ایک دوسرے مہینے
کی پورن ماشی کو چوتھ کے خراج کا تھیلا فیصل سے نکالنا قبول کیا تاریخ معینہ پر راؤ آیا مگر اُس کو تھیلا نظر نہ آیا۔
گانگو نے کہا کہ کون ہمارے سامنے آتا ہے کہ اُسی وقت دیو راجہ تھار گھوڑے پر چڑھا ہوا آ نکلا گانگو والی ریلاون کے
پاس بھی اُس سے بہتر گھوڑا تھا جو ارتی ندی کے دریائی گھوڑے اور کھی چی سردار کی گھوڑی سے کہ ندی کے کنارے پر
چرتی تھی پیدا ہوا تھا اس گھوڑے کی سواری مین کوئی دریا اس کو سد راہ نہین ہو سکتا تا جد یکہ ہر موسم مین
تیمون سے [illegible] سخت محاربہ وقوع مین آیا لڑائی فتح ہوئی اور گانگو بھاگا
اور تھار کے راؤ نے اُس کا پیچھا کیا تعاقب کرنے اُس نے گھوڑے کا امتحان کیا جس وقت گانگو کنارے سے
کودا سوار اور گھوڑا دونون پانی مین غرق ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد دوسرے کنارے پر جا نکلا دیو کو بہت تعجب ہوا
اور اُس نے یہ کہا کہ شاباش راجپوت تمھارا نام کیا ہے اُس نے جواب دیا گانگو کھی چی نام ہے راؤ نے کہا میرا نام
دیو ہاڑا ہے۔ ہم تم آپس مین بھائی ہین ہمکو عداوت نہین رکھنی چاہیے آئندہ کو یہ ندی ہمارے اور تمھارے درمیان سرحد رہے
ٹاڈ کا یہ بیان کئی وجہ سے محال نظر آتا ہے ایک یہ کہ رانا سے چتوڑ کے علاقے مین راؤ کے آنے کا کیا کام تھا اور
پچھلے بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملک دیو کا تھا۔
دوسرے اگر ٹاڈ علم الحیوان سے واقف ہوتا تو ضرور دریائی گھوڑے سے گانگو کی گھوڑی کے جفتی ہونے کی
بات پر اعتراض کرتا اور کہتا کہ اُس کو گھوڑے سے کوئی مشابہت نہین وہ تو دریائی گینڈا سمجھنے کے قابل ہے
اور یہ جانور صرف افریقہ مین ملتا ہے اور یہ بھی اعتراض کرتا کہ دریا مین غائب ہونے کے بعد گھوڑا تو زندہ
رہ سکتا تھا مگر گانگو مر جاتا۔
سمت ۱۲۹۸ مطابق سنہ ۱۳۴۲ع مین جیتا اور اُسارا مینون نے دیو راے کو اپنا آقا قبول کیا راؤ نے باندو
گھاٹ کے درمیان مین شہر بوندی بسایا کہ اُس وقت سے وہ ہاڑون کا دارالحکومت ہو گیا۔ تھوڑے دنون کے
بعد تک چمبل ندی مشرقی سرحد رہی تھی آئندہ کو نرہی اور بہادری کی وجہ سے اس قوم کے لوگون کا بادشاہ کے
نائبون سے بہت واسطہ ہو گیا اور اُنھون نے بادشاہ کی عنایت حاصل کر کے بذریعہ فتح و حصول عطیات کے ملک کو
بڑھایا جس مین ہاڑونکے زیادہ پھیل جانے سے علاقے کا نام ہاڑوتی ہو گیا۔
راؤ دیو کی مینہ رعایا ہاڑون سے تعداد مین زیادہ تھی اس سبب سے اُس نے بنظر استحکام اپنی حکومت کے
وہی وحشیانہ عمل کیا جو راجپوتانے کی ریاستون مین اکثر ہوتا رہتا تھا۔
ناجپوت مورخ نے اُس کا سبب یہ لکھا ہے کہ مینون کا سردار ایسا گستاخ ہو گیا تھا کہ اُس نے مالک
تھار کی دختر سے شادی کی درخواست کی راؤ نے باودا کے ہاڑا اور تھوڈا کے سولنکیون کو مدد پر بلایا اور اسلیا

مینون کو بالکل قتل کر ڈالا۔
دیو نے اس واقعہ سے کسی قدر مدت کے بعد ریاست چھوڑ کر اپنے بیٹے کو مسند نشین کیا اول اُس نے ہرراج کو بماوودا دیا تھا اور خود سکندر لودی کے پاس چلا گیا تھا اور اس مرتبہ سمرسی کو راج دیا اور بوندی اور پتھار کی قناطین خود مختار رہین اور بعد اسکے دیو بھی بوندی اور بماوودہ کی فصیلون کے اندر نہ گیا اور وقت وفات تک بوندی سے پانچ کوس موضع اومرتھونہ مین رہا۔

۵- سمرسی

راؤ دیو کے بعد مسند نشین ہوا۔ اس کے تین بیٹے ہوئے اُیمن سے ناپوجی مسند نشین ہوا ہرپال نے ججاور حاصل کیا اُس کی اولاد ہرپال پوتہ کے نام سے مشہور ہوئی۔ جیت سی نے آ نصوب جمیل اپنی حکومت بڑھائی۔ جب وہ ایک دفعہ کے تون تنور سے ملکر واپس آیا ندی کے قریب ایک گھاٹے مین وہ بھیلون کے مجمع مین ہوکر گذرا اور اُنپر ایکایک حملہ آور ہوکر اُنکو مار ڈالا اور وہ ہاڑون کے ہاتھ سے تباہ ہوگئے اس گھاٹے کے دروازے پر جسکی حفاظت کے واسطے ایک برج بنا ہوا تھا جیت سی نے بھیلون کے سردار کو مار ڈالا اور بھیرون دیوتا کے نام کا جو جنگ گاہ کا سوامی ہے ہاتھی تعمیر کرایا وہ قلعہ کوٹہ کے بڑے دروازے کے قریب ایک مقام پر جسے چار جھونپڑہ کہتے ہین کھڑا ہے۔

۶- ناپوجی

اس نے دختر سولنکی رئیس تھوڑہ سے کہ راجگان اہل وارہ کی اولاد مین سے تھا شادی کی تھوڑہ مین اُس نے بہت خوبصورت سنگ مرمر کی ایک بیٹی دیکھ کر اپنی رانی سے کہا کہ اپنے باپ سے مانگ لے اس بات پر سولنکی بہت ناراض ہوا کہ شاید آئندہ کو ہاڑا میری عورت مانگنے لگے اور اُسکو رخصت کر دیا ناپوجی نے اس خفگی کا انتقام اپنی رانی سے لیا کہ اُس کو ترک کر دیا اُس نے اپنے باپ کے پاس جاکر شکایت کی کجلی تیج کے تہوار پر کہ ساون سدی تیج کو ہوتا ہے ہر ایک راجپوت پر فرض ہے کہ اپنی عورت سے ملے۔ بوندی سے کل سردارون کو اپنے گھر جانے کی رخصت ہوئی تھوڑا کے رئیس نے بوندی کے غیر محفوظ رہنے کو موقع غنیمت سمجھ کر یکایک قلعہ مین مداخلت کی اور ہاڑا راؤ کے سر مین بھالا مارا اور اُس کو ہلاک کر کے خفیہ نکل گیا اثنائے راہ مین اپنے ہمراہیون سے کامیابی کی تعریف کرتا تھا کہ ایک مقام پر بوندی کا ایک سردار گوشے مین بیٹھا ہوا ملا کہ بوجہ بیمار ہونے اپنی زوجہ کے گھر جانے سے پریشان ہوکر بوندی کو واپس جاتا تھا اور امل پانی کر رہا تھا۔ یعنی افیون گھول کر پی رہا تھا اس مغموم حالت مین اُسے گھوڑون کے سمون کی آواز آئی اور یہ بھی سُنا کہ تھوڑا کے راؤ کے ہمراہی ہاڑا راؤ کی اس غفلت پر کہ وہ اپنے سردارون کو رخصت کر کے تنہا رہ گیا تھا طعن کرتے جاتے تھے باقی ماندہ حال چوہان نے خود سمجھ لیا اور جس وقت تھوڑا کا راؤ اُس کے قریب ہوکر نکلا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ اُس کا سیدھا ہاتھ علٰحدہ ہوگیا۔ اور وہ خود بھی گھوڑے سے گر گیا ہمراہیان سولنکی بھاگ گئے اور چوہان اُس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو مع طلائی پہونچی کے چادر مین رکھ کر بوندی کو روانہ ہوا وہان غم والم کا ہنگامہ ہو رہا تھا سولنکی رانی بلحاظ راسخ الاعتقادی سے اپنے شوہر ناپوجی کی لاش کے ساتھ ستی ہوئی لیکن اُس

حالت مین بھی اپنے بھائی کے ہاتھ کی قوت کی تعریف کرتی تھی کہ اُس نے سر مین اس قدر مُنھ پیدا کر دیے ہین کہ ہر ایک
مین پان دینے کے واسطے میرے ہاتھ نہین ہین جس وقت لاش کو جلنے کے واسطے آراستہ کرنے مین مصروف تھے
سردار نے اُس کے بھائی کا ہاتھ پیش کیا کہ شاید یہ آپ کے کچھ کام آوے اُس نے پہونچی پہچان لی اور اگرچہ ستی ہونے پر
اُس نے تعلقات دنیات علٰحدگی کر لی تھی مگر اُس خوفناک وقت پر بھی انتقام خون کو کل فرائض سے مقدم سمجھنے مین کوتاہی
نہ کی اور دوات قلم منگا کر ستی پر چڑھنے سے پیشتر اپنے بھائی کو لکھا کہ اگر تو اس ذلت کو رفع کرے گا تو تیرا خاندان ایک دست
سولنکی کے نام سے مشہور ہو جائے گا جب اُس نے اپنی ستی ہمشیرہ کا خط پڑھا نہایت رنجیدہ ہوا اور بدلا لینے کی قابلیت
نہونے سے مکان کے ستون سے سر پھوڑ کر مر گیا۔

ناپوجی کے تین بیٹے ہوئے ہامون جی۔ نورنگ۔ تھرد۔ نورنگ کی اولاد نورنگوت کہلاتی ہے اور تھرد کی تھرد ہاڑا۔

۷۔ راؤ ہامون

راؤ ہامون سمت ۱۴۰۴ مطابق ۱۳۴۷ء مین رئیس ہوا۔ ہبراج کے باودہ مین اور اُس کے باپ کے
بوندی مین قابض رہنے کا حال تو پیشتر لکھا گیا ہے۔ اب الوہاڑا باودہ مین مسند نشین ہوا مگر پھر تھار کے رانا
یعنی میواڑ والون سے عداوت ہوگئی کہ اُس کا ملک چھین لیا گیا شہر باودہ مسمار ہوا اور کوئی وارث مزاحم نہ رہا لے
رؤساے چتوڑ نے کہ علاء الدین کے حملے کے بعد اب از سر نو تازہ دم ہوگئے تھے اول اپنے سرداروں کو کہ ایام مصیبت
مین خودسر ہوگئے تھے سزا دینی چاہی اُنکے شمار مین ہاڑا بھی تھے مگر ہاڑون کا یہ قول ہے کہ ہم رانا کے مطیع نہین ہین
اور اگرچہ میواڑ کی گدی کو بڑا سمجھتے ہین مگر ملک اپنی تلوار کے زور سے حاصل کیا ہے رانا کے ہاتھ سے نہین ملا ہے اور
طرفین کا دعوے کسی قدر صحیح ہے۔ اس مین تو کچھ شک نہین کہ ہاڑا آسیر سے سفرور ہوا تب رانا کی عنایت سے
کہ علاء الدین کے حملے سے پیشتر کل ملک پر قابض تھا اُس کی جان بچی اور وہان مقیم رہا مگر اسی زمانے مین
سیسودیون کی طاقت کم ہوگئی تھی اور بھومیون اور ابتدائی اقوام نے اپنے قدیم مقامات کو چھین لیا تھا کہ
اُنسے ہاڑون نے فتح کیا مگر رانا نے چند روزہ قوت کم ہو جانے سے ملک پرست اندازی جائز نہ سمجھکر ہامون کو
بوندی سے نوکری کرنے کے واسطے کہا ہاڑا نے بذات خاص ہولی اور دسہرہ کے تہوارون پر سلام کرنا اور مسند نشینی پر
ٹیکہ لگوانا منظور کیا مگر دوامی بے حد نوکری سے انکار کیا۔ رانا کو بھی ضد ہوئی کہ یا تو نوکری کرین ورنہ دیو کی اولاد کو
پٹھار مین سے نکال دونگا ہامون نے کچھ پروا نہ کی اور مقابلے کے واسطے تیار رہا میواڑ کا رانا کل سردارون کو
لیکر بوندی پر چڑھا اور شہر سے پانچ میل بمقام نیمے رو (بواو مجہول) قیام کیا پانسو ہاڑا ایک باپ کی اولاد نے
زعفرانی پوشاک پہنی اور اپنے سردار کے پاس جمع ہو کر مرنے پر آمادہ ہوئے بجز اس کے کہ بے باکانہ حملہ کرین اور
کسی طرح اُمید بہتری نہ دیکھ کر نصف شب کے وقت رانا کے لشکر پر حملہ آور ہوے کہ وہ ایک بارگی درہم و برہم ہوگیا
اور ہر ایک سیسودیہ کو بجز فرار کے اور کسی طرح صورت جان بخشی نظر نہ آئی ہامون سیدھا ہندوپتی کے خیمے پر گیا مگر
سرگروہ سیسودیہ نے تاریکی اور ہجوم مین چتوڑ کو چلا جانا غنیمت سمجھا۔ اور اُس کے سردارون کو ہاڑون نے مار ڈالا۔

قلیل جمعیت سے شکست کھانے پر از حد ذلیل و افروختہ ہو کر رانا نے زیر فصیل چتوڑ اپنی فوج کو آراستہ کیا اور
قسم کھائی کہ جب تک بوندی کو فتح نکر لون کھانا نہ کھاؤن گا اس جوش غضب کی قسم کا شہرہ ہو گیا مگر بوندی
ساٹھ میل تھی اور بہادر لوگ اُس کے محافظ تھے سرداروں نے فہمائش کی کہ اس قسم کا ایفا غیر ممکن ہے مگر راجون کا
کلام متبرک سمجھا جاتا ہے قبل اس سے کہ گہلوتون کا آن داتا کھانا کھاوے بوندی کا فتح ہونا لازم آیا اسواسطے
اُس کو قسم اور اشتہار سے سبکدوش کرنے کے واسطے بچگانہ تدبیر کی گئی کہ ایک مقام بنام نہاد بوندی بنایا جائے
اور اُس کو شکست کیا جائے فوراً چتوڑ کی فصیلون کے قریب ایک فرضی شہر بنایا گیا اور کھیل کی تکمیل کیواسطے
ہر ایک مقام اُسی شہر کے مقامات کے نامون سے نامزد کیا گیا اتفاقاً پتھار کے ہاڑون کا ایک گروہ بہ تحت کمبو بیرسی
رانا کی فوج مین نوکر تھا اُس کا افسر شکار کھیل کر آیا اُس نے آدمیون کا اژدہام اور شہر جدید بنانے کا حال دریافت
چنانچہ کیفیت مفصل کہی گئی کہ رانا کو کھانا کھلانے کے واسطے یہ تدبیر کی گئی ہے کمبو نے اپنے پتھار کے بھائیون کو
جمع کر کے کہا کہ بوندی کی خواہ اصلی ہو یا فرضی حمایت کرنا ہمارے ذمے فرض ہے اس طرح اپنی قوم کی طرفداری اور
وطن کی محبت سے جوش خدمت مین آ کر فرضی بوندی کو بچانے کے واسطے مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئے جس وقت
رانا کو اطلاع ہوئی کہ بوندی تیار ہے وہ حملے کے واسطے روانہ ہوا اور جب بجائے بندوقون کی خالی آواز کے گولیان
چلنے لگین تو نہایت حیرت زدہ ہوا اور بہت ستٹپایا قاصد بھیجا گیا اُس کو بیرسی نے جواب دیا کہ فرضی بوندی کو
بھی بلا مقابلہ شکست ہونے دینگے گارے کی بوندی کے دروازے پر اپنے خاندان کی عزت کے واسطے بیرسی اور
کا اونت لڑ کر مر گئے رانا نے اسی ہتک پر قناعت کر کے جو ذلت اصلی بوندی مین ہوئی تھی اُس کے رفع کرنے کا
ارادہ نہ کیا۔ کیونکہ جس بہادر قوم سے وقت ضرورت پر کوئی کام لیا جائے اُس کو دشمن بنانے سے بجز نقصان کے
کچھ حاصل نہوگا۔ ہامون سولہ برس تک حکمران رہا اُسکے بیر سنگھ اور لالہ دو بیٹے ہوئے لالہ نے کھٹکڑ حاصل کیا اور
اُسکے دو بیٹے نور مہ اور رجے تا ہوئے کہ اُنکی اولاد نورم پوتہ اور جلتاوت کہلاتی ہے۔

۸۔ بیر سنگھ

یہ سمت ۱۴۵۶ مطابق سنہ ۱۴۰۰ع مین راج پا کر سمت ۱۵۲۶ مطابق سنہ ۱۴۷۰ع مین انتقال کر گیا جن کتابون مین
یہ لکھا ہے کہ اس نے پندرہ برس راج کیا یہ صحیح نہین تاہم وفات کے سال مین کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے اسکے
عہد مین مالوے کا پہلا سلطان محمود خلجی ۸۵۴ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۰ع مین بیانے اور رنتھنبور سے واپسی کے وقت
ہاڑوتی مین آیا اور قلعہ کوٹہ پر پہونچکر راؤ سے ایک لاکھ پچیس ہزار ٹنکے (روپے) وصول کر کے مانڈو کی طرف چلا گیا
دوبارہ ۸۵۸ ہجری مطابق سنہ ۱۴۵۴ع مین ہاڑوتی پر حملہ کیا کیونکہ یہان کے راجپوتون نے بڑی شورہ پشتی
اختیار کر کے آفت برپا کر رکھی تھی سلطان نے ہاڑوتی مین پہونچکر ہاڑون کو بہت مغلوب کیا اور خدائی خان کو اجمیر
اور ہاڑوتی کا حاکم مقرر کر کے لوٹ گیا اور بہت سے ہندوؤن کو ہاڑوتی سے گرفتار کر کے مانڈو مین لے آیا اس نے
تین لڑکے چھوڑے اول بی رو (لوا معروف) دوم جیسد سوم نی ما۔ جب دو سے تین خاندان ہوئے کیونکہ

اسکے تین فرزند تھے اور ہر ایک مورث ایک جداگانہ فرقے کا ہوا۔ جیدو کے پسر کلان باچہ نامی کے دو فرزند تھے سیواجی اور سروجی سیواجی کا لڑکا سیوجی تھا اور سرون جی کا ساونت انکی اولاد میوا ور ساونت ہاڑا کہلاتی ہے اور بیر سنگھ کے بیٹے نی ما کی اولاد نیماوت کہلاتی ہے۔

۹۔ بی (روا بواو معروف)

اس نے باپ کے بعد پندرہ برس راج کیا اور سمت ۱۵۲۶ مین وفات پائی یہ سال اس کے باپ کی وفات کا لکھا گیا ہے اس سے معلوم ہو کہ وہ سمت ۱۵۱۱ مین مرا ہوگا۔ اس کے سات بیٹے ہوے (۱) راؤ باندو (۲) سانڈو (۳) اکو (۴) اودو۔ چارون لفظون مین پچھلا واو مجہول ہے (۵) چند (۶) سمر سنگھ (۷) امر سنگھ۔ اول پانچون کی اولاد اکاوت۔ اوداوت اور چانداوت ہوئی مگر سمر سنگھ اور امر سنگھ مسلمان ہو گئے۔

۱۰۔ راو باندو

اس نے گدی پر بیٹھکر سمت ۱۵۴۲ مطابق ۱۴۸۶ء کے قحط مین رعایا وغیر رعایا کی خوب پرورش کی بھاٹ کا قول ہے کہ اسکو قحط کی اطلاع خواب مین پیشتر ہو گئی تھی کال یعنی قحط مجسم ہوکر لاغر بھینسے پر سوار نظر آیا۔ ہاڑا نے ڈھال تلوار لیکر اُس پر حملہ کیا اُس نے کہا شاباش باندو ہاڑا مین اکال ہون مجھ پر تیری تلوار کارگر نہو گی۔ اب سن لے مین بیالیسا ہون زمین ویران ہو جائے گی تو اپنے غلے کے کوٹھار بھرلے وقت محتاجون کو تقسیم کیجو اُن مین کمی نہ آئے گی یہ کہکر وہ تو غائب ہوا راؤ باندو نے اُس کی ہدایت کی تعمیل کی اور گردونواح کی ہر ایک ریاست سے غلہ فراہم کیا ایک سال گذرا اور دوسرے کے شروع ہوتے ہی بارش کا امساک ہوا اور ایسا قحط پڑا کہ تمام ملک تباہ ہو گیا نزدیک و دور کے رئیسون نے بوندی سے مدد کی درخواست کی اور دیس کے محتاجون کو ہر روز غلہ تقسیم ہونے لگا کہ باندو راو کی یادگار مین لنگر کا گوگری (بواو معروف) کے نام سے خیرات خانہ ابتک جاری ہے۔ اس راؤ کے دو چھوٹے بھائیون سمر سنگھ و امر سنگھ نے مسلمان ہوکر بادشاہی مدد سے بوندی چھین لی اور سمرقندی و عمرقندی نام سے حکومت کرنے لگے باندو مٹونڈہ (واو معروف) کے پہاڑون مین چلا گیا اور وہان گیارہ برس پریشان رہ کر اپنی حکومت سے اکیسوین برس مر گیا۔ کہ اب تک اُس کی چھتری موجود ہے۔ اس کے دو پسر ہوے۔ نارائن داس اور نربودہ۔ پچھلا تو مٹونڈہ مین رہا وہین نارائن داس جوان ہو گیا اور خود مختار ہوتے ہی پہاڑ کے ہاڑون کو جمع کیا اور بوندی لینے یا اسکے اقدام مین مرنے کا ارادہ ظاہر کیا اُنھون نے اُس کا ساتھ دینے کی قسم کھائی ایام ماتم گذرنے کے بعد اُس نے اپنے چچاؤن کے پاس شوقیہ پیغام بھیجا اور رادا سے آداب کے واسطے حاضر ہونا چاہا اُسکے افلاس مین پرورش پانے سے کچھ شبہ نہوا اس واسطے اجازت ہوئی کہ آجائے۔

مختصر مگر دردمند جمعیت ساتھ لیکر وہ چوک مین پہونچا اور ہمراہیون کو باہر چھوڑ کر خود تنہا محل مین گیا

اور جس مقام پر دونون چچا تنہا بیٹھے تھے پہونچ گیا اُنکو اُس کے خوفناک چہرے سے اندیشہ ہوا چاہا کہ دوسرے کمرے مین چلے جائین بفور دریافت اس ارادے کے نارائن کے کھانڈے نے بڑے کو قتل کرکے زمین پر ڈالا اور دوسرے پر قبل اس کے کہ جاے پناہ مین پہونچے بھالا لگا اور ایک لمحے مین دونون کے سر علحدہ کرکے بھوانی کو بھینٹ کئے اور پھر اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ اُنھون نے مسلمانون کو قتل کیا ہر ایک وفادار ہاڑا نے اُس کے واجب دعوے کی مدد کی اور مقتولون کی لاشین ذلت سے دیوار پر لٹکائین اس مہم اور بوندی کی واگذاشت کی یادگار مین ایک سنگین پتھر کو جس پر عند القتل سمرقندی کے ہاڑا کی تلوار پڑی اور اُسپر اُسکی طاقت کی نشانی ابتک موجود ہے دسہرہ پر ہر ایک ہاڑا سالانہ پوجتا ہے۔

۱۱- نارائن داس

یہ طاقت و توانائی مین مشہور ہوا وہ اُن بہادر راجپوتون مین سے تھا جو خوف لے نام سے بھی واقف نہین ہوتے ہین مگر یہ وصف کثرت افیون سے کہ کسی اور شخص کے واسطے مہلک ہوتی جبلی ہوگیا تھا وہ ایک وقت مین سات پیسہ بھر افیم کھاتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیشہ مخمور رہتا تھا کہ اس کی اکثر روایتین مشہور ہین ایک دفعہ رانا راے مل والی چتوڑ پر مانڈو کے مسلمان حملہ آور ہوئے تب وہ پانسو ہاڑا لیکر اُس کی مدد کے واسطے گیا تھا اول منزل مین اثناے راہ مین معمولی افیون کھا کر درخت کے سائے مین آرام کرتا تھا منھ کھلا ہوا تھا اور مکھیان اندر بھری ہوئی تھین ایک تیلن کنوین پر پانی بھرنے کے واسطے آئی جب اُسکو معلوم ہوا کہ یہ بوندی کا راجہ ہے اور رانا کی مدد کے واسطے جاتا ہے تو کہنے لگی کہ اگر اس کے سوا رانا کی مدد پر اور کوئی نہین ہے تو بڑا افسوس ہے۔ راجپوتانے مین مشہور ہے کہ املدار (افیونی) کی آنکھین بند ہوتی ہین مگر کان تیز ہوتے ہین ہاڑا راو سنتے ہی تیلن کے پاس جاکر پکارا رانڈ (یہ کلمہ راجپوتانے مین عورتون کی تحقیر کے محل پر بولا جاتا ہے) کیا کہتی ہے اُس نے عذر کیا مگر ہاڑا نے نہ مانا اور کہا کہ ڈرے مت پھر کہ اُسکے ہاتھ مین لوہے کا لٹھ تھا اُس کو راو نے ہاتھون سے موڑ کر تیلن کے گلے مین بطور ہنسلی کے پہنا دیا اور کہا کہ جب تک مین رانا کی مدد کرکے واپس آؤن بشرطیکہ اس عرصے مین کوئی تجھکو اس کے کھولنے کے لائق طاقتور نہ مل جائے پہنے رہ چتوڑ کا گھر امحاصرہ ہو رہا تھا راو ملک پتھار کے پیدا پر رستون سے گیا بادشاہی لشکر پر یکایک حملہ کرکے سیدھا سپہ سالار کے خیمہ پر پہونچا اور رستہ مین جو آیا اُسکو قتل کیا مسلمان حیرت زدہ و ششدر ہوکر اطراف کو بھاگے بوندی کے نقارے بجنے لگے طلوع آفتاب پر میواڑیون نے دیکھا کہ فوج حملہ آور منتشر ہوئی اور مددگار آپہونچے یکبارگی فکر رفع ہوئی کل سردارون نے جمع ہوکر رئیس بوندی کی تعظیم و تواضع کی اور عورتین بھی پردے مین اُس کی جوانمردی سے ایسی محظوظ ہوئین کہ اُس کی کثرت افیون خوری پر کچھ لیس و پیش نکرکے رانا کی بھتیجی کیتو کی ہاڑا کے ساتھ بہت حشمت و تجمل سے شادی ہوئی فتح اور عروس حاصل کرکے اُسنے کمال ٹھاٹ باندھ کر مراجعت کی۔

ٹاڈ نے اس بیان مین بڑا مبالغہ کیا ہے اور اصل واقعہ کی اُس کو کچھ خبر نہین کہ کس طرح ظہور مین آیا چتوڑ پر حملہ ناصر الدین مالوے کے بادشاہ کا ہوا تھا فرشتہ اس بادشاہ کے حال مین کہتا ہے کہ "در سنہ تسع و تسعماۃ بطرف

ولایت چتوڑ رفت رانا رائے مل وجمیع زمینداران دیگر پیش کش فرستادہ جھونداسی کہ قرابت قریبہ براؤ داشت دختر خود را پیش کش کرد و سلطان اورا ایرانی چتوڑی نام کردہ عازم مراجعت گشت"۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ پٹھار کا ہاڑا زمیندار بھی پیش کش نذر کرنے کے لئے گیا تھا راؤ کی افیون روز بروز زیادہ ہوتی گئی یہان تک کہ ایک روز کثرت نشہ سے اُس نے میواڑ کی رانی کو ایسی خراش دی کہ اُس کے حسن مین کمی آگئی اُس روز سے وہ بہت پشیمان ہوا اور افیون کا ڈبہ رانی کو سپرد کردیا نارائن داس نے ۳۲ برس راج کیا اور امن و عافیت سے راج کا اضافہ کرکے اپنے بیٹے کو وارث چھوڑا۔

۱۲ - راؤ سورج مل

سمت ۱۵۹۱ مطابق ۱۵۳۴ء مین سورج مل گدی پر بیٹھا مثل اپنے باپ کے وہ بھی جسم سے کاہل اور روح سے بے خطر تھا اور کہتے ہین کہ گھٹنون سے نیچے تک دراز ہاتھ ہونے کی علامت بہادری کی جو راجہ رام چندر اور پرتھی راج چوہان مین تھی اُسکے جسم مین بھی تھی - خاندان چتوڑ سے بھی رشتہ داری ہوئی سورج مل کی ہمشیرہ سوجابائی رانا رتن سنگھ دوم والی میواڑ سے بیاہی گئی تھی اور رانا کی ہمشیرہ سے راؤ کی شادی ہوئی - راؤ سوجا (سورج مل) بھی اپنے باپ کی طرح افیم کھانیکا بہت عادی تھا -

اس کو رانا سانگا کی طرف سے رنتھنبور کی قلعداری کنور بکرمادت اور اودے سنگھ کی حفاظت کے لیے ملی تھی - رانا سانگا کے بڑے بیٹے رتن سی نے اپنے دونون بھائیون کو چتوڑ بلاکر رنتھنبور ضبط کرنا چاہا اور جب دونون کنور چتوڑ نہ گئے تو رانا نے یہ بات سورج مل کے بہکانے سے خیال کرکے اُسکو اپنے پاس بلایا ایک روز شکار کے موقع پر رتن سی اور سورج مل ایک دوسرے پر حملہ کرکے مارے گئے یہ اودیپور کی تاریخ کی روایت ہے -

صحیح یہ ہے کہ نہ راؤ سوجا کے پاس قلعہ رنتھنبور بطور ماتحتی کے تھا اور نہ بطور خود مختاری کے سانگا کے بابر کے ہاتھ سے مغلوب ہونے کے بعد شیر شاہ نے رنتھنبور کو لے لیا تھا اور اُس کی اولاد مین ابتری ہونے کے بعد سنہ ۱۵۵۳ء مین جھجھار خان قلعدار نے جو پٹھانون کی طرف سے مقرر تھا راؤ سرجن ہاڑا رئیس بوندی کو یہ قلعہ کچھ روپے لیکر حوالے کردیا تھا اور جب سے علاءالدین خلجی نے چتوڑ کی حکومت کو کچل دیا تھا رانا کا کوئی حکم ملک پٹھار پر باقی نہین رہا تھا بھومیون اور ابتدائی اقوام نے اپنے اپنے علاقون کو دبا لیا تھا بوندی جو پہلے سے خود سر تھی آج تک ذی اختیار رہی رانا سے ماتحتی کا اُس کو کوئی تعلق نہ تھا - رانا لاکھا نے راؤ کو پٹھار مین سے نکالنے کا عزم کیا اور نہایت سخت شکست کھاکر بوندی کے پاس سے بھاگا اور پھر کبھی اُدھر رخ کرنے کی ہمت نہ پڑی تو پھر کیسے یہ بات ماننے کے قابل ہوسکتی ہے کہ راؤ سورج مل کے پاس رنتھنبور کا قلعہ رانا ے چتوڑ کی جانب سے تھا - یا راؤ پر والیان چتوڑ کو حق حکومت حاصل تھا بلکہ رانا کو عداوت سورج مل سے اُس کے ایک سردار کے بہکانے سے پڑگئی جس نے راؤ کی اودیپور مین موجودگی کے وقت یہ کہدیا تھا کہ ہاڑا راؤ جو زنانے مین جاتا ہے اُس کا مطلب اپنی ہمشیرہ سوجابائی سے ملنے کے سوا کچھ اور ہے بنائے فساد اس اشتباہ سے قائم ہوئی تھی کمان سے نکلا ہوا تیر اور زبان سے نکلی ہوئی بات ایک ہی حکم رکھتی ہے -

۱۳- راؤ سُرتان یا سلطان

سمت ۱۵۹۱ مطابق ۱۵۳۵ء مین مسند نشین ہوا اُس نے مشہور سکتا بانی خاندان سکتاوتان میواڑ کی دختر سے شادی کی وہ خونخوار دیوتا کال بھیرون کا ازحد معتقد تھا اور مثل دیگر بے رحم راجپوتون کے جو اُس کی ہیبت رسمون کے پیرو ہین نہایت ظالم اور انجام مین دیوانہ ہوگیا اس وحشی دیوتا کو انسان کی قربانی چڑھائی جاتی ہے گو سرتان نے لغایت صرف رعایا کی آنکھون پر کی تھی کہ وہ نکلوا کر دیبی کو چڑھاتا تھا مگر یہ ظلم عرصے تک جاری نہین رہ سکا سرداران نے آخر اُس کو حکومت سے بے دخل اور بوندی سے خارج کرکے چمبل کے کنارے پر ایک گانون بتادیا کہ اُس نے اُس کا نام سرتان پور رکھا جو اب تک موجود ہے اُس کے کوئی اولاد نہ تھی اسواسطے سردارون نے راؤ باندو کے پوتے اور نربودہ کے بڑے بیٹے ارجن کو کہ اپنے باپ کی جاگیر موضع مونڈہ مین پرورش پائی تھی گدی پر بٹھایا -

۱۴- راؤ ارجن

سمت ۱۵۹۲ مطابق ۱۵۳۶ء مین جانشین ہوا جس وقت بہادر شاہ گجراتی نے چتوڑ کا محاصرہ کیا رانا کی امداد کی مدد پر پانسو ہاڑون کے ساتھ گیا باوجودیکہ رانا کے باپ نے اُس کے متقدم کو مارا تھا اس سے معلوم ہوا کہ بہادر قومون مین بدلا لینے کے بعد عداوت بالکل رفع ہوجاتی ہے اس بات کا ثبوت اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے اور ایک برج مین سرنگ لگائے جانے سے جہان وہ متعین تھا اُڑ گیا جسوقت سرنگ ساتھ پہاڑ کے پتھر پر بیٹھا ہوا اُڑا ارجن کے ہاتھ مین برہنہ شمشیر تھی کل عالم نے حیرت سے اُس کا تماشا دیکھا اور اُس کے بعد سرجن وارث بنا -

۱۵- راؤ سرجن

ارجن کے چار بیٹون مین سے سرجن نے سمت ۱۵۹۹ مطابق ۱۵۴۲ء مین بوندی کا راج پایا جیسا کہ نربود وغیرہ مین مذکور ہے ٹاڈ نے سمت ۱۵۸۹ مطابق ۱۵۳۳ء سال مسند نشینی لکھا ہے - اور واقعی بات یہ ہے کہ بہادر شاہ نے ۹۴۱ ہجری مطابق ۱۵۳۳ء و ۱۵۳۴ء مین قلعہ چتوڑ کو تسخیر کیا تھا اسی معرکے مین سرجن کا باپ کام آیا تھا پس ٹاڈ کی تحریر قرین قیاس ہے راؤ سرجن کے ساتھ بوندی کا عہد جدید شروع ہوا اس وقت تک یہان کے رئیس خود مختار تھے اور بجز سلامی اور کبھی کبھی وقت ضرورت پر مدد کرنے کے کہ زیادہ تر بوجہ بزرگی خاندان و رشتہ داری میواڑ کے تھی کسی کے ماتحت نہ تھے مگر اب اُن کا وسیع تر میدان مین حرکت کرنا اور تاریخ ہندوستان کے صفحات مین نامورِی حاصل کرنا شروع ہوا -

شیر شاہی خاندان کے اخراج پر ساونت سنگھ نامی خاندان بوندی کے برادر اصغر نے رنتھنبور کے افغان حاکم سے موافقت پیدا کی کہ اس ذریعہ سے اُس نے یہ مشہور قلعہ اُس کے بزرگ راؤ سرجن کو دیدیا اس کار نمایان کے جلدو مین کہ عمدہ قلعہ اور ملک بوندی کے قبضے مین آیا ساونت جی کو شہر کے قریب جاگیر ملی اُس کا نام مشہور ہوگیا اور ساونت ہاڑون کا خاندان اُس سے نامزد ہوا -

اکبر کی بھی اول اُسی پر توجہ ہوئی کہ اُس نے خود آکر محاصرہ کیا مدت تک وہ مایوسی کے ساتھ فصیلون سے باہر

پڑا رہا آخرکار بھگوانداس والی آمیر اور اُس کے بیٹے راجہ مان نے سرجن ہاڑا کو اپنے اقرار سے بدعہد کرنے مین کوشش کی اُس مروت سے جو بہادر راجپوتون مین کبھی علٰحدہ نہین ہوئی راجہ مان کو قلعہ کے اندر آنے کی اجازت ہوئی اور بادشاہ بھی اُس کے ساتھ گیا اثنائے تقریر مین راؤ کے چچا نے بادشاہ کو پہچان لیا اور قلعہ کی گدی پر اُس کو بٹھا دیا مگر اکبر نے اپنے اوسان درست رکھکر کہا اے سرجن راؤ اب کیا کروگے راجہ مان نے جواب دیا کہ رنتھنبور دیدو اور بادشاہ کے ملازم ہوکر عزت اور عہدہ حاصل کرو جس رشوت کی طمع دی گئی کم نہ تھی اول تو بائیس اضلاع کی حکومت کہ اُس کی مالگذاری کو صرف معمولی فوج تائیدی نوکری مین بھیجکر بلا بازپرس و محاسبہ اپنے تصرف مین لانا دوسرے اس کے علاوہ جو شرائط منظور خاطر ہون پیش کرے کہ بادشاہ اقرار صالح سے اُنکا کفیل ہوجائے اُسیوقت بہ توسط رئیس آمیر عہدنامہ منضبط ہوا کہ اُسکی شرطون سے ہنود کے خیالات اور منشا کا بخوبی اظہار ہوتا ہے۔

(۱) بوندی کے رئیس بادشاہی حرم مین ڈولہ بھیجنے کی رسم سے کہ راجپوتونکی ذلت کا باعث ہے مستثنےٰ رہین۔

(۲) محصول جزیہ معاف رہے۔

(۳) رؤسائے بوندی کو اٹک کے عبور کرنے کا حکم نہو۔

(۴) سرداران بوندی اپنی زوجگان و مستورات رشتہ دارون کو نوروز کے تہوار پر مینا بازار مین بھیجنے سے معاف رکھے جائین۔

(۵) اُنکے متبرک مقامات محفوظ رہین۔

(۶) دیوان عام مین اُنکو بالکل مسلح جانے کی اجازت ہو۔

(۷) وہ کسی ہندو افسر فوج کے محکوم نہ کئے جائین۔

(۸) اُنکے گھوڑون کے بادشاہی داغ نہ لگایا جائے۔

(۹) اُنکا نقارہ دارالسلطنت کے کوچون مین لال دروازے تک بجتا رہے اور حضور مین حاضر ہونے پر اُنکو سجدہ کرنا نہ پڑے۔ علاوہ شرائط مذکورہ کے جن کے ایفا کا بادشاہ نے حلفًا اقرار کیا راؤ کو کاشی مین بود و باش کیواسطے مکان اور اُس کے ساتھ استحقاق سرنا یعنی پناہ دہی کہ راجپوتون کے نزدیک بہت پسندیدہ ہے ملا ایسی بیش بہا رشوت اور اپنی کل شرائط کے مقبول و منظور ہونے پر اگر راؤ سرجن سلطنت مغلیہ کے فتحمند مددگارون مین ہوگیا تو عجب نہین۔

نوٹ:- اگر اس ذلت آمیز بزدلی کے معاہدے کا کچھ بھی وجود ہوتا تو فارسی کے مورخ جنھون نے کوئی جزئی واقعہ بھی نہین چھوڑا وہ ضرور اس کا ذکر کرتے فارسی کی تمام تاریخین گواہی دیتی ہین کہ اکبر نے اس قلعے کو بزور غلبہ مسخر کیا ہے اکبر کے آگے راؤ کا مغلوب کرلینا مشکل کام نہ تھا اُس کا تمام ملک بادشاہی فوجین دبالیتین تو آخر وہ کے دن خالی قلعے مین بیٹھا رہتا یہ تمام باتین کبیشرون کا تخیل اور اُنھین کا نقطۂ نظر ہین جنھون نے اپنی شاعرانہ بلند پروازی سے ان دروغ بیانی کی تصاویر مین عادت کے موافق رنگ و روغن بھر لیا ہے تاریخی حقیقت کے خلاف ہین اس عہدنامے مین بعض باتین ایسی ہین کہ اُنکو دیکھنے سے تمام و کمال کے ابطال پر استدلال ہوسکتا ہے۔ کرنل ٹاڈ کے پاس تاریخ راجپوتانہ کے لکھنے کے لئے جس قدر ذخیرہ کتب کی ضرورت تھی جمع ہوتا

ِہ اُس مین غور کرتا تو ایسے مضامین کی تغلیط ضرور کر دیتا اور وہ یہ بھی نہ سمجھا کہ معاہدہ تو دو برابر کی قوتون مین
ا ہے زبردست اور زیردست کا کیا معاہدہ ۔
ف) محصول جزیہ کا حال یہ ہے کہ اکبر سے پہلے بھی بعض بادشاہ ہندوؤن سے جزیہ لیتے رہے سلطنت کے انقلابات مین
ِف ہوجاتا تھا کبھی مقرر ہوجاتا تھا جب اکبر کی سلطنت نے استقلال پایا تو ۹۸۷ھ ہجری مطابق ۱۵۷۹ء کے
بش مین جزیہ معاف کردیا اکبر نے خود فرمایا کہ عہد سلف مین جو یہ امر تجویز کیا گیا تھا سبب یہ تھا کہ اُن لوگون نے اپنے
ن کے قتل وغارت کو مصلحت سمجھا تھا چنانچہ اس لحاظ سے کہ ظاہری انتظام قائم رہے یعنی جو ہاتھ تیچے ہین وہ
ہین جو باہر ہین اُنپر دباؤ پہونچے اور اپنی ضروریات کے لئے سامان ہاتھ آئے کچھ روپیہ قرار دیا اور اس کا نام
ھا اب کہ ہماری خیر اندیشی اور کرم بخشی اور رحمت عام سے غیر مذہب اشخاص یک جہتان ہم دین کی طرح کمر باندھکر
بر جان دیتے ہین اور خیر خواہی اور جان فشانی مین جان نثاری کی حد سے گذر گئے ہین کیونکر ہوسکتا ہے کہ اہل خلاف
نہین بے عزت اور قتل وغارت کیا جائے اور ان جان نثارون کو مخالف قیاس کیا جائے ۔
ا) رؤسائے بوندی کے حالات مین دیکھو کہ اکثر یہان کے رئیس دریائے اٹک کو عبور کرکے افغانستان کی مہمات کو
ہے فارسی کی کتابون مین اس دریا کا نام نیلاب لکھا ہے دریائے اٹک سے دریائے سندھ مراد ہے جس مقام پر
ا ڑون سے گذر کر میدان مین داخل ہوا ہے وہان کچھ لوگ اس کو دریائے اٹک بھی کہتے ہین اٹک کا قصبہ اسکے
، اسی حصے مین آباد ہے یہ وہی مقام ہے جہان سکندر اعظم وغیرہ فاتحین نے شمال ومغربی درون سے آکر دریائے
یار کیا ہے پنجاب کے پانچون دریاؤن مین دریائے سندھ داخل نہین کیونکہ وہ اس ملک کی غربی سرحد پر واقع ہے
ملک مین ہوکر نہین گذرتا ۔
) یننا بازار یا زنانہ بازار کا تو اُس وقت سان و گمان بھی نہ تھا و دتیہ ۹۹۱ھ ہجری مطابق ۱۵۸۳ء سے مقرر
و راس وقت راؤ مذکور راج سے دست بردار ہوچکا تھا ۔
متبرک مقامات تمام رجواڑون کے محفوظ رہتے تھے لڑائی کی بات دوسری ہے اگر بوندی والے بھی اکبر اعظم سے مقابلہ
اُنکے متبرک مقامات بھی تباہی مین ضرور آتے وہ وقت ہی ایسے فساد وعناد اور تعصب کا ہوتا ہے اور اکبر تو آزاد
شہنشاہ تھا اُسکے حکم سے دوسرے رجواڑون کے متبرک مقامات کب خراب ہوئے ۔
دیوان عام بلکہ بادشاہ کے سامنے تک سردار ہتھیار باندھکر جاتے تھے ۔
ا) ہاڑے اکثر جیپور والون کے ماتحت رہکر خدمات فوجی انجام دیتے رہے ہین اسی فضیلت کی بنیاد پر جیپور والے
ری کو قابو مین لانے کے لئے فوج کشی کرتے رہے ہین اور جود جیپور والونکے ماتحت رہکر بھی انھون نے نوکری کی ہے
) کاشی مین دوسرے سرداران ہنود کو بھی بود و باش کے واسطے مکان بنانے کا ہمیشہ حق حاصل رہا ہے کسی
ن شہنشاہ نے ایسی باتون کے لئے کبھی روک ٹوک قائم نہین کی ۔
سرنا ایک ایسی چیز ہے کہ چھوٹے معاملے مین بھی راجپوت سردار اسے عمل مین لاتے رہے مگر بادشاہی مخالف اور

مفرور کو کبھی پناہ نہ دے سکتے تھے۔

(ع) کوئی انصاف دوست معاملہ فہم اکبر کے واقعات سے یہ مطلب نہیں نکال سکتا کہ وہ ہندوؤں کو رنج پہونچانا چاہتا تھا اُس نے بڑی کوشش سے حکومت کے استبداد کے چہرے سے نقاب اُٹھا دیا جس کے ذریعے سے وہ اپنے مکروہ خط و خال کو چھپائے رکھتی تھی اس طرح اُس نے ہندو قومی افسردگی کا دور ختم کر دیا اور اُنہیں قومی کام کا جوش پیدا کر کے ہندوستان کے ہر گوشے کو ایک زندہ قوم کا مسکن و مرز بوم بنا دیا اکبر کی ہر ایک تجویز ہندوؤں میں طمانیت اور مسرت کے ساتھ دیکھی جاتی تھی۔

اب اصل اور صحیح حال رن تھنبور پر اکبری قبضے کا سناتا ہوں کہ اس قلعے پر شیر شاہ کا غلام حاجی خان (جسکو جھجھار خان بدایونی بھی لکھتے ہیں) حاکم تھا اُس نے اکبری اقبال سے ڈر کر ۱۵۵۳ء مطابق ۹۶۱ ہجری میں بوندی کے سرجن ہاڑا کو کچھ روپے کے عوض میں یہ قلعہ سوائے کر دیا راؤ سرجن نے اس میں بہت سے محل اور مکانات بنوائے باہر بھی دور تک عملداری پھیلائی جب اکبر چیتوڑ کی فتح سے فارغ ہوا تو ۱۵۶۸ء مطابق ۹۷۵ ہجری اور تاریخ عارف قندھاری کے بموجب رجب ۹۷۶ ہجری میں رن تھنبور کے قلعے پر فوج کشی کی اس پہاڑ پر بڑے پتھر ہیں اور درخت چھائے ہوئے ہیں محاصرے میں سخت دشواریاں پیش آئیں بے دمدموں کے کامیابی ممکن نہ تھی بادشاہ نے اس کا اہتمام راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خان میر بحر کے سپرد کیا اُنھوں نے کمال عرقریزی اور بڑے انتظام سے اُس کا بندوبست کیا پہاڑ کے نیچے دروں میں گھس کر اور پہاڑوں پر چڑھ کر اونچے اونچے مقام پیدا کیے جن کی بلندی قلعے کی عمارتوں کو قہر کی نظر سے گھورتی تھی اُن پر ساٹھ ساٹھ من کی توپیں چڑھا دیں ایک ایک توپ کو دو دو سو بیل و بسا سات آٹھ آٹھ کہار نے کھینچا اور اُن پہاڑوں کی چوٹیوں اور دھاروں پر مورچوں میں جما دیا کہ جہاں چیونٹی کے پاؤں پھسلتے تھے جب ان توپوں کے فیر ہونا شروع ہوئے تمام قلعے کے مکانات فرش زمین ہو گئے راؤ چیتوڑ کا حال دیکھ چکا تھا گھبرا گیا حاجی محمد عارف تاریخ عارف قندھاری میں لکھتا ہے رائے سرجن کہ رایت کفر و ضلال افراختہ بود و باستواری قلعہ مغرور گشتہ چون صولت و سطوت لشکر اسلام مشاہدہ کرد در بحر تفکر غرق شد و در مضیق تحیر عاجز ماند و رُخ امید و روز بخت او تیرہ و سیاہ شد بہر جانب کہ نظر انداخت و از قید بلا خلاصی جست از مخائل شمشیر تیز و لطفاے سنان خون ریز راہ مفر بستہ دو دست آویز پاے گریز شکستہ یافت و نشاہ راجز عفو شامل و کرم کامل شاہ دستگیر نیافت بضرورت حال از اوج استبداد و اصرار بحضیض عجز و انکسار آمد و حلقہ اطاعت و اراہی و فرمان برداری در گوش کرد و شرائط مراسم بندگی بتقدیم رسانید و چنانکہ از محاسن عادات و سیرت خاقان اکبر فائض رحمت عنادست لطف عفو و کرامت امان ارزانی داشت۔

اسی عرصے میں ایک دن مہینہ رمضان کی آخری تاریخ تھی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آج رات تک راؤ یا اُس کی جانب سے کوئی شخص حاضر دربار نہ ہوا تو ہم کل صبح عید کا جشن قلعے کے اندر منائیں گے یہ حال سنکر راؤ سرجن کے اور بھی چھکے چھوٹ گئے بعض ٹھاکروں اور سرداروں کو بیچ میں ڈالا اور دودا اور بھوج اپنے دو بیٹوں کو دربار میں بھیجا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ کوئی امیر آکر مجھے بھی لے جائے تو میں حاضر ہوں جب دودا اور بھوج بادشاہ کی خدمت میں

حاضر ہوئے بادشاہ نے بہت خاطرداری کی دونون کو خلعت مرحمت ہوئے جب لوگ خلعت پہنانے کے واسطے دربار سے باہر لائے اُنکے ایک ہمراہی نے اپنی جہالت سے یہ سمجھا کہ بادشاہ نے انکو قید کرنے کا حکم دیا ہے اور لوگ انھین قیدخانے مین لئے جاتے ہین فوراً تلوار میان سے سونت کر آگے بڑھا ہرچند راجہ بھگوانداس کے نوکر نے جو وہان کھڑا ہوا تھا سمجھایا مگر اُس کو یقین نہ آیا اور مجنونانہ حالت مین ننگی تلوار ہاتھ مین لئے ہوئے بارگاہ شاہی کی طرف دوڑا راستے مین راجہ پورنمل اور دو تین آدمیون کو زخمی کیا اور شیخ بہاءالدین مجذوب بدایونی کو قتل کر ڈالا یہحال دیکھکر مظفر خان کے ایک نوکر نے اُسپر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ایک ہی ہاتھ مین کام تمام ہوگیا اس ناگوار واقعہ کو دیکھکر راے سرجن کے بیٹون کو بہت خجالت ہوئی اور خوف بھی پیدا ہوا مگر چونکہ اُنکا کوئی قصور نہ تھا بادشاہ نے اُنکو نہایت اعزاز و اکرام سے رخصت کیا اور حسین قلی خان کو راؤ سرجن کے پاس بھیجا راؤ قلعہ کے باہر سے استقبال کو آیا بہت تعظیم و تکریم کی اور قلعہ مین لیجاکر تاتارخان موصوف نے بھی راؤ کی بہت تشفی کی اور اپنے ساتھ دربار مین لاکر حضور مین پیش کیا اُس نے سونے کی کنجیان اور سرداری بہا پیشکش نذر کیا اور تین دن کی مہلت لیکر تیسرے دن قلعہ سپرد کردیا۔ اُس کا درجہ جیپور وجودھپور کے بعد بیکانیر وغیرہ کی برابر رکھا گیا سرجن کو بادشاہی طرف سے راؤ خطاب کے سوا دو ہزاری منصب ملا۔

اب پھر ٹاڈ کی لفاظی کی طرف رجوع کرتا ہون۔ اکبر کی اطاعت مین آنے کے بعد راؤ سرجن کو جلد لڑائی پر جانا پڑا کہ گونڈوانہ کو جو گونڈ قوم کی قدیم آبادی کی وجہ سے اس نام سے مشہور ہے فوج کا افسر کرکے بھیجا گیا اُس نے حملہ کرکے دارالحکومت باڑی کو فتح کیا اور اپنی فتح کی یادگار مین سرجن پول دروازہ تعمیر کرایا گونڈون کے سردارون کو قید کرکے بادشاہ کے پاس لے گیا اور پھر فیاضی سے سفارش کرکے اُنکا کسی قدر ملک دلوا کر چھوڑوا دیا اس حسن خدمت کے جلدو مین بادشاہ نے اُس کو بنارس و چنار گڑھ وغیرہ کے سات ضلع عطا کئے یہ واقعہ سمت ١٦٣٢ مطابق ١٥٧٥ع کا ہے۔

راؤ سرجن بنارس مین رہکر حکومت کرتا تھا اُس کی خداپرستی و دانشوری و فیاضی سے ہندوؤن کو بہت فائدہ پہونچا چوراسی عمارتین مفید عام اور بیس گھاٹ تیار کرائے اُس کا وہین انتقال ہوا اور تین اصلی بیٹے (١) راؤ بھوج (٢) دودا جس کا اکبر نے لکمیمان نام رکھ چھوڑا تھا (٣) راے مل جسکو پرگنہ پولیسٹہ ملا اور تو سلطے مین داخل ہے اور وہان راے ملوت رہتے ہین۔

اب مین کہتا ہون کہ سرجن نے بادشاہی اطاعت قبول کرنے کے بعد بوندی کا راج اپنے بڑے بیٹے دودا کو سونپ دیا تھا جو سمت ١٦٣٤ مطابق ١٥٧٨ع مین بادشاہ سے سرکشی کرکے بیدخل ہوا اور سرجن کے دوسرے بیٹے بھوج نے حکومت پائی دودا بادشاہی حضور سے بھاگ کر رانا پرتاب سنگھ کے پاس پہونچا جہان سے واپس آکر دوبارہ مالوے کی طرف جاتا ہوا کسی آدمی کے زہر دینے سے مرگیا۔ سمت ١٦٤١ مطابق ١٥٨٥ع مین راؤ سرجن بھی بادشاہی فوجون کے شامل کارگذاری دکھلانے کے بعد گذر گیا۔

۱۶- راؤ بھوج

یہ سمت ۱۶۳۵ مطابق ۱۵۷۹ء میں اپنے باپ کے سامنے راج کا اختیار پا چکا تھا۔ مدتوں کنور مان سنگھ آمیر والے کے ساتھ متعین رہا اور معرکہ اڑیسہ میں خاص نام پیدا کیا۔ اُس کے بعد شیخ ابو الفضل کے ساتھ مہم دکن پر مامور ہوا۔ سنہ ۴۴ جلوس اکبری تک منصب ہزاری سے سر بلند تھا۔

شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر جگت سنگھ پسر راجہ مان سنگھ کی لڑکی سے جو راؤ بھوج کی نواسی تھی شادی کرنی چاہی۔ راؤ نے اس قرابت کی مخالفت کی بادشاہ کو اُس کی جانب سے ملال پیدا ہوا ارادہ کیا کہ کابل سے واپس ہونے پر تدارک کیا جائے گا لیکن قبل واپسی بادشاہ کے اس نے سمت ۱۶۶۴ مطابق ۱۶۰۹ء (۱۰۱۶ ہجری) میں انتقال کیا۔

۱۷- راؤ رتن

راؤ بھوج ہاڑا کا بیٹا تھا۔ جب راؤ بھوج پر جہانگیر کا عتاب نازل ہوا تو باپ کے ساتھ یہ بھی چند روز تک مورد عتاب رہا۔ سنہ ۳ جلوس میں حاضر دربار ہو کر تین ہاتھی پیش کش کیے کہ جن میں سے بادشاہ کو ایک بہت پسند آیا اور اُس کا نام رتن گج رکھا۔

جہانگیر نے راؤ رتن کا قصور معاف کر کے سر بلند راؤ خطاب اور ڈھائی ہزاری ذات ایک ہزار سوار کے منصب سے مفتخر کیا۔ سنہ ۸ جلوس میں شاہزادہ خرم (شاہجہان) کے ساتھ مہم رانا پر متعین ہوا اور سنہ ۱۱ جلوس میں بادشاہی فوج کے ساتھ دکن گیا جہاں سے پانچ برس کے بعد کچھ دنوں کے لئے واپس آکر دوبارہ وہیں بھیجا گیا۔ اور برہان پور کی قلعداری ملی۔ سنہ ۱۸ جلوس میں جب شاہزادہ خرم (شاہجہان) اپنے باپ جہانگیر سے باغی ہوا تو اُس کی فوج نے قلعہ برہان پور کو لینا چاہا لیکن راؤ رتن نے قلعہ نہ چھوڑا اس پر جہانگیر نے راؤ کو راؤ راے کا خطاب اور پنجہزاری ذات و پانچہزار سوار کا منصب عنایت کیا اور بعض کا بیان یہ ہے رام راج کا خطاب دیا تھا جو دکن میں بکرماجیت کے خطاب کی برابر معزز سمجھا جاتا تھا۔ مہابت خان اور امرا کو حکم ملا کہ شاہزادے کو گرفتار کر لاو اور راؤ رتن بھی اس مہم میں مقرر تھا ٹاڈ کہتا ہے کہ خرم چونکہ آمیر کا بھانجا تھا اور راجپوت اُسکی حمایت پر تھے مفسدہ عظیم برپا ہوا بجز راؤ رتن کے بائیس راجے باغی ہو گئے اپنے اخلاف مادھو سنگھ اور ہری سنگھ کو لیکر رتن برہان پور کو گیا اور باغیوں پر فتح کلی حاصل کی اس محاربے میں کہ کاتک سدی ۵، ۱ سمت ۱۶۳۵ مطابق ۱۵۷۹ء روز سہ شنبہ کو واقع ہوا (لیکن ان سنوں میں غلطی ہے) اُس کے دونوں بیٹے سخت زخمی ہوئے اس حسن خدمت کے صلے میں راؤ رتن کو برہان پور کی حکومت جہانگیر نے عطا کی اور اُس کے خلف دوم مادھو سنگھ کو کوٹہ شہر مع علاقجات بادشاہی عطا ہوا راؤ رتن نے بزمانہ حکمرانی برہان پور کے ایک شہر آباد کر کے اُس کا نام رتن پور رکھا پھر اُس نے ایک ایسی خدمت کی جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا دریا و خان نامی ایک مفسد سردار نے اُس کے ملک میں فساد و غارتگری کی ہاڑا نے اُس پر حملہ کر کے شکست دی اور گرفتار کر کے بادشاہ کے پاس لے گیا

اس مہم کے عوض مین بادشاہ نے اُس کو نوبت خانہ اور زر رونشان سواری مین آگے چلنے کے واسطے اور سُرخ جھنڈا لشکر کے واسطے عطا کیا۔ اٹاڈ کا یہ کہنا بھی نہایت غلط ہے کہ خرم نے اپنے بھائی پرویز کو بھی ملا لیا تھا کیونکہ پرویز تو مہابت خان کے ساتھ اس مہم پر بھیجا گیا تھا یہ بیان صحت سے گرا ہوا ہے اس لئے کہ شاہ جہان کی طرفداری پر بائیس راجے ہرگز باغی نہین ہوئے اور وہ بائیس تھے کون سے ہندوستان بھر مین اُنگلیون پر گننے کے قابل چند نامور ونمود کے ایسے راجے تھے جن پر جہانگیر کا پر تو التفات پڑتا تا اگر وہ باغی بھی ہوئے تو پھر اُنسے جہانگیر کو کیا نقصان پہونچا اُس کی سپاہ نے سب کو کچل ڈالا۔ ہاڑا مین تنہا اُنکے مغلوب کرنے کی قوت کہان سے آئی۔ اور راؤ ندکور پہلے ہی سے برہان پور کا حاکم تھا۔ اور بوندی کی تقسیم تو راؤ کے مرنے کے بعد شاہ جہان کے حکم سے وقوع مین آئی تھی۔

القصہ جب زمانے نے کروٹ بدلی اور شاہ جہانی اقبال آفتاب عالم تاب کی طرح چمکا راؤ رتن خون کے مارے اپنے وطن بوندی کو چلدیا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر ۸ رجب سنہ ۱۰۳۷ ہجری کو مقام آگرہ پر دربار مین حاضر ہو گیا شاہ جہان نہایت عالی ہمتی سے پہلی باتون کو دل سے بھلا دیا اور خلعت و جمدھر مرصع علم و نقارہ اسپ و فیل مرحمت کر کے منصب پنجہزاری ذات و پنجہزار سوار بحال رکھا۔ پہلے سال جلوس مین خان خانان مہابت خان کے ساتھ مہم کابل پر متعین ہوا۔ سنہ ۳ جلوس مین بہت سے اور منصب دارون کے ساتھ مہم تلنگانہ پر مامور ہو کر روانہ ہوا۔ ۴ صفر سنہ ۱۰۴۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۳۰ کو حسب الحکم حضور مین حاضر ہوا اور یمین الدولہ آصف خان کے ساتھ پھر دکن مین مامور کیا گیا بالاگھاٹ مین پہونچ کر ۱۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۴۱ ہجری (مطابق سمت ۱۶۸۹ و سنہ ۱۶۳۲ع) کو وفات پائی ولی عہد گوپی ناتھ اُسکے سامنے مر چکا تھا اس واسطے بادشاہ نے اُسکے پوتے شتر سال کو بوندی پر قائم رکھکر دوسرے بیٹے کو کوٹے کا علاقہ اور ایک دوسرا پرگنہ جاگیر مین دیدیا جس سے کوٹے کا راج اس وقت سے تقریباً تین سو برس پہلے علیحدہ ہوا۔ اسکی تفصیل بادشاہ نامے مین اس طرح لکھی ہے۔

۱۶ ربیع الاول سنہ ۱۰۴۱ ہجری (مطابق سنہ ۱۶۳۲ع) کو بالاگھاٹ کی عرضیون سے حضور مین معلوم ہوا کہ راؤ رتن کی زندگی کے دن پورے ہوئے قدردان بادشاہ نے اُس کے ولی عہد پوتے کو راؤ خطاب اور تین ہزاری ذات دو ہزار سوار کا منصب عنایت کر کے بوندی اور کھٹکر کا علاقہ جو راؤ رتن کا وطن تھا جاگیر مین دینے کے بعد فرمان کے ذریعہ سے حضور مین طلب کیا۔ راؤ رتن کے چھوٹے بیٹے مادھو سنگھ کو ڈھائی ہزاری ذات ڈیڑھ ہزار سوار کا منصب اور کوٹہ اور پھلایتہ کا پرگنہ علیحدہ جاگیر مین دیا اور شتر سال کا باپ گوپی ناتھ (راؤ رتن کا بڑا بیٹا) دُبلے بدن پر بھی ایسا طاقتور تھا کہ درخت کی دو شاخین جو شامیانے کے ستون کی برابر ہون اُن مین سے ایک پر پانون رکھکر اور دوسری کو کمر لگا کر چیر ڈالتا تھا آخر وہ ایسے ہی بے فائدہ زور کرنے سے بیمار پڑ کر جلد مر گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ٹاڈ نے جو گوپی ناتھ کے مارے جانے کو ایک زناکاری کے فعل کے ارتکاب کی بات سے منسوب کیا ہے سخت غلطی کی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ گوپی ناتھ ولی عہد بوندی کی بلدیہ نسل کے برہمن کی عورت سے آشنائی ہو گئی تھی وہ رات کے وقت کمند ڈال کر اُس کے گھر مین جا یا کرتا تھا ایک شب برہمن نے اُسکو گرفتار کیا

ہاتھ پانون باندھ دیے اور سیدھا محل مین جاکر راؤ سے کہا کہ مین نے ایک سارق کو اپنی عزت چراتا ہوا گرفتار
کیا ہے اس جرم کی کیا سزا ہے راؤ نے جواب دیا کہ مار ڈالنا چاہیے اُس نے گھر پر آکر بلا انتظار کسی اور امر کے
ہتھوڑے سے اُس کا سر توڑ ڈالا اور لاش کو شارع عام پر پھینک دیا راؤ رتن کو خبر پہونچی کہ بیٹا مارا گیا اور اُسکی
لاش ذلت سے راستے مین پڑی ہے مگر جب دریافت ہوا کہ حرکت ناشایستہ کا مرتکب ہوا تھا اور میرے
حکم سے مارا گیا بجز سکوت کے کچھ جواب نہ دے سکا اس لغو قصے کے رد کرنے کی تکلیف کرنا اور ابطال پر وجوہات
لانا بھی عبث ہے ۔

۱۸- راؤ شترسال یا چھترسال

راؤ رتن کے مرنے کے بعد سمبت ۱۶۸۸ مطابق سنہ ۱۶۳۱ء مین شاہ جہان نے اس کو کہ گوپی ناتھ کا بڑا بیٹا تھا
اُس کا جانشین مقرر کر کے منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار سے سرفراز کیا اور خطاب راؤ سے مفتخر کر کے بوندی
اُکھنکر اور قرب وجوار کے پرگنات جاگیر مین مرحمت فرمائے جب راؤ شترسال بالاگھاٹ سے دربار مین حاضر ہوا
چالیس ہاتھی پیش کش کئے بادشاہ نے اٹھارہ ہاتھی قیمتی مبلغ دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ قبول کر کے بقیہ ہاتھی
واپس کر دیے اور خلعت فاخرہ اور علم ونقارہ اور اسپ مع ساز نقرہ کے عطا کیا ٹاڈ کا یہ کہنا کہ شاہ جہان نے شترسال کو
دارالسلطنت کا حاکم مقرر کر دیا تھا اپنی کل عمر مین وہ اس عہدے پر مامور رہا صحیح نہین اس لئے کہ وہ اپنے
دادا کے بعد راج پاکر سلسلہ وار دکن مین مامور رہا اور وہان سے پانچ برس کے بعد واپسی کی اجازت ملی تھی ۔
سنہ ۶ جلوس شاہ جہان مین محاصرہ قلعہ دولت آباد مین اور اسکے بعد تسخیر قلعہ پرینڈہ مین شریک ہوکر
شجاعت وبہادری کے خوب جوہر دکھائے اور اس کے صلے مین سپہ سالار خان زمان خان صوبہ دار بالاگھاٹ کا
نائب مقرر ہو کر بالاگھاٹ مین متعین ہوا سنہ ۱۸ جلوس مین مہم قندھار مین شریک ہوا سنہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ
وبدخشان مین نامزد ہوا سنہ ۲۱ جلوس مین وہان سے واپس آکر رخصت حاصل کر کے وطن کو روانہ ہوا
سنہ ۲۴ جلوس مین واپس آکر منصب سہ ہزاری وپانصدی ذات سہ ہزار وپانصد سوار پر سرفراز ہوا اور شاہزادہ
اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر تعینات ہوا ۔ اور رستم خان اور قلیچ خان کے ساتھ محاصرۂ قلعہ بست مین
نہایت بہادری اور بے جگری سے خدمتین انجام دین سنہ ۲۵ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ اور
سنہ ۲۶ جلوس مین شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار مین شریک ہوا ۔

سنہ ۲۹ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دکن مین متعین ہوا اُس نے کل معرکون علی الخصوص
قلعہ دولت آباد کلیانی وبیدر کے حملون مین نمایان خدمات انجام دین قلعہ بیدر کے حملے مین چترسال خود
حاکم تھا کہ اُس مقام کو فتح کیا سمبت ۱۷۰۹ مطابق سنہ ۱۶۵۳ء کے معرکہ کالیرگ مین بھی چترسال بذات خود
شریک حملہ تھا یہ مقام بھی سخت مقابلہ آرائی کے بعد مفتوح ہوا ۔ آخر جائے پناہ دکن کی قلعہ دھونی تھا جس نے
جماجنگ کو موقوف کیا اور اُس کے فتح ہونے کے بعد دکن صاف ہو گیا اور پھر شور وفساد باقی نہ رہا۔ معاملات

دکن کے اس موقع پر شاہ جہان کی بیماری کی خبر پہونچی تو شجاع اور اورنگ زیب اور مراد بخش سنہ ۳۱ جلوس شاہجہان (سمت ۱۷۱۵ مطابق سنہ ۱۶۵۹ ع) مین اپنی اپنی فوجون کے ساتھ دارالحکومت کی طرف روانہ ہوئے -

بادشاہ نے اپنے بیٹون کے حملہ آور ہونے کی خبر سُنکر چتر سال کو خفیہ لکھا کہ حضور مین حاضر ہوجاے فرمان پہونچتے ہی چتر سال نے سوچا کہ مین تخت کا نوکر ہون بجز تعمیل کے مجھکو چارہ نہین فوراً دکن سے روانگی کی تیاری کی یہ خبر اورنگ زیب کے کان مین پہونچی اُس نے سبب دریافت کیا اور یہ بھی کہا کہ مین بھی عنقریب تمھارے ساتھ چلون گا جلدی کیون کرتے ہو مگر بوندی والے نے ذہن دکھا کر جواب دیا کہ ہمارا فرض ہے کہ جو بادشاہ حکم دے اُسکی تعمیل کرین اورنگ زیب نے حکم دیا کہ جانے نہ پاے اور اُس کا لشکر گھیر لیا جائے مگر چتر سال بھی بہت ہوشیار اور دور اندیش تھا اُس نے بیشتر سے اسباب روانہ کردیا تھا اب اپنے سردارون اور کل رؤساے خیرخواہ سلطنت کو جمع کرکے یکبارگی کوچ کردیا اورنگ زیب کی فوج کی ہمت نہ پڑی کہ اُنھین روکے یا اُنسے لڑے اس طرح وہ دریاے نربدا پر پہونچے اور بہ امداد سوسنی رئیسون کے کہ دریاے نربدا کے کنارے پر رہتے تھے مین طغیانی مین عبور کیا چتر سال کی شجاعت اور بہادری سے تنگ آکر اورنگ زیب نے تعاقب چھوڑ دیا اور وہ بامن و عافیت بوندی مین پہونچ گیا اور اپنے گھر کا بندوبست کرکے بسبب امر بادشاہ کی دستگیری کے لئے دارالحکومت مین داخل ہوا -

ٹاڈ نے چتر سال کے متعلق مبالغہ سے کام لیا ہے جب وہ عالمگیر پر اتنا بھاری تھا تو عالمگیر کے مقابلے پر دارا شکوہ کی معیت مین باوجود اتنی قوت کے کیون تباہ ہوا اصل یہ ہے کہ یہ شخص چھپ کر عالمگیر سے بھاگ نکلا اُس کو بڑے بڑے کام انجام دینا تھے - اس طرح کے سپہدار کا کیا تعاقب کرتا جب یہ شاہزادے دارالسلطنت پر حملہ آور ہونے کے ارادہ سے آگے کو بڑھنے لگے تو خاندان کے خیرخواہون نے ولی عہد سلطنت داراشکوہ سے ہرچند عرض کیا کہ جو آگ بھڑک گئی ہے آپ تدبیر کے بغیر بجھنی مشکل ہے اس مین بادشاہ کو ایک فریق بنانا مناسب نہین ہے اورنگ زیب اور مراد بخش وغیرہ کو آنے دینا چاہئے جب بادشاہ کے حکم سے شاہی اُمرا اُنسے علیحدہ ہوجائین گے تو اُن مین خود ہی لڑنے کی طاقت نہ رہے گی بادشاہ نے بھی اس راے کو پسند کیا لیکن داراشکوہ نے اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے راؤ چتر سال اور رام سنگھ کے اغوا سے اس بات کو منظور نہ کیا بلکہ اس راے کو نفاق پر محمول کرکے علانیہ کہتا کہ مین عنقریب این کوتہ پاچہ ہا را (یعنی شرعی پاجامہ والے مسلمان امیرون کو) در طلب (اردلی) چتر سال خواہم دوانید اس فقرے کے سنتے ہی سب امرا کیا تورانی کیا ایرانی بیدل ہوکر درپردہ فریق ثانی کے طرفدار ہوگئے جیسا کہ عاقل خان رازی نے اپنی تاریخ موسوم بہ ظفر نامہ عالمگیری مین لکھا ہے -

غرضکہ اورنگ زیب نے معرکہ اُجین مین جسونت سنگھ سے میدان مار کر آگرے کے قریب موضع سا موگڑھ مین پڑاؤ ڈالکر مورچے جمائے اور داراشکوہ سے یہان جنگ ہوئی داراشکوہ کی فوج کو جب شکست ہوئی اور وہ بھاگنے لگی چتر سال نے اُس پرملال موقع پر اپنے سردارون سے مخاطب ہوکے کہا جو بھاگے اُس پر لعنت ہے حق نمک کے زور سے اس میدان مین میرا قدم گڑا ہوا ہے بغیر فتح کے مین یہان سے زندہ نہ جاؤنگا اس طرح اپنے آدمیون کو آواز دے کر

وہ ہاتھی پر چڑھا اسی درمیان مین اُس کے ہاتھی کے گولہ لگا کہ وہ پیچھے پھر کر بھاگا شتر سال کود ا اور گھوڑا طلب کر کے پکارا کہ ہاتھی نے پہلے ہی دشمن کو پشت دکھا دی مگر مین نہ دکھاؤن گا گھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنی فوج کا غول بنا کر شہزادہ مراد پر حملہ آور ہوا اور اُس کو نشانہ بنا کر بھالا چلایا تھا کہ اُسی دم اُس کی پیشانی مین گولی لگی اور مر گیا اور اُس کا چھوٹا بیٹا بھرت سنگھ کہ وقت وفات باپ کے ساتھ تھا وہ بھی مع عمدہ ترین اشخاص خاندان کے اُسی کھیت مین کام آیا محکم سنگھ برادر راؤ مع دو بیٹون کے اور اودے سنگھ دوسرا بھتیجا بھی کمال وفاداری سے جان بحق ہوئے اُس طرح اجین اور دھولپور کی دو لڑائیون مین کم سے کم بارہ رئیس ذی رتبہ نے مع شاخ ہر قوم جانین کھوئین۔ بوندی کے محل مین اُس مکان کو جو راؤ کے نام سے چتر محل کہلاتا ہے زیادہ کر کے رونق دی اور پاٹن مین کیشو رائے کا مندر اُس کے حکم سے تعمیر ہوا تھا۔

۱۹۔ راؤ بھاؤ سنگھ

سمت ۱۷۱۵ مطابق ۱۶۵۹ء مین اپنے باپ کی جگہ بوندی کا حاکم ہوا۔ اورنگ زیب نے سلطنت حاصل کرنے کے بعد اپنا کل غضب جو چتر سال پر تھا اُس کے جانشین راؤ بھاؤ سنگھ پر نازل کیا اور راجہ آتما رام گوڑ رئیس شیوپور کو متعین کیا کہ ہاڑون کی سرکش و باغی قوم کو مغلوب کر کے بوندی کو رنتھنبور کے علاقے مین شامل کر دے راجہ آتما رام نے بجمعیت بارہ ہزار سپاہ کے ہاڑوتی مین جا کر قتل و آتش زنی سے ویرانی شروع کی اور قصبہ کھتولی علاقہ اندرگڑھ کا محاصرہ شروع کیا ہاڑون نے خفیہ جمع ہو کے بمقام گوترده لڑائی کی اور آتما رام کو شکست دے کر بھگا دیا بادشاہی نشان اور اُس کا اسباب لوٹ لیا اس پر بھی قناعت نکر کے اُس نے شیوپور کو جا گھیرا راجہ آفت زدہ ہو کے دربار شاہی مین پہونچا اور ہاڑون کی تازہ شرارت کی کیفیت حضور مین عرض کی۔

کرنل ٹاڈ بعض وقت ردّ مین کچھ کا کچھ لکھ جاتا ہے اور بے سوچے اور تحقیق کئے دیسی بھاٹون وغیرہ کی باتون کو قلم بند کر دیتا ہے۔ عالمگیر کا فوج بھیجنا اور بھاؤ سنگھ کا لڑنا دونون باتین غلط ہین بلکہ راؤ پہلے سال جلوس عالمگیری مین دربار مین حاضر ہو گیا بادشاہ نے ازراہ مراحم خسروانہ علم و نقارہ اور خطاب راؤ مرحمت فرما کر منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سرفراز فرمایا اور اُس کا وطن بوندی جاگیر مین عطا کیا اور اُس نے تمام عمر بادشاہی فوج کے شامل رہ کر صرف کی۔ شاہزادہ شجاع کی لڑائی مین توپخانہ شاہی کا اہتمام اس کے سپرد کیا گیا اور اس شاہزادے کی شکست کے بعد شاہزادہ سلطان کے ساتھ تعاقب پر مامور ہوا اور اس مہم سے فارغ ہو کر ۳ سنہ جلوس مین امیر الامرا شایستہ خان کے ساتھ محاصرہ قلعہ اسلام آباد عرف چاکنہ مین جان فشانی کا حق ادا کیا اسکے بعد مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ سیوا کی تنبیہ کے لئے دکن کو بھیجا گیا اور جب مہاراجہ جسونت سنگھ کی جگہ مرزا راجہ جے سنگھ مامور ہوا اُس کی ماتحتی مین خدمتین بجا لایا ۹ سنہ جلوس مین دلیر خان کے ساتھ زمیندار چاندہ کی تنبیہ پر مامور ہوا اسکے بعد اورنگ آباد مین متعین ہوا اور اُسی جگہ ۱۰۸۸ھ مین وفات پائی۔

راؤ بھاؤ سنگھ کی بہن کی شادی مہاراجہ جسونت سنگھ سے ہوئی تھی جب جسونت سنگھ نے اورنگ زیب سے بغاوت

کرنی چاہی اپنی اس رانی کو بلاکر اُس سے بھائی پر بہت دباؤ ڈلوایا کہ وہ بھی بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے مین اُس کا ساتھ دے لیکن بھاؤ سنگھ نے خاندانی تعلقات پر حق نمک کو مقدم سمجھا اور صاف انکار کرکے کہدیا کہ مین بادشاہ کا نمک حلال جان نثار ہون نمک حرامی کا داغ لیکر دنیا سے جانا نہین چاہتا بھاؤ سنگھ کے لاولد گذر جانے سے بادشاہ نے اُسکے بھائی بھیم سنگھ کے پوتے انرودہ سنگھ پسر کشن سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کرکے حکومت پر سرفراز فرمایا۔ اس انرودہ سنگھ کا عرف انوراؤ تھا۔

۲۰-راؤ انرودہ سنگھ عرف انوراؤ

یہ سمت ۱۷۳۴ مطابق سنہ ۱۶۷۷ء مین راج کا مالک قرار پایا۔ بادشاہ نے اس کو خلعت کے ساتھ اپنی سواری کا گج گوڑ نامی ہاتھی بھیجا۔ انوراؤ دکن کی مہم مین اورنگ زیب کے ساتھ رہا اور ایک دفعہ حرم سرا کی بیگیات کو دشمنون سے بچاکر بڑی خیرخواہی کی بادشاہ نے اُس کی بہادری سے خوش ہوکر پوچھا کیا انعام چاہتا ہے اُس نے درخوست کی بجاے لشکر کے پچھلے حصے کی نوکری کے مجھکو آگے کی فوج کی خدمت ملے بعد ازان بیجاپور کے محاصرے مین اُس نے بڑی نیک نامی حاصل کی۔ اتفاقاً درجن سنگھ نامی اپنے ہی ایک سردار سے اُس کی نااتفاقی ہوئی کہ اس باعث سے چند مشکلات واقع ہوئین ایک روز حالت افروختگی مین راؤ نے اُس سے کہا کہ مجھکو تم سے جو امید ہے مین بخوبی جانتا ہون وہ لشکر سے چلا گیا اور اپنے رشتہ دارون کو جمع کرکے سنہ ۲۶ جلوس عالمگیر مین بوندی کا محاصرہ کرکے اُس پر قبضہ کرلیا اُس وقت انرودہ سنگھ بادشاہ کی خدمت مین حاضر تھا بادشاہ نے یہ خبر سُنکر خلعت رخصت اور اسپ و فیل اور نقارہ اُسکو مرحمت فرمایا اور مغل خان کو مع فوج کے امداد کے واسطے ساتھ کیا درجن سنگھ نے اس فوج سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھاکر پہاڑون مین جا چھپا اور بوندی پر انرودہ سنگھ کا قبضہ ہوگیا اور درجن سنگھ کی جاگیر ضبط کی مگر قبل اخراج درجن سنگھ نے اپنی جانشینی کا ٹیکہ اپنے بھائی بلون والہ کی پیشانی پر کردیا تھا بوندی کا معاملہ طے کرنے کے بعد انوراؤ بہ اتفاق راجہ بشن سنگھ والی آمیر عالمگیر کے بڑے بادشاہ زادے محمد معظم کے ساتھ کابل جاکر سمت ۱۷۶۲ مطابق سنہ ۱۷۰۶ء مین وہین گذر گیا اور اُسکے دو بیٹون بودھ سنگھ یا بُدھ سنگھ اور جودھ سنگھ مین سے بڑا کنور جو کابل کی فوج مین موجود تھا راج کا مالک ہوا۔

۲۱-راؤ راجہ بُدھ سنگھ

یہ راج پاکر کابل مین بادشاہ زادہ بہادر شاہ (شاہ عالم) کے پاس رہا جس سے دوسرے بادشاہ زادہ اعظم جو دکن مین بادشاہ کے پاس تھا مُویدانہ کا پرگنہ بوندی سے نکلوا کر کوٹے کے راؤ رام سنگھ کو دلوادیا اس سے ہاڑون مین دشمنی کا بیج بویا گیا۔ سمت ۱۷۶۳ مطابق سنہ ۱۷۰۷ء مین عالمگیر کے گذرنے پر شاہزادون مین تخت کے لئے لڑائی ہوئی اور شاہ عالم بہادر شاہ پر اعظم شاہ نے چڑھائی کی تو بدھ سنگھ بادشاہ زادۂ شاہ عالم کے ساتھ اور کوٹے والا رام سنگھ بادشاہ زادۂ اعظم شاہ کے ہمراہ تھا اس وقت بدھ سنگھ عین عالم جوانی مین تھا اور اُسی زمانے مین اپنے بھائی جودھ سنگھ کے مرنے کا صدمہ اُٹھا چکا تھا بادشاہ نے اُسکو حکم دیا کہ بوندی مین جاکر رسمیات ماتم ادا کرے اور اپنے عزیز و اقارب

تشفی دے بدھ سنگھ نے جواب دیا کہ بوندی جانے کی چندان ضرورت نہین ہے مگر اپنے آقا کے ساتھ میدان جنگ مین جانا لابد ہے - شاہ عالم لاہور سے روانہ ہوا اور اعظم شاہ مع اپنے بیٹے بیدار بخت کے دکن سے چلا تھا مقام جاجو کے قریب دھولپور دونون کی فوجون کا مقابلہ ہوا اس [illegible] سے بدتر حال ہندوستان کی تاریخ مین مسلمانون کے عہد کا درج نہین ہوا ہے [illegible] مسلمان مخالف فریقون کی مدد سے تخت نشینی کے واسطے اکثر ہوتا تھا تو یقین ہے کہ [illegible] کے فریقین کے مددگارون کی درماندگی و کنارہ کشی سے از خود رفع ہوجاتا مگر اس مرتبہ راجپوتانہ [illegible] کے گروہ جمع ہوئے کہ خاندان کے مقابلے مین خاندان اور شاخ کے مقابلے مین شاخ [illegible] کے تشنہ تھے رؤساے کوٹہ و دتیا جو مدت تک بہ تحت شاہزادہ اعظم شاہ نوکر [illegible] باتون کے مرہون تھے اُس کے حامی ہوئے رؤساے بوندی و دتیا کے درمیان [illegible] حاصل کرنے کا استعداد [illegible] تھا - رام سنگھ والی کوٹہ شاہ [illegible] خاندان ہاڑا کا سرگروہ ہو جانے واقع مین اعظم شاہ سے فتح کی امید [illegible] تھی طرفین کی ایسی تحریک سے ہاڑون کی مخالف جمعیتین میدان [illegible] کہ نہ فقط شاہزادون کے دعوے سلطنت کا بلکہ اپنے اپنے خاندانون کی [illegible] فیصلہ [illegible] لڑائی شروع ہونے سے پیشتر رام سنگھ نے راو بدھ سنگھ کے پاس پیغام بھیجا [illegible] اعظم شاہ کی طرف آجاوے مگر اُس نے نفرت سے جواب دیا کہ یہ میدان جس [illegible] جان دے کر نیک نامی حاصل کی ہے ایسا نہین ہے کہ اُس پر مین اپنے شاہزادے کا ساتھ چھوڑ [illegible] کے واسطے ذلیل ہون اس لڑائی مین سخت صدمہ طرفین سے راجپوتون نے اُٹھایا لوٹے کا [illegible] اور بندیلہ دلپت والی دتیا دونون توپ کے گولون سے مارے گئے اعظم شاہ اور اُس کے بیٹے بیدار بخت نے ہلاک ہو کے اپنے دعوے کو ختم کیا -

اس میدان کی خیرخواہی و جان فشانی کے بارے مین بدھ سنگھ کو راو راجہ کا خطاب اور سہ ہزار و پانصدی ذات و سوار کا منصب اور مؤمیدانہ کی زمینداری جو رام سنگھ سے متعلق تھی اور جو شاہزادہ اعظم شاہ کی رفاقت مین مارا گیا تھا ملی - جاجو کے میدان مین رام سنگھ کے مارے جانے سے [illegible] بوندی کے رئیسون مین جو عداوت پیدا ہوئی تھی اُس کو بھیم سنگھ پسر رام سنگھ نے سرسبز رکھا وہ فرخ سیر کے وزیر سیدون کے فریق کا مددگار ہو گیا - عداوت کے جوش مین راجہ بھیم سنگھ راجپوتون کے طریق کو ایسا بھول گیا کہ اُس نے فصیل سے باہر اپنے دشمن پر جس وقت وہ گھوڑا ابھیرتا تھا حملہ کیا اُس کے چند ہمراہیون نے اپنے سردار کے گرد حلقہ کر کے بہت جوانمردی سے مقابلہ کیا اور سخت نقصان اُٹھا کے جاے امن مین پہونچ گئے بدھ سنگھ نے جب دیکھا کہ فرخ سیر بادشاہ کی مدد کی قابلیت نہین ہے اور دشمن کے فریب سے شکستہ بال ہو گیا مجبوراً مفرور ہونے مین صورت امن دیکھی چند روز کے بعد فرخ سیر مقتول ہوا -

اس زمانے میں راجہ جے سنگھ سوائی والی آمیر نے ارادہ کیا کہ راؤ بودھ سنگھ کو بوندی سے بے دخل کیا جائے بدھ سنگھ دربار دہلی سے اُس کے ساتھ آمیر کو گیا تھا اور اُس کا مہمان تھا اس نزاع کا سبب یہ لکھا ہے کہ راجہ جے سنگھ کی بہن بدھ سنگھ سے بیاہی تھی اول اس لڑکی کی نسبت بہادر شاہ سے ہوئی تھی مگر اُس نے بعوض خیرخواہی فتح دھولپور کے اپنا دعوے چھوڑ کر بدھ سنگھ کے ساتھ شادی ہونے کی اجازت دیدی تھی نحوست بخت سے اُس کے کوئی اولاد نہوئی اور دوسری رانی دختر سردار بیگون ماتحت اودیپور کے دو صغیر سن لڑکوں سے حسد کرتی تھی اپنے شوہر کی غیر حاضری میں حمل مشہور کر کے کہیں سے ایک بچہ منگا لیا اور اُس کو وارث ریاست قرار دیا۔ راؤ بدھ سنگھ اپنی رانی کی کینہ دری اور اپنے اطفال کی خرابی سے واقف تھا آمیر میں آیا تب اُس نے اپنی رانی کے بھائی کو اُسکے طریقے سے آگاہ کرنے کا موقع مناسب سمجھا بھائی نے اُسی وقت اپنی بہن سے دریافت حال کیا اُس نے یا تو اپنی عصمت مشتبہ ہونے کے خیال سے یا فریب ظاہر ہوجانے کے خوف سے یکایک طیش میں آکے اپنے بھائی کی کمر سے خنجر کھینچ لیا اور درزی کے بچے کا طعنہ دیکر ایسا حملہ کیا کہ اگر وہ مفرور نہوجاتا تو ضرور ہلاک کرڈالتی۔ یہ رانی بجے سنگھ عرف چمن جی برادر جے سنگھ کی حقیقی اور جے سنگھ کی سوتیلی ہمشیرہ تھی۔

اس ذلت کے انتقام کی غرض سے جے سنگھ نے مخفی طور پر بدھ سنگھ کو مسند سے خارج کر کے اپنی طرف سے دوسرا راجہ مقرر کرنے کا ارادہ کیا اور حق یہ ہے کہ اُس کو یہ خیال تھا کہ چھوٹے راجوں اور جاگیرداروں کو ماتحت اپنی حکومت کا کرے۔

ہاڑا آمیر میں مہمان نوازی اور رشتہ داری کے اعتبار پر مقیم تھا جے سنگھ نے اپنے مقاصد حاصل کرنے کا یہ موقع اچھا سمجھا اور رئیس بوندی کو ایما کیا کہ تم آمیر میں رہو اور پانسو روپیہ روزانہ اپنے خرچ کے لئے لیتے رہو اُسکے چچا یعنی اُس اجیت سنگھ کے بھائی نے جو اپنے آقا کی خیرخواہی میں آگرے کے مقام پر مارا گیا تھا دانائی سے جے سنگھ کے مخفی ارادے کو سمجھ لیا اور فوراً بوندی کو لکھ بھیجا کہ بیگون کی رانی اپنے بچوں کو لیکر اپنے باپ کے گھر چلی جائے اور کچھ وقفہ دیکر فصیل آمیر سے باہر خفیہ اپنا گروہ بنایا اور اپنے رئیس کو آگاہ کر کے اُس پرخطر مقام سے سب بھاگ گئے تین سو ہاڑوں کی جمعیت ساتھ ہونے سے بدھ سنگھ کو کسی طرح کا خوف نہ تھا سیدھا اپنی راجدھانی بوندی کو روانہ ہوا مگر مقام پانچولاس واقع سرحد پر آمیر کے پانچ سرداروں کی منتخب فوج نے جا گھیرا ہنگامۂ جدال و قتال برپا ہوا آمیر کے پانچوں سردار سپاہیوں کے گروہ کثیر سمیت مارے گئے کہ سرداران اسر دوہ وسر دار اور بھوودار (بوادبھول) کی چھتریاں اب تک ہاڑوں کی شجاعت کی شہادت دیتی ہیں بدھ سنگھ کا چچا مارا گیا اور بہادروں کی ایسی قلت ہوئی کہ بوندی کا جانا خلاف مصلحت متصور ہوا اس واسطے میواڑ کے علاقہ بیگون کو چلے گئے جہاں بدھ سنگھ کی دوسری سسرال تھی مہاراجہ سوائی جے سنگھ نے کرور کے جاگیردار دلیل سنگھ کو بوندی کا راؤ راجہ بنا کر اپنے ماتحت کر لیا اور آمیر کی لڑکی سے اس کی شادی بھی ہوگئی۔

اپنے خاندان کی بڑی شاخ کی مصیبت زدگی کو غنیمت سمجھ کے راجہ بھیم سنگھ کوٹہ والہ نے اجیت سنگھ مہاراجہ

مارواڑ اور دہلی کے وزیر سیدون سے کامل رفاقت پیدا کی اور چمبل کو ریاستون کی سرحد مقرر کرکے دریاے مذکور سے
مشرق کی طرف کے کل ملک پر جو کوٹہ یون کے اپنا قبضہ کرلیا اس طرح ہر طرف کے دشمنون سے تنگ ہوکے
اور چند مرتبہ اپنا ملک حاصل کرنے مین عبث کوشش کرکے بُدھ سنگھ حالت جلاوطنی مین بارہ برس کے بعد
سمت ۱۷۹٦ مطابق ۱۷۴۰ء مین بیگون مقام پر گذر گیا۔

اُس کے دو بیٹے امید سنگھ اور دیپ سنگھ رہے مگر اُنکو اپنے مامون کی پناہ مین سے جلد بھاگنا پڑا کیونکہ
اودیپور کے رانا نے جے سنگھ والی آمیر کے ایما سے بیگون کو ضبط کیا ان مین سے بڑے نے ہوش سنبھال کر اپنا
ملک واپس لیا اور دیپ سنگھ کو کاپرن کی جاگیر ملی۔

۲۲ - اُمید سنگھ

اس نے مختصر گروہ ہمراہیون کا جمع کیا اور بچیل (ریاے مجہول) کے جنگل مین پناہ لی اور وہان سے
درجن سال پسر راجہ بھیم سنگھ والی کوٹہ کو لکھا یہ شخص رحم دل تھا اُسکی دستگیری کی بلکہ ملک ردتی حاصل کرنے مین مدد دی
سمت ۱۸۰۰ مطابق ۱۷۴۴ء مین جب اس کا دشمن راجہ جے سنگھ سوائی مر گیا اس وقت اُمید سنگھ کی
عمر ۱۳ سال کی تھی یہ خبر سنتے ہی وہ اپنی مختصر جمعیت لیکر چڑھا اور پاٹن اور کے نولی (بواو مجہول) کو فتح کیا
جس وقت مشہور ہوا کہ بُدھ سنگھ کا بیٹا ہوشیار ہے قدیم ہاڑا اُس کے ساتھ فراہم ہوئے اور کوٹے کے راو
درجن سنگھ کی مدد سے بوندی پر قبضہ حاصل کیا۔

لیکن جے سنگھ کے جانشین ایشری سنگھ نے فوج کشی کی اور اول کوٹے کا محاصرہ ہوا صرف نقصان پہونچا کر
محاصرہ اُٹھا لیا کوٹے سے واپس ہوکر اُمید سنگھ پر حملہ کرنے کے واسطے نانک پنتھیون کی جمعیت متعین کی اُمید سنگھ
دب کر لوہاری عرف بودن (بواو معروف) کے مینون کے پاس جو اس کوہستان کے قدیم سے مالک تھے اور باوجودیکہ
اُنکو ہاڑون نے ہی بے دخل کیا تھا اُنکے خیرخواہ رہے جا کر پناہ پذیر ہوا اُمید سنگھ کی بہادری اور مصیبت زدگی نے
اُنکے دلون پر ایسا اثر کیا کہ پانچ ہزار تیرانداز جمع ہوکے اُس کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوئے بی چوری کے مقام پر
مقابلہ ہوا جس حالت مین چست و تیز رو پہاڑیون نے لشکر کو تاراج کیا اُمید سنگھ نے دست بقبضہ ہوکے کمال
بیرحمی سے قتل کیا اور نقارہ و نشان چھین لیا اس شکست کی خبر پہونچتے ہی جیپور سے اٹھارہ ہزار آدمیون کی
فوج بسرکردگی نارائن داس کھتری اُمید سنگھ کے مقابلے کے واسطے متعین ہوئی مگر بی چوری کی فتح سے ہاڑون کو
ہمت و استقلال حاصل ہو گیا ہر طرف سے آکر اپنے نوجوان رئیس کے گرد جمع ہوئے اُس نے بے خوف و خطر
دشمن سے مقابلہ کیا جیپور کی فوج ڈبلانہ مین پہونچ گئی اور حملہ کرنے کو تیار تھی اُس وقت اُمید سنگھ سیتون
(بواو معروف) کی دیبی کے پوجنے کو گیا تھا اپنی کل دیبی آسا پورنا کے روبرو عبادت مین تھا تب اُسکی نظر بوندی پر
پڑی کہ نمک حرام کے قبضے مین ہے اُسی وقت قسم کھائی کہ یا تو بوندی فتح کرونگا ورنہ اسی جہد مین اپنی جان دونگا
ایسے خیالات سے جوش مین آکر ہر قوم کے بہادر اُس زعفرانی نشان کے گرد جمع ہوئے جو جہانگیر نے

راؤ رتن کو عطا کیا تھا اور جس وقت ڈبلانہ کے راستے پر گھاٹے سے نکلے دیکھا دشمن مقابلے کو تیار ہے اُمید سنگھ یک بارگی ہاڑون کا غول بنا کے حملہ آور ہوا دشمن نے بھی بہت زور سے مقابلہ کیا دو دفعہ غول متفرق ہوا اور دونوں دفعہ باوجود گولیون کی بارش کے پھر بنا لیا اول حملے مین اُمید سنگھ کا ماموں پرتھی سنگھ سولنکی اور نہاراج درجادس گڑھ رئیس موترہ کہ بہادر ہاڑا تھا اور اُس نے ٹھکری سپہ سالار فوج جیپور پر چکر چلایا تھا مارے گئے پراگ سنگھ شورن کا سردار کتھانہ کی جاگیر کی ایک شاخ مین تھا قتل ہوا اور کم درجے کے سردار بہت مارے گئے اُمید سنگھ کے گھوڑے کے توپ کا گولہ لگا کہ اُس کی آنتیں نکل پڑین مگر نوجوان راؤ اور اُسکے رشتہ دارون کی بہادری کچھ کارآمد نہ ہوئی سردارون نے اس خوف سے کہ شاید مارا جائے التجا کی کہ لڑائی سے باز رہو اگر تم زندہ رہوگے تو انجام مین بوندی فتح کر لین گے لیکن اگر مر جاؤ گے تو امید بالکل قطع ہو جائے گی اُمید سنگھ نے بڑے افسوس سے اس صلاح کو قبول کیا جس وقت راہ اندر گڑھ پر گھاٹہ سووالی مین پہونچ کر دم لینے کے واسطے گھوڑے سے اُترا تنگ کھولتے ہی گھوڑا مر گیا اُمید سنگھ بیٹھ کر بہت رویا اور واقعی یہ گھوڑا جس کا نام ہن جا تھا اسی قدر و منزلت کے لائق تھا اُس کی نسل عراقی تھی بادشاہ نے اُمید سنگھ کے باپ کو بخشا تھا اور چند لڑائیون مین اُس کی سواری مین رہا تھا اُمید سنگھ کا یہ غم فقط عارضی نہ تھا کیونکہ اُس نے ہن جا کو ایسا یاد رکھا کہ جب بوندی حاصل کی تب اول ہن جا کا مزار بطور یادگار بنوایا وہ اب تک شہر کے چوک مین موجود ہے اور ہر ایک ہاڑا اُس کی عمدہ تاریخ کی یادگار مین بہت تعظیم کرتا ہے۔

اُمید سنگھ پیادہ پا اندر گڑھ مین پہونچا وہان کے ہاڑا جاگیردار نے کہ جے پور کا مطیع ہو گیا تھا اپنے آقا کو گھوڑا دینے سے انکار کیا بلکہ کہلا بھیجا کہ میرے علاقے سے نکل جاؤ ورنہ اندر گڑھ و بوندی دونون پر مصیبت آئے گی اس طعن و گستاخی سے رنجیدہ ہو کے نوجوان رئیس نے وہان کی سرحد مین پانی نہ پیا اور سیدھا کردین (بیاے مجهول) کو چلا گیا وہان کے سردار نے استقبال و مہمانداری کر کے اور گھوڑا نذر کر کے اندر گڑھ والے کی گستاخی اور بے وفائی کی تلافی کی وہان سے راؤ نے اپنے ہم قومون کو رخصت کیا کہ بالفعل اپنے گھرون کو چلے جاوین اور جب میری تقدیر یاور ہو پھر آجاوین اور اپنی قدیم جائے پناہ شکستہ محل رام پورہ واقع نالہائے چنبل کو چلا گیا۔ درجن سنگھ والی کوٹہ جس نے ایشری سنگھ اور اُس کے رفیق آیا سیندھیا کے دعوے سرپرستی کا بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا تھا اُمید سنگھ کا شریک درد ہوا رئیس کوٹہ کا مشیر اور سپہ سالار ایک چارن (بھاٹ) تھا اُس نے اُمید سنگھ کی بہادری سے خوش ہو کے اُس کو اپنے باپ کی مسند حاصل کرنے مین ہر طرح مدد دی الغرض کوٹے کی کل فوج محکوم بھاٹ مذکور اُمید سنگھ کے دوست و رشتہ دارون کے شامل حال ہوئی اور بوندی پر پھر حملہ ہوا شہر کی فصیلین متواتر لڑائیون سے مسمار ہو گئی تھین اُس کے لینے مین کچھ دشواری نہوئی جس وقت تارا گڑھ پر چڑھائی شروع ہوئی بہادر بھاٹ اپنے ہمراہیون مین سے کسی نمک حرام کی گولی سے مارا گیا مگر لاش پر چادر ڈال کر اُس کی وفات کو مخفی رکھا حملہ آور بڑھے چلے گئے دلیل سنگھ اور اُس کے ہمراہی نکل کر مفرور ہوئے اُمید سنگھ کی اُمید پوری ہوئی کہ اپنے باپ کی گدی پر جا بیٹھا۔ دلیل سنگھ بھاگ کر ایشری سنگھ کے پاس جیپور کو گیا اُس نے

اپنی کل موجودہ فوج بہ افسری کیشوداس کھتری بوندی سے ہاڑدن کو نکالنے کے واسطے متعین کی اُس نے جاکر
اردگرد گھیر اڈال لیا اُمید سنگھ کو تیاری مقابلہ کی فرصت نہ ملی مجبوراً چھوڑکر بھاگا اور دیوا بانگو کے کنگوروں
پر پھیر ڈھونڈھار کا پرچم لہرانے لگا۔ اس وقت دلیل سنگھ نے البتہ شرافت کی یعنی اُس کو ازسرنو راجہ
جیپور نے مسند نشین کرنا چاہا تو اُس نے انکار کیا کہ دوبارہ داغ بدنامی اپنے نام پر نہ لگاؤن گا اُمید سنگھ پھر
جلاوطن ہوکر کبھی میواڑ مین اور کبھی مارواڑ مین سرگردان پھرتا رہا مگر اس حالت مین بھی اُس نے اپنے دشمن کو
کبھی آرام سے نہ بیٹھنے دیا اپنے موروثی ملک پر متواتر حملہ کرتا رہا۔ ایک بار اُس کو مقام بُنو دیہ مین اپنے باپ کی
بیوہ رانی سے کہ اس تمام تباہی و خرابی کا باعث تھی اور اب اپنی اور اپنے شوہر اور اُس خاندان کی ذلت سے
تنگ آکر یہان گوشہ نشین ہوئی تھی ملنے کا اتفاق ہوا اُمید سنگھ کے ملنے سے اُس کا رنج و غم تازہ ہوگیا اُسکی
بہادری اور آفت زدگی اور اپنی پُرمذلت خواہش حق تلفی خلف اکبر کے خیالات نے اُس کے دل مین پشیمانی -
دردمندی اور افسوس کا جوش پیدا کیا اس طرح تحریک پاکروہ بسر بُدھ سنگھ کی دستگیری کی درخواست کرنے
کے واسطے دکن کو روانہ ہوئی جب دریاے نربدا کے کنارے پر پہونچی تو ایک مینار دیکھا کہ اُس پر مثل دریاے
اٹک کے اس ندی کا بھی عبور نکرنے کی راجپوتون کے واسطے رسم لکھی تھی اُس نے مثل خالص راجپوتون کے
یہ کہکر کہ ایسی مصیبت مین کوئی قسم مانع نہین ہوسکتی مینار کو شکست کراکے ندی مین ڈلوادیا اور عبور دریا
کرکے ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین گئی شان ایزدی ہے کہ ہندوستان کے نہایت زبردست راجہ سوائی جے سنگھ کی
ہمشیرہ نے غارتگرون کے سرگروہ سے دستگیری کی التجا کی بلکہ اُمید سنگھ کو ازسرنو بوندی دلوانے کی غرض سے
اُس کو اپنا بھائی بنایا ملہار راؤ نے اُس کی درخواست منظور کی۔

یہ امر کہ اُس کو اس پر توجہ کرنے مین رانا ے اودیپور کی تحریک سے جو خاندان اودیپور کی ایک رانی کی
اولاد کو مسند جے پور پر بٹھانے کے واسطے چونسٹھ لاکھ روپیہ خرچ دینا منظور کرکے ہلکر سے مدد کا مستدعی
ہوا تھا کس قدر آمادگی ہوئی وقائع بوندی سے دریافت نہین ہوسکتا کیونکہ اُس مین صرف وہی حال جو
اس ریاست سے متعلق ہے لکھا ہے لیکن صاف ظاہر ہے کہ اگر اُس کو رانا نے اخراج ایشری سنگھ اور اپنے رشتہدار
مادھو سنگھ کو مسند نشین کرنے کے عوض اس قدر روپے کی طمع نہ دی ہوتی تو ملہار راؤ کا صرف اس بیوہ کی
التجا پر ملتفت ہونا نہایت مشتبہ تھا۔

خیر واقعی سبب اس کا خواہ کچھ ہو وقائع بوندی کے بموجب یہ رانی صرف اپنی ریاست کو چھوڑانے پر
قناعت نکرکے مرہٹون کو جیپور پر چڑھالے گئی اور اتفاقات اُسکی تدبیرون کے مؤید ہوئے۔

ایسری سنگھ نے اس فوج کثیر سے بھاگ کر نگر مین پناہ لی وہان سے دس روز کے محاصرے کے بعد مجبوراً
اقرارنامہ واگذاشت بوندی اور اپنی اور اپنی اولاد کی طرف سے ہمیشہ کے واسطے اُس کا لادعوے لکھدیا بلکہ
اُمید سنگھ کو مالک بوندی تسلیم کرکے اُس کی پیشانی پر اپنے ہاتھ سے ایک تلک کردیا جسوقت اُمید سنگھ کی

ند نشینی کی تقریب مین بوندی مین جشن شادیانہ ہوا تھا جسمین اُس کے دشمن کی لاش کو جلانے کے
سطے چتا چنی گئی یعنی ایسری سنگھ نے اس ذلت کا تحمل نہو کے تھوڑے سے زہر سے اپنی حیات و عداوت کو
نے پر پہونچایا اور اس ذریعہ سے بوندی اور اودیپور دونون کے مطالبات آسانی حاصل ہوگئے۔
چودہ برس تک جلاوطن رہ کے امید سنگھ نے سمت ۱۸۰۵ مطابق سنہ ۱۷۴۹ء مین اپنی موروثی ریاست
ں کی لیکن بجائے ان سالون کے سمت ۱۸۰۷ اور سنہ ۱۷۵۲ء ہونا صحیح ہین مگر اس نزاع مین ریاست کے عمدہ
ہاتھ سے جاتے رہے کیونکہ ہلکر نے فوجی مدد کے عوض مین پرگنہ پاٹن واقع کنارہ چنبل طلب کیا جو بذریعہ
ر نامہ تحریری اُس کے حوالے کیا گیا کیونکہ اُس نے بدھ سنگھ کی رانی کا برادر بنکر اس فرضی رشتے کے لحاظ سے
گیری نہ کی تھی۔ اس چودہ برس کی جلاوطنی کا معاوضہ مستحکم مقام ارا گڑھ ہے جسکو دلیل سنگھ نے بنوایا تھا
جس کی زد محلات اور شہر پر ہے۔
سمت ۱۸۱۲ مطابق سنہ ۱۷۵۶ء مین بادشاہی قلعدار نے مرہٹون کے خوف سے قلعہ رنتھنبور جیپور والون کو
نپ دیا اور اس سبب سے کہ ہاڑ وتی کا علاقہ بادشاہی انتظام مین رنتھنبور کے ماتحت رہتا تھا راجہ مادھو سنگھ
ن جیپور نے کوٹہ اور بوندی پر فوج بھیجکر وہان خراج قائم کردیا مگر اس تدبیر کا بلا اعانت مرہٹون کے عمل
ن آنا غیر ممکن تھا جو مددگار رکھے جلد مالک ہوگئے اور سب کو ضرر پہونچایا۔
سمت ۱۸۱۷ مطابق سنہ ۱۷۶۱ء کی جنگ بٹوارہ نے جیپور کے اس دعوے کو ہمیشہ کے واسطے رد کر دیا
تنہا کوٹے کی فوج نے جیپور کی فوج کو شکست پر شکست دی کہ کوٹے والون کا مقابلہ کرنا اُنکے بوتے سے
ہوگیا اس مہم کا ذکر جیپور کی تاریخ مین لکھا گیا ہے اور یہان صرف اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ اگر بوندی کی
ج کوٹے والون کی جنگ مین جیپور والون کے ساتھ کوٹے کی سپاہ کے شامل ہوجاتی تو اپنے ماتحت برادرانہ کو
پور کی خراجگذاری سے کہ مجبوراً اب تک ادا کرنا پڑتا ہے بچا لیتی کیونکہ قلعہ رنتھنبور کی افسری کی وجہ سے
ہ جیپور کا ہاڑوتی کی کوٹریون پر تحصیل خراج کا دعوے قائم ہوگیا ورنہ کسی طرح کا استحقاق نہ تھا۔
اُمید سنگھ کو ریاست مین وہی رونق و ترقی پیدا کرنے کا شوق تھا جو پندرہ برس گذشتہ کی مصیبتون سے
نی رہی تھی مگر جن مرہٹون کی اعانت سے اُس نے اپنا دارالحکومتہ از سر نو حاصل کیا تھا اُنکی طمع و زر پرستی
ہ اُس کی ہمت شکست ہوگئی تھی۔
جیسی نمک حرامی شکست ڈبلانہ کے بعد اندر گڑھ کے سردار نے کی تھی انسان سے سہو نہین ہوسکتی۔ اور
ردار مذکور کی طرف سے معذرت خواہی پیش نہونے کے بغیر آٹھ برس کا عرصہ گذر جانے پر سمجھا گیا کہ اُس کی علو
صلگی و فیاضی نے باتفاق مصلحت وقت اُس کو انتقام جرم سے باز رکھا ممکن نہین ہے کہ کوتہ اندیش راجپوت
س نے اپنے رئیس کی مصیبت کو دیکھ کر اُس کی ہمدردی سے انکار کیا اُس وقت کا خیال کرنے پر دل مین نادم
پشیمان نہوتا ہو مگر اُس کی گردن ہمتی مقتضی نہوئی کہ اپنے طریقۂ مابعد سے پہلی تقصیر کا دفعیہ کرے بلکہ جس کو ضرر

پہونچایا تھا اُس کی دریا دلی کو بزدلی پر حمل کرتا تھا اور اُس کے تحمل پر طعن کرتا تھا اور تازہ مغفرت پہونچا کر اپنے اعمال سابقہ کو تلخ تر کیا۔

اُمید سنگھ نے مادھو سنگھ رئیس جیپور کو اپنی ہمشیرہ کی نسبت کا پیغام بھیجا تھا کہ دربار عام مین موجودگی سرداران اور عمدہ ترین خاندان راجپوتانہ کے شایان تعظیم و تکریم قبول کیا گیا اتفاقاً دیو سنگھ اندر گڑھ والا بھی جیپور گیا ہوا تھا مادھو سنگھ نے اُس سے براہ عنایت دختر بوندی کی کیفیت پوچھی اُس نے جواب مین ایسا کلمہ کہا جس سے اصل مین خطا ہونے کا شبہ پیدا ہوا لیکن یہ بیان اُس کا سراسر لغو اور حسد پر مبنی تھا کیونکہ چند روز کے بعد راجہ بجے سنگھ والی مارواڑ نے از خود درخواست کی الغرض ناریل جیپور سے واپس آیا اور بوندی کی وہ ہتک ہوئی کہ راجپوتون مین ہرگز معاف ہونے کے لائق نہین ہوتی ہے۔

سمت ۱۸۱۲ مطابق ۱۷۵۵ء مین اُمید سنگھ کرور کے قریب بیناس ندی کے درشن کے واسطے گیا وہان سے اندر گڑھ قریب تھا اس واسطے اُس نے بشمول دوسرے سرداران اور اُنکے رشتہ دارون کے سردار اندر گڑھ کو بھی طلب کیا اگرچہ متردد تھا مگر تعمیل حکم کر کے دیو سنگھ مع اپنے بیٹے پوتے کے حاضر ہوا بیٹے پوتے سب یکبارگی قتل کئے گئے اور جاگیر اندر گڑھ اُسکے بھائی کو دیدی۔ چونکہ یہ قتل دہوکے سے ہوا [illegible] عمل مین آیا تھا اس لئے اُمید سنگھ نے اپنے قابل نفرت کام سے پچھتا کر سمت ۱۸۲۷ مطابق [illegible] مین اپنے بیٹے اجیت سنگھ کو ریاستی کام سونپ دیے اور آپ بنظر کفارہ گناہ حکومت کے کامون سے ترک تعلق کیا اور نام سرد جی رکھ کے متبرک مقامات کو دیکھنے کے لئے ہم قومون کا گروہ مختصر ساتھ لیکر سیاحی اختیار کی۔ لیکن وہ فقیر کے لباس مین نہین بلکہ ہر طرح مسلح ہو کے زیارات کے واسطے روانہ ہوا۔

۲۳۔ اجیت سنگھ

اجیت سنگھ نے سمت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۳ء مین اودے پور کے رانا اری سنگھ سوم کو جو بوندی کے رمنہ یعنی جنگل مین شکار کھیلنے کے لئے آیا تھا دغا کے ساتھ مار ڈالا [illegible] آدمیون کے سوا [illegible] اکثر سردارون نے مہارانا سے عداوت کے سبب عوض لینے کی کوشش نہ کی یہ حرکت اودے پور والون اور بوندی والون کے درمیان آخری رنج کا سبب ہوئی ہے اجیت سنگھ اس کام سے دو مہینے بعد کوڑھ کی بیماری سے سخت تکلیف اُٹھا کر مر گیا اور اُس کا اکلوتا بیٹا بشن سنگھ کہ شیرخوار بچہ تھا مسند نشین ہوا۔

۲۴۔ بشن سنگھ

اس کم عمر بچے کی حفاظت کے لئے بڈھے اُمید سنگھ کو یاترا سے واپس بوندی آنا پڑا مگر اُس نے کاروبار ریاست کا انتظام کر کے اور ہوشیار رہا بائی کو سپرد کر کے پھر سیاحی شروع کی اکثر چار برس کے بعد آتا تھا اخیر عمر مین جب ضعیفی سے چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی بوندی مین اقامت کے لئے آنے کا ارادہ کیا بشن سنگھ کو جو ہوش سنبھال چکا تھا اُس کی طرف سے بے اعتباری پیدا ہوئی اس لئے راج مین رہنا اُس کا پسند نہ کیا اور

حکم دیا کہ سری جی بوندی مین نہ آنے پائے بدافعال لوگون نے جو عقلمند آدمی کا ریاست مین رہنا نہین چاہتے تھے
سوائے مین یہ بھی کہا کہ آپ نے شیرنی کھائی ہے اور بنارس مین مالا جپی ہے جب سری جی نیا شہر تک آگیا تھا قاصد نے
پہونچ کر پیام سنایا کہ تمھاری خاک بزرگون کی خاک سے نہ ملنے پائے گی مگر اُس کی قدر ایسی تھی اور زیارتون کے
سبب سے اُس کا ایسا مرتبہ تھا کہ سمجھتے تھے کہ بفور پہونچنے اس پیام کے گرد و نواح کے رئیسون نے اُس کو بہت
شوق سے طلب کیا اور پرتاب سنگھ نے بڑی التجا کے ساتھ اُس کو جیپور مین بلا کر نہایت عزت سے رکھا اور جب
کوٹے کے دیوان ظالم سنگھ جھالا نے بشن سنگھ کو اس باب مین نصیحت کی تب سری جی کو بوندی مین بلایا گیا اور
جوان رئیس سے خالی خواہ ملاقات ہوئی سب کی آنکھون مین آنسو آگئے سری جی نے کہا کہ اے بچے اگر تم کو
یقین ہے کہ مین تمھارا بدخواہ ہون تو یہ تلوار لو اور خود مجھے مار دو مگر کمینہ لوگون سے میری ہتک نکراؤ نوجوان
راؤ نے پاؤن پکڑ کر جان بخشی قصور چاہی سری جی نے اپنی حیات مین بوندی کے محل مین قدم رکھنے سے انکار کیا
اس کے بعد وہ آٹھ برس زندہ رہا اخیر مین بشن سنگھ نے التجا کی کہ آپ کو بزرگون کی فصیل کے اندر آنکھ میچنی چاہیے
چنانچہ قریب الموت امید سنگھ سکھپال مین بیٹھکر محل مین داخل ہوا اور اُسی شب زمانے کی رنج بھری ہندی
امیدون کے ساتھ گذر گیا یہ واقعہ ۲۵ اگست ۱۸۰۴ء مطابق سمت ۱۸۶۱ کا ہے۔

اُمید سنگھ کے مرنے سے ڈیڑھ مہینہ پہلے بوندی کی ریاست نے انگریزی فوج کو جو ہلکر سے شکست پاکر
یہان گذری رسد وغیرہ سامان کی مدد دی تھی اس کے سبب کچھ عرصے تک مرہٹون نے بوندی کو بہت تباہ کیا۔

بشن سنگھ اپنے دادا کی وفات کے وقت تیئس برس کی عمر مین تھا۔ اس نے اپنے ہم قوم گوٹھڑہ کے
جاگیردار بلونت سنگھ کو سرکشی کے سبب فوج بھیجکر مروا ڈالا۔

سمت ۱۸۷۵ مطابق ۱۸۱۸ء ۱۰ فروری کو عہدنامے کے ذریعہ سے مہاراؤ نے انگریزی سرکار کی اطاعت
قبول کی جس سے انگریزی سرکار نے وہ پرگنے جو کچھ مدت پہلے ہلکر نے دبا لئے تھے لڑائی مین فتح کر کے بغیر خراج بوندی
کو حوالے کئے اور کچھ علاقہ جو سیندھیا کے تحت مین باقی رہ گیا تھا وہ بھی واپس دلا کر خراج پر اپنا حق قائم کیا لیکن
اس موقع پر کوٹے کے نامی چالاک دیوان نے اندرگڑھ۔ بلون۔ انترودہ اور کھتولی کی جاگیرین اپنی طرف
لے لین۔ سمت ۱۸۷۸ مطابق ۱۸۲۱ء ۱۴ جولائی کو مہاراؤ بشن سنگھ اڑتالیس سال کی عمر مین ہیضے کی بیماری سے
مرگیا۔ اس کے وقت مین کم آمدنی کے سبب اگر کا مدار سو روپیہ اور جیب خرچ کے لئے حاضر نہ کرتا تو ایک
اندرجیت نام جوتے سے پٹوایا جاتا تھا۔

۲۵۔ مہاراؤ رام سنگھ

یہ سمت ۱۸۷۸ مطابق ۱۸۲۱ء ۲۸ جولائی کو اپنے والد کے بعد دس برس کی عمر مین نامی کرنل ٹاڈ کے
سامنے مسند نشین ہوا اس نے اپنے چھوٹے بھائی گوپال سنگھ کو خراب عادتون کے سبب قید کر دیا جو اُسی
حالت مین مرگیا۔ اسکے دھاسئے بھائی کشن رام نے محنت کے ساتھ خالصے کی آمدنی تین لاکھ روپے سے پانچ لاکھ

سالانہ تک پہونچائی۔ سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین مہاراؤ کی شادی جودھپور کے مہاراجہ مان سنگھ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی جس نے بوندی کا دو لاکھ روپیہ قرضہ اپنے پاس سے ادا کر دیا۔ لیکن مہارانی راٹھور کی تعظیم وتکریم ..... سن رام دھاے بھائی کے بہکانے سے کم سمجھی جاکر اُس کو مارواڑ کے ایک راجپوت نے قتل کر ڈالا۔ سمت ۱۸۸۶ مطابق ۱۸۳۰ء مین بوندی والون نے دو تین مارواڑی سردارون کو جو وہان موجود تھے مروا ڈالا جودھپور کا ماتحت سردار پوکرن والا ببھوت سنگھ پانچ سو آدمیون کے ساتھ عوض لینے کو جودھپور ست چلا اور دوسرے دن بھی آنے کا خیال تھا اس واسطے پولیٹکل افسر نے درمیان مین پڑکر اس فساد کو روک دیا۔

سمت ۱۹۱۵ مطابق ۱۸۵۸ء مین مہاراؤ نے غارتگر مینون کو فوج کے ذریعہ سے کامل سزا دے کر گوٹھرہ کی جاگیر سرکشی کے سبب ضبط کر لی۔

سمت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۵ء مین دو تہائی پرگنہ پاٹن جو مہاراجہ سیندھیا کے قبضے سے کئی برس پہلے انگریزی ..... مین آچکا تھا مہاراؤ کی درخواست پر کئی تحریری شرطون کے ساتھ بوندی مین شامل کیا گیا جس کی بابت اسّی ہزار روپیہ سالانہ خراج علاوہ چالیس ہزار پہلے خراج کے جو عہدنامے مین درج ہے مہاراجہ سیندھیا سے ..... سرکار کو دیا جانا قرار پایا۔ دوسرے برس مہاراؤ کا ولی عہد کنور بھیم سنگھ تیئیس برس کی عمر مین گذر گیا۔ اور دس مہینے کے بعد ۱۸۶۹ء ۲۷ ستمبر کو کنور رگھوبیر سنگھ پیدا ہوا۔ مہاراؤ کے خاندان مین گوٹھرہ اور دُگاری کے قریب رشتہ دار جاگیردار اولاد نہ ہونے کی صورت مین رئیس کے جانشین کیے جاتے ہین۔ سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۷ء کے شاہنشاہی دربار دہلی مین مہاراؤ کو اوّل درجے کا تمغا ..... اور خطاب مشیر قیصر ہند ملا۔ دلی سے واپسی کے وقت جیپور کے مقام پر مہاراؤ کے ہم نام مہاراجہ جیپور ..... اس کو خاطرداری کے ساتھ مہمان کیا جس سے دونون ریاستون کا قدیم رنج دور ہوا۔ سمت ۱۹۴۰ مطابق ۱۸۸۳ء مین مہاراؤ نے جودھپور جاکر اپنے کنور رگھوبیر سنگھ کا بیاہ مہاراجہ جسونت سنگھ دوم کی بہن کے ساتھ کیا۔ رئیس نے سمت ۱۹۴۵ مطابق ۱۸۸۸ء مین اپنے ہم قوم کاپرن کے زمیندار بر سنگھ کی جاگیر اُس کی سرکشی کے سبب سے ضبط کی۔ یہ مہاراؤ انگریزی افسرون کی ملاقات اور سرکاری حکمون کی تعمیل سے پرہیز رکھنا چاہتا تھا لیکن کئی بار سخت تاکید ہونے سے اس مین کسی قدر درستی پیدا ہوگئی وہ پُرانی رسمون کا ..... پابند لیکن رعایا کے معاملات مین انصاف پسند سمجھا جاتا تھا مہاراؤ رام سنگھ نے ۱۸۸۹ء مین ۶۸ سال کی ..... کے بعد انتقال کیا اُسکے بیٹے رگھبیر سنگھ نے جانشینی کی۔

۲۶- مہاراؤ رگھبیر سنگھ جی

۲۱ ستمبر ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوئے تھے اور ۲۸ مارچ ۱۸۸۹ء کو مسند نشین ہوئے ۱۸۹۰ء مین اُنکو پورے اختیارات ملے ۱۸۹۹ و ۱۹۰۰ء کی قحط سالی مین اُنھون نے چار لاکھ روپیہ کار خیر مین صرف کیا اور

اسی قدر رقم محاصل کی معاف کر دی - ۱۸۹۴ء مین مہاراو رگھبیر سنگھ کو کے سی - آئی - ای کا خطاب ملا اور ۱۸۹۷ء مین کے - سی - ایس - آئی - کا اور ۱۹۰۱ء مین جی - سی - آئی - ای کے خطاب سے ممتاز کئے گئے ۴ جنوری ۱۹۱۲ء کو ملک معظم نے اُنکو جی - سی وی او کا اعزاز عطا کیا اُنکی سلامی ۱۷ ضرب توپ ہے - ۲۴ دسمبر کو ملکہ معظمہ نے بوندی کو شرف قدوم بخشا -

فصل - تاریخ کوٹہ

جغرافیہ

راج کوٹہ جنوبی مشرقی راجپوتانہ مین خطوط عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۵ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد شرقی ۷۵ درجہ ۳۵ دقیقہ اور ۷۶ درجہ ۵۶ دقیقہ کے درمیان واقع ہے یہ ریاست آمدنی کے لحاظ سے اودیپور - جیپور اور جودھپور کے بعد دوسری ریاستون سے بڑی سمجھی جاتی تھی - اُس کے شمال مین بوندی مغربی طرف بھینسرور علاقہ اودیپور جنوب مین مکندرہ گھاٹہ سرحد ہولکر اور جھالاواڑ مشرق مین پرگنہ چھبڑہ متعلق ٹونک اور گوالیار کا علاقہ ہے طول مشرق سے مغرب کو ۱۰۵ میل عرض اس کے خلاف اسّی میل رقبہ چار ہزار تین سو چالیس میل مربع آبادی ۵۱۷۲۷۵ - فوج سوار و پیدل پانچہزار کے قریب اور آمدنی خالصہ اٹھائیس لاکھ روپیہ سالانہ جس مین سے تین لاکھ پچاس ہزار کے قریب روپیہ خراج اور دیولی فوج خرچ کی بابت انگریزی سرکار کو دیا جاتا ہے -

اس ریاست کی زمین شمال و مشرق پست ہے جدھر چنبل - کالی سندھ - نیوج اور کئی برساتی ندیان بہتی ہین - ایک متوسط بلند پہاڑون کا سلسلہ جنوب و مشرق سے شمال و مغرب کو چلا گیا ہے جو پہلے راج کوٹہ کے دو برابر حصے کرتا تھا اور اب جھالاواڑ کی علٰحدہ ریاست قائم ہونے سے سرحد سمجھا گیا ہے - یہی پہاڑ راجپوتانے کو مالوے سے جدا کرتے ہین جن مین مکندرہ گھاٹہ بڑی گذرگاہ ہے - راج کوٹہ کا اکثر علاقہ سرسبز و آباد ہے جس مین ہر قسم کی پیداوار ہوتی ہے لیکن سخت گرمی کے بعد زیادہ بارش ہونے پر آب و ہوا کی خرابی سے ہمیشہ بیماریونکا زور رہتا ہے
شہر کوٹہ دریائے چنبل کے کنارے پر آباد ہے جس کے مشرقی طرف ایک بڑے تالاب اور درختون کی کثرت سے رونق نظر آتی ہے - آبادی کی شہر پناہ جس مین جابجا بُرج بنے ہوئے ہین اور جس کے گرد خشک خندق کھُدی ہوئی ہے پختہ اور مضبوط ہے شہر سے علٰحدہ ایک گڑھی کے اندر محل چھتریان اور مینار بنے ہوئے ہین - جن کے شمال مین ایک برج سے دریا کے ہر طرف علاقے کی نگرانی ہوسکتی ہے - شہر کے مقابل چنبل کے اندر ایک ٹاپو مین گرم موسم کے لئے رئیس کے رہنے کا جل محل بنا ہوا ہے - خاص شہر بڑا ہے جس مین بہت سے مندر اور کئی مسجدین اچھی بنی ہوئی ہین یہان کے اکثر ساہوکار دولتمند اور عام پیشہ ور لوگ خوش حال ہین - لیکن آب و ہوا کی

خرابی سے شہر کے باشندون کو بیماریون کی شکایت ضرور رہتی ہے شہر کوٹہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۱۰ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۵۲ دقیقہ پر واقع ہے کوٹیہ (بوا و جھول) بھیلون کی آبادی کی وجہ سے کوٹہ شہر کا نام ہوا ہے بعض تواریخون مین ہے کہ راج کوٹہ مین چالیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کے کل ایک ہزار چار سو ترانوے (۱۴۹۳) گانؤن مین جن مین سے ایک چہارم ماتحت جاگیرداروں اور مذہبی خیرات وغیرہ مین بٹے ہوئے ہین اور باقی تمام خالصہ ہے ۔

تاریخ

کوٹے کے رئیس ہاڑہ نسل سے بوندی والون کی چھوٹی شاخ مین انکے تم توم ... شاہجہان بادشاہ کے شروع عہد مین یہ ریاست قائم ہوئی اور کشن گڑھ اور رتلام وغیرہ کی طرح مغل بادشاہون کی بخشش کا نشان ہے سمت ۱۶۸۸ مطابق سنہ ۱۶۳۲ء مین جبکہ بوندی کا راؤ رتن بادشاہی نوکری پر دکن ... کا ولی عہد پوتا شترسال جس کا باپ گوپی ناتھ مرچکا تھا کم عمری کے سبب نوکری پر نہ جا سکا اس ... راؤ رتن کے دوسرے بیٹے اور شترسال کے چچا مادھو سنگھ کو جو پہلے سے بادشاہی منصب دار بنکر دکن کی لڑائیون مین عمدہ کارگذاریان دکھلا چکا تھا شاہجہان کے حکم سے پرگنہ کوٹہ اور پھلائتہ علیحدہ جاگیر مین ملا جس کی پوری تفصیل بوندی کی تاریخ مین راؤ رتن کے مرنے پر لکھی گئی ہے اس وقت سے تقریباً پونے تین سو برس پہلے یہ ریاست علیحدہ قائم ہوکر اول درجے کی ریاستون جیپور اور جودھپور وغیرہ اور دوسرے درجے کی بیکانیر و بوندی کے بعد کشن گڑھ اور جیسلمیر وغیرہ کی طرح تیسرے درجے مین شمار کی گئی تھی ۔ لیکن سو برس کے بعد محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین راؤ بھیم سنگھ نے جس کے پہلے تین رئیس بادشاہی نوکری مین کام آچکے تھے اور اُس کی جان بھی اسی قسم کی خیر خواہی مین گئی بوندی وغیرہ کے برخلاف سید وزیرون کی موافقت سے علاقہ بڑھا کر کوٹے کو دوسرے درجے پر پہونچایا اگر بھیم سنگھ وزیرون کی طرف سے نظام الملک کے مقابلے پر مارا نہ جاتا تو تمام ہاڑوتی کا ملک کوٹے مین داخل ہوکر اُس کے جیپور اور جودھپور کے برابر ہوجانے مین کوئی شبہ نہ رہتا ۔ دلی کی سلطنت تباہ ہونے پر بھی چالاک و ہوشیار دیوان ظالم سنگھ جھالا نے جس کی اولاد کے واسطے جھالراپاٹن کی ریاست علیحدہ نکل گئی کوٹے کو اس طرح ترقی دیکر سنبھالا کہ اس وقت تک اودیپور ۔ جیپور اور جودھپور اور بیکانیر کے بعد باقی راجپوتانے کی سب ریاستون سے اُسکی مالی حالت بہتر ہے ۔

۱ ۔ راؤ مادھو سنگھ

راؤ رتن کا چھوٹا بیٹا تھا ۱ سنہ جلوس شاہجہانی مین منصب ہزاری ذات شش صد سوار پر سرفراز ہوا ۔ ۲ سنہ جلوس مین خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا ۔ ۳ سنہ جلوس مین شائستہ خان کی ماتحتی مین مہم دکن مین متعین ہوا اس کے بعد سید مظفر خان کے ساتھ خانجہان لودی کی سرکوبی پر تعینات ہوا اثنائے تعاقب مین ایک مرتبہ خانجہان کے برابر جا پہونچا اور گھوڑے سے اُتر کر اُس پر برچھے کا

وار کیا دونون مین ایسا معرکہ ہوا کہ رستم و اسفندیار کے معرکے یاد آگئے شاہ جہان نے اس حسن خدمت کے صلے مین علم مرحمت کر کے منصب دو ہزاری و ہزار سوار پر سرفراز کیا اسی سال باپ کے مرنے کے بعد منصب دو ہزار و پانصدی ذات دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا اور بادشاہ نے پرگنہ کوٹہ اور پھلائتہ جاگیر مین مرحمت کیا اس نے راج پاکر چھوٹے جاگیردارون اور بھیلون کو تابع کرنے سے اپنا علاقہ بڑھایا۔ سنہ ۶ جلوس مین شاہزادہ شجاع کے ساتھ مہم دکن پر مامور ہوا اور مہابت خان کی وفات کے بعد خان دوران بہادر صوبہ دار دکن کی نیابت مین برہان پور کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ سنہ ۱۰ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر ترقی پائی۔ سنہ ۱۱ جلوس مین شاہزادہ شجاع کے ساتھ کابل مین تعینات ہوا۔ سنہ ۱۴ جلوس مین منصب سہ ہزار و پانصدی اور سنہ ۱۶ مین منصب چہار ہزاری سے مفتخر ہوا۔ سنہ ۱۷ جلوس مین امیر الامرا صوبہ دار کابل کی کمک پر مامور ہوا اس کے بعد بلخ کی قلعداری پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۲۱ جلوس مین بیمار ہو کر رخصت پر وطن گیا اور اسی سال کہ سمت ۱۷۰۴ مطابق سنہ ۱۶۴۷ء (۱۰۵۷ھ) تھے گذر گیا اُسکے پانچ بیٹون مین سے بڑا مکند سنگھ گدی پر بیٹھا۔ موہن سنگھ کو پھلائتہ۔ جھجار سنگھ کو کوٹرہ۔ کنھی رام کو کوٹلہ اور کشور سنگھ کو سانگود جاگیر مین ملا انکی اولاد کوٹے کے عزت دار سردار اور **مادھانی ہاڑا** کہلاتی ہے۔

۲- راؤ مکند سنگھ

مادھو سنگھ کا بڑا بیٹا تھا اس نے باپ کے مرنے کے بعد سنہ ۲۱ جلوس مین دربار شاہ جہانی مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے منصب دو ہزاری ذات و پانصد سوار پر سرفراز کر کے کوٹہ وغیرہ بدستور جاگیر مین عطا کیا۔ اسی سال منصب ہزار و پانصدی پر ترقی ہوئی۔ سنہ ۲۲ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار پر متعین ہوا۔ سنہ ۲۵ جلوس مین علم و نقارہ مرحمت ہو کر منصب سہ ہزاری سے ممتاز ہوا اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دوبارہ مہم قندھار پر روانہ ہوا۔ سنہ ۲۶ جلوس مین شاہزادہ داراشکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ مہم قندھار مین شریک ہوا وہان سے واپس آکر منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ سنہ ۲۸ جلوس مین علامی سعد اللہ خان کے ساتھ قلعہ چتوڑ کی منہدمی پر مامور ہوا۔ سنہ ۱۰۶۸ ہجری مین شاہ جہان کے بیمار پڑ جانے پر اُس کے بیٹون نے تخت کے لئے لڑائیان کین تو راؤ اپنے تین بھائیون اور جمعیت سمیت داراشکوہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ متعین ہو کر اجین کی لڑائی مین شریک ہوا اُس معرکے مین اس بہادر نے اپنی جان کو جان نہین سمجھا اور سب سے پہلے ہمت کر کے مع اپنے چھوٹے بھائی موہن سنگھ کے اورنگ زیب کے توپخانے پر جا گرا اور حملہ ہائے مردانہ سے ہراول کی صفون کو تہ و بالا کرتا ہوا عالمگیر اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا اور نہایت بے نظیر شجاعت کے ساتھ لڑ کر اپنی جان عزت پر قربان کر گیا اور کشور سنگھ کو سخت زخمی ہونے کے سبب ہمراہی لوگ بچا لائے۔ مکند سنگھ نے انتہ وغیرہ مقام کے محل بنوائے تھے۔ اور گھاٹہ مکندرہ جو ہاڑوتی اور مالوے کی سرحد ہے اُسی کے نام سے مشہور ہوا ہے۔

۳- راؤ جگت سنگھ

عالمگیر کے عہد مین مکند سنگھ کا بیٹا جگت سنگھ حاضر دربار ہوا باپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ دو ہزاری منصب ملکر

بادشاہ کے حکم سے دکن مین نوکری دیتا رہا اور سمت ۱۷۳۶ مطابق ۱۶۷۹ء رسنہ ۱۰۹۲ھ مین ولد لا انتقال کرگیا۔
جگت سنگھ کے بعد اُس کے چچا انہی رام کا بیٹا بیم سنگھ گدی پر بٹھایا گیا لیکن چند روز مین سردارون نے اُسے بے وقوف جان کر کوٹلہ کی جاگیر پر وا پس بھیجدیا۔ جہان اب تک اُس کی اولاد موجود ہے اور مکند سنگھ کے بھائی کشور سنگھ سانگودوالا کو راج ملا عالمگیر بادشاہ نے بھی اسکی مسند نشینی منظور کرلی۔

۴- راؤ کشور سنگھ

یہ اپنے بھتیجے کے بعد راج پاکر شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے ساتھ مہم بیجاپور مین متعین ہوا اور اس مہم مین شجاعت و کارگذاری کے جوہر دکھا کر زخمی ہوا سنہ ۳۰ جلوس عالمگیری مین شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ مہم حیدرآباد مین مامور ہوا اور سنہ ۳۸ جلوس مین نقارہ مرحمت ہوا اور دکن مین سمت ۱۷۴۳ مطابق سنہ ۱۶۸۶ء مین بادشاہی دشمنون سے مقابلہ کرتے مارا گیا۔ اس کے تین بیٹون بشن سنگھ۔ رام سنگھ۔ اور ہرناتھ مین سے بڑا دکن کی لڑائی پر نہ جانے کے سبب راج سے محروم رہ کر انتہ کا جاگیردار بنا اور دوسرے رام سنگھ کو گدی حاصل ہوئی۔

۵- راؤ رام سنگھ

اپنے باپ کے مارے جانے کے وقت دکن مین متعین تھا ذوالفقار خان کی سفارش سے سنہ ۳۹ جلوس مین کوٹے کی جاگیر پر عالمگیر نے اسکو سرفراز کیا اور اُس کا منصب جو اس وقت تک ششش صدی تھا ہزاری کردیا رام سنگھ نے مرہٹون کی لڑائیون مین ذوالفقار خان کے ساتھ نہایت جان فشانی اور اخلاص سے خدمتین انجام دین اور اُنکے صلے مین سنہ ۴۴ جلوس مین نقارہ مرحمت ہوکر سنہ ۴۸ جلوس مین منصب دوہزاری دو ہزار ذات و سوار سے مفتخر ہوا اور موضع میدانہ پرگنہ بوندی کی جاگیر جس کی اُس کو بہت تمنا تھی مرحمت ہوئی۔ عالمگیر کے انتقال پر بہادر شاہ کابل سے اور اعظم شاہ دکن سے مقابلے کو چلے پہلے کے ساتھ بوندی کا راؤ بدھ سنگھ اور دوسرے کے ہمراہ رام سنگھ تھا جس کو اُس نے منصب چار ہزاری سے سرفراز کیا تھا۔ لڑائی مین بہادر شاہ نے فتح پاکر راؤ بدھ سنگھ کو راؤ راجہ خطاب دیا اور راؤ رام سنگھ وغیرہ اعظم شاہ کے ساتھ مارے گئے اسی وقت سے کوٹہ اور بوندی والون کے آپس مین رنج پیدا ہوا۔

۶- راؤ بھیم سنگھ

اس نے سمت ۱۷۶۴ مطابق سنہ ۱۷۰۷ء مین اپنے والد کے مارے جانے کے بعد گدی پر بیٹھ کر کوٹے کو بڑے درجے پر پہونچایا۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ بوندی کے راؤ بدھ سنگھ اور کوٹے کے راؤ بھیم سنگھ مین ملک موروثی کی بابت عداوت تھی بدھ سنگھ نے راج پر تسلط پاکر بھیم سنگھ کو نکال دیا۔ بھیم سنگھ نے امیر الامرا حسین علیخان سے مدد چاہی حسین علی خان نے اپنے بخشی کو مع چھ ہزار سوار کے بھیم سنگھ کی مدد پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بدھ سنگھ کی تنبیہ کے بعد باتفاق بھیم سنگھ و گج سنگھ صوبہ مالوہ کی سرحد پر جاکر دوسرے حکم کا منتظر رہے۔
اب مین اصل حال پر روشنی ڈالتا ہون کہ بہادر شاہ اور جہاندار شاہ کے بعد راؤ راجہ بدھ سنگھ کو

مصیبتون کا سامنا ہوا اور راؤ بھیم سنگھ نے سید عبد اللہ خان اور حسین علی خان وزیرون کی معرفت بادشاہی سند سے قلعہ گاگرون - اہیرواڑہ - شیرگڑھ - سنگرول - بڑود - اور منوہر تھانہ وغیرہ مقامات حاصل کرنے کے بعد بوندی پر حملہ کرکے ریاستی سامان رن سنگھ یعنی لڑائی کا نقارہ اور جھنڈا جو شاہجہان کی طرف سے راؤ رتن کو عطا ہوا تھا چھین لیا - انکو واپس لینے مین بوندی والون کو کئی بار فریب کرنے پر بھی ناکامی ہوئی -

محمد شاہ کے عہد مین سید وزیرون کا بڑا مخالف نواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ تھا جسکی اولاد مین اب حیدر آباد والے ہین اس لئے وزیرون نے اُس کو مالوہ کی صوبہ داری سے معزول کرکے دلی بلایا اور اُس نے بے آبروئی کے خیال سے اس حکم کی تعمیل نہ کی - سیدون نے خود دلی سے دور جانا مناسب نہ جان کر اپنے رشتہ دار عالم علی خان - دلاور علی خان کوٹے کے راؤ بھیم سنگھ اور نرور کے کچھواہہ راجہ گج سنگھ کو بیس ہزار عمدہ فوج دیکر نظام کی سید علی کے لئے روانہ کیا تجویز تھی کہ کامیابی کے بعد دلاور علی خان مالوے کا صوبہ دار ہو اور راؤ بھیم سنگھ کو جو اس وقت سات ہزاری منصب پر پہونچا یا گیا تھا مہاراجہ خطاب اور تمام مارواڑ کی جاگیر مین ملکر جودھپور والے اجیت سنگھ کے سوا دوسرے راجاؤن سے بادشاہی دربار مین اونچی نشست دلائی جائے غرضکہ یہ لوگ سمت ۱۷۷۸ مطابق ۱۷۲۱ء مین بوندی کو تباہ کرتے ہوئے مالوے مین پہونچے جہان اُنکو برہانپور کے قریب سات ہزار فوج سے نظام الملک نے تباہ کردیا اور اُنکی سب اُمیدین خاک مین ملگئین - اس موقع پر اگرچہ راؤ بھیم سنگھ کامیاب نہوسکا لیکن جو کچھ وہ چھوڑ گیا اُس کے بزرگون کی جاگیر سے زیادہ تھا اسی اُمید پر ساٹھ برس کے عرصے مین کوٹے کے چار رئیس بلند سنگھ - کشور سنگھ - رام سنگھ - اور بھیم سنگھ خاص بادشاہی لڑائیون مین کام آئے - راؤ بھیم سنگھ کے بعد اُس کے تین بیٹون ارجن سنگھ - شیام سنگھ اور درجن سال مین سے بڑے نے گدی پائی -

۷ - راؤ ارجن سنگھ

سمت ۱۷۷۸ مطابق ۱۷۲۱ء جون مین اپنے والد کے مارے جانے کے بعد کوٹے کا مالک ہوا اسنے مادھو سنگھ جھالا کی بہن کے ساتھ شادی کی جس کے رشتہ دارون مین سے کچھ عرصے کے بعد ظالم سنگھ نامی شخص پیدا ہوا راؤ کے چار سال راج کرکے لاولد فوت ہوجانے پر اُس کے چھوٹے بھائیون مین سے شیام سنگھ کے مارے جانے کے بعد درجن سال نے راج پایا -

۸ - راؤ درجن سال

اس کو سمت ۱۷۸۱ مطابق ۱۷۲۵ء مین محمد شاہ کی طرف سے راج تلک اور خلعت ملا سمت ۱۷۹۵ مطابق ۱۷۳۹ء مین مرہٹون کو رسد وغیرہ کی مدد دینے کے عوض اسے قلعہ ناہرگڑھ حاصل ہوا اور اس کے دو سال بعد ہمت سنگھ جھالا قلعہ دار کا بھتیجا ظالم سنگھ پیدا ہوا جس کے نامۂ اعمال سے ہاڑون کی پچھلی تاریخ بھری ہوئی ہے اس راؤ کو میواڑ کے مہارانا جگت سنگھ دوم نے اپنی بیٹی بیاہ کر بائین طرف گدی پر بیٹھنے کی عزت دی اور اسکے نام دوسرے رئیسون کی طرح خریطہ لکھا جانا جاری کیا - سمت ۱۸۰۰ مطابق ۱۷۴۳ء مین جیپور کے راجہ ایشوری سنگھ نے

بونڈی دباکر کوٹے پر اپنی فوج بھیجی جس کو نقصان اُٹھاکر واپس جانا پڑا سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۴۹ء مین راؤ نے ہلکر کے ہمراہ مدد دے کر اُمید سنگھ کو بونڈی واپس دلائی جس کے سبب کوٹے کو مرہٹون کا خراج گذار بننا پڑا۔ دوسرے سال راؤ نے قلعہ گوگور کے کھیچی چوہانون کو تابع کرنا چاہا لیکن اس مین ناکامی ہوئی سمت ۱۸۱۳ مطابق ۱۷۵۷ء مین راؤ درجن سال لاولد انتقال کر گیا اور راؤ کشور سنگھ کا پوتا اور بشن سنگھ جاگیردار انتہ کا بیٹا اجیت سنگھ اسّی برس کی عمر مین راج کا مالک کیا گیا

۹- راؤ اجیت سنگھ

یہ گدی پر بیٹھکر ڈھائی برس کے بعد فوت ہوگیا اور اس کے تین بیٹون چتر سال (شتر سال) گمان سنگھ اور راج سنگھ مین سے بڑے کو ریاست ملی اسوقت ہمت سنگھ جھالا کے مرنے سے اُسکا بھتیجا ظالم سنگھ قلعہ دار تھا۔

۱۰- راؤ شتر سال اول

سمت ۱۸۱۶ مطابق ۱۷۶۰ء مین مسند نشین ہوا جس کے دوسرے سال جیپور کے راجہ مادھو سنگھ نے کوٹے پر فوج بھیجی لیکن وہ بھٹورہ مقام سے ظالم سنگھ کی دلیری کے سبب جس نے کہ ہلکر کو بھی مدد کیلئے بلالیا تھا واپس گئی سمت ۱۸۲۰ مطابق ۱۷۶۶ء مین راؤ شتر سال کے لاولد فوت ہوجانے سے اُس کا چھوٹا بھائی گمان سنگھ راج کا وارث ہوا۔

۱۱- راؤ گمان سنگھ

اس نے راج پاکر ظالم سنگھ کی جاگیر ضبط کرلی تھی جس سے وہ اودیپور مین جا رہا لیکن جب اُسکی چالاکیان وہان کامیاب نہوئین تو وہ واپس کوٹے کو آگیا راؤ نے کچھ عرصے تک اُس پر توجہ نہ کی مگر جب مرہٹون نے لڑائی کرکے کوٹے کو بہت نقصان پہونچایا تو ظالم سنگھ کی معرفت چھ لاکھ روپیہ فوج خرچ دیے جانے پر صلح ہوئی اس کارگذاری کے عوض راؤ نے ظالم سنگھ کو نانتہ کی قدیم جاگیر بحال کردی۔

سمت ۱۸۲۷ مطابق ۱۷۷۱ء مین راؤ گمان سنگھ نے اپنی سخت بیماری کے سبب زندگی سے نااُمید ہوکر اپنے دس برس کے بیٹے اُمید سنگھ کو حفاظت کی غرض سے ظالم سنگھ کی گود مین بٹھایا جس سے راؤ کے مرنے کے بعد اُس کو کم عمر رئیس اور کم طاقت ریاست پر ہر طرح کا دخل حاصل ہوگیا۔

۱۲- راؤ اُمید سنگھ

اس کے پچاس برس عہد مین دیوان ظالم سنگھ کو سیاہ و سفید کرنے کا بالکل اختیار تھا جس کسی نے اُس کو روکنا چاہا وہ جلاوطن یا قید و قتل کیا گیا۔ اکثر سردارون کی جاگیرین بالکل ضبط یا بہت کم باقی رہ گئین سمت ۱۸۶۱ مطابق ۱۸۰۴ء مین ظالم سنگھ نے علاقے کا دورہ کرکے پچیس لاکھ سالانہ کی عوض ۳۵ لاکھ جمع قائم کی جس سے کسان غیر علاقون مین بھاگ گئے اور اُنکی جگہ جاگیردارون کو زمینین ضبط ہونے سے کھیتی کرنی پڑی۔ پانچ برس کے بعد دیوان نے مالگذاری اور راہ داری کے سوا کئی قسم کے واہیات محصول

جاری کئے۔ بیوہ عورتون سے دوسری شادی کرنے کا محصول فقیر اور جوگیون سے تونبہ برار اور بھنگیون سے جھاڑو برار لیا جانا قرار پایا۔ جو دس برس کے بعد چارنون اور بھاٹون کی ہجو سے تنگ آکر اُس کے بیٹے مادھو سنگھ نے معاف کرایا لیکن ہجو کرنے والون سے رنج کے سبب دیوان نے تاکیدی حکم جاری کیا کہ بھاٹ اور برہمن وغیرہ کسی محصول سے بری نہ سمجھے جائین۔

سمت ۱۸۶۱ مطابق ۱۸۰۴ء مین کرنل مونسن کو جبکہ وہ ہلکر سے شکست پاکر کوٹے مین آیا رسد وغیرہ پہونچانے کے سوا دیوان نے کوئی مدد نہ دی جس سے سرکار کو ناراضی ہوئی دوسری طرف ہلکر نے چڑھائی کرکے دس لاکھ روپیہ طلب کیا لیکن امیر خان وغیرہ ظالم سنگھ کے دوستون نے ملاقات پر فیصلہ ٹھہرایا۔ ظالم سنگھ خود فریبی تھا اور فریبون کو خوب پہچانتا تھا اس لئے اُس نے چنبل دریا کے اندر کشتیون کے ذریعہ سے ملاقات منظور کی دونون فوجین مقابل کنارون پر ٹھہری رہین ایک طرف سے ظالم سنگھ جو بالکل اندھا ہوگیا تھا اور دوسری طرف سے ہلکر جو کانا تھا دو کشتیون مین بیٹھ کر ملے ہلکر اپنی ضرورت اور ظالم سنگھ کی مروت سے تین لاکھ روپے لیکر چلا گیا۔ ظالم سنگھ کے تحت مین بیس ہزار جرار فوج تھی۔ اُس نے فوجی عہدون پر مسلمان پٹھان اور ملکی کامون پر مرہٹہ پنڈت نوکر رکھے تھے دلیل خان اور محراب خان اُس کے بڑے اعتباری مصاحب تھے جنکی تجویزون سے کوٹے کا مضبوط قلعہ اور نیا شہر جھالرا پاٹن نام بن کر تیار ہوا۔

سمت ۱۸۷۴ مطابق ۱۸۱۷ء مین دیوان ظالم سنگھ نے انگریزی پولیٹیکل افسر کو جو ہاڑوتی مین مقرر ہوا اور جنرل سر جان مالکم کو جو پریشانی مین دکن سے آرہا تھا عمدہ مددین دی اس لئے سرکاری طرف سے چار پرگنے دیگ۔ پنچ پہاڑ۔ اہوہ۔ اور گنگرار جو ہلکر کی طرف سے اُس کے قبضے مین تھے انعام کے طور پر اُس کو دیے گئے۔ لیکن اُس نے ایک بڑی ریاست کا مختار رہنے کے عوض مختصر علاقے کا جاگیردار بننا پسند نہ کرکے چارون پرگنون کی سند راؤ اُمید سنگھ کے نام جو نام کے لئے راج کا مالک تھا۔ گورنر جنرل سے حاصل کی۔ اسی سال سرکاری عہد نامہ کوٹے کے ساتھ ہوا جس مین ضمیمہ کے طور پر سر چارلس مٹکاف رزیڈنٹ نے کسی سبب سے راج رانا ظالم سنگھ اور اُس کی اولاد کا ہمیشہ کو عہدہ دیوانی پر مختار رہنا درج کرادیا یہی کچھ مدت کے بعد ریاست جھالرا پاٹن کے علحدہ ہونے کی بنا ہوئی۔

سمت ۱۸۷۶ مطابق ۱۸۱۹ء ماہ نومبر مین راؤ اُمید سنگھ کے انتقال پر اُس کے تین بیٹون کشور سنگھ۔ بشن سنگھ اور پرتھوی سنگھ مین سے بڑا کنور ۴۵ سال کی عمر مین گدی پر بیٹھا۔

۱۳۔ راؤ کشور سنگھ دوم

سمت ۱۸۷۶ مطابق ۱۸۱۹ء مین نام کے لئے راج کا مالک ہوا۔ اس نے ظالم سنگھ کے بے حد اختیارات ضبط کرنے چاہے جس مین اُس کو ناکامی ہوئی کیونکہ پولیٹیکل افسر دیوان کا مددگار تھا کئی بار صفائی اور رنجش ہوئی آخر سمت ۱۸۷۸ مطابق ۱۸۲۱ء مین تنگ ہوکر اول بوندی اور پھر بندرابن کو چلا گیا۔ لیکن کئی مہینے کے بعد

خرچ نہ رہنے سے واپس کوٹے مین آیا اس وقت دیوان یعنی نوکر کی سختی اور راؤ کی تنگدستی پر راجپوتانے کے ہر ایک رئیس کو افسوس تھا اگر انگریزی سلطنت کا قیام اور عہدنامہ طے نہ پاجاتا تو ظالم سنگھ بے شک راج دباکر کوٹے کا راجہ بن جاتا - مجبوراً اُس نے عہدنامے کے موافق اپنا عہدہ قائم رہنے کے واسطے سرکار سے مدد مانگی -

ظالم سنگھ اپنی سفید داڑھی کو مالک کے ساتھ مقابلہ کرکے بدنامی کا داغ لگانے سے بچنے کی فکر مین تھا لیکن شوق حکومت نے سب باتین بھلادین یکم اکتوبر سنہ ۱۸۲۱ء کو لڑائی کا سامان ہوگیا - دیوان آٹھ پلٹنین چودہ رسالے اور تیئیس توپین لیکر تیار ہوا اور انگریزی فوج جس مین دو پلٹنین چھ رسالے اور ایک توپخانہ تھا اُس کی مدد کو تھی طرفین جانی گئی اشارہ ہوتے ہی دیوان کی فوج نے حملہ کیا جس کو راؤ صاحب کے بہادر راجپوتون نے روکا تیس ساتھیون سمیت دیکھتے ہی پار اُترگیا جہان دوبارہ دھاوہ کئے جانے پر اُس کے ہمراہیون نے دو انگریزی رسالون کو ہٹادیا جس مین کرنل ریج سخت زخمی ہوا اور لفٹنٹ کلارک اور ریڈر جان سے مارے گئے آخر تمام فوج اور انگریزی توپخانے کی مار سے راؤ جوار کے گنجان کھیتون مین ہوکر نکل گیا اور اُس کا چھوٹا بھائی پرتھوی سنگھ لڑکر مارا گیا - باڑودی کی سرحد سے پولیٹکل افسر نے فوج کو روک لیا کیونکہ دیوان کا عہدہ بحال رکھنے کے سوا غیر علاقون مین فساد پھیلانے کی اجازت نہ تھی -

راؤ باڑودی سے نکل کر میواڑ مین ناتھ دوارہ مقام کو چلا گیا - جہان سے اُس کے اکثر ساتھی علیحدہ ہوگئے اور اُس نے مذہبی اعتقاد سے کوٹے کو شری کرشن کے نام پر نذر کردیا - جس کے سبب قلعہ کوٹہ کا پانچ ہزار روپیہ سالانہ پہلی دی ہوئی جاگیر کے سوا کرایہ کے طور پر اب تک ادا کیا جاتا ہے - کچھ دنون کے بعد مہارانا بھیم سنگھ کی صلاح سے میجر ٹاڈ کی معرفت صفائی ہوکر راؤ کے کوٹہ آنے پر دیوان نے اُس کو خاطرداری سے رکھا -

جیٹھ سدی ۸ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۵ جون سنہ ۱۸۲۴ء کو چوراسی برس کی عمر مین ظالم سنگھ کے مرنے پر اُس کا بیٹا مادھو سنگھ دیوان مقرر ہوا جس نے رئیس کو خوش رکھا سمت ۱۸۸۴ مطابق سنہ ۱۸۲۸ء مین راؤ کشور سنگھ اور تھوڑے دنون کے بعد مادھو سنگھ مرگیا - رئیس کا کنور رام سنگھ اور دیوان کا بیٹا مدن سنگھ اپنے حق اور عہدے پر قائم ہوئے جنکے آپس مین کبھی اتفاق نہونے سے کوٹے کا تہائی حصہ نکل کر دیوان کے لئے ایک علیحدہ ریاست جھالرا پاٹن پیدا ہوئی -

۱۴ - مہاراؤ رام سنگھ دوم

اس نے گدی پر بیٹھ کر دیوان مدن سنگھ سے کبھی رضامندی اور اطمینان ظاہر نہ کیا اور سمت ۱۸۹۱ مطابق سنہ ۱۸۳۴ء مین بڑے فساد کا اندیشہ پیدا ہوا اس لئے سمت ۱۸۹۴ مطابق سنہ ۱۸۳۸ء مین مہاراؤ کی منظوری سے جو کسی دباؤ یا فریب سے حاصل کی گئی دیوانی اور مختاری کے عہدے سے مدن سنگھ کا استعفا منظور ہوکر سرکاری حکم کے موافق راج کوٹہ کی چھتیس لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی مین سے ایک تہائی یعنی بارہ لاکھ آمدنی کے سترہ پرگنے دیوان کو علیحدہ جاگیر کے طور پر دیئے گئے اور نئی ریاست جھالرا پاٹن نام قائم ہوکر وہان کے رئیس کو

میواڑ کے جھالا سردارون کی طرح راج رانا کے عوض مہاراج رانا خطاب انگریزی سرکار سے ملا - اس کی بابت ایک نیا عہدنامہ ایک طرف مہاراؤ رام سنگھ دوم اور دوسری طرف کپتان لڈلو پولٹیکل اجنٹ اور کرنل الوس رزیڈنٹ راجپوتانہ کے دستخط سے تحریر ہوکر کوٹہ کا ایک تہائی خراج یعنی اسی ہزار روپیہ سالانہ جھالراپاٹن کے ذمے قرار پایا اور ایک کنٹنجنٹ فوج بھرتی ہوکر اُس کے خرچ کو تین لاکھ روپے سالانہ کوٹے سے لیا جانا مقرر ہوا جو مہاراؤ صاحب کی ہمیشہ تکرار رہنے کے سبب سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۴ء سے دو لاکھ رہ گیا - اس موقع پر خلاف دستور ایک تہائی راج دیوان کے لئے تقسیم ہو جانے پر بھی تمام فوج خرچ تنہا کوٹے کے ذمے قائم کرکے جھالراپاٹن کو اُس سے بالکل بری رکھنا غیر مناسب ہوا -

۱۸۵۷ء کے غدر مین کنٹنجنٹ فوج نے باغی ہوکر میجر برٹن پولٹیکل اجنٹ اور اُس کے دو بیٹون کو قتل کر ڈالا مہاراؤ نے اپنے رنج و غم یا کم طاقتی کے سبب فسادیون کو سزا دینے کی کوشش نہ کی جس پر انگریزی سرکار سے اُس کی سلامی سترہ توپ کے عوض تیرہ توپ کر دی گئی لیکن کچھ عرصے کے بعد دوسرے رئیسون کی طرح کوٹے کو بھی گود لینے کی سند ملکر کنٹنجنٹ کے عوض دیولی کی بٹالین بھرتی کی گئی جسکی بابت کوٹے کو دو لاکھ روپیہ سالانہ دینا پڑتا ہے - ۲۷ مارچ ۱۸۶۶ء کو مہاراؤ رام سنگھ دوم کے چونسٹھ برس کی عمر مین انتقال کرنے پر اُس کے بیٹے شتر سال دوسرے کو راج ملکر کچھ آرام نہ ملا -

۱۵ - مہاراؤ شتر سال دوم

سمت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء مین اس کے مسند نشین ہونے کے بعد جناب ویسرائے بہادر نے کوٹے کی معمولی سلامی سترہ توپ بحال کر دی - مہاراؤ نے شروع مین کسی قدر قرضہ وغیرہ کا بندوبست کیا لیکن پھر وہ ناتجربہ کاری کے سبب زیادہ شراب پینے کا عادی ہوکر غفلت مین پڑا جس کا انجام بے دخلی تھا سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۷۰ء مین پولٹیکل اجنٹ نے بدانتظامی کی رپوٹ کی کہ رشوت اور سفارش سے مقدمات طے پاتے ہین - زبردست لوگ احکام کی تعمیل نہین کرتے علاقے مین معمول سے زیادہ ہر جگہ محصول لے لیا جاتا ہے ہر ایک عہدہ پر جس نے زیادہ نذرانہ دیا مقرر ہوگیا اور رعایا پر ظلم کرکے کسر نکالنی چاہی سالانہ جمع کا اکثر حصہ ٹھیکے دار کھا جاتے ہین اور طلبی پر رشوت دیکر پیچھا چھڑاتے ہین سرکاری خراج وقت پر کبھی ادا نہین ہوتا - قرضہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے - لوٹ مار کی واردات کثرت سے ہوتی ہین - مینہ وغیرہ بدمعاشون سے راج کے اہلکار ملے رہتے ہین - کوٹری کے خاص سردارون سے رنج رہتا ہے - یہ کوٹری کی جاگیرین شروع مین بوندی سے ملی تھین - جب اکبر کے وقت مین قلعہ رنتھنبور دلی کی سلطنت مین شامل ہوا تو یہ لوگ بھی خالصے کے جاگیردار بن گئے - محمد شاہ کے مرنے کے بعد قلعہ دار نے رنتھنبور حفاظت کے لئے جیپور والون کو سونپ دیا تو اُنھون نے کوٹری والون پر اپنا خراج قائم کیا لیکن آپس مین کبھی اتفاق نہوتا تھا اس لئے راج رانا ظالم سنگھ نے کوٹری والون کو کوٹے کے متعلق کرکے سالانہ خراج ادا کرنے کا ذمہ لیا - اُس وقت سے برابر یہی عمل چلا آیا - علاقہ کوٹری کے سات سردار مہاراج کہلاتے ہین

جن مین (۱) اندرگڑھ کی جاگیر تین لاکھ اور (۲) کھتولی کی ایک لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب ہے باقی (۳) گینتا (۴) پیلیدہ (۵) کرور (۶) بلون اور (۷) انتروده کی کم تعداد مین ہے ان جاگیردارون سے جیپور کی دست اندازی دور کراکر خراج کا تعلق کوٹے کے ساتھ کرایا گیا لیکن پھر بر خلافی اور عام شکایت پیدا ہوئی جس کے باعث سرکاری طرف سے دوسرے انتظام کی ضرورت لازم آئی۔

سرکاری انتظام

کئی پشت سے کوٹے والون کی قسمت مین یہی لکھا تھا کہ وہ نام کے لئے مالک کہلاکر راج سے بے اختیار رہین راؤ امید سنگھ اور کشور سنگھ دوم کے سامنے ظالم سنگھ کا دور دورہ رہا۔ مہاراؤ رام سنگھ نے تہائی راج بانٹ دیا اور اب مہاراؤ شتر سال دوم کو سات برس حکومت کرنے کے بعد بدانتظامی کے سبب بے اختیاری مین دن کاٹنے پڑے۔ مہاراؤ نے ریاستی مشکلون سے تنگ آکر پولیٹیکل ایجنٹ کی صلاح کے موافق سرکاری انتظام ہونے کی درخواست کردی جس پر سمت ۱۹۲۹ مطابق سنہ ۱۸۷۳ء ماہ اکتوبر مین ممتاز الدولہ نواب حاجی سر فیض علیخان بہادر کے۔سی۔ایس۔آئی جو انگریزی علاقے کا عزت دار جاگیردار ہونے کے علاوہ جیپور مین بخشی اور وزیر رہ چکا تھا کوٹے کا سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا گیا اور ریاست کے اندر اُس کی نو توپ کی سلامی قرار پائی۔

نواب مختار نے اگلے سو پرگنون کے عوض تمام علاقہ آٹھ نظامتون مین تقسیم کرکے صدر مین دیوانی۔ فوجداری مال اور کونسل اپیل اپنے ماتحت قائم کی۔ قرض خواہون نے سود پر سود لگانے اور وصول رقم کا سود مجرا نہ دینے سے نوّے لاکھ کا دعوے پیش کیا جو سرکاری حکم کے موافق تحقیقات ہوکر فی روپیہ نو دس آنے کے حساب سے بیالیس لاکھ اُنتیس ہزار تسلیم کیا گیا۔ رئیس کے ذاتی۔ ملکی اور فوجی مصارف مین نو لاکھ سالانہ کے قریب کمی ہوکر ساڑھے اٹھارہ لاکھ کل سالانہ خرچ قائم رکھا گیا۔ تھوڑے عرصے مین نواب مختار نے بہت سے نقص دور کیے تھے کہ بعض خوشامدی لوگون نے رئیس کو نواب سے رنجیدہ کردیا اور خوف دلایا کہ جھالا دیوان کی طرح نواب مختار کے لئے بھی کوئی ملکی حصہ تقسیم ہوجائے گا۔

سمت ۱۹۳۲ مطابق سنہ ۱۸۷۶ء ماہ ستمبر مین نواب سر فیض علی خان نے تین سال انتظام کے بعد کمزوری مین استعفا دیکر علحدگی اختیار کی جس کے بعد کپتان ایبٹ اور پھر میجر پاولٹ منتظم ہوئے سمت ۱۹۳۶ مطابق سنہ ۱۸۸۰ء سے میجر بیلی کا تقرر ہوا یہ انتظام مہاراؤ شتر سال ثانی کی وفات تک سنہ ۱۸۸۹ء تک رہا۔

۱۶- مہاراؤ اُمید سنگھ دوم

مہاراؤ شتر سال دوم کی وفات کے بعد موجودہ والی ریاست مہاراؤ اُمید سنگھ ثانی کہ ۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۳ء کو پیدا ہوئے تھے اور جو کہ مہاراج چھگن سنگھ جاگیردار کوٹڑا کے جو کوٹے کے نزدیک ایک جاگیر ہے بیٹے اور شتر سال دوم کے متبنے تھے ۱۱ جون سنہ ۱۸۸۹ء کو مسند نشین ہوئے اُنھون نے میو کالج اجمیر مین تعلیم پائی اور انکو کچھ اختیارات سنہ ۱۸۹۲ء مین ملے جب ظالم سنگھ ثانی والی جھالاواڑ معزول ہوا تو ریاست کوٹہ کو ۱۵ اضلاع اُن اضلاع مین سے ملے

جو ۱۸۳۸ء مین کوٹے سے ریاست جھالاواڑ قائم کرنے کو علٰحدہ کئے گئے تھے۔ اور آمدنی ریاست کی ۴۱۴۰۳۰۶ روپیہ سالانہ کی ہوگئی۔
مہاراؤ امید سنگھ ثانی کو ۱۹۰۰ء مین کے۔سی۔ایس۔آئی کا خطاب ملا۔ اور ۱۹۰۳ء مین آنریری میجر ۴۲ دیولی رجمنٹ کے بنائے گئے۔ اور ۱۹۱۱ء مین جی۔سی۔آئی۔ای کا خطاب عطا ہوا اور ۱۹۱۲ء مین دہلی دربار کے موقع پر ملک معظم جارج پنجم نے اُنکو جی۔سی۔ایس آئی کا خطاب دیا۔ بعد دربار دہلی ملکہ معظمہ نے ۵ ۲ دسمبر سے ۲۸ دسمبر تک کوٹے کو شرف قدم بخشا شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی پر اس ریاست نے بقایا لگان زمین کی بابت زمینداروں کو پچاس لاکھ روپیہ معاف کرکے برٹش گورنمنٹ کی خیر اندیشی کا ثبوت دیا۔

فصل۔ تاریخ جھالاواڑ

جغرافیہ

جھالاواڑ جس کی راجدھانی کا نام جھالراپاٹن ہے مشرقی جنوبی راجپوتانے مین سب سے پچھلی اور آمدنی کے لحاظ سے دوسرے درجے کی ریاست ہے۔ جس کے شمال مین کوٹہ اور درہ مکندرہ مغرب مین علاقہ ہلکر جنوب مین پرگنہ پڑاوہ علاقہ ٹونک و ملک ہلکر وسیندھیا وغیرہ مشرق مین پرگنہ چھبڑہ علاقہ ٹونک اور ملک گوالیار ہے رقبہ دو ہزار پانسو میل مربع کے قریب آبادی تین لاکھ چالیس ہزار پانچسو آدمی فوج سوار و پیدل چار ہزار آمدنی خالصہ اُنیس لاکھ روپیہ سالانہ اور صرف ایک لاکھ سالانہ کی زمین چھوٹے جاگیرداروں وغیرہ کے قبضے مین ہے یہ ریاست عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۶ دقیقہ اور ۲۴ درجہ ۴۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۷۶ درجہ ۸ ۵ دقیقہ کے درمیان واقع ہے اور خاص دارالریاستہ کے شہر کا موقع عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۲ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۳ دقیقہ پر ہے چونکہ اس ریاست کے راجگان قبیلۂ جھالا سے تعلق رکھتے ہین اس سبب سے یہ ریاست جھالاواڑ کہلاتی ہے لیکن ۱۸۹۶ء مین مہاراج رانا ظالم سنگھ دوم کی معزولی کے وقت بہت سا علاقہ اس ریاست کا کٹ کر کوٹے کی ریاست مین شامل ہوکر یہ ریاست چھوٹی رہ گئی جس کی تفصیل آگے آتی ہے اور کوٹے کے بیان مین گزر چکی۔
علاقے مین اکثر جگہ پہاڑ اور جھاڑی پھیلی ہوئی ہے لیکن بنائے ریاست کے وقت کوٹے مین سے سرسبز مقامات چھانٹ لینے کے باعث علاقۂ ہاڑوتی مین جھالراپاٹن کی زمین سب سے زیادہ عمدہ اور آباد گنی جاتی ہے اسی لئے بارہ لاکھ جمع کے جو پرگنے لئے گئے تھے اُنسے بیس لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب آمدنی ہونے لگی شہر جھالراپاٹن بقول کرنل ایڈن رونق اور خوبصورتی مین جیپور سے دوسرے درجے پر اُسی کے نقشے کے موافق راج رانا ظالم سنگھ دیوان کوٹہ کا بسایا ہوا ہے۔ وہان ساہوکارون کی زیادہ آبادی سے سوداگری وغیرہ کو بہت ترقی ہے۔ جھالراپاٹن کی

چھاؤنی سے تین میل کوٹے والون کا قلعہ گاگرون ہے جس کو رئیس جھالراپاٹن اپنے قلعہ شاہ آباد سے جو زیادہ فاصلے پر ہے بدلنے کی ہمیشہ آرزو رکھتے ہین لیکن کوٹے والے جو تہائی ملک نکلجانے کے رنج کو کبھی نہین بھول سکتے یہ بات ہرگز نہین منظور کرتے اگرچہ انتظام مین ایسی ہی مشکلین پیش آتی رہین۔

قوم اور تاریخ

جھالراپاٹن کے رئیس جھالا قوم کے راجپوت ہین جس کی زیادہ تفصیل قومی بیان مین کی گئی ہے انکا قدیم وطن ہندوستان مین علاقہ کاٹھیاواڑ ہے۔ اور راجپوتانہ مین یہ لوگ میواڑ والون کی بدولت عمدہ کارگذاری کے سبب قیام پذیر ہوئے جن مین کے کئی سردار اب تک اودیپور کے ماتحت جاگیردار ہین ظالم سنگھ مقام ہلود علاقہ کاٹھیاواڑ کے سردار کی اولاد مین سے تھا۔ کاٹھیاواڑ کا نام کاٹھی راجپوتون کے زیادہ قیام کے سبب پیدا ہوا تھا جہان اب چند رئیس ہاڑیجہ قوم کی حکومت جداجدا جھالا کے ماتحتون مین ہین۔ ہلود والونکی چھوٹی شاخ مین سے ایک شخص بھاؤ سنگھ نام نے عالمگیر بادشاہ کے مرنے کے بعد اس وقت سے ایک مونثی سن تخمیناً پہلے نوکری کی تلاش مین اپنا وطن چھوڑا تھا۔ بھاؤ سنگھ کا بیٹا مادھو سنگھ جھالا کوٹے کے راؤ بھیم سنگھ کے پاس آکر نوکر ہوا اور اُس کی بہن کے ساتھ راؤ کے بیٹے درجن شال کی شادی ہوئی اس رشتہ داری کے سبب نانڈتہ گانوُن کی جاگیر اور فوجداری کا عہدہ جس مین فوج کی افسری اور قلعہ کی حفاظت شامل تھی اُس کو ملا کوٹے مین اُس کا خطاب ماما ن یعنی ماموں مشہور ہوا۔ مادھو سنگھ کے بعد مدن سنگھ فوجدار ہوا اور اُس کے مرنے کے بعد ہمت سنگھ نے باپ کی جگہ سنبھالی۔ ہمت سنگھ جھالا کے مرنے کے بعد اُس کے بھتیجے ظالم سنگھ نے جو سمت ۱۷۹۶ مطابق ۱۷۳۹ء مین پیدا ہوا تھا ۱۸ سال کی عمر مین ۱۷۵۸ء مین فوجداری کا عہدہ پاکر اپنے بزرگون کے نام کو زیادہ مشہور کیا جس کا مفصل احوال کوٹے کی تاریخ مین درج کئے جانے کے سبب یہان پر مختصر لکھا جاتا ہے۔

ظالم سنگھ جھالا کوٹے کے آٹھوین راؤ درجن شال کے عہد مین پیدا ہوا۔ نوین راؤ اجیت سنگھ کے وقت مین وہ کوٹے کا فوجدار مقرر ہوا دسوین راؤ شتر سال کے سامنے مقام بھٹوارا جیپور کی فوج پر فتح پانے کے سبب اُس کی زیادہ نامودی ہوئی لیکن گیارھوین راؤ گمان سنگھ کے وقت مین رنجش کے سبب جھالا نے کوٹہ چھوڑ کر اودیپور مین وہان کے ماتحت جاگیردار دیلواڑہ کی معرفت نوکری کرلی اور یہان راج رانا کا خطاب مہارانا سے حاصل کیا اور جب وہان اُس کی تدبیرین پیش نہ گئین تو اُس نے واپس کوٹے مین آکر موقع کا انتظار کیا آخر راؤ گمان سنگھ اور مرہٹون کی برخلافی اُس نے صلح کے ذریعہ سے دور کرادی جس سے رئیس کوٹہ اُس پر پھر مہربان ہوا اور مرنے سے پہلے اپنے کم عمر بیٹے اور راج کی حفاظت اُس کے سپرد کی۔ بارھوین راؤ اُمید سنگھ کے پچاس برس عہد مین جھالا دیوان نے بڑی قوت پاکر خود مختاری سے کام کیا اور تیرھوین راؤ کشور سنگھ کے شروع عہد مین اُس نے سرکار انگریزی کی مدد سے اپنے بے قید اختیار و حکومت کو جس کی ضبطی کا واجبی ارادہ رئیس نے کیا تھا لڑائی کرکے قائم رکھا۔ پھر باہم صلح ہونے کے بعد سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۴ء ۵ جون کو چوراسی

سال کی عمر پاکر راج رانا ظالم سنگھ کا انتقال ہوگیا۔ راج رانا ظالم سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا مادھو سنگھ دیوانی کے عہدے پر مختار رہا جس نے اپنی ہوشیاری سے رئیس کو خوش رکھ کر چار برس کے اندر سمت ۱۸۸۴ مطابق ۱۸۲۸ء مین وفات پائی۔ مادھو سنگھ کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹے مدن سنگھ نے دیوانی پر قائم ہو کر کوٹے کے چودھوین مہاراؤ رام سنگھ سے کبھی اتفاق حاصل نہ کیا جس کے سبب کسی طرح رئیس کی رضامندی لیکر سرکار انگریزی نے رعایت کے ساتھ کوٹے کا تہائی حصہ دیوان کے لیئے نکالکر سمت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۸ء مین ریاست جھالرا پاٹن نام علحدہ قائم کی یہان کا راجہ مہاراج رانا کہلاتا ہے اور ۱۵ ضرب توپ سلامی اُس کے لئے مقرر ہین غرضکہ اس وقت سے کُل چوراسی برس پہلے سرکاری عنایت سے سب سے اس آخری ریاست کی بنا راجپوتانے مین پڑی۔ جہان کے رئیسون کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مہاراج رانا مدن سنگھ

اس کو سمت ۱۸۹۵ مطابق ۱۸۳۸ء مین کوٹے کی دیوانی سے استعفا دینے کے بعد مہاراؤ رام سنگھ کی منظوری سے ایک عہدنامہ کرکے سرکار انگریزی نے جھالرا پاٹن کا اول رئیس بنایا کوٹے کے تہائی علاقے کے حساب سے تہائی قرضہ اور تہائی خراج اسی ہزار روپیہ سالانہ جھالرا پاٹن کے ذمے قرار پاکر راج رانا کے عوض جو اودیپور کے ماتحت جھالا سردارون کا خطاب ہے مدن سنگھ اور اُس کی قائم مقام اولاد کے لئے مہاراج رانا خطاب تجویز ہوا اور دوسرے خود مختار رئیسون کی طرح گود لینے کی سند بھی اس شرط سے کہ ریاست راج رانا ظالم سنگھ کے خاندان سے نکلنے نہ پاوے عطا ہوئی۔ سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۵ء مین سات برس کے قریب راج کرنے کے بعد مہاراج رانا مدن سنگھ نے انتقال کرکے اپنے بیٹے پرتھوی سنگھ کو وارث چھوڑا۔

۲۔ مہاراج رانا پرتھوی سنگھ

اس نے اپنے والد کے بعد سمت ۱۹۰۱ مطابق ۱۸۴۵ء مین راج پاکر ۱۸۵۷ء کے غدر مین کئی یورپین افرنگی حفاظت سے عمدہ طور پر سرکاری خیرخواہی ثابت کی کپتان بردس نے اُس کی تعریف مین لکھا کہ ہاڑوتی کے علاقے مین جس قدر رئیس بوندی کو تعصب ہے اُس کے خلاف جھالرا پاٹن سے سرکاری حکمون کی تعمیل بہت جلد ہوتی ہے۔ لیکن یہ نسبتی مقابلہ صحیح نہ تھا کیونکہ ہاڑوتی مین ریاست بوندی سب سے زیادہ پُرانی اور عزت دار ہے اور جھالرا پاٹن صرف کوٹے کے طفیل بالکل نئی انگریزی مہربانی سے قائم ہوئی ہے۔ سمت ۱۹۲۲ مطابق ۱۸۶۶ء مین مہاراج رانا آگرے کے مقام پر گورنر جنرل بہادر کے دربار مین شریک ہونے کے بعد بنارس و کلکتہ وغیرہ مقامات کی یاترا اور سیر کرکے ایک برس مین راجدھانی کو واپس آیا جب سے یہ ریاست قائم ہوئی اُس وقت سے راجپوتانے کے دوسرے رئیسون کو اس کے خود مختار اور اپنی برابر ماننے مین عذر تھا اس لئے پولٹیکل افسرون نے راجپوت قوم کے بزرگ و معتبر رئیس مہارانا شنبھو سنگھ والی اودیپور سے اس معاملے مین مدد چاہی جنھون نے باوجود اپنے ماتحت سردارون کی برخلافی کے پولٹیکل اجنٹ کے کہنے کے موافق اپنی بلند حوصلگی اور خوش اخلاقی سے مہاراج رانکو

اپنے بائین طرف برابر بیٹھنے کی عزت دی۔

سمت ۱۹۲۹ مطابق ۱۸۷۳ء مین مہاراج رانا آبو۔ناتھ دوارہ اور ادے پور جاکر خوشی کے ساتھ واپس آیا اس کے انتظام مین راج کی سالانہ آمدنی بیس لاکھ روپے تک پہونچی تھی لیکن فضول خرچی سے چودہ لاکھ روپیہ قرض ہوگیا تھا تاہم اُس نے محل درست کرانے کے بعد چھاؤنی مین رونقدار بازار وغیرہ بنوایا۔مہاراج رانا پرتھوی سنگھ سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء ۲۸۔ اگست کو بخار اور احتراق مثانہ کی بیماری سے چالیس برس کی عمر کے اندر تیس سال راج کرکے فوت ہوگیا۔اُس کے بعد کنور بخت سنگھ جس کا نام بعد کو ظالم سنگھ ہوا اور جو بڑی کوشش کے ساتھ سرکاری منظوری پر بیرون علاقہ کاٹھیاواڑ سے گود لیا گیا تھا راج کا وارث مانا گیا۔ لیکن ایک رانی کے حمل بیان کئے جانے سے کچھ عرصے تک مسند نشینی کی رسم ملتوی رہی۔حمل کی بابت شک ہونے پر پولٹیکل افسر کی منشا سے سخت بندوبست کیا گیا کہ چالاکی سے کوئی فریب نہونے پائے آخر معمولی میعاد گذرنے پر یہ بات غلط ثابت ہوکر متبنٰے حقدار رہا۔

۳-مہاراج رانا ظالم سنگھ

سمت ۱۹۳۲ مطابق ۱۸۷۵ء مین گود لئے جانے سے مدت کے بعد مسند نشین ہوا جبکہ اُس کی عمر بارہ سال کی بیان کی جاتی تھی وہ میو کالج اجمیر مین تعلیم پاتا رہا اور دس برس تک راج کے انتظام پر کپتان ایبٹ پولٹیکل سپرنٹنڈنٹ رکھا گیا جس نے محل۔باغ اور سرائین وغیرہ درست کرا کر قرضے کے لئے قسط بندی کردی۔

سمت ۱۹۴۳ مطابق ۱۸۸۶ء مین مہاراج رانا کو بہ رتبہ رئیس مسند سے پورے اختیارات ملکر احتیاط کیلئے سپرنٹنڈنٹی کے عوض جھالراپاٹن مین ایک غیر معمولی ایجنسی قائم رکھی گئی جس کا خرچ بھی راج کے ذمے رہا یہ جوان رئیس بائیس برس کی عمر مین ایک سال کے قریب خود مختاری سے حکومت کرنے پایا تھا کہ ماتحتونکی فریاد اور انگریزی افسرون کی ناراضی کے سبب سمت ۱۹۴۴ مطابق ۱۸۸۷ء ۲۴ ستمبر کو میجر ایبٹ پولٹیکل اجنٹ نے سرکاری حکم سے اُسکے اختیارات سلب کرکے خزانہ اور تمام ملکی نگرانی اپنے ہاتھ مین لی۔

چونکہ مہاراج رانا ظالم سنگھ کی قسمت مین ریاست کی حکومت لکھی ہی نہ تھی اس لئے اُس کی حرکات نے بدنظمی پیدا کی اور اس امر نے اُسے ۱۸۹۶ء مین معزول ہی کرا دیا۔اور اُس کو بنارس بھیجدیا گیا اُسکے اخراجات کی ۳۰ ہزار سالانہ کی ایک رقم مقرر ہوگئی مہاراورانا ظالم سنگھ ثانی کی معزولی کے ساتھ راج کے پندرہ اضلاع بھی (اُن اضلاع مین سے جو کوٹے سے کٹ کر جھالاواڑ کی ریاست قائم کی گئی تھی) کوٹے کو دیدیے گئے۔اس وجہ سے اب راج جھالاواڑ کا رقبہ ۸۱۰ میل مربع اور آبادی ۹۶۲۱۵ نفوس رہ گئی جس مین ۴۱۰ قصبے اور گانون ہین اور آمدنی ۹۰۶۸۱۵ روپیہ سالانہ ہے اور یادگار دربار تاجپوشی مین آمدنی پانچ لاکھ اور سلامی ۱۱ ضرب لکھی ہے چونکہ لاولد تھا اس لئے مسند بھوانی سنگھ ولد چھترسال فتح پور والا کو جو مادھو سنگھ فوجدار کوٹہ و مورث خاندان جھالا کی اولاد سے ہے دی گئی ہے۔

۴۔ مہاراج رانا بھوانی سنگھ

یہ مہاراج رانا ۴ ستمبر ۱۸۷۴ء کو پیدا ہوئے اُنکی تعلیم میو کالج اجمیر مین ہوئی۔ اُنکو ۶ فروری ۱۸۹۹ء کو سر آرتھر مارٹنڈل اجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے پورے اختیارات دیے۔ اپریل ۱۹۰۴ء مین وہ یورپ گئے اور نومبر مین واپس آئے مئی ۱۹۰۸ء مین اُنکو کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ ۱۹۱۲ء مین وہ دوبارہ انگلستان جاکر ملک معظم کے شرف باریابی سے کئی بار مفتخر ہوئے۔ مہاراج رانا ایک علم دوست شخص ہین اُن کا سفرنامہ یورپ ۱۹۰۸ء مین میسرز لونگمین گرین اینڈ کو نے چھاپا ہے اُنھون نے ۱۸۹۹ء و ۱۹۰۰ء کے قحط مین رعایا کی بڑی پرورش کی کیونکہ وہ غلہ بڑی مقدار مین خرید کر بازاری نرخ سے کہین کم نرخ پر فروخت کرتے تھے اور اُنھون نے چار لاکھ روپیہ بقایا سے محاصل معاف کردیا۔ یورپ کے پہلے سفر سے واپسی کے بعد اُنھون نے مذکورۂ ذیل اصلاحات کین۔ انگریزی ڈاکخانجات کو اپنی ریاست مین مکمل طور پر ترویج دی انگریزی سکہ و اوزان اپنی ریاست مین اختیار کئے۔ کئی چھوٹے چھوٹے محاصل بند کئے۔ ریاست کی کچہریون اور دفترون مین ناگری رسم الخط کو رواج دیا۔ دوسرے سفر انگلستان سے واپسی کے بعد اُنھون نے ۶ لاکھ روپیہ رعایا کو معاف کیا۔

خاتمہ

اجمیر کے متعلقہ راجپوت جاگیردارون اور استمرارداروں کے بیان مین

اجمیر

چوہانون کے نامور راجہ اجے پال نے اس شہر کو آباد کیا تھا یہ قدیم و مشہور شہر پہاڑ کے گھاٹے بلکہ حلقے کے اندر عرض بلد شمالی ۲۶-۲۹ طول بلد مشرقی ۴۷-۳۴ پر واقع ہے ہر طرف پہاڑ ہین اُن مین سے ایک دامن پر شہر آباد ہے اُس کی پختہ شہر پناہ ہے۔ شمال اور مغرب کی سمتون مین پانچ بڑے بڑے دروازے ہین اس شہر کو آباد ہوئے کوئی سترہ سو چوہتر برس کا عرصہ ہوا ہے۔ قدیم سے یہ شہر راجپوتانے کا صدر سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان کے بادشاہ راجپوتانے کو اپنا تخت حکومت کرنے کے واسطے اجمیر کا لینا مقدم سمجھتے رہے ہین اور اسی طرح راجپوتانے کے رئیسون نے بھی علی العموم اپنا حاکم و سرپرست اُسی کو سمجھا ہے جو اجمیر پر قابض ہوا کیونکہ یہ شہر وسط راجپوتانہ مین واقع ہے۔ اجمیر کی چیف کمشنری کے متعلق زمین کا کل رقبہ دو ہزار سات سو گیارہ میل مربع ہے۔ اسلامی سلطنت کی بربادی کے بعد سے سیندھیا نے اس پر قبضہ کرلیا تھا جو صوبہ وار باپو راؤ سے اقرارنامہ ہو جانے پر ۱۸۱۸ء مین گورنمنٹ انگریزی کو ملا ہے۔

یہان کے قابل دید مقامات یہ ہین۔ اول درجہ خواجہ صاحب کی درگاہ۔ اندرکوٹ۔ میو کالج۔ تارا گڑھ

دولت باغ - میگزین اور سونے کا بنا ہوا جین مندر -

شہر کی فصیل سے باہر تارا گڑھ کے پست حصے مین جین مندرون کے کھنڈرات ہین مگر اب بھی باوجود شکستگی کے بہت عالی شان ہین جس احاطے کے اندر یہ مکانات ہین وہ راجہ اندرسین کا آباد کیا ہوا تھا - ہندی کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اوپر چار ہزار برس پیشتر راجہ اندرسین نے یہ مقام بنوا کر **اندرکوٹ** نام رکھا یہ راجہ بودھ مذہب رکھتا تھا صدہا بتخانے پہلے اس مین تھے اور ان بتخانون کے روبرو سنگین باؤلیان بنی ہوئی تھین مسلمان بادشاہون نے ان بتکدون کو مسمار کرا دیا مگر مندرون کی باؤلیان اب تک موجود ہین اس کوٹ مین تمام مسلمان لوگ رہتے ہین - راجہ اندرسین کے زمانے مین یہ عالی شان بتخانہ تیار ہوا تھا یہ عمارت زمین سے بہت بلند کرسی کی ہے کل کام نہایت عمدہ و سنگین بنایا گیا ہے اور عجیب نقاشی ہے اس مین صدہا مورتین اور اقسام اقسام جانورون کی صورتین تھین گو ہندی کتاب مین مبالغہ ہوتا ہم یہ تعمیر دو ہزار سال سے کم مدت کی نہین ہے جب سلطان شہاب الدین غوری ۵۹۵ہجری مطابق ۱۱۹۸ء مین یہان آیا اس بتخانے کو خانۂ خدا بنایا مگر صرف اسی قدر تبدیلی کی کہ بتون کی صورتون کو بگاڑ کے عمارت کو بحال خود چھوڑا اور غربی دیوار کے بیچون بیچ ایک محراب سنگ مرمر کی بنا کر اُس پر بخط طغرا آیات قرآنی کندہ کرا کر تاریخ بنا لکھدی اور اس تغیر سے بتخانے کو خانۂ خدا کر کے نماز جمعہ بادشاہ نے اُس مین ادا کی چونکہ یہ سب کام ڈھائی دن کے عرصے مین تیار ہوا تھا اس واسطے اسے **ڈھائی دن کا جھونپڑا اور ڈھائی دن کی مسجد** بھی کہتے ہین - تاریخ تعمیر اُس محراب پر اس طرح کندہ ہے بنا فی الحادی و العشرین جمادی الآخر سنہ خمسہ و تسعین و خمسمائۃ اور دیوار غربی مین یہ عبارت مرقوم تھی فی تولیت ابی بکر بن احمد جمال الفضلۃ بتاریخ ذی الحجہ سنہ ستہ و تسعین و خمسمائۃ مگر یہ عبارت نہایت دقت سے پڑھی گئی الغرض اس سے اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ یہ تغیر جو بتخانے کو ہوا اور محراب اسلامی قائم ہوئی ابوبکر بن احمد اُس کا متولی تھا اکیسوین تاریخ جمادی الاخری ۵۹۵ہجری کو یہ بتخانہ خانۂ خدا ہوا اور ذی الحجہ ۵۹۶ہجری تک کار تعمیر جاری رہا اگرچہ شہاب الدین کے وقت مین صرف اسی قدر بتخانے کو تغیر ہوا تھا کہ دیوار غربی مین محراب بنوا کر بتون کی صورتین مسخ کر دی تھین - مگر شمس الدین التمش نے تو اس رہے سہے بتخانے کی عمارت کو بیخ و بنیاد سے اکھڑوا ڈالا اور نئے سر سے ۶۱۴ہجری مطابق ۱۲۱۷ء مین سنگ سرخ سے مسجد مضبوطی اور خوش اسلوبی کے ساتھ بنوائی ہر جون کے اندر پتھر کو نہایت کھود کر لگایا ہے محرابون پر بیلون کو کھودا ہے کتابے اُنپر نادر اور خوش خط کندہ ہین بخط طغرا سلطان شمس الدین کا نام پتھر کے مرغولون پر بالاے مینار کندہ موجود ہے -

اس شہر مین دوسرا مشہور مکان **حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ** ہے خواجہ صاحب قصبۂ چشت مین کہ ہرات کے پاس واقع ہے اور ہرات خراسان مین ہے ۵۳۷ہجری مطابق ۱۱۴۲ء مین پیر کے دن پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام سید غیاث الدین احمد اور والدہ کا نام بی بی ماہ نور ہے اور اقتباس الانوار مین آپ کی والدہ کا نام بی بی خاص الملکہ لکھا ہے اور بعض نے تاریخ تولد آپ کی عاشق نو لکھی ہے اس سے

ولادت آپ کی سنہ ۵۳۷ ہجری مطابق سنہ ۱۱۴۲ء مین معلوم ہوتی ہے تحفہ معینیہ مین تحریر کیا ہے کہ خواجہ صاحب سنہ ۵۶۱ ہجری مطابق سنہ ۱۱۶۵ء مین اجمیر پہونچے اور اول آنا ساگر کی گھاٹی مین دولت باغ کے قریب قیام رکھا ازان بعد اندرکوٹ کے قریب جہان اُنکا مزار ہے اخیر عمر بسر کی آرائش محفل مین لکھا ہے کہ آپ نوے برس زندہ رہکر رجب کی چھٹی تاریخ ہفتے کے دن سنہ ۶۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۶ء مین رحلت فرما کر عازم آخرت ہوئے۔ مخبر الواصلین مین آپ کی تاریخ وفات یہ لکھی ہے جس مین آپ کی عمر ستانوے سال مندرج ہے۔

روز جمعہ ششم رجب بود ــــ کز جہان خواجہ نقل فرمودہ
نود و ہفت سال عمر ششم بود ــــ کان زمان نقل زجہان فرمود
سال نقلش بعزت و تمکین ــــ لوح تاریخ جان معین الدین

پرتھی راج اُسی وقت مین تھا اور اُنکے روبرو ہی چوہانون کے خاندان کی سلطنت جاتی رہی اور مسلمانی بادشاہت شروع ہوئی اُنکی اولاد مین ایک دیوان جی کا خاندان کہا جاتا ہے لیکن اکبر بادشاہ کے عہد مین اس خیال سے کہ خواجہ صاحب تنہا ہندوستان کو آئے اور پیچھے کوئی اولاد دریافت نہوئی اس خاندان پر کچھ شبہ پیدا ہوگیا تھا اسی بنا پر درگاہ کے خادم لوگ بڑے زور شور کے ساتھ دیوان کی مخالفت کرتے ہین لیکن خوش عقیدہ مسلمانون مین یہ روایت مانی ہوتی ہے کہ نوے برس کی عمر تک انکا نکاح ہوا اور نکاح کرنیکے بعد سات برس زندہ رہے۔

اخبار الاخیار مین شیخ عبدالحق دہلوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ حسین ناگوری نے جو شیخ حمید الدین کی اولاد سے ہین برسون خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی جو اُس وقت تک خام اور مٹی کا ڈھیر تھا مجاورت کی در یاد الٰہی مین مشغول رہے اس زمانے مین شہر اجمیر خراب حالت مین تھا اندر اُس کے گرد جنگل مین شیر رہتے تھے اور خواجہ صاحب کی قبر پر کسی قسم کی عمارت نہ تھی اسی خواجہ حسین نے اُنکے مزار پر سب سے اول عمارت تیار کرائی۔ سلطان غیاث الدین بادشاہ مانڈو خواجہ حسین سے عقیدت رکھتا تھا اُس نے خواجہ حسین کو اپنے پاس بلوایا اور بہت سے تحفے اور مال واسباب اور زر نقد پیش کیا خواجہ صاحب نے ان چیزون کو نہ لیا لیکن اُنکے بیٹے نے لے لیا اور باپ کی ہدایت کے بموجب تمام مال کو خواجہ معین الدین اجمیری اور اپنے دادا حمید الدین ناگوری کے روضون کی تیاری مین صرف کردیا۔

چنانچہ عمارت روضۂ خواجہ معین الدین کی تاریخ تیاری جو گنبد کی غربی دیوار مین سنگ مرمر کی جالی پر بخط نستعلیق تحریر ہے یہ ہے۔

از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین ــــ گفت ہاتف گو معظم قبۂ عرش برین

اس تاریخ سے سنہ نوسو اڑتالیس ہجری نکلتے ہین لیکن غالباً یہ تاریخ نقاشی گنبد کی ہے کیونکہ سلطان غیاث الدین خلجی سنہ ۸۶۸ ہجری مین فوت ہوا اور یہ بھی پایا جاتا ہے کہ سلطان محمود بن سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین کے عہد مین یہ نقاشی گنبد کے اندر ہوئی اور بقول محرر مرآت آفتاب نما محمود بادشاہ مانڈو نے موجودہ عمارت روضے کی تیار کرائی ہے بعض کتابون مین لکھا ہے کہ روضے کا دروازہ ایک اور بادشاہ مانڈو نے تعمیر روضہ کے بعد بنوایا

اور قبر خام پر شمس الدین التمش کے عہد مین درگاہ کی تعمیر شروع ہوئی تھی جو سنہ ۶۱۱ہجری مطابق سنہ ۱۲۱۴ع مین مسند نشین ہوکر سنہ ۶۳۳ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۵ع مین فوت ہوا تھا اور خواجہ صاحب کا انتقال اس کے آخر عہد مین ہوا پھر اس کے بعد والون نے زیادہ وسعت دی یہ ثابت ہوتا ہے کہ روضے کے اندر نقاشی از سر نو خواجہ حسین اجمیری نے کرائی جسکو تخمیناً تین سو برس کے قریب عرصہ گذرتا ہے۔ خواجہ صاحب کے مزار پر سیپ کے کام کا چھپر کھٹ صندلی بنا ہوا ہے بنانے والے نے عجب سیپ کا باریک کام کیا ہے تعویذ مزار پر سنگ مرمر مین یاقوت رمانی جس کو عوام الناس لعل بدخشانی کہتے ہین جڑا ہوا ہے۔ چھپر کھٹ کے بیچ میں چاندی کا کٹہرا لگا ہوا ہے مگر بیشتر اس کٹہرے کی جگہ سونے کا کٹہرا لگا ہوا تھا۔ چنانچہ تزک جہانگیری مین جہانگیر بادشاہ لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۲۵ہجری مین بسبب برآنے بعض مطالب کے مین نے نذر کی تھی کہ محجر طلائی جالیدار خواجہ بزرگوار کے مرقد پر ترتیب دین ستائیسوین رجب کو تیار ہوا مین نے حکم دیا کہ بیجاکر نصب کرین ایک لاکھ دس ہزار روپے اُس کی لاگت مین صرف ہوئے اس کٹہرے کے تھوڑے فاصلے سے دوسرا چاندی کا کٹہرا ہے جس کی ترمیم راجہ جے سنگھ سوائی والی جیپور کے حکم سے شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علی خان متولی آستانہ کے اہتمام سے ہوئی وزن اس کا بیالیس ہزار نوسو اٹھ تولہ تین ماشہ ہے یہ دونون کٹہرے جہان آرا بیگم بنت شاہ جہان نے بنوائے تھے بلکہ اُس نے تمام شاگرد پیشہ اپنا آستانے کی خدمت گذاری کے لئے نذر کر دیا اُن لوگونکی اولاد اب تک بدستور اپنے کار خدمت پر مقرر ہے۔ اکبر کو ابتدا مین نہایت اعتقاد تھا اول تو جب جہانگیر پیدا ہوا آگرے سے پیادہ پا زیارت کو آیا اور سنہ ۹۷۵ھ مطابق سنہ ۱۵۶۸ع مین قلعہ چتوڑ فتح کیا تو اٹھارہ گانوُن کی جاگیر لنگر خیرات کے واسطے اور ہر قسم کے اخراجات کے لئے مقرر کی اور سامان شاہی فراش خانہ نوبت خانہ چوبدار وغیرہ درگاہ مین نیاز کیا نقارہ کلان جو صبح و شام بلند آواز سے بجتا ہے اکبر نے چتوڑ سے فتح کرکے درگاہ مین چڑھایا تھا اور درگاہ مین جو دو دیگین موجود ہین اُنمین سے بڑی کو اکبر نے اور چھوٹی کو جہانگیر نے بنوایا تھا دیگ کلان کی تیاری کی وجہ یہ ہوئی کہ اکبر نے قلعہ چتوڑ کی تسخیر کے وقت یہ عہد کیا تھا کہ بعد فتحیاب ہونے کے پیادہ پا اجمیر کو زیارت کے لئے جاؤنگا اور دیگ کلان بنواکر آستانے مین چڑھاؤنگا چنانچہ فتحیابی کے بعد دیگ کلان مزار پر چڑھانے کے لئے تیار کرائی میر علاء الدولہ نے جسکا تخلص کافی تھا بنائے دیگ کی تاریخ یون لکھی ہے۔

شاہ دین پرور خورشید سیر	خسرو عہد محمد اکبر
ساخت بے شبہ پئے فتح چتوڑ	دیگ رو مین تن واژ در پیکر
بہر تاریخ وے از عالم غیب	دیگ چتوڑ کشا شد یکسر

اس تاریخ سے سنہ ۹۷۵ بر آمد ہوتے ہین دیگ خرد سنہ ۱۰۲۲ہجری مطابق سنہ ۱۶۱۳ع مین نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ نے بنوائی تھی اس بادشاہ نے تزک جہانگیری کے آٹھوین جشن مین لکھا ہے کہ دیگ کلان اکبرآباد سے تیار کراکر روضۂ متبرکہ حضرت خواجہ بزرگ مین نیازمندنے لاکر چڑھائی اور اُس مین طعام واسطے فقرا

اور مساکین کے پکوایا پانچہزار آدمی اُس کے کھانے سے شکم سیر ہوئے بعد فراغ طعام زر نقد وغیرہ دیکر رخصت کیا
تاریخ بنائے دیگ کی یہ ہے۔ ـ

بدنیا باد دائم نعمت دیگ جہانگیری

اس مصرع سے ۱۰۲۲ ہجری نکلتے ہین جو کہ بسبب گذرنے زمانہ دراز کے اکثر جگہ پر دیگون مین سوراخ ہوگئے تھے
ملا داری مدار المہام ریاست گوالیار نے ۱۲۶۶ ہجری مین سیٹھ لکھمی چند مہتا کے اہتمام سے ازسر نو دونون دیگون کو بنوایا
اکبر نے درگاہ مین ایک مسجد بھی تیار کرائی تھی یہ مسجد ۹۸۰ ہجری مین بنی تھی اور چند مکانات بھی تعمیر کرائے تھے۔
اور شاہجہان نے سنگ سفید کی جامع مسجد بنوائی عبد الرحمن چشتی نے مرآت الاسرار مین لکھا ہے کہ مدت چودہ سال مین
یہ مسجد تعمیر کی گئی شاید کسی باعث سے تعمیر مسجد شروع ہونے کے بعد کام ملتوی رہا ہو ورنہ چودہ سال بہت ہوتے ہین
الغرض سال دہم جلوس مین دو لاکھ چالیس ہزار روپیے کے صرف سے تیار ہوئی ہے۔

بڑی دیگ جب کوئی پکانا چاہے تو اُس کی بابت پچیس روپیہ اور چھوٹی دیگ پر ساڑھے بارہ روپے
درگاہ مین چڑھا کر دیوان سجادہ نشین ۔ متولی اور خادمون کو تقسیم ہوتے ہین بڑی دیگ مین اسّی من اور
چھوٹی مین اٹھائیس من چاول علاوہ روغن زرد و شکر کے پکتا ہے۔ اس درگاہ کے متعلق ایک تالاب معروف بہ
جھالرا ہے اس مین ہمیشہ بارش کا پانی جمع رہتا ہے تمام شہر کے لوگ اُس مین سے پانی لے جاتے ہین ۔

تاراگڑھ کے نیچے پہاڑ کے دامن مین ایک مقام **چلہ پیر دستگیر** مشہور ہے اصل مین یہ قلعے کے برج کا
مورچہ تھا۔ روایت ہے کہ فقیر سونڈا نامی کوئی شخص اکبر کے عہد سے پیشتر خواجہ صاحب کی زیارت کو اجمیر مین آیا تھا اور
اپنے ساتھ بغداد کے پیران پیر کی تربت سے ایک اینٹ لایا تھا اپنی حیات مین لوگون کو اُس کی زیارت کرایا کرتا تھا اور
آخری وقت وصیت کر گیا کہ اُس اینٹ کو بھی میری قبر مین دفن کر دینا چونکہ فقیر سونڈا برج مین رہا کرتا تھا لوگون نے
اُس کو اور اینٹ کو اُسی برج مین دفن کر دیا جب سے قبر کی زیارت ہونے لگی ۱۸۱۰ء مین دولت راؤ نے بالاراؤ
صوبہ دار کی سفارش سے اُس کے اخراجات کے واسطے جاگیر مقرر کر دی تب سے رونق اور شہرت زیادہ ہوئی
اور کئی مکانات جدید تعمیر ہوئے ۔ اور مکان جو اصل مین فقیر سونڈا کی مع اینٹ کے تربت پیر دستگیر کا چلہ مشہور ہوا۔

تاراگڑھ مین **میران صاحب کی درگاہ** ہے یہ میر میران یعنی امیر الامرا حسین نام ایک شخص
شہاب الدین غوری کے رسالدار تھے اجمیر فتح ہوا تب اُنکو قطب الدین ایبک نے جس کو شہاب الدین غوری نے
ہندوستان کی حکومت بخشدی تھی اجمیر کا صوبہ دار اور تاراگڑھ کا قلعدار کیا ۵۹۷ ہجری مین راجپوتون نے شبخون مارا
اور اُنکو قتل کیا دوسرے روز دیگر ملازمان شاہی نے اُنکو وہین دفن کیا اُنکو سوارون کی افسری یعنی رسالہ داری کے
سبب **خنگ سوار** بھی کہتے ہین قطب الدین ایبک نے ۵۹۸ ہجری مین پھر یورش کر کے اجمیر لے لیا تاریخ
فرشتہ وغیرہ مین لکھا ہے حسین خنگ سوار سید اور امام زین العابدین کی اولاد سے تھے ۔ ۱۰۲۰ ہجری مین اعتبار خان
خواجہ سرا نے جو اکبری اور جہانگیری دربارون مین ممتاز تھا میران صاحب کی درگاہ بنوائی اور کلس زرین گنبد پر لگوائے

جنوب رویہ دروازے کی کھڑکی پر یہ اشعار کندہ ہین -

شاہنشہ زمانہ جہانگیر بادشاہ	کانرا زمانہ او شدہ آسودہ در جہان
سال دہم ز عہد جلوس مبارکش	شد فتح ملک رانا از ان شاہ کامران
وقتیکہ اندر اجمیر آن شاہ گنج بخش	بر تخت زر نشستہ بُد از فتح شادمان
بود از ہزار افزون بست وچہار سال	گیتی ز عدل و دادش چون روضہ جنان
در روضہ مقدس سید حسین کرد	این طرہ ز صدق و صفا اعتبار خان

دیگر مکانات سیندھیا کی ملکداری مین بنا ہوے ہین خصوصاً گمان جی راؤ نے کئی مکان تعمیر کرائے اس درگاہ کی جاگیر مین تین گانون ہین جو مغلیہ سلطنت کے زمانے سے اور ایک سیندھیا کا عطیہ ہے یہان بھی رجب کے مہینے مین عرس ہوا کرتا ہے - آپ کا مزار نہایت بیش قیمت زرپوشش سے ڈھکا رہتا ہے -

اکبر کے عہد سے ایک مستقل صوبہ دار اجمیر مین رہنے لگا اور جو خاندانی راجپوت میواڑ اور مارواڑ سے علیحدہ ہوکر بادشاہی نوکری مین آئے اُنکو اجمیر کے خالصے مین سے جاگیرین ملنی شروع ہوئین کیونکہ غیر علاقے مین اُنکا قائم رہنا مشکل تھا اکبر کے عہد سے پہلے کا کوئی جاگیردار یا استمرار اجمیر کے علاقے مین نہین -

ضلع اجمیر مین تین لاکھ روپیہ سالانہ سرکاری خالصے کے سوا پونے سات لاکھ سالانہ آمدنی کے گانون جاگیرداروں کے قبضے مین تھے جن مین سے ایک لاکھ سالانہ کے قریب خاص شہر کے معافی دارونکی آمدنی ہے اور پانچ لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ کی زمین علاقے کے استمرارداروں کے تحت مین ہے -

استمراردار وہ لوگ ہین جن کی مالگذاری مین بعض خاص ضرورتون کے سوا کمی و بیشی نہین کی جاتی پانچ لاکھ سالانہ سے زیادہ کی جاگیر راٹھوڑون کے قبضے مین ہے اور پچاس ہزار سالانہ کے قریب سیسودیون کے تحت مین ہے اور دس ہزار آمدنی کی زمین مختلف راجپوت وچوہان مینہ وغیرہ کے پاس ہے چوہان مینہ کی حقیقت یہ ہے کہ پرتھی راج چوہان والی اجمیر نے مینہ قوم کی ایک عورت خانہ انداز کی تھی اُس کے بطن سے جودہ اور لاکھن دو بیٹے پیدا ہوئے لاکھن کی اولاد تو سردہی کی جانب پھیل گئی اور جودہ کی اولاد نے گڑھ بیراڑہ کو اپنا قیامگاہ بنایا - مشہور ہے کہ جودہ چانگ مین رہا کرتا تھا - اُس کے دو بیٹے ہوئے انہل جس کو چیتا کہتے تھے اور انُب جس کو برڑ بولتے تھے - چیتا کی اولاد نے چانگ کے علاقے مین شیام گڑھ - جھاگ - ہتون - بوروا - کوکڑا - کرا ملی - کوٹ - کرانہ دیہات آباد کئے - بابر کے عہد مین چیتا کی اولاد مین گوڑا اور ہرراج دو بھائی تھے اُنکو مارواڑ کے راجہ سے ملک چھین لینے کا خوف تھا اس واسطے دربار شاہی کے کسی امیر کے ذریعے سے اسلام قبول کرکے فرمان شاہی مشعر عطائے گڑھ بیرواڑہ حاصل اور دربار شاہی سے قانون گو و قاضی متعین کرائے اور بذریعہ صوبہ دار اجمیر اس ملک پر قبضہ پایا مگر گوڑا نے اپنا مذہب بدستور رکھا اور مذہب اسلام جو اختیار کیا تھا ترک کردیا چنانچہ اُس کی اولاد اب تک اپنے مذہب مین ہے اور ہرراج مسلمان ہوگیا اُس نے اپنی اولاد مین ختنہ وغیرہ کا رواج

جاری کیا ہرراج کا نام کاٹھا مشہور ہوا۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ جب دہلی مین حصول ملک کے واسطے گیا تھا تو بادشاہ کی خدمت مین اُس کی پاسبانی کی نوکری تھی اتفاقیہ بارش بکثرت ہوئی جہان اُس کا پہرہ تھا پانی پرنالے کا زور سے گرتا تھا اور ہرراج بدستور نوکری پر عین بارش مین حاضر رہا بادشاہ نے ایسی سخت حالت مین اُسکو نوکری پر مستعد دیکھکر گوار (بہاڑ) کی زبان مین فرمایا کہ بہت کاٹھا یعنی سخت آدمی ہے۔ گوڑا اور ہرراج مسلمان ہوکر اپنے ملک مین آئے تو گوڑا کی اولاد تو بدستور برادری مین شامل رہی کیونکہ اس کے بھائی بند مدت دراز تک کوہستان مین وحشیانہ بود و باش رکھکر اپنا مذہب بھول گئے تھے اس لئے اُس کی اولاد سے اُن لوگون نے پرہیز نہ کیا اور ہرراج کی اولاد نے صرف اجرائے رسم ختنہ سے نشان مسلمانی قائم کیا مگر کھانا پینا بیاہ شادی وغیرہ بدستور جاری رہا اس زمانے مین البتہ اہل اسلام کی آمد و شد و صحبت سے مسلمانی طریقہ ان لوگون مین جاری ہوتا جاتا ہے چونکہ ہرراج کاٹھا اور گوڑا ان دونون کا دادا میر اتھا اسلئے نام پر دونون کی اولاد میرات مشہور ہے مگر اس خصوصیت سے کہ ہرراج کاٹھا کی اولاد میرات کاٹھات اور گوڑا کی اولاد میرات گوڑات کہلاتی ہے۔ . . .

چیتہ بہان بہنون کی یہ چار قومین یعنی چیتہ اور برار بات اور میرات کاٹھات اور میرات گوڑات اور چارون فی الجملہ مسلمان ہین۔

صوبۂ اجمیر کی حدود اربعہ یہ ہین شمال مین کشن گڑھ۔ مارواڑ۔ جنوب مین میواڑ۔ مشرق مین جیپور کشن گڑھ مغرب مین مارواڑ اور بناس۔ کھاری ڈائی۔ سرستی اور ساگرمتی کے سوا بڑی ندی اس صوبے مین کوئی نہین پشکر آنا ساگر اور ڈائی ساگر بڑی جھیلین و تالاب ہین۔ پہاڑ اس صوبے مین سب اراولی پہاڑ کے سلسلے مین جو جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہین اُن مین سے مشہور تارا گڑھ۔ مدار پہاڑ اور ناگ پہاڑ ہین۔ عمارتی پتھر کے سوا اس صوبے مین تانبا۔ سیسہ اور ابرک کی کانین ہین مگر کھودی کم جاتی ہین۔ اس ملک کی خاص پیداوار جو ہین۔ کہین گیہون۔ چنا۔ مکا۔ باجرا۔ مونگ اور تل بھی پیدا ہوتے ہین۔

پشکر ہندوؤن کا تیرتھ ہے متبرک تیرتھ کے نام سے گانون کا نام بھی پشکر مشہور ہو گیا ہے پشکر تالاب کے کنارے بہت سے نہانے کے لئے گھاٹ اور مندر راجاؤن کے بنوائے ہین عجیب بہار دکھلاتے ہین۔ کاتک سدی پورنماشی کو اشنان کا میلہ ہوتا ہے پندرہ روز تک رہتا ہے میلے مین گھوڑے۔ اونٹ اور بیل بہت آتے ہین۔ صوبۂ اجمیر کے اول درجے کے تعظیمی سردارون کی تفصیل یہ ہے جن کی جاگیرین اکبر کے عہد سے عالمگیر کے عہد تک ملی ہوئی ہین۔

بھناے

اس خاندان کا مورث اعلے چندرسین ہے جو مالدیو والی مارواڑ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ چندرسین دعویدار ریاست ہوا تھا اودے سنگھ پر اکبر کی مہربانی تھی اس واسطے چندرسین جودھپور سے نکالا گیا اور تا مرگ سوانہ مقام میں رہا اُس کی اولاد چندرسینوت راٹھور کہلاتی ہے۔ بھناے کے علاقے مین مادلیہ بھیل راہزن جابعض تھا

اکبر بادشاہ نے کرم سین نبیرہ چندر سین کو اُس کی گرفتاری کے واسطے متعین کیا چنانچہ کرم سین نے اُس کو لڑکر قتل کیا تب یہ علاقہ اُس کو جاگیر مین ملا۔

بھنائے کو چوراسیہ بھی کہتے ہین کیونکہ اس مین ۸۴ گانون ہین اُن ایام مین بھائی بیٹون کو گراس یعنی وجہ معیشت ملنے کا کوئی قاعدہ مقرر نہ تھا اسی وجہ سے کرم سین کے تین چھوٹے بیٹون گردھر سنگھ۔ ہلدھر سنگھ اور موہن سنگھ کو واجبی معاش نہ ملی گردھر سنگھ کی اولاد تو ساتولائی کی استمراردار ہے اور ہلدھر سنگھ و موہن سنگھ کی اولاد ڈبریلہ۔ ڈھگاریہ۔ سانپڑودہ اور درنیکوٹ مین بھوم سے گذارہ کرتی ہے۔ پھر ۱۶۵۹ء مین شیام سنگھ کے پسر اودے بھان اور اکھے راج مین تقسیم ہوئی چوراسی دیہات مین سے اٹھائیس اکھے راج کو ملے اور چھیالیس اودے بھان کو جو پاٹوی یعنی مسند نشین ہوا تھا۔ اکھے راج کی نسل مین دیوالیہ کا استمراردار اور اُس کے بھائی بیٹے ہین۔ اودے بھان کے تین لڑکون کیسری سنگھ۔ سورج مل اور نرسنگداس مین سے بڑا بیٹا کیسری سنگھ بھنائے کا مسند نشین ہوا اور نرسنگداس اس کا متبنے ہوا اور یہی بھنائے کا راجہ ہوتا مگر جب کیسری سنگھ کے دو صلبی بیٹے پیدا ہوگئے تو نرسنگداس کو ٹانٹولی معاش مین ملی اور کیسری سنگھ کے دو بیٹون جگت سنگھ اور رہٹی سنگھ مین سے جگت سنگھ قائم مقام ہوا اور رہٹی سنگھ کو شولیان معاش مین ملا بعد ازان بخت سنگھ رئیس ہوا اور اُس کے بھائی کیرت سنگھ کو سورکھنڈ ملا مگر اب سورکھنڈ پر راجہ صاحب بھنائے نے قبضہ کر رکھا ہے۔ بخت سنگھ کے بعد دلیل سنگھ مسند نشین ہوا اور اُس کے بھائی ارجن سنگھ کو سرانہ معاش مین ملا بھنائے کی کُل آمدنی ۱۱۱۰۵۰ کی ہے جس مین سے خاص جاگیر کی آمدنی ۵۳۷۰۰ روپیہ ہے اور باقی ۵۷۳۵۰ روپیہ رشتہ داران کی آمدنی ہے بھنائے والون کا خطاب راجہ ہے۔

باندن واڑہ

اس ٹھکانے کا اول استمراردار ٹھاکر سورج مل تھا کیسری سنگھ بڑا بھائی جو بھنائے مین مسند نشین تھا سورج مل اور نرسنگداس چھوٹے بھائیون کو کم معاش دیتا تھا۔ نرسنگداس نے تو بوجہ متبنے ہونے کے منظور کر لی مگر سورج مل ناراض ہوکر دہلی چلا گیا وہان اورنگ زیب بادشاہ تھا ایک مہم مین سورج مل سے کارنمایان ظہور مین آیا اُس کے جلدو مین ساڑھے تین ہزاری منصب سات پارچہ کا خلعت اور ہاتھی مرحمت ہوا اور بھنائے کا نصف علاقہ تقسیم کرا دیا اور اُس کے سوا رام سروسری نگر کا علاقہ بھی جاگیر مین عنایت ہوا۔

۱۶۶۷ء مین سورج مل نے باندن واڑہ مین اپنے حکومت کا مقام بنایا تھوڑے عرصے کے بعد مہاراجہ اجیت سنگھ والی جودھپور اجمیر مین آیا تو باندن واڑے سے ٹھاکر پیشوائی کو نہین گیا مہاراجہ سخت ناراض ہوا اس خفگی مین رام سروسری نگر کا علاقہ ضبط کر لیا باندن واڑہ اگرچہ بحال رکھا مگر لوٹ لیا اور قلعہ توڑ ڈالا یہ جاگیر چھتیس ۳۶ ہزار کی ہے۔
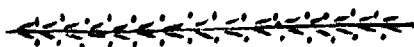
ساور

ٹھاکران علاقہ ساور سکتاوت سیسودیہ ہین اور یہ مہارانا اودے پور کی نسل مین سے ہین - رانا اودے سنگھ کے پرتاب سنگھ اور سکت سنگھ دو بیٹے تھے پرتاب سنگھ کی اولاد تو فرمان روائے ملک میواڑ مین اور سکت سنگھ کی اولاد مین ساور وغیرہ کے ٹھاکر ہین - رئیس ساور کا مورث اعلے گوکل داس شاہزادہ شاہ جہان کا ملازم تھا - شاہ جہان نے باپ سے جب بغاوت کی تو بادشاہی فوج کے مقابلے مین شاہزادے کی طرف سے بنارس کے معرکے مین گوگل داس کے ۸۰ زخم آئے اور اُس نے بہادری اور نمک حلالی ثابت کی شاہزادے نے صلح کے بعد اس جان فشانی کے جلدو مین ساور مع پرگنات کیکڑی وغیرہ عطا کئے کہ دوسرے پرگنے قبضے سے جاتے رہے فقط ساور تا حال ہے سابقًا نوکری کرتے تھے مرہٹون کے عہد سے جمع مقرر ہوگئی ہے - جلسہ قیصری دہلی مین ٹھاکر مادھو سنگھ کو راجگی کا خطاب ملا خاص جاگیر کی آمدنی ۳۲۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے اسکے سوا رشتہ دارون کی ۱۳۰۴۰ روپیہ ہے سب ملا کر ۴۵۰۴۰ روپیہ کی آمدنی ہے - ساور ایک پختہ چار دیواری سے محدود ہے - پہاڑی پر پرانا گڑھ بنا ہوا ہے -

مسعودہ

بادشاہی زمانے مین مسعودے کا علاقہ سرکاری خالصے مین تھا اور وہان اجمیر کے صوبہ دار کی طرف سے تھانہ رہتا تھا ۱۵۵۶ء مین جگمل مع اپنے بیٹون کے اکبر بادشاہ کی خدمت مین نوکری کے واسطے گیا تھا پنوار راجپوتون نے مسعودے کے تھانہ دار کو نکالکر اپنا قبضہ کر لیا بادشاہ نے اُن کے نکالنے کے واسطے جگ مال کو مع فوج متعین کیا اور پنوارون نے چتوڑ کے رانا کی مدد سے پہونچا کر بمقام ہرمارڑہ مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی انجام مین جگ مل فتحیاب ہوا اور مسعودے پر دخل پایا بادشاہ نے مسعودے کا پرگنہ ہنونت سنگھ پسر جگمل کو دیا - وہ بادشاہ سے رخصت ہوکر آیا - ایک مقام پر جنگل مین شیر اور سور کی لڑائی ہوئی اور سور نے شیر کو مغلوب کر کے ہٹا دیا اس واسطے وہ سرزمین مردانگی کی متصور ہوکر موضع باکسوری آباد کیا گیا اور قلعہ تعمیر ہوا یہان کا ٹھاکر میرتیہ راٹھوڑ ہے اور اُس کی خاص ذاتی آمدنی ستر ہزار کی ہے اور اُس کے رشتہ دارون کی چھتیس ہزار ایک سو بارہ روپیہ کی اس حساب سے کل خاندان کی آمدنی ایک لاکھ چھ ہزار ایک سو بارہ روپیہ ہوئی - مسعودے مین اٹھائیس گاؤن ہین جلسۂ قیصری دہلی مین ٹھاکر مسعودہ کو راؤ کا خطاب ملا تھا -

جونیان

یہان کے ٹھاکر جودھپور کے راجہ اودے سنگھ کے پوتے سجان سنگھ کی اولاد ہین اُنکا مورث اعلے مادھو سنگھ راجہ اودے سنگھ والی مارواڑ کا پانچوان بیٹا تھا اُس کا بیٹا بیسانگن مین آیا تھا وہان راجپوت پنوارون سے اُس کا مقابلہ ہوا کہ وہ وہان قابض اور دخیل تھے یہ زمانہ شاہ جہان بادشاہ کے عہد کا تھا کیسری سنگھ نے پنوارون پر فتح پائی اور بیسانگن پر دخیل ہوا - کیسری سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا سجان سنگھ ہوا یہ شخص صاحب داعیہ تھا گوڑ خاندان راجگڑھ کے قبضے سے جونیان اور سیسودیہ خاندان کے قبضے سے مہرون بزور شمشیر لیکر اپنے تحت مین کر لئے اور ۱۶۷۰ء مین

اپنے تین بیٹون کو اس طرح تقسیم کر دیے بشن سنگھ کو جونیان کرن سنگھ کو مہرون جھوجھار سنگھ کو پیسانگن پس یہ راٹھوڑ ہین انکی ذاتی آمدنی ۳۴ ہزار چھپن روپے کی ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی گیارہ ہزار چھ سو ستر روپیہ کی جسکی میزان چھیالیس ہزار چھ سو تہتر روپے ہوئی -

جلسہ قیصری دہلی مین ٹھاکر کلیان سنگھ جونیان والہ کو راؤ صاحب کا خطاب ملا تھا۔

مہرون

یہ سجان سنگھ نبیرہ اودے سنگھ راٹھوڑ والی جودھپور کی اولاد اور ہم قوم ہے کرن سنگھ پسر سجان سنگھ ابن کیسری سنگھ خلف مادھو سنگھ ولد اودے سنگھ والی مارواڑ کو اس کے باپ سجان سنگھ نے یہان کا ٹھکانا دیا تھا کرن سنگھ کے بیٹے ناہر سنگھ نے اپنے ایک بیٹے اجیت سنگھ کو مہرون دیا اور ظالم سنگھ کو کاویڑہ دیا یہ تقسیم ۱۷۵۵ء مین ہوئی تھی ۱۸۱۱ء مین لال سنگھ ولد ظالم سنگھ نے ایک شب بہ معیت سواران و پیادگان لے کر مہرون پر حملہ کر دیا لڑائی شروع ہوئی جگت سنگھ مہرون والا قلعے کے دروازے پر نکل آیا تب لال سنگھ نے اس سے ملنے کا وعدہ کیا جگت سنگھ دھوکا کھا کر دشمن کے پاس آ گیا لال سنگھ نے گرفتار کر کے فوراً اس کا سر کاٹ لیا اور محل مین گھس کر اس کے بیٹے بھاگیرتھ سنگھ کو پکڑ کر قلعے سے گرا دیا وہ اس طرح مر گیا ٹھکرانیون کو علیحدہ علیحدہ قید کر دیا اور خود مہرون کا ٹھاکر ہو گیا۔ اس ظالمانہ کارروائی پر کسی راٹھوڑ نے دست اندازی نہ کی مگر شاہ پورے کے راجہ نے کہ سیسودیہ ہے یہ وحشیانہ حرکت ناپسند کر کے مہرون پر دھاوا کیا چونکہ لال سنگھ کے پاس فوج نہ تھی خائف ہوا۔ راجہ نے اس کی جان بخشی کی مگر ڈولہ لیا اور آئندہ کو ڈولہ دینے کا عہد کرایا اور مہرون سے نکال کر کاویڑہ بھیج دیا اور مہرون مین بھارتھ سنگھ کی ٹھکرانی کا قبضہ کرا دیا۔ ۱۸۴۲ء تک وہ قابض رہی ۱۸۴۳ء مین ٹھکرانی نے جواہر سنگھ پسر شیر سنگھ کو متبنے کیا ۱۸۶۷ء مین جواہر سنگھ لاولد فوت ہوا اس کا حقیقی بھائی کالو سنگھ مسند نشین ہوا۔ یہ علاقہ کسی زمانے مین مہر یعنی گوجرون کے قبضے مین تھا اس سبب سے مہرون کہلاتا ہے یہان کے ٹھاکر کی آمدنی ۱۵۸۰۷ روپیہ ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی ۱۵۳۵۵ ہے اس طرح کل ۳۱۱۶۲ روپیہ ہے -

پیسانگن

یہ ٹھکانا بھی سجان سنگھ نبیرہ اودے سنگھ راٹھوڑ والی جودھپور کی اولاد کے پاس ہے اس نے اپنے بیٹے جھوجھار سنگھ کو دیا تھا۔ اس کی اولاد مین سے ناتھو سنگھ ٹھاکر پیسانگن ریاست جاول مین بیاہا تھا اور سیواجی صوبہ دار اجمیر وہان کا باشندہ تھا اور ناتھو کی ٹھکرانی سیواجی کی ہمشیرہ رکھی ہوئی تھی - ناتھو سنگھ کا بھائی کلیان سنگھ تھا یہ خواص - سرسری - اور بیران بیٹرہ کا ٹھاکر ہوا۔ مادھو راؤ سندھیا صوبہ دار اجمیر نے استمرار دارون کو تنگ کیا انھون نے صلاح کر کے صوبہ دار مذکور کو گلاب سنگھ ولد کلیان سنگھ کے قلعے مین قید کر دیا تین مہینے تک قید رہا پھر مرہٹون کی فوج نے آ کر چھڑا لیا اور اٹھارہ ہزار روپیہ جرمانہ کر کے اس کے عوض گلاب سنگھ کو قید کر دیا۔ سمر سنگھ پسر گلاب سنگھ نے زر جرمانہ کی سبیل کر کے باپ کو رہا کرا دیا۔ اس خاندان مین قدیم سے ٹھکرائی کا خطاب تھا

مان سنگھ نے ابتداے عملداری انگریزی مین راج مارواڑ مین زرکثیر نذر کرکے خطاب راجگی کا حاصل کیا اور سرکار انگریزی سے بھی راجہ لکھوانا چاہا مگر سرکار نے مدت تک خطاب عطیہ راج جودھپور کو قبول نہ کیا - آخرکار ۱۸۷۵ء مین دربار ہوکر استمرارداروں کو سندین عطا ہوئین تب ٹھاکر سیانگن کو خطاب راجگی سرکار انگریزی سے مرحمت ہوا اور جلسۂ قیصری دہلی مین از سر نو تصدیق ہوا خاص جاگیر کی آمدنی بارہ ہزار روپیہ سالانہ ہے اور انتیس ہزار چار سو روپے کی رشتہ داروں کی آمدنی ہے جس کی میزان اکتالیس ہزار چار سو ہوئی سیانگن مین خاکوجی کا استھان ہے -

دیولیہ

اس خاندان کا مورث اعلیٰ اکھے راج تھا جس کو بردے تقسیم بھنا ے سے مجملہ ۴۸ گانوں کے ۲۸ ملے تھے یہ تقسیم ۱۶۵۹ء مین ہوئی تھی - اکھے راج کے پانچ بیٹے ہوئے اُن مین سے ایشرداس پاٹوی ہوا - دیوداس کو بڑلی کا علاقہ ملا اسی طرح اوروں کو حصے ملے - جلسۂ قیصری دہلی مین دیولیہ کے ٹھاکر ہری سنگھ کو راؤ صاحب کا خطاب ملا - اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ کی خاص اُس کی ذاتی آمدنی ہے اور رشتہ داروں کی آمدنی ۷۸ ہزار اور گیارہ روپے کی جسکی میزان ۹۶۰۱۱ روپیہ ہوئی - دیولیہ مین رام دوارہ اور ایک کنڈ نامی ہے -

کھروہ

یہ ٹھکانہ راٹھوڑ راجہ اودے سنگھ والی جودھپور کے بڑے بیٹے سکت سنگھ کی اولاد مین ہے - کھروہ والوں کا بیان ہے کہ ٹھاکر سکت سنگھ ہمارے مورث اعلےٰ نے اکبر بادشاہ کو دریا سے نکالا تھا کہ سیر کرتے ہوئے کشتی سے اتفاقیہ گر پڑا تھا اور نواب بنگالہ کی گرفتاری کی بھی خدمت کی تھی اُس کے جلدو مین یہ پرگنہ عطا کیا تھا مگر اُنکی سند فرمان اکبری مورخہ ۱۵۸۵ء مین صرف اسی قدر لکھا ہے کہ پرگنہ کھروہ راؤ سکت سنگھ کو بوجہ مدد معاش نسلاً بعد نسل عطا ہوا - جلسۂ قیصری دہلی مین ٹھاکر مادھو سنگھ کو راؤ کا خطاب ملا ہے اور اُس کی ذاتی آمدنی ۲۹۰۰۰ روپیہ سالانہ کی ہے اور رشتہ داروں کی آمدنی ۳۵۰۰ کی اور کل میزان ۳۲۵۰۰ ہوتی ہے - اس پرگنے مین ابرک اور تانبے کی کانین برآمد ہوئی ہین -

گوبندگڑھ

اکبر کے عہد مین اودے سنگھ الملقب بہ موٹا راجہ والی مارواڑ کا بیٹا گوبند داس چھپن[56] سواروں سے نوکری کرتا تھا اُس کے عوض یہ ٹھکانہ جاگیر مین ملا تھا اس ٹھکانے مین چار گانوں ہین اس مین سے کسی بھائی بیٹے کو کوئی گانوں نہین ملا اور ذاتی آمدنی آٹھ ہزار روپے سالانہ کی اور رشتہ داروں کی پندرہ سو روپے سالانہ کی ہے جسکی میزان ۹۵۰۰ روپیہ ہوئی - گوبندگڑھ مین کانسی اور پیتل کے برتن اچھے بنتے ہین -

باگسوری

جگمل میرتیہ راٹھوڑ جس نے مسعودے کے مقام پر اکبر کے حکم سے پنواروں سے جنگ کرکے اُنکو شکست دی اور اکبر نے مسعودے کا پرگنہ اُس کے بیٹے ہنونت سنگھ پاٹوی کو دیا - جگمل کے تیسرے بیٹے کی اولاد باگسوری مین

استمراردار ہے۔ ذاتی آمدنی نو ہزار روپیہ ہے اور رشتہ دارون کی آمدنی ساڑھے تین ہزار روپیہ سالانہ جس کی میزان ۱۲۵۰۰ ہوئی ۔

تکملہ

ان استمرارداروں کے سوا میواڑیہ - ریچھ مالیان - سیٹھن - کرٹیل - منوہرپورہ - راجوسی اور کوٹری سات چھوٹے استمراردار ہین ان مین سے کرٹیل کے سوا جس کی آمدنی آٹھ ہزار روپیہ اور کسی کی جاگیر ہزار دو ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ کی نہین ہے اور کوٹری کے سوا جو چتر بھج چارن کے قبضے مین آٹھ سو روپیہ سالانہ کی جاگیر ہے باقی سب استمراردار قوم کے راٹھوڑ ہین - استمرارداروں کے علاوہ گنگوانہ - پیر - سدا پور اور چاند لائی کے بھومیہ زمیندار جو کرشن گڈھ سے نکلے ہین ہزار روپیہ سالانہ سے بھی کم آمدنی کی جاگیر رکھتے ہین -

ضمیمہ اُن ریاستون کے بیان مین جو راجپوتون کے سوا دوسری قوم کے رئیسون کے قبضے مین ہین

ایسی تین ریاستین ہین جن مین سے دھولپور اور بھرت پور کی دو ریاستین جاٹون کے پاس ہین اور ایک ریاست ٹونک مسلمانون کے پاس ہے -

ریاست دھولپور

جغرافیہ

دھولپور مشرقی راجپوتانہ مین ایک مختصر ریاست ہے جس کے شمال مین ضلع آگرہ مغرب مین بھرت پور و قرولی جنوب مین گوالیار مشرق مین گوالیار و آگرہ کا علاقہ ہے یہ ریاست خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۵۷ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۳۲ دقیقہ اور ۷۸ درجہ ۲۰ دقیقہ کے درمیان واقع ہے - راج کی لمبائی چھپن میل چوڑائی تیس میل رقبہ ایک ہزار چھہ سو چھبیس میل مربع آبادی ۲۷۹۶۵۷ آدمی سالانہ آمدنی قریب دس لاکھ روپیہ اور فوج سوار و پیدل تین ہزار کے قریب ہے توپ سلامی ۱۵ ہین

دریائے چمبل اس ریاست کے جنوب مشرقی طرف ساٹھ میل بہکر راج گوالیار اور علاقہ آگرہ کی سرحد ہو گیا ہے ہان گنگا جس کو اس نواح مین اُٹنگن کہتے ہین چند میل تک سرحد پر بہکر قریب چودہ میل کے ملک کے اندر مشرقی سمت مین جاتی ہے اور وہان سے آگے اس راج اور ضلع آگرہ کے درمیان بیس میل تک خط سرحدی ہوئی ہے -

مشرقی علاقہ اکثر ہموار اور میدان ہے اور جنوبی و مغربی طرف چھوٹی بڑی پہاڑیان پھیلی ہوئی ہین بارش پر پیداوار کا زیادہ دارومدار ہے لیکن آب کے درختون کی کثرت سے ہر جگہ رونق نظر آتی ہے - راج مین تین قصبے (۱) دھولپور (۲) باڑی اور (۳) راج کھیڑہ بڑے گنے جاتے ہین -

دھولپور

دار الحکومت ہے جو آگرہ و گوالیار کی سڑک پر جدھر سے اب ریل گذرتی ہے آگرے سے چونتیس ۳۴ میل جنوب
مین اور گوالیار سے سینتیس ۳۷ میل شمال مین بسا ہوا ہے آبادی سے ایک میل جنوبی طرف چنبل دریا بہتا ہے - جس کا
پھیلاؤ داہنی طرف دور تک بڑھ جاتا ہے اور بائین طرف بلندی کے سبب جس پر قلعہ بنا ہوا ہے پانی کم چڑھتا ہے
یہان قلعے کے سوا اکثر مسجدین اور مقبرے پہلے زمانے کی یادگار باقی ہین جن مین سے ایک مسجد ۱۶۳۴ء مین شاہجہان
بادشاہ کی بنائی ہوئی بیان کی جاتی ہے شاہجہان کو شاہزادگی کے دنون مین اُس کے باپ جہانگیر بادشاہ نے کئی
ضلعون کے ساتھ پرگنہ دھولپور بھی جاگیر مین دیا تھا - جو کچھ عرصے کے بعد نور جہان بیگم کو ملکر خالصے مین شامل ہوگیا تھا
محمد شاہ بادشاہ کے آخر عہد مین یہان مرہٹون نے قبضہ پایا جن کی ماتحتی اور مددگاری سے وہ موجودہ رئیس کے
بزرگون کے ہاتھ آیا اور سرکار انگریزی کی مدد اور حفاظت سے اب تک اُنکے قبضے مین چلا آتا ہے یہ شہر عرض
بلد شمالی ۲۶ درجہ ۴۱ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۵۰ دقیقہ پر واقع ہے -

دھولپور بہت قدیم شہر ہے حسب روایت باشندگان دھولہ نامی کسی رئیس نے آباد کیا تھا کہ اُس کے
نام سے دھولپور موسوم ہوا -

باڑی

یہ قصبہ راج کے جنوب مین مغربی حصے مین پہاڑون کے درمیان دھولپور سے ۱۸ میل مغرب مین
عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۳۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۴۲ دقیقہ پر واقع ہے یہ قصبہ ایک پرگنے کا صدر ہے -

راج کھیڑہ

یہ قصبہ بھی ایک پرگنے کا صدر ہے اور دھولپور سے شمال مشرق مین بفاصلہ ۲۳ میل عرض بلد شمالی
۲۶ درجہ ۵۵ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۸ درجہ ۱۵ دقیقہ پر واقع ہے -

تاریخ

دھولپور والون کے بزرگ گوہد مقام کے جو قلعہ گوالیار سے اٹھائیس میل شمال و مشرق مین ہے
رہنے والے زمیندار جاٹ تھے ان لوگون نے محنت اور جنگ آوری کے ذریعہ سے ۱۷۲۵ء و ۱۷۴۰ء کے
درمیان باجی راؤ پیشوا کی خدمت مین عزت پاکر گوہد کی حکومت حاصل کی اور ۱۷۶۱ء مین جب مرہٹون کی
بھاری فوج نے پانی پت کے میدان پر احمد شاہ دُرانی بادشاہ افغانستان سے شکست پاکر پریشانی اُٹھائی
تو گوہد والون مین سے ایک بہادر شخص لوکیندر نام نے گوالیار کا قلعہ دبا کر رانائے گوہد کا خطاب اختیار کیا
جس کو وہ آخری بادشاہ دہلی کی طرف سے عنایت ہونا بتلاتے ہین - اور گورنمنٹ انگریزی نے مہاراج رانا
بنا دیا اس وقت سے ایک سو چونسٹھ برس پہلے یہ لوگ ریاست پاکر زمانے کے پھیر پھار سے اول گوہد اور پھر
دھولپور مین مرہٹون کی طرف سے تکلیفین اور ضبطی ملک کا نقصان اُٹھا کر انگریزی سرکار کے طفیل مین نے

جن مین سے ایک سنہ گوہد مین اور چھ شخصون نے دھولپور مین اب تک راج کیا۔

ا۔ مہاراج رانا لوکیندر سنگھ

قلعہ گوالیار حاصل کرنے کے بعد چھ برس تک کسی نے اس کی خود اختیاری پر اعتراض کیا۔ مگر عرصہ درمیانی مین جبکہ مرہٹے دوبارہ زور پا گئے تھے سنہ ۱۷۶۱ء مین انھون نے پھر اپنا تسلط شروع کیا اور رگناتھ راؤ نے جو مابعد پیشوا ہوا گوہد پر حملہ کیا لیکن رانا نے بھی قلعے کو مستحکم اور فوج کو آراستہ کر لیا تھا اور بذات خاص بھی زبردست اور بہادر آدمی تھا ایسا مقابلہ کیا کہ مرہٹون کے دانت کھٹے ہو گئے اور رگناتھ راؤ کو صلح کرنی پڑی آخرکار مرہٹون نے تین لاکھ روپیہ لیکر فوج برخاست کی اور رانا لوکیندر سنگھ کو اپنے تحت مین خراج گذار رئیس قبول کیا۔ ۲ دسمبر سنہ ۱۷۷۹ء کو سرکار انگریزی نے مناسب سمجھا کہ رئیس گوہد کو ایک عہدنامہ لکھے جانے کے بعد مرہٹون سے توڑ کر اپنا طرف لے لیا تاکہ انگریزی علاقے پر حملہ نہو سکے اور یہ ریاست بطور رستہ راہ حملہ آور دون کے ہو اور دوسرے جو فوج کا زار کے کمپنی سے آئے اُس کو مقام آرام کا ملے اس عہدنامہ کی رو سے گورنمنٹ نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ جو ملک کہ افواج سرکار کمپنی یا افواج رانا یا دونون شامل حال ہو کر بذریعہ جنگ یا صلح کے مرہٹون سے حاصل کرینگی بجز اُن ۵۶ محالات کے جو ملوکہ قدیم رانا کے ہین مگر مرہٹون کے قبضے مین ہین اس حساب سے تقسیم ہون گے کہ ایک روپے مین سے نو آنے سرکار کمپنی کو اور سات آنے رانا کو ملین گے اور ملک اور قلعے رانا کے قبضے مین رہکر سرکار کمپنی کے حصے کا روپیہ بعد منہائی مصارف تحصیل بطور خراج رانا کی طرف سے سرکار کمپنی کے خزانے مین داخل ہوتا رہے گا اور جو صلح نامہ مرہٹون کے ساتھ ہوگا اُسمین رانا بھی شامل کیا جائے گا۔ ان شرائط کے بموجب سنہ ۱۷۸۰ء مین انگریزی فوج بتعداد دو ہزار اور چار سو آدمی بہ تحت حکومت کپتان ولیم پوپہم مرہٹہ غارتگرون کو ملک گوہد سے خارج کرنے اور رانا کی مدد کرنے کے واسطے متعین ہوئی کپتان نے مرہٹون کو نکالدیا اور لاہر کا قلعہ فتح کیا اور ۳ اگست کو قلعہ گوالیار پر جو اُس وقت تک ناممکن التسخیر مشہور تھا حملہ کر کے قبضہ کر کے رانا گوہد کو دیدیا۔

۱۳ اکتوبر سنہ ۱۷۸۱ء کو جو عہدنامہ سرکار انگریزی اور مادھوجی سیندھیا کے درمیان ہوا اُس کے بموجب رانا کو کفالت دی گئی کہ جب تک عہدنامہ سرکار انگریزی برقائم رہے گا گوالیار اور دیگر ممالک اُسکی ملکیت سمجھے جائین گے اور سیندھیا اُس مین مداخلت نہ کرے گا۔ مگر باوصف اس حسن سلوک کے چند معاملات سے ثابت ہوا کہ سنہ سترہ سو اکیاسی و بیاسی مین سرکار انگریزی کے خلاف جو دشمنون کا اجتماع ہوا اُس مین رانا شریک تھا اس واسطے عہدنامہ موافقت باہمی منسوخ سمجھا گیا اور رانا کو بے سہارا چھوڑ دیا گیا اس سبب سے جب مادھوجی سیندھیا نے بذریعہ عہدنامہ سالبائی مورخہ ۱۷ مئی سنہ ۱۷۸۲ء کے آزادی پائی تو اُس نے حملہ کر کے قلعہ گوالیار اور مقام گوہد فتح کرنے کے بعد رانا کو قید کر لیا کیونکہ سرکار انگریزی نے رانا کی کچھ مدد نہ کی اور تنہا رانا سے سیندھیا کا مقابلہ ہونا مشکل تھا۔

یہ لوگ بائیس برس پریشان رہکر انگریزی سرکار کی مدد اور مہربانی سے دوبارہ رئیس بنے۔

۲- مہاراج رانا کیرت سنگھ

۱۸۰۴ء مین سرکار انگریزی نے دولت راؤ جانشین مادھوجی سیندھیا سے لڑائی شروع کی تو اُس وقت جو ملک سیندھیا کا سرکار انگریزی کو حاصل ہوا وہ دولت راؤ سیندھیا کی برخلافی کے سبب قلعہ اور شہر گوالیار اپنے قبضے مین لیکر گوہد کا علاقہ لوکیندر سنگھ کے بیٹے کیرت سنگھ کو دیدیا ۲۳ دسمبر ۱۸۰۵ء کو سرکار نے مہاراجہ سیندھیا سے صلح کرکے گوالیار اور گوہد اُس کو سونپ دیے لیکن راج رانا کا اس وقت کوئی قصور نہ معلوم ہوا اس لئے اُس کو نئے عہدنامے کے ذریعے سے نقصان کے عوض تین پرگنے دھولپور۔ باڑی۔ اور راج کھیڑہ دیے گئے اس طرح دریائے چمبل ممالک سیندھیا اور راج دھولپور کا حد فاصل ہوگیا اور وہ چوالیس برس گوہد کے رانا کہلائے جانے کے بعد اس وقت سے ایک سو بیس برس پہلے خاص دھولپور کے رئیس بنے سمت ۱۸۹۲ مطابق ۱۸۳۶ء مین مہاراج رانا کیرت سنگھ کا انتقال ہونے پر اُس کا بیٹا بھگونت سنگھ وارث رہا۔

۳- مہاراج رانا بھگونت سنگھ

اس نے ۱۸۳۶ء مطابق سمت ۱۸۹۲ مین مسند نشین ہوکر ۱۸۵۷ء کے غدر مین اُن انگریز افسرون کو جو گوالیار سے بھاگ کر اس کے یہان آئے بہت حفاظت کے ساتھ رکھا اس خیر خواہی پر اُس کو دوسرے رئیسون کی طرح گود لینے کی سند ملی اور بعد مین کے۔سی۔ آئی۔ ای کا خطاب بھی دیا گیا سمت ۱۸۹۷ مطابق ۱۸۴۱ء مین دھولپور اور گوالیار کی باہمی دشمنی زیادہ نازک حالت کو پہونچی مہاراج رانا نے اپنے ہان کے بنیون پر مہاراجہ سیندھیا سے سازش رکھنے کا الزام لگاکر پارس ناتھ کا مندر توڑ ڈالا جس سے مہاراجہ سیندھیا سخت رنجیدہ ہوا لیکن انگریزی سرکار نے کوئی فساد نہونے دیا۔ سمت ۱۹۱۷ مطابق ۱۸۶۱ء مین مہاراج رانا زیادہ قرضے اور دیوہنس کامدار کے دباؤ سے سرکاری مدد کی اُمید پر آگرے کو بھاگ گیا کامدار قید کیا گیا اور رئیس نے راؤ راجہ سرد نکر راؤ کے بھائی گنگا دھر کو دیوان بنایا اور اُس کی نیابت مین منشی پربھولال کو منتظم مقرر کیا جس سے ہر کام مین درستی پیدا ہوئی لیکن سمت ۱۹۲۴ مطابق ۱۸۶۸ء مین رئیس کے مزاج پر ایک بازاری عورت گجرا نام کے حاوی ہونے سے کام مین بہت ابتری پھیلی وہ فضول خرچی کرکے ریاست کو زیر بار کر رہی تھی اور کاروبار ریاست مین خلل انداز ہوکے ہر قسم کی ابتری وخرابی پیدا کرتی تھی اس پر پولیٹیکل اجنٹ نے مداخلت کرکے آوارہ لوگون کو نکال دیا اسی سال مہاراج رانا کا بیٹا جو بدچلنی سے سخت بیمار ہوگیا تھا اور اُس کے اور رانا کے درمیان انتہا درجے کی نااتفاقی تھی اٹھائیس ۲۸ سال کی عمر مین انتقال کرگیا مہاراج رانا نے بیٹے کے مرجانے کے بعد اپنے پوتے کو جو پانچ برس کی عمر مین تھا خبرداری کے ساتھ تعلیم دلانا شروع کیا۔ سمت ۱۹۲۶ مطابق ۱۸۷۰ء مین رئیس کو تمغاے ستارۂ ہند درجۂ اول انگریزی سرکار سے عطا ہوا۔ دوسرے سال گنگا دھر نے دیوانی سے استعفا دیا اور اُس کا نائب پربھودیال بے اعتباری کے سبب علیحدہ کیا گیا مہاراج رانا نے حکیم عبدالنبی خان کو جو ریاست پٹیالہ کی میر منشی گری ناراضی کے سبب چھوڑکر دھولپور مین آرہا تھا

اپنا دیوان مقرر کیا اس کارگذار شخص نے فضول خرچ کم کرنے اور ڈاننگ کے لٹیرے گوجرون کا فساد دور کرنے کے سبب بہت نیک نامی حاصل کی یہ ہوشیار دیوان سمت ۱۹۲۸ مطابق سنہ ۱۸۷۲ء مین گذر گیا اور چند ہفتے بعد ۹ فروری سنہ ۱۸۷۳ء کو مہاراج رانا بھگونت سنگھ کا انتقال ہوجانے سے اُس کا پوتا وارث رہا۔

۴۔ مہاراج رانا نہال سنگھ

سنہ ۱۸۷۳ء کے فروری مہینے مین نو برس کی عمر کے اندر مسند نشین ہوا کچھ دنون راؤ راجہ سر دنکر راؤ نے یہان آکر پرانی ملازمت کے لحاظ سے بغیر تنخواہ انتظام کیا پھر میجر ڈنہی پولیٹیکل افسر دھولپور ریاست متعین ہوا سنہ ۱۸۷۶ء مطابق سمت ۱۹۳۲ تک کم عمر رئیس کو عمدہ تعلیم دی گئی جس سے وہ انگریزی زبان مین اچھی طرح باتین کرنے لگا اور کسی قدر فارسی و ہندی بھی حاصل کی سنہ ۱۸۸۴ء مطابق سمت ۱۹۴۰ مین رئیس کو حکمرانی کے اختیارات سرکار کی طرف سے عطا ہوئے سنہ ۱۸۸۷ء مطابق سمت ۱۹۴۳ مین فضول خرچی اور بدانتظامی کی شکایت ہونے سے رئیس اور میجر این۔ سی مارٹلی پولیٹیکل ایجنٹ کو ویسرائے کی خدمت مین جاکر ہدایتین حاصل کرنی پڑین اکتوبر سنہ ۱۸۸۸ء مطابق سمت ۱۹۴۵ مین رئیس کی نیک نام دادی نے انتقال کیا جس سے عوام کو سخت رنج ہوا۔ یہ راج رانا سنٹرل انڈیا ہارس مین آنریری میجر تھا اور فرانٹیر میڈل اور سی۔ بی کے خطابات تیراہ کی لڑائی مین پاچکا تھا اس کا انتقال سنہ ۱۹۰۱ء مین ہوا جس پر اس کا سب سے بڑا بیٹا رام سنگھ مسند نشین ہوا۔

۵۔ مہاراج رانا رام سنگھ

یہ آنریری کپتان مقرر ہوا اور نے سی۔ آئی۔ ای کا خطاب بھی ملا اور سنہ ۱۹۱۱ء مین لاولد فوت ہوا اور اس کا چھوٹا بھائی مسند نشین ہوا۔

مہاراج رانا اودے بھان سنگھ جی

یہ مہاراج رانا رام سنگھ کے چھوٹے بھائی [illegible] مئی سنہ ۱۹۰۲ء کی پیدائش ہین مارچ سنہ ۱۹۱۱ء مین مسند نشین ہوئے۔ پہلے میکڈٹ کور مین تعلیم پاتے رہے اور ریاست کا انتظام بزمانہ نابالغی ایک انگریز سپرنٹنڈنٹ کے ماتحت دو ممبران کونسل انجام دیتے تھے دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء مین انکو اختیارات ریاست ملے۔ ریاست کے جھنڈے کا رنگ اب شہرا ہے جس پر ہنومان کی تصویر ہے۔

ریاست بھرت پور

جغرافیہ

یہ راج درمیان خطوط عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۴۳ دقیقہ و ۲۷ درجہ ۵۰ دقیقہ اور خطوط طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۵۴ دقیقہ و ۷۷ درجہ ۴۹ دقیقہ کے واقع ہے یہ مشرقی راجپوتانہ مین ایک درمیانی درجہ کی ریاست ہے جس کے شمال مین گڑگانوہ علاقہ پنجاب مغرب مین الور و جیپور کا علاقہ جنوب مین راج جیپور قرولی

اور دھولپور مشرق مین ضلع آگرہ و متھرا واقع ہے لمبائی پچھتر میل چوڑائی اڑتالیس میل رقبہ ایک ہزار نوسو چوہتر اور بقولے بیاسی میل مربع آبادی ۶۴۵۵۴۰ آدمی کل آبادی مین فی سیکڑہ اٹھارہ مسلمان اور باقی ہندو کہین اُنیس فی صدی جاٹ ہین مسلمانون مین زیادہ تعداد نومسلم میوون کی ہے راج کی تمام سالانہ آمدنی بائیس لاکھ روپیہ اور بقول محرر یادگار دربار تاج پوشی ۴۲۶۵۲۳۲ روپیہ فوج سوار و پیدل پانچہزار ہے بھرت پور سے کوئی رقم بطور خراج یا مصارف مقامی کو رو گورنمنٹ نہین لی جاتی سلامی ۱۷ ضرب ہے۔

• راج بھرت پور کی زمین عمدہ انگریزی علاقے کے قریب ہونے سے اکثر ہموار اور سیراب ہے شمالی علاقہ اور شہر بھرت پور کی زمین بہت پست ہے جہان زیادہ بارش ہونے پر نقصان کا خوف رہتا ہے اور معمولی برسات مین بھی اکثر جگہ پانی بھرا رہنے سے سال بھر مین ایک فصل کی پیداوار ہوسکتی ہے۔ اس راج مین چار ندیان اُٹنگن یعنی بان گنگا۔ گمبھیر۔ کاکند اور روپاریل گذرتی ہین ہر چند بارہ مہینہ بہنے والی نہین ہین۔ لیکن برسات کے دنون مین ضرورت سے زیادہ کھیتی وغیرہ کے لیئے ان سے پانی مل جاتا ہے جنوبی علاقے مین پہاڑ بھی زیادہ ہین جن مین سے پرگنہ بیانہ کے قریب والے حصے جو ڈانگ کے علاقے مین سخت اور کم آباد ہین ان مین جنگلی درخت بھرے ہوئے ہین اور گوجر قوم کے لوگ زیادہ بستے ہین جو بھیڑ بکریان پال کر یا چوری کے ذریعے سے گذر کرتے ہین۔ جس پہاڑ پر بیانہ کا قلعہ ہے بہت بلند اور وسیع ہے اس مین پہاڑ کی ساخت کہ انتہائے پرگنہ روپباس تک چلا گیا ہے اسی طرح کی ہے جیسے ہنڈون علاقہ جیپور کے پہاڑ کی ہے اور اُس مین ویسا ہی بیٹھون کا عمارتی پتھر نکلتا ہے چنانچہ کھان پہاڑ پور پرگنہ روپباس و باریٹہ پرگنہ بیانہ مین بہت عمدہ سفید و سرخ پتھر نکلتا ہے یہ کانین قدیم الایام سے جاری ہین کہ فتحپور سیکری کی مشہور عمارتین اور بھرت پور و ڈیگ و دیہہ کے محلات اسی پتھر سے تعمیر ہوئے ہین اس پتھر کی بڑی شہرت ہے علاوہ انکے شمالی پرگنات مین بھی جابجا پہاڑ ہین مگر کل راج مین سب سے بلند پہاڑ علی پور پرگنہ اکھے گڑھ کا ہے مگر ان پہاڑ علاقون مین کوئی دھات کی کھان نہین ہے بھوساور اور دیہہ کے درمیان اور بیانہ کے پہاڑون مین سابقاً تانبے کی کانین جاری ہوئی تھین مگر کچھ فائدہ نہونے کے سبب بند ہوگئین۔

بیانہ کا قلعہ ایک مشہور مقام ہے جو ابتدا مین چندربنسی راجپوتون اور پھر اکثر دہلی وغیرہ کے زبردست بادشاہون کے قبضے مین رہا۔ مغلون کی سلطنت بگڑنے پر رنتھنبور کی طرح جو کہ جیپور والون کو حاصل ہوا بیانہ کو بھرت پور والون نے دبالیا۔

راج بھرت پور کے کل گانون کی تعداد ایک ہزار تین سو ستر ہے جن مین سے سو مندر وغیرہ کی خیرات مین اور باقی تمام خالصہ مین ہین کوئی بڑا یا چھوٹا سردار نہین ہے انتظام کی غرض سے ملک دو ضلعون مین تقسیم کیا گیا ہے ایک خاص بھرت پور جس کے متعلق آٹھ پرگنے بھرت پور۔ روپباس۔ بیانہ۔ اُچین۔ وَیر۔ بھُساور۔ اکھے گڑھ اور کمبیر ہین دوسرا ڈیگ اور میوات جس کے ماتحت پانچ پرگنے ڈیگ۔ گوپال گڑھ۔ کامہ۔ پہاڑی اور نگر ہین ہر پرگنے مین ایک تحصیلدار اور ایک دو تھانہ دار رہتا ہے اور ضلع پر ایک عدالتی دیوانی و فوجداری کے فیصلون کیلئے

مقرر ہے۔ عدالت کا اپیل پنچایت مین اور پنچایت کا مرافعہ مہاراجہ کے اجلاس مین طے ہوتا ہے۔

بھرت پور

خاص شہر بھرت پور پست زمین مین آباد ہے جسکی لمبائی تین میل کے قریب ہے اور چوڑائی ایک میل سے کچھ زیادہ ہے لڑائی کے وقت باہر کی جھیلون سے اس قدر پانی چھوڑدیا جاسکتا ہے کہ دشمن کی رسائی مشکل ہوجائے شہر کی فصیل خام لیکن بہت چوڑی بنائی گئی ہے جس کے اندر دس دروازون سے آمد و رفت ہوتی ہے شہر پناہ کے گرد والی خندق برسات مین سب جگہ اور دوسرے موسم مین گہرے مقامات پر پانی سے بھری رہتی ہے۔ اور شہر پناہ کے چارون طرف ایک پختہ سڑک سیر و گشت کے واسطے عمدہ بنی ہوئی ہے۔ اس شہر کا نام راجہ رام چندر کے بھائی بھرت کے نام پر بھرت پور رکھا گیا ہے آبادی تو پرانی ہے لیکن قلعہ اور اکثر مکانات راجہ سورج مل کے وقت سے تیار ہوکر یہ مقام راجدھانی قرار پایا شہر کے اندر مضبوط اور بلند قلعہ کے اندر بہت چوڑی اور گہری خندق بنی ہوئی ہے جس مین ہمیشہ پانی بھرا رہنے سے شہر والون کے بہت کام آتا ہے قلعے کے ۲ دو دروازے اور آٹھ برج ہین اور تین مکان مردانہ محل۔ زنانہ محل اور کچہری محل عمدہ گنے جاتے ہین۔

مہاراجہ جسونت سنگھ نے شہر سے باہر تین میل مغربی طرف سیوگا نون کے پاس ایک چھاؤنی آباد کرکے قیام اختیار کیا جہان کئی بنگلے اور فوج کی بارکین دور تک پھیلی ہوئی ہین۔

یہ شہر عرض بلد شمالی ۲۷ درجہ ۱۲ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۳۸ دقیقہ پر آگرے سے ۳۴ میل کے قریب واقع ہے۔

دیگ

اس راج مین دارالریاست سے دوم درجے پر باعتبار عظمت و آبادی و قدامت دیگ ہے اگر اُسکے عالی شان محلات معروف بہ بھون پر خیال کیا جائے تو نہ فقط اس راج کے بلکہ کل ہندوستان کے عمدہ مقامات و عجائبات سے ہے۔ قلعہ سے مغرب مین رئیس کے عالی شان محل اور خوش قطع باغ ہین اُنکے گرد پختہ بلند دیوار اُس کے ہر طرف عمدہ عمارتین ہین یہ خوبصورت محل حسن تعمیر و صنعت تجویز و خوبی تکمیل کے اعتبار سے قابل تعریف گنے جاتے ہین روپباس کی کان کے نفیس سفید پتھر کے بڑے اجزا سے بنے ہین اور ہر ایک علحدہ نام سے مشہور ہے چنانچہ (۱) نند بھون (۲) گوپال بھون جس کو بھادون بھون بھی کہتے ہین (۳) سورج بھون (۴) رام بھون (۵) ہردیو بھون (۶) ساون بھون اور کل محلات و باغ مین کمال صنعت و خوبصورتی سے فوارے لگے ہین جس وقت فوارے چلائے جاتے ہین عجیب سیر ہوتی ہے کہ خواہ کوئی موسم ہو ساون بھادون کی کیفیت نظر آتی ہے فوارون کے واسطے رام بھون کی چھت پر ایک حوض ۱۱۹ فٹ طویل ۱۰۲ فٹ عریض اور ۶ فٹ عمیق اور ۸۸۰۰۶ مکعب فٹ کی جسامت کا ہے اُسمین ۹۳ ہزار آٹھ سو ۷ من پانی سماتا ہے۔

دیگ کا قدیم نام دیرگھہ (بیائے معروف) و دیرگھ پوری ہے اور یہ ایسا قدیم شہر ہے کہ اس کا ذکر

سکندھ پُران اور بھاگوت مہاتم کی چوتھی ادھیا مین ہے سنہ ١٧٧٦ء مین بعہد فرمان روائی نول سنگھ ابن راجہ سورج مل شاہ عالم بادشاہ دہلی کے زبردست وزیر نواب ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان نے ایک سال اور دو مہینہ لڑ کر چھین لیا تھا مگر نجف خان کے مرنے پر پھر بھرت پور والون کے قبضے مین آگیا دیگ عرض بلد شمالی ٢٧ درجہ ٢٩ دقیقہ طول بلد مشرقی ٧٧ درجہ ٢٣ دقیقہ پر بھرت پور سے ٢٢ میل شمال مغرب مین واقع ہے۔

کمھیر

اس شہر کے گرد و نواح کی زمین مین شوریت بہت ہے یہان تک کہ کنوون کا پانی کیاریون مین جمع کر کے بذریعہ تبخیر طپش آفتاب کے نمک نکالا جاتا ہے یہان ریاست کا محل بہت مضبوط اور سنگین تعمیر کا ہے محل سے مشرق مین تالاب ہے اُس کے مغربی کنارے پر بہت وسیع اور عمدہ مکان ہے کہ جل محل کہلاتا ہے کمھیر عرض بلد شمالی ٢٧ درجہ ١٩ دقیقہ طول بلد مشرقی ٧٧ درجہ ٢٦ دقیقہ پر بھرت پور سے ١٢ میل مغرب و شمال مین واقع ہے۔

کامہ

ایک مؤرخ نے سنسکرت کی کتابون سے تحقیق کر کے لکھا ہے کہ اس قصبے کی آبادی نہایت قدیم زمانے سے ہے ست جگ مین اس کا نام برہم پور تھا دُواپر مین اس کو سنگ پور کہتے تھے ترتیا مین کا ئک نام رکھا گیا اور کل جگ مین کامہ اور کام بن کہلاتا ہے یہ قصبہ برج مین واقع ہے اور ہنود کے متبرک مقامات سے سمجھا جاتا ہے کہتے ہین کہ چندر بنسی سری کرشن کے نانا کا مسکن یہان تھا اُس کے زمانے مین ایک مکان چوراسی کھمبہ نام تعمیر ہوا تھا اور اُس کے ساتھ آسائش مخلوق کے واسطے چوراسی کنوین اور چوراسی مندر اور چوراسی تالاب تیار ہوئے تھے زمانہ مابعد مین سانگا رانا والی چتوڑ نے اس مقام پر کہ بیانہ سے متعلق تھا ظہیر الدین بابر سے جنگ کی اور شکست کھائی کامہ عرض بلد شمالی ٢٧ درجہ ٤٠ دقیقہ طول بلد مشرقی ٧٧ درجہ ٢ دقیقہ پر واقع ہے۔

بیانہ

بلند سرزمین پر پہاڑون کے سلسلے مین کہ کسی قدر باہم متوازی اور شمال مشرق سے جنوب مغرب مین واقع ہین آباد ہے کل پہاڑ کے اوپر قدیم زمانے کے مکانات بے شمار موجود ہین ان مین سے مقدم قلعہ ہے اور ایک بھیم لاٹ نامی مینار ہے کہ جنوب کی طرف سے بہت دور سے نظر آتا ہے تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ جب سکندر لودی دہلی کا بادشاہ اس پر حملہ آور ہوا تو یہ قصبہ بڑی رونق پر تھا اور بابر بادشاہ نے بیانہ کو ہندوستان کے نہایت مشہور قلعون مین سے لکھا ہے بیانہ عرض بلد شمالی ٢٦ درجہ ٥٧ دقیقہ طول بلد مشرقی ٧٧ درجہ ٢٠ دقیقہ پر واقع ہے قلعے کے اندر جو لاٹ ہے اُسے تیلی کی لاٹ کہتے ہین اُس کے حروف پڑھنے مین نہین آتے سمت ١٢٠٣ مین ابوبکر قندھاری نے کہ خاندان محمود غزنوی کے معتمدون مین سے تھا لڑ کر اس قلعے کو فتح کیا ابوبکر قندھاری کا بیانہ مین انتقال ہوا کہ قبر اب تک موجود ہے اُسی زمانے مین اوکھا مندر وغیرہ مکان پرستش ہنود کو مسلمانون نے بہ تغیر تعمیر مسجد بنا لیا وقائع راجپوتانہ مین اسی طرح لکھا ہے۔ لیکن سمت ١١٩٨ سے سمت ١٢٤٨ تک پرتھی راج چوہان دہلی و اجمیر کے

زبردست راجہ کا عہد گذرا ہے اور بیانہ مین اُس کی سُسرال تھی اور بیانہ والے اُس کے زبردست سردارون مین سے تھے ان وجوہات کی بنا پر کسی اور سمت مین ابو بکر قندھاری نے بیانہ کو فتح کیا ہوگا جو پرتھی راج اور اُس کے سردارون کے عہد سے ماقبل یا مابعد ہوگا۔

قوم

بھرت پور کے رئیسون کو جو عام طور پر جاٹ مانے جاتے ہین اور اسی ترتیب سے اُن کی بیاہ شادی ہوتی ہے بابو جوالا سہاے نے وقائع راجپوتانہ مین حکیم وحید اللہ وغیرہ کی تاریخ کے حوالے سے سری کرشن کی چندربنسی نسل مین داخل کر دیا ہے۔ جاٹ لوگ اگرچہ راجپوتون کی چھتیس قسمون سے ایک فریق سمجھے جاتے ہین لیکن اس مین کچھ شک نہین کہ کوئی جاٹ سری کرشن کی اولاد نہین ہین کیونکہ اور شادی غمی وغیرہ پر جدا رسمین اختیار کر لینے سے تمام راجپوت اُنکو کھانے پینے یا رشتہ داری مین ہرگز اپنا شریک نہین کرتے مولوی عبید اللہ فرحتی نے ریاست اودےپور کی فرمایش سے بنوائی ہوئی کتاب تحفہ راجستان مین اس طرح لکھا ہے۔

تاریخ

بھرت پور والون کے بزرگ مدت سے ایک گانون سنسنی نامی رہتے تھے اُنھون نے کھیتی وغیرہ کے سوا کچھ لوٹ مار شروع کی اُن مین سے اول نامور شخص راجہ رام جاٹ تھا جسے عالمگیر بادشاہ کے پوتے بیدار بخت نے غارتگری کے جرم پر سمت ۱۷۴۵ مطابق سنہ ۱۶۸۹ع مین قتل کرکے گڑھی سنسنی کو برباد کر دیا۔ عالمگیر کے بعد ان لوگون نے سلطنت کمزور دیکھ کر پھر ہاتھ پانون چلانے شروع کیے اس لیے تھا کہ چوڑامن کو جو راجہ رام کے مارے جانے کے بعد جاٹون کا سرگروہ بنا تھا لوٹ مار کرنے اور راستے کی حفاظت رکھنے کے واسطے فرخ سیر کے وزیر سید عبداللہ خان نے راہدار خان خطاب اور کچھ گانون جاگیر مین دیے لیکن جب یہ لوگ فسادی عادتون سے باز نہ آئے تو وزیر نے راجہ سوائی جے سنگھ کو سمت ۱۷۷۴ مطابق سنہ ۱۷۱۸ع مین چوڑامن کو سزا دینے کے لیے بھیجا جسکا کافی بندوبست وزیر کی شرارت کے سبب سے نہو سکا چوڑامن نے زیادہ زور پاکر اپنے بھائی بھتیجے بدن سنگھ کو قید کر دیا جو کئی برس کے بعد نیک چلن رہنے کے اقرار پر رہا ہوا۔

بدن سنگھ رہائی پاتے ہی سوائی جے سنگھ کو اپنی مدد کے واسطے چوڑامن کے مقابل چڑھا لایا چھ مہینہ محاصرہ رہنے کے بعد تھون مقام فتح ہوا اور چوڑامن نے اپنے بیٹے محکم سنگھ سمیت بھاگ کر جان بچائی۔ اس کے بعد سنہ ۱۷۲۳ع مین بدن سنگھ جاٹون کا رئیس مقرر ہوا جس کو راجہ سوائی جے سنگھ نے دیگ مقام پر راج تلک دیا غرضکہ محمد شاہ کے ضعیف عہد مین بدن سنگھ لڑائی جھگڑون سے کئی گانون قبضے مین لاکر اس قابل نکلا جسکی اولاد رفتہ رفتہ سو برس کے اندر راجاؤن مین شمار ہوئی اگرچہ الہ آباد کے صوبہ دار وغیرہ نے اُن پر کئی بار چڑھائی کرکے اُنکا علاقہ برباد و ضبط کیا لیکن مرہٹون کا شریک اور ہمیشہ ہمت سے وہ انگریزی عہد تک بنے رہے اور دوسرے رئیسون کی طرح عہدنامہ ہوکر اُن کو بھی ریاستی حق دیے گئے۔ بھرت پور کے رئیسون کی حکومت کا

بیان اس طرح ہے ۔

۱ ۔ راجہ بدن سنگھ

اس نے سمت ۱۷۷۹ مطابق ۱۷۲۲ء مین جاٹون کا رئیس مقرر ہونے کے بعد ۔ دیگ کمہیر اور ویر وغیرہ مقامات مضبوطی کے لئے قلعے بنوائے اور بدن سنگھ کے بائیس بیٹے تھے مگران سب مین ہوشیار و جوانمرد سورج مل تھا بدن سنگھ نے اکیس بیٹون کے واسطے جن مین سے سولہ کی اولاد موجود ہے سولہ ٹھاکرون کی کوٹڑیون کے نام سے مشہور ہے علیحدہ معاش مقرر کر کے اپنی حیات مین سورج مل کو ولی عہد بنا کر ریاست کے کامون کے بہت سے اختیارات دیدیے سورج مل نے سمت ۱۷۸۹ مطابق ۱۷۳۲ء مین بھرت پور پر چھاپہ مار کر اپنے ہم قوم کھیم کرن سے جو کھیماکر کے مشہور تھا قلعہ بھرت پور چھین لیا اور وہان درستی کر کے راجدھانی بنائی اور اُس کے گرامہ کو مسمار کر کے اپنا فراخ قلعہ تعمیر کر لیا اور دیگ کے مشہور محلات کہ نہایت عمدہ عمارت ہے اُس کے عہد مین تیار ہوئے ۔

جب صفدر جنگ نے نواب احمد خان بنگش پر فوج کشی کی تو اس مہم مین کنور سورج مل کو بھی مدد کے لئے بُلایا ۔ جو اپنے باپ کی اجازت سے پندرہ ہزار سوارون کی جمعیت لے کر وزیر کے پاس پہونچا اور لڑائی کے دن وزیر کے دہنے بازو پر تھا اور وزیر کی شکست کے بعد اپنے ملک مین بھاگ آیا یہ واقعہ ۱۷۵۰ء کا ہے ۔ دوبارہ جب مرہٹون کی مدد سے پھر وزیر نے پٹھانون پر چڑھائی کی تو اُس نے سورج مل کو بھی اس جنگ مین شریک ہونے کو بُلایا ۔ اور جب صفدر جنگ نے احمد شاہ بادشاہ دہلی سے بغاوت کی تو اس وقت بھی سورج مل وزیر کا شریک تھا اور وزیر کے حکم سے شہر دہلی مین داخل ہو کر بہت سے آدمیون کو قتل کیا اور مکانات مین آگ لگائی اور لال دروازے تک پہونچکر لاکھون روپیہ کا مال و اسباب لوٹا ایک لڑائی مین سورج مل کے ہمراہیون مین سے رام چندر تنور اور بہی رام وغیرہ بہت سے چیدہ و بہادر مقتول و مجروح ہوئے جب وزیر اور بادشاہ مین صلح ہوگئی تو سورج مل نے اپنے ملک کو معاودت کی ۔

جب بدن سنگھ کو یہ خبر ملی کہ ملہار راؤ ہلکر ساٹھ ہزار سوار ساتھ لیکر جیپور مین داخل ہوا ہے اور وہان کے راجہ نے بارہ لاکھ روپیہ دیکر اُس سے معاملہ کر لیا ہے اور اسی طرح راجگان شاہ پورہ و بوندی و کوٹہ و روپ نگر نے ہلکر کی اطاعت کر لی ہے اور مادھو سنگھ والی جیپور نے اپنے سردار ہرگوبند ناٹانی کو پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ ہلکر کے ہمراہ بھیجا ہے تو بدن سنگھ نے اپنی طرف سے روپ رام کٹارہ کو ہلکر کے پاس روانہ کیا اور چارون قلعون کا بندوبست کر کے خود کمہیر مین آیا جب روپ رام نے ملہار راؤ سے ملاقات کی تو اُس نے بیان کیا کہ مین حسب الطلب بادشاہ کے ادھر آیا ہون اور جاٹ رئیس سے ڈیڑھ کروڑ روپیہ نذرانہ طلب کیا وکیل نے انکار کیا ملہار راؤ نے بادشاہ سے پچاس لاکھ روپیہ لیکر جمعیت اپنے پچاس ہزار سوار اور پندرہ ہزار ملازمان جیپور محکوم ہرگوبند ناٹانی اور فوج شاہی محکوم غازی الدین حیدر ساور دیگر راجگان کے بھرت پور کے علاقے مین آکر کمہیر کا محاصرہ کیا دو ماہ تک ہنگامہ کارزار گرم رہا ایک دن کھانڈے راؤ پسر ملہار راؤ گولی سے مارا گیا ملہار راؤ کو اس کا سخت صدمہ ہوا اور دل شکستہ ہو کر

جاٹون سے معاملہ کرکے اور خرچہ جنگ لیکر متھرا کے راستے سے دکن کو چلا گیا جاٹ رئیس نے غازی الدین خان کو ساٹ لاکھ روپیہ دے کر اُس سے بھی صلح کر لی۔

جیٹھ سدھی دسمی سمت ۱۸۱۲ کو بدن سنگھ کا انتقال ہوا اور سورج مل مسند نشین ہوا بدن سنگھ نے ۳۰ برس دو مہینہ دس دن حکومت کی اور اپنی زندگی ہی مین ریاست کے تمام کام سورج مل کے سپرد کر دیے تھے۔

۲۔ راجہ سورج مل

باپ کی جگہ اس کے جانشین ہونے سے دو سال کے بعد بھورے سنگھ جاٹ و دیگر رؤساے آن صوبہ دریاے جمنا کی شورش ہوئی یہ اُنکی سرکوبی کے واسطے گیا ڈیڑھ مہینے کے عرصے مین قلعہ مرسان اور دوسری ریاستو فتح کیا اسی اثنا مین یہ معلوم ہوا کہ احمد شاہ درانی ہندوستان پر آتا ہے سورج مل دیگ کو واپس آیا چندروز کے بعد احمد شاہ متھرا مین قتل عام کرتا ہوا آگرے مین داخل ہوا سورج مل نے منشی تیجے خان اور راجہ موہن سنگھ سورج دوج کو اُس کے پاس بھیجا اُنھون نے سورج مل کے مرسلہ تحائف بادشاہ کی نذر کرکے سند معافی ملک حاصل کی اور بادشاہ عازم دہلی ہوا اور اُس کو تاراج کرکے اپنے بیٹے تیمور شاہ کو لاہور مین چھوڑ کر واپس افغانستان کو چلا گیا ۱۷۵۹ء مین دوبارہ مرہٹون کی سرکوبی کو احمد شاہ ہند مین آیا تو اس موقع پر سورج مل ابتدا مین مرہٹون کے ساتھ تھا اس لڑائی کے مفصل حالات پنڈت کاشی راؤ نے (جو ملازم شجاع الدولہ کا تھا اور برابر جنگ و صلح کی گفتگو مین شریک رہا) فارسی مین لکھے ہین اُنسے مین یہان اقتباس کرتا ہون احمد شاہ کے مقابلے کیلئے سداشیو راؤ عرف بھاؤ مرہٹون کے دربار سے مامور ہوا اس نے بسواس راؤ پسر کلان بالا راؤ کو جس کی عمر اُسوقت سترہ سال کی تھی براے نام کمانڈر انچیف بنا کر حسب دستور قدیم مرہٹون کے اپنے ہمراہ لیا فوج اس کی ماتحتی مین بہت زیادہ تھی اور وہ بلا تاخیر مہم پر روانہ ہوا۔ علاوہ اپنی دکھنی افواج کے بھاؤ اپنے ہمراہ تمام وہ معاون جو مالوے و جھانسی وغیرہ مین مہیا کر سکا زیر حکم متعدد عاملون مثل نارو شنکر وغیرہ کے لایا تھا اور جو ہین کہ وہ دریاے چنبل پر پہونچا تو اُس نے ایک اپنا معتبر شخص جاٹون کے سردار راجہ سورج مل کے پاس مشورہ کرنے کی غرض سے بھیجا اور یہ کہلایا کہ سورج مل کو اُس کا شریک ہونا چاہیے سورج مل نے یہ جواب دیا کہ اُس کے عہد و پیمان مرہٹون کے ساتھ ملہار راؤ اور سیندھیا کے توسط سے ہوا کرتے تھے اگر وہ اس وقت مداخلت کرنا پسند کرین تو وہ بھاؤ سے ملاقات کرنے کو تیار ہے بھاؤ نے ضرورت کی وجہ سے اُن سردارون سے سورج مل کو بلانے کے لئے کہا جسکو اُنھون نے قبول کر لیا جو ہین کہ افواج مرہٹہ آگرہ کے قریب پہونچین تو سورج مل بھاؤ کے پاس حاضر ہوا۔

سورج مل جو ایک دراز عرصے سے مرہٹون کی رفاقت مین لڑنے بھڑنے کا عادی ہو گیا تھا اُس نے بھاؤ سے اس موقع پر یہ کہا کہ تم ہندوستان کے مالک ہو اور مین صرف ایک زمیندار ہون تاہم مین اپنی راے بقدر اپنی سمجھ اور علم کے ظاہر کرون گا سب سے اول یہ بات ہے کہ سردارون اور سپاہیون کے خاندان و اسباب زیادہ اسباب لشکر اور بھاری توپخانہ اُس جنگ کے کرنے مین جو اس وقت در پیش ہے نہایت سدِّراہ ہون گے

تمھاری فوجین ہندوستان کی فوجون سے زیادہ سبک وچست وچالاک ہین لیکن درانی تم سے بھی زیادہ پھرتیلے ہین اس واسطے مناسب ہے کہ میدان جنگ مین اُنکے مقابلے کے لئے بالکل ہلکے پھلکے چلنا چاہیے اور زائد اسباب وشاگرد پیشہ لوگون کو دریاے چنبل کے دوسری طرف حفاظت کے ساتھ جھانسی اور گوالیار مین چھوڑ دینا چاہئے جوکہ تمھارے ماتحت ہین یا مین تم کو اپنے ملک کے بڑے قلعون دیگ یا کمھیر یا بھرت پور پر قابض کردونگا جن مین تم اپنے اسباب اور ہمراہیون کو رکھ سکتے ہو اور مین اپنی تمام فوج سے تمھارے شریک ہوجاؤن گا۔ اس تدبیر سے تم کو یہ آسانی ہوگی کہ تم آزادانہ گفت وشنید ایک دوست ملک سے جو تمھاری پشت پر واقع ہے جاری رکھوگے اور تم کو اپنی فوج کے لئے رسد کی بابت کوئی اندیشہ نہوگا اور اس امر کے یقین کرنے کے لئے ایک وجہ ہے کہ دشمن اس قدر فاصلے تک نہ بڑھ سکے گا بلکہ اس طرح کی کارروائی سے بغیر کچھ حاصل کئے منتشر ہوجائے گا ملہارراؤ اور دوسرے سردارون نے اس راے کو پسند کیا اور کہا کہ توپون کی قطارین افواج شاہی کے واسطے مناسب ہوتی ہین لیکن مرہٹون کا طریقۂ جنگ لوٹ مار کا ہے اور اُنکے لئے بہترین طریقہ اُسی طرز کو اختیار کرنا ہے جسکے وہ عادی ہین۔ علاوہ اس کے ہندوستان اُنکا آبائی یا موروثی ملک نہین ہے پس اگر وہ اُس کو فتح کرنے مین ناکامیاب رہے تو واپس چلے آنے مین اُنکی بےعزتی نہوگی سورج مل کی یہ راے عمدہ ہے اور جو تدبیر اُس نے بتلائی ہے وہ دشمن کو واپس چلے جانے پر مجبور کرے گی کیونکہ دشمن کا کوئی مقررہ مقبوضہ مقام ملک مین نہین ہے اس واسطے مرہٹون کا مقصد اس وقت یہ ہونا چاہئے کہ وہ بارش شروع ہونے تک تامل کرین اُس وقت درانی یقیناً اپنے ملک کو واپس چلے جاوینگے۔

باوجودیکہ تمام مرہٹہ سردار اس تدبیر کے اختیار کرنے مین متفق اللفظ تھے لیکن بھاؤ نے اپنی فوج کی طاقت اور اپنی ذاتی جرأت وقابلیت پر بھروسا کرکے کچھ نہ سنا بلکہ یہ کہا کہ اُس کے ماتحتون نے اپنے کامون سے اس ملک مین فوجی عزت حاصل کی اور وہ یہ الزام ہرگز اپنے اوپر نہ آنے دیگا کہ باوجود بالاتر افسر ہونے کے اُس نے کچھ نہ حاصل کیا سواے اس بےعزتی کے کہ مدافعت کرتا رہا۔ اُس نے ملہارراؤ کو ملامت کی کہ مدت جفاکشی اور قدر سے زیادہ وہ زندہ رہا اور اُسی وقت یہ بھی کہا کہ سورج مل محض ایک زمیندار ہے اُس کی راے موافق اُس کے مرتبے وقابلیت کے ہے لیکن اُن لوگون کے لحاظ کے قابل نہین ہے جو اُس سے بالاتر ہین اُس وقت اہل عقل جز افسر اُسکے تکبر وضد سے متعجب ہوئے اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ تقدیر نے اُنکی مہم کی ناکامیابی مقرر کردی ہے ہر شخص بھاؤ کی سخت وایذارسان تقریرون سے متنفر ہوگیا اور اُنھون نے آپس مین یہ کہا بہتر ہے کہ اس برہمن کو ایکمرتبہ شکست ہو ورنہ ہماری کیا وقعت وعزت رہے گی۔

بھاؤ نے ایک دستہ فوج کا مقرر کردیا کہ سورج مل کو کیمپ سے باہر نہ جانے دین وہ اس بات سے بہت خوف زدہ ہوا لیکن چونکہ تمام سردار متفق الراے تھے ملہارراؤ اور بقیہ سردارون نے اُس کو صلاح دی کہ جلدی نکرے بلکہ مطابق حالات کے کاربند ہو اور اس وقت بغرض اطمینان بھاؤ کے حاضر رہے بعدازین بھاؤ نے آگرے سے

دہلی کو کوچ کیا اور فوراً بادشاہی قلعے کا محاصرہ کرکے اُسے درانی آدمیون سے فتح کر لیا اس اثنا مین بارش شروع
ہوگئی اور بھاؤ نے دہلی مین اور اُس کے گرد بارہ کوس تک اپنی فوج کو ٹھہرایا اور خود قلعے کے اندر قیام کیا اور
دربار کی نقرئی چھت کو جو نہایت بڑی قیمت سے بنوائی گئی تھی توڑوا کر سترہ لاکھ روپے اُس سے بنوائے اور
عام طور پر یہ بات مشہور ہوگئی کہ بھاؤ کا ارادہ ہے کہ بعض خاص خاص ہندوستانی رؤسا کو جو اُس کے سدراہ
ہوئے تھے ختم کرکے اور شاہ درانی کو اُس کے ملک کو واپس چلے جانے کے بعد وہ بسواس راؤ کو تخت دہلی پر
بٹھاوے گا۔ یہ خبر شجاع الدولہ کو پہونچائی گئی احمد شاہ درانی انوپ شہر کے قریب خیمہ زن تھا۔ احمد شاہ درانی
اور اُس کے وزیر شاہ ولی خان نے نجیب الدولہ کے ہاتھ تحریری عہدنامے اور قرآن اپنی اپنی مہرین لگا کر شجاع الدولہ
کے پاس بھیجے اُس نے نجیب الدولہ کی نصیحت کی پیروی کی اور اُس کے ساتھ روانہ ہوکر انوپ شہر کے قریب شاہ
درانی کے پاس حاضر ہوگیا۔ بادشاہ نے اُس کے ساتھ انتہائی عزت ولحاظ کا برتاؤ کیا اور اُس سے کہا کہ وہ
اُس کو بطور اپنی اولاد کے خیال کرتا ہے اور یہ کہ وہ اُس کی آمد کا منتظر تھا اور اب وہ اُس کو مرہٹون کی سزا دہی
دکھلاوے گا اور اپنی دوستی کے بہت سے دوسرے ثبوت دیئے اُس نے اُسی وقت اپنے کیمپ مین مشتہر کرا دیا کہ
کوئی درانی کسی قسم کی بے عنوانی یا بدتہذیبی شجاع الدولہ کے کیمپ مین نکرے اور اگر کرے گا تو اُس کو فی الفور
سزائے موت دی جائے گی چونکہ عام سپاہی درانی فوج کے سرکش و حکم عدولی کرتے تھے اُنھون نے باوجود بادشاہ کی
اس تہدید کے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کچھ بے عنوانیان کین اس بات کو سنکر بادشاہ نے دوسو کو گرفتار کرایا اور نیز دکے
اُنکی ناک مین سوراخ کراکے اور سوراخون مین تھنیان ڈلواکے اُن کو بطور اونٹون کے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا
کہ جیسا وہ مناسب سمجھے کرے خواہ اُنکو سزائے موت دے خواہ معاف کرے اُس نے اُنکو معافی دیدی اُس وقت سے
پھر کسی درانی سپاہی نے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کوئی فساد نہ کیا۔

بھاؤ نے شجاع الدولہ سے استدعا کی کہ ایک شخص معتمد کو بھیجین جس پر پورا بھروسا کیا جاوے اور اُس کے
ذریعے سے صاف کہلا بھیجین کہ کون کون سی تدبیر عمل مین لائی جائے اُسی وقت دوسرے پیغام ملہار راؤ اور
سورج مل کی جانب سے پہونچے کہ اُنکو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اُنکو کیا کرنا ہوگا اِن تمام باتون کی اطلاع صحیح صحیح
شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو اور وزیراعظم کو کی اور مرہٹون سے موافق اُنکی صلاح کے بات چیت شروع کی۔

نجیب الدولہ نے صلح کے ہونے مین ہر ایک طرح کی رکاوٹ پیدا کی۔ شجاع الدولہ درحقیقت اُس وقت
نجیب الدولہ کے ساتھ معمولی برتاؤ رکھتا تھا آخرکار اُس نے محمد یعقوب خواجہ سرا کو مرہٹون کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا
کہ وہ اُس دوستی کا اقرار کرتا ہے جو ہمیشہ سے مرہٹون کے اور اُس کے درمیان ہے لیکن اُس کے لئے اُنکے ساتھ
شریک ہونا نامناسب و ناقابل العمل ہے لیکن ہر موقع مناسب پر اُنکو خبر دینے اور صلاح دینے کے ذریعے سے اپنی
دوستی کا اظہار کرنے کو وہ تیار رہے اور چونکہ وہ اس وقت اُس کی رائے طلب کرتے ہین لہذا وہ اُنکو یہ مشورہ دیتا ہے
کہ وہ اس وقت کسی دوسری قسم کی جنگ نہ کرین سوائے لوٹ مار کی لڑائی اور غیر مسلسل جنگ کے جس کے

عادی ہین اور اگر وہ صلح کرنا پسند کرین تو اُس کے حاصل کرنے کے لئے ذرائع سوچنا چاہئے اُس نے اُسی وقت راجہ سورج مل کو لکھا اور اُس کو صلاح دی کہ وہ مرہٹون کی شرکت چھوڑ دیوے اور چونکہ یہ صلاح اُس کی راے کے موافق تھی اُس نے وعدہ کیا کہ وہ اُس کی تعمیل کرے گا۔ بھاؤ نے جو جواب شجاع الدولہ کو لکھا اُس مین اُس کی نصیحت اور رائے کو تسلیم کیا اور وعدہ کیا کہ وہ اُس پر غور کرے گا۔ صلح کی بابت اُس نے کہا کہ اُس کو کوئی وجہ خصومت کی درانی بادشاہ سے نہین ہے جو اپنے ملک کو واپس چلا جائے جب اُس کا دل چاہے۔ اور یہ کہ تمام ملک اُس جانب دریاے اٹک کے بادشاہ کے قبضے مین رہے اور تمام ملک اس جانب دریا کے رؤساے ہندوستان کے قبضے مین رہے جس کو وہ آپس مین اپنی مرضی سے تقسیم کرسکین یا اُس کا تصفیہ کرسکین اور اگر بادشاہ اس فیصلے سے رضامند نہو تو وہ لاہور اپنا قبضہ کرلے۔ آخر مین اُس نے یہ کہا کہ اگر بادشاہ اس سے بھی زیادہ لینے پر اصرار کرے تو وہ سرہند تک اپنا قبضہ کرلے اور بقیہ ملک رؤساے ہندوستان کو چھوڑدے اس جواب کو لیکر یعقوب خان واپس آیا۔

اس کے دو دن کے بعد سورج مل نے جو مقام بدرپور مین چھ کوس کے فاصلے پر مقیم تھا حسب نصیحت ملہار راو۔ دیگر ناراض رؤسا کے اپنی قیام گاہ کی زمین کے تبادلہ کرنے کا بہانہ کرکے اپنا تمام ساز و سامان اور لشکری لوگ اپنے ملک کی طرف کو روانہ کردیے اور جب اُس کو خبر آگئی کہ وہ دس کوس اپنے راستے پر پہونچ گئے تو وہ اپنی فوجون کے دستون کے ساتھ اُنکے عقب مین روانہ ہوا اور دور نکل گیا قبل اس کے کہ بھاؤ کو خبر اُس کے چلے جانے کی ہوا ایک دن اور دو رات مین وہ پچاس کوس چلا اور اپنے ملک کے مضبوط مقامات پر پہونچ گیا بھاؤ نے اپنی افسردہ دلی کا کچھ اظہار نہ کیا بلکہ صرف یہ کہا کہ اس قسم کے طریقہ عمل کی توقع محض زمینداروں سے ہوسکتی ہے اور یہ کہ اُس کا چلا جانا کچھ وقعت نہین رکھتا بلکہ ہم کو خوش ہونا چاہئے کہ اُس نے ایسے وقت پر ہم کو نہین چھوڑا جبکہ ہم نے اُس پر کسی بڑے کام کے کرنے کے لئے بھروسا کیا ہوتا محمد یعقوب خان نے اپنے لشکر کو واپس آکر بھاؤ کے تمام خیالات کو بیان کیا لیکن چونکہ کوئی فریق بھی صدق دل سے معاملہ نہین کرتا تھا اس لئے گفتگوے صلح آہستہ آہستہ ہوتی رہی بارش ختم ہو چکی تو دسہرے کے دو دن کے بعد ۱۷۔ اکتوبر سنہ ۱۷۶۰ع کو احمد شاہ درانی نے اپنے خیمہ گاہ سے کوچ کیا اور ۲۳ اکتوبر کو فوج نے جمنا کو عبور کرنا شروع کیا جب فوج دریا پار اُتر گئی تو بادشاہ نے دشمن کی طرف کوچ کیا جس نے کہ اُس کا مقابلہ کرنے کو حرکت کی اور ۲۶ اکتوبر کو دوپہر کے بعد دونون افواج کی فوج ہراول کا سنبھل کی سراے کے قریب مقابلہ ہوگیا اور ایک جنگ ہوئی جس مین مرہٹے نقصان مین رہے دوسرے دن پھر احمد شاہ آگے کو بڑھا اور اسی طرح کامیابی کے ساتھ چند روز تک معرکے ہوتے ہوتے مرہٹون کو دباتے ہوئے چلے یہان تک کہ مرہٹے پانی پت تک آگئے جہان کہ بھاؤ نے اپنا کیمپ جمالیا اور اپنے کیمپ کو اور نیز قصبہ پانی پت کو ایک خندق سے گھیرا جو ساٹھ فٹ چوڑی اور بارہ فٹ عمیق تھی خندق کی مٹی سے فصیل بنوا کر اُس پر اُس نے توپین چڑھادین بادشاہ نے مرہٹون کی لین سے قریب چار کوس کے خیمے جمائے اور جیسا کہ وہ ہر منزل مین کیا کرتا تھا کہ اپنے کیمپ کو کٹے ہوئے درختون سے گھیر لیتا تھا یہان بھی اُس نے درختون کی فصیل کسی قدر زیادہ مضبوط بنائی فوج کے سامنے کی کل اراضی مقبوضہ ساڑھے تین کوس کی تھی۔

درانی باقاعدہ فوج کے جو بیس دستے یا رجمنٹ تھے اور ہر ایک دستے مین بارہ سو سوار تھے خاص خاص حکمران سردار بادشاہ کی ماتحتی مین یہ تھے وزیر اعظم شاہ ولی خان - جہان خان - شاہ پسند خان - نصیر خان بلوچ - برخوردار خان وزیر اللہ خان قزلباش - مراد خان مغل ایرانی -

اور متذکرہ بالا چوبیس دستون مین سے ۶ دستے بادشاہ کے غلامون کے تھے - وہان دو ہزار شتر سوار بھی تھے اور ہر ایک شتر پر دو بندوقچی سوار ہوتے تھے جنکے پاس بڑی بھری کی بندوقین ہوتی تھین جنکو زنبورک کہتے ہین چالیس توپین بھی تھین اور بہت سے شترنال[1] اونٹون پر تھے یہ قوت درانی فوج کی تھی - شجاع الدولہ کے ساتھ دو ہزار سوار اور دو ہزار پیدل اور بیس توپین مختلف قامت کی تھین - نجیب الدولہ کے ساتھ چھ ہزار سوار بیس ہزار پیادے اور بہت سے بان ہوائی چلانے والے تھے دوندے خان اور حافظ رحمت خان کے ساتھ پندرہ ہزار پیادے اور چار ہزار سوار اور کچھ توپین تھین احمد خان بنگش کے ساتھ ایک ہزار سوار ایک ہزار پیادے اور کچھ توپین تھین - جملہ مقدار فوج چالیس ہزار آٹھ سو سوار اور اڑتیس ہزار پیادے اور ستر یا اسی توپین تھین -

لیکن بے قاعدہ فوج کی تعداد جو ان افواج کے ہمراہ تھی چار گنا اس سے زیادہ تھی اور اُنکے گھوڑے اور ہتھیار باقاعدہ درانی فوج سے کسی قدر کم درجے کے تھے جنگ مین اُنکی عادت تھی کہ جب باقاعدہ فوج نے دشمن پر حملہ کیا اور صف بندی توڑ دی تو وہ فوراً تلوارین ہاتھون مین لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑتے تھے اور دشمن کی شکست کو مکمل کر دیتے تھے تمام درانی لوگ بڑی جسمانی قوت والے تھے اور اُنکے گھوڑے ترکی نسل کے تھے جو قدرتی طور پر محنتی ہوتے ہین اور متواتر مشقت نے اُنکو زیادہ محنتی کر دیا تھا -

بھاؤ کی فوج حسب ذیل تھی -

(۱) بماتحتی ابراہیم خان گاردی دو ہزار سوار نو ہزار پیادو نکی پلٹنین تھر کلا بندوقین لئے ہوئے جنکو یورپین طریقے پر قواعد سکھلائی گئی تھی مع چالیس توپون کے -

(۲) خاص پاگہ کے چھ ہزار سوار جن کے گھوڑے اور اُنکا سامان اور خوراک ریاست کی طرف سے ملتی تھی -

(۳) ملہار راؤ ہلکر کے پانچ ہزار سوار -

(۴) جھنکوجی سیندھیا کے ساتھ دس ہزار سوار -

(۵) اماجی گیکوار کے تین ہزار سوار -

(۶) جسونت راؤ پوار کے دو ہزار سوار -

(۷) شمشیر بہادر کے تین ہزار سوار -

(۸) بالاجی جادون کے تین ہزار سوار -

(۹) شیو دیو پٹیل کے تین ہزار سوار -

(۱۰) بھاؤ کے سالے بلونت راؤ کے سات ہزار سوار -

[1] شترنال ایک قسم کی چھوٹی توپ [illegible] اونٹ پر [illegible] اور اس [illegible] چھوٹی [illegible] توپین [illegible] ٹاڈ جلد ۱ صفحہ [illegible]

(۱۱) بسواس راؤ کی پائے گاہ کے پانچہزار سوار۔
(۱۲) انتاجی مانکیسر کے دوہزار سوار۔

علاوہ انکے بہت سے دیگر چھوٹے چھوٹے گروہ تھے جو شمار نہین کئے جا سکتے کل فوج کی تعداد پچپن ہزار سوار پندرہ ہزار پیادون کی پلٹنین مع ابراہیم خان کے سپاہیون کے تخمین دو سو توپین اور پتھر کلا بندوقین اور شتر نال بے شمار تھین علاوہ انکے پندرہ ہزار پنڈارے دو بڑے بڑے اپنے افسرون کے ماتحت تھے اور دو ہزار یا تین ہزار سوار راٹھوڑ اور کچھواہہ کے وکیلون کے ساتھ تھے یہ لوگ مع پانچ یا چھہ ہزار سوارون کے دہلی کی حفاظت کے واسطے زیر حکم بھوانی شنکر چھوڑ دیے گئے تھے۔

لیکن یہ تعداد تخمینی ہے بلکہ بھاؤ کے ساتھ کے اژدہام کثیر کی تعداد کوئی پانچ لاکھ قرار دیتا ہے اور کوئی اس سے بھی زیادہ گوبند پنڈت دس یا بارہ ہزار سوار جمع کرکے میرٹھ تک آگئے کو بادشاہ کے عقب مین بڑھا اور ایسے موثر طور پر تمام رسد کو بند کردیا کہ بادشاہ کی فوج کو اشیاے خورد و نوش کے نہونے سے ازحد تکلیف ہوئی جوار باجرہ وغیرہ موٹے اناج کا آٹا دو روپیہ سیر ہوگیا فوج بہت غیر مطمئن ہوگئی بادشاہ نے گوبند کی تباہی کے واسطے عطائی خان کو مع دوہزار سوار کے متعین کیا وہ مطابق حکم کے روانہ ہوا اور آٹھ یا دس ہزار بے قاعدہ سپاہ کو اپنے ساتھ لیکر اور ایک رات مین تقریبًا چالیس کوس کوچ کرکے صبح ہونے کے وقت وہ مثل بجلی کے گوبند پنڈت پر ٹوٹ پڑا جنکو کچھ خبر درانیون کے آنے کی نہین تھی وہ خوف زدہ اور متعجب ہوکر ہر طرف کو بھاگے گوبند پنڈت نے ایک ترکی گھوڑے پر چڑھکر بھاگنے کا قصد کیا لیکن چونکہ وہ عمر رسیدہ تھا اور عمدہ طرح گھوڑے پر نہین چڑھتا تھا اس لئے تعاقب کی حالت مین گھوڑے پر سے گر پڑا اور درانیون نے اُس کا سر کاٹ لیا اور دشمن کے لشکر گاہ کی لوٹ مار کرکے اور اُس کی پراگندہ فوج کو ہر طرف بھگا کے عطائے خان چوتھے دن اپنی تعیناتی سے بادشاہ کی خیمہ گاہ کو واپس آیا اس خبر کا بھاؤ پر بہت اثر ہوا بادشاہ کے احکام کی تعمیل مثل تقدیر کے ہوا کرتی تھی کوئی شخص ایک منٹ اُن احکام کی تعمیل مین تساہل یا دیر کرنے کی جرأت نہین کرتا تھا۔ چونکہ درانی فوج دن رات ہوشیار رہتی تھی کہ کوئی قافلہ نہ گذرنے پائے اس لئے مرہٹون کے لشکر مین اشیاے خورد و نوش اور چارے دانے کی نہایت قلت ہونے لگی ہر روز افواج اور توپین جانبین سے مسلح ہوتی تھین اور دور سے گولہ باری اور خفیف لڑائیان ہوا کرتی ہوتی تھین شام کے وقت فریقین اپنے اپنے خیمہ گاہون کو چلے جاتے تھے تین مہینے تک یہی حالت قائم رہی اور اس عرصے مین تین بہت بڑے معرکے ظہور مین آئے پہلا معرکہ ۲۹ نومبر سنہ ۱۷۶۰ع کو ہوا اس مین تقریبًا چار ہزار آدمی فریقین کے مارے گئے دوسرا معرکہ ۲۳ دسمبر سنہ ۱۷۶۰ع کو ہوا اس لڑائی مین نجیب الدولہ کے آدمی تین ہزار سے زیادہ مارے گئے یا زخمی ہوے مقتولون مین خلیل اللہ خان نجیب الدولہ کا چچا بھی تھا اخیر حملہ مین بلونت راؤ بندوق کی گولی سے مارا گیا تیسرا معرکہ بھی اسی طرح ہوا۔

بھاؤ اکثر اپنے ہاتھ سے خطوط لکھکر شجاع الدولہ کے پاس بھیجا کرتا تھا یہ خواہش کرتے ہوئے کہ وہ درمیان مین پڑکر

بشمول وزیراعظم اُس سے صلح کرادے اور یہ کہ وہ ہر طرح کی شرائط کے لئے تیار ہے اگر خود وہ اور اُس کی فوج برقرار رکھی جاوے اور یہ کہ وہ سر طور سے صلح مین متوسط ہونے والون کا شکریہ ادا کرے گا اور تھوڑا سا زعفران جیسا کہ اُن لوگون مین رسم ہے اور ایک تحریری معاہدہ جس کی اُس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اُس کا پابند رہے گا مع ایک پگڑی کے جس مین قیمتی جواہرات ٹکے ہوئے تھے شجاع الدولہ کے پاس بھیجی اور اُس کو پگڑی بدل بھائی بنایا نواب نے بھی معقول تحایف بھیجے اور اُس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اگرچہ سب دوسرے رئیس بھاؤ کے ساتھ صلح ہونے سے مطمئن تھے لیکن نجیب الدولہ نے مخالفت کی اور بادشاہ سے کہا کہ تمام سردار مرہٹون سے صلح کرنے پر میلان "رکھتے ہین لیکن مین صلح کو ہرگز قرین مصلحت نہین سمجھتا مرہٹے ہندوستان کے خار ہین اگر وہ حائل راہ نہون تو یہ سلطنت حضور والا کی ہے جس وقت آپ پسند کرین اس کو لے لین جیسا آپ مناسب خیال فرماوین ویسا کیجئے اور مین تو خوش نصیب سپاہی ہون جو فریق غالب ہو گا اُس سے شرائط کرلونگا بادشاہ نے اُس کی صلاح کو پسند کیا اور کہا کہ مین تمھاری راے کے خلاف کوئی بات نہ سنونگا شجاع الدولہ ایک کم عمر ناتجربہ کار ہے مرہٹے ایک مکار قوم ہین جن کی توبہ یا استغفار پر کوئی بھروسا نہین ہوسکتا۔ المختصر صلح کی کارروائی مکمل نہو سکی اور ایک فیصلہ کن لڑائی پر انجام قرار پایا چنانچہ جنوری سنہ ۱۷۶۱ء کو فوراً سورج نکلنے کے وقت سے تھوڑی دیر کے بعد طرفین مین جنگ شروع ہوگئی۔ مرہٹہ فوج کا رخ پورب کی طرف تھا تمام توپ خانہ و شتر نال وغیرہ فوج کی قطار کے سامنے جمائی گئی تھین اور مسلمانون کی فوج کا رخ پچھم کی طرف کو تھا۔ مرہٹون کی توپین چونکہ بہت بڑی اور بھاری تھین اور اُنکی لیول آسانی سے نہین تبدیل ہوتی تھی اس واسطے اُنکے گولے بہت جلد مسلمانون کی فوج کے اوپر سے جانے لگے اور ایک میل فوج کے عقب مین گرتے تھے مسلمانون کی طرف سے توپون کے بغیر کم ہوئے صرف وزیراعظم کی سپاہ نے گولہ باری کی دونون فوجین ایک دوسرے کی طرف بڑھتی جاتی تھین تین گھنٹے کی جنگ مین ابراہیم خان کی جس نے درانیون پر حملہ کیا تھا چھ پلٹنین تقریباً برباد ہوگئین اور خود ابراہیم خان متعدد مقامات پر نیزون سے اور ایک گولی سے زخمی ہوا جنگ صبح سے دوپہر تک برابر جاری رہی اگرچہ مسلمانون کا نقصان مقتولون و زخمیون کی تعداد کے لحاظ سے بہت کم ہوا لیکن مجموعی طور مرہٹون کا غالب ہونا معلوم ہوتا تھا دو تین بجے کے درمیان مین بسواس راؤ زخمی ہوا اور اپنے گھوڑے پر سے اُتر آیا اور جب یہ خبر بھاؤ کو کی گئی تو اُس نے آدمیون کو حکم دیا کہ اُس کو لے جاوین اور اُس کے ہاتھی پر چڑھاوین اس کے بعد بھاؤ نے گھوڑے پر سوار رہ کر تقریباً نصف گھنٹے تک اپنے آدمیون کے آگے ہو کر جنگ کو قائم رکھا وہ گھوڑے پر اچھی طرح سے سوار تھا اور جنگ مین دو گھوڑے اُس کی سواری مین مارے گئے اُسکے چند زخم لگے اور تیسرا گھوڑا جو اُس کی سواری مین تھا اُس سے وہ نیچے اُترا اُسی وقت مرہٹہ فوج نے پشت پھیر دی اور نہایت تیزی سے مفرور ہوئی اور میدان جنگ کو مردون کے تودون سے چھپا ہوا چھوڑ دیا ہر ایک طرف جدھر کو مرہٹے بھاگے دس بارہ کوس تک انکا تعاقب کیا گیا اور اُن درانیون نے جو بھاؤ کے پاس پہونچ گئے تھے اُس کا سر کاٹ لیا بسواس راؤ کی

گردن کے پیچھے کی طرف ایک زخم تلوار کا تھا اور ایک خفیف زخم تیر کا اُس کی بائین آنکھ کے اوپر تھا لیکن جو کپڑے اُس کے بدن پر باقی رہ گئے تھے اُنکے اوپر خون نہین دکھائی دیتا تھا اور اُس کی لاش مرجانے سے بدشکل نہین ہوئی تھی بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک شخص سو رہا ہے ہر قسم کے مردون اور عورتون اور بچون کے بیانات کے مطابق مرہٹون کے کیمپ مین پانچ لاکھ آدمی تھے جن مین سے اُنکا بڑا جزو اعظم قتل ہوا یا قیدی بنا اور میدان جنگ سے بھاگے ہوئے زمینداران ملک کے ہاتھون سے تباہ و برباد ہوئے انتاجی کو جو ایک سردار باعزت تھا زمینداران فرخ نگر نے کاٹ کر پھینک دیا اسباب غارتگری جو مرہٹون کے کیمپ مین پایا گیا وہ غیر معمولی طور سے بہت زیادہ تھا مسلمانون کا ایک ایک سوار آٹھ دس اونٹ قیمتی چیزون سے لدے ہوئے لیجاتا تھا گھوڑے بطور بھیڑون کے گلے کے ہانک کر لے گئے بہت سے ہاتھی بھی پکڑے گئے تقریباً چالیس ہزار قیدی زندہ گرفتار کئے گئے جنمین سے سات یا چھ ہزار نے شجاع الدولہ کے کیمپ مین امن حاصل کی۔ جب جنگ ختم ہوگئی تو تمام خاص خاص افسرون نے بادشاہ کو مبارکباد کی نذرین دکھائین زخمی جھنکوجی سیندھیا برخوردار خان کے خیمون مین پوشیدہ قید تھے جو اُس سے جان بخشی کے لئے سات لاکھ روپے طلب کرتا تھا چونکہ نجیب الدولہ سیندھیا کے خاندان کی بربادی چاہتا تھا اس لئے اُس نے فوراً بادشاہ کے پاس پہونچ کر اس معاملے کو پیش کیا برخوردار خان نے بادشاہ کے عتاب سے ڈر کر خفیہ طور سے دونون قیدیون کو قتل کرا کے دفن کرا دیا ابراہیم خان گاردی کو کہ سخت زخمی تھا شجاع الدولہ کے ایک افسر نے پکڑ لیا تھا جب شجاع الدولہ کو خبر کی گئی تو اُس نے حکم دیا کہ ابراہیم خان کو بہت ہوشیاری سے پوشیدہ رکھا جائے اور اُس کے زخمون کی مرہم پٹی کی جائے اُس کا ارادہ تھا کہ ابراہیم خان کو خفیہ طور پر لکھنؤ کو بھیج دے لیکن جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اُس نے شجاع الدولہ سے لیکر وزیر اعظم کے ہاتھ مین دیدیا اور اُس کو اپنے سامنے طلب کرکے فرمایا کہ کسطرح ایک شخص تمھاری جرأت کا اس حال مین آیا اُس نے جواب دیا کہ کوئی شخص تقدیر پر حکمرانی نہین کرسکتا اُس کا آقا مارا گیا اور وہ خود زخمی اور قیدی ہے لیکن اگر وہ زندہ رہا اور بادشاہ اُس کو اپنی ملازمت مین رکھین تو وہ بادشاہ کے واسطے بھی ویسی جانفشانی کرے گا جیسی کہ بھاؤ کے واسطے کی بادشاہ نے اُس کو پھر وزیر اعظم کے حوالے کردیا جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُسکے زخمون کے اوپر زہر آلود پٹی باندھی گئی کہ وہ سات دن کے بعد فوت ہوگیا۔ اور یہ کارروائی اس لئے کی گئی کہ شجاع الدولہ نے وزیر اعظم سے یہ وعدہ لے لیا تھا کہ قیدی کو کوئی تکلیف نہونے پائے گی۔

نواب شجاع الدولہ کے پاس خاطر سے بادشاہ نے اُسے اجازت دیدی کہ بھاؤ اور بسواس راؤ اور سنتاجی کی لاشون کو مطابق رسوم اُنکی قومون کے جلادے اور بادشاہ نے اپنے بیس نسقچی جو ایک قسم کے سوار تھے جن کے پاس ہتھیار اور وردی خاص طور کی ہوتی تھی اور جو کہ بادشاہ کے حکم فوری کو تعمیل کرنے اور بجا لانے کے واسطے ماہر ہوتے تھے موقع پر بھیجے تاکہ دفعتاً انہون کو اُس رسم کی ادا ئگی مین مانع ہونے نہ دین لیکن انہین سے بھاؤ کی لاش بے سر تھی اس لئے اُس مین کچھ شک کرنے کی گنجائش تھی بعد اس کے بھاؤ کا سر

ایک درانی کے پاس سے جو برخوردار خان کے گروہ کا تھا ملا جسکو بابو پنڈت نے جو مرہٹون کا وکیل تھا شناخت کیا اور اُس نے وہ سر وزیر سے مانگ کر کیمپ سے باہر پھونک دیا اس کے بعد کسی شخص کو بھاؤ کے قتل ہونے مین شک باقی نرہا۔ جنگ سے پانچ دن کے بعد بادشاہ دہلی کی طرف چلا جہان کہ وہ چار کوچ مین پہونچا اُس نے سلطنت ہندوستان کو لینا چاہا تھا لیکن خداے تعالے کو ایسا منظور نہ تھا آٹھ دن کے بعد تمام درانیون نے متفق ہوکر بغاوت کی اور اپنی دو سال کی تنخواہ جو باقی تھی طلب کی اور یہ بھی کہا کہ اُنھین فوراً کابل کی طرف کوچ کرنا چاہئے بادشاہ نے اپنی فوج کو کسی دوسرے طریقے سے تسکین دینا نامناسب سمجھکر ہندوستان مین قیام کرنے کے قصد کو ترک کیا اور کابل کی واپسی کا ارادہ کیا بادشاہ نے چالیس لاکھ روپے سے زیادہ نجیب الدولہ سے بعوض اُس مدد کے لئے جو اُس نے اُس کو دی تھی دہلی مین شجاع الدولہ نے اُن تمام مفرور آدمیون کو جو مرہٹون کے کیمپ سے بھاگے تھے اور جنکو اُس نے امن بخشی تھی اپنی فوج کے گارد کی حفاظت مین طلب کیا اور سورجمل جاٹ کے ملک کی سرحد تک پہونچا دیا بہرصورت جو مفرور مرہٹے بھرت پور مین آئے سورج مل نے علے قدر مراتب سب کو زادراہ اور کپڑا دیا اور بھاؤ کی زوجہ بھی گھوڑے کی پشت پر سوار ہوکر شمشیر بہادر پسر بالا راؤ کے ساتھ افتان وخیزان قلعہ دیگ مین پہونچی اور وہان چند روز قیام کرکے اپنے شوہر کی باقی رسمیات ادا کین اور شمشیر بہادر نے کہ مجروح شدید ہوکر آیا تھا انتقال کیا سورج مل نے انکی بہت خاطر کی اور شمشیر بہادر کی لاش کی مثل رؤسا کے تجہیز وتکفین کرائی اور اُس کا مقبرہ دیگ مین بنوایا اور بھاؤ کی بیوی جب فارغ ہوکر عازم وطن ہوئی تو اُس کو سامان کثیر دے کر اور پالکی کے ساتھ محافظ لوگ ہمراہ کرکے جھانسی بھیجدیا جہان سے وہ صحیح وسلامت دکن کو چلی گئی مرہٹون کا زور بالکل ٹوٹ جانے کے بعد سورج مل نے آگرے پر قبضہ کرلیا۔ جب غازی الدین خان وزیر دہلی تباہ وبرباد ہوکر مع قبائل خان دوران خان کے قلعہ دیگ مین پناہ پذیر ہوا۔ باوجودیکہ وہ ہمیشہ برسرپرخاش رہا تھا اُسکے ساتھ کمال خاطرداری ومہمان نوازی سے پیش آیا۔

نورالدین حسین خان فخری نے نجیب الدولہ کے حالات مین لکھا ہے کہ سورج مل کا مناقشہ بلوچون سے واقع ہوا جس کی تفصیل یہ ہے کہ میواتیون کی قوم ہمیشہ اپنے ملک کے آس پاس لوٹ مار کرتی تھی اور سورج مل کے ملک کی سرحد اس کے پاس تھی میوات کے بعض مقامات مین اچھے آدمی تھے کہ جو دہلی مین منصب رکھتے اور بعض کے پاس زمینداری بھی تھی۔ دس سال کے عرصے سے سورج مل کا بڑا بیٹا جواہر سنگھ میوات کی بربادی کی فکر مین تھا اور تمام ملک میوات مین لڑائیان کرکے اپنا عمل ودخل کرلیا تھا بعض کو صلح سے بعض کو دغا سے بعض کو شبخون سے مار ڈالا تھا اور الور کا قلعہ جو بادشاہی تھا اور میوات کا سارا ملک اُس کے تابع ہوگیا تھا اور ایک دوسرا قلعہ اس پرگنے مین نیا بنا کر اُس کا نام کشن گڑھ رکھا تھا اور ریواڑی کی سرحد تک کہ دہلی سے تینتس کوس ہے اپنی حدود قائم کی تھین اور اس علاقے کو لینے کی وجہ سے سراے بسنت وسہیل مین کہ دہلی سے دس کوس ہے اور گانوٴن اُس کے دہلی سے دس کوس ملحق تھے جواہر سنگھ نے اپنے تھانے بٹھا دیئے تھے اور

جہان میواتی لوٹتا اُس کا پتا لگاکر جاٹ قتل کردیتے اور بعض کو زندہ آگ مین جلا دیتے باوجود اسکے میواتیون نے
اپنا پیشہ نہ چھوڑا یہان تک کہ سانولیا نام ایک میواتی تھا جس کے پاس دس ہزار سوار تھے یہ شخص لوٹ مار
کرتا تھا یہان تک کہ دیگ کے قلعے کے پاس پہونچ کر قافلون کو لوٹ لیتا اور ہودل اور برسانہ کے مقامون مین بعد
دُور روز مقررہ کے پہونچتا تھا - ہودل اور برسانہ کے درمیان ایک جنگل تھا جس کا نام کو کلاس تھا اس مین کھڑا ہوکر
مسافرون کو لوٹتا تھا آدمی اس کے ہاتھ سے عاجز تھے - فرخ نگر والے موسےٰ خان بلوچ اور اسداللہ خان بلوچ کی
پناہ مین رہ کر انکو مال مغروقہ مین سے حصہ دیتا تھا جواہر سنگھ نے اپنے باپ سے شکایت کی کہ بلوچ سردار
سانولیا کو اپنے ہان پناہ دیتے ہین جب تک انکو سزا ندون گا یہ لوگ سانولیا کو اپنی حد سے باہر نہ کرینگے سورج مل نے
اجازت دی جواہر سنگھ نے اول دونون بلوچون کو کہلا یا کہ سانولیا کو نکال دو ورنہ مین تم سے سمجھونگا بلوچون نے
ٹکاسا جواب دیا - جواہر سنگھ نے اُنپر حملہ کیا موسےٰ خان بلوچ کی مدد کو تاج محمد خان بلوچ بہادر گڑھ سے پہونچ گیا
جواہر سنگھ اور تاج محمد خان کے آدمیون مین جنگ ہوئی طرفین مین سے کوئی بیس آدمی مارے گئے ہون گے کہ
تاج محمد خان کے آدمی مغلوب ہونے لگے آخرکار تاج محمد خان گھوڑے سے اُترا اور زمین پر تیمم کرکے پھر سوار ہوکر
تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ جاٹون پر حملہ آور ہوا جاٹ بھاگ نکلے جواہر سنگھ تنہا کھڑا رہا دل مین نہایت غصے
بھرا تھا مجبور تھا کچھ نکر سکا خود بھی بھاگ نکلا اور باپ سے جاکر کہا کہ جب تک بلوچون کو تباہ نکردون گا چین سے
نہ بیٹھون گا نجیب الدولہ نے سورج مل کو لکھا کہ ہمارے آپ کے درمیان صلح بلکہ یک جہتی ہے اور بلوچ ہمارے
متوسل ہین اور اُن مین کچھ زیادہ قوت بھی نہین اور تم خواہ نخواہ اُنکو ملک سے نکالتے ہو یہ بات محبت و دوستی سے
بعید ہے سورج مل نے لکھا کہ اس معاملے مین میرا اختیار نہین ہے میرا بیٹا اس کام پر مصر ہے اور بلوچ بھی اس قابل ہین
کہ اُنکو سزا دی جائے کیونکہ وہ ڈاکوون کو پناہ دیتے ہین جواہر سنگھ دوبارہ بلوچون پر چڑھا انکے علاقے کے گاؤن جلائے
جب بلوچ لڑنے کو بڑھے تو اپنی سرحد مین آگیا نجیب الدولہ نے پھر سورج مل کو لکھا کہ تم مرد دانا عمر رسیدہ قائم مزاج
اور اپنے عہد پر مستقیم ہو یہ کیا بات ہے کہ میرے تعلقے کے قریب اور میرے متوسلون پر حملہ کیا جاتا ہے سورج مل نے
جواب دیا کہ میرے بیٹے کی مرضی یہ ہے کہ موسیٰ خان کے وطن فرخ نگر مین تھانہ بٹھائے موسےٰ خان سے کہدیجیے کہ کہین دوسری جگہ
اپنا ٹھکانا کرلے ورنہ جان و مال اُس کے برباد ہوجائین گے اور آپ بھی سورج مل فرخ نگر کی طرف راہی ہوا بلوچون نے
نجیب الدولہ کو حال لکھا کہ ہم کمزور آدمی ہین اور جاٹ زبردست ہین آپ جلد ہماری مدد کیجیے بجاے بادشاہ کے اب
آپ ہی ہین کہ اُدھر سورج مل قلعہ فرخ نگر کے قریب جا پہونچا اور مورچہ بندی شروع کی نجیب الدولہ ان دنون بیمار تھا اور
نجیب آباد مین تھا جب اُس نے یہ حال سُنا تو متردد ہوا اور جس وقت نجیب الدولہ کو یہ خبر لگی کہ سورج مل فرخ نگر کے
پاس پہونچ گیا ہے تو نجیب الدولہ دہلی کو روانہ ہوا - تاج محمد خان نے موسیٰ خان کی اس وقت مدد نہ کی - سورج مل کے
پاس بیس ہزار سوار اور بے شمار پیادے اور بڑا توپخانہ تھا توپون کے گولون سے قلعے کی دیوارین سرنگون ہوگئین
موسیٰ خان عاجز ہوکر سورج مل کے پاس حاضر ہوگیا اُس نے ملاقات کے وقت خاطر کی جب اُس کو علیحدہ خیمے مین

ٹھہرنے کو بھیجا تو قید کرادیا اور اُس کی عورتون کو بھی بہلیون مین سوار کرکے لشکر مین بُلا لیا - جواہر سنگھ نے قلعے مین
پہونچ کر تمام مال و اسباب اور سارا توپخانہ اور کل کارخانہ ضبط کرلیا چار دن کے بعد نجیب الدولہ دلی مین پہونچ گیا
اور سورج مل کے پاس پیغام بھیجا کہ تم عمدہ سردار ہو میرے تمھارے درمیان رابطۂ اتحاد ہے اور موسیٰ خان میرا
متوسل تھا تم نے اُس پر ایسی زیادتی کی اور میرا بالکل پاس نہ کیا جو کچھ ہوا ہو قلعہ تمھارے پاس آگیا اب یہ کیجئے
کہ موسیٰ خان اور اُس کے عیال و اطفال کو رہا کردو سورج مل نے جواب مین لکھا کہ میرے اور تمھارے درمیان
عہد تھا اور یہ شخص میرا دشمن ہے تو اس صورت مین گویا تم میرے دشمن ٹھہرے تم کو کیا مناسب ہے کہ میرے دشمن
کے لئے اس قدر کوشش کرتے ہو - یہ تم سے بعید ہے تم نے جو نجیب آباد سے دلی کا قصد کیا ہے اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ مجھ پر حملہ کرنے کا عزم رکھتے ہو اگر یہ مہم جلد نہ سر ہو جاتی تو تم موسیٰ خان کے شریک ہو جاتے قیاس یہی
چاہتا ہے پس اس صورت مین میرے اور آپ کے درمیان وہ عہد و پیمان باقی نہ رہے اور تم سے بدعہدی واقع ہوئی
اب مجھ سے خیر کی توقع رکھنی فضول ہے - یہ جواب پڑھکر نجیب الدولہ بہت گھبرایا اپنے سردارون سے صلاح کی
کہ موسیٰ خان کا کام تو تمام ہو گیا اور اب اُس کا تدارک مجھ سے نہین ہو سکتا اور سورج مل مجھ سے ناخوش ہوتا ہے
پس ایسے زبردست شخص کو دشمن بنانا مناسب نہین دوبارہ پھر سورج مل کے پاس وکیل بھیجے اس عرصے مین
نجیب الدولہ پر حملے کی غرض سے سورج مل دلی سے آٹھ کوس پر کالا پہاڑ کی طرف آگیا تھا وکیلون نے بہت
خوشامد کی مگر سورج مل نے نہ مانا نجیب الدولہ کی بے بسی اور کمزوری پر نظر کرکے یہی جواب دیا کہ نجیب الدولہ سے
خلاف توقع ظہور مین آیا ہے اور میری طرف سے صفائی کی اُمید عبث ہے یہ جو نجیب آباد سے آئے ہین روہیلون کی
قوت پر مغرور ہوئے ہین اس لئے مجھے اُن کی قوت کا ایکبار امتحان ضرور ہے کل لڑائی کے لئے بڑی فجر سوار ہونگا
جمنا کو عبور کرکے غازی الدین نگر پہونچ کر ہینڈن کے کنارے کیمپ قائم کردن گا مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ
روہیلکھنڈ کے آدمی نجیب الدولہ کی کمک کو آرہے ہین گنگا تک پہونچ گئے ہین اول نجیب الدولہ کو زیر کردن گا
پھر آگے کو دیکھا جائے گا اور ہینڈن پر سورج مل نے مقام کیا اور جاٹون نے ہینڈن کو عبور کرکے غازی الدین نگر
کے آس پاس کے تمام دیہات جلا دیئے فقط قلعہ باقی رہا اور اپنے لشکر کے تمام ساز و سامان کو اپنے ملک کی طرف
بھیجدیا دوسرے دن دلی کے قریب کالکا پہاڑی کی طرف آیا جو دلی سے چار کوس ہے نجیب الدولہ یہ خبر سنکر مع فوج
کے سوار ہوکر بلغ خضر آباد مین پہونچ کر کھڑا ہوا اس کی اور سورج مل کی سپاہ مین دو کوس کا فاصلہ تھا سورج مل نے
جمنا کو عبور کرکے پہلے اُس پار ڈیرہ کیا نجیب الدولہ آکر شہر مین داخل ہوا اُس وقت ساگر مل کھتری اور
اپنے خاص خدمتگار شیخ کرم اللہ کو سورج مل کے پاس بھیجا کہ جو کچھ تم نے آج تک کیا وہ بہتر کیا جو کچھ گذرا گذرا
مجھکو معلوم ہے کہ تمام چیزون مین تم مجھپر فوقیت رکھتے ہو سوار اچھے ہین توپخانہ بہتر ہے مضبوط اور زبردست قلعے
بھی تمھارے پاس ہین خزانہ بھی وافر ہے ملک بھی اچھا ہے پس مین تم سے لڑائی کرنی نہین چاہتا تم خواہ نخواہ
زیادتی کر رہے ہو - اب ایسا کرو کہ اپنے ملک کو لوٹ جاؤ تم نے میرے کئی گانون لوٹ لئے ہین ان سب باتون کو

فراموش کرتا ہون آدھی رات کو ساگر مل اور کرم اللہ خدمتگار سورج مل کے پاس سے آئے اور یہ کہا کہ سورج مل کہتا ہے
کہ نواب کو چاہیئے کہ صبح کو ایک مرتبہ میدان مین آکر مقابلہ کرین مین اتنی دور تک تکلیف کر کے آیا ہون تو اب پانچ
کوس بھی تکلیف گوارا نہین کرتے اگر تم صبح کو نہ آؤ گے تو مین خود پیش قدمی کرون گا عصر تک مقابلے مین جنگ کرونگا
بعد عصر کے تمھارے عقب سے حملہ کرون گا اور اس کا جو کچھ نتیجہ ہوگا تم کو ظاہر ہو جائے گا۔ نجیب الدولہ نے یہ جواب پاکر
اپنے تمام سردارون کو جمع کیا اور اُنسے کہا کہ تم نے سورج مل کا جواب سنا نہایت سفلہ پن سے بات کا جواب دیتا ہے
اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اُس کے سر پر قضا کھیل رہی ہے یا میرا وقت آخر آگیا ہے بس لڑائی کے بغیر چارہ نہین
تمام سردارون نے نجیب الدولہ کی رائے پسند کی اور فوراً نقیب کو حکم دیا کہ جاکر سپاہ مین حکم سنا دے کہ پہر بھر رات
باقی رہنے سے سب کی کمر بندی ہو جائے چار گھڑی رات باقی تھی کہ نجیب الدولہ نے دریائے جمنا کو پایاب عبور کیا اور
ہینڈن ندی سے کنارے کی طرف دہلی سے پانچ کوس پر کھڑا ہوا سورج مل نے بھی تمام لشکر تیار کر کے مقابلے کا
ارادہ کیا اور دونون طرف سے گولہ باری ہونے لگی سہ پہر تک یہ حالت رہی بعد اس کے سورج مل نے تمام تو پون اور
فوج اور ہاتھیون کو اسی طرح کھڑا چھوڑا اور خود پانچ ہزار سوار جریدہ لیکر اور دو کوس اوپر کی جانب چلکر ہینڈن کو
عبور کیا اور نجیب الدولہ کے پیچھے سے آکر تین طرف سے لڑائی شروع کر دی اُس کے سوار خوب خوب گولیان مارتے تھے
نجیب الدولہ کی فوج مین تزلزل پیدا ہو گیا شام کا وقت قریب آگیا اور اب سوچنے لگا کہ نجیب الدولہ پر کیسے ٹوٹ پڑے
نجیب الدولہ کی طرف سے سواران مغلیہ و سید محمد خان بلوچ اور جیتا گوجر کا بیٹا گلاب سنگھ اور افضل خان برادر نجیب الدولہ
و عثمان خان اتمان خیل داد شجاعت دے رہے تھے اور لڑائی زور و شور سے جاری تھی کہ عثمان خان گولی کھاکر مارا گیا
اور نجیب الدولہ کے آدمیون نے اس سختی سے جواب دیا کہ سورج مل کے آدمیون کے پاؤن اُکھڑنے لگے اس وقت
سورج مل گھوڑے پر سوار تھا اور بندوق کا سامان کمر مین لگا ہوا تھا اور چھوٹا سا برچھا ہاتھ مین تھا متواتر گولیون کے
زخم سے وہ اور اُس کا گھوڑا گر گیا اور اس کے پاس جو چند خدمتگار اور ایک مسلمان پیرزادہ فتحپور کا رہنے والا شیخ احمد
نام موجود تھے وہ بھی کام آگئے اور چند سوار بھی کام آئے بقیۃ السیف بھاگ نکلے اور جب ان مفرورون کا تعاقب
کیا گیا تو ان سوارون نے کہ خانزادے کی قوم سے تھے بڑی بزدلی کی اکثر اپنے گھوڑے ہینڈن کے کنارے چھوڑ کر جھاؤ کے
جھاڑون مین چھپ گئے اس ہنگامے مین کہ سورج مل کے سپاہیون کا تعاقب ہو رہا تھا سید محمد خان بلوچ جو سیدو کے
نام سے مشہور تھا مفرور دشمنون کے پیچھے جا رہا تھا اُس سے کرم خان رزڑ کے ہمراہی کے ایک روہیلہ سپاہی نے چلا کر کہا
کہ سید محمد خان کہان جاتے ہو سورج مل یہ پڑا ہوا ہے مین اسے پہچانتا ہون چونکہ بلوچون کو سورج مل کے ہاتھ سے
بہت ایذا پہونچی تھی سیدو نے گھوڑے سے اُتر کر کمر سے خنجر نکالا اور دو تین مرتبہ اُس کے پیٹ مین گھسیڑ دیا اور دو تین
سوارون نے تلوارون کے وار کئے جب سیدو نے کہا کہ اس کا سر کاٹ لو تو پانچ چھ آدمیون نے اتنی تلوارین مارین
کہ سر پارہ پارہ ہو گیا ایک سوار کی تلوار بھی ٹوٹ گئی سیدو لوٹ گیا مغلون نے بہت سے گھوڑے پکڑے جو جھاؤ کے
پیڑون مین کھڑے ہوئے تھے سورج مل کی بڑی فوج کہ ابھی تک اس واقعہ سے بے خبر تھی بان اور گولے مار رہی تھی

اور ہاتھی پر نشان بدستور قائم تھا اور نقارہ دھم دھم بج رہا تھا جب سیدو نے واپس آ کر بیان کیا کہ مین سورج مل کو مار آیا تو کسی نے اعتبار نہ کیا بلکہ نجیب الدولہ نے کہا کہ اُس کا مارا جانا آسان کام نہین ہے البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ جو فوج ہماری پشت کی جانب آئی تھی اُس نے شکست کھائی ہوگی اور اُس کا افسر مارا گیا ہوگا یہ جو سپاہ ہمارے سامنے کھڑی ہے اور اس مین سوار بیس ہزار سے کم نہین ہین اور ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ ہے اگر سورج مل مارا گیا ہوتا تو انہین اتنی تاب کہان باقی رہتی یہان تک کہ پہر رات گئے تک سورج مل کی سپاہ تمام کھڑے کھڑے لوٹنے لگی اور آہستہ آہستہ اپنی فرودگاہ کی جانب چلی گئی نجیب الدولہ بھی عین میدان کارزار مین خیمہ کھڑا کرا کے اُس مین داخل ہوگیا دوسرے روز ہرکارے خبر لائے کہ پندرہ پندرہ کوس تک جاٹون کی سپاہ کا کہین نام و نشان نہین۔ نجیب الدولہ نے سید محمد خان سے کہا کہ تم نے سورج مل کو کس مقام پر مارا ہے اسکا نشان بتاؤ سیدو ایک ہاتھ اُس کی لاش سے کاٹ لایا نجیب الدولہ نے ساگرمل و کرم اللہ کو بلا کر کہا کہ تم سورج مل کے پاس گئے تھے وہ کیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے کرم اللہ نے کہا کہ زرد جھینٹ کا انگرکھا تھا جو ہاتھ سید محمد خان لایا تھا دکھایا تو کہا یہی جھینٹ تھی ساگرمل نے ایک بات اور کہی کہ تین سال سے اُس کے ایک ہاتھ مین ناسور تھا اور اب تک وہ موجود ہے مجھے وہ ہاتھ دکھائیے جب دیکھا تو تازہ ناسور کا نشان موجود تھا اس وقت کہ پہر دن باقی تھا یقین ہوا کہ واقع مین سورج مل مارا گیا یہ حادثہ ۱۱۷۷ھ ہجری (مطابق سمت ۱۸۲۰ و ۱۷۶۴ع) مین وقوع مین آیا تھا۔

تیسرے دن نجیب الدولہ کو جواہر سنگھ کے رفع فتنہ و فساد کی غرض سے یہ تدبیر کی کہ سرکھاٹ اور نکوڑ کے درمیان بلم گڑھ سے تین کوس پر جمنا کے اُس پار پہونچ کر گردونواح کے علاقے مین دس دس کوس تک آگے پیچھے تھانے بٹھا دیے۔ قلعون کے سوا جہان جہان سورج مل کے عامل پیشہ آدمی اور سپاہی تھے وہ سب بھاگ گئے تھے پرگنہ چھو روٹیر مین بھی نجیب الدولہ کا عمل دخل ہو گیا وہان معلوم ہوا کہ سورج مل کے مارے جانے کے بعد تین پہر کے عرصے مین جواہر سنگھ کو خبر پہونچ گئی اور وہ فوراً سانڈنی پر سوار ہو کر تمام دن اور نصف شب چلکر ڈیگ مین پہونچ گیا دوسرے مفرور بھی ڈیگ مین پہونچ گئے نجیب الدولہ اس خیال مین تھا کہ جاٹ کی ساری عملداری پر قبضہ کرلے کہ ابتداے ۱۱۷۸ھ ہجری مین اُس کو خبر ملی کہ سکھ جمنا کو عبور کر کے نجیب الدولہ کے علاقے مین گھس گئے ہین جب نجیب الدولہ سکھون کے تدارک کے لئے پہونچا تو وہ ملک کو لوٹ کھسوٹ کر واپس چلے گئے اور نجیب الدولہ دہلی مین آگیا کرنل ٹاڈ نے لکھا ہے کہ سورج مل کے پانچ بیٹون جواہر سنگھ۔ رتن سنگھ۔ نول سنگھ۔ ناہر سنگھ اور رنجیت سنگھ مین سے پہلے دو گرمی ذات کی عورت سے تیسرا مالن سے اور چوتھا اور پانچوان جاٹنی سے پیدا ہوئے تھے سورج مل نے پوس بدی ۱۲ سمت ۱۸۲۰ تک ۸ سال ۲ ماہ ۱۵ دن حکومت کی۔

۴۔ راجہ جواہر سنگھ

سورج مل کی مقتولی کے بعد اُس کی تمام فوج ڈیگ کو بھاگ آئی جہان جواہر سنگھ رئیس ہوا۔ اس نے مسند نشینی کے بعد باپ کا بدلا لینے کی فکر کی اور فوج کے جمع کرنے مین مصروف ہوا اپنی قدیمی فوج کی استمالت کرکے

اُسے مطیع بنایا اور قدیمی سرداروں کی کہ اُس کے مزاج سے وحشت رکھتے تھے تالیف قلوب کی اور ملہار راؤ ہلکر کے پاس کہ کوٹہ و بوندی کے اضلاع مین مقیم تھا روپ رام کٹارہ اپنے معتمد کو بھیجا اور بہت سا روپیہ فوج خرچ مین دینے کا وعدہ کرکے اُس کو شریک بنانا چاہا - ملہار راؤ کا حال یہ تھا کہ اُس نے جیپور کے راجہ مادھو سنگھ کی فوج سے سخت جنگ کی تھی اور خود زخمی ہو گیا تھا اُس نے اس پیغام کو غنیمت جانا اور دل سے قبول کیا اور روپ رام کو جواب دیا کہ بوندی اور جیپور کا معاملہ درپیش ہے اور جیپور کی فوج کو مین نے شکست دی ہے اب کہ جیپور کے قریب مین نے قیام کیا ہے اور راجہ مادھو سنگھ بھاگ کر قلعہ رنتھنبور مین پناہ گزین ہوا ہے مین جو کچھ اُس سے مال اور روپیہ مانگونگا وہ احسان مان کر مجھے دے گا اور مین نے نجیب الدولہ کو بیٹا بنایا ہے جس نے مجھکو یہ لکھا ہے کہ سورج مل کے مارے جانے مین مین نے کوشش نہین کی تھی خواہ نخواہ اُس نے مجھپر فوج کشی کی اور میرے علاقے کو برباد کر دیا اور اُس نے بلوچون پر ایسا سخت ظلم کیا کہ کسی مذہب مین روا نہین اُسی کے واسطے جو کچھ تعفاوت ہونے چاہا تھا وہ پورا ہوا اور اُس کے مقتول ہونے کے بعد مین نے نہ اُس کے بیٹے سے تعرض کیا نہ اُس کے ملک پر ہاتھ ڈالا اور مین اُس سے دوستی کا خواہان ہون پس اگر کوئی غرض کو دوسرے طور پر اس واقعہ کو آپ تک پہونچائے اور اظہار دوستی کرکے میرے برخلاف آپ کو آمادہ کرے تو میرے تعلقات قدیمہ کا خیال کرکے اُس کی بات قبول نکی جائے اس صورت مین اگر مین جواہر سنگھ کی بات مانتا ہون تو جیپور کا معاملہ ہاتھ سے جاتا ہے اور نجیب الدولہ کہ ہندوستان مین میرا متوسل ہے اُس سے مخالفت عنقریب ہوتی ہے تیسرے نجیب الدولہ کی مہم سخت کام ہے لیکن جواہر سنگھ کی بے کسی اور یتیمی پر خیال کرکے مین اُس کی شرکت کرونگا اور تمام فوائد کو چھوڑ دونگا لیکن میری فوج مدت سے بھوکی ہے اس کا پیٹ پہلے بھر دینا چاہیئے روپ رام نے سب باتین قبول کین اور جواہر سنگھ کے پاس آگیا جواہر سنگھ نے سکھون کو بھی لکھا اور اُنکو اپنی رفاقت پر آمادہ کیا بیس دن کے عرصے مین اِن سب معاملات کی درستی اور اپنی فوج کی آراستگی سے فرصت پاکر تمام مددگارون کی سپاہ اور اپنی فوج کو کہ قریب تیس ہزار کے سوار اور پچاس ہزار کے قریب پیادے جمع ہو گئے تھے اور بڑا توپخانہ تھا لیکر ۱۱۸۰ہجری مین دلی کی طرف کوچ کیا - اور خضر آباد کے باغ کے قریب پہونچ کر مورچے بنائے ابھی ملہار راؤ نہین پہونچا تھا نجیب الدولہ نے خیال کیا کہ دو دن کے بعد ملہار راؤ بھی اِن مین مل جائیگا اُس وقت کام مشکل ہو جانے کا دشمن کی قوت بڑھ جائے گی بہتر یہ ہے کہ ابھی سوار ہوکر جواہر سنگھ سے لڑائی شروع کر دی جائے اور اُس کو بھگا دیا جائے چنانچہ صبح کو سوار ہوکر خضر آباد تک پہونچا جواہر سنگھ نے اپنے ساتھیون سے کہا کہ مین نے ملہار راؤ کو بہت سا روپیہ دیا ہے کل وہ بھی پہونچ جائے گا تنہا لڑنا مناسب نہین اور خود سوار ہوکر مورچے کے درمیان مین کھڑا ہو گیا اور تمام لشکر مرتب ہوکر حکم کا منتظر رہا سہ پہر تک نجیب الدولہ نے دیکھا کہ جواہر سنگھ لڑائی کا قصد نہین کرتا لوٹ گیا دوسرے دن ملہار راؤ بھی بیس ہزار سوارون کے ساتھ جاٹ کے لشکر مین پہونچ گیا عماد الملک بھی جواہر سنگھ کے لشکر مین پہلے سے موجود تھا ملہار راؤ نے نجیب الدولہ کو لکھا کہ میرے اور تمھارے درمیان جو عہد و پیمان ہے وہ بدستور قائم ہے اندنون میری سپاہ بھوکی ہے اور تم جانتے ہو

کہ جاٹ کا خزانہ بھرا ہوا ہے پس مجھے اجازت دیجئے کہ تھوڑے دنون تک اس کو راضی کر کے روپیہ اس سے وصول
کرون اور لڑائی کے معاملے کو بین طول مین ڈال دون گا نجیب الدولہ نے جواب لکھا کہ جس مین تمھارے بہبودی ہے
مین اُس امر سے راضی ہون تیسرے دن جواہر سنگھ نے کوچ کر کے پرانے قلعے کے مقابل کہ دریا کے کنارے ہے
مع ملہار راؤ کے مقام کیا اور نجیب الدولہ سے مقابلے کے لئے سوار ہوا نجیب الدولہ نے بلند باغ مین کہ قلعے کے
تلے ہے خیمہ کھڑا کرایا اور جمنا پر پل بندھوایا اور پل کے پاس ایک گز اونچی دیوار بنوا کر اُس کی پناہ مین توپین
اور دو سو روہیلے بٹھائے تاکہ دوآبے کے ملک سے رسد پہونچتی رہے اور خود قمر الدین خان کی حویلی مین ٹھہرا اور
تمام لشکر نے دریا کی طرف حویلیون کے تلے اپنے لئے فرودگاہ مقرر کی اور جواہر سنگھ کے لشکر کی طرف کہ جنوبی جانب تھا
خندق برج شہر پناہ سے دریا تک کھودی اور توپین قرینے سے جما کر مورچون مین مقابلے کو آمادہ ہوئے جواہر سنگھ
خود سوار ہو کر مع تمام فوج کے قلعہ کہنہ کے تلے گیا اور ملہار راؤ کو پیام دیا کہ آ کر لڑائی مین شریک ہو کہ آج کی ساعت
حملہ آوری کے لئے اچھی ہے دوپہر تک اُس نے کچھ جواب نہ دیا دوپہر کے بعد سوار ہو کر آپ تو قلعہ شیر شاہی مین کھڑا
ہو گیا اور اپنے پوتے بال جیو راؤ کو تمام فوج کے ساتھ جواہر سنگھ کے لشکر کے پاس بھیجدیا جواہر سنگھ نے جب مرہٹون کو
اپنے پیچھے سے آتے دیکھا تو خود پیش قدمی کر کے فیروز شاہ کے قلعے تک پہونچ گیا - اب ملہار راؤ نے بال جیو راؤ کو
حکم بھیجا کہ اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھے اس عرصے مین نجیب الدولہ کے مورچے سے توپین چلنے لگین اس طرف سے
جاٹ اور ملہار راؤ کا توپخانہ آتش فشانی کرنے لگا - جواہر سنگھ نے ملہار راؤ کو کہلا بھیجا کہ ذرا آگے بڑھ آئیے مین حملہ
کرتا ہون لیکن وہ اپنی جگہ پر قائم رہا اور یہ جواب کہلا بھیجا کہ ابھی تک پرانے قلعے مین دشمن کے آدمی موجود ہین
انکو پیچھے چھوڑ کر پیش قدمی کرنا نامناسب ہے اگر ہم لڑنے لگین تو یہ پیچھے سے ہمکو صدمہ پہونچاوینگے اُس وقت
مشکل ہو جائے گی اول فکر قلعے کے لینے کی کیجائے بعد اُسکے آگے بڑھنے کی فکر کرنی چاہیے جواہر سنگھ نے یہ جواب
سنکر کہا کہ اگرچہ صوبہ دار بڑے ہین اور مین نے اُنکی قوت کے بھروسے پر لڑائی کا ارادہ کیا ہے لیکن جنگ نجیب الدولہ
اور مجھ مین ہے اس بات کو سنکر عماد الملک کے ایک رفیق مہدی قلی خان نے یہ بات ملہار راؤ سے کہدی وہ
بہت خفا ہوا - روپ رام کٹارہ جو جواہر سنگھ اور ملہار راؤ مین متوسط تھا مہدی قلی خان کو جھٹلانے لگا کہ جواہر سنگھ نے
ہرگز ایسا نہ کہا ہوگا اور مہدی قلی خان کو سخت و سست باتین کہنے لگا مہدی قلی خان نے بھی اُسے بُرا بھلا کہا -
اس وقت عماد الملک اور ملہار راؤ کہ دونون ہاتھون پر تھے انکی باتین سُنتے رہے اور وہ دونون بھی ہاتھیون پر
سوار تھے شام تک سواری کھڑی رہی اور توپون سے لڑائی ہوتی رہی - جواہر سنگھ نے خیال کیا کہ نجیب الدولہ نے
بڑی خندق کھدوا کر جمنا کا پانی اُس مین بھر دیا ہے اور مرہٹے یورش کرنے پر آمادہ نہین ایسی تدبیر کی جائے کہ تھوڑے سے
آدمی جمنا کو عبور کر کے مشرق کی طرف سے جائین اور وہان جو تھوڑے سے سوار نجیب الدولہ کی طرف سے حفاظت کو
کھڑے ہون گے اُنکو بھگا کر بے محابا پل پر پہونچ جائین اور پل کے پاس جو ایک گز اونچی دیوار ہے اور دو سو
روہیلے اُس کی پناہ مین پل کی حفاظت کرتے ہین اُنکو بھگا کر مورچون مین گھس جائین چنانچہ اپنے سالے

بلرام فوجدار کو مع اپنے مرشد کشن مہنت بیراگی اور سوای رام راٹھور جودھپوری کے الی گھاٹ سے جو پُرانے قلعے
کے محاذی ہے آٹھ ہزار سوار دیکر جمنا کے اُس پار بھیجا کہ مشرق کی جانب سے پُل کے راستے سے پہونچین اور جواہر سنگھ نے
آپ قلعہ فیروز شاہ سے گذر کر نجیب الدولہ کے مورچے کے سامنے کھڑا ہو کر توپون کی لڑائی شروع کی جس سردار نے
جمنا کو عبور کیا تھا اُس نے ادل پٹ پٹ گنج کو برباد کر دیا اور لاکھون روپے کا غلہ تباہ کیا پانسو مغل سوار نجیب الدولہ
کی جانب سے شاہ درے کے پاس چوکی پہرے کو کھڑے تھے اُنھون نے دور سے دشمن کے سوارون کی دھول اڑتے
دیکھ کر پیش قدمی کی نصر خان ایرانی چھ سو سوارون کے ساتھ مغلان تورانی کی کمک کو پہونچا اور مغلیہ سوارون
اور جاٹون کے سوارون کے درمیان حائل ہوگیا جواہر سنگھ کے سوارون نے مغلون پر ایسا حملہ کیا کہ وہ بھاگ کھڑے
ہوئے نجیب الدولہ ایک برج پر جو مٹی سے بنایا تھا بیٹھا دوربین سے دیکھ رہا تھا اُسے معلوم ہوا کہ سامنے سے قریب پچاس
ہزار کے سوار مع فیلون اور نشانون کے آکر قریب پہونچ گئے ہین اور پیچھے سے یہ حال واقع ہوا ہے اُس نے آدمی
پُل پر بھیج کر علی محمد کو جس کے حوالے پل کا مورچہ تھا کہلا یا کہ اپنے مورچے سے خبردار رہے اور اپنے بیٹے ضابطہ خان کو
کہا کہ یہ نالائق آدمی ذرا دلیری نہین دکھاتے بھاگتے چلے آتے ہین اگر دشمن کی یہ تمام فوج تعاقب کر کے پُل کو لے لیگی
تو کام مشکل ہوجائیگا تم اپنے رسالے مین سے پانسو پیادے کشتیون کے ذریعے سے اور پانسو سوار بھیجو کہ دشمن
کے سوارون کا مقابلہ کرین چنانچہ چار کشتیون مین پیادہ روہیلے سوار ہو کر گئے اور سوار بھی نوبت خان بڑزئی اور
سرفراز خان گوجر کی ماتحتی مین جا پہونچے جب دشمن کے سوارون نے دیکھا کہ یہ تھوڑے سے آدمی ایک طرف سے
آتے ہین تو اُنھون نے انکی طرف توجہ کی پیادہ روہیلے تھوڑی سی نشیبی زمین مین بیٹھ گئے جب دشمن کے سوار انکی
طرف آئے تو یکبارگی سب نے باڑھ ماری پہلی باڑھ مین بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے اور دوسری باڑھ کھا کر
سب پیچھے کو بھاگ گئے سوای رام جس کے ساتھ ڈیڑھ سو راٹھور سوار تھے گھوڑے سے اُتر پڑا ضابطہ خان کے
سوار بھی گھوڑے سے اُترے اور شمشیر بدست مقابل ہوئے سوای رام مع تمام راجپوتون کے مارا گیا دوسرے سردار
یعنی بلرام اور کشن مہنت بھاگ نکلے اور روہیلون نے انکا تعاقب کیا جو مغل سوار پہلے بھاگ گئے تھے وہ بھی آکر
شامل ہوگئے جواہر سنگھ اس وقت گھوڑے پر سوار دریائے جمنا کے کنارے کھڑا یہ حال دیکھ رہا تھا کہ اُس کے بھاگے ہوئے
سوار بے تحاشا چلے آتے ہین اپنے چچا زاد بھائی بہادر سنگھ سے کہا کہ تو سوار ہو کر دریا کے کنارے پہونچ جا اور ان بھگوڑون کو
دریا پار ہو کر لشکر مین نہ آنے دینا چنانچہ وہ دریا کے کنارے اپنی جمعیت کے ساتھ پہونچ گیا اور اُترنے کی جگہ تلاش کرنے لگا
لیکن تمام وہ سوار جو دریا کے اُس پار گئے تھے متفرق ہو کے دور دراز کے گھاٹون سے عبور کر کے لشکر مین پہونچ گئے
بہادر سنگھ سے سامنا اُنکا نہوا اگر مہنت اور بلرام کے تھوڑے سے آدمی لڑتے بھڑتے آہستہ آہستہ بھاگتے تھے اب ان
بہت کم رہ گیا تھا جواہر سنگھ دیکھکر کہنے لگا کہ روہیلے دلیرانہ تعاقب کر رہے ہین اور ہمارے آدمی ذرا استادگی نہین دکھاتے
بہتر یہ ہے کہ مین خود گھوڑا دریا مین ڈالدون عماد الملک جواہر سنگھ کے پیچھے پچاس قدم کے فاصلے سے کھڑا تھا اُس نے
جواہر سنگھ کو اس ارادے سے روکا۔ جواہر سنگھ نے امراؤ گر گوسائین کو کہ دس ہزار ناگون کا افسر تھا اور وہ مشرق کی طرف آکر

جواہر سنگھ کے ہان نوکر ہو گیا تھا اور اس وقت وہ جواہر سنگھ کے آگے کھڑا ہوا تھا) کہا کہ اگر تم دریا کو عبور کرو تو میرے نزدیک بہتر ہے گوشائین نے ہمت مردانہ دکھائی اور اُس نے اپنے چھ سات سو ہمراہیون کے ساتھ دریا مین گھوڑا ڈال دیا اتفاقاً پایاب اُنکے ہاتھ آگیا یہ جمنا کو اُتر کر عین لڑائی مین پہونچ گئے مندھا بیگ نامی مغل بچہ جو گشائین کے ساتھ تھا شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیکر روہیلون کے سامنے جا پہونچا اس کے ساتھ کے پندرہ آدمی زخمی ہوئے اور دو مارے گئے چند روہیلے بھی زخمی ہوئے اور تین مارے گئے جب شام ہو گئی تو نجیب الدولہ کی فوج لوٹ گئی اور گشائین بھی جواہر سنگھ کے حکم سے لوٹ آیا رات کو جواہر سنگھ کے آدمی مشعلین روشن کئے دریا کے کنارے پر کھڑے رہے تاکہ فوج کے آدمی اطمینان اور آسانی سے عبور کر کے چلے آئین گشائین کے پہونچتے ہی جواہر سنگھ اُس کو اپنے ساتھ ہاتھی کے حوضے مین بٹھا کر زخمی گوشائیون کے جائے قیام پر گیا اور اُنکی دلدہی کی۔ صبح کو یہ قرار پایا کہ اس پار سے پوری کوشش نہین ہو سکتی لہذا اُس پار پہونچ کر توپون کو جمنا کے کنارے قلعے کے مقابلے مین لگانا چاہئے کیونکہ اُدھر کوئی دیوار نہین ہے گولے نجیب الدولہ کے تمام لشکر مین گرینگے اس قرارداد کے موافق جاٹون اور مرہٹون کے لشکر نے جمنا کو عبور کیا اور تمام شاہ درے کو برباد کر دیا اور رعایا کی ناموس بگاڑی اُدھر سے قلعے مین بھی گولے گرنے لگے اور شہر کے آدمی بھی ضائع ہونے لگے پندرہ روز تک اسی طرح جنگ جاری رہی پچھلے دن مین ملہار راؤ اور جواہر سنگھ بھی سوار ہو کر توپون کو دریا کے کنارے لگا کر گولے مارتے تھے اور شام کو مع توپون کے لوٹ جاتے تھے۔

جن سکھون کو جواہر سنگھ نے اپنی مدد پر بلایا تھا وہ بھی قریب پہونچ گئے۔ دریاے جمنا سے گنگا کے کنارے تک تمام ملک جاٹون اور سکھون کے تصرف مین آگیا اور بعض بعض مقامون پر اُنھون نے تھانے بھی بٹھا دیے جب سکھ قریب پہونچ گئے تو جواہر سنگھ جمنا کو عبور کر کے اُنسے ملنے کو گیا لیکن اُنکی صحبت اچھی واقع نہوئی جواہر سنگھ کے خاص حقے کو مجلس مین نہ آنے دیا اور حقہ بردار کو گالیان دیکر نکال دیا اور سو سے زیادہ سردارون سے جواہر سنگھ کو ملنا پڑا مجلس کی نشست بھی بے طور تھی اور سکھ جب اپنے مراسم ادا کرنے لگے تو اُس وقت یہ کہنے لگے کہ جواہر سنگھ خالصہ جی کی پناہ مین آیا ہے اور نانک شاہی سکھ ہو گیا ہے اور اپنے باپ کے خون کی داد چاہتا ہے جواہر سنگھ پر یہ صحبت شاق گذری چونکہ اُس کا مطلب اُنسے متعلق تھا بہت کچھ برداشت کی اور یہ قرار پایا کہ سکھ شمال کی طرف سے لڑائی شروع کرین جواہر سنگھ اور مرہٹے مشرق کی طرف سے لڑتے رہین اور مغرب کی طرف سکھ سوار دھاوے کر کے رسد شہر مین نہ پہونچنے دین بیس روز تک اس طرح لڑائی ہوتی رہی۔

جواہر سنگھ نے اندنون اپنے ملک مین غلے کا محصول معاف کر دیا جس سے غلہ بڑی افراط اور ارزانی سے آگیا اور سپاہی کے ایک روپے کی جگہ چار آنے خرچ ہونے لگے اور باوجود ویرانی ملک کے جاٹ کے ملک سے غلہ بڑی افراط کے ساتھ آتا تھا مرہٹون کی فوج جو نہایت بھوکی تھی اُنھون نے اپنے گھوڑون کو خوب فربہ کر لیا چار مہینے اسی طرح گذرے دہلی مین غلے کی کمی بہت تھی بلکہ غربا اہل عیال کو لیکو پل کے ذریعہ سے شہر سے نکالکر جاٹ کے لشکر مین جاتے اور وہان سے ملک مین نکل جاتے۔ نجیب الدولہ کے لشکر مین بھی بہت تنگی پیدا ہو گئی سپاہیون کے پاس کچھ بھی نہ

ہر روز سکھ سوار ہو کر یعقوب علی خان کے باغ سے قریب اور دریا کے کنارے کی حویلیوں میں پہونچکر لڑتے اور چاہتے تھے
کہ شہر پناہ کی طرف آئیں لیکن نجیب الدولہ کے آدمی اُنکو بڑھنے نہیں دیتے تھے ایک دن دو گھڑی رات تک بندوق
کی خوب جنگ ہوئی روہیلہ پیادے تاک تاک کر گولیاں لگاتے تھے جہان سکھوں کے سواروں کے غول دیکھتے اُنپر
باڑھ مارتے جس سے وہ پریشان ہو جاتے چند جا جنگ جاری تھی ایک دن ایک سکھ سردار کے جس کا ساز چاندی کا تھا
گولی لگی وہ گھوڑے سے گر گیا سکھوں نے اُس کی لاش اُٹھانا چاہی پیادہ روہیلوں نے سامان کے لالچ سے
لاش نہ اُٹھانے دی خوب لڑائی ہوئی تین روہیلے مارے گئے اور سات زخمی ہوئے سکھ بھی بہت سے مارے گئے
آخرکار روہیلوں نے لاش پر قبضہ کر لیا ہزار روپے کی اشرفیوں کی ہمیانی کمر سے نکلی ایک ماہ تک اسی طرح لڑتے رہے
سہ پہر کو نجیب الدولہ شہر سے نکلتا سکھوں کی مدد جواہر سنگھ کی فوج بھی کرتی مغرب کے بعد اپنے اپنے لشکر میں لوٹ جاتے
مشرق کی طرف ملہار راؤ اور جواہر سنگھ کا توپخانہ لگا ہوا تھا نجیب الدولہ کا توپخانہ بھی خوب جواب دے رہا تھا
عوض بیگ نجیب الدولہ کے لشکر میں گولہ اندازوں کا افسر تھا ایک دن اس کا گھوڑا گولے سے مارا گیا دوسرے روز
اُس نے توپ پر بیٹھ کر جواہر سنگھ کے نشان بردار ہاتھی کے تاک کر ایسا گولہ مارا کہ اُسکے سر میں بیٹھ کر حلق میں اُتر گیا
فیل تکلیف سے چاروں طرف بھاگنے لگا جواہر سنگھ لڑائی کے طول سے نہایت تنگ ہو گیا کہتا تھا کہ مرہٹوں نے
میرا بڑا روپیہ کھا لیا اور لڑائی پر تن دہی نہیں کرتے گوشائیں نے اُس سے کہا کہ آج میں مع ناگوں کے جاتا ہوں
اور دیکھئے کیسا کام کرتا ہوں چنانچہ تمام ناگے اور جواہر سنگھ کے آدمی سردار گوشائیں کے ساتھ پایاب عبور کر کے
حفیظ اللہ خان کی حویلی میں چلے گئے اور یہاں جماؤ کر کے جوق جوق باہر نکلتے اور بندوق اور بان مارتے ان کی
پشت پر سوار ہوتے نجیب الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی اِدھر آ کر دیکھا تو بان بارش کی طرح برستے نظر آئے اور ناگے جنکے
پاس بندوقیں تھیں قریب پہونچ گئے تھے انکے پیچھے سواروں کی فوج تھی۔ نواب نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ یہ وقت
پیش قدمی کا نہیں کیونکہ مفت ضائع ہو جاؤ گے پھر بھی بہت سے مسلمان زخمی ہوئے آخرکار سعادت خان آفریدی
دھاوا کر کے ناگوں کے سر پر پہونچ گیا دس بیس ناگوں نے [illegible] ہوتے ہی کل بھاگ نکلے اس اثنا میں
مغلوں کی اور نصیر خان ایلاقی کی جمعیتیں دوسری طرف سے [illegible] پہنچیں اور حفیظ اللہ خان کی حویلی میں جو ناگے تھے
اُنکو نکلنا مشکل ہو گیا چاروں طرف سے پیادے روک رہے تھے [illegible] اور ناگے تمام بھاگ گئے گوشائیوں کے اور جواہر سنگھ
کے سواروں کی اب نوبت پہونچی جنکو روہیلوں نے بانوں کا نشانہ بنا لیا۔ بہزار خرابی افتان وخیزان تمام ناگے گوشائیں
اور سوار نکلکر جاٹ کے لشکر میں پہونچ گئے کیونکہ اندھیرا پڑ گیا تھا اسلئے انکو دشمن کی آنکھ بچا کر نکلجانیکا موقع مل گیا۔
جب جواہر سنگھ نے دیکھا کہ نہ سکھوں کی مدد سے کام نکلا نہ مرہٹوں کی اعانت سے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوا
نہ ناگوں نے کام دیا تب اُس نے یہ ارادہ کیا کہ خود حملہ آور ہو اول عماد الملک کے پاس گیا اور کہا کہ آپ بزرگ اور
سرگروہ ہندوستان ہیں اور ملہار راؤ کا مزاج آپ کے ہاتھ میں ہے اور نجیب الدولہ آپ کا ایک نوکر تھا اُس نے اس قدر
ترقی کی اور آپ کو بے دخل کر دیا اور سلطنت کا مالک بن گیا۔ میرے باپ نے آپ کو اپنے یہاں رکھا اور میں نے

باپ کے خون پر کمر باندھی ہے آپ سے مین سوگند کے ساتھ وعدہ کرتا ہون کہ شایستہ خدمات بجا لاؤن گا ملہار راؤ
کو بہت سا روپیہ دیا اور سکھون کے روزمرہ کے خرچ سے علیحدہ زیر بار ہو رہا ہون اور پچاس ہزار سوار اور پیادے
میری ذات کے نوکر ہین اگر آپ اور ملہار راؤ توجہ کرین تو کام نکلے عماد الملک نے اُس کی خواہش کے موافق ظاہری
جواب دیئے لیکن باطن مین وہ اُس سے کئی وجہ سے کبیدہ تھا (۱) جواہر سنگھ تخت پر اُس کے سامنے سوار ہوتا اور یہ
امر عماد الملک پر بے حد گران تھا (۲) چاہتا تھا کہ فتح یاب ہو کر دلی پر اپنا قبضہ رکھے - اس وجہ سے ملہار راؤ بھی دل مین
خفا تھا دونون نے دل مین پختہ ارادہ کر لیا کہ نجیب الدولہ ہی کو قائم رکھنا چاہیئے اور جواہر سنگھ کی کامیابی آئندہ کے لئے
بہتر نہین ہے کہ بہت زور پکڑ لے گا اس لئے دونون نے یہ تجویز کیا کہ کسی معتبر شخص کو مخفی نجیب الدولہ کے پاس سوال
وجواب کے لئے بھیجین چنانچہ نورالدین حسین خان فخری جو عماد الملک کا رفیق تھا اس رسالت کے لئے تجویز ہوا اگر
اس وقت شہر مین داخلہ سخت مشکل تھا کہ متخاصمین اُدھر کسی کو جانے نہ دیتے تھے اگر سوار ہوتا تو روہیلے گولی کا
نشانہ بناتے اور غریب ہوتا تو گوشائین اُس طرف جانے نہ دیتے اور کہتے کہ وہان تو قحط ہے تو کس خیال سے جاتا ہے
اور اگر نامی آدمی جانے کا قصد کرتا تو جواہر سنگھ فوراً مروا دیتا لیکن دونون سردارون کی خوشنودی کے لئے رات کے
وقت نورالدین حسین خان نے ہمراہ اُن پیادون کے کہ گڑھی خضر آباد مین تھے تین کوس پیادہ پا چلکر ایک نیمہ اور
ٹوپی کے ساتھ دریاے جمنا کا عبور کیا جب گڑھی کے قریب پہونچا دروازے سے باہر مع ایک رفیق کے مکانون مین
داخل ہوا ابھی دو گھڑی رات باقی تھی کہ درگاہ سلطان المشائخ کی طرف راہی ہوا گھڑی بھر دن چڑھے وہان پہونچا
اور درگاہ مین چھپا رہا یہان سے نجیب الدولہ کو خبر بھیجی دہان سے شہر پناہ کے اندر تک آنا دشوار تھا خدا پر توکل کرکے
شہر مین آیا دن بھر ایک دوست کے مکان مین چھپا رہا رات کو نجیب الدولہ سے ملا اور تمام حال بیان کیا نجیب الدولہ نے
کہا کہ مین نے خود سنا ہے کہ نواب وزیر نے ملہار راؤ سے میری بڑی سفارش کی ہے مین قدیم سے اُنکا رفیق تھا اور اب
بھی اُنکو اپنا خداوند جانتا ہون اور عرضی لکھکر دی نورالدین حسین نے نجیب الدولہ سے کہا کہ آپ اپنے آدمیون سے
فرمادین کہ وہ مورچون سے نکل جانے دین جب پل سے گذر گیا تو اُن مساکین مین ملکر جو بھوک کے مارے شہر سے بھاگ کر
لشکر مین آتے تھے اپنے لشکر مین پہونچا تمام کیفیت نواب وزیر سے ظاہر کی وہ بہت خوش ہوا صبح کو جواہر سنگھ نے اپنی
فوج لیکر جمنا کو عبور کیا اُس طرف سے نجیب الدولہ نکلا اور فیروز شاہ کی لاٹ کے پاس بیٹھ گیا بادشاہی رمنے مین خوب
جنگ واقع ہوئی عماد الملک اور ملہار راؤ دریا کے کنارے پر سے دیکھتے تھے رات کو جواہر سنگھ لوٹ گیا - جواہر سنگھ کے
آدمی اُس سے کہتے تھے کہ تم جلدی کس لئے کرتے ہو محصورین تک رسد غلہ پہونچنے کی بندش ہو گئی ہے نجیب الدولہ
خود بخود ہلاک ہو جائے گا اگر مجبور ہو کر میدان مین آیا تو ہم لوگ کام تمام کر دینگے کہ یکایک ۱۱۸۰ھ ہجری مین خبر پہونچی
کہ احمد شاہ ابدالی پشاور مین پہونچ گیا ہے اٹک کے عبور کا ارادہ رکھتا ہے ملہار راؤ نے عماد الملک سے کہا کہ اب میرا
یہان رہنا صلاح نہین ہے اور دوسرے دن صبح کے وقت اپنے اہل وعیال کو عماد الملک کے اہل وعیال کے ساتھ
اکبر آباد کی طرف بھیجدیا جب جواہر سنگھ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے سبب پوچھا اور کہا کہ نجیب الدولہ کا کام قریب الاختتام ہے

یہ حرکت کیون کرتے ہو ملہار راؤ نے کہا کہ تم کو کیا خبر ہے احمد شاہ ابدالی پہونچنے والا ہے جب وہ پہونچ گیا تو تم سے اور مجھ سے کچھ نہو سکے گا بہتر یہ ہے کہ بالفعل صلح کا نام کرکے اپنے اپنے وطنون کو لوٹ چلین پھر دیکھا جائیگا اب دوبارہ علانیہ عماد الملک نے نور الدین حسین خان کو نجیب الدولہ کے پاس بھیجا اور جواہر سنگھ کا وکیل روپ رام کٹارا ملہار راؤ کی راے سے ساتھ گیا اور صلح کے سوال وجواب ہوئے نور الدین حسین نے قرآن پر نجیب الدولہ سے یہ لکھا لیا کہ نواب عماد الملک کے ساتھ ہمیشہ کو اخلاص ویک جہتی رکھونگا اور یہ قرآن وہ عماد الملک کے پاس لے آیا۔ ہر چند جواہر سنگھ کی مرضی بالکل صلح کی نہ تھی مجبوراً ملہار راؤ کی راے کے مطابق قبول کر لیا ملہار راؤ نے نجیب الدولہ کو ممنون احسان کیا اور جب دیکھا کہ تیزی کے ساتھ شاہ درانی بڑھا چلا آتا ہے تو ایک دن مقرر کرکے خود جا کر نجیب الدولہ کو جواہر سنگھ کے خیمے مین لے آیا۔ یہان تو اضعات کی رسم عمل مین آئی تیسرے دن نواب عماد الملک نجیب الدولہ سے ملنے گیا جبکہ جمنا کو عبور کیا تو نجیب الدولہ اپنی فرودگاہ سے جو بلند باغ مین تھی پالکی مین سوار ہو کر نکلا اور آکر سلام کیا نجیب الدولہ کے ساتھ ہاتھی نہ تھا اور عماد الملک ہاتھی کی عماری مین سوار تھا اور ملہار راؤ ساتھ تھا عماد الملک نے نجیب الدولہ کو اپنے ساتھ بٹھا لیا اور وہ ہاتھی نجیب الدولہ کو دیدیا جب خیمے پر پہونچے تو وہان رسم ضیافت وتحفہ تحائف اور گھوڑے ہاتھی اور جواہر کی ادا ہوئی عماد الملک کے سب ہمراہیون کی بھی عطر وغیرہ سے تواضع ہوئی اور جمعہ کی نماز کو دونون ایک ہاتھی پر بیٹھ کر ساتھ گئے اور عماد الملک کی مرضی کے مطابق شاہ عالم کا نام خطبے مین نہ پڑھوایا گیا اکبر سے صرف محمد شاہ تک بادشاہون کے نام لئے گئے۔

احمد شاہ کے جب لاہور مین پہونچ جانے کی خبر آئی تو جواہر سنگھ اور ملہار راؤ اور سکھون کے حواس بگڑ گئے اور سب بے پوچھے دہلی سے روانہ ہو گئے عماد الملک ملہار راؤ کے ساتھ انوپ شہر کی طرف سے بنگش کے ملک کو روانہ ہوا اور جواہر سنگھ اپنی قلمرو مین چلا آیا احمد شاہ کے خطوط نجیب الدولہ کے پاس پہونچتے تھے کہ عنقریب ہم تیس ہزار سوارون کے ساتھ پہونچنے والے ہین تم کفار سے دل مین ذرا خوف نرکھنا تاہم اُنپر جہاد کرینگے کہ اس اثنا مین احمد شاہ کو یہ خبر پہونچی کہ نجیب الدولہ نے ڈر کر جاٹ اور مرہٹون سے صلح کرلی اور وہ اپنے وطنون کو معاودت کرنے والے ہین بادشاہ جلدی کرکے دو روز مین سرہند پہونچا اور دو روز مین میدان مصطفے آباد مین آگیا یہ جگہ دلی سے ساٹھ کوس ہے اُسے یہان آکر معلوم ہوا کہ صلح مکمل ہو کر مرہٹے اور جاٹ اپنے اپنے وطن کو لوٹ گئے اس خبر سے بے حد دل شکستہ ہو کر قندھار کو مراجعت کی

اس کے چھوٹے بھائی ناہر سنگھ نے جاٹ قوم کی عورت سے پیدا ہونے کے سبب راج کا دعوی کیا تھا

جو شکست پاکر پریشان پھرتا ہوا جیپور مین مرگیا سمت ۱۸۲۴ مطابق ۱۷۶۸ء مین جواہر سنگھ پشکر اشنان کو جا کر وہان مہاراجہ بجے سنگھ راٹھوڑ والی جودھپور سے پگڑی بدل بھائی بنا اور واپسی کے وقت جیپور والون نے اُس کو اپنے علاقے مین ہو کر لوٹنے ندینا چاہا تو وہ روکنے والی فوج سے لڑکر بھرتپور چلا آیا اس نے پرگنہ کامہ جو راج جیپور کے متعلق تھا دبا لیا سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ لوگ چونکہ اس کے مزاج سے ناخوش تھے اس لئے اُس کے قتل پر ایک شخص کو مقرر کیا چنانچہ دوسرے برس قلعہ آگرہ کی سیر کرتا ہوا اُس شخص کے تلوار مارنے سے زخمی ہو کر ساون سدی ۵ سمت ۱۸۲۵ کو مرگیا ۸ سال ۷ ماہ ۷ دن

حکومت کی اور اُس کا دوسرا بھائی رتن سنگھ [illegible]

رتن سنگھ

یہ سات مہینہ ۲۰ دن راج کرنے کے بعد ایک [illegible] برہمن کے ہاتھ سے قتل ہوا جیسا کہ تواریخ میں لکھا ہے کہ یہ شخص عینین یعنی نامرد تھا اس کو رجولیت کی دوائی [illegible] اکثر رہتی تھی کسی براگی نے دوا کے حیلے سے حاضر ہوکر خوب روپیہ حاصل کیا جب اُس کے فریب کا راز کھلنے لگا تو سمجھا کہ اب مقرر مارا جاؤں گا لہذا تیاری دوا کے بہانے سے خلوت کی اور رتن سنگھ کو تنہائی میں چیت سُدی ۵ سمت ۱۸۲۶ کو مار ڈالا اور چاہا کہ نکل جائے مگر نکلنے کے وقت مارا گیا۔ جواہر سنگھ کا بیٹا کیسری سنگھ وارث مانا گیا۔

۵- راجہ کیسری سنگھ

یہ اپنے چچا کے بعد دو برس کی عمر میں گدی پر بٹھایا گیا اس کا ایک چچا نول سنگھ دیوان ہوا اور دوسرے رنجیت سنگھ نے راج کا دعوے کیا لڑائی ہونے کے بعد نول سنگھ نے رنجیت سنگھ کے مددگار مرہٹوں کو کروڑ روپیہ اس شرط پر دینا قبول کیا کہ وہ بھرت پور چھوڑ کر متھرا چلے جائیں لیکن سیندھیا کے روانہ ہوتے ہی جاٹوں نے اُنکا سامان لوٹنا شروع کیا مرہٹوں نے دغابازی کے عوض نول سنگھ کو دیگ میں گھیر لیا آخر تیرہ لاکھ روپیہ لینے کے بعد پیچھا چھوڑا۔

سمت ۱۸۲۹ مطابق ۱۷۷۳ء میں شاہ عالم ثانی کے ماتحت سردار نجف خان نے آگرہ وغیرہ کا علاقہ دبانے کے سبب راؤ نول سنگھ اور اُس کے نوکر شمرو جرمن کو شکست دیکر علاقے سے نکال دیا اور تمام ریاست ضبط کر کے ایک پرگنہ بھرت پور راؤ رنجیت سنگھ کو مددگار رہنے کے سبب حوالے کیا لیکن کچھ عرصے کے بعد راجہ کیسری سنگھ کی والدہ رانی کشوری کے لاچاری کرنے پر نواب نے علاقہ واپس دیدیا سمت ۱۸۳۲ مطابق ۱۷۷۵ء میں نول سنگھ کے مرنے سے رنجیت سنگھ دیوان ہوا جسکو روہیلہ پٹھانوں نے جو دیگ میں تعینات تھے مار ڈالنا چاہا لیکن اُس نے پٹھانوں کو نکال دیا تھا۔ اس پر نواب نجف خان نے پھر دیگ وغیرہ کو چھین لیا راجہ کیسری سنگھ بھرت پور کو اور رنجیت سنگھ کمہیر کو بھاگ گئے چیت بدی ۱۵ سمت ۱۸۳۴ کو راجہ کیسری سنگھ کے مرنے پر اُسکے چچا رنجیت سنگھ کو رئیس بننے کا موقع ملا۔

۶- رنجیت سنگھ

یہ سمت ۱۸۳۴ مطابق ۱۷۷۸ء میں راج کا وارث مانا گیا۔ لیکن اس کے پاس کچھ ملک نہ تھا اس لئے اس نے اپنی بھابی رانی کشوری کی معرفت ایک بڑا نذرانہ نواب نجف خان کو دینا قبول کیا اور وہ اس کو نو لاکھ روپے کا علاقہ سونپ کر بھرت پور کا راجہ بنایا گیا۔

سمت ۱۸۳۹ مطابق ۱۷۸۲ء میں نجف خان کے مرنے پر مرزا محمد شفیع وزیر ہوا جس نے دوسرے سال دہلی سے آکر شہر بھرت پور کے سوا کل علاقہ ضبط کرنے کے بعد ہمدانی بیگ وغیرہ کے قبضے سے دیگ کو چھین لینا چاہا لیکن ہمدانی کے بھتیجے اسمٰعیل بیگ نے ملاقات کے وقت محمد شفیع کو دغا سے مار ڈالا اور راجہ رنجیت سنگھ نے موقع پاکر اپنے علاقے میں دخل جما لیا تھوڑے دنوں کے بعد مہاراجہ سیندھیا جو شاہ عالم سے فرزند عالی جاہ خطاب پا چکا تھا تمام علاقے پر جس میں بھرت پور بھی

شامل تھا قابض ہو گیا مگر مہارانی کشوری کی سعی و سفارش سے دس لاکھ روپیہ کی آمدنی کے گیارہ پرگنے رنجیت سنگھ کو واپس دیے گئے اور بعد کو بعوض اُس امداد و اعانت کے جو اُس نے مہاراجہ سیندھیا اور اُسکے جنرل پیرن کے ساتھ کی چار لاکھ روپے کا ملک اور اضافہ ہوا۔

سمت ۱۸۴۱ مطابق ۱۷۸۵ء میں مہاراجہ سیندھیا اور بھرت پور کے کنور رندھیر سنگھ اپنے علاقے میں سیر کرانے کے لئے شاہ عالم ثانی کو لائے بادشاہ نے بدل بیگ سے قلعہ ڈیگ کو بھرت پور والوں کو اور داؤد بیگ سے قلعہ آگرہ سیندھیا کو دلا دیا اس کارروائی کے بعد نجیب الدولہ کے پوتے غلام قادر خان روہیلہ نے شاہ عالم کو اندھا کر دیا اور اسمٰعیل بیگ نے لسرام بھاؤ کو قلعہ آگرہ سے نکال دیا اس پر سیندھیا اور بھرت پور والوں نے ملکر غلام قادر خان[ل] کو قتل اور اسمٰعیل بیگ کو قید کیا۔ مہاراجہ سیندھیا کی طرف سے فرانسیسی جنرل پیرن آگرے کے علاقے پر مختار رکھا گیا سرکار انگریزی کو فتحیاب دیکھکر بھرت پور والوں نے مرہٹوں کے خلاف لارڈ لیک سے ملاپ کیا اور رنجیت سنگھ کے ساتھ ایک عہدنامہ طے پایا جس کی رو سے ۱۸۰۳ء سے اس راج کا تعلق سرکار انگریزی کے ساتھ پیدا ہوا اور رنجیت سنگھ نے عہدنامہ منضبط ہوتے ہی پانچہزار سوار لارڈ لیک کے لشکر میں بھیجے جنھوں نے آگرے کے استحصال اور فتح جنگ لاسواری میں کار نمایاں انجام دیا اس کے عوض میں اضلاع کشن گڑھ و کٹومر و ریواڑی و گوکل و سہار اُس کو عطا ہوئے سرکار انگریزی اور جسونت راؤ ہلکر کے درمیان خصومت ہونے پر ۱۸۰۴ء میں ہلکر کی سپاہ سے ڈیگ کے قریب جنرل فریزر کی لڑائی ہوئی ہلکر کو شکست فاش ہوئی اور اُس کی سپاہ کا منہ پھر گیا مگر انگریزی جنرل بھی سخت زخمی ہو کر تین دن کے بعد مر گیا اُس کی جگہ کرنل مونسن مقرر ہوا جس نے ہلکر سے شکست فاش پائی لیکن لارڈ لیک نے ہلکر کا پیچھا کر کے فتح گڑھ پر پوری شکست دی یہ دو شکستیں ہلکر نے ایسی پائی تھیں کہ پھر جیتے جی انگریزوں سے لڑنے کا نام نہ لیتا مگر رنجیت سنگھ نے اپنی حمایت میں پھر اُس کی ہمت بندھوائی اور عزم مردہ میں جان ڈلوائی اس راجہ سے انگریزوں کا یہ معاملہ تھا کہ جس وقت جنرل لیک سیندھیا کے تعاقب میں چلا جاتا تھا تو برٹش گورنمنٹ کا خیرخواہ اس ملک میں سب سے پہلے یہی بنا تھا اور آگرے کی تسخیر میں پانچہزار سوار بھی اعانت کے لئے بھیجدیے تھے اُس کے اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان یہ عہد و پیمان تھے کہ انگریزی گورنمنٹ اُس کی محافظت کرے گی اور اُس کے ملکی انتظام میں کسی طرح کی دست اندازی نہیں کرے گی اور اُس کو مرہٹوں کی چوتھ دینے سے آزاد رکھے گی اُس کے ملک کے متصل جو سیندھیا نے اضلاع فتح کر لیے تھے اور وہ اُس کے ملک کی ایک تہائی کی برابر وسعت رکھتے تھے انھیں سیندھیا کے عمل دخل کو اُٹھا دے گی غرض جیسے وہ دوستی کا دم بھرنے میں سب سے مقدم تھا ویسا ہی وہ دشمن ہونے میں سب سے اول ہوا۔ رزیڈنٹ متھرا نے نمک کے بعض مقدمات کا راجہ کے خلاف مرضی تصفیہ کیا اور یہ شہرت ہوئی

[ل] جیسا کہ تحفہ راجستان میں ہے جیاجی سیندھیا کے نام کے ایک خط میں مذکور ہے کہ غلام قادر کیساتھ اتنے آدمی گرفتار ہوئے (۱) خود غلام قادر (۲) ضیار سنگھ (۳) ماطوخو (۴) بلا سرائے دیوان (۵) کسلا کروڑا (۶) رحیم بو علیخان (۷) ناظم روہیلہ (۸) استار خان (۹) زرد بست خان (۱۰) حسین روہیلہ (۱۱) منو لال برہمن (۱۲) نجیب روہیلہ (۱۳) گھاسی گاڑی بان (۱۴) قطبی خواص (۱۵) السیب روہیلہ (۱۶) سچے سکھ برہمن ملازم بلا سرائے (۱۷) یاکوت خواجہ اور ۸۰ توپیں اور ۲۲ ہاتھی منقول از خطوط و دستاویزات زبان مرہٹی جلد اول مطبوعہ سا کھے ۱۸۱۱ مرتبہ کاشی ناتھ نارائن سانے بی۔ اے دکن کالج صفحہ ۵۴ و ۳۔

کہ راجہ کی عملداری مین انگریزی عدالتون کے بٹھانے کا ارادہ انگریزون کا ہے دونون باتون سے اُس کے کان کھڑے ہوئے اُسنے ہلکر کی مدد کو دیگ پر کچھ توپخانہ اور لشکر بھیجا تھا جب مرہٹے شکست کھا کر بھاگے تو اُنکو اپنے ہان پناہ دی اس لئے لارڈ لیک نے خیال کیا کہ بھرت پور والے سے بگاڑے بغیر نہین بنتی سو وہ فرخ آباد سے سید ھا دلی کو چلا جمنا پار اُترکر بھرت پور کی راہ لی اور چند روز مین کرنیل مونسن کی فوج سے جا ملا اب دونون نے ملکر دیگ کے قلعے پر چڑھائی کی جتنے مرہٹے قلعے کے اندر تھے وہ اُنکے آنے کی خبر سنتے ہی کافور ہو گئے قلعہ اور جس قدر توپین اور اسباب اُس مین موجود تھا انگریزون کے ہاتھ آیا اور سپاہ مین تقسیم ہوا جب جنرل لیک نے راجہ بھرت پور کی یہ بے وفائی دیکھی تو اُس نے گورنر جنرل کو لکھا کہ راجہ بھرت پور کو موافق عہدنامے کے سپاہ سے ہماری مدد کرنی لازم تھی وہ نہ کی بلکہ خلاف اُس عہدنامے کے اُس نے سپاہ ہلکر کی کمک کرنے کے لئے بھیجی اس پر گورنر جنرل نے کمانڈر انچیف کو لکھا کہ راجہ کے ساتھ جنگ اور آشتی کا فیصلہ مین تمھاری راے پر چھوڑتا ہون تم مجھسے زیادہ وہان کے حال سے واقف ہو جو مناسب جانو وہ کرو اس بے وفا بدعہد راجہ کی سزا یہ ہے کہ تمام ملک اور قلعے اُس کے برٹش گورنمنٹ اپنے قبضے مین کر لے راجہ بھرت پور اور ہلکر کی جان پر دیگ کے ہاتھ سے نکل جانے کا بڑا صدمہ ہوا اس کے گرد جو علاقہ تھا وہ بھی برٹش گورنمنٹ کا تابع ہو گیا اب جنرل لیک نے ۲۹ دسمبر کو باقی ملک پر قبضہ کرنے کے لئے قدم بڑھایا کرنیل مری جو گجرات سے آیا تھا اُس کو حکم ہوا کہ وہ جنوب کی طرف سے کوٹے کی جانب بڑھے اور ہلکر کو مالوہ مین نہ جانے دے یہ افسر بھی دسمبر کے آخر مین کوٹے کے قریب آن پہونچا ہلکر کے تعاقب مین فوج جا بجا جاتی تھی مگر جنرل لیک کو یہ یقین تھا کہ اُس کا علاج قرار واقعی جب تک نہین ہو سکتا کہ شہر بھرت پور اُس کی پیادہ سپاہ کا مامن اور کمین گاہ باقی نرہے اُس کے سوار لڑتے نہ تھے کوسون بھاگ جاتے تھے اور کھانے پینے کا اسباب ضروری انکو بھرت پور سے مل جاتا تھا غرض اب تمام فساد کی جڑ بھرت پور ٹھہرا سو اُس کے کاٹنے کے واسطے اس دار الریاستہ کے روبرو ۲ جنوری ۱۸۰۵ء کو لشکر انگریزی آن دھمکا بھرت پور کے شہر کا گھیرا آٹھ میل کا تھا اس کے گرد اگرد بڑی بلند کچی فصیل بنی ہوئی تھی اور اُس کے گرد گہری اور چوڑی خندق کھدی ہوئی تھی جس مین پانی بھرا رہتا تھا مشرقی کونے مین اُس کے قلعہ تھا اُس کے برج و بارہ خوب درست تھے اور اندر سب طرح کا سامان موجود تھا اُس پر جا بجا توپین چڑھی ہوئی تھین بھرت پور کا لشکر تمام اندر تھا ہلکر کی بچی کھچی فوج نے دیوارون کے نیچے مورچے جمائے تھے انگریزی لشکر نے اِن سپاہیون کو خوب مارا اور تمام توپخانہ جو وہ دیگ سے بچا کر لے گئے تھے چھین لیا اور شہر کے جنوب مغرب مین اپنے مورچے جما لئے ۷ جنوری کو شہر پر گولہ زنی شروع کی ۹ کو دیوار مین رخنے و شگاف ڈالدیے اور جنرل لیک نے رات کو دھاوے کا قصد کیا کہ دشمن کو درارون کی مرمت کرنے کی مہلت نہ ملے جب لشکر حملہ آور خندق کے کنارے پہونچا تو اُس مین پانی چھاتی چھاتی بھرا ہوا تھا مگر اس دشواری کو بھی آسان کر لیا اور رخنہ دیوار کے نیچے جا پہونچے کئی دفعہ دلیرانہ حملہ کیا مگر ہر دفعہ مُنھ کی کھائی اور بڑا نقصان اُٹھا کر اپنا سا منہ لیکر اُلٹے آئے کرنیل میک لینڈ جو ایک بڑا جوان مرد کارکن اس قلعہ گیری کے کام مین تھا وہ مارا گیا ۲۱ کو پھر ایک اور دیوار مین شگاف ڈالا گیا اور ۳ بجے دن کو حملہ کیا مگر ادھر خندق کے پانی نے

نیچے اُترنے ندیا۔ اُدھر توپون کی آگ نے بھون دیا غرض بڑا نقصان اُٹھا کر پھر اُلٹے آئے اسباب حرب و ضرب
سر دست پورا موجود نہ تھا اور کھانے پینے کے سامان کی بھی قلت تھی اُس کے انتظام مین توقف کرنا پڑا اور آغاز
ماہ فروری مین خالی توپین ہی شہر پر چلا یا کئے فصیل مین بڑی دراڑ ڈالدی اور ۲۰ کو بڑی تیاری سے حملہ کیا شہر سے
باہر جو توپین دشمن نے لگا رکھی تھین وہ چھین لین کئی غول سپاہ کے کئی مختلف مقامات پر حملہ کرنے کے لئے تجویز
ہوئے تھے مگر ایک غول کو تو رہنماؤن نے دشمن کی آگ تلے لاڈالا اور اُنکے تمام زینے جھنوا دیئے خندق پر جو سپاہ
پہونچی تو وہ ایسی چوڑی اور گہری تھی کہ اُس پر پل بنا کر عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر دشمنون کی آتش باری نے یہ کام
نہونے دیا ایک ہندوستانی پلٹن نے جوانمردی سے اپنے علم دیوار کے قریب جا گاڑے مگر اور لشکر نے ساتھ ندیا غرض
انگریزون کا بڑا نقصان ہوا اور کام نہ نکلا دوسرے روز پھر بڑی شان و شکوہ سے تین بجے حملہ شروع کیا اور یہانتک
نوبت پہونچی کہ دیوارون پر سپاہی چڑھنے لگے مگر دشمنون کے گرابون اور لٹھون اور بان بازی اور حقہ بازی نے جو
اوپر چڑھے تھے اُنکو نیچے گرا دیا اور جانون کو بہت نقصان پہونچایا اب انگریزی توپین گولے متواتر مارتے مارتے بیکار
ہوگئین اور تمام گولہ بارود بھی خرچ ہوگیا کھانے پینے کا سامان بھی صرف ہوگیا بیمارون اور زخمیون کا بھی ایک لشکر
کا لشکر ہوگیا اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اب حملہ کرنے مین توقف کیجیے تمام انگریزی تاریخ مین یہی واقعہ عجیب ہے
کہ انگریزی ظفرمند سپاہ اور کمانڈر انچیف ایک چھوٹے سے راجہ کا قلعہ نہ فتح کر سکے لارڈ لیک کا تو ارادہ یہ تھا کہ بھرت پور
کو علیگڑھ کے قلعے کی طرح دروازے اُڑا کر فتح کردن مگر اور افسرون نے یہ صلاح دی کہ دیوار توڑ کر گھسنا چاہیے مگر اُسکے
واسطے تو بچانے کا سامان خوب نہ تھا فصیل کے پاس جانا نصیب نہوا جو حال معلوم ہوتا کہ کیا کرنا چاہیے خلاصہ یہ ہے
کہ چار دفعہ کے حملون مین ۳۲۰۰ سپاہی لشکر انگریزی کے کھیت جن مین ۱۰۳ افسر تھے۔ رنجیت سنگھ راجہ بھرت پور
دوپہر اوڑھے ہاتھ مین لٹھ لئے ہوئے قلعے کی دیوارون پر پھرا کرتا تھا اور گولندازون اور سپاہیون سے کہا کرتا تھا کہ بھائیو
کِلا تھا رُدہی ہے اور جب وہ کہتے تھے کہ مہاراج آپ اِن گولون کے نیچے سے ہٹ جائیے تو وہ کہتا تھا کہ بھیا جاکے نام
کی چھٹی بھگوان کے گھر سے وا مین بندھی آوت ہے واہی کو گولا لاگت ہے۔ رنجیت سنگھ نے سوچا کہ مین جو کچھ ہلکر کو سمجھا تھا
وہ غلط سمجھا تھا اب کسی دوست سے کمک کی توقع نہین انگریزون کی ہر طرف سے مدد چلی آتی ہے آدھے سے زیادہ ملک
لڑائی کی نذر ہوچکا ہے جو باقی رہا ہے اُس سے بھی ادھی وصول نہین ہوتی ہے اب مقابلہ کرنا مصلحت نہین ہے اس
دور اندیش نے اپنے سردارون کو جمع کر کے کہا بھائیو ہماری تمہاری یہ طاقت نہ تھی کہ انگریزون سے ایسے سینہ سپر ہوکر
لڑتے نہ کہ اُنکو پرے ہٹادین لیکن یہ سری بھگوان کی کرپا ہے کہ میرے سر پر پاگ رہ گئی اب مناسب ہے کہ ہلکر سے کہدو کہ
وہ کسی طرف چلا جائے اب مجھ مین جان نہین کہ انگریزون کے اس دشمن کو پناہ دون غرض کنور رندھیر سنگھ اپنے بیٹے کو قلعے
کی کنجیان دیکر لیک صاحب کے پاس روانہ کیا کہ وہ اُنکو جا کر نذر کرے اِن کنجیون نے کام مین عجیب مشکل گرہ ڈالی ناخن
صلح سے کھولنے مین یہ خرابی تھی کہ ہندوستانی رئیسون کے دلون مین یہ زعم کاسد اور عزم فاسد اور خیال باطل پیدا ہوتا کہ
ہم بھی ایسے ہین کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کثیر سے سینہ سپر ہوکر لڑ سکتے ہین اور اُس کے دانت کھٹے کر سکتے ہین اگر وہ گرہ جاتو سے

جنگ سے کاٹی جاتی تو اُس مین یہ برائیان تھین کہ اِدھر آتش جنگ جھلستی اور پھر اُس پر موسم گرما کی گرمی اور لُو کی لپٹ معلوم نہین کتنے گوردن اور کانون کو ھنڈا کرتی سوا اس کے قلعے کی استواری اور اہل قلعہ کی جان بازی بہادری ایسی ویسی نہ تھی اور اس ملک مین امن وامان جب تک نہوتا کہ ہلکر بھرت پور کے علاقے سے نہ نکل جاتا اور سب سے زیادہ یہ بات تھی کہ سیندھیا کو انگریزون کے ساتھ لڑنے کا پھر خیال پیدا ہوگیا تھا اُس مواد فاسد کا دور کرنا بھی ایک امر اہم تھا غرض اس وقت مقتضائے عقل دور اندیش یہی تھا کہ انتقام کے درپے نہوجئے اور تحمل اور بردباری کو کار فرما ہوجئے اس لئے انگریزون نے راجہ بھرت پور کے پیغام صلح کو قبول کرلیا اور ۱۰- اپریل ۱۸۰۵ء کو صلح نامہ ان شرائط کے ساتھ ہوگیا اوّل جب تک انگریزون کو راجہ بھرت پور کے اتحاد اور یک جہتی پر اعتماد نہو گا دیگ کا قلعہ انگریزون کے پاس رہے گا- اور بعد اس اطمینان کے بغیر کسی تاوان کے راجہ کو دیدیا جائے گا اور راجہ کو یہ عہد کرنا پڑے گا کہ سلطنت انگریزی کے مخالفون سے کسی طرح کی راہ ورسم نرکھے گا اور سرکار کمپنی کی اجازت بغیر کسی یورپ کے آدمی کو اپنے ہان نوکر نرکھے گا دوسرے فرخ آباد کے سکے کا بیس لاکھ روپیہ قسط وار کمپنی کے خزانے مین داخل کرے گا اور جتنا ملک سرکار کمپنی نے راجہ کے ملک کے سوا دیا تھا وہ واپس کرنا پڑے گا ان روپیون مین سے سات لاکھ بعد کو معاف ہوگئے دوسرے برس سمت ۱۸۶۲ اگھن سدی ۵ اکو ۲۰ سال ۸ ماہ ۵ ادن حکومت کرکے رنجیت سنگھ نے وفات پائی اور اُس کا بیٹا رندھیر سنگھ مسند نشین ہوا-

۷- مہاراجہ رندھیر سنگھ

اس نے راج پاکر سمت ۱۸۷۱ مطابق ۱۸۱۵ء مین لارڈ ماترا صاحب گورنر جنرل سے فتح پور سیکری مقام پر ملاقات کی اور دو برس کے بعد پنڈارون سے مقابلے کے وقت انگریزی سرکار کو فوجی مدد دی سمت ۱۸۷۸ مطابق ۱۸۲۱ء مین مہاراجہ کی بینائی مین فرق آگیا اور آسوج سدی ۱۳ سمت ۱۸۸۰ مطابق ۱۸۲۴ء کو اُنکے گذر جانے سے اُس کا چھوٹا بھائی بلدیو سنگھ گدی کا مستحق ہوا-

۸- مہاراجہ بلدیو سنگھ

اس کے گدی پر بیٹھنے کے بعد اس کا چھوٹا بھائی لچھمن سنگھ مرگیا اور مہاراجہ کو اُس کے فسادی بیٹون دھو سنگھ اور درجن سال سے اندیشہ پیدا ہوا جن مین سے پہلے نے مہاراجہ کو مارنا چاہا تھا اور دوسرے نے مہاراجہ کے گذرنے پر نو مہینے تک راج دبا لیا یہ مہاراجہ اکثر بیمار رہتا تھا اس نے دور اندیشی یہ کی کہ سمت ۱۸۸۱ مطابق ۱۸۲۵ء مین راجپوتانہ ومالوہ کے رزیڈنٹ جنرل اکٹرلونی کو بھرت پور بلاکر اپنے چھ برس کے بیٹے بلونت سنگھ کو حفاظت و مدد کی اُمید پر انکی گود مین بٹھایا اور اُس سے کہا کہ میری آرزو یہ ہے کہ آپ میری حیات مین اس لڑکے کو سرکاری طرف سے مسند نشین کردین سر ڈیوڈ نے گورنر جنرل سے اسکی منظوری منگائی اور بلونت سنگھ کو مسند نشین کردیا اور اسی سال یعنی ۱۸۲۵ء مطابق سمت ۱۸۸۱ پھاگن سدی ۱۱ کو ۱ سال ۵ ماہ ۱۶ دن حکومت کرکے بلدیو سنگھ نے وفات پائی-

۹-مہاراجہ بلونت سنگھ

اس نابالغ راجہ کے کاروبار کا منتظم اُس کا ماموں مقرر ہوا ایک مہینہ نہ گذرا تھا کہ درجن سال نے راجہ کے ماموں کو مار ڈالا اور اس نابالغ راجہ کو اسیر کر لیا اور تمام سپاہ کو کچھ ایسا پڑھایا سمجھایا کہ سب کے دل میں اپنا گھر کر لیا وہ بڑا بلند ہمت سخت مزاج نوجوان تھا سر ڈیوڈ نے اپنے ذمے جواب دہی لیکر وہی حرارت ذاتی و گرم جوشی و چستی و چالاکی جو اُسکے خمیر میں پڑی ہوئی تھی اس موقع پر ظاہر کی اور اپنی طرف سے سارے جاٹوں کو اشتہار دیدیا کہ وہ اپنے اُس راجہ کی طرف رجوع کریں جو حقیقت میں مستحق راج کا ہے اور ۱۶ ہزار سپاہ اور ایک سو توپیں اس راجہ کی حق رسی کے واسطے اور برٹش حکومت کی صولت جتلانے کے لئے روانہ کیں مگر گورنر جنرل نے اس تدبیر کو پسند نہیں کیا اُس نے کہا کہ ہم پر واجب نہیں کہ اس نابالغ راجہ کو راجہ بزور بنائیں اس وقت بھرت پور پر دوبارہ حملہ کرنا کسی طرح مصلحت وقت نہیں ہے کہ ادھر گرمی کا موسم ہے اُدھر برہما والوں سے لڑائی ہو رہی ہے اور معلوم نہیں کب وہ ختم ہو اگر دوبارہ بھرت پور پر ہزیمت ہوگئی تو تمام ہندوستان میں ایک دفعہ سب جگہ برٹش گورنمنٹ زلزلے میں آجائے گی اور ہندوستانیوں کو یقین ہو جائے گا کہ ہم بھی ایسے ہیں کہ انگریزوں سے لڑکر اُن پر فتحیاب ہو سکتے ہیں جب سر ڈیوڈ نے سپاہ کو جمع کیا تھا تو درجن سال کا یہ ارادہ ہوا کہ برٹش گورنمنٹ کی اطاعت اختیار کیجئے اور نائب الریاستہ بنئے مگر جب اُس نے دیکھا کہ انگریزی سپاہ آگے بڑھنے سے تھم گئی تو اُس نے ہاتھ پیر نکالے کیا نیابت چاہتا تھا یا خود ریاست چاہنے لگا اور تمام افسروں کو اپنے پاس جمع کر لیا راجپوت جاٹ مرہٹے افغان اور سرکار کی ناراض رعایا اُس کے جھنڈے کے نیچے جا کھڑی ہوئی اور ۲۵ ہزار سپاہ کا ازدحام اُس کے پاس ہو گیا جنرل اکٹرلونی رنج اور موقوفی کی حالت میں مر گیا جب یہ حال معلوم ہو تو تمام ممبران کونسل گورنر جنرل کی یہ رائے ہوئی کہ جس لڑکے کی دستگیری کرکے ہم نے رئیس بنایا ہے اُس کا حق جو غصب کرے اُس سے لڑنا گورنمنٹ کی عزت اور دستور العمل کا مقتضا ہے چنانچہ سر چارلس مٹکاف نے بھی جو جنرل اکٹرلونی کی جگہ مقرر ہوا تھا یہی لکھا کہ برٹش گورنمنٹ ہندوستانی ریاستوں پر ۱۸۱۷ء سے غالب و مستولی ہوگئی ہے اس لئے یہ اُس کا کام ہے کہ جس کسی ریاست ماتحت میں کوئی قضیہ جھگڑا برپا ہو تو اُس کا خود انفصال کرے اگر گورنمنٹ ایسے ہنگاموں کو تماشوں کی طرح بیٹھی ہوئی دیکھا کرے گی تو پھر ہندوستانی رئیسوں کو لوٹ مار کا حوصلہ ہوگا اور بدنظمی پھیلے گی اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں آگ برابر لگتی چلی جائے گی ایسے موقع پر بھرت پور کی تسخیر ضرور ہے کیونکہ حال کی فتحیابی سابق کی ناکامی کا داغ گورنمنٹ کے دامن سے چھٹا دے گی اور اس رائے کو لارڈ ایمہرسٹ نے بھی منظور کر لیا سر چارلس کو یہ حکم سپرد کر دی کہ اگر درجن سال یوں اطاعت اختیار نہ کرے تو سپاہ اُس پر چڑھائی کی جائے لارڈ کیمبرمئر جو کمانڈر انچیف تھا وہ انگریزی سپاہ اور بڑا توپخانہ لیکر ۱۰ دسمبر ۱۸۲۵ء کو بھرت پور کے سامنے جا پہونچا چوراسی توپیں رات دن گولہ بھرت پور کے قلعے کی فصیل پر مارتی رہیں مگر اُس پر کچھ اثر نہوا آخر کو ایک بڑی سرنگ کھودی گئی اور ۲۵۷ من بارود اُس میں بھری گئی ۱۸ جنوری ۱۸۲۶ء کو اُڑائی گئی اُس کے اُڑتے ہی زمین میں زلزلہ آگیا آسمان کے نیچے ایک اور آسمان اُس کے دھوئیں سے بن گیا مٹی کے ڈھیلے اور لکڑی کے کندے اور اُنکے ساتھ آدمیوں کے سر دھڑ ٹانگیں اوج ہوا پر پرندوں کی طرح اُڑتے تھے

ہزاروں کا مرغ روح اجل کا صید ہوا غرض اس محاصرے میں چھ ہزار سپاہی درجن سال کے مارے گئے اور ایک ہزار انگریزوں کے قتل ہوئے درجن سال نے بھاگنے کا ارادہ کیا مگر فرار نہو سکا گرفتار ہوکر بنارس کو بھیجا گیا اور پانسو روپیہ ماہوار پنشن اُس کو مرتے دم تک ۵۲ سال تک ملی چھوٹے سے راجہ کو پھر لارڈ کمبرمیئر اور سر چارلس نے مسند پر بٹھایا مگر اس فتح کرنے میں انگریزی لشکر نے اپنی پیشانی پر داغ بدنامی ہمیشہ کو لگایا کہ وہ خود غاصب سلطنت کو نکالنے اور ایک نابالغ بچے کو ریاست کی گدی پر بٹھانے گیا تھا مگر غاصب پر غالب آکر خود غاصب کا بھی باوا بن گیا کہ راج کے خزانے میں پھوٹی کوڑی نہ چھوڑی جواہر خانے میں بوتھ بھی نہ رہنے دی اڑتالیس لاکھ روپے کے قریب لوٹ کر سپاہ نے آپس میں تقسیم کر لیا اور لارڈ کمبرمیئر نے بھی چھ لاکھ روپے اپنے حصے کے لئے اور اس کی دلیل سوفسطائیہ یہ گھڑی گئی کہ درجن سال بالکل راج کا مالک تھا اور سب خلقت اُس کو بھرت پور کا مہاراجہ مانتی تھی اور بلونت سنگھ کے راج کے دعوے کو نہ کوئی ظاہر میں مانتا تھا نہ دل میں اس لئے درجن سال تمام مال و ریاست کا مالک تھا اور اُس نے کوئی راجہ کا حق اُس پر قائم نہیں رکھا تھا بس جو کچھ لوٹا وہ درجن سال کا مال لوٹا ہندوستان میں بھرت پور کے لوٹنے کی اور سپاہ کی کوتکوں کی داستانیں مشہور ہو گئیں ایک لطیفہ جو زبان زد خلائق ہے اُسی کو لکھ کر ہم قلم کو ٹھہرا دیتے ہیں کسی ظریف جاٹ نے ایک انگریزی افسر سے کہا کہ اگر آپ اپنی سلطنت چاہتے ہیں تو گوروں کی سپاہ کو یہاں سے علیحدہ بھیجئے اُنھوں نے کہا کیوں اُس نے جواب دیا کہ جاٹنیوں اور گوروں سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ آپ سمجھ لیجئے کیسی قوی ہوگی اور وہ آپ کا کیا حال کرے گی ایک اور لطیفہ بھی اس کے ساتھ ہے کہ جب قلعہ بھرت پور تعمیر ہوا تھا تو پنڈتوں نے کہا تھا کہ ایک کمبھیر (بیاب معروف) یعنی مگرمچھ اس سارے خندق کا پانی نہ پئے گا وہ کبھی فتح نہو گا کہتے ہیں کہ اس بھلاوے میں اُنھوں نے کچھ لڑنے کی تیاری نہیں کی اور جب فتح ہو گیا تو اُنھوں نے اُنکی پیشین گوئی کی یہ تاویل کی کہ کمبھیر کا نذر ا نجیف تھا اور خندق کا پانی پینا یہ تھا کہ اُس نے پانی کا راستہ بند کر دیا تھا خندق خشک ہو گئی تھی کیونکہ جن جھیلوں میں سے خندق میں پانی آتا تھا وہاں سپاہی مقرر کر کے پانی کی آمد بند کر دی تھی اب اس قلعے کی دیواریں ڈھا ڈھو کر زمین کی برابر کر دی گئیں۔

مہاراجہ بلونت سنگھ کو راج دیا جا کر اُس کے ہوشیار ہونے تک ایک پولٹیکل ایجنٹ کام کی نگرانی پر رکھا گیا دوسرے برس ناقص انتظام اور عام شکایت کے سبب پولٹیکل ایجنٹ کی رپورٹ پر مہاراجہ کی والدہ حکومت سے بے دخل اور جانی بچنا تھ دیوان شہر بدر کیا گیا سمت ۱۸۹۱ مطابق ۱۸۳۵ء میں مہاراجہ کو ریاستی اختیارات دیے جا کر ایجنٹی اُٹھالی گئی سمت ۱۹۰۷ مطابق ۱۸۵۱ء میں کنور جسونت سنگھ پیدا ہوا جس کی خوشی میں مہاراجہ نے تمام نوکروں اور رعایا کو انعام اور شیرینی وغیرہ تقسیم کرنے کے سوا قید خانے کے تمام قیدی چھوڑ دیے۔

مسند نشینی سے ۲۷ سال ۲ ماہ ۲ دن کے بعد پھاگن سدی ۱۰ سمت ۱۹۰۹ مطابق ۱۸۵۳ء کو مہاراجہ کا انتقال ہو گیا۔

۱۰۔ مہاراجہ جسونت سنگھ

یہ مہاراجہ اپنے والد کے بعد راج کا مالک ہوا اور اساڑھ بدی ۲ اور سمت ۱۹۱۰ مطابق ۱۸۵۳ء کو مسند نشینی کی

ۓ دا ہونے پر دیوان بھولاناتھ قید سے چھوٹ کر عہدے پر بحال کیا گیا۔ دوسرے برس کرنل ہنری لارنس
ینٹ راجپوتانہ کی تجویز سے بھرت پور مین عدالتین اور علاقے مین تحصیل و تھانے انگریزی ملک کی طرح قائم ہوئے
۱۸ سنہ ۶ کے غدر مین ریاستی اہلکارون نے پولٹیکل افسر کی صلاح سے باغیون کو اپنے علاقے مین نہ ٹھہرنے دیا سمت ۱۹۱۵
سنہ ۱۸۵۹ء مین مہاراجہ جسونت سنگھ کی شادی پٹیالے کے مہاراجہ نویندر سنگھ کی بیٹی سے ہوئی اور بابو بھولاناتھ داس
اسسٹنٹ سرجن مہاراجہ کی اتالیقی پر مقرر کیا گیا۔ سمت ۱۹۲۵ مطابق سنہ ۱۸۶۹ء مین اُس کو سرکار سے انتظامی
یارات عطا ہوکر کئی برس کے واسطے پولٹیکل افسر سے صلاح لینے کی شرط مقرر کی گئی جو دو برس کے بعد کرنل برک
ٹ گورنر جنرل کے بھرت پور آنے پر موقوف ہوگئی۔ اختیارات حاصل ہونے سے پہلے پٹیالے والی رانی مہاراجہ سے
رہ ہوکر اپنے وطن کو چلی گئی جہان اُس کا اور اُس کے کنور کا تھوڑے دنون کے فرق سے انتقال ہوگیا۔ ماہ ستمبر
۱۸ سنہ ء مطابق سمت ۱۹۱۸ مین مہاراجہ کے کنور رام سنگھ پیدا ہوا۔ یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء کو حضور ملکۂ انگلستان
روستان کے خطاب شاہنشاہی اختیار کرنے پر مہاراجہ کو تمغاے ستارۂ ہند درجہ اول عطا ہوا اور سمت ۱۹۴۳ مطابق
۱۸ سنہ ء مین جشن جوبلی کے موقع پر مہاراجہ نے اپنی طرف سے مبارکباد کے لئے چار اہلکار لندن بھیجے جو وہان سے
رداری کے ساتھ واپس آئے۔
سنہ ۱۸۹۳ء مین مہاراجہ نے وفات پائی اور اس کا بیٹا رام سنگھ مسند نشین ہوا۔

۱۱۔ مہاراجہ رام سنگھ

ہنوز اسے اختیارات کامل حاصل نہوئے تھے کہ سنہ ۱۹۰۰ء مین بعض ناشدنی امور سے معزول کیا گیا اور
ں کا خردسال فرزند مسند نشین ہوا۔

۱۲۔ مہاراجہ برج اندر سوائی کشن سنگھ جی

۴ اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء کو ولادت واقع ہوئی اور ۲۷ اگست سنہ ۱۹۰۰ء کو مسند نشین کئے گئے یہ مہاراجہ کچھ
ے کے لئے ولایت بھی گئے تھے وہان سے سنہ ۱۹۱۴ء مین مع الخیر واپس آگئے۔

ریاست ٹونک

اس ریاست مین چھہ متفرق پرگنے ٹونک و رام پورہ عرف علیگڑھ و نیاہیڑہ و سرونج و چھبڑہ و پڑاوہ واقع
جپوتانہ و وسط ہند داخل ہین اس سبب سے اُس کے موقع والحاق حدود کی کیفیت مثل دیگر ریاستون کے تحریر بین
سین آسکتی ہین۔
ٹونک و رام پورہ کہ باہم ملحق السرحد مگر بیس میل کے فاصلے پر ہین راج جیپور کے اندر شہر جیپور سے جنوب مین
انب بونڈی واقع ہین نیاہیڑہ جنوب مغرب مین ۱۴۰ میل ہے اور سرونج جنوب مشرق مین ۱۶۰ میل ہے نیماہیڑے کے
ہ علاقہ میواڑ و جاورہ و نیمچ ہے سرونج کے گرد ممالک مہاراجہ سیندھیا واقع مشرقی مالوہ و بھوپال و بیتوہ ندی و ضلع ساگر ہین

نیمامیڑہ اور سرونج کے درمیان دونون سے اسی میل کے فاصلے پر پڑاوہ ہے اُس کے اطراف مین علاقجات مہاراجگان سیندھیاو ہلکر و راج جھالاواڑ ہین اور چھبڑہ ٹونک اور سرونج کے درمیان واقع ہے اور جھالاواڑ کو راج گوالیار کے ماتحت کھی چی ریاستون سے علیحدہ کرتا ہے۔ اگرچہ ہر پرگنے کی کیفیت علیحدہ ہے مگر سب سیراب ہین اور پانی بہت اچھا ہے۔ اس ریاست مین بناس اور پاربتی دو ندیان ہین بناس ٹونک کے قریب ریتے کی زمین مین بہتی ہے موسم گرما و سرما مین اُس مین پنڈلیون تک پانی رہتا ہے مگر بارش مین نصف میل کے عرض مین بڑے زور شور سے بہتی ہے پاربتی پرگنہ چھبڑہ کی مشرقی سرحد پر ہے یہ بہت خوشنما ہے کسی مقام پر چند دھارون مین منقسم ہوگئی ہے اور بعض مقام پر بہت عمیق اور بند پانی کی ایک دھار ہوگئی ہے اکثر مقامات پر اُس مین سرسبز و پُر رونق جزائر ہین۔ پرگنات ٹونک و رام پورہ کی زمین ہموار ہے بعض مقامات پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیان ہین شہر ٹونک بھی ایک پست پہاڑی کے نیچے عجیب انداز سے واقع ہے رام پورہ کی مشرقی سرحد ایک بڑے سر درخت پہاڑ کا پانی ڈھال کر گرد و نواح کے ملک سے ہزار فٹ بلند ہے اور بوندی سے دریاے چمبل کے متوازی واقع ہے دونون پرگنون کی زمین زرخیز مگر کسی قدر نرم ہے بعض مقام پر ریتہ ہے اور بعض پر چکنی سیاہ مٹی ہے پانی زیادہ تر سطح زمین سے قریب اور خوش ذائقہ ہے شور پانی بھی بہت ہے اور اکثر مقامات پر شیرین پانی کے قریب ملتا ہے مثلاً ٹونک مین کان تخت کنک ایک طرف شیرین پانی ہے اور دوسری طرف ایسا شور ہے کہ زبان پر نہین رکھ سکتے اس ریاست کی آبادی تقریباً ۳ لاکھ اور آمدنی تخمیناً ۲۰ لاکھ ہے۔

ٹونک

شہر ٹونک عرض بلد شمالی ۲۶ درجہ ۱۰ دقیقہ اور طول بلد مشرقی ۷۵ درجہ ۵۶ دقیقہ پر لب سڑک دہلی و مؤ دہلی سے ۲۱۸ میل جنوب مغرب مین اور مؤ سے ۲۸۹ میل شمال مین بناس ندی کے کنارہ راست پر واقع ہے یہان یہ ندی علی العموم دو فٹ پانی کے عمق سے پایاب رہتی ہے شہر کے گرد فصیل ہے اور اُس مین خام قلعہ ہے۔

ایک تاریخ مین لکھا ہے کہ خواجہ رام سنگھ مرسلہ کھین باد راجہ دہلی نے بتاریخ ۱۳ ماگھ سمت ۱۲۰۰ مین گانون آباد کرکے اُس کا نام ٹونکڑہ رکھا تھا کہ یہ آبادی اب تک کوٹ کے نام سے مشہور ہے بعد ازان ماہ سدی ۵ سمت ۱۳۳۷ کو علاء الدین خلجی نے مادھوپور و چتوڑ فتح کئے تب اس گانون کی دوبارہ آبادی ہوئی وقائع راجپوتانہ مین اسی طرح مذکور ہے لیکن اس مین کلام ہے اس لئے کہ بقول سلسلۃ الملوک علاء الدین خلجی بست و دوم ذیحجہ ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء کو تخت نشین ہوکر بیس سال چند ماہ حکومت کے بعد شب ششم ماہ شوال ۷۱۶ ہجری مطابق ۱۳۱۶ء کو فوت ہوا اس حساب سے اُس کا عہد فرمان روائی سمت ۱۳۵۲ سے سمت ۱۳۷۲ تک کے درمیان یا اس سے ایک آدھ سال آگے پیچھے قرار پاتا ہے ۱۸۰۶ء مین ٹونک نواب امیر خان کے قبضے مین آیا اُس نے شہر سے ایک میل جنوب مین اپنی بود و باش اور ریاست کے کارخانون اور دفترون کے واسطے عمدہ و عالی شان مکانات تعمیر کرائے۔

رام پورہ

قصبۂ رام پورہ عرض بلد شمالی ۲۵ درجہ ۵۸ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۱۴ دقیقہ پر جے پور سے ۷۰ میل جنوب مشرق مین آگرے سے ۱۴۵ میل مغرب مین واقع ہے اس قصبے کے گرد بہت مضبوط شہر پناہ ہے کہ بعض مقامات پر اُس کا عرض ۴۰ فٹ ہے اور جہان کم سے کم ہے وہان بھی بیس فٹ ہے۔ تاریخ ۱۵ مئی سنہ ۱۸۰۴ء کو انگریزی فوج محکوم کرنل ڈون نے حملہ کر کے اس قصبے کو فتح کیا تھا فوج حملہ آور مع ایک بارہ پونڈ کی توپ کے بزور بڑھی ہوئی چلی گئی اور اُس کے ذریعے سے تینون دروازے کہ قلعے کے راستے مین ایک بعد دوسرے کے آتے ہین کُھل گئے۔ دشمن کی ایک ہزار جمعیت مین سے چالیس پچاس آدمی مارے گئے اور بتعداد کثیر مجروح ہوئے اور چار سو آدمیون کو بعد الفرار ایک میدان مین انگریزی فوج نے تعاقب کر کے گرفتار کیا اور ما بعد ازان عہدنامہ سنہ ۱۸۰۵ء کے بموجب سرکار انگریزی نے رام پورہ مہاراجہ ہلکر کو واپس دیدیا اور سنہ ۱۸۱۸ء مین جبکہ جنگ مہدپور کے ذریعے سے ممالک مہاراجہ ہلکر کے سرکار انگریزی کے قبضے مین آئے تو بشمول دیگر پرگنات عطیہ سال گذشتہ نواب امیر خان کو عطا کر دیا۔ . .

نیماہیڑہ

عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۴ درجہ ۴۳ دقیقہ پر اور راج میواڑ کے مغربی کنارے پر مگر اُس کے علاقے کے اندر علاقۂ جاود و نیمچ سے ملحق نصیر آباد کی سڑک پر نیمچ سے ۱۶ میل شمال مغرب مین اور نصیر آباد سے ۱۲۷ میل جنوب مین واقع ہے اُس کے گرد فصیل و برجین ہین اگرچہ جب سے ریاست قائم ہوئی ہے پرگنہ نیماہیڑہ ٹونک کے شامل رہا ہے مگر مدت تک اُس کا انتظام مال و عدالت اہتمام سے سرکار انرایبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہوا تھا اس کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ یہان کے بدمعاشون نے رعایائے سرکار انگریزی ساکن نیمچ پر حملہ کر کے لوٹ لیا اور اُن مین سے چند اشخاص کو مار ڈالا صاحب انگریز حاکم ضلع نیمچ نے نواب امیر خان کو مدعیون کی حقرسی کے واسطے لکھا تو اُس نے جواب دیا کہ اس دور و دراز ملک مین اپنی حکومت قائم رکھنے اور مفسدون کو سزا دینے کے واسطے میرے پاس فوج کافی نہین ہے اس واسطے مین چاہتا ہون کہ سرکار انگریزی اس پرگنے کا ٹھیکہ لیکے مجھکو جمع مناسب دیا کرے اور حسب خواہش اپنے ملک کا انتظام کرے۔ یہ درخواست منظور ہوئی۔ کرنل ٹاڈ نے سنہ ۱۸۲۰ء مین اس قصبے کو دیکھ کے لکھا ہے کہ یہان شہر کے گرد عمدہ فصیل ہے اور قصبہ بہت بڑا ہے اور مالوہ و ہندوستان کی سڑک اعظم پر واقع ہونے سے تجارت بکثرت ہوتی ہے۔ علاقۂ نیماہیڑہ کی زمین سیاہ اور چکنی ہے افیون بکثرت پیدا ہوتی ہے اکثر مقامات پر زمین دوز پہاڑ ہین۔

پڑاوہ

پرگنۂ پڑاوہ کی زمین و پیداوار کی کیفیت نیماہیڑہ کے حال سے بہت مشابہ ہے قصبہ پڑاوہ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۹ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۴ دقیقہ پر لب سڑک اُجین و کوٹہ اُجین سے ۶۹ میل شمال مین کوٹہ سے ۷۴ میل جنوب مین واقع ہے۔

سرونج
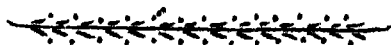
پرگنہ سرونج واقع مالوہ کی زمین سب سے بہتر ہے اور اُس کا رقبہ دیگر پرگنات سے زیادہ ہے اس واسطے وہ ریاست مین بہترین محال سمجھا جاتا ہے اس پرگنے مین چھوٹی چھوٹی ندیان دوازدہ ماہ جاری رہتی ہین اور کثرت زراعت و سرسبزی انبہ وجھوہ واملی وبڑ وپیپل وغیرہ سے زمین بہت خوشنما معلوم ہوتی ہے جنوب و مغرب کی سرحد پہاڑی زمین اور بن ہے آبنوس وغیرہ عمدہ قسم کی لکڑی ہوتی ہے۔ اس پرگنے کی بلندی سطح سمندر سے علی العموم ۱۵۰۰ فٹ ہے اور بعض مقامات ۱۸۰۰ فٹ بلند ہین بارش کثرت سے ہوتی ہے خشکی سے کبھی قحط نہین ہوتا غرقی سے اکثر ہوتا ہے۔ شہر سرونج عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۶ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۷ درجہ ۱۴ دقیقہ پر لب سڑک نصیر آباد و ساگر نصیر آباد سے ۲۷۲ میل جنوب مشرق مین اور ساگر سے ۸۷ میل شمال مغرب مین واقع ہے اُس کا موقع بلند سرزمین واقع شمال کے گھاٹ یعنی اُتار کے دامن پر ہے مشرق و جنوب مغرب مین زمین کشادہ و سیراب مزروعہ ہے سرونج اگرچہ اب بھی بہت بڑا قصبہ ہے مگر جس حالت مین ٹیورنیر نے سترھوین صدی مین دیکھا تھا اُس سے بہت کم ہوگیا ہے اُس زمانے مین سوداگرون اور کاریگرون سے بھرا ہوا تھا اور بیش قیمت ململ اور چھینٹون کیواسطے سرنام تھا تجارت بہت ہوتی تھی مُغل عمل کے زمانے مین شہر کے گرد فصیل تھی وہ بھی اب نہین رہی مگر عمدہ بازار اب تک موجود ہے آبادی کے باہر ایک بت کا بڑا سیاہ سر ہے اُس پر ہندو گھی اور تیل چڑھاتے ہین شہر سے مغرب مین مستطیل شکل کا قلعہ ہے اُس کے ہر گوشے پر مربع برجین ہین اور جنوب مین عمدہ پانی کا تالاب ہے۔ مغرب کی طرف بلندی پر پانی کا چشمہ جاری ہے اُس مین سے پینے کے واسطے شیرین پانی آتا ہے کنوون کا پانی شور ہے۔ سنہ ۱۷۹۸ء مین مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر نے یہ پرگنہ نواب امیر خان کو دیا تھا۔ سنہ ۱۸۰۹ء مین نواب امیر خان نے ناگپور پر یورش کا ارادہ کیا تو سرکار انگریزی سے بہ افسری کرنل کلوز سرونج پر فوج کشی ہوئی۔ سنہ ۱۸۱۷ء مین سرکار نے بشمول دیگر پرگنات کے نواب کو دیدیا۔

چھبڑہ

پرگنہ چھبڑہ کے شمال اور متوسط حصے ہموار وزرخیز و مزروعہ ہین زمین سیاہ اور چکنی ہے مگر اول درجے کی نہین ہے جنوب مین زمین پہاڑی اور نالون سے پھٹی ہوئی ہے جیتڑ کی لکڑی بکثرت ہوتی ہے۔ قصبہ چھبڑہ عرض بلد شمالی ۲۴ درجہ ۳۷ دقیقہ طول بلد مشرقی ۷۶ درجہ ۵۱ دقیقہ پر اثنائے راہ نصیر آباد و ساگر نصیر آباد سے ۱۹۷ میل جنوب مشرق مین اور ساگر سے ۱۵۲ میل شمال مغرب مین واقع ہے۔

تاریخ

محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد مین طالع خان قصبہ جوہر علاقہ بنیر سے ہندوستان مین آیا اور نواب علی محمد خان روہیلہ کی سرکار مین نوکری کرلی جب محمد شاہ نے نواب علی محمد خان پر چڑھائی کی تو طالع خان بعض دوسرے [illegible] کی طرح نواب علی محمد خان کی رفاقت چھوڑ کر بن گڑھ کے محاصرے سے نکل گیا اور ترینہ سرائے من محلات

سنبھل مین آکر مقیم ہوا اور یہین انتقال کیا۔ اس کے فرزند محمد حیات خان کو دوندے خان روہیلہ سپہ سالار نواب علی محمد خان نے نوکر رکھ لیا بعد وفات دوندے خان کے محمد حیات خان نے سلسلۂ ملازمت ترک کر دیا اور زراعت وجہ معاش پیدا کرنے لگا ۱۸۲ا ہجری مطابق ۱۷۶۸ء مین اُس کے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام امیر خان رکھا اُس کے چہرے سے بچپن مین ہی آثار شجاعت نمایان تھے اس صفت نے اُس کو والدین کی خدمت سے جدا ہونے پر مجبور کیا اور بلا رضامندی والدین کے لکھنؤ کو گیا اور وہان سے واپس آکر میرٹھ مین نواب غلام قادر خان نبیرۂ نواب نجیب الدولہ کی فوج کے شامل ہوا مگر اپنے حوصلے کے موافق حصول عہدہ مین ناکام رہا جسکی وجہ بلا اطلاع والدین کے چلے آنا خیال کرکے وطن کو واپس ہوا اور دوبارہ والدین کی اجازت سے بیس برس کی عمر مین چھوٹے بھائی اور دس آدمیون کو لیکے اپنے وطن سے بتلاش معاش مالوے کو گیا اور وہان ملکی فوج مین نوکر ہوا تھوڑے عرصے کے بعد اُس کی ترقی کی صورت پیدا ہوئی کہ بھوپال مین چھتہ خان کے ۱۲۰۹ھ ۱۷۹۴ء مین مرنے پر مختلف فریقون نے فوجین بھرتی کین امیر خان مع چھہ سوار اور ساٹھ پیادون کے نواب حیات محمد خان کے پاس نوکر ہو گیا ایک سال یہان رہ کے جے سنگھ کھیچی راگھوگڑھ کے مخروج راجہ کی مع ایک ہزار رفیقون کے نوکری کرنے کے واسطے بھوپال سے چلا گیا مہاراجہ سیندھیا نے راجپوت رؤسائے کھیچی کو نکال دیا تھا اس واسطے وہ غارتگری کرکے اپنی اور اپنے ہمراہیون کی دفع الوقتی کرتے تھے اس نوکری مین امیر خان نے بے باکانہ دلیری ثابت کرکے بہت شہرت حاصل کی انھین دنون مین راجہ راگھوگڑھ اور سرداران سیندھیا کے باہم لڑائی ہوئی سرداران سیندھیا کے امیر خان کی شجاعت سے حوصلے پست ہو گئے مگر کھیچیون مین سے ایک رئیس سے نااتفاقی پیدا ہو گئی اس واسطے امیر خان والی راگھوگڑھ کے پاس زیادہ نہ رہ سکا اُس سے علحدہ ہو کر بالا راؤ انگلیہ مرہٹہ کے پاس کہ وہ حسب ایمائے مراد محمد خان وزیر بھوپال کے انتظام ملک کرتا تھا نوکر ہوا اور اُس کو فتح گڑھ کا قلعہ اور نواب غوث محمد خان کی ذات خاص کی حفاظت سپرد ہوئی مگر مراد محمد خان کے انتقال اور مرہٹون کی واپسی سے اُس کا تعلق فتح گڑھ سے چھوٹ گیا چھہ مہینہ تک کوشش کی کہ وزیر خان وزیر جدید کے پاس نوکر ہو جائے اور نوکر بھی ہو گیا مگر اُس کے نزدیک امیر خان کا طریقہ پُر شر و فتنہ انگیز ثابت ہوا اس واسطے اُس نے موقوف کر دیا اُس زمانے مین مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کا نیر اقبال کامل عروج پر تھا اس واسطے امیر خان ۱۷۹۹ء مطابق ۱۲۱۴ہجری مین اُس کے پاس گیا اُس نے بڑی تعظیم و تواضع سے رکھا اور بجائے تابعدار کے دوست سمجھتا رہا اس وقت سے جب تک ۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۱ ہجری مین مہاراجہ جسونت راؤ نے ہندوستان سے معاودت کی دونون شامل حال رہے مہاراجہ جسونت راؤ حاکم و مالک تھا مگر نواب امیر خان بھی بجز اُس کے کسی دوسرے کا ماتحت نہ تھا بلکہ فوج کا اول افسر سمجھا جاتا تھا جس کو چاہتا موقوف کرتا اور جس کو چاہتا بحال رکھتا مگر اس بااختیاری کے ساتھ تکلیف بھی بہت تھی بے زری و تہیدستی کے سبب سے بضرورت ادائے تنخواہ فوج اکثر غارتگری و کشت و خون کا مرتکب ہونا پڑتا تھا اور بعض اوقات اس ذریعے سے روپیہ میسر نہ آتا تو فوج کے ہاتھ سے سخت اذیت اُٹھاتا تا اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بہ تقاضائے تنخواہ فوج نواب کو توپ سے باندھ دیتی اور اسی حالت سے دیر تک دھوپ مین رکھتی الغرض اُس کی فوج اگرچہ وقت

ضرورت پر جس طرف اُس کا آقا ہوتا بڑی بہادری اور جان فشانی کرتی تھی مگر اصل مین بجاے سپاہ کے غارتگرونکی جماعت تھی اس کی تعداد رفتہ رفتہ بقدر بڑھ گئی تھی کہ ۱۸۰۶ء مین ۳۵۰۰۰ آدمی اور ۱۱۵ توپین تھین مہاراجہ ہلکر نے امیرخان کو ۱۷۹۸ء مطابق ۱۲۱۳ ہجری مین پرگنہ سرونج واقع مالوہ اور ۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۱ ہجری مین جیپور سے چھین کر پرگنہ ٹونک اور ۱۸۱۷ء مطابق ۱۲۳۳ ہجری مین پرگنات پڑاوہ و چھبڑہ واقع سرحد راجپوتانہ و مالوہ اور نیماہیڑہ واقع میواڑ جو اب ریاست ٹونک مشتمل ہے جاگیر مین نکال دیے تھے مگر اس فوج کثیر کے گذارے کے واسطے یہ جاگیر کب کافی ہوسکتی تھی اس واسطے اُس کی فوج راجپوتانہ و مالوہ و بندیل کھنڈ مین گشت کیا کرتی تھی۔ مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر نے نواب امیرخان کی شجاعت سے اپنے بڑے بھائی کاشی راؤ ہلکر پر فتح پائی تھی اور تمام مالوے کا مالک ہوگیا تھا۔ ۱۸۰۵ء مین جب انگریزون اور جسونت راؤ ہلکر کے درمیان جنگ و جدل ہوئی اور ہلکر دیگ مین پناہ پذیر ہوا فوج انگریزی حملہ آور ہوئی دیگ فتح ہوئی دیگ کی لڑائی کے بعد جب ہلکر نے بھرت پور مین پناہ لی اور لارڈ لیک نے اُس کا تعاقب کیا اور ہلکر کی حوالگی چاہی تو رنجیت سنگھ نے دینے سے انکار کیا جس پر قلعہ کا محاصرہ کیا گیا اور رنجیت سنگھ نے قابل تعریف مقابلہ کیا امیرخان بھی اپنے سوارون سمیت ہلکر سے آن ملا تھا اور انگریزی لشکر کو حیران کرنا شروع کیا تھا اور بہت دفعہ اُس نے یہ ارادہ کیا کہ انگریزون کی کمک کے واسطے جو سپاہ کوٹے کے راستے سے کرنل مری کے ساتھ آتی ہے اُسے بھرت پور نہ پہونچنے دے مگر وہ جب اپنے ارادون مین کامیاب نہوا تو راجہ بھرت پور نے یہ کہا کہ ہلکر اور امیرخان مین اتفاق راے نہین ہے جب سردار آپس مین متفق ہوکر میدان جنگ مین نہ لڑ سکین تو بہتر یہ ہے کہ ایک اُن مین سے بھرت پور مین رہے اور دوسرا دشمن کے ملک مین جاکر کہین فتنہ انگیزی شروع کرے ہلکر تو مرد میدان ایسے نہین تھے کہ وہ کہین اڑ جاتے فرخ آباد اور دیگ مین شکست پا چکے تھے امیرخان البتہ دل چلا جانباز سپاہی تھا وہ روہیلکھنڈ کی طرف چلا یہین کا رہنے والا تھا مگر جس روز وہ ہلکر سے جدا ہوا اُسی روز جنرل سمتھ سوارون اور توپخانے کے ساتھ اُس کے پیچھے روانہ ہوا امیرخان مراد آباد پہونچا وہان انگریز کچھ سپاہ کے ساتھ پڑے ہوئے تھے دو روز تک وہ اُس سے لڑتے رہے کہ جنرل سمتھ جا پہونچا یہ دیکھتے ہی امیرخان مرہٹون کا لشکر لیکر پہاڑون کی طرف بھاگا اور جرنیل بھی اُسکے پیچھے پیچھے چلا اور افضل گڑھ پر ۲ مارچ ۱۸۰۵ء کو لڑائی ہوئی دو چار ہاتھ امیرخان کی سپاہ نے اچھے کئے مگر پھر میدان سے بھاگ نکلا اور روہیلکھنڈ کو کھنڈلتا اور اُس کے قصبون کو لوٹتا مارتا اور انگریزی سپاہ سے کہین کہین چھیڑ چھاڑ کرتا ۱۳ مارچ کو گنگا پار اُترا اسوقت سو آدمی اسکے ساتھ تھے پھر اُسنے اپنی پراگندہ سپاہ کو جمع کیا اور ۲۰ مارچ کو ہلکر سے جا ملا۔

۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۱ ہجری مین امیرخان کی شادی دختر اخوند زادہ محمد ایاز خان سے ہوئی جس کے بطن سے ۱۲۲۲ ہجری مین ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام محمد وزیرخان رکھا اور ۱۸۰۶ء مین امیرخان والی جیپور کے پاس کہ واسطے ازدواج دختر رانا ے اودیپور کے مہاراجہ جودھپور سے برسر مقابلہ تھا چلا گیا اور اسکی مدد مین فوج خرچ مقرر کرکے کوشش کی۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ رانا اودیپور کی ایک بیٹی مہا سندری پیاری کرشن کماری تھی اُس کی سگائی بھیم سنگھ مہاراجہ جودھپور سے ہوئی تھی مگر شادی سے پہلے یہ مہاراجہ مر گیا اور مان سنگھ اُس کا جانشین ہوا ادھر جگت سنگھ راجہ جیپور نے رانا کے ایما سے اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا پیغام بھیجا اور تین ہزار لشکر کا ازدحام مہاراجہ جودھپور کے آدمیون کی مزاحمت کے لئے روانہ کیا مہاراجہ جودھپور نے اس فوج کو روکنے اور ہٹانے کی تیاری کی اور اُس کو وہان سے نکلوا دیا راجہ جیپور اسے اپنی پرلے درجے کی بے عزتی سمجھا اور غصے مین آگ ہو گیا ایک لاکھ آدمیون کا لشکر جمع کر کے درپئے انتقام ہوا۔ اس لشکر مین طرح طرح کے آدمی تھے کچھ مرہٹے کچھ راجپوت کچھ افغان۔

جب پنجاب مین ہلکر سے انگریزون کی صلح ہو گئی تھی تو امیر خان کا بڑا پتلا حال ہو گیا تھا۔ اُس کا ارادہ تھا کہ افغانستان اُڑ جائے مگر اب وہ ہندوستان مین آ گیا اور سپاہ فراوان جمع کر کے راجہ جیپور کے ساتھ ہوا سیندھیا نے بھی دوسردار راجہ جے پور کی اعانت کے واسطے بھیجدیے سوائی سنگھ جودھپور کی ریاست کے علاقہ پوہکرن کا جاگیردار تھا بھیم سنگھ کے لڑکا بعد اُس کے مرنے کے پیدا ہوا مان سنگھ کے خوف سے سوائی سنگھ کے پاس رانی چلی آئی وہ اس لڑکے کا طرفدار رہا اور اُس کو راجہ بنانا چاہا حالانکہ رانی خوف کے مارے اس لڑکے کے جننے سے انکار کرتی تھی اس سبب سے مہاراجہ اور سوائی سنگھ مین بیر پڑ گیا اس ہنگامے مین وہ راجہ جیپور کے پاس آیا غرض کوئی راجپوتون کا رئیس بچا ہوگا جو اس لڑائی مین کسی نہ کسی طرف نہوا ہو فروری سنہ ۱۸۰۷ء مین ایک جنگ عظیم ان دشمنون مین ہوئی اُس مین مان سنگھ کو شکست فاش ہوئی اور اُس کے تمام ارکان سلطنت ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے یہ مہاراجہ میدان جنگ سے بھاگ کر اپنی دار الریاست کے قلعہ مین جا کر چھپا اور اس قلعے کو کئی مہینے تک دشمنون کے ہاتھ سے بڑی مردانگی اور دلیری سے بچائے رکھا دشمنون نے ملک کو لوٹ کر برباد کر دیا مہاراجہ جودھپور نے امیر خان کو اپنے سے ملانا چاہا اور اُس سے اس معاملے کی بات چیت کی یہ پرانا گھاگ یہ نہین چاہتا تھا کہ مین کسی راجپوت کی ریاست کو تحت الثرے کو پہونچادون اس لئے کہ وہ تو لوٹ کا دیوانہ تھا کہ کبھی اس طرف ہو کر اُس طرف سے مال مارے کبھی اُس جانب سے ہو کر دولت سے دامن بھرے اگر دوسری جانب تباہ ہو کر باقی نرہتی تو پھر یہ بُردین کہان ہاتھ لگتین غرض یہ سرتیلا جانباز جوان مرد راجہ جیپور سے بوجہ اُس کی بے وفائی کے علیحدہ ہو گیا اور مہاراجہ جودھپور سے اس قرار سے ملگیا کہ وہ ساڑھے چار لاکھ روپیہ ماہوار حق اعانت دیتا رہے گا اور چار لاکھ روپیہ کی جاگیر باورچی خانے کے خرچ کے لئے دے گا اب جیپور پر سخت مصیبت نازل ہوئی مہاراجہ جودھپور کا ادھر تو امیر خان کے دوست بنانے اور لڑائی کے خرچ مین ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا اُدھر ملک بالکل برباد پڑا تھا سوائے اس کے جب تک سوائی سنگھ بانی فساد نہ مارا جائے تو اُس کا رنج نہین ہو سکتا تھا اس پر امیر خان نے کہا کہ یہ کیا مشکل بات ہے ۲۵ لاکھ روپیہ دلوائیے کام دشمن کا ہم تمام کر دین گے مہاراجہ نے کہا اچھا اب اُس کے مارنے کی گھات مین امیر خان چلا اور یہ بہانہ کیا کہ مان سنگھ سے میری بگڑ گئی ہے اور ناگور مین پہونچا اور قرآن درمیان کیا کہ مین تمہارا دل سے اخلاص مند ہون سوائی سنگھ اُس کے دام مین پھنس گیا اور اُس نے ملاقات کو بلایا یہ اجل گرفتہ راجپوت وہان گیا جب ملاقات کے خیمے مین بیٹھا تو اُس کی طنابین کاٹ دی گئین

غرض خیمون کی رسیون نے تو اُنھین پھنسایا اور بندوق کی گولیون نے شکار کیا اور توپ کے گرایون نے کباب بنایا لوٹ اور کشت وخون سے دونون ریاستین تباہ وبرباد ہوگئین اس لڑائی مین رانا اودے پور کسی طرف نہ بولا یہ ساری ہنگامہ آرائی اُس کی لڑکی کے سبب سے ہوئی تھی مگر سیندھیا اور امیر خان کے پاس تو بھاری بھاری فوجین تھین کہ جن کے پیٹ بھرنے کے لئے نہ اُنکے پاس ملک تھا نہ دولت پھر وہ خالی بیٹھے ہوئے سوائے لوٹ مار کے اور کیا کرتین اُنھون نے رانا کے ملک مین لوٹ مار مچادی مرہٹون اور پٹھانون کی آتش فشانی وبلا انگیزی وہ بلا کی تھی کہ جس زمین سرسبز وشاداب وآباد پر اُنکے قدم ایک روز بھی پڑتے تھے پھر وہان سوائے خاک کے کچھ اور باقی نہ رہتا جن دہات کو وہ جلاتے اُنکے شعلے اُن کی منزل پیمائی کا سراغ بتلاتے اُس کے رہنما اپنے پیرودن کی رہنمائی کے لئے راہ مین چراغ جلاتے غرضکہ جب رانائے اودیپور کو اس بدسے بدبلا کا خوف ہوا تو اُس نے برٹش گورنمنٹ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا نصف ملک خود لے لیجئے اور اُس کے عوض مین دوسرے نصف کی حفاظت کیجئے ظالم سنگھ مدار المہام کوٹہ اور جیپور وجودھپور کے راجاؤن نے جو آپس مین رقیب تھے انگریزون کی منتین کرکے یہ کہا کہ ہندوستان مین تمام ملک کا ایک بادشاہ سردھرا ہوتا ہے وہی سب کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے اور زیردست کو زبردست کے ہاتھ سے بچاتا ہے اب سرکار کمپنی کا پلہ سارے سلاطین سے بھاری ہے وہی سارے ملک کی شہنشاہ ہے وہی ہماری بزرگ ہے اُسکو چاہئے کہ وہ اپنے فرض بزرگی کو ادا کرے اور ہم خردون کی خبرگیری کرے مرہٹے اور پٹھان جو نربدا سے لیکر ستلج تک فتنہ پردازی کررہے ہین اور سارے ملک کو ویران اور بےچراغ کئے دیتے ہین اُنکی کیا مجال ہے کہ انگریزی سپاہ کے روبرو سامنا کرین فقط گورنر جنرل کے زبان ہلانے کی دیر ہے کہ سارے ہندوستان مین پھر امن وامان چین چان ہوئے جاتا ہے مگر برٹش گورنمنٹ اس وقت مین ایسی التجاؤن کو کب سنتی تھی وہ تو اور ہی دُھن مین بیٹھی ہوئی تھی کہ اُس راجہ کو اپنی آغوش حمایت مین نہ بٹھائے جس کے سبب سے لڑنا پڑے ۔ غرض راجپوتانے کے ایسے بُرے وقت مین برٹش گورنمنٹ سے امداد کی توقع کرنی عبث تھی آخر لاچار ہوکر رانائے اودیپور کو امیر خان سے التجا کرنی پڑی اور اُس کو پگڑی بدل بھائی بنانا پڑا چوتھائی ملک اُس کو اس غرض سے نذر کیا کہ وہ باقی تین چوتھائی کی حفاظت کرے اگرچہ ہندوستان مین راجپوتانہ ظلم وستم کا گھر قدیم سے چلا آتا ہے مگر اب امیر خان نے وہ ایک کام ستم کا کرایا جس کو ظالمون نے بھی ظلم سمجھا اس نے رانائے اودیپور کو سمجھایا کہ یہ جو سارے جھگڑے راجپوتون مین برپا ہوئے ہین وہ صرف آپ کی لڑکی کے سبب سے ہین اس بنائے فساد کو مٹائیے ورنہ مین خود اُس کو زبردستی پکڑ کر مان سنگھ مہاراجۂ جودھپور کے پاس لیجاؤن گا ایک اور بڑے ٹھاکر اجے سنگھ نے بھی رانا کو یہ صلاح دی غرض یہ ظالم باپ بھی اس بچی کو مارنے پر راضی ہوگیا اور رانا کی بہن چندا بائی نے بھتیجی کے لئے زہر کا پیالہ تیار کیا اور کہا بیٹی اسے پی جا اس سعادت مند نوجوان شانزدہ سالہ نے اس زہریلے شربت کو غٹ غٹ پی لیا اور اپنی جان شیرین کو جہان آفرین کے سپرد کیا جس وقت یہ خبر شہر مین پھیلی کہرام مچ گیا ایک خلقت کی آنکھون سے آنسوؤن کا لشکر روان تھا اور رانا اور اُسکے اہلکارون کو ہر ایک دشنام دیتا تھا۔

معلوم نہین کہ بعض انگریزی مورخ اس گناہ عظیم مین امیر خان کو شریک کرکے کیون ثواب کماتے ہین راجپوتون کو لڑکیون کے مارنے کے لئے کسی مسلمان کے مشورے اور صلاح کی کیا ضرورت ہے اُنکی تو دختر کشی رسم قدیم ہے۔

ناگور کے قتل اور سوای سنگھ جاگیر دار پوہکرن علاقہ جودھپور و بانی فساد کی ہلاکت کے ساتھ نواب امیر خان کا تعلق اُس ملک سے ٹوٹ گیا۔

اس کے بعد امیر خان اجمیر سے جسونت راؤ ہلکر کے لشکر مین گیا جو بھان پورہ مین مقیم تھا یہان آکر مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کو بحالت دیوانگی دیکھا جس کا امیر خان کو سخت رنج ہوا اور بوجہ خرد سالی ملہار راؤ ہلکر کے واسطے انتظام ریاست اندور خود کیا اور پھر عبد الغفور خان کو خطاب نوابی عطا کرکے مدار المہام ریاست ہلکر مقرر کیا اور خود ٹونک مین چلا آیا راجپوتانہ کی تباہی و بربادی کو خاتمے پر پہونچا کر ۱۸۰۹ء مین امیر خان نے مرہٹہ خاندان فرمان روائے ناگپور پر توجہ کی اُس کا ارادہ تھا کہ بجا بھونسلہ کے اپنے خاندان کی حکومت قائم کرے سارے پٹھان اُس کو اپنا سرپرست اور سردار جانتے تھے پٹھانون کی وہ قوم تھی کہ جس نے ہندوستان مین سیکڑون برس تک حکمرانی کی تھی اور طرح طرح کے انقلاب اس ملک مین پیدا کئے تھے کوئی بزرگ ولی اُنکو کہہ مرے تھے کہ ایک نہ ایک دن اُنکی پھر سلطنت دہلی مین قائم ہوگی اس خبط مین مبتلا تھے اور یہ یقین کرتے تھے کہ امیر خان ہم مین ایسا پیدا ہوا ہے کہ وہ ایک نہ ایک دن پھر پٹھانون کی سلطنت دہلی مین پیدا کرے گا مگر امیر خان سیواجی حیدر علی اور رنجیت سنگھ سکھ کی طرح عقلمند اور صاحب تدبیر نہ تھا کہ کوئی سلطنت جماتا مگر ہان سرداران غارتگر مین ممتاز اور سرفراز تھا اور اپنے معراج کمال پر پہونچ گیا تھا اور اُس نے دس برس کے عرصے مین ایک ریاست تبدریج ایسی پیدا کرلی تھی کہ جس کی سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ روپیہ تھی لیکن جس قدر سپاہ اُسکے پاس تھی اُس کے خرچ کے واسطے کافی آمدنی نہ تھی راجپوتانے کے سردارون کو کھوکھلا بنا کر اب اُس نے اضلاع دور دست پر دست درازی کا ارادہ کیا اول اُس نے راجۂ ناگپور کو تاکا کہ یہ سونے کی چڑیا ہے اور اُس سے لڑنے کا بہانہ بھی یہ نکالا کہ جب جسونت راؤ ہلکر دیوانہ ہوگیا تھا تو اُس کی دیوانگی کی حالت مین اُس کی دیوان گری کا کام امیر خان کے ہاتھ مین تھا اور سارا کاروبار اُس کا وہ کرتا تھا راجہ ناگپور سے اُس نے کہا کہ بارہ برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ جب ہلکر اُس کے پاس پناہ لینے آیا تھا اور سیندھیا کے بہکانے سے اُس کو قید کیا تھا تو جواہر اُس کے اُس نے چھین لئے تھے اب وہ خیریت سے عنایت کیجئے راجہ نے اس بات کو سنا بھی نہین کہ کیا کہتا ہے جب یون زبانی پیغام سے کام نہ چلا تو اُس نے زور سے اُس کو نکالنا چاہا اور چالیس ہزار سوار اور چوبیس ہزار پیادے لیکر نربدا پار عبور کیا اور ناگپور کی طرف کوچ کیا راہ مین جبل پور کو بھی لوٹ کھسوٹ کر تباہ و برباد کردیا یہ راجہ انگریزون کا دوست تھا کچھ اُس سے حفاظت و حراست کا وعدہ سرکار کا نہ تھا اب لارڈ منٹو کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ یہ مسلمان سردار ایسا پیدا ہوا ہے کہ جسکے پاس سپاہ ایسی ہے کہ اُس کا مقابلہ سوائے سرکار کمپنی کے کوئی اور نہین کرسکتا اگر اُس نے راجہ ناگپور کا ملک لیلیا اور اُس کے اوپر متسلط ہوگیا تو نظام کے ہمسایہ مین ایک مسلمانی ریاست قائم ہوجائے گی اور پھر شاید ان دونون مسلمانون کی سازشین سرکار کے حق میں مضر ہون گی اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کا علاج پہلے سے کیا جائے اور راجہ کی اعانت کی جائے گو راجہ نے کمک کی درخواست

نہین کی تھی مگر جب اُس کو یہ ملک مفت ملی تو وہ اُس کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا غرض سپاہیون کی دو پلٹنون کو حکم دیا گیا کہ وہ راجہ کی امداد کے لئے روانہ ہون اور امیر خان کو لکھا گیا کہ اُس کے ملک سے چلا جائے اس کے جواب مین امیر خان نے برٹش گورنمنٹ سے یہ کہا کہ موافق عہدنامہ ہلکر کے جو سر جارج بارلو کے عہد مین ہوا تھا مداخلت کا استحقاق انگریزی گورنمنٹ کو نہین ہے یہ دلیل ایسی تھی کہ اس کا کچھ جواب نہ تھا انگریزی لشکر سفر کر چکا تھا کہ راجہ ناگپور کے سپہ سالار صادق علی خان نے امیر خان کو راجہ کے ملک سے نکالدیا اور وہ بھوپال مین چلا گیا یہان اُس نے پھر اپنے پنڈارون کو جمع کیا کہ پہلے برسات کے سبب سے اُنکو موقوف کر دیا تھا اور اُنکو ساتھ لیکر پھر ناگپور مین آیا مگر راجہ کی سپاہ مین سکھ بہت تھے اُنھون نے پھر اُس کو شکست دی امیر خان نے تیسری دفعہ ناگپور کی سپاہ کو جبلپور[ر گڑھ] مین گھیر لیا اور اُس کے پنڈارون نے سارا ملک لوٹ لیا اب انگریزی سپاہ اُس کے قریب جا پہونچی تھی کہ تلسی بائی قائم مقام ہلکر نے اُس کو اپنے ضروری کامون کے لئے بلا بھیجا اور وہ اپنی سپاہ سمیت اندور مین جا پہونچا کرنیل کلوز نے امیر خان کے ملک کی دار السلطنت پر قبضہ کر لیا تھا مگر اُس وقت مین انگریزی لشکر کے واپس چلے آنے کا حکم پہونچا پھر امیر خان اپنے حال پر بحال ہو گیا اور ممالک متوسط کو سات برس تک خاک سیاہ اور تباہ کرتا رہا اگرچہ امیر خان نے اپنی ریاست قائم کر کے اپنی قدرت و قوت کو تقویت دی مگر اس پر بھی ہتھہ پھیری کے لئے اپنے پھیرے نہین چھوڑے اُس کی سپاہ تمام ہندوستانی رئیسون کے لشکر سے زیادہ زبردست تھی اور تنخواہ اُس کی مقرر تھی گو وہ وقت پر نہین دی جاتی تھی اور برسون چڑھا کرتی تھی سپاہی اُسکے لوٹ مار کی نیت باندھے شب و روز رستے رکھے بیٹھے رہتے تھے مل گئی تو روزی نہین تو روزہ جس کی نقلین بھانڈ محفلون مین کیا کرتے تھے کہ کسی نے رمضان سے پوچھا کہ ایک مہینہ تو سب جگہ رہتے ہو گیارہ مہینے کہان تمھارا ٹھکانا ہے تو اُس نے جواب دیا کہ امیر خان کے لشکر مین۔

امیر خان کے پاس مضبوط سپاہ تھی جس مین دس ہزار پیادے اور پندرہ ہزار سوار تھے اس کے ساتھ توپون کا بھی بڑا ساز و سامان تھا وہ ہندوستانی رئیسون سے چوتھ لیتا تھا اور جو نہ دیتا پھر اُس کو مزہ چکھا دیتا اُس کے گھر کو جا کر گھیر لیتا اور وہین شکار مار لیتا ۱۸۱۱ع مین جسونت راؤ ہلکر مر گیا تو تلسی بائی اُس کی حرم نے ایک اور حرم کے لڑکے ملہار راؤ کو گود لیکر مسند نشین کیا اور خود اُس کی نیابت مین سارا کاروبار ریاست سرانجام کرنا شروع کیا یہ بائی نوجوان حسین تھی اور انداز دلربایانہ رکھتی تھی ریاست کے کامون مین اُس کا ذہن خوب لڑتا تھا مگر ستم شعار جفاکار انتقام جو کینہ خو تھی امیر خان بھی اس ریاست کے کامون مین دخیل تھا اور بڑی جاگیر رکھتا تھا اور سارے کامون مین مشیر تھا جسونت راؤ کے مرتے ہی وہ اندور سے کافور ہو گیا اور راجپوتانے کی غارتگری مین مصروف ہوا اور عبد الغفور خان کو جس کی اولاد مین نوابان جاورہ ہین خطاب نوابی عطا کر کے مدار المہام ریاست ہلکر مقرر کیا ایکبار عبد الغفور خان نے کمال تاکید سے اُس کو ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین طلب کیا وہان کی ضروریات کا بندوبست کر کے ایکبار پھر راجپوتانہ اور مالوہ کی لوٹ سے اپنے ہمراہیون کو مالامال کرنے کے واسطے آیا اور جب تک سرکار انگریزی کو جنگ

پنڈارہ کی فتح کے بعد اس ملک کے بندوبست کرنے کی فرصت نہ ملی خلائق کو نواب امیر خان کی فوج کے ضرر وجود سے نجات نہ حاصل ہوئی ۱۸۱۷ء مین افواج انگریزی مالوہ کو گئی تب لارڈ ہاسٹر انے پنڈاری لڑائی کو ختم کرنے اور راجپوتانہ وسنٹرل انڈیا کی ریاستون مین امن قائم کرنے کے لئے نواب امیر خان کے پاس جو قلعہ مادھوراج پورہ کے محاصرے مین مصروف تھا پیغام بھیجا کہ وہ سرکار انگریزی کے ظل حمایت مین آجائے مگر شرط یہ ہے کہ اپنی فوج کو کم کرکے بہ تعداد معینہ رکھ لے اور توپین قیمتاً سرکار کو دیدے ہلکر نے جو اُس کو جائداد دی ہے وہ بدستور قائم رہے گی ایک مہینے کی مہلت عہد وپیمان کے سوچنے کے لئے دی گئی امیر خان کی قوت آخر مین سیندھیا سے کچھ کم نہ تھی اُس کے پاس باون پلٹنین عمدہ قواعددان پیادون کی تھین اور بہت سے سوار بڑے شہسوار اور ڈیڑھ سو توپین ہوگئی تھین مگر جو شرائط وہ پیش کرتا تھا وہ فضول تھین اور قابل منظوری نہین الغرض اُس سے وعدہ ہوا کہ جس قدر علاقہ اُس کا ہلکر کا دیا ہوا تھا وہ اُس کے پاس رہے گا اور گورنمنٹ انگریزی اُس کی حفاظت رکھے گی بشرطیکہ وہ طریق ڈاکہ زنی چھوڑدے اور اپنی فوج کو موقوف کردے اور اپنی تمام توپین باستثنائے چالیس ضرب توپ کے گورنمنٹ انگریزی کے ہاتھ فروخت کردے اور ایک دستہ اپنی فوج کا فوج انگریزی کے ہمراہ رکھے اور سرکار نے یہ بھی تصور کیا کہ بعوض ترک کرنے ڈاکہ زنی کے کچھ معاوضہ امیر خان کو ہلکر کے علاقے مین سے دیا جائے کیونکہ اُسی کے ضعف قوت اور بدنظمی سے امیر خان اس رتبۂ اقتدار کو پہونچا تھا اور امیر خان کی یہ درخواست کہ جو علاقہ اُس کے پاس ہے خواہ وہ کسی طریق زبردستی یا زیادتی سے اُس نے لیا ہو اُس کے پاس رہے انگریزون نے نامنظور کی نواب امیر خان کو یہ اُمید نہ تھی کہ انگریزی فوج کا مقابلہ کرسکے گا اگرچہ اول اول انگریزون کی شرائط کے قبول کرنے مین تامل ہوا مگر اخیر مین اُس نے غور کرکے دیکھا کہ پیشوا کا کیا حال ہوا راجۂ ناگ پور کی کیا نوبت پہونچی اُس کے ذہن مین آیا کہ اس صاحب اقبال سرکار سے لڑنا عین بداقبالی ہے اس لئے گورنمنٹ انگریزی کی شرائط پر راضی ہوا عہد وپیمان قبول کرلئے اور اپنی لیٹرون کی جمعیت کو توڑدیا اور گیارہ برس کی غارتگری اور لیٹرے پن نے اُس کو ایک مستقل ریاست کا جس کی آمدنی پندرہ لاکھ روپیہ تھی نواب بنادیا اور ماہ نومبر ۱۸۱۷ء مین اُس سے عہدنامہ مرتب ہوا مگر نواب امیر خان نے بہ انتظار انقلاب زمانہ فتح سیتابلدی کی خبر پہونچنے تک عہدنامے کو تصدیق نہ کیا مگر جب دیکھا کہ مرہٹے بالکل پامال ہوگئے تو صلح کرکے اطاعت سے رہنا اختیار کیا اور اُس کے سپاہیون کو انگریزی فوج مین جگہ دیدی گئی جس کے بعد گورنمنٹ نے اُسے باضابطہ طور پر نواب تسلیم کرلیا۔ اس عہدنامے کے بموجب امیر خان کو پرگنات سرونج وپڑاوہ ونباہیڑہ مکفول ہوئے اور اُس پر سرکار نے قلعہ ومحل ٹونک اور ضلع رام پورہ کا اپنی طرف سے بطور عطیۂ رعایتی اضافہ کیا اور تین لاکھ روپیہ قرض دیا کہ کچھ عرصے کے بعد معاف ہوگیا اس کے علاوہ اُس کے بیٹے محمد وزیر خان کو پرگنہ پلول حین حیات جاگیر مین دیا مگر بسبب قربت دہلی کے پرگنے پر قابض کرنا نامناسب سمجھ کے اُس کے عوض پانسو روپیہ یومیہ یعنی پندرہ ہزار روپیہ ماہوار نقد مقرر کردیا اور امیر خان نے بموجب شرائط عہدنامہ اپنے فرزند محمد وزیر خان کو چند روز کے لئے دہلی مین بھیجدیا اس ریاست سے خراج نہین لیا جاتا اور نہ کوئی فوج کنٹنجنٹ اس ریاست کی آمدنی سے تنخواہ پاتی ہے کہتے ہین کہ حکام انگریزی کی اس کارروائی انعقا

عہدنامہ وعطاے ملک پر مدبران وقت نے اعتراض کیا تھا کہ نواب امیرخان کو ایسی کیا قدامت و استحقاق حاصل تھے
کہ اُس سے مثل رؤساے عظیم الشان کے عہدنامہ کیا اور اِس قدر ملک عطا کیا اس کے جواب مین اُنھون نے کہا کہ ہم نے
حکمت عملی سے ایک شیر کو جو بندگان خدا کو ناحق ہزار وا تنگ و تلف کرتا تھا ریاست داری کے قفس مین بند کیا ہے
اگر منظور ہو تو اُس کو پھر آزاد کر دیجئے اور تماشے دیکھئے کہ کیسے پر ضرر نتائج پیدا ہوتے ہین - اُس وقت سے نواب
امیرخان نے غارتگری چھوڑ دی اور انتظام اور ترقی ملک اور مسافرون کے واسطے مکانات تعمیر کرنے مین مصروف ہوا
اور اس پر بھی قناعت نہ کرکے اپنی عمر کے واقعات کی کتاب لکھوائی اور جس قدر ضعف ہوتا گیا زیادہ دیندار اور
تقہ ہوتا گیا اخیر مین یہ کیفیت ہوئی کہ جو کوئی اُس کی پوستین کی پوشش اور قرآن شریف کی تلاوت اور ملاؤنکی
صحبت دیکھتا اُس کو بمشکل یقین آتا کہ یہ وہی امیرخان ہے کہ جس نے ممالک جیپور و جودھپور و اودیپور وغیرہ کی
خونریزی کرکے بندگان خدا کو پامال کیا تھا نواب امیرخان بڑا کثیر الاولاد تھا اُس نے اپنے بیٹون کی تعلیم و تربیت مین
بڑی کوشش کی تھی سنہ ۱۸۳۲ء مین لارڈ ولیم بنٹنگ سے اجمیر مین ملنے کے واسطے گیا تب چھ بیٹے ساتھ تھے
منجملہ اُنکے پانچ زرہ بکتر سے ملبوس تھے۔

سنہ ۱۲۵۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۳۴ء مین مرض استسقا سے نواب کا انتقال ہوا۔

نواب وزیر محمد خان عرف وزیر الدولہ

یہ نواب امیرخان کا بڑا بیٹا تھا جب اپنے باپ کا جانشین ہوا تو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے خلعت مسندنشینی
بذریعہ مکیلاٹن اسسٹنٹ رزیڈنٹ راجستان کے عطا ہوا جب وزیرخان دہلی مین تھا تو اُس کو ابونصر محمد اکبر
ثانی نے خطاب وزیر الدولہ امیر الملک بہادر جنگ کا عطا کیا تھا نواب وزیرخان نے مسندنشین ہونے کے بعد سنہ ۱۲۵۰ھ
مین منورخان کی بغاوت رفع کی سنہ ۱۲۶۷ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۰ء مین سکناے ران پاڑہ کو جنھون نے ایک گانون
متعلقہ ٹونک پر قبضہ کرلیا تھا سیدھا کیا۔ سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین اُس نے سرکار انگریزی کی بڑی خیرخواہی کی اور
اُس کے جلدو مین حسب شرع محمدی اولاد صلبی نہونے پر ریاست وارث با استحقاق کو ملنے کی سند حاصل کی نواب وزیر الدولہ
شریعت کا سخت پابند تھا اُس کے عہد مین اشیاے نشئی کی خرید و فروخت و استعمال پر سزا ہوتی تھی بڑا عادل و فیاض و رحیم تھا
عدالت کا کام بذات خاص اجلاس کرکے سرانجام دیتا تھا انفصال مقدمات مین کسی کی رعایت و پاسداری نہ تھی کسی داد خواہ
کو نواب تک پہونچنے کی شکایت نہ تھی ہر ایک کی عرض کو بالتفات و توجہ تمام سنتا اور حق رسی کرتا خوف خدا اس قدر تھا
کہ اگر کوئی واسطہ خدا درمیان مین لاتا تا وقتیکہ اُس کی رفع حاجت و طمانیت نہ کرلیتا دوسری طرف متوجہ نہوتا اور نہ
اُس مقام سے ہٹتا عجز و انکسار کی یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی اتفاقیہ اُس کی تعریف کا کلمہ کہہ بیٹھتا فوراً قبلہ کی طرف
رخ کرکے بہ آہ و زاری و اظہار خاکساری مستعد مغفرت ہوتا اُس کی فیاضی و سریع الیقینی سے اکثر مکار و فریبی لوگ زاہد و عابد
و حاجی و خدارسیدہ بن کے ہزارون روپیہ پیدا کرتے کہ اسی سبب سے ریاست مقروض و زیر بار رہتی بجز انصرام امور ریاست
و یاد الٰہی و مطالعہ کتب و اشاعت علم کے اُس کی اور کچھ مصروفیت نہ تھی ۳۱ سال حکومت کرکے ۱۴ محرم سنہ ۱۲۸۱ھ

مطابق ۱۸ جون ۱۸۶۴ء کو انتقال کیا اور اُس کا بیٹا نواب محمد علی خان مسند نشین ہوا۔

نواب محمد علی خان

اس کی مسند نشینی کے بعد اس کے چچا عبد الکریم خان نے ریاست کا دعوے کیا اور طرفین کے وکیل راجپوتانے کے رزیڈنٹ اور گورنر جنرل کے پاس گئے آخر کار نواب محمد علی خان کی مسند نشینی منظور ہوئی۔ اپریل ۱۸۶۵ء مین کرنیل ایڈن ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے اُس کو خلعت مسند نشینی دیا اس نے بہت چستی و مستعدی سے ریاست کا انتظام کیا بخلاف طریقہ راجپوت رئیسون کے ہر موسم مین ملک کا دورہ کرکے جزو کل کامون کو سنبھالتا تھا اور رعایا پر عدل گستری کرتا تھا کہ اس سے اُس کی بہت تعریف ہوئی مگر اس دورے سے ظلم و زیادہ ستانی کی صورتین بھی پیدا ہوئین کیونکہ کسی نہ کسی حیلے سے روپے کا مطالبہ کرتا تھا۔ مسند نشینی سے تھوڑے دنون کے بعد اُس نے ٹھاکر و تاجر و زمیندار وغیرہ ہر قسم کی رعایا سے علاوہ نذرانہ کے انواع محاصل جدید وصول کئے کہ اس سبب سے تجارت مین بہت کمی عائد ہوئی اگرچہ انتظام چندان اچھا نہ تھا مگر سرکار انگریزی کے احکام کی تعمیل بڑی کوشش سے اور صاحبان انگریزی کی تعظیم و تواضع بہت شوق سے کرتا تھا آراستگی فوج پر اُس کی بہت توجہ تھی فوج تعداد مین زیادہ نہ تھی اور پرگنات مین متفرق رہتی تھی مگر دار الریاستہ کی فوج وردی و قواعد سے آراستہ تھی اگرچہ اُنکی قواعد صحیح نہ تھی مگر اس سے مستعدی ظاہر تھی اور ہر ہفتہ قواعد ہوتی تھی۔

۱۸۶۵ء کے موسم سرما مین نواب اور اُسکے خراج گذار ٹھاکر لاوہ کے درمیان فساد ہوا اُس مین بنظر حفظ امنیت عوام سرکار انگریزی کو مداخلت کرنی لازم آئی ٹھاکر لاوہ جب سے ریاست قائم ہوئی تھی ریاست کے ساتھ سرکشی اور خود سری سے پیش آتا تھا رئیس کے لاوے مین جانے پر بتعداد معینہ نذرانہ دیتا تھا مگر اُس نے دار الریاستہ مین حاضر ہوکے کبھی نوکری نہ کی نواب محمد علی خان کی مسند نشینی پر اُس سے نذرانہ زائد از تعداد معینہ طلب ہوا اُس نے حسب دستور معمولی نذرانہ پیش کرکے اُس سے زیادہ دینے مین عذر کیا عدم ادائے نذرانہ و روقت مسند نشینی حاضر نہونے سے عداوت پیدا ہوگئی اور جلد زیادہ مشتعل ہوکے ٹونک سے لاوے پر فوج کشی ہوئی مقابلے مین ٹھاکر کے آدمی مارے گئے اور نواب کی فوج مین بھی تین سو آدمیون کا قتل و مجروحی سے نقصان ہوا اس پر ایجنٹ گورنر جنرل کا ایک اسسٹنٹ تحقیقات و تصفیہ کے لئے متعین ہوا بتقرر چند شرائط ٹھاکر کو زیادہ تر مطیع ریاست کا کیا گیا۔ اس عرصے مین نواب نے اُس سے تیجون کے تہوار کی نذر گزراننے کا یا کسی اور رام کا سوال کیا ٹھاکر نے جواب دیا کہ یہ تہوار ہندوؤن کا ہے اور یہ ریاست مسلمانون کی ہے نذر عیدین تو ہم موافق دستور کے البتہ دین گے لیکن سر رشتہ نیا ایجاد نہین ہوسکتا۔

بعد اس کے نواب نے کہا کہ مہاراجہ جےپور کی سند عطائے لاوہ مین جس قدر جائداد لکھی ہے ٹھاکر اُس سے زیادہ پر قابض ہے نصف جائداد ضبط کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ جس قدر جائداد پر ٹھاکر قابض تھا اُس کی سند مین درج نہ تھی جب موقع ملا جائداد مذکورہ کو نواب نے ضبط کرلیا اس زمانے مین دھیرت سنگھ ٹھاکر لاوہ کے کاربار کو اُس کا چچا ریوت سنگھ کہ زبردست آدمی تھا اور پیشتر راج الور کے سوارون مین نوکر رہا تھا انجام دیتا تھا اُس کی صلاح سے ٹھاکر

دھیرت سنگھ اکثر ٹونک مین نوکری کرنے کے واسطے آتا تھا وہان سب کو معلوم تھا کہ اگرچہ خود ٹھاکر کمزور اور ناتجربہ کار ہی مگر اُس کا چچا جو مختار ہے وہ شرارت سے باز نہین آنے دیتا سنہ ۱۸۶۷ء مین نواب محمد علی خان نے خلعت دینے کیواسطے ٹھاکر کو ٹونک مین بلایا وہ حسب الحکم مع اپنے چچا اور چند دیگر ہمراہیون کے حاضر ہوا اور واسطے انفصال معاملہ مرجوعہ نذرانہ کے اپنے نائب حکیم سرور شاہ خان کے پاس جانے کو کہا اُس روز ٹھاکر کی طبیعت تو علیل ہوگئی اُس نے اپنے چچا اور بھتیجے اور تحویلدار کو اُس معاملے کے طے کرنے کو نائب کے مکان پر بھیجا یہ لوگ ڈیوڑھی پر پہونچے اور اندر جانے کا ارادہ کیا محافظان ڈیوڑھی نے اُنسے کہا کہ تم اپنے ہتھیار کھول کر رکھدو ہم تم کو ہتھیار باندھے ہوئے مکان مین نہین جانے دین گے راجپوتون نے ہتھیارون کا رکھنا گوارا نہ کیا گفتگوے بسیار اور ردوکدبے شمار کے بعد نوبت تلوار و بندوق پر پہونچی چنانچہ ٹھاکر کا چچا اور بھتیجا اور تحویلدار وغیرہ تخمیناً چودہ آدمی مارے گئے اور کئی آدمی نواب کے بھی زخمی وخستہ ہوئے یہ واقعہ یکم اگست سنہ ۱۸۶۷ء کی رات کا ہے جب ٹھاکر نے یہ ماجرا سُنا مکان کو بند کرکے مسلح ہو بیٹھا نواب محمد علی خان کی سپاہ نے اُس کی حویلی کا محاصرہ کیا اور اُن لوگون نے پکار پکار کر ٹھاکر سے کہا کہ حویلی سے باہر آوے اور نواب کے پاس چلے ٹھاکر نے اندر سے جواب دیا کہ اگر حافظ عباد اللہ خان ضامن ہوجائے تو البتہ مین حویلی سے باہر آؤن عباد اللہ خان نے ضمانت سے انکار کیا اور ٹھاکر چند ہمراہیون کے ساتھ حویلی مین بیٹھا رہا یہان تک کہ ۸- اگست کو دیولی کی چھاؤنی سے پولٹیکل ایجنٹ سوار و پلٹن لیکر ٹونک مین آیا اور ٹھاکر مذکور کی محافظت اور انسداد فساد کا کیا اور ٹھاکر کو لاوہ جانے کی اجازت دی جیسا کہ تذکرۂ حکومت المسلمین مؤلفہ وحید اللہ مین مذکور ہے جس زمانے مین بمقام ٹونک یہ حادثہ وقوع مین آیا تھا ایک ہزار پیادہ اور چالیس توپون نے جاکے لاوے کو گھیرا اور قلعے پر حملہ کیا ممکن نہ تھا کہ ایسے حادثے کے وقوع مین آنے پر بھی سرکار انگریزی کچھ توجہ نہ کرتی فوراً تحقیقات شروع ہوئی آخرش ماہ دسمبر سنہ ۱۸۶۷ء مین گورنمنٹ نے حکم دیا کہ نواب محمد علی خان ریاست علاقۂ ٹونک سے خارج کیا جائے اور اُس کا نائب کہ بانی فساد تھا قید کیا جائے اور اُس کے سررشتے کے کل سپاہی موقوف ہون نواب ٹونک کی سلامی سترہ توپون سے گیارہ توپون کی کردی جائے اور لاوہ ہمیشہ کے واسطے ٹونک سے علیحدہ ہوکے سرکار انگریزی کے ماتحت علیحدہ ریاست سمجھی جائے نواب محمد علی خان کے بیٹے کو ریاست دی جائے اور اُس کے ہوشیار ہونے تک اُس کا دادا عباد اللہ خان کہ نواب امیر خان کے موجودہ بیٹون مین سے سب سے بڑا ہے انتظام ریاست کرے اس حکم سے نواب کو بذریعۂ خریطۂ گورنر جنرل اطلاع دی گئی اور بذریعۂ اشتہار عام ریاست کے امراء ملازمین و رعایا کو مطلع کیا اور آخر ماہ دسمبر یا ۲ نومبر سنہ ۱۸۶۷ء مطابق ۲۳ شعبان سنہ ۱۲۸۴ ہجری کو نواب محمد علی خان ریاست ٹونک سے علیحدہ ہوا اور گورون کی حفاظت مین بنارس بھیجا گیا اور یہ حکم ہوا کہ بلا اطلاع سرکار اُس نواح سے کہین نہ جائے دو سال تک اُس کو ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ ملتا رہا اور بعد دو سال کے ایک لاکھ روپیہ سالانہ مقرر ہوا اور سو آدمی رفقا و ملازمین و شاگرد پیشہ وغیرہ کے ساتھ رکھنے کی اجازت ہوئی اور اُس کا نائب حکیم سرور شاہ قلعہ چنار مین قید ہوا مگر اُس کو آمد و رفت کی کسی قدر آزادی ملی اور اُس کے پاس خدمتگار بھی مقرر ہوا

نواب محمد علی خان معزول کی بہت اولاد ہوئی ہے اور ۱۳۱۳ سنہ مطابق ۱۸۹۵ء مین وفات پائی ہر فرقے کی رعایا نے نواب کے اخراج پر انتقال حکومت کو پسند کیا اس انتقال حکومت سے باوجودیکہ بعض لوگون کا کسی قدر نقصان بھی ہوا کسی کی ناراضی ظہور مین نہ آئی خصوصًا فرقۂ عام رعایا نہایت خوش و محظوظ ہوا جس طرح ہندوستانی رئیس مصیبت کے وقت ہر شخص کی دلجوئی کرتے ہین نواب معزول نے بھی قبل روانگی محاصل جدید موقوف کیے اپنے رشتہ دارون کو جدید جاگیرین دین اور اُنکی حین حیات جاگیرون کو دوامی کردیا۔ مگر نواب معزول کے انتظام مین بعض خوبیان تعریف کے لائق بھی تھین بخلاف عہد نواب وزیرالدولہ کے آمدنی و خرچ ریاست کی نگرانی بخوبی تمام ہوتی تھی مصارف مین بہت تخفیف ہوئی قرضۂ ریاست کم ہوگیا تعمیرات مفید عام اور آرائش شہر کا اُس کو بہت شوق تھا اُس کے حکم سے شہر کے ایک حصے مین خوشنما مکانات تعمیر ہوئے ہر ایک دولت نا سہ باشندہ شہر سے اُس مین یکسان نقشہ و قطع کا مکان تیار کرایا گیا دو مسجدین تعمیر ہوئین شہر کی پختہ سڑک تیار ہوئی اور گرد و نواح مین باغ لگانے کی لوگون کو تحریک دی گئی نواب محمد علی خان واقع مین اپنے ملک کا ترقی خواہ تھا اور پرگنات مین دورہ کرنے سے اُسنے بہت مستعدی ثابت کی تھی کہ کل راجپوتانے کے واسطے مفید ہوتی اور خصوصًا ٹونک کے متفرق الاجزا ریاست کی نگرانی اُس کے بغیر ناممکن تھی۔

نواب حافظ محمد ابراہیم علی خان

حسب تحریر جلد سوم خم خانۂ جاوید ۱۸۴۸ سنہ مطابق ۱۲۶۵ سنہ ہجری سال پیدائش ہے یادگار دربار تاجپوشی مؤلفہ منشی دین محمد کی روایت کے موافق ۸ نومبر ۱۸۴۹ء کو پیدا ہوئے بعد معزولی اپنے والد کے تاریخ ۲۰ دسمبر ۱۸۶۷ء کو مسند نشین ہوئے اور بعض نے اُنکی مسند نشینی جنوری ۱۸۶۸ء مین لکھی ہے لیکن ۱۸۶۶ء محررۂ خم خانۂ جاوید کسی طرح درست نہین مسند نشینی کے وقت ۲۰ سال کی عمر رکھتے تھے۔

اِنکی بے اختیاری اور مسند نشینی کے وقت عباداللہ خان نے عذر کیا کہ مجھسے تنہا کام نہو سکے گا اس لئے اُسکے تحت مین محکمۂ پنچایت مقرر کیا اور نگرانی انتظام کے واسطے ایک انگریز صاحب اسسٹنٹ مامور ہوا اسوقت ریاست پر ۱۳ لاکھ روپے کا قرض تھا خزانے مین ایک روپیہ بھی نہ تھا اور فوج کی تنخواہ پانچ چھ مہینے کی چڑھی ہوئی تھی مثل کل ہندوستانی رئیسون کے اُنکو ابتدا سے حکومت کا بہت شوق تھا مگر اُنکی مطلق ناتربیت یافتگی سے کیا بنا نام تک نہین لکھ سکتے تھے بجز نہایت خوش خط و نستعلیق کے کچھ پڑھ نہین سکتے تھے حساب کا سمجھنا تو درکنار ہے رقم و ہندسہ بھی نہین جانتے تھے اور بجز قرآن شریف کے ہر علم سے ناواقف تھے محکمۂ پنچایت کا مقرر کرنا لازم آیا اور جبتک کپتان بروس پولٹیکل ایجنٹ ہاڑوتی نے اپنے منشی بشارت علی کو بطور عارضی استاد کے مقرر کرکے بھیجا کچھ تحصیل نہ کی تھی اس شخص کی کوشش سے نواب صاحب نے خوب استعداد حاصل کی پڑھنے لکھنے مین مشق کی تاریخ و جغرافیہ سے واقفیت پیدا کی اور حساب بھی سیکھا انصرام کار ریاست مین شریک ہونے لگے معاملات عظیم پیش ہونے پر اجلاس پنچایت مین صاحب ایجنٹ کے شامل ہوتے تھے اور اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے وزیر محمد خان اور محمود خان حاکم دیوانی اُنکے روبرو مقدمات پیش کرتے تھے

اور نواب صاحب اُنکی صلاح سے فیصلہ کرتے تھے۔ انکو یکم جنوری سنہ ۱۸۷۰ء کو کامل اختیارات حکمرانی عطا ہوئے ریاست کی سلامی جو اُنکے مسند نشین ہونے کے وقت گیارہ توپ کی تھی اب پھر سترہ توپ کی ہوگئی بائیس تئیس برس صاحبزادہ عبید اللہ خان مدار المہام ریاست رہا اُس کی وفات کے بعد انتظام ریاست مین کچھ خلل واقع ہوا اور کونسل ہوگئی اب پھر دوبارہ اختیارات ریاست ملگئے ہین نواب صاحب مذہب اسلام کے پورے پابند ہین نماز جمعہ ہمیشہ جامع مسجد مین سب کے ساتھ باجماعت پڑھتے ہین آپکے عہد مین سنہ ۱۸۶۹ء و سنہ ۱۸۹۹ء و سنہ ۱۹۰۱ء کے قحطون مین رعایا کی پوری امداد کی گئی بندوبست کی تکمیل ہوئی باقاعدہ عدالتین بنین اسکول و اسپتال جاری کئے گئے ۲۰ مئی سنہ ۱۸۹۰ء کو جی۔ سی۔ آئی۔ اِی اور دربار تاجپوشی سنہ ۱۹۱۱ء مین جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے معزز خطاب اُنکو دیئے گئے۔ نواب صاحب کے گیارہ فرزند ہین شعر شاعری کا بھی شوق ہے پہلے بسمل خیرآبادی سے مشورہ سخن کا کیا کرتے تھے اُنکی وفات کے بعد اُسکے چھوٹے بھائی مضطر کو اُستاد بنایا گیا خلیل تخلص کرتے ہین یہ اُنکا کلام ہے۔

تم دست ناز مین سے جو چھو لو چمن کے پھول ۔۔۔ کلیان تمام باغ کی رہ جائین بن کے پھول
شاخ جفا نے پائے ہین سرو وفا کے پھول ۔۔۔ نخل وفا مین آئے ہین رنج و محن کے پھول
تجھ پر فدا ہزار گلی ہر کلی کا رنگ ۔۔۔ تجھ پر نثار لاکھ چمن ہر چمن کے پھول

کوئی ہے زہد پہ نازان کوئی عبادت پر ۔۔۔ یہان تو اے مرے آمرزگار کچھ بھی نہین

دل اک چھوٹی سی شے ہے پر تعجب کا محل یہ ہے ۔۔۔ خیالات جہان کس طرح سے اس مین سماتے ہین

زمانہ جانتا ہے ناز بردار جفا ہم ہین ۔۔۔ خدائی دیکھتی ہے دشمن رسم وفا تم ہو
مروت مین وفا مین ناز برداری مین چاہت مین ۔۔۔ ذرا مین بھی سنون کس بات مین مجھ سے سوا تم ہو
جو واپس ہمنے دل مانگا خلیل اُنسے تو وہ بولے ۔۔۔ کہ اچھا بے وفا اب کون نکلا ہم ہین یا تم ہو

وفا کر یا نکر تو جان مجھ کو کیا تری مرضی ۔۔۔ تجھی کو سب کہین گے بے مروت دیکھنے والے

ستا یا لیکے دل ظالم نے کیا یہ دل لگی اچھی ۔۔۔ اسی کا نام اُلفت ہے تو اس سے دشمنی اچھی

نہ پوچھو حال شب جدائی جو دلکو رنج و محن ہوا ہے ۔۔۔ تمھارے سر کی قسم ہے صاحب کہ صبح کرنا کٹھن ہوا ہے
جو قصۂ زلف چھڑ گیا ہے تو پہرون طول سخن ہوا ہے ۔۔۔ سکوت سب نے کیا ہے او بت جو تیرا وصف دہن ہوا ہے
جو رشے گلگون کا دھیان آیا تو دل نے لطف چمن دکھایا ۔۔۔ خیال آنکھون کا جبکہ باندھا تو صید مضمون ہرن ہوا ہے
بڑھا ہے جس دن سے عشق گیسو نہ دل پہ قابو رہا نہ سر ۔۔۔ ہمارے قبضے مین لے پریرو سواد ملک ختن ہوا ہے

یہان تو نور کا تڑکا ہے یاد رشے روشن مین ۔۔۔ وہ کوئی اور ہونگے شام فرقت دیکھنے والے

راجپوتانے کی موجودہ ریاستوں کا نقشہ بترتیب حروف تہجی

نمبر	نام ریاست	خطاب رئیس	نام رئیس	بنائے ریاست	رقبہ مربع میل	آبادی	آمدنی خالصہ	خراج سرکاری	فوج ریاست	توپ سلامی
۱	اودے پور	مہارانا	فتح سنگھ صاحب	سنہ ۷۲۸ء	۱۱۶۱۴	۱۲۷۳۵۱۸	۳۰۰۰۰۰۰	۲۵۰۰۰۰	۵۵۰۰	۱۹
۲	الور	مہاراؤ راجہ	جے سنگھ صاحب	سنہ ۱۷۷۸ء	۳۱۴۱	۹۰۰۰۰۰	۳۲۹۹۴۷۹	معاف	۴۰۰۰	۱۵
۳	بانسواڑہ	مہاراول	پرتھی سنگھ صاحب	سنہ ۱۵۳۱ء	۱۹۴۶	۱۸۷۴۶۸	۶۰۴۲۰۰	۴۲۴۰۰	۵۰۰	۱۵
۴	بوندی	مہاراؤ راجہ	رگھبیر سنگھ صاحب	سنہ ۱۳۴۲ء	۲۲۳۰	۲۱۸۷۳۰	۹۴۵۴۰۸	۱۱۰۰۰۰	۳۰۰۰	۱۷
۵	بھرت پور	مہاراجہ	کشن سنگھ صاحب	سنہ ۱۷۲۰ء	۱۹۷۴	۶۴۵۵۴۰	۳۲۵۶۲۴۷	معاف	۵۰۰۰	۱۷
۶	بیکانیر	مہاراجہ	گنگا سنگھ صاحب	سنہ ۱۴۸۹ء	۱۷۶۷۶	۵۰۹۰۲۱	۸۴۰۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۳۰۰۰	۱۷
۷	پرتاب گڑھ	مہاراوت	رگھوناتھ سنگھ صاحب	سنہ ۱۴۳۴ء	۸۸۶	۱۶۲۷۰۴	۵۱۲۲۰۰	۵۶۵۰۰	۶۰۰	۱۵
۸	ٹونک	نواب	ابراہیم علی خاں صاحب	سنہ ۱۸۰۰ء	۲۵۰۹	۳۲۸۰۲۹	تقریباً ۲۰۰۰۰۰۰	معاف	۴۰۰۰	۱۷
۹	جودھپور	مہاراجہ	زبھیر سنگھ صاحب	سنہ ۱۲۳۰ء	۳۴۹۶۳	۲۰۵۰۱۳۱	۸۸۰۰۰۰۰	۲۱۳۰۰۰	۶۵۰۰	۱۷
۱۰	جھالراپاٹن	مہاراج رانا	بھوانی سنگھ صاحب	سنہ ۱۸۳۸ء	۸۱۰	۹۶۲۱۵	۹۰۶۸۱۵	۸۰۰۰۰ +	۴۰۰۰ +	۱۱
۱۱	جیسلمیر	مہاراول	سالواہن صاحب	سنہ ۷۳۱ء	۱۶۰۶۲	۸۸۲۷۸	۲۴۰۰۰۰	معاف	۵۰۰	۱۵
۱۲	جیپور	مہاراجہ	مان سنگھ صاحب دوم	سنہ ۹۶۷ء	۱۵۵۸۹	۲۶۴۴۰۷۲	۸۳۰۰۰۰۰	۴۰۰۰۰۰	۱۱۰۰۰	۱۷
۱۳	دھولپور	مہاراج رانا	اودے بھان سنگھ صاحب	سنہ ۱۷۶۱ء	۱۶۲۶	۲۴۹۶۵۷	قریب ۱۰۰۰۰۰۰	معاف	۳۰۰۰	۱۵
۱۴	ڈونگرپور	مہاراول	بجے سنگھ صاحب	سنہ ۱۳۲۵ء	۱۴۴۷	۱۵۹۱۹۲	۴۲۲۴۰۰	۲۷۴۰۰	۴۰۰	۱۵
۱۵	سروہی	مہاراؤ	کیسری سنگھ صاحب	سنہ ۱۲۸۴ء	۱۹۶۴	۱۸۹۱۷۳	۷۷۹۶۳۹	۷۵۰۰	۵۰۰	۱۵
۱۶	قرولی	مہاراجہ	بھنور پال صاحب	سنہ ۱۴۰۰ء	۱۲۴۲	۱۴۶۵۵۸	۶۲۷۷۶۲	معاف	۲۰۰۰	۱۷
۱۷	کوٹہ	مہاراؤ	امید سنگھ صاحب دوم	سنہ ۱۶۳۲ء	۶۰۳۰	۷۶۱۵۶۰	۴۱۴۰۳۰۶	۳۸۴۰۰۰	۵۰۰۰	۱۷
۱۸	کشن گڑھ	مہاراجہ	مدن سنگھ صاحب	سنہ ۱۶۰۸ء	۸۵۴	۸۷۰۹۳	۸۳۸۴۹۹	معاف	۶۰۰	۱۵

لللہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری
طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج ۱۹ شوال ۱۳۴۳ہجری مطابق ۱۳ مئی ۱۹۲۵ء کو آفتاب عالمتاب کے پہرے مین بمقام رام پور ملک روہیلکھنڈ اس مرآة الہنود یعنی تاریخ راجپوتانہ کے اخیر صفحے کی اخیر سطرین میرے قلم سے نکلین۔

تمنا کے خداوند روئے زمین ۔۔۔ بلندی دہ چرخ خضرا برین
کہ مقصد ہوا اپنا پورا شتاب ۔۔۔ جہان مین خوشی سے ہوا کامیاب
بر آئی مرے دل کی اب آرزو ۔۔۔ خدا کی عنایت سے اے نیک خو
کھلا غنچۂ کامرانی شتاب ۔۔۔ ملا تشنہ لب کو ہے اک جام آب
مراد دل ناتوان حقیر ۔۔۔ بر آئی جہان مین ہوا کام گیر
جہان مین رہین جب تلک مہر و ماہ ۔۔۔ تو اس کارنامے کو رکھنا الٰہ
ترے در پہ دائم رہے بو الفضول ۔۔۔ گنہ اس کے محشر مین کرنا قبول
تری ہی ہر اک چیز دیوانہ ہے ۔۔۔ ترا ہی ہر اک دل سے پروانہ ہے
فلک کو جو گردش ہے آٹھون پہر ۔۔۔ ترا ہی ہے سرگشتہ یہ فتنہ گر
ترا ہی لگا ہے دل مہ مین داغ ۔۔۔ ترے ہی ہین الفت مین روشن چراغ
ترے عشق مین جان کھوتی ہے شمع ۔۔۔ ہمیشہ تری لو مین روتی ہے شمع
ترے عشق مین خون دل لالہ ہے ۔۔۔ ترے عشق مین شعلہ جو والہ ہے
ترا ہی ہے حیرت زدہ آئینہ ۔۔۔ ترا ہی ہے حسرت زدہ آئینہ

ترا ذکر ہر دم ہو ورد زبان
ترے نام کے ساتھ رخصت ہو جان

تمت

الحمد للہ والمنت کہ کتاب لاجواب مرغوب دلہائے انس و جان الموسوم بہ

وقائع راجستان

از تالیف لطیف محقق خوش تدبیر و مورخ بینظیر مولوی حکیم نجم الغنی خان صاحب رامپوری مصنف و مولف کتب کثیرہ بصد اہتمام و تصحیح مالا کلام بصرف کثیر ہمدم برقی پریس لکھنؤ مین باہتمام خواجہ اسد پرنٹر بماہ مارچ ۱۹۲۶ء زیور طبع سے آراستہ ہو کر نور افروز دیدہ تاریخ بینان ہوئی۔ کتاب ہذا کا حق تصنیف و تالیف بحق ہمدم بک ایجنسی محفوظ ہے۔ کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائین ورنہ نقصان اٹھائینگے۔ جسقدر جلدین مطلوب ہون ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ سے طلب فرمائین قیمت پانچ روپیہ ؎

المشتہر منیجر ہمدم بک ایجنسی لکھنؤ

ضمیمہ متعلق حالات یادو

اسکو صفحہ ۴۵ کی سطر ۲۶ سے صفحہ ۴۷ کی سطر ۱۵ تک کی عبارت کا بدل سمجھنا چاہیئے

ہندوستان کی کل اقوام مین یادو جسکو جادو بھی کہتے ہین بہت مشہور ہے بُدھ یعنی مرکری کی اولاد کہ قری یعنی چندر کی نسل سے تھا اس لقب سے مشہور ہوئی ہے اور جادو کی ۵۶ شاخین تھین سری کرشن کی آٹھ رانیان تھین ساتوین رانی کا نام جام وتی تھا اور اُس کے بڑے بیٹے کا نام سامبا تھا اس نے قبضہ اُس ملک پر حاصل کیا جو دریاے سندھ یعنی اٹک کے دونون جانب واقع ہے اس سے خاندان سندھ ساما پیدا ہوا سامبا سے جارسے جا نسل چلی ور سب سے بڑی رانی کا نام رُکنی تھا اُسکے بڑے بیٹے پردُمن کی شادی بدربہ کی راج کنیا سے ہوئی تھی جسکے بطن سے اُسکے دو فرزند تھے اَن راد اور بجر اس بجر سے قوم بھاٹی پیدا ہوئی۔ بجر کے دو فرزند تھے ایک ناب اور دوسرا کھیر (یاے معروف سے) حضرت عیسیٰ سے گیارہ سو برس پیشتر چھپن اقوام جادو مین بمقام کوروکشیتر (کورو چھیتر) اور بعد ازان دوارکا مین جنگھاے عظیم وقوع مین آئین اور بہت کمزور ہو گئے اور پردمن مارا گیا بجر متھرا سے اپنے والد کی ملاقات کو جاتا تھا اور اثناے راہ مین تھا اور صرف بیس کوس متھرا سے گیا تھا کہ یہ خبر اُسکو پہونچی کہ اُسکے رشتہ دار سب برباد ہو گئے یہ سنکر وہ اُسی مقام پر مر گیا اور ناب کو راج گدی ملی وہ واپس متھرا کو آیا مگر کھیر دوارکا کو چلا گیا۔ راجپوتون کی ۳۶ قومین جو کسی زمانے مین مالک ملک تھین اور اُنکو اب تک قوم جادو نے مغلوب کر رکھا تھا آمادۂ انتقام ہوئین ناب کو مجبوراً مفرور ہو کر دوارکا کو جانا پڑا اور وہان سے بھی بھاگ کر ماروار مین پناہ لی (یہان تک مضمون بھاگوت سے نقل ہوا۔ اب سُکھ دھرم نامے برہمن متھرا کی روایت سے کہین کہین اضافے کے ساتھ نقل کیا جاتا ہے) ناب کا ایک فرزند پرتھی باہو تھا اور کھیر کے دو فرزند تھے ایک جھاریجہ دوسرا جدباہن تھے۔ یہ جدباہن دیوی کی جاترا کے واسطے گیا تھا دیوی نے اُس کی آہوزاری پر رحم کھایا اور خواب مین آ کے اُمید برآری کا اقرار کیا اُس نے التجا کی کہ مجھے رہنے کو زمین دے دیوی نے جواب دیا کہ اُنہین پہاڑون مین راج کر اور یہ کہکر غائب ہو گئی جدباہن اُٹھکر اس خواب کا خیال کرتا تھا کہ یکایک شور وغل کی آواز آئی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دیس کا راجہ لاولد مر گیا ہے اور مسند نشینی کے واسطے لوگ آپس مین نزاع کرتے ہین وزیر نے کہا کہ مینے خواب مین دیکھا ہے کہ بھیٹرہ مین کرشن کی اولاد مین سے کوئی آیا ہے اُس کو تلاش کر کے راجہ کرنا چاہیئے سب نے یہ بات قبول کی اور جدباہن راجہ ہو گیا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جدباہن نے دوآبۂ پنجاب مین حکومت قائم کی اور کامیابی کے ساتھ بھیٹرہ مقام کی ریاست پائی اور اُسکے اولاد بہت ہوئی اور اُنکے رہنے کے مقام کا نام جادو کا ڈانگ اور بقولے یادو کا ڈانگ مشہور ہو گیا۔ پرتھی باہو خلف ناب رئیس ماروار کو سری کرشن کا چتر شاہی کہ بسوکرما کا بنایا ہوا تھا ورا ثت مین ملا۔ اس کا بیٹا باہو بل (بواؤ غیر ملفوظ) تھا جس کی شادی کملاوتی دختر بجے سنگھ پنوار راجۂ مالوہ سے ہوئی۔ بجے سنگھ نے ایک ہزار خراسانی گھوڑے اور سو ہاتھی اور مرداریداور جواہرات اور زیور طلائی بے شمار دیا اور پانسو خادم مع رتھ اور پلنگ طلائی بھی دیے یہ کملاوتی اصل رانی ہوئی اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام باہو تھا۔ باہو گھوڑے سے گر کر مر گیا اس کے ایک فرزند تھا جس کا نام سُباہو تھا اس کی رانی نے جو دختر مندلچ چوہان اجمیر والے کی تھی

زہر دیکر مار دیا اُس کا ایک فرزند تھا جس کا نام ریجھ (بیاے معروف ہے) اس شخص نے بارہ سال راج کیا۔ اس کی شادی سُہاگ سُندری دختر بیر سنگھ راجۂ مالوہ کے ساتھ ہوئی تھی جب وہ حاملہ تھی خواب مین دیکھا کہ سفید ہاتھی پیدا ہوگا اس کی تعبیر نجومیون نے اچھی سمجھ کر لڑکے کا نام گج رکھا جب وہ جوان ہوا تو جدباہو (بقول جدبھان) راجۂ پورب دیس نے ناریل یعنی پیغام شادی اُسکے واسطے بھیجا جو منظور ہوا۔ اس عرصے مین خبر آئی کہ ایک قوم چار لاکھ سوار کی جمعیت سے بسرکردگی فرید شاہ والی خراسان چلی آتی ہے اور اُس سے خوف زدہ ہوکر لوگ فرار ہوتے ہین راجہ ریجھ مقابلے کے واسطے تیاری کرکے ہریو کو روانہ ہوا دشمن یہان سے دو کوس کے فاصلے پر گج شہر مین مقیم تھا لڑائی ہوئی دشمن پسپا ہوا اور اُس کا نقصان تیس ہزار آدمی کا ہوا اور ریجھ کے چار ہزار آدمی کام آئے مگر دشمن نے پھر حملہ کیا اور راجہ ریجھ نے پھر اُس کا مقابلہ کیا مگر اس جنگ مین یہ زخمی ہوا اور جس وقت گج اپنی زوجۂ ہنساولی دختر جدبھان راجہ پورب کو لیکر یہان پہونچا اُس وقت راجہ ریجھ مرگیا۔ گج باپ کی جگہ مسند نشین ہوا دو لڑائیون مین شاہ خراسان کو شکست ہوچکی تھی مگر اُس کو شاہ روم نے کمک بھیجی کہ کافرون کے ملک مین قرآن و حدیث (اور بقول ٹاڈ طریق امامیہ) جاری کرے جب مخالفون کی فوج اس طرح زبردست ہوگئی تو راجہ گج نے اپنی حراست کے لئے زابلستان مین پہونچکر کوہستان کے درمیان مین قلعہ گجنی جو اب غزنی کہلاتا ہے تعمیر کرایا جس کا وقت اس زمانے سے دو ہزار برس پیشتر قیاسی طور پر بیان کیا جاتا ہے کار تعمیر ختم ہی ہونے والا تھا کہ خبر پہونچی کہ شاہان روم و خراسان قریب آگئے ہین جادو راجہ بھی مقابلے کو بڑھا اور دولا پُر (واو معروف سے) مقام دہ دونون بادشاہ بھی چلے آئے تھے کہ یکایک شاہ خراسان بدہضمی سے مرگیا۔ لیکن شاہ سکندر رومی تنہا لڑا سخت محاربہ ہوا انجام کار شاہ کی فوج بھاگی پچیس ہزار آدمی کھیت رہے اور وہ تمام ہاتھی گھوڑے بلکہ اپنا تخت چھوڑکر بھاگ گیا۔ سات ہزار ہندو بھی کام آئے۔ راجہ گج فتح کا نقارہ بجاتا دار الریاستہ کو واپس آیا اور ایام سنبت مین تیسری بیساکھ روز یکشنبہ روہنی نچھتر سمت ۳۰۰۸ دھرم راج یودھشٹر مین گج راجہ نے تخت غزنی پر بیٹھکر جادو نسل کی حکومت کو قائم رکھا اس فتح سے اُس کی طاقت مستقل ہوگئی اُس نے مغربی ممالک کو فتح کیا اور کشمیر کو ایلچی بھیجکر وہان کے راجہ کندرپ کیل کو اپنے پاس بُلایا مگر اُس نے تعمیل نہ کی اور جواب دیا کہ اگر مین لڑنے کے بغیر دوسرے کی اطاعت کرون گا تو لوگ مجھ کو طعنہ دینگے اس پر گج نے کشمیر پر حملہ کیا اور وہان کے راجہ کی دختر سے شادی کی اور اس سے ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام شالباہن رکھا گیا جب یہ لڑکا بارہ برس کے سن کو پہونچا تو خبر آئی کہ خراسانی دوبارہ فوج کشی کرتے ہین راجہ کو دیوی کی زبان سے معلوم ہوا کہ غزنی تیرے ہاتھ سے جانے والی ہے مگر تیری اولاد کو کہ مسلمان ہون گے پھر مل جائے گی اور یہ بھی ہدایت کی کہ اپنے بیٹے شالباہن کو یہان سے نکالدے راجہ نے خوف کھا کر اپنے اہل خاندان کو جمع کرکے بحیلۂ درشن جوالا مکھی کے مشرق کی طرف بھیجدیا اور اپنے فرزند شالباہن کو ساتھ کیا بعد اس کے دشمن پانچ کوس کے فاصلے پر غزنی سے آپہونچا راجہ نے اپنے چچا سہدیو کو قلعے کی حفاظت کے واسطے چھوڑا اور خود مقابلے کے واسطے گیا لڑائی شروع ہوئی طرفین کے بہت سے

آدمی کام آئے اور شاہ خراسان اور راجہ گج دونون مارے گئے اور پانچ پہر کے عرصے مین ایک لاکھ میر اور تیس ہزار ہندو تہ تیغ ہوئے بادشاہ کے بیٹے نے قلعہ گھیر لیا۔ تیس روز تک سہدیو لڑتا رہا آخر مین اُس نے ساکھ کیا اور نو ہزار بہادرون نے جان دی (لیکن ان روشن خیال مورخون کے سمجھ مین یہ بات نہ آئی کہ راجہ گج کے زمانے مین مذہب اسلام شروع کب ہوا تھا بلکہ برتقدیر صدق اس حکایت کے یادون کو اُنکے لیے مقبوضہ ملک سے نکالنے والی مسلمین قوم ہوگی) شالباہن نے یہ خبر سُنکر پنجاب مین اپنا پاؤن جمایا اور اُس ملک پر قبضہ کرکے ایک مقام پر جہان پانی بافراط تھا شہر آباد کرکے شالباہن پور نام رکھا گرد و نواح کے بھومیون نے جمع ہوکر اُس کی اطاعت کی۔ بکرماجیت کے سمت سے بہتر برس گذر چکے تھے جب بھادون کی اشٹمین روز یکشنبہ کو شالباہن پور کی آبادی شروع ہوئی۔ شالباہن نے پنجاب کی کُل سرزمین کو فتح کیا اس کے پندرہ بیٹے تھے سب نے اپنی قوت بازوسے علیحدہ علیحدہ راج قائم کئے سب سے بڑا بھائی **بلند** تھا اُس کے لئے راجہ جے پال تنور والی دہلی کے یہان سے ناریل آیا قبول کیا گیا۔ بلند دہلی گیا اور اُس کی وہان شادی ہوگئی جب وہ دہلی سے واپس آیا تو اُس کے باپ شالباہن نے دشمن سے غزنی اور باپ کا عوض لینے کا ارادہ کیا اس وجہ سے اُس نے دریاے اٹک کو عبور کرکے جلال آباد پر حملہ کیا اور غزنی فتح کرکے بلند کو وہان چھوڑا اور خود اپنی دارالریاستہ واقع پنجاب کو واپس آیا اور تھوڑے دنون کے بعد ۳۲ سال اور نو ماہ راج کرکے مر گیا۔ بلند باپ کی جگہ مسند نشین ہوا اور اُس کے بھائی پنجاب کے پہاڑی ملکون مین راجہ ہوگئے ترک پھر جمع ہونے اور ملک کو مغلوب کرنے لگے بلند کے سات بیٹے تھے جن کے یہ نام ہین بھائی۔ بھوپتی۔ کلر۔ جنج۔ سرمور۔ بھینس رے جہ بانگریو۔ بلند کے دوسرے بیٹے بھوپتی کا بیٹا چکیتو تھا اُس سے چکیتو قوم پیدا ہوئی۔ بلند نے اپنے پوتے چکیتو کو غزنی مین چھوڑ کر خود شالباہن پور مین بود و باش کی اب میچھون (مسلمانون) کی طاقت بڑھ گئی اُس نے انکو اپنی فوج مین نوکر رکھا بلکہ کُل اُسی گروہ کے لوگ اُس کے سردار ہوگئے اور وہ اپنے سردارون کے سمجھانے سے مسلمان ہوگیا اور بلخ و بخارا کا بادشاہ بن گیا۔ دروازۂ بلخ سے ہندوستان تک اُس کا راج تھا اُس سے چکیتو مغل یعنی چغتا کو حاصل کیا اور یہ بالکل بے سروپا بات ہے صاحبان تاریخ دان کو معلوم ہوگا کہ قوم چغتہ مغل کی ایک شاخ ہے اور اپنے مورث چغتائی خان ابن چنگیز خان کے نام سے مشہور ہوئی ہے اور چنگیز خان جامع التواریخ رشیدی کے مطابق ذیقعدہ سنہ ۵۴۹ ہجری مین پیدا ہوا تھا اور ۷۵ سال قمری اور ۷۲ سال ترکی عمر پائی تفاوت کی وجہ یہ ہے کہ سالہاے ترکی شمسی حساب سے لئے جاتے ہین اور ہر تیس سال مین تقریبًا ایک سال قمری کم آتا ہے میلادی حساب سے چنگیز خان سنہ ۱۱۵۴ مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۲۲۷ مین وفات پائی چغتائی خان اُس کا دوسرا بیٹا اور بڑی بیوی سے تھا اسی طرح مغل بھی قوم ترک کی ایک شاخ ہین اور مغول خان ابن النجہ خان اپنے مورث کے اسم سے تسمیہ مغل کا ہوا ہے اور ترک کی قوم یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد ہے حیات افغانی مین لکھا ہے کہ غزنی کو زمانۂ قدیم مین زابل کہتے تھے اور غزنی قدیم کو سلطان محمود نے ہندوستان کو فتح کرکے آباد کیا تھا اور چکیتو کے زمانے تک اسلام اور مسلمانون کا نام بھی نہ تھا بلند کے تیسرے بیٹے کلر کے آٹھ بیٹے ہوئے جن سب کی اولاد کلر کہلاتی ہے ان مین سے زیادہ تر مسلمان ہوگئے ہین

اُنکی مختلف اقوام ندی سے مغرب کو پہاڑی ملک مین رہتی ہین بلند کے چوتھے بیٹے جنج کے سات لڑکے ہوئے اور سب کی اولاد جنجی کہلاتی ہے جب لفظ جنج کو جوہیہ کے ساتھ جو ایک قوم کلان ہے شامل کیا جائے تو لفظ جنجوہیہ سے وہ قوم جس کا ذکر بابر نے کیا ہے پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح بلند کے دیگر اخلاف کی اولاد علیحدہ علیحدہ اقوام کے ناموں سے مشہور ہوئی۔

بھاٹی بجاے اپنے باپ بلند کے مسند نشین ہوا اُس کے دو بیٹے تھے منگل راؤ اور مسور راؤ بھاٹی کے ساتھ خاندان کا نام بدل گیا اُس وقت سے قوم کا نام بھاٹی ہوگیا۔ اس بھاٹی نے کئی بار فتح غزنی کے لئے زور لگا کر ناکامی کے بعد پنجاب ہی مین دن گذارے وہان سے بھی نکالے گئے تو ستلج اور گارڈھا ندیون کو عبور کرکے ہندوستان مین آئے وہان سے لانگھاؤن کو جن مین جوہیہ اور موہے لا وغیرہ داخل تھے خارج کرکے اپنی حکومت قائم کی اور سنہ ۱۲۱۲ مین تنوٹ اور دہر اوّل اور جیسلمیر آباد کئے اب کرشن کی اولاد کے بھاٹیون کا جیسلمیر دارالحکومت ہے۔
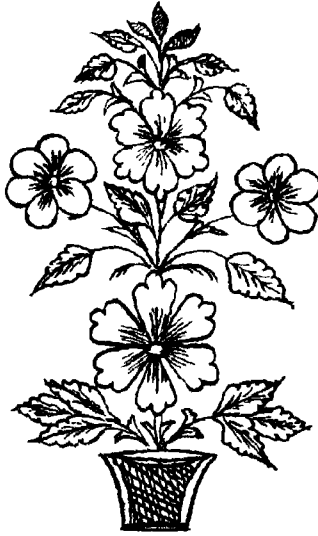
اُن کتابوں کے نام جن سے تاریخ راجپوتانہ کی تالیف میں مدد لی گئی ہے

فارسی کتب :

نمبر شمار	نام کتاب	بنانے والے کا نام	نمبر شمار	نام کتاب	بنانے والے کا نام
۱	بادشاہ نامہ	عبدالحمید لاہوری -	۲۳	آئین اکبری	ابوالفضل
۲	طبقات اکبری	ملا نظام الدین -	۲۴	امیر نامہ	بساون لال شادان
۳	عالمگیر نامہ موسوم بہ مآثر عالمگیری	مرزا محمد ساقی مستعد خان -	۲۵	مرآت سکندری	مرزا سکندر بن مرزا محمد عرف منجھو
۴	مرآت احمدی	مرزا محمد علیخان احمد شاہی -	۲۶	شاہجہان نامہ	محمد امین بن ابوالحسن قزوینی
۵	مرآت جہان نما	شیخ محمد بقا -	۲۷	منشآت چندربھان	چندربھان -
۶	منتخب التواریخ	ملا عبدالقادر بدایونی -	۲۸	تذکرۃ الواقعات ہمایونی	جوہر آفتابچی
۷	ملخص التواریخ	سید فرزند علی	۲۹	جام جہان نما	مولوی قدرت اللہ شوق ساکن موئی ضلع پیلی بھیت -
۸	نگارستان	مولوی مجد د ابن محمد احمد -	۳۰	منتخب اللباب	محمد ہاشم المخاطب بہ خافی خان نظام الملکی
۹	مرآت آفتاب نما	نواب امین الدولہ شاہ نواز خان	۳۱	مفتاح التواریخ	ٹامس ولیم بیل -
۱۰	ترجمہ بابر نامہ موسوم بہ تزک بابری	مترجمہ خان خانان بیرم خان	۳۲	ہفت گلشن محمد شاہی	مولوی محمد ہادی -
۱۱	ظفر نامہ عالمگیری	عاقل خان رازی -	۳۳	تاریخ بہادر شاہی	مرزا محمد مخاطب بہ دانشمند خان المعروف بہ نعمت خان عالی -
۱۲	تاریخ فرخ سیر موسوم بہ اقبالنامہ		۳۴	جنگ نامہ	نعمت خان عالی
۱۳	تاریخ جیپور	منقول از لالہ روشن رائے -	۳۵	خلاصۃ التواریخ	منشی سجان رائے بھنڈاری بٹالوی
۱۴	تاریخ فرشتہ	مرزا محمد قاسم معروف بفرشتہ -	۳۶	مرآت العالم	بختاور خان منصب دار عہد عالمگیری
۱۵	عمل صالح معروف بہ شاہجہان نامہ	سید آل محمد صالح -	۳۷	حبیب السیر	مرزا غیاث الدین -
۱۶	تزک جہانگیری	جہانگیر بادشاہ	۳۸	روضۃ الصفا	محمد بن خاوند شاہ بلخی -
۱۷	سیر المتاخرین	سید غلام حسین	۳۹	حسین شاہی معروف بہ درانی نامہ	سید امام الدین حسینی -
۱۸	تاریخ مظفری	محمد علیخان انصاری	۴۰	تاریخ عارف قندہاری	حاجی محمد عارف قندہاری
۱۹	مآثر جہانگیری	کامگار حسین عزت خان -	۴۱	طبقات ناصری	مولانا منہاج -
۲۰	مآثر الامرا	میر عبدالرزاق المخاطب بہ نواب صمصام الدولہ شاہ نواز خان خوافی اورنگ آبادی	۴۲	تاریخ حقی	مولانا شاہ عبدالحق دہلوی
۲۱	اقبالنامہ جہانگیری	معتمد خان -	۴۳	تاریخ فیروز شاہی	شمس سراج عفیف -
۲۲	اکبرنامہ	ابوالفضل			